تصحیح قرآنی الفاظ و عنوانات کے ساتھ جدید ایڈیشن

تفسیرِ عُثمانی

ترجمہ قرآن شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

تفسیر

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی، انڈیا

موضح فرقان

معروف بہ

تفسیر عثمانی

تسہیل، تخریج واضافہ عنوانات کے ساتھ جدید ایڈیشن

۲

ترجمہ قرآن شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

تفسیر

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ
(سورۃ الفاتحہ تا سورۃ النساء)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(سورۃ النساء تا سورۃ الناس)

اشرفی بک ڈپو دیوبند، یوپی (انڈیا)

ASHRAFI BOOK DEPOT

Deoband (U.P) India - 247554

Ph:- 09358001571, 01336-223082

Email:- ashrafibooks@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ عثمانی

ترجمہ قرآن شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

تفسیر

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

(سورۃ الفاتحہ تا سورۃ النساء)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(سورۃ النساء تا سورۃ الناس)

۲

تصحیح متن قرآن کریم ❖ قاری محمد اشرف خوشابی (رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف پنجاب)

اشاعت ❖ اگست: ۲۰۱۴

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی پر ہم بے حد شکرگزار ہوں گے۔ (ادارہ)

اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی (انڈیا)

ASHRAFI BOOK DEPOT

Deoband (U.P) India - 247554

Ph:- 09358001571, 01336-223082

Email:- ashrafibooks@gmail.com

فہرست مضامین

پارہ نمبر:۱۶ ۵۱
اپنے جواب کی تائید
آخری موقع کی درخواست ۵۲
بستی والوں کا مہمانی سے انکار اور قصہ دیوار
تنبیہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول پڑے
جدائی کا اعلان اور پوشیدہ اسرار کا انکشاف
کشتی کو عیب دار کرنے کی حکمت
بچے کے قتل کی حکمت اور دیگر مصالح تکوینیہ کی تفہیم کیلئے مثالیں
والدین کے ایمان کی حفاظت اور عمدہ تلافی ۵۴
بچوں کے حق میں باپ کی نیکو کاری کا اثر
ذوالقرنین کا تعاون
مغرب کی طرف سفر کی انتہاء
ذوالقرنین کا ایک قوم پر گذر، ذکر تسلط اور اختیار
عادل بادشاہ کا طریقہ ۵۶
مشرقی سفر
ایک وحشی قوم سے ملاقات
تیسرا سفر
تنبیہ ۵۷
مظلوم قوم کی ذوالقرنین سے درخواست
تنبیہ
آہنی دیوار کی تعمیر ۵۸
قرب قیامت دیوار ٹوٹ جائے گی
یاجوج ماجوج کا خروج اور شدت اضطراب
منکرین کا گمان غلط ہے
عذاب سے مہمانی
قیامت میں بڑے خسارے والے ۵۸
کفار کی حسنات مردہ ہیں وزن کے قابل نہیں ۵۹
نیکوں کو تازہ بہ تازہ نعمتیں ملیں گی
اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کی باتیں بے انتہاء ہیں
بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شرک کی مذمت ۶۰
سُورَۃُ مَرْیَمَ ۶۱
تذکرۂ زکریا علیہ السلام
دعاء زکریا علیہ السلام
عجز و انکساری کا اظہار ۶۲
حصول رحمت کا طریقہ
خوف و اندیشہ کا اظہار
نیک جانشین کی عاجزانہ دعا
تنبیہ
دعا کی قبولیت اور صاحبزادے کی بشارت
غیر معمولی خوشخبری کی استلذاذی کھود کرید ۶۲
مشیت ایزدی ۶۳
خدا کی قدرت عظیمہ کے سامنے سب آسان ہے
قرار حمل کی نشانی
خوشی کے وقت تسبیح و تہلیل ۶۴
حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم ربانی
لڑکپن ہی میں علم و حکمت سے سرفرازی
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف و فضائل
سلامتی یحییٰ علیہ السلام
حضرت مریم کا تنہائی میں جانا
حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد ۶۵
سیدہ مریم علیہا السلام کا تعلق مع اللہ ۶۵
حضرت جبریل علیہ السلام کے تسلی آمیز کلمات
سیدہ مریم علیہا السلام کا سوال

قدرت عظیمہ کی ایک نشانی
بیت اللحم ٦٦
سیدہ مریم علیہا السلام کا بوقت درد کرب و اضطراب
حضرت سیدہ مریم کیلئے تسلی اور خوشخبری
تنبیہ
خاموشی کا روزہ
قوم ششدر رہ گئی
تنبیہ ٦٧
بچہ کی طرف اشارہ
قوم کی جھنجھلاہٹ
تنبیہ
بچے کی گفتگو اور فاسد خیالات کا رد
تنبیہ ٦٨
صلوٰۃ و زکوٰۃ کی تاکید
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور صفات ٦٩
اللہ قادر مطلق ہے، اولاد کی ضرورت نہیں ہے
سب کا رب اور معبود اللہ ہے ٧٠
منکرین کیلئے تنبیہ
کافروں کیلئے حسرت ہی حسرت
مالک حقیقی کے سوا سب فنا ٧١
تذکرہ ابراہیم علیہ السلام اور شرک کی تردید
صدیق کے معنیٰ
اپنے باپ کو دعوت
رضائے حق کا راستہ ٧٢
ڈوب مرنے کا مقام
بداعمالیوں کی شامت
باپ کی دھمکی
سلام رخصت
وعدۂ استغفار
وطن سے ہجرت ٧٣
غریب الوطنی میں انس و سکون کا سامان
تنبیہ

خصوصی انعامات
تذکرہ موسیٰ علیہ السلام
نبی اور رسول ٧٣
ہم کلامی کا شرف
تذکرہ ہارون علیہ السلام
سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے اوصاف و فضائل
گھر والوں کو نماز و زکوٰۃ کا حکم ٧٥
تذکرہ ادریس علیہ السلام
انعام یافتہ افراد ٧٦
انبیاء علیہم السلام کی شان عبودیت و بندگی
برے جانشینوں کیلئے وعید
توبہ کرنے والوں کیلئے خوشخبری
بہترین بدلہ
صبح و شام جسمانی اور روحانی غذا
بہترین میراث ٧٧
فرشتوں سمیت ہر چیز حکم خداوندی کے تابع ہے
تنبیہ اول ٧٨
تنبیہ دوم
بندگی کے لائق صرف اللہ ہے
منکرین بعث کا شبہ
جواب شبہ
مجرم اور شیطان اکھٹے
منکرین میں سے بدمعاش لوگ پہلے جہنم میں
سب کا دوزخ پر گذر ہوگا ٧٩
بیوقوف کفار کی خام خیالی اور مسلمانوں سے استہزاء
کفار کے تفاخر و استہزاء کا جواب ٨٠
دنیا امتحان کی جگہ اور اختیار کی آزادی
کفار کی ظاہری طاقت و عزت عارضی ہے
مومنین کی فہم و بصیرت میں زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے
ہر نیکی کا بہترین بدلہ ملے گا
کافر مالدار کو صاف صاف جواب
یہ کافر کی خام خیالی کے سوا کچھ نہیں ہے ٨٢

سزا میں اضافہ
قیامت میں اکیلا حاضر ہوگا
جھوٹے معبودوں کی مدد کی امید سودائے خام ہے
جھوٹے معبود ذلت و رسوائی میں اضافہ کا سبب
کافروں منکروں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا رہتا ہے
سفارش کرنے والے
عقیدہ ابنیت کی مذمت اور تنبیہ شدید
یہ سخت گستاخانہ کلمہ وعقیدہ ہے ۸۳
اللہ کی شان تقدیس اور کمال غنا کے منافی ہے
سب خدا کے بندے ہیں
کوئی بھی اس کی بندگی سے باہر نہیں ہوسکتا
صالح مومنین کیلئے محبت اور حسن قبول کا انعام
تنبیہ
قرآن خوب وضاحت سے بتاتا ہے
کافروں اور منکروں کیلئے درس عبرت
سورۂ طٰہٰ ۸۴
تسلی رسول ﷺ اور کفار کو باتوں کا جواب
اللہ اکیلا تمام کائنات کا خالق و مالک ہے ۸۵
تنبیہ
علم الٰہی کی وسعت کا تذکرہ
الوہیت خاصۂ خدا ہے اور اسماء وصفات میں تعدد توحید کے
مخالف نہیں
قصۂ موسیٰ علیہ السلام اور صداقت مصطفیٰ ﷺ
مدین سے مصر کا سفر اللہ کا نور جلال اور کلام ذی شان ۸۶
جوتیاں اتارنے کا حکم
شرف مکالمہ اور رسالت کیلئے انتخاب
خدا کی یاد اور نماز کا حکم ۸۷
قیامت کے وقت کا اخفاء
عقیدۂ معاد کی تعلیم
بری صحبت سے منع
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال اور اس کی غرض وحکمت
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب

لاٹھی سانپ بن گئی ۸۸
تسلی موسیٰ علیہ السلام
ید بیضاء
دعائے موسیٰ علیہ السلام
معیت سے دعوت میں زور اور ذکر میں نشاط ہوگا ۸۹
قبولیت کا اعلان
فضل ربانی کا تسلسل
والدۂ موسیٰ کیلئے حکم
تنبیہ
موسیٰ علیہ السلام صندوق میں اور خدا کی قدرت کا ظہور
تنبیہ ۸۹
القائے محبت اور اس کی غرض ۹۰
شاہانہ اعزاز و اکرام کیساتھ موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس
دنیوی اور اخروی پریشانی سے نجات
تنبیہ ۹۱
فرعون کے پاس جانے اور ذکر اللہ کی کثرت کا حکم
آداب تبلیغ
حضرات کے خدشات
تنبیہ
تسلی موسیٰ و ہارون علیہما السلام ۹۲
فرعون کو تین چیزوں کی طرف دعوت
ماننے میں ہی سلامتی ہے ۹۳
فرعون کا فرعونی سوال
بہترین جواب
گذشتہ اقوام سے متعلق سوال اور موسیٰ علیہ السلام کا جواب
احسانات ربانی اور نشانہائے قدرت
انسان اور مٹی
فرعون کی بدبختی ۹۴
فرعون کا حربہ
مقابلے کیلئے فرعون کا چیلنج ۹۵
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے مقابلے کے دن کا تعین
ساحروں کی فوج کے ساتھ فرعون میدان مقابلہ میں

موسیٰ علیہ السلام کی جادوگروں کو تنبیہ
مقابلہ کرنے کی آپس میں ترغیب
ساحروں کو پہل کرنے کا موقع
نظربندی ٩٦
خوف واندیشہ
تسلی موسیٰ علیہ السلام ٩٧
لاٹھی ڈالنے کا حکم
جادوگر فلاح نہیں پاسکتا
ساحرین کا قبولِ ایمان
فرعون کی سیاسی چال
دھمکی
نومسلموں (جادوگروں) کا دوٹوک جواب
مجرم کا ٹھکانہ بہت برا ہے
مصر سے ہجرت کا حکم اور فرعونی لشکر کی غرقابی ٩٨
بنی اسرائیل کو خدائی احسانات وانعامات کی یاد دہانی ونصیحت ٩٩
زیادتی کا انجام
سچے دل سے توبہ کرنے کا انعام
موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور پر حاضری اور عالم اشتیاق
سامری نے قوم کو بہکا دیا
تنبیہ
موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو ڈانٹ ڈپٹ ١٠٠
بنی اسرائیل کا وضاحتی جواب ١٠١
تنبیہ
مورتی معبود نہیں بن سکتی
حضرت ہارون علیہ السلام کی قوم کو نصیحت
قوم کی ضد
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام سے باز پرس
جواب ہارون علیہ السلام
سامری کو ڈانٹ ١٠٢
سامری کی کرشمہ سازی
تنبیہ ١٠٣
سامری کو دنیوی سزا
عذاب آخرت کا وعدہ
بچھڑے کا انجام
سچا معبود تو ایک ہی ہے
گذشتہ اقوام کے واقعات میں فوائد
قرآن سے اعراض بہت وزنی گناہ ہے
اعراض کا وبال
آخرت کی ہولناکی اور دنیوی زندگی کی قلت ١٠٤
منکرین حشر کے سوال کا جواب ١٠٥
قیامت کا ایک منظر
رحمٰن کے خوف وہیبت کا عالم
قیامت کے دن مقبول سفارش کی شرائط
سرکشی متکبروں کے سر بھی جھکے ہوں گے
صالح مومن کو تسلی
نزول قرآن کی غرض تقویٰ اور انجام کی فکر ١٠٦
تلقین دعا
مثال آدم علیہ السلام ١٠٧
وسوسہ شیطانی
فضل ربانی
ذریت میں دشمنی
اللہ کی یاد سے غافل شخص کی زندگی تنگ کر دی جاتی ہے
اندھا کر کے اٹھایا جائے گا ١٠٩
جیسی کرنی ویسی بھرنی
یہ تو حماقت ہے
تاریخی واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئے
خدا کی رحمت غضب پر سابق ہے
صبر کی تلقین ١١٠
نمازوں کا ثبوت اور عبادت پر مداومت کا حکم
اچھا بدلہ
کافروں کے مال و دولت کی طرف نظر التفات نہ کیجئے
متعلقین کو بھی نماز کی تاکید کرنی چاہئے
روزی پہنچانے والا وہی خدا ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں
ہٹ دھرم کفار کا مطالبہ اور اس کا جواب ١١١

......☆☆......الحمد للہ سولواں ۱۶ پارہ ختم ہوا......☆☆...... ۱۱۱
پارہ نمبر: ۱۷ ۱۱۲
سورۃ الانبیاء
قرب قیامت اور لوگوں کی بے حسی و غفلت ۱۱۳
غفلت اور کھیل تماشہ بنانے کا نقصان
بے انصافوں کی خفیہ میٹنگ اور الزام تراشی
اللہ کو سب خبر ہے
ضدی اور ہٹ دھرم کافروں کی بدحواسی
مشرکین مکہ کی فرمائشیں پوری کرنے کا کوئی فائدہ نہیں
پہلے آنے والے پیغمبر بھی بشر ہی تھے
انبیاء علیہم السلام کا امتیاز عام انسانوں سے ۱۱۴
قرآن کے ذریعہ نصیحت و فہمائش ۱۱۵
عذاب الٰہی سے بھاگ نہیں سکو گے
اعتراف جرم
دنیا آخرت کیلئے پیدا کی گئی ہے
حق و صداقت کے گولے سے باطل کی بربادی
تنبیہ
فرشتے کسی حالت میں سستی و کوتاہی نہیں کرتے ۱۱۶
متعدد خدا نہیں ہو سکتے
شرکت کی گنجائش ہی نہیں ۱۱۷
خدا کسے کہتے ہیں؟
مشرکین سے دلیل صحیح کا مطالبہ
عقیدۂ توحید پر اتفاق
تمام انبیاء کی عقیدۂ توحید پر متفقہ دعوت ۱۱۸
اللہ کیلئے اولاد تجویز کرنے والوں کی تردید
کمال بندگی ہی فرشتوں کا طغرائے امتیاز ہے
حق تعالیٰ کا علم محیط ہے
اللہ کے لامحدود اقتدار و جبروت سے کوئی بھی باہر نہیں ۱۱۹
اللہ نے آسمان و زمین کے منہ کھول دیئے
پانی مادۂ تخلیق ہے
کشادہ راستے
محفوظ چھت کا مطلب
ہر سیارہ اپنے مدار پر ۱۲۰
موت سے کوئی بچ نہیں سکتا......کافروں کی خوش فہمی کا جواب
انسان کی مختلف احوال سے آزمائش
استہزاء رسول کا جواب کافروں کو شرم آنی چاہئے
تھوڑا سا صبر کرو
بے صبر کافروں کی درخواست
کافروں کو جواب ۱۲۱
رحمٰن کی رحمت واسعہ ۱۲۲
جاہلوں و کافروں کی بے وقوفی
فرضی معبودوں کی بے بسی
غفلت کا سبب
خدا کے وفاداروں کا مشن کامیاب ہو رہا ہے
تنبیہ ۱۲۳
دل کے بہروں کو خمیازہ بھگتنا پڑے گا
خدا کے قہر کی ادنیٰ بھاپ کا کمال
رتی رتی کا حساب برابر کر دیا جائے گا
تنبیہ
خدائی حساب آخری اور فیصلہ کن ہو گا
تورات نصیحت والی کتاب تھی
خدا سے ڈرنے والے ہی نفع اٹھاتے ہیں ۱۲۴
تورات سے زیادہ روشن نصیحت والی کتاب قرآن ہے
شان ابراہیم علیہ السلام
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قوم سے سوال
قوم کا غفلت بھرا جواب ۱۲۵
تمہارے آباء و اجداد بھی تمہاری طرح گمراہ
حق گوئی سے قوم میں اضطراب
ابراہیم علیہ السلام کا دو ٹوک مؤقف
سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو پاش پاش کر دیا
مشرکین کا ردعمل
قوم کی غرض اور مقصود ابراہیم علیہ السلام
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا پرحکمت اور دندان شکن جواب ۱۲۶
تنبیہ

مشرکین کی ندامت و شرمندگی ۱۲۷
حقیقت پسندانہ واضح جواب
لاجواب ہو کر انتقام اور سزا کی تجویز
آگ کو ٹھنڈک کا حکم
تنبیہ
مشرکین کی ناکامی
شام کی طرف ہجرت
انبیاء علیہم السلام کا عملی کمال ۱۲۸
تذکرہ لوط علیہ السلام
لوط علیہ السلام پر رحمت باری
سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا کی قبولیت
قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام ۱۲۹
شان داؤد علیہ السلام
قدرت خداوندی
زرہ سازی
قدرت خداوندی اور سلیمان علیہ السلام کی بے مثل حکومت ۱۳۰
حیرت انگیز کام
شیاطین سلیمان علیہ السلام کی قید میں
سیدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش اور قبولیت دعا
واقعہ ایوب علیہ السلام میں نصیحت کا سامان ۱۳۱
تذکرہ صالحین
تنبیہ
سیدنا یونس علیہ السلام کا قصہ
ایک غلط فہمی کا ازالہ ۱۳۲
بلاؤں سے نجات دلانے ولی دعا
سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا
ایک غلطی کی اصلاح ۱۳۳
اصول دین میں تمام انبیاء متفق
لوگوں کی تفرقہ بازی ۱۳۴
نیکی کا میٹھا پھل مل کر رہے گا
جب چڑیاں چگ گئی کھیت
یاجوج ماجوج کا خروج

منکرین قیامت کی غفلت حسرت
دوزخ کا ایندھن
تنبیہ
دوزخیوں کی حالت ۱۳۵
نیک لوگوں کو دوزخ سے دور رکھا جائے گا
فرشتوں کی طرف سے جنتیوں کا استقبال
آسمانوں کی صفیں
حق تعالیٰ کا وفادار بندوں سے وعدہ ۱۳۶
شان رحمۃ اللعالمین ﷺ
اعلان توحید اور دعوت فکر ۱۳۷
اتمام حجت
تاخیر عذاب میں مصلحت
مدد صرف اللہ سے
سُوْرَةُ الْحَجّ ۱۳۸
قیامت کے زلزلے ۱۳۹
تنبیہ
منکرین کا احمقانہ شبہ
جواب شبہ
مزید وضاحت
انسانی زندگی میں تدریجی منازل ۱۴۰
موت کے بعد زندگی کی مثال
گذشتہ مثالوں سے چند باتوں کا ثبوت
خلاصہ کلام ۱۴۱
دنیا و آخرت میں ذلت و عذاب مقدر ہوگا
مفاد پرست عناصر کی خود غرضی
کھلی حماقت ۱۴۲
نقد نقصان
بت برے رفیق و مددگار
حضور ﷺ کی نصرت و کامیابی یقینی ہے
مذہب مجوس ۱۴۳
دوٹوک فیصلہ قیامت کے دن ہوگا
مخلوقات کا سجدہ ۱۴۴

عنوان	صفحہ
تنبیہ	
تذکرہ دو فریقوں کا	
جہنم میں کفار کی سزا	۱۴۵
جنت میں مومنین کیلئے انعامات	
تنبیہ	
تمام زائرین حرم کے مساویانہ حقوق ہیں	۱۴۶
تنبیہ	
حرم شریف سے روکنے والا سخت سزا کا مستحق	
بیت اللہ کی تعمیر	
تنبیہ	
بیت اللہ کی بنیاد خالص توحید پر	
اعلان حج اور سعید روحوں کی لبیک	
حج کے اجتماعی فوائد	۱۴۷
قربانی کے ایام میں بہترین عمل	
قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت	
عاشقانہ حالت	
تنبیہ	۱۴۸
محترم چیزوں کا ادب و تعظیم قائم رکھنے کی ترغیب	
"قول الزور" کی تفسیر	
شرک کی مثال	
شعائر کی تعظیم شرک نہیں ہے	۱۴۹
ہدی کے جانور کا عظیم الشان فائدہ	۱۵۰
جانور کی قربانی ہر آسمانی دین میں عبادت	
رضائے الٰہی کی بشارت	
قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں اور اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ	
محتاج کی دو قسمیں	
عظیم الشان احسان اور ترغیب شکر	
قربانی کا اصل فلسفہ	
ذبح کے وقت دعا	
مسلمانوں کیلئے تسلی و خوشخبری	۱۵۱
اہل حق ہی غالب ہوں گے	
کفار سے قتال کی اجازت اور حکم	

عنوان	صفحہ
بے سروسامان مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ	۱۵۲
مسلمانوں کی شان استقامت	
اجازت قتال کی حکمت و ضرورت	
خلفائے راشدین کے اقتدار کی پیشگوئی	
کفار اپنی کثرت و قوت کے زعم میں نہ رہیں	۱۵۳
ہلاکت کا نقشہ	
عبرت کا منظر	۱۵۴
ایک دن ہزار برس کے برابر	
شیطان کے شبہات اور وسوسوں کا مطلب	۱۵۵
تنبیہ	۱۵۶
قیامت میں صرف خدا کی بادشاہت	۱۵۷
مسلمانوں مہاجرین کے خصوصی انعامات	
مظلوم کی مدد کا خدائی وعدہ	
عفو و درگذر کی ترغیب اور مظلوم کی مدد کی مثال	
قدرت خداوندی کی دلیل	۱۵۸
خدائی کے لائق صرف اللہ ہے	
خدائی تدبیر و تصرف سے سرسبزی و شادابی	
اللہ کے تمام افعال سراپا حکمت و مصلحت ہیں	۱۵۹
عظیم الشان تسخیر	
تمام امتیں اصول دین میں متفق ہیں اور معاندین کا علاج خدا کے پاس ہے	
تنبیہ	۱۶۰
اللہ تعالیٰ کا علم وسیع اور محیط ہے	
کفار و مشرکین کا قرآن سے عناد و ناگواری	۱۶۱
ناگوار چیز تو دوزخ کی آگ ہے	
شرک کی قباحت پر ایک مثال	
حقیر و کمزور کو معبود بنالینا حماقت اور شرمناک گستاخی ہے	
پیغامبروں کا انتخاب	
مشرکین کی بے تکی بات	
مومنین کو خطاب	
غلبہ دین کیلئے بھرپور محنت کا حکم	۱۶۲
تنبیہ	

امت محمدیہ کی خصوصیات
دین اسلام میں آسانیاں ہیں
ہم مسلم (وفا شعار) ہیں
امت محمدیہ بطور معلم وگواہ
تنبیہ ۱۶۳
دستور العمل

......☆☆......الحمد للہ سترواں ۱۷ پارہ ختم ہوا......☆☆......

پارہ نمبر:۱۸ ۱۶۴
سورۃ المؤمنون
خشوع کی تفسیر
مومنین کے اوصاف وقت ضائع نہیں کرتے ۱۶۵
ہمیشہ زکوۃ ادا کرتے رہتے ہیں
شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں
امانت اور قول وقرار کی حفاظت
نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں
تخلیق انسانی کے مراحل ۱۶۶
قدرت کا شاہکار ۱۶۷
وجود انسانی عطیۂ ربانی
بعثت اور اس کی غرض
سات آسمان، سات راستے
اللہ کے احاطۂ علم وقدرت سے باہر کوئی چیز نہیں
عظیم الشان نعمت
اظہار قدرت
پھلوں کی نعمت
زیتون کا تذکرہ
تذکرہ حیوانات اور نعمتوں کی یاد دہانی
سفر کے ذرائع اور سلسلہ نبوت کا بیان ۱۶۸
قوم نوح کی فضولیات
فریاد نوح علیہ السلام
ظالموں کی سفارش کی ممانعت
تلقین دعا
رسولوں کی آمد اور منکرین کی داستان عبرت ۱۷۱
قدرت کی نشانی ۱۷۲
حضرت مسیح علیہ السلام کی جائے پیدائش یا جائے پناہ اور قادیانیوں کی کج روی
اکل حلال، صدق مقام اور نیک اعمال کی تاکید ۱۷۳
لوگوں کی دین میں تفریق اور دین وحدت کا اعلان
تسلی رسول اور تنبیہ برائے گمراہ ومنکرین
لوگوں کی خام خیالی اور اس کا جواب
اہل ایمان کے اوصاف ۱۷۴
کفار کے گمان کی تردید
انسانی طاقت سے باہر کسی کام کو لازم نہیں کیا گیا ۱۷۵
کفار غفلت اور جہالت میں غرقاب ہیں
نمونہ عذاب اور کفار کی بے کار چیخ وپکار اور بتوں کی بے بسی
کفار کو جواب
قرآن میں غور وفکر کی ترغیب ۱۷۶
ناصح کی آمد کوئی انوکھی بات نہیں
تنبیہ
کیا یہ بات ہے؟ نہیں نہیں
کھری اور سچی باتیں بری لگتی تھیں
سچائی کفار کی خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی ۱۷۷
ہادی برحق کی بے لوث تبلیغ
منکرین آخرت کی کج روی
کفار کی سوء استعداد اور احسان فراموشی
اللہ کی قدرت عظیمہ ۱۷۸
کفار کے دقیانوسی شکوک وروش ۱۷۹
شہنشاہ مطلق کی گستاخی
ہر چیز اللہ کے زیر تصرف واقتدار ہے
اولاد وشریک سے بے نیاز اللہ اکیلا ہی ذرہ ذرہ کا مالک ہے ۱۸۰
محدود ومستعار صفات والے کیسے خدا ہو سکتے ہیں
عذاب سے بچانے والی دعا کی تلقین
برائی کا جواب بھلائی سے اور اس کا فائدہ
جنات کے شر سے بچنے کی تدبیر
عذاب دیکھ کر کفار کی دنیا میں واپسی کی تمنا ۱۸۱

جواب تمنا اور اظہار حقیقت
عالم برزخ
قیامت کی ہولناکی
تنبیہ ۱۸۲
دردناک وخوفناک عذاب
اعتراف جرم اور فریاد
اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست الٹ ۱۸۳
مسلمانوں کے صبر کی تعریف اور جزاء
کاش دنیا میں سمجھ لیتے
اخروی زندگی کی ضرورت
شان مالک
پرتاثیر آیات
سُورَةُ النُّور ۱۸۴
حرز جان بنانے کے قابل آیات واحکامات
زانی اور زانیہ کی سزا
تنبیہ ۱۸۵
حدود کے اجراء میں کوتاہی پر گرفت ہوگی
سزا کی تشہیر کی غرض
زنا انتہائی برا اور حرام فعل ہے ۱۸۶
تنبیہ
مومن ایسی حرکت نہیں کرسکتا ۱۸۷
پاکدامن اور پاکباز افراد پر تہمت کی سزا
تہمت کا وبال
لعان کی تفصیل
تنبیہ ۱۸۸
لعان کی مشروعیت اور اس کے فوائد
واقعہ افک اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی برأت کا خدائی اعلان
تسلی مومنین اور ام المومنین ۱۸۹
سزا بقدر جرم اور ملعون رئیس المنافقین کی ابدی ذلت ورسوائی
مسلمانوں سے حسن ظن کی ترغیب اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ۱۹۰
بہتان کی مذمت اور تنبیہ ۱۹۱
بہتان تراشی قابل عذاب
بہت بڑا سنگین جرم
مومنانہ حیثیت اور حسن ظن کا تقاضا
بہتان کا طوفان اٹھانے والے منافقین تھے
بدکاری وفحاشی کی تشہیر پر تنبیہ اور سزا
تنبیہ
فضل اور رحمت خداوندی ۱۹۲
ہوشیار رہو..... ملعونوں کا مشن بے حیائی کی ترویج ہے
شان نزول ۱۹۳
ازواج مطہرات میں سے کسی پر تہمت لگانے والا کافر ہے اور
تہمت کا وبال
لطیفہ ۱۹۴
پاک افراد کا ناپاک سے کیا مطلب
تنبیہ
صبر کا بدلہ، عزت کی روزی ۱۹۵
کسی کے گھر جانے کا حکیمانہ ادب
ربط
بے حد مفید بات
بارِ خاطر نہ بنو
جیسی کرنی ویسی بھرنی
مسجد وغیرہ میں داخلہ کے وقت استیذان کی ضرورت نہیں
احکامات سے مقصود ۱۹۵
بدنظری سے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے ۱۹
شرمگاہ کی حفاظت
آنکھ کی چوری سے اجتناب کی ترغیب
غیر محرم کے سامنے اظہار زیبائش ممنوع ہے اور ستر وحجاب میں فرق ۱۹۷
دوپٹہ اوڑھنے کا حکم وطریقہ اور رسم جاہلیت کی تردید
فرق مراتب
کافر عورت کے سامنے بھی اظہار زینت ممنوع ہے
آواز والے زیور اجتناب ۱۹۸
حرکات وسکنات میں اللہ سے ڈرنا چاہیے ۱۹۹
بے نکاحوں اور بیوہ کے نکاح کی ترغیب
موہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے

ضبط نفس اور عفت کی برکت سے نکاح کے مواقع
غلام کے حق میں آزادی بہتر ہو تو مکاتبت قبول کرنی چاہئے
آزادی میں تعاون کی ترغیب
تنبیہ
شان نزول اور قحبہ گری کی ممانعت ۲۰۰
اللہ مجبور سے درگزر کرتے ہیں
آیات وواقعات عبرت کا سامان ہیں
ہر چیز کی رونق اللہ سے ہے ۲۰۱
مؤمنین کو نور الٰہی سے ہدایت وعرفات کے حصول کی مثال
تنبیہ ۲۰۲
مساجد کی تعظیم تطہیر کا حکم ۲۰۳
پانچ نمازیں
صحابہ اور نیک لوگوں کی شان
کافروں کی دو قسمیں اور ان کے اعمال کی مثال
قدرت کی بڑی نشانی ۲۰۴
مخلوقات کی بندگی وتسبیح
تنبیہ
اللہ کی حکومت سب پر حاوی ہے ۲۰۵
حاکمانہ تصرفات اور وحدانیت کے دلائل
تذکرہ منافقین ۲۰۶
کردار منافقین
تذکرہ مسلمانوں کی اطاعت کا ۲۰۸
منافقین کی قسمیں اور ان کا جواب
شرارت وسرکشی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا
اطاعت رسول کے ثمرات اور صحابہ سے حکومت کا وعدہ جو پورا ہوا
تنبیہ ۲۰۹
یہ بہت ہی بڑے نافرمان کا کام ہے
خدا کی رحمت سے حصہ لینے کا طریقہ
مغضوب لوگوں کا انجام
تین اوقات میں نابالغ بچوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت طلب کرنی چاہئے ۲۱۰
عمومی اوقات میں ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں

لڑکوں کا حکم
بڑی بوڑھی عورتوں کے لئے گنجائش ۲۱۱
معذور ومحتاج لوگوں کیلئے اجازت دلی
مقامات اپنائیت میں اجازت وترغیب
تنبیہ ۲۱۲
شان صحابہ......اجتماعی امور میں شریک افراد کی اچھی خصلت
حضور ﷺ کے ادب وتعظیم کا حکم اور مسلمانوں کے لئے دستور العمل ۲۱۳
منافقین کی مذمت
اللہ ورسول کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تنبیہ
حق وتعالیٰ سے کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا
سُورَۃُ الفُرقَان ۲۱۴
حق وباطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب
کتاب اللہ کا نزول "عبداللہ" پر ہوا
نزول قرآن تمام جن وانس کی اصلاح کیلئے ہوا ۲۱۵
ہر چیز کی پیدائش وبناوٹ میں فطری موزونیت
عاجز ومجبور ہستیوں کو خدائی میں شریک ٹھہرانا بیوقوفی وبے حیائی ہے
قرآن کے بارے میں کافروں کی سفیہانہ نکتہ چینیاں
نکتہ چینیوں کا جواب ۲۱۶
صاحب کتاب پر نکتہ چینی
نکتہ چینیوں کا اضطراب وگمراہی ۲۱۷
مبنی برحقیقت جواب
قیامت آکر رہے گی
جہنمیوں کو دیکھ کر دوزخ کا جوش
مجرمین کی حالت زار
معبودان باطلہ سے سوال ۲۱۸
اور ان کا جواب ۲۱۸
بازار جانا بزرگی اور شان تقدس کے منافی نہیں اور سب انبیاء بشر ہی تھے ۲۱۹
......☆☆......الحمدللہ اٹھارواں ۱۸ پارہ ختم ہوا......☆☆ ...
پارہ نمبر:۱۹ ۲۲۰
کافروں کے معاندانہ وگستاخانہ کلمات
کافروں کی شرارت وسرکشی

فرشتوں سے ملاقات کا دن ۲۲۱
تنبیہ
روح ایمان سے خالی اعمال کفار کی بے وقعتی
قیامت کے دن ایک خاص تجلی
قیامت کے دن صرف رحمٰن کی حکومت ہوگی
قیامت کے دن کافر کی حسرت وندامت
برے لوگوں سے دوستی پر افسوس وندامت ۲۲۲
تنبیہ
پیغمبر کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت ۲۲۳
تنبیہ
تسلیٔ رسول
قرآن کے تدریجی نزول پر کفار کا اعتراض
تدریجی نزول میں بہت سے فوائد ہیں
قرآن واضح ومعتدل رہنمائی کرتا ہے
منکرین کا انجام
قوم موسیٰ کا حال ۲۲۴
کنوئیں والے کون تھے؟
سامانِ عبرت، مگر کس کیلئے؟ ۲۲۵
عبرت کی بجائے پیغمبر سے استہزاء
جواب استہزاء
خواہش پرست راہ ہدایت پر نہیں آسکتے
جانوروں سے بدتر و بدبخت انسان
عظیم الشان دلیل قدرت ۲۲۶
نشاناتِ قدرت میں سے رات اور دن
بارش وبارش کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بعث پر استدلال
تسلی اور تائید رسول ﷺ ۲۲۷
پانیوں میں شانِ قدرت اور دلیل قدرت
خدائی قدرت کے شاہکار حضرت انسان کی احسان فراموشی ۲۲۸
فریضۂ رسول ﷺ
توکل علی اللہ کا حکم
رحمٰن بڑی شان والا ہے جاہل مشرک کیا جانیں ۲۲۹
مشرکین کا "رحمٰن" سے نفور انکی جہالت وتعنت کا آئینہ دار ہے

آسمانی قلعے اور برج
سورج کو چراغ کہنے کی وجہ
ایک دوسرے کا بدل
تغیرات کا مقصد معرفت خداوندی کا سراغ لگانا ہے
عباد الرحمٰن کے اوصاف..... متواضعانہ چال ۲۳۱
جاہلوں سے عفو ودرگزر اور نرم کلام
راتیں عبادت سے زندہ کرتے ہیں
خرچ میں میانہ روی
حق پر گامزن
توبہ وانابت کا بہترین ثمرہ
ہر قسم کے جھوٹ سے اجتناب
لغو چیزوں سے کنارہ کشی
فکر وتدبر سے آراستہ ۲۳۲
عباد الرحمٰن کی پیاری دعا
اچھی سوچ وفکر
رحمٰن کے عباد الرحمٰن پر انعامات
رب بے نیاز ہے اس سے مانگنے میں اپنا ہی فائدہ ہے
تکذیب حق کا انجام
سورۃ الشعراء ۲۳۳
کھلی وواضح کتاب
حضور ﷺ کی انتہائی شفقت کا بیان
دنیا آزمائش کا گھر ہے ۲۳۴
کافروں کا پند ونصیحت سے اعراض
اعراض وتکذیب کی سزا عنقریب چکھیں گے
زمین کی روئیدگی سے لامحدود قدرت الٰہی پر استدلال
قدرت کے باوجود رحم کا برتاؤ
قوم فرعون کا قصہ
اللہ سے موسیٰ علیہ السلام کی درخواست
ایک خدشہ کا اظہار ۲۳۵
اللہ کی طرف سے تسلی اور معیت کا اعلان
بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ
فرعون کا احسان جتلانا

باہمی مکالمہ
جواب موسیٰ علیہ السلام ۲۳۶
فرعون کا سوال
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب
فرعون کی چال
رب العالمین کا تعارف ۲۳۷
فرعون کا موسیٰ علیہ السلام پر الزام
موسیٰ علیہ السلام کی دوٹوک بات اور مضبوط دلیل
خدائی کا فرعونی دعویٰ اور دھمکی ۲۳۸
موسیٰ علیہ السلام کا حکیمانہ جواب
خدائی کا دعویدار حواس باختہ
فرعونی سوچ اور اعلان
جادوگروں کے مطالبہ پر فرعون کا وعدہ
جادوگروں کے سوال کا جواب
جادوگروں کی خوش فہمی
عصائے موسیٰ کا کمال ۲۳۹
جادوگروں کا فرعون کو مومنانہ جواب
اللہ سے امید
موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم سمیت ہجرت کا حکم اور تسلی ۲۴۰
فرعون کی قوم کو جوش دلانے کی کوشش
بنی اسرائیل کا تعاقب
بنی اسرائیل کا گھبراہٹ میں سوال
موسیٰ علیہ السلام کا تسلی آمیز جواب
نصرت خداوندی کا مظہر
فرعونی لشکر دریا کی لپیٹ میں ۲۴۱
دنیا ہی میں انجام آشکار
تسلی رسول ﷺ
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قوم سے سوال
قوم کا جواب
دعوت توحید کا حکیمانہ انداز
قوم کی آباء پرستی
اعلان برحق اور مشرکین پر تعریض ۲۴۲

تذکیر نعمت
دعاء ابراہیمی اور غناء ربانی کا اظہار
قبول عام اور ذکر خیر کے حصول کی دعا ۲۴۳
باپ کیلئے دعا
فاسد عقیدوں سے حفاظت کے لئے دعا ۲۴۴
قیامت کا ایک منظر
دوزخ میں مجرمین کا آپس میں جھگڑا اور گمراہی کا اعتراف
سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت
کافروں کی ہرزہ سرائی ۲۴۵
پیغمبر کا زبردست جواب ۲۴۶
قوم کی دھمکی
دعاء نوح علیہ السلام
قوم عاد کا عبث شوق
دعوت ہود علیہ السلام ۲۴۸
قوم عاد کا ضدی جواب
دعوت صالح علیہ السلام
قوم کا جواب
فرمائشی معجزے کا مطالبہ
فرمائشی کے مطابق معجزے کا ظہور
قوم کو تنبیہ
قوم ثمود کی ہلاکت
سیدنا لوط علیہ السلام کا وعظ نصیحت
قوم لوط کی دھمکی
اعلان بیزاری
دعاء لوط علیہ السلام ۲۵۰
قوم لوط پر عذاب
"اصحاب ایکہ" کا تعارف
دعوت شعیب علیہ السلام
قوم کا الزام
بیباکی
جواب شعیب علیہ السلام
قوم شعیب کی تباہی

مبارک کتاب کا بابرکت قلب پر نزول ۲۵۱
الفاظ اور مضامین دونوں کا نزول ہوا
پہلی کتابوں میں بھی تذکرہ تھا
بہانے ہزار ۲۵۲
کفار کی شرارت وہٹ دھرمی اور اس کا وبال
عذاب سے پہلے کافی مہلت دی گئی تھی ۲۵۳
مشرکین کی تردید
نزول قرآن کے وقت غیبی پہرے
تنبیہ
تعلیمات قرآنی پر عمل کی ترغیب
پہلے اقارب کو دعوت اور تنبیہ
نافرمانوں سے بیزاری ۲۵۴
ہر وقت نظر عنایت کا مطلب
شیطانی وحی جھوٹوں، بدکاروں پر آتی ہے
شیطانی وحی کی حقیقت ۲۵۵
شاعری حقیقت سے دور تخیلات کا نام ہے
شاعروں کی مبالغہ آمیزی
محمد ﷺ کی باتیں سچی اور ترازو میں تلی ہوئی ہیں
اچھے شعر اور حقانی شعراء کا استثناء
عنقریب ظالموں کو انجام معلوم ہو جائے گا
سورۃ النمل ۲۵۶
منکرین آخرت کے برے اعمال کا وبال
تنبیہ ۲۵۷
علیم وحکیم کی طرف سے نزول قرآن اور اس کے فوائد
واقعہ موسیٰ علیہ السلام
واقعہ موسیٰ علیہ السلام
نور الٰہی کا ظہور اور موسیٰ علیہ السلام کا اعزاز و اکرام
اللہ کی ذات مکان وجہت اور جسم وصورت سے پاک ہے
حق کی تکذیب اور سچائی کے انکار کا انجام ۲۵۹
تذکرہ داؤد وسلیمان علیہما السلام
نعمت الٰہی پر شکر کرنا بڑی نعمت ہے
تمام مخلوق سے افضل محمد ﷺ ہیں
حضرت داؤد علیہ السلام کے اصل جانشین کی شان
پرندوں کی بولی وتسبیح
حضرت سلیمان علیہ السلام کیساتھ سفر میں تین قسم کے لشکر ہوتے ۲۶۰
تنبیہ
معجزۂ سلیمان ۲۶۱
تنبیہ
ادائے شکر کا جذبہ
دعائے سلیمان علیہ السلام
ہدہد کی غیر حاضری ۲۶۲
تنبیہ
ہدہد کی معلوماتی خبر
مرصع تخت اور ملکہ کا نام
آفتاب پرست مشرک قوم
خالق کی صحیح معرفت ۲۶۳
تنبیہ
حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکۂ سبا کے نام خط
ملکہ نے مشیروں کو خط کی اطلاع دی
پر عظمت خط کا مفہوم ۲۶۴
باہمی مشاورت
ملکۂ سبا نے درمیانی راستہ اختیار کر کے تحائف بھجوائے
جواب سلیمان علیہ السلام ۲۶۵
سازوسلیمان کیساتھ ملکہ کی دربار سلیمانی میں حاضری
تنبیہ
ملکہ کا تخت حاضر کرنے میں ایک جن کی پیشکش
آصف بن برخیا کی پیشکش ۲۶۶
فضل ربی اور شکر گزاری
تنبیہ
شکر گزاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے اور ناشکری کرنے والا احمق ہے
ملکۂ سبا کی آزمائش
حاضر دماغی
تسلیم وانقیاد کا اعلان ۲۶۷
نبوی صحبت کی برکت

ایک اور آزمائش سے سامنا
غلط فہمی کی اصلاح اور تنبیہ
قبول اسلام
دعوت ونصائح صالح علیہ السلام ۲۶۸
قوم کی یاوہ گوئی
جواب صالح علیہ السلام
نو فسادی بدمعاش
قتل صالح کا منصوبہ
خدائی تدبیر ۲۶۹
عذاب سماوی سے تباہی
خدا کی قدرت
دعوت نصیحت ۲۷۰
اہانت کے سبب بیوی عذاب میں
تین قصوں پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ
تعلیم خطبہ اور شکر
دلائل تکوینیہ وتنزیلیہ کا خلاصہ

......☆☆......الحمد للہ انیسواں ۱۹ پارہ ختم ہوا......☆☆......

پارہ نمبر: ۲۰ ۲۷۱
دلائل قدرت باری
مشرکین کی کج روی
مشرکین کی غباوت وجہالت ۲۷۲
بے بسی ومضطری فریادرس صرف اللہ ہے
عبادت صرف مالک حقیقی کی
دوبارہ تخلیق بھی صرف اللہ کا کام ہے
دلیل ہے تو پیش کرو
علم کامل ومحیط صرف رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے ۲۷۴
تنبیہ
صرف اللہ کو معلوم ہے قیامت کب آئے گی ۲۷۵
منکرین بعث کا نظریہ
بعث بعد الموت اور عذاب اخروی برحق ہے
تسلیٔ رسول اور تنبیہ مجرمین
طعنۂ کفار
جواب طعنہ
کفار کی ناشکری وبیوقوفی
ہر چیز اپنے وقت پر اور ہر عمل کا پھل مل کر رہے گا
دنیا میں فیصلہ کن کتاب ۲۷۶
توکل اور عمل کی تلقین
جھٹلانے والے مردوں اور بہروں کی طرح ہیں
صفا پہاڑ سے جانور نکلے گا
تنبیہ
تنبیہ
نہ ماننے والوں سے خطاب
رات اور دن کے تغیر سے موت کے بعد کی زندگی پر استدلال ۲۷۸
اسرافیل علیہ السلام تیار
محفوظ افراد
نفخ صور
قیامت میں پہاڑ اڑتے پھریں گے
تنبیہ
صانع حقیقی کی کاریگری
عمل کے موافق جزاء وسزا
مکہ معظمہ ۲۷۹
قدرت خداوندی اور صداقت رسول کی نشانیاں
سورۃ القصص ۲۸۰
مسلمان بھی کامیاب ہوں گے
قبطیوں کا سبطیوں پر ظلم ۲۸۱
فرعون کی احمقانہ وظالمانہ اسکیم
ارادۂ خداوندی
قدرت خداوندی کا ظہور اور فرعون کی ناکامی
والدۂ موسیٰ کو حکم
ام موسیٰ کو تسلی
صندوق اہلیۂ فرعون کے پاس ۲۸۲
تقدیر ازلی اور زبان فرعون
فرعون کی خوش فہمی
ام موسیٰ کی بے قراری وتسلی ۲۸۳

عنوان	صفحہ
بہن پیچھے پیچھے	
موسیٰ علیہ السلام آغوش مادر میں	
دو وعدے	۲۸۴
جوانی میں علم وحکمت سے سرفرازی	
قبطی کا قتل	
مجرمین کی اعانت نہ کرنے کا عزم	۲۸۵
فرعون کے پاس مخبری اور گرفتاری وقتل کے مشورے	۲۸۶
مصر سے مدین کی طرف	
مدین میں ایک منظر	
صنف ضعیف سے ہمدردی	۲۸۷
دعاء موسیٰ علیہ السلام کی قبولیت	
ادب واخلاق کی جھلک	
حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات	
خدمت گار کی دو اچھی صفات	۲۸۸
لڑکی کا مہر	۲۸۹
کلمات تسلی و انس	
تکمیل معاہدہ اور مفید نکتہ	
دو معجزے بطور سند نبوت	
رفاقت ہارون کی درخواست	
درخواستوں کی قبولیت اور وعدۂ نصرت	
فرعونیوں کی الزام تراشی	۲۹۰
جواب موسیٰ علیہ السلام	
فرعون کا استہزاء وتمسخر	
بدبخت ظالم فرعونیوں کا تکبر اور انجام	۲۹۱
دوزخیوں کے امام	
لاؤ لشکر سمیت جہنم میں	
دنیا میں بھی لعنت	
نزول تورات کے بعد جہاد مشروع	
تورات کے علوم وہدایات کی حفاظت قرآن کر رہا ہے	
گذشتہ واقعات کا تفصیلی بیان دلیل نبوت ہے	۲۹۲
تاریخ دہرائی گئی	
تنبیہ	۲۹۳
پیغمبر کی آمد خوش قسمتی اور خدائی احسان ہے	
کفار کے حیلے بہانے	
کفار کو چیلنج	
خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو ہدایت نہیں ملتی	۲۹۴
وحی کے تسلسل کا مقصد	
انصاف پسند اہل کتاب کا اعلان	
تنبیہ	
برائی کے بدلہ میں بھلائی	۲۹۵
حقوق العباد ضائع نہیں کرتے	
جاہلوں شریروں سے الجھتے نہیں ...... ایک واقعہ	
ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے	۲۹۶
تنبیہ	
تسلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم	
مشرکین مکہ کا عذر لنگ	
جواب ربانی	
سرکشی اور تکبر کا انجام	۲۹۷
صدر مقام میں نبی کی آمد کے بغیر عذاب نہیں آتا	
اخروی عیش وآرام کے مقابل دنیوی عیش خالی اور ہیچ ہے	
مومن اور کافر انجام کے اعتبار سے برابر نہیں	۲۹۸
مشرکین سے باز پرس	
شرکاء کی طرف سے جواب اور اعلان بیزاری	
تنبیہ	
عذاب دیکھ کر آرزو	۲۹۹
پیغمبروں کی بات نہ ماننے پر ڈانٹ	
کامیابی کی کنجی	
تنبیہ	
ہر چیز میں مشیت واختیار اور انتخاب صرف اللہ کا حق ہے	
تخلیق وانتخاب میں اللہ کا کوئی شریک نہیں	
سب افعال واعمال اور استعداد وقابلیت اللہ کے علم میں ہے	
تخلیق واختیار کی طرح الوہیت میں بھی اللہ یکتا ہے	۳۰۰
سورج اور اس سے روشنی پہنچانے والا صرف اللہ ہے	
دن کے بعد رات لانے والے صرف اللہ ہیں	

تنبیہ
رات و دن کے نظام کا مقصد
مشرکین سے شرک پر مطالبہ دلیل ۳۰۱
آخرت میں حقیقت منکشف ہو جائے گی
عبرت آموز قصہ قارون ۳۰۲
"مفاتح" کی تفسیر
قارون کو نصیحتیں
سنگدل بخیل قارون کا جواب
درست عبرت
قارون کا کبر و فخر اور دنیا پرستوں کا رشک ۳۰۳
اچھے لوگوں کی نصیحت
نادان کی نادانی
قارون زمین میں ۳۰۴
رشک کرنے والے کا آپ اچھے اور مال و دولت کی فراخی خوش
انجامی کی دلیل نہیں
ناشکر گزار منکروں کیلئے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں
مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے ۳۰۵
آخرت میں بہترین بدلہ ملے گا
خالق کی مہربانی
دنیا میں بھی آخری فتح متقین کی ہو گی
ایسا نہیں ہو سکتا
رحمت خداوندی
مان کر ساتھ دینے والا ہی اپنا ہے ۳۰۶
صرف اپنا کام ہی کرتے رہنا چاہئے
اللہ کے سوا سب چیزیں فانی ہیں
سب کو اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے
سورۃ العنکبوت ۳۰۷
مومن کو آزمایا جاتا ہے
سابقہ لوگوں کو بھی سخت امتحانوں میں ڈالا گیا
علانیہ امتیاز ۳۰۸
تنبیہ
مسلمانوں پر ظلم کرنے والے کافروں کو سخت ترین سزا ملے گی
مومن کی ساری کلفتیں ختم ہو جائیں گی
اہمیت مجاہدہ اور عیالات کی روک تھام
برکت ایمان
کوئی چیز خدا کی شریک نہیں ہو سکتی ۳۰۹
والدین سے حسن سلوک کی تاکید اور خلاف حق جبر کو خاطر میں
لانے کا حکم
ایمان اور نیکی پر قائم رہنے والی اولاد کا انعام
ضعفاء القلوب کا حال ۳۱۰
اللہ کو سب معلوم ہے
مومن اور منافق کی اعمال سے پہچان
تنبیہ
شیوہ مسلمانی
کافر مسلمانوں کے اعمال کی ذمہ داری لینے میں پکے جھوٹے ہیں ۳۱۱
گناہوں کا بوجھ اٹھانے کی ذمہ داری لینا خود مستقل گناہ ہے
حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر
گناہوں کا وبال ۳۱۲
اطاعت کا ثمرہ
جہاز نشان عبرت
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ
اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا
نہ ماننے میں اپنا ہی نقصان
اپنی ذات میں غور و فکر کی دعوت
اللہ کیلئے کچھ بھی مشکل نہیں
غور و فکر کیلئے ہر سو نمونے موجود ہیں
حکمت اور کرم کے موافق معاملہ
خدا کے مجرم کو پناہ نہیں مل سکتی ۳۱۳
رحمت الٰہی سے محروم لوگ
ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کے جواب میں قوت کے استعمال کا مشورہ
آگ گلزار بن گئی
حکم ربی کے بغیر آگ بھی جلا نہیں سکتی ۳۱۴
بت پرستی نہایت مہمل حرکت ہے ...... بت پرستی کیسے شروع ہوئی
مشرکین اور شرکاء کی ایک دوسرے پر لعنت

حضرت لوط علیہ السلام کا تعارف
تنبیہ
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا شرف اور تعارف
سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کو نصیحت ۳۱۵
"راہ مارنے" سے مراد
علانیہ بے شرمی
جواب قوم
نوح علیہ السلام کی بددعا ۳۱۶
فرشتوں کی آمد
تنبیہ
ابراہیم علیہ السلام کا شفیقانہ سوال
فرشتوں کا جواب
فرشتوں کی آمد پر لوط علیہ السلام کی پریشانی ۳۱۷
فرشتوں کا تسلی آمیز جواب
الٹی ہوئی بستیوں کے نشانات
سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کو نصیحتیں ۳۱۸
کبر وغرور کا انجام
مشرکین کی مثال
اللہ کو سب معلوم ہے
اللہ زبردست اور حکیم مطلق ہے ۳۱۹
مشرکین مکہ کا اعتراض اور اس کا پیارا جواب
......☆☆......الحمد للہ بیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆......
پارہ نمبر:۲۱ ۳۲۰
تلاوت قرآن کا حکم
نماز کے برائیوں سے منع کرنے کا مطلب
نماز کا برائیوں سے روکنا ذکر اللہ کی بدولت ہے ۳۲۱
اہل کتاب سے نرمی سے جدال کا حکم
تنبیہ
مسلمان گذشتہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں ۳۲۲
مسلمانوں اور دوسرے اہل کتاب میں فرق
منصف اہل کتاب ۳۲۳
قرآن کی سچائی کی دلیل
قرآن کی حفاظت سینہ بسینہ
منہ مانگی نشانیاں پیغمبر کے اختیار میں نہیں ۳۲۴
کتاب کا نزول اور اس کی تلاوت بڑی نشانی ہے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی فعلی تصدیق
بڑے نقصان والے کون ہیں؟
ہجرت کی ترغیب ۳۲۵
ہجرت کا انجام
مہاجرین کی روزی کی ذمہ داری
دنیا تو محض تماشہ ہے اصل زندگی آخرت کی ہے ۳۲۶
مشکل میں اللہ اللہ اور سہولت میں رام رام
بڑے ظالم ۳۲۷
اللہ کی راہ میں محنت اٹھانے والوں کی راہ یابی
سورۃ الروم ۳۲۸
ادنی الارض کی تعیین
فتح وشکست اللہ کے قبضہ میں ہے ۳۲۹
مسلمانوں کی خوشی کا موقع
اللہ کی حکمت کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا ۳۳۰
دنیا کی واقفیت اور آخرت سے غفلت ۳۳۱
دنیا جہان کا پیدا کرنا بیکار نہیں ہے
کفار کی آخرت سے غفلت
گذشتہ قوموں سے عبرت کا سبق
انسان خود پر ظلم کرتا ہے
مشرکین کی طرف سے آخرت میں معبودان باطلہ سے برات کا اظہار
نیک وبد میں فرق
اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد کرنے کے اوقات ۳۳۲
بعث بعد الموت کی حسی دلیل ۳۳۳
مرد وعورت کے جوڑے کی تخلیق
رنگ روپ اور زبانوں کا اختلاف
انسان کی دو حالتیں
بجلی اور بارش بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ۳۳۴
آسمان کی بقاء اور قیام بھی قدرت کی نشانی ہے
اللہ تعالیٰ کے لئے پہلی اور دوسری بار پیدا کرنا برابر ہے ۳۳۵

شرک کی برائی ایک مثال کے ذریعہ	
بے انصاف جان بوجھ کر سمجھتے ہی نہیں	
جسے اللہ توفیق نہ دے اسے کوئی توفیق نہیں دے سکتا	
مشرکین سے اعراض کا حکم	٣٣٦
اللہ تعالیٰ نے انسان میں حق قبول کرنے کی استعداد یعنی فطرت صحیحہ رکھی ہے	
اصل پیدائش میں سب انسان برابر ہیں	٣٣٧
دین فطرت پر قائم رہنے اور فرقہ بازی سے بچنے کا حکم	
فطرت میں اللہ تعالیٰ نے بہت صلاحیت رکھی ہے	
عقل سلیم اور فطرت دونوں شرک رد کرتی ہیں	
اچھی بری حالت میں انسانوں کی عجیب حالت	٣٣٨
تنبیہ: انسان کی ناامیدی	
ایمان والوں کا مصیبت آنے پر راضی بالقضاء رہنا	
حق داروں میں خرچ کا حکم	
سود اور زکوٰۃ میں فرق	٣٣٩
تنبیہ	
خشکی اور تری مین فتنہ وفساد کا سبب بداعمالی ہے	
تنبیہ: زمانہ فترت (بعثت نبوی سے قبل) فتنہ وفساد کی کثرت	
دین پر ڈٹے رہنا فساد سے بچاؤ کا ذریعہ ہے	٣٤٠
قیامت کا آنا اٹل ہے	
نیک وبد میں تفریق	
ہواؤں کے فائدے	٣٤١
تنبیہ	
اہل ایمان کی مدد یقینی ہے	
انسان کی ناامید ہونے کی عادت	
رحمت کے آثار	٣٤٢
مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے کچھ مشکل نہیں	
انسان کی احسان فراموشی	
اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرت	
تنبیہ: سماع موتی کی بحث	
انسان کی زندگی کے مختلف دور اور حالات	٣٤٣
آخرت میں جھوٹ بولتے ہیں تو دنیا میں بھی یہی کرتے تھے	٣٤٤

مؤمنین اور فرشتے کفار کو جھوٹا قرار دیں گے	
ظالم عذر پیش نہ کر سکیں گے	
مشرکین کا پچھتاوا	
جو آدمی نہ سمجھنے کی عادت بنائے اس پر مہر لگ جاتی ہے	
ظالموں کی فکر نہ کرنے کا حکم	٣٤٥
سُوْرَۃُ لُقْمَان	٣٤٦
قرآن کتاب ہدایت ورحمت	٣٤٧
لہو الحدیث کا مصداق اور اس کا شان نزول	
تنبیہ: لہو کے عموم کا اعتبار ہے	
زمین کو پہاڑوں سے سہارا دینا	
درخت اگانا بھی نعمت اور قدرت خداوندی ہے	٣٤٨
بے دلیل شرک	
حضرت لقمان علیہ السلام کا تعارف	
تنبیہ: حضرت لقمان علیہ السلام کی سکونت کہاں تھی؟	٣٤٩
اللہ تعالیٰ کا تمام نعمتوں پر شکر ادا کرنا ضروری ہے	
حضرت لقمان علیہ السلام کا بیٹا	
حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت	
تنبیہ: دودھ چھڑانے کی مدت	
اللہ کے مقابلہ میں والدین کی اطاعت جائز نہیں	٣٥٠
برائی میں اندھی تقلید سے ممانعت	٣٥١
تنبیہ: اللہ تعالیٰ کی نصیحت	
اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر چھوٹا بڑا نیک یا بد عمل ہے	
نصیحت کرنے کا حکم	
تکبر سے بچنے کا حکم	
اترانے سے ممانعت	
تواضع اختیار کرنے کا حکم	
ربط	
پوری مخلوق کی انسان کے لئے تسخیر	
چھپی اور کھلی ہوئی نعمتیں	
باوجود اللہ تعالیٰ کے انعامات کے لوگ شرک وکفر اختیار کرتے ہیں	
تنبیہ	٣٥٢
شیطان کی اندھی پیروی سے بچنے کی تلقین	

مضبوط حلقہ تھامنے والے کامیاب ہیں
اللہ تعالیٰ سے جڑے رہنے کا حکم ۳۵۳
کفار کو تھوڑے دن کی مہلت
آسمان وزمین کے خالق میں اور صفات کیوں نہیں ہو سکتیں؟
آسمان وزمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں کا خالق اللہ ہے
اللہ تعالیٰ کی عظمت لامتناہی ہے
اللہ تعالیٰ کے لئے سب کچھ آسان ہے
اللہ تعالیٰ کے لئے مارنا جلانا کوئی مشکل نہیں ہے ۳۵۴
مقررہ وقت سے مراد
صفات الٰہیہ کے ذکر کرنے کا مقصد
جہاز قدرت کی نشانی ہے ۳۵۵
بحری سفر کے فوائد
اصل بات
شکر گزار بندے کم ہیں
قیامت کے دن والدین بھی کام نہ آئیں گے
قیامت کا دن یقینی ہے
قیامت کا وقوع یقینی ہے مگر وقت کسی کو معلوم نہیں ۳۵۶
تنبیہ: مغیبات کی قسمیں
سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ ۳۵۸
قرآن کی حقانیت
قرآن پر کفار کا فضول اعتراض
اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارشی بھی نہیں ۳۵۹
بڑے اور اہم کاموں کے فیصلے اوپر ہوتے ہیں
اللہ تعالیٰ کی تدبیر ۳۶۰
انسان کی خوبصورت تخلیق
نعمتوں کا تقاضا ۳۶۱
غور وفکر کی بجائے اعتراض
کفار کا دوبارہ زندگی کا مطالبہ
دوبارہ زندگی ملے تب بھی کافر وہی حرکتیں کریں گے
اللہ والوں کی شان
لذت کو چھوڑنا ۳۶۲
اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے لئے عجیب وغریب نعمتیں جنت میں چھپائی ہیں
تنبیہ
اچھے برے برابر نہیں ہونگے ۳۶۳
جہنمیوں کے ساتھ سلوک
حضرت رسول اللہ ﷺ کو تسلی
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر
دولوگ فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ۳۶۴
ارض جرز سے مراد
قدرت الٰہیہ کے نشانات کا تقاضا
منکرین کا قیامت کو مستبعد سمجھنا
دنیا میں موقع ہے سدھرنے کا، قیامت میں موقع نہ ملے گا
آپ ﷺ کو اپنا کام کئے جانے کی تلقین
سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ ۳۶۵
مشرکین سے اعراض کرتے ہوئے اپنا کام کرنے کا حکم
انسان کی دو مائیں یا دو باپ نہیں ہو سکتے ۳۶۶
اپنے اصل باپ کی طرف نسبت کی جائے
بھول چوک معاف ہے
مؤمن کے لئے نبی کی حیثیت وقربت ۳۶۷
عزت واحترام میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مؤمنین کی مائیں ہیں ۳۶۸
وراثت صرف ورثاء کے لئے ہے
میثاق کی وضاحت
جنگ احزاب اور خندق کا قصہ
وحشت کا عالم ۳۷۰
اٹکلیں اور اندیشے
منافقین کے اعتراضات
یثرب اور مدینہ
منافقین کے حیلے بہانے
منافقین جھوٹے ۳۷۱
موت سے کوئی نہیں بچ سکتا ۳۷۲
اللہ تعالیٰ پر توکل کا حکم
منافقین کی پیچھے رہنے اور رکھنے کی عادت
منافقین مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں

منافقین کی حرص اور باتیں بنانا
ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہے
ڈرپوک منافق
آنحضرت ﷺ کی ثابت قدمی ۳۷۳
مخلص اور سچے مسلمانوں کی ثابت قدمی اور اطاعت شعاری
منافقین پیچھے ہٹ گئے مگر مسلمانوں نے وعدہ وفا کیا ۳۷۴
کفار کی ذلت ورسوائی
مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہیں آئی
یہود بنو قریظہ کی بدعہدی اور ان کا انجام ۳۷۵
پہلی اور دوسری زمین سے مراد
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا خرچہ کا مطالبہ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا قصہ ۳۷۶
بڑوں کی غلطی بھی بری ہوتی ہے
......☆☆......الحمد للہ اکیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆......
پارہ نمبر: ۲۲ ۳۷۷
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عام عورتوں کی طرح نہیں ۳۷۸
غیر مردوں سے بات چیت کرنے میں احتیاط
زمانۂ جاہلیت کی بے پردگی
تنبیہ: ازواج کو مخاطب کرنے کی وجہ
اللہ کا منشاء اہل بیت کی صفائی اور پاکیزگی ۳۷۹
تنبیہ: اہل بیت کا مدلول
دانائی کی باتیں سیکھنے کا حکم
بعض ازواج کا اعتراض اور اس کا جواب ۳۸۰
حضرت زینب اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا قصہ
حضرت زینب کی طلاق اور حضرت ﷺ سے نکاح کا قصہ ۳۸۱
تنبیہ ۳۸۲
اللہ کا حکم اٹل ہے اور اسی میں حکمت ہے
حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا
تنبیہ ۳۸۳
اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو بھیجنا بھی نعمت ہے
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ۳۸۴
جنت میں آپس کی دعا وسلام
فریضۂ دعوت پورا کرنے کا حکم
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم
جماع سے قبل طلاق کی صورت میں عدت نہیں ہے ۳۸۵
حضور ﷺ کی خصوصیت کہ بغیر مہر کے نکاح کی اجازت ہے ۳۸۶
تنبیہ: آنحضرت ﷺ کی تعداد ازواج میں حکمت
حضور ﷺ کی اور خصوصیات ۳۸۷
حضور ﷺ کے پاس دعوت کے کھانے میں آداب کی رعایت ضروری ہے ۳۸۹
آپ ﷺ کی حیا اور مروت
مسلمانوں کو آداب کی تعلیم
آنحضرت ﷺ کو ایذا دینا بہت بڑا جرم ہے
محارم سے پردہ نہیں ۳۹۰
پردہ کی تاکید
صلوٰۃ النبی کا مطلب
تنبیہ ۳۹۱
اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے ملعون ہیں
منافقین کا جھوٹ
حجاب کے حکم کا نازل ہونا
حجاب میں حکمت ۳۹۲
تکمیل
منافقین کا افواہیں اڑانا
منافقین کا برا انجام ۳۹۳
عادت اللہ
قیامت کے قریب ہونے کی طرف اشارہ
متبعین اپنے بڑوں کی شکایت کریں گے
نبی کو ایذا دینا بہت برا ہے ۳۹۴
تنبیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ
اللہ تعالیٰ کی عظیم امانت کا بوجھ کمزور انسان پر ۳۹۵
سُوْرَةُ سَبَا ۳۹۶
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں
اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر کوئی چیز نہیں ہے ۳۹۸
قیامت کا واقع ہونا یقینی امر ہے

اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے
تنبیہ
تنبیہ
قیامت آنے کا ایک مقصد ۳۹۹
آنحضرت ﷺ کی شان میں کفار قریش کی گستاخی
کفار کی گستاخی کا جواب
آسمان وزمین میں غور وفکر کرنے کا حکم ۴۰۰
آسمان وزمین میں قدرت کی نشانیاں ہیں
حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ۴۰۱
جنات کی خدمت
جنات کی کاریگری
بیت المقدس کی تعمیر اور موت کا قصہ ۴۰۲
ربط
قوم سباء کے باغات
قوم سباء کی نعمتیں
قسم سباء کا تعارف قوم سباء کے بند اور عمارات
قوم سباء کی ناشکری ۴۰۳
ناشکروں کی سزا ۴۰۴
برکت والی بستیوں سے مراد اور برکت سے مراد
خود تکلیف ومشقت کا مطالبہ ۴۰۵
قوم سباء کی تباہی وہلاکت
ابلیس کا اندازہ
شیطان کے ذریعہ آزمائش
مشرکین کو تنبیہ
شرکاء کی بے بسی ۴۰۶
فرشتوں کا اور ان کی فرماں برداری
تنبیہ
روزی صرف اللہ کے قبضہ میں ہے تو دوسری چیزوں میں
شرکت کیسے ہو؟ ۴۰۷
ہر ایک کو اپنی فکر کرنی چاہئے
منصب رسالت اور اُس کی ذمہ داری

قیامت میں کفار ایک دوسرے کو الزام دیں گے ۴۰۸
تابع اپنے متبوعین کو کوسیں گے
متبوعین کا جواب ۴۰۹
تابعین اور متبوعین کا پچھتاوا اور حسرت
حضور ﷺ کو تسلی
کفار کی خوش فہمی اور غلط قیاس
روزی کی فراخی رضامندی کی دلیل نہیں ہے
مال واولاد کی کثرت قرب الٰہی کا ذریعہ نہیں ہے ۴۱۰
نیکی کا بدلہ زیادہ ملے گا
خرچ کرنے کی ترغیب اور کمی کے خوف سے ممانعت ۴۱۱
تنبیہ
مشرکین کا جنوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا
فرشتوں اور جنوں کا مشرکین سے براءت کا اعلان
عابد ومعبود دونوں عاجز تھے
حضور ﷺ پر اعتراض
قرآن کو جادو قرار دینا
قرآن کو اور حضور ﷺ کی بعثت کو غنیمت سمجھنا چاہئے ۴۱۲
گزشتہ قوموں سے عبرت حاصل کرنے کا حکم ۴۱۳
غور وفکر کا مخلصانہ مشورہ
تبلیغ پر کوئی اجر مطلوب نہیں ہے
وحی کی قدردانی کی تلقین
قیامت میں کفار کی ہوا اکھڑ جائے گی ۴۱۴
آخرت میں بے فائدہ ایمان لانا
سورۃ الفاطر ۴۱۵
حضور ﷺ کو تسلی، غم نہ کرنے کا حکم ۴۱۶
قیامت میں سب کھل جائے گا
اچھا اور برا انسان برابر نہیں ہو سکتے؟ ۴۱۷
ہوائیں، بادل اور کھیت قدرت الٰہیہ کے کرشمے اور آخرت کا اثبات
کفار کے شرک کا ایک مقصد فضول ۴۱۸
ستھرا کلام کیا ہے؟
کلام طیب کا اوپر چڑھنا
بری تدبیریں بے کار جاتی ہیں

انسان کی پیدائش کے مراحل
کم یا زیادہ عمر لوح محفوظ میں لکھی ہے
غلبہ اسلام کی طرف اشارہ ۴۲۰
پہاڑوں کی نعمت اور قدرت
معبودان باطلہ نہ سنتے ہیں نہ جانتے ہیں
اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق تمہاری جگہ لاسکتا ہے
اللہ کا فضل ہی بیڑا پار کرسکتا ہے
نصیحت ماننے میں ماننے والے کا اپنا فائدہ ہے ۴۲۰
مؤمن اور کافر برابر نہیں ہوسکتے ۴۲۱
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے ۴۲۲
بندوں میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور عالم کی شان ۴۲۲
اللہ سے ڈرنے والے نفع مند تجارت کررہے ہیں ۴۲۲
اللہ تعالیٰ قدردان ہے ۴۲۴
کتاب کی وراثت
جنت کی نعمتیں سونا، ریشم، غم دور ہونا، محلات وغیرہ
دوزخیوں کو جواب
اللہ تعالیٰ کو سب کھلے چھپے احوال کی خبر ہے ۴۲۶
ناشکری سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا
بتوں کے بارے میں شفاعت کا عقیدہ
اللہ تعالیٰ کی قدرت
نبی کی اطاعت میں عرب کا یہود سے مقابلہ کا کہہ کر پیچھے رہ جانا
یہ کفار بھی عذاب کے منتظر ہیں ۴۲۷
گذشتہ قومیں طاقت ور ہونے کے باوجود نہ بچ سکیں
اللہ تعالیٰ درگزر نہ کرے تو سب کچھ ہلاک ہوجائے
سورۂ یٰسٓ ۴۲۸
قرآن حضور ﷺ کی رسالت پر دلیل ہے ۴۲۹
آپ ﷺ پر قوم عرب کو تبلیغ کرنے کی بھاری ذمہ داری
قول سے مراد؟ ۴۳۱
دیواروں سے مراد؟
ضدی ہٹ دھرم کفار کے لئے ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے
دوسری زندگی یقینی ہے
پیچھے رہ جانے والے اچھے اعمال فائدہ دیتے رہتے ہیں
لوح محفوظ میں ہر چیز کا لکھا ہونا
"قریۃ" سے مراد؟
تین حضرات کے نام ۴۳۲
کفار کا اعتراض
مرسلین کا جواب
نحوست سے مراد؟
کفر و تکذیب خود نحوست ہے
"رجل صالح" سے مراد؟
مرسلین کی اپنے حق میں صفائی
پارہ نمبر: ۲۳ ۴۳۳
سمجھانے کا حکیمانہ انداز ۴۳۴
آخرت کی توجہ
معبودان باطلہ کی درماندگی
مردِ مؤمن کی جراءت
شہادت کے بعد بہشت کا پروانہ
مردِ مؤمن کی بعد از شہادت خیر خواہی
کافروں کی ہلاکت
کافروں کی ہلاکت
آخرت میں بھی پیشی ہوگی
زمین کی شادابی سے موت کے بعد کی زندگی پر استدلال
تنبیہ ۴۳۵
پھلوں کی نعمت کا تقاضہ ہے کہ پیدا کرنے والے کا شکر ادا کیا جائے
تنبیہ
ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کرنا
رات سے دن کا نکالنا بھی قدرت کا نمونہ ہے ۴۳۶
سورج کا ایک اندازہ سے گردش کرنا
تنبیہ
چاند کا گھٹنا بڑھنا اور اس چاند کی اٹھائیس منزلیں
ہر سیارہ اپنے مدار میں بغیر کسی خلل کے گردش کرتا ہے یہ بھی
قدرت خداوندی کی دلیل ہے
تنبیہ ۴۳۷
طوفان نوح علیہ السلام اور کشتیاں ۴۳۸

کشتی نمونہ قدرت خداوندی	
آخرت سے روگردانی	
صدقہ وخیرات سے بچنے کے لئے کفار کے حیلے	
تنبیہ	
قیامت کی عجلت طلبی	
قیامت کی ناگہانی آمد	
دوسری مرتبہ صور پھونکنا	۴۳۹
جنت میں دل چاہی تمام نعمت ملیں گی	۴۴۰
حساب کتاب میں مکمل طور پر انصاف ہوگا	
نیک وبد میں امتیاز	
کفار کو دنیاوی غفلت پر سرزنش	
زبان بندی کرنے کے بعد دیگر اعضاء کی شہادت	
نافرمانوں کو دنیاوی سزا کی تنبیہ	۴۴۱
حضور ﷺ سے شاعر ہونے کی نفی اور اس کا غیر مناسب ہونا	۴۴۲
قرآن کا مقصد	۴۴۳
جانوروں کی تخلیق کر کے انسان کو مالک بنانا نعمت خداوندی	
جانوروں کو مسخر کرنا	
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں انسانوں کی ناقدری	
اپنی اصلیت کی فراموشی	
دوسری زندگی کو مستبعد سمجھ کر جھگڑا کرنا	
اللہ تعالیٰ کے لئے پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ پیدا کرنا برابر ہے	
دیگر آثار قدرت سے بعث بعد الموت پر استدلال	
تنبیہ	۴۴۴
تنبیہ	
سورۃ الصافات	۴۴۵
تنبیہ	
مشرق ومغرب یعنی تمام جگہوں کا رب	۴۴۶
شیاطین وحی چرانے پر قادر نہیں ہیں	
انسان کی حقیقت واصلیت	
تنبیہ	۴۴۸
تابعین اور متبوعین کے درمیان مکالمہ	
متبعین کی طرف سے جواب	
کفار کا تکبر وغرور ایمان لانے سے مانع ہے	۴۴۹
فرمانبرداروں کی عزت افزائی	
جنت میں کافر دوستوں کی حالت معلوم کرنا	۴۵۰
جنتی کافر دوستوں سے بات چیت کرے گا	
جنتیوں کا اظہار مسرت	۴۵۱
دوزخیوں کی تکلیف دہ غذا	
شیاطین سے مراد؟	۴۵۲
اگلوں کی تقلید گمراہی کا سبب ہے	
حضرت نوح علیہ السلام کا مجبور ہو کر قوم کے خلاف بددعا	
تنبیہ	
ایک گروہ ہونے کا مطلب	۴۵۳
ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی	
دعوت توحید	
قوم کے تہوار میں شرکت سے عذر	
تنبیہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا "اِنِّی سَقِیم" کہنا جھوٹ نہیں ہے	۴۵۴
بتوں کی بے بسی کا اظہار	
بت شکنی	
قوم کا ردعمل	
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قوم کو جواب	
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کی کوشش	
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت	۴۵۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا برائے اولاد	
حضرب ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق	
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبح کے بارے میں خواب	۴۵۶
پیشانی کے بل لٹانے کا مقصد	۴۵۷
بڑی آزمائش پر بڑے رتبے	
تنبیہ: ذریتہما کی ضمیر کے مرجع میں عموم ہے	۴۵۸
حضرت ہارون علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام پر احسان خداوندی	
حضرت الیاس علیہ السلام	
حضرت الیاس علیہ السلام کی توحید کی دعوت	۴۵۹
الیاسین کی تحقیق	
اہل مکہ کے لئے مقام عبرت	

حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ ۴۶۰
الزام کیا تھا؟
نجات کا ایک ظاہری سبب
تنبیہ
مچھلی کے پیٹ سے نجات
اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ہونے کے عقیدہ کا رد ۴۶۱
بے تکا اور غیر معقول
غیر معقول اور بے تکے عقیدہ پر نقلی دلیل کا مطالبہ
جنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی سسرالی رشتہ داری کا عقیدہ اور اس کا جواب
جنوں کے مختار ہونے کا عقیدہ اور اس کا بطلان ۴۶۲
فرشتوں کی زبانی باطل عقیدہ کی تردید
عربوں کا اپنے قول سے انحراف
انجام کار فتح مخلصین ہی کو حاصل ہوتی ہے ۴۶۳
مہلت کے بعد عذاب اچانک آئے گا
اختتام و خلاصہ سورت
تنبیہ
سورۃ ص ۴۶۴
صداقت قرآن و رسول کے انکار کی وجہ تکبر ہے
پچھلی قوموں نے بھی تکبر کیا، ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں
کفار کے حضور ﷺ پر الزامات ۴۶۵
کفار کا توحید پرستی سے بھاگنا
"شیٔ یراد" کی وضاحت
پچھلے دین سے مراد؟
کفار کا حضور ﷺ کے انتخاب پر اعتراض ۴۶۶
کفار کی باتوں کا جواب
اللہ کے انتخاب پر اعتراض کا حق کسی کو نہیں ہے ۴۶۷
کفار کی عاجزی و درماندگی
کفار کا مسخرہ پن
تنبیہ: "ذا الاید" سے مراد
حضرت داؤد علیہ السلام کے حجرہ میں اجنبیوں کی آمد اور ان کا گھبرانا ۴۶۹
مقدمہ کی تفصیل
مقدمہ کا فیصلہ
حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کیا تھی؟ ۴۷۰
باوجود آزمائش کے مقرب بارگاہ الٰہی ہیں ۴۷۱
نیابت خداوندی کا تقاضہ اطاعت خداوندی
خواہش نفسانی کی اتباع کی وجہ
تنبیہ: یوم الحساب کا متعلق
دنیا کی زندگی بے کار نہیں
نیک و بد کو بدلہ دینے کے لئے آخرت کا ہونا ضروری اور حکمت کے مطابق ہے
ہدایت کے لئے کتاب کا ہونا بھی ضروری ہے
تنبیہ: تدبر اور تذکر سے مراد؟
حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے گھوڑے پیش کرنے کا قصہ ۴۷۲
حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش
تنبیہ
حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا
تنبیہ
حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ ۴۷۵
تنبیہ: حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں من گھڑت قصہ
حضرت ایوب علیہ السلام کی شفایابی
حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم اور اسے پورا کرنے کا حیلہ
تنبیہ: کونسا حیلہ جائز ہے؟
انبیاءؑ کی خصوصیت
"غساق" کی مراد؟ ۴۷۶
دوزخیوں کی آپس گفتگو
دوزخیوں کا ایک دوسرے پر لعن طعن اور ایک دوسرے کو بددعا
دوزخیوں کا مسلمانوں کو دوزخ میں نہ پانا اور حقیقت واضح ہونا
ملاءاعلیٰ کیا ہے؟ ۴۷۹
حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق
ابلیس کی اصلیت
ہاتھ سے مراد کیا ہے؟
ابلیس کا تکبر ۴۸۰
مٹی کی آگ پر فضیلت

ابلیس پر دائمی لعنت	
بے غرض نصیحت و خیر خواہی	
سورۃ الزمر	۴۸۱
عمل میں اخلاص	۴۸۲
مشرکین کی شرک کے لئے حیلہ بازی	
اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرنے والوں کا رد	
اللہ تعالیٰ مجبور نہیں لہٰذا اولاد کی کیا ضرورت؟	
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے	
اللہ تعالیٰ کی بردباری	
انسان کے فائدے جانوروں کی تخلیق	۴۸۳
تخلیق انسان میں تدریج	
تین اندھیرے	
کوئی اور معبود کیسے ہوسکتا ہے؟	
کفر کی صورت میں کافر کا اپنا نقصان ہے	۴۸۴
جو کرے گا وہی بھرے گا؟	
اللہ تعالیٰ کے علم سے کچھ باہر نہیں	
انسانی طبیعت کی دورخی	
نیک اور بد بخت برابر نہیں	
نیکوں کے لئے بھلائی ہے	۴۸۵
اچھی راہ پر چلنے کے لئے ہجرت کی ترغیب	
اللہ تعالیٰ کی طرف میلان رکھنے والے	۴۸۶
ازلی شقاوت والے راہ راست پر نہیں آسکتے	
عقلمندوں کے لئے سامانِ نصیحت	۴۸۷
قبول اسلام کے معاملہ میں شرح صدر اور تنگ دلی برابر نہیں	۴۸۸
احسن الحدیث اور مثانی کا مطلب	
کلام الٰہی کے اثرات	
مومن اور کافر برابر نہیں	
قرآن نے سمجھانے اور وضاحت میں کوئی کمی نہیں کی	۴۸۹
شرک اور توحید کی ایک حسی مثال	
......☆☆......الحمدللہ تیئسواں پارہ ختم ہوا......☆☆......	۴۹۰
پارہ نمبر: ۲۴	۴۹۱
سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے	
خدا سے ڈرنے والوں کی شان	
تنبیہ	
مشرکین کی دھمکیوں کا جواب	
کامیاب کون؟	۴۹۳
تنبیہ: "عذابٌ"	۴۹۴
آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف پہنچانا ہے	
نیند اور موت	
بتوں کی سفارش کا غلط عقیدہ	
جائز سفارش بھی اجازت پر منحصر ہے	
صرف ایک اللہ کے ذکر پر مشرکین کی ناخوشی	
کافر آخرت میں جان کا فدیہ دینے کو تیار ہوں گے	۴۹۵
مصیبت کے وقت صرف اللہ یاد رہتا ہے	۴۹۶
اپنی اہلیت پر ناز	
رزق کی تنگی یا کشادگی مقبولیت یا مردودیت کی دلیل نہیں	
عام مغفرت کا اعلان	
توبہ کی طرف ترغیب	۴۹۷
عذاب سے پہلے باعمل بننے کی ہدایت	
گذشتہ بے عمل زندگی پر حسرت و ندامت	۴۹۸
مجرمین کا بے عذر کار	
دنیا میں دوبارہ لوٹائے جانے کی تمنا	
دنیا میں دوبارہ لوٹایا جانا بھی بے فائدہ ہے	
کفار کی دو صفتیں	
اللہ کے منکر فلاح نہیں پاسکتا	۴۹۹
مشرکین کی حماقت	
مشرکین کے تمام اعمال اکارت ہیں	
مشرکین ناقدرے ہیں	۵۰۰
شرکاء تو خود عاجز ہیں	
تنبیہ	
صور پھونکنے کے مراحل	
تنبیہ	
اللہ تعالیٰ کا نزولِ اجلال	
تنبیہ: شہداء سے مراد	

عمل کے موافق بدلہ ملے گا ۵۰۱
کفار کو جہنم کی طرف دھکیلنا
مؤمنین کی جنت روانگی ۵۰۲
جنت کے دروازے کھلے ہوں گے
جنت میں روک ٹوک ہوگی
عرش کے فرشتے حلقہ بند رہتے ہیں
سورۃ غافر ۵۰۳
اللہ کی آیات میں جھگڑا ۵۰۴
کافروں کو ڈھیل کے بعد انجام کار تباہی ہے
گذشتہ اقوام سے عبرت کا سبق
تنبیہ
مؤمنین کے لئے فرشتوں کا استغفار
فرشتوں کے استغفار کی صورت
عمل ظاہر کے علاوہ عمل قلبی بھی جنت میں جانے کا سبب ہوسکتا ہے ۵۰۵
محشر میں پریشانی سے بچاؤ کی دعائیں
اللہ تعالیٰ کی کفار سے بیزاری ۵۰۶
دو موتوں اور دو حیاتوں سے مراد
محشر میں اعتراف حق کے بغیر چارہ نہ ہوگا
دنیا میں واپسی کی تمنا
مشرکین کی تمنا کا جواب
موحدین مشرکین کی پروا نہ کریں ۵۰۸
"الروح" سے مراد
اللہ کے سامنے حاضری یقینی ہے
محشر میں اکیلے اللہ کی بادشاہت ہوگی
محشر میں خوف کا عالم
سفارش کی بھی ایک حد ہے
اللہ تعالیٰ آنکھوں اور دلوں کی خیانت سے واقف ہے
بے جان مورتیں خدا کیسے ہوسکتی ہیں؟
آیات اور سلطان مبین سے مراد
ہامان اور قارون کا تعارف ۵۰۹
فرعون کی جابرانہ پالیسی
فرعون کی بھڑکیں ۵۱۰
فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کے خلاف پروپیگنڈہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا توکل
آل فرعون میں سے ایک مرد مؤمن کی حق گوئی
تنبیہ
موسیٰ علیہ السلام کے سچا ہونے کی ایک دلیل
دنیاوی ساز و سامان عارضی ہے ۵۱۲
فرعون کی ہٹ دھرمی
مرد مومن کی تنبیہ
"یوم التناد" سے مراد
نعمت کی قدر زوال کے بعد ہوتی ہے
حق سے غرور کرنے سے دل پر مہر لگ جاتی ہے
فرعون کی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ۵۱۳
فرعون کی حرکتیں
آخرت پر دنیاوی زندگی کو ترجیح نہ دو ۵۱۴
جانبین سے برعکس معاملہ
مومن کا اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرنا ۵۱۵
فرعونیوں کا انجام
عالم برزخ میں صبح و شام فرعونیوں پر جہنم کا پیش کیا جانا ۵۱۶
تنبیہ: عالم برزخ میں عام مردوں کی جنت یا جہنم کی سیر
آخرت میں اتباع کی اپنے متبوعین سے درخواست
متبوعین کا جواب
متبوعین سے مایوسی کے بعد فرشتوں سے درخواست
فرشتوں کا جواب
تنبیہ: آخرت میں کافروں کی دعا قبول نہ ہوگی
کامیابی بالآخر رسولوں کو ہی حاصل ہوتی ہے ۵۱۷
رسولوں کی اخروی فتح
ظالمین کا انجام ۵۱۸
رسولوں کی کامیابی کی ایک دلیل
حضور ﷺ سے مدد کا وعدہ اور تسلی
منکرین کے انکار کی وجہ تکبر ہے نہ کہ دلیل
آسمان و زمین کی تخلیق سے بعث بعد الموت پر استدلال
دعا مانگنا عبادت ہے اور نہ مانگنا غرور ہے ۵۱۹

آیات الٰہی میں جھگڑنے والوں کی سزا ٥٢٢
مجرمین سے سوال وجواب
معبودانِ باطلہ کی حقیقت کھل جائے گی
وعدۂ خداوندی حق ہے
رسولوں اور قوموں کے درمیان فیصلہ
جانوروں کے منافع ٥٢٣
جانور بھی نشاناتِ قدرت میں سے ہیں
گذشتہ نافرمان قوموں سے عبرت حاصل کرنے کا سبق
عذاب کے وقت مشرکین کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا
عذاب کے وقت توبہ کوئی فائدہ نہیں ٥٢٤
مجرمین کی عادت یہی ہے کہ عذاب کے وقت توبہ کرتے ہیں

سُوْرَۃُ فُصِّلَتْ ٥٢٥

قرآن کا نزول عربی میں ہے
کفار کی ضد بازی ٥٢٦
کفار کی دل آزار باتیں
حضور ﷺ کی بشریت
مشرکین کا انجام ہلاکت ہے
تنبیہ: "الزکوٰۃ" سے مراد
مؤمنین صالحین کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ٥٢٧
زمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے
زمین اور اس کے اندر کی اور چیزیں چار دن میں پیدا ہوئیں
تنبیہ
تنبیہ ٥٢٨
آسمان وزمین کی تخلیق میں کل چھ دن لگے
تنبیہ: تخلیق آسمان وزمین کے متعلق والی احادیث غریب ہیں
من بین أیدیھم ومن خلفھم سے مراد ٥٢٩
کفار کا بشریت رسول سے انکار
قوم عاد کا غرور
آخرت کی رسوائی بڑی رسوائی ہے ٥٣٠
جہنمیوں کی مختلف جماعتیں
اعضاء کی شہادت وگواہی
مجرمین کا اپنے اعضاء کو کوسنا ٥٣١
اللہ تعالیٰ جس چیز سے بلوانا چاہے بلوا سکتا ہے
اعضاء سے بولنے کا وہم وگمان ہی نہ تھا
مجرمین کو اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا یقین نہ تھا
مجرمین پر دنیا میں شیطان تعینات تھے ٥٣١
قرآن کی آواز جادو اثر شور وغل سے دب نہیں سکتی ٥٣٢
ضد کی بناء پر انکار کرتے تھے
جہنمیوں کا گمراہ کرنے والوں سے انتقام کی خواہش ٥٣٣
اہل استقامت کے لئے خوشخبری
تنبیہ: متقین پر دنیا میں بھی ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو باعث
تسکین ہوتا ہے
فرشتوں کی طرف سے مرافقت کا وعدہ
جنت میں ہر من چاہی پوری ہوگی
رب العزت کی طرف سے مہمان نوازی
داعیان دین اور صالحین کا اعلیٰ مقام ٥٣٤
داعی الی اللہ کو حسن اخلاق کی تعلیم
بری بات کا جواب بھلائی سے دینا خوش نصیب لوگوں کا کام ہے ٥٣٥
ربط
شیطان سے بچاؤ کی تدبیر
عظمت وقدرت الٰہی پر دلالت کرنے والے دلائل
صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے
غرور وتکبر کرنے والوں کی اللہ کو پروا نہیں ٥٣٦
زمین کی تروتازگی سے بعث بعد الممات پر استدلال
ملحدین اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہیں، فی الحال ڈھیل ہے
نصیحت میں شبہات پیدا کرنا کج روی کی بناء پر ہے ٥٣٧
کتاب اللہ ہر اعتبار سے محفوظ ہے
کفار کی طعنہ زنی پر حضور ﷺ کو صبر کی تلقین
قرآن جھٹلانے کے حیلے بہانوں کا رد ٥٣٨
قرآن کتاب ہدایت وشفاء ہے
کفار دلی طور پر اندھے ہیں اس لئے قرآن کی روشنی نہیں دیکھتے
کفار قرآن سے دور پرے ہوتے ہیں
کفار شکوک وشبہات سے خود ہی پریشان ہوتے ہیں
ربط

☆☆......الحمدللہ چوبیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆...... ۵۳۸
پارہ نمبر: ۲۵ ۵۳۹
قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے
اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے
کفار کا اپنے شرک سے انکار ۵۴۰
انسان کی عجیب حالت
معبودان باطلہ کی گمشدگی اور ان سے براءت
انسان کی عادت ہے کہ نعمت میں ناشکری اور مصیبت میں رجوع الی اللہ
کفار کو قرآن کو نہ ماننے کی صورت میں نقصان کا اندیشہ کیوں نہیں؟ ۵۴۰
خود انسان کی جان اور اس کے چاروں طرف اللہ کی قدرت کے دلائل ہیں ۵۴۱

سورۃ الشوریٰ ۵۴۲
وحی میں تمام انبیاء علیہم السلام مشترک ہیں
آسمانوں کا پھٹنے کے قریب ہونا ۵۴۳
فرشتوں کی دعا
مشرکین کو مہلت دینا ان کے بچ جانے کی دلیل نہیں
ام القریٰ سے مراد
حساب کے دن دو فریق
انسانوں کے احوال میں تفاوت میں حکمت ہے
ہر اختلافی مسئلہ میں قطعی فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے ۵۴۴
ہر معاملہ میں نبی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے
ہر چیز کا جوڑ پیدا کرنا
ذات وصفات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں ۵۴۵
تمام خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں
مشرکین کے لئے توحید بڑی گراں چیز ہے
اصول دین میں اختلاف ضد اور عداوت کی بنا پر ڈالا گیا ۵۴۶
حضور ﷺ کو دعوت دین پر ثابت قدمی کا حکم ۵۴۷
باوجود صداقت ثابت ہونے کے نہ ماننے والے غضب کے مستحق ہیں
ترازو اتارنا
قیامت کی فکر کریں کہ وہ قریب بھی ہوسکتی ہے
قیامت کے بارے میں مومن وکافر کی الگ الگ حالت ۵۴۹

روزی کے معاملہ میں مومن وکافر برابر ہیں
دین کی کوئی راہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے
حضور ﷺ کی بے لاگ دعوت ۵۵۰
تنبیہ: "المودۃ فی القربیٰ" سے مراد
نیکی بڑھتی رہتی ہے ضائع نہیں ہوتی
حضور ﷺ سے افتراء علی اللہ کی نفی
تنبیہ
توبہ کی قبولیت اور اجر وثواب میں زیادتی ۵۵۱
روزی کو عام کرکے سب کو مالدار بنانا حکمت کے خلاف ہے
رحمت کی بارش برسانا اللہ تعالیٰ کی امانت ہے ۵۵۲
تنبیہ
جانوروں جیسی آسمانی مخلوق
اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنا ممکن نہیں ۵۵۳
"کبائر الاثم" وغیرہ سے مراد ۵۵۴
مشورہ کی تعریف
موقع مناسب کی رعایت ہونی چاہئے ۵۵۵
بدلہ میں بھی ظلم نہ کیا جائے
معاف کرنا زیادہ بہتر ہے
معاف کردینا بڑے حوصلہ کا کام ہے
گناہ گار اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی نقصان کرتے ہیں
اولاد دینے اور دوسرے حالات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ۵۵۶
اللہ تعالیٰ کے کسی انسان سے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ۵۵۷

سورۃ الزخرف ۵۵۹
قرآن عربی میں ہونے کی حکمت ۵۶۰
قرآن نہایت مستحکم ہے
تنبیہ
منکرین کے انکار کی وجہ سے دعوت کا سلسلہ روکا نہیں جاسکتا
گذشتہ قوموں کی ہلاکت سے عبرت کا سبق
زمین کی شادابی سے بعث بعد الموت پر استدلال کرنا
سب کا خالق اللہ ہے
اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرکے مشرکین کی گستاخی ۵۶۱
مشرکین اللہ کے لئے وہ پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے نہیں کرتے ۵۶۲

عقل و رائے کے اعتبار سے عورت کمزور ہے
فرشتوں کے عورت ہونے پر عقلی نقلی کوئی دلیل منکرین کے پاس نہیں
کسی کام ہونے دینے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ثابت نہیں ہوتی
مشرکین کے پاس شرک کے پسندیدہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے
کفار کی ہٹ دھرمی ۵۶۴
تنبیہ: مشرکین اور مسلمانوں کے مسلم پیشوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کی تلقین
مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر عمل نہ کیا
مشرکین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے پر اعتراض
منصب رسالت اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جسے چاہے دیتا ہے
درجات انسانیہ میں تفاوت
اللہ تعالیٰ کے پاس دنیوی مال و دولت کی حقیقت ۵۶۵
آخرت کی نعمتیں صرف مومنین کے لئے ہیں ۵۶۶
مسلسل اعراض کرنے کی وجہ سے شیطان مسلط ہو جاتا ہے
شیطان کی موافقت اور دوستی پر افسوس و حسرت
آخرت میں عذاب میں شریک ہونا باعث تسلی نہ ہوگا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی
قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لئے باعث شرف ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ۵۶۸
فرعونیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن اور استہزاء
فرعون اور کنگن
فرعون کا اپنی قوم کو اُلو بنانا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر مشرکین کا شور و شغب
مشرکین کی طبیعتیں ہی جھگڑالو اور غیر متوازن ہیں ۵۷۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم
کیا قیامت آنے پر مانیں گے؟
قیامت کے دن صرف اچھی دوستی کام آئے گی
جنت کی وراثت ۵۷۲
دوزخیوں کی مایوسی
اللہ نے برا بھلا سب سمجھا دیا تھا

داروغۂ جہنم سے جہنمیوں کی گذارش
داروغۂ جہنم کا جواب
مشرکین عرب کی سازشیں اور تدبیریں ناکام ہوئیں
تنبیہ
عبادت صرف خالق کا حق ہے ۵۷۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا پکا وعدہ
سورۃ الدخان ۵۷۵
برکت والی رات سے مراد
قضاء و قدر کے فیصلے "لیلۃ مبارکہ" میں ہوتے ہیں
مشرکین کا تردد ۵۷۶
دھوئیں کے عذاب سے مراد
تنگ ہو کر کفار و مشرکین کی گزارش
مشرکین کی گزارش کا جواب ۵۷۷
مشرکین اپنی پرانی عادت پر قائم رہیں گے ۵۷۸
بڑی پکڑ سے مراد
قوم فرعون کی آزمائش
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ
کھلی سند
فرعون کی دھمکیوں کا جواب
اللہ تعالیٰ کو فرعونیوں کی شکایت اور بنی اسرائیل کو لے جانے کا حکم
فرعونیوں کا دریا میں غرق ہونا
آسمان کا رونا ۵۷۹
بنی اسرائیل کی فضیلت ۵۸۰
"تبع" سے مراد
متقین کے لئے نعمتیں ۵۸۱
جنت میں موت نہیں آئے گی
سورۃ الجاثیۃ ۵۸۲
آسمان و زمین کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت پر دلالت کرتی ہے ۵۸۳
کفار غرور و تکبر کی وجہ سے حق کے منکر ہیں
کفار کو سخت ذلت آمیز سزا ملے گی

قیامت کے دن کوئی کام نہ آئے گا	
سمندروں کی تسخیر	
جو کرنا ہے کرو مگر خالق کو نہ بھولو	
غور وفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں	۵۸۴
ایام اللہ سے مراد	۵۸۵
ہر کوئی اپنے کئے کا پھل کاٹے گا	
بنی اسرائیل پر انعامات	
فضیلت سے مراد	
تفرقہ بازی کی اصل وجہ ضد ہے	
نیک اور بدکار بدمعاش برابر نہیں ہو سکتے	۵۸۶
زمین وآسمان کی پیدائش یوں ہی بیکار نہیں	
خواہش نفس کی پیروی کا انجام	۵۸۷
"دھر" زمانہ کو گالی دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو گالی دینا	
اعمال نامہ کی طرف بلاوا	۵۸۸
قیامت کا انکار	۵۸۹
قیامت کے دن میں بدکاریاں سامنے آجائیں گی	
دوزخیوں کو دوزخ سے نکالا نہ جائے گا	
......☆☆......الحمد للہ پچیسواں ۲۵ پارہ ختم ہوا......☆☆......	
پارہ نمبر:۲۶	۵۹۰
سُورَةُ الْاَحْقَاف	
آسمان وزمین کی تخلیق بے فائدہ نہیں	۵۹۱
تخلیق صرف اللہ تعالیٰ نے کی ہے	
شرک پر کوئی دلیل نہیں	
معبودان باطلہ تو بے جان ہیں	
قیامت کے دن معبودان باطلہ کا اظہار لاتعلقی	
حضورﷺ کی حقانیت کا اثبات	۵۹۲
حضورﷺ کی رسالت کوئی نئی چیز نہیں	۵۹۳
حضورﷺ کی نبوت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شہادت	
کفار کی ایک غلط سوچ	
کفار کی غلط سوچ کا جواب	
تمام کتب سماویہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں	۵۹۴
والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین	
حمل کے تین مراحل	۵۹۵
تنبیہ: والدہ کا حق والد سے زیادہ ہے	
چالیس برس کی عمر پختگی عقل واخلاق کی عمر ہے	
سعادت مند آدمی	
تنبیہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے خوش قسمت تھے	
نافرمان اولاد کا والدین سے برتاؤ	۵۹۶
قیامت کا انکار	
نافرمان اولاد کے لئے والدین کی دعا	
نصیحت کو پرانے قصے قرار دینا	
"اوّل" سے مراد	۵۹۷
بدبخت نقصان میں پڑ گئے	
اعمال کے اعتبار سے اچھے برے درجات	
کافر کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے	
تکبر وفسق کی سزا آخرت میں	
"احقاف" سے مراد	
حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت توحید	
قوم عاد کا معاندانہ جواب	۵۹۷
قوم عاد کا عذاب	۵۹۸
جسے وہ بارش سمجھ رہے تھے وہ عذاب تھا	
طوفان کی سختی	
قوم عاد سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب	۵۹۹
دیگر معذب قوموں سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب	
معبودان باطلہ مصیبت کے وقت کام نہ آئے	
ربط	
جنات کا قرآن سننا ایمان لانا	۶۰۰
تورات کے ذکر کی وجہ	
جنات کی تبلیغ اپنے دیگر ساتھیوں کو	
قوم ہود کے باطل عقیدہ کا رد	۶۰۱
حضورﷺ کو صبر کی تلقین	
تنبیہ: اولوالعزم پیغمبروں سے مراد	
قیامت کے دن دنیاوی زندگی تھوڑی سی معلوم ہوگی	
سُورَةُ مُحَمَّد	۶۰۲

امتِ محمدیہ کے لئے خوشخبری ۶۰۳
کفار کے مقابلہ میں سختی کا حکم اور قیدیوں کے بارے میں تین صورتیں
جہاد آزمائش کا ذریعہ ہے
اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے حقیقۃً کامیاب ہیں ۶۰۴
تنبیہ: ''عَرَّفَهَا لَهُمْ'' سے مراد ۶۰۵
اللہ کے دین اور اس کے پیغمبر کی مدد کا بدلہ
کفار کے لئے بربادی
مؤمنین کی مدد ونصرت
مشرکین مکہ کو تنبیہ
تنبیہ: قریۃ سے مراد
جنت کی چار قسمیں اور ان کی خصوصیات ۶۰۶
آخرت کی نہریں دنیاوی نہروں کی طرح نہیں
آخرت کی نہریں عیب سے پاک ہیں
تنبیہ: پانی، دودھ، شراب اور شہد کی چار قسم کی نہریں ۶۰۷
جہنم کے کھولتے پانی کی سختی
منافقین کی منافقت کا ذکر
منافقت کی وجہ سے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے
نیکی سے ترقی ہوتی ہے
قیامت کا انتظار
حضور ﷺ کو استغفار کی تلقین
تنبیہ: خطاب کس کو ہے؟
سورت میں جہاد کے ذکر سے مراد ۶۰۹
حکم جہاد آنے پر منافقین کی حالت
اصل کرنے کا کام
ناانصافی کرنا اہل حکومت کی عادت ہے
تنبیہ: ''تَوَلَّيْتُمْ'' کا معنی
ظالم حکمرانوں پر خدائی لعنت کا نتیجہ
منافقوں کے دلوں پر تالے پڑے ہیں
شیطان کا بہکاوا
منافقین کی خباثت ضرور ظاہر ہو کر رہے گی ۶۱۱
منافقین کی تعیین نام بنام نہ کرنے میں حکمت ہے
تنبیہ: ''فَلَعَرَفْتَهُمْ'' کی وضاحت

اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے
جہاد سے مقصود آزمائش ہے
تنبیہ
اعمال کی حفاظت کی تلقین
کفار کی بخشش نہیں
مسلمانوں کو کم ہمتی سے بچنے کی تاکید ۶۱۲
ثابت قدمی کا بدلہ مدد ونصرت ہے
دنیا کھیل تماشہ ہے
سُورَةُ الفَتْح ۶۱۳
عمرہ کے متعلق خواب اور دیگر واقعات
صلح حدیبیہ فتح مکہ کا پیش خیمہ تھی ۶۱۵
انعامات کی تکمیل ۶۱۶
نصر عزیز سے مراد ۶۱۷
سکون واطمینان کا نزول
تنبیہ
جنت طلب کرنا خلافِ اولیٰ نہیں ہے
مشرکین ومنافقین کو سزا ۶۱۸
منافقین کی بری اٹکلیں اور اندازے
بالآخر منافقین مصیبت میں پھنس گئے
بیعت رضوان کی حقیقت وخاصیت ۶۱۹
تنبیہ: بیعت مختلف بھلائی کے کاموں پر ہوتی ہے
نفع ونقصان اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے
غزوہ خیبر میں شرکت سے منافقین کو ممانعت ۶۲۱
تنبیہ
تنبیہ ۶۲۲
اہل حق ہی غالب رہے ہیں ۶۲۳
کفار سے تصادم سے بچنے میں حکمت ۶۲۴
مشرکین کی ضد اور ہٹ دھرمی ۶۲۵
سُورَةُ الحُجُرَات ۶۲۸
پیش قدمی کی ممانعت
تنبیہ
اللہ کا ڈر ہی اطاعت پر ابھارتا ہے ۶۲۹

حضور ﷺ کی مجلس کا ادب واحترام
تنبیہ
مجلس نبوی کا ادب واحترام کرنے والے پرکھے ہوئے جانچے ہوئے ہیں
دور سے آوازیں دینا خلاف ادب ٦٣٠
خبروں کی تحقیق کا حکم
اپنی رائے یا مشورہ قبول نہ ہو تو رنجیدہ نہ ہونا چاہئے ٦٣١
اگر نبی ہر ایک کے مشورے پر عمل کرے تو سب مصیبت میں پڑ جائیں
مسلمان جماعتوں کی لڑائی کی صورت میں صلح کرانے کی تلقین
تنبیہ: دو جماعتوں سے مراد
تمسخر واستہزاء سے ممانعت ٦٣٢
برے القاب اور برے ناموں سے پکارنے کی ممانعت
بدگمانی وغیرہ اختلافات کا پیش خیمہ ہے ٦٣٣
مسلمان کی غیبت کرنا بھائی کے گوشت کھانے کی طرح ہے
متقی ہی اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے بچتا ہے
عزت وافضلیت کا معیار ٦٣٤
ایمان واسلام میں فرق ہے
تنبیہ ٦٣٥
نیکی کرنے میں بندہ کا کوئی کمال نہیں، اصل تو اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے
سُوْرَۃُ قٓ ٦٣٦
قرآن کی عظمت اور کفار کا رسالت و دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب
بعث بعد الموت کے انکار کا جواب
قدرت کے دلائل
دوسری بار پیدا کرنا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے ٦٣٨
اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب تر ہیں
دو فرشتے کراماً کاتبین ٦٣٩
تنبیہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کو ڈانٹ ٦٤٠
دوزخ کی سختی اور پکار ٦٤١
اللہ تعالیٰ تھکاوٹ سے پاک ہیں ٦٤٢
نبی علیہ السلام کو صبر کا حکم
دعا وعبادت کی قبولیت کے خصوصی اوقات
نفخ صور

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے
سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت ٦٤٣
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہواؤں کی قسم
آخرت کا وعدہ سچا ہے ٦٤٤
آسمان کی قسم
قیامت کے معاملہ میں جھگڑے
قیامت کا مذاق اڑانا
مشرکین کے مذاق کا جواب
نیک لوگوں کی صفات
"المحروم" سے مراد
دنیا جہاں میں غور کرنا یقین کے حصول کا سبب ہے ٦٤٥
رزق آسمان سے نازل ہوتا ہے
روزی اور رزق میں شبہ نہیں ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں کو اوپرا سمجھنا ٦٤٦
فرشتوں کا کھانے سے انکار
حضرت سارہؓ کا تعجب
فرشتوں کا جواب
تنبیہ: لڑکے سے مراد حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں
......☆☆......الحمد اللہ چھبیسواں ٢٦ پارہ ختم ہوا......☆☆...... ٦٤٧
پارہ نمبر: ٢٧ ٦٤٨
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے سوال
فرشتوں کا جواب
پتھروں کا نشان زدہ ہونا
صرف حضرت لوط علیہ السلام کا گھرانا عذاب سے محفوظ رہا
ان قصوں میں عبرت کا سامان ہے
سلطان مبین سے مراد
فرعونیوں کی ہلاکت
فرعون خود اپنی ہلاکت کا ذمہ دار ہے
قوم عاد کی ہلاکت
قوم ثمود کی ہلاکت
قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت

آسمان قدرت کی نشانی ہے
زوجین سے مراد ۶۴۹
اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت
تمام کفار شرارت میں مشترک رہے ہیں
کفار نے گویا ایک دوسرے کو شرارت کی وصیت کی ہے ۶۵۰
انسان و جنات کا مقصد تخلیق
عبادت کا حکم بندوں کے فائدے کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں
"یوم" سے مراد
سُورَةُ الطُّورِ ۶۵۱
"طور" سے مراد ۶۵۲
کتاب سے مراد
"البیت المعمور" سے مراد
"السقف المرفوع" سے مراد
"البحر المسجور" سے مراد
جھٹلانے والے بالآخر تباہ و برباد ہوں گے
آخرت میں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا
نیک لوگوں کے لئے انعام
نیک اولاد اور اتباع کو اپنے بڑوں کے ساتھ جنت میں ملا دیا جائے گا ۶۵۳
تنبیہ: "وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ" کا مطلب
عدل کا تقاضہ ۶۵۴
اہل جنت کے مزے اور نعمتیں
جنتیوں کی خوشی
کفار کے اعتراضات کا جواب
کفار کی غلط سوچ
حضور ﷺ کو مجنون کہنے والوں کی عقل مندی
قرآن کے منکرین کو چیلنج ۶۵۵
مشرکین خدا کے یقین سے عاری ہیں اس لئے رسالت کا انکار کرتے ہیں
کفار کے داؤ پیچ خود ان ہی پر پلٹنے والے ہیں ۶۵۶
شریک کی نفی

کفار در حقیقت ضد و عناد کی بناء پر منکر ہیں
معاندین کو کچھ وقت کی ڈھیل ہے ۶۵۷
حضور ﷺ کو صبر کی تلقین
سُورَةُ النَّجْمِ ۶۵۸
حضور ﷺ کی صداقت کی گواہی
حضور ﷺ کا ہر قول و فعل وحی کے تابع ہے ۶۵۹
وحی لانے والے (جبرئیل علیہ السلام کی خصوصیات)
"الافق الاعلیٰ" سے مراد اور جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا
تنبیہ: "أَوْ" کا معنیٰ
جبرئیل علیہ السلام کے دیکھنے میں کوئی شک اور غلطی نہیں ہوئی
جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار دیکھنا کس وقت ہوا؟ ۶۶۰
تنبیہ: بیری کے درخت کی تحقیق
سدرۃ المنتہیٰ کی حالت و کیفیت
دیکھنے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی ۶۶۱
تنبیہ: مشرکین کے تین بت اور ایک من گھڑت قصہ
مشرکین کی مہمل تقسیم
پتھروں کو خدائی نام دے دیئے ہیں
مشرکین علم و ہدایت کے باوجود اوہام میں مبتلا ہیں ۶۶۲
بتوں اور فرشتوں کے بارے میں سفارش کا عقیدہ رکھنا محض خیالی پلاؤ ہیں ۶۶۳
آخرت پر یقین نہ ہونا گستاخی کی وجہ ہے
دنیا کی طلب میں غلو کرنے والوں سے اعراض کا حکم
اللہ تعالیٰ سب کے کرتوتوں سے واقف ہے
"اللَّمَم" مراد اور کبیرہ و صغیرہ گناہ کی تقسیم
اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والا ہے ۶۶۴
اپنی تعریف کی ممانعت
ولید بن مغیرہ کا قصہ
ہر آدمی اپنے اچھے برے کئے کا بدلہ پائے گا، نہ کہ دوسرے کا یہی مضمون صحف موسیٰ علیہ السلام میں تھا ۶۶۵
"أَقْنَىٰ" سے مراد
"شِعْرَىٰ" کی مراد
آنحضرت ﷺ ڈرانے والے ہیں ۶۶۶

قیامت قریب ہے
تنبیہ
سورۃ القمر ٦٦٦
ہجرت سے قبل "شق قمر" چاند دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ
قرآن کریم حکمت کا مجموعہ ہے ٦٦٨
میدان حشر میں کافروں کی ذلت
قیامت کے دن کی سختی
حضرت نوح علیہ السلام کی بد دعا ٦٦٩
طوفان کی سختی
"کفر" سے مراد
قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بہت آسان ہے ٦٧٠
تنبیہ: آسان ہونے کا مطلب حقائق و اسرار سے خالی ہونا نہیں ہے
نحوست کے ایام صرف قوم عاد کے لئے تھے۔
قوم ثمود کی تکذیب
قوم ثمود کا اعتراض ٦٧٠
اونٹنی کے ذریعہ قوم صالح علیہ السلام کی آزمائش ٦٧١
پانی کی باری مقرر کرنا ٦٧٢
اونٹنی کا قتل
قوم ثمود پر اللہ تعالیٰ کا عذاب
قوم لوط علیہ السلام کی تکذیب
فرشتوں سے بدکاری کی کوشش
قوم لوط علیہ السلام پر عذاب ہولناک
فرعون اور اس کے حواریوں کی ہلاکت و غرقابی
موجودہ کفار کو گذشتہ قوموں کے واقعات سے تنبیہ
کفار مکہ کی شکست کی پیشن گوئی
قیامت میں کفار کا سارا غرور نکل جائے گا ٦٧٣
اللہ تعالیٰ کی قدرت
گذشتہ کافروں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے
ہر عمل لکھا جارہا ہے
سورۃ الرحمٰن ٦٧٤
انسان کو قرآن سکھانا بہت بڑی نعمت ہے
تنبیہ: اصل معلم اللہ تعالیٰ ہے
گویائی کی قوت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے
چاند سورج کا حساب اور نظام ٦٧٥
زمین کا بچھانا آسمان کا بلند کرنا اور ترازو کا قائم کرنا بھی اللہ کی نعمتیں ہیں
تنبیہ: وضع میزان سے مراد
پھل میوے وغیرہ کی نعمتیں
اللہ کی نعمتوں کا انکار نہیں کیا جاسکتا
تنبیہ: "تکذبٰن" میں جن و انس دونوں کو خطاب ہے
"آلاء" کا معنیٰ ٦٧٧
تنبیہ: ایک آیت کا تکرار
مشرقین و مغربین کی الوہیت
تنبیہ: تثنیہ لانے میں حکمت
میٹھے اور کھارے پانی میں امتیاز
کشتیاں اور جہاز نعمت ہیں
تنبیہ
سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے
اللہ تعالیٰ سے کسی کو مفر نہیں ہے
مجرموں پر آگ اور دھوئیں کے شعلے ہوں گے ٦٧٩
مجرموں کو سزا دینا بھی نعمت ہے
علم کی غرض سے سوال نہ ہوگا
مجرمین کی پہچان
مختلف قسم کے عذاب
متقین کا انعام
مختلف اقسام کے پھل
اصحاب یمین کے باغ
٦٨٠
سورۃ الواقعۃ ٦٨١
قیامت کی دو صفات ٦٨٢
قیامت کی کیفیت
قیامت میں تین قسم کے لوگ
داہنی طرف والے
بائیں طرف والے
پہلوں اور پچھلوں سے مراد

تنبیہ: رائج تفسیر
جنت میں کوئی فضول اور تکلیف دہ بات نہ ہوگی ۶۸۴
دوزخیوں کے برے احوال
دوزخی اونٹ کی طرح پانی پئیں گے
بے جان نطفہ سے انسان کی پیدائش قدرت کی نشانی ہے ۶۸۵
دوبارہ زندہ ہونا پہلی بار پیدائش سے سمجھ لینا چاہئے ۶۸۶
کھیتی اگانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کمال ہے
میٹھا پانی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے
آگ پیدا کرنے والے درخت بھی اللہ تعالیٰ کا کمال ہے
تنبیہ
مس اور مطہرون کی وضاحت ۶۸۷
قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے جو اس کی عظمت کی دلیل ہے
قرآن سے منتفع ہونے میں سستی نہیں کرنی چاہئے ۶۸۸
جو اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہیں وہ مرنے والوں کو بچاتے کیوں نہیں؟
تسبیح وتحمید کی تلقین اور تاکید ۶۸۹
سُورَۃُ الحَدِیْد ۶۹۰
کسی چیز کو نئے سرے سے پیدا کرنا اور فناء کرنا اللہ تعالیٰ کے
قبضہ میں ہے ۶۹۱
اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن ہے
چڑھنے اور اترنے والے کون ہیں؟
اللہ تعالیٰ حاضر وناظر اور ہر وقت ساتھ ہے
مال خرچ کرنے کی ترغیب
ایمان لانے سے کیا چیز مانع ہے ۶۹۲
قرآن نازل کرنے کا مقصد ۶۹۳
فتح سے مراد
فتح مکہ سے قبل خرچ کرنے والوں کا درجہ
اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا مطلب
پل صراط پر ایمان وعمل صالح کی روشنی کام آئے گی
مومنین ومنافقین کے درمیان دیوار بن جائے گی ۶۹۴
منافقین قیامت میں مومنین سے مدد طلب کریں گے
مومنین کا منافقین کو جواب
اہل کتاب سخت دل ہوگئے ۶۹۵
اللہ تعالیٰ کو قرض دینے سے مراد
صدیقین اور شہداء ۶۹۶
انسانی زندگی کی مثال کھیتی کی ہے
جنت کا طول وعرض ۶۹۷
دنیا کی تمام نعمتیں اور تکلیفیں اللہ کے علم میں طے شدہ ہیں
خوشی وغمی دونوں میں رضا بالقضاء رکھیں ۶۹۸
تنبیہ
متکبر مالداروں کی عادت
مال خرچ کرنے میں خود خرچ کرنے والے کا فائدہ ہے
کتاب اور ترازو اتارنا اور ترازو کی مراد کی تعیین
جو نرمی سے نہ مانیں ان کے لئے تلوار ہے
جہاد سے اللہ کا کوئی فائدہ نہیں، بندے کی آزمائش مقصود ہے ۶۹۹
رہبانیت بدعت ہے ۷۰۰
تنبیہ
اکثر اہل کتاب نافرمان تھے
تنبیہ
اتباع رسول پر ملنے والے انعامات
تنبیہ
......☆☆......الحمد للہ ستائیسواں ۲۷ پارہ ختم ہوا......☆☆......
پارہ نمبر ۲۸ ۷۰۱
سُورَۃُ المُجَادَلَۃ
جاہلیت کا دستور، واقعہ خولہ بنت ثعلبہ اور حکم ظہار ۷۰۲
تنبیہ: ظہار کی تعریف
بیوی کو ماں کہنے سے ماں نہیں بن جاتی
تنبیہ
کفارہ کی حکمت
ظہار کے کفارہ کی ترتیب
مومنین کی شان ۷۰۳
اللہ تعالیٰ کے پاس سب کا عمل محفوظ ہے ۷۰۴
اللہ تعالیٰ کا علم چھوٹی بڑی کم یا زیادہ ہر چیز کو محیط ہے
تنبیہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چھ افراد کو مشورہ سپرد کرنا
منافقین کی سازشیں اور سرگوشیاں

یہود اور منافقین کی حضور ﷺ کو بد دعائیں
تنبیہ: حضرت عائشہؓ کا قصہ
مشورے کے معاملہ میں مسلمانوں کی شان ۷۰۵
مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ شیطان اور منافقین مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
تنبیہ ۷۰۶
آداب مجلس
تنبیہ: حضرت ﷺ کی مجلس میں نظم وضبط کا حکم
علم صحیح کی پہچان اور اس کا اثر
بے فائدہ سرگوشیوں سے بچنے کا حکم اور اس کی تدبیر
تنبیہ ۷۰۷
منافقین درمیان میں پھنسے ہوئے ہیں اور نہ مسلمان نہ کافر پورے ۷۰۸
دنیاوی فوائد کے لئے منافقین جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں
منافقین قیامت میں بھی جھوٹ بولیں گے
"روح" سے مراد ۷۰۹
حزب اللہ مفلحون کی پہچان
سُوْرَةُ الْحَشْر ۷۱۰
یہودی قبیلہ بنونضیر کی بدعہدی اور جلاوطنی
بنونضیر کی بوکھلاہٹ ۷۱۱
تنبیہ: "اول الحشر" سے مراد
بنونضیر کے غلط گمان اور مرعوب ہو جانا
بنونضیر کی حرص اور غصہ
جلاوطنی نہ ہوتی تو کسی اور سزا میں مبتلا ہونا یقینی تھا ۷۱۲
یہود کے درختوں کا کاٹا جانا
بعض درخت کاٹنے اور بعض چھوڑنے دونوں میں حکمت تھی
تنبیہ: مال فیئ اور اس کا حکم ۷۱۳
اموال فیئ کے متعلق عام ضابطہ ۷۱۴
حضور ﷺ کے قرابت داروں کا حق
مصارف بتلانے کی حکمت
حضور ﷺ کی تقسیم پر راضی رہنا ضروری ہے ۷۱۵
حضور ﷺ کی نافرمانی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے
مہاجرین زیادہ حق دار ہیں
انصار کا بے مثال ایثار و قربانی
پہلوں سے محبت کرنے والے اور ان سے بغض نہ رکھنے والے مسلمان ہی مال فیئ کے مستحق ہیں
منافقین اوپر اوپر سے تسلی دیتے ہیں دل میں کچھ اور ہے
منافقین کی یہود سے بدعہدی ۷۱۶
کفار و منافقین کے دل میں مسلمانوں کا رعب ہے اس لئے کھل کر نہیں لڑ سکتے ۷۱۷
منافقین بظاہر متحد ہوتے ہیں مگر اندر سے متفرق ہیں
منافقین کی مثال شیطان کی طرح ہے
تقویٰ اور نیکی کی ترغیب
قرآن کی زبردست تاثیر ۷۱۸
کفار کے دل پہاڑوں سے بھی سخت ہیں
تنبیہ
"امن" کا معنیٰ ۷۱۹
سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة ۷۲۰
فتح مکہ کا ارادہ اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا قصہ
کفار سے دوستانہ تعلقات سے منع کرنا ۷۲۱
کفار مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے
اللہ تعالیٰ ناراض ہو تو قریبی رشتہ دار کام نہ آئیں گے ۷۲۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور کفار کے لئے دعا کرنے کا حکم ۷۲۳
تنبیہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرز عمل کو اپنانے کا حکم
مکہ والوں کے مقابلہ میں ترک معاملات کا حکم عارضی تھا
مکہ کے معتدل کفار اور ان سے تعلقات کی حیثیت
ربط: ایمان لا کر مکہ سے مسلمانوں کی طرف آنے والی عورتوں کا حکم ۷۲۵
عورتوں کے ایمان کو جانچنے کا حکم
عورتوں سے نکاح کے بعد پہلے شوہر کا مہر واپس کرنے کا حکم
تنبیہ: "فَعَاقَبْتُمْ" کی تشریح
طوفان باندھنے کا مطلب
۷۲۶
عورتوں کو مذکورہ احکام کے ذریعہ جانچا جائے
منکروں کو قیامت کا یقین نہیں ہے

تنبیہ ۷۲۷

سُورَۃُ الصَّفِّ ۷۲۸

شیخیاں مارنے سے بچنے کا حکم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنی قوم سے گلے شکوے ۷۲۹

گناہ کی زیادتی سے دل سخت اور نیکی کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تورات کی تصدیق

تنبیہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد کی بشارت

کفار چیں بچیں ہوں تو ہوں، حق غالب رہے گا ۷۳۱

تنبیہ

بہترین تجارت

دنیا میں بھی فتح کی بشارت ۷۳۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی

بنی اسرائیل کا دو فرقوں میں بٹ جانا

سُورَۃُ الْجُمُعَۃِ ۷۳۳

"اُمِّیّٖنَ" کا مصداق اور نبی اُمّی کی بعثت

تنبیہ ۷۳۴

آخرین کا مصداق اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کی عمومیت

کتاب پر عمل نہ کرنے میں یہود کی مثال گدھوں کی سی ہے

یہودیوں کی شیخیاں اور ان کو چیلنج ۷۳۵

تنبیہ: موت کی تمنا کرنے کا دوسرا مطلب ۷۳۶

ربط

جمعہ کی طرف سعی کا حکم اور اس کا مطلب

تنبیہ: نداء سے مراد کونسی اذان ہے؟

خطبہ جمعہ چھوڑ کر تجارتی قافلہ کی طرف جانے والوں کو تنبیہ ۷۳۷

تنبیہ

سُورَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ ۷۳۸

منافقین جھوٹے ہیں

منافقین کی جھوٹی قسمیں کھانے کی عادت ہے ۷۳۹

منافقین کے دلوں پر مہر لگ گئی

منافقین کی خشک لکڑیوں سے تشبیہ

منافقین بزدل ہوتے ہیں

منافقین اپنی خیانت اور جھوٹ ظاہر ہونے کے باوجود اکڑتے تھے ۷۴۰

منافقین کے حق میں استغفار کے باوجود مغفرت نہیں ہے

ایک انصاری اور مہاجر کا جھگڑا اور عبداللہ بن ابی کا قصہ ۷۴۱

سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں

اصل عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین کی ہے

اللہ کی یاد سے غافل کرنے والی اولاد مال خسارہ کی چیز ہے

مال خرچ کرنے میں جلدی کی تلقین

تنبیہ

سُورَۃُ التَّغَابُنِ ۷۴۲

پیدائش سب کی فطرت صحیحہ پر ہوئی مگر پھر انسان دو حصوں میں بٹ گئے ۷۴۳

انسان اشرف المخلوقات ہے

کافر رسالت اور بشریت میں منافات سمجھتے ہیں

تنبیہ

نیک کاموں کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں ۷۴۵

مال و اولاد موجب فتنہ و آزمائش ہیں

سُورَۃُ الطَّلَاقِ ۷۴۷

طلاق دینے کا درست طریقہ اور درست وقت

عدت طلاق والے گھر میں ہی گزارے ۷۴۸

عدت ختم ہونے پر دو میں سے ایک کام کرے

زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہونے والے مظالم اور قرآن کی طرف سے ان کی روک تھام

تقویٰ کی برکات ۷۴۹

اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کا طریقہ

آئسہ کی عدت ۷۵۰

حاملہ کی عدت

عورتوں کے معاملات میں بار بار اللہ سے ڈرنے کا حکم ہے

مطلقہ کے لئے رہائش اور خرچ مرد کے ذمہ ہے

طلاق کے بعد بچہ کو دودھ پلانے پر ماں کو بھی اجرت دی جائے ۷۵۱

بچہ کا خرچ باپ کے ذمہ ہے ۷۵۲

سات زمینیں اوران کی حقیقت
سُورَةُ التَّحْرِیْمِ ۷۵۳
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے حضور ﷺ کے ایلاء کا واقعہ
حلال کو حرام کرنے کی ممانعت اوراس کا مطلب ۷۵۵
قسم پر کفارہ دینا ضروری ہے
حضور ﷺ کے راز کا افشاء اوراس کا قصہ
حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کو توبہ کی تلقین ۷۵۶
تنبیہ ۷۵۷
تنبیہ
ہر آدمی پر اپنے گھر والوں کی نگرانی ضروری ہے
حضرت آسیہ علیہا السلام (فرعون کی بیوی) ۷۵۸
حضرت مریم علیہا السلام کی پاک دامنی
تنبیہ ۷۵۹
......☆☆......الحمدللہ اٹھائیسواں ۲۸ پارہ ختم ہوا......☆☆......
پارہ نمبر:۲۹ ۷۶۰
سُورَةُ الْمُلْكِ
مرنا جینا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے
اوپر نیچے کئی آسمان ہیں ۷۶۱
قدرت کا منظم نظام
اللہ تعالیٰ کے مربوط نظام میں کوئی خلل نہیں
نظام الٰہی میں غور وفکر کی دعوت
آسمانوں کی زینت وخوبصورتی
جہنم کی سختی اور شدت
جہنمیوں سے فرشتوں کا استدلال
دوزخیوں کا حسرت وندامت سے بھرپور جواب ۷۶۲
اعتراف جرم
مغفرت اور بڑے اجر کے مستحق کون؟ ۷۶۳
زمین کی تسخیر
خوف خدا کی تلقین
فضاء میں پرندوں کو تھامنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے ۷۶۴
موحد اور مشرک کی مثال ۷۶۵

اللہ کی نعمتوں کی ناشکری
منکرین قیامت کی جلد بازی
منکرین قیامت کو جواب
کفار کی خواہش اوراس کا جواب
اگر پانی خشک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اسے واپس نہیں لاسکتا
سُورَةُ الْقَلَمِ ۷۶۷
مشرکین مکہ کے الزامات وطعنے اوران کا جواب
مجنوں کہنے سے آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگڑتا ۷۶۸
آنحضرت ﷺ کے اونچے اور بلند اخلاق
عنقریب قیامت میں معلوم ہو جائے گا کہ کون مجنون تھا
کفار کی حضور ﷺ کو لحاظ ومروت کی پیشکش اور آپ ﷺ کو اس پر تنبیہ ۷۶۹
تنبیہ
ولید بن مغیرہ کی قبیح صفات
بدنامی ورسوائی
تنبیہ ۷۷۰
مال واولاد پر غرور
ولید بن مغیرہ کا داغ رسوائی
تین بھائیوں کے بخل کا قصہ
بخل کا انجام
منجھلے بھائی کی نصیحت ۷۷۱
ایک دوسرے کو الزام اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع
اعتراف قصور
کفار مکہ کے زعم باطل کا جواب
مجرم وفرمانبردار میں برابری عقل وفطرت کے خلاف ہے ۷۷۲
معبودان باطلہ کی مدد حاصل کرنے کا چیلنج
ساق کا مفہوم، اس کی تجلی اور سجدہ سے محروم رہ جانے والے ۷۷۳
تنبیہ
سجدہ کی صلاحیت خود ہی ختم کردی
کافروں کو عذاب یقینی ہے توقف سے رنجیدہ نہ ہونا چاہئے
حضور ﷺ کو صبر کی تلقین
تنبیہ: غمگین ہونے کی وجہ

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے رستگاری ہوئی	۷۷۴	تنبیہ	
کفار کا غیظ وغضب اور صبر کی تلقین		آنحضرت ﷺ کو صبر کی تلقین	
تنبیہ		قیامت کے دن پہاڑ اون کی طرح اڑتے پھریں گے	
قرآن تو نصیحت ہے اس میں جنون کہاں ہے؟		دوزخ کی کشش	۷۸۴
سُورَةُ الحَاقَّة	۷۷۵	انسان غیر مستقل مزاج ہے	
قیامت حق ہے		جنتیوں کی آٹھ صفات کا ذکر	۷۸۵
دنیا کے چھوٹے حوادث بڑے حادثہ (قیامت) پر دلالت		اسقدر انکار واستہزاء کے باوجود کفار کی خام خیالی	
کرتے ہیں	۷۷۶	تنبیہ	۷۸۶
قوم ثمود پر بھونچال کا عذاب		نطفہ سے پیدا شدہ حقیر انسان میں ایمان وعمل صالح کی صفات نہ	
قوم عاد پر عذاب اور ہلاکت		ہوں تو کیا فائدہ؟	
دیگر قوموں اور فرعونیوں کی ہلاکت		اللہ تعالیٰ کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟	
طوفان نوح اور صرف اہل کشتی کی حفاظت کا عجیب وغریب قصہ		تنبیہ	
آسمان جیسی مضبوط چیز قیامت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی	۷۷۸	''نُصب'' سے مراد	
کامیاب ہونے والوں کی خوشی		سُورَةُ نُوح	۷۸۸
آخرت میں دنیاوی مشقتوں کا بہترین بدلہ		ایمان سے گزشتہ گناہ معاف ہوتے ہیں	
ناکام لوگوں کی حسرت وافسوس		عذاب اور موت جب آتے ہیں تو ٹلتے نہیں ہیں	
دوزخیوں کو سخت ترین عذاب		حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو برس دعوت اور قوم سے	
تنبیہ		بیزاری	
دوزخیوں کا بے فائدہ کھانا		قوم کو استغفار کی ترغیب	
جنت ودوزخ کی بیان کردہ تفصیلات حقیقت پر مبنی ہیں اور قرآن		تنبیہ: استغفار کی نماز کی اصل حقیقت	۷۹۰
سچ ہے	۷۷۹	سورج، چاند، زمین وغیرہ میں غور وفکر کی دعوت	
تنبیہ: وحی کے ذریعہ دیکھی اور ان دیکھی سب چیزوں کی		قوم نوح علیہ السلام کی سرکشی اور ایک دوسرے کو وصیتیں	
تصدیق ضروری ہے		مشرکین کے بت اور ان کے نام	
قرآن اور اشعار میں فرق		حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے خلاف بددعا	
قرآن اور کہانت میں فرق ہے		سُورَةُ الجِنّ	۷۹۲
قرآن کی حقانیت کی اعلیٰ وارفع دلیل	۷۸۰	جنوں کی حقیقت	
اللہ سے ڈرنے والے ہی قرآن سے نصیحت حاصل کرتے ہیں	۷۸۱	جنوں کا قصہ جنوں کا قرآن سننا اور ایمان لانا	۷۹۳
سُورَةُ المَعَارِج	۷۸۲	جنوں کا اعتراف حق	
عذاب کی طلب		اللہ کا شریک قرار دینا بے وقوفی ہے	
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف فرشتوں، مومنین کی روحوں اور اعمال		عرب کا جنوں سے پناہ مانگنا اور انہیں سر پر چڑھانا	
صالحہ وغیرہ کا عروج	۷۸۳	مسلمان جنوں کی طرف سے بعث بعد الموت کا اثبات	
قیامت کے دن کی لمبائی		جنات کے لئے آسمانی پہرے اور سختیاں	۷۹۴

جنات کی ناکہ بندی پر قیاس آرائیاں
جنات میں بھی ہر قسم کے مذاہب اور فرقہ بندیاں ہیں
جنات کا قرآن جھٹلانے کی صورت میں سزا بھگتنے کا اعتراف
ایمان داروں کو ظلم و زیادتی کا کوئی ڈر نہیں ہے ٧٩٥
نزول قرآن کے بعد جنات کے دو گروہ
تنبیہ
جنات اگر سیدھی راہ پر چلیں تو ان کے لئے بھی نعمتیں ہیں
اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں بے چینی ہے
مساجد میں غیر اللہ کو پکارنا خاص طور پر ممنوع اور بدترین شرک ہے
قرآن پڑھتے وقت آپ ﷺ پر لوگوں کا ہجوم ٧٩٦
حضور ﷺ کو طریقہ تبلیغ کی تعلیم
حضور ﷺ کی ذمہ داری اور اختیار ٧٩٧
قیامت کا علم کسی کو نہیں
اللہ تعالیٰ کا غیب پر مطلع کرنا اور وحی کی حفاظت
تنبیہ

سورۃ المزمل ٧٩٨
سورۂ مزمل کا شان نزول اور مزمل کہہ کر خطاب کرنے کی وجہ
"اِلَّا قَلِیْلًا" کی وضاحت ٧٩٩
تہجد میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنے کا حکم
قول ثقیل اور آپ ﷺ کو ریاضت و مجاہدہ کا حکم
رات کو اٹھنے کے فوائد
خلوت در انجمن یعنی ہر وقت اللہ کی یاد ٨٠٠
حضور ﷺ کو صبر اور عمدہ رویے کی تلقین
جھٹلانے والوں کو دنیا میں مہلت ہے ٨٠١
پیغمبر کی گواہی
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضور ﷺ کی مماثلت
قیامت کے دن کی سختی اور ہولناکی
تنبیہ ٨٠٢
رات کی عبادت کے سلسلہ میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی تعریف
رات کی عبادت کے سلسلہ میں امت کے لئے آسانی اور چھوٹ
تنبیہ: صحابہ کرام ؓ سے شروع میں ریاضت و مشقت کرانے میں حکمت
نیکیاں آخرت میں کام آئیں گی، ضائع نہ ہوں گی ٨٠٣

سورۃ المدثر ٨٠٤
تبلیغ و انذار کا حکم
اللہ تعالیٰ کی بڑائی بولنے کا حکم
لباس اور بدن کی پاکیزگی کا حکم
صبر و تحمل کی تلقین ٨٠٥
یعنی صور پھونکا جائے
قیامت کے دن کی سختی
ولید بن مغیرہ کی مذمت
مال و اولاد کی زیادتی ٨٠٥
ولید بن مغیرہ کی آخرت کے بارے میں خوش فہمی
ولید بن مغیرہ کا انجام
ولید بن مغیرہ کو آخرت میں چڑھائی کا عذاب ٨٠٦
تنبیہ: ولید کا قرآن سے متاثر ہونا اور پھر برادری کو خوش کرنے کے لئے جھٹلانا
ولید کی مہمل تجویز ٨٠٧
ولید کی قریش کے مجمع میں ایکٹنگ
ولید کے لئے جہنم کی خوش خبری
تنبیہ
دوزخ کا انتظام کرنے والے انیس فرشتے
تنبیہ: انیس کے عدد کی حکمتیں
انیس فرشتوں کا سن کر مشرکین کا استہزاء اور ان کو جواب
انیس کی تعداد میں حکمت ہے ٨٠٨
اہل کتاب کو اس تعداد کا علم تھا
روگ والے کون ہیں؟
مختلف قسمیں اور ان سے مقصود ٨٠٩
جنتی دوزخیوں کا حال پوچھیں گے
دوزخیوں کا اعتراف جرم
نصیحت سے اعراض کرنے والے جنگلی گدھے ہیں ٨١٠
کفار کی درخواستیں فضول ہیں عمل کی غرض سے نہیں ہیں
توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے

سورۃ القیامۃ ٨١١
اللہ تعالیٰ کی جانب سے مختلف چیزوں کی قسمیں اور ان کے مقاصد

تنبیہ
انسان کے نفس کی اقسام
دوبارہ زندہ ہونے پر مشرکین کا اعتراض ۸۱۲
جو ذات انگلیوں کے پورے بنانے پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے
دوبارہ زندگی سے انکار کا مقصد
قیامت کی سختی
انسان خود اپنے اندر غور کرے تو سب سمجھ سکتا ہے ۸۱۳
حضور ﷺ کی قرآن یاد کرنے کی فکر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی اور ذمہ داری
قیامت سے انکار کا سبب عجلت واحد پسندی ہے ۸۱۴
نیک لوگوں کے چہرے قیامت کے دن تروتازہ ہوں گے
آخرت کی پہلی منزل موت ہے لہٰذا قیامت کو دور نہ سمجھا جائے
موت کے وقت [illegible] حیلے بہانے کسی کام کے نہیں ۸۱۵
موت کے وقت ایک پنڈلی دوسری سے ملنے کا مطلب
مرنے والے گناہ گار کے دنیا میں کرتوت
خرابی پر خرابی ۸۱۶
تنبیہ: پہلی اور دوسری خرابی کی وضاحت
انسان فضول نہیں ہے اس کا کوئی مقصد ہے
سُورَۃُ الاِنسَان ۸۱۷
انسان پر گزرے کئی ادوار پہلے عدم پھر وجود
تنبیہ: "اَمْشَاج" کا معنی
اللہ تعالیٰ نے بے جان چیز دیکھنے سننے والا انسان بنانا ۸۱۸
تنبیہ: "نَبْتَلِیْهِ" کا معنی
انسان کی راہ نمائی اور اس کا دو فرقوں میں بٹ جانا
کفار کی سزا
مومنین کی نعمتیں
ابرار کی خصلتیں اور ان کے اوصاف
کھانے پینے میں ایثار
تنبیہ: قیدی میں عموم
کھلانے والوں کا اخلاص ۸۱۹
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بدلہ

جنت کا معتدل موسم ۸۲۰
جھکے ہوئے پھل اور گھنے سائے
تنبیہ
سلسبیل اور انجیل کی وضاحت
جنتیوں کا لباس
برتنوں کے بارے میں ایک وضاحت
شراب طہور کا جام
اہل جنت کی مزید حوصلہ افزائی اور تسلی ۸۲۱
حضور ﷺ کو صبر اور ثابت قدمی کی تلقین
کفار کی اطاعت سے ممانعت
حب دنیا نصیحت سے اعراض کا سبب ہے ۸۲۲
دوبارہ زندہ کئے جانے کا اثبات
سُورَۃُ المُرسَلات ۸۲۳
ہواؤں کی اقسام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ذریعہ قسم کھانا
[illegible] کی خاصیات
تنبیہ ۸۲۴
عذر کا مرتفع کرنا یا ڈرسنانا
قیامت میں پیش آنے والے حالات
قیامت کی ہولناکی و سختی
منکرین قیامت کا قیامت کو بعید و ممکن سمجھنا اور اس کا رد
مکذبین سے مراد ۸۲۵
تنبیہ: "قَدَرْنَا" کا معنی
جب سب کی اصل خاک ہے تو دوبارہ اسی سے زندہ کرنا کیا مشکل ہے؟
پہاڑ اور چشمے پیدا کرنے والی ذات دوبارہ زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہے؟ ۸۲۶
جہنمیوں کے لئے تین شاخوں والا سایہ
بے فائدہ برائے نام سایہ
سایہ کے اندر چنگاریاں
اونٹ کے ساتھ تشبیہ کس چیز میں ہے؟ ۸۲۷
قیامت کے دن کفار کی بولتی بند ہو جائے گی

قیامت فیصلہ کا دن ہے
متقین کا مال
جھٹلانے والوں کو عارضی مہلت ۸۲۸
منکرین کا قیامت کے دن پچھتاوا
☆☆......الحمدللہ انتیسواں ۲۹ پارہ ختم ہوا......☆☆
پارہ نمبر:۳۰ ۸۲۹
سُورَةُ النَّبَإِ
عظیم الشان چیز (قیامت) کے بارے لوگوں کا ایک دوسرے سے سوال وجواب
قیامت کے بارے میں مختلف آراء
"ازواجا" کی وضاحت ۸۳۰
رات اور دن کے فوائد
رات کا ڈھانپ لینا
سات مضبوط آسمانوں کی تخلیق
تنبیہ: قدرت کی مذکورہ سب نشانیاں بعد الموت پر دلیل ہیں
اعمال وعقائد کی بنا لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے ۸۳۲
قیامت کے دن آسمان میں دروازے بن جائیں گے
پہاڑ ریت بن جائیں گے
قیامت کی سزا لامتناہی ہوگی
نیک لوگوں کے لئے جنت میں قسم قسم کے انعامات ہوں گے
اعمال کا بدلہ بھی درحقیقت عطیۂ خداوندی ہے
"روح" سے مراد
سفارش کا مستحق کون ہوگا؟ ۸۳۳
قیامت کا وقوع یقینی ہے
دوزخی کی قیامت کے دن تمنا
سُورَةُ النّٰزِعٰتِ ۸۳۴
اللہ تعالیٰ کی جانب سے مختلف فرشتوں کی قسمیں
قیامت کے دن دلوں کا دھڑکنا اور آنکھوں کا جھکنا ۸۳۵
مشرکین کی جانب سے دوبارہ زندگی کے عقیدہ کا مذاق
مشرکین کو جواب
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فرعون کو اصلاح کی پیش کش
عصا (لاٹھی) کا معجزہ
فرعون کا نہ ماننا اور جادوگروں کو بلانا ۸۳۶
فرعون کا دعوائے خدائی
فرعون کا انجام
آسمان وزمین کا خالق دوبارہ پیدا کرنے سے کیوں عاجز ہے؟ ۸۳۷
آسمان کی تخلیق اور اس کی مضبوطی
تنبیہ: وحی کا معنی
پہاڑوں کے فائدے
اللہ تعالیٰ کی مذکورہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے
متقین کا ٹھکانہ بہشت ہے
قیامت کی تعیین ضروری نہیں ہے
قیامت کے ذکر سے مقصود اللہ تعالیٰ کا خوف ہے ۸۳۸
سُورَةُ عَبَسَ ۸۳۹
سورۂ عبس کا شان نزول اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ
عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نابینا) سے اعراض پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ ۸۴۰
نابینا کی طلب صادق تھی لہٰذا فائدہ کی امید زیادہ تھی
قریش سرداروں کی ہدایت کے لئے انہماک کی ضرورت نہ تھی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف تبلیغ ہونی چاہئے
قرآن نصیحت ہے
قرآن کتاب معزز ہے کسی کے ماننے نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا
معزز فرشتے قرآن لکھنے والے ہیں
انسان کی اصلیت اور اس انعامات ۸۴۱
انسان میں تناسب اعضاء
پیدا کرنا، مارنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو دوبارہ زندہ کرنا بھی آسان ہے ۸۴۲
تنبیہ
سُورَةُ التَّكْوِيرِ ۸۴۳
دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا
اونٹ جو بہترین اور قیمتی مال ہے قیامت میں بے حیثیت ہوگا
قیامت کی پریشانی میں وحشی جانور بھی رل مل جائیں گے ۸۴۴
تنبیہ
قیامت میں سمندر کا پانی ابلنے لگے گا

بیٹوں کو زندہ درگور کرنے کی صفت اور اس کی بابت سوال
قیامت کے دن آسمان کھل جائیں گے
اللہ تعالیٰ کی جانب سے سیاروں کی قسم
آفتاب کی پھلی سے تشبیہ ۸۴۵
تنبیہ: قسم اور مقسم علیہ کے درمیان مناسبت
حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صفات اور قرآن کی حقانیت پر استدلال
مشرکین حضور ﷺ کی امانت و دیانت کے معترف ہو کر کیسے جھٹلاتے ہیں؟ ۸۴۶
بغیر بخل اور لالچ کے حضور ﷺ کا غیب کی خبریں دینا کہانت کے منافی ہے

سورۃ الانفطار ۸۴۷
قیامت کی سختیاں اور تباہ کاریاں
قیامت کے دن سب کئے کرائے عمل سامنے آجائیں گے ۸۴۸
رب کریم ﷻ کی ناشکری اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ
انسان کی تخلیق میں اعتدال
انسانی صورتوں میں تفاوت واختلاف بھی نعمت ہے
دراصل قیامت پر یقین نہیں ہے
کراماً کاتبین کی صفات
جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے گا
قیامت کی ہولناکی سمجھ سے بالاتر ہے
قیامت کے دن صرف اللہ تعالیٰ کا حکم چلے گا

سورۃ المطففین ۸۴۹
ناپ تول میں کمی بیشی کرنے سے ممانعت
قیامت یقینی ہے ۸۵۰
سجین نامی دفتر اور اس میں فجار کے اعمال نامے
قیامت کا منکر اللہ تعالیٰ کا اور اس کی صفات کا منکر ہے
قرآن میں کوئی شک نہیں، گناہ تکذیب کا سبب ہیں
کافر انجام سے بے فکر نہ ہوں
جنتیوں کے اعمال نامے علیین نامی دفتر میں ہوں گے ۸۵۱
جنتیوں کے حالات اور نعمتیں
کافر مومنین کا مذاق اڑاتے تھے ۸۵۲
قیامت میں کفار کے استہزاء وتمسخر کا انجام

سورۃ الانشقاق ۸۵۳
قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا
قیامت کے دن زمین پھیلادی جائے گی
دنیا میں انسان اچھے برے کاموں میں مشقت اٹھاتا ہے، پھر آخرت میں نتیجہ نکلے گا ۸۵۴
آسان حساب کا مطلب
بدکار کو اعمال نامہ پیچھے کی جانب سے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا
دنیا کی بے فکری آخرت میں غم کا سبب ہے
اللہ تعالیٰ انسان کے جزئی وکلی تمام حالات سے واقف ہے
شفق اور رات وغیرہ کی قسم ۸۵۵
دنیا کی زندگی کے مختلف ادوار
کفار سخت عذاب کی خوشخبری

سورۃ البروج ۸۵۶
"بروج" سے مراد
"شاہد" اور "مشہود" سے مراد
تنبیہ
اصحاب اُخدود اور غلام کا واقعہ
مسلمانوں کا قصور صرف ایمان تھا جس کی سزا دی گئی پھر اصحاب الاُخدود کا انجام برا ہوا ۸۵۸
اصحاب اخدود کے نقش قدم پر چلنے والے بھی عذاب میں مبتلا ہوں گے
لوح محفوظ میں قرآن کی حفاظت

سورۃ الطارق ۸۶۰
"حافظ" سے مراد اور معیت کا مطلب
انسان کا اصل مادہ تخلیق
جو ذات نطفہ سے انسان بنا سکتی ہے، وہ دوبارہ بھی زندہ کر سکتی ہے ۸۶۱
قرآن دوٹوک فیصلہ کرنے والا ہے
تنبیہ
منکرین کے حیلے اور سازشیں اور اللہ تعالیٰ کی تدبیریں

سورۃ الاعلیٰ ۸۶۲
ہر چیز کی تخلیق حکمت کے عین موافق ہے

سبزہ کی پیداوار بھی قدرت کی نشانی ہے ۸۶۳
قرآن کی تعلیم کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی
اللہ تعالیٰ اپنی حکمت وعلم کے موافق آیات برقرار یا منسوخ کرے گا
تزکیہ اور نصیحت کی تلقین
تنبیہ
بدقسمت آدمی کا انجام
دوزخ میں نہ موت ہوگی اور نہ آرام وچین کی زندگی ہوگی
کامیابی کے اصول ۸۶۴
تنبیہ: آیت مذکورہ سے حنفیہ کے دو استدلال
کتب سابقہ اور قرآن مجید کا مشترکہ غیر منسوخ مضمون
تنبیہ: صحف ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کی تعداد
سُورَۃُ الغَاشِیَۃِ ۸۶۵
تنبیہ ۸۶۶
کفار کی دنیا کی ساری محنتیں ضائع ہوگئیں
دوزخیوں کو گرم پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں جل جائیں گی
جہنمیوں کا بدبودار کڑوا کھانا
اہل جنت کی نعمتیں اور مزے
اونٹ کی عجیب خلقت
زمین کی عجیب بناوٹ اور بچھاوٹ
آپ ﷺ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے ۸۶۷
روگردانی کرنے والوں کو آخرت کے عذاب کے لئے تیار رہنا چاہئے
سُورَۃُ الفَجرِ ۸۶۸
متبرک اور خاص اوقات سے مراد جن کی قسم کھائی گئی
تنبیہ
تنبیہ دوم ۸۶۹
یہ قسمیں بڑی اونچی ہیں
عاد اور ارم کی تحقیق
ستونوں سے مراد
قوموں کی بڑھتی ہوئی سرکشی پر عذاب اور ہلاکت کا نزول
گھات لگانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی نگرانی ہے
شکوہ وشکایت ۸۷۰
دنیا کی سختی وآرام مقبول یا مردود ہونے کی علامت نہیں ہے
دونوں آزمائش ہیں
کفار مال کے دلدادہ ہیں حرام وحلال کی کوئی فکر نہیں
اصل نکتہ کی بات ۸۷۱
آخرت میں آنکھ کھلے گی مگر کیا فائدہ؟
اللہ کی طرف سے سخت سزا ہوگی
تنبیہ: نفوس کی تین قسمیں
سُورَۃُ البَلَدِ ۸۷۲
مکہ کی قسم
فتح مکہ کی پیشین گوئی اور آپ ﷺ کے لئے حلت
تنبیہ
انسان ابتداء سے انتہا تک مشکلات میں گھرا ہوا ہے ۸۷۳
متقیوں کا اقتضاء
عداوت اسلام میں خرچ کرکے اکڑنے والا احمق
نجدین سے مراد
تنبیہ ۸۷۳
تنبیہ ۸۷۴
گھاٹی کا مصداق مختلف اعمال صالحہ ہیں جو آگے مذکور ہیں
دائیں ہاتھ والے نیک لوگ
بائیں ہاتھ والے منحوس
سُورَۃُ الشَّمسِ ۸۷۵
اللہ تعالیٰ کی جانب سے بڑی بڑی مخلوقات کی قسم
اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہ نمائی فطرت صحیحہ عقل سلیم ورسل کے ذریعہ کی ۸۷۶
تنبیہ: شروع سورت سے لے کر اب تک سب قسموں کا جواب
قوم ثمود نے جھٹلایا
اشقیٰ سے مراد
قوم ثمود کو حضرت صالح علیہ السلام کی نصیحت
قوم ثمود نے اونٹنی کو قتل کر دیا
سُورَۃُ اللَّیلِ ۸۷۷
انسان کی محنت وکوشش کے مختلف طریقے ہوتے ہیں
آسان رستے والے ۸۷۸

سہل اور دشوار راستے والے
آخرت میں مال کام نہ آئے گا
حکمت کا تقاضہ
بھڑکتی آگ کی سزا
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بشارت
تنبیہ
سورۃ الضحیٰ ۸۷۹
سورۂ ضحیٰ کا شان نزول، انقطاعِ وحی اور کفار کا اعتراض اور اس کا جواب
دن بدن آپ ﷺ کے درجات و مراتب میں ترقی ہو رہی ہے ۸۸۰
ناراضگی تو دور کی بات ہے، اب تو خود اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو راضی کر دے گا
ایواء (پناہ دینے) کی وضاحت
حضور ﷺ کی ہدایت کی طرف راہنمائی
تنبیہ
غناء عطا فرمانا
یتیموں سے حسن سلوک کی تاکید ۸۸۱
اللہ تعالیٰ نے غناء عطا فرمایا
تنبیہ
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا
سورۃ الشرح ۸۸۲
آپ ﷺ کا شرح صدر
تنبیہ
آپ ﷺ کے بوجھ میں تخفیف
آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی
تنگی کے بعد آسانی ہے ۸۸۳
آپ ﷺ کو مزید محنت اور توجہ الی اللہ کا حکم
تنبیہ
سورۃ التین ۸۸۴
انجیر اور زیتون کی قسم
طور سینین اور مکہ معظمہ کی قسم
بہترین سانچے میں انسان کی تخلیق
یہی اشرف المخلوقات انسان کبھی اسفل السافلین میں ہو جاتا ہے
انسان سے اللہ تعالیٰ کا سوال کہ تکذیب کیوں کرتا ہے؟ ۸۸۵
سورۃ العلق ۸۸۶
پہلی وحی
انسان کی تخلیق جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے ۸۸۷
آپ ﷺ کی تربیت
قلم سے تعلیم دینے والا بغیر قلم کے بھی دے سکتا ہے
احسان فراموش انسان
ابوجہل معلون کی سرکشی اور حق سے روکنا
ابوجہل کی مجلس کو چیلنج ۸۸۸
تنبیہ
تنبیہ
سجدہ قرب کی انتہائی حالت ہے
سورۃ القدر ۸۸۹
لیلۃ القدر میں انزال سے مراد
حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کا برکت کے لئے نزول
"من کل امر" سے مراد
لیلۃ القدر سلامتی والی رات ہے
صبح تک پوری لیلۃ القدر مبارک ہے ۸۹۰
تنبیہ: لیلۃ القدر رمضان میں ہے، مگر تاریخ متعین نہیں ہے
سورۃ البینۃ ۸۹۰
کافر اہل کتاب اور مشرکین کی ضد بازی ۸۹۱
آنحضرت ﷺ کا صحیفوں کی تلاوت کرنا
قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے
حضور ﷺ کی آمد کے بعد بجائے اتفاق کے اہل کتاب اختلاف میں پڑ گئے
تنبیہ: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک البینۃ کا مصداق
اخلاص و توحید کا حکم
پاکیزہ تعلیم سے انحراف کیوں؟ ۸۹۱
تمام مخلوقات میں بدترین ۸۹۲
بہترین مخلوق کی علامات
بہترین مخلوق کے لئے جنت کی نعمتیں

سورۃ الزلزال ۸۹۲
قیامت کا زلزلہ
اس وقت مال و دولت کی بے وقعتی
زلزلہ زمین کو دیکھ کر انسان حیران ہو جائیں گے ۸۹۳
زمین سب کے اعمال ظاہر کر دے گی
لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے
ہر ایک کو اس کا نیک یا بد عمل دکھا دیا جائے گا
سورۃ العادیات ۸۹۳
اللہ تعالیٰ کی جانب سے گھوڑوں کی قسم ۸۹۴
عرب میں حملہ کا وقت صبح ہوتا تھا
تنبیہ: قسم گھوڑوں کی بھی ہو سکتی ہے اور مجاہدین کی بھی
انسان کو گھوڑوں کی وفاداری اور شکر گزاری سے سیکھنا چاہئے
تنبیہ: دیگر تفسیری احتمالات
انسان کی حرص
قبر و حشر کو یاد کرتے تو مال کی محبت میں غافل نہ ہوتے ۸۹۵
سورۃ القارعۃ ۸۹۵
کھڑکھڑانے والی سے مراد قیامت ہے
قیامت میں افراتفری
قیامت کے دن پہاڑوں کی کمزوری اور تہس نہس ہونا ۸۹۶
قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا
جہنم کی آگ کی سختی
سورۃ التکاثر
انسان کی مال و دولت کی فراوانی کی حرص اور غفلت یہاں تک کہ موت آجاتی ہے
تنبیہ ۸۹۷
مال و دولت فانی چیز ہے، اصل کام آنے والی چیز اعمال ہیں
قیامت میں نعمتوں کے بارے میں سوال
سورۃ العصر
عصر کی قسم اور عصر سے مراد ۸۹۸
سب انسان خسارے میں ہیں
خسارے سے بچانے والی چار چیزیں ہیں
سورۃ الھمزۃ ۸۹۹
طعنہ دینے والوں اور عیب تلاش کرنے والوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے
طعنہ زنی اور عیب جوئی کا اصل سبب مال ہے
مال بے وفا ہے
اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی سخت ترین آگ
عذاب میں سختی کے لئے دوزخ کے دروازوں کی بندش ۹۰۰
ستونوں کے بارے میں اقوال مفسرین
سورۃ الفیل
اصحاب فیل کا واقعہ اور اسکی شہرت
اصحاب فیل کا قصہ
سورۃ قریش ۹۰۱
قریش پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور ان کی شکر گزاری کی ترغیب ۹۰۲
سورۃ الماعون
دین کی تکذیب
تکذیب کرنے والے کی ایک اور بری خصلت یتیم کو جھڑکنا
نماز کے معاملہ میں بے پرواہی اور غفلت ۹۰۳
چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بخل
سورۃ الکوثر
کوثر اور حوض کوثر کی تحقیق
تنبیہ ۹۰۴
نماز اور قربانی کی ترغیب
تنبیہ: "نحر" کا معنی
سورۃ الکافرون ۹۰۵
قریشی سرداروں کا مطالبہ اور اس کا جواب
تنبیہ ۹۰۶
سورۃ النصر ۹۰۷
فتح مکہ اور اس کی برکت سے اشاعت اسلام
تنبیہ
سورۃ اللھب ۹۰۸
ابولہب کی ہلاکت
ابولہب کی کنیت ۹۰۹
ابولہب کی بیوی

تنبیہ
ابولہب کی بیوی کا برا انجام
سُورَةُ الاِخلاص
توحید کی دعوت کا حکم
"صمد" کی تفسیر ۹۱۰
ابنیت اور اولاد کا عقیدہ اور اس کا رد
اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری کا عقیدہ اور اس کا رد
سُورَةُ الفَلَق ۹۱۱
اللہ تعالیٰ (صبح کے رب) کی پناہ مانگنے کا حکم
رات کے اندھیرے سے پناہ مانگنے کا حکم
گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں سے پناہ مانگنے کا حکم
حاسدین کے حسد سے پناہ مانگنے کا حکم اور حسد کی تعریف
سُورَةُ النَّاس ۹۱۲
شیاطین کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم
شیطان کا بہکاوا
تکملہ: معوذتین کی تفسیر میں علماء کرام کے نکتے
اوّل ۹۱۳
دوسرے
تیسرے
چوتھے
تنبیہ ۹۱۵
تنبیہ دوم
......☆☆......الحمدللہ تیسواں ۳۰ پارہ ختم ہوا......☆☆...... ۹۱۵

..........☆☆☆☆☆..........

پارہ نمبر:١٦

الجزء ١٦

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا

بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ ف۹۶ کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ

تُصٰحِبۡنِىۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهۡلَ قَرۡيَةِ ۨاسۡتَطۡعَمَاۤ

نہ رکھیو، تو اتار چکا میری طرف سے الزام ف۹۷ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا

اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوۡ

وہاں کے لوگوں سے، انہوں نے نہ مانا کہ ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی اس کو سیدھا کر دیا ف۹۸ بولا موسیٰ اگر

شِئۡتَ لَـتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ

تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری ف۹۹ کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ، اب جتائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر ان باتوں کا

تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ لِمَسٰكِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ فِى الۡبَحۡرِ فَاَرَدْتُّ اَنۡ

جس پر تو صبر نہ کر سکا ف۱۰۰ وہ جو کشتی تھی سو چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں ف۱۰۱ سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب

اَعِيۡبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ مَّلِكٌ يَّاۡخُذُ كُلَّ سَفِيۡنَةٍ غَصۡبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الۡغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ

ڈال دوں اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر ف۱۰۲ اور جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ

مُؤۡمِنَيۡنِ فَخَشِيۡنَاۤ اَنۡ يُّرۡهِقَهُمَا طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا ۚ ﴿۸۰﴾

تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کر ف۱۰۳

فائدہ:[۹۶] اپنے جواب کی تائید: ...... کیونکہ ایسے حالات وواقعات دیکھنے میں آئیں گے جن پر تم خاموشی کے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے، آخر وہ ہی ہوا۔

فائدہ:[۹۷] آخری موقع کی درخواست: ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اندازہ ہو گیا کہ خضر علیہ السلام کے تحیر خیز حالات وواقعات کا چپ چاپ مشاہدہ کرتے رہنا بہت ٹیڑھی کھیر ہے۔ اس لیے آخری بات کہہ دی کہ اس مرتبہ اگر سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں ایسا کرنے میں آپ معذور ہوں گے اور میری طرف سے کوئی الزام آپ پر عائد نہیں ہو سکتا، کیونکہ تین مرتبہ موقع دیکر آپ حجت تمام کر چکے۔

فَائِدَة:[۹۸] بستی والوں کا مہمانی سے انکار اور قصہ دیوار:......یعنی ایک بستی میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے ملے اور چاہا کہ بستی والے مہمان سمجھ کر کھانا کھلائیں۔ مگر یہ سعادت ان کی قسمت میں نہ تھی، انہوں نے موسیٰ وخضر علیہما السلام جیسے مقربین کی مہمانی سے انکار کر دیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر چاہیے تھا کہ ایسے تنگ دل اور بے مروت لوگوں پر غصہ آتا، مگر حضرت خضر علیہ السلام نے غصہ کی بجائے ان پر احسان کیا۔ بستی میں ایک بڑی بھاری دیوار جھکی ہوئی تھی قریب تھا کہ زمین پر آرہے، لوگ اس کے نیچے گزرتے ہوئے خوف کھاتے تھے، حضرت خضر علیہ السلام نے ہاتھ لگا کر سیدھی کر دی اور منہدم ہونے سے بچا لیا۔

تنبیہ:......﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةٍ﴾ میں ''اہل'' کا لفظ شاید اس لیے لائے کہ بستی میں ان کا آنا محض مرور وعبور کے طور پر نہ تھا، نہ یہ صورت تھی کہ باشندگانِ شہر سے علیحدہ کسی سرائے وغیرہ میں جا اترے ہوں، بلکہ قصد کر کے شہر والوں سے ملے۔ اور ﴿اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا﴾ میں دوبارہ لفظ ''اہل'' کی تصریح ان کی مزید تقبیح کے لیے ہے۔ یعنی جن سے مہمانی چاہی تھی وہ اہل قریہ تھے کوئی پردیسی مسافر نہ تھے جو یہ عذر کر سکیں کہ ہمارا گھر یہاں نہیں، مہمانداری کیسے کریں۔

فَائِدَة:[۹۹] حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول پڑے:......یعنی بستی والوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں ان کی دیوار مفت بنا دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کچھ معاوضہ لے کر دیوار سیدھی کرتے تو ہمارا کھانے پینے کا کام چلتا اور ان تنگ دل بخیلوں کو ایک طرح کی تنبیہ ہو جاتی، شاید اپنی بداخلاقی اور بے مروتی پر شرماتے۔

فَائِدَة:[۱۰۰] جدائی کا اعلان اور پوشیدہ اسرار کا انکشاف:......یعنی حسب وعدہ اب مجھ سے علیحدہ ہو جائیے، آپ کا نباہ میرے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جدا ہونے سے پہلے چاہتا ہوں کہ ان واقعات کے پوشیدہ اسرار کھول دوں جن کے چکر میں پڑ کر آپ صبر وضبط کی شان قائم نہ رکھ سکے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اس مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو، سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم وہ تھا جس کی خلقت پیروی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر علیہ السلام کا علم وہ تھا کہ دوسروں سے اس کی پیروی بن نہ آوے۔''

فَائِدَة:[۱۰۱]......یعنی دریا میں محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔

فَائِدَة:[۱۰۲] کشتی کو عیب دار کرنے کی حکمت:......یعنی جدھر کشتی جانے والی تھی اس طرف ایک ظالم بادشاہ جو اچھی کشتی دیکھتا چھین لیتا، یا بیگار میں پکڑ لیتا تھا میں نے چاہا کہ عیب دار کر دوں، تا اس ظالم کی دستبرد سے محفوظ رہے اور ٹوٹی ہوئی خراب کشتی سمجھ کر کوئی تعرض نہ کرے۔ بعض آثار میں ہے کہ خطرہ کے مقام سے آگے نکل کر پھر حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی اپنے ہاتھ سے درست کر دی۔

فَائِدَة:[۱۰۳] بچے کے قتل کی حکمت اور دیگر مصالح تکوینیہ کی تفہیم کیلئے مثالیں:......گو اصل فطرت سے ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے مگر آگے چل کر خارجی اثرات سے بچپن ہی میں بعض کی بنیاد بری پڑ جاتی ہے جس کا پورا یقینی علم تو خدا تعالیٰ کو ہوتا ہے تاہم کچھ آثار اہلِ بصیرت کو بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ اس لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو آگاہ فرما دیا کہ اسکی بنیاد بری پڑی تھی۔ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اور ماں باپ کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبتا۔ وہ اس کی محبت میں کافر بن جاتے، اس طرح لڑکے کا مارا جانا والدین کے حق میں رحمت اور انکی حفاظت کا ذریعہ بن گیا۔ خدا کو منظور تھا کہ اسکے ماں باپ ایمان پر قائم رہیں، حکمتِ الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ آنے والی رکاوٹ ان کی راہ سے دور کر دی جائے۔ خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ لڑکے کو قتل کر دو۔ انہوں نے خدا کی وحی پا کر امتثال امر کیا، اب یہ سوال کرنا کہ لڑکے کو پیدا ہی نہ کرتے یا کرتے تو اس کو اس قدر شریر نہ ہونے دیتے یا جہاں لاکھوں کافر دنیا میں موجود ہیں اس کے والدین کو بھی کافر بن جانے دیتے یا جن بچوں کی بنیاد ایسی پڑے کم از کم پیغمبروں کو ان سب کی فہرست دے کر قتل کرا دیا کرتے۔ ان باتوں کا اجمالی جواب تو یہ ہے: ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

يُسْـَٔلُوْنَ ○﴾[انبیاء: ۲۳] اور تفصیلی جواب کے لیے مسئلہ "خلق خیر وشر" پر مبسوط کلام کرنے کی ضرورت ہے جو ان مختصر فوائد میں سما نہیں سکتا۔ ہاں اتنا یاد رہے کہ دنیا میں ہر شخص سے جو اللہ کو "خالق الکل" اور "علیم" و "حکیم" مانتا ہو تکوینیات کے متعلق اسی قسم کے ہزاروں سوالات کیے جاسکتے ہیں جنکا جواب کسی کے پاس بجز اعتراف عجز وقصور کے کچھ نہیں۔ یہاں خضر علیہ السلام کے ذریعہ سے اسی کا ایک نمونہ دکھلانا تھا کہ خدا تعالیٰ کی حکمتوں اور مصالح تکوینیہ کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ کبھی صورت واقعہ بظاہر دیکھنے میں خراب اور قبیح یا بے موقع معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جسے واقعہ کی اندرونی گہرائیوں کا علم ہو وہ سمجھتا ہے کہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ خضر علیہ السلام نے مسکینوں کی کشتی کا تختہ توڑ دیا، حالانکہ انہوں نے احسان کیا تھا کہ بلا اجرت دونوں کو سوار کرلیا۔ ایک کھیلتے ہوئے بچہ کو مار ڈالا جو بظاہر نہایت قبیح حرکت نظر آتی تھی۔ دیوار سیدھی کر کے اس بستی والوں پر احسان کیا جو نہایت بے مروّتی سے پیش آئے تھے۔ اگر خود خضر علیہ السلام آخر میں اپنے ان افعال کی توجیہات بیان نہ کرتے تو ساری دنیا آج تک ورطۂ حیرت میں پڑی رہتی، یا خضر کو ہدف طعن وتشنیع بنائے رکھتی۔ (العیاذ باللہ) ان ہی مثالوں سے حق تعالیٰ کے افعال اور ان کی حکمتوں کا اندازہ کرلو۔

فَأَرَدْنَآ أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَوٰةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا ٱلْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيْنِ

پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ف ۱۰۴ اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں

يَتِيمَيْنِ فِى ٱلْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُۥ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا ۚ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَآ

کی تھی اس شہر میں اور اس کے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا تیرے رب نے کہ وہ پہنچ جائیں

أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا

اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا ف ۱۰۵ مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے ف ۱۰۶ یہ ہے پھیر ان چیزوں کا

لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ع ١٠

جن پر تو صبر نہ کرسکا اور تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو، کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا

ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا

کچھ احوال ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا سامان ف ۱۰۷ پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے ف ۱۰۸ یہاں تک

بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا

کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ف ۱۰۹ اور پایا اس کے پاس لوگوں کو، ہم

ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ

نے کہا اے ذوالقرنین یا تو لوگوں کو تکلیف دے اور یا رکھ ان میں خوبی ف ۱۱۰ بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف سو ہم اس کو سزا

نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾

دیں گے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کے پاس وہ عذاب دے گا اس کو برا عذاب

فَائِدَہ:[۱۰۴] والدین کے ایمان کی حفاظت اور عمدہ تلافی:......یعنی لڑکے کے مارے جانے سے اس کے والدین کا ایمان محفوظ ہو گیا اور جو صدمہ ان کو پہنچا، حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی تلافی ایسی اولاد سے کر دے جو اخلاقی پاکیزگی میں مقتول لڑکے سے بہتر ہو، ماں باپ اس پر شفقت کریں۔ وہ ماں باپ کے ساتھ محبت و تعظیم اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ کہتے ہیں اس کے بعد خدا تعالیٰ نے نیک لڑکی دی جو ایک نبی سے منسوب ہوئی اور ایک نبی اس سے پیدا ہوئے جس سے ایک امت چلی۔

فَائِدَہ:[۱۰۵] بچوں کے حق میں باپ کی نیکو کاری کا اثر:......یعنی اگر دیوار گر پڑتی تو یتیم بچوں کا جو مال وہاں گڑا ہوا تھا ظاہر ہو جاتا اور بدنیت لوگ اٹھا لیتے۔ بچوں کا باپ مرد صالح تھا اس کی نیکی کی رعایت سے حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ بچوں کے مال کی حفاظت کی جائے، میں نے اس کے حکم سے دیوار سیدھی کر دی کہ بچے جوان ہو کر باپ کا خزانہ پا سکیں۔ کہتے ہیں اس خزانہ میں دوسرے اموال کے علاوہ ایک سونے کی تختی تھی جس پر ''محمد رسول اللہ'' (ﷺ) لکھا ہوا تھا۔

فَائِدَہ:[۱۰۶]......یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہوا اس پر مزدوری لینا مقربین کا کام نہیں۔ (تنبیہ) اس قصہ کے شروع میں حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت و ولایت کے متعلق جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں اسکو بیک نظر پھر مطالعہ کر لیا جائے، آگے ذوالقرنین کا قصہ آتا ہے۔ یہ بھی ان تین چیزوں میں سے تھا جن کی نسبت یہود کے مشورہ سے قریش نے سوالات کیے تھے۔ ''روح'' کے متعلق جواب سورہ ''بنی اسرائیل'' (آیت: ۸۵) میں گذر چکا۔ اصحاب کہف کا قصہ اسی سورتِ ''کہف'' (آیت: ۹ تا ۲۶) میں آ چکا۔ تیسری چیز آگے مذکور ہے۔

فَائِدَہ:[۱۰۷] ذوالقرنین کا تعاون:......اس بادشاہ کو ''ذوالقرنین'' اس لیے کہتے ہیں کہ دنیا کے دونوں کناروں (مشرق و مغرب) پر پھر گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب اسکندر رومی کا ہے اور بعض کے نزدیک کوئی مقبول خدا پرست اور دین دار بادشاہ اس سے پہلے گزرا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں متعدد وجوہ و دلائل سے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ مجموعۂ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین ابراہیم علیہ السلام کا معاصر تھا اور انکی دعا کی برکت سے حق تعالیٰ نے خارق عادت سامان و وسائل عطا فرمائے تھے جنکے ذریعہ سے اس کو مشرق و مغرب کے سفر اور محیر العقول فتوحات پر قدرت حاصل ہوئی۔ حضرت خضر علیہ السلام اسکے وزیر تھے، شاید اسی لیے قرآن نے خضر علیہ السلام کے قصہ کے ساتھ اس کا قصہ بیان فرمایا۔ قدیم شعرائے عرب نے اپنے اشعار میں ''ذوالقرنین'' کا نام بڑی عظمت سے لیا ہے اور اس کے عرب ہونے پر فخر کرتے رہے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین عہد تاریخی سے پہلے کا کوئی جلیل القدر عرب بادشاہ ہے۔ شاید اسکندر کو بھی اسی کی ایک گونہ مشابہت سے ذوالقرنین کہنے لگے ہوں۔ حال میں یورپ کے ماہرین آثار قدیمہ نے قدیم سامی عربوں کی متعدد عظیم الشان سلطنتوں کا سراغ لگایا ہے جن کا تاریخی اوراق میں کوئی مفصل تذکرہ موجود نہیں، بلکہ بعض ممتاز و مشہور سلاطین کا نام تک کتب تاریخ میں نہیں ملتا۔ مثلاً بادشاہ ''حمورابی'' جو غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں ہوا ہے اور جس کو کہا گیا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا مقنن تھا۔ اس کے قوانین منارۂ بابل پر کندہ ملے ہیں، جن کا ترجمہ انگریزی میں شائع ہو گیا ہے۔ پرانے کتبات سے اس کی عجیب و غریب عظمت ثابت ہوتی ہے۔ بہر حال ''ذوالقرنین'' ان ہی میں کا کوئی بادشاہ ہو گا۔

فَائِدَہ:[۱۰۸]......یعنی سرانجام کرنے لگا ایک سفر کا۔

فَائِدَہ:[۱۰۹] مغرب کی طرف سفر کی انتہاء:......یعنی یوں نظر آیا جیسے سمندر میں سفر کرنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ سورج پانی میں سے نکل رہا ہے اور پانی ہی میں ڈوبتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ذوالقرنین'' کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی آبادی کہاں تک بسی ہے۔ سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھی نہ گزر آدمی کا نہ کشتی کا۔ اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا۔''

فَائِدَہ:[۱۱۰] ذوالقرنین کا ایک قوم ذکر تسلط اور اختیار:......یعنی ''ذوالقرنین'' کو ان لوگوں پر ہم نے دونوں بات کی قدرت دی جیسا کہ ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت ملتی ہے۔ چاہے خلق کو ستا کر بدنام ہو، چاہے عدل و انصاف اور نیکی اختیار کر کے اپنا ذکر خیر جاری

رکھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ کافر تھے۔ ہم نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل کر دے یا پہلے اسلام کی طرف دعوت دے۔ ذوالقرنین نے دوسری شق اختیار کی۔

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءً ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ

اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور ہم حکم دیں [کہیں] گے اس کو اپنے کام میں آسانی ف ۱۱۱ پھر لگا

اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ

ایک سامان کے پیچھے ف ۱۱۲ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا اس کو کہ نکلتا ہے ایک قوم پر کہ نہیں بنا دیا ہم نے ان کے لیے آفتاب

دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ

سے ورے کوئی حجاب ف ۱۱۳ یونہی ہے اور ہمارے قابو میں آچکی ہے اسکے پاس کی خبر ف ۱۱۴ پھر لگا ایک سامان کے پیچھے ف ۱۱۵ یہاں تک کہ جب

بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ

پہنچا دو پہاڑوں [آڑوں] کے بیچ پائے ان سے ورے ایسے لوگ جو لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف ۱۱۶ بولے اے ذوالقرنین یہ

اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا

یاجوج و ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں [خرابی کرتے] ملک میں سو تو کہے تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنا دے

وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ

تو ہم میں ان میں ایک آڑ ف ۱۱۷ بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے ان کے بیچ ایک دیوار

رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ

موٹی ف ۱۱۸ لادو مجھ کو تختے لوہے کے، یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا دھونکو، کو یہاں تک کہ جب کر دیا

نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ

اس کو آگ، کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا ہوا تانبا ف ۱۱۹ پھر نہ چڑھ سکیں اس پر اور نہ کر سکیں اس میں

نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

سوراخ ف ۱۲۰ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا ف ۱۲۱

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا

اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو اس دن ایک دوسرے میں گھستے اور پھونک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان سب کو اور دکھلا دیں

جَهَنَّمَ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ عَرۡضَا ۙ﴿١٠٠﴾ الَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ وَكَانُوۡا لَا

ہم دوزخ اس دن کافروں کو سامنے ف۱۲۲ جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ

يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا عِبَادِىۡ مِنۡ دُوۡنِىۡۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ اِنَّاۤ ع ١٢

سن سکتے تھے ف۱۲۳ اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ف۱۲۴ ہم نے تیار کیا

اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ

ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی ف۱۲۵ تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت وہ لوگ جن کی کوشش

سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿١٠٤﴾

بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ف۱۲۶

فَائِدَة: [۱۱۱] **عادل بادشاہ کا طریقہ:**...... یعنی آخرت میں بھلائی ملے گی اور دنیا میں ہم اس پر سختی نہ کریں گے بلکہ اپنے کام کے لیے جب کوئی بات اس سے کہیں گے سہولت اور نرمی کی کہیں گے۔ فی الحقیقت جو بادشاہ عادل ہو اس کی یہ ہی راہ ہوتی ہے، بروں کو سزا دے اور بھلوں سے نرمی کرے، ذوالقرنین نے یہ ہی چال اختیار کی۔

فَائِدَة: [۱۱۲] **مشرقی سفر:**...... یعنی مغربی سفر سے فارغ ہو کر مشرقی سفر کا سامان درست کرنے لگا۔ قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں کہ ذوالقرنین کے یہ سب سفر فتوحات اور ملک گیری کے لیے تھے ممکن ہے محض سیر وسیاحت کے طور پر ہوں، اثنائے سفر میں ان اقوام پر بھی گزر ہوا ہو جو اس کے زیر حکومت آچکی تھیں اور بعض اقوام نے ایک طاقتور بادشاہ سمجھ کر ظالموں کے مقابلہ میں فریاد کی ہو جس کا ذوالقرنین نے اپنی غیر معمولی قوت سے سد باب کر دیا، جیسا کہ آگے "یاجوج ماجوج" کے قصہ میں آتا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [۱۱۳] **ایک وحشی قوم سے ملاقات:**...... یعنی انتہائے مشرق میں ایک ایسی قوم دیکھی جن کو آفتاب کی شعاعیں بے روک ٹوک پہنچتی تھیں۔ یہ لوگ وحشی جانگلو ہوں گے گھر بنانے اور چھت ڈالنے کا ان میں دستور نہ ہوگا جیسے اب بھی بہت سی خانہ بدوش وحشی اقوام میں رواج نہیں ہے۔

فَائِدَة: [۱۱۴]...... یعنی ذوالقرنین کے سفر مشرق ومغرب کی جو کیفیت بیان کی گئی واقع میں اسی طرح ہے، جو وسائل اس کے پاس تھے اور جو حالات وہاں پیش آئے ان سب پر ہمارا علم محیط ہے۔ تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں گے اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ بعض مفسرین نے ﴿كَذٰلِكَ﴾ کا مطلب یہ لیا ہے کہ ذوالقرنین نے مغربی قوم کے متعلق جو روش اختیار کی تھی ویسی ہی اس مشرقی قوم کے ساتھ اختیار کی۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [۱۱۵] **تیسرا سفر:**...... یہ تیسرا سفر مشرق ومغرب کے سوا کسی تیسری جہت میں تھا۔ مفسرین عموماً اس کو شمالی سفر کہتے ہیں قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں۔

فَائِدَة: [۱۱۶]...... یعنی ذوالقرنین اور اس کے ساتھیوں کی بولی وہ لوگ نہیں سمجھتے تھے۔ آگے جو گفتگو نقل کی گئی ہے غالباً کسی ترجمان کے ذریعہ سے ہوئی ہوگی۔ اور ترجمان کسی درمیانی قوم میں کا ہوگا جو دونوں کی زبان قدرے سمجھتا ہو۔

تنبیہ:...... اس قوم اور ''یاجوج ماجوج'' کے ملک میں یہ دو پہاڑ حائل تھے جن پر چڑھائی ممکن نہ تھی۔ البتہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں ایک درہ کھلا ہوا تھا اسی سے ''یاجوج ماجوج'' آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے تھے۔

فائدہ: [۱۱۷] مظلوم قوم کی ذوالقرنین سے درخواست:...... ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب و وسائل اور قوت و حشمت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف و مصائب کا سدباب اس سے ہو سکے گا۔ اس لیے گذارش کی کہ ''یاجوج ماجوج'' نے ہمارے ملک میں اودھم مچا رکھی ہے۔ یہاں آکر قتل و غارت اور لوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مضبوط روک قائم کر دیں جس سے ہماری حفاظت ہو جائے تو جو کچھ اس پر خرچ آئے ہم ادا کرنے کو تیار ہیں۔ چاہے آپ ٹیکس لگا کر ہم سے وصول کر لیں۔

تنبیہ:...... یاجوج ماجوج کون ہیں؟ کس ملک میں رہتے ہیں؟ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی سد (آہنی دیوار) کہاں ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے متعلق مفسرین و مؤرخین کے اقوال مختلف رہے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے اور جیسا کہ کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور [علامہ] نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ میں جمہور علماء سے نقل کیا ہے: اُن کا سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے آدم علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے مگر ماں کی طرف سے حواء رضی اللہ عنہا تک نہیں پہنچتا گو یا وہ عام آدمیوں کے محض باپ شریک بھائی ہوئے۔ کیا عجب ہے کہ دجال اکبر جسے تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی جزیرہ میں مقید دیکھا تھا، اسی قوم میں کا ہو۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام جو محض ایک آدم زاد خاتون (مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا) کے بطن سے بتوسط نفخۂ ملکیہ پیدا ہوئے۔ نزول من السماء کے بعد دجال کو ہلاک کر دیں گے، اس وقت یہ قوم یاجوج ماجوج دنیا پر خروج کرے گی اور آخر کار حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے غیر معمولی موت مرے گی۔ اس وقت یہ قوم کہاں ہے اور ذوالقرنین کی دیوار آہنی کس جگہ واقع ہے؟ سو جو شخص ان سب اوصاف کو پیش نظر رکھے گا جن کا ثبوت اس قوم اور دیوار آہنی کے متعلق قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ میں ملتا ہے، اس کو ماننا پڑے گا کہ جن قوموں، ملکوں اور دیواروں کا لوگوں نے رائے سے پتہ دیا ہے، یہ مجموعۂ اوصاف ایک میں بھی پایا نہیں جاتا۔ لہٰذا وہ خیالات صحیح معلوم نہیں ہوتے، اور احادیثِ صحیحہ کا انکار یا نصوص کی تاویلات بعیدہ دین کے خلاف ہے۔ رہا مخالفین کا یہ شبہ کہ ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا۔ اور اسی شبہ کے جواب کے لیے ہمارے مؤلفین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہے۔ اس کا صحیح جواب وہ ہی ہے جو علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ ہم کو اس کا موقع معلوم نہیں اور ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تمام خشکی و تری پر محیط ہو چکے ہیں، واجب التسلیم نہیں۔ عقلاً جائز ہے کہ جس طرح اب سے پانسو برس پہلے تک ہم کو چوتھے براعظم (امریکا) کے وجود کا پتہ نہ چلا، اب بھی کوئی پانچواں براعظم ایسا موجود ہو جہاں تک ہم رسائی حاصل نہ کر سکے ہوں اور تھوڑے دنوں بعد ہم وہاں تک یا وہ لوگ ہم تک پہنچ سکیں۔ سمندر کی دیوار اعظم جو آسٹریلیا کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے آج کل برطانوی سائنس دان ڈاکٹر سی ایم ینگ کے زیر ہدایات اس کی تحقیقات جاری ہے۔ یہ دیوار ہزار میل سے زیادہ لمبی اور بعض مقامات پر بارہ بارہ میل تک چوڑی اور ہزار فٹ اونچی ہے۔ جس پر بے شمار مخلوق بستی ہے۔ جو مہم اس کام کے لیے روانہ ہوئی تھی حال میں اُس نے اپنی یک سالہ تحقیقات ختم کی ہے جس سے سمندر کے عجیب و غریب اسرار منکشف ہوتے ہیں اور انسان کو حیرت و استعجاب کی ایک نئی دنیا معلوم ہو رہی ہے۔ پھر کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہم کو خشکی و تری کی تمام مخلوق کے مکمل اکتشافات حاصل ہو چکے ہیں۔ بہر حال مخبرِ صادق نے جس کا صدق دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جب اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں اور ان واقعات کے منتظر رہیں جو مشککین و منکرین کے علی الرغم پیش آکر رہیں گے

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلًا
وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

فَائِدَہ:[۱۱۸]......یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔

فَائِدَہ:[۱۱۹] آہنی دیوار کی تعمیر:......اوّل لوہے کے بڑے بڑے تختوں کی اوپر نیچے تہیں جمائیں۔ جب ان کی بلندی دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ گئی، لوگوں کو حکم دیا کہ خوب آگ دھونکو۔ جب لوہا آگ کی طرح سرخ ہو کر تپنے لگا اس وقت پگھلا ہوا تانبا اُوپر سے ڈالا جو لوہے کی درزوں میں بالکل پیوست ہو کر جم گیا اور سب مل کر پہاڑ سا بن گیا۔ یہ سب کام اس زمانہ میں بظاہر خارقِ عادت طریقہ سے انجام پائے ہوں گے جسے ذوالقرنین کی کرامت سمجھنا چاہیے۔ یا ممکن ہے اس وقت اس قسم کے آلات واسباب پائے جاتے ہوں جن کا ہمیں اب علم نہیں۔

فَائِدَہ:[۱۲۰]......یعنی حق تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو فی الحال یہ قدرت نہیں دی کہ دیوار پھاند کر یا توڑ کر ادھر نکل آئیں۔

فَائِدَہ:[۱۲۱] قربِ قیامت دیوار ٹوٹ جائے گی:......یعنی محض خدا کی مہربانی سے یہ روک قائم ہوگئی اور میعادِ معین تک قائم رہے گی۔ احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اور قتلِ دجال کے بعد قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وعدہ ہے اس وقت یہ روک ہٹا دی جائے گی۔ دیوار توڑ کر اتنی کثیر تعداد میں نکل پڑیں گے جس کا شمار اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں دنیا ان کے مقابلہ سے عاجز ہوگی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ میرے خاص بندوں کو لے کر ''طور'' پر چلے جائیں۔ آخر حضرت مسیح علیہ السلام بارگاہِ احدیت کی طرف دستِ دعا دراز کریں گے۔ اس کے بعد یاجوج ماجوج پر ایک غیبی وبا مسلط ہوگی، سب ایک دم مر جائیں گے۔ مزید تفصیل کتب حدیث باب ''امارات الساعۃ'' میں دیکھنی چاہیے۔

فَائِدَہ:[۱۲۲] یاجوج ماجوج کا خروج اور شدت اضطراب:......یعنی یاجوج ماجوج سمندر کی موجوں کی طرح بے شمار تعداد میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نکلیں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ شدت ہول واضطراب سے ساری مخلوق رل گڈھ ہو جائے گی۔ جن وانس ایک دوسرے میں گھسنے لگیں گے پھر قیامت کا بگل ہوگا یعنی صور پھونکا جائے گا۔ اس کے بعد سب خدا کے سامنے میدانِ حشر میں اکٹھے کیے جائیں گے اور دوزخ کافروں کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ شاید کافروں کی تخصیص اس لیے کی کہ اصل میں دوزخ اُن ہی کے لیے تیار کیا گیا ہے اور اُن کی آنکھوں پر دنیا میں پردہ پڑا ہوا تھا اب وہ پردہ اٹھ گیا۔

فَائِدَہ:[۱۲۳]......یعنی خود اپنی عقل کی آنکھ برابر نہ تھی کہ قدرت کے نشان دیکھ کر یقین لاتے اور خدا کو یاد کرتے، اور ضد سے کسی کی بات نہ سنی جو دوسرے کے سمجھائے سمجھ لیتے۔

فَائِدَہ:[۱۲۴] منکرین کا گمان غلط ہے:......یعنی کیا منکرین یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے خاص بندوں (مسیح، عزیر علیہما السلام، روح القدس، فرشتوں) کو پرستش کر کے اپنی حمایت میں کھڑا کر لیں گے۔ ﴿كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا﴾ [مریم: ۸۲] (ہرگز نہیں! وہ خود تمہاری حرکات سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے اور تمہارے مقابل مدعی بن کر کھڑے ہوں گے)۔

فَائِدَہ:[۱۲۵] عذاب سے مہمانی:......یعنی اس دھوکہ میں مت رہنا! وہاں تم کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ ہاں ہم تمہاری مہمانی کریں گے۔ دوزخ کی آگ اور قسم قسم کے عذاب سے۔ (اعاذنا اللہ منہا)

فَائِدَہ:[۱۲۶] قیامت میں بڑے خسارے والے:......یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری دوڑ دھوپ دنیا کے لیے تھی آخرت کا کبھی خیال نہ آیا، محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے (کذا فہم من الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ دنیوی زندگی میں جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کیے تھے خواہ واقع میں اچھے تھے یا نہیں وہ سب کفر کی نحوست سے وہاں بیکار ثابت ہوئے اور تمام محنت برباد گئی۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهِۦ فَحَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ

وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے ف ۱۲۷ سو برباد گیا ان کا کیا ہوا پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت

الْقِيَٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوٓا ءَايَٰتِى وَرُسُلِى هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ

کے دن تول ف ۱۲۸ یہ بدلہ ان کا ہے دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا ف ۱۲۹ جو لوگ

الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَا لَا

ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ

يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَٰتِ رَبِّى لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ

چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی ف ۱۳۰ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کر لکھے میرے رب کی باتیں بے شک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی

كَلِمَٰتُ رَبِّى وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِۦ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ

باتیں اور اگرچہ دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو ف ۱۳۱ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم، حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک

وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا ﴿١١٠﴾ ع ۱۲

معبود ہے سو پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی کو ف ۱۳۲

فائدہ:[۱۲۷]......یعنی نہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو مانا، نہ خیال کیا کہ کبھی اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

فائدہ:[۱۲۸] **کفار کی حسنات مردہ ہیں وزن کے قابل نہیں:**......کافر کی حسنات مردہ ہیں اس ابدی زندگی میں کسی کام کی نہیں۔ اب محض کفریات وسیئات رہ گئیں، سو ایک پلہ کیا تلے! تولنا تو موازنہ کے لیے تھا۔ موازنہ متقابل چیزوں میں ہوتا ہے۔ یہاں سیئات کے بالمقابل حسنہ کا وجود ہی نہیں، پھر تولنے کا کیا مطلب۔

فائدہ:[۱۲۹]......جو ٹھٹھا کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔

فائدہ:[۱۳۰] **نیکوں کو تازہ بہ تازہ نعمتیں ملیں گی:**......یعنی ہمیشہ رہنے سے اُکتائیں گے نہیں۔ ہر دم تازہ بہ تازہ نعمتیں ملیں گی کبھی خواہش نہ کریں گے کہ ہم کو یہاں سے منتقل کر دیا جائے۔

فائدہ:[۱۳۱] **اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کی باتیں بے انتہاء ہیں:**......قریش نے یہود کے اشارہ سے روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا۔ سورت ہذا کی ابتدا میں "اصحاب کہف" کا اور آخر میں ذوالقرنین کا قصہ جہاں تک موضوع قرآن سے متعلق تھا بیان فرمایا۔ اور روح کے متعلق سورۂ بنی اسرائیل [آیت:۸۵] میں فرمادیا: ﴿وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ اب خاتمہ سورت پر بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کی باتیں بے انتہاء ہیں۔ جو باتیں تمہارے ظرف واستعداد اور ضرورت کے لائق بتلائی گئیں حق تعالیٰ کی معلومات میں سے اتنی بھی نہیں جتنا سمندر میں سے ایک قطرہ۔ فرض کرو اگر پورے سمندر کا پانی سیاہی بن جائے جس سے خدا کی باتیں لکھنی شروع کی جائیں، اس کے بعد دوسرا اور تیسرا ویسا ہی سمندر اس میں شامل کرتے رہو تو سمندر ختم ہو جائیں گے، پر خدا کی

باتیں ختم نہ ہوں گی۔ یہیں سے سمجھ لو کہ قرآن اور دوسری کتب سماویہ کے ذریعہ سے خواہ کتنا ہی وسیع علم بڑی سے بڑی مقدار میں کسی کو دیدیا جائے، علم الٰہی کے سامنے وہ بھی قلیل ہے۔ گو فی حد ذاتہ اسے کثیر کہہ سکیں۔

فَائِدَہ:[۱۳۲] بشریت رسول ﷺ اور شرک کی مذمت:......یعنی میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں، خدا نہیں جو خود بخود ذاتی طور پر تمام علوم وکمالات حاصل ہوں، ہاں اللہ تعالیٰ علوم حقہ اور معارف قدسیہ میری طرف وحی کرتا ہے جن میں اصل اُصول علم توحید ہے۔ اُسی کی طرف میں سب کو دعوت دیتا ہوں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق یا اس کے سامنے حاضر کیے جانے کا خوف ہو اُسے چاہیے کہ کچھ بھلے کام شریعت کے موافق کر جائے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ظاہراً و باطناً کسی کو کسی درجہ میں بھی شریک نہ کرے۔ یعنی شرکِ جلی کی طرح ریا وغیرہ شرکِ خفی سے بھی بچتا رہے، کیونکہ جس عبادت میں غیر اللہ کی شرکت ہو وہ عابد کے منہ پر ماری جائے گی۔ اللّٰھمّ اعذنا من شرور انفسنا اس آیت میں اشارہ کر دیا کہ نبی کا علم بھی متناہی اور عطائی ہے، علم خداوندی کی طرح ذاتی اور غیر متناہی نہیں۔

تم سورۃ الکہف بفضل اللہ تعالی ومنہ

وللہ الحمد اولاً و اخراً۔

ایاتها ٩٩ | ١٩ سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ٤٤ | رکوعاتها ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

كٓهٰيٰعٓصٓ یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت [مہربانی] کا اپنے بندہ زکریا پر ف١ جب پکارا اس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے ف٢ بولا اے میرے رب

وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ

بوڑھی ہوگئیں میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا [بھڑکا] سر سے [سر میں] بڑھاپے کا ف٣ اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا ف٤ اور میں ڈرتا ہوں بھائی

الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ

بندوں سے اپنے پیچھے ف٥ اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب

اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

کی اولاد کی ف٦ اور کر اس کو اے رب من مانتا [جی چاہتا] ف٧ اے زکریا ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس

مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ

نام کا کوئی ف٨ بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا

الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾

یہاں تک کہ اکڑ گیا [سوکھ گیا] ف٩

فائدہ: [١] **تذکرۂ زکریا علیہ السلام:**...... حضرت زکریا علیہ السلام "بنی اسرائیل" کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ نجاری (بڑھئی) کا پیشہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ انکا قصہ پہلے سورۂ آلِ عمران [آیت: ٣٧-٤١] میں گزر چکا، وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لیے جائیں۔

فائدہ: [٢] **دعاء زکریا علیہ السلام:**...... کہتے ہیں رات کی تاریکی اور خلوت میں پست آواز سے دعا کی، جیسا کہ دعا کا اصل قاعدہ ہے: ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ [اعراف: ٥٥] ایسی دعا ریا سے دور اور کمال اخلاص سے معمور ہوتی ہے۔ شاید یہ بھی خیال ہو کہ

بڑھاپے کی عمر میں بیٹا مانگتے تھے۔ اگر نہ ملے تو سننے والے ہنسیں، اور ویسے بھی عموماً بڑھاپے میں آواز پست ہو جاتی ہے۔

فائدہ:[۳] عجز وانکساری کا اظہار:...... یعنی بظاہر موت کا وقت قریب ہے، سر کے بالوں میں بڑھاپے کی سفیدی چمک رہی ہے اور ہڈیاں تک سوکھنے لگیں۔

فائدہ:[۴] حصول رحمت کا طریقہ:...... یعنی آپ نے اپنے فضل ورحمت سے ہمیشہ میری دعائیں قبول کیں اور مخصوص مہربانیوں کا خوگر بنائے رکھا اب اس آخری وقت اور ضعف وپیرانہ سالی میں کیسے گمان کروں کہ میری دعا رد کر کے مہربانی سے محروم رکھیں گے۔ بعض مفسرین نے ﴿وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾ الآیۃ کے معنی یوں کیے ہیں کہ اے پروردگار! آپ کی دعوت پر میں کبھی شقی ثابت نہیں ہوا۔ یعنی جب آپ نے پکارا برابر امتثال اَمر اور طاعت وفرمانبرداری کی سعادت حاصل کی۔

فائدہ:[۵] خوف واندیشہ کا اظہار:...... اُن کے بھائی بند قرابت دار نااہل ہوں گے۔ ڈر یہ ہوا کہ وہ لوگ اُن کے بعد اپنی بداعمالیوں اور غلط کاریوں سے راہ نیک نہ بگاڑ دیں اور جو دینی وروحانی دولت یعقوب علیہ السلام کے گھرانے میں منتقل ہوتی ہوئی حضرت زکریا علیہ السلام تک پہنچی تھی اُسے اپنی شرارت اور بدتمیزی سے ضائع نہ کر دیں۔

فائدہ:[۶] نیک جانشین کی عاجزانہ دعا:...... یعنی میں بوڑھا ہوں، بیوی بانجھ ہے، ظاہری سامان اولاد ملنے کا کچھ نہیں لیکن تو اپنی لامحدود قدرت ورحمت سے اولاد عطا فرما جو دینی خدمات کو سنبھالے اور تیری مقدس امانت کا بوجھ اُٹھا سکے۔ میں اِس ضعف وپیری میں کیا کر سکتا ہوں، جی یہ چاہتا ہے کہ کوئی بیٹا اس لائق ہو جو اپنے باپ دادوں کی پاک گدی پر بیٹھ سکے۔ اُن کے علم وحکمت کے خزانوں کا مالک اور کمالاتِ نبوت کا وارث بنے۔

تنبیہ:...... احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی، اُن کی وراثت دولتِ علم میں چلتی ہے۔ خود شیعوں کی مستند کتاب ''کافی کلینی'' سے بھی ''روح المعانی'' میں اس مضمون کی روایات نقل کی ہیں۔ لہٰذا متعین ہے کہ ﴿يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ﴾ الآیۃ میں وراثتِ مالی مراد نہیں۔ جس کی تائید خود لفظ ''آلِ یعقوب'' سے ہو رہی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے تمام آلِ یعقوب کے اَموال واملاک کا وارث تنہا حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹا کیسے ہو سکتا تھا بلکہ نفسِ وراثت کا ذکر ہی اس موقع پر ظاہر کرتا ہے کہ مالی وراثت مراد نہیں، کیونکہ یہ تو تمام دنیا کے نزدیک مسلّم ہے کہ بیٹا باپ کے مال کا وارث ہوتا ہے پھر دعا میں اس کا ذکر کرنا محض بے کار تھا۔ یہ خیال کرنا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے مال ودولت کی فکر تھی کہ کہیں میرے گھر سے نکل کر بنی اعمام اور دوسرے رشتہ داروں میں نہ پہنچ جائے، نہایت پست اور دنی خیال ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شان یہ نہیں ہوتی کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیا کی متاعِ حقیر کی فکر میں پڑ جائیں کہ ہائے یہ کہاں جائے گی اور کس کے پاس رہے گی۔ اور لطف یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے دولت مند بھی نہ تھے، بڑھئی کا کام کر کے محنت سے پیٹ پالتے تھے بھلا اُن کو بڑھاپے میں کیا غم ہو سکتا تھا کہ چار پیسے رشتہ داروں کے ہاتھ نہ پڑ جائیں۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۷]...... یعنی ایسا لڑکا دیجیے جو اپنے اخلاق واعمال کے لحاظ سے میری اور تیری اور اچھے لوگوں کی پسند کا ہو۔

فائدہ:[۸] دعا کی قبولیت اور صاحبزادے کی بشارت:...... یعنی دعا قبول ہوئی اور لڑکے کی بشارت پہنچی جس کا نام (یحییٰ) قبل از ولادت حق تعالیٰ نے تجویز فرما دیا۔ نام بھی ایسا انوکھا جو اُن سے پہلے کسی کا نہ رکھا گیا تھا۔ بعض سلف نے یہاں ''سَمِيّ'' کے معنی ''شبیہ'' کے لیے ہیں۔ یعنی اس شان وصفت کا کوئی شخص اُن سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ شاید یہ مطلب ہو کہ بوڑھے مرد اور بانجھ عورت سے کوئی ایسا لڑکا اُس وقت تک پیدا نہیں کیا گیا تھا۔ یا بعض خاص احوال وصفات (مثلاً رقتِ قلب اور غلبۂ بکا وغیرہ) میں اُن کی مثال پہلے نہ گزری ہوگی۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۹] غیر معمولی خوشخبری کی استلذاذی کھود کرید:...... آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب غیر متوقع اور غیر معمولی خوشخبری سنے تو مزید طمانیت

واستلذاذ کے لیے بار بار پوچھتا اور کھود کرید کیا کرتا ہے۔ اس تحقیق وتفحص سے لذت تازہ حاصل ہوتی اور بات خوب پکی ہوجاتی ہے، یہ ہی منشا حضرت زکریا علیہ السلام کے سوال کا تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "انوکھی چیز مانگتے تعجب نہ آیا جب سنا کہ ملے گی تب تعجب کیا۔"

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ

کہا یونہی ہوگا ف ۱۰ فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیدا کیا میں نے پہلے سے اور نہ تھا تو کوئی چیز ف ۱۱ بولا اے رب ٹھہرادے

اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ

میرے لیے کوئی نشانی، فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست [چنگا بھلا] ف ۱۲ پھر نکلا اپنے لوگوں کے

الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ﴿۱۱﴾ یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَیْنٰهُ

پاس حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ یاد کرو [تسبیح پڑھو] صبح اور شام ف ۱۳ اے یحیٰی اٹھالے کتاب زور سے ف ۱۴ اور دیا ہم نے اس کو حکم

الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا

کرنا لڑکپن میں ف ۱۵ اور شوق دیا اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار ف ۱۶ اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست

عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ ع ۱۵

خودسر ف ۱۷ اور سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو زندہ ہوکر ف ۱۸ اور مذکور کر کتاب میں

مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ وقف لازم

مریم کا جب جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ف ۱۹ پھر پکڑ لیا [کرلیا] ان سے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے

اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾

پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی پورا ف ۲۰ بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر ہے تو ڈر رکھنے والا ف ۲۱

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖۗ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ﴿۱۹﴾

بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا ف ۲۲

فائدہ: [۱۰] مشیت ایزدی: ...... تعجب کی کوئی بات نہیں ان ہی حالات میں اولاد مل جائے گی اور مشیتِ ایزدی پوری ہو کر رہے گی۔

فائدہ: [۱۱] خدا کی قدرت عظیمہ کے سامنے سب آسان ہے: ...... یہ فرشتہ نے کہا۔ یعنی تمہارے نزدیک ظاہری اسباب کے اعتبار سے ایک چیز مشکل ہو تو خدا کے یہاں مشکل نہیں۔ اُس کی قدرتِ عظیمہ کے سامنے سب آسان ہے۔ انسان اپنی ہستی ہی کو دیکھ لے، ایک زمانہ تھا کہ یہ کوئی چیز نہ تھی اس کا نام ونشان بھی کوئی نہ جانتا تھا، حق تعالیٰ اُس کو پردۂ عدم سے وجود میں لایا۔ پھر جو قادرِ مطلق لاشئے محض کو شئے بنادے کیا وہ بوڑھے مرد اور بانجھ عورت سے بچہ پیدا نہیں کرسکتا؟ اس پر تو بطریقِ اُولیٰ قدرت ہونی چاہیے۔

فائدہ: [۱۲] قرارِ حمل کی نشانی: ...... یعنی باوجود تندرست ہونے کے جب کامل تین رات دن لوگوں کے ساتھ زبان سے بات چیت نہ کرسکے

اُس وقت سمجھ لینا کہ حمل قرار پا گیا ہے۔ اِس کے متعلق مفصل کلام "آل عمران" [آیت: ۳۷-۴۱] کے فوائد میں گزر چکا، ملاحظہ کر لیا جائے۔

فَائِدَة: [۱۳] **خوشی کے وقت تسبیح و تہلیل:** ...... یعنی جب وہ وقت آیا تو زبان گفتگو کرنے سے رُک گئی۔ حجرہ سے باہر نکل کر لوگوں کو اشارہ سے کہا کہ صبح و شام اللہ کو یاد کیا کرو، نمازیں پڑھو، تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو۔ یہ کہنا یا تو حسب معمول سابق وعظ و نصیحت کے طور پر ہوگا یا نعمت الٰہیہ کی خوشی محسوس کر کے چاہا کہ دوسرے بھی ذکر و شکر میں اُنکے شریک حال ہوں، کیونکہ جیسا "آل عمران" [آیت: ۳۷-۴۱] میں گزرا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو حکم تھا کہ اُن تین دن میں خدا کو بہت کثرت سے یاد کریں۔ اور خاص تسبیح کا لفظ شاید اس لیے اختیار کیا ہو کہ اکثر عجیب و غریب سماں دیکھنے پر آدمی "سبحان اللہ" کہا کرتا ہے۔

فَائِدَة: [۱۴] **حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم ربانی:** ...... یعنی تورات اور دوسرے آسمانی صحیفوں کو جو تم پر یا دوسرے انبیاء پر نازل کیے گئے ہوں، خوب مضبوطی اور کوشش سے تھامے رکھو، اُن کی تعلیمات پر خود عمل کرو اور دوسروں سے کراؤ۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی علم کتاب لوگوں کو سکھلانے لگا ذور سے۔ یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔"

فَائِدَة: [۱۵] **لڑکپن ہی میں علم و حکمت سے سرفرازی:** ...... یعنی لڑکپن ہی میں اُن کو حق تعالیٰ نے فہم و دانش، علم و حکمت، فراستِ صادقہ، احکام کتاب اور آداب عبودیت و خدمت کی معرفت عطا فرما دی تھی۔ لڑکوں نے ایک مرتبہ انہیں کھیلنے کو بلایا، کہا ہم اس واسطے نہیں بنائے گئے۔ بہت سے علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے عام عادت کے خلاف ان کو لڑکپن ہی میں نبوت بھی مرحمت فرما دی۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [۱۶] **حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف فضائل:** ...... یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کو شوق و ذوق، رحمت و شفقت، رقت و نرم دلی، محبت و محبوبیت عنایت فرمائی تھی، اور صاف ستھرا، پاکیزہ رُو، پاکیزہ خو، مبارک و سعید، متقی و پرہیز گار بنایا۔ حدیث میں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے نہ کبھی گناہ کیا نہ گناہ کا ارادہ کیا۔ خدا کے خوف سے روتے روتے رخساروں پر آنسوؤں کی نالیاں سی بن گئی تھیں۔ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام۔

فَائِدَة: [۱۷] ...... یعنی متکبر، سرکش اور خود سر نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی آرزو کے لڑکے اکثر ایسے ہوا کرتے ہیں، وہ ویسا نہ تھا۔

فَائِدَة: [۱۸] **سلامتیٔ یحییٰ علیہ السلام:** ...... اللہ جو بندہ پر سلام بھیجے محض تشریف و عزت افزائی کے لیے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اُس پر کچھ گرفت نہیں۔ یہاں ﴿يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا﴾ سے غرض تعمیم اوقات و احوال ہے یعنی ولادت سے لے کر موت تک اور موت سے قیامت تک کسی وقت اُس پر خوردہ گیری [باز پرس] نہیں، خدا کی پکڑ سے ہمیشہ مامون و مصئون ہے۔

فَائِدَة: [۱۹] **حضرت مریم کا تنہائی میں جانا:** ...... یعنی غسلِ حیض کرنے کو۔ یہ ہی پہلا حیض تھا، تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی، شرم کے مارے مجمع سے الگ ہو کر ایک مکان میں چلی گئیں جو "بیت المقدس" سے مشرق کی طرف تھا اس لیے نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ بنا لیا۔

فَائِدَة: [۲۰] **حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد:** ...... یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نوجوان خوبصورت مرد کی شکل میں پہنچے، جیسا کہ فرشتوں کی عادت ہے کہ عموماً خوش منظر صورتوں میں متمثل ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے یہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی انتہائی عفت و پاکبازی کا امتحان بھی مقصود ہو کہ ایسے زبردست دواعی و محرکات بھی اُس کے جذباتِ عفاف و تقویٰ کو ادنیٰ ترین جنبش نہ دے سکے۔

فَائِدَة: [۲۱] **سیدہ مریم علیہا السلام کا تعلق مع اللہ:** ...... مریم علیہا السلام نے اوّل وہلہ میں سمجھا کہ کوئی آدمی ہے، تنہائی میں دفعۃً ایک مرد کے سامنے آ جانے سے قدرتی طور پر خوفزدہ ہوئیں اور اپنی حفاظت کی فکر کرنے لگیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کے چہرہ پر تقویٰ و طہارت کے انوار چمکتے دیکھ کر اسی قدر کہنا کافی سمجھا کہ میں تیری طرف سے رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں۔ اگر تیرے دل میں خدا کا ڈر ہوگا (جیسا کہ پاک و نورانی چہرہ سے روشن تھا) تو میرے پاس سے چلا جائیگا اور مجھ سے کچھ تعرض نہ کریگا۔

فَائِدَۃ:[٢٢] حضرت جبریل علیہ السلام کے تسلی آمیز کلمات:... یعنی گھبراؤ نہیں۔ میری نسبت کوئی برا خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو میں آدمی نہیں، تیرے اُسی رب کا (جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے) بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اس لیے آیا ہوں کہ خداوند قدوس کی طرف سے تجھ کو ایک پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک و مسعود لڑکا عطا کروں۔ ﴿غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ (پاکیزہ لڑکا) کہنے میں اشارہ ہو گیا کہ وہ حسب و نسب اور اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے بالکل پاک و صاف ہوگا۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ

بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی ف ٢٣ بولا یونہی، ہے فرما دیا تیرے رب نے

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ

وہ مجھ پر آسان ہے ف ٢٤ اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کے لیے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا ف ٢٥ پھر پیٹ میں لیا اس کو ف ٢٦

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ

پھر یکسو ہوئی اسکو لے کر ایک بعید مکان میں ف ٢٧ پھر لے آیا اس کو درد زہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی

قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری ف ٢٨ پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غمگین مت ہو، کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے

سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ

ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں ف ٢٩ اب کھا اور پی اور آنکھ

عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ

ٹھنڈی رکھ، پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمان کا روزہ سو بات نہ کروں

الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾

گی آج کسی آدمی سے ف ٣١ پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی ف ٣٢

فَائِدَۃ:[٢٣] سیدہ مریم علیہا السلام کا سوال:...... مریم علیہا السلام کے دل میں خدا نے یقین ڈال دیا کہ بے شک یہ فرشتہ ہے، مگر تعجب ہوا کہ جس عورت کا شوہر نہیں جو اُس کو حلال طریقہ سے چھو سکتا، اور بدکار بھی نہیں کہ حرام طریقہ سے بچہ حاصل کر لے، اُس کو بحالتِ راہنہ پاکیزہ اولاد کیوں کر مل جائے گی، جیسے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اس سے کم عجیب بشارت پر سوال کیا تھا۔

فَائِدَۃ:[٢٤] ...... یہ وہی جواب ہے جو حضرت زکریا علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ گذشتہ رکوع (آیت: ٩) میں دیکھ لیا جائے۔

فَائِدَۃ:[٢٥] قدرت عظیمہ کی ایک نشانی:...... یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا پہلے سے طے شدہ ہے، تخلف نہیں ہو سکتا۔ ہماری حکمت اسی کو مقتضی ہے کہ بدون مسِ بشر کے محض عورت کے وجود سے بچہ پیدا کیا جائے، اور وہ دیکھنے اور سننے والوں کے لیے ہماری قدرتِ عظیمہ

کی ایک نشانی ہو، کیونکہ تمام انسان مرد وعورت کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ آدم علیہ السلام دونوں کے بدون پیدا ہوئے اور حوا کو صرف مرد کے وجود سے پیدا کیا گیا۔ چوتھی صورت یہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام میں ظاہر ہوئی کہ مرد کے بدون صرف عورت کے وجود سے اُن کا وجود ہوا، اس طرح پیدائش کی چاروں صورتیں واقع ہوگئیں۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود قدرتِ الٰہیہ کا ایک نشان اور حق تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لیے بڑی رحمت کا سامان ہے۔

فائدہ:[٢٦]...... کہتے ہیں فرشتہ نے پھونک ماری حمل ٹھہر گیا۔ وفی البحر: "وَ ذَكَرُوا اَنَّ جبرائیل علیہ السلام نَفَخَ فِي جَيْبِ دِرعِهَا أَوْ فِيهِ وَفِي كُمِّهَا" والظاهر ان المسند اليه لنفخ هو الله تعالىٰ لِقوله: ﴿فَنَفَخْنَا﴾ (صفحہ:١٨١، جلد:٦) كما قال في آدم: ﴿وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي﴾ والله اعلم۔

فائدہ:[٢٧] **بیت اللحم:**...... یعنی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا شرم کے مارے سب سے علیحدہ ہو کر کسی بعید مکان میں چلی گئی۔ شاید وہ ہی جگہ ہو جسے "بیت اللحم" کہتے ہیں۔ یہ مقام "بیت المقدس" سے آٹھ میل ہے۔ ذکرہ ابن کثیر عن وہب۔

فائدہ:[٢٨] **سیدہ مریم علیہا السلام کا بوقت درد کرب واضطراب:**...... یعنی دردِ زہ کی تکلیف سے ایک کھجور کی جڑ کا سہارا لینے کے لیے اُس کے قریب جا پہنچی۔ اُس وقت درد کی تکلیف، تنہائی وبیکسی، سامان ضرورت وراحت کا فقدان، اور سب سے بڑھ کر ایک مشہور پاکباز عفیفہ کو دینی حیثیت سے آئندہ بدنامی اور رسوائی کا تصور سخت بے چین کیے ہوئے تھا۔ حتیٰ کہ اسی کرب واضطراب کے غلبہ میں کہہ اُٹھی ﴿يٰلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا﴾ الآیۃ (کاش میں اس وقت کے آنے سے پہلے ہی مر چکی ہوتی کہ دنیا میں میرا نام ونشان نہ رہتا اور کسی کو بھولے سے بھی یاد نہ آتی) شدتِ کرب واضطراب میں گذشتہ بشارات بھی جو فرشتہ سے سنی تھیں یاد نہ آئیں۔

فائدہ:[٢٩] **حضرت سیدہ مریم کیلئے تسلی اور خوشخبری:**...... وہ مقام جہاں حضرت مریم علیہا السلام کھجور کے نیچے تشریف رکھتی تھیں قدرے بلند تھا، اُس کے نیچے سے پھر اُسی فرشتہ کی آواز سنائی دی کہ غمگین وپریشان مت ہو، خدا کی قدرت سے ہر قسم کا ظاہری وباطنی اطمینان حاصل کر، نیچے کی طرف دیکھ، اللہ تعالیٰ نے کیسا چشمہ یا نہر جاری کردی ہے۔ یہ تو پینے کے لیے ہوا، کھانے کے لیے اسی کھجور کو ہلاؤ، پکی اور تازہ کھجوریں ٹوٹ کر گریں گی۔

تنبیہ:...... بعض سلف نے "سری" کے معنی "عظیم الشان سردار" کے لیے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ تجھ سے ایک بڑا سردار پیدا کرنے والا ہے۔ جنہوں نے "سری" کے معنی چشمہ یا نہر کے لیے ظاہر یہ ہے کہ وہ چشمہ بطور خرق عادت نکالا گیا اور کھجوریں بھی خشک درخت پر بے موسم لگ گئیں۔ اِن خوارق کا دیکھنا مریم رضی اللہ عنہا کی تسکین واطمینان اور تفریح کا سبب تھا۔ اور جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے اُس حالت میں یہ چیزیں مریم رضی اللہ عنہا کے لیے مفید تھیں اور اُنہیں ضرورت بھی ہوگی۔

فائدہ:[٣٠]...... یعنی تازہ کھجوریں کھا کر چشمہ کے پانی سے سیراب ہو، اور پاکیزہ بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر، آگے کا غم نہ کھا، خدا تعالیٰ سب مشکلات کو دُور کرنے والا ہے۔

فائدہ:[٣١] **خاموشی کا روزہ:**...... یعنی اگر کوئی آدمی سوال کرے تو اشارہ وغیرہ سے ظاہر کر دینا کہ میں روزہ سے ہوں، مزید گفتگو نہیں کر سکتی۔ اُن کے دین میں یہ نیت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے تھے۔ ہماری شریعت میں ایسی نیت درست نہیں۔ اور "کہو میں نے مانا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی نذر کر کے ایسا کہہ دینا۔ اِنْسِيًّا کی قید شاید اس لیے لگائی کہ فرشتہ سے بات کرنا منع نہ تھا۔

فائدہ:[٣٢] **قوم ششدر رہ گئی:**...... یعنی جب بچہ کو گود میں اُٹھائے ہوئے اپنی قوم کے سامنے آئی تو لوگ دیکھ کر ششدر رہ گئے، کہنے لگے: مریم تو نے غضب کر دیا، یہ بناوٹ کی چیز کہاں سے لے آئی۔ اس سے زیادہ جھوٹ طوفان کیا ہوگا کہ ایک لڑکی کنواری رہتے

ہوئے دعویٰ کرے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے۔

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا

اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار ف ٣٣ پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو ف ٣٤ بولے ہم

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ

کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا ف ٣٥ وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھکو اس نے

نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾

نبی کیا ف ٣٦ اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ ف ٣٧

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾

اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے ف ٣٨ اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت ف ٣٩

فائدہ: [٣٣]...... یعنی بدگمان ہو کر کہنے لگے کہ تیرے ماں باپ اور خاندان والے ہمیشہ سے نیک رہے ہیں، تجھ میں یہ بری خصلت کدھر سے آئی؟ بھلوں کی اولاد کا برا ہونا محل تعجب ہے۔

تنبیہ:...... مریم رضی اللہ عنہا کو "اُختِ ہارون" اس لیے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھی، گویا "اُختِ ہارون" سے مراد "اُختِ قوم ہارون" ہوئی جیسے: ﴿وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ﴾ الآیۃ میں ہود علیہ السلام کو "عاد" کا بھائی کہا ہے حالانکہ "عاد" اُن کی قوم کے مورثِ اعلیٰ کا نام تھا۔ اور ممکن ہے "اُختِ ہارون" کے ظاہری معنی لیے جائیں جیسا کہ بعض احادیث صحیحہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی مریم کے بھائی کا نام ہارون تھا۔ جیسا ہمارے زمانہ میں رواج ہے اُس وقت بھی لوگ انبیاء وصالحین کے ناموں پر نام رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مریم کا وہ بھائی ایک مردِ صالح تھا۔ تو حاصلِ کلام یہ ہوا کہ تیرا باپ پاکباز تھا، ماں پارسا تھی، بھائی ایسا نیک ہے اُوپر جا کر تیرا نسب ہارون علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے، پھر یہ حرکت تجھ سے کیونکر سرزد ہوئی۔

فائدہ: [٣٤] بچہ کی طرف اشارہ:...... یعنی مریم علیہا السلام نے ہاتھ سے بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ خود اس سے دریافت کرو۔

فائدہ: [٣٥] قوم کی جھنجھلاہٹ:...... یعنی اس شرمناک حرکت پر یہ ستم ظریفی؟ کہ بچہ سے پوچھ لو۔ بھلا ایک گود کے بچہ سے ہم کیسے سوال وجواب کر سکتے ہیں۔

تنبیہ:...... ﴿مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ الآیۃ میں كَانَ کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ تکلم کے وقت وہ صبی نہیں رہا تھا۔ قرآن میں بہت جگہ مثلاً ﴿كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ یا ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً﴾ [بنی اسرائیل: ٣٢] یا ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ﴾ [قٓ: ٣٧] میں كَانَ کا استعمال ایسے مضمون کے لیے ہوا ہے جس کا سلسلہ زمانہ ماضی کے گذرنے کے ساتھ منقطع نہیں ہوا۔ اور یہاں ﴿مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ الآیۃ سے تعبیر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ کہنے والوں نے نفی تکلیم کو ایک ضابطہ کے رنگ میں پیش کیا۔ یعنی نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام بلکہ ہر اُس شخص سے جو گود میں بچہ ہو کلام کرنا عادتاً محال ہے۔

فائدہ: [٣٦] بچے کی گفتگو اور فاسد خیالات کا رد:...... قوم کی طرف سے یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خود مسیح علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے گویا کر دیا۔

آپ نے اُس وقت جو کچھ فرمایا اُس میں تمام غلط اور فاسد خیالات کا رد تھا جو آئندہ اُن کی نسبت قائم ہونے والے تھے۔ ''میں بندہ ہوں اللہ کا'' یعنی خود اللہ یا اللہ کا بیٹا نہیں جیسا کہ اب نصاریٰ کا عقیدہ ہے، چنانچہ اسی عقیدہ کی تردید کے لیے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت وغیرہ کے تفصیلی حالات بیان فرمائے۔ اور ''مجھ کو خدا نے نبی بنایا'' یعنی مفتری اور کاذب نہیں جیسا کہ یہود گمان کرتے ہیں۔

تنبیہ:...... ''سورۂ آل عمران'' [آیت:۴۶] اور ''مائدہ'' [آیت:۱۱۰] میں حضرت مسیح کے تکلم فی المہد کے متعلق کلام کیا جا چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جن تین بچوں کے مہد میں کلام کرنے کا ذکر فرمایا ہے ان میں ایک حضرت مسیح ابن مریم ہیں۔ آج جو لوگ قرآن وحدیث کے خلاف حضرت مسیح کے تکلم فی المہد کا انکار کرتے ہیں اُن کے ہاتھ میں نصاریٰ کی کورانہ تقلید کے سوا کچھ نہیں۔

فَائِدَة: [۳۷] صلوٰۃ وزکوٰۃ کی تاکید:...... یعنی جب تک زندہ رہوں، جس وقت اور جس جگہ کے مناسب جس قسم کی صلوٰۃ وزکوٰۃ کا حکم ہو، اُس کی شروط وحقوق کی رعایت کے ساتھ برابر ادا کرتا رہوں۔ جیسے دوسری جگہ مومنین کی نسبت فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾ [معارج:۲۳]۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نمازیں پڑھتے رہتے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح کی نماز کا حکم ہو ہمیشہ پابندی سے تعمیل حکم کرتے ہیں اور اُس کی برکات وانوار ہمہ وقت اُن کو محیط رہتی ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے مامور ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ہر ایک مسلمان مامور ہے کہ ہر وقت نماز پڑھتا رہے، ہر وقت زکوٰۃ دیتا رہے (خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو) ہر وقت روزے رکھتا رہے ہر وقت حج کرتا رہے۔ حضرت مسیح کے متعلق بھی ﴿مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ کا ایسا ہی مطلب سمجھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ لفظ ''صلوٰۃ'' کچھ اصطلاحی نماز کے ساتھ مخصوص نہیں، قرآن نے ملائکہ اور بشر سے گزر کر تمام جہان کی طرف صلوٰۃ کی نسبت کی ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ﴾ [نور:۴۱] اور یہ بھی بتلا دیا کہ ہر چیز کی تسبیح وصلوٰۃ کا حال اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی صلوٰۃ وتسبیح کس رنگ کی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے معنی بھی اصل میں طہارت، نماء، برکت ومدح کے ہیں جن میں سے ہر ایک معنی کا استعمال قرآن وحدیث میں اپنے اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اسی رکوع میں حضرت مسیح کی نسبت ﴿غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ کا لفظ گزر چکا جو زکوٰۃ سے مشتق ہے۔ اور یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا: ﴿وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً﴾، سورۂ مریم [آیت:۱۳] میں ہے: ﴿خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا﴾ اسی طرح کے عام معنی یہاں بھی زکوٰۃ کے لیے جا سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے ﴿اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ﴾ سے ''اَوصَانِي بِاَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ'' مراد ہو جیسے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسبت فرمایا: ﴿وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ﴾ پھر لفظ ﴿اَوْصٰنِيْ﴾ اپنے مدلول لغوی کے اعتبار سے اس کو مقتضی نہیں کہ وقت ایصاء ہی سے اُس پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ نیز بہت ممکن ہے کہ ﴿مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ سے یہ ہی زمینی حیات مراد لے لی جائے جیسے ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ ''جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو اللہ نے شہادت کے بعد زندہ کر کے فرمایا کہ ہم سے کچھ مانگ، اُس نے کہا کہ مجھے دوبارہ زندہ کر دیجیے کہ دوبارہ تیرے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔'' اس زندگی سے یقیناً زمینی زندگی مراد ہے ورنہ شہداء کے لیے نفسِ حیات کی قرآن میں اور خود اسی حدیث میں تصریح موجود ہے۔ یہ ہی مطلب حیات کا ''لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ'' الحدیث میں سمجھو اگر بالفرض اُس کا حدیث ہونا ثابت ہو جائے۔ ''بالفرض'' ہم نے اس لیے کہا کہ اس کی اسناد کا کتب حدیث میں کہیں پتہ نہیں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [۳۸]...... چونکہ باپ کوئی نہ تھا اس لیے صرف ماں کا نام لیا۔

فَائِدَة: [۳۹]...... یہ سب جملے جو بصیغہ ماضی لائے گئے بے شک اُن کے معنی ماضی ہی کے لیے جائیں گے لیکن اس طرح کہ مستقبل متیقن الوقوع کو گویا ماضی فرض کر لیا گیا جیسے: ﴿اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾ [نحل:۱] میں۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام نے بچپن میں ماضی کے صیغے

استعمال کر کے متنبہ کر دیا کہ ان سب چیزوں کا آئندہ پایا جانا ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ اُسے یہ ہی سمجھنا چاہیے کہ گویا پائی جا چکی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی اس خارق عادت گفتگو سے اور اُن اوصاف وخصال سے جو بیان کیے نہایت بلاغت کیساتھ اُس ناپاک تہمت کا رد ہو گیا جو اُن کی والدۂ ماجدہ پر لگائی جاتی تھی۔ اوّل تو ایک بچہ کا بولنا، اور ایسا جامع و مؤثر کلام طبعاً دشمنوں کو خاموش کرنے والا تھا پھر جس ہستی میں ایسی پاکیزہ خصال پائی جائیں، ظاہر ہے وہ العیاذ باللہ ولد الزنا کیسے ہو سکتی ہے جیسا کہ خود اُنکے اقرار ﴿مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا﴾ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فروع کو اُصول کے موافق دیکھنا چاہتے تھے۔

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوْتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ

اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر ف۴۰ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا، سچی

قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ إِذَا قَضٰى أَمْرًا

بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں ف۴۱ اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد، وہ پاک ذات ہے، جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا

فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾

سو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے ف۴۲ اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو، یہ ہے راہ سیدھی

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ

پھر جُدی جُدی راہ اختیار کی فرقوں نے ان میں سے، سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا ف۴۳ کیا خوب

بِهِمْ وَأَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَأْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ

سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس، پر بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں ف۴۴ اور ڈر سنا دے ان کو اس

الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾

وقف لازم

پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام ف۴۵ اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے ف۴۶

فائدہ: [۴۰]...... اس جملہ کے ہم معنی جملہ پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ذکر میں گزر چکا۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں خود حق تعالیٰ کی طرف سے کلام تھا یہاں حق تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی زبان سے وہ ہی بات فرمائی۔ نیز ''سلام'' اور ''السلام'' کا فرق بھی قابل لحاظ ہے۔

فائدہ: [۴۱] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور صفات:...... یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی شان وصفت یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ ایک سچی اور کھلی ہوئی بات میں لوگوں نے خواہ مخواہ جھگڑے ڈال لیے اور طرح طرح کے اختلافات کھڑے کر دیے۔ کسی نے اُن کو خدا بنا دیا، کسی نے خدا کا بیٹا، کسی نے کذاب ومفتری کہا، کسی نے نسب وغیرہ پر طعن کیا۔ سچی بات وہ ہی ہے جو ظاہر کر دی گئی کہ خدا کے مقرب بندے ہیں۔ جھوٹے مفتری نہیں، سچے پیغمبر ہیں۔ ان کا حسب نسب سب پاک وصاف ہے۔ خدا نے اُن کو ''کلمۃ اللہ'' فرمایا ہے اور ممکن ہے ''قول الحق'' کے معنی بھی یہاں ''کلمۃ اللہ'' کے ہوں۔

فائدہ: [۴۲] اللہ قادر مطلق ہے، اولاد کی ضرورت نہیں ہے:...... جسکے ایک ﴿كُنْ﴾ (ہوجا) کہنے میں ہر چیز موجود ہو، اُسے بیٹے

پوتوں کی کیا ضرورت لاحق ہوگی۔ کیا (العیاذ باللہ) اولاد ضعیفی میں سہارا دے گی؟ یا مشکلات میں ہاتھ بٹائے گی؟ یا اُسکے بعد نام چلائے گی؟ اور اگر شبہ ہو کہ عموماً آدمی ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ کسے کہیں؟ اسکا جواب بھی اسی جملہ ﴿كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ میں آ گیا۔ یعنی ایسے قادر مطلق کے لیے کیا مشکل ہے کہ ایک بچہ کو بن باپ پیدا کر دے۔ اگر عیسائی خدا کو باپ اور مریم رضی اللہ عنہا کو ماں کہتے ہیں تو کیا (معاذ اللہ) دوسرے تعلقات زناشوئی کا بھی اقرار کریں گے؟ باپ مان کر بھی بہر حال تخلیق کا طریقہ وہ تو نہ ہوگا جو عموماً والدین میں ہوتا ہے پھر بدون باپ کے پیدا ہونے میں کیا اشکال ہے۔

فَائِدَة: [۴۳] **سب کا رب اور معبود اللہ ہے:**...... یہ کس نے کہا؟ بعض کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام کا مقولہ ہے گویا پیشتر حضرت مسیح علیہ السلام کی جو گفتگو ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ﴾ الآیۃ سے نقل کی گئی تھی، یہ اُس کا تکملہ ہوا۔ درمیان میں مخاطبین کی تنبیہ کے لیے ﴿ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ سے حق تعالیٰ کا کلام تھا۔ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس کو ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ﴾ الآیۃ کے ساتھ لگایا جائے۔ یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب میں مریم و مسیح کا حال سنا کر جو مذکور ہو چکا، کہہ دو کہ میرا اور تمہارا سب کا رب اللہ ہے۔ تنہا اُسی کی بندگی کرو۔ بیٹے، پوتے مت بناؤ۔ سیدھی راہ توحید خالص کی ہے جس میں کچھ ایچ پیچ نہیں۔ سب انبیاء اسی کی طرف ہدایت کرتے آئے لیکن لوگوں نے بہت سے فرقے بنا لیے اور جدی جدی راہیں نکال لیں۔ سو جو لوگ توحید کا انکار کر رہے ہیں، انہیں بڑے ہولناک دن (روز قیامت) کی تباہی سے خبردار رہنا چاہیے جو یقیناً پیش آنے والی ہے۔

فَائِدَة: [۴۴] **منکرین کیلئے تنبیہ:**...... یعنی آج تو جب کہ سننا اور دیکھنا مفید تھا، بالکل اندھے، بہرے بنے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن جب دیکھنا سننا کچھ فائدہ نہ دے گا، آنکھیں اور کان خوب کھل جائیں گے اُس وقت وہ باتیں سنیں گے جن سے جگر پھٹ جائیں، اور وہ منظر دیکھیں گے جس سے چہرے سیاہ ہو جائیں۔ نعوذ باللّٰہ منہ۔

فَائِدَة: [۴۵] **کافروں کیلئے حسرت ہی حسرت:**...... کافروں کو پچتانے کے بہت مواقع پیش آئیں گے۔ آخری موقع وہ ہوگا جب موت کو مینڈھے کی صورت میں لا کر بہشت و دوزخ کے درمیان سب کو دکھا کر ذبح کیا جائے گا اور ندا آئے گی کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ کے لیے رہ پڑے، اس کے بعد کسی کو موت آنے والی نہیں۔ اُس وقت کافر بالکل نا اُمید ہو کر حسرت سے ہاتھ کاٹیں گے لیکن اب پچتائے کیا ہوت ہے، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

فَائِدَة: [۴٦]...... یعنی اس وقت اُنہیں یقین نہیں کہ واقعی ایسا دن آنے والا ہے وہ غفلت کے نشہ میں مخمور ہیں اور بڑی بھاری بھول میں پڑے ہیں۔ کاش اس وقت آنکھیں کھولتے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھتے اُس دن پچتانے سے حسرت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔
"اَلْئٰنَ قَدْ نَدِمْتَ وَمَا يَنْفَعُ النَّدَمُ۔"

ع ۲
اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ

ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین پر اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے ۴۷ اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا ۴۸ وہ

كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ

بے شک تھا وہ سچا نبی ۴۹ جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے

شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَآءَنِىْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِىْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾

تیرے کچھ وف ۵۰ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ سیدھی وف ۵۱

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ

اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے رحمان کا نافرمان وف ۵۲ اے باپ میرے ڈرتا ہوں

يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِىْ

کہیں آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمان سے پھر تو ہو جائے شیطان کا ساتھی وف ۵۳ وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ

اے ابراہیم، اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت وف ۵۴ کہا تیری سلامتی رہے وف ۵۵ میں

لَكَ رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِىْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾

گناہ بخشواؤں گا تیرے اپنے رب سے بے شک وہ ہے مجھ پر مہربان وف ۵۶

فائدہ:[۴۷] مالک حقیقی کے سوا سب فنا:...... یعنی کسی کا ملک یا ملک باقی نہ رہے گی ہر چیز براہ راست مالک حقیقی کی طرف لوٹ جائے گی، وہ ہی بلا واسطہ حاکم و متصرف علی الاطلاق ہوگا، جس چیز میں جس طرح چاہے گا اپنی حکمت کے موافق تصرف کرے گا۔ دنیا کے جن سامانوں نے تم کو غفلت میں ڈال رکھا ہے سب کا ایک ہی وارث باقی رہ جائے گا ملک و ملک کے لمبے چوڑے دعوے رکھنے والے سب فنا کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔

فائدہ:[۴۸] تذکرۂ ابراہیم علیہ السلام اور شرک کی تردید:...... گذشتہ رکوع میں حضرت مسیح و مریم کا قصہ بیان فرما کر نصاریٰ کا رد کیا گیا تھا جو ایک آدمی کو خدا بنا رہے ہیں۔ اس رکوع میں مشرکین مکہ کو شرمانے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ تک کو کس طرح شرک و بت پرستی سے روکا، اور آخر کار وطن و اقارب کو چھوڑ کر خدا کے واسطے ہجرت اختیار کی۔ مشرکین مکہ کا دعویٰ تھا کہ وہ ابراہیم کی اولاد میں اور اُسی کے دین پر ہیں۔ انہیں بتلایا گیا کہ بت پرستی کے متعلق تمہارے باپ ابراہیم کا رویہ کیا رہا ہے، اگر آباؤ اجداد کی تقلید کرنا چاہتے ہو تو ایسے باپ کی تقلید کرو۔ اور مشرک باپ دادوں سے اُسی طرح بیزار ہو جاؤ جیسے ابراہیم علیہ السلام ہو گئے تھے۔

فائدہ:[۴۹] صدیق کے معنیٰ:...... "صدیق" کے معنی ہیں "بہت زیادہ سچ کہنے والا" جو اپنی بات کو عمل سے سچا کر دکھائے۔ یا وہ راست باز پاک طینت جس کے قلب میں سچائی کو قبول کرنے کی نہایت اعلیٰ و اکمل استعداد موجود ہو۔ جو بات خدا کی طرف سے پہنچے بلا توقف اُس کے دل میں اُتر جائے شک و تردد کی گنجائش ہی نہ رہے۔ ابراہیم علیہ السلام ہر ایک معنی سے صدیق تھے اور چونکہ صدیقیت کے لیے نبوت لازم نہیں اس لیے آگے ﴿صِدِّيْقًا﴾ کے ساتھ ﴿نَّبِيًّا﴾ فرما کر نبوت کی تصریح کر دی۔ یہیں سے معلوم ہو گیا کہ "کذبات ثلثہ" کی حدیث اور "نحن احق بالشک من ابراہیم" وغیرہ روایات میں کذب و شک کے معنی وہ مراد نہیں جو سطح کلام سے مفہوم ہوتے ہیں۔

فائدہ:[۵۰] اپنے باپ کو دعوت:...... یعنی جو چیز دیکھتی سنتی ہو اور مشکلات میں کچھ کام آسکے گر واجب الوجود نہ ہو، اُس کی عبادت بھی جائز نہیں۔ چہ جائیکہ ایک پتھر کی بے جان مورتی جو نہ سنے نہ دیکھے نہ ہمارے کسی کام آئے، خود ہمارے ہاتھ کی تراشی ہوئی، اُس کو معبود

ٹھہرالینا کسی عاقل اور خوددار کا کام نہیں ہوسکتا۔

فائدہ: [۵۱] رضائے حق کا راستہ: ......یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو توحید و معاد وغیرہ کا صحیح علم دیا اور حقائق شریعت سے آگاہ کیا ہے۔ اگر تم میری پیروی کرو گے تو سیدھی راہ پر لے چلوں گا جو رضائے حق تک پہنچانے والی ہے اس کے سوا سب راستے ٹیڑھے ترچھے ہیں جن پر چل کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کرسکتا۔

فائدہ: [۵۲] ڈوب مرنے کا مقام: ......بتوں کو پوجنا شیطان کے اغواء سے ہوتا ہے اور شیطان اس حرکت کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بتوں کی پرستش گویا شیطان کی پرستش ہوئی، اور نافرمان کی پرستش رحمن کی انتہائی نافرمانی ہے۔ شاید لفظ "عصیّ" میں ادھر بھی توجہ دلائی ہو کہ شیطان کی پہلی نافرمانی کا اظہار اُس وقت ہوا تھا، جب تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم دیا گیا، لہٰذا اولادِ آدم کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ رحمن کو چھوڑ کر اپنے اُس قدیم ازلی دشمن کو معبود بنالیں۔

فائدہ: [۵۳] بداعمالیوں کی شامت: ......یعنی رحمن کی رحمتِ عظیمہ تو چاہتی ہے کہ تمام بندوں پر شفقت و مہربانی ہو، لیکن تیری بداعمالیوں کی شامت سے ڈر ہے کہ ایسے حلیم و مہربان خدا کو غصہ نہ آجائے اور تجھ پر کوئی سخت آفت نازل نہ کردے جس میں پھنس کر تو ہمیشہ کے لیے شیطان کا ساتھی بن جائے۔ یعنی کفر و شرک کی مزاولت سے آیندہ ایمان و توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو اور اولیاء الشیطان کے گروہ میں شامل کرکے دائمی عذاب میں ڈھکیل دیا جائے۔ عموماً مفسرین نے یہی معنی لیے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آئے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے، اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔" واللہ اعلم!

فائدہ: [۵۴] باپ کی دھمکی: ......باپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر سن کر کہا "معلوم ہوتا ہے کہ تو ہمارے معبودوں سے بدعقیدہ ہے۔ بس اپنی بداعتقادی اور وعظ و نصیحت کو رہنے دے، ورنہ تجھ کو کچھ اور سننا پڑے گا بلکہ میرے ہاتھوں سنگسار ہونا پڑے گا۔ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو میرے پاس سے ایک مدت (عمر بھر) کے لیے دُور ہوجا۔ میں تیری صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس سے پہلے کہ میں تجھ پر ہاتھ اُٹھاؤں یہاں سے روانہ ہوجا۔"

فائدہ: [۵۵] سلام رخصت: ......یہ رخصت یا متارکت کا سلام ہے جیسے ہمارے محاورات میں ایسے موقع پر کہہ دیتے ہیں کہ "فلاں بات یوں ہے تو ہمارا سلام لو۔" دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ۝﴾ [قصص: ۵۵] حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا ماں باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جائے، وہ بیٹا عاق نہیں۔"

فائدہ: [۵٦] وعدۂ استغفار: ......اُمید ہے اپنی مہربانی سے میرے باپ کے گناہ معاف فرمادے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استغفار کا وعدہ ابتداءً کیا تھا۔ چنانچہ استغفار کرتے رہے جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ یہ بحث سورۂ توبہ (براءۃ) میں ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ [آیت: ۱۱۳] کے تحت میں گزر چکی ہے، ملاحظہ کرلی جائے۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۡ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝۴۸

اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سواء اور میں بندگی کروں گا اپنے رب کی، امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کرکے محروم ۵۷

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا

پھر جب جُدا ہوا ان سے اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سواء بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب اور دونوں کو

نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

نبی کیا ف ٥٨ اور دیا ہم نے ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا ف ٥٩ اور مذکور کر کتاب میں

مُوْسٰى ۔ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ

موسیٰ کا ف ٦٠ بے شک وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی ف ٦١ اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ کی

وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو ف ٦٢ اور بخشا ہم نے اس کو اپنی مہربانی سے بھائی اس کا ہارون نبی ف ٦٣ اور مذکور کر کتاب میں

اِسْمٰعِيْلَ ۔ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾

اسماعیل کا وہ تھا وعدہ کا سچا اور تھا رسول نبی ف ٦٤

فائدة:[٥٧] وطن سے ہجرت:......یعنی میری نصیحت کا جب کوئی اثر تم پر نہیں، بلکہ اُلٹا مجھے دھمکیاں دیتے ہو، تو اب میں خود تمہاری بستی میں رہنا نہیں چاہتا۔ تم کو اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر وطن سے ہجرت کرتا ہوں تاکہ یکسو ہو کر اطمینان سے خدائے واحد کی عبادت کر سکوں۔ حق تعالیٰ کے فضل و رحمت سے کامل امید ہے کہ اُس کی بندگی کر کے میں محروم و ناکام نہیں رہوں گا۔ غربت و بیکسی میں جب اُس کو پکاروں گا، اُدھر سے ضرور اجابت ہوگی۔ میرا خدا پتھر کی مورتی نہیں کہ کتنا ہی چیخو چلاؤ سن ہی نہ سکے۔

فائدة:[٥٨] غریب الوطنی میں انس و سکون کا سامان:......یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اپنوں سے دُور پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے بہتر اپنے دیے تاکہ غریب الوطنی کی وحشت دُور ہو اور اُنس و سکون حاصل کریں۔ شاید یہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ وہ اُنکے پاس نہیں رہے۔ بچپن ہی میں جدا کر دیے گئے تھے۔ نیز اُنکا مستقل تذکرہ آگے آنے والا ہے۔

تنبیہ:......حضرت اسحٰق، حضرت ابراہیم علیہما السلام کے بیٹے اور حضرت یعقوب، حضرت اسحٰق علیہما السلام کے بیٹے ہیں۔ ان ہی سے سلسلہ بنی اسرائیل کا چلا جن میں سینکڑوں نبی ہوئے۔

فائدة:[٥٩] خصوصی انعامات:......یعنی اپنی رحمتِ خاصہ سے اُن کو بڑا حصہ عنایت فرمایا اور دنیا میں بول بالا کیا اور ہمیشہ کے لیے اُن کا ذکر خیر جاری رکھا۔ چنانچہ تمام مذاہب و ملل اُن کی تعظیم و توصیف کرتے ہیں اور اُمتِ محمدیہ دائماً اپنی نمازوں میں پڑھتی ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" فی الحقیقت یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ [شعراء: ٨٤] کی مقبولیت کا ثمرہ ہے۔

فائدة:[٦٠] تذکرہ موسیٰ علیہ السلام:......یعنی قرآن کریم میں جو حال موسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا جا رہا ہے لوگوں کے سامنے ذکر کیجیے کیونکہ وہ اسحٰق و یعقوب علیہما السلام کی نسل سے اسرائیلی سلسلہ کے اولوالعزم پیغمبر اور مشرّع اعظم ہوئے ہیں۔ اور جس طرح حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے تذکرہ میں خصوصیت کے ساتھ عیسائیوں کی اصلاح اور ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں مشرکینِ مکہ کو متنبہ کرنا مقصود تھا، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تذکرہ سے شاید "یہود" کو بتانا ہو کہ قرآن کس قدر کشادہ دلی سے اُن کے مقتدائے اعظم کے واقعی کمالات و محاسن کا اعلان کرتا ہے۔ یہود کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے اس جلیل القدر پیغمبر کی صریح پیشین گوئی کے موافق اسماعیلی نبی (محمد ﷺ) کی رسالت و نبوت کا کھلے دل

سے اعتراف کریں شاید اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد روئے سخن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف پھیر دیا گیا۔

فائدہ: [۶۱] نبی اور رسول: ...... جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے وہ نبی ہے۔ انبیاء میں سے جن کو خصوصی امتیاز حاصل ہو، یعنی مکذبین کے مقابلہ پر جداگانہ اُمت کی طرف مبعوث ہوں یا نئی کتاب اور مستقل شریعت رکھتے ہوں وہ "رسول نبی" یا "نبی رسول" کہلاتے ہیں۔ شرعیات میں جزئی تصرف مثلاً کسی عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید وغیرہ رسول کے ساتھ مخصوص نہیں عام انبیاء بھی کر سکتے ہیں۔ باقی غیر انبیاء پر رسول یا مرسل کا اطلاق جیسا کہ قرآن کے بعض مواضع میں پایا جاتا ہے وہ اس معنی مصطلح کے اعتبار سے نہیں وہاں دوسری حیثیات معتبر ہیں۔ واللہ اعلم

فائدہ: [۶۲] ہم کلامی کا شرف: ...... یعنی موسیٰ علیہ السلام جب آگ کی چمک محسوس کر کے "طور" پہاڑ کی اُس مبارک و میمون جانب میں پہنچ گئے جو اُن کے دائیں ہاتھ مغرب کی طرف واقع تھی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکارا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ تفصیل سورۂ "طٰہٰ" میں آئے گی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اُس وقت ہر جہت اور ہر بنِ مو [اپنے بالوں کی جڑ] سے خدا کا کلام سن رہے تھے جو بدون توسط فرشتے کے ہو رہا تھا۔ اور روحانی طور پر اس قدر قرب و علو حاصل تھا کہ غیبی قلموں کی آواز سنتے تھے جن سے تورات نقل کی جا رہی تھی۔ وحی کو "بھید" اس لیے فرمایا کہ اُس وقت کوئی بشر استماع میں شریک نہ تھا گو بعد میں اوروں کو بھی خبر کر دی گئی۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۶۳] تذکرہ ہارون علیہ السلام: ...... یعنی ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کام میں مددگار ہوئے جیسا کہ اُنہوں نے خود درخواست کی تھی: ﴿وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدًا یُّصَدِّقُنِیْۤ﴾ [قصص: ۳۴] اور ﴿وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ○ هٰرُوْنَ اَخِی ○﴾ الآیۃ [طٰہٰ: ۲۹-۳۰] حق تعالیٰ نے درخواست قبول فرمائی اور ہارون کو نبی بنا کر اُن کی اعانت و تقویت کے لیے دے دیا۔ ویسے عمر میں حضرت ہارون علیہ السلام بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں کسی نے اپنے بھائی کے لیے اس سے بڑی شفاعت نہیں کی جو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے کی تھی۔

فائدہ: [۶۴] سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے اوصاف و فضائل: ...... اِس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی فضیلت حضرت اسحٰق علیہ السلام پر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اُن کو صرف نبی فرمایا اور اسمٰعیل علیہ السلام کو رسول نبی کہا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے: "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وَلَدِ ابراہیم اسماعیل" (ابراہیم کی اولاد میں سے اللہ نے اسمٰعیل کو چن لیا) حضرت اسمٰعیل عرب حجاز کے مورثِ اعلیٰ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے اجداد میں سے ہیں جو ابراہیمی شریعت دے کر "بنی جرہم" کی طرف مبعوث ہوئے۔ اُن کا صادق الوعد ہونا مشہور تھا، خدا سے یا بندوں سے جو وعدہ کیا پورا کر کے دکھلایا۔ ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تک تو آئے میں اِسی جگہ رہوں گا۔ کہتے ہیں وہ ایک برس نہ آیا، یہ وہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ سے بھی منقول ہے کہ "قبل از بعثت آپ سے عبداللہ بن ابی الحمساء" نے کہا کہ آپ یہاں ٹھہریئے میں ابھی آتا ہوں۔ آپ تین دن تک اُسی جگہ رہے جب وہ واپس آیا تو فرمایا کہ تو نے ہم کو تکلیف دی۔ میں حسب وعدہ تین دن سے یہیں ہوں۔" حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وعدہ کی انتہائی سچائی اُس وقت ظاہر ہوئی جب اپنے باپ ابراہیم سے کہا تھا: ﴿یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ [صافات: ۱۰۲] اور اسی طرح کر کے دکھایا۔

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا ف۶۵ اور تھا اپنے رب کے یہاں پسندیدہ ف۶۶ اور مذکور کر کتاب میں

إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

ادریس کا وہ تھا سچا نبی ف ۶۷ اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر ف ۶۸ یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں

عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ

میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں

وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا

اور اسرائیل کی ف ۶۹ اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا ف ۷۰ جب ان کو سنائے آیتیں رحمان کی گرتے ہیں سجدہ میں [گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے]

السجدۃ ۵ وَبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ

اور روتے ہوئے ف ۷۱ پھر ان کی جگہ آئے نا خلف کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھ

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ

لیں گے گمراہی کو ف ۷۲ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں اور ان کا حق ضائع نہ

شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾

ہوگا کچھ ف ۷۳ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے رحمان نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بے شک ہے اس کے وعدہ پر پہنچنا ف ۷۴

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾

نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام ف ۷۵ اور ان کے لئے ہے ان کی روزی وہاں صبح اور شام ف ۷۶

فائدہ: [۶۵] گھر والوں کو نماز و زکوٰۃ کا حکم: ......کیونکہ گھر والے قریب ہونے کی وجہ سے ہدایت کے اوّل مستحق ہیں۔ ان سے آگے کو سلسلہ چلتا ہے۔ اسی لیے دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ [طٰہٰ: ۱۳۲] اور ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [تحریم: ۶] خود نبی کریم ﷺ کو بھی یہ ہی ارشاد ہوا: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [شعراء: ۲۱۴] بعض کہتے ہیں کہ یہاں "اہل" سے اُن کی ساری قوم مراد ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں ﴿أَهْلَهُ﴾ کی جگہ "قَوْمَهُ" تھا۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۶۶] ......یعنی دوسروں کو ہدایت کرتا اور خود اپنے اقوال و افعال میں پسندیدہ مستقیم الحال اور مرضی الخصال تھا۔

فائدہ: [۶۷] تذکرہ ادریس علیہ السلام: ......راجح یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیانی زمانہ میں گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں نجوم و حساب کا علم، قلم سے لکھنا، کپڑا سینا، ناپ تول کے آلات اور اسلحہ کا بنانا اوّل اُن سے چلا۔ واللہ اعلم! شب معراج میں نبی کریم ﷺ کی چوتھے آسمان پر اُن سے ملاقات ہوئی۔

فائدہ: [۶۸] ......یعنی قرب و عرفان کے بہت بلند مقام اور اونچی جگہ پر پہنچایا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک زندہ ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ آسمان پر لے جا کر روح قبض کی گئی۔ اُن کے متعلق بہت سی اسرائیلیات

مفسرین نے نقل کی ہیں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُن پر تنقید کی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۶۹] **انعام یافتہ افراد:**...... یعنی جن انبیاء کا ابتدائے سورت سے یہاں تک ذکر ہوا اسی قسم کے لوگوں پر حق تعالیٰ نے اپنے انعامات کی بارش کی ہے۔ یہ سب آدم کی اولاد ہیں اور ادریس علیہ السلام کے سوا باقی سب انکی اولاد بھی ہیں جنہیں نوح علیہ السلام کے ساتھ ہم نے کشتی پر سوار کیا تھا۔ اور بعض ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ہیں۔ مثلاً اسحٰق، یعقوب، اسمٰعیل علیہما السلام اور بعض اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ مثلاً موسیٰ، ہارون، زکریا یحییٰ، عیسیٰ علیہم السلام۔

فائدہ: [۷۰]...... یعنی طریق حق کی طرف ہدایت کی اور منصب نبوت ورسالت کے لیے پسند کرلیا۔

فائدہ: [۷۱] **انبیاء علیہم السلام کی شان عبودیت و بندگی:**...... یعنی باوجود اس قدر علو مقام اور معراج کمال پر پہنچنے کے شانِ عبودیت و بندگی میں کامل ہیں۔ اللہ کا کلام سن کر اور اُس کے مضامین سے متاثر ہو کر نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کیساتھ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اُس کو یاد کر کے روتے ہیں۔ اسی لیے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت پر سجدہ کرنا چاہیے تا اُن مقربین کے طرزِ عمل کو یاد کر کے ایک طرح کی مشابہت اُن سے حاصل ہو جائے۔ روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مریم پڑھ کر سجدہ کیا اور فرمایا: "هذا السجود فاين البكاء" (یہ تو سجدہ ہوا، آگے بکاء کہاں ہے) بعض مفسرین نے یہاں ﴿اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ﴾ سے خاص آیاتِ سجود اور ﴿سُجَّدًا﴾ سے سجود تلاوت مراد لیا ہے، مگر ظاہر وہی ہے جو تقریر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور روؤ، اگر رونا نہ آئے تو (کم از کم) رونے کی صورت بنالو۔

فائدہ: [۷۲] **برے جانشینوں کیلئے وعید:**...... وہ تو اگلوں کا حال تھا یہ پچھلوں کا ہے کہ دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو گئے۔ نماز جو اہم العبادات ہے اُسے ضائع کر دیا، بعض تو فرضیت ہی کے منکر ہو گئے، بعض نے فرض جانا مگر پڑھی نہیں، بعض نے پڑھی تو جماعت اور وقت وغیرہ شروط و حقوق کی رعایت نہ کی۔ اِن میں سے ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا کہ کیسے خسارہ اور نقصان کا سبب بنتی ہے اور کس طرح کی بدترین سزا میں پھنساتی ہے حتیٰ کہ اِن میں سے بعض کو جہنم کی اُس بدترین وادی میں دھکیلا جائے گا جس کا نام ہی "غی" ہے۔

فائدہ: [۷۳] **توبہ کرنے والوں کیلئے خوشخبری:**...... یعنی توبہ کا دروازہ ایسے مجرموں کے لیے بھی بند نہیں جو گنہگار سچے دل سے توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کر لے اور اپنا چال چلن درست رکھے بہشت کے دروازے اُس کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ توبہ کے بعد جو نیک اعمال کرے گا سابق جرائم کی بنا پر اُس کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ نہ کسی قسم کا حق ضائع ہوگا۔ حدیث میں ہے: "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ" (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہ تھا) "اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔"

فائدہ: [۷۴] **بہترین بدلہ:**...... جب یہ بندے اُن دیکھی چیزوں پر پیغمبروں کے فرمانے سے ایمان لائے، بن دیکھے خدا کی عبادت کی، تو اللہ نے اُن سے جنت کی اَن دیکھی نعمتوں کا وعدہ فرمالیا جو ضرور بالضرور پورا ہو کر رہے گا، کیونکہ خدا کے وعدے بالکل حتمی اور اٹل ہوتے ہیں۔

فائدہ: [۷۵] **سلامتی ہی سلامتی:**...... یعنی جنت میں لغو و بیکار باتیں اور بے ہودہ شور و شغب نہ ہوگا۔ ہاں فرشتوں اور مومنین کی طرف سے "سلام علیک" کی آوازیں بلند ہوں گی۔

فائدہ: [۷۶] **صبح و شام جسمانی اور روحانی غذا:**...... صبح و شام سے جنت کی صبح و شام مراد ہے وہاں دنیا کی طرح طلوع و غروب نہ ہوگا جس سے رات دن اور صبح و شام مقرر کی جائے بلکہ خاص قسم کے انوار کا توارد و تنوع ہوگا جس کے ذریعہ سے صبح و شام کی تحدید و تعیین کی جائے گی۔ حسب عادت و معمول صبح و شام جنت کی روزی پہنچے گی، ایک منٹ کے لیے بھوک کی تکلیف نہیں ستائے گی۔ وہ روزی کیا ہوگی؟

اس کی کیفیت خدا ہی جانے۔ حدیث میں ہے: "یسبحون اللہ بکرۃ وعشیا" (جنتی صبح وشام حق تعالیٰ کی تسبیح کہیں گے) گویا جسمانی غذا کے ساتھ رُوحانی غذا بھی ملتی رہے گی۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا

یہ وہ بہشت ہے جو میراث دیں گے ہم اپنے بندوں میں جو کوئی ہوگا پرہیزگار ف۷۷ اور ہم نہیں اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے،

بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا رب نہیں ہے بھولنے والا ف۷۸ رب آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ وَيَقُوْلُ ع۴

اور زمین کا اور جو ان کے بیچ ہے سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر ف۷۹ کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام کا ف۸۰ اور کہتا ہے

الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ

آدمی کیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر ف۸۱ کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا ہے پہلے سے

وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ

اور وہ کچھ چیز نہ تھا ف۸۲ سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو ف۸۳ پھر سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر

جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ

گرے ہوئے ف۸۴ پھر جدا کرلیں گے ہم ہر ایک فرقہ میں سے جونسا ان میں سے سخت رکھتا تھا رحمان سے اکڑ پھر ہم کو خوب معلوم ہے

بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾

جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے [جھونکنے کے] ف۸۵

فائدہ: [۷۷] بہترین میراث: ...... یعنی میراث آدم کی کہ اوّل اُن کو بہشت ملی ہے۔ اور شاید لفظ میراث اس لیے اختیار فرمایا ہو کہ اقسام تملیک میں یہ سب سے زیادہ اتم واحکم قسم ہے جس میں نہ فسخ کا احتمال، نہ لوٹائے جانے کا، نہ ابطال واقالہ کا۔

فائدہ: [۷۸] فرشتوں سمیت ہر چیز حکم خداوندی کے تابع ہے: ...... ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام کئی روز تک نہ آئے، آپ منقبض تھے۔ کفار نے کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ کو اس کے رب نے خفا ہو کر چھوڑ دیا ہے۔ اس طعن سے آپ اور زیادہ دل گیر ہوئے آخر جبریل تشریف لائے۔ آپ نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا۔" (جتنا تم آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟) اللہ تعالیٰ نے جبریل کو سکھلایا کہ جواب میں یوں کہو: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾ الآیۃ یہ کلام ہوا اللہ کا جبریل کی طرف سے جیسا: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ میں ہم کو سکھلایا ہے۔ حاصل جواب یہ ہے کہ ہم خالص عبد مامور ہیں، بدون حکم الٰہی ایک پر نہیں ہلا سکتے، ہمارا چڑھنا اُترنا سب اُس کے حکم واذن کے تابع ہے۔ وہ جس وقت اپنی حکمت

کاملہ سے مناسب جانے ہم کو نیچے اُترنے کا حکم دے کیوں کہ ہر زمانہ (ماضی، مستقبل، حال) اور ہر مکان (آسمان زمین اور اُن کے درمیان) کا علم اُسی کو ہے اور وہ ہی ہر چیز کا مالک و قابض ہے، وہ ہی جانتا ہے کہ فرشتہ کو پیغمبر کے پاس کس وقت بھیجنا چاہیے۔ مقرب ترین فرشتہ اور معظم ترین پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کہیں چلا جائے یا کسی کو اپنے پاس بلالے، خدا کا ہر کام برمحل اور بروقت ہے۔ بھول چوک یا نسیان و غفلت کی اُس کی بارگاہ میں رسائی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کا جلد یا بدیر آنا بھی اُس کی حکمت و مصلحت کے تابع ہے۔

تنبیہ اول: ...... "ہمارے آگے پیچھے" کہا آسمان و زمین کو۔ اُترتے ہوئے زمین آگے، آسمان پیچھے، چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے۔ اور اگر "آگے پیچھے" سے تقدم و تاخر زمانی مراد ہو تو زمانہ مستقبل آگے آنے والا اور زمانہ ماضی پیچھے گذر چکا ہے اور زمانہ حال دونوں کے بیچ میں واقع ہے۔

تنبیہ دوم: ...... پہلے فرمایا تھا کہ جنت کے وارث اتقیاء (خدا سے ڈرنے والے پرہیزگار) ہیں۔ اس آیت میں بتلا دیا کہ ڈرنے کے لائق وہ ہی ذات ہو سکتی ہے جس کے قبضہ میں تمام زمان و مکان ہیں اور جس کے حکم و اجازت کے بدون بڑے سے بڑا فرشتہ بھی پر نہیں ہلا سکتا۔ انسان کو چاہیے اگر وہ جنت کی میراث لینا چاہتا ہے کہ فرشتوں کی طرح حکم الٰہی کا مطیع و منقاد بن جائے۔ اور ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ جو خدا اپنے مخلص بندوں کو یہاں نہیں بھولتا، وہاں بھی نہیں بھولے گا ضرور جنت میں پہنچا کر چھوڑے گا۔ ہاں! ہر چیز کا ایک وقت ہے جنت میں ہر ایک کا نزول بھی اپنے اپنے وقت پر ہوگا۔ اور جیسے یہاں پیغمبر کے پاس فرشتے حکم الٰہی کے موافق وقت معین پر آتے ہیں جنت میں جنتیوں کی غذائے روحانی و جسمانی بھی صبح و شام اوقاتِ مقررہ پر آئے گی۔

فائدہ:[۷۹] بندگی کے لائق صرف اللہ ہے: ...... یعنی کسی کے کہنے سننے کی پروا مت کر اپنے دل کو خدا کی بندگی پر جمائے رکھ جو سارے جہان کا رب ہے اور سب سے نرالی صفات رکھتا ہے۔

فائدہ:[۸۰] ...... اللہ کے نام اُس کی صفات ہیں۔ یعنی کوئی ہے اُس کی صفت کا؟ جس میں اُس جیسی صفات موجود ہوں؟ جب کوئی نہیں تو بندگی کے لائق اور کون ہو سکتا ہے۔

فائدہ:[۸۱] منکرین بعث کا شبہ: ...... گذشتہ رکوع میں نیکوں اور بدوں کا انجام بیان فرمایا تھا جو مرنے کے بعد ہوگا۔ جو لوگ مر کر زندہ ہونے کو محال یا مستبعد سمجھتے ہیں یہاں اُن کے شبہات کا جواب دیا جاتا ہے۔ یعنی آدمی انکار و تعجب کی راہ سے کہتا ہے کہ مر گل کر جب ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور مٹی میں مل کر مٹی بن گئے کیا اُسکے بعد پھر ہم قبروں سے زندہ کر کے نکالے جائینگے؟ اور پردۂ عدم سے نکل کر پھر منصۂ وجود پر جلوہ گر ہوں گے؟

فائدہ:[۸۲] جوابِ شبہ: ...... یعنی آدمی ہو کر اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتا کہ چند روز پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے نابود سے بود کیا۔ کیا وہ ذات جو لاشئے کو شئے اور معدوم محض کو موجود کر دے، اس پر قادر نہیں کہ ایک چیز کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کر سکے؟ آدمی کو اپنی پہلی ہستی کی کیفیت یاد نہیں رہی جو دوسری ہستی کا مذاق اُڑاتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [روم: ۲۷]

فائدہ:[۸۳] مجرم اور شیطان اکٹھے: ...... یعنی یہ منکرین اُن شیاطین کی معیت میں قیامت کے دن خدا کے سامنے حاضر کیے جائیں گے جو اغواء کر کے اُنہیں گمراہ کرتے تھے، ہر مجرم کا شیطان اُس کے ساتھ پکڑا ہوا آئے گا۔

فائدہ:[۸۴] ...... یعنی مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ بھی نہ سکیں گے، یہ ہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔

فائدہ:[۸۵] منکرین میں سے بدمعاش لوگ پہلے جہنم میں: ...... یعنی منکرین کے ہر فرقہ میں جو زیادہ بدمعاش، سرکش اور اکڑباز تھے انہیں عام مجرموں سے علیحدہ کر لیا جائے گا۔ پھر اُن میں بھی جو بہت زیادہ سزا کے لائق اور دوزخ کا حقدار ہوگا وہ خدا کے علم میں ہے

اُس کو دوسرے مجرموں سے پہلے آگ میں جھونکا جائے گا۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ

اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر، ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر پھر بچائینگے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گناہ گاروں

الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

کو اس میں اوندھے گرے ہوئے ف۸٦ اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں

اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ

کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے مجلس؟ ف۸۷ اور کتنی ہلاک کر چکے ہم پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر

اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا

تھے سامان میں اور نمود میں ف۸۸ تو کہہ جو رہا بھٹکتا [گمراہی میں] سو چاہیے اس کو کھینچ لے جائے رحمان لمبا ف۸۹ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو

يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝

وعدہ ہوا تھا ان سے یا آفت اور یا قیامت، سو تب معلوم کر لیں گے کس کا برا ہے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے ف۹۰

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ سوجھنے والوں کو (سوجھے ہوؤں کو سجھائے ہوؤں کو) سوجھ ف۹۱ اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝

اور بہتر پھر جانے کو جگہ ف۹۲ بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہے گا مال اور اولاد ف۹۳

فائدہ:[۸٦] سب کا دوزخ پر گذر ہوگا:...... یعنی ہر نیک و بد، مجرم و بری اور مومن و کافر کے لیے حق تعالیٰ قسم کھا چکا اور فیصلہ کر چکا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر اُس کا گذر ہوگا، کیونکہ جنت میں جانے کا راستہ ہی دوزخ پر کو گیا ہے جسے عام محاورات میں "پل صراط" کہتے ہیں، اُس پر لامحالہ سب کا گزر ہوگا، خدا سے ڈرنے والے مومنین اپنے اپنے درجہ کے موافق وہاں سے صحیح سلامت گذر جائیں گے اور گناہ گار اُلجھ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ (العیاذ باللہ) پھر کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء، ملائکہ اور صالحین کی شفاعت سے، اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب گناہ گار جنہوں نے سچے اعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے، صرف کافر باقی رہ جائیں گے اور دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ میں ہر شخص کو داخل کیا جائے گا مگر صالحین پر وہ آگ بردوسلام بن جائے گی، وہ بے کھٹکے اُس میں سے گذر جائیں گے۔ واللہ اعلم! امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس دخول کی بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں۔ فلیراجع۔

فائدہ:[۸۷] بیوقوف کفار کی خام خیالی اور مسلمانوں سے استہزاء:...... یعنی کفار قرآن کی آیتیں سن کر جن میں اُن کا برا انجام بتلایا گیا

ہے ہنستے ہیں اور بطور استہزاء و تفاخر غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے زعم کے موافق آخرت میں جو کچھ پیش آئے گا دونوں فریق کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیا آج ہمارے مکانات، فرنیچر، اور بود و باش کے سامان تم سے بہتر نہیں اور ہماری مجلس (یا سوسائٹی) تمہاری سوسائٹی سے معزز نہیں۔ یقیناً ہم جو تمہارے نزدیک باطل پر ہیں، تم اہلِ حق سے زیادہ خوشحال اور جتھے والے ہیں۔ جو لوگ آج ہم سے خوف کھا کر کوہ صفا کی گھاٹی میں نظر بند ہوں، کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ کل وہ چھلانگ مار کر جنت میں جا پہنچیں گے؟ اور ہم دوزخ میں پڑے جلتے رہیں گے؟

فائدہ: [۸۸] کفار کے تفاخر و استہزاء کا جواب: ...... یہ اُنکی بات کا جواب دیا کہ پہلے ایسی بہت قومیں گذر چکی ہیں جو دنیا کے ساز و سامان اور شان و نمود میں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں لیکن جب انہوں نے انبیاء کے مقابلہ میں سرکشی کی اور تکبر و تفاخر کو اپنا شعار بنا لیا، خدا تعالیٰ نے اُنکی جڑ کاٹ دی اور دنیا کے نقشہ میں اُنکا نشان بھی باقی نہ رہا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ دنیا کی فانی ٹیپ ٹاپ اور عارضی بہار سے دھوکہ نہ کھائے۔ عموماً متکبر دولت مند ہی حق کو ٹھکرا کر نہنگ ہلاکت [ہلاکت سے مگرمچھ] کا لقمہ بنا کرتے ہیں۔ مال اولاد یا دنیوی خوشحالی مقبولیت اور حسنِ انجام کی دلیل نہیں۔

فائدہ: [۸۹] دنیا امتحان کی جگہ اور اختیار کی آزادی: ...... یعنی جو خود گمراہی میں جا پڑا! اُسے گمراہی میں جانے دے، کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے یہاں ہر ایک کو عمل کی فی الجملہ آزادی دی گئی ہے، خدا تعالیٰ کی عادت اور حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ جو اپنے کسب و ارادہ سے کوئی رستہ اختیار کر لے اُس کو نیک و بد سے خبردار کر دینے کے بعد اسی راستہ پر چلنے کے لیے ایک حد تک آزاد چھوڑ دے۔ اسی لیے جو بدی کی راہ چل پڑا اُس کے حق میں دنیا کی مرفہ الحالی [خوش حالی] اور درازی عمر وغیرہ تباہی کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے۔ نیک و بد یہاں رَلے ملے ہیں آخرت میں پوری طرح جدا ہوں گے، اصلی بھلائی برائی وہاں ملے گی۔

فائدہ: [۹۰] کفار کی ظاہری طاقت و عزت عارضی ہے: ...... یعنی کفار مسلمانوں کو ذلیل و کمزور اور اپنے کو معزز و طاقت ور سمجھتے ہیں۔ اپنے عالیشان محلات اور بڑی بڑی فوجوں اور جتھوں پر اتراتے ہیں، کیونکہ خدا نے ابھی اُن کی باگ ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے جس وقت گلا دبایا جائے گا خواہ دنیوی عذاب کی صورت میں یا قیامت کے بعد، تب پتہ لگے گا کہ کس کا مکان برا ہے اور کس کی جمعیت کمزور ہے۔ اُس موقع پر تمہارے سامان اور لشکر کچھ کام نہ آئیں گے۔

فائدہ: [۹۱] مومنین کی فہم و بصیرت میں زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے: ...... یعنی جیسے گمراہوں کو گمراہی میں لنبا [لمبا] چھوڑ دیتا ہے، اُنکے بالمقابل جو سوجھ بوجھ کر راہِ ہدایت اختیار کر لیں اُنکی سوجھ بوجھ اور فہم و بصیرت کو اور زیادہ تیز کر دیتا ہے جس سے وہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کے راستوں پر بگٹٹ [بے تحاشا] اُڑے چلے جاتے ہیں۔

فائدہ: [۹۲] ہر نیکی کا بہترین بدلہ ملے گا: ...... یعنی دنیا کی رونق رب کے ہاں کام کی نہیں۔ نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا نہ رہے گی، آخرت میں ہر نیکی کا بہترین بدلہ اور بہترین انجام ملے گا۔

فائدہ: [۹۳] کافر مالدار کو صاف صاف جواب: ...... یعنی کفر کے باوجود آپ نے یہ جرأت دیکھی، ایک کافر مالدار ایک مسلمان لوہار کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں۔ اُس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جئے تو بھی میں منکر نہ ہوں۔ اُس نے کہا اگر مر کر پھر جیوں گا تو یہی مال و اولاد وہاں بھی ہوگا، تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا، اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے، کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے، یا کفر کے باوجود اُخروی عیش و تنعم کے مزے اُڑائے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ

کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمان سے عہد ف۹۴ یہ نہیں، ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس

الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا

کو عذاب میں لمبا ف۹۵ اور ہم لے لیں گے اسکے مرنے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا ف۹۶ اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے اللہ

لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا

کے سوا اوروں کو معبود تا کہ وہ ہوں انکے لیے مدد ہرگز نہیں ف۹۷ وہ منکر ہوں گے انکی بندگی سے اور ہو جائیں گے انکے مخالف ف۹۸ تو نے نہیں

الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ

دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر، اچھالتے ہیں انکو ابھار کر [ابھار ابھار] سو تو جلدی نہ کر ان پر، ہم تو پوری کرتے ہیں انکی گنتی ف۹۹ جس دن ہم

نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَّا يَمْلِكُونَ

اکٹھا کر لائیں گے پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمان بلائے ہوئے اور ہانک لے جائیں گے گناہ گاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ف۱۰۰ نہیں اختیار

الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ

رکھتے لوگ سفارش کا مگر جس نے لے لیا رحمان سے وعدہ ف۱۰۱ اور لوگ کہتے ہیں رحمان رکھتا ہے اولاد ف۱۰۲ بے شک تم آ پھنسے

شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن

ہو بھاری چیز میں ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ

دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ

پکارتے ہیں رحمان کے نام پر اولاد ف۱۰۳ اور نہیں پھبتا رحمان کو کہ رکھے اولاد ف۱۰۴ کوئی نہیں آسمانوں اور زمین

وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ

میں جو نہ آئے رحمان کا بندہ ہو کر ف۱۰۵ اس کے پاس ان کی شمار ہے اور گن رکھی ہے ان کی گنتی اور ہر ایک ان میں آئے گا اس کے

الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا

سامنے قیامت کے دن اکیلا ف۱۰۶ البتہ جو یقین لائے ہیں اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمان محبت ف۱۰۷ سو ہم نے

يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن

آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری سنا دے ڈرنے والوں کو اور ڈرا دے جھگڑالو لوگوں کو ف۱۰۸ اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان

ع ٨ وقف لازم وقف لازم

النصف ع ۲۶

قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

سے پہلے جماعتیں، آہٹ پاتا ہے تو ان میں کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک ۱۰۹

فَائِدَة: [۹۴] یہ کافر خام خیالی کے سوا کچھ نہیں ہے:...... یعنی ایسے یقین ووثوق سے جو دعویٰ کر رہا ہے کیا غیب کی خبر پالی ہے؟ یا خدا سے کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ظاہر ہے کہ دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں۔ ایک گندے کافر کی کیا بساط کہ وہ اس طرح کی غیبیات تک رسائی حاصل کرلے۔ رہا خدا کا وعدہ، وہ اُن لوگوں سے ہوسکتا ہے جنہوں نے اپنا عہد پورا کر کے ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ اور عملِ صالح کی امانت خدا کے پاس رکھ دی ہے۔

فَائِدَة: [۹۵] سزا میں اضافہ:...... یعنی یہ قول بھی شاملِ مسل [شاملِ روئیداد] کرلیا جائے گا۔ اور مال واولاد کی جگہ اُس کی سزا بڑھادی جائے گی۔

فَائِدَة: [۹۶] قیامت میں اکیلا حاضر ہوگا:...... "جو بتلا رہا ہے" یعنی مال اور اولاد۔ چنانچہ اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ یہ چیزیں اُس سے الگ کرلی جائیں گی قیامت میں اکیلا حاضر ہوگا نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد ساتھ دے گی۔

فَائِدَة: [۹۷] جھوٹے معبودوں کی مدد کی اُمید سودائے خام ہے:...... یعنی مال واولاد سے بڑھ کر اپنے جھوٹے معبودوں کی مدد کے اُمیدوار ہیں کہ وہ اُنکو خدا کے ہاں بڑے بڑے درجے دلائیں گے حالانکہ ہرگز ایسا ہونے والا نہیں، محض سودائے خام ہے جو اپنے دماغوں میں پکار رہے ہیں۔

فَائِدَة: [۹۸] جھوٹے معبود ذلت ورسوائی میں اضافہ کا سبب:...... یعنی وہ معبود مدد تو کیا کرتے، خود ان کی بندگی سے بیزار ہوں گے۔ اور ان کے مدمقابل ہوکر بجائے عزت بڑھانے کے اور زیادہ ذلت ورسوائی کا سبب بنیں گے جیسا کہ پہلے گذر چکا: ﴿وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾ [احقاف:٦]

فَائِدَة: [۹۹] کافروں ومنکروں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا رہتا ہے:...... یعنی شیطان انہی بدبختوں کو گمراہی کا بڑھاوا دیتا اور انگلیوں پر نچاتا رہتا ہے جنہوں نے خود کفر وانکار کا شیوہ اختیار کرلیا۔ اگر ایسے اشقیاء شیطان کی تحریص واغواء سے گمراہی میں لپے جائیں تو جانے دیجیے، آپ اُن کی سزادہی میں جلدی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی باگ ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے تا اُنکی زندگی کے گنے ہوئے دن پورے ہوجائیں۔ اُنکی ایک ایک سانس، ایک ایک لمحہ اور ایک ایک عمل ہمارے یہاں گنا جارہا ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت بھی ہمارے احاطۂ علمی اور دفاترِ اعمال سے باہر نہیں ہوسکتی۔ تمام عمر کے اعمال ایک ایک کرکے اُن کے سامنے رکھ دیے جائیں گے۔

فَائِدَة: [۱۰۰]...... جس طرح ڈھور ڈنگر پیاس کی حالت میں گھاٹ کی طرف جاتے ہیں اسی طرح مجرموں کو دوزخ کے گھاٹ اُتارا جائے گا۔

فَائِدَة: [۱۰۱] سفارش کرنے والے:...... یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا وعدہ دیا مثلاً ملائکہ، انبیاء، صالحین وغیرہم، وہ ہی درجہ بدرجہ سفارش کریں گے، بدون اجازت کسی کو زبان ہلانے کی طاقت نہ ہوگی۔ اور سفارش بھی اُن ہی لوگوں کی کرسکیں گے جن کے حق میں سفارش کیے جانے کا وعدہ دے چکے ہیں، کافروں کے لیے شفاعت نہ ہوگی۔

فَائِدَة: [۱۰۲] عقیدہ ابنیت کی مذمت اور تنبیہ شدید:...... بہت آدمیوں نے تو غیر اللہ کو معبود ہی ٹھہرایا تھا، لیکن ایک جماعت وہ ہے جس نے خدا تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کی۔ مثلاً نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو بعض یہود نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا اور بعض مشرکین عرب

فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۱۰۳] یہ سخت گستاخانہ کلمہ وعقیدہ ہے:...... یعنی یہ ایسی بھاری بات کہی گئی اور ایسا سخت گستاخانہ کلمہ منہ سے نکالا گیا جسے سن کر اگر آسمان زمین اور پہاڑ مارے ہول کے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخی پر اگر غضب الٰہی بھڑک اُٹھے تو عالم تہ وبالا ہو جائے اور آسمان وزمین تک کے پرخچے اُڑ جائیں۔ محض اُس کا حلم مانع ہے کہ اِن بے ہودگیوں کو دیکھ کر دنیا کو ایک دم تباہ نہیں کرتا۔ جس خداوند قدوس کی توحید پر آسمان، زمین، پہاڑ، غرض ہر علوی وسفلی چیز شہادت دے رہی ہے، انسان کی یہ جسارت کہ اُس کے لیے اولاد کی احتیاج ثابت کرنے لگے۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۱۰۴] اللہ کی شان تقدیس اور کمال غنا کے منافی ہے:...... اُس کی شان تقدیس وتنزیہ اور کمال غنا کے منافی ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔ نصاریٰ جس غرض کے لیے اولاد کے قائل ہوئے ہیں یعنی کفارہ کا مسئلہ، خدا تعالیٰ کو "رحمٰن" مان کر اُس کی ضرورت نہیں رہتی۔

فائدہ:[۱۰۵] سب خدا کے بندے ہیں:...... یعنی سب خدا کی مخلوق اور اُس کے بندے ہیں اور بندے ہی بن کر اُس کے سامنے حاضر ہوں گے پھر بندہ بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور جس کے سب محکوم ومحتاج ہوں اُسے بیٹا بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

فائدہ:[۱۰۶] کوئی بھی اس کی بندگی سے باہر نہیں ہو سکتا:...... یعنی ایک فرد بشر بھی اُس کی بندگی سے باہر نہیں ہو سکتا۔ سب کو خدا کے سامنے جریدہ [اکیلے] حاضر ہونا ہے اُس وقت تمام تعلقات اور ساز وسامان علیحدہ کر لیے جائیں گے فرضی معبود اور بیٹے، پوتے کام نہ دیں گے۔

فائدہ:[۱۰۷] صالح مومنین کیلئے محبت اور حسن قبول کا انعام:...... یعنی اُنکو اپنی محبت دیگا، یا خود اُن سے محبت کریگا، یا خلق کے دل میں اُنکی محبت ڈالے گا۔ احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اوّل جبریل علیہ السلام کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی کر، وہ آسمانوں میں اسکا اعلان کرتے ہیں۔ آسمانوں سے اُترتی ہوئی اُسکی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین والوں میں اُس بندہ کو حسنِ قبول حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بے تعلق لوگ جنکا کوئی خاص نفع وضرر اُسکی ذات سے وابستہ نہ ہو، اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں لیکن اس قسم کے حسنِ قبول کی ابتدا مومنین صالحین اور خدا پرست لوگوں سے ہوتی ہے، اُنکے قلوب میں اوّل اُسکی محبت ڈالی جاتی ہے، بعدہٗ قبول عام حاصل ہو جاتا ہے۔ ورنہ ابتداء محض طبقۂ عوام میں حسنِ قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے اُسکی طرف جھکنا، مقبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں، خوب سمجھ لو۔

تنبیہ:...... یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں جن مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا، تھوڑے دنوں بعد ایسی طرح پورا ہوا کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ حق تعالیٰ نے اُنکی وہ محبت واُلفت اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

فائدہ:[۱۰۸] قرآن خوب وضاحت سے بتاتا ہے:...... یعنی قرآن کریم نہایت سہل وصاف زبان میں کھول کھول کر پرہیزگاروں کو بشارت سناتا اور جھگڑالو لوگوں کو بدکرداریوں کے خراب نتائج سے خبردار کرتا ہے۔

فائدہ:[۱۰۹] کافروں اور منکروں کیلئے درس عبرت:...... یعنی کتنی ہی بدبخت قومیں اپنے جرائم کی پاداش میں ہلاک کی جا چکیں جن کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ آج اُن کے پاؤں کی آہٹ یا اُن کی لن ترانیوں کی ذرا سی بھنک بھی سنائی نہیں دیتی۔ پس جو لوگ اس وقت نبی کریم ﷺ سے برسر مقابلہ ہو کر آیات اللہ کا انکار واستہزاء کر رہے ہیں وہ بے فکر نہ ہوں۔ ممکن ہے اُن کو بھی کوئی ایسا ہی تباہ کن عذاب آگھیرے جو چشم زدن میں تہس نہس کر ڈالے۔

تمّ سورۃ مریم بحسن توفیقہ ونصرہ فلہ الحمد والمنۃ

اٰیاتها ١٣٦ ٢٠ سُوْرَۃُ طٰـهٰ مَکِّیَّةٌ ٤٥ رکوعاتها ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

طٰهٰ ۝١ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ۝٢ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۝٣ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

طٰہٰ اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے مگر نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے ف۱ اتارا ہوا ہے اس کا جس

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝٤ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝٥ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

نے بنائی زمین اور آسمان اونچے ف۲ وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا ف۳ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اور

الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝٦ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝٧

ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے ف۴ اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی ف۵

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۝٨ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ۝٩

وقف لازم

اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی، اسی کے ہیں سب نام خاصے ف۶ اور پہنچی ہے تجھ کو بات موسیٰ کی ف۷

فائدہ: [۱] تسلی رسول ﷺ اور کفار کو باتوں کا جواب: .... یعنی قرآن کریم اس لیے اُتارا گیا ہے کہ جن کے دل نرم ہوں اور خدا سے ڈرتے ہوں، وہ اس کے بیانات سے نصیحت حاصل کریں اور روحانی فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں۔ یہ غرض نہیں کہ قرآن نازل کر کے خواہ مخواہ تم کو کسی محنت شاقہ اور تکلیف شدید میں مبتلا کیا جائے نہ وہ ایسی چیز ہے جس کا حامل و عامل کبھی محروم و ناکام رہے۔ آپ تکذیب کرنے والوں کی باتیں سن کر ملول اور تنگ دل نہ ہوں، نہ ان کے پیچھے پڑ کر زیادہ تکلیف اُٹھائیں۔ حق کا علمبردار ہی آخر کامیاب ہو کر رہے گا۔ آپ توسط کے ساتھ عبادت کرتے رہیے۔ بعض روایت میں ہے کہ ابتداء نبی کریم ﷺ شب کو نماز میں کھڑے ہو کر بہت زیادہ قرآن پڑھتے تھے، کفار آپ کی محنت و ریاضت دیکھ کر کہتے کہ قرآن کیا اُترا بے چارے محمد (ﷺ) سخت تکلیف اور محنت میں پڑ گئے۔ اسکا جواب ان آیات میں دیا گیا کہ فی الحقیقت قرآن محنت و شقاء نہیں رحمت و نور ہے، جس کو جتنا آسان ہو اُسی قدر نشاط کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ﴾۔

فائدہ: [۲] ......اس لیے ضروری ہے کہ مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اُس کو اپنے سرآنکھوں پر رکھے اور شہنشاہانہ احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔

فائدہ: [۳] ...... ''استواء علی العرش'' کا مفصل بیان سورۂ ''اعراف'' [آیت: ۵۴] کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔ ''عرش'' کے متعلق نصوص

سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اُس کے پائے ہیں اور خاص فرشتے اُٹھانے والے ہیں اور آسمانوں کے اُوپر قبہ کی طرح ہے۔ صاحب روح المعانی نے ''عرش'' اور ''استواء علی العرش'' پر اس آیت کے تحت میں نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ من شاء فلیراجعہ۔

فائدہ: [۴] **اللہ اکیلا تمام کائنات کا خالق و مالک ہے:**...... یعنی وہ ہی ایک خدا بلا شرکت غیرے آسمانوں سے زمین تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک تمام کائنات کا مالک وخالق ہے، اُسی کی تدبیر وانتظام سے کل سلسلے قائم ہیں۔

تنبیہ:...... آسمان وزمین کی درمیانی مخلوق سے یا تو کائنات جو مراد ہیں جو دائما دونوں کے درمیان ہی رہتی ہیں۔ مثلاً ہوا، بادل وغیرہ اور یا دہ چیزیں بھی اس میں شامل ہوں جو اکثر ہوا میں پرواز کرتی ہیں جیسے پرند جانور اور ''ثریٰ'' (گیلی زمین) سے زمین کے نیچے کا طبقہ مراد ہے جو پانی کے قرب واتصال کی وجہ سے تر رہتا ہے۔

فائدہ: [۵] **علم الٰہی کی وسعت کا تذکرہ:**...... پہلے عموم قدرت وتصرف کا بیان تھا اس آیت میں علم الٰہی کی وسعت کا تذکرہ ہے۔ یعنی جو بات زور سے پکار کر کہی جائے، وہ اُس علام الغیوب سے کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے جس کو ہر کھلی چھپی بلکہ چھپی سے زیادہ چھپی ہوئی باتوں کی خبر ہے۔ جو بات تنہائی میں آہستہ کہی جائے، اور جو دل میں گذرے ابھی زبان تک نہ آئی ہو اور جو ابھی دل میں بھی نہیں گذری آئندہ گذرنے والی ہو، حق تعالیٰ کا علم اُن سب کو محیط ہے۔ اسی لیے بلا ضرورت بہت زور سے چلا کر ذکر کرنے کو بھی علمائے شریعت نے منع کیا ہے۔ جن مواقع میں ذکر با آواز بلند منقول ہے یا بعض مصالح معتبرہ کی بنا پر تجربہ کاروں کے نزدیک نافع سمجھا گیا ہے، وہ عموم نہی سے مستثنیٰ ہوں گے۔

فائدہ: [۶] **الوہیت خاصۂ خدا ہے اور اسماء وصفات میں تعدد توحید کے مخالف نہیں:**...... آیاتِ بالا میں جو صفات حق تعالیٰ کی بیان ہوئی ہیں (یعنی اُس کا خالق الکل، مالک علی الاطلاق، رحمن، قادر مطلق اور صاحبِ علم محیط ہونا) اُن کا اقتضاء یہ ہے کہ الوہیت بھی تنہا اُسی کا خاصہ ہو بجز اُسکے کسی دوسرے کے آگے سر عبودیت نہ جھکایا جائے، کیونکہ نہ صرف صفات مذکورۂ بالا بلکہ کل عمدہ صفات اور اچھے نام اُسی کی ذات منبع الکمالات کے لیے مخصوص ہیں۔ کوئی دوسری ہستی اس شان وصفت کی موجود نہیں جو معبود بن سکے، نہ ان صفتوں اور ناموں کے تعدد سے اُس کی ذات میں تعدد آتا ہے جیسا کہ بعض جہال عرب کا خیال تھا کہ مختلف ناموں سے خدا کو پکارنا دعوائے توحید کے مخالف ہے۔

فائدہ: [۷] **قصۂ موسیٰ علیہ السلام اور صداقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:**...... یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بہت بسط وتفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے تا کہ سامعین سمجھ جائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن کی وحی بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں۔ جس طرح پیشتر موسیٰ علیہ السلام کو وحی مل چکی ہے، آپ کو بھی ملی، جیسے موسیٰ علیہ السلام کی وحی توحید وغیرہ کی تعلیم پر مشتمل تھی، آپ کی وحی میں بھی ان ہی اصول پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ حق میں جو صعوبات وشدائد برداشت کیں، آپ کو بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور جس طرح اُن کو آخر کار کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا اور دشمن مقہور ومخذول ہوئے آپ بھی یقیناً غالب ومنصور ہوں گے اور آپ کے دشمن تباہ وذلیل کیے جائیں گے۔ چونکہ سورت کا آغاز انزال قرآن کے ذکر سے کیا گیا تھا اُس کے مناسب نبوتِ موسوی کے آغاز کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

إِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى

جب اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سلگا کر یا پاؤں آگ پر

النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ

پہنچ کر راستہ کا پتہ پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ ۸ میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں، تو ہے

الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ

پاک میدان طویٰ میں ف۹ اور میں نے تجھ کو پسند کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو ف۱۰ میں جو ہوں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾

بندگی کر اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو ف۱۱ قیامت بے شک آنے والی ہے میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں اسکو ف۱۲ تا کہ بدلہ ملے ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے ف۱۳

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ

سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ شخص جو یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی پٹکا جائے ف۱۴ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ

يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ وَلِیَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾

میں اے موسیٰ ف۱۵ بولا یہ میری لاٹھی ہے، اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی ف۱۶

فائدہ:[۸] مدین سے مصر کا سفر اللہ کا نور جلال اور کلام ذی شان:......اس قصہ کے مختلف اجزاء سورۃ قصص، سورۃ طٰہٰ اور سورۃ اعراف میں سے جمع کیے جاسکتے ہیں، یہاں مدین سے مصر کی طرف واپسی کا واقعہ مذکور ہے۔ مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہو گیا تھا۔ کئی سال وہاں مقیم رہنے کے بعد حضرت موسیٰ نے مصر جانے کا ارادہ کیا، حاملہ بیوی ہمراہ تھی، رات اندھیری تھی، سردی کا شباب تھا، بکریوں کا گلہ بھی ساتھ لے کر چلے تھے اس حالت میں راستہ بھول گئے، بکریاں متفرق ہو گئیں اور بیوی کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ اندھیرے میں سخت پریشان تھے سردی میں تاپنے کے لیے آگ موجود نہ تھی، چقماق مارنے سے بھی آگ نہ نکلی۔ ان مصائب کی تاریکیوں میں دفعتہً دُور سے ایک آگ نظر آئی۔ وہ حقیقت میں دنیوی آگ نہ تھی اللہ کا نور جلال تھا یا حجاب ناری تھا (جس کا ذکر مسلم کی حدیث میں آیا ہے) موسیٰ علیہ السلام نے ظاہری آگ سمجھ کر گھر والوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو! میں جاتا ہوں شاید اس آگ کا ایک شعلہ لاسکوں، یا وہاں پہنچ کر کوئی رستہ کا پتہ بتلانے والا مل جائے۔ کہتے ہیں کہ اُس پاک میدان میں پہنچ کر عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک درخت میں زور شور سے آگ لگ رہی ہے اور آگ جس قدر زور سے بھڑکتی ہے درخت اُسی قدر زیادہ سرسبز ہو کر لہلہاتا ہے۔ اور جوں جوں درخت کی سرسبزی وشادابی بڑھتی ہے آگ کا اشتعال تیز ہوتا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آگ کے قریب جانے کا قصد کیا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر گرے تو اٹھالائیں لیکن جتنا وہ آگ سے نزدیک ہونا چاہتے آگ دُور ہٹتی جاتی اور جب گھبرا کر ہٹنا چاہتے تو آگ تعاقب کرتی۔ اسی حیرت ودہشت کی حالت میں آواز آئی ﴿اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ﴾ گویا وہ درخت بلا تشبیہ اُس وقت غیبی ٹیلی فون کا کام دے رہا تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب "یاموسیٰ" سنا تو کئی بار "لبیک" کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ پاتا ہوں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں ہے؟ آواز آئی "میں تیرے اُوپر ہوں تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں" کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔

فائدہ:[۹] جوتیاں اتارنے کا حکم:......"طویٰ" اُس میدان کا نام ہے۔ شاید وہ میدان پہلے سے متبرک تھا یا اب ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں ناپاک تھیں اس لیے اُتروا دی گئیں۔ باقی موزہ یا جوتا پاک ہو تو اُس میں نماز پڑھ سکتے ہیں پورا مسئلہ فقہ میں دیکھنا چاہیے۔

فائدہ:[۱۰] شرف مکالمہ اور رسالت کیلئے انتخاب:......"پسند کیا ہے" یعنی تمام جہان میں سے نبوت ورسالت اور شرف مکالمہ کے

لیے چھانٹ لیا، اس لیے آگے جو احکام دیے جائیں انہیں غور و توجہ سے سنو۔

فائدہ:[۱۱] خدا کی یاد اور نماز کا حکم:......اس میں خالص توحید اور ہر قسم کی بدنی و مالی عبادت کا حکم دیا۔ نماز چونکہ اہم العبادات تھی اُس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا اور اس پر بھی متنبہ فرما دیا گیا کہ نماز سے مقصودِ اعظم خدا تعالیٰ کی یادگاری ہے۔ گو یا نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے اور ذکر اللہ (یادِ خدا) کے متعلق دوسری جگہ فرما دیا: ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ﴾ [کہف: ۲۴] یعنی کبھی بھول چوک ہو جائے تو جب یاد آجائے اُسے یاد کرو۔ یہ ہی حکم نماز کا ہے کہ وقت پر غفلت و نسیان ہو جائے تو یاد آنے پر قضا کر لے: "فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا۔"

فائدہ:[۱۲] قیامت کے وقت کا اخفاء:......یعنی اُس کے آنے کا وقت سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں حتی کہ اگر خود اپنے سے چھپانا ممکن ہوتا تو اپنے سے بھی مخفی رکھتا، لیکن یہ ممکن ہی نہیں۔ وفیہ من المبالغۃ کما فی الحدیث: "لا تعلم شماله ما تنفق يمينه۔" وکما قال الشاعر۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دہم
گوش را نیز حدیثِ توشنیدن نہ دہم

اور اگر بہت سی مصالح باعث اظہار نہ ہوتیں تو جتنا اجمالی اظہار کیا گیا یہ بھی نہ کیا جاتا۔

فائدہ:[۱۳] عقیدۂ معاد کی تعلیم:......یعنی قیامت کا آنا اس لیے ضروری ہے کہ ہر شخص کو اُس کے نیک و بد کا بدلہ ملے اور مطیع و عاصی میں کوئی التباس و اشتباہ باقی نہ رہے، یہ توحید و عبادت کے بعد عقیدۂ معاد کی تعلیم ہوئی۔

فائدہ:[۱۴] بری صحبت سے منع:......نہ روک دے اُس سے یعنی قیامت پر یقین رکھنے سے یا نماز سے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کس شمار میں ہے، کذا فی الموضح۔ غرض یہ ہے کہ دنیا پرست کافر کی چاپلوسی یا زیادہ نرمی اور مداہنت اختیار نہ کی جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ آدمی بلند مقام سے نیچے پٹک دیا جائے۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۱۵] حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال اور اس کی غرض و حکمت:......یہاں سے منصب رسالت کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ چونکہ معجزات دے کر فرعون کی طرف بھیجے جانے والے تھے اس لیے اوّلاً معجزۂ عصا کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ سوال کہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ اس غرض سے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی کی حقیقت اور اُس کے منافع کو خوب مستحضر کر لیں تا کہ جو خارق عادت چیز پیش آنے والی تھی اُس کا معجزہ ہونا پوری طرح واضح، مستحکم اور اوقع فی النفس ہو۔ یعنی اس وقت خوب دیکھ بھال کر اور جانچ تول کر بتلاؤ، تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ مبادا سانپ بن جانے پر وہم کرنے لگو کہ شاید میں غلطی سے ہاتھ میں لاٹھی نہ لایا ہوں کچھ اور لے آیا ہوں۔

فائدہ:[۱۶] حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب:......یعنی اس میں شبہ کیا ہے، وہ ہی لاٹھی ہے جسے ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا ہوں، اُس پر ٹیک لگاتا ہوں، بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں، دشمن کو اور موذی جانوروں کو دفع کرتا ہوں اور بہت سی ضرورتوں میں لاٹھی کا کام لیتا ہوں۔

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا

فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہو گیا دوڑتا ہوا [۱۷] فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر، ہم ابھی پھیر دیں

سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾

گے اس کو پہلی حالت پر [۱۸] اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہو کر بلا عیب [۱۹] یہ نشانی دوسری،

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ

تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو اپنی نشانیاں بڑی ف ۲۰ جا طرف فرعون کے کہ اس نے بہت سر اٹھایا بولا اے رب کشادہ کر

صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ

میرا سینہ ف۲۱ اور آسان کر میرا کام ف۲۲ اور کھول دے گرہ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات ف۲۳ اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا

وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْۤ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ

میرے گھر کا ہارون میرا بھائی ف۲۴ اس سے مضبوط کر میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام میں ف۲۵ کہ تیری پاک ذات کا

كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ

بیان کریں ہم بہت سا اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا ف۲۶ تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا ف۲۷ فرمایا ملا تجھ کو تیرا سوال

يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا يُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي

اے موسیٰ ف۲۸ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر ایک بار اور بھی ف۲۹ جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ف۳۰ کہ ڈال اس کو صندوق

التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ

میں پھر اسکو ڈال دے دریا میں پھر دریا اسکو لے ڈالے کنارے پر اٹھا لے اسکو ایک دشمن میرا اور اسکا ف۳۱

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾

اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ف۳۲ اور تاکہ پرورش پائے تو میری آنکھ کے سامنے ف۳۳

فائدہ:[۱۷] لاٹھی سانپ بن گئی:...... یعنی لاٹھی کا زمین پر ڈالنا تھا کہ لاٹھی کی جگہ ایک اژدہا نظر آیا جو پتلے سانپ کی طرح تیزی سے دوڑتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام ناگہاں یہ انقلاب دیکھ کر بمقتضائے بشریت خوفزدہ ہو گئے۔

فائدہ:[۱۸] تسلی موسیٰ علیہ السلام:...... یعنی ہاتھ میں آکر پھر لاٹھی ہو جائے گی۔ کہتے ہیں ابتدا میں موسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی آخر کپڑا ہاتھ میں لپیٹ کر پکڑنے لگے۔ فرشتہ نے کہا: "موسیٰ! کیا خدا اگر بچانا نہ چاہے تو یہ چیتھڑا تجھے بچا سکتا ہے؟" موسیٰ علیہ السلام نے کہا: "نہیں، لیکن میں کمزور مخلوق ہوں، اور ضعف سے پیدا کیا گیا ہوں۔" پھر حضرت موسیٰ نے ہاتھ سے کپڑا ہٹا کر اژدھے کے منہ میں دیدیا، ہاتھ ڈالنا تھا کہ وہی لاٹھی ہاتھ میں دیکھی۔

فائدہ:[۱۹] ید بیضاء:...... یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل سے ملا کر نکالو گے تو نہایت روشن سفید چمکتا ہوا نکلے گا، اور یہ سفیدی برص وغیرہ کی نہ ہوگی جو عیب سمجھی جائے۔

فائدہ:[۲۰]...... یعنی عصا اور ید بیضا کے معجزے اُن بڑی نشانیوں میں سے دو ہیں جن کا دکھلانا تم کو منظور ہے۔

فائدہ:[۲۱] دعائے موسیٰ علیہ السلام:...... یعنی حلیم و بردبار اور حوصلہ مند بنا دے کہ خلاف طبع دیکھ کر جلد خفا نہ ہوں اور ادائے رسالت میں جو

سختیاں پیش آئیں اُن سے نہ گھبراؤں بلکہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے برداشت کروں۔

فائدہ: [٢٢]...... یعنی ایسے سامان فراہم کردے کہ یہ عظیم الشان کام آسان ہو جائے۔

فائدہ: [٢٣]...... زبان لڑکپن میں جل گئی تھی (جس کا قصہ تفاسیر میں ہے) صاف نہ بول سکتے تھے، اس لیے یہ دُعا کی۔

فائدہ: [٢٤]...... یہ عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔

فائدہ: [٢٥]...... یعنی دعوت وتبلیغ کے کام میں ایک دوسرے کا معین ومددگار رہو۔

فائدہ: [٢٦] معیت سے دعوت میں زور اور ذکر میں نشاط ہوگا:...... یعنی دونوں مل کر دعوت وتبلیغ کے موقع پر بہت زور شور سے تیری پاکی اور کمالات بیان کریں۔ اور مواضع دعوت سے قطع نظر جب ہر ایک کو دوسرے کی معیت سے تقویت قلب حاصل ہوگی، تو اپنی خلوتوں میں نشاط وطمانیت کے ساتھ تیرا ذکر بکثرت کرسکیں گے۔

فائدہ: [٢٧]...... یعنی ہمارے تمام احوال کو خوب دیکھ رہا ہے اور جو دعا میں کر رہا ہوں یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ اُس کا قبول فرمانا ہمارے لیے کہاں تک مفید ہوگا۔ اگر تجھے ہمارے حال واستعداد کی پوری خبر نہ ہوتی تو نبوت ورسالت کے لیے ہم کو منتخب ہی کیوں کرتا اور ایسے سخت دشمن (فرعون) کی طرف کیوں بھیجتا۔ یقیناً جو کچھ آپ نے کیا خوب دیکھ بھال کر کیا ہے۔

فائدہ: [٢٨] قبولیت کا اعلان:...... یعنی جو کچھ تم نے مانگا، خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو دیا گیا۔

فائدہ: [٢٩] فضل ربانی کا تسلسل:...... یعنی ہم تو پہلے ایک مرتبہ بے مانگے تجھ پر بڑا بھاری احسان کر چکے ہیں، پھر اب ایک مناسب چیز مانگنے پر کیوں انہ دیں گے۔

فائدہ: [٣٠] والدہ موسیٰ کیلئے حکم:...... یعنی خواب میں یا بیداری میں بطور الہام کے یا اُس زمانہ کے کسی نامعلوم الاسم نبی کی زبانی تیری ماں کو وہ حکم بھیجا جس کا بھیجا جانا مناسب تھا (اُس کی تفصیل آگے مذکور ہے: ﴿اَنِ اقْذِفِیْهِ﴾ الآیۃ)

تنبیہ:...... لفظ ''ایحاء'' سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تقریر بالا سے ظاہر ہے۔ نبی وہ ہے جس کی طرف احکام کی وحی آئے اور اُن کی تبلیغ کا مامور ہو، یہاں یہ تعریف صادق نہیں آتی۔

فائدہ: [٣١] موسیٰ علیہ السلام صندوق میں اور خدا کی قدرت کا ظہور:...... یعنی موسیٰ علیہ السلام کو (جو اُس وقت نوزائیدہ بچہ تھے) صندوق میں رکھ کر صندوق کو دریا میں چھوڑ دے، دریا کو ہمارا حکم ہے کہ اُسے بحفاظت تمام ایک خاص کنارہ پر لگائے گا جہاں سے اُس کو وہ شخص اُٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچہ کا بھی۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون اُس سال منجموں کے کہنے سے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو چن چن کر قتل کر رہا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اُن کی والدہ کو خوف ہوا کہ فرعون کے سپاہی خبر پائیں گے تو بچہ کو مار ڈالیں گے اور والدین کو بھی ستائیں گے کہ ظاہر کیوں نہیں کیا۔ اُس وقت حق تعالیٰ کی طرف سے یہ تدبیر الہام ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق نہر میں ڈال دیا۔ دریا کی ایک شاخ فرعون کے باغ میں گذرتی تھی اُس میں سے ہو کر صندوق کنارے جا لگا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے (جو نہایت پاکباز اسرائیلی خاتون تھی) بچہ کو اُٹھا کر فرعون کے سامنے پیش کیا کہ آؤ ہم تم اسے بیٹا بنالیں۔ فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی گو اُس نے بیٹا بنانے سے انکار کیا (جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے) مگر آسیہ رضی اللہ عنہا کی خاطر سے بیٹوں کی طرح پرورش کیا اور اس طرح حق تعالیٰ کی عجیب وغریب قدرت کا ظہور ہوا۔

تنبیہ:...... فرعون کو خدا کا دشمن اس لیے کہا کہ وہ حق کا دشمن تھا اور خدا کے بالمقابل خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور موسیٰ کا دشمن اس لیے فرمایا کہ فی الحال تمام اسرائیلی بچوں کے ساتھ سخت دشمنی کر رہا تھا۔ اور آئندہ چل کر خاص موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ علانیہ دشمنی کا اظہار کرنے والا تھا۔

فائدہ: [۳۲] القائے محبت اور اس کی غرض: ...... یعنی ہم نے اپنی طرف سے اس وقت مخلوق کے دلوں میں تیری محبت ڈال دی کہ جو دیکھے محبت اور پیار کرے یا اپنی ایک خاص محبت تجھ پر ڈال دی کہ تو محبوب خدا بن گیا۔ پھر جس سے خدا محبت کرے بندے بھی محبت کرنے لگتے ہیں۔

فائدہ: [۳۳] ...... یعنی لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دینا اس غرض سے تھا کہ ہماری نگرانی وحفاظت میں تیری پرورش کی جائے۔ ایسے سخت دشمن کے گھر میں تربیت پاتے ہوئے بھی کوئی تیرا بال بینکا نہ کرسکے۔

إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُۥ ۖ فَرَجَعْنَٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا

جب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو ایسا شخص جو اس کو پالے، پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے

وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَٰكَ مِنَ ٱلْغَمِّ وَفَتَنَّٰكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِيٓ

اس کی آنکھ اور غم نہ کھائے ۳۴ اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے ۳۵ اور جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا جانچنا ۳۶ پھر

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَٰمُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَٱصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ ٱذْهَبْ أَنتَ

ٹھہرا رہا تو کئی برس مدین والوں میں، پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ ۳۷ اور بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے ۳۸ جا تو اور تیرا بھائی

وَأَخُوكَ بِـَٔايَٰتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ ٱذْهَبَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا

میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کریو میری یاد میں ۳۹ جاؤ طرف فرعون کے اس نے بہت سر اٹھایا ۴۰ سو کہو اس سے بات نرم

لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَآ أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾

شاید وہ سوچے یا ڈرے ۴۱ بولے اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آ جائے ۴۲

فائدہ: [۳۴] شاہانہ اعزاز واکرام کیساتھ موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس: ...... پورا قصہ دوسری جگہ آئے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ صندوق نہر میں چھوڑنے کے بعد بہ مقتضائے بشریت بہت غمگین اور پریشان تھیں کہ بچہ کا کیا حشر ہوا ہوگا؟ معلوم نہیں زندہ ہے یا جانوروں نے کھالیا؟ حضرت موسیٰ کی بہن کو کہا کہ تو خفیہ طور پر پتہ لگا۔ اُدھر مشیت ایزدی سے یہ سامان ہوا کہ حضرت موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے بہت سے انائیں بلائی گئیں، کامیابی نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو تاک میں لگی ہوئی تھی بولی کہ میں ایک عورت کو لاسکتی ہوں، اُمید ہے کہ کسی طرح دودھ پلا کر بچہ کو پال سکے گی، حکم ہوا بلاؤ۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو لیکر پہنچی، چھاتی سے لگاتے ہی بچہ نے دودھ پینا شروع کر دیا، فرعون کے گھر بڑی خوشیاں منائی جانے لگیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی اجازت دو کہ اپنے گھر لے جاؤں اور پوری حفاظت واہتمام سے بچہ کو پرورش کروں۔ آخر فرعون کی طرف سے بطور دایہ کے بچہ کی تربیت پر مامور ہو کر اپنے گھر لے آئیں اور شاہانہ اعزاز واکرام کیساتھ موسیٰ علیہ السلام کی تربیت میں لگی رہیں۔

فائدہ: [۳۵] دنیوی اور اخروی پریشانی سے نجات: ...... یہ پورا قصہ سورۂ قصص [آیت: ۷-۱۳] میں آئیگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جوان ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا تھا، موسیٰ علیہ السلام ڈرے کہ دنیا میں پکڑا جاؤں گا اور آخرت میں بھی ماخوذ ہوں گا۔

دونوں قسم کی پریشانی سے خدا تعالیٰ نے نجات دی، اُخروی پریشانی سے اس طرح کہ توبہ کی توفیق بخشی جو قبول ہوگئی اور دنیوی سے اس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے نکال کر مدین پہنچا دیا جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے اُن کا نکاح ہوگیا۔ پورا قصہ دوسری جگہ آئے گا۔

فائدہ:[۳۶]......یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو کئی طرح جانچا جس میں تم کھرے ثابت ہوئے۔

تنبیہ:......اس موقع پر مفسرین نے حدیث الفتون کے عنوان سے ایک نہایت طویل روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نقل کی ہے جس کے متعلق حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں: "وھو موقوف من کلام ابن عباس ولیس فیہ مرفوع الا قلیل منہ، وکانہ تلقاہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مما أبیح نقلہ من الاسرائیلیات من کعب الاحبار وغیرہ واللہ اعلم! وسمعت شیخنا الحافظ ابا الحجاج المزی یقول ذٰلک ایضا۔"

فائدہ:[۳۷]......یعنی اب مدین سے نکل کر راستہ بھولا اور تقدیر سے یہاں پہنچ گیا جس کا تجھے وہم وگمان بھی نہ تھا۔ سچ ہے

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

فائدہ:[۳۸]......یعنی اپنی وحی ورسالت کے لیے تیار کر کے اپنے خواص ومقربین میں داخل کیا اور جس طرح خود چاہا تیری پرورش کرائی۔

فائدہ:[۳۹] فرعون کے پاس جانے اور ذکر اللہ کی کثرت کا حکم:......یعنی جس کام کے لیے بنائے گئے ہو، وقت آگیا ہے کہ اپنی بھائی ہارون کو ساتھ لے کر اُس کے لیے نکل کھڑے ہو اور جو دلائل ومعجزات تم کو دیے گئے ہیں ضرورت کے وقت ظاہر کرو۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پیشتر دعا کرتے وقت کہہ چکے تھے: ﴿كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝﴾ یہاں ﴿وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي﴾ الآیۃ کہہ کر وہ بات یاد دلا دی۔ یعنی اللہ کے نام کی تبلیغ میں پوری مستعدی دکھلاؤ اور تمام احوال واوقات میں عموماً اور دعوت وتبلیغ کے وقت خصوصاً اللہ کو کثرت سے یاد کرو کہ اہل اللہ کے لیے کامیابی کا بڑا ذریعہ اور دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار یہی ہے۔ حدیث میں ہے: "وان عبدی کل عبدی الذی یذکرنی وھو مناجز قرنہ"۔

فائدہ:[۴۰]......پہلے جانے کا حکم دیا تھا اب مقام بتلا دیا کہ کہاں کس کے پاس جانا ہے اور یہ جملہ آگے آنے والے کلام کی تمہید ہے۔

فائدہ:[۴۱] آدابِ تبلیغ:......یعنی دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت کے وقت نرم، آسان، رقت انگیز اور بلند بات کہو گو اُس کے تمرّد وطغیان کو دیکھتے ہوئے قبول کی اُمید نہیں۔ تاہم تم یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے کہ وہ کچھ سوچ سمجھ کر نصیحت حاصل کرلے یا اللہ کے جلال وجبروت کو سن کر ڈر جائے اور فرماں برداری کی طرف جھک پڑے، گفتگو نرمی سے کرو۔ اس سے دُعاۃ ومبلغین کے لیے بہت بڑا دستور العمل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہے: ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [نحل:۱۲۵]

فائدہ:[۴۲] حضرات کے خدشات:......یعنی اُس کے ڈرنے کی اُمید تو بعد کو ہوگی، فی الحال اپنی بے سروسامانی اور اُس کے جاہ وجلال پر نظر کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ وہ ہماری بات سننے کے لیے بھی آمادہ ہوگا یا نہیں۔ ممکن ہے ہماری پوری بات سننے سے پہلے ہی وہ بھبک پڑے یا سننے کے بعد غصہ میں بپھر جائے اور تیری شان میں زیادہ گستاخی کرنے لگے۔ یا ہم پر دستِ درازی کرے جس سے اصل مقصد فوت ہوجائے۔

تنبیہ:......موسیٰ علیہ السلام کے اس خوف اور شرح صدر میں کچھ منافات نہیں۔ کاملین بلاء کے نزول سے پہلے ڈرتے ہیں اور استعاذہ کرتے ہیں لیکن جب آپڑتی ہے اُس وقت پورے حوصلہ اور کشادہ دلی سے اُسکا مقابلہ کرتے ہیں۔

قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝۴۶ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا

فرمایا نہ ڈرو میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں ف۴۳ سو جاؤ اس کے پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ

دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور مت ستا ان کو ف۴۴ ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر تیرے رب کی ف۴۵ اور سلامتی ہو اس کی جو مان

الْهُدٰی ۝۴۷ اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝۴۸ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا

لے راہ کی بات ہم کو حکم ملا ہے کہ عذاب اس پر جو جھٹلائے اور منہ پھیر لے ف۴۶ بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا

یٰمُوْسٰی ۝۴۹ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۝۵۰ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ

اے موسیٰ ف۴۷ کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سجھائی ف۴۸ بولا پھر کیا حقیقت ہے ان پہلی

الْاُوْلٰی ۝۵۱ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ۝۵۲ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ

جماعتوں کی کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے، نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف۴۹ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا

واسطے زمین کو بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے اس میں راہیں ف۵۰ اور اتارا آسمان سے پانی، پھر نکالی ہم نے

مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۝۵۳ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ۝۵۴ مِنْهَا ع

اس سے طرح طرح کی سبزی ف۵۱ کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو ف۵۲ البتہ اس میں نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو ف۵۳ اسی زمین

خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ۝۵۵

سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر پہنچا [لوٹا] دیتے ہیں اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار ف۵۴

فائدہ:[۴۳] تسلی موسیٰ و ہارون علیہم السلام:...... یعنی جو باتیں تمہارے اور اُس کے درمیان ہوں گی یا جو معاملات پیش آئیں گے وہ سب میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں میں کسی وقت تم سے جدا نہیں، میری حمایت و نصرت تمہارے ساتھ ہے گھبرانے اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ:[۴۴] فرعون کو تین چیزوں کی طرف دعوت:...... اس میں تین چیزوں کی طرف دعوت دی گئی: (۱) فرعون کا اور سب مخلوقات کا کوئی رب ہے جو رسول بھیجتا ہے۔ (۲) ہم دونوں اُس کے رسول ہیں لہٰذا ہماری اطاعت اور رب کی عبادت کرنی چاہیے۔ گویا اس جملہ میں اصل ایمان کی دعوت دی گئی۔ اِسی کو "نازعات" میں اس طرح ادا کیا ہے: ﴿فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤی اَنْ تَزَكّٰی ○ وَاَهْدِیَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی ○﴾ [آیت: ۱۸ تا ۱۹] آگے (۳) تیسری چیز وہ ہے جس کی اُس وقت خاص ضرورت تھی یعنی بنی اسرائیل کو فرعونیوں کی ذلت آمیز اور درد انگیز غلامی سے نجات دلانا۔ مطلب یہ ہے کہ اس شریف و نجیب الاصل خاندان پر ظلم و ستم مت توڑ اور ذلیل ترین غلامی سے

آزادی دے کر ہمارے ساتھ کردے، جہاں چاہیں آزادانہ زندگی بسر کریں۔

فائدہ:[۴۵] ......یعنی ہمارا دعوائے رسالت بے دلیل نہیں بلکہ اپنی صداقت پر خدائی نشان لے کر آئے ہیں۔

فائدہ:[۴۶] ماننے میں ہی سلامتی ہے: ......یعنی جو ہماری بات مان کر سیدھی راہ چلے گا اُس کے لیے دونوں جہان میں سلامتی ہے۔ اور جو تکذیب یا اعراض کرے گا اُس کے لیے عذاب یقینی ہے خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ اب تم اپنا انجام سوچ کر جو راستہ چاہو اختیار کرلو۔

فائدہ:[۴۷] فرعون کا فرعونی سوال: ......یعنی تم اپنے کو جس رب کا بھیجا ہوا بتلاتے ہو وہ رب کون ہے اور کیسا ہے؟ (اس سوال سے مترشح ہوتا ہے کہ فرعون دہری عقیدہ کی طرف مائل ہوگا یا محض دق کرنے کے لیے ایسا سوال کیا ہو)۔

فائدہ:[۴۸] بہترین جواب: ......یعنی ہر چیز کو اُسکی استعداد کے موافق شکل وصورت، قویٰ، خواص وغیرہ عنایت فرمائے اور کمال حکمت سے جیسا بنانا چاہیے تھا بنایا، پھر مخلوقات میں سے ہر چیز کے وجود وبقا کیلئے جن سامانوں کی ضرورت تھی مہیا کیے اور ہر چیز کو اپنی مادّی ساخت اور رُوحانی قوتوں اور خارجی سامانوں سے کام لینے کی راہ سجھائی، پھر ایسا محکم نظام دکھلا کر ہم کو بھی ہدایت کردی کہ مصنوعات کے وجود سے صانع کے وجود پر کس طرح استدلال کرنا چاہیے۔ فللہ الحمد والمنۃ۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”یعنی کھانے پینے کو ہوش دیا۔ بچہ کو دُودھ پینا وہ نہ سکھائے تو کوئی نہ سکھا سکے۔“

فائدہ:[۴۹] گذشتہ اقوام سے متعلق سوال اور موسیٰ علیہ السلام کا جواب: ......یعنی اگر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایسی روشن دلیلیں قائم ہو چکی ہیں اور جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو، وہ حق ہے تو گذشتہ اقوام کے متعلق کچھ بیان کرو، آخر ان میں سے بہتوں نے ایسی واضح دلائل کی موجودگی میں حق کو کیوں قبول نہ کیا؟ اور قبول نہ کرنے کی صورت میں کیا سب کی سب تباہ کردی گئیں۔ اگر تم پیغمبر ہو تو سب اقوام کے تفصیلی حالات تم کو ضرور معلوم ہونے چاہئیں۔ یہ سب لایعنی اور دور دراز کار قصے فرعون نے اس لیے چھیڑے کہ حضرت موسیٰ کے مضامین ہدایت کو ان فضول باتوں میں رلا دے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پیغمبر کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہونا ضروری نہیں، ہر قوم کے حالات کا تفصیلی علم حق تعالیٰ کو ہے جو بعض مخفی مصالح کی بنا پر کتاب (لوح محفوظ) میں ثبت بھی کردیا گیا۔ اللہ کے علم سے نہ کوئی چیز ابتداءً غائب ہوسکتی ہے اور نہ اس کی جانی ہوئی چیز کو ایک سیکنڈ کے لیے بھول سکتا ہے۔ جو اعمال کسی قوم نے کسی وقت کیے ہیں سب کا ذرہ ذرہ حساب لکھا ہوا موجود ہے جو وقت پر پیش کردیا جائے گا۔

فائدہ:[۵۰] احسانات ربانی اور نشانہائے قدرت: ......یعنی وادیوں دریاؤں اور پہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پر راہیں نکال دیں جن پر چل کر ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ سکتے ہو۔

فائدہ:[۵۱] ......یعنی پانی کے ذریعہ سے طرح طرح کی سبزیاں، غلے اور پھل پھول پیدا کردیئے۔

فائدہ:[۵۲] ......یعنی عمدہ غذائیں تم کھاتے ہو، جو تمہارے کام کی نہیں وہ اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہو، جن کی محنت سے ساری پیداوار حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ:[۵۳] ...... یہ فرمایا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو یعنی اُس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لوگے کہ یہ مضبوط ومحکم انتظامات یوں ہی بخت واتفاق سے قائم نہیں ہوسکتے۔ گویا ان آیات میں وجود باری اور توحید کی طرف توجہ دلائی آگے معاد کا ذکر ہے۔

فائدہ:[۵۴] انسان اور مٹی: ......سب کے باپ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے۔ پھر جن غذاؤں سے آدمی کا بدن پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں، مرنے کے بعد بھی عام آدمیوں کو جلد یا بدیر مٹی میں مل جانا ہے۔ اسی طرح حشر کے وقت بھی اُن اجزاء کو جو مٹی میں مل گئے تھے دوبارہ جمع کرکے ازسرِ نو پیدا کردیا جائے گا، اور جو قبروں میں مدفون تھے وہ اُن سے باہر نکالے جائیں گے۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ

اور ہم نے فرعون کو دکھلا دیں اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ف ٥٥ بولا کیا تو آیا ہے ہم کو نکالنے ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور

يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ

سے اے موسیٰ ف ٥٦ سو ہم بھی لائیں گے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا لے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ، نہ ہم خلاف کریں اسکا

مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ

اور نہ تو، ایک میدان صاف میں ف ٥٧ کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے ف ٥٨ پھر الٹا پھرا فرعون پھر

فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

جمع کیے اپنے سارے داؤ پھر آیا ف ٥٩ کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر، پھر غارت کر دے تم کو کسی

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا

آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا ف ٦٠ پھر جھگڑے اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کیا مشورہ ف ٦١ بولے

اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرا دیں تمہارے اچھے

الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا

خاصے چلن کو ف ٦٢ سو مقرر کر لو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار [صف] باندھ کر اور جیت گیا آج جو غالب رہا ف ٦٣ بولے

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

اے موسیٰ یا تو تُو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو ف ٦٤ پھر تب ہی ان کی رسیاں

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾

اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں ف ٦٥ پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسیٰ ف ٦٦

فائدہ: [٥٥] **فرعون کی بدبختی:**..... یعنی جو آیات اُس کو دکھلانا منظور تھیں، سب دکھلا دیں مثلاً القائے عصا اور ید بیضاء وغیرہ مع اپنے متعلقات و تفاصیل کے۔ اس پر بھی بدبخت نہ مانا اور جحود و تکذیب پر اڑا رہا۔

فائدہ: [٥٦] **فرعون کا حربہ:**..... فرعون نے یہ بات اپنی قوم "قبط" کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے نفرت اور اشتعال دلانے کے لیے کہی۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جادو کے زور سے ہم کو نکال باہر کرے اور ساحرانہ ڈھونگ بنا کر عوام کی جمعیت اپنے ساتھ کر لے اور اس طرح قبطیوں کے تمام املاک و اموال پر قابض ہو جائے۔

فَائِدَہ:[۵۷] مقابلے کیلئے فرعون کا چیلنج:......یعنی تو اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارے یہاں بھی بڑے بڑے ماہر جادوگر موجود ہیں، بہتر ہوگا کہ اُن سے مقابلہ ہو جائے۔ پس جس دن اور جس جگہ مقابلہ کرنا چاہے تجھے اُسکی تعیین کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ضرورت اسکی ہے کہ جو وقت معین ہو جائے اُس سے کوئی فریق گریز نہ کرے اور جگہ ایسی ہو جہاں فریقین کو آنے اور بیٹھنے میں یکساں سہولت حاصل ہو۔ نشست وغیرہ میں راعی و رعایا یا حاکم و محکوم اور بڑے چھوٹے کا کوئی سوال نہ ہو، ہر ایک فریق آزادی سے اپنی قوت کا مظاہرہ کر سکے اور میدان بھی کھلا ہوا، ہموار اور صاف ہو کہ تماشا دیکھنے والے سب بے تکلف مشاہدہ کر سکیں۔

فَائِدَہ:[۵۸] سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے مقابلے کے دن کا تعین:......پیغمبروں کے کام میں کوئی تلبیس تلمیع نہیں ہوتی، اُن کا معاملہ کھلم کھلا صاف صاف ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر ہے جو بڑا میلہ اور جشن تمہارے یہاں ہوتا ہے اُسی روز جب دن چڑھ جائے اُس وقت میدان مقابلہ قائم ہو۔ یعنی میلہ میں جہاں زیادہ سے زیادہ مخلوق جمع ہوگی اور دن کے اُجالے میں یہ کام کیا جائے، تا دیکھنے والے بکثرت ہوں اور روز روشن میں کسی کو اشتباہ والتباس نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کی غرض تھی۔ وہ چاہے کہ اُن کو ہرا دے سب کے روبرو، یہ چاہے کہ وہ ہارے۔ جشن کا دن سارے مصر کے شہروں میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔"

فَائِدَہ:[۵۹] ساحروں کی فوج کے ساتھ فرعون میدان مقابلہ میں:......یعنی یہ طے کر کے فرعون مجلس سے اُٹھ گیا اور ساحروں کو جمع کرنے اور مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ہر قسم کی تدبیریں اور داؤ گھات کرنے لگا۔ اور آخر کار مکمل تیاری کے بعد پوری طاقت کے ساتھ وقتِ معین پر میدان مقابلہ میں حاضر ہو گیا۔ ساحروں کی بڑی فوج اُس کے ہمراہ تھی، انعام واکرام کے وعدے ہو رہے تھے اور ہر طرح موسیٰ علیہ السلام کو شکست دینے اور حق کو مغلوب کر لینے کی فکر تھی۔

فَائِدَہ:[۶۰] موسیٰ علیہ السلام کی جادوگروں کو تنبیہ:......معلوم ہوتا ہے کہ اس مجمع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر شخص کو اُس کے حسب حال نصیحت فرمائی۔ چونکہ جادوگر حق کا مقابلہ جادو سے کرنے والے تھے، اُن کو تنبیہ کر دی کہ دیکھو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ خدا کے نشانوں اور انبیاء کے معجزات کو سحر بتلانا اور بے حقیقت چیزوں کو ثابت شدہ حقائق کے مقابلہ میں پیش کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ جھوٹ باندھنے والوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا بلکہ اندیشہ ہے کہ ایسے لوگوں پر کوئی آسمانی آفت آپڑے جو اُن کی بیخ و بنیاد تک نہ چھوڑے۔

فَائِدَہ:[۶۱]......موسیٰ علیہ السلام کی تقریر نے ساحروں کی جماعت میں کھلبلی ڈال دی، آپس میں جھگڑنے لگے کہ اس شخص کو کیا سمجھا جائے، اسکی باتیں ساحروں ایسی معلوم نہیں ہوتیں۔ غرض باہم بحث و مناظرہ کرتے رہے اور سب سے الگ ہو کر انہوں نے مشورہ کیا۔ آخر اختلاف و نزاع کے بعد فرعون کے اثر سے متاثر ہو کر وہ کہا جو آگے مذکور ہے۔

فَائِدَہ:[۶۲]......یعنی تمہارا جو دین اور رسوم پہلے سے چلی آتی ہیں اُن کو مٹا کر اپنا دین اور طور و طریق رائج کر دیں اور جادو کے فن کو بھی جس سے ملک میں تمہاری عزت اور کمائی ہے، چاہتے ہیں کہ دونوں بھائی تم سے لے اُڑیں اور تن تنہا خود اس پر قابض ہو جائیں۔

فَائِدَہ:[۶۳] مقابلہ کرنے کی آپس میں ترغیب:......یعنی موقع کی اہمیت کو سمجھو، وقت کو ہاتھ سے نہ دو، پوری ہمت و قوت سے سب مل کر ان کے گرانے کی تدبیر کرو۔ اور دفعۃً ایسا متفقہ حملہ کر دو کہ پہلے ہی وار میں ان کے قدم اُکھڑ جائیں کہ آج کا معرکہ فیصلہ کن معرکہ ہے، آج کی کامیابی دائمی کامیابی ہے۔ جو فریق آج غالب رہے گا وہ ہمیشہ کے لیے منصور و مفلح سمجھا جائے گا۔

فَائِدَہ:[۶۴] ساحروں کو پہل کرنے کا موقع:......موسیٰ علیہ السلام نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا کہ نہیں، تم پہلے اپنے حوصلے نکال لو اور اپنے کرتب دکھلا لو تا باطل کی زور آزمائی کے بعد حق کا غلبہ پوری طرح نمایاں ہو۔ یہ قصہ سورۂ اعراف [آیت: ۱۲۰-۱۲۲] میں گذر چکا وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لیے جائیں۔

فائدۃ: [٦٥] **نظر بندی:**...... یعنی ساحرین کی نظر بندی سے موسیٰ علیہ السلام کو یوں خیال ہونے لگا کہ گویا رسیاں اور لاٹھیاں سانپوں کی طرح دوڑ رہی ہیں، اور واقع میں ایسا نہ تھا۔

فائدۃ: [٦٦] **خوف واندیشہ:**...... کہ جادوگروں کا یہ سوانگ [شعبدہ] دیکھ کر کہیں بیوقوف لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں اور سحر ومعجزہ میں فرق نہ کرسکیں۔ ایسی صورت میں حق کا غلبہ واضح نہ ہوگا۔ خوف کا یہ مطلب آگے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا

ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب ف٦٧ اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ف٦٨ انکا بنایا ہوا تو

كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ

فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو [آئے] ف٦٩ پھر گر پڑے جادوگر سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون

وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

اور موسیٰ کے ف٧٠ بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا، وہ ہی تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو سکھایا جادو ف٧١ سو اب میں کٹواؤں گا

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ

تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں ف٧٢ اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر ف٧٣ اور جان لو گے ہم میں کس کا

اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا

عذاب سخت ہے اور دیر تک رہنے والا ف٧٤ وہ بولے ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے

فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا

جس نے ہم کو پیدا کیا سو تو کر گزر جو تجھ کو کرنا ہے، تو یہی کرے گا اس دنیا کی زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم

خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا

کو ہمارے گناہ اور جو تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو ف٧٥ اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا ف٧٦ بات یہی ہے کہ جو کوئی آیا اپنے رب

فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ

کے پاس گناہ لے کر سو اس کے واسطے دوزخ ہے، مرے اس میں نہ جیئے ف٧٧ اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر نیکیاں کر کے

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے ان میں ف٧٨

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ

اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا۷۶ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے

طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾

ان کے لئے سمندر میں راستہ سوکھا، نہ خطرہ کر آ پکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے

فائدہ:[٦٧] **تسلی موسیٰ علیہ السلام:**......یعنی ڈر کو دل سے نکال دو، اس قسم کے دسوسے مت لاؤ، اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور سر بلند رکھنے والا ہے۔

فائدہ:[٦٨] **لاٹھی ڈالنے کا حکم:**......یعنی اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو جو انکے بنائے ہوئے سوانگ [تماشہ] کا ایک دم لقمہ کر جائے گی۔

فائدہ:[٦٩] **جادوگر فلاح نہیں پاسکتا:**......یعنی جادوگر کے ڈھکوسلے چاہے کہیں ہوں اور کسی حد تک پہنچ جائیں، حق کے مقابل کامیاب نہیں ہوسکتے، نہ جادوگر کبھی فلاح پاسکتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں ساحر کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ:[٧٠] **ساحرین کا قبولِ ایمان:**......ساحرین فن کے جاننے والے تھے۔ اصول فن کے اعتبار سے فوراً سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں ہوسکتا یقیناً سحر سے اُوپر کوئی اور حقیقت ہے، دل میں ایمان آیا اور سجدہ میں گر پڑے۔ یہ قصہ سورۂ اعراف [آیت: ١٢٠-١٢٢] میں گذر چکا ہے۔

فائدہ:[٧١] **فرعون کی سیاسی چال:**......یعنی ہم سے بے پوچھے ہی ایمان لے آئے۔ ہمارے فیصلہ کا بھی انتظار نہ کیا۔ معلوم ہوگیا کہ یہ تمہاری اور موسیٰ کی ملی بھگت ہے۔ جنگ زرگری کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہو، جیسا کہ سورۂ اعراف (حوالہ بالا) میں گذرا۔

فائدہ:[٧٢] **دھمکی:**......یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں، یا بایاں ہاتھ داہنا پاؤں۔

فائدہ:[٧٣]......تاکہ تمہارا حال دیکھ کر سب عبرت حاصل کریں۔

فائدہ:[٧٤]......یعنی تم ایمان لاکر سمجھتے ہو کہ ہم ہی ناجی ہیں اور دوسرے لوگ (یعنی فرعون اور اُس کے ساتھی) سب ابدی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ سو ابھی تم کو معلوم ہوا چاہتا ہے کہ کس کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔

فائدہ:[٧٥] **نومسلموں (جادوگروں) کا دوٹوک جواب:**......یعنی ہم ایسے صاف دلائل کو تیری خاطر سے نہیں چھوڑ سکتے اور اپنے خالق حقیقی کی خوشنودی کے مقابلہ میں تیری کچھ پروا نہیں کر سکتے، اب جو تو کرسکتا ہے کر گذر۔ تیرا بڑا زور یہ ہی چل سکتا ہے کہ ہماری اس فانی زندگی کو ختم کر دے۔ سو کچھ مضائقہ نہیں، ہم پہلے ہی دار الفناء کے مقابلہ میں دار القرار کو اختیار کر چکے ہیں۔ ہم کو اب یہاں کے رنج و راحت کی فکر نہیں۔ تمنا صرف یہ ہے کہ ہمارا مالک ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے عام گناہوں کو خصوصاً اس گناہ کو جو تیری حکومت کے خوف سے زبردستی کرنا پڑا (یعنی حق کا مقابلہ جادو سے) معاف فرما دے۔ کہتے ہیں کہ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نشان دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کرنا چاہیے پھر فرعون کے ڈر سے کیا۔

فائدہ:[٧٦]......یعنی جو انعام و اکرام تو ہم کو دیتا اُس سے کہیں بہتر اور پائدار اَجر مومنین کو خدا کے ہاں ملتا ہے۔

فائدہ:[٧٧] **مجرم کا ٹھکانہ بہت برا ہے:**......یعنی انسان کو چاہیے کہ اوّل آخرت کی فکر کرے، لوگوں کا مطیع بن کر خدا کا مجرم نہ بنے۔ اُس کے مجرم کا ٹھکانہ بہت برا ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ دنیا کی تکلیفیں کتنی ہی شاق ہوں موت آکر سب کو ختم کر دیتی ہے لیکن کافر کو دوزخ میں موت بھی نہیں آئے گی جو تکالیف کا خاتمہ کر دے، اور جینا بھی جینے کی طرح کا نہ ہوگا، زندگی ایسی ہوگی کہ موت کو ہزار درجہ اُس پر ترجیح دے گا۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۷۸]......مجرمین کے بالمقابل یہ مطیعین کا انجام بیان فرمادیا۔

فائدہ:[۷۹]......یعنی پاک ہوا گندے خیالات، فاسد عقائد، رذیل اخلاق، اور برے اعمال سے۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا

پھر پیچھا کیا ان کا فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر پھر ڈھانپ لیا انکو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا ف۸۰ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ

هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ

سمجھایا ف۸۱ اے اولاد اسرائیل چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا تم سے داہنی طرف پہاڑ کی

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ

اور اتارا تم پر من اور سلویٰ کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی ف۸۲ پھر تو اترے گا تم

عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ سو وہ پٹکا گیا ف۸۳ اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور یقین لائے اور کرے بھلا

صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ

کام پھر راہ پر رہے ف۸۴ اور کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آ رہے ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی آیا تیری طرف

اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو ف۸۵ فرمایا ہم نے تو بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے ف۸۶

فائدہ:[۸۰] مصر سے ہجرت کا حکم اور فرعونی لشکر کی غرقابی:......جب فرعونیوں نے میدانِ مقابلہ میں شکست کھائی، ساحرین مشرف بایمان ہوگئے، بنی اسرائیل کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے سالہا سال تک اللہ تعالیٰ کی آیات باہرہ دکھلا کر ہر طرح حجت تمام کردی۔ اس پر بھی فرعون حق کو قبول کرنے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ تب حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر رات کے وقت مصر سے ہجرت کر جاؤ تا اس طرح بنی اسرائیل کی مظلومیت اور غلامی کا خاتمہ ہو۔ راستہ میں سمندر (بحر قلزم) حائل ہوگا لیکن تم جیسے اولوالعزم پیغمبر کے راستہ میں سمندر کی موجیں حائل نہیں ہونی چاہئیں۔ اُن ہی کے اندر سے اپنے لیے خشک راستہ نکال لو جس سے گذرتے ہوئے نہ غرق ہونے کا اندیشہ کرو اور نہ اس بات کا کہ شاید دشمن پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آ پکڑے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اسی ہدایت کے موافق سمندر میں لاٹھی ماری جس سے پانی پھٹ کر راستہ نکل آیا، خدا نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین کو فوراً خشک کردے۔ چنانچہ آناً فاناً سمندر کے بیچ میں خشک راستہ تیار ہوگیا جسکے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہوئے تھے: ﴿فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ﴾ [شعراء: ۶۳] بنی اسرائیل اُس پر سے بے تکلف گذر گئے۔ پیچھے سے فرعون اپنے عظیم الشان لشکر کو لیے تعاقب کرتا آرہا تھا خشک راستہ دیکھ کر اُدھر ہی گھس پڑا۔ جس وقت بنی اسرائیل عبور کر گئے اور فرعونی لشکر راستہ کے بیچوں بیچ پہنچا، خدا تعالیٰ نے سمندر کو ہر طرف سے حکم دیا کہ ان سب کو اپنی آغوش میں لے لے۔ پھر کچھ نہ پوچھو کہ سمندر کی موجوں نے کس طرح اُن سب کو ہمیشہ کے لیے ڈھانپ لیا۔

فائدہ:[۸۱]......یعنی دعوے تو زبان سے بہت کیا کرتا تھا: ﴿وَمَآ اَهۡدِيۡكُمۡ اِلَّا سَبِيۡلَ الرَّشَادِ﴾ [مومن:۲۹] لیکن اس نے اپنی قوم کو کیسا اچھا راستہ بتلایا۔ وہ ہی مثال سچی کر دی کہ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔" جو حال دنیا میں ہوا تھا وہ ہی آخرت میں ہوگا، یہاں سب کو لے کر سمندر میں ڈوبا تھا وہاں سب کو ساتھ لے کر جہنم میں گرے گا: ﴿يَقۡدُمُ قَوۡمَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَاَوۡرَدَهُمُ النَّارَ﴾ [ہود:۹۸]

فائدہ:[۸۲] بنی اسرائیل کو خدائی احسانات و انعامات کی یاد دہانی و نصیحت:...... یہ حق تعالیٰ بنی اسرائیل کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھو! ہم نے تم پر کیسے کیسے احسان و انعام کیے، چاہیے کہ اُن کا حق ادا کرو۔ کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ایسے سخت جابر و قاہر دشمن کے ہاتھوں سے تم کو نجات دی اور اُس کو کیسے عبرتناک طریقہ سے تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا۔ پھر بتوسط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے وعدہ ٹھہرا کہ مصر سے شام کو جاتے ہوئے کوہ "طور" کا جو مبارک و میمون حصہ داہنے ہاتھ پڑتا ہے وہاں آؤ تو تم کو "تورات" عطا کی جائے گی۔ "تیہ" کے لق و دق میدان میں تمہارے کھانے کے لیے من و سلویٰ اُتارا گیا (جس کا ذکر سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے) ان احسانات کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حلال طیب لذیذ اور ستھری چیزیں عنایت فرمائی ہیں انہیں شوق سے استعمال کرو لیکن اس معاملہ میں حد سے نہ گزرو مثلاً ناشکری یا فضول خرچی کرنے لگو، یا اس فانی تنعم پر اترانے لگو، یا اس میں سے حقوق واجبہ ادا نہ کرو، یا اللہ کی دی ہوئی دولت معاصی میں خرچ کرنے لگو، یا جہاں اور جس وقت جوڑ کر رکھنے کی ممانعت ہے وہاں جوڑنے کے پیچھے پڑ جاؤ، غرض خدا کی نعمتوں کو طغیان و عصیان کا آلہ نہ بناؤ۔

فائدہ:[۸۳] زیادتی کا انجام:..........یعنی زیادتی کرو گے تو اللہ کا غضب تم پر نازل ہوگا اور ذلت و عذاب کے تاریک غاروں میں پٹک دیے جاؤ گے۔

فائدہ:[۸۴] سچے دل سے توبہ کرنے کا انعام:...... مغضوبین کے بالمقابل یہ مغفورین کا بیان ہوا۔ یعنی کتنا ہی بڑا مجرم ہو اگر سچے دل سے تائب ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرلے اور اُسی پر موت تک مستقیم رہے تو اللہ کے یہاں بخشش اور رحمت کی کمی نہیں۔

فائدہ:[۸۵] موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور پر حاضری اور عالم اشتیاق:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام حسب وعدہ نہایت اشتیاق کے ساتھ کوہ طور پہنچے۔ شاید قوم کے بعض نقباء کو بھی ہمراہ لے جانے کا حکم ہوگا وہ ذرا پیچھے رہ گئے حضرت موسیٰ شوق میں آگے بڑھے چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ قوم کو پیچھے چھوڑ آئے؟ عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری خوشنودی کے لیے جلد حاضر ہو گیا، اور قوم بھی کچھ زیادہ دور نہیں یہ میرے پیچھے چلی آرہی ہے۔ کذافی التفاسیر و یحتمل غیر ذٰلک واللہ اعلم۔

فائدہ:[۸۶] سامری نے قوم کو بہکا دیا:......یعنی تم تو ادھر آئے اور ہم نے تیری قوم کو ایک سخت آزمائش میں ڈال دیا، جس کا سبب عالم اسباب میں سامری بنا ہے کیونکہ اُسی کے اغواء و اضلال سے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں بچھڑا پوجنا شروع کر دیا تھا جس کا قصہ سورۂ اعراف [آیت:۱۴۸۔۱۵۱] میں گذر چکا ہے۔

تنبیہ:......سامری کا نام بھی بعض کہتے ہیں موسیٰ تھا، بعض کے نزدیک یہ اسرائیلی تھا، بعض کے نزدیک قبطی۔ بہر حال جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کا منافق تھا اور منافقین کی طرح فریب اور چالبازی سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے موافق کتب اسرائیلیہ میں اس کا نام ہارون ہے۔

فَرَجَعَ مُوۡسٰۤى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ؕ

پھر الٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاتا ہوا، کہا اے قوم کیا تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ، کیا

أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم

طویل ہو گئی تم پر مدت یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کا اس لئے خلاف کیا تم نے

مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ

میرا وعدہ ف۸۷ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن اٹھوایا ہم نے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا، سو ہم

فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا

نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈالا سامری نے ف۸۸ پھر بنا نکالا ان کے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ [بدن] جس میں آواز گائے کی، پھر کہنے لگے یہ معبود

إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا

ہے تمہارا اور معبود ہے موسیٰ کا سو وہ بھول گیا ف۸۹ بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب تک نہیں دیتا ان کو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا ان کے برے کا

وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ ع ۱۲

اور بھلے کا ف۹۰ اور کہا تھا ان کو ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمان

فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٩٠﴾ قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾

ہے سو میری راہ چلو اور مانو بات میری ف۹۱ بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک لوٹ کر آئے ہمارے پاس موسیٰ ف۹۲

قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾

کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہارون! کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو نے کہ وہ بہک گئے کہ تو میرے پیچھے نہ آیا، کیا تو نے رد کیا میرا حکم ف۹۳

قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي

وہ بولا اے میری ماں کے جنے! نہ پکڑ میری داڑھی اور نہ سر ف۹۴ میں ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈال دی تو نے بنی

إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾

اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی میری بات ف۹۵ کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری ف۹۶

فائدہ: [۸۷] موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو ڈانٹ ڈپٹ:...... یعنی میرے اتباع میں تم کو دینی و دنیوی ہر طرح کی بھلائی پہنچے گی۔ چنانچہ بہت سی عظیم الشان بھلائیاں ابھی ابھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور جو باقی ہیں وہ بھی عنقریب ملنے والی ہیں۔ کیا اس وعدہ کو بہت زیادہ مدت گذر گئی تھی کہ تم پچھلے احسانات کو بھول گئے اور اگلے انعامات کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہو؟ یا جان بوجھ کر تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ اور دین توحید پر قائم نہ رہ کر خدا کا غضب مول لیا (کذا فسرہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)۔ یا یہ مطلب لیا جائے کہ تم سے حق تعالیٰ نے تیس چالیس روز کا وعدہ کیا تھا کہ اتنی مدت موسیٰ علیہ السلام "طور" پر معتکف رہیں گے، تب تورات شریف ملے گی۔ تو کیا بہت زیادہ

مدت گذر گئی کہ تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے؟ اور گوسالہ پرستی اختیار کرلی، یا عمداً یہ حرکت کی ہے تاغضب الٰہی کے مستحق بنو۔ اور "اَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ" سے مراد وہ وعدہ ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ آپ ہم کو خدا کی کتاب لادیجیے، ہم اُسی پر عمل کیا کریں گے۔ اور آپ کے اتباع پر مستقیم رہیں گے۔

فائدہ:[۸۸] بنی اسرائیل کا وضاحتی جواب:...... یعنی ہم نے اپنے اختیار سے ازخود ایسا نہیں کیا، یہ حرکت ہم سے سامری نے کرائی۔ صورت یہ ہوئی کہ قوم فرعون کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اسے کیا کریں؟ وہ ہم نے باہمی مشورہ کے بعد اپنے سے اُتار پھینکا، اُس کو آگ میں پگھلا کر سامری نے ڈھال لیا اور بچھڑے کی صورت بنا کر کھڑی کردی، یہ قصہ سورۂ اعراف [آیت: ۱۴۸-۱۵۱] میں گذر چکا ہے وہاں کے فوائد دیکھ لیے جائیں۔

تنبیہ:...... قوم فرعون کے یہ زیورات کس طرح بنی اسرائیل کے ہاتھ آئے تھے؟ یا اُن سے مستعار لیے تھے؟ یا مال غنیمت کے طور پر ملے یا اور کوئی صورت ہوئی؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ کوئی صورت بھی ہو، بنی اسرائیل اُن کا استعمال اپنے لیے جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن غضب ہے کہ اُس کا بت بنا کر پوجنا جائز سمجھا۔

فائدہ:[۸۹]...... یعنی موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہوئی کہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لیے طور پر گئے، خدا تو یہاں موجود ہے۔ یعنی یہی بچھڑا العیاذ باللہ! شاید یہ قول اُن میں سے سخت غالیوں کا ہوگا۔

فائدہ:[۹۰] مورتی معبود نہیں بن سکتی:...... یعنی اندھوں کو اتنی موٹی بات بھی نہیں سوجھتی کہ جو مورتی نہ کسی سے بات کرسکے، نہ کسی کو ادنیٰ ترین نفع نقصان پہنچانے کا اختیار رکھے، وہ معبود یا خدا کس طرح بن سکتی ہے۔

فائدہ:[۹۱] حضرت ہارون علیہ السلام کی قوم کو نصیحت:...... یعنی حضرت ہارون علیہ السلام نرمی سے زبانی فہمائش کرچکے تھے کہ جس بچھڑے پر تم مفتون ہو رہے ہو، وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ تمہارا پروردگار اکیلا رحمٰن ہے۔ جس نے اب تک خیال کرو کس قدر رحمتوں کی بارش تم پر کی ہے۔ اُسے چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو؟ میں موسیٰ علیہ السلام کا جانشین ہوں اور خود نبی ہوں۔ اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو لازم ہے کہ میری راہ چلو اور میری بات مانو، سامری کے اغواء میں مت آؤ۔

فائدہ:[۹۲] قوم کی ضد:...... یعنی موسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے تک تو ہم اس سے ٹلتے نہیں اُن کے آنے پر دیکھا جائے گا جو کچھ مناسب معلوم ہوگا کریں گے۔

فائدہ:[۹۳] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام سے باز پرس:...... یعنی میں تم کو اپنا خلیفہ بنا کر اور حکم کر کے گیا تھا کہ میری غیبت میں ان کی اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا۔ پھر تم نے کیا اصلاح کی؟ کیوں اپنے موافقین کو ساتھ لے کر ان گوسالہ پرستوں کا سختی سے مقابلہ نہ کیا؟ اگر یہ نہ ہوسکتا تھا تو ان سے منقطع ہو کر میرے پاس کیوں نہیں چلے آئے؟ غرض تم نے ایسی صریح گمراہی کو دیکھ کر میرے طریق کار کی پیروی کیوں نہیں کی؟

فائدہ:[۹۴]...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرط جوش میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے تھے۔ اس کی مفصل بحث سورۂ اعراف [آیت: ۱۵۰] کے فوائد میں گذر چکی۔

فائدہ:[۹۵] جواب ہارون علیہ السلام:...... یعنی میری سمجھ میں یہی آیا کہ تمہارے آنے کا انتظار کرنا اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پیچھے کوئی ایسا کام کروں جس سے بنی اسرائیل میں پھوٹ پڑ جائے، کیونکہ ظاہر ہے اگر مقابلہ یا انقطاع ہوتا تو کچھ لوگ میرے ساتھ ہوتے اور بہت سے مخالف رہتے۔ مجھے ڈر ہوا کہ تم آکر یہ الزام نہ دو کہ میرا انتظار کیوں نہ کیا اور قوم میں ایسا تفرقہ کیوں ڈال دیا؟ حضرت شاہ

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ "چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو۔ اس لیے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے البتہ سمجھایا وہ نہ سمجھے" بلکہ اُن کے قتل پر تیار ہونے لگے: ﴿وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي﴾ [اعراف: ۱۵۰]

فائدہ: [۹۶] **سامری کو ڈانٹ** ...... ادھر سے فارغ ہو کر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو ڈانٹ بتلائی اور فرمایا کہ اب تو اپنی حقیقت بیان کر، یہ حرکت تو نے کس وجہ سے کی؟ اور کیا اسباب پیش آئے کہ بنی اسرائیل تیری طرف جھک پڑے؟

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ

بولا میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈال دی اور یہی صلاح

سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ

دی مجھ کو میرے جی نے ۹۷ کہا موسیٰ نے دور ہو تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے کہ کہا کرے مت چھیڑو [ہاتھ نہ لگانا] ۹۸ اور تیرے

مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ

واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہو گا ۹۹ اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر تمام دن تو معتکف رہتا تھا، ہم اس کو جلا دیں

لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

گے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر ۱۰۰ تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، سب چیز سما گئی ہے اس کے علم میں ۱۰۱

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ

یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو اُن کے احوال جو پہلے گزر چکے ۱۰۲ اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی [پڑھنے کو] کتاب ۱۰۳ جو کوئی منہ

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

پھیر لے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ سدا رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا ۱۰۴

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ

جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لائیں گے ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھیں ۱۰۵ چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے

اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾

مگر دس دن ۱۰۶

فائدہ: [۹۷] **سامری کی کرشمہ سازی:** ...... سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اُس وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں جبریل علیہ السلام دونوں جماعتوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے تا ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہر حال سامری نے کسی محسوس

دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبریل ہیں اُنکے پاؤں یا اُن کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اُٹھالی۔ وہ ہی اب سونے کے بچھڑے میں ڈال دی کیونکہ اُس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اُس میں مٹی پڑی برکت کی، حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اُس میں ہوگئی" ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہیے اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

تنبیہ:...... آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی، صحابہ و تابعین اور علمائے مفسرین سے یہ ہی منقول ہے، بعض زائغین نے اس پر جو طعن کیے ہیں اور آیت کی دور از صواب تاویلیں کی ہیں، اُنکا کافی جواب صاحب روح المعانی نے دیا ہے۔ یہاں اس قدر بسط کا موقع نہیں۔ من شاء فلیراجعہ۔

فائدہ: [۹۸] سامری کو دنیوی سزا:...... یعنی مجھے ہاتھ مت لگاؤ مجھ سے علیحدہ رہو، چونکہ اُس نے بچھڑے کا ڈھونگ بنایا تھا حب جاہ و ریاست سے کہ لوگ اُس کے ساتھ ہوں اور سردار مانیں، اُس کے مناسب سزا ملی کہ کوئی پاس نہ پھٹکے، جو قریب جائے وہ خود دُور رہنے کی ہدایت کردے اور دنیا میں بالکل ایک ذلیل، اچھوت اور وحشی جانور کی طرح زندگی گذارے۔

فائدہ: [۹۹] عذاب آخرت کا وعدہ:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "دنیا میں اُس کو یہ ہی سزا ملی کہ لشکر بنی اسرائیل سے باہر الگ رہتا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اُس سے تو دونوں کو تپ چڑھتی، اسی لیے لوگوں کو دُور دُور کرتا۔ اور یہ جو فرمایا کہ ایک وعدہ ہے جو خلاف نہ ہوگا شاید مراد عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا، وہ بھی یہود میں سامری کے فساد کی تکمیل کرے گا۔ جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے، ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو! فرمایا: "اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے" وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے، جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے ایسا ہی ہے۔"

فائدہ: [۱۰۰] بچھڑے کا انجام:...... یعنی تیری سزا تو یہ ہوئی اب تیرے جھوٹے معبود کی قلعی بھی کھولے دیتا ہوں، جس بچھڑے کو تو نے خدا بنایا اور دن بھر وہاں دل جمائے بیٹھا رہتا تھا، ابھی تیری آنکھوں کے سامنے توڑ پھوڑ کر اور جلا کر راکھ کر دوں گا، پھر راکھ کو دریا میں بہا دوں گا تا اُس کے پجاریوں کو خوب واضح ہو جائے کہ وہ دوسروں کو تو کیا نفع نقصان پہنچا سکتا، خود اپنے وجود کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔

فائدہ: [۱۰۱] سچا معبود تو ایک ہی ہے:...... باطل کو مٹانے کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو حق کی طرف بلاتے جاتے ہیں یعنی بچھڑا تو کیا چیز ہے کوئی بڑی سی بڑی چیز بھی معبود نہیں بن سکتی، سچا معبود تو وہ ہی ایک ہے جس کے سوا کسی کی بندگی عقلاً و نقلاً و فطرتاً روا نہیں اور جس کا لامحدود علم ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔

فائدہ: [۱۰۲] گذشتہ اقوام کے واقعات میں فوائد:...... یعنی موسیٰ و فرعون کی طرح اور بہت سی گذشتہ اقوام کے واقعات ہم تجھ کو اور تیرے ذریعہ سے تمام دنیا کو سناتے رہتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں مثلاً علم کی توفیر، معجزات کی تکثیر، پیغمبر اور مسلمانوں کی تسلی عقلمندوں کے لیے عبرت و تذکیر اور معاندین کے حق میں تہدید و ترہیب کا سامان ہوتا ہے۔

فائدہ: [۱۰۳]...... یعنی قرآن کریم جو ان عبرت آموز واقعات و حقائق پر مشتمل ہے۔

فائدہ: [۱۰۴] قرآن سے اعراض بہت بڑا گناہ ہے:...... یعنی اعراض و تکذیب سے جو گناہوں کا بوجھ قیامت کے دن اُن پر لادا جائے گا، کبھی ہلکا نہ ہوگا ہمیشہ اُس کے نیچے دبے رہیں گے۔ پھر اُس کا اُٹھانا کوئی ہنسی کھیل نہیں جب اُٹھائیں گے تو پتہ چلے گا کہ کیسے برے اور سخت بوجھ کے نیچے دبائے گئے ہیں۔

فائدہ: [۱۰۵] اعراض کا وبال:...... یعنی محشر میں لائے جانے کے وقت اندھے ہوں گے، یا شاید یوں ہی آنکھیں نیلی ہوں بدنمائی کے

واسطے۔ بہر حال اگر پہلے معنی لیے جائیں تو یہ ایک خاص وقت کا ذکر ہے، پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی تاکہ دوزخ وغیرہ کو دیکھ سکیں: ﴿وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ﴾ [کہف:۵۳] ﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا﴾ [مریم:۳۸]

فَائِدَة: [۱۰۶] **آخرت کی ہولناکی اور دنیوی زندگی کی قلت:**......یعنی آخرت کا طول اور وہاں کے ہولناک احوال کی شدت کو دیکھ کر دنیا میں یا قبر میں رہنا اتنا کم نظر آئیگا کہ گویا ہفتہ عشرہ سے زیادہ نہیں رہے، بڑی جلدی دنیا ختم ہوگئی یہاں کے مزے اور لمبی چوڑی اُمیدیں سب بھول جائیں گے، لہو و لعب میں عمر ضائع کرنے پر ندامت ہوگی۔ یا شاید معذرت کے طور پر ایسا کہیں گے، یعنی دنیا میں بہت ہی کم ٹھہرنا ہوا، موقع نہ ملا کہ آخرت کے لیے کچھ سامان کرتے جیسے دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ﴾ الٰی آخرہ [روم:۵۵]

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ ع ١٥ ١٤

ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں ف ۱۰۷ جب بولے گا ان میں اچھی راہ روش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن ف ۱۰۸ اور تجھ سے پوچھتے ہیں

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ

پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف میدان نہ دیکھے گا تو اس میں موڑ [کجی] اور نہ

اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

ٹیلا [اونچان] ف ۱۰۹ اس دن پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات ف ۱۱۰ اور دب جائیں گی آوازیں رحمان کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر

اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ

کھس کھسی آواز ف ۱۱۱ اس دن کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو اجازت دی رحمان نے اور پسند کی اس کی بات ف ۱۱۲ وہ جانتا ہے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ

جو کچھ ہے انکے آگے اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اس کو دریافت کر کے ف ۱۱۳ اور رگڑتے ہیں منہ آگے اس جیتے [زندہ] ہمیشہ رہنے والے کے ف ۱۱۴

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا

اور خراب ہوا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا ف ۱۱۵ اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان

هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ

پہنچنے کا ف ۱۱۶ اور اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر کر سنائی ہم نے اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں [ڈریں] یا

يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى

ڈالے ان کے دل میں سوچ ف ۱۱۷ سو بلند درجہ اللہ کا اس سچے بادشاہ کا ف ۱۱۸ اور تو جلدی نہ کر قرآن کے لینے میں جب تک پورا نہ ہو چکے [ہو جایا کرے] اس کا

اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۚ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ و۱۱۹

فائدہ: [۱۰۷] ...... یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔ وہ آپس میں جو سرگوشیاں کریں گے ہم کو خوب معلوم ہیں۔

فائدہ: [۱۰۸] ...... یعنی جواُن میں زیادہ عقلمند صائب الرائے اور ہوشیار ہوگا وہ کہے گا کہ میاں دس دن بھی کہاں؟ صرف ایک ہی دن سمجھو۔ اس کو زیادہ عقلمند اور اچھی راہ روش والا اس لیے فرمایا کہ دنیا کے زوال وفنا اور آخرت کی بقا و دوام اور شدتِ ہول کو اُس نے دوسروں سے زیادہ سمجھا۔

فائدہ: [۱۰۹] **منکرین حشر کے سوال کا جواب:** ...... یعنی قیامت کے ذکر پر منکرینِ حشر استہزاءً کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اُس کا جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے، ان سب کو ذرا سی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذرّات اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں اُڑا دیا جائے گا اور زمین بالکل صاف وہموار کردی جائے گی جس میں کچھ اونچ نیچ اور اُونچ نیچ نہ رہے گی، پہاڑوں کی رُکاوٹیں ایک دم میں صاف کردی جائیں گی۔

فائدہ: [۱۱۰] **قیامت کا ایک منظر:** ...... یعنی جدھر فرشتہ آواز دیگا یا جہاں بلائے جائیں گے سیدھے تیر کی طرح اُدھر دوڑے جائینگے۔ نہ بلانے والے کی بات ٹیڑھی ہوگی اور نہ دوڑنے والوں میں کچھ ٹیڑھا ترچھا پن رہے گا۔ کاش یہ لوگ دنیا میں اللہ کے داعی کی آواز پر اسی طرح سیدھے جھپٹتے تو وہاں کام آتا پر یہاں اپنی بدبختی اور کجروی سے ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتے رہے۔

فائدہ: [۱۱۱] **رحمٰن کے خوف وہیبت کا عالم:** ...... یعنی محشر کی طرف چلنے کی کھسکھساہٹ کے سوا اُس وقت رحمٰن کے خوف وہیبت کے مارے کسی کی آواز نہ سنائی دے گی، اگر کوئی کچھ کہے گا بھی تو اس قدر آہستہ جیسے کانا پھوسی کرتے ہوں۔

فائدہ: [۱۱۲] **قیامت کے دن مقبول سفارش کی شرائط:** ...... یعنی اُس کی سفارش چلے گی جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سفارش کی اجازت ملے، اُس کا بولنا خدا کو پسند ہو۔ اور بات ٹھکانے کی کہے اور ایسے شخص کی سفارش کرے جس کی بات (لا الہ الا اللہ) خدا کو پسند آچکی ہے، کافر کے حق میں کوئی سعی سفارش نہیں چلے گی۔

فائدہ: [۱۱۳] ...... یعنی خدا کا علم سب کو محیط ہے لیکن بندوں کا علم اُس کو یا اُس کی معلومات کو محیط نہیں۔ اس لیے وہ ہی اپنے علم محیط سے جانتا ہے کہ کس کو کس کے لیے شفاعت کا موقع دینا چاہیے۔

فائدہ: [۱۱۴] **سرکش متکبروں کے سر بھی جھکے ہوں گے:** ...... یعنی اُس روز بڑے بڑے سرکش متکبروں کے سر بھی علانیہ اسی حی وقیوم کے سامنے ذلیل قیدیوں کی طرح جھکے ہوں گے جنہوں نے کبھی خدا کے آگے پیشانی نہ ٹیکی تھی اس وقت بڑی عاجزی سے گردن جھکائے چلے آئیں گے۔

فائدہ: [۱۱۵] ...... یعنی ظالم کا حال کچھ نہ پوچھو کیسا خراب ہوگا۔ ظلم کے لفظ میں شرک اور دوسرے معاصی بھی داخل ہیں جیسے فرمایا: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان: ۱۳] اور ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ الآیۃ [آل عمران: ۱۳۵] ہر ایک ظالم کی خرابی اُس کے درجۂ ظلم کے موافق ہوگی۔

فائدہ: [۱۱۶] **صالح مومن کو تسلی:** ...... بے انصافی یہ کہ کوئی نیکی ضائع کردی جائے یا ناکردہ گناہ پکڑا جائے۔ اور نقصان پہنچانا یہ کہ استحقاق سے کم بدلہ دیا جائے۔

فَائِدَة:[١١٧] نزول قرآن کی غرض تقویٰ اور انجام کی فکر:......یعنی جیسے یہاں محشر کے احوال اور نیک و بد کے نتائج صاف صاف سنا دیے اسی طرح ہم نے پورا قرآن صاف زبان عربی میں نازل کیا تاجولوگ اسکے اوّلین مخاطب ہیں اُسکو پڑھ کر خدا سے ڈریں اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں، اور اتنا نہ ہوتو کم از کم اُن کے دلوں میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ سوچ تو پیدا ہو جائے۔ممکن ہے یہی سوچ اور غور ولکر آگے بڑھتے بڑھتے ہدایت پر لے آئے اور اُن کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت ہو۔

فَائِدَة:[١١٨]......جس نے ایسا عظیم الشان قرآن اُتارا، اور اپنی رعایا کو ایسی سچی اور کھری باتیں اُن کے فائدہ کے لیے سنائیں۔

فَائِدَة:[١١٩] تلقین دعا:......یعنی جب قرآن ایسی مفید و عجیب چیز ہے تو جس طرح ہم اُس کو بتدریج آہستہ آہستہ اُتارتے ہیں، تم بھی اُس کو جبریل سے لینے میں جلدی نہ کیا کرو۔جس وقت فرشتہ وحی پڑھ کر سنائے، تم عجلت کر کے اُس کے ساتھ ساتھ نہ پڑھو۔ہم ذمہ لے چکے ہیں کہ قرآن تمہارے سینے سے نکلنے نہ پائے گا پھر اس فکر میں کیوں پڑتے ہو کہ کہیں بھول نہ جاؤں۔اس فکر کے بجائے یوں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی اور زیادہ سمجھ اور بیش از بیش علوم و معارف عطا فرمائے۔دیکھو! آدم نے ایک چیز میں بے موقع تعجیل کی تھی اُس کا انجام کیا ہوا۔حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام جب قرآن لاتے حضرت اُن کے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاؤں، اس کو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامہ میں ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ۝﴾ [آیت:١٦، ١٧] اور تسلی کر دی تھی کہ اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ہمارے ذمہ ہے۔لیکن بندہ بشر ہے، شاید بھول گئے ہوں اس لیے پھر اس آیت سے تقید کیا اور بھولنے پر آگے مثل بیان فرمائی آدم کی۔"

ع ١١/١٥ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

اور ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت ف١٢٠ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے [عورت] کا سو نکلوا نہ دے

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا

تم کو بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں ف١٢١ تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے [جھیلے] تو

فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ

اس میں اور نہ دھوپ ف١٢٢ پھر جی میں ڈالا اس کے شیطان نے، کہا: اے آدم! میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا زندہ رہنے کا اور بادشاہی جو

لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫

پرانی نہ ہو ف١٢٣ پھر دونوں نے کھا لیا اس میں سے پھر کھل گئیں ان پر ان کی بری چیزیں [شرمگاہ] اور لگے گانٹھنے اپنے اوپر پتے بہشت کے ف١٢٤ اور حکم ٹالا

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ۖ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا

آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نواز دیا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اس پر اور راہ پر لایا ف١٢٥ فرمایا اترو یہاں سے دونوں

جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

اکٹھے [ایک ساتھ] رہو ایک دوسرے کے دشمن ف۱۲۶ پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت ف۱۲۷ پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف

وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾

میں پڑے گا ف۱۲۸ اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گزران تنگی کی ف۱۲۹ اور لائیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا ف۱۳۰

فائدہ: [۱۲۰] مثالِ آدم علیہ السلام: ......وہ ہی جو دانہ کھالیا تھا بھول گئے، یعنی قائم نہ رہے، آگے اس قصہ کی قدرے تفصیل ہے۔

فائدہ: [۱۲۱] ......ظاہر ہے بہشت کا آرام دوسری جگہ کہاں مل سکتا ہے۔ آخر کھانے پہننے، رہنے سہنے کی تدبیریں کرنی پڑیں گی۔

فائدہ: [۱۲۲] ......انسان کی یہ ہی بڑی ضرورتیں ہیں کھانا پینا، پہننا اور رہنے کے لیے مکان جس میں دھوپ بارش کا بچاؤ ہو۔ جنت میں اس طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہر طرح راحت ہی راحت ہے...... ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد

یہاں راحت کا ذکر نہیں کیا صرف تکلیفوں کی نفی کی شاید متنبہ کرنے کے لیے کہ یہاں سے نکلے تو ان سب چیزوں کی تکلیف اُٹھاؤ گے۔

فائدہ: [۱۲۳] وسوسۂ شیطانی: ......یعنی ایسا درخت بتاؤں جس کے کھانے سے کبھی موت نہ آئے اور لازوال بادشاہت ملے۔

فائدہ: [۱۲۴] ......یہ سب قصہ سورۂ اعراف وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے، وہاں کے فوائد میں ہم اس کے اجزاء پر نہایت کافی وشافی کلام کر چکے ہیں۔ [آیت: ۲۲]

فائدہ: [۱۲۵] فضل ربانی: ......یعنی جب حکمِ الٰہی کے امتثال میں غفلت وکوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق عزم واستقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے۔ اسی کو غوایت وعصیان سے تغلیظاً تعبیر فرمایا ہے بقاعدہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" اس کی بحث بھی پہلے گزر چکی۔ یعنی شیطان کا تسلط نہیں ہونے دیا بلکہ فوراً توبہ کی توفیق بخشی، خلعت قبول سے نوازا، اور بیش از بیش مہربانی سے اُس کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی خوشنودی کے راستہ پر قائم کر دیا۔

فائدہ: [۱۲۶] ذریت میں دشمنی: ......اگر یہ خطاب صرف آدم وحوا کو ہے تو یہ مراد ہوگی کہ اُن کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی۔ جیسا رفاقت کر کے گناہ کیا تھا اُس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی اور اگر خطاب آدم وابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ دونوں کی ذریت میں یہ دشمنی برابر قائم رہے گی، شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

فائدہ: [۱۲۷] ......یعنی نبیوں اور کتابوں کے ذریعہ سے۔

فائدہ: [۱۲۸] ......یعنی نہ جنت کے راستہ سے بہکے گا نہ اُس سے محروم ہو کر تکلیف اُٹھائے گا۔ جس وطن اصلی سے نکل کر آیا تھا، بے کھٹکے پھر وہیں جا پہنچے گا۔

فائدہ: [۱۲۹] اللہ کی یاد سے غافل شخص کی زندگی تنگ کردی جاتی ہے: ......جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے، اُسکی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے گو دیکھنے میں اُس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش وعشرت نظر آئیں، مگر اُس کا دل قناعت وتوکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا، موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہانِ روح [روح کو تکلیف

دیتے] رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجیے اکسی کو رات دن میں دو گھنٹے، اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یادِ الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا: ﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ [رعد:۲۸] لیکن...... ؎

ذوق این بادہ ندانی بخدا تانہ چشی

بعض مفسرین نے ﴿مَعِیْشَۃً ضَنْکًا﴾ کے معنی لیے ہیں "وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے" گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے اُس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخر کار اُس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو اُسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے ﴿مَعِیْشَۃً ضَنْکًا﴾ سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اُس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا جب کہ قبر کی زمین بھی اُس پر تنگ کر دی جائے گی۔ ﴿مَعِیْشَۃً ضَنْکًا﴾ کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہ نے کی ہے بلکہ بزار نے باسناد جید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہرحال ﴿مَعِیْشَۃً ضَنْکًا﴾ کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۳۰] اندھا کر کے اٹھایا جائے گا:...... یعنی آنکھوں سے اندھا کر کے محشر کی طرف لایا جائے گا اور دل کا بھی اندھا ہوگا کہ کسی حجت کی طرف رستہ نہ پائے گا۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی تا دوزخ وغیرہ احوال محشر کا معائنہ کرے۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ

وہ کہے گا اے رب کیوں اٹھا لایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا ۱۳۱ فرمایا یوں ہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا

وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ وَکَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ

اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے ۱۳۲ اور اسی طرح بدلہ دیں گے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر ۱۳۳ اور آخرت کا

الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ

عذاب سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا ۱۳۴ سو کیا ان کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں

مَسٰکِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَکَانَ لِزَامًا ع

ان کی جگہوں میں ۱۳۵ اس میں خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہو

وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

جاتی مڈبھیڑ (گھمسان) اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا گیا ۱۳۶ سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ۱۳۷ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور

غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ

غروب ہونے سے پہلے ۱۳۸ اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر ۱۳۹ اور دن کی حدوں پر ۱۴۰ شاید (تاکہ) تو راضی ہو ۱۴۱ اور مت پسار

إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ

اپنی آنکھیں اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے [برتنے] کو دی ہم نے ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی انکے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور

خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ

بہت باقی رہنے والی ف۱۴۲ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی قائم رہ اس پر ف۱۴۳ ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی، ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو،

وَٱلْعَـٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوا۟ لَوْلَا يَأْتِينَا بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّهِۦٓ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِى

انجام بھلا ہے پرہیزگاری کا ف۱۴۴ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب سے ف۱۴۵ کیا پہنچ نہیں چکی ان کو

ٱلصُّحُفِ ٱلْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ أَنَّآ أَهْلَكْنَـٰهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِۦ لَقَالُوا۟ رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا

نشانی اگلی کتابوں میں کی ف۱۴۶ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا ہم تک کسی

رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَـٰتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا۟ ۖ

کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب [کلام] پر ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم بھی راہ

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَـٰبُ ٱلصِّرَٰطِ ٱلسَّوِىِّ وَمَنِ ٱهْتَدَىٰ ﴿١٣٥﴾ ع ۱۷

دیکھو، آئندہ جان لوگے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی ف۱۴۷

فائدہ:[۱۴۱]...... یعنی جو کافر دنیا میں ظاہری آنکھیں رکھتا تھا تعجب سے سوال کرے گا کہ آخر مجھ سے کیا قصور ہوا جو آنکھیں چھین لی گئیں۔

فائدہ:[۱۴۲] جیسے کرنی ویسے بھرنی:...... یعنی دنیا میں ہماری آیات دیکھ سن کر یقین نہ لایا، نہ اُن پر عمل کیا۔ ایسا بھولا رہا کہ سب سنی اَن سنی کر دی۔ آج اُسی طرح تجھ کو بھلایا جا رہا ہے جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا، یہاں اُسی کے مناسب سزا ملنے اور اندھا کر کے اُٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے۔

فائدہ:[۱۴۳]...... یعنی اسی طرح ہر ایک مجرم کو اُس کے مناسب حال سزا دی جائے گی۔

فائدہ:[۱۴۴] یہ تو حماقت ہے:...... اس لیے بڑی حماقت ہوگی کہ یہاں کی تکلیف سے گھبرائیں اور وہاں کے عذاب سے بچنے کی فکر نہ کریں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔"

فائدہ:[۱۴۵] تاریخی واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئے:...... یعنی آخرت میں جو سزا ملے گی اگر اُس پر یقین نہیں آتا تو کیا تاریخی واقعات سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے۔ ان ہی مکہ والوں کے آس پاس کتنی قومیں اپنے کفر و طغیان کی بدولت تباہ کی جا چکی ہیں جن کے افسانے لوگوں کی زبان پر باقی ہیں اور جن میں سے بعض کے کھنڈرات پر ملک شام وغیرہ کا سفر کرتے ہوئے خود اُن کا گزر بھی ہوتا ہے جنہیں دیکھ کر اُن غارت شدہ قوموں کی یاد تازہ ہو جانا چاہیے کہ کس طرح انہی مکانوں میں چلتے پھرتے ہلاک کر دیئے گئے۔

فائدہ:[۱۴۶] خدا کی رحمت غضب پر سابق ہے:...... یعنی حق تعالیٰ کی رحمت غضب پر سابق ہے اسی لیے مجرم کو دیر تک اصلاح کا موقع دیتے ہیں اور پوری طرح اتمام حجت کے بدون ہلاک نہیں کرتے بلکہ اس اُمت کے متعلق تو یہ بھی فرما دیا ہے: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ

﴿لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ [انفال: ۳۳] اور اپنی خاص مہربانی سے عذاب عام مستاصل کو اس اُمت سے اُٹھالیا ہے۔ یہ بات ہے جو تیرے رب کی طرف سے نکل چکی اگر یہ نہ ہوتی اور ہر ایک مجرم قوم کے عذاب کا ایک خاص وقت مقرر نہ ہوتا تو لازمی طور پر ان کو عذاب آگھیرتا۔ کیونکہ انکا کفر و شرارت اسی کو مقتضی ہے کہ فوراً ہلاک کر دیئے جائیں، صرف مصالح مذکورہ بالا مانع ہیں جن سے اس قدر توقف ہو رہا ہے، آخر قیامت میں عذاب عظیم کا مزا چکھنا پڑیگا۔ اور جب وقت آئیگا تو دنیا میں بھی اُس گھمسان کا نمونہ دیکھ لینگے۔ چنانچہ بدر میں مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی تو تھوڑا سا نمونہ دیکھ لیا۔

فائدہ: [۱۳۷] **صبر کی تلقین:** ...... یعنی عذاب اپنے وقت پر ہو کر رہے گا، تاخیر و امہال کو دیکھ کر یہ لوگ جو کچھ بکیں بکنے دو، آپ فی الحال ان کی باتوں کو سہتے رہیے اور صبر و سکون سے آخری نتیجہ کا انتظار کیجیے۔ اِن کے کلماتِ کفر پر حد سے زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: [۱۳۸] **نمازوں کا ثبوت اور عبادت پر ملاومت کا حکم:** ...... یہ فجر اور عصر کی نمازیں ہوئیں۔ یعنی احمقوں اور شریروں کی باتوں پر دھیان نہ کرو، صبر و سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو۔ کیونکہ خدا کی مدد صبر و صلوٰۃ دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے: ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ [بقرہ: ۴۵]

فائدہ: [۱۳۹] ...... اس میں مغرب و عشاء بلکہ بعض تفاسیر کے موافق نماز تہجد بھی داخل ہے۔

فائدہ: [۱۴۰] ...... یہ ظہر کی نماز ہوئی، کیونکہ اُس وقت دن کے نصفِ اوّل اور نصفِ آخر کی حدیں ملتی ہیں بلکہ صحاح و قاموس وغیرہ میں تصریح کی ہے کہ "طرف" "طائفة من الشیء" یعنی کسی شئے کے حصہ کو کہتے ہیں۔ خاص حد اور کنارہ کے معنی نہیں اس صورت میں نہار کو جنس مان کر ہر دن کا ایک خاص حصہ مراد ہو سکتا ہے جہاں دن کی تنصیف ہوتی ہے۔

فائدہ: [۱۴۱] **اچھا بدلہ:** ...... یعنی ایسا طرز عمل رکھو گے تو ہمیشہ دنیا و آخرت میں راضی رہو گے۔ اس عمل کا بڑا بھاری اجر ملے گا اور اُمت کی مدد ہوگی دنیا میں، اور بخشش ہوگی آخرت میں آپ کی سفارش سے جسے دیکھ کر آپ خوش ہوں گے۔

فائدہ: [۱۴۲] **کافروں کے مال و دولت کی طرف نظر التفات نہ کیجیے:** ...... یعنی دنیا میں قسم قسم کے کافروں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس وغیرہ کو ہم نے عیش و تنعم کے جو سامان دیے ہیں اُن کی طرف آپ کبھی آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھئے (جیسے اب تک نہیں دیکھا)۔ یہ محض چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ سے ہم ان کا امتحان کرتے ہیں، کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے، جو عظیم الشان دولت حق تعالیٰ نے (اے پیغمبر) آپ کے لیے مقدر کی ہے مثلاً قرآنِ کریم، منصب رسالت، فتوحاتِ عظیمہ، رفع ذکر اور آخرت کے اعلیٰ ترین مراتب اُس کے سامنے اِن فانی اور حقیر سامانوں کی کیا حقیقت ہے۔ آپ کے حصہ میں جو دولت آئی وہ ان کی دولتوں سے کہیں بہتر ہے اور بذاتِ خود یا اپنے اثر کے اعتبار سے ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بہرحال آپ نہ ان کی تکذیب و اعراض سے مضطرب ہوں، نہ ان کے ساز و سامان اور مال و دولت کی طرف نظر التفات اُٹھائیں۔

فائدہ: [۱۴۳] **متعلقین کو بھی نماز کی تاکید کرنی چاہیے:** ...... یعنی اپنے متعلقین اور اَتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لیے) نماز پڑھواؤ، جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ۔

فائدہ: [۱۴۴] **روزی پہنچانے والا وہی خدا ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں:** ...... دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کمواتے ہیں۔ وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کو روزی آپ دیتا ہے۔ (کذافی الموضح) غرض ہماری نماز سے اس کا کچھ فائدہ نہیں، البتہ ہمارا فائدہ ہے کہ نماز کی برکت سے بے غائلہ روزی ملتی ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [طلاق: ۲، ۳] اسی لیے اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو۔ نماز بہرحال ادا

کرنی ہے، روزی پہنچانے والا وہی خدا ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں۔ الحاصل کسب معاش کے اُن ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ پرہیزگاری اختیار کرے، انجام کار دیکھ لے گا کہ خدا کس طرح اُس کی مدد کرتا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۴۵] ......یعنی کوئی ایسی کھلی نشانی کیوں نہیں دکھلاتے جس کے بعد ہم کو انکار کی گنجائش ہی نہ رہے ورنہ اس روز روز کی تہدید وتخویف سے کیا فائدہ۔

فَائِدَہ:[۱۴۶] ہٹ دھرم کفار کا مطالبہ اور اس کا جواب:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزماں کی، یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کافی ہے۔ یہ پیغمبر بھی اصولاً اُن ہی باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی انوکھی بات نہیں کہتا۔ یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق واقعات بیان کرتا ہے۔'' اور بہترین تفسیر میرے نزدیک وہ ہے جو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اختیار کی۔ یعنی یہ لوگ ہٹ دھرمی سے کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہیں لایا۔ کیا اور سینکڑوں نشانات کے علاوہ سب سے بڑا عظیم الشان یہ قرآن اُن کے پاس نہیں آچکا جو اگلی کتابوں کے ضروری مضامین کا محافظ اور اُن کی صداقت کے لیے بطور حجت اور گواہ کے ہے اور جس کا اعجاز آفتاب سے زیادہ روشن ہے: ﴿وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ [عنکبوت: ۵۰ تا ۵۱]

فَائِدَہ:[۱۴۷] ......یعنی ایسا عظیم الشان نشان دیکھنے کے بعد تو کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہ لایا؟ اور فرض کرو ہم یہ نشان نہ دکھاتے یعنی قرآن نازل نہ کرتے، بس انزال کتاب اور ارسال رسول سے پہلے ہی کفر و شرک کی سزا میں اُن کو دھر گھسیٹتے، تو شور مچاتے کہ صاحب! سزا دینے سے پیشتر ہمارے پاس کوئی کتاب اور سمجھانے والا تو بھیجا تھا کہ ہم کو ذلت و رسوائی اُٹھانے سے قبل آگاہ کر دیتا۔ پھر دیکھتے کہ ہم آپ کے کہنے پر کیسا چلتے۔ غرض قران نہ آتا تو یوں کہتے، اب آیا تو اُسے چھوڑ کر دوسری من گھڑت نشانیوں کا مطالبہ کرنے لگے۔ اِن کا مقصود ہدایت حاصل کرنا ہی نہیں، فضول حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔ سو خیر ان سے کہہ دو کہ ہم اور تم دونوں انتظار کرتے ہیں کہ عنقریب پردۂ غیب سے کیسا مستقبل سامنے آتا ہے۔ اُس وقت سب حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ کس جماعت کا راستہ سیدھا، اور کون اُس راستہ پر ٹھیک چل رہا ہے۔

تمّ سورۃ طٰہٰ بتوفیقہ وعونہ فلہ الحمد اولاً و اٰخراً
و علیٰ نبیہ الصلوٰۃ والتسلیم وافراً متکاثراً۔

.......☆☆☆......الحمد للہ سولواں ۱۶ پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر: ۱۷

ایاتها ۱۱۲ ۲۱ سُوۡرَةُ الۡاَنۡبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ رکوعاتها ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۷ الجزء اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۞۱ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ

نزدیک آ گیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ٹلا رہے ہیں ف۱ کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے رب سے نئی

مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۞۲ لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ‌ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ الَّذِيۡنَ

مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں دل ان کے ف۲ اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے

ظَلَمُوۡا ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ‌ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ۞۳ قٰلَ رَبِّىۡ يَعۡلَمُ

یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو اس کے جادو میں آنکھوں دیکھتے ف۳ اس [پیغمبر] نے کہا میرے رب

الۡقَوۡلَ فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ‌ ۖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۞۴ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۢ بَلِ

کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ ہے سننے والا جاننے والا ف۴ اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں بیہودہ [پریشان] خواب ہیں، نہیں، جھوٹ باندھ لیا ہے،

افۡتَرٰٮهُ بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ ۖۚ فَلۡيَاۡتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ۞۵ مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ

نہیں، شعر کہتا ہے پھر چاہیے لے آئے ہمارے پاس کوئی نشانی، جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے ف۵ نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو

اَهۡلَكۡنٰهَا‌ ۚ اَفَهُمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ ۞۶ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡــَٔلُوۡۤا اَهۡلَ

غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے ف۶ اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی [حکم] بھیجتے تھے ہم ان کو سو پوچھ لو

الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۞۷

یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے ف۷

فائدہ: [۱] قرب قیامت اور لوگوں کی بے حسی و غفلت:............ یعنی حساب و کتاب اور مجازات کی گھڑی سر پر کھڑی ہے لیکن یہ لوگ (مشرکین وغیرہ) سخت غفلت و جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں، کوئی تیاری قیامت کی جوابدہی کے لیے نہیں کرتے۔ اور جب آیات اللہ سنا کر

خوابِ غفلت سے چونکائے جاتے ہیں تو نصیحت سن کر نہایت لاپروائی کیساتھ ٹلا دیتے ہیں گویا کبھی ان کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا اور حساب دینا ہی نہیں۔ سچ ہے: "اَلنَّاسُ فِیْ غَفَلَاتِهِمْ وَرَحَی الْمَنِيَّةِ تَطْحَنُ۔"

فَائِدَۃ:[۲] غفلت اور کھیل تماشہ بنانے کا نقصان:...... یعنی قرآن کی بڑی بیش قیمت نصیحتوں کو محض ایک کھیل تماشہ کی حیثیت سے سنتے ہیں جن میں اگر اخلاص کیساتھ غور کرتے تو سب دین و دنیا درست ہو جاتی، لیکن جب دل ہی ادھر سے غافل ہیں اور کھیل تماشہ میں پڑے ہیں تو غور کرنے کی نوبت کہاں سے آئے۔

فَائِدَۃ:[۳] بے انصافوں کی خفیہ میٹنگ اور الزام تراشی:...... جب نصیحت سنتے سنتے تنگ آ گئے تو چند بے انصافوں نے خفیہ میٹنگ کر کے قرآن اور پیغمبر کے متعلق کہنا شروع کیا کہ یہ پیغمبر تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہیں، نہ فرشتہ ہیں، نہ ہم سے زیادہ کوئی ظاہری امتیاز رکھتے ہیں۔ البتہ ان کو جادو آتا ہے، جو کلام پڑھ کر سناتے ہیں وہ ہو نہ ہو جادو کا کلام ہے۔ پھر تم کو کیا مصیبت نے گھیرا کہ آنکھوں دیکھتے ان کے جادو میں پھنستے ہو؟ لازم ہے کہ ان کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن کو جادو شاید اس کی قوتِ تاثیر اور حیرت انگیز تصرف کو دیکھ کر کہا۔ اور خفیہ میٹنگ اس لیے کی کہ آئندہ حق کے خلاف جو تدابیر کرنے والے تھے یہ اس کی تمہید تھی۔ اور ظاہر ہے کہ ہوشیار دشمن اپنی معاندانہ کاروائیوں کو قبل از وقت طشت از بام [ظاہر] کرنا پسند نہیں کرتا اندر ہی اندر آپس میں پروپیگنڈا کیا کرتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۴] اللہ کو سب خبر ہے:...... پیغمبر نے فرمایا کہ تم کتنے ہی چھپا کر مشورے کرو، اللہ کو سب خبر ہے۔ وہ تو آسمان و زمین کی ہر بات کو جانتا ہے پھر تمہارے راز اور سازشیں اس سے کہاں پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔

فَائِدَۃ:[۵] ضدی اور ہٹ دھرم کافروں کی بدحواسی:...... قرآن سن کر ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ کسی ایک رائے پر قرار نہ تھا، کبھی اسے جادو بتاتے، کبھی پریشان خوابیں کہتے، کبھی دعویٰ کرتے کہ آپ اپنے جی سے کچھ باتیں جھوٹ گھڑ لائے ہیں جن کا نام قرآن رکھ دیا ہے۔ نہ صرف یہ ہی بلکہ آپ ایک عمدہ شاعر ہیں اور شاعروں کی طرح تخیل کی بلند پروازی سے کچھ مضامین مؤثر اور مسجع عبارت میں پیش کر دیتے ہیں۔ اگر واقع میں ایسا نہیں تو چاہیے کہ آپ کوئی ایسا کھلا معجزہ دکھلائیں جیسے معجزات پہلے پیغمبروں نے دکھلائے تھے۔ یہ کہنا بھی محض عناد سے دق کرنے کے لیے تھا، کیونکہ اول تو مکہ کے یہ جاہل مشرک پہلے پیغمبروں اور ان کے معجزات کو کیا جانتے تھے، دوسرے آپ کے بیسیوں کھلے کھلے نشان دیکھ چکے تھے جو انبیائے سابقین کے نشانات سے کسی طرح کم نہ تھے جن میں سب سے بڑھ کر یہ ہی قرآن کا معجزہ تھا۔ وہ دل میں سمجھتے تھے کہ نہ یہ جادو کی مہمل عبارتیں ہیں، نہ بے ہودہ خواب ہیں، نہ شاعری ہے۔ اسی لیے جب کوئی ایک بات چسپاں نہ ہوتی تو اسے چھوڑ کر دوسری بات کہنے لگتے تھے: ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۝﴾ [فرقان:۹]

فَائِدَۃ:[۶] مشرکین مکہ کی فرمائشیں پوری کرنے کا کوئی فائدہ نہیں:...... یعنی پہلی قوموں کو فرمائشی نشان دکھلائے گئے وہ انہیں دیکھ کر بھی نہ مانے آخر سنت اللہ کے موافق ہلاک کیے گئے۔ اگر ان مشرکینِ مکہ کی فرمائشیں پوری کی جائیں تو ظاہر ہے یہ ماننے والے تو ہیں نہیں لامحالہ حق تعالیٰ کی عام عادت کے موافق تباہ کیے جائیں گے اور ان کی بالکلیہ تباہی مقصود نہیں بلکہ حکمتِ الٰہیہ فی الجملہ ان کے باقی رکھنے کو مقتضی ہے۔

فَائِدَۃ:[۷] پہلے آنے والے پیغمبر بھی بشر ہی تھے:...... یہ ان کے قول ﴿هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کا جواب ہوا۔ یعنی پہلے بھی جو پیغمبر آئے جن کی مانند نشانیاں دکھلانے کا آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کرتے ہو، وہ آنحضرت کی طرح بشر تھے فرشتے نہ تھے۔ اگر اتنی مشہور و مستفیض بات کی بھی اپنی جہالت کی وجہ سے تم کو خبر نہیں، تو خبر رکھنے والوں سے دریافت کر لو۔ آخر یہود و نصاریٰ اہلِ کتاب سے تمہارے تعلقات ہیں، اتنی موٹی بات ان سے ہی پوچھ لینا کہ پہلے زمانوں میں جو انبیاء و رسل تشریف لائے وہ بشر تھے یا آسمان کے فرشتے۔

نصف (۱)

2/8

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ

اور نہیں بنائے تھے ہم نے ان کے ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے ف۸ پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سو بچا

فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۹﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ

دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور غارت کر دیا حد سے نکلنے والوں کو ف۹ ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب کہ اس میں تمہارا ذکر ہے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ ع

کیا تم سمجھتے نہیں ف۱۰ اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے بستیاں جو تھیں گنہ گار اور اٹھا کھڑے کیے ان کے پیچھے اور لوگ ف۱۱

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ

پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی، تب لگے وہاں سے ایڑ کرنے [بھاگنے] ایڑ مت کرو [مت بھاگو] اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے

وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ

گھروں میں شاید کوئی تم کو [تمہاری بات] پوچھے ف۱۲ کہنے لگے ہائے خرابی ہماری ہم تھے بے شک گنہگار پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

یہاں تک کہ ڈھیر کر دیے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے ف۱۳ اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ

کھیلتے ہوئے ف۱۴ اگر ہم چاہتے کہ بنالیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو کرنا ہوتا یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں

عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لیے خرابی ہے اُن باتوں سے جو تم بتلاتے ہو ف۱۵

فائدہ: [۸] ...... یعنی بشری خصائص ان میں موجود تھیں، نہ فرشتوں کی طرح ان کا بدن ایسا تھا کہ کبھی کھانا نہ کھا سکتے نہ وہ خدا تھے کہ کبھی موت اور فنا نہ آئے ہمیشہ زندہ رہا کریں۔

فائدہ: [۹] انبیاء علیہم السلام کا امتیاز عام انسانوں سے: ...... ان کا امتیاز دوسرے بندوں سے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت و اصلاح کے لیے کھڑے کیے گئے تھے۔ خدا اُن کی طرف وحی بھیجتا اور باوجود بے سروسامانی کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی حمایت و نصرت کے وعدے کرتا تھا۔ چنانچہ اللہ نے اپنے وعدے سچے کر دکھائے، ان کو مع رفقاء کے محفوظ رکھا اور بڑے بڑے متکبر دشمن جو اُن سے ٹکرائے تباہ و غارت کر دیئے گئے۔ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن اسی نوع کے بشر ہیں جن کی اعانت و حمایت ساری دنیا کے مقابلہ میں کی جاتی ہے، ان کے مخالفین کو چاہیے کہ اپنا انجام سوچ رکھیں اور پہلی قوموں کی مثالوں سے عبرت حاصل کریں، کہیں آخرت کے حساب سے پہلے دنیا ہی میں حساب شروع نہ کر دیا جائے۔

فائدہ:[۱۰] قرآن کے ذریعہ نصیحت وفہمائش:......یعنی قرآن کے ذریعہ سے تم کو ہر قسم کی نصیحت وفہمائش کردی گئی اور سب برا بھلا انجام سمجھا دیا گیا، اگر کچھ بھی عقل ہوگی تو عذاب الٰہی سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی کوشش کروگے اور قرآن کی قدر پہچانوگے جو فی الحقیقت تمہارے مجد وشرف کی ایک بڑی دستاویز ہے، کیونکہ تمہاری زبان میں اور تمہاری قوم کے ایک فرد کامل پر اترا اور دنیا میں تم کو شہرتِ دائمی عطا کی، اگر اپنے ایسے محسن کو نہ مانوگے تو دنیا میں ذلیل ہوگے اور آخرت کا عذاب الگ رہا۔ آگے ان قوموں کا دنیوی انجام بیان فرماتے ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام سے دشمنی کرکے اپنی جانوں پر ظلم کیے تھے۔

فائدہ:[۱۱]......یعنی یہ نہیں کہ ان کے نیست ونابود کردینے سے اللہ کی زمین اجڑ گئی، وہ گئے دوسروں کو ان کی جگہ بسا دیا گیا۔

فائدہ:[۱۲] عذاب الٰہی سے بھاگ نہیں سکو گے:......یعنی جب عذابِ الٰہی سامنے آگیا تو چاہا کہ وہاں سے نکل بھاگیں اور بھاگ کر جان بچالیں۔ اس وقت تکوینی طور پر کہا گیا کہ بھاگتے کہاں ہو، ٹھہرو، اور ادھر ہی واپس چلو جہاں عیش کیے تھے اور جہاں بہت سے سامانِ تنعم جمع کررکھے تھے۔ شاید وہاں کوئی تم سے پوچھے کہ حضرت! وہ مال ودولت اور زور وقوت کا نشہ کیا ہوا؟ وہ سامان کدھر گئے؟ اور جو نعمتیں خدا نے دے رکھی تھیں انکا شکر کہاں تک ادا کیا تھا؟ یا یہ کہ آپ بڑے آدمی تھے جن کی ہر موقع پر پوچھ ہوتی تھی، اب بھی وہیں چلئے۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں تا لوگ اپنے مہمات میں آپ سے مشورے کرسکیں اور آپ کی رائیں دریافت کرسکیں (یہ سب باتیں تحکماً کہی گئی ہیں)۔

فائدہ:[۱۳] اعتراف جرم:......یعنی جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تب اپنے جرموں کا اعتراف کیا اور برابر یہ ہی چلاتے رہے کہ بے شک ہم ظالم اور مجرم ہیں۔ لیکن "اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" یہ وقت قبولِ توبہ کا نہ تھا۔ اعتراف وندامت اس وقت سب بے کار چیزیں تھیں۔ آخر اس طرح ختم کردیئے گئے جیسے کھیتی ایک دم میں کاٹ کر ڈھیر کردی جاتی ہے یا آگ میں جلتی ہوئی لکڑی بجھ کر راکھ رہ جاتی ہے۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۱۴] دنیا آخرت کیلئے پیدا کی گئی ہے:......یعنی جس میں کوئی معتد بہ حکمت اور غرض صحیح نہ ہو۔ اس لیے عقلمند کو چاہیے کہ آفرینش عالم کی غرض کو سمجھے اور دنیا کو محض کھیل تماشا سمجھ کر انجام سے غافل نہ ہو، بلکہ خوب سمجھ لے کہ دنیا آخرت کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ ہر نیک وبد کی جزا ملنا اور ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے۔

فائدہ:[۱۵] حق وصداقت کے گولے سے باطل کی بربادی:......یعنی اگر ایسے لہو ولعب کے کام بالفرض ہماری شان کے لائق ہوتے اور ہم ارادہ بھی کرتے کہ یوں ہی کوئی مشغلہ اور کھیل تماشا بنا کر کھڑا کردیں تو یہ چیز ہم بذات خود اپنی قدرت سے کرگزرتے، تمہاری دار وگیر اور پکڑ دھکڑ سے اسکو کچھ سروکار نہ ہوتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ دنیا محض کھیل تماشہ نہیں بلکہ میدان کارزار ہے جہاں حق وباطل کی جنگ ہوتی ہے، حق حملہ آور ہوکر باطل کا سر کچل ڈالتا ہے۔ اسی سے تم اپنی مشرکانہ اور سفیہانہ باتوں کا انجام سمجھ لو کہ حق وصداقت کا گولا جب پوری قوت سے تم پر گریگا اس وقت کیسی خرابی اور بربادی تمہارے لیے ہوگی اور کونسی طاقت بچانے آئیگی۔

تنبیہ:......﴿لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا﴾ الیٰ آخرہ کی تقریر کئی طرح کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک سیاق ولحاق کے اعتبار سے جو معنی زیادہ قریب اور صاف تھے وہ اختیار کیے ہیں۔ اور ﴿مِنْ لَّدُنَّآ﴾ اور ﴿اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾ کی قیود کے فوائد کی طرف لطیف اشارے کردیئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾

اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں وا۱۶ اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے ف۱۷ کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اور معبود زمین میں کے [سے] کہ وہ جلا اٹھائیں گے ان کو ف۱۸ اگر

كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا

ہوتے ان دونوں میں اور معبود سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے ف۱۹ سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں ف۲۰ اس

يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ

سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جائے ف۲۱ کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود، تو کہہ لاؤ اپنی سند ف۲۲ یہی

مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾

بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں، پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات سو ٹلا رہے ہیں ف۲۳

فَائِدَة:[۱۶]...... پھر وہ تباہ کرنا چاہے تو کون بچا سکتا ہے اور کہاں پناہ مل سکتی ہے۔

فَائِدَة:[۱۷] **فرشتے کسی حالت میں سستی و کوتاہی نہیں کرتے:**...... یعنی فرشتے باوجود مقربین بارگاہ ہونے کے ذرا شیخی نہیں کرتے۔ اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں، وظائف عبودیت کے ادا کرنے میں کبھی سستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے۔ شب و روز اسکی تسبیح اور یاد میں لگے رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں بلکہ تسبیح و ذکر ہی اُنکی غذا ہے۔ جس طرح ہم ہر وقت سانس لیتے ہیں اور دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں، یہی کیفیت انکی تسبیح و ذکر کی سمجھو۔ وہ کسی کام پر مامور ہوں، کسی خدمت کو بجا لا رہے ہوں ایک منٹ ادھر سے غافل نہیں ہوتے۔ جب معصوم و مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو خطا کار انسان کو کہیں زیادہ اپنے رب کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔

فَائِدَة:[۱۸]...... یعنی آسمان والے فرشتے تو اس کی بندگی سے کتراتے نہیں بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد اور بندگی میں مشتغل رہتے ہیں، پھر کیا زمین میں کچھ ایسی ہستیاں ہیں جن کو خدا کے بالمقابل معبود ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ اور جب خدا ان کے پجاریوں کو اپنے عذاب سے مار ڈالے تو وہ ان کو پھر جلا اٹھائیں یا ہلاکت سے بچالیں؟ ہر گز نہیں۔

فَائِدَة:[۱۹] **متعدد خدا نہیں ہو سکتے:**...... تعدد آلہہ کے ابطال پر یہ نہایت پختہ اور واضح دلیل ہے جو قرآن کریم نے اپنے مخصوص انداز میں پیش کی۔ اسکو یوں سمجھو کہ عبادت نام ہے کامل تذلل کا۔ اور کامل تذلل صرف اسی ذات کے سامنے اختیار کیا جا سکتا ہے جو اپنی ذات و صفات میں ہر طرح کامل ہو، اسی کو ہم "اللہ" یا "خدا" کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ خدا کی ذات ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو، نہ وہ کسی حیثیت سے ناقص ہو، نہ بے کار، نہ عاجز ہو، نہ مغلوب، نہ کسی دوسرے سے دبے، نہ کوئی اس کے کام میں روک ٹوک کر سکے۔ اب اگر فرض کیجئے آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو دونوں اسی شان کے ہوں گے، اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ عالم کی تخلیق اور علویات و سفلیات کی تدبیر دونوں کے کلی اتفاق سے ہوتی ہے یا گاہ بگاہ باہم اختلاف بھی ہو جاتا ہے۔ اتفاق کی صورت میں دو احتمال ہیں: یا تو اکیلے ایک سے کام نہیں چل سکتا تھا اس لیے دونوں نے مل کر انتظام کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں میں سے ایک بھی کامل قدرت والا نہیں اور اگر تنہا ایک سارے عالم کا کامل طور پر سرانجام کر سکتا تھا تو دوسرا بے کار ٹھہرا حالانکہ خدا کا وجود اسی لیے ماننا پڑا ہے کہ اس کے مانے بدون چارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اختلاف کی صورت فرض کریں تو لامحالہ مقابلہ میں یا ایک مغلوب ہو کر اپنے ارادہ اور تجویز کو چھوڑ بیٹھے گا، وہ خدا نہ رہا۔ اور یا دونوں بالکل

مساوی و متوازی طاقت سے ایک دوسرے کے خلاف اپنے ارادہ اور تجویز کو عمل میں لانا چاہیں گے۔ اول تو (معاذ اللہ) خداؤں کی اس رسہ کشی میں سرے سے کوئی چیز موجود ہی نہ ہو سکے گی اور موجود چیز پر زور آزمائی ہونے لگی تو اس کشمکش میں ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جائے گی۔ یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوتے تو آسمان و زمین کا یہ نظام کبھی کا درہم برہم ہو جاتا ورنہ ایک خدا کا بے کار یا ناقص و عاجز ہونا لازم آتا ہے جو خلاف مفروض ہے۔

فائدہ: [۲۰] **شرکت کی گنجائش ہی نہیں:** ...... جو عرش (تختِ شاہی) کا اکیلا مالک ہے، اس کے ملک میں شرکت کی گنجائش ہی نہیں۔ دو خود مختار بادشاہ جب ایک اقلیم میں نہیں سما سکتے جن کی خود مختاری بھی محض مجازی ہے تو دو مختار کل اور قادر مطلق خدا ایک قلمرو میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں۔

فائدہ: [۲۱] **خدا کسے کہتے ہیں؟** ...... یعنی "خدا" تو اس ہستی کا نام ہے جو قادرِ مطلق اور مختار کل ہو۔ اس کی قدرت و مشیت کو روکنا تو کجا کوئی پوچھ پاچھ بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے فلاں کام اس طرح کیوں کیا۔ ہاں! اس کو حق ہے کہ وہ ہر شخص سے مواخذہ اور باز پرس کر سکتا ہے۔

فائدہ: [۲۲] **مشرکین سے دلیل صحیح کا مطالبہ:** ...... پہلے توحید پر دلیلِ عقلی قائم کی گئی تھی، اب مشرکین سے ان کے دعوے پر دلیلِ صحیح کا مطالبہ ہے، یعنی خدا کے سوا جو معبود تم نے تجویز کیے ہیں ان کا اثبات کس دلیلِ عقلی یا نقلی سے ہوا۔ اگر موجود ہو تو پیش کرو۔ ظاہر ہے ان کے پاس بجز اوہام و ظنون اور باپ دادوں کی کورانہ تقلید کے کیا رکھا تھا۔ شرک کی تائید میں نہ کوئی دلیلِ عقلی مل سکتی تھی، نہ نقلی جسے پیش کر سکتے۔ کذا قال المفسرون۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "پہلے ان معبودوں کو فرمایا تھا جن کو خدا کے برابر کوئی سمجھے کہ ایسے دو حاکم ہوتے تو جہان خراب ہو جاتا۔ اب ان کا ذکر فرماتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نیچے چھوٹے چھوٹے خدا بطور نائبین اور ماتحت حکام کے ٹھہراتے ہیں۔ سوان کو مالک کی سند چاہیے، سند بغیر نائب کیوں کر بن سکتے ہیں۔ اگر سند ہے تو پیش کرو۔"

فائدہ: [۲۳] **عقیدہ توحید پر اتفاق:** ...... یعنی میری اُمت اور پہلی خدا پرست اُمتوں کی یہ ہی ایک بات ہے کہ اس رب العرش کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں جس کی عقلی دلیل پہلے بیان ہو چکی۔ تم اگر مللِ سماویہ کے اس اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی دلیل رکھتے ہو تو پیش کرو۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ یہ اُمت اور پہلی اُمتیں اس اُمت کی کتاب (قرآن کریم) اور پہلی اُمتوں کی آسمانی کتابیں (تورات و انجیل وغیرہ) سب اس دعوائے توحید پر متفق رہی ہیں۔ چنانچہ آج بھی باوجود بے شمار تحریفات کے پہلی کتابوں کی ورق گردانی کرو تو توحید کا اعلان اور شرک کا رد صاف صاف پاؤ گے مگر یہ جاہل اس بات کو کیا سمجھیں، اگر سمجھ ہوتی تو حق بات کو سن کر ہرگز نہ ٹلاتے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا

اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کرو ۲۴ اور کہتے

اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

ہیں رحمان نے کر لیا کسی کو بیٹا وہ ہرگز اس لائق نہیں ۲۵ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ

کام کرتے ہیں ۲۶ اس کو معلوم ہے جو ان کے آگے ہے اور پیچھے ۲۷ اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو ۲۸ اور وہ

مِّنۡ خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّىۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ ؕ

اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں ف۲۹ اور جو کوئی ان میں کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے، سو اس کو ہم بدلہ دیں گے دوزخ

كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا ع۲

یونہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو ف۳۰ اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہم نے ان

فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلۡنَا فِى الۡاَرۡضِ

کو کھول دیا ف۳۱ اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے ف۳۲ پھر کیا یقین نہیں کرتے ف۳۳ اور رکھ دیے ہم نے زمین میں

رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِهِمۡ ۖ وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ

بھاری بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے ف۳۴ اور رکھیں [چھوڑ دیں] اس میں [ان میں] کشادہ راہیں تاکہ وہ راہ پائیں ف۳۵ اور بنایا ہم نے آسمان کو

سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۖۚ وَّهُمۡ عَنۡ اٰيٰتِهَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳۲﴾

چھت محفوظ ف۳۶ اور وہ آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ف۳۷

فائدہ: [۲۴] **تمام انبیاء کی عقیدہ توحید پر متفقہ دعوت:**...... یعنی تمام انبیاء و مرسلین کا اجماع عقیدۂ توحید پر رہا ہے۔ کسی پیغمبر نے کبھی ایک حرف اس کے خلاف نہیں کہا، ہمیشہ یہ ہی تلقین کرتے آئے کہ ایک خدا کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو جس طرح عقلی اور فطری دلائل سے توحید کا ثبوت ملتا ہے اور شرک کا رد ہوتا ہے ایسے ہی نقلی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کا اجماع دعوائے توحید کی حقیت پر قطعی دلیل ہے۔

فائدہ: [۲۵] **اللہ کیلئے اولاد تجویز کرنے والوں کی تردید:**...... عرب کے بعض قبائل ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، سو بتلا دیا کہ یہ خدا کی شان رفیع کے لائق نہیں کہ بیٹے بیٹیاں بنائے۔ اسی میں نصاریٰ کا رد بھی ہو گیا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو "ابن اللہ" کہتے ہیں۔ نیز یہود کے اس فرقہ کا جو حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔

فائدہ: [۲۶] **کمال بندگی ہی فرشتوں کا طغرائے امتیاز ہے:**...... یعنی جن برگزیدہ ہستیوں کو تم خدا کی اولاد بتلاتے ہو وہ اولاد نہیں، ہاں! اس کے معزز بندے ہیں اور باوجود انتہائی معزز و مقرب ہونے کے ان کے ادب و اطاعت کا حال یہ ہے کہ جب تک اللہ کی مرضی اور اجازت نہ پائیں اس کے سامنے خود آگے بڑھ کر لب نہیں ہلا سکتے اور نہ کوئی کام اس کے حکم کے بدون کر سکتے ہیں گویا کمال عبودیت و بندگی ہی ان کا طغرائے امتیاز ہے۔

فائدہ: [۲۷] **حق تعالیٰ کا علم محیط ہے:**...... حق تعالیٰ کا علم ان کے تمام ظاہری و باطنی احوال کو محیط ہے، ان کی کوئی حرکت اور کوئی قول و فعل اس سے پوشیدہ نہیں، چنانچہ وہ مقرب بندے اسی حقیقت کو سمجھ کر ہمہ وقت اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہتے ہیں کہ کوئی حالت اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

فائدہ: [۲۸] ...... یعنی اس کی مرضی معلوم کیے بدون کسی کی سفارش بھی نہیں کرتے چونکہ مؤمنین موحدین سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس لیے ان کے حق میں دنیا و آخرت میں استغفار کرنا ان کا وظیفہ ہے۔

فَائِدَۃ:[۲۹]......پھران کو خدا کیسے کہا جاسکتا ہے۔ جب خدا نہیں تو خدا کے بیٹے یا بیٹیاں بھی نہیں بن سکتے، کیونکہ صحیح اولاد جنس والدین سے ہونی چاہیے۔

فَائِدَۃ:[۳۰] اللہ کے لامحدود اقتدار و جبروت سے کوئی بھی باہر نہیں:......یعنی جن کو خدا کی اولاد یا خدا بنا رہے ہو اگر بفرضِ محال ان میں سے کوئی اپنی نسبت (معاذ اللہ) ایسی بات کہہ گزرے تو وہ ہی دوزخ کی سزا جو حد سے گزرنے والے ظالموں کو ملتی ہے ہم ان کو بھی دیں گے۔ ہمارے لامحدود اقتدار و جبروت سے وہ بھی باہر نہیں جاسکتے، پھر بھلا خدا کیسے ہوسکتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۳۱] اللہ نے آسمان و زمین کے منہ کھول دیئے:......''رتق'' کے اصل معنی ملنے اور ایک دوسرے میں گھسنے کے ہیں۔ ابتداءً زمین و آسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے، پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے، بعدہٗ قدرت کے ہاتھ نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اس تمیز کے بعد ہر ایک کے طبقات الگ الگ بنے، اس پر بھی منہ بند تھے، نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی، نہ زمین سے روئیدگی۔ آخر خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے فائدہ کے لیے دونوں کے منہ کھول دیئے اوپر سے پانی کا دہانہ کھلا، نیچے سے زمین کے مسام کھل گئے۔ اسی زمین میں سے حق تعالیٰ نے نہریں اور کانیں اور طرح طرح کے سبزے نکالے، آسمان کو کتنے بیشمار ستاروں سے مزین کر دیا جن میں سے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدی رکھی۔

فَائِدَۃ:[۳۲] پانی مادۂ تخلیق ہے:......یعنی عموماً جاندار چیزیں جو تم کو نظر آتی ہیں بالواسطہ و بلا واسطہ پانی سے بنائی گئیں۔ پانی ہی انکا مادہ ہے اِلّا یہ کوئی ایسی مخلوق جس کی نسبت ثابت ہو جائے کہ اس کی پیدائش میں پانی کو دخل نہیں وہ مستثنٰی ہوگی تاہم للاکثر حکم الکل کے اعتبار سے یہ کلیہ صادق رہے گا۔

فَائِدَۃ:[۳۳]......یعنی قدرت کے ایسے کھلے نشان اور محکم انتظامات کو دیکھ کر بھی کیا لوگوں کو خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت پر یقین نہیں آتا۔

فَائِدَۃ:[۳۴]......اس کی تقریر سورۂ نحل [آیت:۱۵] میں گزر چکی۔

فَائِدَۃ:[۳۵] کشادہ راستے:......یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر پڑتے کہ راہیں بند ہو جاتیں تو یہ بات کہاں ہوتی۔ (کذا فی الموضح) ان ہی کشادہ راہوں کو دیکھ کر انسان حق تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور توحید کی طرف راہ پاسکتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۳۶] محفوظ چھت کا مطلب:......یعنی نہ گرے، نہ ٹوٹے پھوٹے، نہ بدلی جائے اور شیاطین کے استراقِ سمع سے بھی محفوظ ہے۔ اور چھت اس لیے کہا کہ دیکھنے میں چھت کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

فَائِدَۃ:[۳۷]......کہ کیسی مضبوط و محکم اور وسیع و بلند چھت اتنی مدت سے بدون ستون اور کھمبے کے کھڑی ہے۔ ذرا سا رنگ و روغن اور پلاسٹر بھی نہیں جھڑتا۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا

اور وہ ہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند ف۳۸ سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ف۳۹ اور نہیں دیا ہم

لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ

نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے زندہ رہنا، پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے ہر جی کو چکھنی ہے موت ف۴۰ اور ہم

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ

تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو ۴۱ اور ہماری طرف پھر کر آ جاؤ گے ف ۴۲ اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے تو کوئی کام نہیں

يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٦﴾

ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا، کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمان کے نام سے منکر ہیں ف ۴۳

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ

بنا ہے آدمی جلدی کا، اب دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں، سو مجھ سے جلدی مت کرو ف ۴۴ اور کہتے ہیں کب

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا

ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف ۴۵ اگر جان لیں یہ منکر اس وقت کو کہ نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا

اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئے گی ان پر ناگہاں پھر ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا

اور نہ ان کو فرصت ملے گی ف ۴۶ اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾ ع ۱۲

میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف ۴۷

فائدۃ:[۳۸] ......یہ ان ہی آسمانی نشانیوں کی قدرے تفصیل ہوئی۔

فائدۃ:[۳۹] ہر سیارہ اپنے مدار پر: ......یعنی سورج چاند بلکہ ہر سیارہ اپنے مدار پر پڑا چکر کھا رہا ہے۔ ﴿يَسْبَحُونَ﴾ کے لفظ سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیارات اللہ کے حکم سے بذات خود چلتے ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدۃ:[۴۰] موت سے کوئی بچ نہیں سکتا......کافروں کی خوش فہمی کا جواب: ......یعنی جس طرح مذکورہ بالا مخلوقات کا وجود حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہوا تمام انسانوں کی زندگی بھی اسی کی عطا کردہ ہے جس وقت چاہے گا چھین لے گا۔ موت ہر ایک پر ثابت کر دے گی کہ تمہاری ہستی تمہارے قبضہ میں نہیں، چند روز کی چہل پہل تھی جو ختم ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر کہتے تھے کہ یہ ساری دھوم محض اس شخص کے دم تک ہے یہ دنیا سے رخصت ہوئے پھر کچھ نہیں" اس سے اگر ان کی غرض یہ تھی کہ موت آنا نبوت کے منافی ہے تو اس کا جواب دے دیا: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ یعنی انبیاء و مرسلین میں سے کون ایسا ہے جس پر کبھی موت طاری نہ ہو ہمیشہ زندہ رہے۔ اور اگر محض آپ کی موت کے تصور سے اپنا دل ٹھنڈا کرنا ہی مقصود تھا تو اس کا جواب ﴿أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ﴾ میں دے دیا۔ یعنی خوشی کا ہے کی؟ کیا آپ کا انتقال ہو جائے تو تم کبھی نہیں مرو گے، قیامت کے بوریے سمیٹو گے؟ جب تم کو بھی آگے

پیچھے مرنا ہے تو پیغمبر کی وفات پر خوش ہونے کا کیا موقع ہے؟ اس راستہ سے تو سب کو گزرنا ہے کون ہے، جس کو کبھی موت کا مزا چکھنا نہیں پڑے گا؟ گویا توحید اور دلائل قدرت بیان کرنے کے بعد اس آیت میں مسئلۂ نبوت کی طرف روئے سخن پھیر دیا گیا۔

فَائِدَہ:[۴۱] انسان کی مختلف احوال سے آزمائش:...... یعنی دنیا میں سختی نرمی، تندرستی، بیماری تنگی فراخی اور مصیبت وعیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچا جاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو مایوسی یا شکوہ شکایت اور ناشکری کر کے مرض میں مبتلا ہیں۔

فَائِدَہ:[۴۲]...... جہاں تمہارے صبر وشکر اور ہر نیک وبد عمل کا پھل دیا جائے گا۔

فَائِدَہ:[۴۳] استہزاء رسول کا جواب کافروں کو شرم آنی چاہئے:...... یعنی انجام سے بالکل بے فکر ہو کر یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کی ہنسی اڑاتے ہیں اور اُن سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ چنانچہ استہزاء وتحقیر سے کہتے ہیں: ﴿اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ﴾ کیا یہ ہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا برائی سے ذکر کرتا ہے؟ انہیں شرم نہیں آتی کہ خود حقیقی معبود کے ذکر اور ''رحمن'' کے نام تک سے چڑتے ہیں، اس کی سچی کتاب کے منکر ہیں، اور جھوٹے معبودوں کی برائی سن کر چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ اندریں صورت ہنسی کے قابل ان کی حالت ہوئی یا فریق مقابل کی؟

فَائِدَہ:[۴۴] تھوڑا سا صبر کرو:...... شاید کفار کے سفیہانہ استہزاء وتمسخر کو سن کر بعضوں کا جی چاہا ہوگا کہ ان بے حیاؤں پر فوراً عذاب آجائے تو اچھا ہو، اور خود کفار بھی بطور استہزاء جلدی مچایا کرتے تھے کہ اگر واقعی ہم تمہارے نزدیک مستحق عذاب ہیں تو وہ عذاب فوراً کیوں نہیں لے آتے۔ دونوں کو بتلایا کہ انسان بڑا جلد باز ہے گویا اس کے خمیر میں جلدی پڑی ہے، چاہیے کہ تھوڑا سا صبر کرو عنقریب میں اپنے قہر وانتقام کی نشانیاں تم کو دکھلا دوں گا۔

فَائِدَہ:[۴۵] بے صبر کافروں کی درخواست:...... یعنی کہتے رہتے ہو کہ قیامت آئے گی اور سب کافر ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جلیں گے۔ آخر یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر سچے ہو تو قیامت اور جہنم کو ابھی کیوں نہیں بلا لیتے۔

فَائِدَہ:[۴۶] کافروں کو جواب:...... یعنی اگر ان پر حقیقت منکشف ہو جائے اور اس ہولناک گھڑی کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیں تو کبھی ایسی درخواست نہ کریں۔ یہ باتیں اس وقت بے فکری میں سوجھ رہی ہیں، جب وہ وقت سامنے آجائے گا کہ آگے پیچھے ہر طرف سے آگ گھیرے ہوگی تو نہ کسی طرف سے اس کو دفع کر سکیں گے، نہ کہیں سے مدد پہنچے گی، نہ مہلت ملے گی، نہ پہلے سے اس کا کامل اندازہ ہوگا۔ اس کے اچانک سامنے آجانے سے ہوش باختہ ہو جائیں گے تب پتہ چلے گا کہ جس چیز کی ہنسی کرتے تھے وہ حقیقت ثابتہ تھی۔

فَائِدَہ:[۴۷]...... یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس کی سزا نے گھیر لیا اور ان کی ہنسی ان ہی پر الٹ دی گئی۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۴۲ اَمْ

تو کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں اور دن میں رحمان سے ف۴۸ کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں ف۴۹ یا ان

لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا

کے واسطے کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا، وہ اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت

يُصْحَبُوْنَ ۝۴۳ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي

ہو [ہم سے کوئی حفاظت کرے] ف۵۰ کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی ف۵۱ پھر کیا نہیں دیکھتے

الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۴۴ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا

کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس کے کناروں سے، اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف۵۲ تو کہہ میں جو تم کو ڈراتا [ڈر سناتا] ہوں سو حکم کے موافق اور

يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝۴۵ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سنائے ف۵۳ اور کہیں پہنچ جائے ان تک ایک بھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں ہائے

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۴۶ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہ گار ف۵۴ اور رکھیں گے ہم ترازوئیں انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہو گا

شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝۴۷ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہو گا برابر رائی کے دانہ کے تو ہم لے آئیں گے اس کو ف۵۵ اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کو ف۵۶ اور ہم نے دی تھی

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۸

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فیصلے چکانے والی کتاب اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف۵۷

فائدۃ:[۴۸] رحمٰن کی رحمت واسعہ:......یعنی رحمٰن کے غصہ اور عذاب سے تمہاری حفاظت کرنے والا دوسرا کون ہے، محض اس کی رحمت واسعہ ہے جو فوراً عذاب نازل نہیں کرتا لیکن ایسے رحمت والے حلیم و بردبار کے غصہ سے ڈرنا بھی بہت چاہیے۔ نعوذ باللہ من غضب الحلیم۔

فائدۃ:[۴۹] جاہلوں وکافروں کی بے وقوفی:......یعنی رحمٰن کی حفاظت کا ان کو احساس و اعتراف نہیں۔ عیش و تنعم اور پرامن زندگی نے پروردگار حقیقی کی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اسی لیے جب اس کی طرف سے کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ کہاں کی باتیں شروع کر دیں۔

فائدۃ:[۵۰] فرضی معبودوں کی بے بسی:......یعنی کیا اپنے فرضی معبودوں کی نسبت خیال ہے کہ وہ انکی حفاظت کرتے ہیں؟ اور موقع آنے پر خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیں گے؟ سو وہ مسکین انکی مدد اور حفاظت تو درکنار خود اپنے وجود کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے، اگر انکو کوئی توڑنے پھوڑنے لگے یا کچھ چیز ان کے پاس سے چھین کر لے جائے تو اتنی قدرت نہیں کہ مدافعانہ تحفظ کے لیے خود ہاتھ پاؤں ہلا سکیں یا اپنے بچاؤ کی خاطر ہماری امداد و رفاقت حاصل کر لیں۔

فائدۃ:[۵۱] غفلت کا سبب:......یعنی رحمان کی کلائت و حفاظت اور بتوں کا عجز و بیچارگی ایسی چیز نہیں جس کو یہ لوگ سمجھ نہ سکیں۔ بات یہ ہے کہ پشت ہا پشت سے یہ لوگ بے فکری کی زندگی گذار رہے ہیں۔ کوئی جھٹکا عذاب الٰہی کا نہیں لگا اس پر مغرور ہو گئے اور غفلت کے نشہ میں چور ہو کر حق تعالیٰ کا پیغام اور پیغمبروں کی نصیحت قبول کرنے سے منہ موڑ لیا۔

فائدۃ:[۵۲] خدا کے وفاداروں کا مشن کامیاب ہو رہا ہے:......یعنی عرب کے ملک میں اسلام پھیلنے لگا ہے اور کفر گھٹنے لگا، آہستہ آہستہ وہاں کی زمین کافروں پر تنگ ہوتی جا رہی ہے، انکی حکومتیں اور سرداریاں ٹوٹتی جا رہی ہیں۔ کیا ایسے کھلے ہوئے آثار و قرائن دیکھ کر بھی انہیں اپنا انجام نظر نہیں آتا؟ اور کیا ان مشاہدات کے باوجود وہ اسی کے امیدوار ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں پر ہم غالب ہونگے؟ اگر چشم

عبرت ہے تو چاہیے کہ عقل سے کام لیں اور قرائن واحوال سے مستقبل کا اندازہ کریں۔ کیا انکو معلوم نہیں کہ انکے گردوپیش کی بستیاں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب وعداوت کی سزامیں تباہ کی جاچکی ہیں، اور ہمیشہ آخر کار خدا کے وفاداروں کا مشن کامیاب رہا ہے؟ پھر سید المرسلین اور مومنین کاملین کے مقابلہ میں غالب آنے کی انکو کیا توقع ہوسکتی ہے: ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ [احقاف: ۲۷]

تنبیہ: ......اس مضمون کی آیت سورۂ رعد [آیت: ۴۱] کے آخر میں گذر چکی وہاں کے فوائد ملاحظہ کیے جائیں۔

فائدہ: [۵۳] دل کے بہروں کو خمیازہ بھگتنا پڑے گا: ...... یعنی ہمارا کام وحیٔ الٰہی کے موافق نصیحت سنا دینا اور انجام سے آگاہ کردینا ہے، دل کے بہرے اگر اس پکار کو نہ سنیں تو ہمارا قصور نہیں، وہ خود اپنے بہرے پن کا خمیازہ بھگتیں گے۔

فائدہ: [۵۴] خدا کے قہر کی ادنیٰ بھاپ کا کمال: ...... یعنی یہ لوگ جو بہرے بنے ہوئے ہیں، صرف اس وقت تک ہے کہ ذرا زور سے کھٹکائے نہ جائیں۔ اگر عذابِ الٰہی کی ذرا سی بھنک کان میں پڑ گئی یا خدا کے قہر وانتقام کی ادنیٰ بھاپ بھی ان کو چھو گئی تو آنکھ کان سب کھل جائیں گے۔ اس وقت بدحواس ہو کر چلائیں گے کہ بیشک ہم بڑے بھاری مجرم تھے جو ایسی کمبختی آئی۔

فائدہ: [۵۵] رتی رتی کا حساب برابر کردیا جائے گا: ...... یعنی رائی کے دانہ کی برابر کسی کا عمل ہوگا وہ بھی میزان میں تلے گا، اِدھر اُدھر ضائع نہ ہوگا، نہ کسی پر ظلم وزیادتی کی جائے گی، رتی رتی کا حساب برابر کردیا جائے گا۔

تنبیہ: ...... ''موازین'' میزان کی جمع ہے شاید بہت سی ترازوئیں ہوں یا ایک ہی ہو مگر مختلف اعمال وعمال کے اعتبار سے کئی قرار دے دی گئیں واللہ اعلم۔ وزن اعمال اور میزان کے متعلق پہلے سورۂ ''اعراف'' [آیت: ۸،۹] میں کلام کیا جاچکا ہے اسے دیکھ لیا جائے۔

فائدہ: [۵۶] خدائی حساب آخری اور فیصلہ کن ہوگا: ...... یعنی ہمارا حساب آخری اور فیصلہ کن ہوگا جس کے بعد کوئی دوسرا حساب نہیں، نہ ہم کو ساری مخلوق کا حساب لینے میں کسی مددگار کی ضرورت ہے۔ آگے بتلایا کہ انذار وتخویف کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے، آج جن باتوں سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ڈراتے ہیں انبیاء سابقین بھی ان سے ڈراتے چلے آئے ہیں۔

فائدہ: [۵۷] تورات نصیحت والی کتاب تھی: ...... یعنی تورات شریف جو حق وباطل، ہدایت وضلالت اور حلال وحرام کے قضیے چکانے والی اور جہل وغفلت کی اندھیریوں میں روشنی پہنچانے والی اور خدا سے ڈرنے والوں کو نصیحت سنانے والی کتاب تھی۔

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ

جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں ف ۵۸ اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی

اَنْزَلْنٰهُ ۚ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ

جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے ف ۵۹ اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ف ۶۰ اور ہم رکھتے ہیں اس کی

عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا

خبر ف ۶۱ جب کہا اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو ف ۶۲ بولے ہم

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا

نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہی کی پوجا کرتے ف۶۳ بولا مقرر رہے تم اور تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں ف۶۴ بولے تو

اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ

ہمارے پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ف۶۵ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے

فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا

ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں ف۶۶ اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے

مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا

پیٹھ پھیر کر ف۶۷ پھر کر ڈالا ان کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اُس کی طرف رجوع کریں ف۶۸ کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے

بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے ف۶۹ وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے، اس کو کہتے ہیں ابراہیم ف۷۰ وہ

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں ف۷۱

فائدہ:[۵۸] خدا سے ڈرنے والے ہی نفع اٹھاتے ہیں:...... قیامت کا خطرہ بھی اسی لیے رکھتے ہیں کہ اُن کے دل میں خدا کا ڈر ہے۔ ہر وقت دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں کیا صورت پیش آئے گی۔ کہیں العیاذ باللہ! حق تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کے مورد نہ بن جائیں۔ ظاہر ہے ایسے ہی لوگ نصیحت سے منتفع ہوتے ہیں۔

فائدہ:[۵۹] تورات سے زیادہ روشن نصیحت والی کتاب قرآن ہے:...... یعنی ایک نصیحت کی کتاب یہ قرآن تمہارے سامنے موجود ہے جس کا جلیل القدر عظیم النفع اور کثیر الخیر ہونا، تورات سے بھی زیادہ روشن ہے۔ کیا ایسی واضح اور روشن کتاب کے تم منکر ہوتے ہو جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں۔

فائدہ:[۶۰] شانِ ابراہیم علیہ السلام:...... یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے پیشتر ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی اعلیٰ قابلیت وشان کے مناسب رشد وہدایت دی تھی، بلکہ جوانی سے پہلے ہی بچپن میں اس نیک راہ پر ڈال دیا تھا جو ایسے اولوالعزم انبیاء کے شایانِ شان ہو۔

فائدہ:[۶۱] ...... یعنی اس کی استعداد واہلیت اور کمالاتِ علمیہ وعملیہ کی پوری خبر ہم ہی رکھتے ہیں۔ اسی لیے جو رشد وہدیٰ اس کے حسب حال تھی ہم نے عطا کر دی۔

فائدہ:[۶۲] سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قوم سے سوال:...... یعنی ذرا ان کی اصلیت اور حقیقت تو بیان کرو، آخر پتھر کی خود تراشیدہ مورتیاں خدا کس طرح بن گئیں۔

فَائِدَة: [۶۳] **قوم کا غفلت بھرا جواب:**...... یعنی عقل وفطرت اور نقل معتد بہ کی کوئی شہادت ہماری تائید میں نہیں ہے نہ سہی، لیکن بڑی بھاری دلیل بت پرستی کے حق وصواب ہونے کی یہ ہے کہ اوپر سے ہمارے باپ دادا ان ہی کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں، پھر ہم اپنے بڑوں کا طریقہ کیسے چھوڑ دیں۔

فَائِدَة: [۶۴] **تمہارے آباء واجداد بھی تمہاری طرح گمراہ:**...... یعنی اس دلیل سے تمہاری حقانیت اور عقلمندی ثابت نہ ہوئی۔ ہاں یہ ثابت ہوا کہ تمہارے باپ دادا بھی تمہاری طرح گمراہ اور بیوقوف تھے جن کی کورانہ تقلید میں تم تباہ ہو رہے ہو۔

فَائِدَة: [۶۵] **حق گوئی سے قوم میں اضطراب:**...... تمام قوم کے عقیدہ کے خلاف ابراہیم علیہ السلام کی ایسی سخت گفتگو سن کر ان میں اضطراب پیدا ہو گیا، کہنے لگے کیا سچ مچ تیرا خیال اور عقیدہ یہ ہی ہے یا محض ہنسی اور دل لگی کرتا ہے۔

فَائِدَة: [۶۶] **ابراہیم علیہ السلام کا دوٹوک موقف:**...... یعنی میرا عقیدہ ہی یہ ہے اور پورے یقین وبصیرت سے اس کی شہادت دیتا ہوں کہ میرا تمہارا سب کا رب وہ ہی ایک خدا ہے جس نے آسمان زمین پیدا کیے اور ان کی دیکھ بھال رکھی۔ کوئی دوسری چیز اس کی خدائی میں شریک نہیں ہو سکتی۔

فَائِدَة: [۶۷] ...... یہ بات ذرا آہستہ کہی کہ بعض نے سنی، بہتوں نے نہ سنی، جنہوں نے سنی اس کی کچھ پروانہ کی، کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ تنہا ایک نوجوان ساری قوم کے معبودوں کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔

فَائِدَة: [۶۸] **سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو پاش پاش کر دیا:**...... جب وہ لوگ شہر سے باہر ایک میلہ میں گئے تب ابراہیم علیہ السلام نے بت خانہ میں جا کر بتوں کو توڑ ڈالا۔ صرف ایک بت کو باقی رہنے دیا جو باعتبار جثہ کے یا تعظیم وتکریم کے ان کے نزدیک سب سے بڑا تھا، اور جس کلہاڑی سے توڑا تھا وہ اس بڑے کے گلے میں لٹکا دی، تا وہ لوگ جب واپس آ کر یہ صورت حال دیکھیں تو قدرتی طور پر ان کا خیال اُس بڑے بت کی طرف ہو یا الزاماً اس کی طرف رجوع کرایا جا سکے۔

فَائِدَة: [۶۹] **مشرکین کا ردعمل:**...... یعنی یہ گستاخی اور بے ادبی کی حرکت ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے کی؟ یقیناً جس نے یہ کام کیا بڑا ظالم اور شریر ہے (استغفر اللہ) یہ شاید ان لوگوں نے کہا ہوگا جن کے کان تک ﴿تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ﴾ کی آواز نہ پہنچی تھی۔

فَائِدَة: [۷۰] ...... یہ کہنے والے وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جملے سن چکے تھے۔ یعنی وہ ہی ایک شخص ہے جو ہمارے معبودوں کا ذکر برائی سے کیا کرتا ہے، یقیناً یہ کام اسی نے کیا ہوگا۔

فَائِدَة: [۷۱] **قوم کی غرض اور مقصود ابراہیم علیہ السلام:**...... یعنی اس کو بلا کر برملا مجمع عام میں بیان لیا جائے تا معاملہ کو سب لوگ دیکھ کر اور خود اس کی باتیں سن کر گواہ رہیں کہ جو سزا اس کو قوم کی طرف سے دی جائے گی بے شک وہ اس کا مستحق تھا۔ یہ تو ان کی غرض تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصود بھی یہ ہی ہوگا کہ مجمع عام میں ان کو موقع ملے کہ مشرکین کو عاجز ومبہوت کریں اور علیٰ رؤس الاشہاد [سب کے سامنے، کھلم کھلا] غلبہ حق کا اظہار ہو۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ

بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ؟ اے ابراہیم! بولا نہیں پر یہ کیا ہے ان کے اس بڑے نے سو ان سے

اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا

پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں ۷۲ پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو ۷۳ پھر اوندھے ہو گئے

عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

سر جھکا کر ف۷۴ تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں ف۷۵ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے

يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

کو جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں ف۷۶

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى

بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر کچھ کرتے ہو ف۷۷ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام

اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ

ابراہیم پر ف۷۸ اور چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں ف۷۹ اور بچا نکالا ہم نے اس کو اور لوط علیہ السلام کو اس زمین کی

بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾

طرف جس میں برکت رکھی ہے ہم نے جہان کے واسطے ف۸۰ اور بخشا ہم نے اُسکو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں ف۸۱ اور سب کو نیک بخت کیا ف۸۲

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ

اور ان کو کیا ہم نے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے ف۸۳ اور کہلا بھیجا ہم نے ان کو کرنا نیکیوں کا اور قائم رکھنی نماز اور دینی

الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾

زکوۃ ف۸۴ اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے ف۸۵

فائدہ: [۷۴] سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا پر حکمت اور دندان شکن جواب:...... یعنی مجھ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ اس بڑے گرو گھنٹال [بڑے بت] نے جو صحیح سالم کھڑا ہے اور توڑنے کا آلہ بھی اس کے پاس موجود ہے، یہ کام کیا ہوگا۔ لیجیے بحث و تحقیق کے وقت بطور الزام و تبکیت میں یہ دعویٰ کیے لیتا ہوں کہ بڑے بت نے سب چھوٹوں کو توڑ ڈالا۔ اب آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ ایسا نہیں ہوا؟ کیا دنیا میں ایسا ہوتا نہیں کہ بڑے سانپ چھوٹے سانپوں کو، بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل جاتی ہے۔ اور بڑے بادشاہ چھوٹی سلطنتوں کو تباہ کر ڈالتے ہیں، اس لیے بہترین صورت میرے تمہارے درمیان فیصلہ کی یہ ہے کہ تم خود اپنے ان معبودوں ہی سے دریافت کر لو کہ یہ ماجرا کس طرح ہوا، اگر یہ کچھ بول سکتے ہیں تو کیا ایسے اہم معاملہ میں بول کر میرے جھوٹ سچ کا فیصلہ نہ کر دینگے؟

تنبیہ:...... ہماری تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ﴿بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ کہنا خلاف واقعہ خبر دینے کے طور پر نہ تھا جسے حقیقتاً جھوٹ کہا جائے بلکہ ان کی تحمیق و تجہیل کے لیے ایک فرضی احتمال کو بصورت دعویٰ لے کر بطور تعریض و الزام کلام کیا گیا تھا جیسا کہ عموماً بحث و مناظرہ میں ہوتا ہے اس کو جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں! بظاہر صورت جھوٹ کی معلوم ہوتی ہے اسی لیے بعض احادیث میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق صورتاً کیا گیا ہے۔ مفسرین نے اس کی توجیہ میں اور بھی کئی محمل بیان کیے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہی تقریر زیادہ صاف بے تکلف اور

اقرب الی الروایات ہے۔ واللہ اعلم ا

فائدہ:[۷۳] مشرکین کی ندامت وشرمندگی:......یعنی سمجھے کہ بیکار پتھر پوجنے سے کیا حاصل یا یہ مطلب ہو کہ تم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا کہ باوجود ابراہیم علیہ السلام کی دھمکی سننے کے یوں ہی لاپروائی سے بت خانہ کھلا چھوڑ کر چلے گئے اپنے معبودوں کی حفاظت کا کوئی سامان کر کے نہ گئے۔ کذا قال ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔

فائدہ:[۷۴]......یعنی شرمندگی سے آنکھ نہیں ملا سکتے تھے۔

فائدہ:[۷۵]......یعنی جان بوجھ کر ہم سے ایسی ناممکن بات کا مطالبہ کیوں کرتا ہے، کہیں پتھر بھی بولے ہیں؟

فائدہ:[۷۶] حقیقت پسندانہ واضح جواب:......یعنی پھر تم کو ڈوب مرنا چاہیے کہ جو مورتی ایک لفظ نہ بول سکے، کسی آڑے وقت کام نہ آسکے، ذرہ برابر نفع ونقصان اس کے اختیار میں نہ ہو، اسے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے، کیا اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے۔

فائدہ:[۷۷] لاجواب ہو کر انتقام اور سزا کی تجویز:......یعنی بحث ومناظرہ میں تو اس سے جیت نہیں سکتے اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ (جو معبود ہماری بلکہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے) ہم ان کی مدد کریں اور ان کے دشمن کو سخت ترین سزا دیں، اگر ایسا نہ کر سکے تو ہم نے کچھ کام نہ کیا۔ چنانچہ اس مشورہ کے موافق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کی سزا تجویز ہوئی گویا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے بت توڑ کر ان کے دل جلائے تھے، یہ ان کو آگ میں جلا ڈالیں۔ آخر ظالموں نے جمع ہو کر نہایت اہتمام اور بے رحمی کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سخت بھڑکتی ہوئی آگ کے نذر کر دیا۔

فائدہ:[۷۸] آگ کو ٹھنڈک کا حکم:......یعنی تکوینا آگ کو حکم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا لیکن اس قدر ٹھنڈی نہیں کہ برودت سے تکلیف پہنچنے لگے۔ ایسی معتدل ٹھنڈک ہو جو جسم وجان کو خوشگوار معلوم ہونے لگے۔

تنبیہ:......آگ کا ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا ہو جانا ان کا معجزہ تھا۔ معجزہ کی حقیقت یہ ہی ہے کہ حق تعالیٰ اپنی عام عادت کے خلاف سبب عادی کو مسبب سے یا مسبب کو سبب سے جدا کر دے، یہاں احراق کا سبب (آگ) موجود تھی، مگر مسبب اس پر مرتب نہ ہوا۔ معجزہ وغیرہ کے متعلق مفصل کلام ہم نے ایک مستقل تحریر میں کیا ہے جو رسالہ "المحمود" کے کئی نمبروں میں چھپ چکی۔ فلیراجع

فائدہ:[۷۹] مشرکین کی ناکامی:......یعنی ابراہیم علیہ السلام کا برا چاہتے تھے لیکن خود ناکامی، ذلت اور خسارہ میں پڑ گئے۔ حق کی صداقت برملا ظاہر ہوئی اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا۔ قال فی "البحر المحیط": "قد اکثر الناس فی حکایتہ ماجریٰ لابراہیم۔ والذی صح ہو ماذکرہ اللہ تعالیٰ من انہ علیہ السلام القی فی النار فجعلہا اللہ علیہ برداً وسلاماً۔"

فائدہ:[۸۰] شام کی طرف ہجرت:......یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مع حضرت لوط علیہ السلام کے صحیح سالم ملکِ شام میں لے گئے جہاں بہت سی ظاہری وباطنی برکات ودیعت کی گئی ہیں۔

فائدہ:[۸۱]......یعنی بڑھاپے میں بیٹا مانگا تھا ہم نے پوتا بھی دیدیا یعنی یعقوب علیہ السلام۔

فائدہ:[۸۲]......یعنی ابراہیم، لوط، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں ہیں، کیونکہ سب نبی ہوئے اور انبیاء سے بڑھ کر نیکی کس میں ہو سکتی ہے۔

فائدہ:[۸۳]......یعنی ایسے کامل تھے کہ دوسروں کی تکمیل بھی کرتے تھے۔

فائدہ:[۸۴]......یعنی ان کی طرف وحی بھیجی جس میں ان امور کی تاکید تھی، یہ ان کا کمال علمی ہوا۔

فَائِدَۃ:[۸۵] انبیاء علیہم السلام کا عملی کمال:......یعنی شب وروز ہماری بندگی میں لگے رہتے تھے کسی دوسری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ یہ ہی انبیاء علیہم السلام کی شان ہوتی ہے کہ ان کا ہر کام خدا کی بندگی کا پہلو لیے ہوتا ہے، یہ عملی کمال ہوا۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ

اور لوط کو دیا ہم نے حکم اور سمجھ ف۸٦ اور بچا نکالا اس کو اس بستی سے جو کرتے تھے گندے کام،

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى ع۵

وہ تھے لوگ بڑے نافرمان ف۸۷ اور اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں ف۸۸ اور نوح کو جب اس نے پکارا اس سے

مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷٦﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ

پہلے ف۸۹ پھر قبول کر لی ہم نے اس کی دعا سو بچا دیا اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے برے لوگ پھر ڈبا دیا ہم نے اُن سب کو ف۹۰ اور داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام

يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا

کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اس کو رات میں ایک قوم کی بکریاں، اور سامنے تھا ہمارے ان کا فیصلہ پھر سمجھا

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا

دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم اور سمجھ ف۹۱ اور تابع کیے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ، تسبیح پڑھا کرتے اور اڑتے جانور ف۹۲ اور یہ سب

فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

کچھ ہم نے کیا ف۹۳ اور اس کو سکھلایا ہم نے بنانا ایک تمہارا لباس کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۹۴ سو کچھ تم شکر کرتے ہو ف۹۵

فَائِدَۃ:[۸٦] تذکرہ لوط علیہ السلام:......یعنی حکمت وحکومت اور علم وفہم جو انبیاء کی شان کے لائق ہو۔

فَائِدَۃ:[۸۷]......بستی سے مراد "سدوم" اور اسکے ملحقات ہیں۔ وہاں کے لوگ خلاف فطرت افعال کے مرتکب اور بہت سے گندے کاموں میں مبتلا تھے۔ ان کا قصہ پہلے کئی جگہ گذر چکا۔

فَائِدَۃ:[۸۸] لوط علیہ السلام پر رحمت باری:......یعنی جب لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب بھیجا تو لوط علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو ہم نے اپنی مہربانی اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیا، تا نیکوں کا اور بدوں کا انجام الگ الگ ظاہر ہو جائے۔

فَائِدَۃ:[۸۹]......یعنی ابراہیم اور لوط علیہما السلام سے پہلے۔

فَائِدَۃ:[۹۰] سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا کی قبولیت:......نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک قوم کو سمجھاتے رہے۔ اتنی طویل مدت میں سخت زہرہ گداز سختیاں اٹھائیں۔ آخر دعا کی ﴿اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ [قمر:۱۰] اور ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

دَیَّارًا ﴾ [نوح:٢٦] حق تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ کافروں کو طوفان سے غرق کر دیا اور نوح علیہ السلام کو مع ہمراہیوں کے طوفان کی گھبراہٹ اور کفار کی ایذاؤں سے بچالیا۔ ان کا مفصل قصہ پہلے گذر چکا۔ [ھود: ٤٠-٤٩]

فائدہ: [٩١] **قصہ داؤد و سلیمان علیہم السلام:** ...... حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام انکے صاحبزادے ہیں، اور خود نبی ہیں۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے حکومت، قوت فیصلہ اور علم و حکمت عنایت فرمائے تھے۔ حضرت سلیمان بچپن ہی میں اس قدر غیر معمولی سمجھ کی باتیں کرتے تھے کہ سننے والے حیران رہ جائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک شخص کے کھیت میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں آگھسیں، کھیتی کا نقصان ہوا، حضرت داؤد نے یہ دیکھ کر کہ بکریوں کی قیمت اس مالیت کے برابر ہے جس کا کھیت والے نے نقصان اٹھایا تھا، یہ فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے نزدیک کھیتی والا بکریاں اپنے پاس رکھے اور دودھ پئے اور بکریوں والے کھیت کی آبپاشی اور تردّد [کاشت کاری] کریں جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تو بکریاں لوٹادیں اور کھیتی لے لیں اس میں دونوں کا نقصان نہ ہوگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی یہ فیصلہ سن کر تحسین فرمائی اور اپنے اجتہاد سے رجوع کیا۔ گویا اصول فقہ کی اصطلاح میں سلیمان علیہ السلام کے استحسان کو اپنے قیاس کے مقابلہ میں قبول فرمالیا۔ باپ بیٹے دونوں نے جو فیصلہ شرکائے مقدمہ کے حق میں کیا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تھا اور دونوں ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فیصلہ کرنے کی قوت اور سمجھ عنایت کی تھی لیکن اصل گر کی بات اس نے سلیمان علیہ السلام کو سجھادی وہ اس نتیجہ پر پہنچے جو اللہ کے نزدیک اصلح واصوب تھا، اور جسے آخر کار داؤد علیہ السلام نے بھی قبول کیا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بادشاہ ہو کر بھی مخلوق کے چھوٹے چھوٹے معاملات کی طرف اسی قدر توجہ فرماتے ہیں جیسے بڑے مہم کاموں کی طرف۔

فائدہ: [٩٢] **شانِ داؤد علیہ السلام:** ...... حضرت داؤد علیہ السلام بے انتہا خوش آواز تھے اس پر پیغمبرانہ تاثیر، حالت یہ ہوتی تھی کہ جب جوش میں آکر زبور پڑھتے یا خدا کی تسبیح و تحمید کرتے تو پہاڑ اور پرند جانور بھی ان کے ساتھ آواز سے تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔

فائدہ: [٩٣] **قدرت خداوندی:** ...... یعنی تعجب نہ کرو کہ پتھر اور جانور کیسے بولتے اور تسبیح پڑھتے ہوں گے۔ یہ سب کچھ ہمارا کیا ہوا تھا، بھلا ہماری لامحدود قدرت کے لحاظ سے یہ باتیں کیا مستبعد سمجھی جاسکتی ہیں۔

فائدہ: [٩٤] **زرہ سازی:** ...... حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم کر دیا تھا۔ اسے موڑ کر نہایت ہلکی، مضبوط، جدید قسم کی زرہیں تیار کرتے تھے جو لڑائی میں کام دیں۔

فائدہ: [٩٥] ...... یعنی تمہارے فائدہ کے لیے ہم نے داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے ایسی عجیب صنعت نکال دی، سوچو کہ تم اس قسم کی نعمتوں کا کچھ شکر ادا کرتے ہو۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ

اور سلیمان کے تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جہاں برکت دی ہے ہم نے ٩٦ اور ہم کو سب چیز کی

عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ

خبر ہے ٩٧ اور تابع کیے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے سوا ٩٨ اور ہم نے ان کو

حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا

تھام رکھا تھا ٩٩ اور ایوب کو جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا پھر ہم نے سن

لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

لی اس کی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کیے اُس کو اس کے گھر والے اور اتنے ہی اور ان کے ساتھ ف۱۰۰ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت

لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ

بندگی کرنے والوں کو ف۱۰۱ اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۱۰۲ اور لے لیا ہم نے ان کو اپنی

رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

فَائِدَة: [۹۶] قدرت خداوندی اور سلیمان علیہ السلام کی بے مثل حکومت: ...... حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ [ص: ۳۵] اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن اُن کے لیے مسخر کر دیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک تخت تیار کرایا تھا جس پر مع اعیانِ دولت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی بار کر لیا جاتا، پھر ہوا آتی، زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی، پھر اوپر جا کر نرم ہوا ان کی ضرورت کے مناسب چلتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ﴿رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ﴾ [ص: ۳۶] یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دو پہر میں پہنچا دیتی۔ تعجب ہے کہ آج عجیب و غریب ہوائی جہازوں کے زمانہ میں بھی بہت سے زائغین اس قسم کے واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ کیا یورپ جو کام اسٹیم اور الیکٹرک سے کر سکتا ہے خدا تعالیٰ ایک پیغمبر کی خاطر اپنی قدرت سے نہیں کر سکتا۔

فَائِدَة: [۹۷] ...... کہ کس کو کس قسم کا امتیاز دینا مناسب ہے، اور ہوا وغیرہ عناصر سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔

فَائِدَة: [۹۸] حیرت انگیز کام: ...... شیاطین سے مراد سرکش جن ہیں، ان سے حضرت سلیمان علیہ السلام دریا میں غوطہ لگواتے تا موتی اور جواہر اس کی تہ میں سے نکالیں اور عمارات میں بھاری کام کرواتے اور حوض کی برابر تانبے کے لگن [طشت، ٹب] اور بڑی عظیم الشان دیگیں جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں بنوا کر اٹھواتے تھے اور سخت سخت کام ان سے لیتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس قسم کے حیرت انگیز کام اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مادی قوتوں سے کرائے ہیں اس وقت مخفی اور روحی قوتوں سے کرائے جاتے تھے۔

فَائِدَة: [۹۹] شیاطین سلیمان علیہ السلام کی قید میں: ...... یعنی ہم نے اپنے اقتدارِ کامل سے ان شیاطین کو سلیمان علیہ السلام کی قید میں اس طرح تھام رکھا تھا کہ جو چاہتے ان سے بیگار لیتے تھے۔ اور وہ کوئی ضرر سلیمان علیہ السلام کو نہیں پہنچا سکتے تھے ورنہ آدمی کی کیا بساط ہے کہ ایسی مخلوق کو اپنے قبضہ میں کر لے اور زنجیروں میں جکڑ کر رکھ چھوڑے: ﴿وَاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ [ص: ۳۸]۔

فَائِدَة: [۱۰۰] سیدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش اور قبولیت دعا: ...... حضرت ایوب علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا کھیت، مواشی، لونڈی، غلام، اولاد صالح اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوب بڑے شکر گذار بندے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا، کھیت جل گئے، مواشی مر گئے، اور اولاد کھٹی دب مری، دوست آشنا الگ ہو گئے، بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے، ایک بیوی رفیق رہی، آخر میں وہ بیچاری بھی اکتانے لگی مگر حضرت ایوب علیہ السلام جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گذر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی تھی تب دعا کی: ﴿اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت اُمنڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی، زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے، بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا

کہ حدیث میں ہے سونے کی ٹڈیاں برسائیں، غرض سب طرح درست کر دیا۔

فَائِدَہ: [۱۰۱] **واقعہ ایوب علیہ السلام میں نصیحت کا سامان:**...... یعنی ایوب علیہ السلام پر یہ مہربانی ہوئی اور تمام بندگی کرنے والوں کے لیے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہوگئی کہ جب کسی نیک بندے پر دنیا میں برا وقت آئے تو ایوب علیہ السلام کی طرح صبر و استقلال دکھلانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہیے، حق تعالیٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلاء کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے۔

فَائِدَہ: [۱۰۲] **تذکرہ صالحین:**...... یعنی ان سب نیک بندوں کو یاد کرو۔ اسمٰعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کا ذکر پہلے سورۂ ''مریم'' [آیت: ۵۴-۵۷] میں گذر چکا۔ ذوالکفل کی نسبت اختلاف ہے کہ نبی تھے جیسا کہ انبیاء کے ذیل میں تذکرہ فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے یا محض ایک مرد صالح تھے۔ کہتے ہیں ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور للہ یہ محنت اٹھائی۔

تنبیہ:...... مسند امام احمد اور جامع ترمذی میں ایک شخص کا قصہ آتا ہے جو پہلے سخت بدکار اور فاسق و فاجر تھا بعدہٗ تائب ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کی بشارت اسی دنیا میں لوگوں کو سنا دی، اس کا نام حدیث میں ''کفل'' آیا ہے۔ بظاہر یہ وہ ''ذوالکفل'' نہیں جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا۔ واللہ اعلم! ہمارے زمانہ کے بعض مصنفین کا خیال ہے کہ ''ذوالکفل'' وہی ہیں جن کو ''حزقیل'' کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ

اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ ہو کر ف۱۰۳ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں [پکڑیں] گے اس کو ف۱۰۴ پھر پکارا ان اندھیروں میں ف۱۰۵ کہ کوئی حاکم نہیں سوائے

اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ

تیرے تو بے عیب ہے، میں تھا گنہگاروں سے ف۱۰۶ پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد، اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے [گھٹن] سے اور یونہی ہم

نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف۱۰۷ اور زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو، اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ف۱۰۸ اور تو ہے سب سے بہتر وارث ف۱۰۹

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

پھر ہم نے سن لی اس کی دعا اور بخشا اس کو یحییٰ اور اچھا [درست] کر دیا اس کی عورت کو ف۱۱۰ وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا

اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ف۱۱۱ اور وہ عورت جس نے قابو میں رکھی اپنی شہوت ف۱۱۲ پھر پھونک دی ہم

مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾

نے اس عورت میں اپنی روح ف۱۱۳ اور کیا اس کو اس کے بیٹے کو نشانی [نمونہ] جہان والوں کے واسطے ف۱۱۴

فَائِدَہ: [۱۰۳] **سیدنا یونس علیہ السلام کا قصہ:**...... ''مچھلی والا'' فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کو۔ ان کا مختصر قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر نینوٰی کی طرف (جو موصل کے مضافات میں سے ہے) مبعوث فرمایا تھا۔ یونس علیہ السلام نے ان کو بت پرستی سے روکا اور حق کی طرف بلایا۔ وہ

ماننے والے کہاں تھے، روز بہ روز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا۔ آخر بددعا کی اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غصہ میں بھرے ہوئے شہر سے نکل گئے حکمِ الٰہی کا انتظار نہ کیا اور وعدہ کر گئے کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ ان کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بددعا خالی نہیں جائے گی، کچھ آثار بھی عذاب کے دیکھے ہوں گے۔ گھبرا کر سب لوگ بچوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے اور ماؤں کو بچوں سے جدا کر دیا۔ میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلانا شروع کیا، بچے اور مائیں، آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے، کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی، تمام بستی والوں نے سچے دل سے توبہ کی، بت توڑ ڈالے، خدا تعالیٰ کی اطاعت کا عہد باندھا اور حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں۔ حق تعالیٰ نے آنے والا عذاب ان پر سے اٹھالیا: ﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ [یونس:۹۸] اُدھر یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر ایک جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے، وہ کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی والوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو نیچے پھینک دیا جائے (یا اپنے مفروضات کے موافق یہ سمجھے کہ کشتی میں کوئی غلام مولا سے بھاگا ہوا ہے) بہرحال اس آدمی کی تعیین کے لیے قرعہ ڈالا۔ وہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا، دو تین مرتبہ قرعہ اندازی کی ہر دفعہ یونس کے نام پر نکلتا رہا۔ یہ دیکھ کر یونس علیہ السلام دریا میں کود پڑے، فوراً ایک مچھلی آکر نگل گئی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں رکھ، اس کا ایک بال بیکا نہ ہو۔ یہ تیری روزی نہیں بلکہ تیرا پیٹ ہم نے اس کا قید خانہ بنایا ہے، اس کو اپنے اندر حفاظت سے رکھنا۔ اس وقت یونس علیہ السلام نے اللہ کو پکارا ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اپنی خطا کا اعتراف کیا کہ بیشک میں نے جلدی کی کہ تیرے حکم کا انتظار کیے بدون بستی والوں کو چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ گو یونس علیہ السلام کی یہ غلطی اجتہادی تھی جو اُمت کے حق میں معاف ہے، مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ جس معاملہ میں وحی آنے کی امید ہو، بدون انتظار کیے قوم کو چھوڑ کر چلا جانا ایک نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ اسی نامناسب بات پر دار و گیر شروع ہوگئی۔ آخر توبہ کے بعد نجات ملی مچھلی نے کنارہ پر آکر اُگل دیا اور اسی بستی کی طرف صحیح سالم واپس کیے گئے۔

فَائِدَہ:[۱۰۴] ایک غلط فہمی کا ازالہ: ...... یعنی یہ خیال کر لیا کہ ہم اس حرکت پر کوئی دار و گیر نہ کریں گے، یا ایسی طرح نکل کر بھاگا جیسے کوئی یوں سمجھ کر جائے کہ اب ہم اس کو پکڑ کر واپس نہیں لاسکیں گے۔ گویا بستی سے نکل کر ہماری قدرت سے ہی نکل گیا۔ یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ! یونس علیہ السلام فی الواقع ایسا سمجھتے تھے۔ ایسا خیال تو ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں کرسکتا بلکہ غرض یہ ہے کہ صورت حال ایسی تھی جس سے یوں متنزع ہوسکتا تھا۔ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ کاملین کی ادنیٰ ترین لغزش کو بہت سخت پیرایہ میں ادا کرتا ہے جیسا کہ ہم پہلے کئی جگہ لکھ چکے ہیں۔ اور اس سے کاملین کی تنقیص نہیں ہوتی بلکہ جلالت شان ظاہر ہوتی ہے کہ اتنے بڑے ہو کر ایسی چھوٹی سی فروگذاشت بھی کیوں کرتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۱۰۵] ...... یعنی دریا کی گہرائی، مچھلی کے پیٹ اور شب تاریک کے اندھیروں میں۔

فَائِدَہ:[۱۰۶] ...... یعنی میری خطا کو معاف فرمایئے بیشک مجھ سے غلطی ہوئی۔

فَائِدَہ:[۱۰۷] بلاؤں سے نجات دلانے والی دعا: ...... یعنی یونس علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں، جو ایماندار لوگ ہم کو اسی طرح پکاریں گے ہم ان کو بلاؤں سے نجات دیں گے۔ احادیث میں اس دعا کی بہت فضیلت آئی ہے اور اُمت نے شدائد و نوائب میں ہمیشہ اس کو مجرب پایا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۰۸] سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا: ...... یعنی اولاد دے جو میرے بعد قوم کی خدمت کرسکے اور میری تعلیم کو پھیلائے جیسا کہ سورۂ "مریم" [آیت:۷] کے فوائد میں لکھا جاچکا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۰۹] ...... وارث طلب کر رہے تھے ﴿يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ﴾ [مریم:۶] اسی کے مناسب نام سے اللہ کو یاد کیا۔

فَائِدَة:[۱۱۰]......یعنی بانجھ عورت کو ولادت کے قابل کر دیا۔

فَائِدَة:[۱۱۱] ایک غلطی کی اصلاح:......بعض متصوفین کہا کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ اصلی محب نہیں۔ یہاں سے ان کی غلطی ظاہر ہوئی انبیاء سے بڑھ کر خدا کا محب کون ہو سکتا ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۲]......یعنی حلال وحرام دونوں طریقوں سے محفوظ تھی۔

فَائِدَة:[۱۱۳]......یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو جو ''روح اللہ'' کے لقب سے ملقب ہیں اس کے پیٹ میں پرورش کیا۔

فَائِدَة:[۱۱۴]......ان کا ''نشانی'' ہونا سورۂ آل عمران اور سورۂ مریم [آیت:۲۱] میں بیان ہو چکا ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ

یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں رب تمہارا سو میری بندگی کرو ف۱۱۵ اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا [کرلیا] لوگوں نے آپس میں اپنا

اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ

کام ف۱۱۶ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے ف۱۱۷ سو جو کوئی کرے کچھ نیک کام اور وہ رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کریں گے اس کی سعی کو اور ہم اس

كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ

کو لکھ لیتے ہیں ف۱۱۸ اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئیں گے ف۱۱۹ یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں یاجوج و

وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

ماجوج اور وہ ہر اوچان سے پھسلتے چلے آئیں ف۱۲۰ اور نزدیک آ لگے سچا وعدہ پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

منکروں کی آنکھیں، ہائے کم بختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے ف۱۲۱ نہیں، پر ہم تھے گناہ گار ف۱۲۲ تم اور جو کچھ

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا

تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ایندھن ہے دوزخ کا، تم کو اس پر پہنچنا ہے ف۱۲۳ اگر ہوتے یہ بت معبود تو نہ پہنچتے اس پر

وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾

اور سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے ف۱۲۴

فَائِدَة:[۱۱۵] اصول دین میں تمام انبیاء متحد ہیں:......یعنی خدا بھی ایک اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں جو ایک کی تعلیم ہے وہ ہی دوسروں کی ہے۔ رہا فروع کا اختلاف، وہ زمان ومکان کے اختلاف کی وجہ سے عین مصلحت وحکمت ہے۔ اختلاف مذموم وہ ہے جو اصول میں ہو۔ پس لازم ہے کہ سب مل کر خدا کی بندگی کریں اور جن اصول میں تمام انبیاء متفق رہے ہیں ان کو متحدہ طاقت سے پکڑیں۔

فَائِدَۃ:[۱۱۶] لوگوں کی تفرقہ بازی:...... ہم نے تو اصول کے اعتبار سے ایک دین دیا تھا، لوگوں نے خود اختلاف ڈال کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر لیے اور آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

فَائِدَۃ:[۱۱۷]...... یعنی ہمارے پاس آکر تمام اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا جب ہر ایک کو اس کے کیے کی جزاء ملے گی۔ آگے اس جزاء کی تفصیل ہے۔

فَائِدَۃ:[۱۱۸] نیکی کا میٹھا پھل مل کر رہے گا:...... یعنی کسی کی محنت اکارت نہ جائے گی۔ نیکی کا میٹھا پھل مومن کو مل کر رہے گا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہ ہوگی، ہر چھوٹا بڑا عمل ہم اس کے اعمالنامہ میں ثبت کر دیتے ہیں جو قیامت کے دن کھول دیئے جائیں گے۔

فَائِدَۃ:[۱۱۹] جب چڑیاں چگ گئیں کھیت:...... پہلے نجات پانے والے مؤمنین کا ذکر تھا اس کے بالمقابل اس آیت میں ہلاک ہونے والے کافروں کا مذکور ہے۔ یعنی جن کے لیے ہلاک اور غارت ہونا مقدر ہو چکا وہ کبھی اپنے کفر وعصیان کو چھوڑ کر اور توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع ہونے والے نہیں، نہ وہ کبھی دنیا میں اس غرض سے واپس کیے جا سکتے ہیں کہ دوبارہ یہاں آکر گذشتہ زندگی کی تقصیرات [کوتاہیوں] کی تلافی کر لیں۔ پھر ان کو نجات وفلاح کی توقع کدھر سے ہو سکتی ہے۔ ان کے لیے تو صرف ایک ہی وقت ہے جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی طرف رجوع کریں گے اور اپنی زیادتیوں کے معترف ہو کر پشیمان ہوں گے۔ مگر اُس وقت پشیمانی کچھ کام نہ آئے گی وہ وقت قیامت کا ہے جس کے مبادیٔ قریبہ میں سے ہے خروجِ ''یاجوج ماجوج'' آگے اسی کو بیان فرماتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۱۲۰] یاجوج ماجوج کا خروج:...... یعنی قیامت کے قریب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سد ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ اپنی کثرت وازدحام کی وجہ سے تمام بلندی وپستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیز رفتار سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آ رہی ہیں۔ سورۂ ''کہف'' [آیت: ۹۴] کے آخر میں اس قوم کے متعلق ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کا ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے۔

فَائِدَۃ:[۱۲۱] منکرین قیامت کی غفلت حسرت:...... یعنی جزاء سزا کا وعدہ جب نزدیک آلگے گا اس وقت منکروں کی آنکھیں مارے شدت ہول کے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور اپنی غفلت پر دستِ حسرت ملیں گے کہ افسوس! آج کے دن سے ہم کیسے بے خبر رہے جو ایسی کمبختی آئی۔ کاش ہم دنیا میں اس آفت سے بچنے کی فکر کرتے۔

فَائِدَۃ:[۱۲۲]...... یعنی بے خبری بھی کیسے کہیں، آخر انبیاء علیہم السلام نے تو کھول کھول کر آگاہ کر دیا تھا لیکن ہم نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ ان کا کہنا نہ مانا اور برابر شرارتوں اور گناہوں پر اصرار کرتے رہے۔

فَائِدَۃ:[۱۲۳] دوزخ کا ایندھن:...... یہ خطاب مشرکینِ مکہ کو ہے جو بت پوجتے تھے، یعنی تم اور تمہارے یہ معبود سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے: ﴿وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [بقرہ: ۲۴] اسکے معنی یہ نہیں کہ اصنام (بت) معذب ہوں گے بلکہ غرض یہ ہے کہ بت پرستوں پر حجت زیادہ لازم ہو جیسا کہ آگے فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا﴾ اور ان کی حسرت بڑھے اور حماقت زیادہ واضح ہو کہ جن سے خیر کی توقع رکھتے تھے وہ آج خود اپنے کو نہ بچا سکے پھر ہماری حفاظت کیا کر سکتے ہیں۔

تنبیہ:...... ﴿وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد یہاں صرف اصنام ہیں، کیونکہ خطاب ان ہی کے پرستاروں سے ہے۔ لیکن اگر ﴿مَا﴾ کو عام رکھا جائے تو ''بشرط عدم المانع'' کی قید معتبر ہوگی یعنی جن فرضی معبودوں میں کوئی مانع دخول نار سے نہ ہو وہ اپنے عابدین کے ساتھ دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں گے، مثلاً شیاطین واصنام۔ باقی حضرت مسیح وعزیز علیہما السلام اور ملائکۃ اللہ جن کو بہت لوگوں نے معبود ٹھہرالیا ہے۔ ان حضرات کی مقبولیت ووجاہت مانع ہے کہ (معاذ اللہ) اس عموم میں شامل رکھے جائیں۔ اسی لیے آگے تصریحاً فرمادیا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ﴾۔

فَائِدَہ:[۱۲۴] ......یعنی سب عابد و معبود ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہیں گے۔

لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّھُمْ فِیْھَا لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی ۙ اُولٰٓئِکَ

ان کو وہاں چلانا ہے اور وہ اس میں، کچھ نہ سنیں گے ف۱۲۵ جن کے لیے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی

عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا ۚ وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

وہ اس سے دور رہیں گے ف۱۲۶ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے ف۱۲۷

لَا یَحْزُنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَتَلَقّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ؕ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی گھبراہٹ میں ف۱۲۸ اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے، آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ف۱۲۹

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ ؕ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ

جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ ف۱۳۰ جیسا سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار، پھر اس کو دہرائیں گے، وعدہ ضرور ہو

اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ

چکا ہے ہم پر، ہم کو پورا کرنا ہے ف۱۳۱ اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک

الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

بندے ف۱۳۲ اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ بندگی والے ف۱۳۳ اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہان کے لوگوں پر ف۱۳۴

فَائِدَہ:[۱۲۵] **دوزخیوں کی حالت:** ......یعنی شدتِ ہول اور عذاب کی سخت تکلیف اور اپنے چلانے کے شور سے کچھ سنائی نہ دے گا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہر دوزخی کو ایک لوہے کے صندوق میں بند کر کے اوپر میخیں ٹھونک دی جائے گی اور جہنم کی تہ میں چھوڑ دیے جائیں گے۔ شاید کچھ نہ سن سکنا اس وقت کا حال ہو۔

فَائِدَہ:[۱۲۶] **نیک لوگوں کو دوزخ سے دور رکھا جائے گا:** ......یعنی ایک بار پل صراط پر سے گذر کر پھر ہمیشہ دور رہیں گے اور اس پر سے گذرتے ہوئے بھی دوزخ کی تکلیف والم سے قطعاً دوری ہوگی۔

فَائِدَہ:[۱۲۷] ......جنتیوں کو دوزخ سے اس قدر 'بعد ہوگا کہ اسکی آہٹ تک محسوس نہ کریں گے اور نہایت عیش و آرام کے ساتھ ہمیشہ جنت کے مزے لوٹیں گے۔

فَائِدَہ:[۱۲۸] ......یعنی اس دن جب خلقت کو سخت گھبراہٹ ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو رنج و غم سے محفوظ رکھے گا۔

فَائِدَہ:[۱۲۹] **فرشتوں کی طرف سے جنتیوں کا استقبال:** ......یعنی قبروں سے اٹھتے یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے کہ جس دائمی مسرت و راحت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا آج اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۳۰] **آسمانوں کی صفیں:** ......یعنی جب قیامت آئے گی آسمانوں کی صفیں لپیٹ دی جائیں گی جس طرح دستاویز کا لکھا ہوا

کاغذ لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے: ﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ﴾ [زمر: ۶۷] بعض روایات میں جو نبی کریم ﷺ کے ایک کاتب کا نام "سجل" بتلایا گیا ہے، اس کو حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے ضعیف بلکہ موضوع قرار دیا ہے۔ کما صرح ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فلا یعتبر بتخریج ابی داود والنسائی فی سننهما۔

فَائِدَہ: [۱۳۱] ...... یعنی جیسی سہولت سے دنیا کو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دی جائے گی، یہ حتمی وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔

فَائِدَہ: [۱۳۲] حق تعالیٰ کا وفادار بندوں سے وعدہ: ...... کامل وفادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو دنیا و آخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنائے گا چنانچہ فرمایا: ﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝﴾ [اعراف: ۱۲۸] اور ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝﴾ [مومن: ۵۱] اور ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ﴾ [نور: ۵۵] یہ ایسا حتمی اور قطعی وعدہ ہے جس کی خبر اس نے اپنی کتب شرعیہ اور کتب قدریہ میں دی۔ "لوحِ محفوظ" اور "اُمّ الکتاب" میں یہ وعدہ درج کیا اور انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار اعلان کرایا۔ داؤد علیہ السلام کی کتاب "زبور" ۳۷-۲۹ میں ہے کہ "صادق زمین کے وارث ہوں گے۔" چنانچہ اس اُمت میں کے کامل، وفادار اور صادق بندے مدت دراز تک زمین کے وارث رہے، شرق و غرب میں انہوں نے آسمانی بادشاہت قائم کی، عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے، دین حق کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا۔ اور نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی ان کے ہاتھوں پر پوری ہوئی: "اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ زوی الارض فرأیتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِی سَیَبْلُغُ ملکها ما زوی لی منها" اور اسی قسم کی دوسری پیشین گوئی امام مہدی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں پوری ہو کر رہے گی۔

فَائِدَہ: [۱۳۳] ...... یعنی اس قسم کی بشارات سن کر خدائے واحد کی بندگی کرنے والے اپنے مطلب کو پہنچتے ہیں، یا اس قرآن کریم میں جو ایسی عظیم بشارات و ہدایات پر مشتمل ہے بندگی کرنے والوں کے لیے کافی منفعت اور کامیابی ہے۔

فَائِدَہ: [۱۳۴] شان رحمۃ العالمین ﷺ: ...... یعنی آپ تو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اگر کوئی بدبخت اس رحمت عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے۔ آفتاب عالمتاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کر لے تو یہ اسکی دیوانگی ہوگی آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ چاہے اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اُٹھاتا ہے۔ نیز حق تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا ہے کہ پہلی اُمتوں کے برخلاف اس اُمت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائیگا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپ جہاد کرتے تھے وہ بھی مجموعۂ عالم کیلئے سراسر رحمت تھا کیونکہ اسکے ذریعہ سے اس رحمتِ کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی جسکے آپ حامل بن کر آئے تھے اور بہت سے اندھے جو آنکھیں بنوانے سے بھاگتے تھے اس سلسلہ میں انکی آنکھوں میں بھی خواہ مخواہ ایمان کی روشنی پہنچ جاتی تھی۔ ایک حدیث میں ہے: "وَالَّذِی نفسی بیده لَاَقْتُلَنَّهُمْ وَلَاُصَلِّبَنَّهُمْ وَلَاَهْدِیَنَّهُمْ وَهُمْ كَارِهُوْنَ اِنِّی رَحْمَةٌ بَعَثَنِی اللّٰهُ وَلَا یَتَوَفَّانِی حَتّٰی یظهر اللّٰهُ دِیْنَهٗ" (ابن کثیر) ان الفاظ سے آپ کے "رحمۃ للعالمین" ہونے کا مطلب زیادہ وسعت کے ساتھ سمجھ میں آ سکتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے، پھر کیا ہو تم حکم برداری کرنے والے ف۱۳۵ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہہ

اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ

دے میں نے خبر دی تم کو دونوں طرف برابر ف۱۳۶ اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو تم سے وعدہ ہوا ف۱۳۷ وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر

الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ

کرو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ف۱۳۸ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک ف۱۳۹ رسول نے کہا

احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اے رب فیصلہ کر انصاف کا ف۱۴۰ اور رب ہمارا رحمان ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتلاتے ہو ف۱۴۱

فائدہ:[۱۳۵] اعلان توحید اور دعوت فکر: ...... یہ رسالت کے ساتھ توحید کا بیان ہوا۔ یعنی جو رحمتِ عظیمہ لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کا لب لباب توحید کامل ہے اور یہ ایسا صاف و واضح مضمون ہے جس کے قبول کرنے میں آدمی کو کچھ پس و پیش نہ ہونا چاہیے۔ پس کیا تم حکم ماننے اور حق کے سامنے گردن ڈال دینے کے لیے تیار ہو؟ اگر ہو تو فبہا و نعمت، ورنہ میں تبلیغ کر کے بری الذمہ ہو چکا، تم اپنا انجام سوچ لو۔

فائدہ:[۱۳۶] اتمام حجت: ...... یعنی اس قدر اتمام حجت کے بعد بھی نہ مانو، تو میں تم کو خبر کر چکا کہ اب میں تم سے بیزار اور تم مجھ سے علیحدہ، تمہارا عمل تمہارے ساتھ اور میرا عمل میرے ساتھ۔ ہر ایک کا جو نتیجہ ہوگا سامنے آجائے گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو (قبول کرو یا رد کرو) ایک طرف کا زور نہیں آیا۔''

فائدہ:[۱۳۷] ...... یعنی تمہارے نہ ماننے پر جو عذاب کا وعدہ ہے وقوع تو اس کا ضرور بالضرور ہو کر رہے گا لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ جلد ہوگا یا بدیر۔

فائدہ:[۱۳۸] ...... وہ ہی ہر ایک کھلی چھپی بات کو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کس بات کی کیا جزاء ملنی چاہیے اور کب ملنی چاہیے۔

فائدہ:[۱۳۹] تاخیر عذاب میں مصلحت: ...... یعنی تاخیر عذاب میں ممکن ہے تم کو جانچنا ہو کہ اس مدت میں کچھ سمجھ لو اور شرارتوں سے باز آجاؤ۔ یا محض ڈھیل دینا ہو کہ ایک مدت تک دنیا میں پھنس کر شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز کر لو۔

فائدہ:[۱۴۰] ...... یعنی جیسے ہر معاملہ کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا آپ کی شان ہے، اسی کے موافق میرے اور میری قوم کے درمیان جلدی فیصلہ فرما دیجیے۔

فائدہ:[۱۴۱] مدد صرف اللہ سے: ...... یعنی اسی سے ہم فیصلہ چاہتے ہیں اور کافروں کی خرافات کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگتے ہیں، اسی طرح کی دعا انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے: ﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝﴾ [اعراف: ۸۹] کیونکہ اپنی حقانیت و صداقت اور حق تعالیٰ کے عدل و انصاف پر پورا وثوق و اعتماد ہوتا تھا۔

تم سورۃ الانبیاء وللہ الحمد والمنۃ۔

آیاتها ۷۹ ۲۲ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۳ رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ

لوگو ڈرو اپنے رب سے، بے شک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائے

مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ

گی، ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو، اور ڈال دے گی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ

پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے ف۱ اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں بے خبری سے ف۲ اور پیروی کرتا

كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ

ہے ہر شیطان سرکش کی ف۳ جس کے حق [قسمت] میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ اس کو بہکائے اور لے جائے عذاب میں دوزخ

السَّعِيْرِ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

کے ف۴ اے لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے ف۵ پھر قطرہ سے ف۶

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِی

پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے ف۷ اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں ف۸ اور ٹھہرا

الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ

رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک ف۹ پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں

مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى

سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تا کہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے ف۱۰ اور تو

الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيجٍ ۝

دیکھتا ہے زمین خراب پڑی ہوئی، پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی تازی ہوگئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم رونق کی چیزیں ف ۱۱

فائدہ:[۱] قیامت کے زلزلے:...... قیامت کے عظیم الشان زلزلے (بھونچال) دو ہیں: ایک عین قیام قیامت کے وقت یا نفخۂ ثانیہ کے بعد، دوسرا قیامت سے کچھ پیشتر جو علامات قیامت میں سے ہے۔ اگر یہاں دوسرا مراد ہو تو آیت اپنے ظاہر معنی پر رہے گی اور پہلا مراد ہو تو دونوں احتمال ہیں: حقیقتاً زلزلہ آئے اور دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتیں اپنی اسی ہیئت پر محشور ہوں۔ یا زلزلہ سے مراد وہاں کے اہوال و شدائد ہوں اور ﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ﴾ الآیۃ کو تمثیل پر حمل کیا جائے یعنی اس قدر گھبراہٹ اور سختی ہوگی کہ اگر دودھ پلانے والی عورتیں موجود ہوں تو مارے گھبراہٹ اور شدت ہول کے اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں۔ اس وقت لوگ اس قدر مدہوش ہوں گے کہ دیکھنے والا شراب کے نشہ کا گمان کرے حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام! خدا کے عذاب کا تصور اور اہوال و شدائد کی سختی ہوش گم کر دے گی۔

تنبیہ:...... اگر یہ گھبراہٹ سب کو عام ہو تو ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ﴾ [انبیاء: ۱۰۳] میں نفی باعتبار اکثر احوال کے اور یہاں اثبات باعتبار ساعتِ قلیلہ کے لیا جائے گا۔ اور اگر آیت حاضرہ اکثر ناس کے حق میں ہو، سب کے حق میں نہ ہو تو سرے سے اشکال ہی نہیں۔

فائدہ:[۲] منکرین کا احمقانہ شبہ:...... یعنی اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے ان میں یہ لوگ جھگڑتے اور کج بحثیاں کرتے ہیں اور جہل و بے خبری سے عجیب احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں۔ چنانچہ قیامت، بعث بعد الموت اور جزاء و سزا وغیرہ پر ان کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب آدمی مر کر گل سڑ گیا اور ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو گئیں تو یہ کیسے سمجھ میں آئے کہ وہ پھر زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے گا۔

فائدہ:[۳]...... یعنی جن یا آدمیوں میں کا جو شیطان اس کو اپنی طرف بلائے یہ فوراً اسی کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ گویا گمراہ ہونیکی ایسی کامل استعداد رکھتا ہے کہ کوئی شیطان کسی طرف پکارے یہ اس پر لبیک کہنے کے لیے تیار رہتا ہے۔

فائدہ:[۴]...... یعنی ﴿شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ﴾ کے متعلق یہ طے شدہ امر ہے کہ جو اس کی رفاقت اور پیروی کرے وہ اپنے ساتھ اسے بھی لے ڈوبتا ہے اور گمراہ کر کے دوزخ سے ورے نہیں چھوڑتا۔

فائدہ:[۵] جواب شبہ:...... یعنی اگر یہ دھوکا لگ رہا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر دوبارہ کیسے جی اٹھیں گے تو خود اپنی پیدائش میں غور کرو کس طرح ہوئی ہے۔

فائدہ:[۶] مزید وضاحت:...... یعنی اول تمہارے باپ آدم کو مٹی سے، پھر تم کو قطرۂ منی سے بنایا، یا یہ مطلب ہے کہ مٹی سے غذا نکالی جس سے کئی منزلیں طے ہو کر نطفہ بنا، پھر نطفہ سے کئی درجے طے کر کے تمہاری تشکیل و تخلیق ہوئی۔

فائدہ:[۷]...... یعنی نطفہ سے جما ہوا خون اور خون سے گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے، جس پر ایک وقت آتا ہے کہ آدمی کا پورا نقشہ (ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک وغیرہ) بنا دیا جاتا ہے اور ایک وقت ہوتا ہے کہ ابھی تک نہیں بنایا گیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض کی پیدائش مکمل کر دی جاتی ہے اور بعض یونہی ناقص صورت میں گر جاتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ بعض بے عیب ہوتا ہے، بعض عیب دار۔

فائدہ:[۸]...... کہ خود تمہاری اصل کیا تھی اور کتنے روز گذرنے کے بعد آدمی بنے ہو۔ اسی کو سمجھ کر بہت سے حقائق کا انکشاف ہو سکتا ہے اور بعث بعد الموت کا امکان بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔

فائدہ:[۹]...... یعنی جتنی مدت جس کو رحم مادر میں ٹھہرانا مناسب ہوتا ہے ٹھہراتے ہیں۔ کم از کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یا چار

برس علی اختلاف الاقوال۔

فَائِدَہ:[۱۰] انسانی زندگی میں تدریجی منازل:......یعنی جس طرح اندر رہ کر بہت سے مدارج طے کیے ہیں، باہر آ کر بھی تدریجاً بہت منازل میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ایک بچپن کا زمانہ ہے جب آدمی بالکل کمزور و ناتواں ہوتا ہے اور اس کی تمام قوتیں چھپی رہتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ کامن (پوشیدہ) قوتیں ظاہر ہوتی ہیں، جسمانی حیثیت سے ہر چیز کمال شباب کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر بعض تو جوانی ہی میں مرجاتے ہیں اور بعض اس عمر کو پہنچتے ہیں جہاں پہنچ کر آدمی کے اعضاء وقویٰ جواب دے دیتے ہیں وہ سمجھدار بننے کے بعد ناسمجھ اور کارآمد ہونے کے بعد نکما ہو جاتا ہے، یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے اور جانی ہوئی چیزوں کو کچھ نہیں جانتا، گویا بوڑھا ہو کر پھر بچہ بن جاتا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۱] موت کے بعد زندگی کی مثال:......یعنی زمین مردہ پڑی تھی، رحمت کا پانی پڑتے ہی جی اٹھی اور تروتازہ ہو کر لہلہانے لگی۔ قسم قسم کے خوش منظر فرحت بخش اور نشاط افزا پودے قدرت نے اگا دیئے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا

یہ سب کچھ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکا

رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو ف۱۲ اور بعض شخص وہ ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

اور بدون روشن کتاب کے ف۱۳ اپنی کروٹ موڑ کر ف۱۴ تا کہ بہکائے اللہ کی راہ سے، اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے

وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۹ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

اور چکھائیں گے ہم اس کو قیامت کے دن جلن کی مار ف۱۵ یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم

لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ ع۸

کرتا بندوں پر ف۱۶ اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر، پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر، اور اگر

اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ڗ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱

پہنچ گئی اس کو جانچ پھر گیا الٹا اپنے منہ پر، گنوائی دنیا اور آخرت، یہی ہے ٹوٹا صریح ف۱۷

فَائِدَہ:[۱۲] گذشتہ مثالوں سے چند باتوں کا ثبوت:......انسان کی پیدائش اور کھیتی کی مثالوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں چند باتیں ثابت ہوتی ہیں: (۱) یہ کہ یقیناً اور بالتحقیق اللہ موجود ہے ورنہ ایسی منظم متقن اور حکیمانہ صنعتیں کہاں سے ظاہر ہوئیں۔ (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ مردہ اور بے جان چیزوں کو زندہ اور جاندار بنا دیتا ہے۔ چنانچہ مشتِ خاک یا قطرۂ آب سے انسان بنا دینا اور افتادہ زمین میں روح نباتی پھونک دینا اس پر شاہد ہے، پھر دوبارہ پیدا کر دینا اس کو کیا مشکل ہے۔ (۳) یہ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر ہر چیز اسکی قدرت کے نیچے نہ ہوتی تو ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ (۴) یہ کہ قیامت ضرور آنی چاہیے اور اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ضرور ملنی چاہیے کیونکہ اتنے

بڑے انتظامات یوں ہی لغو اور بے کار نہیں ہو سکتے۔ جس حکیم مطلق اور قادر علی الاطلاق نے اپنی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ سے انسان کو ایسی عجیب وغریب صفت کے ساتھ پیدا کیا، کیا خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے اس کی زندگی بے کار بنائی ہوگی؟ ہر گز نہیں! یقیناً انسان کی یہ محدود زندگی جس میں سعادت وشقاوت، نیکی بدی اور رنج وراحت باہم مخلوط رہتے ہیں اور امتحان وانتقام کی صورتیں ایک دوسرے سے مکمل اور نمایاں طور پر متمیز نہیں ہوتیں، اس کو مقتضی ہے کہ کوئی دوسری زندگی ہو جہاں سعید وشقی، مجرم ووفادار صاف طور پر الگ الگ ہوں اور ہر ایک اس مقام پر پہنچایا جائے جہاں تک پہنچنے کے لیے بنایا گیا ہے اور جس کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے۔ مادی حیثیت سے منی کے جن اجزاء میں نطفہ بننے کی استعداد تھی ان سے نطفہ بنا، اسی طرح نطفہ کی پوشیدہ قوتیں علقہ میں، علقہ کی مضغہ میں، مضغہ کی طفل میں آئیں اور جوانی کے وقت ان کا پورا ظہور ہوا۔ یا زمین کی پوشیدہ قوتیں بارش کا چھینٹا پڑنے سے ظہور پذیر ہوئیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ انسان میں سعادت وشقاوت کی جو روحانی قوتیں ودیعت کی گئیں یا نیکی اور بدی میں پھولنے پھلنے کی جو زبردست استعداد رکھی ہے وہ اپنے پورے شباب کو پہنچے اور کامل ترین اشکال وصورتیں ظاہر ہوں۔ اسی کا نام بعث بعد الموت ہے جو دنیا کی زندگی کا موجودہ دورہ ختم کرنے کے بعد وقوع پذیر ہوگا۔

فَائِدَہ: [۱۳] خلاصہ کلام:...... یعنی ایسے واضح دلائل وشواہد سننے کے بعد بھی بعض کجرو اور ضدی لوگ اللہ کی باتوں میں یوں ہی بے سند جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی علم ضروری ہے نہ دلیل عقلی نہ دلیل سمعی، محض اوہام وظنون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

فَائِدَہ: [۱۴]...... یعنی اعراض وتکبر کے ساتھ۔

فَائِدَہ: [۱۵] دنیا و آخرت میں ذلت وعذاب مقدر ہوگا:...... یعنی جو شخص بدون حجت ودلیل محض عناد سے خدا کی باتوں میں جھگڑتا ہے اور غرض یہ ہو کہ دوسرے لوگوں کو ایمان ویقین کی راہ سے ہٹا دے اس کو دنیا میں خدا تعالیٰ ذلیل کرے گا اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ۔

فَائِدَہ: [۱۶]...... یعنی جب سزا دیں گے تو کہا جائے گا کہ خدا کی طرف سے کسی پر ظلم وزیادتی نہیں۔ تیرے ہاتھوں کی کرتوت ہے جس کا مزہ آج چکھ رہا ہے۔

فَائِدَہ: [۱۷] مفاد پرست عناصر کی خود غرضی:...... یعنی بعض آدمی محض دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے۔ اگر دین میں داخل ہو کر دنیا کی بھلائی دیکھے، بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے، اُدھر دنیا گئی اِدھر دین گیا، کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی اس طرف ہے نہ اس طرف، جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل بھاگے۔

يَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنۡفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ۚ﴿۱۲﴾ يَدۡعُوۡا لَمَنۡ

پکارتا ہے اللہ کے سواء ایسی چیز کو کہ نہ اس کا نقصان کرے اور نہ اس کا فائدہ کرے، یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر ف۱۸ پکارے جاتا ہے

ضَرُّهٗۤ اَقۡرَبُ مِنۡ نَّفۡعِهٖ ؕ لَبِئۡسَ الۡمَوۡلٰى وَلَبِئۡسَ الۡعَشِيۡرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اس کو جس کا ضرر پہلے پہنچے نفع سے ف۱۹ بے شک برا دوست ہے اور برا رفیق ف۲۰ اللہ داخل کرے گا ان کو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ ﴿۱۴﴾ مَنۡ كَانَ

اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں ف۲۱ اللہ کرتا ہے جو چاہے ف۲۲ جس کو یہ

يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ

خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا اس کی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسی آسمان کو پھر کاٹ ڈالے

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

اب دیکھے کچھ جاتا رہا اس کی اس تدبیر سے اس کا غصہ ف۲۳ اور یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ ہے کہ اللہ سجھا دیتا

مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ

ہے جس کو چاہے ف۲۴ جو لوگ مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں اور صائبین ف۲۵ اور نصاریٰ اور مجوس اور

اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑰

جو شرک کرتے ہیں، مقرر اللہ فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن، اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۲۶

فائدہ: [۱۸] **کھلی حماقت:**...... یعنی خدا کی بندگی چھوڑی دنیا کی بھلائی نہ ملنے کی وجہ سے، اب پکارتا ہے ان چیزوں کو جن کے اختیار میں نہ ذرہ برابر بھلائی ہے نہ برائی۔ کیا خدا نے جو چیز نہیں دی تھی وہ پتھروں سے حاصل کرے گا؟ اس سے بڑھ کر کھلی حماقت کیا ہوگی۔

فائدہ: [۱۹] **نقد نقصان:**...... یعنی بتوں سے نفع کی تو امید موہوم ہے (بت پرستوں کے زعم کے موافق) لیکن ان کو پوجنے کا جو ضرر ہے وہ قطعی اور یقینی ہے، اس لیے فائدہ کا سوال تو بعد کو دیکھا جائے گا نقصان ابھی ہاتھوں ہاتھ پہنچ گیا۔

فائدہ: [۲۰] **بت برے رفیق و مددگار:**...... جب قیامت میں بت پرستی کے نتائج سامنے آئیں گے تو بت پرست بھی یہ کہیں گے: ﴿لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ﴾ یعنی جن سے بڑی امداد و رفاقت کی توقع تھی وہ بہت ہی برے رفیق اور مددگار ثابت ہوئے کہ نفع تو کیا پہنچاتے الٹا ان کے سبب سے نقصان پہنچ گیا ؎

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستم گر نکلا
موم سمجھا تھا ترے دل کو سو پتھر نکلا

فائدہ: [۲۱]...... منکرین مجادلین اور مذبذبین کے بعد یہاں مومنین مخلصین کا انجام نیک بیان فرمایا۔

فائدہ: [۲۲]...... جس کو مناسب جانے سزا دے اور جس پر چاہے انعام فرمائے اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔

فائدہ: [۲۳] **حضور ﷺ کی نصرت و کامیابی یقینی ہے:**...... "لن ینصرہ" میں ضمیر مفعول نبی کریم ﷺ کی طرف راجع ہے جن کا تصور قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں گویا ہمہ وقت موجود رہتا ہے، کیونکہ آپ ہی قرآن کے اولین مخاطب ہیں۔ گویا مومنین کا انجام ذکر کرنے کے بعد یہ ان کے پیغمبر کے مستقبل کا بیان ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے رسول سے دنیوی اور اخروی فتح و نصرت کے جو وعدے کر چکا ہے وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے، خواہ کفار و حاسدین کتنا ہی غیظ کھائیں اور نصرت ربانی کے روکنے کی کیسی ہی تدبیریں کر لیں، لیکن حضور ﷺ کی نصرت و کامیابی کسی طرح رک نہیں سکتی یقیناً آ کر رہے گی۔ اگر ان کفار و حاسدین کو اس پر زیادہ غصہ ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کوشش سے خدا کی مشیت کو روک سکیں گے تو اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے دیکھ لیں، حتیٰ کہ ایک رسی اوپر چھت میں لٹکا کر گلے میں ڈال لیں اور خود پھانسی لے کر غیظ سے مر جائیں، یا ہو سکتا ہو تو آسمان میں رسی تان کر اوپر چڑھیں اور وہاں سے آسمانی امداد کو منقطع کر

آ ئیں، پھر دیکھیں کہ ان تدبیروں سے وہ چیز آنی بند ہو جاتی ہے جس پر انہیں اس قدر غصہ اور پیچ و تاب ہے۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے لیکن حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آیت کو ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ الآیۃ کے مضمون سے مربوط کر کے نہایت لطیف تقریر فرمائی ہے۔ ان کے نزدیک ﴿مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ﴾ الآیۃ میں ضمیر مفعول ﴿مَنْ﴾ کی طرف اوٹتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجنے لگے وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ قیاس کر لے جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسی سے لٹک رہا ہے، اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی تو کیا توقع رہی، کیا خدا کی رحمت سے ناامید ہو کر کامیابی حاصل کر سکے گا؟ گویا ''رسی'' کہا اللہ کی امید کو، اس کا کاٹ دینا ناامید ہو جانا اور آسمان سے مراد بلندی ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ: [۲۴] ......یعنی کیسی صاف صاف مثالیں اور کھلی باتیں ہیں مگر سمجھتا وہ ہی ہے جسے خدا سمجھ دے۔

فَائِدَۃ: [۲۵] **مذہب مجوس:** ......مجوس آگ پوجتے ہیں اور دو خالق مانتے ہیں ایک خیر کا خالق جس کا نام ''یزدان''، دوسرا شر کا جس کو ''اہرمن'' کہتے ہیں اور کسی نبی کا نام بھی لیتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ پیچھے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں۔ شہرستانی نے ''ملل ونحل'' میں انکے مذہب پر جو کلام کیا ہے اسے دیکھا جائے۔ ''صابئین'' وغیرہ کا ذکر پہلے گذر چکا۔ [بقرہ:۶۲]

فَائِدَۃ: [۲۶] **دوٹوک فیصلہ قیامت کے دن ہوگا:** ......یعنی تمام مذاہب وفرق کے نزاعات کا عملی اور دوٹوک فیصلہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے قیامت کے دن ہوگا۔ سب جدا کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیئے جائیں گے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کون کس مقام یا کس سزا کا مستحق ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ

اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی ف ۲۷ اور بہت ہیں کہ ان پر ٹھہر چکا عذاب ف ۲۸ اور جس کو

يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۸﴾ السجدۃ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ

اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا، اللہ کرتا ہے جو چاہے ف ۲۹ یہ دو مدعی ہیں جھگڑے ہیں

رَبِّهِمْ ز فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ

اپنے رب پر ف ۳۰ سو جو منکر ہوئے ان کے واسطے بیونتے ہیں [قطع کیے، کترے] کپڑے آگ کے ف ۳۱ ڈالتے ہیں ان کے سر پر

الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

جلتا پانی، گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور ان کے واسطے ہتھوڑے [مونگریاں] ہیں لوہے کے ف ۳۲ جب چاہیں کہ

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ

نکل پڑیں دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اس کے اندر اور چکھتے رہو جلنے کا عذاب ف ۳۳ بے شک اللہ داخل

السجدۃ

ع ۲

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

کرے گا ان کو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنائیں گے ان کو وہاں کنگن

مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾

سونے کے اور موتی ف ۳۴ اور ان کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی ف ۳۵

فَائِدَہ:[۲۷] مخلوقات کا سجدہ:......ایک سجدہ ہے جس میں آسمان وزمین کی ہر ایک مخلوق شامل ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت کے آگے تکوینا سب مطیع ومنقاد اور عاجز وبے بس ہیں۔ خواہی نخواہی سب کو اس کے سامنے گردن ڈالنا اور سر جھکانا پڑتا ہے، دوسرا سجدہ ہے ہر چیز کا جدا۔ وہ یہ کہ جس چیز کو جس کام کے لیے بنایا اس کام میں لگے، یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر آدمیوں کو چھوڑ کر اور ساری خلقت کرتی ہے۔ بناء علیہ ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ﴾ الآیۃ میں ہر چیز کا اپنی شان کے لائق سجدہ مراد ہوگا یا ﴿مَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ کے بعد دوسرا ﴿يَسْجُدُ﴾ مقدر نکالا جائے گا۔

تنبیہ:......پہلی آیت سے ربط یہ ہوا کہ مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں حالانکہ دوسری تمام مخلوق خدا کی مطیع و منقاد ہے۔ انسان جو ساری مخلوق سے زائد عاقل ہے، چاہیے تھا کہ اس کے کل افراد اوروں سے زیادہ متفق ہوتے۔

فَائِدَہ:[۲۸]......یعنی سجدہ سے انکار واعراض کرنے کی بدولت عذاب کے مستحق ہوئے۔

فَائِدَہ:[۲۹]......یعنی خدا تعالیٰ جس کو اس کی شامت اعمال سے ذلیل کرنا چاہے اسے ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت کے مقام پر کون پہنچا سکتا ہے؟

فَائِدَہ:[۳۰] تذکرہ دو فریقوں کا:......یعنی پہلے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ﴾ الی آخرہ میں جن فرقوں کا ذکر ہوا ان سب کو حق وباطل پر ہونے کی حیثیت سے دو فریق کہہ سکتے ہیں۔ ایک مومنین کا گروہ جو اپنے رب کی سب باتوں کو من وعن تسلیم کرتا اور اس کے احکام کے آگے سر بسجود رہتا ہے۔ دوسرے کفار کا مجمع جس میں یہود، نصاریٰ، مجوس، مشرکین، صابئین وغیرہم سب شامل ہیں جو ربانی ہدایات کو قبول نہیں کرتے اور اس کی اطاعت کے لیے سر نہیں جھکاتے، یہ دونوں فریق دعاوی میں، بحث ومناظرہ میں اور جہاد وقتال کے مواقع میں بھی ایک دوسرے کے مدِ مقابل رہتے ہیں جیسا کہ ''بدر'' کے میدان مبارزہ میں حضرت علی، حضرت حمزہ اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم تین کافروں (عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، اور ولید بن عتبہ) کے مقابلہ پر نکلے تھے، آگے دونوں فریق کا انجام بتلاتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۳۱] جہنم میں کفار کی سزا:......یعنی جس طرح لباس آدمی کے بدن کو ڈھانپ لیتا ہے جہنم کی آگ اسی طرح ان کو محیط ہوگی۔ یا کسی ایسی چیز کے کپڑے پہنائے جائیں گے جو آگ کی گرمی سے بہت سخت اور بہت جلد تپنے والے ہوں۔

فَائِدَہ:[۳۲]......دوزخیوں کے سر کو ہتھوڑے سے کچل کر کھولتا ہوا پانی اوپر سے ڈالا جائے گا جو دماغ کے راستہ سے پیٹ میں پہنچے گا، جس سے سب انتڑی اُوجھڑی کٹ کٹ کر نکل پڑے گی اور بدن کی بالائی سطح کو جب پانی مس کرے گا تو بدن کا چمڑا گل کر گر پڑے گا، پھر اصلی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے اور بار بار یہی عمل ہوتا رہے گا: ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ﴾ [نساء:۵۶] اللّٰھم اعذنا من غضبک وعذابک۔

فَائِدَہ:[۳۳]......یعنی دوزخ میں گھٹ گھٹ کر چاہیں گے کہ کہیں کو نکل بھاگیں، آگ کے شعلے ان کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے پھر

فرشتے آہنی گرز مار کر پیچھے دھکیل دیں گے اور کہا جائے گا کہ دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو جس سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔ العیاذ باللہ!

فائدہ: [۳۴] **جنت میں مومنین کیلئے انعامات:**...... یعنی بڑی آرائش اور زیب و زینت سے رہیں گے اور ہر ایک عنوان سے تجمل و تنعم کا اظہار ہوگا۔

فائدہ: [۳۵] ...... پہلے ﴿قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ﴾ میں دوزخیوں کا لباس مذکور ہوا تھا، اس کے بالمقابل یہاں جنتیوں کا پہناوا بیان فرماتے ہیں کہ ان کی پوشاک ریشم کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک۔ معلوم ہوا یہ دونوں (چیزیں مردوں کے لیے) یہاں نہیں۔ اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ہاتھ میں ڈالتے ہیں۔''

تنبیہ:...... احادیث میں ہے کہ جو مرد یہاں ریشم کا لباس پہنے گا آخرت میں نہیں پہنے گا۔ اگر وہ پہننے والا کافر ہے تب تو ظاہر ہے کہ وہ جنت میں داخل ہی نہ ہوگا کہ جنتیوں کا لباس پہنے، ہاں اگر مومن ہے تو شاید کچھ مدت تک اس لباس سے محروم رکھا جائے پھر ابدالآباد تک پہنتا رہے اور اس لا متناہی مدت کے مقابلہ میں یہ قلیل زمانہ غیر معتد بہ سمجھا جائے۔

وَهُدُوٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی ف۳۶ اور پائی اس تعریفوں [خوبیوں] والے کی راہ ف۳۷ جو لوگ منکر ہوئے

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ

اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام [حرمت والی مسجد] سے جو ہم نے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر

وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ

سے آنے والا ف۳۸ اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائیں گے ایک عذاب دردناک ف۳۹ اور جب ٹھیک کردی ہم نے

مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ

ابراہیم کو جگہ اس گھر کی ف۴۰ کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو ف۴۱ اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور

السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ

رکوع و سجدہ والوں کے ف۴۲ اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پیروں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں

عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ

راہوں دور سے ف۴۳ تاکہ پہنچیں اپنے فائدے کی جگہوں پر ف۴۴ اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں مواشی کے

بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾

جو اللہ نے دیے ہیں ان کو ف۴۵ سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف۴۶

ع ۱۰/۳

فَائِدَة:[۳۶]...... دنیا میں بھی کہ لا اِلٰہ الا اللہ کہا، قرآن پڑھا، خدا کی تسبیح وتحمید کی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا اور آخرت میں بھی کہ فرشتے ہر طرف سے سلام کریں گے اور جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ستھری باتیں کرتے ہوں گے، بک بک جھک جھک نہ ہوگی اور نعمائے جنت پر شکرِ خداوندی بجالائیں گے۔ مثلاً کہیں گے: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ﴾ [زمر: ۷۴] سورہ فاطر میں ہے: ﴿یُدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ﴾ [آیت: ۳۳، ۳۴] اس سے آیت حاضرہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ نبه علیه فی الروح۔

فَائِدَة:[۳۷]...... یعنی اللہ کی راہ پائی جس کا نام اسلام ہے یہ راہ خود بھی حمید ہے اور راہ والا بھی حمید ہے۔ یا راہ پائی اس جگہ کی جہاں پہنچ کر آدمی کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔

فَائِدَة:[۳۸] تمام زائرین حرم کے مساویانہ حقوق ہیں:...... پہلے ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا﴾ [حج: ۱۹] میں مومنین اور کفار کے اختصام (جھگڑے) کا ذکر تھا، اسی اختصام کی بعض صورتوں کو یہاں بیان فرمایا ہے۔ یعنی ایک وہ لوگ ہیں جو خود گمراہ ہونے کے ساتھ دوسروں سے مزاحم ہوتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ کے راستہ پر نہ چلنے پائے حتیٰ کہ جو مسلمان اپنے پیغمبر کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ جا رہے تھے انکا راستہ روک دیا۔ حالانکہ مسجد حرام (یا حرم شریف کا وہ حصہ جس سے لوگوں کی عبادات ومناسک کا تعلق ہے) سب کے لیے یکساں ہے۔ جہاں مقیم ومسافر اور شہری وپردیسی کو ٹھہرنے اور عبادت کرنے کے مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔ ہاں! وہاں سے نکالے جانے کے قابل اگر ہیں تو وہ لوگ جو شرک اور شرارتیں کر کے اس بقعۂ مبارکہ کی بے تعظیمی کرتے ہیں۔

تنبیہ:...... بیوتِ مکہ کی ملکیت اور بیع وشراء وغیرہ کا مسئلہ ایک مستقل مسئلہ ہے جس کی کافی تفصیل روح المعانی وغیرہ میں کی گئی ہے، یہاں اُس کے بیان کا موقع نہیں۔

فَائِدَة:[۳۹] حرم شریف سے روکنے والا سخت سزا کا مستحق:...... یعنی جو شخص حرم شریف میں جان بوجھ کر بالارادہ بے دینی اور شرارت کی کوئی بات کرے گا اس کو اس سے زیادہ سخت سزا دی جائے گی جو دوسری جگہ ایسا کام کرنے پر ملتی۔ اسی سے ان کا حال معلوم کر لو جو ظلم وشرارت سے مؤمنین کو یہاں آنے سے روکتے ہیں۔

فَائِدَة:[۴۰] بیت اللہ کی تعمیر:...... کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ پہلے سے بزرگ تھی، پھر مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بیت اللہ تعمیر کرو۔ اس معظم جگہ کا نشان دکھلایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔

تنبیہ:...... "مسجد حرام" کا ذکر پہلے آیا تھا اس کی مناسبت سے کعبہ کی بنا کا حال اور اس کے متعلق بعض احکام دور تک بیان کیے گئے ہیں۔

فَائِدَة:[۴۱] بیت اللہ کی بنیاد خالص توحید پر:...... یعنی اس گھر کی بنیاد خالص توحید پر رکھو، کوئی شخص یہاں آ کر اللہ کی عبادت کے سوا کوئی مشرکانہ رسوم نہ بجالائے۔ کفارِ مکہ نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہاں تین سو ساٹھ بت لا کر کھڑے کر دیئے۔ العیاذ باللہ! جن کی گندگی سے ہمیشہ کے لیے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے گھر کو پاک کیا۔ فله الحمد والمنة۔

فَائِدَة:[۴۲]...... یعنی خالص انہی لوگوں کے لیے رہے اور سب سے پاک کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "پہلی اُمتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی اُمتِ محمدیہ کی نماز میں ہے، تو خبر دی کہ آگے لوگ ہوں گے اس کے آباد کرنے والے۔" وفیه نظر فتأمل۔

فَائِدَة:[۴۳] اعلانِ حج اور سعید روحوں کی لبیک:...... جب کعبہ تعمیر ہو گیا تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پکارا کہ لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ۔ حق تعالیٰ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچا دی (بلا تشبیہ جیسے آج کل ہم امریکہ یا

ہندوستان میں بیٹھ کر لندن کی آوازیں سن لیتے ہیں) جس کے لیے حج مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا۔ وہ ہی شوق کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ ہزاروں آدمی پاپیادہ تکلیفیں اٹھاتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور بہت سے اتنی دور سے سوار ہو کر آتے ہیں کہ چلتے چلتے اونٹنیاں تھک جاتی اور دبلی ہو جاتی ہیں، بلکہ عموماً حاجیوں کو عمدہ سانڈنیاں کہاں ملتی ہیں ان ہی سوکھے دبلے اونٹوں پر منزلیں قطع کرتے ہیں۔ یہ گویا اس دعا کی مقبولیت کا اثر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی ﴿فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ﴾ [ابراہیم: ۳۷]

فَائِدَة: [۴۴] حج کے اجتماعی فوائد: ...... اصل مقصود تو دینی و اخروی فوائد کی تحصیل ہے مثلاً حج و عمرہ اور دوسری عبادات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور روحانی ترقیات کے بلند مقامات پر فائز ہونا، لیکن اس عظیم الشان اجتماع کے ضمن میں بہت سے سیاسی، تمدنی اور اقتصادی فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ کما لا یخفی۔

فَائِدَة: [۴۵] قربانی کے ایام میں بہترین عمل: ...... ﴿اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک تین دن قربانی کے مراد ہیں۔ بہرحال ان ایام میں ذکر اللہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اسی ذکر کے تحت میں خصوصیت کے ساتھ یہ بھی داخل ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔ ان دنوں میں بہترین عمل یہ ہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

فَائِدَة: [۴۶] قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت: ...... بعض کفار کا خیال تھا کہ قربانی کا گوشت خود قربانی کرنے والے کو نہ کھانا چاہیے۔ اس کی اصلاح فرمادی کہ شوق سے کھاؤ، دوستوں کو دو اور مصیبت زدہ محتاجوں کو کھلاؤ۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

پھر چاہیے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا ف ۴۷ یہ سن چکے اور جو

يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

کوئی بڑائی رکھے اللہ کی حرمتوں کی سو وہ بہتر ہے اس کے لیے اپنے رب کے پاس ف ۴۸ اور حلال ہیں تم کو چوپائے ف ۴۹ مگر جو

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ

تم کو سناتے ہیں ف ۵۰ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے ف ۵۱ اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ف ۵۲ ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کہ اس کے ساتھ شریک بنا کر ف ۵۳

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ

اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خوار، یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دوسرے

سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

مکان میں ف ۵۴ یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا، سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے ف ۵۵

فَائِدَة: [۴۷] عاشقانہ حالت: ...... جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں حجامت نہیں بنواتے، ناخن نہیں لیتے، بالوں میں تیل نہیں ڈالتے، بدن پر میل اور گرد و غبار چڑھ جاتا ہے زیادہ مل دل کر غسل نہیں کرتے۔ ایک عجیب عاشقانہ و مستانہ حالت ہوتی ہے، اب دسویں تاریخ کو

سب قصے تمام کرتے ہیں، حجامت بنوا کر غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف زیارت کو جاتے ہیں، جس کو ذبح کرنا ہو پہلے ذبح کر لیتا ہے۔ اور اپنی منتیں پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنی مرادوں کے واسطے جو منتیں مانی ہوں ادا کریں، اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں۔ بعض کے نزدیک ''نذور'' کے لفظ سے مناسکِ حج یا واجباتِ حج مراد ہیں۔ اور یہ ہی اقرب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

تنبیہ:...... ''عتیق'' کے معنی قدیم پرانے کے ہیں، اور بعض کے نزدیک ''بیت عتیق'' اس لیے کہا کہ اس گھر کو برباد کرنے کی غرض سے جو طاقت اُٹھے گی حق تعالیٰ اس کو کامیاب نہ ہونے دے گا تا آنکہ خود اس کا اُٹھالینا منظور ہو۔

فَائِدَہ: [۴۸] محترم چیزوں کا ادب و تعظیم قائم رکھنے کی ترغیب:...... یعنی حرام چیزوں کو بھاری سمجھ کر چھوڑ دینا یا اللہ نے جن چیزوں کو محترم قرار دیا ہے ان کا ادب و تعظیم قائم رکھنا بڑی خوبی اور نیکی کی بات ہے جس کا انجام نہایت اچھا ہوگا۔ محترم چیزوں میں قربانی کا جانور، بیت اللہ، صفا مروہ، منیٰ، عرفات، مسجدیں، قرآن بلکہ تمام احکام الٰہیہ آجاتے ہیں۔ خصوصیت سے یہاں مسجد حرام اور ہدی کے جانور کی تعظیم پر زور دینا ہے کہ خدائے واحد کے پرستاروں کو وہاں آنے سے نہ روکیں، نہ قربانی کے آئے ہوئے جانوروں کو واپس جانے پر مجبور کریں بلکہ قیمتی اور موٹے تازے جانور قربان کریں۔

فَائِدَہ: [۴۹]...... یعنی ان کے ذبح کرنے کا حکم تعظیم حرمات اللہ کے خلاف نہیں، کیونکہ جس مالک نے ایک چیز کی حرمت بتلائی تھی اسی کی اجازت سے اور اسی کے نام پر وہ قربان کی جاتی ہے۔

فَائِدَہ: [۵۰]...... یعنی جن جانوروں کا حرام ہونا وقتاً فوقتاً تم کو سنایا جاتا رہا ہے جیسا کہ سورۂ ''انعام'' [آیت: ۱۴۵،۱۴۴] میں تفصیلاً گذر چکا وہ حلال نہیں۔

فَائِدَہ: [۵۱]...... یعنی جانور اللہ کی مخلوق و مملوک ہیں، اس کی اجازت سے اسی کے نام پر ذبح کیے جاسکتے ہیں اور اسی کے کعبہ کی نیاز ہوسکتے ہیں، جو جانور کسی بت یا دیوی دیوتا کے استھان [مندر] پر ذبح کیا گیا وہ مردار ہوا۔ ایسی شرکیات اور گندے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

فَائِدَہ: [۵۲] ''قول الزور'' کی تفسیر:...... جھوٹی بات زبان سے نکالنا، جھوٹی شہادت دینا، اللہ کے پیدا کیے ہوئے جانور کو غیر اللہ کے نامزد کر کے ذبح کرنا، کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حلال و حرام کہنا، سب ﴿قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ میں داخل ہے۔ ﴿قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ کی برائی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو یہاں شرک کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہوا: ﴿وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [اعراف: ۳۳] احادیث میں بڑی تاکید و تشدید سے آپ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

فَائِدَہ: [۵۳]...... یعنی ہر طرف سے ہٹ کر ایک اللہ کے ہوکر رہو۔ تمہارے تمام افعال و نیات بالکلیہ بلا شرکت غیرے خالص خدا کے لیے ہونے چاہئیں۔

فَائِدَہ: [۵۴] شرک کی مثال:...... یہ شرک کی مثال بیان فرمائی، خلاصہ یہ ہے کہ توحید نہایت اعلیٰ اور بلند مقام ہے۔ اس کو چھوڑ کر جب آدمی کسی مخلوق کے سامنے جھکتا ہے تو خود اپنے کو ذلیل کرتا اور آسمان توحید کی بلندی سے پستی کی طرف گراتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر اونچے سے گر کر زندہ بچ نہیں سکتا۔ اب یا تو اہواء و افکار ردّیہ کے مردار خوار جانور چاروں طرف سے اس کی بوٹیاں نوچ کر کھائیں گے یا شیطان لعین ایک تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اسکو اڑا لے جائے گا اور ایسے گہرے کھڈ میں پھینکے گا جہاں کوئی ہڈی پسلی نظر نہ آئے۔ یا یوں کہو کہ مثال میں دو قسم کے مشرکوں کا الگ الگ حال بیان ہوا ہے۔ جو مشرک اپنے شرک میں پوری طرح پکا نہیں مذبذب ہے کبھی ایک طرف جھک جاتا ہے کبھی دوسری طرف وہ ﴿فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ﴾ کا، اور جو مشرک اپنے شرک میں پختہ، مضبوط اور اٹل ہو وہ ﴿تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ کا مصداق ہے۔ یا ''تخطفہ الطیر'' سے مراد لوگوں کے ہاتھوں مارا جانا اور ﴿تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ سے طبعی موت مرنا مراد ہو، اکثر مفسرین نے

وجہ تشبیہ کے بیان میں اسی طرح کے احتمالات ذکر کیے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو (پریشان کر کے) راہ میں سے اُچک لیں گی۔ یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو جائے گا۔''

فائدہ: [۵۵] شعائر کی تعظیم شرک نہیں ہے:...... یعنی شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں۔ جس کے دل میں پرہیزگاری کا مضمون اور خدائے واحد کا ڈر ہو گا وہ اس کے نام لگی چیزوں کا ادب ضرور کرے گا۔ یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا کا عاشق ہر اس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اس کی طرف منسوب ہو جائے۔

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى ٱلْبَيْتِ ٱلْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا

تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقرر وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ف۵۶ اور ہر امت کے واسطے ہم نے مقرر

مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَـٰمِ ۗ فَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ فَلَهُۥٓ

کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے جوان کو (اللہ نے دیے) سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسی کے حکم میں رہو ف۵۷

أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَٱلصَّـٰبِرِينَ عَلَىٰ مَآ

اور بشارت سنا دے عاجزی کرنے والوں کو ف۵۸ وہ کہ جب نام لیجیے اللہ کا ڈر جائیں ان کے دل اور سہنے والے اس کو جو

أَصَابَهُمْ وَٱلْمُقِيمِى ٱلصَّلَوٰةِ وَمِمَّا رَزَقْنَـٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَٱلْبُدْنَ جَعَلْنَـٰهَا لَكُم مِّن

ان پر پڑے ف۵۹ اور قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں ف۶۰ اور کعبہ کے چڑھانے کے

شَعَـٰٓئِرِ ٱللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَٱذْكُرُوا ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا

اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے، سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر، پھر جب گر پڑے اُن کی کروٹ،

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا ٱلْقَانِعَ وَٱلْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَـٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن

تو کھاؤ اس میں سے ف۶۱ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بے قراری کرتے کو ف۶۲ اسی طرح تمہارے بس میں کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۶۳ اللہ

يَنَالَ ٱللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَـٰكِن يَنَالُهُ ٱلتَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

کو نہیں پہنچتا ان کا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب ف۶۴ اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو

لِتُكَبِّرُوا ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ ٱللَّهَ يُدَٰفِعُ عَنِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا ۗ إِنَّ

اس بات پر کہ تم کو راہ سمجھائی اور بشارت سنا دے نیکی والوں کو ف۶۵ اللہ دشمنوں کو ہٹا دے گا ایمان والوں سے ف۶۶ اللہ کو خوش

ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾

نہیں آتا کوئی دغاباز ناشکر ف۶۷

فَائِدَة:[۵۶] ہدی کے جانور کا عظیم الشان فائدہ:......قدیم گھر بیت اللہ شریف ہے اور یہاں شاید توسعاً سارا حرم مراد ہو، یعنی اونٹ، گائے بکری وغیرہ سے تم بہت فوائد حاصل کر سکتے ہو۔ مثلاً سواری کرو، دودھ پیو، نسل چلاؤ، اون وغیرہ کو کام میں لاؤ، مگر یہ اس وقت کہ ان کو ہدی نہ بنائیں، ''ہدی'' بننے کے بعد اس قسم کا انتفاع (بدون شدید ترین ضرورت کے) نہیں کر سکتے۔ اب تو اس کا عظیم الشان اُخروی فائدہ یہ ہی ہے کہ کعبہ کے پاس لے جا کر خدا تعالیٰ کے نام پر قربان کر دو۔

فَائِدَة:[۵۷] جانور کی قربانی ہر آسمانی دین میں عبادت:......یعنی اللہ کی نیاز کے طور پر مواشی قربان کرنا ہر دین سماوی میں عبادت قرار دی گئی ہے۔ اگر یہ عبادت غیر اللہ کی نیاز کے طور پر کرو گے تو شرک ہو جائے گا جس سے بہت پرہیز کرنا چاہیے۔ موحد کا کام یہ ہے کہ قربانی اکیلے اسی خدا کے لیے کرے جس کے نام پر قربان کرنے کا تمام شرائع میں حکم رہا ہے، اس کے حکم سے باہر نہ ہو۔

فَائِدَة:[۵۸] رضائے الٰہی کی بشارت:......یعنی اُن لوگوں کو رضائے الٰہی کی بشارت سنا دیجیے جو صرف اُسی ایک خدا کا حکم مانتے ہیں، اُسی کے سامنے جھکتے ہیں، اُسی پر اُن کا دل جمتا ہے اور اُسی کے جلال و جبروت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

فَائِدَة:[۵۹]......یعنی مصائب و شدائد کو صبر و استقلال سے برداشت کریں، کوئی سختی اٹھا کر راہِ حق سے قدم نہ ڈگمگائے۔

فَائِدَة:[۶۰]......بیت اللہ تک پہنچنے میں بہت مصائب و شدائد پیش آتے ہیں، سفر میں اکثر نمازوں کے فوت ہونے یا قضا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، مال بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے، شاید اسی مناسبت سے ان اوصاف و خصال کا یہاں ذکر فرمایا۔

فَائِدَة:[۶۱] قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں اور اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ:...... پہلے مطلق شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم تھا۔ اب تصریحاً بتلا دیا کہ اونٹ وغیرہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ جن کی ذوات میں اور جن کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لیے بہت سی دنیوی و اخروی بھلائیاں ہیں تو عام ضابطہ کے موافق چاہیے کہ اللہ کا نام پاک لے کر ان کو ذبح کرو، بالخصوص اونٹ کے ذبح کا بہترین طریقہ نحر ہے۔ اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اور ایک ہاتھ داہنا یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگائیں جب سارا خون نکل چکا وہ گر پڑا تب ٹکڑے کر کے استعمال کریں اور بہت اونٹ ہوں تو قطار باندھ کر کھڑا کر لیں۔

فَائِدَة:[۶۲] محتاج کی دو قسمیں:......یہ محتاج کی دو قسمیں بتلائیں: ایک جو صبر سے بیٹھا ہے، سوال نہیں کرتا تھوڑا مل جائے تو اسی پر قناعت کرتا ہے۔ دوسرا جو بے قرار ہو کر سوال کرتا پھرتا ہے کچھ مل جائے تب بھی قرار نہیں۔

فَائِدَة:[۶۳] عظیم الشان احسان اور ترغیب شکر:......یعنی ایسے بڑے بڑے جانور جو تم سے جثہ میں اور قوت میں کہیں زیادہ ہیں، تمہارے قبضہ میں کر دیے کہ تم ان سے طرح طرح کی خدمات لیتے ہو اور کیسی آسانی سے ذبح بھی کر لیتے ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا چاہیے نہ یہ کہ شرک کر کے الٹی ناشکری کرو۔

فَائِدَة:[۶۴] قربانی کا اصل فلسفہ:......اس میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا۔ یعنی جانور کو ذبح کر کے محض گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے، نہ یہ گوشت اور خون اٹھ کر اس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوش دلی اور جوشِ محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اس کی اجازت سے اس کے نام پر اس کے بیت کے پاس لے جا کر قربان کی۔ گویا اس قربانی کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کے لیے تیار ہیں۔ بس یہ ہی وہ تقویٰ ہے جس کا ذکر ﴿ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [حج: ۳۲] میں کیا گیا تھا۔ اور جس کی بدولت خدا کا عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

فَائِدَة:[۶۵] ذبح کے وقت دعا:......یعنی ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ'' کہہ کر ذبح کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے

اپنی محبت وعبودیت کے اظہار کی کیسی اچھی راہ سجھادی اور ایک جانور کی قربانی کو گویا خود تمہاری جان قربان کرنے کے قائم مقام بنادیا۔

فَائِدَہ:[٦٦] مسلمانوں کیلئے تسلی وخوشخبری:......﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ الاٰیۃ [حج:٢٥] میں ان کفار کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج وعمرہ وغیرہ سے روکتے تھے۔ درمیان میں مسجد حرام اور اس کے متعلقات کی تعظیم وادب کے احکام بیان فرمائے، اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی مسلمان مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ عنقریب دشمنوں سے ان کا راستہ صاف کردے گا۔ مسجد حرام تک پہنچنے اور اس کے متعلق احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی مخالفانہ رکاوٹ باقی نہ رہے گی۔ بےخوف و خطر حج وعمرہ ادا کریں گے۔ گویا ﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ میں جو بشارت دینے کا امر تھا اس کا ایک فرد یہ خوشخبری ہوئی۔

فَائِدَہ:[٦٧] اہل حق ہی غالب ہوں گے:......یعنی دغاباز ناشکر گذاروں کو اگر ایک خاص میعاد تک مہلت دی جائے تو یہ مت خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خوش آتے ہیں۔ یہ مہلت بعض مصالح اور حکمتوں کی بنا پر ہے۔ آخری انجام یہی ہونا ہے کہ اہلِ حق غالب ہوں اور باطل پرستوں کو راستہ سے چھانٹ دیا جائے۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرُ ۙ﴿٣٩﴾ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ

حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا ف٦٨ اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے ف٦٩ وہ لوگ جن کو نکالا

دِیَارِہِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ

ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے ف٧٠ اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے

لَّہُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْہَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ

سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کرے گا اس کی جو مدد

مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿٤٠﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا

کرے گا اس کی، بے شک اللہ زبردست ہے زور والا ف٧١ وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور

الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾ وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ

دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے [برے کام سے] ف٧٢ اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام ف٧٣ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں

فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَہُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۙ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰہِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۙ﴿٤٣﴾ وَّاَصْحٰبُ

تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے

مَدْیَنَ ۚ وَکُذِّبَ مُوْسٰی فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُہُمْ ۚ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ﴿٤٤﴾

لوگ ف٧٤ اور موسیٰ کو جھٹلایا ف٧٥ پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا میرا انکار ف٧٦

فَائِدَہ:[٦٨] کفار سے قتال کی اجازت اور حکم:...... جب تک آنحضرت ﷺ مکہ میں تھے۔ حکم تھا کہ کفار کی سختیوں پر مسلمان صبر

کریں اور ہاتھ روکے رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ سال تک سخت زہرہ گداز مظالم کے مقابلہ میں بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ جب مدینہ ''دارالاسلام'' بن گیا اور مسلمانوں کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہوگئی تو مظلوم مسلمانوں کو جن سے کفار برابر لڑتے رہتے تھے اجازت ہوئی بلکہ حکم ہوا کہ ظالموں کے مقابلہ پر تلوار اٹھائیں اور اپنی جماعت اور مذہب کی حفاظت کریں۔ اس قسم کی کئی آیتیں اسی زمانہ میں نازل ہوئی ہیں۔

فائدہ:[۶۹] بے سروسامان مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ:...... یعنی اپنی قلت اور بے سروسامانی سے نہ گھبرائیں، اللہ تعالیٰ مٹھی بھر فاقہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ تھا جیسے دنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقع پر اپنی شانِ وقار و استغناء دکھلانے کے لیے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہاں تمہارا افلاس کام ہم کر سکتے ہیں۔ شاید یہ عنوان اس لیے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں جو کچھ کریں گے اپنی قدرت و اختیار سے کریں گے۔

فائدہ:[۷۰] مسلمانوں کی شانِ استقامت:...... یعنی مسلمان مہاجرین جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ان کا کوئی جرم نہ تھا نہ ان پر کسی کا کوئی دعویٰ تھا، بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خدا کو اپنا رب کیوں کہتے ہیں۔ اینٹ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے۔ گویا ان پر سب سے بڑا اور سنگین الزام اگر لگایا جا سکتا ہے تو یہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے۔

فائدہ:[۷۱] اجازت قتال کی حکمت و ضرورت:...... یعنی اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ فطرت کی سخت خلاف ورزی ہوگی۔ اس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لیے جنگ کرتی رہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور نیکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا۔ بددین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔ کوئی عبادت گاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔ بناءً علیہ ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر ان کو دشمنانِ حق و صداقت پر غالب کرے۔ بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقتور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔ بہرحال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانونِ قدرت کے ماتحت تھا اور یہ وہ عام قانون ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔ اگر مدافعت و حفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں عیسائی راہبوں کے صومعے (کوٹھڑے) قائم رہتے، نہ نصاریٰ کے گرجے، نہ یہود کے عبادت خانے، نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ یہ سب عبادت گاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس اس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔

فائدہ:[۷۲] خلفائے راشدین کے اقتدار کی پیشگوئی:...... یہ ان ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا۔ یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کرے گا جب کہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت دیدیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذات خود بدنی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے انکو زمین کی حکومت عطا کی اور جو پیشین گوئی کی تھی حرف بہ حرف سچی ہوئی۔ فللّٰہ الحمد علیٰ ذٰلک۔ اس آیت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً مہاجرین اور ان میں اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی۔

فائدہ:[۷۳]......یعنی گو آج مسلمان کمزور اور کافر غالب وقوی نظر آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کہ آخرکار انہیں منصور و غالب کر دے۔ یا یہ مطلب کہ یہ اُمت خدا کا دین قائم کرے گی ایک مدت تک، آخر اللہ ہی جانے کیا ہوگا۔

فائدہ:[۷۴]......جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔

فائدہ:[۷۵]......یعنی مصر کے قبطیوں نے۔

فائدہ:[۷۶] کفار اپنی کثرت وقوت کے زعم میں نہ رہیں:......یعنی مسلمانوں کے غلبہ ونصرت کے جو وعدے کیے جارہے ہیں، کفار اپنی موجودہ کثرت وقوت کو دیکھتے ہوئے ان کی تکذیب نہ کریں، یہ خدا کی ڈھیل ہے۔ پہلی قوموں نے بھی خدا کی چندروزہ ڈھیل سے دھوکہ کھا کر اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ آخر جب پکڑے گئے تو دیکھ لو ان کا حشر کیسا ہوا۔ اور خدا نے اپنے عذاب سے ڈرا کر ان کی شرارتوں پر جو انکار فرمایا تھا وہ کس طرح سامنے آگیا۔ اگلی آیت میں اسی کی تفصیل ہے۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ

سو کتنی بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گناہ گار تھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر ف۷۷ اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے محل

مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ

گچکاری [چونے کے کام] کے ف۷۸ کیا سیر نہیں کی ملک کی جو ان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے ف۷۹ سو کچھ

بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں ف۸۰ اور تجھ سے

بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ

جلدی مانگتے ہیں عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا اپنا وعدہ ف۸۱ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو تم گنتے ہو ف۸۲ اور کتنی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا ع۱۴

بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو ڈھیل دی اور وہ گناہ گار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے ف۸۳ تو کہہ اے لوگو میں تو

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

ڈر سنا دینے والا ہوں تم کو کھول کر ف۸۴ سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں ان کے گناہ بخش دیتے ہیں اور ان کو روزی ہے عزت کی ف۸۵

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے

فائدہ:[۷۷] ہلاکت کا نقشہ:......یعنی بنیادیں ہلنے سے اوّل چھتیں گر پڑیں، پھر دیواریں اور سارا مکان گر کر چھت کے ڈھیر پر آرہا۔ یہ ان کے تہ وبالا ہونے کا نقشہ کھینچا ہے۔

فَائِدَہ:[۷۸] عبرت کا منظر:......یعنی کنوئیں جن پر پانی کھینچنے والوں کی بھیڑ رہتی تھی آج ان میں کوئی ڈول پھانسنے والا نہ رہا۔ اور بڑے بڑے پختہ، بلند عالیشان، قلعی چونے کے محل ویران کھنڈر بن کر رہ گئے جن میں کوئی بسنے والا نہیں۔

فَائِدَہ:[۷۹]......یعنی ان تباہ شدہ مقامات کے کھنڈر دیکھ کر کبھی غور و فکر نہ کیا، ورنہ ان کو سچی بات کی سمجھ آ جاتی اور کان کھل جاتے۔

فَائِدَہ:[۸۰]......یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں۔ اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھاپن وہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

فَائِدَہ:[۸۱]......یعنی عذاب اپنے وقت پر یقیناً آ کر رہے گا۔ استہزاء و تکذیب کی راہ سے جلدی مچانا فضول ہے۔

فَائِدَہ:[۸۲] ایک دن ہزار برس کے برابر:......یعنی تمہارے ہزار برس اس کے یہاں ایک دن کے برابر ہیں۔ جیسے مجرم آج اس کے قبضہ میں ہے ہزار برس گذرنے کے بعد بھی اسی طرح اس کے قبضہ و اقتدار کے نیچے ہے کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔ یا یہ مطلب کہ ہزار برس کا کام وہ ایک دن میں کر سکتا ہے مگر کرتا وہی ہے جو اس کی حکمت و مصلحت کے موافق ہو، کسی کے جلدی مچانے سے وہاں کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ یا یوں کہا جائے کہ اخروی عذاب کا وعدہ ضرور آ کر رہے گا یعنی قیامت آئے گی اور تم کو پوری سزا ملے گی۔ آگے قیامت کے دن کا بیان ہوا کہ وہ ایک دن اپنی شدت و ہول کے لحاظ سے ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پھر ایسی مصیبت کو بلانے کے لیے کیوں جلدی مچاتے ہو۔

فَائِدَہ:[۸۳]......یعنی کیا ڈھیل دینے سے وہ کہیں نکل کر بھاگ گئیں، آخر سب کو لوٹ کر ہماری ہی طرف آنا پڑا اور ہم نے ان کو پکڑ کر تباہ کر دیا۔

فَائِدَہ:[۸۴]......یعنی میرا کام آگاہ و ہشیار کر دینا ہے۔ عذاب کا لے آنا میرے قبضہ میں نہیں، خدا ہی کے قبضہ میں ہے کہ سب مطیع و عاصی کا فیصلہ کرے اور ہر ایک کو اس کے مناسب حال جگہ پر پہنچائے۔

فَائِدَہ:[۸۵]......یعنی جنت میں میوے پھل اور عمدہ عمدہ الوانِ نعمت اور حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ

اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں،

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا

پھر اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی باتیں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا ۸۶ اس واسطے کہ

يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ

جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان کو کہ جن کے دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں مخالفت

شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ

میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کر لیں وہ لوگ جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں نرم ہو

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جائیں اس کے آگے ان کے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی ۸۷ اور منکروں کو ہمیشہ رہے گا اس میں دھوکا جب

فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

تک کہ آ پہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا آ پہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی ف ۸۸

فائدہ:[۸۶] شیطان کے شبہات اور وسوسوں کا مطلب:...... آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ سرہ نے اپنے پیشرو حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی روش اختیار فرمائی ہے جس کی طرف حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے بھی ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے آخر میں اشارہ کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب ''موضح القرآن'' میں لکھتے ہیں: ''نبی کو ایک حکم (یا ایک خبر) اللہ کی طرف سے آتی ہے اس میں ہرگز ذرہ بھر تفاوت نہیں ہوسکتا۔ اور ایک اپنے دل کا خیال (اور رائے کا اجتہاد) ہے وہ کبھی ٹھیک پڑتا ہے کبھی نہیں۔ جیسے حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا (اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے) کہ آپ مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ کیا۔ خیال میں آیا کہ شاید امسال ایسا ہوگا (چنانچہ عمرہ کی نیت سے سفر شروع کیا لیکن درمیان میں احرام کھولنا پڑا) اور اگلے سال خواب کی تعبیر پوری ہوئی یا وعدہ ہوا کہ کافروں پر غلبہ ہوگا۔ خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں، اس میں نہ ہوا بعد کو ہوا۔ پھر اللہ جتلا دیتا ہے کہ جتنا حکم یا وعدہ تھا اس میں سرمو تفاوت نہیں۔'' ہاں! نبی کے ذاتی خیال و اجتہاد میں تفاوت ہوسکتا ہے۔ گو نبی اصل پیشین گوئی کے ساتھ ملا کر اپنے ذاتی خیال کی اشاعت نہیں کرتا بلکہ دونوں کو الگ رکھتا ہے۔ باقی اس صورت میں ''القاء'' کی نسبت شیطان کی طرف ویسی ہوگی جیسے: ﴿وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ﴾ [کہف: ۶۳] میں ''اِنساء'' کی نسبت اس کی طرف کی گئی ہے۔ واللہ اعلم! احقر کے نزدیک بہترین اور سہل ترین تفسیر وہ ہے جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے۔ یعنی ﴿تَمَنّٰى﴾ کو بمعنی قرأت و تلاوت یا تحدیث کے اور ''امنیت'' کو بمعنی متلو یا حدیث کے لیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ قدیم سے یہ عادت رہی ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا یا اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ شیطان اس بیان کی ہوئی بات یا آیت میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے۔ یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر کے شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔ مثلاً نبی نے آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [بقرہ: ۱۷۳] پڑھ کر سنائی شیطان نے شبہ ڈالا کہ دیکھو اپنا مارا ہوا تو حلال اور اللہ کا مارا ہوا حرام کہتے ہیں۔ یا آپ نے ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ [انبیاء: ۹۸] پڑھا۔ اس نے شبہ ڈالا کہ ﴿وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ میں حضرت مسیح و عزیز علیہما السلام اور ملائکۃ اللہ بھی شامل ہیں۔ یا آپ نے حضرت مسیح کے متعلق پڑھا: ﴿وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ﴾ [نساء: ۱۷۱] شیطان نے سمجھایا کہ اس سے حضرت مسیح کی ابنیت و اُلوہیت ثابت ہوتی ہے۔ اس القاء شیطانی کے ابطال ورد میں پیغمبر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی وہ آیات سناتے ہیں جو بالکل صاف اور محکم ہوں اور ایسی پکی باتیں بتلاتے ہیں جن کو سن کر شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہ رہے۔ گویا ''متشابہات'' کی ظاہری سطح کو لے کر شیطان جو اغواء کرتا ہے ''آیاتِ محکمات'' اس کی جڑ کاٹ دیتی ہیں جنہیں سن کر تمام شکوک و شبہات ایک دم کافور ہوجاتے ہیں۔ یہ دو قسم کی آیتیں کیوں اتاری جاتی ہیں؟ شیاطین کو اتنی وسوسہ اندازی اور تصرف کا موقع کیوں دیا جاتا ہے؟ اور آیات کا جو اِحکام بعد کو کیا جاتا ہے ابتداہی سے کیوں نہیں کردیا جاتا؟ یہ سب امور حق تعالیٰ کی غیر محدود علم و حکمت سے ناشی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو علماً و عملاً دار امتحان بنایا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی کارروائی میں بندوں کی جانچ ہے کہ کون شخص اپنے دل کی بیماری یا سختی کی وجہ سے پادر ہوا [ہوا میں پاؤں لٹکائے] شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور کون سمجھ دار آدمی اپنے علم و تحقیق کی قوت سے ایمان و جنات کے مقام بلند پر پہنچ کر دم لیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آدمی نیک نیتی اور ایمانداری سے سمجھنا چاہے تو اللہ تعالیٰ دستگیری فرما کر اس کو سیدھی راہ پر قائم فرما دیتے ہیں۔ رہے منکرین و متشککین ان کو قیامت تک اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا...... ع

ہر چہ گیرد علتی علت شود

ہماری اس تقریر میں دور تک کئی آیتوں کا مطلب بیان ہوگیا۔ سمجھدار آدمی اس کے اجزاء کو آیات کے اجزاء پر بے تکلف منطبق کرسکتا ہے۔ یہ آیات جیسا کہ ہم نے سورۂ ''آل عمران'' کے شروع (آیت: ۷) میں بیان کیا تھا: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ﴾ سے بہت مشابہ ہیں۔ چنانچہ ﴿اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ میں تشابہات کا اور ﴿ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ﴾ میں ''محکمات'' کا ذکر ہوا۔ اور ﴿لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً﴾ میں زائغین کی دو قسمیں مذکور ہوئیں۔ جن میں ﴿لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ کا کام ابتغاء تاویل، اور ﴿وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ کی غرض ابتغاء فتنہ ہے۔ آگے ﴿وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ کو آیت ﴿وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ﴾ [آل عمران: ۷] کی جگہ سمجھو اور وہاں جو دعا ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا﴾ [آل عمران: ۸] سے کی تھی یہاں اس کی اجابت کا ذکر ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ میں کیا گیا اور ﴿رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ﴾ [آل عمران: ۹] کے مناسب ﴿وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ﴾ الیٰ قولہ ﴿يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ﴾ ہوئی۔

تنبیہ: ...... آیتِ حاضرہ کے تحت میں مفسرین نے جو قصہ غرانیق کا ذکر کیا ہے اس پر بحث کا یہاں موقع نہیں۔ شاید سورۂ نجم میں کچھ لکھنے کی نوبت آئے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں بہت بسط سے اس پر کلام کیا ہے۔ بہر حال آیت کا مطلب سلف کی تفسیر کے موافق بالکل صاف ہے گویا یہ تفصیل اس کی ہوئی جو اوپر ﴿وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ﴾ [سبا: ۵] میں ابطال آیات اللہ کی سعی کا ذکر تھا۔

فائدہ: [۸۷] ...... ''موضح القرآن'' میں ہے: ''یعنی اس میں گمراہ بھٹکتے ہیں سو ان کا کام ہے بھٹکنا، اور ایمان والے اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندہ کا دخل نہیں۔ اگر ہوتا تو یہ بھی بندہ کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط نکلتا۔ اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اللہ اس کو یہ بات سمجھاتا ہے۔'' حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فائدہ اپنے مذاق کے موافق لکھا ہے۔ ہمارا جو خیال ہے اس کی تقریر گذشتہ فائدہ میں گذر چکی۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۸۸] ...... یعنی نفسِ قیامت کا ہولناک حادثہ اچانک آپہنچے یا اسی قیامت کے دن کا عذاب سامنے آجائے۔ اور ممکن ہے ﴿عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ﴾ سے دنیا کا عذاب مراد ہو۔ یعنی دنیا ہی میں سزا مل جائے جس سے کوئی رُستگاری [نجات] کی شکل نہیں۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ

راج اس دن اللہ کا ہے، ان میں فیصلہ کرے گا ف۸۹ سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں نعمت کے باغوں

النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ ع۱۴

میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں سو ان کے لیے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ

هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ ان کو دے گا اللہ روزی خاصی اور اللہ ہے

لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ذٰلِكَ ۚ

سب سے بہتر روزی دینے والا البتہ پہنچائے گا ان کو ایک جگہ جس کو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا ف۹۰ یہ سن چکے

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾

اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اس کی مدد کرے گا اللہ ف۹۱ بے شک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے ف۹۲

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ

یہ اس واسطے کہ اللہ لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں ف۹۳ اور اللہ سنتا دیکھتا ہے ف۹۴ یہ اس

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ

واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو پکارتے ہیں اس کے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف۹۵ تو نے

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿٦٣﴾ ۚ

نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر زمین ہو جاتی ہے سرسبز ف۹۶ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے ف۹۷

فائدہ: [۸۹] **قیامت میں صرف خدا کی بادشاہت:**...... یعنی قیامت کے دن اکیلے خدا کی بادشاہت کام کرے گی۔ کسی کی ظاہری و مجازی حکومت برائے نام بھی باقی نہ رہے گی۔ اس وقت سب دنیا کا بیک وقت عملی فیصلہ ہو جائے گا جس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔

فائدہ: [۹۰] **مسلمانوں مہاجرین کے خصوصی انعامات:**...... مومنین کا انجام پہلے بتلایا تھا، یہاں ان میں سے ایک ممتاز جماعت کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا۔ یعنی جو لوگ خدا کے راستہ میں گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے خواہ وہ لڑائی میں شہید ہوں یا طبعی موت سے مریں دونوں صورتوں میں اللہ کے ہاں ان کی خاص مہمانی ہوگی۔ کھانا پینا، رہنا سہنا سب ان کی مرضی کے موافق ہوگا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کس چیز سے راضی ہوں گے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کن لوگوں نے خالص اس کے راستہ میں اپنا گھر بار ترک کیا ہے۔ ایسے مہاجرین ومجاہدین کی فروگذاشتوں پر حق تعالیٰ تحمل کرے گا اور شانِ عفو سے کام لے گا یا "علیم" و "حلیم" کی صفات اس غرض سے ذکر کیں کہ اللہ سب کو جانتا ہے ان کو بھی جنہوں نے ایسے مخلص بندوں کو تکلیفیں دے کر گھر چھوڑنے پر مجبور کیا لیکن اپنی بردباری کی وجہ سے فوراً سزا نہیں دیتا۔

فائدہ: [۹۱] **مظلوم کی مدد کا خدائی وعدہ:**...... یعنی مظلوم اگر ظالم سے واجبی بدلہ لے لے پھر از سر نو ظالم اس پر زیادتی کرے تو وہ پھر مظلوم ٹھہر گیا، حق تعالیٰ پھر مدد کرے گا جیسا کہ اس کی عادت ہے کہ مظلوم کی آخر حمایت کرتا ہے: "وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ"

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

فائدہ: [۹۲] **عفو و درگذر کی ترغیب اور مظلوم کی مدد کی مثال:**...... یعنی بندوں کو بھی چاہیے کہ اپنے ذاتی اور معاشرتی معاملات میں عفو و درگذر کی عادت سیکھیں، ہر وقت بدلہ لینے کے درپے نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی واجبی بدلہ لینے والے کو خدا عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا۔ "بدر" کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا۔ پھر کافر "اُحد" و "احزاب" میں زیادتی

کرنے کو آئے پھر اللہ نے پوری مدد کی۔"

فائدہ:[۹۳] قدرت خداوندی کی دلیل:...... یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا الٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے، کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو امداد دیکر ظالموں کے پنجہ سے نکال دے بلکہ ان پر غالب و مسلط کر دے۔ پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا اس آیت میں اشارہ فرما دیا کہ عنقریب حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کر دیگا۔

فائدہ:[۹۴]...... یعنی مظلوم کی فریاد سنتا اور ظالم کی کرتوت دیکھتا ہے۔

فائدہ:[۹۵] خدائی کے لائق صرف اللہ ہے:...... یعنی اللہ کے سوا ایسے عظیم الشان انقلابات اور کس سے ہو سکتے ہیں۔ واقع میں صحیح اور سچا خدا تو وہ ہی ایک ہے باقی اس کو چھوڑ کر خدائی کے جو دوسرے پاکھنڈ [جال] پھیلائے گئے ہیں سب غلط جھوٹ اور باطل ہیں۔ اسی کو خدا کہنا اور معبود بنانا چاہیے جو سب سے اوپر اور سب سے بڑا ہے اور یہ شان بالاتفاق اسی ایک اللہ کی ہے۔

فائدہ:[۹۶]...... اسی طرح کفر کی خشک و ویران زمین کو اسلام کی بارش سے سبزہ زار بنا دے گا۔

فائدہ:[۹۷] خدائی تدبیر و تصرف سے سرسبزی و شادابی:...... وہ ہی جانتا ہے کہ کس طرح بارش کے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے۔ قدرت اندر ہی اندر ایسی تدبیر و تصرف کرتی ہے کہ خشک زمین پانی وغیرہ کے اجزاء کو اپنے اندر جذب کر کے سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اسی طرح وہ اپنی مہربانی لطیف تدبیر و تربیت، اور کمال خبرداری و آگاہی سے قلوب بنی آدم کو فیضِ اسلام کا مینہ برسا کر سرسبز و شاداب بنا دے گا۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ ع ۸/۱۵

اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا تعریفوں [سب خوبیوں] والا ۹۸ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے

لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى

بس میں کر دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور تھام رکھتا [سنبھال رکھا] ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے

الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ؗ ثُمَّ

زمین پر مگر اس کے حکم سے، بے شک اللہ لوگوں پر نرمی کرنے والا مہربان ہے ۹۹ اور اسی نے تم کو جلایا پھر مارتا

يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ

ہے پھر زندہ کرے گا ۱۰۰ بے شک انسان ناشکرا ہے ۱۰۱ ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کر دی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں بندگی، سو

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ

چاہیے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف، بے شک تو ہے سیدھی راہ پر سوجھ والا اور اگر تجھ سے

فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن جس چیز میں تمہاری راہ

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ

جدا جدا تھی ف۱۰۲ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں، یہ سب لکھا ہوا ہے

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ

کتاب میں، یہ اللہ پر آسان ہے ف۱۰۳ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا اس چیز کو جس کی سند نہیں اتاری اس نے اور جس

عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾

کی ان کو خبر نہیں ف۱۰۴ اور بے انصافوں کا کوئی نہیں مددگار ف۱۰۵

فائدہ:[۹۸] **اللہ کے تمام افعال سراپا حکمت و مصلحت ہیں:**......یعنی آسمان و زمین کی تمام چیزیں جب اسی کی مملوک و مخلوق ہیں اور سب کو اس کی احتیاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں تو ان میں جس طرح چاہے تصرف اور ادل بدل کرے، کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ البتہ باوجود غنائے تام اور اقتدار کامل کے کرتا وہ ہی ہے جو سراپا حکمت و مصلحت ہو۔ اس کے تمام افعال محمود ہیں اور اس کی ذات تمام خوبیوں اور صفات حمیدہ کی جامع ہے۔

فائدہ:[۹۹] **عظیم الشان تسخیر:**......یعنی اس کو تمہاری یا کسی کی کیا پرواتھی، محض شفقت و مہربانی دیکھو کس طرح خشکی اور تری کی چیزوں کو تمہارے قابو میں کر دیا۔ پھر اسی نے اپنے دست قدرت سے آسمان، چاند، سورج اور ستاروں کو اس فضائے ہوائی میں بدون کسی ظاہری کھمبے یا ستون کے تھام رکھا ہے جو اپنی جگہ سے نیچے نہیں سرکتے، ورنہ گر کر اور ٹکرا کر تمہاری زمین کو پاش پاش کر دیتے۔ جب تک اس کا حکم نہ ہو یہ کرات یوں ہی اپنی جگہ قائم رہیں گے مجال نہیں کہ ایک انچ سرک جائیں۔ ﴿اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ کا استثناء محض اثباتِ قدرت کی تاکید کے لیے ہے یا شاید قیامت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۱۰۰]......اسی طرح کفر و جہل سے جو قوم روحانی موت مر چکی تھی، ایمان و معرفت کی روح سے اس کو زندہ کر دے گا۔

فائدہ:[۱۰۱]......یعنی اتنے احسانات و انعامات دیکھ کر بھی اس کا حق نہیں مانتا منعمِ حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکنے لگتا ہے۔

فائدہ:[۱۰۲] **تمام امتیں اصول دین میں متفق ہیں اور معاندین کا علاج خدا کے پاس ہے:**......تمام انبیاء اصولِ دین میں متفق رہے ہیں، البتہ ہر اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی صورتیں مختلف زمانوں میں مختلف مقرر کی ہیں جن کے موافق وہ اُمتیں خدا کی عبادت بجالاتی رہیں۔ اس اُمتِ محمدیہ کے لیے بھی ایک خاص شریعت بھیجی گئی لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا بجز اللہ کے کبھی کسی دوسری چیز کی عبادت مقرر نہیں کی گئی۔ اس لیے توحید وغیرہ کے ان متفق علیہ کاموں میں جھگڑا کرنا کسی کو کسی حال زیبا نہیں۔ جب ایسی کھلی ہوئی چیز میں بھی حجتیں نکالی جائیں تو آپ کچھ پروا نہ کریں۔ آپ جس سیدھی راہ پر قائم ہیں لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیے۔ اور خواہ مخواہ کے جھگڑے نکالنے والوں کا معاملہ خدائے واحد کے سپرد کیجیے، وہ خود ان کی تمام حرکات سے خوب واقف ہے۔ قیامت کے دن انکے تمام اختلافات اور جھگڑوں کا عملی فیصلہ کر دے گا۔ آپ دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے ان کی فکر میں زیادہ دردسری نہ اٹھائیں، ایسے ضدی معاندین کا علاج خدا کے پاس ہے۔

تنبیہ:......﴿فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ﴾ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہر اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جداگانہ دستور العمل مقرر کیا ہے، پھر اس پیغمبر کی اُمت کے لیے نئی شریعت آئی تو جھگڑنے کی کیا بات ہے۔ بعض مفسرین نے ''منسک'' کے معنی ذبح و قربانی کے لیے ہیں، مگر اقرب وہ ہی ہے جو مترجم محقق قدس اللہ سرہ نے اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۱۰۳] اللہ تعالیٰ کا علم وسیع اور محیط ہے:......یعنی کچھ ان کے اعمال پر منحصر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم تو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو محیط ہے اور بعض مصالح اور حکمتوں کی بنا پر اسی علم کے موافق تمام واقعات ''لوح محفوظ'' میں اور بنی آدم کے تمام اعمال ان کے اعمالناموں میں لکھ بھی دیے گئے ہیں، اسی کے موافق قیامت کے دن فیصلہ ہوگا۔ اور اتنی بے شمار چیزوں کا ٹھیک ٹھیک جاننا اور لکھ دینا اور اسی کے مطابق ہر ایک کا فیصلہ کرنا، ان میں سے کوئی بات اللہ کے ہاں مشکل نہیں جس میں کچھ تکلیف یا دقت اٹھانی پڑے۔

فائدہ:[۱۰۴]......محض باپ دادوں کی کورانہ تقلید میں ایسا کرتے ہیں، کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہیں رکھتے۔

فائدہ:[۱۰۵]......سب سے بڑا ظلم اور بے انصافی یہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے۔ سو ایسے ظالم اور بے انصاف لوگ خوب یاد رکھیں کہ ان کے شرکاء مصیبت پڑنے پر کچھ کام نہ آئیں گے، نہ اور کوئی اس وقت مدد کر سکے گا۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ

اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں صاف تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی بری شکل [پر ناخوشی] نزدیک ہوتے ہیں

يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ ۖ

کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں ف۱۰۶ تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے،

وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا

ع ٨/١٦

اس کا وعدہ کر دیا ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ ف۱۰۷ اے لوگو ایک مثل کہی ہے سو اس پر کان رکھو ف۱۰۸

لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ

جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر

الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ

کچھ چھین لے ان سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ اس سے، بودا ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے ف۱۰۹ اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسی اس کی

قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

قدر ہے، بے شک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱۱۰ اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں ف۱۱۱

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾ يَا أَيُّهَا

اللہ سنتا دیکھتا ہے ف۱۱۲ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی ف۱۱۳ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ السجدة

ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو ف ۱۱۴

فَائِدَة:[۱۰٦] کفار ومشرکین کا قرآن سے عناد وناگواری:...... یعنی قرآن کی آیتیں (جو توحید وغیرہ کے صاف بیانات پر مشتمل ہیں) سن کر کفار ومشرکین کے چہرے بگڑ جاتے اور مارے ناخوشی کے تیوریاں بدل جاتی ہیں حتی کے شدت غیظ وغضب سے پاگل ہوکر چاہتے ہیں کہ آیات سنانے والوں پر حملہ کردیں۔ چنانچہ بعض اوقات کر بھی گذرتے ہیں۔

فَائِدَة:[۱۰۷] ناگوار چیز تو دوزخ کی آگ ہے:...... یعنی تمہارے اس غیظ وغضب اور ناگواری سے بڑھ کر جو آیات اللہ کے پڑھے جانے پر پیدا ہوتی ہے، ایک سخت بری ناگوار چیز اور ہے جس پر کسی طرح صبر ہی نہ کر سکو گے، وہ دوزخ کی آگ ہے جس کا وعدہ کافروں سے کیا جاچکا ہے۔ دونوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کرلو کہ کون سا گھونٹ پینا تم کو نسبتاً آسان ہوگا۔

فَائِدَة:[۱۰۸] شرک کی قباحت پر ایک مثال:...... یہ توحید کے مقابلہ میں شرک کی شناعت وقبح ظاہر کرنے کے لیے مثال بیان فرمائی جسے کان لگا کر سننا اور غور وفکر سے سمجھنا چاہیے تا ایسی رکیک وذلیل حرکت سے باز رہو۔

فَائِدَة:[۱۰۹] حقیر وکمزور کو معبود بنالینا حماقت اور شرمناک گستاخی ہے:...... یعنی مکھی بہت ہی ادنیٰ اور حقیر جانور ہے۔ جن چیزوں میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ سب مل کر ایک مکھی پیدا کردیں، یا مکھی ان کے چڑھاوے وغیرہ سے کوئی چیز لے جائے تو اس سے واپس لے سکیں، ان کو "خالق السمٰوٰت والارضین" کے ساتھ معبودیت اور خدائی کی کرسی پر بٹھا دینا کس قدر بے حیائی، حماقت اور شرمناک گستاخی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مکھی بھی کمزور مکھی سے زیادہ ان کے بت کمزور اور بتوں سے بڑھ کر ان کا پوجنے والا کمزور ہے جس نے ایسی حقیر اور کمزور چیز کو اپنا معبود وحاجت روا بنالیا۔

فَائِدَة:[۱۱۰]...... سمجھتے تو ایسی گستاخی کیوں کرتے۔ کیا اللہ کی شانِ رفیع اور قدر ومنزلت اتنی ہے کہ ایسی کمزور چیزوں کو اس کا ہمسر بنادیا جائے؟ (العیاذ باللہ) اس کی قوت وعزت کے سامنے تو بڑے بڑے مقرب فرشتے اور پیغمبر بھی مجبور وبے بس ہیں، آگے ان کا ذکر کیا ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۱] پیغامبروں کا انتخاب:...... یعنی بعض فرشتوں سے پیغامبری کا کام لیتا ہے (مثلاً جبریل علیہ السلام) اور بعض انسانوں سے جن کو خدا اس منصب کے لیے انتخاب فرمائے گا ظاہر ہے ان کا درجہ دوسری تمام خلائق سے اعلیٰ ہونا چاہیے۔

فَائِدَة:[۱۱۲] مشرکین کی بے تکی بات:...... یعنی ان کی باتوں کو اور ان کے ماضی ومستقبل کے تمام احوال کو دیکھتا ہے اس لیے وہ ہی حق رکھتا ہے کہ جس کے احوال واستعداد پر نظر کر کے منصب رسالت پر فائز کردے: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ [انعام: ۱۲۴] حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے، فرشتوں میں بھی وہ فرشتے اعلیٰ ہیں، ان کو (یعنی ان کی ہدایات کو) چھوڑ کر بتوں کو مانتے ہو" کس قدر بے تکی بات ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۳]...... یعنی وہ بھی اختیار نہیں رکھتے، اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے۔ (کذا فی الموضح)

فَائِدَة:[۱۱۴] مومنین کو خطاب:...... شرک کی تقبیح اور مشرکین کی تفضیح کے بعد مومنین کو خطاب فرماتے ہیں کہ تم اکیلے اپنے رب کی بندگی پر لگے رہو، اسی کے آگے جھکو، اسی کے حضور میں پیشانی ٹیکو، اور اسی کے لیے دوسرے بھلائی کے کام کرو تاکہ دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہو۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت ف۱۱۵ اس نے تم کو پسند کیا ف۱۱۶ اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل ف۱۱۷

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

دین تمہارے باپ ابراہیم کا ف۱۱۸ اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں ف۱۱۹ تاکہ رسول ہو

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر ف۱۲۰ سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ۧ ع ۱۰ / ۱۷

اور مضبوط پکڑو اللہ کو، وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار ف۱۲۱

فائدہ: [۱۱۵] **غلبہ دین کیلئے بھرپور محنت کا حکم:**...... اپنے نفس کو درست رکھنے اور دنیا کو درستی پر لانے کے لیے پوری محنت کرو جو اتنے بڑے اہم مقصد کے شایان شان ہو۔ آخر دنیوی مقاصد میں کامیابی کیلئے کتنی محنتیں اٹھاتے ہو، یہ تو دین کا اور آخرت کی دائمی کامیابی کا راستہ ہے جس میں جس قدر محنت برداشت کی جائے انصافاً تھوڑی ہے۔

تنبیہ:...... لفظ ''مجاہدہ'' میں ہر قسم کی زبانی، قلمی، مالی، بدنی کوشش شامل ہے۔ اور ''جہاد'' کی تمام قسمیں (جہاد مع النفس، جہاد مع الشیطان، جہاد مع الکفار، جہاد مع البغاۃ، جہاد مع المبطلین) اس کے نیچے مندرج ہیں۔

فائدہ: [۱۱۶] **امت محمدیہ کی خصوصیات:**...... کہ سب سے اعلیٰ و افضل پیغمبر دیا اور تمام شرائع سے اکمل شریعت عنایت کی، تمام دنیا میں خدا کا پیغام پہنچانے کے لیے تم کو چھانٹ لیا اور سب اُمتوں پر فضیلت بخشی۔

فائدہ: [۱۱۷] **دین اسلام میں آسانیاں ہیں:**...... دین میں کوئی ایسی مشکل نہیں رکھی جس کا اٹھانا کٹھن ہو۔ احکام میں ہر طرح کی رخصتوں اور سہولتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم خود اپنے اوپر ایک آسان چیز کو مشکل بنا لو۔

فائدہ: [۱۱۸]...... ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اس لیے ساری اُمت کے باپ ہوئے، یا یہ مراد ہو کہ عربوں کے باپ ہیں کیونکہ اولین مخاطب قرآن کے وہی تھے۔

فائدہ: [۱۱۹] **ہم مسلم (وفاشعار) ہیں:**...... یعنی اللہ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام ''مسلم'' رکھا (جس کے معنی حکم بردار اور وفاشعار کے ہیں) یا ابراہیم علیہ السلام نے پہلے تمہارا یہ نام رکھا تھا جب کہ دعا میں کہا: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ﴾ [بقرہ: ۱۲۸] اور اس قرآن میں شاید ان ہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو۔ بہرحال تمہارا نام ''مسلم'' ہے گو اور اُمتیں بھی مسلم تھیں مگر لقب یہ تمہارا ہی ٹھہرا ہے سو اس کی لاج رکھنی چاہیے۔

فائدہ: [۱۲۰] **امت محمدیہ بطور معلم و گواہ:**...... یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور اُمتوں کو سکھاؤ اور رسول تم کو سکھائے۔ اور یہ اُمت جو سب سے پیچھے آئی یہی غرض ہے کہ تمام اُمتوں کی غلطیاں درست کرے اور سب کو سیدھی راہ بتائے۔ گویا جو مجد و شرف اس کو ملا ہے اسی وجہ سے ہے کہ یہ دنیا کیلئے معلم بنے اور تبلیغی جہاد کرے۔

تنبیہ:......دوسرے مفسرین نے "شہید" اور "شہداء" کو بمعنی "گواہ" لیا ہے۔ قیامت کے دن جب دوسری اُمتیں انکار کریں گی کہ پیغمبروں نے ہم کو تبلیغ نہیں کی اور پیغمبروں سے گواہ مانگے جائینگے تو وہ اُمتِ محمدیہ کو بطور گواہ پیش کرینگے، یہ اُمت گواہی دیگی کہ بیشک پیغمبروں نے دعوت و تبلیغ کر کے خدا کی حجت قائم کر دی تھی۔ جب سوال ہوگا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا؟ جواب دینگے کہ ہمارے نبی نے اطلاع کی جسکی صداقت پر خدا کی محفوظ کتاب (قرآن کریم) گواہ ہے۔ گویا یہ فضل و شرف اس لیے دیا گیا کہ تم کو ایک بڑے عظیم الشان مقدمہ میں بطور معزز گواہ کے کھڑا ہونا ہے، لیکن تمہاری گواہی کی ساعت اور وقعت بھی تمہارے پیغمبر کے طفیل میں ہے کہ وہ تمہارا تزکیہ کریں گے۔

فائدہ: [١٢١] دستور العمل:......یعنی انعاماتِ الٰہیہ کی قدر کرو، اپنے نام و لقب اور فضل و شرف کا لاج رکھو، اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام کے لیے کھڑے کیے گئے ہو۔ اس لیے اوّل اپنے کو نمونۂ عمل بناؤ۔ نماز، زکوٰۃ (بالفاظ دیگر بدنی و مالی عبادات) میں کوتاہی نہ ہونے پائے، ہر کام میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ ذرا بھی قدم جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔ اس کے فضل و رحمت پر اعتماد رکھو۔ تمام کمزور سہارے چھوڑ دو، تنہا اسی کو اپنا مولیٰ اور مالک سمجھو، اس سے اچھا مالک و مددگار اور کون ملے گا؟ "رَبِّ اجۡعَلۡنَا مِنۡ مُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمُؤۡتِي الزَّكٰوةِ وَالۡمُعۡتَصِمِينَ بِكَ وَالۡمُتَوَكِّلِينَ عَلَيۡكَ فَاَنۡتَ مَوۡلَانَا وَنَاصِرُنَا فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى اَنۡتَ وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ۔"

تم سورة الحج بفضلہ ومنہ
فلہ الحمد وعلی نبیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

............☆☆☆......الحمدللہ سترواں پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر:١٨

آیاتہا ۱۱۹ — ٢٢ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ٧٤ — رکوعاتہا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۸ الجزء

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ

کام نکال لے گئے ایمان والے (نکال لیا ایمان والوں نے) جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں ف۱ اور جو نکمی بات پر دھیان

مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿٤﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿٥﴾ اِلَّا عَلٰٓى

نہیں کرتے ف۲ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ف۳ اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی

اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا سو وہ ہی ہیں

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

حد سے بڑھنے والے ف۴ اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں ف۵ اور جو اپنی نمازوں کی خبر

يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿٩﴾ وقف لازم

رکھتے ہیں۔ ف۶

فَائِدَة: [۱] خشوع کی تفسیر:...... "خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿خٰشِعُوْنَ﴾ کی تفسیر "خائفون ساکنون" سے کی ہے۔ اور آیت ﴿تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ﴾ [حم سجدہ: ۳۹] بھی دلالت کرتی ہے کہ "خشوع" میں ایک طرح کا سکون و تذلل معتبر ہے۔ قرآن کریم میں "خشوع" کو وجوہ، ابصار، اصوات وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے اور ایک جگہ آیت ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ [حدید: ۱۶] میں قلب کی صفت بتلائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اُس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا تو خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے نہیں پھریں گے، ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے۔ پھر خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے مثلاً بازو اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، اِدھر اُدھر نہ تاکنا، کپڑے یا ڈاڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا، اور اسی قسم کے بہت افعال و احوال لوازم خشوع میں سے ہیں۔ احادیث میں حضرت عبداللہ بن

زبیر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے جیسے ایک بے جان لکڑی، اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز کا خشوع ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا نماز بدون خشوع کے صحیح ومقبول ہوتی ہے یا نہیں؟ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزائے صلوٰۃ کے لیے شرط نہیں، ہاں اقبول صلوٰۃ کے لیے شرط ہے۔ میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا کہ حسنِ قبول کے لیے شرط ہے۔ واللہ اعلم! یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ احیاء العلوم اور اس کی شرح میں تفصیل ملاحظہ کی جائے۔ بہرحال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی ان ہی مومنین کو حاصل ہوگی جو خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں اور اُن اوصاف سے موصوف ہیں جو آگے بیان کیے گئے ہیں۔

فائدہ:[۲] مومنین کے اوصاف کہ وہ وقت ضائع نہیں کرتے:...... یعنی فضول وبے کار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کہے تو اُدھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اُنکو وظائف عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ جھگڑوں میں اپنے کو پھنسائیں۔

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو چو بگذشت بر عارف جنگجو
گر ایں مدعی دوست بشناختے بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

فائدہ:[۳] ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں:...... یعنی اُن کی عادت ہے کہ ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ کبھی دی کبھی نہ دی، غالباً اسی لیے "یُؤْدُوْنَ الزکوٰۃ" کی جگہ ﴿لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ﴾ کی ترکیب اختیار فرمائی گویا بتلا دیا کہ زکوٰۃ ادا کرنا اُن کا مستمر کام ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ سرہ نے "دیا کرتے ہیں" کہہ کر ادھر اشارہ کر دیا۔ بعض مفسرین نے یہاں زکوٰۃ کو "طہارت" (پاکیزگی) یا تزکیۂ نفس کے معنی میں لیا ہے۔ گویا آیت حاضرہ کو ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾[اعلیٰ: ۱۴] اور ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا﴾[شمس: ۹] کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اگر یہ مراد ہو تو اُس کے مفہوم کو عام رکھا جائے جس میں بدن کا، دل کا اور مال کا پاک رکھنا سب داخل ہو۔ زکوٰۃ وصدقات بھی ایک قسم کی مالی تطہیر ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾[توبہ: ۱۰۳] یہ کہنا کہ آیت مکی ہے اور مکہ میں زکوٰۃ فرض نہ ہوئی تھی، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اصل زکوٰۃ کی مشروعیت مکہ میں ہو چکی تھی۔ ہاں! مقادیر ونصب وغیرہ کی تشخیص مدینہ پہنچ کر ہوئی۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۴] شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں:...... یعنی اپنی منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈے، وہ حلال کی حد سے آگے نکل جانے والا ہے۔ اس میں زنا، لواطت اور اِستمناء بالید وغیرہ سب صورتیں آ گئیں، بلکہ بعض مفسرین نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے۔ وفیہ کلام طویل لایسعہ المقام۔ راجع روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ الکریمۃ۔

فائدہ:[۵] امانت اور قول وقرار کی حفاظت:...... یعنی امانت اور قول وقرار کی حفاظت کرتے ہیں، خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے نہ اللہ کے معاملہ میں نہ بندوں کے۔

فائدہ:[۶] نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں:...... نمازیں اپنے اوقات پر آداب وحقوق کی رعایت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ بندوں کے معاملات میں پڑ کر عبادت الٰہی سے غافل نہیں ہوتے۔ یہاں تک مومنین مفلحین کی چھ صفات وخصائل بیان کیں: (۱) خشوع وخضوع سے نمازیں پڑھنا، یعنی بدن اور دل سے اللہ کی طرف جھکنا، (۲) باطل لغو اور نکمی باتوں سے علیحدہ رہنا، (۳) زکوٰۃ یعنی مالی حقوق ادا کرنا یا اپنے بدن، نفس اور مال کو پاک رکھنا، (۴) شہوات نفسانی کو قابو میں رکھنا، (۵) امانت وعہد کی حفاظت کرنا گویا معاملات کو درست رکھنا، اور (۶) آخر میں پھر نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا کہ اپنے وقت پر آداب وشروط کی رعایت کے ساتھ ادا ہوں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا حق تعالیٰ کے یہاں کیا درجہ ہے اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ اُس سے شروع کر کے اُسی پر ختم فرمایا۔

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پائیں گے باغ (بہشت) ٹھنڈی چھاؤں کے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا
الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝١٢ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ
آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے ف۸ پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں ف۹ پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا
عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ
پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا اُن ہڈیوں پر گوشت ف۱۰ پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی
خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝١٤ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّكُمْ
صورت میں ف۱۱ سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے ف۱۲ پھر تم اس کے بعد مرو گے ف۱۳ پھر تم
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝١٧
قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے ف۱۴ اور ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات راستے ف۱۵ اور ہم نہیں ہیں خلق سے بے خبر ف۱۶
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝١٨
اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ناپ کر ف۱۷ پھر اس کو ٹھہرا دیا زمین میں ف۱۸ اور ہم اس کو لے جائیں تو لے جا سکتے ہیں ف۱۹
فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝١٩
پھر اگا دیے تمہارے واسطے اس سے باغ کھجور اور انگور کے، تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے کھاتے ہو ف۲۰
وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝٢٠ وَاِنَّ لَكُمْ فِي
اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا (سالن) کھانے والوں کے واسطے ف۲۱ اور تمہارے لیے چوپایوں میں
الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝٢١
دھیان کرنے کی بات ہے، پلاتے ہیں ہم تم کو اُن کے پیٹ کی چیز سے اور تمہارے لیے ان میں بہت فائدے ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو ف۲۲

وقف لازم

فَائِدَة: [۷] ...... جنت کے میراث ہونے پر پہلے کسی جگہ ہم لکھ چکے ہیں۔

فَائِدَة: [۸] **انسان مٹی سے:** ...... کیونکہ سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام منتخب مٹی سے پیدا ہوئے اور ویسے بھی تمام بنی آدم نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نطفہ بھی مٹی سے نکلی ہوئی غذاؤں کا خلاصہ ہے۔

فَائِدَة: [۹] **تخلیق انسانی کے مراحل:** ...... یعنی رحم مادر میں جہاں سے کہیں ہل نہ سکے۔

فَائِدَة: [۱۰] ...... یعنی کچھ حصہ گوشت کا سخت کر کے ہڈیاں بنا دیں اور ہڈیوں کے ڈھانچے پر پھر گوشت پوست منڈھ دیا۔ سورۂ "حج"

[آیت:۵] میں اسی کے قریب کیفیت تخلیق انسان کی بیان ہو چکی ہے۔

فائدہ:[۱۱] قدرت کا شاہکار:...... یعنی روحِ حیات پھونک کر ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیا۔ جس پر آگے چل کر بچپن، جوانی، کہولت اور بڑھاپے کے بہت سے احوال وادوار گذرتے ہیں۔

فائدہ:[۱۲]...... جس نے نہایت خوبصورتی سے تمام اعضاء وقویٰ کو بہترین سانچے میں ڈھالا اور اُس کی ساخت عین حکمت کے موافق نہایت موزوں ومتناسب بنائی۔

فائدہ:[۱۳] وجود انسانی عطیہ ربانی:...... یعنی تمہارا وجود ذاتی اور خانہ زاد نہیں، مستعار اور دوسرے کا عطیہ ہے۔ چنانچہ موت آکر سب نقشہ بگاڑ دیتی ہے، تم اُس وقت اُسکے زبردست پنجہ سے اپنی ہستی کو نہیں بچا سکتے۔ یقیناً کوئی اور قاہر طاقت تمہارے اوپر ہے جس نے وجود کی باگ اپنے ہاتھ میں تھام رکھی ہے جب چاہے ڈھیلی چھوڑ دے، جب چاہے کھینچ لے۔

فائدہ:[۱۴] بعثت اور اس کی غرض:...... جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا وہ ہی دوبارہ بنا کر کھڑا کرے گا تا پہلے وجود کی مستور قوتیں اور اعمال کے نتائج اپنی کامل ترین صورتوں میں ظاہر ہو کر ثابت کر دیں کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ کوئی بے کار اور بے نتیجہ ڈھونگ نہیں بنایا گیا تھا۔

فائدہ:[۱۵] سات آسمانی، سات راستے:...... ﴿طَرَآئِقَ﴾ کے معنی بعض مفسرین ولغویین کے نزدیک طبقات کے ہیں، یعنی آسمان کے سات طبقے اوپر نیچے بنائے۔ لہٰذا کما قال: ﴿كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ [نوح:۱۵] اور بعض نے طرائق کو راستوں کے معنی میں لیا ہے، یعنی سات آسمان بنائے جو فرشتوں کی گذرگاہیں ہیں۔ بعض معاصر مصنفین نے ﴿سَبْعَ طَرَآئِقَ﴾ سے سات سیاروں کے مدارات مراد لیے ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۱۶] اللہ کے احاطہ علم وقدرت سے باہر کوئی چیز نہیں:...... ہر چیز پورے انتظام واحکام اور خبرداری سے بنائی ہے اور اُس کی حفاظت وبقا کے طریقوں سے ہم پورے باخبر ہیں۔ اجرام سماویہ اور مخلوقات سفلیہ میں کوئی چیز نہیں جو ہمارے احاطہ علم وقدرت سے باہر ہو ورنہ سارا انتظام ہی درہم وبرہم ہو جائے: ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا﴾ الآیۃ [حدید:۴]

فائدہ:[۱۷] عظیم الشان نعمت:...... نہ اس قدر زیادہ کہ دنیا بے وقت اور بے موقع تباہ ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضروریات کو کافی نہ ہو۔

فائدہ:[۱۸]...... یعنی بارش کا پانی زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے جس کو ہم کنواں وغیرہ کھود کر نکالتے ہیں۔

فائدہ:[۱۹] اظہار قدرت:...... یعنی نہ اُتارنا چاہیں تو نہ اُتاریں اور اُتارنے کے بعد تم کو اُس سے منتفع ہونے کی دسترس نہ دیں مثلاً اس قدر گہرا کر دیں کہ تم نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکو، یا خشک کر کے ہوا میں اُڑا دیں، یا کھاری اور کڑوا کر دیں، تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

فائدہ:[۲۰] پھلوں کی نعمت:...... یعنی اُن کی بہار دیکھ کر خوش ہوتے ہو اور بعض کو بطور تفکہ اور بعض کو بطور غذا استعمال کرتے ہو۔

فائدہ:[۲۱] زیتون کا تذکرہ:...... یعنی زیتون کا درخت جس میں سے روغن نکلتا ہے جو مالش وغیرہ کے کام آتا ہے اور بہت ملکوں کے لوگ سالن کی جگہ اُس کا استعمال کرتے ہیں۔ اس درخت کا ذکر خصوصیت سے فرمایا کیونکہ اس کے فوائد کثیر ہیں اور خاص فضل وشرف رکھتا ہے۔ اِسی لیے سورۂ "تین" میں اس کی قسم کھائی گئی۔ جبل طور کی طرف نسبت کرنا بھی اُس کی فضیلت وبرکت ظاہر کرنے کے لیے ہے وہاں اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہوگی۔

فائدہ:[۲۲] تذکرہ حیوانات اور نعمتوں کی یاد دہانی:...... نباتات کے بعد یہ حیوانات کا ذکر ہوا۔ یعنی جانوروں کا دودھ ہم اپنی قدرت سے تم کو پلاتے ہیں، اور بہت کچھ فائدے تمہارے لیے اُن کی ذات میں رکھ دیے ہیں حتیٰ کہ بعض جانوروں کا گوشت کھانا بھی حلال کر دیا۔

ع ۲ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو ف۲۲ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کے پاس تو اس نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا

مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا

کوئی حاکم نہیں اس کے سوا، کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم میں یہ کیا ہے آدمی ہے جیسے

بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا

تم ف۲۴ چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے ف۲۵ ہم نے یہ نہیں سنا اپنے

فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي

اگلے باپ دادوں میں ف۲۶ اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اس کو سودا ہی سو راہ دیکھو اس کی ایک وقت تک ف۲۷ بولا اے رب تو مدد کر میری کہ

بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ف۲۸ پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو

التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

ڈال لے کشتی میں ہر چیز کا جوڑا دو دو (نر اور مادہ) اور اپنے گھر کے لوگ ف۲۹ مگر جس کی قسمت میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے بات ف۳۰ اور مجھ سے

مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ

بات نہ کر (نہ کہہ مجھ سے) ان ظالموں کے واسطے، بے شک ان کو ڈوبنا ہے ف۳۱ پھر جب چڑھ چکے تو اور جو

مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي

تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہم کو گناہ گار لوگوں سے ف۳۲ اور کہہ اے رب اتار مجھ کو

مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا

برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا ف۳۳ اس میں نشانیاں ہیں اور ہم ہیں جانچنے والے ف۳۴ پھر پیدا کی ہم

مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ

نے ان سے پیچھے ایک جماعت اور ف۳۵ پھر بھیجا ہم نے ان میں ایک رسول ان میں کا ف۳۶ کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾

تمہارا حاکم اس کے سوا، پھر کیا تم ڈرتے نہیں

فَائِدَة:[۲۳] سفر کے ذرائع اور سلسلۂ نبوت کا بیان:......یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر کہیں سے کہیں نکل جاتے ہو اور بڑے بڑے وزنی سامان اُن پر بار کرتے ہو۔ کشتی کی مناسبت سے آگے نوح علیہ السلام کا قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن سے کشتی بنوائی جو طوفان عظیم کے وقت مومنین کی نجات کا ذریعہ بنی، پھر نوح علیہ السلام کی مناسبت سے بعض دوسرے انبیاء کے واقعات بھی ذکر فرما دیے۔ شاید یہاں ان قصص کے بیان میں یہ بھی اشارہ ہوگا کہ جس طرح اُوپر کی آیات میں تمہاری جسمانی ضروریات کا انتظام مذکور تھا اسی طرح خداوندِ رحمن نے تمہاری روحانی حوائج و ضروریات کا سرانجام کرنے کے لیے ابتدائے دنیا سے وحی و رسالت کا سلسلہ بھی قائم فرما دیا۔ یا یوں کہہ لو کہ اوپر قدرت کے نشانات بیان فرما کر توحید کی طرف متوجہ کرنا تھا اُس کی تکمیل کے لیے یہاں سے سلسلۂ نبوت کا بیان شروع کر دیا۔ جس کے ضمن میں انبیاء اور اُن کے متبعین کی خوش انجامی اور مکذبین و معاندین کی بدانجامی بھی ذہن نشین کر دی گئی۔

فَائِدَة:[۲۴] قوم نوح کی فضولیات:......یعنی اس میں اور تم میں فرق کیا ہے جو یہ رسول بن جائے تم نہ بنو۔

فَائِدَة:[۲۵]......یعنی بڑا بن کر رہنا چاہتا ہے اسلئے یہ سب ڈھونگ بنایا ہے، ورنہ خدا کسی کو رسول بنا کر بھیجتا تو کیا یہ ہی اس کام کیلئے رہ گیا تھا، کوئی فرشتہ نہ بھیج سکتا تھا۔

فَائِدَة:[۲۶]......یعنی ہم نے ایسی عجیب بات کبھی نہیں سنی کہ ایک ہماری طرح کا معمولی آدمی خدا کا رسول بن جائے اور تمام دیوتاؤں کو ہٹا کر تنہا ایک خدا کی حکومت منوانے لگے۔

فَائِدَة:[۲۷]......معلوم ہوتا ہے کہ اس غریب کا دماغ چل گیا۔ بھلا ساری قوم کے خلاف اور اپنے باپ دادوں کے خلاف ایسی بات زبان سے نکالنا جو کوئی شخص باور نہ کر سکے، کھلا جنون نہیں تو اور کیا ہوگا۔ بہتر ہے چند روز صبر کرو اور انتظام کرو، شاید کچھ دنوں کے بعد اسے ہوش آجائے اور جنون کے دورہ سے افاقہ ہو یا یوں ہی مر مرا کر قصہ ختم ہو جائے۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَة:[۲۸] فریادِ نوح علیہ السلام:......یعنی جب نوح علیہ السلام کی ساری کوششیں بے کار ثابت ہوئیں، ساڑھے نو سو برس سختیاں جھیل کر بھی اُن کو راہِ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تو خدا سے فریاد کی کہ اب ان اشقیاء کے مقابلہ میں میری مدد فرمائیے، کیونکہ بظاہر یہ لوگ میری تکذیب سے باز آنے والے نہیں اوروں کو بھی خراب کریں گے۔

فَائِدَة:[۲۹]......یہ قصہ پہلے سورۂ ''ہود'' [آیت: ۳۷ تا ۴۶] وغیرہ میں گذر چکا ہے وہاں ان الفاظ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

فَائِدَة:[۳۰]......یعنی کافروں کو، خواہ تیرے کنبہ کے ہوں سوار مت کر۔

فَائِدَة:[۳۱] ظالموں کی سفارش کی ممانعت:......یعنی حکم قطعی عذاب کا ہو چکا۔ یہ فیصلہ اٹل ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ اب ان ظالموں میں سے کسی کو بچانے کے لیے ہم سے سعی سفارش نہ کرنا۔

فَائِدَة:[۳۲]......یعنی ہم کو اُن سے علیحدہ کر کے عذاب سے مامون رکھ۔

فَائِدَة:[۳۳] تلقین دعا:......یعنی کشتی میں اچھی آرام کی جگہ دے اور کشتی سے جہاں اتارے جائیں وہاں بھی کوئی تکلیف نہ ہو۔ ہر طرح اور ہر جگہ تیری رحمت و برکت شاملِ حال رہے۔

فَائِدَة:[۳۴]......کہ کون ان نشانوں کو سن کر عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے کون نہیں کرتا۔ کما قال تعالیٰ: ﴿وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ [قمر: ۱۵]

فَائِدَة:[۳۵]......یہ ذکر ''عاد'' کا ہے یا ''ثمود'' کا۔

فَائِدَة:[۳۶]......یعنی حضرت ہود یا حضرت صالح علیہما السلام۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

اور بولے سردار اس کی قوم کے جو کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا ان کو ہم نے دنیا کی

الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝۳۳ وَلَئِنْ

زندگی میں ف۳۷ اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم، کھاتا ہے جس قسم سی تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو ف۳۸ اور کہیں

اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۳۴ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا

تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے، تو تم بے شک خراب ہوئے ف۳۹ کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ اور ہو

وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝۳۵ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۳۶ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

جاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تم کو نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو تم سے وعدہ ہوتا ہے ف۴۰ اور کچھ نہیں یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا

نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۳۷ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ

مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں ف۴۱ اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ ف۴۲ اور اس کو ہم نہیں

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝۴۰

ماننے والے بولا اے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ف۴۳ اب تھوڑے دنوں میں صبح کو رہ جائیں گے پچھتانے ف۴۴

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ

پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ (سخت آواز) نے تحقیق ف۴۵ پھر کر دیا ہم نے ان کو کوڑا (خاشاک) ف۴۶ سو دور ہو جائیں گناہ گار لوگ ف۴۷ پھر پیدا کیں

بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۴۲ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۴۳ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

ہم نے ان سے پیچھے جماعتیں اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے ف۴۸ پھر بھیجتے رہے ہم اپنے

رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ

رسول لگاتار، جہاں پہنچا کسی امت کے پاس ان کا رسول اس کو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا

اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۴۴ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۬ۙ بِاٰيٰتِنَا

ان کو کہانیاں ف۴۹ سو دور ہو جائیں جو لوگ نہیں مانتے ف۵۰ پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۵ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝۴۶ فَقَالُوْٓا

دے کر اور کھلی سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس، پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے ف۵۱ سو بولے کیا

أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾

ہم مانیں گے اپنے برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابعدار ہیں ف۵۲ پھر جھٹلایا ان دونوں کو پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب تا کہ وہ راہ پائیں ف۵۳

فَائِدَہ:[۳۷]......یعنی اس کے معتقد نہ تھے کہ مرنے کے بعد ایک دن خدا سے ملنا ہے۔بس دنیا کی زندگی اور اُس کا عیش و آرام ہی اُن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

فَائِدَہ:[۳۸]......یعنی بظاہر کوئی بات اس میں تم سے سوا نہیں۔

فَائِدَہ:[۳۹]......یعنی اس سے بڑی خرابی اور ذلت کیا ہوگی کہ اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کو خواہ مخواہ مخدوم و مطاع ٹھہرا لیا جائے۔

فَائِدَہ:[۴۰]......یعنی کس قدر بعید از عقل بات کہتا ہے کہ ہڈیوں کے ریزے مٹی کے ذرات میں مل جانے کے بعد پھر قبروں سے آدمی بن کر اُٹھیں گے؟ ایسی مہمل بات ماننے کو کون تیار ہوگا۔

فَائِدَہ:[۴۱]......یعنی کہاں کی آخرت، اور کہاں کا حساب کتاب، ہم تو جانیں یہ ہی ایک دنیا کا سلسلہ اور یہ ہی ایک مرنا اور جینا ہے جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہوتا رہتا ہے۔کوئی پیدا ہوا کوئی فنا ہو گیا آگے کچھ نہیں۔

فَائِدَہ:[۴۲]......کہ میں اُس کا پیغمبر ہوں اور وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے عذاب و ثواب دے گا۔یہ دونوں دعوے ایسے ہیں جن کو ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔خواہ مخواہ جھگڑنے اور دردسری کرنے سے کیا فائدہ؟

فَائِدَہ:[۴۳]......یعنی آخر پیغمبر نے کفار کی طرف سے نا اُمید ہو کر دُعا کی۔

فَائِدَہ:[۴۴]......یعنی عذاب آیا چاہتا ہے جس کے بعد پچھتائیں گے، اور وہ پچھتانا نفع نہ دے گا۔

فَائِدَہ:[۴۵]......اس سے بظاہر مترشح ہوتا ہے کہ یہ قصہ "ثمود" کا ہے کہ وہ چنگھاڑ سے مرے ہیں۔واللہ اعلم۔

فَائِدَہ:[۴۶]......جیسے سیلاب خس و خاشاک کو بہا لے جاتا ہے، اس طرح عذاب الٰہی کے سیل میں بہہ چلے گئے۔

فَائِدَہ:[۴۷]......یعنی خدا کی رحمت سے۔

فَائِدَہ:[۴۸]......یعنی ہر ایک قوم جس نے پیغمبروں کی تکذیب کی ٹھیک اپنے اپنے وعدہ پر ہلاک کی جاتی رہی، جو میعاد کسی قوم کی تھی ایک منٹ اُس سے آگے پیچھے نہ ہوئی۔

فَائِدَہ:[۴۹] **رسولوں کی آمد اور منکرین کی داستان عبرت:**......یعنی رسولوں کا تانتا باندھ دیا کہ یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور مکذبین میں بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے چلتا کرتے رہے۔اِدھر پیغمبروں کی بعثت کا اور اُدھر ہلاک ہونے والوں کا نمبر لگا دیا۔چنانچہ بہت قومیں ایسی تباہ و برباد کر دی گئیں جن کے قصے کہانیوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی، آج اُن کی داستانیں محض عبرت کے لیے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔

فَائِدَہ:[۵۰]......یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔

فَائِدَہ:[۵۱]......اس لیے خدائی پیغام کو خاطر میں نہ لائے، کبر و غرور کے نشہ نے اُن کے دماغوں کو بالکل مختل کر رکھا تھا۔

فَائِدَہ:[۵۲]......یعنی موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی قوم (بنی اسرائیل) تو ہماری غلامی کر رہی ہے اُن میں کے دو آدمیوں کو ہم اپنا سردار

کس طرح بنا سکتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۵۳]...... یعنی فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد ہم نے اُن کو تورات شریف مرحمت کی تا لوگ اُس پر چل کر جنت اور رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

ع ۱۸

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿۵۰﴾ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ

اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی و۵۴ اور ان کو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ (اونچی زمین) پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا (جاری) و۵۵ اے رسولو

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۵۱﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً

کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا و۵۶ جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں و۵۷ اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین

وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ

پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈال کر کر لیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے و۵۸ ہر فرقہ جو ان کے پاس ہے اس پر

فَرِحُونَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۵۴﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ

ریجھ رہے ہیں (نازاں ہیں) و۵۹ سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی (کے گڑھے) میں ڈوبے ایک وقت تک و۶۰ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو دیے جاتے ہیں

وَبَنِينَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۶﴾

مال اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم ان کو بھلائیاں و۶۱ یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں و۶۲

فَائِدَہ: [۵۴] قدرت کی نشانی:...... یعنی قدرتِ الٰہیہ کی نشانی ہے کہ تنہا ماں سے بدون باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ جیسا کہ "آل عمران" [آیت: ۴۵] اور سورۂ "مریم" [آیت: ۲۱] میں اس کی تقریر کی جا چکی۔

فَائِدَہ: [۵۵] حضرت مسیح علیہ السلام کی جائے پیدائش یا جائے پناہ اور قادیانیوں کی کج روی:...... شاید یہ وہی ٹیلہ یا اونچی زمین ہو جہاں وضع حمل کے وقت حضرت مریم تشریف رکھتی تھیں۔ چنانچہ سورۂ مریم کی آیات ﴿فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○﴾ [آیت: ۲۴ تا ۲۵] دلالت کرتی ہیں کہ وہ جگہ بلند تھی، نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی اور کھجور کا درخت نزدیک تھا۔ (کذا فسرہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) لیکن عموماً مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بچپن کا واقعہ ہے۔ ایک ظالم بادشاہ ہیرودس نامی نجومیوں سے سن کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرداری ملے گی، لڑکپن ہی میں اُن کا دشمن ہو گیا تھا اور قتل کے درپے تھے۔ حضرت مریم الہامِ ربانی سے اُن کو لے کر مصر چلی گئیں اور اُس ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام واپس چلی آئیں۔ چنانچہ "انجیل متی" میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے اور مصر کا اونچا ہونا باعتبار رُودِ نیل [دریائے نیل] کے ہے ورنہ غرق ہو جاتا اور "ماء معین" رُودِ نیل ہے۔ بعض نے "ربوہ" (اُونچی جگہ) سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے۔ اور کچھ بعید نہیں کہ جس ٹیلہ پر ولادت کے وقت موجود تھیں وہیں اس خطرہ کے وقت بھی پناہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم! بہرحال اہلِ اسلام میں کسی نے "ربوہ" سے مراد کشمیر نہیں لیا، نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتلائی۔ البتہ ہمارے زمانہ کے بعض زائغین نے "ربوہ" سے کشمیر مراد لیا ہے اور وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلائی ہے جس کا کوئی ثبوت تاریخی حیثیت سے نہیں محض کذب و دروغ بافی ہے۔ محلہ "خان یار" شہر سری نگر میں جو قبر "یوز آسف" کے نام سے مشہور ہے اور جس کی بابت "تاریخ اعظمی" کے مصنف نے محض عام افواہ نقل کی ہے کہ

''لوگ اُس کو کسی نبی کی قبر بتاتے ہیں، وہ کوئی شہزادہ تھا اور دوسرے ملک سے یہاں آیا'' اُس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتانا پرلے درجہ کی بے حیائی اور سفاہت ہے۔ ایسی اٹکل پچو قیاس آرائیوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو باطل ٹھہرانا بجز خبط اور جنون کے کچھ نہیں۔ اگر اس قبر کی تحقیق مطلوب ہو اور یہ کہ ''یوز آسف'' کون تھا تو جناب منشی حبیب اللہ صاحب امرتسری کا رسالہ دیکھو جو خاص اسی موضوع پر نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھا گیا ہے۔ اور جس میں اس مہمل خیال کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء۔

فَائِدَة:[۵۶] **اکل حلال، صدق مقام اور نیک اعمال کی تاکید**:...... یعنی سب پیغمبروں کے دین میں یہ ہی ایک حکم رہا کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا۔ نیک کام سب خلق جانتی ہے، چنانچہ تمام پیغمبر نہایت مضبوطی اور استقامت کے ساتھ اکلِ حلال، صدقِ مقال اور نیک اعمال پر مواظبت اور اپنی اُمتوں کو اسی کی تاکید کرتے رہے ہے۔ قرآنِ کریم میں دوسری جگہ اسی طرح کا حکم جو یہاں رسولوں کو ہوا، عامۂ مومنین کو دیا گیا ہے۔ اس میں نصاریٰ کی رہبانیت کا بھی ردّ ہو گیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے خاص مناسبت رکھتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کھانا پینا، پہننا حرام کا ہو، اُسے اپنی دعا کے قبول ہونے کی توقع نہیں رکھنا چاہیے۔ اور بعض احادیث میں ہے کہ جو گوشت حرام سے اُگا ہو، دوزخ کی آگ اُس کی زیادہ حقدار ہے۔ (العیاذ باللہ)

فَائِدَة:[۵۷] ...... یعنی حلال کھانے اور نیک کام کرنے والوں کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام کھلے چھپے احوال و افعال سے باخبر ہے اُسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کریگا۔ یہ رسولوں کو خطاب کر کے اُمتوں کو سنایا۔

فَائِدَة:[۵۸] **لوگوں کی دین میں تفریق اور دین وحدت کا اعلان**:...... یعنی اُصول کے اعتبار سے تمام انبیاء و ملت ایک اور سب کا خدا بھی ایک ہے جس کی نافرمانی سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے لیکن لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اصل دین کو پارہ پارہ کر دیا اور جدی جدی راہیں نکال لیں۔ اس طرح آراء و اہواء کا اتباع کر کے سینکڑوں فرقے اور مذہب بن گئے۔ یہ تفریق انبیاء نے نہیں سکھلائی، اُن کے یہاں ازمنہ و امکنہ وغیرہ کے اختلاف سے صرف فروعی اختلاف تھا اصول دین میں سب بالکلیہ متفق رہے ہیں۔ عموماً مفسرین نے آیت کی تقریر اسی طرح کی ہے لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے جو اُس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا، اُس کا سنوار فرمایا۔ پیچھے لوگوں نے جانا ان کا حکم جدا جدا ہے۔ آخر ہمارے پیغمبر کی معرفت سب بگاڑ کا سنوار (اور سب خرابیوں کا علاج) اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا۔'' اور سب قومیں ایک جھنڈے تلے جمع کر دی گئیں۔

فَائِدَة:[۵۹] ...... یعنی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری ہی راہ سیدھی ہے۔

فَائِدَة:[۶۰] **تسلی رسول اور تنبیہ برائے گمراہ و منکرین**:...... یعنی جن لوگوں نے انبیاء کی متفقہ ہدایات میں رخنے ڈال کر الگ الگ فرقے اور ملتیں قائم کر دیں ہر فرقہ اپنے ہی عقائد و خیالات پر دل جمائے بیٹھا ہے۔ کسی طرح اُس سے ہٹنا نہیں چاہتا، خواہ آپ کتنی ہی نصیحت فرمائیں تو آپ بھی اِن کے غم میں زیادہ نہ پڑیے بلکہ تھوڑی سی مہلت دیجیے کہ یہ اپنی غفلت و جہالت کے نشہ میں ڈوبے رہیں، یہاں تک کہ وہ گھڑی آپہنچے جب اُن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں۔ یعنی موت یا عذابِ الٰہی ان کے سروں پر منڈلانے لگے۔

فَائِدَة:[۶۱] **لوگوں کی خام خیالی اور اس کا جواب**:...... یہ ہی خیال اُن کا تھا۔ چنانچہ کہتے تھے: ﴿نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾ [سبا: ۳۵] یعنی ہم اگر خدا کے ہاں مردود و مبغوض ہوتے تو یہ مال و دولت اور اولاد وغیرہ کی بہتات کیوں ہوتی۔

فَائِدَة:[۶۲] ...... یعنی سمجھتے نہیں کہ مال و اولاد کی یہ افراط اُن کی فضیلت و کرامت کی وجہ سے نہیں امہال و استدراج کی بناء پر ہے۔ جتنی ڈھیل دی جارہی ہے اُسی قدر اُن کی شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے: ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝﴾ [اعراف: ۱۸۲ تا ۱۸۳]

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾

البتہ جولوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں ۶۳ اور جو لوگ اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں ۶۴

وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ

اور جولوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے ۶۵ اور جولوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں اس لیے کہ انکو اپنے رب کی

رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا

طرف لوٹ کر جانا ہے ۶۶ وہ لوگ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے ۶۷ اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے

إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا

مگر اس کی گنجائش کے موافق اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۶۸ کوئی نہیں ان کے دل بے ہوش ہیں اس طرف سے

وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا

اور ان کو اور کام لگ رہے ہیں اس کے سوا کہ وہ ان کو کررہے ہیں ۶۹ یہاں تک کہ جب پکڑیں گے ہم ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ

هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ

لگیں گے چلانے مت چلاؤ آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے (چھڑائے نہ جاؤ گے) ۷۰ تم کو سنائی جاتی تھیں میری آیتیں تو تم

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾

ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے، اس سے تکبر کر کے ۷۱ ایک قصہ گو کو چھوڑ کر چلے گئے ۷۲

فائدۃ: [۶۳] **اہل ایمان کے اوصاف:** ......یعنی باوجود ایمان واحسان کے کفار ومغرورین کی طرح "مکر اللہ" سے مامون نہیں ہمہ وقت خوف خدا سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ نہ معلوم دنیا میں جو انعامات ہو رہے ہیں استدراج تو نہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے: "إنَّ المؤمن جمع إحسانًا وشفقةً وإنَّ المنافق جمع إساءةً وأمنًا" (مومن نیکی کرتا اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کر کے بے فکر ہوتا ہے)۔

فائدۃ: [۶۴] ......یعنی آیات کونیہ وشرعیہ دونوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ اُدھر سے پیش آئے عین حکمت اور جو خبر دی جائے بالکل حق اور جو حکم ملے وہ بہمہ وجوہ صواب ومعقول ہے۔

فائدۃ: [۶۵] ......یعنی خالص ایمان وتوحید پر قائم ہیں۔ ہر ایک عمل صدق واخلاص سے ادا کرتے ہیں۔ شرک جلی یا خفی کا شائبہ بھی نہیں آنے دیتے۔

فائدۃ: [۶۶] ......یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا، آگے کام آئے یا نہ آئے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے، اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے، نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے ہیں۔

فائدۃ: [۶۷] **کفار کے گمان کی تردید:** ......دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کما قال تعالیٰ: ﴿فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ

الْاٰخِرَةِ﴾ [آل عمران: ١٤٨] تو درحقیقت اصلی بھلائی اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ اور ملکاتِ فاضلہ میں ہوئی، نہ کہ اموال واولاد میں جیسے کفار کا گمان تھا۔

فَائِدَة: [٦٨] انسانی طاقت سے باہر کسی کام کو لازم نہیں کیا گیا:......یعنی اُوپر جو اعمال وخصال بیان کیے گئے کوئی ایسے مشکل کام نہیں جن کا اٹھانا انسانی طاقت سے باہر ہو۔ ہماری یہ عادت نہیں کہ لوگوں کو تکلیف مالایطاق دیجائے۔ یہ سب باتیں وہ ہیں جن کو اگر توجہ کرو تو بخوبی حاصل کر سکتے ہو۔ اور جو لوگ سابقین کاملین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے انہیں بھی اپنی وسعت وہمت کے موافق پوری کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اُسی کے مکلف ہیں۔ ہمارے یہاں صحائفِ اعمال میں درجہ بدرجہ ہر ایک کے اعمال لکھے ہوئے موجود ہیں جو قیامت کے دن سب کے سامنے کھول کر رکھ دیے جائیں گے اور اُن ہی کے موافق جزا دی جائے گی جس میں رتی برابر ظلم نہ ہوگا، نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی، نہ اجر کم کیا جائے گا، نہ بے وجہ بے قصور دوسرے کا بوجھ اُس پر ڈالا جائے گا۔

فَائِدَة: [٦٩] کفار غفلت اور جہالت میں غرقاب ہیں:......یعنی آخرت کے حساب کتاب سے یہ لوگ غافل ہیں اور دنیا کے دوسرے دھندوں میں پڑے ہیں جن سے نکلنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی جو آخرت کی طرف توجہ کریں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اُن کے دل شک وتردد اور غفلت وجہالت کی تاریک موجوں میں غرقاب ہیں۔ بڑا گناہ تو یہ ہوا، باقی اس سے ورے اور بہت سے گناہ ہیں جن کو وہ سمیٹ رہے ہیں۔ ایک دم کو اُن سے جدا نہیں ہوتے، اور جدا بھی کیونکر ہوں، جو کام اُن کی سوءِ استعداد کی بدولت مقدر ہو چکے ہیں وہ کر کے رہیں گے اور لامحالہ اُن کا خمیازہ بھی اُٹھانا پڑے گا۔

فَائِدَة: [٧٠] نمونہ عذاب اور کفار کی بے کار چیخ وپکار اور بتوں کی بے بسی:......یعنی جب دنیوی یا اُخروی عذاب میں پکڑے جائیں گے تو چلائیں گے اور شور مچائیں گے کہ ہمیں اس آفت سے بچاؤ۔ بھلا وہاں بچانے والا کون؟ حکم ہوگا کہ چلاؤ نہیں، یہ سب چیخ پکار بے کار ہے آج کوئی تمہاری مدد کو نہیں پہنچ سکتا نہ ہمارے عذاب سے چھڑا سکتا ہے۔ چنانچہ اس عذاب کا ایک نمونہ کفار مکہ کو بدر میں دکھلایا گیا جہاں اُنکے بڑے بڑے سردار مارے گئے یا قید ہو گئے۔ عورتیں مہینوں تک اُنکا نوحہ کرتی رہیں، سر کے بال کٹوا کر ماتم کیے گئے۔ روئے پیٹے، چیخے چلائے، کچھ بن نہ پڑا۔ ایک مرتبہ جب حضور ﷺ نے مظالم سے تنگ آکر بددُعا فرمائی تو سات سال کا قحط مسلط ہوا۔ مردار کی ہڈیاں اور چمڑے کھانے اور خون پینے کی نوبت آ گئی، آخر رحمۃ للعالمین سے رحم کا واسطہ دے کر دعا کی درخواست کی تب اللہ تعالیٰ نے وہ عذاب اُٹھایا۔ اُس وقت نہ لات ومنات کام آئے نہ ہبل ونائلہ۔

فَائِدَة: [٧١] کفار کو جواب:......یعنی اب کیوں شور مچاتے ہو، وہ وقت یاد کرو جب خدا کے پیغمبر آیات پڑھ کر سناتے تھے تو تم اُلٹے پاؤں بھاگتے تھے، سننا بھی گوارا نہ تھا۔ تمہاری شیخی اور تکبر اجازت نہ دیتا تھا کہ حق کو قبول کرو اور پیغمبروں کی بات پر کان دھرو۔

فَائِدَة: [٧٢]......یعنی پیغمبر کی مجلس سے ایسے بھاگتے تھے گویا کسی فضول قصہ کو چھوڑ کر چلے گئے یا ﴿سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت حرم میں بیٹھ کر پیغمبر علیہ السلام اور قرآنِ کریم کی نسبت باتیں بناتے اور طرح طرح کے قصے گھڑتے تھے، کوئی جادو کہتا تھا، کوئی شاعری، کوئی کہانت، کوئی کچھ اور، اسی طرح کی بکواس اور بے ہودہ ہذیان کیا کرتے تھے۔ آج اُس کا مزہ چکھو، چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہیں۔

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا

سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا اس کلام میں ف ٧٣ یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس ف ٧٤ یا پہچانا نہیں

رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ

انہوں نے اپنے پیغام لانے والے کو سو وہ اس کو اوپرا سمجھتے (نہیں مانتے) ہیں ف۷۵ یا کہتے ہیں اس کو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ان کے پاس سچی بات اور ان

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ

بہتوں کو سچی بات بری لگتی ہے ف۷۶ اور اگر سچا رب چلے ان کی خوشی پر تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے ف۷۷ کوئی نہیں ہم

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ

نے پہنچائی ہے ان کو ان کی نصیحت ف۷۸ سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے ف۷۹ یا تو ان سے مانگتا ہے کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا

خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا

بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا ف۸۰ اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہیں مانتے

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ

آخرت کو راہ سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں ف۸۱ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھول دیں جو تکلیف

لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾

پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے ف۸۲

فائدہ:[۷۳] قرآن میں غور وفکر کی ترغیب:...... یعنی قرآن کی خوبیوں میں غور وفکر نہیں کرتے ورنہ حقیقت حال منکشف ہو جاتی کہ بلاشبہ یہ کلام اللہ جل جلالہ کا ہے جس میں اُن کی بیماریوں کا صحیح علاج بتلایا گیا ہے۔

فائدہ:[۷۴] ناصح کی آمد کوئی انوکھی بات نہیں:...... یعنی نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں، پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے۔ آسمانی کتابیں بھی برابر اُترتی رہی ہیں کبھی کہیں، کبھی کہیں، سو یہ کوئی انوکھی بات نہیں جس کا نمونہ پیشتر سے موجود نہ ہو۔ ہاں! جو اکمل ترین واشرف ترین کتاب اب آئی اس شان ومرتبہ کی پہلے نہ آئی تھی تو اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اور زیادہ اس نعمت کی قدر کرتے اور آگے بڑھ کر اُس کی آواز پر لبیک کہتے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی۔

تنبیہ:...... شاید یہاں ''آباء اولین'' سے آباء العبدین مراد ہوں اور سورۂ ''یٰس'' میں جو آیا ہے ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ﴾ [آیت:۶] وہاں آباء اقربین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۷۵] کیا یہ بات ہے؟ نہیں نہیں:...... یعنی کیا اس لیے اعراض وتکذیب پر تلے ہوئے ہیں کہ اُن کو پیغمبر کے احوال سے آگاہی نہیں، حالانکہ سارا عرب جانتا ہے کہ آپ بچپن سے صادق وامین اور عفیف و پاکباز تھے۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ حبشہ کے سامنے، حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نائب کسریٰ کے آگے اور ابوسفیان نے بحالت کفر قیصر روم کے دربار میں اسی چیز کا اظہار کیا۔ پھر ایسے مشہور ومعروف راست باز بندہ کی نسبت کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ (العیاذ باللہ) خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگے۔

فائدہ:[۷۶] کھری اور سچی باتیں بری لگتی ہیں:...... یعنی سودائیوں اور دیوانوں کی باتیں کہیں ایسی کھری اور سچی ہوتی ہیں۔ حقیقت

یہ ہے کہ وہ لوگ بھی محض زبان سے کہتے تھے، دل اُن کا جانتا تھا کہ بیشک جو کچھ آپ لائے ہیں حق ہے۔ پر حق بات چونکہ اُن کی اغراض و خواہشات کے موافق نہ تھی اس لیے بری لگتی تھی اور قبول کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوتے تھے۔

فَائِدَہ:[۷۷] سچائی کفار کی خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی: ......یعنی سچی بات بری لگتی ہے تو لگنے دو سچائی اُن کی خوشی اور خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی۔ اگر سچا خدا ان کی خوشی اور خواہش ہی پر چلا کرے تو وہ خدا ہی کہاں رہے۔ معاذ اللہ! بندوں کے ہاتھ میں ایک کٹ پتلی بن جائے۔ ایسی صورت میں زمین و آسمان کے یہ محکم انتظامات کیوں کر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹے سے گاؤں کا انتظام محض لوگوں کی خواہشات کے تابع کر دیا جائے، وہ بھی چار دن قائم نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ زمین و آسمان کی حکومت۔ کیونکہ عام خواہشات نظامِ عقلی کے مزاحم اور باہمدگر [آپس میں] بھی متناقض واقع ہوئی ہیں۔ عقل دھوئی کشمکش اور اہوائے مختلفہ کی لڑائی میں سارے انتظامات درہم برہم ہو جائیں گے۔

فَائِدَہ:[۷۸] ......جس کی وہ تمنا کیا کرتے تھے: ﴿لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○﴾ [صافات: ۱۶۸، ۱۶۹]

فَائِدَہ:[۷۹] ......جب آ گئی اور ایسی آئی جس سے اُن کو قومی حیثیت سے عظیم الشان فخر و شرف حاصل ہوا، تو اب منہ پھیرتے ہیں اور ایسے اعلیٰ فضل و شرف کو ہاتھ سے گنوا رہے ہیں۔

فَائِدَہ:[۸۰] ہادیٔ برحق کی بے لوث تبلیغ: ......یعنی آپ دعوت و تبلیغ اور نصیحت و خیر خواہی کر کے اُن سے کسی معاوضہ کے بھی طلب گار نہیں۔ خدا تعالیٰ نے دارین کی جو دولت آپ کو مرحمت فرمائی ہے وہ اس معاوضہ سے کہیں بہتر ہے۔

فَائِدَہ:[۸۱] منکرین آخرت کی کج روی: ......یعنی آپ کے صدق و امانت کا حال سب کو معلوم ہے جو کلام آپ لائے اُسکی خوبیاں اظہر من الشمس ہیں۔ معاذ اللہ! آپ کو خللِ دماغ نہیں، اُن سے کسی معاوضہ کے طالب نہیں، جس راستہ کی طرف آپ بلاتے ہیں بالکل سیدھا اور صاف راستہ ہے جس کو ہر سیدھی عقل والا بہ سہولت سمجھ سکتا ہے کوئی اینچ پینچ نہیں ٹیڑھا ترچھا نہیں۔ ہاں! اُس پر چلنا اُن ہی کا حصہ ہے جو موت کے بعد دوسری زندگی مانتے ہوں اور اپنی بد انجامی سے ڈرتے ہوں، جسے انجام کا ڈر اور عاقبت کی فکر ہی نہیں وہ کب سیدھے راستہ پر چلے گا، یقیناً ٹیڑھا رہے گا۔ اور سیدھی سی بات کو بھی اپنی کجروی سے کج بنا لے گا۔

فَائِدَہ:[۸۲] کفار کی سوء استعداد اور احسان فراموشی: ......یعنی تکلیف سے نکال کر آرام دیں تب بھی احسان نہ مانیں اور شرارت و سرکشی سے باز نہ آئیں۔ حضرت ﷺ کی دعا سے ایک مرتبہ مکہ والوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت ہی کی دعا سے کھلا شاید یہ اُسی کو فرمایا، یا یہ مطلب ہے کہ اگر ہم اپنی رحمت سے اُن کے نقصان کو دور کر دیں، یعنی قرآن کی سمجھ دے دیں تب بھی یہ لوگ اپنے ازلی خسران اور سوء استعداد کی وجہ سے اطاعت و انقیاد اختیار کرنے والے نہیں۔ کما قال تعالیٰ: ﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○﴾۔ [انفال: ۲۳]

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا

اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے نہ گڑگڑائے ف۸۳ یہاں تک کہ جب

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ

کھول دیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس میں ان کی آس ٹوٹ گئی ف۸۴ اور اسی نے بنا دیے تمہارے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ

اور آنکھیں اور دل، تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو ف۸۵ اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے زمین میں اور اسی کی طرف جمع

تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ

ہو کر جاؤ گے ف۸۶ اور وہی ہے جلاتا اور مارتا اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا، سو کیا تم کو سمجھ نہیں ف۸۷ کوئی بات

قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾

نہیں یہ تو وہی کہہ رہے ہیں جیسا کہا کرتے تھے پہلے لوگ کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو زندہ ہو کر اٹھنا ہے

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ

وعدہ دیا جاتا (جا چکا) ہے ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی ف۸۸ تو کہہ کس کی ہے زمین

وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ

اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں ف۸۹ تو کہہ کون ہے مالک

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ

ساتوں آسمان کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں ف۹۰ تو کہہ کس

بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ

کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے اللہ کو ف۹۱

قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾

تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آ پڑتا ہے ف۹۲ کوئی نہیں ہم نے ان کو پہنچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں ف۹۳

فائدۃ: [۸۳] ...... مثلاً قحط وغیرہ آفات مسلط ہوئیں تب بھی عاجزی کر کے خدا کی بات نہ مانی۔

فائدۃ: [۸۴] ...... اس سے یا تو آخرت کا عذاب مراد ہے یا شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔

فائدۃ: [۸۵] ...... کانوں سے اس کی آیاتِ تنزیلیہ کو سنو اور آنکھوں سے آیاتِ تکوینیہ کو دیکھو اور دلوں سے دونوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان نعمتوں کا شکر یہ تھا کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو ان کے کام میں لاتے لیکن ایسا نہ ہوا، اکثر آدمیوں نے اکثر اوقات میں ان قوتوں کو بے جا خرچ کیا۔

فائدۃ: [۸۶] ...... وہاں ہر ایک کو شکر گذاری اور ناشکری کا بدلہ مل جائے گا۔ اُس وقت کوئی شخص یا کوئی عمل غیر حاضر نہ ہو سکے گا۔ جس نے پھیلایا اُس کو سمیٹنا کیا مشکل ہے۔

فائدۃ: [۸۷] اللہ کی قدرت عظیمہ: ...... زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ، یا اندھیرے سے اُجالا اور اُجالے سے اندھیرا کر دینا جس کے قبضہ میں ہے اُس کی قدرتِ عظیمہ کے سامنے کیا مشکل ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ کر دے اور آنکھوں کے آگے سے ظلمت جہل کے پردے

اُٹھا دے۔ جس کے بعد حقائق اشیاء ٹھیک ٹھیک منکشف ہو جائیں، جیسا کہ قیامت میں ہوگا: ﴿فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ﴾ [ق: ۲۲]

فائدہ: [۸۸] کفار کے دقیانوسی شکوک و روش: ...... یعنی عقل و فہم کی بات کچھ نہیں محض پرانے لوگوں کی اندھی تقلید کیے چلے جا رہے ہیں، وہ ہی، قیانوسی شکوک پیش کرتے ہیں جو ان کے پیشرو کیا کرتے تھے۔ یعنی مٹی میں مل کر اور ریزہ ریزہ ہو کر ہم کیسے زندہ کیے جائیں گے؟ ایسی دور از عقل باتیں جو ہم کو سنائی جا رہی ہیں پہلے ہمارے باپ دادوں سے بھی کہی گئی تھیں، لیکن ہم نے تو آج تک خاک کے ذروں اور ہڈیوں کے ریزوں کو آدمی بنتے نہ دیکھا۔ ہو نہ ہو یہ سب قصے کہانیاں ہیں جو پہلے لوگ گھڑ گئے تھے اور اب اُن ہی کی نقل کی جا رہی ہے۔

فائدہ: [۸۹] ...... کہ جس کا قبضہ ساری زمین اور زمینی چیزوں پر ہے۔ کیا تمہاری مشتِ خاک اُس کے قبضہ سے باہر ہوگی؟

فائدہ: [۹۰] شہنشاہ مطلق کی گستاخی: ...... کہ اتنا بڑا شہنشاہ تمہاری ان گستاخیوں اور نافرمانیوں پر تم کو دھر گھسیٹے۔ کیا یہ انتہائی گستاخی نہیں کہ اُس شہنشاہِ مطلق کو ایک ذرۂ بے مقدار سے عاجز قرار دینے لگے۔

فائدہ: [۹۱] ...... یعنی ہر چیز پر اُسی کا اختیار چلتا ہے جس کو چاہے وہ پناہ دے سکتا ہے، لیکن کوئی دوسرا اُس کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتا۔

فائدہ: [۹۲] ہر چیز اللہ کے زیرِ تصرف و اقتدار ہے: ...... جس سے مسحور ہو کر تم ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہو کہ ایسی موٹی باتیں بھی نہیں سمجھ سکتے جب تمام زمین و آسمان کا مالک وہی ہوا اور ہر چیز اُسی کے زیرِ تصرف و اقتدار ہوئی، تو آخر تمہارے بدن کی ہڈیاں اور ریزے اُس کے قبضۂ اقتدار سے نکل کر کہاں چلے جائیں گے کہ اُن پر وہ قادرِ مطلق اپنی مشیت نافذ نہ کر سکے گا۔

فائدہ: [۹۳] ...... یعنی دلائل و شواہد سے ظاہر کر دیا گیا کہ جو کچھ اُن سے کہا جا رہا ہے مو بمو صحیح اور حق ہے اور وہ لوگ محض جھوٹے خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ

اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور چڑھائی کرتا ایک پر

ع ۵/۱۵ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾

ایک ف۹۴، اللہ نرالا ہے ان کی بتلائی باتوں سے ف۹۵ جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو شریک بتلاتے ہیں ف۹۶

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ

تو کہہ اے رب اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کریو ان گناہ گار لوگوں میں ف۹۷ اور ہم کو قدرت

نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾

ہے کہ تجھ کو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے، ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں ف۹۸

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا

اور کہہ اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی چھیڑ سے ف۹۹ اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں ف۱۰۰

جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیج دو شاید کچھ میں بھلا کام کرلوں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ۱۰۱ ہرگز

كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾

نہیں یہ ایک بات ہے کہ وہی کہتا ہے وہ ۱۰۲ اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں وہ ۱۰۳

فَائِدَہ: [۹۴] اولاد و شریک سے بے نیاز اللہ اکیلا ہی ذرہ ذرہ کا مالک ہے:...... یعنی زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ کا تنہا مالک و مختار وہ ہی ہے نہ اُسے بیٹے کی ضرورت نہ مددگار کی، نہ اُس کی حکومت و فرمانروائی میں کوئی شریک جسے ایک ذرہ کا مستقل اختیار ہو۔ ایسا ہوتا تو ہر ایک بااختیار حاکم اپنی رعایا کو لے کر علیحدہ ہو جاتا اور اپنی جمعیت فراہم کر کے دوسرے پر چڑھائی کر دیتا اور عالم کا یہ مضبوط و محکم نظام چند روز بھی قائم نہ رہ سکتا۔ سورۂ انبیاء کی آیت [۲۲] ﴿لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ [صفحہ: ۱۷۷] کے فوائد میں اِس کی تقریر کی جا چکی ہے ملاحظہ کر لی جائے۔

فَائِدَہ: [۹۵]...... کیا خدا کی شان یہ ہوتی ہے کہ اُس کے آگے کوئی دم مار سکے یا ایک ذرّہ اُس کے حکم سے باہر ہو سکے۔

فَائِدَہ: [۹۶] محدود مستعار صفات والے کیسے خدا ہو سکتے ہیں:...... یعنی جس کی قدرت عامہ و تامہ کا حال پہلے بیان ہو چکا اور علم محیط ایسا کہ کوئی ظاہر و باطن اور غیب و شہادت اُس سے پوشیدہ نہیں۔ اُس کی حکومت میں کیا وہ چیزیں شریک ہوں گی جن کی قدرت اور علم وغیرہ سب صفات محدود و مستعار ہیں؟ اَستغفر اللہ!

فَائِدَہ: [۹۷] عذاب سے بچانے والی دعا کی تلقین:...... یعنی حق تعالیٰ کی جناب میں ایسی گستاخی کی جاتی ہے تو یقیناً کوئی سخت آفت آ کر رہے گی۔ اس لیے ہر مومن کو ہدایت ہوئی کہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر یہ دعا مانگے کہ جب ظالموں پر عذاب آئے تو الٰہی مجھ کو اُس کے ذیل میں شامل نہ کرنا جیسا کہ حدیث میں آیا: "وَاِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ" مطلب یہ ہے کہ خداوندا! ہم کو ایمان و احسان کی راہ پر مستقیم رکھ، کوئی ایسی تقصیر نہ ہو کہ العیاذ باللہ تیرے عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں۔ جیسے دوسری جگہ ارشاد ہوا: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ [انفال: ۲۵] یہاں حضور ﷺ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا ہے اور یہ قرآن کریم کی عام عادت ہے۔

فَائِدَہ: [۹۸] برائی کا جواب بھلائی سے اور اس کا فائدہ:...... یعنی ہم کو قدرت ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے دنیا ہی میں انکو سزا دیں لیکن آپ کے مقامِ بلند اور اعلیٰ اخلاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اُنکی برائی کو بھلائی سے دفع کریں جہاں تک اس طرح دفع ہو سکتی ہو، اور اُن کی بیہودہ بکواس سے مشتعل نہ ہوں اُس کو ہم خوب جانتے ہیں، وقت پر کافی سزا دی جائیگی۔ آپ کے اغماض اور نرم برتاؤ کا اثر یہ ہوگا کہ بہت سے لوگ گرویدہ ہو کر آپ کی طرف جھکیں گے اور دعوت و اصلاح کا مقصود حاصل ہوگا۔

فَائِدَہ: [۹۹] جنات کے شر سے بچنے کی تدبیر:...... پہلے شیاطین الانس کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ بتلایا تھا لیکن شیاطین الجن اُس طریقہ سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ کوئی تدبیر یا نرمی اُن کو رام نہیں کر سکتی۔ اُس کا علاج صرف استعاذہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جانا، تا وہ قادرِ مطلق اُن کی چھیڑ خانی اور شر سے محفوظ رکھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیطان کی چھیڑ یہ ہے کہ دین کے سوال و جواب میں بے موقع غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے۔ اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اُس سے بہتر۔

فَائِدَہ: [۱۰۰]...... یعنی کسی حال میں بھی شیطان کو میرے پاس نہ آنے دیجیے کہ مجھ پر وہ اپنا وار کر سکے۔

فَائِدَہ: [۱۰۱] **عذاب دیکھ کر کفار کی دنیا میں واپسی کی تمنا:** ...... یعنی آپ ان کفار کی برائیوں کو بھلے طریقہ سے دفعہ کرتے رہیے۔ اور جو باتیں یہ بناتے ہیں اُن کو ہمارے حوالہ کیجیے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کی موت کا وقت آ پہنچے اور نزع کی حالت میں مبادی عذاب کا معائنہ کر کے پچھتاوا شروع ہو۔ اُس وقت تمنا کریں گے کہ اے پروردگار! قبر کی طرف لے جانے کے بجائے ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس کر دو تا گذشتہ زندگی میں جو تقصیرات ہم نے کی ہیں اب نیک عمل سے اُن کی تلافی کر سکیں۔ آیندہ ہم ایسی خطائیں ہرگز نہیں کریں گے۔ کما قال تعالیٰ: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝﴾ [منافقون: ۱۰]

فَائِدَہ: [۱۰۲] **جواب تمنا اور اظہار حقیقت:** ...... یعنی اجل آ جانے کے بعد اس کام کے لیے ہرگز واپس نہیں کیا جا سکتا اور بالفرض واپس کر دیا جائے تو ہرگز نیک کام نہ کرے گا وہی شرارتیں پھر سوجھیں گی: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ [انعام: ۲۸] یہ محض اُس کی بات ہے جو زبان سے بنا رہا ہے اور غلبۂ حسرت وندامت کی وجہ سے خاموش نہیں رہ سکتا، وہ ہی اپنی طرف سے یہ بات کہتا ہے کہتا رہے، ہمارے یہاں شنوائی نہیں ہوگی۔

فَائِدَہ: [۱۰۳] **عالم برزخ:** ...... یعنی ابھی کیا دیکھا ہے! موت ہی سے اس قدر گھبرا گیا۔ آگے اس کے بعد ایک اور عالم برزخ آتا ہے جہاں پہنچ کر دنیا والوں سے پردہ میں ہو جاتا ہے اور آخرت بھی سامنے نہیں آتی۔ ہاں! عذابِ آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آتا ہے جس کا مزہ قیامت تک پڑا چکھتا رہے گا۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ۝۱۰۱ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہیں اُن میں اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے ف۱۰۴ سو جس کی بھاری ہوئی تول

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ

تو وہی لوگ کام لے نکلے اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ۝۱۰۳ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ۝۱۰۴ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

ہی میں رہا کریں گے جھلس دے گی ان کے منہ کو آگ اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے ف۱۰۵ کیا تم کو سنائی

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ۝۱۰۵ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا

نہ تھیں ہماری آیتیں پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے ف۱۰٦ بولے اے رب زور کیا ہم پر ہماری کم بختی نے اور رہے ہم لوگ

ضَآلِّيْنَ۝۱۰٦ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۝۱۰۷ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا

بہکے ہوئے اے ہمارے رب نکال لے ہم کو اس میں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گناہ گار ف۱۰۷ فرمایا پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں

تُكَلِّمُوْنِ۝۱۰۸ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ

اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا میرے بندوں میں جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم یقین لائے، سو معاف کر ہم کو اور رحم کر ہم پر، اور تو سب

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ

رحم والوں سے بہتر ہے ف۱۰۸ پھر تم نے ان کو ٹھٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ بھول گئے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ

ہنستے رہے ف۱۰۹ میں نے آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنے کا کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے ف۱۱۰ فرمایا تم کتنی دیر رہے

فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ

زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ف۱۱۱ فرمایا تم اس

لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ

میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے ف۱۱۲ سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے

اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

پاس پھر کر نہ آؤ گے ف۱۱۳ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا، کوئی حاکم نہیں اس کے سوائے، مالک اس عزت کے تخت کا ف۱۱۴

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم، جس کی سند نہیں اس کے پاس، سو اس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک ف۱۱۵ بے شک بھلا

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع ۶

نہ ہوگا منکروں کا اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو ہے بہتر سب رحم والوں سے ف۱۱۶

فائدہ:[۱۰۴] **قیامت کی ہولناکی:**...... یعنی عالم برزخ کے بعد قیامت کی گھڑی ہے۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد تمام خلائق کو ایک میدان میں لا کھڑا کریں گے۔ اُس وقت ہر ایک شخص اپنی فکر میں مشغول ہوگا اولاد ماں باپ سے، بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے سروکار نہ رکھے گا، ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے، کوئی کسی کی بات نہ پوچھے گا: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝﴾ [عبس: ۳۴ تا ۳۷] اس کے بعد دوسرے وقت ممکن ہے بعض قرابتوں سے کچھ نفع پہنچ جائے کما قال تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ [طور: ۲۱]

تنبیہ:...... بعض احادیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سارے نسب اور دامادی کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے (یعنی کام نہ دیں گے) "اِلَّا نَسَبِيْ وَصِهْرِيْ" (بجز میرے نسب اور صہر کے) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے تعلقات عموم سے مستثنیٰ ہیں۔ اسی حدیث کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّ کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اور چالیس ہزار درہم مہر باندھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وہاں باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں، ہر ایک سے اُس کے عمل کا حساب ہے۔"

فائدہ:[۱۰۵] **دردناک و خوفناک عذاب:**...... جلتے جلتے بدن سوج جائے گا، نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک اور اُوپر کا پھول کر

کھوپڑی تک پہنچ جائے گا، اور زبان باہر نکل کر زمین میں لٹکتی ہوگی جسے دوزخی پاؤں سے روندیں گے۔ (اَللّٰھُمَّ احفظنا منہ و من سائر انواع العذاب)

فَائِدَۃ:[۱۰۶] ...... یعنی اُس وقت، اُن سے یوں کہیں گے گویا جن باتوں کو دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے، اب آنکھوں سے دیکھ لو سچی تھیں یا جھوٹی؟

فَائِدَۃ:[۱۰۷] **اعتراف جرم اور فریاد:** ...... یعنی اعتراف کریں گے کہ بیشک ہماری بدبختی نے دھکا دیا جو سیدھے راستہ سے بہک کر اس ابدی ہلاکت کے گڑھے میں آپڑے۔ اب ہم نے سب کچھ دیکھ لیا۔ ازراہ کرم ایک دفعہ ہم کو یہاں سے نکال دیجیے پھر کبھی ایسا کریں تو گناہ گار، جو سزا چاہے دیجیے گا۔

فَائِدَۃ:[۱۰۸] **اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست ڈانٹ:** ...... یعنی بک بک مت کرو، جو کیا تھا اب اُسکی سزا بھگتو۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کے بعد پھر فریاد منقطع ہوجائے گی بجز زفیر و شہیق [چیخنے چلانے] کے کچھ کلام نہ کرسکیں گے۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَۃ:[۱۰۹] ...... یعنی دنیا میں مسلمان جب اپنے رب کے آگے دعا و استغفار کرتے تو تم کو ہنسی سوجھتی تھی، اس قدر ٹھٹھا کرتے اور اُن کی نیک خصلتوں کا اتنا مذاق اُڑاتے تھے کہ اُن کے پیچھے پڑکر تم نے مجھے بھی یاد نہ رکھا، گویا تمہارے سر پر کوئی حاکم ہی نہ تھا جو کسی وقت ان حرکتوں پر نوٹس لے اور ایسی سخت شرارتوں کی سزا دے سکے۔

فَائِدَۃ:[۱۱۰] **مسلمانوں کے صبر کی تعریف اور جزاء:** ...... بے چارے مسلمانوں نے تمہاری زبانی اور عملی ایذاؤں پر صبر کیا تھا، آج دیکھتے ہو تمہارے بالمقابل اُنکو کیا پھل ملا۔ انکو ایسے مقام پر پہنچادیا گیا جہاں وہ ہر طرح کامیاب اور ہر قسم کی لذتوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہیں۔

فَائِدَۃ:[۱۱۱] ...... یعنی فرشتوں سے جنہوں نے ہر نیکی بدی گن رکھی ہے یہ بھی گنا ہوگا۔ "زمین میں رہنا" یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر، یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آئے گی۔ یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کیا کرتے تھے، اب جانا کہ شتاب ہی آیا۔ کذا فی موضح القرآن۔

فَائِدَۃ:[۱۱۲] **کاش دنیا میں سمجھ لیتے:** ...... یعنی واقعی دنیا کی عمر تھوڑی ہی تھی لیکن اگر اس بات کو پیغمبروں کے کہنے سے دنیا میں سمجھ لیتے تو کبھی اس متاع فانی پر مغرور ہوکر انجام سے غافل نہ ہوتے اور وہ گستاخیاں اور شرارتیں نہ کرتے جن کا دنیا کی زائل و فانی لذتوں میں پڑ کر ارتکاب کیا۔

فَائِدَۃ:[۱۱۳] **اخروی زندگی کی ضرورت:** ...... یعنی دنیا میں تو نیکی بدی کا پورا نتیجہ نہیں ملتا۔ اگر اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو گویا یہ سب کارخانہ محض کھیل تماشہ اور بے نتیجہ تھا۔ سو حق تعالیٰ کی جناب اس سے بہت بلند ہے کہ اُس کی نسبت ایسا رکیک خیال کیا جائے۔

فَائِدَۃ:[۱۱۴] **شانِ مالک:** ...... جب وہ بالا و برتر، شہنشاہ، مالک علی الاطلاق ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وفاداروں اور مجرموں کو یوں کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دے۔

فَائِدَۃ:[۱۱۵] ...... یعنی وہاں حساب ہوکر مقدار جرم کے موافق سزا دی جائے گی۔

فَائِدَۃ:[۱۱۶] **پُر تاثیر آیات:** ...... یعنی ہماری تقصیرات سے درگذر فرما اور اپنی رحمت سے دنیا و آخرت میں سرفراز کر۔ تیری رحمت بے نہایت کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ﴾ سے ختم سورت تک کی یہ آیتیں بہت بڑی فضیلت اور تاثیر رکھتی ہے، جس کا ثبوت بعض احادیث سے ہوا ہے اور مشائخ نے تجربہ کیا ہے۔ چاہیے کہ ان آیات کا وِرد رکھا جائے، خاتمہ پر وہ دُعا تبرکاً و تفاؤلاً نقل کرتا ہوں جو رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلقین فرمائی کیونکہ اُس کے الفاظ اِن آیات کے مناسب ہیں: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔"

تم سورۃ المؤمنون بفضلہ و منّہ و حسن توفیقہ

ونرجو منہ اکمال بقیۃ الفوائد۔

ایاتها ٦٥ ٢٤ سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ ١٠٢ رکوعاتها ٩

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَفَرَضۡنٰهَا وَاَنۡزَلۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيۡ

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اس میں باتیں صاف تا کہ تم یاد رکھو ۱ بدکاری کرنے والی

فَاجۡلِدُوۡا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ ۖ وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِيۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ

عورت اور مرد سو مارو ہر ایک کو دونوں میں سے سو سو درے ۲ اور نہ آوے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے میں

تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ②

اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر ۳ اور دیکھیں ان کا مارنا (ان کی سزا کو) کچھ لوگ مسلمان ۴

فائدہ: [۱] **حرز جان بنانے کے قابل آیات واحکامات:** ...... یہ سورت بعض نہایت ضروری احکام وحدود، امثال ومواعظ، حقائق توحید اور بہت ہی اہم تنبیہات واصلاحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سب سے زیادہ ممتاز اور سبق آموز حصہ وہ ہے جس کا تعلق قصہ "افک" سے ہے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو جھوٹی تہمت لگائی تھی اُس میں بعض سادہ دل اور مخلص مسلمانوں کے پائے استقامت کو بھی قدرے لغزش ہوگئی تھی۔ جس کا خطرناک اثر نہ صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پوزیشن پر پڑتا تھا، بلکہ ایک حیثیت سے خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مجد وشرف تک پہنچتا تھا، اس لیے ضروری ہوا کہ قرآن کریم پورے اہتمام اور قوت سے ایسی خوفناک غلط کاری یا غلط فہمی کی اصلاح کرے اور ہمیشہ کے لیے ایمان داروں کے کان کھولدے کہ آئندہ کبھی دشمنوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایسی ٹھوکر نہ کھائیں۔ پیغمبر علیہ السلام کا مرتبۂ رفیع یا اُمہات المومنین کی پاک ومحترم حیثیت ایسی نہیں جس کے سمجھنے اور یاد رکھنے میں کوئی مسلمان کسی وقت بھی ذرا سا تساہل روا رکھے۔ شاید اسی لیے سورت کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا: ﴿سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَفَرَضۡنٰهَا﴾ تا مخاطبین سمجھ لیں کہ اس کے مضامین ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں اور بہت زیادہ محفوظ رکھنے اور لازم پکڑنے کے مستحق ہیں۔ اور جو صاف صاف نصیحتیں اور کھری کھری باتیں اس سورت میں بیان فرمائی گئی ہیں، اس لائق ہیں کہ ہر مسلمان اُن کو حرز جان بنائے اور یاد رکھے۔ ایک منٹ کے لیے اُس سے غفلت نہ کرے ورنہ دین ودنیا کی تباہی ہے۔

فائدہ: [۲] **زانی اور زانیہ کی سزا:** ...... یہ سزا اُس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد عاقل، بالغ ہو اور نکاح کیے ہوئے نہ ہو یا نکاح کرنے کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں اور جو آزاد نہ ہو اُسکے پچاس دُرّے لگتے ہیں، اُسکا حکم پانچویں پارہ کے اوّل رکوع کے ختم پر مذکور ہے۔ اور جو

عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں اور جس مسلمان میں تمام صفتیں موجود ہوں (حریت بلوغ، عقل، نکاح اور ہمبستری سے فراغ) ایسے شخص کو ''محصن'' کہتے ہیں۔ اُس کی سزا ''رجم'' (سنگسار کرنا) ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ میں ''تورات'' کے حوالہ سے فرمایا: ﴿وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ﴾ [آیت: ۴۳] اور وہ حکم اللہ رجم تھا جیسا کہ وہاں کے فوائد میں گذر چکا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اسی کے موافق فیصلہ کیا اور فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَکَ اِذْ اَمَاتُوْهُ'' (خدایا! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جب کہ وہ اُسے مٹا چکے تھے) پھر نہ صرف اُن یہود کو بلکہ جس قدر واقعات اس قسم کے پیش آئے اُن سب میں زانی محصن کو آپ نے یہ ہی رجم کی سزا دی، اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل برابر اسی قانون رجم پر رہا۔ بلکہ اہل السنت والجماعت میں کسی ایک شخص نے بھی اس سے اختلاف کی جرأت نہ کی۔ گویا سنت متواترہ اور اجماع اہلِ حق نے بتلا دیا کہ اس مسئلہ میں شریعتِ محمدیہ نے تورات کے حکم کو باقی رکھا ہے جیسا کہ قتلِ عمد کی سزا قتل ہونا قرآن کریم نے بحوالۂ تورات بیان فرمایا تھا: ﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ الآیۃ [مائدہ: ۴۵] اور مرتدین کے قتل کا بنی اسرائیل کو حکم دینا سورۂ ''بقرہ'' (آیت: ۵۴) میں بیان کیا گیا: ﴿فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ﴾ پھر ان ہی احکام کو اُمتِ محمدیہ کے حق میں بھی قائم رکھا گیا۔ شاید رجم محصن اور مسئلہ قصاص کو نقل کرنے کے بعد جو بڑی شدت و تاکید سے ترک حکم ﴿بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ کی برائی بیان فرمائی اور آخر میں ارشاد ہوا: ﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ الآیۃ [مائدہ: ۴۸] اس سے یہ ہی غرض ہو کہ تورات کے یہ احکام اب قرآن کے زیر حفاظت ہیں جن کے قائم رکھنے میں پیغمبر کو کسی کی اہواء و آراء کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ چنانچہ نہ آپ نے پروا کی نہ آپ کے خلفاء نے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب رجم محصن سے متعلق یہ اندیشہ ہوا بلکہ مکشوف ہو گیا کہ آگے چل کر بعض زائغین اس کا انکار کرنے لگیں گے (چنانچہ خوارج نے اور ہمارے زمانہ کے ایک ممسوخ فرقہ نے کیا) تو آپ نے منبر پر چڑھ کر صحابہ و تابعین کے مجمع میں اس حکم خداوندی کا بہت شد و مد سے اعلان فرمایا اور اس میں قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا جس میں رجم محصن کا صریح حکم تھا اور جس کی تلاوت گو بعد میں منسوخ ہو گئی مگر حکم برابر باقی رہا۔

تنبیہ:...... کسی آیت کا محض منسوخ التلاوت ہونا اور حکم باقی رہنا یہ ایک مستقل مسئلہ ہے جس کی تحقیق ان مختصر فوائد میں درج نہیں ہو سکتی۔ ان شاء اللہ العزیز! اگر مستقل تفسیر قرآن لکھنے کی نوبت آئی تو وہاں لکھا جائے گا۔

فائدہ: [۳] **حدود کے اجزاء میں کوتاہی پر گرفت ہوگی:**...... یعنی اگر اللہ پر یقین رکھتے ہو تو اُس کے احکام و حدود جاری کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم پر ترس کھا کر سزا بالکل روک لو یا اُس میں کمی کرنے لگو یا سزا دینے کی ایسی ہلکی اور غیر مؤثر طرز اختیار کرو کہ سزا سزا نہ رہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق اور تم سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اُس کا کوئی حکم سخت ہو یا نرم مجموعۂ عالم کے حق میں حکمت و رحمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اُس کے احکام و حدود کے اجراء میں کوتاہی کرو گے تو آخرت کے دن تمہاری پکڑ ہوگی۔

فائدہ: [۴] **سزا کی تشہیر اور اس کی غرض:**...... یعنی سزا تنہائی میں نہیں، مسلمانوں کے مجمع میں دینی چاہیے کیونکہ اُس رسوائی میں سزا کی تکمیل و تشہیر اور دیکھنے سننے والوں کے لیے سامانِ عبرت ہے۔ اور شاید یہ بھی غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اُس کی حالت پر رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دعا کریں گے۔ واللہ اعلم!

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک ۵ اور یہ حرام ہوا ہے

ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٣ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

ایمان والوں پر ف۶ اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں (پاکدامنوں) کو پھر نہ لائیں چار مرد شاہد ف۷ تو

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤ اِلَّا

مارو ان کو اسی دُرے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی ف۸ اور وہ ہی لوگ ہیں نافرمان ف۹ مگر

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

جنہوں نے توبہ کر لی اس کے پیچھے اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۰ اور جو لوگ عیب لگائیں اپنی

اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ

جوروؤں کو ف۱۱ اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا

قسم کھا کر کہ مقرر وہ (یہ) شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل

عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ

جائے گی مار یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب

اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩

آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے ف۱۲

فائدہ: [۵] زنا انتہائی برا اور حرام فعل ہے:...... زنا کی سزا ذکر کرنے کے بعد اس فعل کی غایت شناعت بیان فرماتے ہیں۔ یعنی جو مرد یا عورت اس عادت شنیع میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی عفیف مسلمان سے اُن کا تعلق ازدواج وہم بستری قائم کیا جائے۔ اُنکی پلید طبیعت اور میلان کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار وتباہ حال مرد وعورت سے یا اُن سے بھی بدتر کسی مشرک ومشرکہ سے اُن کا تعلق ہو۔ کما قال تعالیٰ: ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ [نور:۲۶]

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر، باز باباز

اُن کی حرکت کا اصلی اقتضا تو یہ ہی تھا۔ اب یہ جداگانہ امر ہے کہ حق تعالیٰ نے دوسری مصالح وحکم کی بنا پر کسی نام نہاد مسلمان کا مشرک و مشرکہ سے عقد جائز نہیں رکھا۔ یا مثلاً بدکار مرد کا پاکباز عورت سے نکاح ہو جائے تو بالکل باطل نہیں ٹھہرایا۔

تنبیہ:...... آیت کی جو تقریر ہم نے کی وہ بالکل سہل اور بے تکلف ہے اس میں ﴿لَا يَنْكِحُ﴾ کے معنی وہ لیے گئے جو "السلطان لا یکذب" وغیرہ محاورات میں لیے جاتے ہیں۔ یعنی نفی لیاقت فعل کو نفی فعل کی حیثیت دے دی گئی۔ فافہم واستقم۔

فَائِدَہ:[۶] مومن ایسی حرکت نہیں کرسکتا:...... یعنی زنا مومنین پر حرام ہے، ایک مومن مومن رہتے ہوئے یہ حرکت کیسے کرے گا۔ حدیث میں ہے: "لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ" یا یہ مطلب ہو کہ زانیہ سے نکاح کرنا اُن پاکباز مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے جو صحیح اور حقیقی معنوں میں مومنین کہلانے کے مستحق ہیں۔ یعنی تکوینی طور پر اُن کے پاک نفوس کو ایسی گندی جگہ کی طرف مائل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس وقت "حُرِّمَ" کے معنی وہ ہوں گے جو ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ﴾ [قصص:۱۲] میں، یا ﴿وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ﴾ [انبیاء:۹۵] میں لیے گئے ہیں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۷] پاکدامن اور پاکباز افراد پر تہمت کی سزا:...... یعنی ایسی پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں جنکا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعیہ سے ثابت نہیں اُسکی سزا بیان فرماتے ہیں، اور یہی حکم پاکباز مردوں پر تہمت لگانے کا ہے۔ چونکہ یہ آیات ایک عورت کے قصہ میں نازل ہوئیں اس لیے اُن ہی کا ذکر فرمایا، اگر چار گواہ پیش کر دیئے اور اُنکی شہادت بقاعدہ شریعت پوری اُتری تو مقذوف یا مقذوفہ پر حدِ زنا جاری کی جائیگی۔

فَائِدَہ:[۸] تہمت کا وبال:...... یہ سزا قاذف (تہمت لگانے والے) کی ہوئی کہ (مقذوف کے مطالبہ پر) اسّی دُرے لگائے جائیں اور آیندہ ہمیشہ کے لیے (معاملات) میں مردود الشہادت قرار دیا جائے۔ حنفیہ کے نزدیک توبہ کے بعد بھی اُس کی شہادت معاملات میں قبول نہیں کی جاسکتی۔

فَائِدَہ:[۹]...... اگر واقع میں جان بوجھ کر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو اُن کا فاسق و نافرمان ہونا ظاہر ہے۔ اور اگر واقعی سچ بیان کیا تھا لیکن جانتے تھے کہ چار گواہوں سے ہم اپنا دعویٰ ثابت نہیں کرسکیں گے تو ایسی بات کا اظہار کرنے سے بجز ایک مسلمان کی آبروریزی اور پردہ دری کے کیا مقصود ہوا جو بجائے خود ایک مستقل گناہ ہے اور علماء نے اُس کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۰]...... یعنی توبہ اور اصلاح حال کے بعد اللہ کے نافرمان بندوں میں اُس کا شمار نہ رہے گا گو پچھلے قذف کی سزا میں مردود الشہادت پھر بھی رہے۔ یہی مذہب سلف میں سے قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول، عبدالرحمن بن زید بن جابر، حسن بصری، محمد بن سیرین اور سعید بن المسیب رحمہم اللہ کا ہے۔ کما فی الدر المنثور وابن کثیر۔

فَائِدَہ:[۱۱]...... یعنی زنا کی تہمت لگائے یا اپنے بچہ کو کہے کہ یہ میرے نطفہ سے نہیں۔

فَائِدَہ:[۱۲] لعان کی تفصیل:...... یعنی جو اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اوّلاً اُس سے چار گواہ طلب کیے جائیں گے، اگر پیش کر دے تو عورت پر حدِ زنا جاری کر دی جائے گی۔ اگر گواہ نہ لاسکا تو اُس کو کہا جائے گا کہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے (یعنی جو تہمت اپنی بیوی پر لگائی ہے اُس میں جھوٹ نہیں بولا) گویا چار گواہوں کی جگہ خود اُس کی یہ چار حلفیہ شہادتیں ہوئیں اور آخر میں پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہنے ہوں گے کہ "اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو تو اُس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار" اگر الفاظ مذکورہ بالا کہنے سے انکار کرے تو حبس کیا جائے گا اور حاکم اس کو مجبور کرے گا کہ یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے، تو حدِ قذف لگے گی جو اوپر گذری، اور پانچ مرتبہ وہی الفاظ کہے جو اُوپر مذکور ہوئے۔ اگر کہہ لیے تو پھر عورت سے کہا جائے گا کہ وہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ "یہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے" اور پانچویں دفعہ یہ الفاظ کہے کہ "اللہ کا غضب آوے اُس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعوے میں سچا ہو" تاوقتیکہ عورت یہ الفاظ نہ کہے گی اس کو قید میں رکھیں گے اور مجبور کریں گے کہ یا صاف طور پر مرد کے دعوے کی تصدیق کرے تب تو حدِ زنا اُس پر جاری ہوگی، اور یا بالفاظ مذکورہ بالا اس کی تکذیب کرے۔ اگر اُس نے بھی مرد کی طرح یہ الفاظ کہہ دیے اور "لعان" سے فراغت ہوئی تو اُس عورت سے صحبت اور دواعی صحبت سب حرام ہو گئے۔ پھر اگر مرد نے اُس کو طلاق دے دی فبہا ورنہ قاضی اُن میں تفریق کر دے گو دونوں رضامند نہ ہوں یعنی

زبان سے کہہ دے کہ میں نے ان میں تفریق کی۔ اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی۔

تنبیہ:...... زوجین سے اس طرح الفاظ کہلوانے کو شریعت میں "لعان" کہتے ہیں اور لعان صرف قذف ازواج کے ساتھ مخصوص ہے عام محصنات کے قذف کا وہ ہی حکم ہے جو اُوپر کی آیات میں مذکور ہو چکا۔

ع وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا ف ۱۳ جو لوگ لائے ہیں

جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ

یہ طوفان ف ۱۴ تمہیں میں ایک جماعت ہیں ف ۱۵ تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں، بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ف ۱۶ ہر آدمی

مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

کے لیے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے ف ۱۷

فائدہ: [۱۳] لعان کی مشروعیت اور اس کے فوائد:...... یعنی اگر یہ حکم لعان مشروع نہ ہوتا تو قذف کے عام قاعدہ کے موافق زوج پر حدِ قذف آتی اور یا ساری عمر خون کے گھونٹ پیتا، کیونکہ ممکن ہے وہ سچا ہو۔ بخلاف غیر شوہر کے کہ وہ اظہار میں مضطر نہیں، اس لیے اُس کے قانون میں اِن امور کی رعایت ضرور نہیں۔ دوسری طرف اگر محض خاوند کے قسمیں کھانے پر زنا کا ثبوت ہو جایا کرتا تو عورت کی سخت مصیبت تھی، حالانکہ ممکن ہے وہ ہی سچی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو قسمیں کھانے پر یقیناً بری سمجھ لیا جاتا تو مرد پر حدِ قذف واجب ہو جاتی باوجودیکہ اُس کے صادق ہونے کا بھی مساوی احتمال موجود ہے۔ پس ایسے طور پر لعان کا مشروع کرنا کہ سب کی رعایت رہے یہ اثر ہے حق تعالیٰ کے فضل و رحمت اور حکمت کا، کیونکہ فریقین میں سے جو سچا ہو وہ بے محل سزا سے بچ گیا۔ اور جھوٹے کی دنیا میں پردہ پوشی کر کے مہلت دی گئی کہ شاید توبہ کر لے، پھر اس کی توبہ کا قبول کر لینا یہ اثر صفت توابیت کا ہوا۔

فائدہ: [۱۴] واقعہ افک اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی برأت کا خدائی اعلان:...... یہاں سے اُس طوفان کا ذکر ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اُٹھایا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں، اُنکی سواری کا اونٹ علیحدہ تھا، وہ ہودہ [محمل] میں پردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں، جمال [اُونٹ والے] ہودے [محمل] کو اُونٹ پر باندھ دیتے۔ ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا ہوا تھا، کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی جسکے لیے قافلہ سے علیحدہ ہو کر جنگل کی طرف تشریف لے گئیں، وہاں اتفاق سے اُنکا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اُس کی تلاش میں دیر لگ گئی، یہاں پیچھے کوچ ہو گیا۔ جمال حسب عادت اُونٹ پر ہودہ [محمل] باندھنے آئے، اور اُسکے پردے پڑے رہنے سے گمان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُس میں تشریف رکھتی ہیں۔ اُٹھاتے وقت بھی شبہ نہ ہوا کیونکہ اُنکی عمر تھوڑی تھی اور بدن بہت ہلکا پھلکا تھا، غرض جمالوں نے ہودہ [ہودج، محمل] باندھ کر اُونٹ کو چلتا کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا۔ نہایت استقلال سے انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہاں سے اب جانا خلاف مصلحت ہے جب آگے جا کر میں نہ ملوں گی تو یہیں تلاش کرنے آئیں گے۔ آخر وہیں قیام کیا، رات کا وقت تھا، نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ گئیں۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرے پڑے کی خبر گیری کی غرض سے قافلہ کے پیچھے کچھ فاصلہ سے رہا کرتے تھے، وہ اس موقع پر صبح کے وقت پہنچے۔ دیکھا کوئی آدمی پڑا سوتا ہے۔ قریب آ کر پہچانا کہ حضرت عائشہ ہیں (کیونکہ پردہ کا حکم

آنے سے پہلے انہوں نے انکو دیکھا تھا) دیکھ کر گھبرا گئے اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا جس سے اُنکی آنکھ کھل گئی فوراً چہرہ چادر سے ڈھانک لیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اُونٹ اُنکے قریب لاکر بٹھلا دیا۔ یہ اُس پر پردہ کیساتھ سوار ہو گئیں۔ انہوں نے اُونٹ کی نکیل پکڑ کر دوپہر کے وقت قافلہ سے جا ملایا۔ عبداللہ بن اُبی بڑا خبیث، بدباطن، اور دشمن رسول اللہ ﷺ کا تھا، اُسے ایک بات ہاتھ لگ گئی اور بدبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا۔ اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی (مثلاً مردوں میں سے حضرت حسان، حضرت مسطح رضی اللہ عنہما اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا) منافقین کے مغویانہ پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اس قسم کے افسوسناک تذکرے کرنے لگے۔ عموماً مسلمانوں کو اور خود جناب رسول کریم ﷺ کو اس قسم کے واہیات تذکروں اور شہرتوں سے سخت صدمہ تھا۔ ایک مہینہ تک یہی چرچا رہا۔ حضور ﷺ سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے، مگر دل میں خفا رہتے۔ ایک ماہ بعد اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس شہرت کی اطلاع ہوئی شدت غم سے بیتاب ہو گئیں اور بیمار پڑ گئیں۔ شب و روز روتی تھیں ایک منٹ کے لیے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اِسی دوران میں بہت سے واقعات پیش آئے اور گفتگوئیں ہوئیں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہیں اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ آخر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۂ نور کی یہ آیتیں ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ﴾ الاٰیۃ سے دُور تک نازل فرمائیں جس پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فخر کیا کرتی تھیں اور بلاشبہ جتنا فخر کریں تھوڑا تھا۔

فَائِدَہ:[۱۵] ...... یعنی طوفان اُٹھانے والے خیر سے وہ لوگ ہیں جو جھوٹ یا سچ اسلام کا نام لیتے اور اپنے کو مسلمان بتلاتے ہیں۔ اُن میں سے چند آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور کچھ لوگ نادانستہ اُن کی عیارانہ سازش کا شکار ہو گئے تاہم خدا کا احسان ہے کہ جمہور مسلمان اُن کے جال میں نہیں پھنسے۔

فَائِدَہ:[۱۶] تسلیٔ مومنین اور ام المومنین: ...... یہ خطاب اُن مسلمانوں کی تسلی کے لیے ہے جنہیں اس واقعہ سے صدمہ پہنچا تھا بالخصوص عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُن کا گھرانا کہ ظاہر ہے وہ سخت غمزدہ اور پریشان تھے۔ یعنی گو بظاہر یہ چرچا بہت مکروہ، رنجیدہ اور ناخوشگوار تھا لیکن فی الحقیقت تمہارے لیے اِس کی تہ میں بڑی بہتری چھپی ہوئی تھی۔ آخر اتنی مدت تک ایسے جگر خراش حملوں اور ایذاؤں پر صبر کرنا کیا خالی جاسکتا ہے۔ کیا یہ شرف تھوڑا ہے کہ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں تمہاری نزاہت و برأت اُتاری، اور دشمنوں کو رسوا کیا اور قیامت تک کے لیے تمہارا ذکر خیر قرآن پڑھنے والوں کی زبان پر جاری کر دیا۔ اور مسلمانوں کو پیغمبر علیہ السلام کی ازواج و اہل بیت کا حق پہچاننے کے لیے ایسا سبق دیا جو کچھ فراموش نہ ہو سکے۔ فللّٰہ الحمد علیٰ ذٰلک۔

فَائِدَہ:[۱۷] سزا بقدر جرم اور ملعون رئیس المنافقین کی ابدی ذلت و رسوائی: ...... یعنی جس شخص نے اس فتنہ میں جس قدر حصہ لیا اُسی قدر گناہ سمیٹا اور سزا کا مستحق ہوا۔ مثلاً بعض خوش ہو کر اور خوب مزے لے کر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے، بعض اظہار افسوس کے طرز میں، بعض چھیڑ کر مجلس میں چرچا اُٹھا دیتے اور آپ خود چپکے سنا کرتے، بعض سن کر تردد میں پڑ جاتے، بہت سے خاموش رہتے اور بہت سے سن کر جھٹلا دیتے۔ اِن پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو درجہ بدرجہ کم و بیش الزام دیا۔ بڑا بوجھ اٹھانے والا منافقوں کا سردار عبداللہ ابن اُبی تھا جیسا کہ روایات کثیرہ میں تصریح ہے۔ یہی خبیث لوگوں کو جمع کرتا اور اُبھارتا اور نہایت چالاکی سے خود دامن بچا کر دوسروں سے اس کی اشاعت کرایا کرتا تھا۔ اُس کے لیے آخرت میں بڑا عذاب تو ہے ہی، دنیا میں بھی ملعون خوب ذلیل و رسوا ہوا اور قیامت تک اسی ذلت و خواری سے یاد کیا جائے گا۔

لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ

کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح

مُّبِيْنٌ ﴿١٢﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ

طوفان ہے ف۱۸ کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد، پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ

وہی ہیں جھوٹے ف۱۹ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی

اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ

اس چرچا کرنے میں کوئی آفت بڑی ف۲۰ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا

سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ف۲۱ اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا

يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا

ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات ، اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے ف۲۲ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر

لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ

نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو ف۲۳ اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف۲۴ جو

الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا

لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ف۲۵ ان کے لیے عذاب ہے دردناک دنیا

وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾

اور آخرت میں ف۲۶ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۲۷

فائدہ:[۱۸] مسلمانوں سے حسن ظن کی ترغیب اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ:...... مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ حسنِ ظن رکھے۔ اور جب سنے کہ لوگ ایک نیک شخص پر یوں ہی رجماً بالغیب بری تہمتیں لگاتے ہیں تو اپنے دل میں ایسے خیالات کو راہ نہ دے بلکہ اُن کو جھٹلائے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے، اللہ پیٹھ پیچھے اُس کی مدد کرے گا۔ بے تحقیق تہمتیں تراشنا ایمان سے بعید ہے۔ چاہیے کہ آدمی خود اپنی آبرو پر دوسروں کی آبرو کو قیاس کر لے جیسا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے قصہ "افک" میں کیا۔ ایک روز اُن کی بیوی نے کہا کہ لوگ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت ایسا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ جھوٹے ہیں۔ کیا ایسا کام تو کر سکتی ہے؟ بولی ہرگز نہیں۔ فرمایا پھر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تجھ سے کہیں بڑھ کر پاک وصاف اور طاہر و مطہر ہیں، اُن کی نسبت بے وجہ ایسا گمان کیوں کیا جائے۔

فَائِدَہ: [۱۹] بہتان کی مذمت اور تنبیہ: ...... یعنی اللہ کے حکم اور اُس کی شریعت کے موافق وہ لوگ جھوٹے قرار دیے گئے ہیں جو کسی پر بدکاری کی تہمت لگا کر چار گواہ پیش نہ کر سکیں۔ اور بدون کافی ثبوت کے ایسی سنگین بات زبان سے بکتے پھریں۔

فَائِدَہ: [۲۰] بہتان تراشی قابل عذاب: ...... یعنی اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابوں سے بچایا ہے، نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے۔ (موضح القرآن) نیز تم میں سے مخلصین کو توبہ کی توفیق دے کر خطا معاف کر دی ورنہ منافقین کی طرح وہ بھی قیامت کے دن عذاب عظیم میں گرفتار ہوتے۔ (العیاذ باللہ)

فَائِدَہ: [۲۱] بہت بڑا سنگین جرم: ...... یعنی عذاب عظیم کے مستحق کیوں نہ ہوتے جبکہ تم ایسی بے تحقیق اور ظاہر البطلان بات کو ایک دوسرے کی طرف چلتا کر رہے تھے۔ اور زبان سے وہ اٹکل پچو باتیں نکالتے تھے جن کی واقعیت کی تمہیں کچھ بھی خبر نہ تھی۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ ایسی سخت بات کو (یعنی کسی محصنہ خصوصاً پیغمبر علیہ السلام کی زوجۂ مطہرہ اور مومنین کی روحانی والدہ کو متہم کرنا) جو اللہ کے نزدیک بہت بڑا سنگین جرم ہے، محض ایک ہلکی اور معمولی بات سمجھنا یہ اصل جرم سے بھی بڑھ کر جرم تھا۔

فَائِدَہ: [۲۲] مومنانہ حیثیت اور حسن ظن کا تقاضا: ...... یعنی اوّل تو حسنِ ظن کا اقتضاء یہ تھا کہ دل میں بھی یہ خیال نہ گذرنے پائے جیسا کہ اوپر ارشاد ہوا، لیکن اگر شیطانی اغواء سے فرض کیجیے کسی کے دل میں کوئی برا وسوسہ گذرے تو پھر یہ جائز نہیں کہ ایسی ناپاک بات زبان پر لائی جائے، چاہیے کہ اس وقت مومن اپنی حیثیت اور دیانت کو ملحوظ رکھے اور صاف کہہ دے ایسی بے سروپا بات کا زبان سے نکالنا مجھ کو زیب نہیں دیتا۔ اے اللہ! تو پاک ہے۔ کس طرح لوگ ایسی نامعقول بات منہ سے نکالتے ہیں۔ بھلا جس پاکباز خاتون کو تو نے سید الانبیاء اور رأس المتقین کی زوجیت کے لیے چنا، کیا وہ (معاذ اللہ) خود بے آبرو ہو کر پیغمبر کی آبرو کو بٹہ [داغ] لگائے گی (حاشا ثم حاشا) ہو نہ ہو دشمنوں نے ایک بے قصور پر بہتان باندھا ہے۔

فَائِدَہ: [۲۳] ...... یعنی مومنین کو پوری طرح چوکس اور ہشیار رہنا چاہیے، بدباطن منافقین کے چکموں میں کبھی نہ آئیں، ہمیشہ پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کی عظمتِ شان کو ملحوظ رکھیں۔

فَائِدَہ: [۲۴] بہتان کا طوفان اٹھانے والے منافقین تھے: ...... یعنی پتہ اس کا کہ یہ طوفان اُٹھایا کس نے؟ معلوم ہوا کہ منافقین نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے۔ اگلی آیت میں پتہ بتلا دیا۔ (کذا فی الموضح) عموماً مفسرین نے آیات سے مراد احکام، نصائح، حدود اور قبول توبہ وغیرہ کے مضامین لیے ہیں۔ اس وقت صفات علم و حکمت کے ذکر سے یہ غرض ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کی ندامت قلبی کا حال خوب جانتا ہے اس لیے توبہ قبول کی، اور چونکہ حکیم مطلق ہے اس لیے نہایت حکمت و دانائی کے ساتھ تمہاری سیاست کی گئی۔

فَائِدَہ: [۲۵] بدکاری و فحاشی کی تشہیر پر تنبیہ اور سزا: ...... یعنی بدکاری پھیلے یا بدکاری کی خبریں پھیلیں۔ یہ چاہنے والے منافقین تھے لیکن اُن کا تذکرہ کر کے مومنین کو بھی متنبہ فرما دیا کہ اگر فرض کرو کسی کے دل میں ایک بری بات کا خطرہ گذرا اور بے پروائی سے کوئی لفظ زبان سے بھی کہہ گذرا تو چاہیے کہ اب ایسی مہمل بات کا چرچا کرتا نہ پھرے۔ اگر خواہی نہ خواہی کسی مومن کی آبروریزی کرے گا تو خوب سمجھ لے کہ اُس کی آبرو بھی محفوظ نہ رہے گی۔ حق تعالیٰ اُسے ذلیل و خوار کر کے چھوڑے گا کما فی حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ۔

فَائِدَہ: [۲۶] ...... دنیا میں حد قذف، رسوائی اور قسم قسم کی سزائیں اور آخرت میں دوزخ کی سزا۔

فَائِدَہ: [۲۷] ...... یعنی ایسے فتنہ پردازوں کو خدا خوب جانتا ہے گو تم نہ جانتے ہو۔ اور یہ بھی اسی کے علم میں ہے کہ کس کا جرم کتنا ہے اور کس کی کیا غرض ہے۔

تنبیہ: ...... حب شیوع فاحشہ، حسد و کینہ وغیرہ کی طرح اعمالِ قلبیہ میں سے ہے، مراتب قصد میں سے نہیں۔ اس لیے اس پر ماخوذ

ہونے میں اختلاف نہ ہونا چاہیے۔ فتنبہ لہ۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا ع ۸

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا ف۲۸ اے ایمان والو نہ چلو قدموں

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ

پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائے گا بے حیائی

وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور بری بات ف۲۹ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی، ولیکن اللہ سنوارتا ہے

يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا

جس کو چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۳۰ اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے، اور کشائش

اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ

والے اس پر (اس سے) کہ دیں قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں

اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ

چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۳۱ جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں (پاکدامنوں) بے خبر

الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

ایمان والیوں کو ان کو پھٹکار ہے دنیا میں اور آخرت میں اور ان کے لیے ہے بڑا عذاب ف۳۲ جس دن کہ ظاہر کر دیں

اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ

گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے ف۳۳ اس دن پوری دے گا ان کو اللہ ان کی سزا جو چاہیے

وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾

اور جان لیں گے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا ف۳۴

فائدہ: [۲۸] فضل اور رحمت خداوندی: ...... یعنی یہ طوفان تو ایسا اٹھا تھا کہ نہ معلوم کون کون اس کی نذر ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحمت اور شفقت و مہربانی سے تم میں سے تائبین کی توبہ کو قبول فرمایا اور بعض کو حدِ شرعی جاری کر کے پاک کیا اور جو زیادہ خبیث تھے اُن کو ایک گونہ مہلت دی۔

فائدہ: [۲۹] ہشیار رہو...... ملعونوں کا مشن بے حیائی کی ترویج ہے: ...... یعنی شیطان کی چالوں سے ہشیار رہا کرو۔ مسلمان کا یہ کام

نہیں ہونا چاہیے کہ شیاطین الانس والجن کے قدم بہ قدم چلنے لگے۔ اُن ملعونوں کا تو مشن ہی یہ ہے کہ لوگوں کو بے حیائی اور برائی کی طرف لے جائیں تم جان بوجھ کر کیوں اُن کے بھرے میں آتے ہو۔ دیکھا شیطان نے ذرا سا چرکہ لگا کر کتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیا اور کئی سیدھے سادھے مسلمان کس طرح اُس کے قدم پر چل پڑے۔

فَائِدَة: [۳۰]...... یعنی شیطان تو سب کو بگاڑ کر چھوڑتا ایک کو بھی سیدھے راستہ پر نہ رہنے دیتا۔ یہ تو خدا کا فضل اور اُس کی رحمت ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کی دستگیری فرما کر بہتیروں کو محفوظ رکھتا ہے، اور بعض کو مبتلا ہو جانے کے بعد توبہ کی توفیق دے کر درست کر دیتا ہے۔ یہ بات اُسی خدائے واحد کے اختیار میں ہے اور وہ ہی اپنے علمِ محیط اور حکمتِ کاملہ سے جانتا ہے کہ کون بندہ سنوارے جانے کے قابل ہے اور کس کی توبہ قبول ہونی چاہیے۔ وہ سب کی توبہ وغیرہ کو سنتا اور اُن کی قلبی کیفیات سے پوری طرح آگاہ ہے۔

فَائِدَة: [۳۱] شانِ نزول:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طوفان اُٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی نادانی سے شریک ہو گئے۔ اُن میں سے ایک حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو ایک مفلس مہاجر ہونے کے علاوہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ قصہ ''اِفک'' سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی امداد اور خبر گیری کیا کرتے۔ جب یہ قصہ ختم ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت آسمان سے نازل ہو چکی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ آئندہ مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد نہ کروں گا۔ شاید بعض دوسرے صحابہ کو بھی ایسی صورت پیش آئی ہو، اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی تم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بزرگی اور دنیا کی وسعت دی ہے انہیں لائق نہیں کہ ایسی قسم کھائیں اُن کا ظرف بہت بڑا اور اُن کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئیں۔ بڑی جواں مردی تو یہ ہی ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے۔ محتاج رشتہ داروں اور خدا کے لیے وطن چھوڑنے والوں کی اعانت سے دست کش ہو جانا بزرگوں اور بہادروں کا کام نہیں۔ اگر قسم کھالی ہے تو ایسی قسم کو پورا مت کرو اُس کا کفارہ ادا کر دو۔ تمہاری شان یہ ہونی چاہیے کہ خطا کاروں کی خطا سے اغماض اور درگذر کرو۔ ایسا کرو گے تو حق تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں سے درگذر کریگا۔ کیا تم حق تعالیٰ سے عفو و درگذر کی امید اور خواہش نہیں رکھتے؟ اگر رکھتے ہو تو تم کو اُس کے بندوں کے معاملہ میں یہ ہی خو اختیار کرنی چاہیے۔ گویا اِس میں ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ'' کی تعلیم ہوئی۔ احادیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سنا: ﴿ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے؟) تو فوراً بول اُٹھے: ''بَلٰى يَا رَبَّنَا اِنَّا نُحِبُّ'' (بیشک اے پروردگار! ہم ضرور چاہتے ہیں) یہ کہہ کر مسطح کی جو امداد کرتے تھے بدستور جاری فرما دی، بلکہ بعض روایات میں ہے کہ پہلے سے دگنی کر دی۔

فَائِدَة: [۳۲] ازواجِ مطہرات میں سے کسی پر تہمت لگانے والا کافر ہے اور تہمت کا وبال:...... صحیحین کی حدیث میں ہے: ''اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ'' اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قذفِ محصنات مطلقاً مہلکات میں سے ہے۔ پھر ان میں سے بھی ازواجِ مطہرات بالخصوص اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قذف تو کس درجہ کا گناہ ہوگا، علماء نے تصریح کی ہے کہ اِن آیات کے نزول کے بعد جو شخص عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو متہم کرے وہ کافر، مکذبِ قرآن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور طبرانی کی ایک حدیث میں ہے: ''قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ'' (محصنہ پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ڈھا دیتا ہے)۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَة: [۳۳]...... یعنی مجرم منہ سے بولنا اور ظاہر کرنا نہ چاہے گا مگر خود زبان اور ہاتھ پاؤں بولیں گے اور اُن میں سے ہر عضو اُس عمل کو ظاہر کرے گا جو اُس کے ذریعہ سے کیا گیا تھا

لطیفہ:...... قاذف نے زبان سے تہمت لگائی تھی اور چار گواہوں کا اُس سے مطالبہ تھا جو پورا نہ کر سکا۔ اُس کے بالمقابل یہاں یہی پانچ چیزیں ذکر ہوئیں، ایک زبان جو قذف کا اصلی آلہ ہے اور چار ہاتھ پاؤں جو اُس کی شرارت کے گواہ ہوں گے۔

فَائِدَہ:[۳۴]...... جو رتی رتی عمل کھول کر سامنے رکھ دیتا ہے اور جس کا حساب بالکل صاف ہے اُس کے ہاں کسی طرح کا ظلم و تعدی نہیں۔ یہ مضمون قیامت کے دن سب کو مکشوف و مشہود ہو جائے گا۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

گندیاں (گندی عورتیں) ہیں گندوں کے واسطے اور گندے (مرد) واسطے گندیوں کے اور ستھریاں (ستھری عورتیں) ہیں ستھروں (مرد) کے واسطے اور ستھرے واسطے ستھریوں کے ف۳۵ وہ لوگ

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع ٦

بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ف۳۶ ان کے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف۳۷ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کر لو (اجازت نہ لے لو) اور سلام کر لو ان گھر والوں پر، یہ بہتر

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ

ہے تمہارے حق میں تاکہ تم یاد رکھو ف۳۸ پھر اگر نہ پاؤ اس میں کسی کو تو اس میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تم کو ف۳۹

وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ

اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لیے ف۴۰ اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے ف۴۱ نہیں

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف۴۲ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم

تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٢٩﴾

ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو ف۴۳

فَائِدَہ:[۳۵] پاک افراد کا ناپاک سے کیا مطلب:...... یعنی بدکار اور گندی عورتیں گندے اور بدکار مردوں کے لائق ہیں۔ اسی طرح بدکار اور گندے مرد اس قابل ہیں کہ اُن کا تعلق اپنے جیسی گندی اور بدکار عورتوں سے ہو۔ پاک اور ستھرے آدمیوں کا ناپاک بدکاروں سے کیا مطلب۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر کی عورت بدکار (زانیہ) نہیں ہوتی، یعنی اللہ تعالیٰ ان کی ناموس کی حفاظت فرماتا ہے۔ نقلہ فی موضح القرآن۔

تنبیہ:...... آیت کا یہ مطلب تو ترجمہ کے موافق ہوا مگر بعض مفسرین سلف سے یہ منقول ہے کہ "اَلْخَبِيْثَاتُ" اور "اَلطَّيِّبَاتُ" سے یہاں عورتیں مراد نہیں بلکہ اقوال و کلمات مراد ہیں۔ یعنی گندی باتیں گندوں کے لائق ہیں اور ستھری باتیں ستھرے آدمیوں کے۔ پاکباز اور

ستھرے مرد وعورت ایسی گندی تہمتوں سے بری ہوتے ہیں جیسا کہ آگے: ﴿أُولَـٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾ سے ظاہر ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ گندی باتیں گندوں کی زبان سے نکلا کرتی ہیں۔ تو جنہوں نے کسی پاکباز کی نسبت گندی بات کہی، سمجھ لو کہ وہ خود گندے ہیں۔

فَائِدَة:[۳۶]...... یعنی ستھرے آدمی اُن باتوں سے بری ہیں جو یہ گندے لوگ بکتے پھرتے ہیں۔

فَائِدَة:[۳۷] صبر کا بدلہ، عزت کی روزی:...... یعنی برا کہنے سے وہ برے نہیں ہو جاتے، بلکہ جب وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو یہ چیز اُن کی خطاؤں یا لغزشوں کا کفارہ بنتی ہے۔ اور یہاں مفسد لوگ جس قدر اُن کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں وہاں اُس کے بدلہ میں عزت کی روزی ملتی ہیں۔

فَائِدَة:[۳۸] کسی کے گھر جانے کا حکیمانہ ادب:...... یعنی خاص اپنے ہی رہنے کا جو گھر ہو اُس کے سوا کسی دوسرے کے رہنے کے گھر میں یوں ہی بے خبر نہ گھس جائے، کیا جانے وہ کس حال میں ہو اور اُس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اندر جانے سے پہلے آواز دیکر اجازت حاصل کرے اور سب سے بہتر آواز سلام کی، حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور اجازت داخل ہونے کی لے۔ اگر تین بار سلام کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ فی الحقیقت یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے کہ اگر اُس کی پابندی کی جائے تو صاحب خانہ اور ملاقاتی دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ مگر افسوس آج مسلمان اُن مفید ہدایات کو ترک کرتے جاتے ہیں جن کو دوسری قومیں اُن ہی سے سیکھ کر ترقی کر رہی ہیں۔

ربط:...... شروع سورت سے احکام زنا وقذف وغیرہ کے بیان ہوئے تھے۔ چونکہ بسا اوقات بلا اجازت کسی کے گھر میں چلا جانا اِن امور کی طرف مفضی ہو جاتا ہے، اِسلئے اِن آیات میں مسائل استیذان [اجازت] کو بیان فرمادیا۔

فَائِدَة:[۳۹] بے حد مفید بات:...... اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ گھر میں کوئی موجود نہیں تب بھی دوسرے کے گھر میں بدون مالک ومختار کی اجازت کے مت جاؤ، کیونکہ ملک غیر میں بدون اجازت تصرف کا کوئی حق نہیں۔ نہ معلوم بے اجازت چلے جانے سے کیا جھگڑا پیش آجائے۔ ہاں! صراحتاً یا دلالتاً اجازت ہو تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فَائِدَة:[۴۰] بارِ خاطر نہ بنو:...... یعنی ایسا کہے سے برا نہ مانو۔ بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے ملنے کو نہیں چاہتی یا حرج ہوتا ہے یا کوئی ایسی بات کر رہا ہے جس پر غیر کو مطلع کرنا پسند نہیں کرتا تو تم کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اُس پر بوجھ ڈالو۔ اس طرح بارِ خاطر بننے سے تعلقات صاف نہیں رہتے۔

فَائِدَة:[۴۱] جیسی کرنی ویسی بھرنی:...... وہ تمہارے تمام اعمالِ قلبیہ وقالبیہ سے باخبر ہے جیسا کچھ کرو گے اور جس نیت سے کرو گے حق تعالیٰ اُس کے مناسب جزا دے گا۔ اور اُس نے اپنے علم محیط سے تمام امور کی رعایت کر کے یہ احکام دیے ہیں۔

فَائِدَة:[۴۲] مسجد وغیرہ میں داخلہ کے وقت استیذان کی ضرورت نہیں:...... یعنی جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا، نہ کوئی روک ٹوک ہے مثلاً مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ اگر وہاں تمہاری کوئی چیز ہے یا تم کو چندے اُسکے برتنے کی ضرورت ہے تو بیشک وہاں جاسکتے ہو اُسکے لیے استیذان کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کے مسائل کی تفصیل فقہ میں دیکھی جائے۔

فَائِدَة:[۴۳] احکامات سے مقصود:...... اُس نے تمہارے تمام کھلے چھپے حالات کی رعایت سے یہ احکام مشروع کیے ہیں جن سے مقصود فتنہ وفساد کے مداخل کو بند کرنا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنے دل میں اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر عمل کرے۔

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

کہدے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں ﴿۴۴﴾ اور تھامتے رہیں (تھامے رکھیں) اپنے ستر کو ﴿۴۵﴾ اس میں خوب ستھرائی ہے ان کے لیے، بے شک اللہ کو خبر

خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۞٣٠ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا

ہے جو کچھ کرتے ہیں ف۴۶ اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں (تھامے رکھیں)

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ

اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف۴۷ اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر ف۴۸ اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے ف۴۹ یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ

کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے ف۵۰ یا اپنے ہاتھ کے مال کے ف۵۱ یا کاروبار کرنے

التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

والوں (خدمت میں مشغول رہنے والوں) کے جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے ف۵۲ یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا عورتوں کے بھید کو ف۵۳ اور نہ

النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا

ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگار ف۵۴ اور توبہ کرو اللہ کے آگے

اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞٣١

سب مل کر اے ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ ف۵۵

فائدہ:[۴۴] بدنظری سے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے:......بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے، اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآنِ کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لیے اوّل اُسی سوراخ کو بند کرنا چاہا۔ یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اُس طرف نظر نہ کرے، کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اُس کے اختیار سے ہوگا جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اُس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ پہلی مرتبہ دفعۃً جو بے ساختہ نظر پڑتی ہے از راہ شہوت و نفسانیت نہیں ہوتی اس لیے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے۔ شاید یہاں بھی ﴿مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ میں ﴿مِنْ﴾ کو تبعیضیہ لے کر اسی طرف اشارہ ہو۔

فائدہ:[۴۵] شرمگاہ کی حفاظت:......یعنی حرام کاری سے بچیں اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں "اِلَّا عِنْدَ مَنْ اَبَاحَهُ الشَّارِعُ مِنَ الازواج وَمَا ملکت ایمانہم"۔

فائدہ:[۴۶] آنکھ کی چوری سے اجتناب کی ترغیب:......یعنی آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اُس کو سب معلوم ہے

لہٰذا اس کا خیال کر کے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا: ﴿یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ﴾ [مومن: ۱۹] حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "مَا یَصْنَعُوْنَ" سے مراد غالباً جاہلیت کی بے اعتدالیاں لی ہیں۔ یعنی جو بے اعتدالیاں پہلے سے کرتے آرہے ہو اللہ کو سب معلوم ہے، اسی لیے اب اُس نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے یہ احکام جاری کیے تا تمہارا تزکیہ ہو سکے۔

فَائِدَہ: [۴۷] **غیر محرم کے سامنے اظہارِ زیبائش ممنوع ہے اور ستر وحجاب میں فرق:**...... سنگار عرف میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ اَحقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ "سنگار" کے بجائے "زیبائش" کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا۔ زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے، خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے جنکا ذکر آگے آتا ہے کسی کے سامنے جائز نہیں۔ ہاں! جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے اور اُس کے ظہور کو بسبب عدم قدرت یا ضرورت کے روک نہیں سکتی، اُس کے بہ مجبوری یا بہ ضرورت کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں (بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو) حدیث وآثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور کفین (ہتھیلیاں) ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ میں داخل ہیں۔ کیونکہ بہت سی ضروریات دینی ودنیوی اِنکے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر انکے چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لیے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئیگی۔ آگے فقہاء نے قدمین کو بھی ان ہی اعضاء پر قیاس کیا ہے، اور جب یہ اعضاء مستثنیٰ ہوئے تو اِنکے متعلقات مثلاً انگوٹھی، چھلا یا مہندی، کاجل وغیرہ کو بھی استثناء میں داخل ماننا پڑیگا۔ لیکن واضح رہے کہ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ سے صرف عورتوں کو بہ ضرورت انکے کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور اِن اعضاء کا نظارہ کیا کریں۔ شاید اسی لیے اس اجازت سے پیشتر ہی حق تعالیٰ نے غضِ بصر کا حکم مومنین کو سنا دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کے کھولنے کی اجازت اسکو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے اُس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ آخر مرد جنکے لیے پردہ کا حکم نہیں اسی آیت بالا میں عورتوں کو اُنکی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا۔ نیز یاد رکھنا چاہیے کہ ان آیات میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے یعنی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اپنے گھر کے اندر ہو یا باہر، عورت کو کس حصۂ بدن کا کس کے سامنے کن حالات میں کھلا رکھنا جائز ہے۔ باقی مسئلہ "حجاب"، یعنی شریعت نے اس کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سیر وسیاحت کرنے کی اجازت دی، یہاں مذکور نہیں۔ اس کی کچھ تفصیل اِن شاءاللہ سورۂ احزاب [آیت: ۳۳] میں آئے گی۔ اور ہم نے فتنہ کا خوف نہ ہونے کی جو شرط بڑھائی وہ دوسرے دلائل اور قواعد شرعیہ سے ماخوذ ہے جو ادنیٰ تامّل اور مراجعت نصوص سے دریافت ہو سکتی ہیں۔

فَائِدَہ: [۴۸] **دوپٹہ اوڑھنے کا حکم وطریقہ اور رسم جاہلیت کی تردید:**...... بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چیز سینہ کا اُبھار ہے، اُسکے مزید تستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلادی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار (اوڑھنی) سر پر ڈال کر اُسکے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی، یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلادیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر گریبان پر ڈالنا چاہیے تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے۔

فَائِدَہ: [۴۹] **فرق مراتب:**...... چچا اور ماموں کا بھی یہی حکم ہے اور ان محارم میں پھر فرق مراتب ہے، مثلاً جو زینت خاوند کے آگے ظاہر کر سکتی ہے دوسرے محارم کے سامنے نہیں کر سکتی۔ ابداءِ زینت کے درجات ہیں جن کی تفصیل تفاسیر اور کتب فقہ میں دیکھنی چاہیے۔ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ جس قدر تستر کا اہتمام اجنبیوں سے تھا، اُتنا محارم سے نہیں یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو اِن میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

فَائِدَہ: [۵۰] **کافر عورت کے سامنے بھی اظہار زینت ممنوع ہے:**...... یعنی جو عورتیں اُس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والی ہیں بشرطیکہ

نیک چلن ہوں، بدراہ عورتوں کے سامنے نہیں۔ اور بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔

فَائِدَہ:[۵۱]...... یعنی اپنی لونڈیاں (باندیاں) اور بعض سلف کے نزدیک مملوک غلام بھی اس میں داخل ہے اور ظاہر قرآن سے اسی کی تائید ہوتی ہے لیکن جمہور ائمہ اور سلف کا یہ مذہب نہیں۔

فَائِدَہ:[۵۲]...... یعنی کمیرے خدمت گار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق ہوں، شوخی نہ رکھتے ہوں یا فاتر العقل پاگل جن کے حواس وغیرہ بھی ٹھکانے نہ ہوں، محض کھانے پینے میں گھر والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

فَائِدَہ:[۵۳]...... یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی سرائر کی کوئی تمیز نہیں، نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۵۴] آواز والے زیور سے اجتناب:...... یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہیے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجانب کو اُدھر میلان اور توجہ ہو۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لیے محرک ہوجاتی ہے۔

فَائِدَہ:[۵۵] حرکات وسکنات میں اللہ سے ڈرنا چاہیے:...... یعنی پہلے جو کچھ حرکات ہوچکیں اُن سے توبہ کرو اور آئندہ کے لیے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات وسکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ اِس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

اور نکاح کر دو رانڈوں کا اپنے اندر ف۵٦ اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں ف۵۷ اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ ان کو غنی کر

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۞ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى

دے گا اپنے فضل سے ف۵۸ اور اللہ کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے ف۵۹ اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو نہیں ملتا سامان نکاح

يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ

کا جب تک مقدور دے ان کو اللہ اپنے فضل سے ف٦٠ اور جو لوگ چاہیں لکھت آزادی کی مال دے کر ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں (جن کے مالک ہیں تمہارے ہاتھ) تو ان

عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى

کو لکھ کر دے دو اگر سمجھو ان میں کچھ نیکی (بھلائی) ف٦١ اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تم کو دیا ہے ف٦٢ اور نہ زبردستی

الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ

کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں قید سے رہنا (بچے رہنا) کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا ف٦٣ اور جو کوئی ان پر

بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

زبردستی کرے گا تو اللہ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف٦٤

فَائدة:[٥٦] بے نکاحوں اور بیوہ کے نکاح کی ترغیب:......اُوپر استیذان، غضِ بصر اور تستر وغیرہ کے احکام بیان ہوئے تھے تا بے حیائی اور بدکاری کی روک تھام کی جائے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا کہ جن کا نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ اور رنڈوے ہو گئے تو موقع مناسب ملنے پر اُن کا نکاح کر دیا کرو۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کر! نماز فرض کا جب وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو، اور رانڈ عورت جب اُس کا کفول جائے۔'' جو قومیں رانڈوں کے نکاح پر ناک بھوں چڑھاتی ہیں سمجھ لیں کہ اُن کا ایمان سلامت نہیں۔

فَائدة:[٥٧] ......یعنی لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ حقوقِ زوجیت ادا کر سکیں گے اور نکاح ہو جانے پر مغرور ہو کر تمہاری خدمت نہ چھوڑ بیٹھیں گے تو اُن کا بھی نکاح کر دو۔

فَائدة:[٥٨] موہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے:......بعض لوگ نکاح میں اس لیے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اُٹھے گا؟ انہیں سمجھا دیا کہ ایسے موہوم خطرات پر نکاح سے مت رُکو۔ روزی تمہاری اور بیوی بچوں کی اللہ کے ہاتھ میں ہے، کیا معلوم ہے کہ خدا چاہے تو اُن ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشائش کر دے۔ نہ مجرد رہنا غنا کا موجب ہے اور نہ نکاح کرنا فقر و افلاس کو مستلزم ہے۔ یہ باتیں حق تعالیٰ کی مشیت پر ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ﴾ [توبہ:٢٨] اور ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی یہ چیز معقول ہے کہ نکاح کر لینے یا ایسا ارادہ کرنے سے آدمی پر بوجھ پڑتا ہے اور وہ پہلے سے بڑھ کر کمائی کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ اُدھر بیوی اور اولاد ہو جائے تو وہ بلکہ بعض اوقات بیوی کے کنبہ والے بھی کسبِ معاش میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بہرحال روزی کی تنگی یا وسعت نکاح یا تجرد پر موقوف نہیں پھر یہ خیال نکاح سے مانع کیوں ہو۔

فَائدة:[٥٩] ......جس کے حق میں مناسب جانتا ہے کشائش کر دیتا ہے۔

فَائدة:[٦٠] ضبطِ نفس اور عفت کی برکت سے نکاح کے مواقع:......یعنی جن کو فی الحال اتنا بھی مقدور نہیں کہ کسی عورت کو نکاح میں لا سکیں تو جب تک خدا تعالیٰ مقدور دے چاہیے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں اور عفیف رہنے کی کوشش کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ اسی ضبطِ نفس اور عفت کی برکت سے حق تعالیٰ اُن کو غنی کر دے اور نکاح کے بہترین مواقع مہیا فرما دے۔

فَائدة:[٦١] غلام کے حق میں آزادی بہتر ہو تو مکاتبت قبول کرنی چاہیے:......یعنی کسی کا غلام یا لونڈی کہے یا مزید توثیق کیلئے لکھوانا چاہے کہ میں اتنی مدت میں اس قدر مال تجھ کو کما دوں تو مجھے آزاد کر دے، تو مالک کو چاہیے کہ قبول کر لے اور لکھ دے (اس معاملہ کو ''مکاتبت'' کہتے ہیں اور یہ غلاموں کے آزاد کرانے کی ایک خاص صورت ہے) لیکن یہ مالک کو اُس وقت قبول کرنا چاہیے جب کہ وہ سمجھے کہ واقعی اس غلام یا لونڈی کے حق میں آزادی بہتر ہوگی۔ قیدِ غلامی سے چھوٹ کر چوری یا بدکاری یا اور طرح کی بدمعاشیاں کرتا نہ پھرے گا۔ اگر یہ اطمینان ہو تو بیشک اُس کو آزادی کا موقع دینا چاہیے تا وہ آزاد ہو کر اپنی فلاح کے میدانوں میں خوب ترقی کر سکے اور کہیں نکاح کرنا چاہے تو باختیار خود نکاح کر لے، غلامی کی وجہ سے میدان تنگ نہ ہو۔

فَائدة:[٦٢] آزادی میں تعاون کی ترغیب:......یہ دولت مند مسلمانوں کو فرمایا کہ ایسی لونڈی غلام کی مالی امداد کرو خواہ زکوٰۃ سے یا عام صدقات و خیرات وغیرہ سے، تا وہ جلد آزادی حاصل کر سکیں، اور اگر مالک بدل کتابت کا کوئی حصہ معاف کر دے، یہ بھی بڑی امداد ہے۔

تنبیہ:......مصارفِ زکوٰۃ میں جو ﴿ وَفِي الرِّقَابِ ﴾ ایک مد رکھا ہے وہ ان ہی غلاموں کے آزاد کرانے کا فنڈ ہے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں بیت المال سے ایسے غلاموں کی امداد ہوتی تھی۔

فائدہ:[۶۳] شان نزول اور قحبہ گری کی ممانعت:...... جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا۔ اُن میں بعض مسلمان ہو گئیں تو اس فعل شنیع سے انکار کیا۔ اس پر وہ ملعون زدوکوب کرتا تھا، یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی۔ اور اسی شان نزول کی رعایت سے مزید تقبیح کے لیے ﴿اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ اور ﴿لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ کی قیود بڑھائی ہیں ورنہ لونڈیوں سے بدکاری کرانا بہر حال حرام ہے اور اس طرح جو کمائی کریں سب ناپاک ہے، خواہ لونڈیاں یہ کام رضا و رغبت سے کریں یا زبردستی اور ناخوشی سے۔ ہاں اگر لونڈیاں نہ چاہیں اور یہ محض دنیا کے حقیر فائدے کے لیے زبردستی مجبور کرے تو اور بھی زیادہ وبال اور انتہائی وقاحت اور بے شرمی کی دلیل ہے۔

فائدہ:[۶۴] اللہ مجبور سے درگزر کرتے ہیں:...... یعنی زنا ایسی بری چیز ہے جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بری رہتی ہے لیکن حق تعالیٰ محض اپنی رحمت سے "مکرہ" کی بے بسی اور بے چارگی کو دیکھ کر درگذر فرماتا ہے۔ اس صورت میں مکرِہ (زبردستی کرنے والے) پر سخت عذاب ہوگا اور مکرَہ پر (جس پر زبردستی کی گئی) رحم کیا جائے گا۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً

اور ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں کھلی ہوئی اور کچھ حال ان کا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے

لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ ع ۸

والوں کو ف۶۵ اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ف۶۶ مثال اس کی روشنی کی جیسے ایک طاق اس میں ہو ایک چراغ

اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا

وہ چراغ دھرا ہو ایک شیشہ میں، وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا، تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا، وہ زیتون ہے، نہ مشرق کی

شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ

طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، قریب ہے اس کا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ، روشنی پر روشنی، اللہ راہ دکھلا دیتا

لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾

ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف۶۷

فائدہ:[۶۵] آیات و وقعات عبرت کا سامان ہیں:...... یعنی قرآن میں سب کچھ نصیحتیں احکام اور گذشتہ اقوام کے عبرتناک واقعات بیان کردیئے گئے ہیں تا خدا کا ڈر رکھنے والے سنکر نصیحت و عبرت حاصل کریں اور اپنے انجام کو سوچیں۔ یا ﴿مَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا﴾ سے مراد یہ ہو کہ پہلی اُمتوں پر بھی اسی طرح کی حدود اور احکام جاری کیے گئے تھے جو اس سورت میں مذکور ہوئے۔ اور بعض قصے بھی اس قصہ "افک" کے مشابہ پیش آئے جو سورت ہذا میں بیان کیا گیا ہے۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی دشمنوں کے بہتان سے برأت ظاہر فرمائی، عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا کی برأت اور بزرگی بھی تا قیام قیامت صادقین کے قلوب میں نقش فی الحجر کردی اور دشمنوں کا منہ کالا کیا۔

فائدہ:[٦٦] ہر چیز کی رونق اللہ سے ہے:...... یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین اور آسمان کی، اُس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں۔ (موضح القرآن) سب مخلوق کو نور وجود اُسی سے ملا ہے۔ چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء واولیاء میں جو ظاہری یا باطنی روشنی ہے اُسی منبع النور سے مستفاد ہے۔ ہدایت ومعرفت کا جو چمکارا کسی کو پہنچتا ہے اُسی بارگاہ رفیع سے پہنچتا ہے، تمام علویات وسفلیات اُس کی آیات تکوینیہ وتنزیلیہ سے منور ہیں۔ حسن وجمال یا خوبی وکمال کی کوئی چمک اگر کہیں نظر پڑتی ہے وہ اُسی کے وجہ منور اور ذات مبارک کے جمال وکمال کا ایک پر تو ہے۔ سیرت ابن اسحق میں ہے کہ طائف میں جب لوگوں نے حضور ﷺ کو ستایا تو یہ دعا زبان پر تھی: "اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ یَحِلَّ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یَنْزِلَ بِیْ سَخَطُکَ وَلَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"۔ رات کی تاریکی میں آپ اپنے رب کو "اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کہہ کر پکارا کرتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، ہر ہر عضو بلکہ بال بال میں اُس سے نور طلب فرماتے تھے اور اخیر میں بطور خلاصہ فرماتے: "وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا" یا "وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا" یا "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ اور ایک حدیث میں ہے: "اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِیْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰی عَلَیْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُّوْرِهٖ یَوْمَئِذٍ اهْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ" (فتح الباری: ج ٦، ص ۴۳۰) یعنی جس کو اُس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا۔ واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی، ایسے ہی صفتِ نور بھی ہے ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے۔ تفصیل کے لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "مشکوٰۃ الانوار" دیکھو۔

فائدہ:[٦٧] مؤمنین کو نورِ الٰہی سے ہدایت وعرفان کے حصول کی مثال:...... یعنی یوں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے لیکن مومنین مہتدین کو نورِ الٰہی سے ہدایت وعرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اُس کی مثال ایسی سمجھو گویا مومن قانت کا جسم ایک طاق کی طرح ہے جس کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار شیشہ (قندیل) رکھا ہو۔ یہ شیشہ اُس کا قلب ہوا جس کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ اُس شیشہ (قندیل) میں معرفت وہدایت کا چراغ روشن ہے، یہ روشنی ایسے صاف وشفاف اور لطیف تیل سے حاصل ہو رہی ہے جو ایک نہایت ہی مبارک درخت (زیتون) سے نکل کر آیا ہے اور زیتون بھی وہ جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو، نہ مغرب میں۔ یعنی کسی طرف دھوپ کی روک نہیں کھلے میدان میں کھڑا ہے جس پر صبح وشام دونوں وقت کی دھوپ پڑتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایسے زیتون کا تیل اور بھی زیادہ لطیف وصاف ہوتا ہے۔ غرض اُس کا تیل اِس قدر صاف اور چمکدار ہے کہ بدون آگ دکھلائے ہی معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا۔ یہ تیل میرے نزدیک اُسی حسنِ استعداد اور نورِ توفیق کا ہوا جو نورِ مبارک کے القاء سے بدءِ فطرت میں مومن کو حاصل ہوا تھا جیسا کہ اُوپر کے فائدہ میں گذر چکا اور جس طرح شجرۂ مبارکہ کو ﴿لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ﴾ فرمایا تھا وہ نورِ ربانی بھی جہت کی قید سے پاک ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مومن کا شیشۂ دل نہایت صاف ہوتا ہے اور خدا کی توفیق سے اُس میں قبول حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے کہ بدون دیا سلائی دکھائے ہی جل اُٹھنے کو تیار ہوتا ہے۔ اب جہاں ذرا آگ دکھائی یعنی وحی وقرآن کی تیز روشنی نے اُس کو مس کیا فوراً اُس کی فطری روشنی بھڑک اُٹھی، اِسی کو ﴿نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ﴾ فرمایا۔ باقی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جس کو چاہے اپنی روشنی عنایت فرمائے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس کو یہ روشنی ملنی چاہیے کس کو نہیں۔ ان عجیب وغریب مثالوں کا بیان فرمانا بھی اسی غرض سے ہے کہ استعداد رکھنے والوں کو بصیرت کی ایک روشنی حاصل ہو۔ حق تعالیٰ ہی تمثیل کے مناسب موقع ومحل کو پوری طرح جانتا ہے، کسی دوسرے کو قدرت کہاں کہ ایسی موزوں وجامع مثال پیش کر سکے۔ آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ صبح وشام بندگی کرتے ہیں وہاں دھیان لگا رہے۔

تنبیہ:...... مفسرین نے تشبیہ کی تقریر بہت طرح کی ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موضح القرآن میں نہایت لطیف وعمیق تقریر فرمائی ہے مگر بندہ کے خیال میں جو توجیہ آئی وہ درج کر دی۔ ع

وَلِلنَّاسِ فِیمَا یعشقون مذاهب

واضح رہے کہ ﴿یُوْقَدُ﴾ اور ﴿وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ میں جس نار کی طرف اشارہ ہے میں نے مُشبّہ میں اُس کی جگہ وحی وقرآن کو رکھا ہے۔ اس کا ماخذ وہ فائدہ ہے جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا﴾ [بقرہ: ۱۷] پر لکھا ہے اور جس کی تائید صحیحین کی ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں: "اِنَّمَا مَثَلِی وَمَثَلُ النَّاسِ كَرَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِی یَقَعْنَ فِیْهَا" الخ۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

اُن گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنے کا ف۶۸ اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا ف۶۹ یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور شام ف۷۰

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ

وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ف۷۱

یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں ف۷۲ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا

وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

اور زیادتی دے ان کو اپنے فضل سے ف۷۳ اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف۷۴ اور جو لوگ منکر ہیں ان کے کام

كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ

اس کو پورا پہنچا دیا اس کا لکھا، اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف۷۵ یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر اس پر ایک اور لہر

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ

اس کے اوپر بادل، اندھیرے ہیں ایک پر ایک ف۷۶ جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے ف۷۷

وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

اور جس کو اللہ نے نہ دی روشنی اس کے واسطے کہیں نہیں روشنی ف۷۸ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین میں اور اڑتے

وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾

جانور پر کھولے ہوئے ۷۹ ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد ۸۰ اور اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں۔ ۸۱

فَائِدَہ:[۶۸] مساجد کی تعظیم تطہیر کا حکم:...... اُن کی تعظیم وتطہیر کا حکم دیا یعنی اُن کی خبر گیری کی جائے اور ہر قسم کی گندگی اور لغو افعال و اقوال سے پاک رکھا جائے۔ مساجد کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ وہاں پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔

فَائِدَہ:[۶۹]...... تسبیح وتہلیل اور تلاوت قرآن وغیرہ سب اذکار اس میں شامل ہیں۔

فَائِدَہ:[۷۰] پانچ نمازیں:...... یعنی تمام مناسب اوقات میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ''غُدُوّ'' سے صبح کی نماز مراد ہے اور ''آصال'' میں باقی چاروں نمازیں داخل ہیں کیونکہ اصیل زوال شمس سے صبح تک کے اوقات پر بولا جاتا ہے۔

فَائِدَہ:[۷۱] صحابہ اور نیک لوگوں کی شان:...... یعنی معاش کے دھندے اُن کو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑا بیوپار یا معمولی خرید وفروخت کوئی چیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی شان تھی۔

فَائِدَہ:[۷۲]...... یعنی اُس روز دل وہ باتیں سمجھ لیں گے جو کبھی تک نہ سمجھے تھے اور آنکھیں وہ ہولناک واقعات دیکھیں گی جو کبھی نہ دیکھے تھے۔ قلوب میں کبھی نجات کی توقع پیدا ہوگی، کبھی ہلاکت کا خوف۔ اور آنکھیں کبھی داہنے کبھی بائیں دیکھیں گی کہ دیکھئے کس طرف سے پکڑے جائیں، یا کس جانب سے اعمالنامہ ہاتھ میں دیا جائے۔

فَائِدَہ:[۷۳]...... یعنی اچھے کاموں کا جو صلہ مقرر ہے وہ ملے گا۔ اور حق تعالیٰ کے فضل سے اور زیادہ دیا جائے گا جس کی تفصیل وتعیین ابھی نہیں کی جاسکتی۔

فَائِدَہ:[۷۴]...... یعنی اُس کے ہاں کیا کمی ہے، اگر جنتیوں کو بے حد وحساب عنایت فرمائے تو کچھ مشکل نہیں۔

فَائِدَہ:[۷۵] کافروں کی دو قسمیں اور ان کے اعمال کی مثال:...... کافر دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کام آئیں گے۔ حالانکہ اگر کوئی کام بظاہر اچھا بھی ہو تو کفر کی شامت سے وہ عند اللہ مقبول و معتبر نہیں۔ اِن فریب خوردہ کافروں کی مثال ایسی سمجھو کہ دوپہر کے وقت جنگل میں ایک پیاسے کو دُور سے پانی دکھائی دیا اور وہ حقیقت میں چمکتی ہوئی ریت تھی۔ پیاسا شدت تشنگی سے بیتاب ہو کر وہاں پہنچا، دیکھا تو پانی وانی کچھ نہ تھا، ہاں ہلاکت کی گھڑی سامنے کھڑی تھی اور اللہ تعالیٰ عمر بھر کا حساب لینے کے لیے موجود تھا۔ چنانچہ اسی اضطراب وحسرت کے وقت اللہ نے اُس کا سب حساب ایک دم میں چکا دیا، کیونکہ وہاں حساب کرتے کیا دیر لگتی ہے ہاتھوں ہاتھ عمر بھر کی شرارتوں اور غفلتوں کا بھگتان کر دیا گیا۔ دوسرے وہ ہیں جو سر سے پاؤں تک دنیا کے مزوں میں غرق اور جہل وکفر، ظلم وعصیان کی اندھیریوں میں پڑے غوطے کھا رہے ہیں اُن کی مثال آگے بیان فرمائی۔ اُن کے پاس روشنی کی اتنی بھی چمک نہیں جتنی سراب پر دھوکہ کھانے والے کو نظر آتی تھی۔ یہ لوگ خالص اندھیریوں اور تہ برتہ ظلمات میں بند ہیں کسی طرف سے روشنی کی شعاع اپنے تک نہیں پہنچنے دیتے۔ نعوذ باللہ منہا۔

فَائِدَہ:[۷۶]...... یعنی سمندر کی تہ میں خود دریا کا اندھیرا، اُس پر طوفانی لہریں جو ایک پر ایک چڑھی آتی ہیں۔ پھر سب کے اُوپر گھٹا بادل کا اندھیرا، اور رات کا وقت فرض کیا جائے تو اِن اندھیروں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

فَائِدَہ:[۷۷]...... یعنی اپنا ہاتھ اُٹھا کر آنکھوں سے قریب کر کے دیکھے تو اندھیرے کی وجہ سے نظر نہ آئے جس کو ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں پہچانتا۔

فائدہ:[۷۸]......اُوپر مومنین کے ذکر میں جو ﴿یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ﴾[نور: ۳۵] فرمایا تھا، یہ جملہ اُس کے مقابل ہوا۔ یعنی جس کو خدا تعالیٰ نور توفیق نہ دے اُسے اور کون روشنی پہنچا سکتا ہے۔ ان کی استعداد خراب تھی توفیق نہ ملی اور دریا کی تہ میں گر کر انہوں نے سب دروازے روشنی کے اپنے اُوپر بند کر لیے۔ پھر نور آئے تو کدھر سے آئے۔

فائدہ:[۷۹] قدرت کی بڑی نشانی:......شاید اُڑتے جانوروں کا علیحدہ ذکر اس لیے کیا کہ وہ اُس وقت آسمان اور زمین کے بیچ میں معلق ہوتے ہیں۔ اور اُن کا اس طرح ہوا میں اُڑتے رہنا قدرت کی بڑی نشانی ہے۔

فائدہ:[۸۰] مخلوقات کی بندگی و تسبیح:......یعنی حق تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اُس کے حال کے مناسب جو طریقہ انابت و بندگی اور تسبیح خوانی کا الہام فرمایا اُس کو سمجھ کر وہ اپنا وظیفہ ادا کرتی رہتی ہے۔ لیکن افسوس و تعجب کا مقام ہے کہ بہت سے انسان کہلانے والے غرور و غفلت اور ظلمت جہالت میں پھنس کر مالک حقیقی کی یاد اور ادائے وظیفۂ عبودیت سے بے بہرہ ہیں۔

تنبیہ:......مخلوقات کی تسبیح کے متعلق پندرھویں پارہ میں ربع کے قریب کچھ مضمون گذر چکا ہے (بنی اسرائیل: ۴۴) وہاں دیکھ لیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو تسبیح کی وصیت کی اور فرمایا: "وَاِنَّھَا الصَّلٰوۃُ الخَلْقِ" (یہ ہی باقی مخلوق کی نماز ہے)۔

فائدہ:[۸۱]......یعنی اُن کی بندگی اور تسبیح کو خواہ تم نہ سمجھو لیکن حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ کون کیا کرتا ہے۔

وَلِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ

اور اللہ کی حکومت ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے ف۸۲ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل (بادلوں) کو پھر

یُؤَلِّفُ بَیۡنَہٗ ثُمَّ یَجۡعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِہٖ ۚ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ

ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہ بہ تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے ف۸۳ اور اتارتا ہے آسمان سے اس

جِبَالٍ فِیۡہَا مِنۡۢ بَرَدٍ فَیُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَصۡرِفُہٗ عَنۡ مَّنۡ یَّشَآءُ ؕ یَکَادُ سَنَا بَرۡقِہٖ

میں جو پہاڑ ہیں اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے ف۸۴ اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ابھی اس کی بجلی کی کوند (چمک)

یَذۡہَبُ بِالۡاَبۡصَارِ ﴿ؕ۴۳﴾ یُقَلِّبُ اللّٰہُ الَّیۡلَ وَالنَّہَارَ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰہُ

لے جائے آنکھوں کو ف۸۵ اللہ بدلتا ہے رات اور دن کو ف۸۶ اس میں دھیان کرنے کی جگہ ہے آنکھ والوں کو ف۸۷ اور اللہ

خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰی بَطۡنِہٖ ۚ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰی رِجۡلَیۡنِ ۚ

نے بنایا ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے ف۸۸ پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر ف۸۹ اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں

وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰۤی اَرۡبَعٍ ؕ یَخۡلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدۡ

پر ف۹۰ اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر ف۹۱ بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۹۲ ہم نے اتاریں

أَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٤٦ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

آیتیں کھول کھول کر بتلانے والی اور اللہ چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر ف۹۳ اور لوگ کہتے ہیں ہم نے مانا

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ

اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آ گئے پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٧ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝٤٨

ماننے والے ف۹۴ اور جب ان کو بلائے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں قضیہ چکائے تبھی ایک فرقہ کے لوگ ان میں منہ موڑتے ہیں

وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝٤٩ ؕ

اور اگر ان کو کچھ پہنچتا (حق ملتا) ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر ف۹۵

فائدہ:[۸۲] اللہ کی حکومت سب پر حاوی ہے:......یعنی جیسے اُس کا علم سب کو محیط ہے، اُس کی حکومت بھی تمام علویات وسفلیات پر حاوی ہے اور سب کو آخر کار اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ آگے اپنے حاکمانہ اور قادرانہ تصرّفات کو بیان فرماتے ہیں۔

فائدہ:[۸۳] حاکمانہ تصرفات اور وحدانیت کے دلائل:......یعنی ابتداء میں بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اُٹھتے ہیں، پھر مل کر بڑا بادل بن جاتا ہے، پھر بادلوں کی تہ پر تہ جمادی جاتی ہے۔

فائدہ:[۸۴]......یعنی جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں، بعض سلف نے کہا کہ اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔ مترجم رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ لیکن زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ "سماء" سے بادل مراد ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بادلوں سے جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں، اولے برساتا ہے جس سے بہتوں کو جانی یا مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ اولے کی چھال بیل کے ایک سینگ پر پڑتی ہے اور دوسرا سینگ خشک رہ جاتا ہے۔

فائدہ:[۸۵]......یعنی بجلی کی چمک اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، قریب ہے کہ بینائی جاتی رہے۔

فائدہ:[۸۶]......یعنی دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن اُسی کی قدرت سے آتا ہے۔ وہ ہی کبھی رات کو کبھی دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے اور اُن کی گرمی کو سردی سے، سردی کو گرمی سے تبدیل کرتا ہے۔

فائدہ:[۸۷]......یعنی چاہیے کہ قدرت کے ایسے عظیم الشان نشانات دیکھ کر آدمی بصیرت وعبرت حاصل کرے اور اُس شہنشاہ حقیقی کی طرف سچے دل سے رجوع ہو جس کے قبضہ میں ان تمام تصرفات وتقلبات کی باگ ہے۔

فائدہ:[۸۸]......اس کے لیے سترھویں پارہ کے تیسرے رکوع [انبیاء:۳۰] میں آیت ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ کا فائدہ دیکھنا چاہیے۔

فائدہ:[۸۹]......جیسے سانپ اور مچھلی۔

فائدہ:[۹۰]......جیسے آدمی اور طیور۔

فائدہ:[۹۱]......جیسے گائے بھینس وغیرہ۔

فَائِدَہ: [۹۲] ......یعنی کسی جانور کو چار سے زائد پاؤں دیے ہوں تو بعید نہیں۔ اُس کی لامحدود قدرت ومشیت کو کوئی محصور نہیں کر سکتا۔

فَائِدَہ: [۹۳] ......یعنی آیاتِ تکوینیہ وتنزیلیہ تو اس قدر واضح ہیں کہ انہیں دیکھ کر اور سن کر چاہے کوئی آدمی نہ بہکے لیکن سیدھی راہ پر چلتا وہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی ہو۔ لاکھوں آدمی یہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں پر نتیجہ کے اعتبار سے اُن کا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔

فَائِدَہ: [۹۴] تذکرہ منافقین: ......یہ منافقین کا ذکر ہے۔ وہ زبان سے دعوائے ایمان واطاعت کا کیا کرتے تھے اور جب عمل کا وقت آتا تو پھر جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دلوں میں شروع سے ایمان وانقیاد موجود ہی نہ تھا۔ جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان وابتلاء کے وقت اُس کی بھی قلعی کھل جاتی تھی۔

فَائِدَہ: [۹۵] کردارِ منافقین: ......یعنی اگر ان کا جھگڑا کسی سے ہو گیا اور سمجھتے ہوں کہ ہم ناحق پر ہیں اُس وقت اگر دوسرا فریق کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چل کر اس معاملہ کو طے کرا لو تو یہ منافق رضامند نہیں ہوتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ یقیناً بلا رو رعایت حق کے موافق فیصلہ کریں گے جو اُن کے مفاد کے خلاف پڑے گا۔ حالانکہ پہلے سے یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ ہم اللہ ورسول پر ایمان لانے اور اُن کا حکم ماننے کو تیار ہیں۔ اب وہ دعویٰ کہاں گیا؟ ہاں! فرض کیجیے اگر کسی معاملہ میں حق اِن کی جانب ہو تو اُس وقت بہت جلدی سے گردن جھکا کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو جائیں اور فیصلہ کا انحصار حضور ﷺ کی ذاتِ مبارک پر کر دیں گے، کیونکہ سمجھتے ہیں عدالت سے ہمارے موافق فیصلہ ہوگا۔ تو یہ ایمان واسلام کیا ہوا، محض ہوا پرستی ہوئی۔

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے ف۹۶ یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کرے گا ان پر اللہ اور اس کا رسول، کچھ نہیں وہ ہی

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ ع ۱۲

لوگ بے انصاف ہیں ف۹۷ ایمان والوں کی بات یہی تھی (ہے) کہ جب بلائیے ان کو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے

یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ

کو ان میں تو کہیں ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا بھلا ہے ف۹۸ اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے

وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ

اور بچ کر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے ف۹۹ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی تاکید کی (سخت) قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب

لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا

کچھ چھوڑ کر نکل جائیں، تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری چاہیے جو دستور ہے (دستور کے موافق)، البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱۰۰ تو کہہ حکم مانو

اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا، پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اس (رسول) کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا

تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام لانے والے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر ف۱۰۱ وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪

جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں انہوں نے نیک کام، البتہ پیچھے (بعد کو) حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

اور جما دے گا ان کے لیے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

امن، میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو ف۱۰۲ اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہ ہی لوگ ہیں نافرمان ف۱۰۳

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے تاکہ تم پر رحم ہو ف۱۰۴ نہ خیال کر کہ یہ جو

ع ۷ ۱۲ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کافر ہیں تھکا دیں گے بھاگ کر ملک میں اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی ف۱۰۵ اے ایمان والو

لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ

اجازت لے کر آئیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ف۱۰۶ اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل (بلوغ) کی حد کو

مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ۗ

تین بار، فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز سے پیچھے، یہ تین وقت

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ

بدن کھلنے کے ہیں تمہارے ف۱۰۷ کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر ان وقتوں کے پیچھے، پھرا ہی کرتے ہو

بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ

ایک دوسرے کے پاس ف۱۰۸ یوں کھولتا ہے اللہ، تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اور جب پہنچیں

الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

لڑکے تم میں کے عقل (بلوغ) کی حد کو تو ان کو ویسی ہی اجازت لینی چاہیے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے اگلے ف۱۰۹ یوں کھول کر سناتا ہے

اللّٰهُ لَكُمُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اللہ تم کو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

فَائِدَہ: [۹۶]...... روگ یہ کہ خدا اور رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اُٹھتا۔

فَائِدَہ: [۹۷]...... یعنی خدا اور رسول کی بابت کوئی دھوکہ لگا ہوا ہے اور حضور ﷺ کی صداقت یا اللہ کے وعد و وعید میں کوئی شک وشبہ ہے؟ یا یہ گمان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اُن کے معاملات کا خلاف انصاف فیصلہ کریں گے؟ اس لیے اُن کی عدالت میں مقدمہ لے جانے سے کتراتے ہیں۔ سو یاد رکھو وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال ہی نہیں۔ ہاں! خود ان ہی لوگوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے۔ چاہتے ہیں کہ اپنا حق پورا وصول کرلیں اور دوسروں کا ایک پیسہ نہ دیں۔ اسی لیے اُن معاملات کو خدائی عدالت میں لانے سے گھبراتے ہیں جن میں سمجھتے ہیں کہ رسول کا منصفانہ فیصلہ ہمارے مطلب کے خلاف ہوگا۔ یہ تو منافقین کا ذکر تھا، آگے اِن کے بالمقابل مخلصین کی اطاعت وفرمانبرداری کو بیان فرماتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۹۸] **تذکرہ مسلمانوں کی اطاعت کا:**...... یعنی سچے مسلمان کا کام یہ ہوتا ہے اور یہ ہونا چاہیے کہ جب کسی معاملہ میں اُن کو خدا و رسول کی طرف بلایا جائے خواہ اس میں بظاہر اُن کا نفع ہو یا نقصان ایک منٹ کا توقف نہ کریں۔ فی الفور ''سَمْعاً وطَاعَۃً'' کہہ کر حکم ماننے کے لیے تیار ہو جائیں، اسی میں اُن کی اصلی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔

فَائِدَہ: [۹۹]...... یعنی جو فی الحال فرمانبردار ہو، گذشتہ تقصیرات پر نادم ہو کر اور خدا سے ڈر کر توبہ کرے اور آیندہ برے راستہ سے بچ کر چلے، اُسی کے لیے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

فَائِدَہ: [۱۰۰] **منافقین کی قسمیں اور ان کا جواب:**...... یعنی منافقین بڑی سخت تاکیدی قسمیں کھا کر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم کو آپ حکم دیں تو سب گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستہ میں نکل جانے کے لیے تیار ہیں۔ ذرا حضور ﷺ اشارہ فرمائیں تو سب مال و دولت اللہ کے راستہ میں لٹا کر الگ ہو جائیں۔ اُس پر فرمایا کہ اس قدر منہ بھر کر لمبی چوڑی قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں۔ تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت سب معلوم ہو چکی کہ زبان سے دعوے بہت کیا کرتے ہو اور عمل کا وقت آئے تو آہستہ سے کھسک جاتے ہو۔ چاہیے کہ سچے مسلمانوں کے دستور کے موافق حکم برداری کر کے دکھلاؤ، زبانی قسمیں کھانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ فرض کرو! تم قسمیں کھا کر بندوں کو اپنی بات کا یقین دلا دو لیکن اللہ کے آگے کسی کی چالاکی اور فریب نہیں چل سکتا۔ وہ تو تمام ظاہر اور پوشیدہ باتوں کی خبر رکھتا ہے، آگے چل کر تمہاری مکاری اور نفاق کا پردہ فاش کر دے گا۔

فَائِدَہ: [۱۰۱] **شرارت وسرکشی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا:**...... یعنی پیغمبر پر خدا کی طرف سے تبلیغ کا بوجھ رکھا گیا ہے، سو اُس نے پوری طرح ادا کر دیا۔ اور تم پر جو بوجھ ڈالا گیا وہ تصدیق وقبول حق کا ہے، اور یہ کہ اُس کے ارشاد کے موافق چلو۔ اگر تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے اُس کے احکام کی تعمیل کرو گے تو کامیابی دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش رہو گے ورنہ پیغمبر کا کچھ نقصان نہیں، تمہاری شرارت وسرکشی کا خمیازہ تم کو ہی بھگتنا پڑے گا۔ پیغمبر تو اپنا فرض ادا کر کے عند اللہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے۔ آگے اطاعتِ رسول کے بعض ثمرات بیان فرماتے ہیں جن کا سلسلہ دنیا ہی میں شروع ہو جائے گا۔

فَائِدَہ: [۱۰۲] **اطاعت رسول کے ثمرات اور صحابہ سے حکومت کا وعدہ جو پورا ہوا:**...... یہ خطاب فرمایا حضرت ﷺ کے وقت کے لوگوں کو یعنی جو اُن میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول کے کامل متبع ہیں۔ رسول کے بعد اُن کو زمین کی حکومت دے گا اور جو دین اسلام خدا کو

پسند ہے اُن کے ہاتھوں سے دنیا میں اُس کو قائم کرے گا۔ گویا جیسا کہ لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے اور دینِ حق کی بنیادیں جمائیں گے اور خشکی وتری میں اُسی کا سکہ بٹھلا دیں گے۔ اُس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کرے گا وہ کامل امن واطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے اور دنیا میں امن وامان کا دَور دورہ ہوگا۔ ان مقبول ومعزز بندوں کی ممتاز شان یہ ہوگی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ برابر شرک کی آمیزش نہ ہوگی۔ شرک جلی کا تو وہاں ذکر کیا ہے شرک خفی کی ہوا بھی اُن کو نہ پہنچے گی۔ صرف ایک خدا کے غلام ہوں گے، اُسی سے ڈریں گے اُسی سے اُمید رکھیں گے، اُسی پر بھروسہ کریں گے، اُسی کی رضا میں اُن کا جینا اور مرنا ہوگا، کسی دوسری ہستی کا خوف وہراس اُن کے پاس نہ پھٹکے گا نہ کسی دوسرے کی خوشی ناخوشی کی پروا کریں گے۔ الحمد للہ کہ یہ وعدۂ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔ اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہان اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے جن کے متعلق عجیب وغریب بشارات سنائی گئی ہیں۔ وہ خدا کی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے:

"اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَارْزُقْنَا شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ اِنَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ وَذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ"۔

تنبیہ:...... اس آیتِ استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت ومنقبت نکلتی ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تحت میں عہدِ نبوت سے لے کر عہدِ عثمانی تک کی فتوحات کو درجہ بدرجہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ الفاظ لکھے: وَجُبِیَ الْخَرَاجُ مِنَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِلٰی حَضْرَةِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ وَذٰلِکَ بِبَرَکَةِ تِلَاوَتِهٖ وَدِرَاسَتِهٖ وَجَمْعِهِ الْاُمَّةَ عَلٰی حِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلِهٰذَا ثَبَتَ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الارض فرأیت مشارقها وَمَغَارِبَهَا وَسَیَبْلُغُ مُلْکُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا فَهَا نَحْنُ نَتَقَلَّبُ فِیْمَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْاِیْمَانَ بِهٖ وَبِرَسُوْلِهٖ وَالْقِیَامَ بِشُکْرِهٖ عَلَی الْوَجْهِ الَّذِیْ یُرْضِیْهِ عَنَّا۔"

فَائِدَة:[۱۰۳] یہ بہت ہی بڑے نافرمان کا کام ہے:...... یعنی ایسے انعاماتِ عظیمہ کے بعد ناشکری کرنا بہت ہی بڑے نافرمان اور ہیکڑ [زبردست، خودسر] مجرم کا کام ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت اور اُن کے فضل وشرف سے منکر ہوا ان الفاظ سے اُس کا حال سمجھا گیا: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝﴾ [حشر:۱۰]

فَائِدَة:[۱۰۴] خدا کی رحمت سے حصہ لینے کا طریقہ:...... یعنی خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی اُن ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہی ہے کہ نمازیں قائم کرنا، زکوٰۃ دیتے رہنا اور تمام شعب زندگی میں رسول کے احکام پر چلنا: "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنَا عَلَیْهَا وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ" آمین۔

فَائِدَة:[۱۰۵] مغضوب لوگوں کا انجام:...... یہ نیک بندوں کے بالمقابل مردود ومغضوب لوگوں کا انجام بتلایا۔ یعنی جب کہ نیکوں کو ملک کی حکومت اور زمین کی خلافت عطا کی جاتی ہے، کافروں اور بدکاروں کی ساری مکاریاں اور تدبیریں شکست ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے ارادہ کو کوئی روک نہیں سکتا اگر تمام خدائی میں اِدھر اُدھر بھاگتے پھریں تب بھی وہ خدائی سزا سے اپنے کو نہیں بچا سکتے۔ یقیناً اُن کو جہنم کے جیل خانہ میں جانا پڑے گا۔

فَائِدَة:[۱۰۶]...... یعنی لونڈی غلام، چار رکوع پہلے مسئلہ استیذان (اجازت لینے) کا ذکر تھا یہ اُسی کا تتمہ ہے۔ درمیان میں خاص خاص

مناسبتوں سے دوسرے مضامین آ گئے۔

فائدہ:[۱۰۷] تین اوقات میں نابالغ بچوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت طلب کرنی چاہیے:...... ان تین وقتوں میں عموماً زائد کپڑے اُتار دیے جاتے ہیں یا سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا جاتا ہے اور بیوی کے ساتھ مخالطت بھی بیشتر ان ہی اوقات میں ہوتی ہے۔ کبھی فجر سے قبل یا دوپہر کے وقت آدمی غسل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی مطلع نہ ہو۔ اس لیے حکم دیا کہ ان تین وقتوں میں نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت لے کر آنا چاہیے، باقی وقتوں میں ان کو اجانب کی طرح اجازت طلب کرنے کی حاجت نہیں، الا یہ کہ کوئی شخص اپنی مصلحت سے دوسرے اوقات میں بھی استیذان کی پابندی عائد کر دے۔

فائدہ:[۱۰۸] عمومی اوقات میں ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں:...... یعنی اوقات مذکورہ بالا کو چھوڑ کر باقی جن اوقات میں عادتاً ایک دوسرے کے پاس بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں اُن میں نابالغ لڑکوں یا لونڈی غلام کو ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایسا پابند کرنے میں بہت تنگی اور کاروبار کا تعطل ہے جو حق تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔

فائدہ:[۱۰۹] لڑکوں کا حکم:...... یعنی لڑکا جب تک نابالغ ہے تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں بلا اجازت لیے آ جا سکتا ہے۔ جس وقت حدِ بلوغ کو پہنچا پھر اُس کا حکم اُن ہی مردوں جیسا ہو گیا جو اس سے پہلے بالغ ہو چکے ہیں اور جن کا حکم پیشتر آیت ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا﴾ [نور:۲۷] میں گذر چکا ہے۔

وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ

اور جو بیٹھ رہی ہیں گھروں میں تمہاری عورتوں میں سے جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے

غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ لَیْسَ عَلَى

یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کے لیے ف۱۱۰ اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ف۱۱۱ نہیں ہے اندھے

الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ

پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۱۱۲ اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ

تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر

اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ

سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی کنجیوں کے

اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ

تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے ف۱۱۳ نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں مل کر یا جدا ہو کر، پھر

اَشۡتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُیُوۡتًا فَسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ تَحِیَّۃً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ؕ

جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر، نیک دعا ہے اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری، یوں

ع ۱۴

کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾

کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے اپنی باتیں تا کہ سمجھ لو ۱۱۴

فائدۃ: [۱۱۰] **بڑی بوڑھی عورتوں کے لئے گنجائش:**...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر" اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اُتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ اُس زینت کا اظہار نہ ہو جس کے چھپانے کا حکم آیت ﴿وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ﴾ [نور:۳۱] میں دیا جا چکا ہے اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جوان عورتوں کے تستر کے متعلق قرآن کریم کا منشا کیا ہے۔

فائدۃ: [۱۱۱] ...... یعنی یہ تو فتنہ کی روک تھام کے ظاہری انتظامات ہیں۔ باقی پردہ کے اندر جو باتیں کی جاتی ہیں اور فتنے اُٹھائے جاتے ہیں، یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن سب کو سنتا اور جانتا ہے اُسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

فائدۃ: [۱۱۲] **معذور و محتاج لوگوں کیلئے اجازت و تسلی:**...... یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ اُن کو معاف ہیں مثلاً جہاد، حج، جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔ (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ ان معذور و محتاج لوگوں کو تندرستوں کے ساتھ کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ جاہلیت میں اس قسم کے محتاج و معذور آدمی اغنیاء اور تندرستوں کے ساتھ کھانے سے رُکتے تھے۔ انہیں خیال گذرتا تھا کہ شاید لوگوں کو ہمارے ساتھ کھانے سے نفرت ہو اور ہماری بعض حرکات و اوضاع سے ایذاء پہنچتی ہو، اور واقعی بعضوں کو نفرت و وحشت ہوتی بھی تھی۔ نیز بعض مومنین کو غایت اتقاء سے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے معذوروں اور مریضوں کے ساتھ کھانے میں شاید اصول عدل و مساوات قائم نہ رہ سکے۔ اندھے کو سب کھانے نظر نہیں آتے، لنگڑا ممکن ہے دیر میں پہنچے اور مناسب نشست سے نہ بیٹھ سکے، بیمار کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اس بنا پر ساتھ کھلانے میں احتیاط کرتے تھے کہ اُن کی حق تلفی نہ ہو۔ دوسری ایک اور صورت پیش آتی تھی کہ یہ معذور و محتاج لوگ کسی کے پاس گئے، وہ شخص استطاعت نہ رکھتا تھا، از راہ بے تکلفی ان کو اپنے باپ، بھائی، بہن، چچا، ماموں وغیرہ کسی عزیز و قریب کے گھر لے گیا۔ اس پر ان حاجت مندوں کو خیال ہوتا تھا کہ ہم تو آئے تھے اس کے پاس، یہ دوسرے کے ہاں لے گیا۔ کیا معلوم وہ ہمارے کھلانے سے کارہ اور ناخوش تو نہیں۔ ان تمام خیالات کی اصلاح آیت حاضرہ میں کردی گئی کہ خواہی نہ خواہی اس طرح کے اوہام و وساوس میں مت پڑو۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں وسعت رکھی ہے پھر تم خود اپنے اُوپر تنگی کیوں کرتے ہو۔

فائدۃ: [۱۱۳] ...... یعنی تمہارے زیر تصرف دے دیا گیا ہو، مثلاً کسی نے اپنی چیز کا وکیل یا محافظ بنا دیا اور بقدر معروف اُس میں سے کھانے پینے کی اجازت دیدی۔

فائدۃ: [۱۱۴] **مقامات اپنائیت میں اجازت و ترغیب:**...... یعنی اپنائیت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں، نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے۔ مگر عورت کا گھر اگر اُس کے خاوند کا ہو اُس کی مرضی حاصل کرنی چاہیے۔ اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کی تکرار دل میں نہ رکھے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ۔ سب نے مل کر پکایا سب نے مل کر کھایا۔ اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو پھر کسی کی چیز کھانی ہرگز درست نہیں اور تقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں کیونکہ اس سے بہتر دعا نہیں۔ جو لوگ اُس کو چھوڑ کر اور

الفاظ گھڑتے ہیں اللہ کی تجویز سے اُن کی تجویز بہتر نہیں ہو سکتی۔
تنبیہ:...... آیت سے تنہا کھانے کا جواز بھی نکلا۔ بعض حضرات کو لکھا ہے کہ جب تک کوئی مہمان ساتھ نہ ہو کھانا نہ کھاتے تھے معلوم ہوا یہ غلو ہے۔ البتہ اگر کئی کھانے والے ہوں اور اکٹھے بیٹھ کر کھائیں تو موجب برکت ہوتا ہے کما ورد فی الحدیث۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا
ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے

حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا
نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں، جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہ ہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ف ۱۱۵

اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے تو اجازت دے جس کو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے، اللہ بخشنے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ
والا مہربان ہے ف ۱۱۶ مت کر لو (سمجھو) بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اس کے جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو ف ۱۱۷

اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ
اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو سٹک (کھسک) جاتے ہیں آنکھ بچا کر ف ۱۱۸ سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا اس

فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ
سے کہ آ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب دردناک ف ۱۱۹ سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اس کو معلوم ہے

اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع
جس حال پر تم ہو اور جس دن پھیرے جائیں گے اس کی طرف تو بتائے گا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا، اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ف ۱۲۰

فائدہ: [۱۱۵] شان صحابہ...... اجتماعی امور میں شریک افراد کی اچھی خصلت:...... اُوپر کی آیتوں میں آنے کے وقت استیذان (اجازت طلب کرنے) کا ذکر تھا، یہاں جانے کے وقت استیذان کی ضرورت بتلائی ہے۔ یعنی پورے ایمان والے وہ ہیں جو رسول کے بلانے پر حاضر ہوتے ہیں اور جب کسی اجتماعی کام میں شریک ہوں مثلاً جمعہ، عیدین، جہاد اور مجلس مشاورت وغیرہ میں تو بدون اجازت کے اُٹھ کر نہیں جاتے۔ یہی لوگ ہیں جو کامل اور صحیح معنی میں اللہ اور رسول کو مانتے ہیں۔

فائدہ: [۱۱۶] ...... یعنی غور وفکر کے بعد جس کو مناسب سمجھیں اجازت دے دیں۔ اور چونکہ اس اجازت پر عمل کرنا بھی فی الجملہ صحبت نبوی سے حرمان اور صورۃً تقدیم الدنیا علی الدین کا شائبہ اپنے اندر رکھتا ہے اس لیے اُن مخلصین کے حق میں استغفار فرمائیں تا آپ کے استغفار کی برکت سے اس نقص کا تدارک ہو سکے۔

فَائِدَة:[۱۱۷] حضور ﷺ کے ادب و تعظیم کا حکم اور مسلمانوں کے لئے دستور العمل: ......یعنی حضرت کے بلانے پر حاضر ہونا فرض ہوجاتا ہے۔ آپ کا بلانا اوروں کی طرح نہیں کہ چاہے اُس پر ''لبیک'' کہے یا نہ کہے۔ اگر حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو آپ کی بددعا سے ڈرنا چاہیے کیونکہ آپ کی دعا معمولی انسانوں جیسی نہیں۔ نیز مخاطبات میں حضور ﷺ کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیے عام لوگوں کی طرح ''یا محمد'' وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ ''یا نبی اللہ'' اور ''یا رسول اللہ'' جیسے تعظیمی القاب سے پکارنا چاہیے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''حضرت ﷺ کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلائیں۔ پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے اجازت اُٹھ کر چلے نہ جائیں۔ اب بھی سب مسلمانوں کو اپنے سرداروں کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا چاہیے۔''

فَائِدَة:[۱۱۸] منافقین کی مذمت: ......یہ منافقین تھے جن کو مجلس نبوی میں بیٹھنا اور پند و نصیحت سننا شاق گذرتا تھا۔ وہ اکثر موقع پا کر اور آنکھ بچا کر مجلس سے بلا اجازت کھسک جاتے تھے۔ مثلاً کوئی مسلمان اجازت لے کر اُٹھا، یہ بھی اُس کی آڑ میں ہوکر ساتھ ساتھ چل دیے، اُسکو فرمایا کہ تم پیغمبر سے کیا چھپاتے ہو، خدا تعالیٰ کو تمہارا سب کا حال معلوم ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۹] اللہ و رسول کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تنبیہ: ......یعنی اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں اُن کے دلوں میں کفر و نفاق وغیرہ کا فتنہ ہمیشہ کے لیے جڑ نہ پکڑ جائے۔ اور اس طرح دنیا کی کسی سخت آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَة:[۱۲۰] حق و تعالیٰ سے کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا: ......یعنی ممکن ہے مخلوق سے آنکھ بچا کر کوئی کام کر گذرو، لیکن حق تعالیٰ سے تمہارا کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ نہ اُس کی زمین و آسمان میں سے نکل کر کہیں بھاگ سکتے ہو، وہ جس طرح تمہارے احوال موجودہ سے باخبر ہے ایسے ہی اُس دن کی کیفیت مجازات سے بھی پورا آگاہ ہے جب تمام مخلوق حساب و کتاب کے لیے اُس کی طرف لوٹائی جائے گی اور ہر ایک کے سامنے اُس کا ذرہ ذرہ عمل کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ ایسے علیم الکل اور مالک الکل کی سزا سے مجرم کس طرح اپنے کو بچا سکتا ہے۔

تَمَّ سُوْرَةُ النُّوْرِ

بِفَضْلِ اللهِ وَتَوْفِيْقِهٖ، اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْاِيْمَانِ وَالْاِحْسَانِ وَنَوِّرْ قُبُوْرَنَا وَاَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ۔

آیاتھا ۷۸ ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ٤٢ رکوعاتھا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ ۝۱ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ

بڑی برکت ہے اس کی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب ف۱ اپنے بندہ پر ف۲ تا کہ رہے جہان والوں کے لیے ڈرانے والا ف۳ وہ کہ جس کی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ

سلطنت آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک

فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

کیا اس کو ناپ کر ف۴ اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے کچھ چیز اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا

میں برے کے اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے ف۵ اور کہنے لگے جو منکر ہیں

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝۴ۛ وَقَالُوْۤا

اور کچھ نہیں ہے یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے اور ساتھ دیا ہے اس کا اس میں اور لوگوں نے ف۶ سو آ گئے بے انصافی اور جھوٹ پر ف۷ اور کہنے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۵

لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اس نے لکھ رکھا ہے، سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اس کے پاس صبح اور شام ف۸

فَائِدَة: [۱] حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب:...... "فرقان" (فیصلہ کی کتاب) قرآن کریم کو فرمایا جو حق و باطل کا آخری فیصلہ اور حرام و حلال کو کھلے طور پر ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ یہ ہی کتاب ہے جس نے اپنے اتارنے والے کی عظمت شان، علو صفات اور اعلیٰ درجہ کی حکمت و رأفت کو انتہائی شکل میں پیش کیا اور تمام جہان کی ہدایت و اصلاح کا تکفل اور ان کو خیر کثیر اور غیر منقطع برکت عطا کرنے کا سامان بہم پہنچایا۔

فَائِدَة: [۲] کتاب اللہ کا نزول "عبد اللہ" پر ہوا:...... یعنی اپنے اس کامل و اکمل بندہ (محمد رسول اللہ ﷺ) پر جن کا ممتاز لقب ہی کمال

عبودیت کی وجہ سے ''عبداللہ'' ہو گیا۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ۔

فَائِدَة: [۳] نزول قرآن تمام جن وانس کی اصلاح کیلئے ہوا: ......یعنی قرآن کریم سارے جہان کو کفر و عصیان کے انجامِ بد سے آگاہ کرنے والا ہے۔ چونکہ سورت ہذا میں مکذبین و معاندین کا ذکر بکثرت ہوا ہے، شاید اسی لیے یہاں صفت ''نذیر'' کو بیان فرمایا، ''بشیر'' کا ذکر نہیں کیا۔ اور ﴿لِلْعٰلَمِيْنَ﴾ کے لفظ سے بتلا دیا کہ یہ قرآن صرف عرب کے اُمیوں کے لیے نہیں اُترا بلکہ تمام جن وانس کی ہدایت و اصلاح کے واسطے آیا ہے۔

فَائِدَة: [۴] ہر چیز کی پیدائش و بناوٹ میں فطری موزونیت: ......یعنی ہر چیز کو ایک خاص اندازہ میں رکھا کہ اُس سے وہی خواص و افعال ظاہر ہوتے ہیں جن کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اپنے دائرہ سے باہر قدم نہیں نکال سکتی، نہ اپنی حدود میں عمل و تصرف کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ غرض ہر چیز کو ایسا ماپ تول کر پیدا فرمایا کہ اس کی فطری موزونیت کے لحاظ سے ذرا کی بیشی یا تنگی رکھنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ بڑے بڑے سائنس داں حکمت کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں اور آخر کار اُن کو یہی کہنا پڑتا ہے ﴿صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [نمل: ۸۸] اور ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝﴾ [مومنون: ۱۴]

فَائِدَة: [۵] عاجز و مجبور ہستیوں کو خدائی میں شریک ٹھہرانا بیوقوفی و بے حیائی ہے: ......یعنی کس قدر ظلم اور تعجب و حیرت کا مقام ہے کہ ایسے قادرِ مطلق، مالک الکل، حکیم علی الاطلاق کی زبردست ہستی کو کافی نہ سمجھ کر دوسرے معبود اور حاکم تجویز کر لیے گئے جو گویا خدا کی حکومت میں حصہ دار ہیں۔ حالانکہ اُن بے چاروں کا خود اپنا وجود بھی اپنے گھر کا نہیں نہ وہ ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ مارنا جلانا اُن کے قبضہ میں ہے، نہ اپنے مستقل اختیار سے کسی کو ادنیٰ ترین نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں بلکہ خود اپنی ذات کے لیے بھی ذرہ برابر فائدہ حاصل کرنے یا نقصان سے محفوظ رہنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ ایسی عاجز و مجبور ہستیوں کو خدا کا شریک ٹھہرانا کس قدر سفاہت اور بے حیائی ہے۔

ربط: ......یہ تو قرآن نازل کرنے والے کی صفات و شئون کا ذکر تھا اور اُس کے متعلق مشرکین جو بے تمیزی کر رہے تھے اُس کی تردید تھی۔ آگے خود قرآن اور حاملِ قرآن کی نسبت سفیہانہ نکتہ چینیوں کا جواب ہے۔

فَائِدَة: [۶] قرآن کے بارے میں کافروں کی سفیہانہ نکتہ چینیاں: ......یعنی یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ معاذ اللہ! محمد ﷺ نے چند یہودیوں کی مدد سے ایک کلام تیار کر لیا اور اُس کو جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر دیا، پھر اُن کے ساتھی لگے اُس کی اشاعت کرنے، بس کل حقیقت اتنی ہے۔

فَائِدَة: [۷] ......یعنی اس سے بڑھ کر ظلم اور جھوٹ کیا ہو گا کہ ایسے کلام معجز اور کتابِ حکیم کو جس کی عظمت و صداقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے، کذب و افتراء کہا جائے۔ کیا چند یہودی غلاموں کی مدد سے ایسا کلام بنایا جا سکتا ہے جس کے مقابلہ سے تمام دنیا کے فصیح و بلیغ عالم و حکیم بلکہ جن وانس ہمیشہ کے لیے عاجز رہ جائیں اور جس کے علوم و معارف کی تھوڑی سی جھلک بڑے بڑے عالی دماغ عقلاء و حکماء کی آنکھوں کو خیرہ کر دے۔

فَائِدَة: [۸] ......یعنی محمد ﷺ نے اہل کتاب سے کچھ قصے کہانیاں سن کر نوٹ کر لی ہیں یا کسی سے نوٹ کرا لی ہیں، وہ ہی شب و روز اُن کے سامنے پڑھی اور رٹی جاتی ہیں، نئے نئے اسلوب سے اُن ہی کا اُلٹ پھیر رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اول نماز کے دو وقت مقرر تھے صبح اور شام۔ مسلمان حضرت کے پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اُترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو، اُس کو کافر یوں کہنے لگے۔''

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۶ وَقَالُوْا

تو کہہ اس کو اتارا ہے اس نے جو جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں ف۹ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۰ اور کہنے

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ

لگے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں ف۱۱ کیوں نہ اترا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اس کے

مَعَهٗ نَذِیْرًا ۷ اَوْ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

ساتھ ڈرانے کو یا آ پڑتا اس کے پاس خزانہ یا ہو جاتا اس کے لیے ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں سے ف۱۲ اور کہنے لگے بے انصاف تم

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۸ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

پیروی کرتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کی ف۱۳ دیکھ کیسی بٹھلاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے

یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۹ تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ ع ۹/۱۶

اب پا نہیں سکتے راستہ ف۱۴ بڑی برکت ہے اس کی جو چاہے تو کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۟ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

ہیں ان کے نہریں اور کر دے تیرے واسطے محل ف۱۵ کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلایا ہے قیامت کو

بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۱۱ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ۱۲ وَاِذَاۤ اُلْقُوْا

آگ ف۱۶ جب وہ دیکھے گی ان کو دور کی جگہ سے سنیں گے اس کا جھنجھلانا اور چلانا ف۱۷ اور جب ڈالے جائیں

مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۱۳

گے اس (دوزخ) کے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئی کئی بندھے ہوئے پکاریں گے اُس جگہ موت کو ف۱۸

فائدہ: [۹] نکتہ چینیوں کا جواب: ......یعنی کتاب خود بتلا رہی ہے کہ وہ کسی ایک انسان یا کمیٹی کی بنائی ہوئی نہیں، بلکہ اُس خدا کی اتاری ہوئی ہے جس کے احاطۂ علمی سے زمین و آسمان کی کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی۔ اس کلام کی معجزانہ فصاحت و بلاغت، علوم و معارف، اخبار غیبیہ، احکام و قوانین اور وہ اسرار مکنونہ جن کی تہ تک بدون توفیق الٰہی کے عقول و افہام کی رسائی نہیں ہو سکتی صاف ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کسی محدود علم والے آدمی یا سازشی جماعت کا کلام نہیں۔

فائدہ: [۱۰] ......یعنی اپنی بخشش اور مہر سے ہی یہ قرآن اتارا۔ (موضح القرآن) پھر جو لوگ ایسی روشن حقیقت کے منکر ہیں باوجود اُن کے جرائم کا تفصیلی علم رکھنے کے فوراً سزا نہیں دیتا۔ یہ بھی اُس کی بخشش اور مہر [رحم] ہی کا پرتو [سایہ] ہے۔

فائدہ: [۱۱] صاحب کتاب پر نکتہ چینی: ......یعنی جب ہماری طرح کھانا کھائے اور ہماری طرح خرید و فروخت کے لیے بازاروں میں جائے تو ہم میں اُس میں فرق کیا رہا۔ اگر واقعی رسول تھا تو چاہیے تھا کہ فرشتوں کی طرح کھانے پینے اور طلب معاش کے بکھیڑوں سے فارغ ہوتا۔

فَائِدَة:[۱۲]......یعنی اگر فرشتوں کی فوج نہیں تو کم از کم خدا کا ایک آدھ فرشتہ ان کو سچا ثابت کرنے اور رُعب جمانے کے لیے ساتھ رہتا جسے دیکھ کر خواہ مخواہ لوگوں کو جھکنا پڑتا، یہ کیا کہ کس مپرسی کی حالت میں اکیلے دعوے کرتے پھر رہے ہیں۔ یا اگر فرشتے بھی ہمراہ نہ ہوں تو کم از کم آسمان سے سونے چاندی کا کوئی غیبی خزانہ مل جاتا کہ لوگوں کو بیدریغ مال خرچ کر کے ہی اپنی طرف کھینچ لیا کرتے۔ اور خیر یہ بھی نہ سہی معمولی رئیسوں اور زمینداروں کی طرح انگور کھجور وغیرہ کا ایک باغ تو ان کی ملک میں ہوتا جس سے دوسروں کو نہ دیتے تو کم از کم خود بے فکری سے کھایا پیا کرتے، جب اتنا بھی نہیں تو کس طرح یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت کے عہدۂ جلیلہ پر معاذ اللہ! ایسی معمولی حیثیت کے آدمی کو مامور کیا ہے۔

فَائِدَة:[۱۳]......یعنی میاں کی یہ پوزیشن اور اتنے اونچے دعوے؟ بجز اس کے کیا کہا جائے کہ عقل کھوئی گئی ہے یا کسی نے جادو کے زور سے دماغ مختل کر دیا ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَة:[۱۴] نکتہ چینیوں کا اضطراب و گمراہی:......یعنی کبھی کہتے ہیں کہ ان کی باتیں محض مفتریات ہیں، کبھی دعوے کرتے ہیں کہ نہیں دوسروں سے سیکھ کر اپنے سانچے میں ڈھال لی ہیں، کبھی آپ کو مسحور بتلاتے ہیں، کبھی ساحر، کبھی کاہن، کبھی شاعر، کبھی مجنون، یہ اضطراب خود بتلاتا ہے کہ ان میں سے کوئی چیز آپ پر منطبق نہیں ہوتی۔ اسی لیے کسی ایک بات پر قرار نہیں اور الزام لگانے کا کوئی راستہ ہاتھ نہیں آتا۔ جو لوگ انبیاء کی جناب میں اس طرح کی گستاخیاں کر کے گمراہ ہوتے ہیں اُن کے راہِ راست پر آنے کی کوئی توقع نہیں۔

فَائِدَة:[۱۵] مبنی برحقیقت جواب:......یعنی اللہ کے خزانہ میں کیا کمی ہے، وہ چاہے تو ایک باغ کیا بہت سے باغ اس سے بہتر عنایت فرما دے جس کا یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو قدرت ہے کہ آخرت میں جو باغ اور نہریں اور حور و قصور ملنے والے ہیں وہ سب آپ کو ابھی دنیا میں عطا کر دے لیکن حکمتِ الٰہی بالفعل اس کو مقتضی نہیں۔ اور معاندین کے سارے مطالبات اور فرمائشیں بھی اگر پوری کر دی جائیں تب بھی یہ حق و صداقت کو قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ باقی پیغمبر علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنے کے لیے جو دلائل و معجزات پیش کیے جا چکے وہ کافی سے زیادہ ہیں۔

فَائِدَة:[۱۶] قیامت آ کر رہے گی:......یعنی یہ لوگ جن چیزوں کا مطالبہ کر رہے ہیں، فی الحقیقت طلبِ حق کی نیت نہیں، محض شرارت اور تنگ کرنے کے لیے ہے۔ اور شرارت کا سبب یہ ہے کہ انہیں ابھی تک قیامت اور سزا و جزاء پر یقین نہیں آیا۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کے جھٹلانے سے کچھ نہیں بنتا، قیامت آ کر رہے گی اور ان مکذبین کے لیے آگ کا جو جیل خانہ تیار کیا گیا ہے اُس میں ضرور رہنا پڑے گا۔

فَائِدَة:[۱۷] جہنمیوں کو دیکھ کر دوزخ کا جوش:......یعنی دوزخ کی آگ محشر میں جہنمیوں کو دُور سے دیکھ کر جوش میں بھر جائے گی اور اُس کی غضب ناک آوازوں اور خوفناک پھنکاروں سے بڑے بڑے دلیروں کے پتے پانی ہو جائیں گے۔

فَائِدَة:[۱۸] مجرمین کی حالت زار:......یعنی دوزخ میں ہر مجرم کے لیے خاص جگہ ہوگی جہاں سے ہل نہ سکے گا۔ اور ایک نوعیت کے کئی کئی مجرم ایک ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اُس وقت مصیبت سے گھبرا کر موت کو پکاریں گے کہ کاش موت آ کر ہماری ان دردناک مصائب کا خاتمہ کر دے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ

مت پکارو آج ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو ۱۹ تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ کَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِیْرًا ⑮ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ ؕ کَانَ

جس کا وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے ف۲۰ وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کے واسطے وہاں ہے جو وہ چاہیں ف۲۱ رہا کریں

عَلٰی رَبِّکَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ⑯ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ

ہمیشہ، ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ف۲۲ اور جس دن جمع کر بلائے گا ان کو اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے

اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ⑰ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ مَا کَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ

پھر ان سے کہے گا کیا تم نے بہکایا میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے راہ سے ف۲۳ بولیں گے تو پاک ہے ہم سے بن نہ آتا تھا کہ پکڑ لیں کسی

نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّکْرَ ۚ وَکَانُوْا قَوْمًۢا

کو تیرے بغیر رفیق ف۲۴ لیکن تو ان کو فائدہ پہنچاتا رہا اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونے

بُوْرًا ⑱ فَقَدْ کَذَّبُوْکُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ یَّظْلِمْ مِّنْکُمْ

والے ف۲۵ سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری بات میں ف۲۶ اب نہ تم لوٹا سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو ف۲۷ اور جو کوئی تم میں گناہ گار ہے اس کو ہم

نُذِقْهُ عَذَابًا کَبِیْرًا ⑲ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ

چکھائیں گے بڑا عذاب ف۲۸ اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے (آتے جاتے) تھے بازاروں

ع ۲/۱۱/۱۴ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَکُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَکَانَ رَبُّکَ بَصِیْرًا ⑳

میں ف۲۹ اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے جانچنے کو، دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو ف۳۰ اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف۳۱

فَائِدَة: [۱۹] ......یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں۔ دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔ (موضح القرآن)

فَائِدَة: [۲۰] یہ یا وہ: ......یعنی مکذبین کا انجام سن لیا۔ اب خود فیصلہ کرلو کہ یہ پسند ہے یا وہ جس کا وعدہ مومنین متقین سے کیا گیا۔

فَائِدَة: [۲۱] ......اور چاہیں گے وہی جو اُن کے مرتبہ کے مناسب ہوگا۔

فَائِدَة: [۲۲] ......﴿وَعْدًا مَّسْئُوْلًا﴾ سے مراد حتمی وعدہ ہے جو خدا تعالیٰ نے محض فضل وعنایت سے اپنے ذمہ لازم کرلیا۔ یا یہ مطلب کہ اس وعدہ کے ایفاء کا متقین سوال کریں گے جو یقیناً پورا کیا جائے گا جیسا کہ دُعا میں ہے: ﴿رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ﴾۔ [آل عمران: ۱۹۴]

فَائِدَة: [۲۳] معبودان باطلہ سے سوال: ......یعنی عابدین کو سنا کر معبودوں سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو شرک کی اور اپنی پرستش کرانے کی ترغیب دی تھی یا یہ خود اپنی حماقت وجہالت اور غفلت وبے توجہی سے گمراہ ہوئے۔

فَائِدَة: [۲۴] اور ان کا جواب: ......یعنی ہماری کیا مجال تھی کہ تجھ سے ہٹ کر کسی دوسرے کو اپنا رفیق ومددگار سمجھتے۔ پھر جب ہم اپنے نفس کیلئے تیرے سوا کوئی سہارا نہیں رکھتے تھے تو دوسروں کو کیسے حکم دیتے کہ ہم کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھیں۔

فائدہ:[۲۵]......یعنی اصل یہ ہے کہ یہ بدبخت اپنی سوءِ استعداد سے خود ہی تباہ ہونے کو پھر رہے تھے ہلاکت ان کے لیے مقدر ہو چکی تھی، ظاہری سبب اس کا یہ ہوا کہ عیش و آرام میں پڑ کر غفلت کے نشہ میں چور ہو کر آپ کی یاد کو بھلا بیٹھے، کسی نصیحت پر کان نہ دھرا، پیغمبروں کی ہدایت و ارشاد کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں اور دنیوی تمتع پر مغرور ہو گئے۔ آپ نے اپنی نوازش سے جس قدر ان کو اور ان کے باپ دادوں کو دنیا کے فائدے پہنچائے، یہ اسی قدر غفلت و نسیان میں ترقی کرتے گئے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انعاماتِ الٰہیہ کو دیکھ کر منعمِ حقیقی کی بندگی اور شکر گذاری اختیار کرتے، اُلٹے مغرور و مفتون ہو کر کفر و عصیان پر تل گئے۔ گویا جو امرت [آبِ حیات] تھا، بدبختی سے ان کے حق میں زہر بن گیا۔

فائدہ:[۲۶]......یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ لو! جن کی اعانت پر تم کو بڑا بھروسہ تھا وہ خود تمہارے دعاوی کو جھٹلا رہے اور تمہاری حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

فائدہ:[۲۷]......یعنی اب نہ عذاب الٰہی کو پھیر سکتے ہو، نہ بات کو پلٹ سکتے ہو، نہ ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہو، جس کو جو سزا ملنے والی ہے اُس کا پڑے مزہ چکھتے رہو۔

فائدہ:[۲۸]......شاید ظلم سے مراد یہاں شرک ہو، اور ممکن ہے ہر قسم کا ظلم و گناہ مراد لیا جائے۔

فائدہ:[۲۹] بازار جانا بزرگی اور شانِ تقدس کے منافی نہیں اور سب انبیاء بشر ہی تھے:......یہ جواب ہوا ﴿مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ﴾ الآیۃ [فرقان: ۷] کا یعنی آپ سے پہلے جتنے پیغمبر دنیا میں آئے سب آدمی تھے۔ آدمیوں کی طرح کھاتے پیتے اور معاشی ضروریات کے لیے بازار بھی جاتے تھے۔ اُن کو فرشتہ بنا کر نہیں بھیجا جو کھانے پینے اور حوائج بشریہ سے مستغنی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لیے بازاروں میں پھرنا شانِ تقدس اور بزرگی کے منافی نہیں بلکہ اگر بازار نہ جانے کا منشاء کبر و خود بینی ہو تو یہ بزرگی کے خلاف ہے۔

فائدہ:[۳۰]......یعنی پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو، اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔ اب دیکھیں کافروں کے سفیہانہ طعن و تشنیع اور لغو اعتراضات سن کر تم کس حد تک صبر و استقلال دکھاتے ہو۔

فائدہ:[۳۱]......یعنی کافروں کا کفر و ایذاء دہی اور صابروں کا صبر و تحمل سب اُس کی نظر میں ہے، ہر ایک کو اُس کے کیے کا پھل دے کر رہے گا۔

............☆☆☆......الحمد للہ اٹھارواں ۱۸ پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر:۱۹

۱۹ حزء
وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا

اور بولے وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو ف۳۲ بہت بڑائی رکھتے

فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ﴿۲۱﴾ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ

ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں ف۳۳ جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ خوشخبری نہیں اس دن گناہ گاروں کو اور کہیں گے

وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

کہیں روک دی جائے کوئی آڑ ف۳۴ اور ہم پہنچے ان کے کاموں پر جو انہوں نے کیے تھے پھر ہم نے کر ڈالا اس کو خاک اڑتی ہوئی ف۳۵

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا ﴿۲۴﴾ وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ

بہشت کے لوگوں کا اس دن خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی ف۳۶ اور جس دن پھٹ جائے آسمان بادل سے

وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِ ٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَکَانَ یَوْمًا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ

اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ف۳۷ بادشاہی اس دن سچی ہے رحمان کی اور ہے وہ دن منکروں

عَسِیْرًا ﴿۲۶﴾ وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾

پر مشکل ف۳۸ اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گناہ گار اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ راستہ ف۳۹

فائدہ:[۳۲] کافروں کے معاندانہ وگستاخانہ کلمات:......یعنی جن کو یہ اُمید نہیں کہ ایک روز ہمارے رُوبہ رُو حاضر ہو کر حساب و کتاب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بالکل بے فکر ہو کر معاندانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے بکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی طرح ہم پر فرشتے وحی لے کر کیوں نہ اُترے یا خدا تعالیٰ سامنے آ کر ہم سے ہم کلام کیوں نہ ہو گیا۔ کم از کم فرشتے تمہاری تصدیق ہی کے لیے آ جاتے یا خود خداوند رب العزت کو ہم دیکھتے کہ سامنے ہو کر تمہارے دعوے کی تائید و تصدیق کر رہا ہے۔ کما فی موضع آخر: ﴿قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ﴾ [انعام: ۱۲۴] وفی سورة الاسراء: ﴿اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ قَبِیْلًا﴾ [بنی اسرائیل: ۹۲]

فائدہ:[۳۳] کافروں کی شرارت و سرکشی:......یعنی اُنہوں نے اپنے دل میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے جو وحی اور فرشتوں کے آنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ شرارت و سرکشی کی حد ہو گئی کہ باوجود ایسی سیاہ کاریوں کے دنیا میں ان آنکھوں سے خداوند قدوس کو دیکھنے اور شرف ہم کلامی سے مشرف ہونے کا مطالبہ کریں۔

فائدہ:[۳۴] فرشتوں سے ملاقات کا دن:......یعنی گھبراؤ نہیں، ایک دن آنے والا ہے جب فرشتے تم کو نظر پڑیں گے، لیکن اُن کے دیکھنے سے تم جیسے مجرموں کو کچھ خوشی حاصل نہ ہوگی بلکہ سخت ہولناک مصائب کا سامنا ہوگا حتی کہ جو لوگ اس وقت فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرنے والے ہیں اُس وقت ﴿حِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ کہہ کر پناہ طلب کریں گے اور چاہیں گے کہ اُن کے اور فرشتوں کے درمیان کوئی سخت روک قائم ہو جائے کہ وہ اُن تک نہ پہنچ سکیں لیکن خدا کا فیصلہ کب رُک سکتا ہے۔ فرشتے بھی ﴿حِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ کہہ کر بتلادیں گے کہ آج مسرت و کامیابی ہمیشہ کے لیے تم سے روک دی گئی ہے۔

تنبیہ:......ممکن ہے یہ تذکرہ احتضار (موت) کے وقت کا ہو کما قال تعالیٰ: ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ [انفال: ۵۰] وقال تعالیٰ: ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾ [انعام: ۹۳] گویا یہ کیفیت اس کے بالمقابل ہوگی جو دوسری جگہ مومنین کی بیان ہوئی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ [حٰمٓ السجدہ: ۳۰] اور ممکن ہے یہاں قیامت کے دن کا ذکر ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

فائدہ:[۳۵] روح ایمان سے خالی اعمال کفار کی بے وقعتی:......یعنی وہ ہم کو بلاتے تھے تو ہم بھی آ پہنچے، مگر اُن کی عزت بڑھانے کو نہیں، بلکہ اس لیے کہ اُنہوں نے اپنے زعم باطل کے موافق جو بھلے کام کیے تھے جن پر بڑا بھروسہ تھا اُنہیں ہم قطعاً ملیامیٹ کر دیں اور اس طرح بے حقیقت کر کے اُڑا دیں جیسے خاک کے حقیر ذرات ہوا میں ادھر اُدھر اُڑ جایا کرتے ہیں کیونکہ وہ اعمال روح اخلاص وایمان سے یکسر خالی یا طریق حق کے بالکل متضاد واقع ہوئے ہیں۔ قال تعالیٰ: ﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ﴾ [ابراہیم: ۱۸] وغیرذٰلک من الآیات۔

فائدہ:[۳۶]......یعنی یہ لوگ تو اُس روز اس مصیبت میں گرفتار ہوں گے اور جن کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے وہ جنت میں خوب عیش وآرام کے مزے لوٹیں گے۔

فائدہ:[۳۷] قیامت کے دن ایک خاص تجلی:......قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد اُوپر سے بادل کی طرح کی ایک چیز اُترتی نظر آئیگی جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوگی اُسے ہم چتر شاہی [بادشاہی چھتری] سے تعبیر کیے لیتے ہیں۔ شاید یہ وہی چیز ہو جسے ابورزین کی حدیث میں "عَمَاء" سے اور نسائی کی ایک روایت میں جو معراج سے متعلق ہے "غَيَايَة" سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم! اُس کے ساتھ بیشمار فرشتوں کا ہجوم ہوگا اور آسمانوں کے فرشتے اُس روز لگاتار مقام محشر کی طرف نزول فرمائیں گے۔ دوسرے پارہ کے نصف کے قریب آیت ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾ [بقرہ: ۲۱۰] میں بھی اسی طرح کا مضمون گذر چکا ہے۔

فائدہ:[۳۸] قیامت کے دن صرف رحمٰن کی حکومت ہوگی:......یعنی ظاہراً و باطناً، صورۃً و معنیً، من کل الوجوہ اکیلے رحمٰن کی بادشاہت ہوگی اور صرف اُسی کا حکم چلے گا ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ [مومن ۱۶] پھر جب رحمٰن کی حکومت ہوئی تو جو مستحق رحمت ہیں اُن کے لیے رحمت کی کیا کمی، بے حساب رحمتوں سے نوازے جائیں گے۔ مگر باوجود ایسی لامحدود رحمت کے کافروں کیلیے وہ دن بڑی سخت مشکل اور مصیبت کا ہوگا

کہ بازار چنداں کہ آگندہ تر
تہی دست را دل پراگندہ تر

فائدہ:[۳۹] قیامت کے دن کافر کی حسرت وندامت:......یعنی مارے حسرت وندامت کے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور افسوس کرے گا

کہ میں نے کیوں دُنیا میں رسول خدا کا راستہ اختیار نہ کیا اور کیوں شیاطین الانس والجن کے بہکائے میں آگیا جو آج یہ روزِ بد دیکھنا پڑا۔

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ

اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست ف۴۰ اس نے تو بہکا دیا مجھ کو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے (بعد) اور ہے

الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ف۴۱ اور کہا رسول نے اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس

مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا

قرآن کو جھک جھک ف۴۲ اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن گناہ گاروں میں سے ف۴۳ اور کافی ہے تیرا رب راہ

م ع ۷ وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ

دکھلانے کو اور مدد کرنے کو ف۴۴ اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا (اکٹھا) ایک جگہ ہو کر (ایک بار) ف۴۵ اسی طرح اتارا تا کہ ثابت رکھیں

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ

ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر ف۴۶ اور نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ کو ٹھیک بات اور اس

تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ

سے بہتر کھول کر ف۴۷ جو لوگ کہ گھیر کر لائے جائیں گے اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر دوزخ کی طرف، انہی کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے

ع ۱۴ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ

ہوئے ہیں راہ سے ف۴۸ اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کے ساتھ اس کا بھائی ہارون کام بٹانے والا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان

اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿٣٦﴾

لوگوں کے پاس جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو ف۴۹ پھر دے مارا ہم نے اُن کو اکھاڑ کر

فائدہ: [۴۰] برے لوگوں سے دوستی پر افسوس وندامت:...... یعنی جن کی دوستی اور اغواء سے گمراہ ہوا تھا یا گمراہی میں ترقی کی تھی، اُس وقت پچتائے گا کہ افسوس ایسوں کو میں نے اپنا دوست کیوں سمجھا۔ کاش میرے اور اُن کے درمیان کبھی دوستی اور رفاقت نہ ہوئی ہوتی۔

تنبیہ:...... مفسرین نے یہاں عقبہ بن ابی معیط اور اُبی بن خلف کا جو واقعہ نقل کیا ہے، کچھ ضرورت نہیں کہ آیت کے مدلول کو اُس پر مقصور کیا جائے۔ ہاں جو تقریر ہم نے کی ہے اُس میں وہ بھی داخل ہے۔

فائدہ: [۴۱]...... یعنی پیغمبر کی نصیحت مجھ کو پہنچ چکی تھی جو ہدایت کے لیے کافی تھی، اور امکان تھا کہ میرے دل میں گھر کر لے۔ مگر اس کمبخت کی دوستی نے تباہ کیا اور دل کو اُدھر متوجہ نہ ہونے دیا۔ بیشک شیطان بڑا دغاباز ہے، آدمی کو عین وقت پر دھوکا دیتا اور بری طرح رسوا کرتا ہے۔

فائدة:[۴۲] پیغمبر کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت:......یعنی ضدی معاندین نے جب کسی طرح نصیحت پر کان نہ دھرا، تب پیغمبر نے بارگاہِ الٰہی میں شکایت کی کہ خداوندا! میری قوم نہیں سنتی، اُنہوں نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو (العیاذ باللہ) بکواس قرار دیا ہے، جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں تا کوئی شخص سن اور سمجھ نہ سکے۔ اس طرح اِن اشقیاء نے قرآن جیسی قابل قدر کتاب کو بالکل متروک و مہجور کر چھوڑا ہے۔

تنبیہ:......آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اُس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اُس کی تصحیح قراءت کی طرف توجہ نہ کرنا، اُس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں۔ فنسأل اللہ الکریم المنان القادرَ علی ما یشاء اَن یخلصنا مما یسخطہ ویستعملنا فیما یرضیہ من حفظ کتابہ وفہمہ والقیام بمقتضاہ آناء اللیل واطراف النہار علی الوجہ الذی یحبہ ویرضاہ انہ کریم وھاب۔"

فائدة:[۴۳]......جو نبی کی بات ماننے میں رُکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو قبولِ حق سے روکتے ہیں۔

فائدة:[۴۴] تسلی رسول:......یعنی کافر پڑے بہکایا کریں، جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لے آوے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ جس کو چاہے گا ہدایت کر دے گا اور جن کو ہدایت نصیب نہ ہوگی اُن کے سب کے مقابلہ میں تیری مدد کرے گا۔ یا یہ کہ حق تعالیٰ تیری مدد کر کے مقام مطلوب تک پہنچادے گا کوئی رُکاوٹ مانع نہ ہو سکے گی۔

فائدة:[۴۵] قرآن کے تدریجی نزول پر کفار کا اعتراض:......یعنی نبی کے دشمن لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ایسے ایسے اعتراض چھانٹتے ہیں کہ صاحب! دوسری کتابوں کی طرح پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا؟ برسوں میں جو تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارا، کیا اللہ میاں کو کچھ سوچنا پڑتا تھا؟ اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ خود محمد ﷺ سوچ سوچ کر بناتے ہیں، پھر موقع مناسب دیکھ کر تھوڑا تھوڑا سناتے رہتے ہیں۔

فائدة:[۴۶] تدریجی نزول میں بہت سے فوائد ہیں:......یعنی یہ کیا ضرور ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارنا اس سبب سے ہو جو تم نے سمجھا۔ اگر غور کرو گے تو اس طرح نازل کرنے میں بہت سے فوائد ہیں جو دفعۃً نازل کرنے کی صورت میں پوری طرح حاصل نہ ہوتے۔ مثلاً اس صورت میں قرآن کا حفظ کرنا زیادہ آسان ہوا، سمجھنے میں سہولت رہی، کلام پوری طرح منضبط ہوتا رہا اور جن مصالح و حکم کی رعایت اُس میں کی گئی تھی، لوگ موقع بموقع اُن کی تفاصیل پر مطلع ہوتے رہے۔ ہر آیت کی جداگانہ شانِ نزول کو دیکھ کر اُس کا صحیح مطلب متعین کرنے میں مدد ملی، ہر ضرورت کے وقت ہر بات کا بروقت جواب ملتے رہنے سے پیغمبر اور مسلمانوں کے قلوب تسکین پاتے رہے۔ اور ہر آیت کے نزول پر گویا دعوائے اعجاز کی تجدید ہوتی رہی۔ اس سلسلہ میں جبریل کا بار بار آنا جانا ہوا جو ایک مستقل برکت تھی وغیرہ ذٰلک من الفوائد۔ ان ہی میں سے بعض فوائد کی طرف یہاں اشارہ فرمایا ہے۔

فائدة:[۴۷] قرآن واضح و معتدل رہنمائی کرتا ہے:......یعنی کفار جب کوئی اعتراض قرآن پر یا کوئی مثال آپ پر چسپاں کرتے ہیں تو قرآن اُس کے جواب میں ٹھیک ٹھیک بات بتلا دیتا ہے جس میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہیں ہوتا۔ بلکہ صاف واضح، معتدل اور بے غل و غش بات ہوتی ہے۔ ہاں! جن کی عقل اوندھی ہوگئی ہو وہ سیدھی اور صاف بات کو بھی ٹیڑھی سمجھیں، یہ الگ چیز ہے، ایسوں کا انجام اگلی آیت میں بیان فرمایا۔

فائدة:[۴۸] منکرین کا انجام:......یہ وہی لوگ ہیں جن کی عقل اوندھی ہوگئی اور علویات کو چھوڑ کر سفلی خواہشات پر جھک پڑے۔ آگے اسکی چند اقوام کا جو حشر ہوا عبرت کے لیے اُس کو بیان فرماتے ہیں۔

فائدہ:[۴۹] قومِ موسیٰ کا حال :...... یعنی آیاتِ تکوینیہ کو جو اللہ کی توحید وغیرہ پر دال ہیں اور انبیائے سابقین کے متفقہ بیانات کو جن کا تھوڑا بہت چرچا پہلے سے چلا آتا تھا، جھٹلا کر خدائی کے دعوے کرنے لگے تھے۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانے والوں کو ف۵۰ ہم نے ان کو ڈبا دیا اور کیا انکو لوگوں کے حق میں نشانی، اور تیار کر رکھا ہے ہم نے گناہ

عَذَابًا اَلِيْمًا ۚ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

گاروں کے واسطے عذاب دردناک اور عاد کو اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو ف۵۱ اور اس کے بیچ میں بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں

الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ

ہم نے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے غارت کر کر ف۵۲ اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر برسا بُرا برساؤ (مینہ، بارش) ف۵۳ کیا

اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا

دیکھتے نہ تھے اس کو ف۵۴ نہیں پر امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی ف۵۵ اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں ان کو تجھ سے

هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا

مگر ٹھٹھے کرنے، کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے

عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

اُن پر ف۵۶ اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کہ کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے ف۵۷ بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس

اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ

نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا، کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ ف۵۸ یا تو خیال رکھتا ہے کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور

يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ ع۴

کچھ نہیں وہ برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے ف۵۹ تو نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف

الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾

کیسے دراز کیا سایہ کو (پرچھائیں کو) اور اگر چاہتا تو اس کو ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے مقرر کیا سورج کو اس کا راہ بتلانے والا

فائدہ:[۵۰] ......ایک پیغمبر کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے کیونکہ اصولِ دین میں سب انبیاء متحد ہیں۔

فائدہ:[۵۱] کنوئیں والے کون تھے؟...... ﴿اَصْحٰبَ الرَّسِّ﴾ (کنوئیں والے) کون تھے؟ اس میں سخت اختلاف ہوا ہے۔ "روح المعانی" میں بہت سے اقوال نقل کر کے لکھا ہے: "وملخص الاقوال انهم قوم اهلكهم الله بتكذيب من ارسل الیھم۔"

(یعنی خلاصہ یہ ہے کہ وہ کوئی قوم تھی جو اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک ہوئی) حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ایک اُمت نے اپنے رسول کو کنوئیں میں بند کیا پھر اُن پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا۔"

فائدہ: [۵۲] ......یعنی پہلے سب کو اچھی طرح سمجھایا، جب کسی طرح نہ مانا تو تختہ اُلٹ دیا۔

فائدہ: [۵۳] ......یعنی قوم لوط کی بستیاں جن کے کھنڈرات پر سے مکہ والے "شام" کے سفر میں گذرتے تھے۔

فائدہ: [۵۴] ......یعنی کیا اُن کے کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے نہ دیکھا؟

فائدہ: [۵۵] **سامان عبرت، مگر کس کیلئے؟**......یعنی عبرت کہاں سے ہوتی جب اُن کے نزدیک یہ احتمال ہی نہیں کہ مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنا اور خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ عبرت تو وہ ہی حاصل کرتا ہے جس کے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو اور انجام کی طرف سے بالکل بے فکر نہ ہو۔

فائدہ: [۵۶] **عبرت کی بجائے پیغمبر سے استہزاء:**......یعنی بجائے عبرت حاصل کرنے کے اُنکا مشغلہ تو یہ ہے کہ پیغمبر سے ٹھٹھا کیا کریں۔ چنانچہ آپ کو دیکھ کر استہزاء کہتے ہیں کہ کیا یہ ہی بزرگ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ بھلا یہ حیثیت اور منصب رسالت؟ کیا ساری خدائی میں سے یہ ہی اکیلے رسول بننے کیلئے رہ گئے تھے؟ آخر کوئی بات تو ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ انکی تقریر جادو کا اثر رکھتی ہے، قوت فصاحت اور زور تقریر سے رنگ تو ایسا جمایا تھا کہ بڑے بڑوں کے قدم پھسل گئے ہوتے۔ قریب تھا کہ اسکی باتیں ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دیتیں، وہ تو ہم پکے ہی ایسے تھے کہ برابر جمے رہے اور انکی کسی بات کا اثر قبول نہ کیا ورنہ یہ ہم سب کو کبھی کا گمراہ کر کے چھوڑتے۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ: [۵۷] **جوابِ استہزاء:**......یعنی عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھیں گے تب ان کو پتہ لگے گا کہ واقع میں کون گمراہی پر تھا۔

فائدہ: [۵۸] **خواہش پرست راہِ ہدایت پر نہیں آسکتے:**......یعنی آپ ایسے ہوا پرستوں کو راہِ ہدایت پر لے آنے کی کیا ذمہ داری کر سکتے ہیں جن کا معبود ہی محض خواہش ہو کہ جدھر خواہش لے گئی اُدھر ہی جھک پڑے، جو بات خواہش کے موافق ہوئی قبول کر لی، جو مخالف ہوئی رد کر دی۔ آج ایک پتھر اچھا معلوم ہوا اسے پوجنے لگے کل دوسرا اس سے خوبصورت مل گیا پہلے کو چھوڑ کر اس کے آگے سر جھکا دیا۔

فائدہ: [۵۹] **جانوروں سے بدتر و بدبخت انسان:**......یعنی کیسی ہی نصیحتیں سنایئے، یہ تو چوپائے جانور ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر، انہیں سننے یا سمجھنے سے کیا واسطہ؟ چوپائے تو بہرحال اپنے پرورش کرنے والے مالک کے سامنے گردن جھکا دیتے ہیں، اپنے محسن کو پہچانتے ہیں، نافع و مضر کی کچھ شناخت رکھتے ہیں، کھلا چھوڑ دو تو اپنی چراگاہ اور پانی پینے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن ان بدبختوں کا حال یہ ہے کہ نہ اپنے خالق و رازق کا حق پہچانا، نہ اس کے احسانات کو سمجھا، نہ بھلے برے کی تمیز کی، نہ دوست دشمن میں فرق کیا، نہ غذائے روحانی اور چشمۂ ہدایت کی طرف قدم اٹھایا بلکہ اس سے کوسوں دور بھاگے اور جو قوتیں خدا تعالیٰ نے عطا کی تھیں ان کو معطل کیے رکھا بلکہ بے موقع صرف کیا۔ اگر ذرا بھی عقل و فہم سے کام لیتے تو اس کارخانہ قدرت میں بیشمار نشانیاں موجود تھیں جو نہایت واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ اور اصولِ دین کی صداقت وحقانیت کی طرف رہبری کر رہی ہیں جن میں سے بعض نشانوں کا ذکر آئندہ آیات میں کیا گیا ہے۔

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا

پھر کھینچ لیا ہم نے اس کو اپنی طرف سہج سہج (آہستہ آہستہ) سمیٹ کر ۶۰ اور وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو

وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ

آرام اور دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لیے ۶۱ اور وہی ہے جس نے چلائیں ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اس کی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے آسمان

2/15

السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾

سے پانی پاک حاصل کرنے کا کہ زندہ کردیں اس سے مرے ہوئے دیس کو اور پلائیں اس کو اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو ف۶۲

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ

اور طرح طرح سے تقسیم کیا ہم نے اسکو انکے بیچ میں تا کہ دھیان رکھیں، پھر بھی نہیں رہتے بہت لوگ بدون ناشکری کیے ف۶۳ اور اگر ہم چاہتے تو

كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ

اٹھاتے ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا اور مقابلہ کر ان کا اس کے ساتھ بڑے زور سے ف۶۴ اور وہی ہے جس

الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

نے ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی ف۶۵

فائدہ: [۶۰] عظیم الشان دلیل قدرت: ......صبح سے طلوعِ شمس تک سب جگہ سایہ رہتا ہے اگر حق تعالیٰ سورج کو طلوع نہ ہونے دیتا تو یہ ہی سایہ قائم رہتا، مگر اس نے اپنی قدرت سے سورج نکالا جس سے دھوپ پھیلنی شروع ہوئی اور سایہ بتدریج ایک طرف کو سمٹنے لگا۔ اگر دھوپ نہ آتی تو سایہ کو ہم سمجھ بھی نہ سکتے، کیونکہ ایک ضد کے آنے سے ہی دوسری ضد پہچانی جاتی ہے: ﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ﴾ الآیۃ [قصص: ۷۱] حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اول ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا جاتا ہے جب تک کہ جڑ میں آ لگے۔ "اپنی طرف کھینچ لیا" کا یہ مطلب ہے کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے۔" (موضح القرآن) پھر زوال کے بعد ایک طرف سے دھوپ سمٹنا شروع ہوتی ہے اور دوسری طرف سایہ لمبا ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ آخر نہار میں دھوپ غائب ہوجاتی ہے یہ ہی مثال دنیا کی ہستی کی سمجھو۔ اول عدم تھا پھر نور وجود آیا پھر آخر کار کتم عدم میں چلی جائے گی۔ اور اسی جسمانی نور وظل کے سلسلہ پر روحانی نور وظلمت کو قیاس کرلو۔ اگر کفر وعصیان اور جہل وطغیان کی ظلمات میں آفتابِ نبوت کی روشنی اللہ تعالیٰ نہ بھیجتا تو کسی کو معرفت صحیحہ کا راستہ ہاتھ نہ آتا۔

فائدہ: [۶۱] نشانات قدرت میں سے رات اور دن: ......یعنی رات کی تاریکی چادر کی طرح سب پر محیط ہوجاتی ہے جس میں لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں، پھر دن کا اجالا ہوتا ہے تو نیند سے اٹھ کر ادھر اُدھر چلنے پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح موت کی نیند کے بعد قیامت کی صبح آئے گی جس میں سارا جہان دوبارہ اٹھ کھڑا ہوگا اور یہ ہی حالت اس وقت پیش آتی ہے جب انبیاء علیہم السلام وحی والہام کی روشنی سے دنیا میں اجالا کرتے ہیں، تو جہل وغفلت کی نیند سے سوئی ہوئی مخلوق ایک دم آنکھیں مل کر اُٹھ بیٹھتی ہے۔

فائدہ: [۶۲] بارش وبارش کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بعث پر استدلال: ......یعنی اول برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ پانی پڑتے ہی مردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے، کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، جہاں خاک اُڑ رہی تھی وہاں سبزہ زار بن جاتا ہے اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن ایک غیبی بارش کے ذریعہ مردہ جسموں کو جو خاک میں مل چکے تھے زندہ کردیا جائے گا، اور دنیا میں بھی اسی طرح جو دل جہل وعصیان کی موت سے مرچکے تھے وحی الٰہی کی آسمانی بارش ان کو زندہ کردیتی ہے، جو روحیں پلیدی میں پھنس گئی تھیں روحانی

بارش کے پانی سے دُھل کر پاک وصاف ہو جاتی ہیں اور معرفت ووصول الی اللہ کی پیاس رکھنے والے اسی کو پی کر سیراب ہوتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۶۳] ...... یعنی بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ، کہیں جلد کہیں بدیر، جس طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت مقتضی ہو پہنچتا رہتا ہے تا لوگ سمجھیں کہ اس کی تقسیم کسی قادر مختار وحکیم کے ہاتھ میں ہے، لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے اور نعمتِ الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے اُلٹے کفر اور ناشکری پر اتر آتے ہیں۔ یہی حال روحانی بارش کا ہے کہ جس کو اپنی استعداد اور ظرف کے موافق جتنا حصہ ملنا تھا مل گیا اور بہت سے اس نعمتِ عظمیٰ کا کفران ہی کرتے رہے۔

فَائِدَہ:[۶۴] تسلی اور تائید رسول ﷺ: ...... یعنی نبی کا آنا تعجب کی چیز نہیں اللہ چاہے تو اب بھی نبیوں کی کثرت کر دے کہ ہر بستی میں علیحدہ نبی ہو۔ مگر اس کو منظور یہی ہوا کہ اب آخر میں سارے جہان کے لیے اکیلے محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی بنا کر بھیجے۔ سو آپ کافروں کے احمقانہ طعن وتشنیع اور سفیہانہ نکتہ چینیوں کی طرف التفات نہ فرمائیں۔ اپنا کام پوری قوت اور جوش سے انجام دیتے رہیں اور قرآن ہاتھ میں لے کر ان منکرین کا مقابلہ زور وشور کے ساتھ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرنے والا ہے۔

فَائِدَہ:[۶۵] پانیوں میں شانِ قدرت اور دلیل قدرت: ...... بیان القرآن میں دو معتبر بنگالی علماء کی شہادت نقل کی ہے کہ ''ارکان'' سے ''چاٹگام'' تک دریا کی شان یہ ہے کہ اس کی دو جانبیں بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں، ایک کا پانی سفید ہے، ایک کا سیاہ، سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموج ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے۔ کشتی سفید میں چلتی ہے اور دونوں کی بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے جو دونوں کا ملتقی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا۔ اور مجھ سے ''باریسال'' کے بعض طلبہ نے بیان کیا کہ ضلع ''باریسال'' میں دو ندیاں ہیں جو ایک ہی دریا سے نکلی ہیں ایک کا پانی کھاری بالکل کڑوا، اور ایک کا نہایت شیریں اور لذیذ ہے۔ یہاں گجرات میں راقم الحروف جس جگہ آج کل مقیم ہے (ڈابھیل سملک ضلع سورت) سمندر تقریباً دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ادھر کی ندیوں میں برابر مد وجزر (جوار بھاٹا) ہوتا رہتا ہے۔ بکثرت ثقات نے بیان کیا کہ مد کے وقت جب سمندر کا پانی ندی میں آ جاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی مختلط نہیں ہوتے۔ اوپر کھاری رہتا ہے، نیچے میٹھا، جزر کے وقت اوپر سے کھاری اُتر جاتا اور میٹھا جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔ واللہ اعلم! ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ یعنی خدا کی قدرت دیکھو کہ کھاری اور میٹھے دونوں دریاؤں کے پانی کہیں نہ کہیں مل جانے کے باوجود بھی کس طرح ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں دریا الگ الگ اپنے اپنے مجریٰ میں چلائے اور دونوں کے بیچ میں بہت جگہ زمین حائل کر دی، اس طرح آزاد نہ چھوڑا کہ دونوں زور لگا کر درمیان سے زمین کو ہٹا دیتے اور اس کی ہستی کو تباہ کر دیتے، پھر دونوں میں ہر ایک کا جو مزہ ہے وہ اسی کے لیے لازم ہے۔ یہ نہیں کہ میٹھا دریا کھاری، یا کھاری میٹھا بن جائے۔ گویا باعتبار اوصاف کے ہر ایک دوسرے سے بالکل الگ رہنا چاہتا ہے۔ وقیل غیر ذلک۔ والراجح عندی ہو الاول۔ واللہ اعلم!

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ

اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کے لیے جد (نسب) اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کر سکتا ہے اور پوجتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ

اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کر سکے انکا نہ برا اور ہے کافر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا (طرف پیٹھ کر رہا) ف۶۶ اور تجھ کو

اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى

ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کے لیے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے

رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ

اپنے رب کی طرف راہ ۶۷ اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا ۶۸ اور یاد کر اس کی خوبیاں اور وہ کافی ہے اپنے بندوں

عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى ۸ مع

کے گناہوں سے خبردار ۶۹ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا

عرش پر ۷۰ وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہو ۷۱ اور جب کہیے ان سے سجدہ کرو رحمان کو کہیں رحمان کیا ہے ؟

الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ۩ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ع ۱۶

کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جس کو تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے ان کا بدکنا ۷۲ بڑی برکت ہے اس کی جس نے بنائے آسمان میں برج ۷۳

وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور رکھا اس میں چراغ ۷۴ اور چاند اجالا کرنے والا اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدلتے (بدلنے والے) ۷۵ اس شخص کے

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾

واسطے کہ چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ۷۶

فائدہ: [۶۶] خدائی قدرت کے شاہکار حضرت انسان کی احسان فراموشی:...... دیکھ لو! کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے ایک قطرۂ آب کو عاقل و کامل آدمی بنا دیا پھر آگے اس سے نسلیں چلائیں اور دامادی اور سسرال کے تعلقات قائم کیے۔ ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا کر دیا اور کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ لیکن یہ حضرت تھوڑی ہی دیر میں اپنی اصل کو بھول گئے اور اس رب قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو خدا کہنے لگے، اپنے پروردگار کا حق تو کیا پہچانتے اس سے منہ موڑ کر اور پیٹھ پھیر کر شیطان کی فوج میں جا شامل ہوئے تا اغواء و اضلال کے مشن میں اس کی مدد کریں اور مخلوق کو گمراہ کرنے میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

فائدہ: [۶۷] فریضۂ رسول ﷺ:...... یعنی آپ کا کام خدا تعالیٰ کی وفاداری پر بشارات سنانا اور غداروں کو خراب نتائج و عواقب سے آگاہ کر دینا ہے۔ آگے کوئی مانے یا نہ مانے، آپ کو کچھ نقصان نہیں۔ آپ ان سے کچھ فیس یا مزدوری تھوڑی طلب کر رہے تھے کہ ان کے نہ ماننے سے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ آپ تو ان سے صرف اتنا ہی چاہتے ہیں کہ جو کوئی چاہے خدا کی توفیق پا کر اپنے رب کا راستہ پکڑ لے۔ اسی کو چاہو فیس کہہ لو یا مزدوری۔

فائدہ: [۶۸] توکل علی اللہ کا حکم:...... یعنی آپ تنہا خدا پر بھروسہ کر کے اپنا فرض (تبلیغ و دعوت وغیرہ) ادا کیے جائیے، کسی کی مخالفت یا

موافقت کی پرواہ نہ کریں۔ فانی چیزوں کا کیا سہارا؟ سہارا تو اسی کا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے کبھی نہ مرے۔

فائدہ: [۶۹]......یعنی اُسی پر توکل رکھیے اور اسی کی عبادت اور حمد وثنا کرتے رہیے۔ ان مجرموں سے وہ خود نبٹ لے گا۔

فائدہ: [۷۰]......اس کا بیان سورۂ اعراف [آیت: ۵۴] میں گزر چکا۔

فائدہ: [۷۱] **رحمن بڑی شان والا ہے جاہل مشرک کیا جانیں:**......یعنی اللہ تعالیٰ کی شانوں اور رحمتوں کو کسی جاننے والے سے پوچھو۔ یہ جاہل مشرک اُسے کیا جانیں ﴿وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾ [انعام: ۹۱] اپنی شئون وکمالات کا پوری طرح جاننے والا تو خدا ہی ہے: ''اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ'' لیکن مخلوق میں سب سے بڑے جاننے والے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی ذات گرامی میں حق تعالیٰ نے اولین وآخرین کے تمام علوم جمع کر دیئے، خدا تعالیٰ کی شانوں کو کوئی ان سے پوچھے۔

فائدہ: [۷۲] **مشرکین کا ''رحمن'' سے نفور ان کی جہالت وتعنت کا آئینہ دار ہے:**......یعنی یہ جاہل مشرک رحمن کی عظمتِ شان کو کیا سمجھ سکتے ہیں جن کو اس نام سے بھی چڑ ہے۔ جب یہ نام سنتے ہیں تو انتہائی جہل یا بے حیائی اور تعنت سے ناواقف بن کر کہتے ہیں کہ رحمن کون ہے جسکو ہم سے سجدہ کراتا ہے؟ کیا محض تیرے کہہ دینے سے ایسی بات مان لیں؟ بس تم نے ایک نام لے دیا اور ہم سجدہ میں گر پڑے۔ غرض جس قدر انہیں رحمن کی اطاعت وانقیاد کی طرف توجہ دلائے، اسی قدر زیادہ بدکتے اور بھاگتے ہیں۔

فائدہ: [۷۳] **آسمانی قلعے اور برج:**......یعنی بڑے بڑے ستارے، یا آسمانی قلعے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں یا ممکن ہے سورج کی بارہ منزلیں مراد ہوں جو اہلِ ہیئت نے بیان کی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''آسمان کے بارہ حصے، ان کا نام برج، ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔'' (موضح)

فائدہ: [۷۴] **سورج کو چراغ کہنے کی وجہ:**......یعنی سورج، شاید نور وحرارت کے جمع ہونے اور صفت احراق رکھنے کی وجہ سے اس کو چراغ فرمایا: ﴿وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾ [نوح: ۱۶]

فائدہ: [۷۵] **ایک دوسرے کا بدل:**......گھٹنے بڑھنے یا آنے جانے کو بدلنا سدلنا فرمایا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک کو دوسرے کا بدل بنایا ہے مثلاً دن کا کام رہ گیا رات کو کر لیا، رات کا وظیفہ رہ گیا دن میں پورا کر دیا۔ کما ورد فی الحدیث۔

فائدہ: [۷۶] **تغیرات کا مقصد معرفت خداوندی کا سراغ لگانا ہے:**......یعنی چاند سورج وغیرہ کا اُلٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل اس لیے ہے کہ اس میں دھیان کر کے لوگ خداوندِ قدیر کی معرفت کا سراغ لگائیں کہ یہ سب تصرفات وتقلباتِ عظیمہ اسی کے دستِ قدرت کی کارسازیاں ہیں۔ اور رات دن کے فوائد وانعامات کو دیکھ کر اس کی شکر گزاری کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ رحمن کے مخلص بندے جن کا ذکر آگے آتا ہے، ایسا ہی کرتے ہیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

اور بندے رحمان کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ۷۷ اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت ۷۸

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے ۷۹ اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب

جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا

بے شک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ رہنے کی ف۸۰ اور وہ لوگ کہ جب خرچ

لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ

کرنے لگیں نہ بے جا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گزران ف۸۱ اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو

وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾

اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے ف۸۲ اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف۸۳

يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا

دونا ہوگا اس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر ف۸۴ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ

صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ

کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے بخشنے والا مہربان ف۸۵ اور جو کوئی توبہ کرے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ۙ وَإِذَا مَرُّوا

اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۸۶ اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں ف۸۷ اور جب گزرتے

بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾

ہیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگانہ ف۸۸ اور وہ لوگ کہ جب ان کو سمجھائیے اُن کے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اندھے ہو کر ف۸۹

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک ف۹۰ اور کر ہم کو پرہیزگاروں

إِمَامًا ﴿٧٤﴾ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ

کا پیشوا ف۹۱ انکو بدلہ ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لیے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئیں گے انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۹۲ سدا رہا کریں

حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ

ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی ف۹۳ تو کہہ پروا نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو ف۹۴ سو

فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ع۱۷

تم تو جھٹلا چکے اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ ف۹۵

فائدہ:[۷۷] عباد الرحمٰن کے اوصاف ...... متواضعانہ چال:...... یعنی مشرکین کی طرح رحمن کا نام سن کر ناک بھنویں نہیں چڑھاتے بلکہ ہر فعل وقول سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں، ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری، اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ریاء وتصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کی جو رفتار احادیث میں منقول ہے، اس کی تائید نہیں کرتی۔

فائدہ:[۷۸] جاہلوں سے عفوو درگزر اور نرم کلام:...... یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفوو صفح سے دیتے ہیں۔ جب کوئی جہالت کی گفتگو کرے تو ملائم بات اور صاحب سلامت کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ ایسوں سے منہ نہیں لگتے، نہ ان میں شامل ہوں، نہ ان سے لڑیں۔ ان کا شیوہ وہ نہیں جو جاہلیت میں کسی نے کہا تھا ؎

اَلَا لَا یَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَیْنَا
فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الجَاهِلِیْنَا

یہ تو رحمن کے ان مخلص بندوں کا دن تھا، آگے رات کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔

فائدہ:[۷۹] راتیں عبادت سے زندہ کرتے ہیں:...... یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں، یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔ رکوع چونکہ قیام و سجود کے درمیان واقع ہے شاید اسی لیے اس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا گویا ان ہی دونوں کے بیچ میں آ گیا۔

فائدہ:[۸۰]...... یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے، یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر خدا کے عذاب وقہر سے بے فکر ہو گئے۔

فائدہ:[۸۱] خرچ میں میانہ روی:...... یعنی موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں نہ مال کی محبت، نہ اس کی اضاعت کما قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ الآیۃ [بنی اسرائیل:۲۹]

فائدہ:[۸۲] حق پر گامزن:...... مثلاً قتلِ عمد کے بدلہ قتل کرنا، یا بدکاری کی سزا میں زانی محصن کو سنگسار کرنا، یا جو شخص دین چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے اس کو مار ڈالنا، یہ سب صورتیں ﴿اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ میں شامل ہیں کما ورد فی الحدیث۔

فائدہ:[۸۳]...... یعنی بڑا سخت گناہ کیا جس کی سزا مل کر رہے گی۔ بعض روایات میں آیا کہ "آثام" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں بہت ہی ہولناک عذاب بیان کیے گئے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

فائدہ:[۸۴]...... یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔ عذاب بھی ان پر بڑا ہوگا اور دم بدم بڑھتا رہے گا۔

فائدہ:[۸۵] توبہ و انابت کا بہترین ثمرہ:...... یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دے گا اور کفر کے گناہ معاف کرے گا۔ یا یہ کہ بدیوں کو مٹا کر توبہ اور عملِ صالح کی برکت سے انکی تعداد کے مناسب نیکیاں ثبت فرمائے گا۔ کما یظھر من بعض الاحادیث۔

فائدہ:[۸۶]...... پہلے ذکر تھا کافر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لے آیا، یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا، وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے برے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پائے۔ معلوم ہوا کہ سورۂ نساء میں جو فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ [نساء:۹۳] وہ غیر تائب کے حق میں ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۸۷] ہر قسم کے جھوٹ سے اجتناب:...... یعنی نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی شہادت دیں، نہ باطل کاموں، اور گناہ کی مجلسوں میں حاضر ہوں۔

فائدہ:[۸۸] لغو چیزوں سے کنارہ کشی:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی گناہ میں شامل نہیں، اور کھیل کی باتوں کی

طرف دھیان نہیں کرتے، نہ اس میں شامل نہ ان سے لڑیں۔"
فَائِدَة:[۸۹] فکر و تدبر سے آراستہ:...... بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنیں اور سن کر متاثر ہوں، مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں۔
فَائِدَة:[۹۰] عباد الرحمن کی پیاری دعا:...... یعنی بیوی بچے ایسے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو۔ اور ظاہر ہے مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا جب اپنے اہل و عیال کو طاعتِ الٰہی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے۔ دنیا کی سب نعمتیں اور مسرتیں اس کے بعد ہیں۔
فَائِدَة:[۹۱] اچھی سوچ و فکر:...... یعنی ایسا بنادے کہ لوگ ہماری اقتداء کر کے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ کہ ہم نہ صرف بذاتِ خود مہتدی، بلکہ دوسروں کے لیے ہادی ہوں اور ہمارا خاندان تقویٰ و طہارت میں ہماری پیروی کرے۔
فَائِدَة:[۹۲] رحمٰن کے عباد الرحمٰن پر انعامات:...... یعنی جنت میں اوپر کے درجے ملیں گے اور فرشتے دعا و سلام کہتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور آپس کی ملاقاتوں میں یہ ہی کلمات سلام و دعا، ان کی تکریم و عزت افزائی کے لیے استعمال ہوں گے۔
فَائِدَة:[۹۳] ...... یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے اُنکا تو وہ گھر ہوگا۔
فَائِدَة:[۹۴] رب بے نیاز ہے اس سے مانگنے میں اپنا ہی فائدہ ہے:...... یعنی تمہارے نفع نقصان کی باتیں بھادیں۔ بندہ کو چاہیے مغرور اور بیباک نہ ہو، خدا کو اس کی کیا پروا، ہاں! اس کی التجا پر رحم کرتا ہے۔ نہ التجا کرو گے اور بڑے بنے رہو گے تو مٹھ [مڈ] بھیڑ کے لیے تیار ہو جاؤ جو عنقریب ہونے والی ہے۔
فَائِدَة:[۹۵] تکذیب حق کا انجام:...... یعنی کافر جو حق کو جھٹلا چکے۔ یہ تکذیب عنقریب ان کے گلے کا ہار بنے گی، اس کی سزا سے کسی طرح چھٹکارا نہ ہوگا۔ آخرت کی ابدی ہلاکت تو ہے ہی، دنیا میں بھی اب جلد مٹھ بھیڑ ہونے والی ہے یعنی لڑائی جہاد۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں اس مٹھ بھیڑ کا نتیجہ دیکھ لیا۔

تم سورة الفرقان ولله الحمد والمنة۔

ایاتہا ۲۲۸ ﴿ ۲۶ سورۃ الشعراء مکیۃ ۴۷ ﴾ رکوعاتہا ۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ

طٰسٓمّٓ یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ف۱ شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے ف۲ اگر ہم

نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُہُمۡ لَہَا خٰضِعِیۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ

چاہیں اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی ف۳ اور نہیں پہنچتی ان کے پاس

ذِکۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہُ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ کَذَّبُوۡا فَسَیَاۡتِیۡہِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا

کوئی نصیحت رحمان سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے ف۴ سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات

کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلَی الۡاَرۡضِ کَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۷﴾

کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۵ کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۹﴾ وَ اِذۡ

اس میں البتہ نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے ف۶ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف۷ اور جب

نَادٰی رَبُّکَ مُوۡسٰۤی اَنِ ائۡتِ الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰﴾ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوۡنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ

پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ جا اس قوم گناہ گار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں ف۸ بولا اے رب میں

اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیۡقُ صَدۡرِیۡ وَ لَا یَنۡطَلِقُ لِسَانِیۡ فَاَرۡسِلۡ اِلٰی ہٰرُوۡنَ ﴿۱۳﴾

ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو ف۹

المنزل (۵) ع

فائدہ:[۱] کھلی و واضح کتاب:...... یعنی اس کتاب کا اعجاز کھلا ہوا ہے، احکام واضح ہیں اور حق کو باطل سے الگ کرنے والی ہے۔

فائدہ:[۲] حضور ﷺ کی انتہائی شفقت کا بیان:...... یعنی ان بدبختوں کے غم میں اپنے کو اس قدر گھلانے کی ضرورت نہیں، کیا ان کے

پیچھے آپ اپنی جان کو ہلاک کر کے رہیں گے؟ دلسوزی اور شفقت کی بھی آخر ایک حد ہے۔

فَائِدَہ:[۳] دنیا آزمائش کا گھر ہے: ......یعنی یہ دنیا ابتلاء کا گھر ہے جہاں بندوں کے انقیاد و تسلیم اور سرکشی کو آزمایا جاتا ہے۔ اسی لیے حکمتِ الٰہی مقتضی نہیں کہ ان کا اختیار بالکل سلب کر لیا جائے ورنہ خدا چاہتا تو کوئی ایسا آسمانی نشان دکھلاتا کہ اس کے آگے زبردستی سب کی گردنیں جھک جاتیں۔ بڑے بڑے سرداروں کو بھی انکار و انحراف کی قدرت باقی نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تو نہیں کیا، ہاں وہ نشان بھیجے جنہیں دیکھ کر آدمی حق کو سمجھنا چاہے تو بآسانی سمجھ سکے۔ اور کبھی کبھی مغلوب ہو کر گردن جھکانے سے مفر بھی نہ ملے۔

فَائِدَہ:[۴] کافروں کا پند و نصیحت سے اعراض: ......یعنی آپ جن کے غم میں پڑے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ رحمن اپنی رحمت و شفقت سے جب ان کی بھلائی کے لیے کوئی پند و نصیحت بھیجتا ہے یہ ادھر متوجہ نہیں ہوتے بلکہ منہ پھیر کر بھاگتے ہیں گویا کوئی بہت بری چیز سامنے آ گئی۔

فَائِدَہ:[۵] اعراض و تکذیب کی سزا عنقریب چکھیں گے: ......یعنی صرف معمولی اعراض ہی نہیں تکذیب و استہزاء بھی ہے۔ سو عنقریب دنیا اور آخرت میں اپنی کرتوت کی سزا بھگتیں گے، اس چیز کی حقیقت کھلے گی جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

فَائِدَہ:[٦] زمین کی روئیدگی سے لامحدود قدرت الٰہی پر استدلال: ......یعنی یہ مکذبین اگر ایک پیش پاافتادہ زمین ہی کے احوال میں غور کرتے تو مبدأ و معاد کی معرفت حاصل کرنے کے لیے کافی ہو سکتی تھی۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اسی کرکری اور حقیر مٹی سے کیسے عجیب و غریب رنگ برنگ پھول پھل اور قسم قسم کے غلے اور میوے ایک مضبوط نظام تکوین کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ کسی لامحدود قدرت و حکمت رکھنے والے صانع نے اس پر رونق چمن کی گلکاریاں کی ہیں جس کے قبضہ میں وجود کی باگ ہے اور وہ ہی جب چاہے اسے ویران کر سکتا اور ویرانی کے بعد دوبارہ آباد کر سکتا ہے۔ پھر ان آیاتِ تکوینیہ کو سمجھ لینے کے بعد آیاتِ تنزیلیہ کی تصدیق میں کیا اشکال رہ جاتا ہے؟ ہاں! ماننا ہی منظور نہ ہو تو الگ بات ہے۔

فَائِدَہ:[۷] قدرت کے باوجود رحم کا برتاؤ: ......یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ نہ ماننے پر فوراً عذاب بھیج سکتا تھا، مگر رحم کھا کر تاخیر کرتا ہے کہ ممکن ہے اب بھی مان لیں۔ آگے عبرت کے لیے مکذبین کے چند واقعات بیان فرمائے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ خدا نے ان کو کہاں تک ڈھیل دی، جب کسی طرح نہ مانے تو پھر کیسے تباہ و برباد کیا۔ ان میں پہلا قصہ قوم فرعون کا ہے جو پیشتر سورۂ اعراف [آیت: ۱۰۴-۱۳٦] اور سورۂ طٰہٰ [آیت: ۷۸] وغیرہ میں بالتفصیل گزر چکا، وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لیے جائیں۔

فَائِدَہ:[۸] قوم فرعون کا قصہ: ......تم جا کر انہیں خدا کے غصہ سے ڈراؤ۔

فَائِدَہ:[۹] اللہ سے موسیٰ علیہ السلام کی درخواست: ......یعنی پوری بات سننے سے پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دیں گے اور مجلس میں کوئی تائید کرنے والا نہ ہو گا۔ ممکن ہے اس وقت ملول اور حزین ہو کر طبیعت رک جائے، دل نہ کھلے، اور زبان میں کچھ لکنت پہلے ہی سے ہے۔ تنگدل ہو کر بولنے میں زیادہ رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے اس لیے میری تقویت و تائید کے لیے اگر ہارون کو جو مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں، میرا شریک حال کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ

اور ان کو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ ف۱۰ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں ف۱۱ فرمایا کبھی نہیں تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ

مُسْتَمِعُونَ ﴿۱۵﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي

تمہارے سنتے ہیں ف۱۲ سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لے کر آئے ہیں پروردگار عالم کا یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ

إِسْرَآءِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَّلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ

بنی اسرائیل کو ف۱۳ بولا کیا نہیں پالا ہم نے تجھ کو اپنے اندر (اپنے یہاں) لڑکا سا ف۱۴ اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس ف۱۵ اور کر گیا

فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿٢٠﴾

تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا ف۱۶ اور تو ہے ناشکر ف۱۷ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوکنے والا ف۱۸

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ

پھر بھاگا میں تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا (مقرر کیا) مجھ کو پیغام پہنچانے والا ف۱۹ اور کیا

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ

وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ف۲۰ بولا فرعون کیا معنی پروردگار عالم کا ف۲۱ کہا پروردگار

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾

آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو ف۲۲ بولا اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو ف۲۳

فائدہ:[۱۰]......یعنی ایک قبطی کے خون کا دعویٰ جس کی تفصیل سورۂ قصص [آیت:۱۶] میں آئے گی۔

فائدہ:[۱۱] ایک خدشہ کا اظہار:......یعنی دعوت و تبلیغ سے پہلے ہی میرا کام تمام نہ کردیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارے آدمی کا خون کر کے بھاگا تھا۔ ایسی صورت میں فرض تبلیغ کس طرح ادا ہوگا۔

فائدہ:[۱۲] اللہ کی طرف سے تسلی اور معیت کا اعلان:......یعنی کیا مجال ہے کہ ہاتھ لگا سکیں۔ جاؤ اپنی استدعا کے موافق ہارون کو بھی ساتھ لو اور ہمارے دیے ہوئے معجزات و نشانات لے کر وہاں پہنچو۔ ان نشانات کے ساتھ ہوتے ہوئے تم کو کیا ڈر، اور نشان کیا ہم خود ہر موقع پر تمہارے ساتھ ہیں اور فریقین کی گفتگو سن رہے ہیں۔

فائدہ:[۱۳] بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ:......بنی اسرائیل کا وطن حضرات ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ملک شام تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سبب سے مصر میں آرہے، وہاں ایک مدت گزری۔ اب ان کو حق تعالیٰ نے ملک شام دینا چاہا۔ فرعون ان کو نہ چھوڑتا تھا کیونکہ ان سے غلاموں کی طرح بیگار میں کام لیتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی آزادی کا مطالبہ فرمایا۔

فائدہ:[۱۴] فرعون کا احسان جتلانا:......یعنی تو وہی نہیں جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے ناز و نعم سے پالا پوسا اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا۔ اب تیرا یہ دماغ ہو گیا کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔

فائدہ:[۱۵] باہمی مکالمہ:......اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کیے، اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے۔

فائدہ:[۱۶]......یعنی جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اُسے ہم بھولے نہیں۔

فائدہ:[۱۷]......یعنی ہمارے سب احسانات بھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے، اس وقت تو بھی (العیاذ باللہ) ان ہی میں کا ایک تھا جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔

فَائِدَة: [۱۸] **جوابِ موسیٰ علیہ السلام:**...... یعنی قبطی کا خون میں نے دانستہ نہیں کیا تھا غلطی سے ایسا ہوگیا، مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکا مارنے میں جو تادیب کے لیے تھا اس کا دم نکل جائے گا ﴿فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ﴾ [قصص:۱۵]

فَائِدَة: [۱۹]...... یعنی بیشک میں خوف کھا کر یہاں سے بھاگا لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا۔ یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو، پھر اس طرح بے خوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آکر ڈٹ جائے۔

فَائِدَة: [۲۰]...... یعنی بچپن میں میری پرورش کا احسان جتلانا تجھے زیب نہیں دیتا۔ کیا ایک اسرائیلی بچہ کی تربیت سے اس کا جواب ہوسکتا ہے کہ تو نے اس کی ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس بچہ کی تربیت بھی خود تیرے زہرہ گداز مظالم کے سلسلہ ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہو۔ نہ تو بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتا، نہ خوف کی وجہ سے میری والدہ تابوت میں رکھ کر مجھے دریا میں چھوڑتی، نہ تیرے محل سرا [زنان خانہ] تک رسائی ہوتی۔ ان حالات کا تصور کر کے تجھ کو ایسا احسان جتلاتے ہوئے شرمانا چاہیے۔ اور صاف بات یہ ہے کہ جس پروردگار نے تجھ جیسے دشمن کے گھر میں میری پرورش کرائی اسی نے آج تیری خیر خواہی کے لیے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

فَائِدَة: [۲۱] **فرعون کا سوال:**...... یعنی موسیٰ علیہ السلام نے ﴿فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کے امتثال میں اپنے کو ''رب العالمین'' کا پیغمبر کہا۔ اس پر فرعون جحود، تعنت اور ہٹ دھرمی کی راہ سے بولا کہ (العیاذ باللہ) ربّ العالمین کیا چیز ہوتی ہے؟ میری موجودگی میں کسی اور رب کا نام لینا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیونکہ اس شقی ازلی کا دعویٰ تو اپنی قوم کے رُوبرُو یہ تھا ﴿مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ﴾ [قصص:۳۸] (میں اپنے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں سمجھتا) اور ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ [نازعات:۲۴] (تمہارا بڑا پروردگار میں ہوں) چنانچہ اس کی قوم کے لوگ بعض تو انتہائی جہل و بلادت سے اور بعض خوف یا طمع سے اسی کی پرستش کرتے تھے گو دل میں اس ملعون کو بھی خدا کی ہستی کا یقین تھا۔ جیسا کہ ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ﴾ الآیۃ [بنی اسرائیل:۱۰۲] سے ظاہر ہوتا ہے۔

فَائِدَة: [۲۲] **حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب:**...... یعنی آسمان و زمین کی سب چیزیں جس کے زیرِ تربیت ہیں وہ ہی ربّ العالمین ہے۔ اگر تمہارے قلوب میں کسی چیز پر بھی یقین لانے کی استعداد موجود ہو تو فطرتِ انسانی سب سے پہلے اس چیز کا یقین دلانے کے لیے کافی ہے۔

فَائِدَة: [۲۳] **فرعون کی چال:**...... فرعون جان بوجھ کر بات کو رُلانا چاہتا تھا۔ اپنے حوالی موالی کو اُبھارنے اور موسیٰ علیہ السلام کی بات کو خفیف کرنے کے لیے کہنے لگا، سنتے ہو! موسیٰ کیسی دور از کار باتیں کر رہے ہیں۔ کیا تم میں کوئی تصدیق کرے گا کہ میرے سوا آسمان و زمین میں کوئی اور رب ہے؟

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ

کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۲۴ بولا تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ

گیا ضرور باؤلا ہے ف۲۵ کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے بیچ ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف۲۶ بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور

اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

حاکم میرے سوا تو مقرر (ضرور) ڈالوں گا تجھ کو قید میں ف۲۷ کہا اور اگر لے کر آیا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھول دینے والی ف۲۸

قَالَ فَأْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ

بولا تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے پھر ڈال دیا اپنا عصا، سو اسی وقت وہ اژدہا ہو گیا صریح اور اندر

يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ ع ۲

سے نکالا اپنا ہاتھ، سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے، بولا اپنے گرد کے سرداروں سے یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا

يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي

ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے، سو اب کیا حکم دیتے ہو ف۲۹ بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ

بھیج دے شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑھا ہوا پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر

مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ

دن کے ف۳۰ اور کہہ دیا لوگوں کو کیا تم بھی اکٹھے ہو گے شاید ہم راہ قبول کر لیں جادوگروں کی اگر ہو

الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾

ان کو غلبہ ف۳۱ پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر ہو ہم کو غلبہ

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾

بولا البتہ (ہاں) اور تم اس وقت مقربوں (مصاحبوں) میں ہو گے ف۳۲ کہا ان کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو ف۳۳

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾

پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے ف۳۴

فائدہ:[۲۴] رب العالمین کا تعارف: ...... یعنی او احمق! میں جس رب العالمین کا ذکر کر رہا ہوں، وہ ہے جس نے خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ اور جب تمہارا بیج بھی نہ تھا اس وقت زمین و آسمان کی تربیت و تدبیر کر رہا تھا۔

فائدہ:[۲۵] فرعون کا موسیٰ علیہ السلام پر الزام: ...... یعنی (العیاذ باللہ) کس دیوانہ کو رسول بنا کر بھیجا ہے جو ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی خبر لیتا ہے۔ اور ہماری شوکت وحشمت کو دیکھ کر ذرا نہیں جھجکتا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ عقل سے بالکل خالی ہے۔

فائدہ:[۲۶] موسیٰ علیہ السلام کی دو ٹوک بات اور مضبوط دلیل: ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع وغروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنے والا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا

کے کون ہوسکتا ہے؟ کیا کسی کو قدرت ہے کہ اس کے قائم کیے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لیے توڑ دے یا بدل ڈالے؟ یہ آخری بات سن کر فرعون بالکل مبہوت ہوگیا اور بحث و جدال سے گزر کر دھمکیوں پر اُتر آیا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو اُبھارتا تھا کہ ان کو یقین نہ آجائے۔''

فَائِدَة: [۲۷] **خدائی کا فرعونی دعویٰ اور دھمکی:** ...... اس مرتبہ فرعون نے اپنا مطلب صاف کہہ دیا کہ یہاں ''مصر'' میں کوئی اور خدا نہیں۔ اگر میرے سوا کسی اور معبود کی حکومت مانی تو یاد رکھو قید خانہ تیار ہے۔

فَائِدَة: [۲۸] **موسیٰ علیہ السلام کا حکیمانہ جواب:** ...... یعنی فیصلہ میں ابھی جلدی نہ کر، یہ تو تیری باتوں کا جواب تھا۔ اب ذرا وہ کھلے ہوئے نشان بھی دیکھ جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری صداقت دونوں کا اظہار ہو۔ اگر ایسے نشان دکھلاؤں تو کیا پھر بھی تیرا فیصلہ یہ ہی رہے گا۔

فَائِدَة: [۲۹] **خدائی کا دعویدار حواس باختہ:** ...... یا تو خدائی کے دعوے تھے یا اتنی جلد ایسا حواس باختہ ہوگیا کہ اپنے غلاموں اور پرستاروں کے احکام پر چلنے کے لیے آمادہ ہوگیا۔

فَائِدَة: [۳۰] ...... یعنی عید کے دن چاشت کے وقت۔

فَائِدَة: [۳۱] **فرعونی سوچ اور اعلان:** ...... یعنی سب کو اکٹھا ہونا چاہیے۔ امید قوی ہے کہ ہمارے جادوگر غالب آئیں گے۔ اس وقت ہم موسیٰ کی شکست اور مغلوبیت دکھلانے کے لیے اپنے ساحرین ہی کی راہ پر چلیں گے۔ گویا یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس میں ہماری کوئی خودغرضی نہیں۔ جب مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری رہے گا تو انصافاً کسی کو ہمارے طریقہ سے منحرف ہونے کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔

فَائِدَة: [۳۲] **جادوگروں کے مطالبہ پر فرعون کا وعدہ:** ...... یعنی نہ صرف مالی انعام واکرام، بلکہ تم میرے خاص مصاحبوں میں رہو گے۔ ان آیات کا مفصل بیان ''اعراف'' [آیت: ۱۱۴-۱۲۲] اور ''طٰہٰ'' [آیت: ۶۰] میں گزر چکا ہے۔

فَائِدَة: [۳۳] **جادوگروں کے سوال کا جواب:** ...... یعنی جب ساحرین نے کہا کہ موسیٰ تم پہلے اپنی لاٹھی ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں؟ اس کے جواب میں فرمایا کہ تم ہی اپنی قوت خرچ کر دیکھو۔

فَائِدَة: [۳۴] **جادوگروں کی خوش فہمی:** ...... بعض نے ﴿بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ﴾ کو قسم کے معنی میں لیا ہے۔ یعنی فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب ہو کر رہیں گے۔

فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿۴۵﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ﴿۴۶﴾ قَالُوٓا آمَنَّا

پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ (نقل، تماشا) انہوں نے بنایا تھا ۳۵ پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں بولے ہم نے مان لیا

بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهٰرُونَ ﴿۴۸﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُۥ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُۥ

جہان کے رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم

لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم

کو، مقرر (بیشک) وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو سکھلایا جادو ۳۶ سو اب معلوم کرلو گے البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری

مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ

طرف کے پاؤں اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۳۷ ہم غرض رکھتے

اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ ع ۱۸

ہیں کہ بخش دے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے ف۳۸ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل

بِعِبَادِيْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ

میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ف۳۹ پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب ف۴۰ یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی

قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ

سی ف۴۱ اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں ف۴۲ اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں ف۴۳ پھر نکال باہر کیا ہم نے انکو باغوں

وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْۤ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿٥٩﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ

اور چشموں سے اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے اسی طرح ف۴۴ اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ (چیزیں) بنی اسرائیل کے ف۴۵ پھر پیچھے

مُّشْرِقِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ

پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے ف۴۶ کہا ہرگز (کوئی) نہیں میرے

سَيَهْدِيْنِ ﴿٦٢﴾ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا ف۴۷ پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو، پھر دریا پھٹ گیا

كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾

تو ہو گئی ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ ف۴۸ اور پاس پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو

فائدہ: [۳۵] **عصائے موسیٰ کا کمال:**...... شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خالی رسیاں اور لاٹھیاں رہ گئیں جو سانپوں کی صورتیں انہوں نے بنائیں تھیں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اُن کو نگل گیا۔

فائدہ: [۳۶]...... یعنی موسیٰ علیہ السلام تمہارا بڑا استاد ہے۔ آپس میں سازش کر کے آئے ہو کہ تم یہ کرنا، ہم یوں کہیں گے۔ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "تمہارا بڑا" کہا رب کو "یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو۔" واللہ اعلم!

فائدہ: [۳۷] **جادوگروں کا فرعون کو مومنانہ جواب:**...... یعنی بہر حال مر کر خدا کے یہاں جانا ہے، اس طرح مریں گے، شہادت کا درجہ ملے گا، یہ سب مضامین سورۂ "اعراف" [آیت: ۱۲۵] وغیرہ میں گزر چکے ہیں وہاں دیکھ لیا جائے۔

فائدہ: [۳۸] **اللہ سے امید:**...... یعنی موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کے بعد بھرے مجمع میں ظالم فرعون کے روبرو سب سے پہلے ہم نے قبول حق کا اعلان کیا۔ اس سے امید ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ ہماری گزشتہ تقصیرات کو معاف فرمائے گا۔

فائدہ: [۳۹] **موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم سمیت ہجرت کا حکم اور تسلی:**...... یعنی جب ایک مدت مدید تک سمجھانے اور آیات دکھلاتے رہنے کے بعد بھی فرعون نے حق کو قبول نہ کیا اور بنی اسرائیل کا ستانا نہ چھوڑا، تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو لے کر رات میں یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اور دیکھنا یہ فرعونی لوگ تمہارا پیچھا کریں گے (گھبرانا نہیں)۔

فائدہ: [۴۰]...... تا تمام قبطیوں کو جمع کر کے بنی اسرائیل کا تعاقب کرے۔

فائدہ: [۴۱] **فرعون کی قوم کو جوش دلانے کی کوشش:**...... یعنی ان تھوڑے سے آدمیوں نے تم کو تنگ کر رکھا ہے حالانکہ ان کی ہستی کیا ہے جو تمہارے مقابلہ میں عہدہ برآ ہو سکیں۔ یہ باتیں قوم کو غیرت اور جوش دلانے کے لیے کہیں۔

فائدہ: [۴۲]...... یا ہم کو غصہ دلا رہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ انکی کمبختی نے دھکا دیا ہے۔

فائدہ: [۴۳]...... تو اس روز روز کے خطرہ کا قلع قمع ہی کر دو۔ بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ہماری بڑی جمعیت ہے جو محتاط یا مسلح ہے تو یہ الفاظ دل بڑھانے کے لیے ہوں گے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۴۴] **بنی اسرائیل کا تعاقب:**...... یعنی اس طرح قبطی گھر بار، مال و دولت، باغ اور کھیتیاں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں ایک دم نکل پڑے۔ جنہیں پھر لوٹنا نصیب نہ ہوا۔ گویا اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکال باہر کیا۔

فائدہ: [۴۵]...... یا تو اسکے بعد ہی یہ چیزیں بنی اسرائیل کے ہاتھ لگیں اور یا ایک مدت بعد سلیمان علیہ السلام کے عہد میں جب ملک مصر بھی انکی سلطنت میں شامل ہوا۔ واللہ اعلم! پہلے اسکے متعلق اختلاف گزر چکا ہے۔

فائدہ: [۴۶] **بنی اسرائیل کا گھبراہٹ میں سوال:**...... یعنی بحر قلزم کے کنارہ پہنچ کر بنی اسرائیل پار ہونے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعونی لشکر نظر آیا گھبرا کر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب ان کے ہاتھ سے کیسے بچیں گے؟ آگے سمندر حائل ہے اور پیچھے سے دشمن دبائے چلا آرہا ہے۔

فائدہ: [۴۷] **موسیٰ علیہ السلام کا تسلی آمیز جواب:**...... یعنی گھبراؤ نہیں، اللہ کے وعدوں پر اطمینان رکھو، اس کی حمایت و نصرت میرے ساتھ ہے۔ وہ یقینا ہمارے لیے کوئی راستہ نکال دے گا۔ ناممکن ہے کہ دشمن ہم کو پکڑ سکے۔

فائدہ: [۴۸] **نصرت خداوندی کا مظہر:**...... پانی بہت گہرا تھا بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے۔ بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے الگ الگ ان میں کو گزرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئی کذا فی موضح القرآن۔

وَاَنۡجَیۡنَا مُوۡسٰی وَمَنۡ مَّعَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ

اور بچادیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو ف۴۹ اس چیز میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے

اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۶۸﴾ وَاتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۶۹﴾ اِذۡ ع

بہت لوگ ان میں ماننے والے ف۵۰ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف۵۱ اور سنادے ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا

قَالَ لِاَبِیۡہِ وَقَوۡمِہٖ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اَصۡنَامًا فَنَظَلُّ لَہَا عٰکِفِیۡنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ ہَلۡ

اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو ف۵۲ وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن (دن بھر) انہی کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں ف۵۳ کہا

يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو ف۵۴ یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا ف۵۵ بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی کام

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ

کرتے ف۵۶ کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے ف۵۷ سو وہ میرے غنیم

عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾

ہیں ف۵۸ مگر جہان کا رب ف۵۹ جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ف۶۰ اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا پھر جلائے گا ف۶۱ اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر

خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾

انصاف کے دن ف۶۲ اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا (شامل کر) مجھ کو نیکوں میں ف۶۳

فائدہ:[۴۹] فرعونی لشکر دریا کی لپیٹ میں:...... یعنی فرعونی لشکر بھی قریب آ گیا اور دریا میں راستے بنے ہوئے دیکھ کر بنی اسرائیل کے بعد بے سوچے سمجھے گھس پڑا۔ جب تمام لشکر دریا کی لپیٹ میں آ گیا فوراً خدا کے حکم سے پانی کے پہاڑ ایک دوسرے سے مل گئے۔ یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے۔ [اعراف:۱۳۶، صفحہ:۳۴۸]

فائدہ:[۵۰] دنیا ہی میں انجام آشکار:...... یعنی جب اکثروں نے حق کو قبول نہ کیا تو آخر میں قدرت نے یہ نشان دکھلایا، جس سے صادقین اور مکذبین کے انجام کا دنیا ہی میں الگ الگ پتہ چل جاتا ہے۔

فائدہ:[۵۱] تسلی رسول ﷺ:...... یہ سنا دیا ہمارے حضرت ﷺ کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو۔ پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے "بدر" کے دن جیسے فرعون تباہ ہوا۔ (موضح القرآن)

فائدہ:[۵۲] سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قوم سے سوال:...... یعنی یہ چیز کیا ہے جسے تم پوجتے ہو؟

فائدہ:[۵۳] قوم کا جواب:...... یعنی تم ہمارے معبودوں کو جانتے نہیں، جو ایسی تحقیر سے سوال کر رہے ہو۔ ہم ان مورتوں کو پوجتے ہیں اور اس قدر وقعت و عقیدت ہمارے دل میں ہے کہ دن بھر آسن جما کر ان ہی کو لگے بیٹھے رہتے ہیں۔

فائدہ:[۵۴] دعوت توحید کا حکیمانہ انداز:...... یعنی اتنا پکارنے پر کبھی تمہاری بات سنتے ہیں؟ اگر نہیں سنتے (جیسا کہ ان کے جماد ہونے سے ظاہر ہے) تو پکارنا فضول ہے۔

فائدہ:[۵۵]...... یعنی کیا پوجنے پر کچھ نفع یا نہ پوجنے کی صورت میں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ظاہر ہے جو اپنے اوپر سے مکھی تک نہ اڑا سکیں وہ دوسرے کو کیا نفع نقصان پہنچا سکیں گے، پھر ایسی عاجز و لایعقل چیز کو معبود بنانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

فائدہ:[۵۶] قوم کی آباء پرستی:...... یعنی ان منطقی بحثوں اور کج حجتیوں کو ہم نہیں جانتے، نہ ہماری عقیدت اور پرستش کا مدار ان باتوں

2/16

پر ہے۔ بس سو دلیلوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے بڑے اسی طرح کرتے چلے آئے۔ کیا ہم ان سب کو احمق سمجھ لیں؟

فائدہ: [۵۷] ...... یعنی ان کا پوجنا ایک پرانی حماقت ہے، ورنہ جس کے اختیار اور قبضہ میں ذرہ برابر نفع نقصان نہ ہو اس کی عبادت کیسی؟

فائدہ: [۵۸] اعلان برحق اور مشرکین پر تعریض: ...... یعنی لو! میں بے خوف وخطر اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے ان معبودوں سے میری لڑائی ہے۔ میں ان کی گت بنا کر رہوں گا: ﴿وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ [انبیاء: ۵۷] اگر ان میں کوئی طاقت ہے تو مجھ کو نقصان پہنچا دیکھیں۔ کما قال تعالیٰ فی موضع آخر: ﴿وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا﴾ الآیۃ [انعام: ۸۰] وقال نوح علیہ السلام: ﴿فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ﴾ [یونس: ۷۱] وقال ہود علیہ السلام: ﴿فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ﴾ [ہود: ۵۵] اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہ نہایت مؤثر ولطیف پیرایہ میں مشرکین پر تعریض ہے۔ یعنی جن کی تم عبادت کر رہے ہو میں ان کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ اگر نعوذ باللہ ان کی پرستش کروں تو سراسر نقصان ہے۔ اسی سے سمجھ لو کہ تم بھی ان کی عبادت کر کے نقصان اٹھا رہے ہو۔

فائدہ: [۵۹] تذکیر نعمت: ...... کہ وہ ہی میرا معبود، دوست اور مددگار ہے۔

فائدہ: [۶۰] ...... یعنی فلاح دارین کی راہ دکھاتا اور اعلیٰ درجہ کے فوائد ومنافع کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

فائدہ: [۶۱] ...... یعنی کھلانا پلانا مارنا جلانا اور بیماری سے اچھا کرنا، سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

فائدہ: [۶۲] ...... یعنی کسی معاملہ میں بھول چوک یا اپنے درجہ کے موافق خطا وتقصیر ہو جائے تو اسی کی مہربانی سے معافی کی توقع ہو سکتی ہے، کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ آگے حق تعالیٰ کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر کرتے کرتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غلبۂ حضور سے دعا شروع کر دی جو کمالِ عبدیت کے لوازم میں سے ہے۔

فائدہ: [۶۳] دعاء ابراہیمی اور غناء ربانی کا اظہار: ...... یعنی مزید علم وحکمت اور درجات قرب وقبول مرحمت فرما، اور اعلیٰ درجہ کے نیکوں کے زمرہ میں (جو انبیاء علیہم السلام ہیں) شامل رکھ۔ کما قال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: "اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى" اس دعا سے اپنی کامل احتیاج اور حق تعالیٰ کی غناء کا اظہار مقصود ہے یعنی نبی ہو یا ولی، اللہ تعالیٰ کسی کے معاملہ میں مجبور ومضطر نہیں، ہمہ وقت اسکے فضل ورحمت سے کام چلتا ہے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ

اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف۶۴ اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کے ف۶۵ اور معاف کر

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا

میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولے ہوؤں میں ف۶۶ اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے مگر

مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾

جو کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر دل چنگا (بے روگ) ف۶۷ اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے ف۶۸

وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے، کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں ف۶۹

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا

پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو اور ابلیس کے لشکر کو سموں کو کہیں گے جب وہ وہاں باہم

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ

جھگڑنے لگیں قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان گناہ

اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ

گاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والے اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا سو کسی طرح ہم کو

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّيْ

ہے زبردست رحم والا جھٹلایا نوح کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ، میرا بدلہ

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

ہے اسی پروردگار عالم پر

فائدۃ: [۶۴] **قبول عام اور ذکر خیر سے فضول کی دعا:**...... یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثار حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں اور میرے راستہ پر چلنے کی طرف راغب ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور اُمت ہو، اور میرا دین تازہ کریں۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا اور ان کی نسل سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جنہوں نے ملتِ ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر اہلِ ملل کی زبانوں پر جاری ہے اور اُمتِ محمدیہ تو ہر نماز میں "كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" پڑھتی ہے۔

فائدۃ: [۶۵] ...... یعنی جنت کا جو آدم علیہ السلام کی میراث ہے۔

فائدۃ: [۶۶] **باپ کیلئے دعا:**...... ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعا باپ کی موت کے بعد کی مگر دوسری جگہ تصریح آگئی کہ جب اس کا دشمن خدا ہونا ظاہر ہو گیا تو براءت اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ كما قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ [توبہ: ۱۱۴] اور اگر ﴿اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ میں ﴿كَانَ﴾ کا ترجمہ "تھا" کے بجائے "ہے" سے کیا جائے، تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ زندگی میں ایمان لے آنے کا امکان تھا، تو دعا کا حاصل یہ ہے کہ الٰہی! اس کو ایمان سے

مشرف فرما کر کفر کے زمانہ کی خطائیں معاف فرمادے۔ اس کی قدرے مفصل تحقیق پہلے کسی جگہ گزر چکی ہے۔ فلیراجع۔ [توبہ: ۱۱۳-۱۱۴]

فَائِدَہ: [۶۷] فاسد عقیدوں سے حفاظت کے لئے دعا:...... یعنی بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر ونفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہ ہی وہاں کام دے گا، نرے مال واولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال واولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے، تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات وخیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

فَائِدَہ: [۶۸] قیامت کا ایک منظر:...... یعنی محشر میں جنت مع اپنی انتہائی آرائش وزیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور ومحظوظ ہوں گے۔ اسی طرح دوزخ کو مجرموں کے پاس لے آئیں گے تا داخل ہونے سے پیشتر ہی خوف کھا کر لرزنے لگیں۔

فَائِدَہ: [۶۹]...... یعنی اب وہ فرضی معبود کہاں گئے کہ نہ تمہاری مدد کر کے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں، نہ بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔

فَائِدَہ: [۷۰] دوزخ میں مجرمین کا آپس میں جھگڑا اور گمراہی کا اعتراف:...... یعنی بت اور بت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرادیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔ ایک دوسرے کو الزام دے گا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق واختیارات دے رکھے تھے) ربّ العالمین کے برابر کر دیا۔ کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی؟ اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے۔ وہ خود ہی دوزخ کے کندے بن رہے ہیں۔ کوئی اتنا بھی نہیں کہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کر دے یا کم از کم اس آڑے وقت میں کوئی دوست دلسوزی وہمدردی ہی کا اظہار کرے۔ سچ ہے ﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ [زخرف: ۶۷]

فَائِدَہ: [۷۱]...... یعنی اگر ایک مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس جانے کا موقع دیا جائے تو اب وہاں سے پکے ایماندار بن کر آئیں لیکن یہ کہنا بھی جھوٹ ہے ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ [انعام: ۲۸]

فَائِدَہ: [۷۲]...... یعنی ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ میں توحید وغیرہ کے دلائل اور مشرکین کا عبرتناک انجام دکھلایا گیا ہے مگر لوگ کہاں مانتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۷۳] سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت:...... یعنی نہایت صدق وامانت کے ساتھ حق تعالیٰ کا پیغام بلا کم وکاست تم کو پہنچاتا ہوں لہٰذا واجب ہے کہ پیغامِ الٰہی سن کر خدا سے ڈرو، اور میرا کہا مانو۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ۷۴ بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں اور تیرے ساتھ (ساتھی) ہو رہے ہیں کمینے ۷۵ کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا

كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ

جو کام وہ کر رہے ہیں اُن کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو ۷۶ میں

اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ

تو بس یہی ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر ۷۷ بولے اگر تو نہ چھوڑے گا (باز رہے گا) اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا ۷۸ کہا اے رب

إِنَّ قَوۡمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافۡتَحۡ بَيۡنِي وَبَيۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِينَ ﴿١١٨﴾

میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلایا سو فیصلہ کر دے میرے انکے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ ف۷۹ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۸۰

فَأَنجَيۡنَٰهُ وَمَن مَّعَهُۥ فِي الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَةً

پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اس لدی (بھری) ہوئی کشتی میں پھر ڈبا دیا ہم نے اسکے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو ف۸۱ البتہ

وَمَا كَانَ أَكۡثَرُهُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتۡ عَادٌ

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے، اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا عاد نے پیغام

الۡمُرۡسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذۡ قَالَ لَهُمۡ أَخُوهُمۡ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمۡ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا

لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو اللہ

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ أَجۡرٍ ۖ إِنۡ أَجۡرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الۡعَٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾

سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی جہان کے مالک پر

أَتَبۡنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعۡبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمۡ تَخۡلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشۡتُم

کیا بناتے ہو ہر اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید (گویا) تم ہمیشہ رہو گے ف۸۲ اور جب ہاتھ ڈالتے

بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيٓ أَمَدَّكُم بِمَا تَعۡلَمُونَ ﴿١٣٢﴾

ہو تو پنجہ (چنگل) مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۸۳ اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچائیں وہ چیزیں جو تم جانتے ہو

أَمَدَّكُم بِأَنۡعَٰمٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾

پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے ف۸۴

قَالُوا سَوَآءٌ عَلَيۡنَآ أَوَعَظۡتَ أَمۡ لَمۡ تَكُن مِّنَ الۡوَٰعِظِينَ ﴿١٣٦﴾ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّا خُلُقُ الۡأَوَّلِينَ ﴿١٣٧﴾

بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی

وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿١٣٨﴾

اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ف۸۵

فائدہ: [۷۴] ...... یعنی ایک بے غرض اور بے لوث آدمی کی بات ماننی چاہیے۔

فائدہ: [۷۵] کافروں کی ہرزہ سرائی: ...... یعنی تھوڑے سے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کے لیے تیرے ساتھ ہو گئے ہیں۔ بھلا

یہ کیا اونچے کام کریں گے اور ہمارا افضل و شرف کب اجازت دے سکتا ہے کہ ان کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں، پہلے تو آپ ان کو اپنے یہاں سے کھسکایئے پھر ہم سے بات کرنا۔

فائدہ:[٧٦] پیغمبر کا زبردست جواب:......یعنی مجھے ان کا صدق و ایمان قبول ہے، ان کے پیشے یا نیت اور اندرونی کاموں کے جاننے سے کیا مطلب۔ اس کا فیصلہ اور حساب تو پروردگار کے یہاں ہوگا۔ باقی میں تمہاری خاطر سے غریب ایمانداروں کو اپنے پاس سے دھکے نہیں دے سکتا۔

فائدہ:[٧٧]......یعنی میرا فرض تم کو آگاہ کر دینا تھا سو کر چکا، تمہاری لغو فرمائشیں پوری کرنا میرے ذمہ نہیں۔

فائدہ:[٧٨] قوم کی دھمکی:......یعنی بس اب ہم کو اپنی نصیحت سے معاف رکھو، اگر اس روش سے باز نہ آئے تو سنگسار کیے جاؤ گے۔

فائدہ:[٧٩] دعاء نوح علیہ السلام:......یعنی میرے اور ان کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیجیے۔ اب ان کے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں۔

فائدہ:[٨٠]......یعنی مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو الگ الگ کر کے ان کا بیڑا غرق کر۔

فائدہ:[٨١]......اس قصہ کی تفصیل پہلے کئی جگہ گزر چکی۔ [اعراف: ٦٤، ہود: ٣٧-٤٤]

فائدہ:[٨٢] قوم عاد کا عبث شوق:......ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط منارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے، مگر نام ہو جائے اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف کی بناتے تھے مال ضائع کرنے کو۔ ان میں بڑی کاریگریاں دکھلاتے گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہوں گی (لیکن آج دیکھو تو ان کے کھنڈر بھی باقی نہیں)۔

فائدہ:[٨٣] دعوت ہود علیہ السلام:......یعنی ظلم و ستم سے زیردستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا۔ خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ سو اللہ سے ڈرو، ظلم و تکبر سے باز آؤ، اور میری بات مانو۔

فائدہ:[٨٤]......یعنی اتنا تو سوچو کہ آخر یہ سامان تم کو کس نے دیئے ہیں؟ کیا اس منعم حقیقی کا تمہارے ذمہ کوئی حق نہیں۔ اگر تمہاری یہ ہی شرارت اور سرکشی رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ پہلی قوموں کی طرح کسی سخت آفت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دیکھو! میں تم کو نصیحت کر چکا اپنے انجام کو خوب سوچ لو۔

فائدہ:[٨٥] قوم عاد کا ضدی جواب:......یعنی تمہاری نصیحت بیکار ہے، یہ جادو ہم پر چلنے والا نہیں۔ قدیم سے یہ عادت چلی آتی ہے کہ کچھ لوگ نبی بن کر عذاب سے ڈرایا کرتے ہیں، اور مرنے جینے کا سلسلہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے تو اس سے ہم کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے؟ رہا جو طریقہ ہمارا ہے وہ ہی ہمارے اگلے باپ دادوں کا تھا۔ ہم اس سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں، نہ عذاب کی دھمکیوں کو خاطر میں لا سکتے ہیں۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

پھر اس کو جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو غارت کر دیا ٨٦ اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا

ہے زبردست رحم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ

ڈرتے نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر

أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ

کچھ بدلہ، میرا بدلہ ہے اسی جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں بے کھٹکے (بے خوف)، باغوں میں

وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾

اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا گابھا (خوشہ) ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف کے

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۸۷ اور نہ مانو حکم بیباک لوگوں کا جو خرابی کرتے ہیں ملک میں

وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ

اور اصلاح نہیں کرتے ف۸۸ بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم ف۸۹ سو

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا

لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے ف۹۰ کہا یہ اونٹنی ہے اس کے لیے پانی پینے کی ایک باری اور تمہارے لیے باری ایک دن کی مقرر ف۹۱ اور

تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾

مت چھیڑیو اس کو بری طرح سے پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی ف۹۲ پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی (کونچیں کاٹیں اس اونٹنی کی) کو پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۹۳

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا ع ۸ ۱۹ ۱۲

ہے زبردست رحم کرنے والا جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے کیا تم

تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

ڈرتے نہیں میں تمہارے لیے پیغام لاتے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے

أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا

اس کا کچھ بدلہ، میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر ف۹۴ اور چھوڑتے ہو

خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ

جو تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جورویں، بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے ف۹۵ بولے اگر نہ چھوڑے گا تو

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾

اے لوط تو کو نکال دیا جائے گا و۹٦ کہا میں تمہارے کام سے البتہ بیزار ہوں و۹۷

فائدہ:[۸٦] ......یعنی سخت آندھی بھیج کر۔ ان کا قصہ بھی پہلے "اعراف" [آیت: ٦۵-۷۲] وغیرہ میں مفصل گزر چکا ہے۔

فائدہ:[۸۷] دعوت صالح علیہ السلام:......یعنی کیا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ اسی عیش و آرام اور باغ و بہار کے مزے لوٹو گے؟ اور پہاڑوں کو تراش کر جو تکلف کے مکان تیار کیے ہیں ان سے کبھی نہ نکلو گے؟ یا یہ مضبوط اور سنگین عمارتیں تم کو خدا کے عذاب سے بچا لیں گی؟ اس سودائے خام کو دل سے نکال ڈالو، اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر میرا کہا مانو میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔

فائدہ:[۸۸] ......یہ عوام کو فرمایا کہ تم ان بڑے مفسد شیطانوں کے پیچھے چل کر تباہ نہ ہو۔ یہ تو زمین میں خرابی پھیلانے والے ہیں، اصلاح کرنے والے اور نیک صلاح دینے والے نہیں۔

فائدہ:[۸۹] قوم کا جواب:......یعنی ہم سے کون سی بات تجھ میں زائد ہے جو نبی بن گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے تیری عقل ماری گئی۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ:[۹۰] فرمائشی معجزے کا مطالبہ:......یعنی اگر نبی ہے اور ہم سے ممتاز درجہ رکھتا ہے تو اللہ سے کہہ کر کوئی ایسا نشان دکھلا جسے ہم بھی تسلیم کرلیں، پھر فرمائش کی کہ اچھا پتھر کی اس چٹان میں سے ایک اونٹنی نکال دے جو ایسی اور ایسی ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دعا فرمائی، حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے یہ نشان دکھلا دیا۔

فائدہ:[۹۱] فرمائش کے مطابق معجزے کا ظہور:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے، حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے وہ چھوٹی پھرتی، جس جنگل میں چرنے یا جس تالاب پر پانی پینے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے۔ تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن اس پانی پر وہ جائے، ایک دن اوروں کے مواشی جائیں۔"

فائدہ:[۹۲] قوم کو تنبیہ:......یعنی اونٹنی کے ساتھ برائی سے پیش نہ آنا، ورنہ بڑی سخت آفت ہوگی۔

فائدہ:[۹۳] قوم ثمود کی ہلاکت:......ایک بدکار عورت کے گھر مواشی بہت تھے۔ چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک آشنا کو اُکسایا، اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے، اسکے تین دن بعد عذاب آیا (موضح القرآن) یہ قصہ بھی پہلے [اعراف: ۷۳-۷۹،] مفصل گزر چکا۔

فائدہ:[۹۴] سیدنا لوط علیہ السلام کا وعظ، نصیحت:......یعنی سارے جہان میں سے مرد ہی تمہاری شہوت رانی کے لیے رہ گئے، یا یہ کہ سارے جہان میں سے تم ہی ہو جو اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہو۔

فائدہ:[۹۵] ......یعنی یہ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت کی حد سے بھی نکل چکے ہو۔

فائدہ:[۹٦] قوم لوط کی دھمکی:......یعنی یہ وعظ و نصیحت رہنے دو۔ اگر آئندہ ہمیں تنگ کرو گے تو تم کو بستی سے نکال باہر کریں گے۔

فائدہ:[۹۷] اعلان بیزاری:......اس لیے ضرور اس پر اظہار نفرت کرونگا اور نصیحت سے باز نہیں آسکتا۔

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ

اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں و۹۸ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر والوں کو سب کو و۹۹ مگر ایک بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ان پر ایک برساؤ، سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۱۰۰ البتہ

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

والوں کو ف۱۰۱ جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا

اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ، میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر

الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا

کر دو ناپ اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی ترازو سے ف۱۰۲ اور مت گھٹا دو

النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے ف۱۰۳ اور ڈرو اس سے جس نے بنایا تم کو اور اگلی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ

خلقت کو بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کردیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو

الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ

جھوٹا ہے ف۱۰۴ سو گرا دے (ڈال دے) ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے ف۱۰۵ کہا میرا رب

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ

خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۱۰۶ پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے دن کی، بے شک وہ تھا عذاب

عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

بڑے دن کا ف۱۰۷ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾

رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر

فائدہ:[۹۸] دعاء لوط علیہ السلام:......یعنی ان کی نحوست اور وبال سے ہم کو بچا اور انہیں غارت کر۔

فائدہ:[۹۹] قوم لوط پر عذاب:......یہ ان کی بیوی تھی جو ان بدمعاشوں سے ملی رہی تھی۔ جب عذاب آیا تو یہ بھی ہلاک ہوئی۔

فائدہ:[۱۰۰]......یعنی ان کی بستیاں الٹ دیں اور آسمان سے پتھروں کا برساؤ کیا، سو ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ ان کا قصہ بھی مفصل اعراف [آیت:۸۰-۸۴] وغیرہ میں گزر چکا۔

فائدہ:[۱۰۱] "اصحاب ایکہ" کا تعارف:......ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "اصحاب ایکہ" وہ ہی قوم مدین ہے۔ "ایکہ" ایک درخت تھا جسے یہ لوگ پوجتے تھے اسی نسبت سے "اصحاب الایکہ" کہا گیا اور اسی لیے شعیب علیہ السلام کو ﴿اَخُوْهُمْ﴾ سے تعبیر نہیں فرمایا، کیونکہ انبیاء کی اُخوت محض قومی و نسبی تعلقات پر مبنی تھی۔ اگر "مدین" کہتے تو ﴿اَخُوْهُمْ﴾ کہنا موزوں تھا، جب "اصحاب الایکہ" کہہ کر ایک مذہبی نسبت سے ذکر کیا تو اس حیثیت سے ﴿اَخُوْهُمْ﴾ فرمانا حضرت شعیب علیہ السلام کی شان کے مناسب نہ تھا۔ بہرحال "مدین" اور "اصحاب ایکہ" ایک قوم ہے اور شعیب علیہ السلام اسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے پہلے بھی اس کے متعلق کچھ بحث گزر چکی۔ [اعراف:۸۵]

فائدہ:[۱۰۲] دعوتِ شعیب علیہ السلام:......یعنی معاملات میں خیانت اور بے انصافی مت کرو جس طرح لینے کے وقت پورا ناپ تول کر لیتے ہو دیتے وقت بھی پورا ناپ تول کر دو۔

فائدہ:[۱۰۳]......یعنی ملک میں ڈاکے مت ڈالو اور لوگوں کے حقوق نہ مارو۔

فائدہ:[۱۰۴] قوم کا الزام:......یعنی دعوائے نبوت میں اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں میں۔

فائدہ:[۱۰۵] بیباکی:......اگر سچا ہے تو آسمان کا یا بادل کا کوئی ٹکڑا گرو اکر ہم کو ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔

فائدہ:[۱۰۶] جوابِ شعیب علیہ السلام:......یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس جرم پر کس وقت اور کتنی سزا ملنی چاہیے۔ عذاب دینا ہمارا کام نہیں ہمارا کام ہشیار کر دینا تھا، سو کر چکے۔

فائدہ:[۱۰۷] قوم شعیب کی تباہی:......سائبان کی طرح ابر آیا اس میں سے آگ برسی، نیچے سے زمین کو بھونچال آیا اور سخت ہولناک آواز آئی، اس طرح سب قوم تباہ ہو گئی۔ ان کا قصہ بھی پہلے مفصل گزر چکا ہے [اعراف:۸۵-۹۳] ایک نظر وہاں کے فوائد پر ڈال لی جائے۔

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا و۱۰۸ کھلی عربی زبان میں و۱۰۹ اور یہ لکھا ہے پہلوں کی کتابوں میں و۱۱۰

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾

کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے و۱۱۱ اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری (دوسری) زبان والے پر

فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا

اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے و۱۱۲ اسی طرح گھسا دیا ہم نے اس انکار کو گناہ گاروں کے دل میں وہ نہ

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا

مانیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے عذاب دردناک و۱۱۳ پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو پھر کہنے لگیں

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝۲۰۳ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۲۰۴ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝۲۰۵ ثُمَّ

کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی ف۱۱۴ کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر

جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝۲۰۶

پہنچے ان پر جس چیز کا ان سے وعدہ تھا

فائدہ:[۱۰۸] مبارک کتاب کا بابرکت قلب پر نزول:......آغاز سورت میں قرآن کریم کا ذکر تھا اور اس کی تکذیب پر دھمکی دی گئی تھی، درمیان میں مکذبین حق کے واقعات بیان ہوئے، یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے یعنی قرآن کریم وہ مبارک اور عظیم الشان کتاب ہے جسے رب العالمین نے اُتارا، جبریل امین لے کر اُترے اور تیرے پاک وصاف قلب پر اُتاری گئی کیونکہ یہ ہی قلب تھا جو اللہ کے علم میں اس بھاری امانت کو اٹھانے اور سنبھالنے کے لائق تھا۔ چنانچہ وحی قرآنی آئی اور سیدھی تیرے دل میں اترتی چلی گئی۔ تو نے اس کو اپنے سارے دل سے سنا اور سمجھا اور محفوظ رکھا۔ شاید ﴿عَلٰى قَلْبِكَ﴾ کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہو کہ نزول وحی کی جو کیفیتیں احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں (یعنی کبھی "صلصلۃ الجرس" کی طرح آنا اور کبھی فرشتہ کا آدمی کی صورت میں سامنے آکر بات کرنا) ان میں سے قرآن کی وحی اغلباً پہلی کیفیت کے ساتھ آتی تھی، کیونکہ دونوں حالتوں میں محققین کے نزدیک فرق یہ تھا کہ پہلی حالت میں پیغمبر کو بشریت سے منخلع ہو کر ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا۔ گویا اس وقت آلاتِ جسدانیہ کو بالکل معطل کر کے صرف روحی قوتوں اور قلبی حواس سے کام لیتے تھے، دل کے کانوں سے وحی کی آواز سنتے تھے اور دل کی آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے تھے، اور دل کی الٰہی قوتوں سے ان علوم کی تلقی کرتے تھے اور محفوظ رکھتے تھے بخلاف دوسری حالت کے کہ اس میں فرشتہ کو ملکیت سے نزول کر کے بشریت کی طرف آنا پڑتا تھا۔ اس وقت پیغمبران ہی ظاہری آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے اور ان ہی ظاہری کانوں کے توسط سے آواز سنتے تھے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وحی کی پہلی قسم کو احادیث میں فرمایا کہ "وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ" (وہ مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے) کیونکہ اس میں آپ کو بشریت سے ملکیت کی طرف صعود کرنا پڑتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فائدہ:[۱۰۹] الفاظ اور مضامین دونوں کا نزول ہوا:......یعنی اُتارا نہایت فصیح، واضح اور شگفتہ عربی زبان میں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ ﴿عَلٰى قَلْبِكَ﴾ سے مراد یہ نہیں کہ صرف مضامین قرآن کے آپ کے دل میں اُتار دیئے پھر آپ نے ان کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا، بلکہ الفاظ اور مضامین سب وحی ربانی سے قلبِ مبارک پر القاء کیے گئے۔

فائدہ:[۱۱۰] پہلی کتابوں میں بھی تذکرہ تھا:......یعنی قرآن کی اور اس کے لانے والے کی خبر پہلی آسمانی کتابوں میں موجود ہے انبیائے سابقین برابر پیشین گوئی کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ باوجود بہت سی تحریف وتبدیل کے اب تک بھی ایک ذخیرہ ایک قسم کی پیشین گوئیوں کا پایا جاتا ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کے بیشتر مضامین اجمالاً یا تفصیلاً اگلی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً قصص، توحید، رسالت، معاد وغیرہ مضامین جن پر تمام کتب سماویہ اور انبیاء و مرسلین کا اتفاق رہا ہے۔

فائدہ:[۱۱۱]......یعنی علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں کہ یہ وہ ہی کتاب اور پیغمبر ہے جس کی خبر پہلے سے آسمانی صحیفوں میں دی گئی تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے علانیہ اور بعض نے اپنی خصوصی مجلسوں میں امر حق کا اقرار کیا ہے اور بعض انصاف پسند اسی علم کی بنا پر مسلمان ہو گئے مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ غرض ایک منصف فہیم کے لیے جس کا دل حق کی طلب رکھتا اور خدا سے ڈرتا ہو، اس چیز میں بڑی نشانی ہے کہ دوسرے مذاہب کے علما بھی اپنے دلوں میں قرآن کی حقانیت کو سمجھتے ہیں، گو کسی وجہ سے بعض اوقات ابا

واقرار کی جرأت نہ کر سکیں۔

فائدہ: [۱۱۲] بہانے ہزار: ...... یعنی آپ تو فصحائے عرب میں سے ہیں ممکن ہے مشرکین مکہ یوں کہہ دیں کہ قرآن آپ نے خود تصنیف کر لیا ہوگا (حالانکہ قرآن اس حدِ اعجاز کو پہنچا ہوا ہے جس کا مثل تمام جن وانس بھی بنا کر نہیں لا سکتے) تاہم کہنے کو یہ احتمال پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی ہٹ دھرمی، شقاوت اور بدبختی کا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ قرآن فرض کرو ہم کسی غیر فصیح عرب یا عجمی انسان پر اتارتے جو ایک حرف عربی کا بولنے پر قادر نہ ہوتا، بلکہ بفرضِ محال کسی حیوان لایعقل پر اُتارا جاتا، تب بھی یہ لوگ اس کے ماننے والے نہ تھے، اس وقت کچھ اور احتمالات پیدا کرتے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''کافر کہتے تھے کہ قرآن آیا ہے عربی زبان میں، اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہہ لاتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی قرآن اُترتا تو یقین کرتے؟ فرمایا کہ دھوکہ والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا تب اور شبہے نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔'' (موضح القرآن)

فائدہ: [۱۱۳] کفار کی شرارت وہٹ دھرمی اور اس کا وبال: ...... یعنی جو آدمی جرائم اور گناہوں کا خوگر ہو جاتا ہے اور اپنے قویٰ کو شرارت اور سرکشی میں لگا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے موافق ڈھیل چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دل میں انکار وتکذیب کے اثر کو جا گزیں کر دیتا ہے، یہ تقریر ترجمہ کے موافق ہوئی۔ لیکن بہت سے مفسرین نے ﴿سَلَكْنٰهُ﴾ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے۔ یعنی قرآن کو ہم نے اس طرح مجرمین کے دل میں گھسا دیا ہے کہ وہ دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کلام بشر کا نہیں ہو سکتا، پھر بھی ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لا سکتے اور تکذیب کیے چلے جاتے ہیں تا آنکہ دنیا یا آخرت میں دردناک عذاب کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، اس وقت مانیں گے کہ ہاں پیغمبر سچے تھے اور جو کتاب لائے تھے وہ سچی تھی، مگر اس وقت ماننا کچھ نفع نہ دے گا۔

فائدہ: [۱۱۴] ...... یعنی جب عذاب الٰہی ایک دم سر پر پہنچ جائے گا اس وقت کہیں گے کیا ہمیں تھوڑی سی مہلت دی جا سکتی ہے کہ اب توبہ کر کے اپنا چال چلن درست کر لیں اور پیغمبروں کا اتباع کر کے دکھلائیں؟ دنیا میں تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے اب مہلت طلب کرنے لگے۔

مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ ع ۹

تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے ف۱۱۵ — اور کوئی بستی نہیں غارت کی ہم نے جسکے لیے نہیں ہے ڈر سنا دینے والے — یاد دلانے کو اور

وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾

ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا ف۱۱۶ — اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان — اور نہ ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ف۱۱۷

اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾

اُن کو تو سننے کی جگہ سے دور (ہر طرف) کر دیا ہے ف۱۱۸ — سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود (حاکم) پھر تو پڑے عذاب میں ف۱۱۹

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ

اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۱۲۰ — اور اپنے بازو نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۱۲۱ — پھر اگر

عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ

تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۱۲۲ — اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر ف۱۲۳ — جو دیکھتا ہے تجھ کو

تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۲۲۰﴾ ہَلۡ اُنَبِّئُکُمۡ عَلٰی مَنۡ

جب تو اٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیوں میں ف۱۲۴ بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا میں بتلاؤں تم کو کس پر

تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیۡنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ﴿۲۲۲﴾

اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گناہ گار پر ف۱۲۵

فائدہ: [۱۱۵] ......یعنی سالہا سال کی ڈھیل اور مہلت بھی جو دی گئی تھی اس وقت کچھ کام نہ آئے گی۔ اس وقت یہ برسوں کی مہلت کالعدم ہوگی اور سمجھیں گے کہ واقعی بہت ہی جلدی پکڑے گئے: ﴿کَاَنَّہُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَہَا لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوۡ ضُحٰہَا﴾ [نازعات: ۴۶]

فائدہ: [۱۱۶] **عذاب سے پہلے کافی مہلت دی گئی تھی:** ......یعنی کسی قوم کا تختہ یوں ہی ایک دم نہیں الٹ دیا گیا۔ عذاب بھیجنے سے پہلے کافی مہلت دی گئی اور ہوشیار کرنے والے پیغمبر بھیجے گئے کہ لوگ غفلت میں نہ رہیں جب کسی طرح نہ مانے آخر غارت کیے گئے۔ العیاذ باللہ

فائدہ: [۱۱۷] **مشرکین کی تردید:** ......درمیان میں مکذبین کے احوال بیان فرما کر پھر اصل مضمون ﴿وَ اِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ﴿۱۹۳﴾﴾ کی تکمیل و تتمیم فرماتے ہیں۔ یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کے ہاں سے جبریل امین لائے ہیں شیاطین کی سکھلائی ہوئی چیز نہیں۔ بھلا شیاطین سے کہاں ممکن ہے کہ ایسی کتاب بن آئے۔ ان کی طبائع کا خاصہ تو گمراہی، فساد اور ظلمت کا پھیلانا ہے۔ اور یہ کتاب اوّل سے آخر تک رشد و صلاح اور نور ہدایت سے بھری ہوئی ہے جس کی تعلیم سے وہ جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ آسمان کے نیچے بجز انبیاء کے کوئی پاکباز، صادق، خداترس اور خداپرست جماعت نہیں تو اس کتاب کے علوم اور شیاطین کی طبائع میں کوئی مناسبت نہیں۔ نہ وہ اس لائق ہیں کہ اس عظیم الشان، متبرک بار امانت کو اٹھا سکیں: ﴿لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ﴾ [حشر: ۲۱] روایات میں ہے کہ بعض مشرکین کا خیال تھا کہ محمد ﷺ کے پاس کوئی جن آکر یہ قرآن سکھلا جاتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ وحی آنے میں کچھ دیر ہوئی تو ایک عورت نے حضور ﷺ کو کہا کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا (نعوذ باللہ) ان آیات میں اسی خیال کی تردید ہے۔

فائدہ: [۱۱۸] **نزول قرآن کے وقت غیبی پہرے:** ......یعنی نزول قرآن کے زمانے میں اسکی حفاظت کیلئے ایسے غیبی پہرے بٹھائے گئے ہیں کہ شیاطین پاس بھی نہیں پھٹک سکتے، نہ ایک حرف اُچک سکتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ: ﴿وَّ اَنَّا کُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡہَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ یَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ یَجِدۡ لَہٗ شِہَابًا رَّصَدًا﴾ [جن: ۹] وقال تعالیٰ: ﴿فَاِنَّہٗ یَسۡلُکُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ رَصَدًا ﴿ۙ﴾﴾ [جن: ۲۷] وقال تعالیٰ: ﴿لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ ؕ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ﴾ [حٰم السجدہ: ۴۲]۔

تنبیہ: ......شیاطین کے غیبی خبریں سننے کی کوشش کرنے اور ناکام رہنے کے متعلق سورۂ حجر [آیت: ۱۸] کے شروع میں مفصل کلام کیا جا چکا ہے وہاں مطالعہ کرنا چاہیے۔

فائدہ: [۱۱۹] **تعلیمات قرآنی پر عمل کی ترغیب:** ......یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو یعنی جب یہ کتاب بلاشک و شبہ خدا کی اُتاری ہوئی ہے، شیطان کا اس میں ذرّہ بھر دخل نہیں تو چاہیے کہ اس کی تعلیم پر چلو جس میں اصل اصول توحید ہے۔ شرک و کفر اور تکذیب کی شیطانی راہ اختیار مت کرو ورنہ عذاب الٰہی سے رُستگاری کی کوئی سبیل نہیں۔

فائدہ: [۱۲۰] **پہلے اقارب کو دعوت اور تنبیہ:** ......یعنی اوروں سے پہلے اپنے اقارب کو تنبیہ کیجیے کہ خیر خواہی میں ان کا حق مقدم ہے اور ویسے بھی آدمی کی صداقت و حقانیت اقارب کے معاملہ سے پرکھی جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "جب یہ آیت اتری

حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے ہاں اپنی فکر کرو۔ خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا۔"

فائدہ: [۱۲۱]...... یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو، اپنے ہوں یا پرائے۔

فائدہ: [۱۲۲]...... یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا، اپنا ہو یا پرایا۔ (موضح)

فائدہ: [۱۲۳] **نافرمانوں سے بیزاری:**...... یعنی نافرمانی کرنے والے کوئی ہوں اور کتنے ہی ہوں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سب سے بیزار ہو کر ایک خدا پر بھروسہ رکھ جو زبردست بھی ہے۔ کسی کی اس کے مقابلہ میں چل نہیں سکتی اور مہربانی فرمانے والا بھی، چنانچہ اپنی مہربانی سے تیرے حال پر ہر وقت نظر عنایت رکھتا ہے۔

فائدہ: [۱۲۴] **ہر وقت نظرِ عنایت کا مطلب:**...... یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور متوسلین کی خبر لیتا ہے کہ خدا کی یاد میں ہیں یا غافل (موضح) یا تو جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور جماعت کی نماز میں نقل و حرکت (رکوع و سجود وغیرہ) کرتا ہے، اور مقتدیوں کی دیکھ بھال رکھتا ہے اور بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں۔ یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۲۵] **شیطانی وحی جھوٹوں، بدکاروں پر آتی ہے:**...... یہاں پھر قرآن کے صدق اور عظمت شان پر تنبیہ فرمائی۔ یعنی ایسے ساجدین اور تہجد گزاروں کے امام کو جو اللہ کے معاملہ میں اپنے اور بیگانے کی کوئی پرواہ نہ کرے اور ساری دنیا سے ٹوٹ کر اکیلے خدا پر بھروسہ رکھے، کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیطان ان پر وحی لاتا تھا؟ آؤ! میں تم کو بتاؤں کہ شیطانی وحی کس قسم کے لوگوں پر آتی ہے؟ وہ آتی ہے جھوٹوں پر، بدمعاشوں اور بدکاروں پر، کیونکہ شیطان سچے اور نیک آدمیوں سے بیزار ہے کہ یہ اسکو برا جانتے ہیں۔ جھوٹے دغابازوں سے خوش ہے جو اسکی مرضی کے موافق ہیں۔ بھلا سب سچوں سے زیادہ سچے اور تمام نیکوں سے بڑھ کر نیک انسان کو شیطانی وحی سے کیا نسبت، حضور ﷺ کا صدق و امانت، اتقاء، پاکبازی، خدا ترسی تو وہ اوصاف ہیں جو بچپن سے لیکر دعوائے نبوت تک آپ کی ساری قوم کو تسلیم تھے حتیٰ کہ "الصادق الامین" آپ کا لقب ہی پڑ گیا تھا۔

يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ

لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۱۲۶ شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف۱۲۷ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر

وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں ف۱۲۸ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۱۲۹ مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور کام کیے اچھے

وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ

اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان پر ظلم ہوا ف۱۳۰ اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے

مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

کہ کس کروٹ الٹتے ہیں ف۱۳۱

فَائِدَة:[۱۲۶] شیطانی وحی کی حقیقت:......یعنی شیاطین کوئی ایک آدھ ناتمام بات اُمورِ غیبیہ جزئیہ کے متعلق جو سن بھاگتے ہیں اس میں سو جھوٹ ملا کر اپنے کاہن دوستوں کو پہنچاتے ہیں، یہ حقیقت ان کی وحی کی ہے۔ برخلاف اس کے انبیاء کی وحی کا ایک حرف اور ایک شوشہ بھی جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ بعض نے ﴿یُلْقُوْنَ السَّمْعَ﴾ کے معنی یہ لیے ہیں کہ شیاطین ملاءِ اعلیٰ کی طرف کان لگاتے ہیں کہ کوئی غیبی بھنک کان میں پڑ جائے۔ یا جھوٹے گناہ گار شیاطین کی طرف کان جھکائے رکھتے ہیں کہ کوئی چیز اُدھر سے ہاتھ آئے تو چلتی کریں۔

فَائِدَة:[۱۲۷] شاعری حقیقت سے دور تخیلات کا نام ہے:......کافر لوگ پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے، کبھی شاعر۔ سو فرمایا کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اسکو لگاؤ نہیں ہوتا، اسلئے اسکی باتوں سے بجز گرمیٔ محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی حالانکہ اس پیغمبر کی صحبت میں قرآن سن سنکر ہزاروں آدمی نیکی اور پرہیزگاری پر آتے ہیں۔

فَائِدَة:[۱۲۸] شاعروں کی مبالغہ آمیزی:......یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے، کسی کی تعریف کی تو آسمان پر چڑھادیا۔ مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اس میں جمع کردیے، موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ غرض جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسی لیے شعر کی نسبت مشہور ہے: اَکْذَبُہٗ اَحْسَنُہٗ۔

فَائِدَة:[۱۲۹] محمد ﷺ کی باتیں سچی اور ترازو میں تلی ہوئی ہیں:......یعنی شعر پڑھو تو معلوم ہو کہ رستم سے زیادہ بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہوں گے، اور جا کر ملو تو پرلے درجہ کے نامرد اور ڈرپوک۔ کبھی دیکھو تو بے کئے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ نبضیں ساقط ہوچکیں، قبض روح کا انتظار ہے۔ حالی نے مسدس میں ان کے جھوٹ کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ غرض ایک پیغمبر خدا اور وہ بھی خاتم الانبیاء، کو اس جماعت سے کیا لگاؤ۔ اسی لیے فرمایا: ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ﴾ الآیۃ [یٰسٓ: ۶۹] آپ کی جو بات تھی سچی، جچی تلی باون تولے پاؤرتی، تحقیق کی ترازو میں تلی ہوئی۔ پھر جو بات زبان مبارک سے سنی جاتی تھی وہ ہی عمل میں آنکھوں سے نظر آتی تھی۔ بھلا شاعر ایسے ہوتے ہیں؟ اور شاعری اسے کہتے ہیں؟ حاشا ثم حاشا۔

فَائِدَة:[۱۳۰] اچھے شعراء اور حقانی شعراء کا استثناء:......مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے، یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اسکا جواب دے، یا کسی نے اسکو ایذاء پہنچائی اسکا جواب بحدِ اعتدال دیا، ایسا شعر عیب نہیں۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کافروں کا جواب دے اور روح القدس تیرے ساتھ ہے۔

فَائِدَة:[۱۳۱] عنقریب ظالموں کو انجام معلوم ہوجائے گا:......یہ ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾ کی مناسبت سے فرمایا کہ ظالموں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہوجائے گا کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں کو کاہن و شاعر کہہ کر جھٹلائے۔

تَمَّ سورۃ الشعراء وَلِلّٰہِ الحمد والمنۃ

ایاتها ۹۴ ۲۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸ رکوعاتها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ① هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ② الَّذِيْنَ

طٰس آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے جو لوگ نہیں مانتے آخرت

بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے کام سو وہ بہکے پھرتے ہیں ف۱ وہی ہیں جن کے واسطے بری طرح کا عذاب

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ⑤ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑥ اِذْ قَالَ

ہے اور آخرت میں وہی ہیں خراب ف۲ اور تجھ کو تو قرآن پہنچتا ہے ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے ف۳ جب کہا

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ

موسیٰ نے اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ ف۴ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا

تَصْطَلُوْنَ ⑦ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَ

کر شاید تاکہ تم سینکو تاپو ف۵ پھر جب پہنچا اس کے پاس آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو

سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨

اس کے آس پاس ہے ف۶ اور پاک ہے ذات اللہ کی جو رب سارے جہان کا ف۷ اے موسیٰ وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا ف۸

فائدہ: [۱] **منکرین آخرت کے برے اعمال کا وبال:** ...... یعنی جن کو انجام کی کوئی فکر اور مستقبل کا خیال نہ ہو، وہ اسی دنیائے فانی کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں، ان کی تمام کوششوں کا مرکز یہی چندروزہ زندگی ہے۔ جو کتاب یا پیغمبر ادھر سے ہٹا کر عاقبت کی طرف توجہ

دلائے، اس پر کیوں کان دھرنے لگے۔ وہ دنیا کے عشق میں غرق ہوکر ہادیوں پر آوازیں کستے ہیں، آسمانی صحیفوں کو موردِ طعن بناتے ہیں، پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں، اور یہ ہی کام ہیں، جن کو اپنے نزدیک بہت اچھا سمجھ کر برابر گمراہی میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔

تنبیہ:......تزیین کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس حیثیت سے کی کہ خالق ہر چیز کا وہ ہی ہے، کسی سبب پر مسبب کا ترتب بدون اس کی مشیت وارادہ کے نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ دوسرے مواضع میں اضلال وختم وطبع وغیرہ کی نسبت اس کی طرف ہوئی ہے۔ سورۂ ''نمل'' کی ان ابتدائی آیات کا مضمون سورۂ ''بقرہ'' کی ابتدائی آیات سے بہت مشابہ ہے ان کو ایک مرتبہ مطالعہ کرلیا جائے۔

فائدہ:[٢]......یعنی وہاں سب سے زیادہ خسارہ میں یہ ہی لوگ ہوں گے۔

فائدہ:[٣] علیم وحکیم کی طرف سے نزول قرآن اور اس کے فوائد:......یعنی ان بدبختوں کو تیہ ضلالت میں بھٹکنے دو۔ جب انہوں نے قرآن مبین کی قدر نہ پہچانی اور اسکی ہدایات وبشارات سے فائدہ نہ اٹھایا تو یہ ہی حشر ہونا تھا۔ آپ تو خدا کا شکر کیجیے کہ اس علیم وحکیم کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب آپ کو مرحمت کی گئی ہے جس سے ہر وقت تازہ بتازہ فوائد پہنچ رہے ہیں۔ جس میں مومنین کے لیے بشارتیں ہیں اور مکذبین کو عبرتناک واقعات سنائے گئے ہیں تا سچوں کا دل مضبوط وقوی ہو اور جھوٹ کی حمایت کرنے والے اپنی بدانجامی پر مطلع ہوجائیں۔ چنانچہ ان ہی اغراض کے لیے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کا قصہ سنایا جاتا ہے۔

فائدہ:[٤] واقعہ موسیٰ علیہ السلام:......یہ ''مدین'' سے جاتے ہوئے وادیٔ ''طویٰ'' کے قریب پہنچ کر کہا جبکہ سخت سردی کی اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تھے۔ مفصل واقعہ سورۂ طٰہٰ [آیت:١١] کے فوائد میں گزر چکا ملاحظہ کرلیا جائے۔

فائدہ:[٥] واقعہ موسیٰ علیہ السلام:......یعنی رستہ کی خبر لاتا ہوں اگر آگ کے پاس کوئی موجود ہو، ورنہ کم از کم سینکنے تاپنے کے لیے ایک انگارہ لے آؤں گا۔

فائدہ:[٦] نورِ الٰہی کا ظہور اور موسیٰ علیہ السلام کا اعزاز واکرام:......وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ دنیا کی آگ نہیں، بلکہ غیبی اور نورانی آگ ہے جسکے اندر نور الٰہی ظاہر ہورہا تھا، یا اسکی بجلی چمک رہی تھی۔ شاید وہ ہی ہو جسکو حدیث میں فرمایا: ''حجابہ النار'' یا ''حجابہ النور'' پھر غیب سے آواز آئی: ﴿اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ یعنی زمین کا یہ ٹکڑا مبارک، آگ میں جو تجلی ہے وہ بھی مبارک، اور اسکے اندر یا اس کے آس پاس جو ہستیاں ہیں مثلاً فرشتے یا خود موسیٰ علیہ السلام وہ سب مبارک ہیں۔ یہ غالباً موسیٰ علیہ السلام کو مانوس کرنے کے لیے بطور اعزاز واکرام کے فرمایا۔

فائدہ:[٧] اللہ کی ذات مکان وجہت اور جسم وصورت سے پاک ہے:......یعنی مکان، جہت، جسم، صورت اور رنگ وغیرہ سماتِ حدوث سے اللہ کی ذات پاک ہے۔ آگ میں اس کی تجلی کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ! اس کی ذات پاک آگ میں حلول کر آئی؟ آفتاب عالمتاب قلعی دار آئینہ میں متجلی ہوتا ہے لیکن کون احمق کہہ سکتا ہے کہ اتنا بڑا کرۂ شمسی چھوٹے سے آئینہ میں سما گیا؟

فائدہ:[٨]......یعنی اس وقت تجھ سے کلام کرنے والا میں ہوں، یہ سب واقعہ مفصلاً سورۂ طٰہٰ [آیت:١٤] میں گزر چکا۔

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ

اور ڈال دے لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے (پھن ہلاتے) جیسے سانپ کی سٹک (سفید پتلا سانپ) و٩ لوٹا پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا و١٠ اے موسیٰ مت ڈر میں جو ہوں

اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ

تیرے پاس نہیں ڈرتے رسول و١١ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا

2/17

رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

مہربان ہوں ف۱۲ اور ڈال دے ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے (بغیر کسی عیب کے) یہ دونوں مل کر نو نشانیاں لے کر جا فرعون

وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ

اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ف۱۳ پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو

مُبِينٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہے صریح اور ان کا انکار کیا اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور غرور سے، سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام خرابی

الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ ع ۱۴ ۱۶

کرنے والوں کا ف۱۴ اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم ف۱۵ اور بولے شکر اللہ کا جس نے ہم کو بزرگی فضیلت دی ف۱۶

كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر ف۱۷ اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا ف۱۸ اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے بولی اڑتے

الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ

جانوروں کی ف۱۹ اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے ف۲۰ بے شک یہی ہے فضیلت صریح اور جمع کیے گئے سلیمان کے پاس اس کے

مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ

لشکر جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں (بنائیں) ف۲۱ یہاں تک کہ پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر ف۲۲ کہا ایک

يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾

چیونٹی نے اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو ف۲۳

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ

پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے ف۲۴ اور بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو

وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾

نے کیا مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور ملا لے شامل کر لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۲۵

فائدہ: [۹]...... شاید ابتداء میں پتلا ہوگا، یا سرعت حرکت میں تشبیہ ہوگی، صغر جثہ میں نہیں۔

فائدہ: [۱۰]...... یہ خوف طبعی تھا جو منافی نبوت نہیں۔

فَائِدَہ:[۱۱]......یعنی اس مقام حضور واصطفاء میں پہنچ کر ایسی چیزوں سے ڈرنے کا کیا مطلب۔ مرسلین کو لائق نہیں کہ ہماری بارگاہِ قرب میں پہنچ کر لاٹھی یا سانپ یا کسی مخلوق سے ڈریں۔ وہاں تو دل کو انتہائی سکون وطمانیت حاصل ہونا چاہیے۔

فَائِدَہ:[۱۲]...... یہ استثناء منقطع ہے۔ یعنی خدا کے حضور میں پہنچ کر خوف واندیشہ صرف اس کو ہونا چاہیے جو کوئی زیادتی یا خطاء وتقصیر کر کے آیا ہو۔ اس کے متعلق بھی ہمارے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ برائی کیے بعد اگر دل سے توبہ کر کے اپنی روش درست کر لی اور نیکیاں کر کے برائی کا اثر مٹا دیا تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمانے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا اسکا ڈر تھا ان کے دل میں، ان کو وہ معاف کر دیا۔''

فَائِدَہ:[۱۳]......نو نشانیوں کا بیان سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ﴿اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ﴾ [آیت:۱۰۱] کے تحت میں دیکھو۔

فَائِدَہ:[۱۴] **حق کی تکذیب اور سچائی کے انکار کا انجام:**......یعنی جب وقتاً فوقتاً ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے وہ نشانیاں دکھلائی گئیں تو کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے حالانکہ ان کے دلوں میں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور جو نشان دکھلا رہے ہیں یقیناً خدائی نشان ہیں۔ جادو، شعبدہ اور نظر بندی نہیں مگر محض بے انصافی اور غرور وتکبر سے جان بوجھ کر اپنے ضمیر کے خلاف حق کی تکذیب اور سچائی کا انکار کر رہے تھے، پھر کیا ہوا چند روز بعد پتہ لگ گیا کہ ایسے ہٹ دھرم مفسدوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ سب کو بحرِ قلزم کی موجوں نے کھا لیا، کسی کو گور وکفن بھی نصیب نہ ہوا۔

فَائِدَہ:[۱۵] **تذکرہ داؤد وسلیمان علیہما السلام:**......حضرت سلیمان، حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادہ ہیں۔ باپ بیٹے میں سے ہر ایک کو اس کی شان کے لائق اللہ تعالیٰ نے علم کا خاص حصہ عطا فرمایا۔ شرائع واحکام اور اصولِ سیاست وحکمرانی وغیرہ کے علوم سب اس لفظ کے تحت میں داخل ہو گئے۔

فَائِدَہ:[۱۶] **نعمتِ الٰہی پر شکر کرنا بڑی نعمت ہے:**......حق تعالیٰ نے جو علم داؤد وسلیمان علیہما السلام کو دیا تھا اسی کا اثر یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے تھے، کسی نعمتِ الٰہی پر شکر ادا کرنا اصل نعمت سے بڑی نعمت ہے۔

فَائِدَہ:[۱۷] **تمام مخلوق سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:**......''بہت سے'' اس لیے کہا کہ بہت بندگانِ خدا کو ان پر فضیلت دی گئی ہے۔ باقی تمام مخلوق پر فضیلت کلی تو سارے جہان میں ایک ہی بندے کو حاصل ہوئی جن کا نام مبارک ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فَائِدَہ:[۱۸] **حضرت داؤد کے اصل جانشین کی شان:**......یعنی داؤد علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ان کے اصل جانشین حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے جن کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت دونوں جمع کر دیں اور وہ ملک عطا فرمایا جو اُن سے قبل یا بعد کسی کو نہ ملا۔ جن، ہوا، اور پرندوں کو ان کے لیے مسخر فرما دیا جیسا کہ سورۂ ''سبا'' [آیت:۱۲-۱۴] میں آئے گا۔

فَائِدَہ:[۱۹] **پرندوں کی بولی وتسبیح:**......اس بات کا انکار کرنا بداہت کا انکار ہو گا کہ پرندے جو بولیاں بولتے ہیں ان میں ایک خاص حد تک افہام وتفہیم کی شان پائی جاتی ہے۔ ایک پرندہ جس وقت اپنے جوڑے کو بلاتا یا دانہ دینے کے لیے اپنے بچوں کو آواز دیتا یا کسی چیز سے خوف کھا کر خبردار کرتا ہے ان تمام حالات میں اس کی بولی اور لب ولہجہ یکساں نہیں ہوتا، چنانچہ اس کے مخاطبین اس فرق کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔ اسی سے ہم سمجھتے ہیں کہ دوسرے احوال وضروریات کے وقت بھی ان کے چہچہوں میں (گو ہمیں کتنے ہی متشابہ ومتقارب معلوم ہوں) ایسا لطیف وخفیف تفاوت ہوتا ہو گا، جسے وہ آپس میں سمجھ لیتے ہوں گے۔ تم کسی پوسٹ آفس میں چلے جاؤ اور تار کی متشابہ کھٹ کھٹ گھنٹوں سنتے رہو، تمہارے نزدیک محض بے معنی حرکات واصوات سے زیادہ وقعت نہ ہو گی۔ لیکن ٹیلیگراف ماسٹر فوراً بتا دے گا کہ فلاں جگہ

سے فلاں آدمی یہ مضمون کہہ رہا ہے یا فلاں لیکچرار کی تقریر انہی تاروں کی کھٹکھناہٹ میں صاف سنائی دے رہی ہے، کیونکہ وہ ان ''فقرات تلغرافیہ'' کی دلالت وضعیہ سے پوری طرح واقف ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس کیا بعید ہے کہ واضع حقیقی نے نغمات طیور کو بھی مختلف معانی و مطالب کے اظہار کے لیے وضع کیا ہو۔ اور جس طرح انسان کا بچہ اپنے ماں باپ کی زبان سے آہستہ آہستہ واقف ہوتا رہتا ہے طیور کے بچے بھی اپنی فطری استعداد سے اپنے بنی نوع کی بولیوں کو سمجھنے لگتے ہوں اور بطور ایک پیغمبرانہ اعجاز کے حق تعالیٰ کسی نبی کو بھی ان کا علم عطا فرما دے۔ حیوانات کے لیے جزئی ادراکات کا حصول تو پہلے سے مسلم چلا آتا ہے لیکن یورپ کی جدید تحقیقات اب حیوانات کی عاقلیت کو آدمیت کی سرحد سے قریب کرتی جاتی ہیں حتیٰ کہ حیوانات کی بولیوں کی ''ابجد'' تیار کی جا رہی ہے۔ قرآن کریم نے خبر دی تھی کہ ''ہر چیز اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتی ہے جسے تم سمجھتے نہیں، اور ہر پرندہ اپنی صلوٰۃ و تسبیح سے واقف ہے۔'' احادیث صحیحہ میں حیوانات کا تکلم، بلکہ جمادات محضہ کا بات کرنا اور تسبیح پڑھنا ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اپنے خالق کی اجمالی مگر صحیح معرفت ہر چیز کی فطرت میں تہ نشین کر دی گئی ہے۔ پس ان کی تسبیح و تحمید یا بعض محاورات و خطابات پر بعض بندگانِ خدا کا بطور خرق عادت مطلع کر دیا جانا از قبیل محالات عقلیہ نہیں۔ ہاں! عام عادت کے خلاف ضرور ہے۔ سو اعجاز و کرامت اگر عام عادت اور معمول کے موافق ہوا کرے تو اعجاز و کرامت ہی کیوں کہلائے (خوارق عادت پر ہم نے مستقل مضمون لکھا ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے) بہر حال اس رکوع میں کئی معجزے اس قسم کے مذکور ہیں۔ جن میں زائغین نے عجیب طرح کی رکیک اور لچر تحریفات شروع کر دی ہیں، کیونکہ بعض طیور کا اپنی بولی میں آدمیوں کے بعض علوم کو ادا کرنا، یا چیونٹیوں کا آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب بنانا اور سلیمان علیہ السلام پیغمبر کا ان کو سمجھ لینا یہ سب باتیں ان کے نزدیک ایسی لغو اور احمقانہ ہیں جن پر ایک بچہ بھی یقین نہیں کر سکتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ لاکھوں محققین اور علماء سلف و خلف کی نسبت خیال کرنا کہ وہ ایسی کچی، لغو اور بدیہی البطلان باتوں کو جنہیں ایک بچہ اور گنوار بھی نہیں مان سکتا تھا بلا تردید و تکذیب بیان کرتے چلے آئے اور ان اوہام کو رد کر کے مضمون آیات کی صحیح حقیقت جو تم پر آج منکشف ہوئی ہے کسی نے بیان نہ کی؟ یہ خیال ان باتوں سے بھی بڑھ کر لغو اور احمقانہ ہے جن کی لغویت کو تم تسلیم کرانا چاہتے ہو۔ علماء سے ہر زمانہ میں غلط فہمی یا خطاء و تقصیر ہو سکتی ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ شب و روز کی جن محسوسات اور پیش پا افتادہ حقائق کو انسان کا بچہ بچہ جانتا ہے وہ صدیوں تک بڑے بڑے عقلمند اور محقق علماء کو ایک دن بھی نظر نہ آئی ہوں۔ یاد رہے کہ ہم اسرائیلی خرافات کی تائید نہیں کر رہے۔ ہاں! جس حد تک اکابر سلف نے بلا اختلاف کلام الٰہی کا مدلول بیان کیا ہے اس کو ضرور تسلیم کرتے ہیں خواہ وہ اسرائیلی روایات کے موافق پڑ جائیں یا مخالف۔

فائدۃ: [۲۰] ...... یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت و نبوت کے لیے جو چیزیں اور سامان درکار تھے وہ عطا فرمائے۔

فائدۃ: [۲۱] حضرت سلیمان علیہ السلام کیساتھ سفر میں تین قسم کے لشکر ہوتے: ...... یعنی سلیمان علیہ السلام جب کسی طرف کوچ کرتے تو جن، انس، طیور تینوں قسم کے لشکروں میں سے حسب ضرورت و مصلحت ساتھ لیے جاتے تھے، اور ان کی جماعتوں میں خاص نظم و ضبط قائم رکھا جاتا تھا۔ مثلاً پچھلی جماعتیں تیز چل کر یا اڑ کر اگلی جماعتوں سے آگے نہیں نکل سکتی تھیں۔ نہ کوئی سپاہی اپنے مقام اور ڈیوٹی کو چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ جس طرح آج بری، بحری اور ہوائی طاقتوں کو ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ کام میں لایا جاتا ہے۔

فائدۃ: [۲۲] ...... یعنی سلیمان علیہ السلام کا اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ایسے میدان کی طرف گزر ہوا جہاں چیونٹیوں کی بڑی بھاری بستی تھی۔

تنبیہ: ...... جہاں چیونٹیاں مل کر خاص سلیقہ سے اپنا گھر بناتی ہیں اسے زبان عرب میں ''قریۃ النمل'' کہتے ہیں (چیونٹیوں کی بستی) مفسرین نے مختلف بلاد میں کئی ایسی وادیوں کا پتہ بتلایا ہے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت تھیں، ان میں سے کسی ایک پر حسب اتفاق حضرت سلیمان علیہ السلام کا گزر ہوا۔

فَائِدَہ: [۲۳] **معجزۂ سلیمان:**...... یعنی یہ ایسے تو نہیں جو جان بوجھ کر تم کو ہلاک کریں، ہاں ممکن ہے بے خبری میں پس جاؤ۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''چیونٹی کی آواز کوئی (آدمی) نہیں سنتا، انہیں (سلیمان علیہ السلام کو) معلوم ہو گئی۔'' یہ اُن کا معجزہ ہوا۔

تنبیہ:...... علمائے حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے۔ آدمیوں کی طرح چیونٹیوں کے خاندان اور قبائل ہیں ان میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارات نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں۔ محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کر کے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ افسوس ہے ان مختصر فوائد میں ان کی گنجائش نہیں۔ محض مقام کی مناسبت سے ''دائرۃ المعارف المصریہ'' کے آخری جملے نقل کرتا ہوں ''فمتی داھم عدوٌ قریۃَ النَّمل اِخْتَفَتِ العَمَلَۃُ وَخَرَجَتِ الجُنُوْدُ لِلقِتَالِ والنِضَالِ فَیَخرُجُ اَوَّلًا وَاحِدٌ مِنْهَا لِلاِسْتِطْلَاعِ ثُمَّ یَعُوْدُ مُخْبِرًا بِمَارَاٰی وَبَعْدَ هُنَیْهَةٍ تَخرُجُ ثَلَاثَةٌ اَوْ اَرْبَعَةٌ یَتْبَعُهَا عَدَدٌ کَثِیْفٌ مِنَ الجُیُوْشِ بَادِیَةٌ عَلَیْهِمْ عَلَائِمُ الحَنَقِ فَتَلدَغُ کُلَّ مَاصَادَفَتْهُ وَلَا تُفْلِتُ مَنْ تَلْدَغُهُ وَلَو قُطِّعَتْ اِرْبًا اِرْبًا فَاِذَا انْتَهَی القِتَالُ رَجَعَ الفَعَلَةُ فَاَعَادُوْا بِنَاءَ مَاتَهَدَّمَ یَتَخَلَّلُهَا عَدَدٌ مِنَ الْجُنُوْدِ لِلْحِرَاسَةِ لَا لِلْعَمَلِ'' متذکرہ جملوں میں بتلایا ہے کہ خطرہ کی آہٹ پا کر اوّل ایک چیونٹی باہر نکلتی اور واپس جا کر اپنی قوم کو اپنی معلومات سے آگاہ کرتی ہے۔ باقی سلیمان علیہ السلام کا پتہ لگا لینا اور سلیمان علیہ السلام کا اس کی بات پر مطلع ہو جانا بطریق خرق عادت تھا۔

فَائِدَہ: [۲۴] **ادائے شکر کا جذبہ:**...... اس چیونٹی کی بات سمجھ کر تعجب ہوا اور فرط سرور و نشاط سے ادائے شکر کا جذبہ جوش میں آیا۔

فَائِدَہ: [۲۵] **دعائے سلیمان علیہ السلام:**...... یعنی حیران ہوں تیرے انعاماتِ عظیمہ کا شکر کس طرح ادا کروں پس آپ ہی سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے پورا شاکر بنا دیجیے، زبان سے بھی اور عمل سے بھی، اور اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں (جو انبیاء و مرسلین ہیں) محشور فرمائیے۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا

اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہد ہد کو یا ہے وہ غائب ف۲۶ اس کو سزا دوں گا سخت سزا ف۲۷ یا

شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا

ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند صریح ف۲۸ پھر بہت دیر نہ کی کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ

لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ

تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لے کر تحقیقی (یقینی) ف۲۹ میں نے پایا ایک عورت کو جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک

كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ

چیز ملی ہے ف۳۰ اور اس کا ایک تخت ہے بڑا ف۳۱ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور بھلے دکھلا رکھے ہیں

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ

ان کو شیطان نے اُن کے کام پھر روک دیا ہے ان کو راستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے ف۳۲ کیوں نہ سجدہ کریں

الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ

اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو ۳۳ اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں

اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۶﴾ السجدة قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾

اس کے سوا پروردگار تخت بڑے کا ۳۴ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے ۳۵

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا

لے جا میرا یہ خط اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۳۶ کہنے لگی اے دربار

الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾

والو میرے پاس ڈالا گیا ایک خط عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے ۳۷ اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

فَائِدَة:[۲۶] ہدہد کی غیر حاضری:...... کسی ضرورت سے سلیمان علیہ السلام نے اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا، ہدہد اُن میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے کہ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھ کو نظر نہیں آیا، یا حقیقت میں غیر حاضر ہے؟

تنبیہ:...... پرندوں سے حضرت سلیمان علیہ السلام مختلف کام لیتے تھے مثلاً ہوائی سفر میں ان کا پرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا، یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا، یا نامہ بری کرنا وغیرہ۔ ممکن ہے اس وقت ہدہد کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو، مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو ہدہد کو محسوس ہو جاتا ہے۔ اور یہ کچھ مستبعد نہیں کہ حق تعالیٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے۔ اسی ہدہد کی نسبت نہایت معتبر ثقات نے بیان کیا کہ زمین میں جس جگہ مٹی کے نیچے کینچوا ہوا سے محسوس کر کے فوراً نکال لیتا ہے حتی کہ کبھی کبھی ایک دو بالشت زمین کھودتا ہے تب وہاں سے کینچوا نکلتا ہے۔

فَائِدَة:[۲۷]...... مثلاً اس کے بال و پر نوچ ڈالوں گا۔

فَائِدَة:[۲۸]...... یعنی اپنی غیر حاضری کا واضح عذر پیش کرے۔

فَائِدَة:[۲۹] ہدہد کی معلوماتی خبر:...... حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا۔ اب پہنچا، سبا ایک قوم کا نام ہے انکا وطن عرب میں تھا "یمن" کی طرف (موضح القرآن) گویا ہدہد کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا، دیکھو جنکی بابت خود فرمایا تھا ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا﴾ [نمل:۱۵] اُنکو ایک جزئی کی اطلاع ہدہد نے کی۔

فَائِدَة:[۳۰]...... ہر ایک چیز میں مال، اسباب، فوج، اسلحہ اور حسن و جمال سب آ گیا۔

فَائِدَة:[۳۱] مرصع تخت اور ملکہ کا نام:...... یعنی اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا مکلف و مرصع اور بیش قیمت تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا۔ مفسرین ملکہ کا نام "بلقیس" لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة:[۳۲] آفتاب پرست مشرک قوم:...... یعنی وہ قوم مشرک آفتاب پرست ہے شیطان نے ان کی راہ مار دی، اور مشرکانہ رسوم و اطوار کو اُن کی نظر میں خوبصورت بنا دیا اسی لیے وہ راہِ ہدایت نہیں پاتے۔ ہدہد نے یہ کہہ کر گویا سلیمان علیہ السلام کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی۔

فائدہ: [۳۳] خالق کی صحیح معرفت: ...... غالباً یہ ہد ہد کے کلام کا تتمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جانور اپنے خالق کی صحیح معرفت فطرۃً رکھتے ہیں۔ یا بطور خرقِ عادت اسی ہد ہد کو اس طرح کی تفصیلی معرفت عطا کی گئی ہو۔ خدا چاہے تو ایسی معرفت ایک خشک لکڑی میں پیدا کر دے۔ باقی جانوروں میں فطری طور پر اس قسم کی عقل و معرفت کا موجود ہونا جسے صدر شیرازی نے ''اسفار اربعہ'' میں ''علم حضوری'' یا ''شعور بسیط'' سے تعبیر کیا ہے اسکو مستلزم نہیں کہ انکی طرف انبیاء مبعوث ہوں کیونکہ یہ فطری معرفت کسبی نہیں، جبلی ہیں۔ اور بعثت انبیاء کا تعلق کسبیات سے ہوتا ہے نیز یہ صحیح نہیں کہ جس چیز میں کوئی درجہ عقل و شعور کا ہو وہ مکلف بھی ہو۔ مثلاً شریعتِ حقہ نے صبی کو مکلف قرار نہیں دیا حالانکہ قبل از بلوغ اس میں خاصا درجہ عقل کا موجود ہے اسی سے حیوانات کی عاقلیت کا اندازہ کر لو۔

تنبیہ: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہد ہد کی روزی ہے ریت سے کیڑے نکال نکال کر کھانا۔ نہ دانہ کھائے نہ میوہ، اسکو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے۔'' شاید اسی لیے ﴿یُخْرِجُ الْخَبْءَ﴾ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۳۴] ...... یعنی اس کے عرش عظیم سے بلقیس کے تخت کو کیا نسبت۔

فائدہ: [۳۵] ...... یعنی تیرے جھوٹ سچ کا امتحان کرتا ہوں۔

فائدہ: [۳۶] حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ سبا کے نام خط: ...... یعنی سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہد ہد کے حوالہ کیا کہ ملکہ ''سبا'' کو پہنچا دے اور جواب لے کر آ۔ اور دیکھنا خط پہنچا کر وہاں سے ایک طرف ہٹ جانا کیونکہ قاصد کا وہیں سر پر کھڑا رہنا آداب شاہانہ کے خلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی آپ کو چھپا، لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ، ہد ہد خط لے گیا، بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی۔ روزن [روشن دان] میں سے جا کر اس کے سینہ پر رکھ دیا۔'' (موضح)

فائدہ: [۳۷] ملکہ نے مشیروں کو خط کی اطلاع دی: ...... بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں اور درباریوں کو جمع کیا، کہنے لگی کہ میرے پاس یہ خط عجیب طریقہ سے پہنچا ہے جو ایک بہت بڑے معزز و محترم بادشاہ (سلیمان) کی طرف سے آیا ہے۔ غالباً حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام اور ان کی بے مثال حکومت و شوکت کا شہرہ پہلے سے سن چکی ہوگی۔

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً ع ۱۷/۱۴

کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے حکم بردار ہو کر ۳۸ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں، میں طے نہیں

اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ۬ وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ

کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک ۳۹ وہ بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے سو تو

فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ

دیکھ لے جو حکم کرے ۴۰ کہنے لگی بادشاہ جب گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے

اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ

سرداروں کو بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ

ہیں بھیجے ہوئے ۴۱ پھر جب پہنچا سلیمان کے پاس بولا (سلیمان) کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے، سو جو اللہ نے مجھ کو دیا (دے رکھا) ہے بہتر ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

اس سے جو تم کو دیا ہے، بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو ۴۲ پھر جا (لوٹ) ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ

سے اور نکال دیں گے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے ۴۳ بولا اے دربار والو تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا

اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ

تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس حکم بردار ہو کر ۴۴ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾

پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے ۴۵ اور میں اس پر زور آور ہوں معتبر ۴۶

فائدہ: [۳۸] پر عظمت خط کا مفہوم: ...... ایسا مختصر، جامع اور پر عظمت خط شاید ہی دنیا میں کسی نے لکھا ہو۔ مطلب یہ تھا کہ میرے مقابلہ میں زور آزمائی سے کچھ نہ ہوگا۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو اور حکم بردار ہو کر آدمیوں کی طرح سیدھی انگلیوں میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری شیخی اور تکبر میرے آگے کچھ نہ چلے گی۔

فائدہ: [۳۹] باہمی مشاورت: ...... یعنی مشورہ دو کیا جواب دیا جائے اور کیا کارروائی کی جائے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں کسی اہم معاملہ کا فیصلہ بدون تمہارے مشورہ کے نہیں کرتی۔

فائدہ: [۴۰] ...... یعنی ہمارے پاس زور و طاقت اور سامانِ حرب کی کمی نہیں۔ نہ کسی بادشاہ سے دبنے کی ضرورت، تیرا حکم ہو تو ہم سلیمان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آگے تو مختار ہے سوچ سمجھ کر حکم دے، ہماری گردن اس کے سامنے خم ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ درباریوں کی صلاح لڑائی کرنے کی تھی مگر ملکہ نے اس میں تعجیل مناسب نہ سمجھی اور ایک بین بین صورت اختیار کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

فائدہ: [۴۱] ملکہ سبا نے درمیانی راستہ اختیار کر کے تحائف بھجوائے: ...... معلوم ہوتا ہے کہ مضمون خط کی عظمت و شوکت اور دوسرے قرائن و آثار سے بلقیس کو یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ پر ہم غالب نہیں آ سکتے اور کم از کم اس کا قوی احتمال تو ضرور تھا۔ اس نے بتلایا کہ ایسی شان و شکوہ رکھنے والے بادشاہوں سے لڑنا کھیل نہیں۔ اگر وہ غالب آ گئے (جیسا کہ قوی امکان ہے) تو ملوک و سلاطین کی عام عادت کے موافق تمہارے شہروں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیں گے۔ اور وہ انقلاب ایسا ہوگا کہ جس میں بڑی عزت والے سرداروں کو ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ لہٰذا میرے نزدیک بہتر ہے کہ ہم جنگ کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ ان کی طاقت، طبعی رجحانات، نوعیت حکومت اور اس بات کا پتہ لگائیں کہ ان کی دھمکیوں کی پشت پر کون سی قوت کارفرما ہے۔ اور یہ کہ واقعی طور پر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں، اگر کچھ تحائف و ہدایا دے کر ہم آنے والی مصیبت کو اپنے سر سے ٹال سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا ورنہ جو کچھ رویہ معلوم ہو جائے گا ہم اس کے مناسب کارروائی کریں گے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "بلقیس نے چاہا کہ اس بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس چیز سے ہے؟ مال، خوبصورت آدمی، یا نادر

سامان، سب قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیجی تھی۔''

فائدہ:[۴۲] جواب سلیمان علیہ السلام:......یعنی یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک رہے، کیا تم نے مجھے محض ایک دنیوی بادشاہ سمجھا جو مال ومتاع کا لالچ دیتے ہو؟ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے جو روحانی و مادی دولت مجھے عطا فرمائی ہے وہ تمہارے ملک و دولت سے کہیں بڑھ کر ہے ان سامانوں کی ہمیں کیا پروا۔

فائدہ:[۴۳]......یعنی قیدی بنیں گے، جلاوطن ہوں گے اور ذلت وخواری کے ساتھ دولت وسلطنت سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی، سلیمان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا۔''

فائدہ:[۴۴] ساز وسامان کیساتھ ملکہ کی دربار سلیمانی میں حاضری:......قاصد نے واپس جا کر پیغام جنگ پہنچا دیا۔ بلقیس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی بادشاہ نہیں، انکی قوت خدائی زور سے ہے۔ جدال وقتال سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، نہ کوئی حیلہ اور زور انکے روبرو چل سکتا ہے۔ آخر اظہار اطاعت وانقیاد کی غرض سے بڑے ساز وسامان کیساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے روانہ ہو گئی، جب ملکِ شام کے قریب پہنچی، حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ کوئی ہے جو بلقیس کا تختِ شاہی اس کے پہنچنے سے پیشتر میرے سامنے حاضر کر دے؟ اس میں بھی حضرت سلیمان کو کسی طرح بلقیس پر اپنی خداداد عظمت وقوت کا اظہار مقصود تھا تا وہ سمجھ لے کہ یہ نرے بادشاہ نہیں، کوئی اور فوق العادت باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

تنبیہ:......﴿قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ سے معلوم ہوا کہ اسلام وانقیاد سے پہلے حربی کا مال مباح ہے۔

فائدہ:[۴۵] ملکہ کا تخت حاضر کرنے میں ایک جن کی پیشکش:......حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار روزانہ ایک معین وقت تک لگتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ آپ دربار سے اٹھ کر جائیں، میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں، مگر اس کو پھر کچھ عرصہ لگتا، حضرت سلیمان اس سے بھی زیادہ جلدی چاہتے تھے۔

فائدہ:[۴۶]......''زور آور'' ہوں یعنی اپنی قوتِ بازو سے بہت جلد اٹھا کر لا سکتا ہوں، اللہ نے مجھ کو قدرت دی ہے، اور ''معتبر ہوں'' یعنی اس میں خیانت نہ کروں گا۔ کہتے ہیں تخت بہت بیش قیمت تھا، سونے چاندی کا اور لعل وجواہر جڑے تھے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ

بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ ف ۴۷ پھر جب

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ۖ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا

دیکھا اس کو دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا فضل ہے ف ۴۸ میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری ف ۴۹ اور جو کوئی شکر کرے، سو شکر

یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

کرے اپنے واسطے اور جو کوئی ناشکری کرے، سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ف ۵۰ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے آگے اس

اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ

کے تخت کا ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو سمجھ نہیں ف ۵۱ پھر جب وہ آ پہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت، بولی

كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ

گویا یہ وہی ہے ف۵۲ اور ہم کو معلوم ہو چکا پہلے سے اور ہم ہو چکے حکم بردار ف۵۳ اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِى الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

پوجتی تھی اللہ کے سوا، البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں ف۵۴ کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل میں، پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ

وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں اپنی پنڈلیاں ف۵۵ کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے ف۵۶ بولی اے رب میں نے برا کیا ہے اپنی جان کا اور

نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۱۲/۱۸

میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا ف۵۷

فائدہ:[۴۷] آصف بن برخیا کی پیشکش:...... راجح یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا، اس نے عرض کیا کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں آپ کسی طرف دیکھیے، قبل اس کے آپ اُدھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ کے سامنے رکھا ہوگا۔

فائدہ:[۴۸] فضل ربی اور شکر گزاری:...... یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا، اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے، جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کی اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔

تنبیہ:...... معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلاف معمول ظاہر کیا جاتا ہے۔ پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارب" سے "شام" پہنچا دے؟ حالانکہ تخت بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرّہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔

فائدہ:[۴۹]...... حضرت سلیمان علیہ السلام ہر ہر قدم پر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکر گزاری کے لیے تیار رہتے تھے گویا یہ ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ [سبا: ۱۳] کے حکم کی تعمیل تھی۔

فائدہ:[۵۰] شکر گزاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے اور ناشکری کرنے والا احمق ہے:...... یعنی شکر گزاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مزید انعامات مبذول ہوتے ہیں، ناشکری کرے گا تو خدا کا کیا نقصان، وہ ہمارے شکریوں سے قطعاً بے نیاز اور بذاتِ خود کامل الصفات اور منبع الکمالات ہے۔ ہمارے کفرانِ نعمت سے اس کی کسی صفتِ کمالیہ میں کمی نہیں آ جاتی۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہ ناشکروں کو فوراً سزا نہیں دیتا۔ ایسے کریم کی ناشکری کرنے والا پرلے درجہ کا بے حیا اور احمق ہے۔

فائدہ:[۵۱] ملکہ سبا کی آزمائش:...... یعنی تخت کا رنگ روپ تبدیل کر دو اور اس کی وضع و ہیئت بدل ڈالو، جسے دیکھ کر بلقیس بآسانی نہ سمجھ سکے۔ اس سے بلقیس کی عقل و فہم کو آزمانا تھا کہ ہدایت پانے کی استعداد اس میں کہاں تک موجود ہے۔

فائدہ:[۵۲] حاضر دماغی:...... نہ کہا کہ ہاں وہ ہی ہے اور نہ بالکل نفی کی، جو حقیقت تھی ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دی کہ تخت وہ ہی ہے مگر کچھ

اوصاف میں فرق آ گیا۔ اور فرق چونکہ معتد بہ نہیں اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہ ہی ہے۔

فائدہ:[۵۳] تسلیم و انقیاد کا اعلان:...... یعنی اس معجزہ کی حاجت نہ تھی، ہم کو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ سلیمان علیہ السلام محض بادشاہ نہیں، اللہ کے مقرب بندہ ہیں اور اسی لیے ہم نے فرمانبرداری اور تسلیم و انقیاد کا راستہ اختیار کیا۔

فائدہ:[۵۴] نبوی صحبت کی برکت:...... یعنی حق تعالیٰ نے یا سلیمان علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے حکم سے ملکہ بلقیس کو آفتاب وغیرہ کی پرستش سے روک دیا، جس میں وہ بہ معیت اپنی قوم کے مبتلا تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے تک جو علانیہ اسلام کا اظہار نہیں کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کے خیال اور قوم کفار کی تقلید و صحبت نے اس کو ایسا کرنے سے روک رکھا تھا۔ نبی کی صحبت میں پہنچ کر وہ روک جاتی رہی ورنہ سلیمان علیہ السلام کی صداقت کا اجمالی علم اس کو پہلے ہی ہو چکا تھا۔

فائدہ:[۵۵] ایک اور آزمائش سے سامنا:...... یعنی پانی میں گھسنے کے لیے پائنچے چڑھا لیے جیسے عام قاعدہ ہے کہ پانی کی گہرائی پوری طرح معلوم نہ ہو تو گھسنے والا شروع میں پائنچے چڑھا لیتا ہے۔

فائدہ:[۵۶] غلط فہمی کی اصلاح اور تنبیہ:...... حضرت سلیمان علیہ السلام دیوان خانہ میں بیٹھے تھے۔ اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا۔ صاف شیشہ دور سے نظر آتا کہ پانی لہرا رہا ہے۔ اور ممکن ہے شیشہ کے نیچے واقعی پانی ہو، یعنی حوض کو شیشہ سے پاٹ دیا ہو۔ اس نے پانی میں گھسنے کے لیے پنڈلیاں کھولیں، سلیمان علیہ السلام نے پکارا کہ یہ شیشے کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں وہ ہی صحیح ہوگا۔ اور یہ بھی پتہ لگ گیا کہ جس ساز و سامان پر اس کی قوم کو ناز تھا یہاں اس سے بڑھ کر سامان موجود ہے۔ گویا سلیمان علیہ السلام نے اس کو متنبہ فرما دیا کہ آفتاب و ستاروں کی چمک پر مفتون ہو کر انہیں خدا سمجھ لینا ایسا ہی دھوکہ ہے جیسے آدمی شیشہ کی چمک دیکھ کر پانی گمان کر لے۔

فائدہ:[۵۷] قبول اسلام:...... یعنی اے پروردگار! میں تیری حکم بردار ہو کر سلیمان علیہ السلام کا راستہ اختیار کرتی ہوں اب تک میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا کہ شرک و کفر میں مبتلا رہی، اب اس سے تائب ہو کر تیری بارگاہ ربوبیت کی طرف رجوع کرتی ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے (جتھے) ہو کر لگے جھگڑنے ۵۸

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

کہا اے میری قوم کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو پہلے بھلائی سے، کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم

تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

ہو جائے ۵۹ بولے ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو ۶۰ کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے ۶۱ کچھ نہیں تم

تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا

لوگ جانچے جاتے ہو ۶۲ اور تھے اس شہر میں نو شخص کہ خرابی کرتے ملک میں اور اصلاح نہ کرتے ۶۳ بولے کہ

تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا

آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور اس کے گھر پر پھر کہہ دیں گے اسکے دعویٰ کرنے والے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اسکا گھر اور

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

ہم بے شک سچ کہتے ہیں و۶۴ اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی و۶۵ پھر دیکھ لے کیسا ہوا انجام ان

عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ

کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا (اکھاڑ مارا) ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو و۶۶ سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیئے ہوئے سبب ان کے انکار

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

کے و۶۷ البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں و۶۸ اور بچا دیا ہم نے اُن کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہے تھے۔ و۶۹

فائدہ: [۵۸]...... یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر، جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے۔ قوم ثمود کے جھگڑنے کی قدرے تفصیل سورۂ اعراف کی ان آیات میں گزر چکی ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ﴾ [اعراف:۷۵]

فائدہ: [۵۹] **دعوت ونصائح صالح علیہ السلام:**...... حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا، ہر طرح فہمائش کی اور آخر میں عذاب کی دھمکی دی۔ جس پر وہ کہنے لگے ﴿يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [اعراف:۷۷] یعنی سچا ہے تو عذاب الٰہی ہم پر لے آ، دیر کس بات کی ہے؟ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ کم بختو! ایمان وتوبہ اور بھلائی کی راہ تو اختیار نہیں کرتے جو دنیا و آخرت میں کام آئے، اُلٹے برائی طلب کرنے میں جلدی مچا رہے ہو۔ برا وقت آ پڑے گا تو ساری طمطراق ختم ہو جائے گی۔ ابھی موقع ہے کہ گناہوں سے توبہ کر کے محفوظ ہو جاؤ۔ کیوں توبہ واستغفار نہیں کرتے جو حق تعالیٰ عذاب کی جگہ اپنی رحمتیں تم پر نازل فرمائے۔

فائدہ: [۶۰] **قوم کی یاوہ گوئی:**...... یعنی جب سے تیرا منحوس قدم آیا ہے اور یہ باتیں شروع کی ہیں ہم پر قحط وغیرہ کی سختیاں پڑتی جاتی ہیں اور گھر گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔

فائدہ: [۶۱] **جواب صالح علیہ السلام:**...... یعنی یہ سختیاں یا برائیاں میری وجہ سے نہیں۔ تمہاری بدقسمتی سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری شرارتوں اور بداعمالیوں کے سبب سے مقدر کی ہیں۔

فائدہ: [۶۲]...... یعنی کفر کی شامت سے تم پر بچتی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فائدہ: [۶۳] **نو فسادی بدمعاش:**...... یہ نو شخص شاید نو جماعتوں کے سردار ہوں گے جن کا کام ملک میں فساد پھیلانے اور خرابی ڈالنے کے سوا کچھ نہ تھا، اصلاح و درستی کی طرف ان کا قدم کبھی نہ اُٹھتا تھا۔ مکہ میں بھی کافروں کے نو سردار تھے جو ہمہ وقت اسلام کی بیخ کنی اور پیغمبر کی دشمنی میں ساعی رہتے تھے۔ بعض مفسرین نے ان کے نام لکھے ہیں۔

فائدہ: [۶۴] **قتل صالح کا منصوبہ:**...... یعنی آپس میں معاہدے اور حلف ہوئے کہ سب مل کر رات کو حضرت صالح علیہ السلام کے گھر پر ٹوٹ پڑو اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ پھر جب کوئی ان کے خون کا دعویٰ کرنے والا کھڑا ہو تو کہہ دینا ہمیں خبر نہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ اس کے گھر

کی تباہی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھی۔ گویا ہم خود تو ایسی حرکت کیا کرتے اس وقت موقع پر موجود بھی نہ تھے۔ اس طرح کی متفقہ سازش اور دروغ گوئی سے ہم میں ایک بھی ملزم نہ ٹھہر سکے گا جس سے ان کے حمایتی خون بہا وصول کریں۔

فائدہ:[٦٥] **خدائی تدبیر:**...... ان کا مکر تو وہ جھوٹی سازش تھی اور خدا کا مکر تھا ان کو ڈھیل دینا کہ خوب دل کھول کر اپنی شرارتوں کی تکمیل کرلیں تا مستحق عذابِ عظیم ہونے میں کوئی حجت و عذر باقی نہ رہے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ ختم کر رہے ہیں، یہ خبر نہ تھی کہ اندر اندر ان ہی کی جڑ کٹ رہی ہے اور ان ہی کا قصہ ختم ہو رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "ان کی ہلاکت کے اسباب پورے ہونے تھے شرارت جب تک حد کو نہ پہنچے ہلاکت نہیں آتی۔"

فائدہ:[٦٦] **عذاب سماوی سے تباہی:**...... ان نو اشخاص نے اوّل اتفاق کر کے اونٹنی کو ہلاک کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن سے زیادہ مہلت نہیں عذاب آ کر رہے گا۔ تب آپس میں ٹھہرایا کہ ہم تو خیر تین دن کے بعد ہلاک کیے جائیں گے ان کا تین دن سے پہلے ہی کام تمام کر دو۔ چنانچہ شب کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کے گھر پر چھاپہ مارنے اور ان کو مع اہل و عیال کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ نو آدمی اس ناپاک مقصد کے لیے تیار ہو کر نکلے، باقی کفار ان کے تابع یا معین تھے۔ حق تعالیٰ نے حضرت صالح کی حفاظت فرمائی فرشتوں کا پہرہ لگا دیا۔ آخر وہ نو عذاب سماوی سے تباہ ہوئے اور اپنے ساتھ قوم کو بھی تباہ کرایا۔

فائدہ:[٦٧] ...... مکہ والے شام کا سفر کرتے تو راستہ پر "وادی القریٰ" میں ثمود کی بستیوں کے کھنڈر دیکھتے تھے: ﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً﴾ الآیۃ میں ان ہی کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ:[٦٨] ...... یعنی جاننے والوں کو چاہیے کہ ان واقعات ہائلہ سے عبرت حاصل کریں۔

فائدہ:[٦٩] **خدا کی قدرت:**...... یعنی حضرت صالح علیہ السلام کے رفقاء جو ایمان لائے اور کفر و عصیان سے بچتے تھے۔ ہم نے ان کو عذاب کی لپیٹ سے بچا دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو! مومن و کافر ملے ایک بستی میں رہیں مگر عذاب آتا ہے تو چن چن کر کافروں کو ہلاک کرتا ہے مومن کو نہیں چھوتا۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اور لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف ۷۰ کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر للچا کر

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

عورتوں کو چھوڑ کر، کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو ف ۷۱ پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے

اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا

تھے نکال دو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے، یہ لوگ ہیں ستھرے رہا (بنا) چاہتے ف ۷۲ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو ف ۷۳ مگر

امْرَاَتَهٗ ۚ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ قُلِ

اس کی عورت، مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں ف ۷۴ اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ، پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف ۷۵ تو

ع ۴

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

کہہ تعریف ہے اللہ کو اور سلام ہے اس کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا ۷۶ بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ۷۷

فَائِدَة: [۷۰] دعوتِ نصیحت:...... یعنی دیکھتے ہو کیسا برا اور گندہ کام ہے۔

فَائِدَة: [۷۱]...... یعنی تم سمجھتے نہیں کہ اس بے حیائی کا انجام کیا ہونے والا ہے، پرلے درجہ کے جاہل اور احمق ہو۔

فَائِدَة: [۷۲] قوم کا جواب:...... یعنی اپنے کو بڑا پاک وصاف بنانا چاہتے ہیں، پھر ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام۔

فَائِدَة: [۷۳]...... یعنی اُنہیں تباہ کر کے انہیں بچالیا۔

فَائِدَة: [۷۴] اعانت کے سبب بیوی عذاب میں:...... یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جوان بدمعاشوں کی اعانت کرتی تھی وہ بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ڈھیر ہوگئی۔

فَائِدَة: [۷۵] تین قصوں پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:...... یعنی آسمان سے پتھر برسائے اور شہر کا تختہ اُلٹ دیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا تین قصوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا "ہم لائیں گے لشکر جس کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہ ہی بات ہوئی رسول میں اور مکہ والوں میں۔ اور حضرت صالح علیہ السلام پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو جا پڑیں۔ اللہ نے اُن کو بچایا اور ان کو غارت کیا۔ مکہ کے لوگ بھی یہ ہی چاہ چکے، لیکن نہ بن پڑا، جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی، کتنے کافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر ماریں (کسی ایک کو خون بہانہ دینا پڑے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف بچ کر نکل گئے، ان کو نہ سوجھا۔ اور قوم لوط نے چاہا کہ پیغمبر کو شہر سے نکال دیں، یہ ہی مکہ والے بھی چاہ چکے، اللہ نے آپ سے نکلنا بتایا کہ خود اپنے اختیار سے شہر چھوڑ کر نکل جاؤ اور اُسی میں کام نکالا۔"

فَائِدَة: [۷۶] تعلیم خطبہ اور شکر:...... قصص سے فارغ ہو کر آگے ﴿آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ سے توحید کا بیان فرمانا ہے۔ یہ الفاظ بطورِ خطبہ کے تعلیم فرمائے جو بیان شروع کرنے سے قبل ہونا چاہیے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھلا دی۔" (موضح) اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو کمالات و احسانات او پر بضمن قصص مذکور ہوئے ہیں ان پر پیغمبر کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد وثنا کریں اور شکر بجالائیں اور اس کے مقبول بندوں پر جن میں سے بعضوں کا اوپر نام لیا گیا ہے سلام بھیجیں۔

فَائِدَة: [۷۷] دلائل تکوینیہ وتنزیلیہ کا خلاصہ:...... یہاں سے توحید کا وعظ شروع کیا گیا ہے یعنی قصص مذکورہ بالا سن کر اور دلائلِ تکوینیہ و تنزیلیہ میں غور کر کے تم ہی بتلاؤ کہ ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ماننا بہتر اور نافع اور معقول ہے یا اس کی خدائی میں اس کی عاجز ترین مخلوق کو شریک ٹھہرانا۔ یہ مسئلہ اب کچھ ایسا مشکل تو نہیں رہا جس کا فیصلہ کرنے میں کچھ وقت ہو یا دیر لگے، تاہم مزید تذکیر وتنبیہ کی غرض سے آگے اللہ تعالیٰ کی بعض شئون وصفات بیان کی جاتی ہیں جو توحید پر دال ہیں۔

............☆☆☆...... الحمد للہ انیسواں ۱۹ پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر: ۲۰

الجزء ۲۰

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ

بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتار دیا تمہارے لیے آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے تمہارا کام

ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾

نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت ف۷۸ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں ف۷۹

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق ف۸۰ اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرانے کو بوجھ ف۸۱ اور رکھا (رکھی) دو دریا میں پردہ (آڑ) ف۸۲

حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ، کوئی نہیں بہتوں کو ان میں سمجھ نہیں ف۸۳ بھلا کون پہنچتا ہے بے کس (بے بس) کی پکار (فریاد) کو جب اس کو پکارتا ہے اور دور کر دیتا

وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ

ہے سختی ف۸۴ اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر ف۸۵ اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ، تم بہت کم دھیان کرتے ہو ف۸۶ بھلا کون

يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ

راہ بتاتا ہے تم کو اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے ف۸۷ اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اس کی رحمت سے پہلے ف۸۸ اب کوئی

اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

حاکم ہے اللہ کے ساتھ، اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو شریک بتلاتے ہیں ف۸۹ بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا ف۹۰ اور

وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾

کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے ف۹۱ اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو ف۹۲

فائدہ: [۷۸] دلائل قدرت باری: ......سرے سے درختوں کا اُگانا تمہارے اختیار میں نہیں، چہ جائیکہ اس کا پھول پھل لانا اور بار آور کرنا۔

فائدہ: [۷۹] مشرکین کی کج روی: ......یعنی تمام دنیا جانتی ہے اور خود یہ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا، بارش برسانا،

درخت اُگانا، بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کا کام نہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن میں ان کا اقرار و اعتراف مذکور ہے پھر یہاں تک پہنچ کر راستہ سے کیوں کترا جاتے ہیں۔ جب اللہ کے سوا کوئی ہستی نہیں جو خلق و تدبیر کر سکے یا کسی چیز کا مستقل اختیار رکھے، تو اس کی اُلوہیت و معبودیت میں وہ کس طرح شریک ہو جائے گی۔ ''عبادت'' انتہائی تذلل کا نام ہے سو وہ اسی کی ہونی چاہیے جو انتہائی درجہ میں کامل اور با اختیار ہو۔ کسی ناقص یا عاجز مخلوق کو معبودیت میں خالق کے برابر کر دینا انتہائی ظلم اور ہٹ دھرمی ہے۔

فَائِدَہ:[۸۰]...... یعنی آدمی اور جانوروں کی قیام گاہ ہے۔ آرام سے اس پر زندگی بسر کرتے اور اس کے محاصل سے منتفع ہوتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۸۱]...... یعنی پہاڑ رکھ دیے تا کہ ٹھہری رہے، کپکپائے نہیں۔

فَائِدَہ:[۸۲]...... اس کی تحقیق قریب ہی سورۂ فرقان میں گزر چکی۔ آیت ﴿وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا۝﴾ [فرقان: ۵۳] کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

فَائِدَہ:[۸۳] مشرکین کی عبادت و جہالت:...... یعنی کوئی اور با اختیار ہستی ہے جس سے یہ کام بن پڑیں اور اس بنا پر وہ معبود بننے کے لائق ہو۔ جب نہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ مشرکین محض جہالت اور ناسمجھی سے شرک و مخلوق پرستی کے غار عمیق میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔

فَائِدَہ:[۸۴] بے بسی و مضطری فریاد رس صرف اللہ ہے:...... یعنی جب اللہ چاہے اور مناسب جانے تو بیکس اور بیقرار کی فریاد سن کر سختی کو دور کر دیتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ﴾ [انعام: ۴۱] گویا اسی نے دعا کو بھی اسبابِ عادیہ میں سے ایک سبب بنایا ہے جس پر مسبب کا ترتب بہ مشیتِ الٰہی اجتماعِ شروط اور ارتفاعِ موانع کے بعد ہوتا ہے اور علامہ طیبی وغیرہ نے کہا کہ آیت میں مشرکین کو تنبیہ ہے کہ سخت مصائب و شدائد کے وقت تو تم بھی مضطر ہو کر اسی کو پکارتے ہو اور دوسرے معبودوں کو بھول جاتے ہو، پھر فطرت اور ضمیر کی اس شہادت کو امن و اطمینان کے وقت کیوں یاد نہیں رکھتے۔

فَائِدَہ:[۸۵] قدرت خداوندی:...... یعنی ایک قوم یا نسل کو اٹھا لیتا اور اس کی جگہ دوسری کو آباد کرتا ہے جو زمین میں مالکانہ اور بادشاہانہ تصرف کرتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۸۶] عبادت صرف مالک حقیقی کی:...... یعنی پوری طرح دھیان کرتے تو دُور جانے کی ضرورت نہ پڑتی، انہی اپنی حوائج و ضروریات اور قوموں کے ادل بدل کو دیکھ کر سمجھ سکتے تھے کہ جس کے ہاتھ میں ان امور کی باگ ہے تنہا اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

فَائِدَہ:[۸۷]...... یعنی خشکی اور دریا کی اندھیریوں میں ستاروں کے ذریعہ سے تمہاری رہنمائی کرتا ہے خواہ بلا واسطہ یا بواسطہ قطب نما وغیرہ آلات کے۔

فَائِدَہ:[۸۸]...... یعنی بارانِ رحمت سے پہلے ہوائیں چلاتا ہے جو بارش کی آمد آمد کی خوشخبری سناتی ہیں۔

فَائِدَہ:[۸۹]...... یعنی کہاں وہ قادر مطلق اور حکیم برحق اور کہاں عاجز و ناقص مخلوق جسے اس کی خدائی کا شریک بتلایا جا رہا ہے۔

فَائِدَہ:[۹۰] دوبارہ تخلیق بھی صرف اللہ کا کام ہے:...... ابتداء پیدا کرنا تو سب کو مسلم ہے کہ اللہ کا کام ہے، موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کو بھی اسی سے سمجھ لو۔ منکرین ''بعث بعد الموت'' بھی اتنا سمجھتے تھے کہ اگر بالفرض دوبارہ پیدا کیے گئے تو یہ کام اسی کا ہوگا جس نے اوّل پیدا کیا تھا۔

فَائِدَہ:[۹۱]...... یعنی کون ہے جو آسمانی اور زمینی اسباب کے ذریعہ سے اپنی حکمت کے موافق تم کو روزی پہنچاتا ہے۔

فَائِدَہ:[۹۲] دلیل ہے تو پیش کرو:...... یعنی اگر اتنے صاف نشانات اور واضح دلائل سننے کے بعد بھی تم خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک

کی قباحت کو تسلیم نہیں کرتے تو جو کوئی دلیل تم اپنے دعوائے باطل کے ثبوت میں رکھتے ہو پیش کرو، ابھی تمہارا جھوٹ سچ کھل جائے گا مگر وہاں
دلیل و برہان کہاں محض اندھی تقلید ہے: ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [مومنون:۱۱۷]

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾
تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ ف۹۳ اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے (جلائے جائیں گے) ف۹۴

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ
بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر آخرت کے بارہ میں، بلکہ ان کو شبہ ہے اُس میں، بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں ف۹۵ اور بولے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ
وہ لوگ جو منکر ہیں کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور ہمارے باپ دادے، کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو اور ہمارے باپ

قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
دادوں کو پہلے سے، کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی ف۹۶ تو کہہ دے پھرو ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام

عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
کار گناہ گاروں کا ف۹۷ اور غم نہ کر ان پر اور نہ خفا ہو ان کے فریب بنانے سے ف۹۸ اور کہتے ہیں

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ
کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف۹۹ تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر پہنچ چکی ہے بعضی وہ چیز جس کی

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ
جلدی کر رہے ہو ف۱۰۰ اور تیرا رب تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے ف۱۰۱ اور تیرا

رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
ہے کھلی کتاب میں ف۱۰۲ یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ
رہے ہیں اور بے شک وہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے ف۱۰۳ تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ

اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا ۱۰۴ سو تو بھروسہ کر اللہ پر بے شک تو ہے صحیح کھلے راستہ پر ۱۰۵ البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن

نہیں سنا سکتا بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر اور نہ تو دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بچلیں ۱۰۶ تو تو سناتا ہے

تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ ۞ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ

اس کو جو یقین رکھتا ہو ہماری باتوں پر، سو وہ حکم بردار ہیں ۱۰۷ اور جب پڑ چکے گی ان پر بات نکالیں گے ہم ان کے

دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ

آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا، اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ۱۰۸ اور جس دن گھیر بلائیں گے ہم ہر

أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ

ایک فرقہ میں سے ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی جماعت بندی ہوگی ۱۰۹ یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں

تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾

فرمائے گا کیوں تم نے جھٹلایا میری باتوں کو اور نہ آ چکی تھی تمہاری سمجھ میں یا بولو کہ کیا کرتے تھے ۱۱۰

ع ۱۶

فائدہ: [۹۴] علم کامل و محیط صرف رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے:...... اس آیت میں مضمون سابق کی تکمیل اور مضمون لاحق کی تمہید ہے۔ شروع پارہ سے یہاں تک حق تعالیٰ کی قدرت تامہ، رحمت عامہ اور ربوبیت کاملہ کا بیان تھا۔ یعنی جب وہ ان صفات و شئون میں متفرد ہے تو الوہیت و معبودیت میں بھی متفرد ہونا چاہیے۔ آیت حاضرہ میں اسکی الوہیت پر دوسری حیثیت سے استدلال کیا جا رہا ہے۔ یعنی معبود وہ ہوگا جو قدرت تامہ کے ساتھ علم کامل و محیط بھی رکھتا ہو۔ اور یہ وہ صفت ہے جو زمین و آسمان میں کسی مخلوق کو حاصل نہیں، اسی رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس اس اعتبار سے بھی معبود بننے کی مستحق اکیلی اسکی ذات ہوئی۔

تنبیہ:...... کل مغیبات کا علم بجز خدا کے کسی کو حاصل نہیں، نہ کسی ایک غیب کا علم کسی شخص کو بالذات بدون عطائے الٰہی کے ہو سکتا ہے اور نہ مفاتیح غیب (غیب کی کنجیاں جنکا ذکر سورۂ انعام (آیت:۵۹) میں گزر چکا) اللہ نے کسی مخلوق کو دی ہیں۔ ہاں بعض بندوں کو بعض غیوب پر باختیار خود مطلع کر دیتا ہے جسکی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو حق تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرما دیا یا غیب کی خبر دیدی۔ لیکن اتنی بات کی وجہ سے قرآن و سنت نے کسی جگہ ایسے شخص پر "عالم غیب" یا "فلان یعلم الغیب" کا اطلاق نہیں کیا۔ بلکہ احادیث میں اس پر انکار کیا گیا ہے کیونکہ بظاہر یہ الفاظ اختصاص علم الغیب بذات الباری کے خلاف موہم ہوتے ہیں۔ اسی لیے علمائے محققین اجازت نہیں دیتے کہ اس طرح الفاظ کسی بندہ پر اطلاق کیے جائیں گو لغۃً صحیح ہوں جیسے کسی کا یہ کہنا کہ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ (اللہ کو غیب کا علم نہیں) گو اس کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب ہے ہی نہیں، سخت ناروا اور سوء ادب ہے یا کسی کا حق سے موت اور فتنہ سے اولاد اور رحمت سے بارش مراد لیکر یہ الفاظ کہنا: "انی اکرہ الحق واحب الفتنة وافر من الرحمة" (میں حق کو برا سمجھتا ہوں اور فتنہ کو محبوب رکھتا ہوں

اور رحمت سے بھاگتا ہوں) سخت مکروہ اور قبیح ہے حالانکہ باعتبار نیت و مراد کے قبیح نہ تھا، اسی طرح فلاں عالم الغیب وغیرہ الفاظ کو سمجھ لو۔ اور واضح رہے کہ علم غیب سے ہماری مراد محض ظنون و تخمینات نہیں اور نہ وہ علم جو قرائن و دلائل سے حاصل کیا جائے بلکہ جس کے لیے کوئی دلیل و قرینہ موجود نہ ہو وہ مراد ہے۔ [سورۂ انعام آیت: ۵۹] و [اعراف آیت: ۱۸۸] میں اس کے متعلق کسی قدر لکھا جا چکا ہے وہاں مراجعت کر لی جائے۔

فَائِدَہ: [۹۴] صرف اللہ کو معلوم ہے قیامت کب آئے گی: ...... یعنی قیامت کب آئے گی جس کے بعد مردے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اسکی خبر کسی کو نہیں، پہلے سے مبدأ کا ذکر چلا آتا تھا یہاں سے معاد کا شروع ہوا۔

فَائِدَہ: [۹۵] ...... یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے، آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔ (موضح) اور بعض مفسرین نے یوں تقریر کی ہے کہ آخرت کے ادراک تک ان کے علم کی رسائی نہ ہوئی اور نہ عدم علم کی وجہ سے صرف خالی الذہن رہے بلکہ اس کے متعلق شک و تردد میں پڑ گئے، اور نہ صرف شک و تردد بلکہ ان دلائل و شواہد سے بالکل آنکھیں بند کر لیں جن میں غور و تامل کرتے تو شک رفع ہو سکتا تھا۔

فَائِدَہ: [۹۶] منکرین بعث کا نظریہ: ...... یعنی پہلے ہمارے بڑوں سے یہ ہی وعدے کیے گئے تھے جو پہلے کہہ گئے، ان ہی کی نقل آج یہ پیغمبر بھی اُتار رہے ہیں۔ لیکن کتنے قرن گزر چکے ہم نے تو آج تک نہ دیکھا نہ سنا کہ کوئی مردہ مٹی میں مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہو اور اس کو سزا ملی ہو۔

فَائِدَہ: [۹۷] بعث بعد الموت اور عذاب اخروی برحق ہے: ...... یعنی کتنے مجرموں کو دنیا ہی میں عبرت ناک سزائیں مل چکی ہیں اور پیغمبروں کا فرمانا پورا ہو کر رہا۔ اسی پر قیاس کر لو کہ بعث بعد الموت اور عذاب اُخروی کی جو خبر انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے ہیں، یقیناً پوری ہو کر رہے گی۔ یہ کارخانہ یوں ہی بے سرا نہیں کہ اس پر کوئی حاکم نہ ہو، وہ اپنی رعایا کو یوں ہی مہمل نہ چھوڑے گا۔ جب سب مجرموں کو یہاں پوری سزا نہیں ملتی تو یقیناً کوئی دوسری زندگی ہوگی جہاں ہر ایک اپنی کیفرِ کردار کو پہنچے اگر تمہاری یہ ہی تکذیب رہی تو مکذبین کا جو انجام دنیا میں ہوا تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔

فَائِدَہ: [۹۸] تسلی رسول اور تنبیہ مجرمین: ...... یعنی ان کو سمجھا کر اور بدی کے انجام پر متنبہ کر کے الگ ہو جایئے۔ اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ بہت زیادہ غم و تأسف نہ کریں اور نہ ان کے مکر و فریب اور حق کے خلاف تدبیریں کرنے سے تنگ دل اور خفا ہوں۔ آپ اپنا فرض ادا کر چکے، اللہ تعالیٰ ایسے ضدی مجرموں سے خود نبٹ لے گا اور جس طرح پہلے مجرموں کو سزائیں دی گئی ہیں ان کو بھی دے گا۔

فَائِدَہ: [۹۹] طعنہ کفار: ...... یعنی آخر وہ قیامت کب آئے گی؟ اور جس عذاب کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں کب نازل ہوگا؟

فَائِدَہ: [۱۰۰] جواب طعنہ: ...... یعنی گھبراؤ نہیں، وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اور کچھ بعید نہیں کہ وعدہ کا کچھ حصہ قریب ہی آ لگا ہو (چنانچہ زیادہ دن نہ گزرے کہ "بدر" میں سزا کی ایک قسط پہنچ گئی) رہی قیامت کبریٰ، سو اس کے بھی بعض آثار و علامات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔

فَائِدَہ: [۱۰۱] کفار کی ناشکری و بیوقوفی: ...... یعنی حق تعالیٰ اپنے فضل سے اگر عذاب میں تاخیر کرتا ہے تو چاہیے تھا اس مہلت کو غنیمت سمجھتے اور اس کی مہربانی کے شکر گزار ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرتے لیکن وہ اس کے خلاف ناشکری کرتے اور اپنے منہ سے عذاب مانگتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۱۰۲] ہر چیز اپنے وقت پر اور ہر عمل کا پھل مل کر رہے گا: ...... یعنی تمہارے ظاہری و پوشیدہ اعمال، دلوں کے بھید، نیتیں، ارادے اور زمین و آسمان کے چھپے سے چھپے راز سب اللہ تعالیٰ کے علم میں حاضر اور اس کے دفتر میں درج ہیں۔ ہر بات اسی کے موافق اپنے اپنے وقت پر وقوع پذیر ہوگی، جلدی مچانے یا دیر لگانے سے کچھ حاصل نہیں۔ جو چیز علمِ الٰہی میں طے شدہ ہے جلد یا بدیر اپنے وقت پر

آئے گی اور ہر ایک کو اس کے عمل اور نیت وعزم کے موافق پھل مل کر رہے گا۔

فائدہ: [۱۰۳] دنیا میں فیصلہ کن کتاب:...... یعنی ابھی عملی فیصلہ کا وقت نہیں آیا البتہ قرآن قولی وعلمی فیصلہ کے لیے آیا ہے۔ اس وقت سماوی علوم اور مذہبی چیزوں کے سب سے بڑے عالم "بنی اسرائیل" سمجھے جاتے تھے مگر عقائد، احکام اور قصص وروایات کے متعلق ان کے شدید اختلافات کا فیصلہ کن تصفیہ بھی قرآن نے سنایا۔ فی الحقیقت قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے دنیا کو خداوند قدوس کا آخری پیغام پہنچایا اور ایمان لانے والوں کی رہبری کی، تالوگ اس دن کے لیے تیاری کر رکھیں جب کہ ہر معاملہ کا عملی فیصلہ ہوگا۔

فائدہ: [۱۰۴]...... یعنی قرآن تو آیا ہے سمجھانے اور آگاہ کرنے کو، باقی تمام معاملات کا حکیمانہ اور عادلانہ فیصلہ خدائے قادر وتوانا کرے گا۔

فائدہ: [۱۰۵] توکل اور عمل کی تلقین:...... یعنی آپ کسی کے اختلاف وتکذیب سے متاثر نہ ہوں، خدا پر بھروسہ کر کے اپنا کام کیے جائیں۔ جس صحیح وصاف راستہ پر آپ چل رہے ہیں اس میں کوئی کھٹکا نہیں۔ آدمی جب صحیح راستہ پر ہو اور خدائے واحد پر بھروسہ رکھے پھر کیا غم ہے۔

فائدہ: [۱۰۶] جھٹلانے والے مردوں اور بہروں کی طرح ہیں:...... یعنی جس طرح ایک مردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جب کہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا ہو اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو ان کے حق میں سودمند نہیں۔ یہی حال ان مکذبین کا ہے جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دل کے کان بہرے ہو گئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے کہ ان کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں۔ ایک نپٹ [بالکل] اندھے کو جب تک آنکھ نہ بنوائے تم کس طرح راستہ یا کوئی چیز دکھلا سکتے ہو۔ یہ لوگ بھی دل کے اندھے ہیں اور چاہتے بھی نہیں کہ اندھے پن سے نکلیں۔ پھر تمہارے دکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں۔

فائدہ: [۱۰۷]...... یعنی نصیحت سنانا ان کے حق میں نافع ہے جو سن کر اثر قبول کریں۔ اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ خدا کی باتوں پر یقین کر کے فرماں بردار بنیں۔

فائدہ: [۱۰۸] صفا پہاڑ سے جانور نکلے گا:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا۔" (موضح) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کے دن ہوگا۔ قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ عالم کا سب موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے۔ لہٰذا اس قسم کے خوارق پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے جو قیامت کی علاماتِ قریبہ اور اس کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر کی جائیں گی۔ شاید "دابۃ الارض" کے ذریعہ سے یہ دکھلانا ہو کہ جس چیز کو تم پیغمبروں کے کہنے سے نہ مانتے تھے، آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے مگر اس وقت کا ماننا نافع نہیں۔ صرف مکذبین کی تجہیل وتحمیق مقصود ہے، ماننے کا جو وقت تھا گزر گیا۔

تنبیہ:...... "دابۃ الارض" کے متعلق بہت سے رطب ویابس اقوال وروایات تفاسیر میں درج کی گئی ہیں مگر معتبر روایات سے تقریباً اتنا ہی ثابت ہے جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۰۹]...... ہر گناہ والوں کے جتھے اور جماعتیں الگ الگ ہوں گی۔

تنبیہ:...... عموماً مفسرین نے ﴿فَهُمْ يُوزَعُونَ﴾ کے معنی روکنے کے لیے ہیں۔ یعنی ہر امت کے مکذبین کو محشر کی طرف لے چلیں گے اور وہ اتنی کثرت سے ہوں گے کہ پیچھے چلنے والوں کو آگے بڑھنے سے روکا جائے گا، جیسے انبوہ کثیر [بھیڑ، رش] میں انتظام قائم رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

فائدہ: [۱۱۰] نہ ماننے والوں سے خطاب:...... یعنی پوری طرح سمجھنے اور تمام اطراف وجوانب پر نظر ڈالنے کی کوشش بھی نہ کی، پہلے

ہی جھٹلانا شروع کردیا۔ یا بولو" یہ نہیں تو اور کیا کرتے تھے" یعنی اسکے سوا تمہارا کام ہی کیا تھا۔ اور ممکن ہے یہ مطلب ہو کہ بے سوچے سمجھے
تکذیب ہی کی تھی؟ یا بولو اس کے سوا اور بھی کچھ گناہ سمیٹے تھے۔

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا
اور پڑ چکی ان پر بات اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب (سو) وہ کچھ نہیں بول سکتے ف۱۱۱ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں

فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ
چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کا (کو) البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین کرتے ہیں ف۱۱۲ اور جس دن پھونکی جائے گی صور ف۱۱۳ تو

مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ
گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے ف۱۱۴ اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف۱۱۵ اور تو دیکھے

تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا
پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور وہ چلیں گے جیسے چلے بادل ف۱۱۶ کاری گری اللہ کی جس نے سادھا (درست کیا) ہے ہر چیز کو ف۱۱۷ اس کو خبر ہے جو کچھ

تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۚ وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَاءَ
تم کرتے ہو ف۱۱۸ جو کوئی لے کر آیا بھلائی تو اس کو ملے اس سے بہتر ف۱۱۹ اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے ف۱۲۰ اور جو

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا أُمِرْتُ
کوئی لے کر آیا برائی سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں، وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے ف۱۲۱ مجھ کو یہی حکم

أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ
ہے کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور اسی کی ہے ہر ایک چیز ف۱۲۲ اور مجھ کو حکم ہے

الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ
کہ رہوں حکم برداروں میں ف۱۲۳ اور یہ کہ سنا دوں قرآن ف۱۲۴ پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا ہے تو کہہ

إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ
دے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا ف۱۲۵ اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو ف۱۲۶ آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے (اپنی نشانیاں) تو ان کو پہچان لو گے ف۱۲۷

عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ ع ۱۱

اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو ف۱۲۸

فَائِدَة:[۱۱۱]......یعنی ان کی شرارتوں کا یقینی ثبوت ہو چکا اور خدا کی حجت تمام ہو چکی، اب آگے وہ کیا بول سکتے ہیں۔ باقی بعض آیات میں جو ان کا عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ شاید اس سے پہلے ہو چکے گا۔ بہر حال نفی و اثبات کو اختلاف مواطن پر حمل کیا جائے۔

فَائِدَة:[۱۱۲] رات اور دن کے تغیر سے موت کے بعد کی زندگی پر استدلال:......یعنی کیسے کھلے کھلے نشان اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دکھلائے، پر ذرا بھی غور نہ کیا۔ ایک رات دن کے روزانہ ادل بدل ہی میں غور کر لیتے تو اللہ کی توحید، پیغمبروں کی ضرورت، اور بعث بعد الموت سب کچھ سمجھ سکتے تھے۔ آخر وہ کون ہستی ہے جو ایسے مضبوط ومحکم انتظام کے ساتھ برابر دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کو نمودار کرتا ہے اور جس نے ہماری ظاہری اِبصارت کے لیے شب کی تاریکی کے بعد دن کا اجالا کیا۔ کیا وہ ہماری باطنی بصیرت کے لیے اوہام و اہواء کی تاریکیوں میں معرفت وہدایت کی روشنی نہ بھیجتا۔ پھر رات کیا ہے؟ نیند کا وقت ہے جسے ہم موت کا ایک نمونہ قرار دے سکتے ہیں، اس کے بعد دن آیا، پھر آنکھیں کھول کر ادھر ادھر پھرنے لگے۔ اسی طرح اگر حق تعالیٰ ہم پر موت طاری کرے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھا لے تو اس میں کیا استحالہ ہے۔ غرض یقین کرنے والوں کے لیے اسی ایک نشان میں تمام ضروری چیزوں کا حل موجود ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۳] اسرافیل علیہ السلام تیار:......صور پھونکنے والا فرشتہ اسرافیل ہے جو حکمِ الٰہی کے انتظار میں صور لیے تیار کھڑا ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۴] مخلوط افراد:......بعض روایات میں ہے کہ ﴿إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت ہیں اور بعض نے شہداء کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم ا

فَائِدَة:[۱۱۵] نفخ صور:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ایک بار صور پھونکے گا جس سے خلق مرجائے گی، دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے، اس کے بعد پھونکے گا تو گھبرا جائیں گے، پھر پھونکے گا تو بیہوش ہو جائیں گے اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا کئی بار ہے۔“ (موضح) اور بہت سے علماء صرف دو نفخے مانتے ہیں، یعنی کل دو مرتبہ پھونکے گا اور سب احوال کو انہی دو میں درج کرتے ہیں۔ واللہ اعلم ا

فَائِدَة:[۱۱۶] قیامت میں پہاڑ اڑتے پھریں گے:......یعنی جن بڑے بڑے پہاڑوں کو تم اس وقت دیکھ کر خیال کرتے ہو کہ ہمیشہ کے لیے زمین میں جمے ہوئے ہیں کبھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کھا سکیں گے۔ قیامت کے دن یہ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اُڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے: ﴿وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ○ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ○﴾ [واقعہ: ۵،۶] ﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○﴾ [قارعہ: ۵] ﴿فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ○﴾ [طٰہٰ: ۱۰۵]

تنبیہ:......آیتِ ہذا کو زمین کی حرکت وسکون کے مسئلہ سے کچھ علاقہ نہیں جیسا کہ بعض متنورین نے سمجھا ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۷] صانع حقیقی کی کاریگری:......یعنی جس نے ہر چیز کو نہایت حکمت سے درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بھاری اور مضبوط بنایا ہے اور وہ ہی ان کو ایک دن ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ وہ اُڑانا محض تباہ کرنے کی غرض سے نہ ہوگا بلکہ عالم کو توڑ پھوڑ کر اس درجہ پر پہنچانا ہوگا جہاں پہنچانے کے لیے ہی اسے پیدا کیا ہے، تو یہ سب اسی صانع حقیقی کی کاریگری ہوئی جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں۔

فَائِدَة:[۱۱۸] عمل کے موافق جزاء وسزا:......یعنی اس توڑ پھوڑ اور انقلاب عظیم کے بعد بندوں کا حساب کتاب ہوگا اور چونکہ حق تعالیٰ بندوں کے ذرہ ذرہ عمل سے خبردار ہے تو ہر ایک کو ٹھیک اس کے عمل کے موافق جزا وسزا دی جائے گی، نہ ظلم ہوگا نہ حق تلفی ہوگی۔ آگے اسی کی قدرے تفصیل ہے۔

فَائِدَة:[۱۱۹]......یعنی ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس نیکیوں کے حساب سے دیا جائے گا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

فَائِدَة:[۱۲۰]......یعنی بڑی گھبراہٹ سے، کما قال تعالیٰ: ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ﴾ [انبیاء: ۱۰۳] اگر کم درجہ کی گھبراہٹ ہو تو اس آیت کے منافی نہیں۔

فائدہ:[۱۲۱]......یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ زیادتی نہیں۔ جو کرنا سو بھرنا، خود کردہ را چہ علاج۔

فائدہ:[۱۲۲] مکہ معظمہ:......شہر سے مراد ہے مکہ معظمہ جسے خدا تعالیٰ نے معظم و محترم بنایا۔ اسی تخصیص و تشریف کی بناء پر ربّ کی اضافت اس کی طرف کی گئی ورنہ یوں ہر چیز کا رب اور مالک وہ ہی ہے۔

فائدہ:[۱۲۳]......یعنی ان لوگوں میں رہوں جو حق تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرنے والے اور اپنے کو ہمہ تن اس کے سپرد کرنے والے ہیں۔

فائدہ:[۱۲۴]......یعنی بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کی بندگی اور فرمانبرداری کرتا رہوں اور دوسروں کو قرآن سنا کر اللہ کا رستہ بتلاتا رہوں۔

فائدہ:[۱۲۵]......یعنی میں نصیحت کر کے فارغ الذمہ ہو چکا، نہ سمجھو تو تمہارا ہی نقصان ہے۔

فائدہ:[۱۲۶]......یعنی اللہ کا ہزاراں ہزار شکر جس نے مجھ کو ہادی و مہتدی بنایا۔ فی الحقیقت تعریف کے لائق اسی کی ذات ہے، جس کو خوبی یا کمال ملا وہیں سے ملا۔

فائدہ:[۱۲۷] قدرت خداوندی اور صداقت رسول کی نشانیاں:......یعنی آگے چل کر حق تعالیٰ تمہارے اندر یا تم سے باہر اپنی قدرت کے وہ نمونے اور میری صداقت کے ایسے نشان دکھلائے گا جنہیں دیکھ کر سمجھو لوگے کہ بیشک یہ اللہ کی وہ ہی آیات ہیں جن کی خبر پیغمبر نے دی تھی، الّا یہ کہ اس وقت کا سمجھنا تم کو نافع ہو یا نہ ہو، یہ جدا گانہ چیز ہے۔ علامات قیامت وغیرہ سب اس کے تحت میں آ گئیں۔

فائدہ:[۱۲۸]......یعنی جو عمل اور معاملہ تم کرتے ہو سب اس کی نظر میں ہے۔ اسی کے موافق آخر کار بدلہ ملے گا۔ اگر سزا وغیرہ میں تاخیر ہو تو نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ہماری کرتوت سے بے خبر ہے۔

تم سورۃ النمل

وللّٰہ الحمد والمنۃ۔

آیاتها ۸۹ ۲۸ سورۃ القصص مکیۃ ۴۹ رکوعاتها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

طٰسٓمٓ یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ہم سناتے ہیں تجھ کو کچھ احوال موسیٰ اور فرعون کا تحقیقی (ٹھیک ٹھیک) ان لوگوں کے واسطے

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً

جو یقین کرتے ہیں ف۱ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے کمزور کر رکھا تھا ایک

مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ

فرقہ کو ان میں ف۲ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو ف۳ بے شک وہ تھا خرابی ڈالنے والا ف۴ اور ہم چاہتے ہیں کہ

عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ

احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام اور جما دیں ان

فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى

کو ملک میں ف۵ اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو ف۶ اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا ف۷ اور ہم نے حکم بھیجا

اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا

موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا (اس پر) تو ڈال دے اس کو دریا میں ف۸ اور نہ خطرہ کر اور نہ

رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷

غمگین ہو، ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے ف۹

فائدہ: [۱] مسلمان ہی کامیاب ہوں گے: ...... یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلہ میں۔ (موضح) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو باوجود کمزوری کے فرعونیوں کی طاقت کے مقابلہ میں منصور و کامیاب کیا، ایسے

ہی مسلمان جو فی الحال مکہ میں قلیل اور ضعیف و ناتواں نظر آتے ہیں اپنے بے شمار طاقتور حریفوں کے مقابلہ پر کامیاب ہوں گے۔

فائدہ: [۲] قبطیوں کا سبطیوں پر ظلم: ...... یعنی "مصر" میں قبطی بھی آباد تھے جو فرعون کی قوم تھی، اور سبطی بھی جو "بنی اسرائیل" کہلاتے تھے لیکن فرعون ظلم و تکبر کی راہ سے "بنی اسرائیل" کو پنپنے اور اُبھرنے نہیں دیتا تھا۔ گویا سب قبطی آقا بنے ہوئے تھے اور پیغمبروں کی اولاد بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ ان سے ذلیل کام اور بیگاریں لیتے اور کسی طرح اس قابل نہ ہونے دیتے کہ ملک میں وہ کوئی قوت و وقعت حاصل کر سکیں۔

فائدہ: [۳] فرعون کی احمقانہ و ظالمانہ اسکیم: ...... کہتے ہیں فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کاہنوں نے یہ دی کہ کسی اسرائیلی کے ہاتھ سے تیری سلطنت برباد ہوگی۔ اس لیے پیش بندی کے طور پر یہ احمقانہ اور ظالمانہ تدبیر سوچی کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کمزور کرتے رہنا چاہیے کہ انہیں حکومت کے مقابلہ کا حوصلہ ہی نہ ہو۔ اور آئندہ جو لڑکے ان کے پیدا ہوں ان کو ایک طرف سے ذبح کر ڈالنا چاہیے، اس طرح آنے والی مصیبت رک جائے گی۔ البتہ لڑکیوں سے چونکہ کوئی خطرہ نہیں، انہیں زندہ رہنے دیا جائے وہ بڑی ہو کر باندیوں کی طرح ہماری خدمت کیا کریں گی۔ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل آپس میں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی ایک پیشین گوئی کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جس میں خبر دی گئی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان کے ہاتھ پر اس سلطنتِ مصر کی تباہی مقدر ہے۔ شدہ شدہ یہ تذکرے فرعون کے کانوں تک پہنچ گئے اس احمق نے قضاء و قدر کی روک تھام کے لیے ظلم و ستم کی یہ اسکیم جاری کی۔

فائدہ: [۴] ...... یعنی زمین میں خرابی پھیلانے والا تو تھا ہی لہٰذا اسے ایسا ظلم و ستم کرنے میں کیا جھجک ہوتی۔ بس جو دل میں آیا، اپنے کبر و غرور کے نشہ میں بے سوچے سمجھے کر گزرا۔

فائدہ: [۵] ارادہ خداوندی: ...... یعنی اس ملعون کے انتظامات تو وہ تھے اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کمزوروں کو قوی اور پستوں کو بالا کیا جائے۔ جس قوم کو فرعونیوں نے ذلیل غلام بنا رکھا تھا ان ہی کے سر پر دین کی امامت اور دنیا کی سرداری کا تاج رکھ دیں۔ ظالموں اور متکبروں سے جگہ خالی کرا کر اس مظلوم و ستم رسیدہ قوم سے زمین کو آباد کریں اور دینی سیادت کے ساتھ دنیوی حکومت بھی اس مظلوم و مقہور قوم کے حوالے کی جائے۔

فائدہ: [۶] ...... "ہامان" وزیر تھا فرعون کا جو ظلم و ستم میں اس کا شریک اور آلۂ کار بنا ہوا تھا۔

فائدہ: [۷] قدرت خداوندی کا ظہور اور فرعون کی ناکامی: ...... یعنی جس خطرہ کی وجہ سے انہوں نے بنی اسرائیل کے ہزارہا بچوں کو ذبح کر ڈالا تھا ہم نے چاہا کہ وہ ہی خطرہ ان کے سامنے آئے۔ فرعون نے امکانی کوشش کر دیکھی اور پورے زور خرچ کر لیے کہ کسی طرح اس اسرائیلی بچہ سے مامون ہو جائے جسکے ہاتھ پر اس کی تباہی مقدر تھی لیکن تقدیرِ الٰہی کہاں ٹلنے والی تھی۔ خداوندِ قدیر نے اس بچہ کو اسی کی گود میں، اسی کے بستر پر، اسی کے محلات کے اندر شاہانہ ناز و نعم سے پرورش کرایا اور دکھلا دیا کہ خدا جو انتظام کرنا چاہے، کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی۔

فائدہ: [۸] والدہ موسیٰ کو حکم: ...... ان کی ماں کو الہام ہوا یا خواب دیکھایا اور کسی ذریعہ سے معلوم کرا دیا گیا کہ جب تک بچہ کے قتل کا اندیشہ نہ ہو برابر دودھ پلاتی رہیں، جب اندیشہ ہو تو صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیں۔ سورۂ طٰہٰ میں یہ قصہ گزر چکا ہے۔

[آیت:۳۹]

فائدہ: [۹] ام موسیٰ کی تسلی: ...... ماں کی تسلی کر دی کہ ڈرے مت، بے کھٹکے دریا میں چھوڑ دے، بچہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ اور بچہ کی جدائی سے غمگین بھی مت ہو، ہم بہت جلد اس کو تیری ہی آغوشِ شفقت میں پہنچا دیں گے۔ خدا کو اس سے بڑے کام لینے ہیں، وہ منصب رسالت پر سرفراز کیا جائے گا۔ کوئی طاقت اللہ کے ارادہ میں حائل و مانع نہیں ہو سکتی، تمام رکاوٹیں دور کر کے وہ مقصد پورا کرنا ہے جو اس محترم بچہ کی پیدائش سے متعلق ہے۔

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا

پھر اٹھا لیا اس کو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے چوکنے

خٰطِـِٕيْنَ ۝٨ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ

والے ف۱۰ اور بولی فرعون کی عورت یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے اور تیرے لیے ف۱۱ اس کو مت مارو، کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ

آئے یا ہم اس کو کر لیں بیٹا ف۱۲ اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ف۱۳ اور صبح کو موسیٰ کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا قریب تھی کہ ظاہر کر دے بے قراری کو اگر

بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ

نہ ہم نے گرہ دی ہوتی اس کے دل پر اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں ف۱۴ اور کہہ دیا اس کی (موسیٰ) بہن کو پیچھے چلی جا پھر

بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی ف۱۵ اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دائیوں کو پہلے سے پھر بولی میں بتلاؤں تم کو ایک گھر والے کہ اس

اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝١٢

کو پال دیں تمہارے لیے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں ف۱۶

فَائِدَة:[١٠] صندوق اہلیۂ فرعون کے پاس:...... آخر ماں نے بچہ کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر پانی میں چھوڑ دیا۔ صندوق بہتا ہوا ایسی جگہ جا لگا جہاں سے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے ہاتھ لگ گیا۔ ان کو اس پیارے بچہ کی پیاری صورت بھلی معلوم ہوئی۔ آثار نجابت و شرافت نظر آئے۔ پالنے کی غرض سے اُٹھا لیا مگر اس اٹھانے کا آخری نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ بچہ بڑا ہو کر فرعون اور فرعونیوں کا دشمن ثابت ہو اور ان کے حق میں سوہانِ روح بنے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کو اٹھانے کا موقع دیا۔ فرعون لعین کو کیا خبر تھی کہ جس دشمن کے ڈر سے ہزار ہا معصوم بچے تہ تیغ کرا چکا ہوں وہ یہ ہی ہے جسے بڑے چاؤ پیار سے آج ہمارے ہاتھوں میں پرورش کرایا جا رہا ہے۔ فی الحقیقت فرعون اور اس کے وزیر و مشیر اپنے ناپاک مقصد کے اعتبار سے بہت چوکے کہ بے شمار اسرائیلی بچوں کو ایک شبہ پر قتل کرنے کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کو زندہ رہنے دیا۔ لیکن نہ چوکتے تو کیا کرتے، کیا خدا کی تقدیر کو بدل سکتے تھے یا مشیتِ ایزدی کو روک سکتے تھے؟ ان کی بڑی چوک تو یہ تھی کہ قضاء و قدر کے فیصلوں کو سمجھے کہ انسانی تدبیروں سے روکا جا سکتا ہے۔

فَائِدَة:[١١] تقدیر ازلی اور زبانِ فرعون:...... یعنی کیسا پیارا بچہ ہے، ہمارے کوئی لڑکا نہیں، لاؤ اسی سے دل بہلائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کیا کریں۔ بعض روایات میں ہے کہ فرعون نے کہا: ''لَکِ لَا لِی'' (تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی میری نہیں) تقدیر ازلی یہ الفاظ اس ملعون کی زبان سے کہلا رہی تھی، آخر وہ ہی ہوا۔

فَائِدَة:[١٢]...... یعنی کم از کم بڑا ہو کر ہمارے کام آئے گا یا مناسب سمجھا تو متبنیٰ بنا لیں گے۔

فَائِدَة:[١٣] فرعون کی خوش فہمی:...... یعنی یہ تو خبر نہ تھی کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا، سمجھے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے

ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا، کیا ضرور ہے کہ یہی وہ بچہ ہو جس سے ہمیں خوف ہے۔ پھر جب ہم پرورش کریں گے وہ خود ہی ہم سے شرمائے گا۔ کس طرح ممکن ہے کہ ہم سے ہی دشمنی کرنے لگے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ یہ اس کا دوست ہوگا جو سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہے اور تم چونکہ اس کے دشمن ہو اس لیے مجبور ہوگا کہ پروردگار حقیقی کے حکم سے تمہاری مخالفت کرے۔ تم اپنی ظاہری تربیت پر تو ایسی اچھی امیدیں باندھتے ہو، مگر شرم نہیں آتی کہ اس رب حقیقی کے مقابلہ میں ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ [نازعات: ۲۴] کی آواز بلند کر رہے ہو۔

فائدہ: [۱۴] ام موسیٰ کی بے قراری و تسلی: ...... موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بچہ کو دریا میں ڈال تو آئیں، مگر ماں کی مامتا کہاں چین سے رہنے دیتی؟ رہ رہ کر موسیٰ کا خیال آتا تھا، دل سے قرار جاتا رہا۔ موسیٰ کی یاد کے سوا کوئی چیز دل میں باقی نہ رہی، قریب تھا کہ صبر و ضبط کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور عام طور پر ظاہر کر دیں کہ میں نے اپنا بچہ دریا میں ڈالا ہے کسی کو خبر ہو تو لاؤ، لیکن خدائی الہام ﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کو یاد کر کے تسلی پاتی تھی۔ یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اس کے دل کو مضبوط باندھ دیا کہ خدائی راز قبل از وقت کھلنے نہ پائے۔ اور تھوڑی دیر بعد خود موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو عین الیقین حاصل ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔

فائدہ: [۱۵] بہن پیچھے پیچھے: ...... یعنی جب فرعون کے محل سرا میں صندوق کھلا اور بچہ برآمد ہوا تو شہر میں شہرت ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کو (جو موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھی) حکم دیا کہ بچہ کا پتہ لگانے کے لیے چلی جا اور علیحدہ رہ کر دیکھ کیا ماجرا ہوتا ہے۔ لڑکی ہوشیار تھی، جہاں بچے کے گرد بھیڑ لگی تھی وہاں بے تعلق اجنبی بن کر دور سے دیکھتی رہی، کسی کو پتہ نہ لگا کہ اس بچہ کی بہن ہے۔

فائدہ: [۱۶] موسیٰ علیہ السلام آغوشِ مادر میں: ...... یعنی فرعون کی بیوی نے اس ملعون کو بھی بچہ کی پرورش پر راضی کر لیا تو دودھ پلانے کی فکر ہوئی اور دائیاں طلب کی گئیں، مگر قدرت نے پہلے ہی سے بند لگا دیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے سوا کسی کا دودھ نہ پکڑے۔ سخت تشویش تھی کہ کہاں سے مرضعہ لائی جائے جس کا دودھ بچہ منہ کو لگا سکے۔ موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہ پیتے تھے۔ فرعون کے آدمی اسی فکر و تجسس میں تھے کہ موسیٰ کی بہن نے کہا: میں تم کو ایک گھرانے کا پتہ بتا سکتی ہوں جو امید ہے بچہ کو پال دیں گے۔ اور جہاں تک ان کی طبائع کا اندازہ ہے بہت خیر خواہی اور غور و پرداخت [توجہ] سے پالیں گے، کیونکہ شریف گھرانا ہے اور بادشاہ کے گھر سے انعام و اکرام کی بڑی توقعات ہوں گی، پھر تربیت میں کمی کیوں کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی کے مشورہ کے موافق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ طلب کی گئیں۔ بس بچہ کو چھاتی سے لگانا تھا کہ اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون کے گھر والوں کو بہت غنیمت معلوم ہوا کہ بچہ نے ایک عورت کا دودھ قبول کر لیا ہے، بڑی خوشیاں منائی گئیں اور انعام و اکرام کیے گئے۔ مرضعہ نے عذر کیا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی اپنے گھر لے جا کر اس کی پرورش کروں گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام امن و اطمینان کے ساتھ پھر آغوشِ مادری میں پہنچ گئے، اور فرعون کے یہاں سے جو روزینہ ان کی ماں کا مقرر ہوا وہ مفت میں رہا۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

پھر ہم نے پہنچا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے ف۱۷ پر بہت لوگ

ع ۱۴ / ۲
لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

نہیں جانتے ف۱۸ اور جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا، دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ

والوں کو ف۱۹ اور آیا شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ ف۲۰ پھر پائے اس میں دو مرد لڑتے ہوئے، یہ ایک اس

يَقْتَتِلٰنِ ۟ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ

کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں، پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے

مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۟ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ

دشمنوں میں، پھر مکا مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا، بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے، بے شک وہ دشمن ہے بہکانے

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ

والا صریح بولا اے میرے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا (اپنا)، سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا، بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان ف۲۱ بولا اے

رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا

رب جیسا تو نے فضل کر دیا مجھ پر پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف۲۲ پھر صبح کو اٹھا اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا (راہ دیکھتا) ہوا ف۲۳ پھر ناگہاں (دیکھا کہ) جس نے

يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

کل مدد مانگی تھی اس سے (موسیٰ) آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے ف۲۴ کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے صریح ف۲۵

فائدہ: [۱۷] دو وعدے: ...... یعنی ﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ میں جو دو وعدے کیے تھے ایک تو آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کس حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ اور دوسرے کو اسی پر قیاس کرنے کا موقع ملا کہ بلاشبہ وہ بھی اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا۔

فائدہ: [۱۸] ...... یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ کر رہتا ہے، ہاں بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں۔ اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ (موضح)

فائدہ: [۱۹] جوانی میں علم و حکمت سے سرفرازی: ...... یعنی موسیٰ علیہ السلام جب اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے، تو ہم نے ان کو بہت حکمت کی باتیں سمجھائیں اور خصوصی علم و فہم عطا فرمایا کیونکہ بچپن ہی سے وہ نیک کردار تھے، ایسے ہونہار کو ہم اسی طرح نوازا کرتے ہیں۔

فائدہ: [۲۰] ...... یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہو کر ایک روز شہر میں پہنچے جس وقت لوگ غافل پڑے سو رہے تھے، شاید رات کا وقت ہو گا یا دوپہر ہو گی۔

فائدہ: [۲۱] قبطی کا قتل: ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے، فرعون کی قوم سے بسبب ان کے ظلم و کفر کے بیزار رہتے اور بنی اسرائیل ان کے ساتھ لگے رہتے تھے، ان کی والدہ کا گھر شہر سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے۔ فرعون کی قوم (قبط) ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑ جائے۔ ایک روز دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک اسرائیلی دوسرا قبطی۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی کہ مجھے اس قبطی کے ظلم سے چھڑاؤ، کہتے ہیں قبطی فرعون کے مطبخ کا آدمی تھا۔ موسیٰ پہلے ہی قبطیوں کے ظلم و ستم کو جانتے تھے اس وقت آنکھ سے اس کی زیادتی دیکھ کر رگِ حمیت پھڑک اٹھی۔ ممکن ہے سمجھانے بجھانے میں قبطی نے موسیٰ کو بھی کوئی سخت لفظ کہا ہو جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے۔ غرض موسیٰ نے اس کی تادیب و گوشمالی [تنبیہ] کے لیے ایک گھونسہ رسید کیا، ماشاء اللہ بڑے طاقتور جوان تھے ایک ہی گھونسہ میں قبطی نے پانی نہ مانگا۔ خود موسیٰ کو بھی یہ اندازہ نہ تھا کہ ایک گھونسہ میں اس کم بخت کا کام تمام ہو جائے گا، پچھتائے کہ بے قصد خون ہو گیا۔ مانا کہ قبطی کافر حربی تھا، ظالم تھا اور موسیٰ کی نیت بھی محض ادب دینے کی تھی، جان سے مار ڈالنے کی نہ تھی۔ مگر ظاہر ہے اس وقت کوئی معرکہ

جہاد نہ تھا، موسیٰ نے قبطی قوم کو کوئی الٹی میٹم نہیں دیا تھا بلکہ مصر میں ان کی بود و ماند [قیام] کا شروع سے جو طرز عمل رہا تھا اس سے لوگ مطمئن تھے کہ وہ یونہی کسی کی جان و مال لینے والے نہیں۔ پھر ممکن ہے غیظ و غضب کے جوش میں معاملہ کی تحقیق بھی سرسری ہوئی ہو اور مکا مارتے وقت پوری طرح اندازہ نہ رہا ہو کہ کتنی ضرب تادیب کے لیے کافی ہے۔ اُدھر اس بلا ارادہ قتل سے اندیشہ تھا کہ فرقہ وار اشتعال پیدا ہو کر دوسرے مصائب و فتن کا دروازہ نہ کھل جائے۔ اس لیے اپنے فعل پر نادم ہوئے اور سمجھے کہ اس میں کسی درجہ تک شیطان کا دخل ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ایسی پاک وصاف اور ان کی استعداد اس قدر اعلیٰ ہوتی ہے کہ نبوت ملنے سے پیشتر ہی وہ اپنے ذرہ ذرہ عمل کا محاسبہ کرتے ہیں اور ادنیٰ سی لغزش یا خطائے اجتہادی پر بھی حق تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگتے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی تقصیرات کا اعتراف کر کے معافی چاہی جو دے دی گئی اور غالباً اس معافی کا علم ان کو بذریعہ الہام وغیرہ ہوا ہوگا۔ آخر پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں۔

فائدہ: [۲۲] مجرمین کی اعانت نہ کرنے کا عزم: ...... یعنی آپ نے جیسے اپنے فضل سے مجھ کو عزت، راحت، قوت عطا فرمائی اور میری تقصیرات کو معاف کیا اس کا شکر یہ ہے کہ میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ شاید اس فریادی (اسرائیلی) کی بھی کچھ تقصیر معلوم ہوئی ہوگی، مجرم اسے کہا ہو۔ یا مجرمین سے کفار اور ظالم لوگ مراد ہوں یعنی تیری دی ہوئی قوتوں کو آئندہ بھی کبھی ان کی حمایت و اعانت میں خرچ نہ کروں گا۔ یا مجرمین سے شیاطین مراد ہوں یعنی شیاطین کے مشن میں ان کا مددگار کبھی نہ بنوں گا کہ وہ وسوسہ اندازی کر کے مجھ سے ایسا کام کرا دیں جس پر بعد کو پچھتانا پڑے۔ یا اسرائیلی کو مجرم اس حیثیت سے کہا کہ وہ وقوعِ جرم کا سبب بنا۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۲۳] ...... یعنی انتظار کرتے اور راہ دیکھتے تھے کہ مقتول کے وارث فرعون کے پاس فریاد لے گئے ہوں گے۔ دیکھیے کس پر جرم ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔

فائدہ: [۲۴] ...... یعنی اُسی اسرائیلی کی لڑائی آج کسی اور سے ہو رہی تھی۔

فائدہ: [۲۵] ...... یعنی روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے۔

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا

پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا، بول اٹھا (فریاد کرنے والا) اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے خون کر چکا

قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ

ہے کل ایک جان کا ف۲۶ تیرا یہی جی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور نہیں چاہتا کہ ہو

مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰى ۫ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ

صلح کرا دینے والا ف۲۷ اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا، کہا اے موسیٰ دربار والے مشورہ

یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا

کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں ف۲۸ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا راہ

ع یَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّیْۤ

دیکھتا، بولا اے رب بچا لے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب منہ کیا مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ

اَنۡ یَّہۡدِیَنِیۡ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۲۲﴾ وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡیَنَ وَجَدَ عَلَیۡہِ اُمَّۃً مِّنَ النَّاسِ

میرا رب لے جائے مجھ کو سیدھی راہ پر ف۲۹ اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پایا وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ف۳۰

یَسۡقُوۡنَ ۬۫ وَ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِہِمُ امۡرَاَتَیۡنِ تَذُوۡدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطۡبُکُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی

اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں (اپنے جانور)، بولا تمہارا کیا حال ہے، بولیں ہم نہیں پلاتیں پانی چرواہوں کے پھیر لیجانے

یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَ اَبُوۡنَا شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰی لَہُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ

تک ف۳۱ اور ہمارا باپ بوڑھا ہے بڑی عمر کا ف۳۲ پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو ف۳۳ پھر ہٹ کر آیا چھاؤں (سایہ) کی طرف، بولا

اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتۡہُ اِحۡدٰىہُمَا تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ ۫ قَالَتۡ اِنَّ اَبِیۡ

اے رب تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں ف۳۴ پھر آئی اس کے پاس ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ف۳۵

یَدۡعُوۡکَ لِیَجۡزِیَکَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَہٗ وَ قَصَّ عَلَیۡہِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ

بولی میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو ف۳۶ پھر جب پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے

لَا تَخَفۡ ٝ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵﴾

احوال، کہا مت ڈر، بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے ف۳۷

فائدہ: [۲۶] ...... ہاتھ ڈالنا چاہا اس ظالم پر، بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہے، ہاتھ بھی مجھ پر چلائیں گے۔ وہ کل کا خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا، آج اُس کی زبان سے مشہور ہوا۔ (موضح)

فائدہ: [۲۷] ......یعنی زور زبردستی سے قتل کرنا ہی آتا ہے، یہ نہیں کہ سمجھا بجھا کر فریقین میں صلح کرا دے۔

فائدہ: [۲۸] **فرعون کے پاس مخبری اور گرفتاری و قتل کے مشورے:** ......یعنی خون کی خبر فرعون کو پہنچ گئی۔ وہاں مشورے ہوئے کہ غیر قوم کے آدمی کا یہ حوصلہ ہو گیا ہے کہ شاہی قوم کے افراد اور سرکاری ملازموں کو قتل کر ڈالے۔ سپاہی دوڑائے گئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے لائیں۔ شاید مل جاتے تو قتل کرتے، اسی مجمع میں سے ایک نیک طینت کے دل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی خیر خواہی ڈال دی، وہ جلدی کر کے مختصر راستہ سے بھاگا ہوا آیا اور حضرت موسیٰ کو واقعہ کی اطلاع کر کے مشورہ دیا کہ تم فوراً شہر سے نکل جاؤ۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ سنایا ہمارے پیغمبر کو کہ لوگ ان کی جان لینے کی فکر کریں گے اور وہ بھی وطن سے نکلیں گے۔ چنانچہ کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات میں آپ وطن سے ہجرت کر گئے۔

فائدہ: [۲۹] **مصر سے مدین کی طرف:** ......حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکل کھڑے ہوئے، راہ سے واقف نہ تھے اللہ سے درخواست کی کہ سیدھی راہ پر چلائے، اس نے "مدین" کی سیدھی سڑک پر ڈال دیا جہاں پہنچا کر انہیں امن و اطمینان کے ساتھ متاہل [اہل و عیال والا] بنانا تھا۔ صرف یہ ہی نہیں، بلکہ بہت دور تک کی سیدھی راہ پر لے چلنا تھا۔

فائدہ: [۳۰] **مدین میں ایک منظر:** ......"مدین" "مصر" سے آٹھ دس دن کی راہ ہے۔ وہاں پہنچے بھوکے پیاسے، دیکھا کنوئیں پر

لوگ اپنے مواشی کو پانی پلا رہے ہیں۔

فَائِدَہ: [۳۱] ...... وہ دونوں بکریاں لے کر حیا سے کنارے کھڑی تھیں۔ اتنی قوت نہ تھی کہ مجمع کو ہٹا دیں یا بذاتِ خود بھاری ڈول نکال لیں۔ شاید اوروں سے بچا ہوا پانی پلاتی ہوں۔

فَائِدَہ: [۳۲] ...... یعنی ہمارا باپ جوان اور توانا ہوتا تو ہم کو آنا نہ پڑتا، وہ خود ان مردوں سے نبٹ لیا کرتا۔

فَائِدَہ: [۳۳] **صنف ضعیف سے ہمدردی:** ...... پیغمبروں کے فطری جذبات و ملکات ایسے ہوتے ہیں، تھکے ماندے، بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی کہ میری موجودگی میں یہ صنف ضعیف ہمدردی سے محروم رہے۔ اٹھے اور مجمع کو ہٹا کر یا ان کے بعد کنویں سے تازہ پانی نکال کر لڑکیوں کے جانوروں کو سیراب کیا۔

فَائِدَہ: [۳۴] **دعاء موسیٰ علیہ السلام کی قبولیت:** ...... یعنی اے اللہ! کسی عمل کی اجرت مخلوق سے نہیں چاہتا البتہ تیری طرف سے کوئی بھلائی پہنچے اسکا ہمہ وقت محتاج ہوں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''عورتوں نے پہچانا کہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا ہوا، تھکا، بھوکا۔ جا کر اپنے باپ سے کہا (وہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے علی القول المشہور) ان کو درکار تھا کہ کوئی مرد ملے نیک بخت جو بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔'' (موضح)

فَائِدَہ: [۳۵] ...... جیسا کہ شریف اور پاکباز عورتوں کا قاعدہ ہے۔ کہتے ہیں کہ شرم کے مارے چہرہ چھپا کر بات کی۔

فَائِدَہ: [۳۶] **ادب و اخلاق کی جھلک:** ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کر رہے تھے۔ اس نے اپنے فضل سے غیر متوقع طور پر خیر بھیجی، تو قبول کیوں نہ کرتے اُٹھ کر عورت کے ساتھ ہو لیے۔ لکھتے ہیں کہ چلتے وقت اس کو ہدایت فرمائی کہ میں آگے چلوں گا تم پیچھے آؤ۔ مبادا اجنبیہ پر عمداً نظر کرنے کی نوبت آئے۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے راستہ بتلاتی ان کو لے کر گھر پہنچی۔

فَائِدَہ: [۳۷] **حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات:** ...... موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنی ساری سرگزشت کہہ سنائی۔ انہوں نے تسلی دی اور فرمایا کہ اب تو اس ظالم قوم کے پنجہ سے بچ نکلا۔ ان شاء اللہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (مدین فرعون کی حدود سلطنت سے باہر تھا)۔

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ

بولی ان دونوں میں سے ایک اے باپ اس کو نوکر رکھ لے، البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے جو زور آور ہو امانت دار و۳۸ کہا میں چاہتا

اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ

ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس و۳۹ پھر اگر تو پورے کر دے دس

عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ

برس تو وہ تیری طرف سے ہے ف۴۰ اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں، تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے و۴۱ بولا یہ وعدہ

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

ہو چکا میرے اور تیرے بیچ، جونسی مدت ان دونوں میں پوری کر دوں سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں و۴۲

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ

پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ، کہا اپنے گھر والوں کو

امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا آگ کا تاکہ تم تاپو (سینکو)

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى

پھر جب پہنچا اس کے پاس آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے تختہ (جگہ) میں ایک درخت سے ف۴۳ کہ اے موسیٰ میں

اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ

ہوں اللہ جہان کا رب اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی، پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے (پھن ہلاتے جیسے پتلا سانپ) جیسے سانپ کی سٹک الٹا پھرا

یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ

منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر، اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر، تجھ کو کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آئے سفید ہو کر

بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى

نہ کہ کسی برائی سے ف۴۴ اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے ف۴۵ سو یہ دو سندیں ہیں تیرے رب کی طرف سے

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا

فرعون اور اس کے سرداروں پر ف۴۶ بے شک وہ تھے لوگ نافرمان بولا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا

فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً

سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے ف۴۷ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ مدد

یُّصَدِّقُنِیْۤ ۫ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا

کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں ف۴۸ فرمایا ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں

سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

گے تم کو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو غالب رہو گے ف۴۹

فائدہ: [۴۸] خدمت گار کی دو اچھی صفات:...... یعنی موسیٰ علیہ السلام میں دونوں باتیں موجود ہیں: زور دیکھا، ڈول نکالنے یا مجمع کو ہٹا دینے سے اور امانتدار سمجھا بے طمع اور عفیف ہونے سے۔

فائدہ: [۳۹] **لڑکی کا مہر:** ......شاید یہی خدمت لڑکی کا مہر تھا۔ ہمارے حنفیہ کے ہاں اب بھی اگر بالغہ راضی ہو تو اس طرح کی خدمتِ اقارب مہر ٹھہر سکتا ہے (کذا نقلہ الشیخ الانور اطال اللہ بقاءہ) یہاں صرف نکاح کی ابتدائی گفتگو مذکور ہے۔ ظاہر ہے حضرت شعیب علیہ السلام نے نکاح کرتے وقت ایک لڑکی کی تعیین اور اس کی رضامندی حاصل کرلی ہوگی۔

فائدہ: [۴۰] ......یعنی کم از کم آٹھ برس میری خدمت میں رہنا ضروری ہوگا۔ اگر دو سال اور زائد رہے تو تمہارا تبرع ہے۔

فائدہ: [۴۱] **کلماتِ تسلی و انس:** ......یعنی کوئی سخت خدمت تم سے نہ لونگا۔ تم کو میرے پاس رہ کر ان شاء اللہ خود تجربہ ہو جائے گا کہ میں بری طبیعت کا آدمی نہیں بلکہ خدا کے فضل سے نیک بخت ہوں، میری صحبت میں تم گھبراؤ گے نہیں، بلکہ مناسبت طبع کی وجہ سے اُنس حاصل کرو گے۔

فائدہ: [۴۲] **تکمیل معاہدہ اور مفید نکتہ:** ......یعنی مجھے اختیار رہوگا کہ آٹھ برس رہوں یا دس برس۔ بہر حال جو معاہدہ ہو چکا خدا کے بھروسہ پر مجھے منظور ہے۔ اللہ کو گواہ بنا کر معاملہ ختم کرتا ہوں۔ احادیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی مدت (یعنی دس برس) پورے کیے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ہمارے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وطن سے نکلے، سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا۔ اگر چاہتے اسی وقت کافروں سے شہر خالی کرا لیتے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا۔

فائدہ: [۴۳] ......یہ وہی درخت تھا جس پر آگ بھڑکتی ہوئی نظر آئی۔

فائدہ: [۴۴] ......شروع رکوع سے یہاں تک کے مفصل واقعات سورۂ ''طٰہٰ'' [آیت: ۱۱] وغیرہ میں گزر چکے۔ ملاحظہ کر لیے جائیں۔

فائدہ: [۴۵] ......یعنی بازو کو پہلو سے ملالو سانپ وغیرہ کا ڈر جاتا رہے گا۔ شاید آگے کے لیے بھی خوف زائل کرنے کی یہ ترکیب بتلائی ہو۔

فائدہ: [۴۶] **دو معجزے بطور سند نبوت:** ......یعنی معجزہ ''عصا'' و ''ید بیضاء'' بطور سند نبوت کے دیئے گئے ہیں تا فرعون اور اس کی قوم پر اتمام حجت کر سکے۔

فائدہ: [۴۷] ......یعنی پہنچتے ہی قتل کر دیا تو آپ کی دعوت کیسے پہنچاؤں گا۔

فائدہ: [۴۸] **رفاقتِ ہارون کی درخواست:** ......یعنی کوئی تصدیق و تائید کرنے والا ساتھ ہو تو فطرتاً دل مضبوط و قوی رہتا ہے۔ اور ان کے جھٹلانے پر اگر بحث و مناظرہ کی نوبت آجائے تو میری زبان کی لکنت ممکن ہے بولنے میں رکاوٹ ڈالے۔ اس وقت ہارون کی رفاقت مفید ہوگی کیونکہ ان کی زبان زیادہ صاف اور تیز ہے۔

فائدہ: [۴۹] **درخواستوں کی قبولیت اور وعدۂ نصرت:** ......یعنی دونوں درخواستیں منظور ہیں، ہارون علیہ السلام تمہارے قوت بازو رہیں گے اور فرعونیوں کو تم پر کچھ دسترس نہ ہوگی۔ ہماری نشانیوں کی برکت سے تم اور تمہارے ساتھی ہی غالب و منصور رہیں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ

پھر جب پہنچا ان کے پاس موسیٰ لے کر ہماری نشانیاں کھلی ہوئی بولے اور کچھ نہیں یہ جادو ہے باندھا ہوا ف۵۰ اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے

اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۶ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

اگلے باپ دادوں میں ف۵۱ اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات اس کے پاس سے اور جس

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۳۷ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ

کو ملے گا آخرت کا گھر، بے شک بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا ف۵۲ اور بولا فرعون اے دربار والو مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا، سو آگ

اِلٰهٍ غَیْرِیْ ۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ

دے اے ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تا کہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ کے

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ

رب کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف۵۳ اور بڑائی کرنے لگے وہ اور اس کے لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری

اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

طرف پھر کر نہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو، پھر پھینک دیا ہم نے ان کو دریا میں، سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

گناہ گاروں کا ف۵۴ اور کیا ہم نے ان پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف ف۵۵ اور قیامت کے دن ان کو مدد نہ ملے گی ف۵۶

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا ع

اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے ف۵۷ اور دی ہم نے

مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً

موسیٰ کو کتاب بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو ف۵۸ سجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت

لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

تا کہ وہ یاد رکھیں ف۵۹

فائدہ: [۵۰] **فرعونیوں کی الزام تراشی:**...... یعنی معجزات دیکھ کر کہنے لگے جادو ہے اور جو باتیں خدا کی طرف منسوب کر کے کہتا ہے وہ بھی جادو کی باتیں ہیں جو خود تصنیف کر کے لے آیا اور دعویٰ کرنے لگا کہ خدا نے مجھ پر وحی کی ہے۔ حقیقت میں وحی وغیرہ کچھ نہیں محض ساحرانہ تخییل وافتراء ہے۔

فائدہ: [۵۱] ...... یعنی جو باتیں یہ کرتا ہے (مثلاً ایک خدا نے ساری دنیا کو پیدا کیا، اور ایک وقت سب کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کرے گا پھر حساب کتاب ہوگا اور مجھ کو اس نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے وغیرہ وغیرہ) اپنے اگلے بزرگوں سے ہمارے کانوں میں یہ چیزیں کبھی نہیں پڑیں۔

فائدہ: [۵۲] **جواب موسیٰ علیہ السلام:**...... یعنی خدا خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں اور اسی کے پاس سے ہدایت لایا ہوں اسلئے انجام میرا ہی بہتر ہوگا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں دیکھ کر اور دلائل صداقت سن کر نا انصافی سے حق کو جھٹلاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انجام کار ان کو ذلت و ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

فائدہ: [۵۳] **فرعون کا استہزاء و تمسخر:**...... یعنی اپنے وزیر ہامان کو کہا کہ اچھا اینٹوں کا ایک پزاوہ [بھٹا] لگواؤ تا کہ پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت بنوا کر اور آسمان کے قریب ہو کر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں کہ کہاں ہے اور کیسا ہے؟ کیونکہ زمین میں تو مجھے کوئی خدا اپنے

سو انظر نہیں پڑتا۔ آسمان میں بھی خیال تو یہی ہے کہ کوئی نہ ہوگا، تاہم موسیٰ کی بات کا جواب ہو جائے گا۔ یہ بات ملعون نے استہزاء و تمسخر سے کہی اور ممکن ہے اس قدر بدحواس و پاگل ہو گیا ہو کہ اس طرح کی لچر پوچ اور مضحکہ خیز تجویزیں سوچنے لگا۔

فائدہ:[۵۴] بدبخت ظالم فرعونیوں کا تکبر اور انجام:...... یعنی انجام سے بالکل غافل ہو کر لگے ملک میں تکبر کرنے، یہ نہ سمجھا کہ کوئی ان کی گردن نیچی کرنے والا اور سر توڑنے والا بھی موجود ہے۔ آخر خداوند قہار نے اس کو لاؤ لشکر سمیت بحر قلزم میں غرق کر دیا تا یادگار رہے کہ بدبخت ظالموں کا جو انجام سے غافل ہوں ایسا انجام ہوا کرتا ہے۔ غرق وغیرہ کے واقعات کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ [یونس:۹۱]

فائدہ:[۵۵] دوزخیوں کے امام:...... یعنی یہاں ضلالت وطغیان میں پیش پیش تھے اور لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے وہاں بھی ان کو دوزخیوں کے آگے امام بنا کر رکھا جائے گا: ﴿يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ﴾ [ہود:۹۸]

فائدہ:[۵۶] لاؤ لشکر سمیت جہنم میں:...... یعنی یہاں کے لشکر وہاں کام نہ دیں گے، نہ کسی طرف سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔ اپنے لاؤ لشکر سمیت جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔

فائدہ:[۵۷] دنیا میں بھی لعنت:...... یعنی آخرت کی برائی اور بدانجامی تو الگ رہی، دنیا ہی میں لوگ رہتی دنیا تک ایسوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔

فائدہ:[۵۸] نزولِ تورات کے بعد جہاد مشروع:...... نزولِ تورات کے بعد دنیا میں ایسے غارت کے عذاب کم آئے۔ بجائے اہلاکِ سماوی کے جہاد کا طریقہ مشروع کر دیا گیا کیونکہ کچھ لوگ احکامِ شریعت پر قائم رہا کیے۔

فائدہ:[۵۹] تورات کے علوم وہدایات کی حفاظت قرآن کر رہا ہے:...... یعنی تورات جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی بڑی فہم و بصیرت عطا کرنے والی، لوگوں کو راہِ ہدایت پر چلانے والی، اور مستحق رحمت بنانے والی کتاب تھی تا لوگ اسے پڑھ کر اللہ کو یاد رکھیں، احکامِ الٰہی سیکھیں اور پند و نصیحت حاصل کریں، سچ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد ہدایت میں تورات شریف ہی کا درجہ ہے اور آج جبکہ اس کے پیروؤں نے اسے ضائع کر دیا، قرآن ہی اس کے ضروری علوم وہدایات کی حفاظت کر رہا ہے۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور تو نہ تھا غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم ف۶۰ اور نہ تھا تو دیکھنے والا

وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں پھر دراز ہوئی ان پر مدت ف۶۱ اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں کہ ان کو

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً

سناتا ہماری آیتیں، پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے ف۶۲ اور تو نہ تھا طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے

مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ

تیرے رب کا ف۶۳ تا کہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانے والا تجھ سے پہلے تا کہ وہ یاد رکھیں ف۶۴ اور اتنی بات کے

تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

لیے کبھی آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کسی کو پیغام

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ

دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور ہوتے ایمان والوں میں ف۶۵ پھر جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول

مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫

کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو ف۶۶ کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے ف۶۷ کہنے لگے دونوں جادو ہیں آپس میں

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ

موافق اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے ف۶۸ تو کہہ اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾

پر چلوں، اگر تم سچے ہو ف۶۹

فائدہ:[۶۰] ......یعنی کوہ طور کے غرب کی جانب جہاں موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور تورات ملی۔

فائدہ:[۶۱] گذشتہ واقعات کا تفصیلی بیان دلیل نبوت ہے: ......یعنی تو اس وقت کے واقعات تو ایسی صحت وصفائی اور بسط وتفصیل سے بیان کر رہا ہے جیسے وہیں "طور" کے پاس کھڑا دیکھ رہا ہو، حالانکہ تمہارا موقع پر موجود نہ ہونا ظاہر ہے۔ اور ویسے بھی سب جانتے ہیں تم اُمی ہو کسی عالم کی صحبت میں بھی نہیں رہے، نہ ٹھیک ٹھیک صحیح واقعات کا کوئی جید عالم مکہ میں موجود تھا۔ پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ علم کہاں سے آیا؟ حقیقت یہ ہے کہ اقوام دنیا پر مدتیں اور قرن گزر گئے، مرور دہور [زمانے کے گذرنے] سے وہ علوم محرف ومندرس ہوتے جارہے تھے اور وہ ہدایات مٹتی جارہی تھیں۔ لہٰذا اس علیم وخبیر کا ارادہ ہوا کہ ایک اُمی کی زبان سے بھولے ہوئے سبق یاد دلائے جائیں اور ان عبرتناک وموعظت آمیز واقعات کا ایسا صحیح فوٹو دنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے جس پر نظر کر کے بے اختیار ماننا پڑے کہ اس کا پیش کرنے والا موقع پر موجود تھا اور اپنی آنکھوں سے من وعن کیفیات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ تم تو وہاں موجود نہ تھے، بجز اس کے کیا کہا جائے کہ جو خدا آپ کی زبان سے بول رہا ہے اور جس کے سامنے ہر غائب بھی حاضر ہے یہ بیان اُسی کا ہوگا۔

فائدہ:[۶۲] ......یعنی موسیٰ علیہ السلام کو "مدین" جا کر جو واقعات پیش آئے ان کا اس خوبی وصحت سے بیان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا اس وقت تم شانِ پیغمبری کے ساتھ وہیں سکونت پذیر تھے اور جس طرح آج اپنے وطن مکہ میں اللہ کی آیات پڑھ کر سنا رہے ہو، اُس وقت "مدین" والوں کو سناتے ہوگے حالانکہ یہ چیز صریحاً منفی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم ہمیشہ سے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں جو دنیا کو غفلت سے چونکاتے اور گذشتہ عبرتناک واقعات یاد دلاتے رہیں۔ اسی عام عادت کے موافق ہم نے اس زمانہ میں تم کو رسول بنا کر بھیجا کہ پچھلے قصے یاد دلاؤ اور خواب غفلت سے مخلوق کو بیدار کرو۔ اس لیے ضروری ہوا کہ ٹھیک ٹھیک واقعات کا صحیح علم تم کو دیا جائے اور تمہاری زبان سے ادا کرایا جائے۔

فائدہ:[۶۳] تاریخ دہرائی گئی: ......یعنی جب موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی: ﴿اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [قصص:۳۰] تم وہاں کھڑے

سن نہیں رہے تھے۔ یہ حق تعالیٰ کا انعام ہے کہ آپ کو ان واقعات وحقائق پر مطلع کیا اور تمہارے ساتھ بھی اسی نوعیت کا برتاؤ کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا، گویا ''جبل النور'' (جہاں غار حراء ہے) اور مکہ مدینہ میں ''جبلِ طور'' اور ''مدین'' کی تاریخ دہرادی گئی۔

فَائِدَة: [۶۴] ...... یعنی عرب کے لوگوں کو یہ چیزیں بتلا کر خطرناک عواقب سے آگاہ کر دیں ممکن ہے وہ سن کر یاد رکھیں اور نصیحت پکڑیں۔

تنبیہ: ...... ﴿مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ سے شاید آبائے اقربین مراد ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فَائِدَة: [۶۵] پیغمبر کی آمد خوش قسمتی اور خدائی احسان ہے: ...... یعنی پیغمبر کا ان میں بھیجنا خوش قسمتی ہے۔ اگر بدون پیغمبر بھیجے اللہ تعالیٰ ان کی کھلی ہوئی بے عقلیوں اور بے ایمانیوں پر سزا دینے لگتا تب بھی ظلم نہ ہوتا، لیکن اس نے احسان فرمایا اور کسی قسم کی معقول عذرداری کا موقع نہیں چھوڑا۔ ممکن تھا سزا ہی کے وقت کہنے لگتے کہ صاحب ہمارے پاس پیغمبر تو بھیجا نہیں جو ہم کو ہماری غلطیوں پر کم از کم متنبہ کر دیتا، ایک دم پکڑ کر عذاب میں دھر گھسیٹا۔ اگر کوئی پیغمبر آتا تو دیکھ لیتے ہم کیسے نیک اور ایماندار ثابت ہوتے۔

فَائِدَة: [۶۶] کفار کے حیلے بہانے: ...... یعنی رسول نہ بھیجتے تو کہتے کہ رسول کیوں نہ بھیجا۔ اب رسول تشریف لائے جو تمام پیغمبروں سے شان ورتبہ میں بڑھ کر ہیں تو کہتے ہیں کہ صاحب! ہم تو اس وقت مانتے جب دیکھتے کہ ان سے موسیٰ علیہ السلام کی طرح ''عصا'' اور ''ید بیضاء'' وغیرہ کے معجزات ظاہر ہوتے اور ان کے پاس بھی تورات کی طرح ایک دم ایک کتاب اترتی۔ یہ کیا کہ دو دو، چار چار آیتیں پیش کرتے ہیں۔

فَائِدَة: [۶۷] ...... یعنی موسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور کتاب ہی کو کہاں سب نے مان لیا تھا؟ شبہے نکالنے والے ان کو بھی ''سحر مفتریٰ'' کہتے رہے جیسا کہ ابھی ایک دور کوع پہلے گذرا، بس جن کو ماننا منظور نہیں ہوتا وہ ہر بات میں کچھ نہ کچھ احتمالات نکال لیتے ہیں۔

فَائِدَة: [۶۸] ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''مکہ کے کافر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس نبی کے پاس ہوتا تو ہم مانتے، جب یہود سے پوچھا اور تورات کی باتیں اس نبی کے موافق اور اپنی مرضی کے خلاف سنیں، مثلاً یہ کہ بت پرستی کفر ہے، آخرت کا جینا برحق ہے اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو مردار ہے (اور عرب میں ایک نبی آخر الزماں آئیں گے جن کی یہ نشانیاں ہوں گی وغیرہ وغیرہ) تب لگے دونوں کو جواب دینے کہ تورات اور قرآن دونوں جادو اور موسیٰ ومحمد (علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں (العیاذ باللہ) جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔

فَائِدَة: [۶۹] کفار کو چیلنج: ...... یعنی آسمانی کتابوں میں سب سے بڑی اور مشہور یہ ہی دو کتابیں تھیں جن کی ہمسری کوئی کتاب نہیں کر سکتی، اگر یہ دونوں جادو ہیں تو تم کوئی کتاب الٰہی پیش کرو جو ان سے بہتر اور ان سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ بفرض محال اگر ایسی کتاب لے آئے تو میں اُسی کی پیروی کرنے لگوں گا لیکن تم قیامت تک نہیں لا سکتے۔ اس سے زیادہ بدبختی کیا ہوگی کہ خود ہدایت ربانی سے قطعی تہی دست ہو اور جو کتاب ہدایت آتی ہے اُسے جادو کہہ کر رد کر دیتے ہو۔ جب یہ ایک انسان کا بنایا ہوا جادو ہے تو تم سارے جہان کے جادوگروں کو جمع کر کے اس سے بڑا جادو لے آتے۔ آخر جادو ایسی چیز تو نہیں کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

پھر اگر نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے کہ وہ چلتے ہیں نری (صرف) اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی خواہش پر

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ

بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ؎ اور ہم پے در پے بھیجتے رہے ہیں ان کو

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى

اپنے کلام تاکہ وہ دھیان میں لائیں وا؎ جن کو ہم نے دی ہے کتاب اس سے پہلے وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو

عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ

سنائے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر، یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہوا، ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار و۲؎ وہ لوگ پائیں گے

اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا

اپنا ثواب دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے و۳؎ اور بھلائی کرتے ہیں برائی کے جواب میں و۴؎ اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں و۵؎ اور جب

سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫

سنیں نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام، سلامت رہو ہم کو

لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾

نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ و۶؎

فَائدَة: [۷۰] خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو ہدایت نہیں ملتی:......یعنی جب یہ لوگ نہ ہدایت کو قبول کرتے ہیں اور نہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز پیش کر سکتے ہیں تو یہی اس کی دلیل ہے کہ ان کو راہِ ہدایت پر چلنا مقصود ہی نہیں محض اپنی خواہشات کی پیروی ہے، جس چیز کو دل چاہا مان لیا۔ جس کو اپنی مرضی اور خواہش کے خلاف پایا رد کر دیا۔ بتلایئے ایسے ہوا پرست ظالموں کو کیا ہدایت ہو سکتی ہے؟ اللہ کی عادت اُسی قوم کو ہدایت کرنے کی ہے جو ہدایت پانے کا ارادہ کرے اور محض ہوا و ہوس کو حق کا معیار نہ بنا لے۔

فَائدَة: [۷۱] وحی کے تسلسل کا مقصد:......یعنی ہماری وحی کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے۔ ایک وحی کی تصدیق و تائید میں دوسری وحی برابر بھیجتے رہے ہیں۔ اور قرآن کو بھی ہم نے بتدریج نازل کیا ایک آیت کے پیچھے دوسری آیت آتی رہی۔ مقصد یہ ہے کہ کافی غور کرنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور یاد رکھنے میں سہولت ہو۔

فَائدَة: [۷۲] انصاف پسند اہل کتاب کا اعلان:......یعنی ان جاہل مشرکین کا حال تو یہ ہے کہ نہ اگلی کتابوں کو مانیں نہ پچھلی کو، اور ان کے بالمقابل انصاف پسند اہلِ کتاب کو دیکھو کہ وہ دونوں کو تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ پہلے سے تورات و انجیل پر یقین رکھتے تھے، جب قرآن پاک آیا تو بول اُٹھے کہ بلاشبہ یہ کتاب برحق ہے، ہمارے رب کی اتاری ہوئی، ہم اِس پر اپنے یقین و اعتقاد کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم تو پہلے بھی اللہ کی باتوں کو مانتے تھے آج بھی قبول کرتے ہیں۔ فی الحقیقت ہم آج سے مسلمان نہیں بہت پہلے سے مسلمان ہیں، کیونکہ کتب سابقہ پر ہمارا ایمان تھا جن میں پیغمبر آخر الزماں اور قرآن کریم کے متعلق صاف بشارات موجود تھیں۔ لہٰذا ان پیشنگوئیوں پر بھی ہمارا پہلے سے اجمالی ایمان ہوا، آج اس کی تفصیل اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

فَائدَة: [۷۳]......یعنی مغرور و مستغنی ہو کر قبول حق سے گریز نہیں کیا بلکہ جس وقت جو حق پہنچا بے تکلف گردن تسلیم جھکا دی۔

تنبیہ:......شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ اُن اہلِ کتاب کا ایمان اپنے پیغمبر پر دو مرتبہ ہوا۔ اوّل بالاستقلال، دوبارہ نبی

کریم ﷺ پر ایمان لانے کے ضمن میں کیونکہ حضور ﷺ تمام انبیاء سابقین کے مصدق ہیں اور ان پر ایمان رکھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور حضور ﷺ پر بھی ان کا ایمان دومرتبہ ہوا۔ ایک اب بالذات اور بالاستقلال دوسرا پہلے اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کے ضمن میں، کیونکہ ہر پیغمبر حضور ﷺ کی بشارت دیتے، اور پیشگی تصدیق کرتے چلے آئے ہیں اسی لیے ان لوگوں کو اجر بھی دومرتبہ ملے گا۔ باقی حدیث میں جو ''ثَلَاثٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ'' آیا ہے اس کی شرح کا یہاں موقع نہیں۔ ہم نے خدا کے فضل سے شرح صحیح مسلم میں اس کو تفصیل لکھا ہے اور اشکالات کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فللّٰہ الحمد و المنة و به التوفیق و العصمة۔

فائدہ: [۷۴] **برائی کے بدلہ میں بھلائی:**...... یعنی کوئی دوسرا اُن کے ساتھ برائی سے پیش آئے تو یہ اس کے جواب میں مروت و شرافت سے کام لے کر بھلائی اور احسان کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب کہ کبھی اُن سے کوئی برا کام ہو جائے تو اس کا تدارک بھلائی سے کر دیتے ہیں تاکہ حسنات کا پلہ سیئات سے بھاری رہے۔

فائدہ: [۷۵] **حقوق العباد ضائع نہیں کرتے:**...... یعنی اللہ نے جو مال حلال دیا ہے اس میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں اور خویش و اقارب کی خبر لیتے ہیں۔ غرض حقوق العباد ضائع نہیں کرتے۔

فائدہ: [۷۶] **جاہلوں شریروں سے اُلجھتے نہیں...... ایک واقعہ:**...... یعنی کوئی جاہل لغو و بیہودہ بات کہے تو اُس سے اُلجھتے نہیں، کہہ دیتے ہیں کہ بس صاحب! تمہاری باتوں کو ہمارا دور سے سلام۔ یہ جہالت کی پوٹ تم ہی رکھو، ہم کو ہمارے مشغلہ میں رہنے دو۔ تمہارا کیا تمہارے، اور ہمارا کیا ہمارے سامنے آ جائے گا۔ ہم کو تم جیسے بے سمجھ لوگوں سے اُلجھنے کی ضرورت نہیں۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت میں لکھا ہے کہ قیام مکہ کے زمانہ میں تقریباً بیس اشخاص حبشہ سے حضور ﷺ کی خبر سن کر آئے کہ تحقیق کریں کیسے شخص ہیں۔ آپ سے بات چیت کی، حضور ﷺ نے قرآن پڑھ کر سنایا، اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بڑے زور سے آپ کی تصدیق کی، جب مشرف بایمان ہو کر واپس ہونے لگے تو ابوجہل وغیرہ مشرکین نے ان پر آوازے کسے کہ ایسے احمقوں کا قافلہ آج تک کہیں نہ دیکھا ہوگا جو ایک شخص کی تحقیق حال کرنے آئے تھے اور اس کے غلام بن کر اور اپنا دین چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ''سَلَامٌ عَلَیْكُمْ لَا نُجَاهِلُكُمْ، لَنَا مَانَحْنُ عَلَیْهِ وَلَكُمْ مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ لَمْ نَأْلُ اَنْفُسَنَا خَیْرًا۔'' (بس ہم تم کو سلام کریں، معاف رکھو ہم تمہاری جہالت کا جواب جہالت سے دینا نہیں چاہتے۔ ہم اور تم میں سے جو جس حال پر ہے اُس کا وہ ہی حصہ ہے، ہم نے اپنے نفس کا بھلا چاہنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی) اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''کہ جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے پر لگے گا اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔'' (موضح)

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے، پر اللہ راہ پر لائے جس کو چاہے ۷۷ اور وہ ہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے ۷۸

وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤی

اور کہنے لگے اگر ہم راہ پر آئیں تیرے ساتھ اچک لیے جائیں اپنے ملک سے ۷۹ کیا ہم نے جگہ نہیں دی ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھنچے

اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ

چلے آتے ہیں اس کی طرف میوے ہر چیز کے روزی ہماری طرف سے، پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے ۸۰ اور کتنی غارت کر دیں ہم

قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا

نے بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گزران میں، اب یہ ہیں ان کے گھر آباد نہیں ہوئے اُن کے پیچھے مگر تھوڑے ف۸۱ اور ہم ہیں آخر کو سب

نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ

کچھ لینے والے ف۸۲ اور تیرا رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک نہ بھیج لے انکی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر جو سنائے انکو ہماری باتیں ف۸۳

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَمَتَاعُ

اور ہم ہرگز نہیں غارت کرنے والے بستیوں کو، مگر جب کہ وہاں کے لوگ گناہ گار ہوں ف۸۴ اور جو تم کو ملی ہے کوئی چیز سو فائدہ اٹھالینا (کام چلالینا) ہے دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰ ع ۶

زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا، کیا تم کو سمجھ نہیں ف۸۵

فائدہ: [۷۷] **ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے:**...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا (ابو طالب) کے واسطے بہت سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے، اس نے قبول نہ کیا، اس پر یہ آیت اُتری۔" (موضح) یعنی جس سے تم کو طبعی محبت ہو، یا دل چاہتا ہو کہ فلاں کو ہدایت ہو جائے لازم نہیں کہ ایسا ضرور ہو کر رہے۔ آپ کا کام صرف رستہ بتانا ہے آگے یہ کہ کون رستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے کون نہیں پہنچتا، یہ آپ کے قبضۂ اختیار سے خارج ہے۔ اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے قبول حق اور وصول الی المطلوب کی توفیق بخشے۔

تنبیہ:...... جو کچھ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا احادیث صحیحہ میں موجود ہے اس سے زائد اس مسئلہ میں کلام کرنا اور ابو طالب کے ایمان و کفر کو خاص موضوع بحث بنالینا غیر ضروری ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس قسم کی غیر ضروری اور پرخطر مباحث میں کف لسان کیا جائے۔

فائدہ: [۷۸] **تسلی رسول ﷺ:**...... یعنی کسی کو کسی شخص کے راہ پر لانے کا اختیار کیا ہوتا، علم بھی نہیں کہ کون راہ پر آنے والا ہے یا آنے کی استعداد و لیاقت رکھتا ہے۔ بہرحال اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی تسلی فرما دی کہ آپ جاہلوں کی لغوگوئی اور معاندانہ شور و شغب یا اپنے خاص اعزہ و اقارب کے اسلام نہ لانے سے غمگین نہ ہوں۔ جس قدر آپ کا فرض ہے وہ ادا کیے جائیں، لوگوں کی استعدادیں مختلف ہیں۔ اللہ ہی کے علم و اختیار میں ہے کہ ان میں سے کسے راہ پر لایا جائے۔

فائدہ: [۷۹] **مشرکین مکہ کا عذر لنگ:**...... انسان کو ہدایت سے روکنے والی کئی چیزیں ہیں مثلاً نقصان جان و مال کا خوف، چنانچہ بعض مشرکین مکہ نے حضور ﷺ سے کہا کہ بیشک ہم جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں، لیکن اگر ہم دین اسلام قبول کر کے آپ کے ساتھ ہو جائیں تو سارا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا۔ اردگرد کے تمام قبائل ہم پر چڑھ دوڑیں گے اور مل کر ہمارا لقمہ کر لیں گے، نہ جان سلامت رہے گی نہ مال۔ اس کا آگے جواب دیا ہے۔

فائدہ: [۸۰] **جواب ربانی:**...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "مکہ کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو سارے عرب ہم سے دشمنی کریں، اللہ نے فرمایا اب اُن کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو۔ یہی حرم کا ادب (مانع ہے کہ باوجود آپس کی سخت عداوتوں کے باہر والے چڑھائی کر کے تم کو مکہ سے نکال نہیں دیتے)۔ وہی اللہ (جس نے اس جگہ کو حرم بنایا) تب بھی پناہ دینے والا ہے۔" (موضح) کیا

شرک وکفر کے باوجود تو پناہ دی، ایمان وتقویٰ اختیار کرنے پر پناہ نہ دے گا۔ ہاں ایمان وتقویٰ کو پرکھنے کے لیے اگر چند روزہ امتحان کے طور پر کوئی بات پیش آئے تو گھبرانا نہ چاہیے۔ ”فَاِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْن۔“

فَائِدَۃ: [۸۱] **سرکشی اور تکبر کا انجام:**...... یعنی عرب کی دشمنی سے کیا ڈرتے ہو، اللہ کے عذاب سے ڈرو، دیکھتے نہیں کتنی قومیں گزر چکی ہیں جنہیں اپنی خوش عیشی پر غرہ ہو گیا تھا۔ جب انہوں نے تکبر اور سرکشی اختیار کی، اللہ نے کس طرح تباہ و برباد کر ڈالا کہ آج صفحۂ ہستی پر ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ یہ کھنڈر ان کی بستیوں کے پڑے ہیں جن میں کوئی بسنے والا نہیں بجز اس کے کہ کوئی مسافر تھوڑی دیر ستانے یا قدرت الٰہی کا عبرتناک تماشہ دیکھنے کے لیے وہاں جا اترے۔

فَائِدَۃ: [۸۲]...... یعنی سب مر مرا گئے کوئی وارث بھی نہ رہا، ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔

فَائِدَۃ: [۸۳] **صدر مقام میں نبی کی آمد کے بغیر عذاب نہیں آتا:**...... یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک بستیوں کو غارت نہیں کرتا جب تک ان کے صدر مقام میں کوئی ہشیار کرنے والا پیغمبر نہ بھیج دے (صدر مقام کی تخصیص شاید اس لیے کی کہ وہاں کا اثر دور تک پہنچتا ہے اور شہروں کے باشندے نسبتاً سلیم وعقیل ہوتے ہیں) تمام روئے زمین کی آبادیوں کا صدر مقام مکہ معظمہ تھا: ﴿لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ [شوریٰ: ۷] اسی لیے وہاں سب سے بڑے اور آخری پیغمبر مبعوث ہوئے۔

فَائِدَۃ: [۸۴]...... یعنی ہشیار کرنے پر بھی جب لوگ باز نہیں آتے، برابر ظلم وطغیان میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ پکڑ کر ہلاک کرتا ہے۔

فَائِدَۃ: [۸۵] **اخروی عیش وآرام کے مقابل دنیوی عیش خالی اور ہیچ ہے:**...... یعنی آدمی کو عقل سے کام لیکر اتنا سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں کتنے دن جینا ہے اور یہاں کی بہار اور چہل پہل کا مزہ کب تک اٹھا سکتے ہو۔ فرض کرو دنیا میں عذاب بھی نہ آئے، تاہم موت کا ہاتھ تم سے یہ سب سامان جدا کر کے رہیگا۔ پھر خدا کے سامنے حاضر ہونا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے۔ اگر وہاں کا عیش وآرام میسر ہو گیا تو یہاں کا عیش اسکے سامنے محض ہیچ اور لاشئے ہے۔ کون عقلمند ہوگا جو ایک مکدر ومنغص زندگی کو بے غل وغش زندگی پر اور ناقص وفانی لذتوں کو کامل وباقی نعمتوں پر ترجیح دے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ

بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے اچھا وعدہ سو (اور) وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اس کے جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی زندگانی

الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝۶۱ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

کا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ف۸۶ اور جس دن ان کو پکارے گا تو کہے (فرمائے) گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ

تَزْعُمُوْنَ ۝۶۲ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا

کرتے تھے ف۸۷ بولے جن پر ثابت ہو چکی بات (لگ چکا الزام) اے رب یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا، ان کو بہکایا جیسے ہم

غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ۝۶۳ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

آپ بہکے، ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ ہم کو نہ پوجتے تھے ف۸۸ اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو پھر پکاریں گے ان کو تو

يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ وَرَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ لَوۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُ

وہ جواب نہ دیں گے ان کو ف۸۹ اور دیکھیں گے عذاب کسی طرح (کاش کہ) وہ راہ پائے ہوئے ہوتے ف۹۰ اور جس دن ان کو پکارے گا تو فرمائے گا کیا

مَاذَاۤ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَنۡۢبَآءُ يَوۡمَئِذٍ فَهُمۡ لَا يَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾

جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ف۹۱

فَاَمَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ مِنَ الۡمُفۡلِحِيۡنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا

سو جس نے کہ توبہ کی اور یقین لایا اور عمل کیے اچھے سو امید ہے کہ ہو چھوٹنے والوں میں ف۹۲ اور تیرا رب پیدا کرتا ہے

يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۸﴾

جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے، ان کے ہاتھ میں نہیں پسند کرنا ف۹۳ اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف۹۴

وَرَبُّكَ يَعۡلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوۡرُهُمۡ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ﴿۶۹﴾

اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر میں کرتے ہیں ف۹۵

فائدہ: [۸۶] **مومن اور کافر انجام کے اعتبار سے برابر نہیں:** ......یعنی مومن و کافر دونوں انجام کے اعتبار سے کس طرح برابر ہو سکتے ہیں۔ ایک کے لیے دائمی عیش کا وعدہ جو یقینا پورا ہو کر رہیگا اور دوسرے کے لیے چند روزہ عیش کے بعد گرفتاری کا وارنٹ اور دائمی جیل خانہ (العیاذ اللہ) ایک شخص خواب میں دیکھے کہ میرے سر پر تاجِ شاہی رکھا ہے، خدم و حشم پرے باندھے کھڑے ہیں اور الوانِ نعمت دستر خوان پر چنے ہوئے ہیں۔ آنکھ کھلی تو دیکھا انسپکٹر پولیس گرفتاری کا وارنٹ اور بیڑی ہتھکڑی لیے کھڑا ہے۔ بس وہ پکڑ کر لے گیا اور فوراً ہی پیش ہو کر حبسِ دوام کی سزا مل گئی۔ بتلاؤ! اسے وہ خواب کی بادشاہت اور پلاؤ قورمے کی لذت کیا یاد آئے گی؟

فائدہ: [۸۷] **مشرکین سے باز پرس:** ......یعنی وہ خدائی کے حصہ دار کہاں ہیں ذرا اپنی تائید و حمایت کیلئے لاؤ تو سہی۔

فائدہ: [۸۸] **شرکاء کی طرف سے جواب اور اعلان بیزاری:** ......یعنی سوال تو مشرکین سے تھا، مگر بہکانے والے شرکاء سمجھ جائیں گے کہ فی الحقیقت ہمیں بھی ڈانٹ بتلائی گئی ہے۔ اس لیے سبقت کر کے جواب دینگے کہ خداوندا! بیشک ہم نے انکو بہکایا اور یہ بہکانا ایسا ہی تھا جیسے ہم خود بہکے۔ یعنی جو ٹھوکر بھٹکنے کے وقت کھائی تھی اسی کی تکمیل بہکانے سے کی، کیونکہ بہکانا بھی بھٹکنے کی انتہائی منزل ہے۔ پس اس جرم اغواء کا تو ہمیں اعتراف ہے لیکن ان مشرکین پر کوئی جبر و اکراہ ہمارا نہ تھا کہ زبردستی اپنی بات منوا لیتے، فی الحقیقت ان کی ہوا پرستی تھی جو ہمارے بہکانے میں آ گئے۔ اس اعتبار سے یہ ہم کو نہیں پوجتے تھے بلکہ اپنے اہواء و ظنون کی پرستش کرتے تھے۔ ہم ان کی عبادت سے آج آپ کے سامنے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، کذا قال بعض المفسرین۔ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ "یہ شیطان بولیں گے: بہکایا تو ہے انہوں نے پر نام لے کر نیکوں کا۔ اُسی سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔" واللہ تعالیٰ اعلم!

تنبیہ: ......﴿حَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡقَوۡلُ﴾ سے مراد ہے ﴿لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ○﴾ [ہود: ۱۱۹]

فائدہ: [۸۹] ......یعنی کہا جائے گا کہ اب مدد کو بلاؤ، مگر وہ کیا مدد کر سکتے خود اپنی مصیبت میں گرفتار ہونگے کذا قال المفسرون۔ اور حضرت

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا حاصل یہ ہے کہ شیاطین جب نیکوں کا نام لیں گے تو مشرکین سے کہا جائے گا کہ ان نیکوں کو پکارو! وہ کچھ جواب نہ دیں گے، کیونکہ وہ ان مشرکانہ حرکات سے راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔

فائدہ: [۹۰] عذاب دیکھ کر آرزو: ...... یعنی اُس وقت عذاب کو دیکھ کر یہ آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں سیدھی راہ چلتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی۔

فائدہ: [۹۱] پیغمبروں کی بات نہ ماننے پر ڈانٹ: ...... پہلے سوالات توحید کے متعلق تھے، یہ سوال رسالت کی نسبت ہوا۔ یعنی اپنی عقل سے تم نے اگر حق کو نہ سمجھا تھا تو پیغمبروں کے سمجھانے سے سمجھا ہوتا، بتلاؤ ان کے ساتھ تم نے کیا برتاؤ کیا؟ اس وقت کسی کو جواب نہ آئے گا اور بات کرنے کی راہیں بند ہو جائیں گی۔

فائدہ: [۹۲] کامیابی کی کنجی: ...... یعنی وہاں کی کامیابی صرف ایمان و عمل صالح سے ہے۔ اب بھی جو کوئی کفر و شرک سے توبہ کر کے ایمان لایا اور نیکی اختیار کی، حق تعالیٰ اس کی پہلی خطائیں معاف کر کے فائز المرام [کامیاب] کرے گا۔

تنبیہ: ...... "عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ" وعدہ ہے شہنشاہانہ انداز میں۔ یعنی اُس کو فلاح کی امید رکھنا چاہیے، گو ہم پر کسی کا دباؤ نہیں کہ ناچار ایسا کرنے پر مجبور ہوں، محض فضل و کرم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

فائدہ: [۹۳] ہر چیز میں مشیت و اختیار اور انتخاب صرف اللہ کا حق ہے: ...... یعنی ہر چیز کا پیدا کرنا اُسی کی مشیت و اختیار سے ہے، اور کسی چیز کو پسند کرنے یا چھانٹ کر منتخب کر لینے کا حق بھی اُسی کو حاصل ہے، جو اسکی مرضی ہوا احکام بھیجے، جس شخص کو مناسب جانے کسی خاص منصب و مرتبہ پر فائز کرے، جس کسی میں استعداد دیکھے راہ ہدایت پر چلا کر کامیاب فرما دے، اور مخلوقات کی ہر جنس میں سے جس نوع کو یا نوع میں سے جس فرد کو چاہے اپنی حکمت کے موافق دوسرے انواع و افراد سے ممتاز بنا دے۔ اسکے سوا کسی دوسرے کو اس طرح کے اختیار و انتخاب کا حق حاصل نہیں۔ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد کے اوائل میں اس مضمون کو بہت بسط سے لکھا ہے۔ فلیراجع۔

فائدہ: [۹۴] تخلیق و انتخاب میں اللہ کا کوئی شریک نہیں: ...... یعنی تخلیق و تشریع اور اختیار مذکور میں حق تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، لوگوں نے اپنی تجویز و انتخاب سے جو شرکاء ٹھہرا لیے ہیں سب باطل اور بے سند ہیں۔

فائدہ: [۹۵] سب افعال و اعمال اور استعداد و قابلیت اللہ کے علم میں ہے: ...... یعنی دل میں جو فاسد عقیدے یا بری نیتیں رکھتے ہیں اور زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سے جو کام کرتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور وہ ہی ہر ایک شخص کی پوشیدہ استعداد و قابلیت سے آگاہ ہے اُسی کے موافق معاملہ کریگا۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۷۰ قُلْ

اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا، اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے ف۹۶ تو کہہ دیکھو

اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ

تو اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک ف۹۷ کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے

بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

تم کو کہیں سے روشنی، پھر کیا سنتے نہیں ف۹۸ تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ

کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو، پھر کیا تم نہیں دیکھتے ف۹۹ اور اپنی مہربانی سے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

بنا دیئے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو ف۱۰۰

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

اور جس دن ان کو پکارے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا دعویٰ تم کرتے تھے جدا کریں گے ہم ہر فرقہ میں سے ایک احوال

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع

بتلانے والا ف۱۰۱ پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند ف۱۰۲ تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی اور کھوئی جائیں گی اُن سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ف۱۰۳

فائدہ:[۹۶] تخلیق و اختیار کی طرح الوہیت میں بھی اللہ یگانہ ہے:...... یعنی جس طرح تخلیق و اختیار اور علم محیط میں وہ متفرد ہے الوہیت میں بھی یگانہ ہے بجز اس کے کسی کی بندگی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اسی کی ذات منبع الکمالات میں تمام خوبیاں جمع ہیں۔ دنیا اور آخرت میں جو تعریف بھی ہو خواہ وہ کسی کے نام رکھ کر کی جائے، حقیقت میں اُسی کی تعریف ہے۔ اُسی کا حکم چلتا ہے اُسی کا فیصلہ ناطق ہے، اُسی کو اقتدار کلی حاصل ہے اور انجام کار سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ آگے بتلاتے ہیں کہ رات دن میں جس قدر نعمتیں اور بھلائیاں تم کو پہنچتی ہیں اسی کے فضل و انعام سے ہیں بلکہ خود رات اور دن کا اَدل بدل کرنا بھی اس کا مستقل احسان ہے۔

فائدہ:[۹۷] سورج اور اس سے روشنی پہنچانے والا صرف اللہ ہے:...... مثلاً سورج کو طلوع نہ ہونے دے یا اس سے روشنی سلب کر لے تو اپنے کاروبار کے لیے ایسی روشنی کہاں سے لا سکتے ہو۔

فائدہ:[۹۸]...... یہ بات ایسی روشن اور صاف ہے کہ سنتے ہی سمجھ میں آ جائے۔ تو کیا تم سنتے بھی نہیں۔

فائدہ:[۹۹] دن کے بعد رات لانے والے صرف اللہ ہیں:...... یعنی اگر آفتاب کو غروب نہ ہونے دے ہمیشہ تمہارے سروں پر کھڑا رکھے تو جو راحت و سکون اور دوسرے فوائد رات کے آنے سے حاصل ہوتے ہیں ان کا سامان کونسی طاقت کر سکتی ہے۔ کیا ایسی روشن حقیقت بھی تم کو نظر نہیں آتی۔

تنبیہ:...... "﴿اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾" ﴿اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا﴾ کے مناسب ہے کیونکہ آنکھ سے دیکھنا عادۃً روشنی پر موقوف ہے جو دن میں پوری طرح ہوتی ہے۔ رات کی تاریکی میں چونکہ دیکھنے کی صورت نہیں، ہاں سننا ممکن ہے، اس لیے ﴿اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا﴾ کے ساتھ "﴿اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ﴾" فرمانا ہی موزوں تھا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۱۰۰] رات و دن کے نظام کا مقصد:...... یعنی رات دن کا الٹ پھیر کرتا رہتا ہے تا رات کی تاریکی اور خنکی میں سکون و راحت بھی حاصل کرو اور دن کے اُجالے میں کاروبار بھی جاری رکھ سکو۔ اور روز و شب کے مختلف النوع انعامات پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔

فائدہ:[۱۰۱]...... احوال بتلانے والا پیغمبر یا ان کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ (موضح) وہ بتلائیں گے کہ لوگوں نے شرائع سماویہ اور احکام الٰہیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔

فائدہ:[۱۰۲] مشرکین سے شرک پر مطالبۂ دلیل:......یعنی خدا تعالیٰ کے شریک کس سند اور دلیل سے ٹھہرائے؟ اور حلال و حرام وغیرہ کے احکام کس ماخذ صحیح سے لیے تھے؟ پیغمبروں کو تو تم نے مانا نہیں، پھر کس نے بتلایا کہ خدا کا یہ حکم ہے یہ نہیں۔

فائدہ:[۱۰۳] آخرت میں حقیقت منکشف ہو جائے گی:......یعنی اس وقت نظر آ جائے گا کہ سچی بات اللہ کی ہے اور معبودیت صرف اُسی کا حق ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ دنیا میں پیغمبر جو بتلاتے تھے وہی ٹھیک ہے۔ مشرکین نے جو عقیدے گھڑ رکھے تھے اور جو باتیں اپنے دل سے جوڑی تھیں اس روز سب کافور ہو جائیں گی۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ

قارون جو تھا سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر ف۱۰۴ اور ہم نے دیے تھے اس کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی

لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

مرد زور آور ف۱۰۵ جب کہا اس کو اس کی قوم نے اِترا مت اللہ کو نہیں بھاتے اترانے والے ف۱۰۶

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ

اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے کما لے پچھلا گھر ف۱۰۷ اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ

اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ

سے ف۱۰۸ اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں، اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے ف۱۰۹ بولا یہ مال

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ

تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے ف۱۱۰ کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ غارت کر چکا ہے اس سے پہلے کتنی جماعتیں

هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ

جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع ف۱۱۱ اور پوچھے نہ جائیں گناہ گاروں سے ان کے گناہ ف۱۱۲ پھر نکلا اپنی قوم

زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ

کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے، کہنے لگے جو لوگ طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک

حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

اس کی بڑی قسمت ہے ف۱۱۳ اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام

صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

کیا بھلا ف۱۱۴ اور یہ بات انہی کے دل میں پڑتی ہے جو سہنے (صبر سے رہنے) والے ہیں ف۱۱۵

فَائِدَة:[۱۰۴] **عبرت آموز قصہ قارون:**...... رکوع سابق کے آغاز میں دنیا کی بے ثباتی اور حقارت آخرت کے مقابلہ میں بیان کی گئی تھی۔ بعدہٗ ذکر آخرت کی مناسبت سے کچھ احوال عالم آخرت کے بیان ہوئے۔ رکوع حاضر میں پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے اور اسی دعوے کے استشہاد میں قارون کا قصہ سنایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اور فرعون کی پیشی میں رہتا تھا جیسا کہ ظالم حکومتوں کا دستور ہے کہ کسی قوم کا خون چوسنے کیلئے انہی میں سے بعض افراد کو اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اس ملعون کو چن لیا تھا۔ قارون نے اس وقت موقع پا کر دونوں ہاتھوں سے خوب دولت سمیٹی اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔ جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے زیر حکم آئے اور فرعون غرق ہوا تو اس کی مالی ترقی کے ذرائع مسدود ہو گئے اور سرداری جاتی رہی۔ اس حسد و غیظ میں حضرت موسیٰ سے دل میں خلش رکھنے لگا، تاہم ظاہر میں مومن بنا ہوا تھا تورات بہت پڑھتا اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتا تھا مگر دل صاف نہ تھا۔ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی خداداد عزت و وجاہت دیکھ کر جلتا اور کہتا کہ آخر میں بھی ان ہی کے چچا کا بیٹا ہوں۔ یہ کیا معنی کہ وہ دونوں تو نبی اور مذہبی سردار بن جائیں مجھے کچھ بھی نہ ملے۔ کبھی مایوس ہو کر شیخی مارتا کہ انہیں نبوت مل گئی تو کیا ہوا میرے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں جو کسی کو میسر نہیں۔ حضرت موسیٰ نے ایک مرتبہ زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا تو لوگوں سے کہنے لگا کہ اب تک تو موسیٰ جو احکام لائے ہم تم نے برداشت کیے۔ مگر کیا تم یہ بھی برداشت کر لو گے کہ ہمارا مال بھی ہم سے وصول کرنے لگے؟ کچھ لوگوں نے اسکی تائید میں کہا نہیں، ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر ملعون نے حضرت موسیٰ کو بدنام کرنے کی ایک گندی تجویز سوچی، کسی عورت کو بہکا سکھلا کر آمادہ کیا کہ بھرے مجمع میں جب موسیٰ زنا کی حد بیان فرمائیں تو اپنے ساتھ اُنکو متہم کرنا، چنانچہ عورت مجمع میں کہہ گزری۔ جب حضرت موسیٰ نے اسکو شدید قسمیں دیں، اور اللہ کے غضب سے ڈرایا تو اسکا دل ڈرا، تب اس نے صاف کہہ دیا کہ قارون نے مجھ کو سکھایا تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ کی بددعا سے وہ مع اپنے گھر اور خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔

فَائِدَة:[۱۰۵] **''مفاتح'' کی تفسیر:**...... بعض سلف نے ''مفاتح'' کی تفسیر خزائن سے کی ہے۔ یعنی اس قدر روپیہ تھا کہ طاقتور مردوں کی ایک جماعت بھی اُسے مشکل سے اٹھا سکتی۔ لیکن اکثر مفسرین نے مفاتح کی تفسیر کنجیوں سے کی ہے یعنی مال کے صندوق اتنے تھے کہ جنکی کنجیاں اٹھاتے ہوئے کئی زور آور آدمی تھک جائیں۔ اور یہ چنداں مستبعد نہیں جیسا کہ بعض تفاسیر میں اُسکی صورت بتلائی گئی ہے۔

فَائِدَة:[۱۰۶] **قارون کو نصیحتیں:**...... یعنی اس فانی وزائل دولت پر کیا اتراتا ہے جس کی وقعت اللہ کے ہاں پر پشہ [مچھر] کی برابر بھی نہیں۔ خوب سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کو اکڑنے اور اترانے والے بندے اچھے نہیں معلوم ہوتے اور جو چیز اُس مالک کو نہ بھائے اس کا نتیجہ بجز تباہی و ہلاکت کے کیا ہے۔

فَائِدَة:[۱۰۷]...... یعنی خدا کا دیا ہوا مال اس لیے ہے کہ انسان اسے آخرت کا توشہ بنائے، نہ یہ کہ غفلت کے نشہ میں چور ہو کر غرور و تکبر کی چال چلنے لگے۔

فَائِدَة:[۱۰۸]...... یعنی حصہ موافق کھا، پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما، اور مخلوق کے ساتھ سلوک کر۔

فَائِدَة:[۱۰۹]...... یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضد نہ کر، خدا کی زمین پر سیدھی طرح رہ، خواہ مخواہ ملک میں اودھم مچانا اور خرابیاں ڈالنا اچھا نہیں۔

فَائِدَة:[۱۱۰] **سنگدل بخیل قارون کا جواب:**...... یعنی میں ہنرمند تھا، کمانے کا سلیقہ رکھتا تھا۔ اپنی لیاقت و قابلیت یا کسی خاص علمی مہارت سے مجھے یہ دولت حاصل ہوئی۔ اللہ نے بھی میری لیاقت کو دیکھ کر اور قابل جان کر یہ کچھ دیا ہے۔ کیا یونہی بیٹھے بٹھائے بے محنت مل گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے حکم اور تمہارے مشورہ کے موافق خدا کے نام پر خرچ کر ڈالوں۔

فَائِدَة:[۱۱۱] **درسِ عبرت:**...... یعنی دولت کمانے کی لیاقت کس نے دی؟ افسوس ہے منعم حقیقی کو بھول کر اس کی دی ہوئی دولت ولیاقت

پر غرہ کرنے لگا۔ کیا اسی دولت کو اس نے اپنی نجات کا ضامن تصور کر رکھا ہے؟ اسے معلوم نہیں کتنی جماعتیں اپنی شرارت، سرکشی کی بدولت پہلے تباہ کی جا چکی ہیں جنکے پاس بادشاہتیں تھیں اور اس ملعون سے زیادہ خزانوں اور لشکروں کے مالک تھے، اُن کا انجام سن کر اُسے عبرت نہ ہوئی۔

فائدہ: [۱۱۲]...... یعنی پوچھنے کی ضرورت کیا ہوگی اللہ کو اُن کے گناہ ایک ایک کر کے معلوم ہیں، فرشتوں کے ہاں سب لکھے ہوئے ہیں، ہاں بطور توبیخ و تقریع اگر کسی وقت سوال ہو وہ دوسری بات ہے۔ یا یہ کنایہ ہے گناہوں کی کثرت سے۔ یعنی اتنی تعداد میں ہوں گے کہ ایک ایک جزئی کی پوچھ پاچھ کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "پوچھے نہ جائیں گے گناہ، یعنی گناہ گار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے۔ جب سمجھ الٹی پڑے تو الزام دینے سے کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے، اس کی برائی نہیں سمجھتا۔" (موضح)

فائدہ: [۱۱۳] **قارون کا کر و فر اور دنیا پرستوں کا رشک:**...... یعنی لباس فاخرہ پہن کر بہت سے خدم و حشم کے ساتھ بڑی شان و شکوہ اور ٹیپ ٹاپ سے نکلا، جسے دیکھ کر طالبین دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو اس کو حاصل ہوا۔ بیشک یہ بڑا ہی صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے۔

فائدہ: [۱۱۴] **اچھے لوگوں کی نصیحت:**...... یعنی سمجھدار اور ذی علم لوگوں نے کہا کہ کم بختو! اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو ریجھے جاتے ہو۔ مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشئے ہے اتنی بھی نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔

فائدہ: [۱۱۵] **نادان کی نادانی**...... یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہ ہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے۔ اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں۔ نادان آدمی دنیا کی آسودگی دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ اس کی شب و روز کی فکر و تشویش، دردسری اور آخرت کی ذلت کو اور سوجگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں کچھ آرام ہے تو دس بیس برس، اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔ (موضح بتغییر یسیر)

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ

پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں، پھر نہ ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ خود

الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

مدد لا سکا ۱۱۶ اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے (مانگتے) تھے اس کا سا درجہ ارے خرابی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے ۱۱۷ اگر نہ احسان کرتا ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا، ارے خرابی یہ تو چھٹکارا

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ع ۱۱

نہیں پاتے منکر ۱۱۸ وہ گھر پچھلا ہے ہم دیں گے وہ ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا،

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى

اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی ف۱۱۹ جو لے کر آیا بھلائی اس کو ملنا ہے (ملے گا) اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا برائی سو برائیاں

الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ

کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی جو کچھ کرتے تھے ف۱۲۱ جس نے حکم بھیجا تجھ پر قرآن کا وہ پھیر لانے والا ہے

اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا

تجھ کو پہلی جگہ ف۱۲۲ تو کہہ میرا رب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ اور کون پڑا ہے صریح گمراہی میں ف۱۲۳ اور تو توقع نہ رکھتا تھا کہ

اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ

اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر مہربانی سے تیرے رب کی ف۱۲۴ سو تو مت ہو مددگار کافروں کا ف۱۲۵ اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو

عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ

روک دیں اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو شریک والوں میں ف۱۲۶ اور مت پکار اللہ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع

کے سوائے دوسرا حاکم ف۱۲۷ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے ہر چیز فنا ہے مگر اس کا منہ (اس کی ذات) ف۱۲۸ اُسی کا حکم ہے اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۱۲۹

فائدہ: [۱۱۶] **قارون زمین میں......:** ......یعنی نہ کوئی دوسرا اپنی طرف سے مدد کو پہنچا، نہ یہ کسی کو بلا سکا۔ نہ اپنی ہی قوت کام آئی نہ دوسروں کی۔

فائدہ: [۱۱۷] **رشک کرنے والے کانپ اٹھے اور مال و دولت کی فراخی خوش انجامی کی دلیل نہیں:** ......یعنی جو لوگ قارون کی ترقی و ترفع کو دیکھ کر کل یہ آرزو کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی ایسا عروج حاصل ہوتا، آج اُس کا یہ برا انجام دیکھ کر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے۔ اب ان کو ہوش آیا کہ ایسی دولت حقیقت میں ایک خوبصورت سانپ ہے جس کے اندر مہلک زہر بھرا ہوا ہے۔ کسی شخص کی دنیوی ترقی و عروج کو دیکھ کر ہم کو ہرگز یہ فیصلہ نہیں کر لینا چاہیے کہ اللہ کے ہاں وہ کچھ عزت و وجاہت رکھتا ہے، یہ چیز کسی بندے کے مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جس پر مناسب جانے روزی کے دروازے کھول دے جس پر چاہے تنگ کر دے۔ مال و دولت کی فراخی مقبولیت اور خوش انجامی کی دلیل نہیں بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ تباہی اور ابدی ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے، سچ ہے ۔ ؎

كَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ اَعْيَتْ مَذَاهِبُهٗ
وَكَمْ جَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا
هٰذَا الَّذِيْ تَرَكَ الْاَوْهَامَ حَائِرَةً
وَصَيَّرَ الْعَالِمَ النِّحْرِيْرَ زِنْدِيْقًا

فائدہ: [۱۱۸] **ناشکر گزار منکروں کیلئے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں:** ......یعنی خدا تعالیٰ کا احسان ہے اس نے ہم کو قارون کی طرح نہ

بنایا، ورنہ یہ ہی گت ہماری بنتی، اپنی طرف سے تو ہم حرص کے مارے ﴿یٰلَیۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیَ قَارُوۡنُ﴾ کی آرزو کر ہی چکے تھے۔ خدا نے خیر کی کہ ہماری آرزو کو پورا نہ کیا اور نہ ہماری حرص پر سزا دی بلکہ قارون کا حشر آنکھوں سے دکھلا کر بیدار فرما دیا۔ اب ہمیں خوب کھل گیا کہ محض مال وزر کی ترقی سے حقیقی فلاح وکامیابی حاصل نہیں ہوسکتی، اور یہ کہ ناشکر گزار منکروں کے لیے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں۔

فائدہ:[۱۱۹] مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے:......یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ بڑی قسمت یہ نہیں، آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ اُن کے لیے ہے جو اللہ کے ملک میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں بلکہ تواضع وانکسار اور پرہیز گاری کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کوشش بجائے اپنی ذات کو اونچا رکھنے کے یہ ہوتی ہے کہ اپنے دین کو اونچا رکھیں، حق کا بول بالا کریں اور اپنی قوم مسلم کو ابھارنے اور سربلند کرنے میں پوری ہمت صرف کر ڈالیں۔ وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے، آخرت کے عاشق ہوتے ہیں، دنیا خود اُن کے قدم لیتی ہے۔ اب سوچ لو کہ دنیا کا مطلوب کیا دنیا کے طالب سے اچھا نہیں ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ لو! وہ سب سے زیادہ تارک الدنیا تھے مگر متروک الدنیا نہ تھے۔ بہرحال مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے، دنیا کا جو حصہ اس مقصد کا ذریعہ بنے وہ ہی مبارک ہے ورنہ ہیچ۔

فائدہ:[۱۲۰] آخرت میں بہترین بدلہ ملے گا:......یعنی جو بھلائی یہاں کرے گا اُس سے کہیں بہتر بھلائی وہاں کی جائے گی۔ ایک نیکی کا جو مقتضٰی ہوگا کم از کم اس سے دس گنا ثواب پائے گا۔

فائدہ:[۱۲۱] خالق کی مہربانی:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا، وہ یقیناً ملنا ہے اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ ضرور مل کر رہے گی کیونکہ ممکن ہے معاف ہو جائے۔ ہاں! یہ فرما دیا کہ اپنے کیے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔“

فائدہ:[۱۲۲] دنیا میں بھی آخری فتح متقین کی ہوگی:......پہلے فرمایا تھا: ﴿وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ﴾ کہ انجام بھلا پرہیزگاروں کا ہے یعنی آخرت میں، جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ اب بتلاتے ہیں کہ دنیا میں بھی آخری فتح ان ہی کی ہوتی ہے۔ دیکھو! آج کفار کے ظلم وستم سے تنگ آ کر تم کو مکہ چھوڑنا پڑا ہے مگر جس خدا نے آپ کو پیغمبر بنایا اور قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی وہ یقیناً آپ کو نہایت کامیابی کے ساتھ اسی جگہ واپس لائے گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”یہ آیت اتری ہجرت کے وقت، یہ تسلی فرما دی کہ پھر مکہ میں آ ؤ گے۔ سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔“ بعض مفسرین نے ”معاد“ سے مراد موت لی ہے، بعض نے آخرت، بعض نے جنت، بعض نے سرزمین شام جہاں پہلے ایک مرتبہ آپ شب معراج میں تشریف لے گئے تھے۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان اقوال میں بہت عمیق ولطیف تطبیق دی، یعنی ”معاد“ سے مراد اس جگہ مکہ معظمہ ہے۔ (کمافی البخاری) مگر فتح مکہ علامت تھی قرب اجل کی جیسا کہ ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہم نے ﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ﴾ [نصر:۱] کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ آگے اجل کے بعد ”حشر“، حشر کے بعد ”آخرت“ اور آخرت کی انتہائی منزل جنت ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اوّل آپ کو نہایت شاندار طریقہ سے لوٹا کر لائے گا مکہ میں، اس کے چند روز بعد اجل واقع ہوگی، پھر ارض شام کی طرف حشر ہوگا (جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے) پھر آخرت میں بڑی شان وشکوہ سے تشریف لائیں گے اور اخیر میں جنت کے سب سے اعلیٰ مقام پر ہمیشہ کے لیے پہنچ جائیں گے۔

فائدہ:[۱۲۳] ایسا نہیں ہوسکتا:......یعنی حق تعالیٰ میری ہدایت اور مکذبین ومعاندین کی گمراہی کو خوب جانتا ہے۔ یقیناً وہ ہر ایک کے ساتھ ان کے احوال کے موافق معاملہ کرے گا۔ نہیں ہوسکتا کہ میری کوششوں کو ضائع کر دے، یا گمراہوں کو رسوا نہ کرے۔

فائدہ:[۱۲۴] رحمت خداوندی:......یعنی آپ پہلے سے کچھ پیغمبری کے انتظار میں نہ تھے، محض رحمت وموہبتِ الٰہیہ ہے کہ جو حق تعالیٰ نے پیغمبری اور وحی سے سرفراز فرمایا۔ وہ ہی اپنی مہربانی اور رحمت سے دنیا وآخرت میں کامیاب فرمائے گا، لہٰذا اسی کی امداد پر ہمیشہ بھروسہ رکھیے۔

فائدہ:[۱۲۵] مان کر ساتھ دینے والا ہی اپنا ہے:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ، جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی (کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا) اب جو تیرا ساتھ دے وہ ہی اپنا ہے۔''

فائدہ:[۱۲۶] صرف اپنا کام ہی کرتے رہنا چاہیے:...... یعنی دین کے کام میں اپنی قوم کی خاطر اور رعایت نہ کیجیے اور نہ آپ کو ان میں گنئے گو کہ اپنے قرابتدار ہوں۔ ہاں اُن کو اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے اور خدا کے احکام پر جمے رہیے۔

فائدہ:[۱۲۷]...... یہ آپ کو خطاب کر کے دوسروں کو سنایا۔ اوپر کی آیتوں میں بھی بعض مفسرین ایسا ہی لکھتے ہیں۔

فائدہ:[۱۲۸] اللہ کے سوا سب چیزیں فانی ہیں:...... یعنی ہر چیز اپنی ذات سے معدوم ہے اور تقریباً تمام چیزوں کو فنا ہونا ہے، خواہ کبھی ہو۔ مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ نہ کبھی معدوم تھا، نہ کبھی فنا ہو سکتا ہے۔ سچ ہے...... ؏

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

قال تعالیٰ: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝﴾ [رحمن: ۲۶-۲۷] اور بعض سلف نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ سارے کام مٹ جانے والے اور فنا ہو جانے والے ہیں بجز اس کام کے جو خالصاً لوجہ اللہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فائدہ:[۱۲۹] سب کو اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے:...... یعنی سب کو اس کی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں تنہا اسی کا حکم چلے گا۔ صورۃً وظاہراً بھی کسی کا حکم و اقتدار باقی نہ رہے گا۔ اے اللہ! اس وقت اس گناہ گار بندہ پر رحم فرمایئے اور اپنے غضب سے پناہ دیجیے۔

تم سورۃ القصص وللہ الحمد والمنۃ

ایاتہا ۷۰ | ۲۹ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ | رکوعاتہا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا

الٓمّٓ کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے (ان کی جانچ نہ ہوگی) ف ۱ اور ہم نے جانچا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③ اَمْ حَسِبَ

ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے ف ۲ سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو ف ۳ کیا یہ سمجھتے

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ④ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ

ہیں جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں بری بات (برا فیصلہ) طے کرتے ہیں ف ۴ جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ

فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑤ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کا وعدہ آ رہا ہے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا ف ۵ اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو

لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ⑥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

پروا نہیں جہان والوں کی ف ۶ اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے ان پر سے برائیاں ان کی

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑦

اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر کاموں کا ف ۷

فائدہ: [۱] **مومن کو آزمایا جاتا ہے:**...... یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا کچھ سہل نہیں، جو دعویٰ کرے امتحان و ابتلاء کے لیے تیار ہو جائے یہی کسوٹی ہے جس پر کھرا کھوٹا کسا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ سب سے سخت امتحان انبیاء کا ہے، ان کے بعد صالحین کا، پھر درجہ بدرجہ اُن لوگوں کا جو اُن کے ساتھ مشابہت رکھتے ہوں۔ نیز امتحان آدمی کا اس کی دینی حیثیت کے موافق ہوتا ہے، جس قدر کوئی شخص دین میں مضبوط اور سخت ہوگا اُسی قدر امتحان میں سختی کی جائے گی۔

فائدہ: [۲] **سابقہ لوگوں کو بھی سخت امتحانوں میں ڈالا گیا:**...... یعنی پہلے نبیوں کے متبعین بڑے بڑے سخت امتحانوں میں ڈالے جا

چکے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں فریاد کی کہ حضرت! ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجیے اور دعا فرمایئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں پر سختی اور ظلم وستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک (زندہ) آدمی کو زمین کھود کر (کھڑا) گاڑ دیا جاتا تھا۔ پھر اس کے سر پر آرا چلا کر بیچ سے دو ٹکڑے کر دیتے تھے، بعضوں کے بدن میں لوہے کی کنگھیاں پھرا کر چمڑا اور گوشت اُدھیڑ دیا جاتا تھا، تاہم یہ سختیاں ان کو دین سے نہ ہٹا سکیں۔

فَائِدَة: [۳] علانیہ امتیاز: ......یعنی اللہ تعالیٰ علانیہ ظاہر کر دے گا اور دیکھ لے گا کہ دعوائے ایمان میں کون سچا نکلتا ہے اور کون جھوٹا۔ اسی کے موافق ہر ایک کو جزا دی جائے گی۔

تنبیہ: ...... ﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾ الآیۃ سے جو حدوثِ علمِ باری کا وہم ہوتا ہے اس کا نہایت محققانہ جواب مترجم علام قدس اللہ سرہٗ نے دیا ہے، ملاحظہ کیا جائے پارۂ دوم رکوع اوّل ﴿اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ [بقرہ: ۱۴۳] کے تحت میں۔ ہم نے یہاں اُن توجیہات کی طرف اشارہ کر دیا ہے جو مفسرین نے لکھی ہیں۔

فَائِدَة: [۴] مسلمانوں پر ظلم کرنے والے کافروں کو سخت ترین سزا ملے گی: ......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "پہلی دو آیتیں مسلمانوں کے متعلق تھیں جو کافروں کی ایذاؤں میں گرفتار تھے، اور یہ آیت ان کافروں سے متعلق ہے جو مسلمانوں کو ستا رہے تھے۔" (موضح) یعنی مومنین کے امتحانات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم مزے سے ظلم کرتے رہیں گے اور سختیوں سے بچے رہیں گے۔ وہ ہم سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں؟ جو سخت ترین سزا اُنکو ملنے والی ہے اسکے سامنے مسلمانوں کے امتحان کی سختی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر اس وقت کی عارضی مہلت سے انہوں نے یہ رائے قائم کر لی ہے کہ ہم ہمیشہ مامون رہیں گے اور سزا دہی کے وقت خدا کے ہاتھ نہ آئینگے تو حقیقت میں بہت ہی بری بات طے کی، ایسا احمقانہ فیصلہ آنیوالی مصیبت کو روک نہیں سکتا۔

فَائِدَة: [۵] مومن کی ساری کلفتیں ختم ہو جائیں گی: ......یعنی جو شخص اس توقع پر سختیاں اٹھا رہا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں بات بات پر پکڑ ہوگی، ناکامیاب ہوا تو یہاں کی سختیوں سے کہیں بڑھ کر سختیاں جھیلنی پڑیں گی اور کامیاب رہا تو ساری کلفتیں دھل جائیں گی، اللہ کی خوشنودی اور اس کا دیدار نصیب ہوگا۔ ایسا شخص یاد رکھے کہ اللہ کا وعدہ آ رہا ہے کوئی طاقت اُسے پھیر نہیں سکتی۔ اس کی اعلیٰ توقعات پوری ہو کر رہیں گی اور اس کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی کی جائیں گی۔ اللہ سب کی باتیں سنتا اور جانتا ہے کسی کی محنت رائیگاں نہ کرے گا۔

فَائِدَة: [۶] اہمیت مجاہدہ اور خیالات کی روک تھام: ......یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کی طاعت سے کیا نفع اور معصیت سے کیا نقصان۔ وہ تو کلی طور پر بے نیاز ہے۔ ہاں بندہ اپنے پروردگار کی طاعت میں جس قدر محنت اٹھائے گا اس کا پھل دنیا و آخرت میں اسی کو ملے گا، پس مجاہدے کرنے والے یہ خیال کبھی نہ آنے دیں کہ ہم خدا کے رستہ میں اتنی محنت کر کے کچھ اس پر احسان کر رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اس کا احسان ہے کہ خود تمہارے فائدہ کے لیے طاعت و ریاضت کی توفیق بخشے۔ ؎

من نہ کردم خلق تا سودے کنم بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

فَائِدَة: [۷] برکتِ ایمان: ......یعنی جہان سے بے پرواہ اور بے نیاز ہونے کے باوجود اپنی رحمت و شفقت سے تمہاری محنت کو ٹھکانے لگاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔" (موضح القرآن)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا

اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں ۸ تو

تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ان کا کہنا مت مان ف۹ مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱۰ اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے

الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی

ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ف۱۱ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذاء

اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا

پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کی ف۱۲ اور اگر آپہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں (تھے) ف۱۳

مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے جہان والوں کے ف۱۴ اور البتہ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم

وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

کرے گا جو لوگ دغا باز ہیں ف۱۵ اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ اور ہم

خَطٰیٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾

اٹھالیں تمہارے گناہ اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ ف۱۶ بے شک وہ جھوٹے ہیں

فائدہ:[۸] کوئی چیز خدا کی شریک نہیں ہو سکتی:...... یعنی تمام کائنات میں ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے، پھر اس کی خبر کسی کو کہاں سے ہوتی؟ جو لوگ شرکاء ٹھہراتے ہیں محض جاہلانہ اوہام اور بے سند خیالات کی پیروی کر رہے ہیں، واقع کی خبر انہیں کچھ بھی نہیں۔

فائدہ:[۹] والدین سے حسن سلوک کی تاکید اور خلافِ حق جبر کو خاطر میں لانے کا حکم:...... دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں پر اللہ کا حق اُن سے زیادہ ہے، اُن کی خاطر دین نہ چھوڑے۔ (موضح) حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ نے جو مشرکہ تھی بیٹے کے اسلام کی خبر سن کر عہد کیا کہ دانہ پانی کچھ نہ چکھوں گی، نہ چھت کے نیچے آرام کرونگی، تاوقتیکہ سعد (معاذ اللہ) اسلام سے نہ پھر جائے، چنانچہ کھانا پینا ترک کر دیا اور بالکل نڈھال ہو گئی۔ لوگ زبردستی منہ چیر کر کھانا پانی دیتے تھے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ گویا بتلا دیا کہ والدین کا اس طرح خلاف حق پر مجبور کرنا یہ بھی ایک ابتلاء وامتحان ہے، چاہیے کہ مومن کے پائے ثبات کو لغزش نہ ہو۔

فائدہ:[۱۰]...... یعنی سب کو عدالت میں حاضر ہونا ہے اس وقت بتلا دیا جائے گا کہ اولاد اور والدین میں سے کس کی زیادتی تھی اور کون حق پر تھا۔

فائدہ:[۱۱] ایمان اور نیکی پر قائم رہنے والی اولاد کا انعام:...... یعنی جو اس قسم کی زبردست رکاوٹوں کے باوجود بھی ایمان اور نیکی کی راہ پر قائم رہے حق تعالیٰ ان کا حشر اپنے خاص نیک بندوں میں کرے گا۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: یعنی اولاد نے اگر ناحق بات میں والدین کا کہنا نہ مانا اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کے زمرہ میں ہوگا، ان والدین کے زمرہ میں نہ ہوگا گو طبعی ونسبی تعلقات کی بنا پر وہ اس سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ معلوم ہوا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" میں حب دینی مراد ہے، حب طبعی مراد نہیں۔

فَائِدَة: [۱۲] ضعفاء القلوب کا حال: ...... یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے اپنے کو مومن کہتے تھے مگر دلوں میں ایمان راسخ نہیں تھا۔ ان کو جہاں اللہ کے راستہ میں کوئی تکلیف پہنچی یا دین کی وجہ سے لوگوں نے ستایا تو اس آزمائش کو خدائی عذاب سمجھنے لگے۔ جس طرح آدمی عذاب الٰہی سے گھبرا کر جان بچانا چاہتا اور اپنے پہلے دعووں سے دستبردار ہونے لگتا ہے اور ناچار اعتراف کرتا ہے کہ میں غلطی پر تھا، یہی حال ان ضعفاء القلوب کا ہے۔ جہاں دین کے معاملہ میں کوئی سختی پہنچی بس گھبرا کر دعوائے ایمان سے دستبردار ہونا شروع کر دیا اور زبان سے یا عمل سے گویا اقرار کرنے لگے کہ ہم اس دعوے میں غلطی پر تھے یا ایسا دعویٰ کیا ہی نہ تھا۔

فَائِدَة: [۱۳] ...... یعنی اگر مسلمانوں کی کوئی کامیابی اور عروج دیکھیں تو باتیں بنانے لگیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور اب بھی تمہارے اسلامی بھائی ہیں۔ خصوصاً اگر مسلمانوں کو فتح ہو اور فرض کیجیے یہ لوگ کفار کا ساتھ دیتے ہوئے اُنکے ہاتھ میں قید ہو جائیں، پھر تو نفاق و تملق [چاپلوسی] کی کوئی حد نہ رہے۔

فَائِدَة: [۱۴] اللہ کو سب معلوم ہے: ...... یعنی جیسے کچھ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اللہ کو سب معلوم ہے۔ کیا زبانی دعوے کر کے اللہ سے اپنے دلوں کا حال چھپا سکتے ہیں؟

فَائِدَة: [۱۵] مومن اور منافق کی اعمال سے پہچان: ...... یعنی معلوم تو اسے پہلے ہی سے سب کچھ ہے لیکن اب تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ لے گا کہ کون اپنے کو سچا مومن ثابت کرتا ہے اور کون جھوٹا دغاباز منافق ہے۔

تنبیہ: ...... اس قسم کے مواضع میں ﴿وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾ کے معنی "لَيُمَيِّزَنَّ اللّٰهُ" کے لینا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کما فی تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔

فَائِدَة: [۱۶] شیوۂ مسلمانی: ...... یعنی مسلمان کو چاہیے ایمان پر مضبوط رہے، نہ کوئی تکلیف و ایذاء وہی اسکو طریق استقامت سے ہٹا سکے اور نہ کفار کی احمقانہ استمالت [خوشنودی] سے متاثر ہو، مثلاً کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر پھر اپنی برادری میں آملو اور ہماری راہ پر چلو، تمام تکلیفوں اور ایذاؤں سے بچ جاؤ گے مفت میں کیوں مصیبتیں جھیل رہے ہو۔ اور اگر ایسا کرنے میں گناہ سمجھتے اور مواخذہ کا اندیشہ رکھتے ہو تو خدا کے ہاں بھی ہمارا نام لے دینا کہ انہوں نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا اگر ایسی صورت پیش آئی تو ساری ذمہ داری ہم اٹھالینگے اور تمہارے گناہ کا بوجھ اپنے سر رکھ لیں گے کما قال الشاعر ...... ؏

تو مشق ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۫ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا

اور البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے ف۱۷ اور البتہ ان سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ جھوٹ

يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ ع ۱۳

بناتے تھے ف۱۸ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا ان میں ہزار برس پچاس برس کم ف۱۹ پھر پکڑا

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً

ان کو طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے ف۲۰ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جہاز والوں کو ف۲۱ اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں

لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

کے واسطے ف۲۲ اور ابراہیم کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ

سمجھ رکھتے ہو یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں ف۲۳ بے شک جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے

دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ

سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو، اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

پھر جاؤ گے ف۲۴ تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوائے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو بس یہی ہے پیغام

الْمُبِیْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا كَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ

پہنچا دینا کھول کر ف۲۵ کیا دیکھتے نہیں کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا ف۲۶ یہ اللہ پر آسان ہے ف۲۷ تو کہہ

سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر اللہ اٹھائے گا (پیدا کرنے گا پچھلی پیدائش) پچھلا اٹھان (اٹھانا) ف۲۸ بے شک

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾

اللہ ہر چیز کر سکتا ہے دکھ (عذاب) دے گا جس کو چاہے اور رحم کرے گا جس پر چاہے ف۲۹ اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

فائدہ:[۱۷] کافر مسلمانوں کے اعمال کی ذمہ داری لینے میں پکے جھوٹے ہیں:......یعنی جھوٹے ہیں، تمہارے بوجھ رتی برابر بھی ہلکا نہیں کر سکتے۔ ہاں اپنا بوجھ بھاری کر رہے ہیں۔ ایک تو اُن کے ذاتی گناہوں کا بار تھا، اب دوسروں کے اغواء و اضلال کے بارے اس میں مزید اضافہ کر دیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "کوئی چاہے کہ رفاقت کر کے کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لے، یہ نہیں ہوگا۔ مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے اس نے گناہ کیا، وہ گناہ اِس پر بھی اور اُس پر بھی۔" (موضح) جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں جو کوئی کسی کو (ناحق) قتل کرے، اس کے گناہ کا حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) کو پہنچتا ہے جس نے اول یہ بری راہ نکالی۔

فائدہ:[۱۸] گناہوں کے بوجھ اٹھانے کی ذمہ داری لینا خود مستقل گناہ ہے:......یعنی جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں کہ ہم تمہارا بوجھ اٹھالیں گے، یہ خود مستقل گناہ ہے جس پر ماخوذ ہوں گے۔ آگے چند قصص کے ضمن میں متنبہ کیا گیا ہے کہ سچوں کے مقابلہ میں ہمیشہ سے جھوٹے اغواء اور شرارت کرتے رہے ہیں اور سچوں کو مدتوں تک امتحان و ابتلاء کے دور میں سے گزرنا پڑا ہے، مگر آخری نتیجہ انہی کے حق میں بہتر ہوا، منکر اور شریر لوگ خائب و خاسر رہے سچے کامیاب و سربلند ہوئے۔ اشقیاء کے تمام مکائد تارِ عنکبوت سے زیادہ ثابت نہ ہوئے۔

فائدہ:[۱۹] حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر:......ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کی عمر میں مبعوث

ہوئے۔ ساڑھے نوسو برس دعوت وتبلیغ اور سعی واصلاح میں مصروف رہے۔ پھر طوفان آیا، طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

فَائِدَة:[۲۰] گناہوں کا وبال:...... یعنی جب گناہوں اور شرارتوں سے باز نہ آئے تو طوفان نے سب کو گھیر لیا بجز چند نفوس کے سب ہلاک ہو گئے۔

فَائِدَة:[۲۱] اطاعت کا ثمرہ:...... یعنی جو آدمی یا جانور جہاز پر سوار تھے ان کو نوح علیہ السلام کی معیت میں ہم نے محفوظ رکھا۔ سورۂ ہود [آیت: ۳۷-۴۶] میں یہ قصہ مفصل گزر چکا۔

فَائِدَة:[۲۲] جہاز نشان عبرت:...... کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کا جہاز مدت دراز تک ''جودی'' پر لگا رہا تا دیکھنے والوں کے لیے عبرت ہو۔ اور اب جو جہاز اور کشتیاں موجود ہیں یہ بھی ایک نشانی ہے جسے دیکھ کر سفینۂ نوح کی یاد تازہ ہوتی اور قدرت الٰہی کا نمونہ نظر آتا ہے۔ یا شاید یہ مراد ہو کہ کشتی کے اُس قصہ کو ہم نے ہمیشہ کے لیے نشان عبرت بنا دیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جس وقت یہ سورت اتری ہے حضرت کے بہت سے اصحاب کافروں کی ایذاؤں سے تنگ آکر جہاز پر سوار ہو کر ملک حبشہ کی طرف گئے تھے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر آئے تب وہ جہاز والے صحابہ بھی سلامتی سے آملے۔'' (موضح بتغییر یسیر) گویا نوح علیہ السلام وسفینۂ نوح کی تاریخ اس رنگ میں دہرائی گئی۔

فَائِدَة:[۲۳] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ:...... یعنی جھوٹے عقیدے تراشتے ہو اور جھوٹے خیالات واوہام کی پیروی کرتے ہو، چنانچہ اپنے ہاتھوں سے یہ بت بنا کر کھڑے کر لیے ہیں جنہیں جھوٹ موٹ خدا کہنے لگے۔

فَائِدَة:[۲۴] اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہ ہی دیتا ہے اپنے خوشی کے موافق۔'' لہٰذا اس کے شکر گزار بنو اور اُسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے، آخر اس وقت کیا منہ دکھاؤ گے۔

فَائِدَة:[۲۵] نہ ماننے میں اپنا ہی نقصان:...... یعنی جھٹلانے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا، میں صاف صاف تبلیغ ونصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر چکا، بھلا برا سمجھا چکا، نہ مانو گے نقصان اٹھاؤ گے جیسے عاد وثمود وغیرہ تم سے پہلے اٹھا چکے ہیں۔

فَائِدَة:[۲۶] اپنی ذات میں غور وفکر کی دعوت:...... یعنی خود اپنی ذات میں غور کرو، پہلے تم کچھ نہ تھے، اللہ نے تم کو پیدا کیا، اُسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''شروع تو دیکھتے ہو، دوہرانا اسی سے سمجھ لو۔''

فَائِدَة:[۲۷] اللہ کیلئے کچھ بھی مشکل نہیں:...... یعنی اللہ کے نزدیک تو کوئی چیز بھی مشکل نہیں، البتہ تمہارے سمجھنے کی بات ہے کہ جس نے بدون نمونہ کے اوّل ایک چیز کو بنایا، نمونہ قائم ہونے کے بعد بنانا تو اور زیادہ آسان ہونا چاہیے۔

فَائِدَة:[۲۸] غور وفکر کیلئے ہر سو نمونے موجود ہیں:...... یعنی اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی پیدائش میں بھی غور کرو اور چل پھر کر دیکھو کہ کیسی کیسی مخلوق خدا نے پیدا کی ہے، اسی پر دوسری زندگی کو قیاس کر لو، اس کی قدرت اب کچھ محدود تو نہیں ہو گئی۔

فَائِدَة:[۲۹] حکمت اور کرم کے موافق معاملہ:...... یعنی دوبارہ پیدا کر کے جسے اپنی حکمت کے موافق چاہے گا سزا دے گا اور جس پر چاہے گا اپنے فضل وکرم سے مہربانی فرمائے گا۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ

نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ

مددگار ف ۳۰ اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ ناامید ہوئے میری رحمت سے ف ۳۱ اور ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ

دردناک عذاب ہے پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا جلا دو ف ۳۲ پھر اس کو بچا دیا اللہ نے

النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا

آگ سے ف ۳۳ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین لاتے ہیں ف ۳۴ اور ابراہیم بولا ف ۳۵ جو ٹھہرائے ہیں تم نے اللہ کے سوا

مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ

بتوں کے تھان سو دوستی کر کر (سو آپ کی دوستی سے) آپس میں دنیا کی زندگانی میں ف ۳۶ پھر دن قیامت کے منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے

بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي

ایک کو ایک ف ۳۷ اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف ۳۸ پھر مان لیا اس کو لوط نے اور وہ (ابراہیم) بولا میں تو وطن

مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي

چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف، بے شک وہ ہی ہے زبردست حکمت والا ف ۳۹ اور دیا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب ف ۴۰ اور رکھ دی

ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾

اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب ف ۴۱ اور دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ نیکوں سے ہے ف ۴۲

فائدہ: [۳۰] خدا کے مجرم کو پناہ نہیں مل سکتی: ...... یعنی جس کو اللہ تعالیٰ سزا دینا چاہے وہ نہ زمین کے سوراخوں میں گھس کر سزا سے بچ سکتا ہے، نہ آسمان میں اُڑ کر، کوئی بلندی یا پستی خدا کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتی، نہ کوئی طاقت اس کی حمایت اور مدد کو پہنچ سکتی ہے۔

فائدہ: [۳۱] رحمت الٰہی سے محروم لوگ: ...... یعنی جنہوں نے اللہ کی باتوں کا انکار کر دیا اور اس سے ملنے کی امید نہیں رکھی (کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے قائل ہی نہ ہوئے) انہیں رحمتِ الٰہی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔ لٰہذا وہ آخرت میں بھی محروم و مایوس ہی رہیں گے۔ یہ گویا ﴿مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ﴾ [عنکبوت: ۵] کا عکس ہوا۔

فائدہ: [۳۲] ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کے جواب میں قوت کے استعمال کا مشورہ: ...... یعنی ابراہیم علیہ السلام کی تمام معقول باتیں اور دلائل و براہین سن کر جب ان کے ہم قوم جواب سے عاجز ہوئے تو قوت کے استعمال پر اتر آئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ یا تو قتل کر کے ایک دم اُن کا قصہ ہی تمام کر دو اور یا آگ میں جلاؤ شاید تکلیف محسوس کر کے اپنی باتوں سے باز آ جائے تو نکال لیں گے ورنہ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔

فائدہ: [۳۳] آگ گلزار بن گئی: ...... یعنی انہوں نے مشورہ کر کے آگ میں ڈال دیا، مگر حق تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جیسا کہ سورۃ

"انبیاء" [آیت: ۶۸، ۶۹] میں مفصلاً گزر چکا ہے۔

فائدہ: [۳۴] **حکم ربی کے بغیر آگ بھی جلا نہیں سکتی:**......یعنی اس واقعہ سے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو کس طرح بچا لیتا ہے اور مخالفین حق کو کس طرح خائب و خاسر کرتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تاثیر اسکے حکم سے ہے، جب حکم نہ ہو تو آگ جیسی چیز جلا نہیں سکتی۔

فائدہ: [۳۵]......یعنی آگ سے نکل کر پھر نصیحت شروع کر دی۔

فائدہ: [۳۶] **بت پرستی نہایت مہمل حرکت ہے...... بت پرستی کیسے شروع ہوئی:**......یعنی بت پرستی کو کون عقلمند جائز رکھ سکتا ہے، بت پرست بھی دل میں جانتے ہیں کہ یہ نہایت مہمل حرکت ہے۔ مگر شیرازۂ قومی کو جمع رکھنے کیلئے ایک مذہب ٹھہرا لیا ہے کہ اسکے نام پر تمام قوم متحد و متفق رہے اور ایک دوسرے کے دوست بنے رہیں، جیسا کہ آج کل ہم یورپ کی عیسائی قوموں کا حال دیکھتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بت پرستی کا شیوع و رواج اس بنا پر نہیں ہوا کہ وہ کوئی معقول چیز ہے بلکہ اندھی تقلید، قومی مروت و لحاظ اور تعلقات باہمی کا دباؤ اس کا بڑا سبب ہے۔ یا یہ غرض ہو کہ بت پرستی کی اصل جڑ آپس کی محبت اور دوستی تھی۔ ایک قوم میں کچھ نیک آدمی جنہیں لوگ محبوب رکھتے تھے انتقال کر گئے۔ لوگوں نے جوشِ محبت میں انکی تصویریں بنا کر بطور یادگار رکھ لیں پھر تصویروں کی تعظیم کرنے لگے، وہی تعظیم بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی۔ یہ سب احتمالات آیت میں مفسرین نے بیان کیے ہیں۔ اور ممکن ہے ﴿مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ﴾ سے بت پرستوں کی اپنے بتوں سے جو محبت ہے وہ مراد ہو جیسا کہ دوسری جگہ ﴿أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ﴾ [بقرہ: ۱۶۵] فرمایا ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۳۷] **مشرکین اور شرکاء کی ایک دوسرے پر لعنت:**......یعنی یہ سب دوستیاں اور محبتیں چندروزہ ہیں قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن بنو گے اور بعض بعض کو لعنت کرو گے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی وہ شیطان جنکے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے انکو لعنت کرینگے کہ ہماری نذرو نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔" (موضح)

فائدہ: [۳۸]......جو دوزخ کی آگ سے تم کو بچا لے جیسے میرے پروردگار نے تمہاری آگ سے مجھ کو بچا لیا۔

فائدہ: [۳۹] **حضرت لوط علیہ السلام کا تعارف:**......حضرت لوط، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کسی مرد نے نہ مانا البتہ لوط علیہ السلام نے فوراً بلا توقف تصدیق کی، دونوں کا وطن "عراق" میں شہر بابل تھا۔ خدا کے توکل پر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

تنبیہ:......﴿وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ﴾ الآیۃ میں دونوں احتمال ہیں، قائل ابراہیم ہوں یا لوط علیہم السلام۔

فائدہ: [۴۰]......یعنی اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دیا جنکی نسل "بنی اسرائیل" کہلاتی ہے۔

فائدہ: [۴۱] **سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا شرف اور تعارف:**......یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بجز ان کی اولاد کے کسی کو کتاب آسمانی اور پیغمبری نہ دیجائے گی۔ چنانچہ جس قدر انبیاء اُن کے بعد تشریف لائے ان ہی کی ذرّیت سے تھے۔ اسی لیے ان کو "ابوالانبیاء" کہا جاتا ہے۔

فائدہ: [۴۲]......یعنی دنیا میں حق تعالیٰ نے مال و اولاد، عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا، اور ملکِ شام ہمیشہ کے لیے ان کی اولاد کو بخشا۔ (کذافی الموضح) اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کے صالحین کی جماعت میں (جو انبیائے اولوالعزم کی جماعت ہے) شامل رکھا۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿۲۸﴾

اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بے حیائی کے کام پر، تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہان میں ف۴۳

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ

کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو ف ۴۴ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام ف ۴۵ پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ ۲۹ قَالَ رَبِّ

قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر تو ہے سچا ف ۴۶ بولا اے رب

انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۞ ۳۰ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا ع ۸/۱۵

میری مدد کر ان شریر لوگوں پر ف ۴۷ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو

مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۞ ۳۱ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ

غارت کرنا ہے اس بستی والوں کو، بے شک اس کے لوگ ہو رہے ہیں گناہ گار ف ۴۸ بولا اس میں تو لوط بھی ہے ف ۴۹ وہ بولے ہم کو

اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۞ ۳۲

خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے، ہم بچالیں گے اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت، کہ رہے گی رہ جانے والوں میں ف ۵۰

فَائِدَہ: [۴۳] سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کو نصیحت:...... یعنی یہ فعل شنیع تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہ ہی اس کی دلیل ہے کہ فطرت انسانی اس سے نفور ہے۔ ایسے خلافِ فطرت و شریعت کام کی بنیاد تم نے ڈالی۔

فَائِدَہ: [۴۴] ''راہ مارنے'' سے مراد:...... راہ مارنے سے مراد ممکن ہے ڈاکہ زنی ہو یہ بھی اُن میں رائج ہوگی، یا اُسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ ڈر کے مارے اس طرف ہو کر نہ نکلیں یا ﴿وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ﴾ کا مطلب یہ ہو کہ فطری اور معتاد راستہ کو چھوڑ کر توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع کر رہے تھے۔

فَائِدَہ: [۴۵] علانیہ بے شرمی:...... شاید یہ ہی بدکاری علانیہ لوگوں کے سامنے کرتے ہونگے، اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور ٹھٹھے اور چھیڑ اور بے شرمی کی باتیں کرتے ہونگے۔

فَائِدَہ: [۴۶] جوابِ قوم:...... یعنی اگر تم سچے نبی ہو اور واقعی ہی سچ کہتے ہو کہ ہمارے یہ کام خراب اور مستوجب عذاب ہیں تو دیر کیا ہے وہ عذاب لے آیئے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴾ [اعراف: ۸۲] یعنی ان کی قوم کا جواب یہی تھا کہ لوط علیہ السلام کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو، یہ بڑے پاک بننا چاہتے ہیں۔ شاید قوم میں سے بعض نے یہ، بعض نے وہ جواب دیا ہوگا، یا ایک وقت میں ایک بات اور دوسرے میں دوسری کہی ہوگی۔ مثلاً اوّل عذاب کی دھمکیوں کا مذاق اڑایا، پھر آخری فیصلہ یہ کیا ہوگا کہ انہیں بستی سے نکال دیا جائے۔ بہر حال ثابت ہو گیا کہ وہ قوم نہ صرف اس فعلِ شنیع کی مرتکب اور بانی تھی بلکہ اسکے جاری رکھنے پر اس قدر اصرار تھا کہ نصیحت کرنے والے پیغمبر کو بھی بستی سے نکالنے پر تیار ہو گئے۔ انکی فطرت اور طبائع اس قدر مسخ ہو چکی تھیں کہ خوفِ خدا کا کوئی شائبہ دلوں میں باقی نہ رہا تھا۔ عذاب کی دھمکیوں کا مذاق اڑاتے تھے اور پیغمبر کے مقابلہ پر آمادہ تھے، جرم کی یہ ہی نوعیت انکے ہلاک کرنے کے لیے کافی تھی۔ اور اگر اسکے ساتھ توحید کے بھی قائل نہ تھے تو ''کڑوا کریلا نیم چڑھا''

سمجھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے مشتہر ہو کر پہنچ چکی ہوگی، اس لیے لوط علیہ السلام خاص اسی فعلِ شنیع سے روکنے پر مامور ہوئے۔ اور ممکن ہے انہوں نے توحید وغیرہ کی دعوت بھی دی ہو مگر اس کو یہاں نقل نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۴۷] نوح علیہ السلام کی بددعا:...... یہ ان کی طرف سے مایوس ہو کر فرمایا، شاید سمجھ گئے ہوں گے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی درست ہونے والی نہیں۔ وہ بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گی جیسے نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾[نوح:۲۷] کذا قال النیشابوری فی تفسیرہ۔

فائدہ:[۴۸] فرشتوں کی آمد:...... لوط علیہ السلام کی دعا پر فرشتوں کو اُس بستی کے تباہ کرنے کا حکم ہوا۔ فرشتے اوّل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے، اُنکو بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت سنائی اور اطلاع دی کہ ہم اس بستی (سدوم) کو تباہ و برباد کرنے کیلئے جارہے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ کسی طرح اپنی حرکت شنیعہ سے باز نہیں آتے۔ ان واقعات کی تفصیل سورۂ اعراف [آیت:۸۰]، ہود [آیت:۸۲] اور حجر [آیت:۶۱] وغیرہ میں گزر چکی ہے۔

تنبیہ:...... شاید ہلاکت کی خبر کیساتھ بیٹے کی بشارت دینے کا مطلب یہ ہو کہ ایک قوم سے اگر خدا کی زمین خالی کی جانے والی ہے تو دوسری طرف حق تعالیٰ ایک عظیم الشان قوم "بنی اسرائیل" کی بنیاد ڈالنے والا ہے۔ نبہ علیہ العلامۃ النیشابوری فی تفسیرہ۔

فائدہ:[۴۹] ابراہیم علیہ السلام کا شفیقانہ سوال:...... یعنی کیا لوط علیہ السلام کی موجودگی میں بستی کو تباہ کیا جائے گا؟ یا انہیں وہاں سے علیحدہ کرکے تعذیب کی کاروائی عمل میں لائی جائے گی؟ غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ازراہِ شفقت خیال آیا کہ اگر لوط علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے وحشت اور گھبراہٹ ہو، فرشتوں نے اپنے کلام میں کوئی استثناء کیا نہ تھا، اس سے ان کے ذہن میں یہ ہی شق آئی ہوگی کہ لوط علیہ السلام کی موجودگی میں کارروائی کریں گے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۵۰] فرشتوں کا جواب:...... یعنی فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں اور جو اُن میں خدا کے مجرم ہیں۔ تنہا لوط علیہ السلام نہیں، بلکہ اسکے گھر والوں کو بھی کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ سب کو عذاب کے موقع سے علیحدہ کرلیں گے صرف اسکی ایک عورت وہاں رہ جائیگی کیونکہ اس پر بھی عذاب آنا ہے۔

وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا

اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا اُن کو دیکھ کر، اور تنگ ہوا دل میں ف۵۱ اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا، ہم بچا ئیں

مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝۳۳ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ

گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی رہ جانے والوں ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ۝۳۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۳۵

اس بات پر کہ وہ نافرمان ہو رہے تھے ف۵۲ اور چھوڑ (باقی) رکھا ہم نے اس کا نشان نظر آتا ہوا سمجھ دار لوگوں کے واسطے ف۵۳

وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا

اور بھیجا مدین (مدین والوں) کے پاس ان کے بھائی شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی ف۵۴ اور مت

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝٣٦ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۝٣٧

پھرو زمین میں خرابی مچاتے ف۵۵ پھر اس کو جھٹلایا تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے

وَعَادًا وَّثَمُودَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ

اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے ف۵۶ اور فریفتہ کیا ان کو شیطان نے

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝٣٨ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۖ وَلَقَدْ

ان کے کاموں پر پھر روک دیا ان کو راہ سے اور تھے ہوشیار ف۵۷ اور ہلاک کیا قارون اور فرعون اور ہامان کو اور ان کے

جَاءَهُم مُّوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سٰبِقِينَ ۝٣٩ فَكُلًّا أَخَذْنَا

پاس پہنچا موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر، پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے ف۵۸ پھر سب کو پکڑا

بِذَنۢبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ

ہم نے اپنے اپنے گناہ پر، پھر کوئی تھا کہ اس پر ہم نے بھیجا پتھراؤ ہوا سے ف۶۰ اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے ف۶۱ اور کوئی تھا

خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوا

کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین پر ف۶۲ اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے ف۶۳ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے، پر تھے

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝٤٠ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ ۖ

وہ اپنا آپ ہی برا کرتے ف۶۴ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال،

اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝٤١

بنا لیا اس نے ایک گھر اور سب گھروں میں بودا، سو مکڑی کا گھر، اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۶۵

وقف لازم

فائدہ: [۵۱] **فرشتوں کی آمد پر لوط علیہ السلام کی پریشانی:** ......فرشتے نہایت حسین و جمیل اَمردوں کی شکل میں وہاں پہنچے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اوّل پہچانا نہیں۔ بہت تنگدل اور ناخوش ہوئے کہ اب اِن مہمانوں کی عزت قوم کے ہاتھ سے کس طرح بچاؤں گا۔ اگر اپنے یہاں نہ ٹھہراؤں تو اخلاق و مروّت اور مہمان نوازی کے خلاف ہے، ٹھہراتا ہوں تو اس بدکار قوم سے آبرو کس طرح محفوظ رہے گی۔

فائدہ: [۵۲] **فرشتوں کا تسلی آمیز جواب:** ......یعنی اپنی قوم کی شرارت سے ڈریئے مت، یہ کچھ نہیں کر سکتی اور ہمارے بچاؤ کے لیے غمگین نہ ہو، ہم آدمی نہیں فرشتے ہیں، جو تجھ کو اور تیرے ہم مشرب گھر والوں کو بچا کر اس قوم کو غارت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ یہ قصہ پہلے کئی جگہ گزر چکا۔ [ہود: ۷۷-۸۳]

فائدہ: [۵۳] **الٹی ہوئی بستیوں کے نشانات:** ......یعنی ان کی اُلٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملکِ شام کے سفر میں دکھائی

دیتے تھے۔

فَائِدَہ:[۵۴] سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کو نصیحتیں:......یعنی آخرت کی طرف سے غافل نہ بنو، اکیلے خدائے واحد کی پرستش کرو۔

فَائِدَہ:[۵۵]......خرابی مچانے سے شاید مراد ہے: لین دین میں دغابازی کرنا، سودبٹہ لگانا جیسا کہ ان کی عادت تھی اور ممکن ہے رہزنی بھی کرتے ہوں۔ وقیل غیر ذلک۔

فَائِدَہ:[۵۶]......یعنی ان کی بستیوں کے کھنڈر تم دیکھ چکے ہو اُن سے عبرت حاصل کرو۔

فَائِدَہ:[۵۷]......یعنی دنیا کے کام میں ہشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

فَائِدَہ:[۵۸] کبر وغرور کا انجام:......یعنی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہ جھکے اور کبر وغرور نے ان کی گردن نیچے نہ ہونے دی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا بڑے بن کر سزا سے بچ گئے؟ یا العیاذ باللہ خدا کو تھکا دیا۔

فَائِدَہ:[۵۹]......یعنی ان میں سے ہر ایک کو اُس کے جرم کے موافق سزا دی گئی۔

فَائِدَہ:[۶۰]......یہ قوم لوط علیہ السلام ہے اور بعض نے ''عاد'' کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔

فَائِدَہ:[۶۱]......یہ ''ثمود'' تھے اور اہل ''مدین'' بھی۔

فَائِدَہ:[۶۲]......یعنی قارون کو، جیسا کہ سورۂ قصص [آیت:۸۱] میں گذرا۔

فَائِدَہ:[۶۳]......یہ فرعون وہامان ہوئے اور بعض نے قوم نوح کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔

فَائِدَہ:[۶۴] بارگاہِ خداوندی عیوب ونقائص سے منزہ ہے:......یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں ہے کہ کوئی ناانصافی یا بے موقع کام کرے۔ اس کی بارگاہ عیوب ونقائص سے بکلی مبرا ومنزہ ہے ظلم تو وہاں متصور ہی نہیں۔ ہاں بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، یعنی ایسے کام کرتے ہیں کہ جن کا نتیجہ لامحالہ ان کے حق میں برا ہو۔

فَائِدَہ:[۶۵] مشرکین کی مثال:......یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان ومال کا بچاؤ ہو، نہ مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے۔ یہی مثال اس کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچانے والا اور محافظ سمجھے، بدون مشیتِ الٰہی کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے کوئی چیز ہو ۶۶ اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ۶۷ اور یہ مثالیں بٹھلاتے (چسپاں کرتے)

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ

ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے ۶۸ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین جیسے چاہئیں ۶۹ اس میں نشانی

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۱۴/۱۶

ہے یقین لانے والوں کے لیے ۷۰

فَائِدَہ:[۶۶] اللہ کو سب معلوم ہے:......یعنی ممکن تھا سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک ہی ذیل میں کھینچ دیا کسی کو مستثنیٰ نہ کیا۔ بعض لوگ بت کو پوجتے ہیں، بعض آگ پانی کو، بعض اولیاء انبیاء یا فرشتوں کو، سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں۔ اگر کوئی ایک بھی ان میں سے

مستقل قدرت واختیار رکھتا تو اللہ سب کی یک قلم نفی نہ کرتا۔

فَائِدَہ:[۶۷] اللہ زبردست اور حکیم مطلق ہے:......یعنی اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیے وہ زبردست ہے، اور مشورہ نہیں چاہیے کیونکہ حکیم مطلق ہے۔

فَائِدَہ:[۶۸] مشرکین مکہ کا اعتراض اور اس کا پیارا جواب:......مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ "مکڑی" اور "مکھی" وغیرہ حقیر چیزوں کی مثالیں بیان کرتا ہے جو اسکی عظمت کے منافی ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ مثالیں اپنے موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں اور ممثل لہٗ پر پوری منطبق ہیں مگر سمجھدار ہی اس کا مطلب ٹھیک سمجھتے ہیں، جاہل بے وقوف کیا جانیں۔ مثال کا انطباق مثال دینے والے کی حیثیت پر نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس کی مثال ہے اس کی حیثیت کو دیکھو، اگر وہ حقیر و کمزور ہے تو تمثیل بھی ایسی ہی حقیر و کمزور چیزوں سے ہوگی۔ مثال دینے والے کی عظمت کا اس سے کیا تعلق۔

فَائِدَہ:[۶۹]......یعنی نہایت حکمت سے بنایا، بیکار پیدا نہیں کیا۔

فَائِدَہ:[۷۰]......یعنی جب آسمان وزمین اس اکیلے نے بنادیے تو چھوٹے چھوٹے کاموں میں اُسے کسی شریک یا مددگار کی کیا احتیاج ہوگی، ہوتی تو اُن بڑے کاموں میں ہوتی۔

............☆☆☆......الحمد للہ بیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر:۲۱

جزء ۲۱

اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ

تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب ف۷۱ اور قائم رکھ نماز بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری

وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَا تُجَادِلُوۡۤا اَہۡلَ الۡکِتٰبِ

بات سے ف۷۲ اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی ف۷۳ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۷۴ اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر

اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ٭ۖ اِلَّا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡہُمۡ وَ قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا

اس طرح پر جو بہتر ہو مگر جو ان میں بے انصاف ہیں ف۷۵ اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اترا ہم کو اور اترا

وَ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ وَ اِلٰـہُنَا وَ اِلٰـہُکُمۡ وَاحِدٌ وَّ نَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۴۶﴾

تم کو ف۷۶ اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۷۷۔

فائدہ:[۷۱] **تلاوتِ قرآن کا حکم:**......یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہیئے تا دل مضبوط اور قوی رہے، تلاوت کا اجر وثواب الگ حاصل ہو، اُس کے معارف وحقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے۔ دوسرے لوگ بھی سن کر اُس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں، جو نہ مانیں اُن پر خدا کی حجت تمام ہو، اور دعوت واصلاح کا فرض بحسن وخوبی انجام پاتا رہے۔

فائدہ:[۷۲] **نماز کے برائیوں سے منع کرنے کا مطلب:**.........نماز کا برائیوں سے روکنا دو معنی میں ہو سکتا ہے: ایک بطریق تسبب، یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت وتاثیر یہ رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دے، جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے۔ اس صورت میں یاد رکھنا چاہیے کہ دوا کے لیے ضروری نہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لیے کافی ہو جائے۔ بعض دوائیں خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں، اُس وقت اُن کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے، بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اُس دوا کی خاصیت کے منافی ہو۔ پس نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہاں! ضرورت اس کی ہے کہ ٹھیک مقدار میں اُس احتیاط اور بدرقہ [حفاظت] کے ساتھ جو اطبائے روحانی نے تجویز کیا ہو خاصی مدت تک اُس پر مواظبت کی جائے۔ اُس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا کہ نماز کس طرح اُس کی پرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نماز کا برائیوں سے روکنا بطور اقتضاء ہو۔ یعنی نماز کی ہر ایک ہیئت اور اس کا ہر ایک ذکر مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہِ الٰہی میں اپنی بندگی، فرمانبرداری، خضوع وتذلل اور حق تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور حکومت وشہنشاہی کا اظہار واقرار کر کے آیا ہے، مسجد سے باہر آ کر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے اور اُس شہنشاہِ مطلق کے احکام سے

منحرف نہ ہو، گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے کہ او بندگی اور غلامی کا دعویٰ کرنیوالے واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ۔ اور بزبان حال مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آ۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے مگر نماز بلاشبہ اُسے روکتی اور منع کرتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے کما قال تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [نحل: ۹۰] پس جو بدبخت اللہ تعالیٰ کے روکنے اور منع کرنے پر برائی سے نہیں رکتے، نماز کے روکنے پر بھی اُن کا نہ رکنا محل تعجب نہیں۔ ہاں ایہ واضح رہے کہ ہر نماز کا روکنا اور منع کرنا اُسی درجہ تک ہوگا جہاں تک اُس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو، کیوں کہ نماز محض چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ سب سے بڑی چیز اُس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکانِ صلوٰۃ ادا کرتے وقت اور قرأتِ قرآن یا دعا و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو مستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھے گا، اُتنا ہی اُس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سنے گا، اور اُسی قدر اُس کی نماز برائیوں کو چھڑانے میں مؤثر ثابت ہوگی۔ ورنہ جو نماز قلب لاہی و غافل سے ادا ہو وہ صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی، جس کی نسبت حدیث میں فرمایا: ''لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا''۔ اِسی نماز کی نسبت ''لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا'' کی وعید آئی ہے۔

فَائِدَہ: [۷۳] **نماز کا برائیوں سے روکنا ذکر اللہ کی بدولت ہے:**...... یعنی نماز برائی سے کیوں نہ روکے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کی بہترین صورت ہے کما قال تعالیٰ: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ [طٰہٰ: ۱۴] اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے نماز اور جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا، ایک جسدِ بے روح اور لفظِ بے معنی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی احادیث کو دیکھ کر علماء نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں، اصلی فضیلت اسی کو ہے۔ یوں عارضی اور وقتی طور پر کوئی عمل ذکر اللہ پر سبقت لے جائے وہ دوسری بات ہے، لیکن غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اس عمل میں بھی فضیلت اسی ذکر اللہ کی بدولت آئی ہے۔ بہر حال ذکر اللہ تمام اعمال سے افضل ہے اور جب وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا۔ پس بندے کو چاہئے کہ کسی وقت خدا کے ذکر سے غافل نہ ہو، خصوصاً جس وقت کسی برائی کی طرف میلان ہو فوراً خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کو یاد کرکے اُس سے باز آ جائے۔ قرآن و حدیث میں ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو یاد فرماتا ہے۔ بعض سلف نے آیت کا یہی مطلب لیا ہے کہ نماز میں اِدھر سے بندہ خدا کو یاد کرتا ہے اس لیے نماز بڑی چیز ہوئی، لیکن اس کے جواب میں جو اُدھر سے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو یاد فرماتا ہے یہ سب سے بڑی چیز ہے، جس کی انتہائی قدر کرنی چاہئے اور یہ شرف و کرامت محسوس کرکے اور زیادہ ذکر اللہ کی طرف راغب ہونا چاہئے۔ کسی شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام کے احکام بہت ہیں، مجھے کوئی ایک جامع و مانع چیز بتلا دیجئے، فرمایا: ''لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ'' (تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہئے) حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جتنی دیر نماز میں لگے اتنے تو ہر گناہ سے بچے، اُمید ہے آگے بھی بچتا رہے۔ اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔'' (موضح) یہ ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ کی ایک اور لطیف تفسیر ہوئی۔

فَائِدَہ: [۷۴]...... یعنی جو آدمی جس قدر خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا خدا تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ لہٰذا ذاکر اور غافل میں سے ہر ایک کے ساتھ اُس کا معاملہ بھی جداگانہ ہوگا۔

فَائِدَہ: [۷۵] **اہل کتاب سے نرمی سے جدال کا حکم:**...... یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور اہل کتاب کا دین اصل میں سچا تھا، تو ان سے اُن کی طرح مت جھگڑو کہ جڑ سے اُن کی بات کاٹنے لگو، بلکہ نرمی، متانت، خیر خواہی اور صبر و تحمل سے واجبی بات سمجھاؤ۔ البتہ جو ان میں صریح بے انصافی، عناد اور ہٹ دھرمی پر تل جائے، لا اس کے ساتھ مناسب سختی کا برتاؤ کر سکتے ہو، اور آگے چل کر ایسوں کو سزا دینی ہے۔

تنبیہ:...... پہلے قرآن کی تلاوت کا حکم تھا، اغلب ہے کہ منکرین اُسے سن کر اُلجھنے لگیں، تو بتلا دیا کہ بحث کے وقت فریق مقابل کی علمی

و دینی حیثیت کا خیال رکھو۔ جوشِ مناظرہ میں صداقت و اخلاق کی حد سے نہ نکلو۔ جہاں کہیں جتنی سچائی ہو اُس کا اعتراف کرو۔

فائدہ: [۷۶] مسلمان گذشتہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں:...... یعنی ہمارا جیسا کہ قرآن پر ایمان ہے، اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ نے تمہاری ہدایت کیلئے حضرت موسیٰ و مسیح علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں اُتاریں بیشک وہ سچی تھیں، ایک حرف ان کا غلط نہ تھا (گو تمہارے ہاتھ میں وہ آسمانی کتابیں اپنی اصلی صورت و حقیقت میں باقی نہ رہیں)۔

فائدہ: [۷۷] مسلمانوں اور دوسرے اہل کتاب میں فرق:...... یعنی اصلی معبود ہمارا تمہارا ایک ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم تنہا اُسی کے حکم پر چلتے ہیں، تم نے اس سے ہٹ کر اوروں کو بھی خدائی کے حقوق و اختیارات دے، دیئے مثلاً حضرت مسیح یا حضرت عزیر علیہما السلام کو یا احبار و رہبان کو۔ نیز ہم نے اس کے تمام احکام کو مانا، سب پیغمبروں کی تصدیق کی، سب کتابوں کو برحق سمجھا، اُس کے آخری حکم کے سامنے سر تسلیم جھکا دیا۔ تم نے کچھ مانا، کچھ نہ مانا اور آخری صداقت سے منکر ہو گئے۔

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَاۤءِ

اور ویسی ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب ف۷۸ سو جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ

کہ اس کو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف۷۹ اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب

وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف۸۰ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو

الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ

ملی ہے سمجھ ف۸۱ اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں ف۸۲ اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ

اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر ف۸۳ کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ ع ۲

ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں ف۸۴ تو کہہ کافی ہے اللہ میرے

وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا

اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں ف۸۵ اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں

بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف۸۶۔

فائدہ:[۷۸] ...... یعنی اس کتاب میں آخر تمہاری کتابوں سے کونسی بات کم ہے جو قبول کرنے میں تردد ہے۔ جس طرح انبیائے سابقین پر کتابیں اور صحیفے ایک دوسرے کے بعد اُترتے رہے، پیغمبر آخر الزماں ﷺ پر یہ کتاب لاجواب اُتری۔ اس کے ماننے سے اتنا انکار کیوں ہے؟

فائدہ:[۷۹] منصف اہل کتاب: ...... یعنی جن اہل کتاب نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کتاب کو بھی مانیں گے اور انصافاً ماننا چاہیے۔ چنانچہ اُن میں کے جو منصف ہیں، وہ اس کی صداقت دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ صرف اہل کتاب بلکہ بعض عرب کے لوگ بھی جو کتب سابقہ کا کچھ علم نہیں رکھتے اس قرآن کو مانتے جارہے ہیں۔ حقیقت میں قرآن کریم کی صداقت کے دلائل اس قدر روشن ہیں کہ بجز سخت حق پوش نافرمان کے کوئی ان کی تسلیم سے انکار نہیں کرسکتا۔

فائدہ:[۸۰] قرآن کی سچائی کی دلیل: ...... نزول قرآن سے پہلے چالیس سال آپ کی عمر کے اِن ہی مکہ والوں میں گذرے۔ سب جانتے ہیں کہ اس مدت میں نہ آپ کسی استاد کے پاس بیٹھے، نہ کوئی کتاب پڑھی، نہ کبھی ہاتھ میں قلم پکڑا، ایسا ہوتا تو ان باطل پرستوں کو شبہ نکالنے کی جگہ رہتی کہ شاید اگلی کتابیں پڑھ کر یہ باتیں نوٹ کرلی ہوں گی، اُن ہی کو اب آہستہ آہستہ اپنی عبارت میں ڈھال کرسنادیتے ہیں۔ گو اُس وقت بھی یہ کہنا غلط ہوتا، کیونکہ کوئی پڑھا لکھا انسان بلکہ دنیا کے تمام پڑھے لکھے آدمی مل کر اور کل مخلوق کی طاقت کو اپنے ساتھ ملا کر بھی ایسی بے نظیر کتاب تیار نہیں کرسکتے، تاہم جھوٹوں کو بات بنانے کا ایک موقع ہاتھ لگ جاتا، لیکن جب کہ آپ کا اُمّی ہونا مسلمات میں سے ہے تو اس سرسری شبہ کی بھی جڑ کٹ گئی اور یوں ضدی لوگ کہنے کو تو اس پر بھی کہتے تھے: ﴿اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝﴾۔[فرقان:۵]

فائدہ:[۸۱] قرآن کی حفاظت سینہ بسینہ: ...... یعنی پیغمبر ﷺ نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں، بلکہ یہ وحی جو اُن پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے سینہ بہ سینہ جاری رہے گی۔ اللہ کے فضل سے علماء اور حفاظ وقراء کے سینے اس کے الفاظ ومعانی کی حفاظت کریں گے۔ اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں، یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے، لکھنا اس پر افزود ہے۔ (موضح باضافہ یسیر)

فائدہ:[۸۲] ...... یعنی ناانصافی کا کیا علاج؟ ایک شخص یہی ٹھان لے کہ میں کبھی سچی بات نہ مانوں گا، وہ روشن سے روشن چیز کا بھی انکار کردے گا۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت ف۸۷ اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقرر ٹھہرا ہوا (تو آ پہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۵۴ يَوْمَ

اور ان کو خبر نہ ہو گی ف۸۸ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب ف۸۹ اور گھیر رہی ہے منکروں کو ف۹۰ جس دن

يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ

گھیر لے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۵۵ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝۵۶ كُلُّ نَفْسٍ

کرتے تھے ف۹۱ اے بندوں میرے جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو میری ہی بندگی کرو ف۹۲ جو جی ہے

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ

سو چکھے گا موت پھر ہماری طرف پھر آؤ گے ف۹۳ اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں

الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

جھروکے نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ

اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا ف۹۴ اور کتنے جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

اور وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۹۵ اور اگر تو لوگوں سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا سورج

وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں ف۹۶ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور ناپ

لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

کر دیتا ہے جس کو چاہے ف۹۷ بے شک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ف۹۸

فائدہ: [۸۳] منہ مانگی نشانیاں پیغمبر کے اختیار میں نہیں: ......یعنی میرے قبضہ میں نہیں کہ جو نشان تم طلب کیا کرو، وہی دکھلا دیا کروں، نہ کسی نبی کی تصدیق اس بات پر موقوف ہو سکتی ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ بدی کے نتائج سے تم کو صاف لفظوں میں آگاہ کرتا رہوں باقی حق تعالیٰ میری تصدیق کے لیے جو نشان چاہے دکھلا دے، یہ اس کے اختیار میں ہے۔

فائدہ: [۸۴] کتاب کا نزول اور اس کی تلاوت بڑی نشانی ہے: ......یعنی کیا یہ نشان کافی نہیں، جو کتاب اُن کو رات دن پڑھ کر سنائی جاتی ہے، اس سے بڑا نشان کونسا ہوگا؟ دیکھتے نہیں کہ اس کتاب کے ماننے والے کس طرح سمجھ حاصل کرتے جاتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

فائدہ: [۸۵] اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی فعلی تصدیق: ......یعنی خدا کی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے میں علانیہ دعوائے رسالت کر رہا ہوں جسے وہ سنتا اور دیکھتا ہے، پھر روز بروز مجھے اور میرے ساتھیوں کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا رہا ہے، برابر میرے دعوے کی فعلی تصدیق کرتا ہے، میری زبان پر اور ہاتھوں پر قدرت کے وہ خارق عادت نشان ظاہر کیے جاتے ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے تمام جن وانس عاجز ہیں۔ کیا میری صداقت پر اللہ کی یہ گواہی کافی نہیں؟

فائدہ: [۸۶] بڑے نقصان والے کون ہیں؟: ......آدمی کی بڑی شقاوت اور خسران یہ ہے کہ جھوٹی بات کو خواہ کتنی ہی بدیہی البطلان ہو فوراً قبول کر لے اور سچی بات سے گو کتنی ہی صاف روشن ہو انکار کرتا رہے۔

فائدہ: [۸۷] ......یعنی اگر باطل پر ہیں تو ہم پر دنیا میں کوئی آفت کیوں نہیں آتی؟

فائدہ:[۸۸] ......یعنی ہر چیز اپنے وقت معین پر آتی ہے، گھبراؤ نہیں، وہ آفت بھی آ کر رہے گی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ’’اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا اور پکڑے جانا۔ سو فتح مکہ میں مکہ کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔‘‘

فائدہ:[۸۹] ......یہاں عذاب سے شاید آخرت کا عذاب مراد ہو، جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔

فائدہ:[۹۰] ......یعنی آخرت کا عذاب تو فضول مانگتے ہیں، اُس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں۔ یہ کفر اور برے کام دوزخ نہیں تو اور کیا ہے؟ جس نے ہر طرف سے اُنہیں گھیر رکھا ہے۔ موت کے بعد حقیقت کھل جائے گی کہ دوزخ کس طرح جلاتی ہے؟ جب یہی اعمال جہنم کی آگ اور سانپ بچھو بن کر لپٹیں گے۔

فائدہ:[۹۱] ...... یہ اللہ تعالیٰ کہے گا، یا وہ عذاب ہی بولے گا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال حدیث میں آیا ہے کہ سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا، کلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔

فائدہ:[۹۲] ہجرت کی ترغیب:......یعنی یہ مکہ کے کافر اگر تم کو تنگ کرتے ہیں تو خدا کی زمین تنگ نہیں، دوسری جگہ جا کر خدا کی عبادت کرو۔

فائدہ:[۹۳] ......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب کافروں نے مکہ میں بہت زور باندھا تو مسلمانوں کو ہجرت کا حکم ہوا۔ چنانچہ اسّی ترّاسی گھر حبشہ چلے گئے۔ اُس کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی ہے جہاں بن پڑے وہاں کاٹ دو، پھر ہمارے پاس اکٹھے آ ؤ گے۔ اس میں مہاجرین کی تسلی کر دی تا وطن چھوڑنا اور حضرت سے جدا ہونا دل پر بھاری نہ گذرے، گویا جتلا دیا کہ وطن، خویش و اقارب، رفقاء اور چھوٹے بڑے آج نہیں کل چھوٹیں گے۔ فرض کرو! اس وقت مکہ سے ہجرت نہ کی تو ایک روز دنیا سے ہجرت کرنا ضروری ہے، مگر وہ بے اختیار ہو گا۔ بندگی اس کا نام ہے کہ اپنی خوشی اور اختیار سے ان چیزوں کو چھوڑ دے جو پروردگارِ حقیقی کی بندگی میں مزاحم اور خلل انداز ہوتی ہیں۔

فائدہ:[۹۴] ہجرت کا انعام:......یعنی جو صبر و استقلال سے اسلام و ایمان کی راہ پر جمے رہے اور خدا پر بھروسہ کر کے گھر بار چھوڑ کر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اُن کو اس وطن کے بدلے وہ وطن ملے گا اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر دیئے جائیں گے۔

فائدہ:[۹۵] مہاجرین کی روزی کی ذمہ داری:...... یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ ’’اکثر جانوروں کے گھر میں اگلے دن کا قوت نہیں ہوتا، نیا دن اور نئی روزی‘‘ (موضح) پھر جو خدا جانوروں کو روزی پہنچاتا ہے، کیا اپنے وفادار عاشقوں کو نہ پہنچائے گا؟ خوب سمجھ لو! رزاقِ حقیقی وہی ہے جو سب کی باتیں سنتا اور دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے۔ ہر ایک کا ظاہر و باطن اُس کے سامنے ہے۔ کسی کی محنت وہاں رائیگاں نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ اُس کے راستہ میں وطن چھوڑ کر نکلے ہیں اُنھیں ضائع نہیں کرے گا۔ سامانِ معیشت ساتھ لے جانے کی فکر نہ کریں۔ کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اپنی کمر پر لادے نہیں پھرتے، پھر بھی رازقِ حقیقی اُن کو ہر روز رزق پہنچاتا ہے۔

فائدہ:[۹۶] ......یعنی رزق کے تمام اسباب (سماویہ و ارضیہ) اُسی نے پیدا کئے، سب جانتے ہیں، پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہ ہی پہنچا بھی دے گا، مگر جتنا وہ چاہے، نہ جتنا تم چاہو۔ یہ اگلی آیت میں سمجھا دیا ہے۔ (موضح)

فائدہ:[۹۷] ......ناپ کر دیتا ہے، یہ نہیں کہ بالکل نہ دے۔

فائدہ:[۹۸] ......یعنی یہ خبر اُسی کو ہے کہ کس کو کتنا دینا چاہیے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِهَا لَيَقُوۡلُنَّ

اور جو تو پوچھے ان سے کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد تو کہیں

اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ

اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۹۹ اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ

اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱۰۰ پھر جب سوار ہوئے کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ

خالص اسی پر رکھ کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے تاکہ مکرتے رہیں ہمارے دیئے ہوئے سے

وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ف۱۰۱ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف۱۰۲ اور اس سے زیادہ بے انصاف

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ

کون ہے جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لئے ف۱۰۳ اور جنہوں

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں ف۱۰۴ اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ف۱۰۵

فائدہ:[۹۹] ......یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا۔ اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی، ذرا دیر میں مفلس سے دولت مند کر دے۔

فائدہ:[۱۰۰] دنیا تو محض تماشہ ہے اصل زندگی آخرت کی ہے:......یعنی آدمی کو چاہئے یہاں کی چندروزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کہ اصلی ودائمی زندگی وہی ہے۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ بیٹھے، بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفر آخرت کے لیے توشہ درست کرے۔

فائدہ:[۱۰۱] مشکل میں اللہ اللہ اور سہولت میں رام رام:......یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ آدمی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو اور آخرت کو فراموش نہ کرے، لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب کشتی طوفان میں گھر جائے تو بڑی عقیدت مندی سے اللہ کو پکارتے ہیں۔ پھر جہاں آفت سر سے ٹلی اور خشکی پر قدم رکھا، اللہ کے احسانوں سے مکر کر جھوٹے دیوتاؤں کو پکارنا شروع کر دیا۔ گویا غرض یہ ہوئی کہ اللہ کی نعمتوں کا کفران کرتے رہیں اور دنیا کے مزے اڑاتے رہیں۔ خیر بہتر ہے، چندروز دل کے ارمان نکال لیں، عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ اس بغاوت و شرارت، احسان فراموشی اور ناسپاسی کا نتیجہ کیا ہے۔

فائدہ:[۱۰۲] ......مکہ کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے، حالانکہ سارے ملک عرب میں فساد اور کشت وخون کا بازار

گرم تھا۔ بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں، اللہ کا یہ سچا احسان نہیں مانتے۔

فائدہ:[۱۰۳] بڑے ظالم: ......یعنی سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ یا اُس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اُس کی شان کے لائق نہیں، یا پیغمبر جو سچائی لے کر آئے ہیں اُسے سنتے ہی جھٹلانا شروع کر دے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانا دوزخ ہے؟ جو ایسی بیبا کی اور بے حیائی سے عقل وانصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

فائدہ:[۱۰۴] اللہ کی راہ میں محنت اُٹھانے والوں کی راہ یابی: ......یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا اور اپنے قرب ورضا یا جنت کی راہیں سجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات ومجاہدات میں ترقی کرتے ہیں اُسی قدر اُن کی معرفت وانکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا۔

فائدہ:[۱۰۵] ......یعنی اللہ کی حمایت ونصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تمت سورۃ العنکبوت فللّٰہ الحمد والمنۃ

آیاتہا ۶۱ ۳۰ سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ ۸۴ رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوْمُ ② فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ③ فِیْ بِضْعِ

الٓمّٓ مغلوب ہو گئے ہیں رومی ملتے ہوئے ملک میں ف۱ اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں ف۲

سِنِیْنَ ۬ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ④ بِنَصْرِ اللّٰہِ ؕ

میں اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے اور پچھلے ف۳ اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے ف۴

یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑤

مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا ف۵

فائدہ:[۱] ادنی الارض کی تعین:...... ﴿اَدْنَی الْاَرْضِ﴾ (ملتے ہوئے ملک یا پاس والے ملک) سے مراد "اذرعات" و "بصریٰ" کے درمیان کا خطہ ہے جو "شام" کی سرحد پر "حجاز" سے ملتا ہوا مکہ کے قریب واقع ہوا ہے، یا "فلسطین" مراد ہو جو رومیوں کے ملک سے نزدیک تھا، یا "جزیرہ ابن عمر" جو فارس سے اقرب ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قول کی تصحیح کی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ:[۲] ......یعنی نو سال کے اندر اندر رومی غالب ہو جائیں گے، کیونکہ لغت میں اور حدیث میں "بضع" کا اطلاق تین سے نو تک ہوا ہے۔ اِن آیات میں قرآن نے ایک عجیب و غریب پیشینگوئی کی جو اُس کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اُس زمانہ کی بڑی بھاری دو سلطنتیں "فارس" (جسے ایران کہتے ہیں) اور "روم" مدت دراز سے آپس میں ٹکراتی چلی آتی تھیں۔ ۶۰۲ء سے لے کر ۶۱۴ء کے بعد تک اُن کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ جاری رہا، جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ ۵۷۰ء میں نبی کریم ﷺ کی ولادت شریفہ اور چالیس سال بعد ۶۱۰ء میں آپ کی بعثت ہوئی۔ مکہ والوں میں جنگِ روم و فارس کے متعلق خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسی دوران میں نبی کریم ﷺ کے دعوائے نبوت اور اسلامی تحریک نے اُن لوگوں کیلئے اِن جنگی خبروں میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی۔ فارس کے آتش پرست مجوس کو مشرکین مکہ مذہباً اپنے سے نزدیک سمجھتے تھے۔ اور روم کے نصاریٰ اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی یا کم از کم ان کے قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے۔ جب فارس کے غلبہ کی خبر آتی مشرکینِ مکہ مسرور ہوتے، اور اُس سے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے غلبہ کی فال لیتے اور خوش آئند توقعات باندھتے تھے۔ مسلمانوں کو بھی طبعاً صدمہ ہوتا کہ عیسائی اہلِ کتاب آتش پرست مجوسیوں سے مغلوب ہوں، اِدھر ان کو مشرکینِ مکہ کی شماتت [تمسخر] کا ہدف بننا پڑے۔ آخر ۶۱۴ء کے بعد (جب کہ

ولادت نبوی کو قمری حساب سے تقریباً پینتالیس سال اور بعثت کے پانچ سال گزر چکے) خسرو پرویز (کیخسر وثانی) کے عہد میں فارس نے روم کو ایک مہلک اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ ہرقل قیصر روم کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا اور رومیوں کا دار السلطنت بھی خطرہ میں پڑ گیا، بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہو گئے۔ بیت المقدس سے عیسائیوں کی سب سے زیادہ مقدس صلیب بھی ایرانی فاتحین لے اُڑے۔ قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا۔ بظاہر اسباب کوئی صورت روم کے ابھرنے اور فارس کے تسلط سے نکلنے کی باقی نہ رہی۔ یہ حالت دیکھ کر مشرکین مکہ نے خوب بغلیں بجائیں، مسلمانوں کو چھیڑنا شروع کیا، بڑے بڑے حوصلے اور توقعات قائم کرنے لگے، حتیٰ کہ بعض مشرکین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے، کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا ڈالیں گے۔ اس وقت قرآن نے سلسلۂ اسبابِ ظاہری کے بالکل خلاف عام اعلان کر دیا کہ بیشک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں، لیکن نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب و منصور ہوں گے۔ اسی پیشینگوئی کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض مشرکین سے شرط باندھ لی (اُس وقت تک ایسی شرط لگانا حرام نہ ہوا تھا) کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں سو اونٹ تم کو دوں گا، ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے۔ شروع میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے ﴿بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ کی میعاد کچھ کم رکھی تھی۔ بعدۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ﴿بِضْعِ﴾ کے لغوی مدلول یعنی نو سال پر معاہدہ ٹھہرا۔ اُدھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کر لیا اور منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو "حمص" سے پیدل چل کر "ایلیا" (بیت المقدس) تک پہنچوں گا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیشینگوئی کے مطابق ٹھیک نو سال کے اندر (یعنی ہجرت کا ایک سال گذرنے پر) عین بدر کے دن جب کہ مسلمان اللہ کے فضل سے مشرکین پر نمایاں فتح و نصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے، یہ خبر سن کر اور زیادہ مسرور ہوئے کہ رومی اہل کتاب کو خدا تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمایا۔ اور اس ضمن میں مشرکین مکہ کو مزید خذلان و خسران نصیب ہوا۔ قرآن کی اس عظیم الشان اور محیر العقول پیشینگوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو اونٹ مشرکین مکہ سے وصول کیے جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ کر دیے جائیں۔ فللّٰہ الحمد علی نعمائہ الظاھرۃ والائہ الباھرۃ۔

فائدہ:[۳] فتح و شکست اللہ کے قبضہ میں ہے:......یعنی پہلے فارس کو غالب کر نا روم کو مغلوب کرنا، اور پیچھے حالات کو اُلٹ دینا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ صرف اتنی بات سے کسی قوم کے مقبول و مردود ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا: ﴿وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ [آل عمران: ۱۴۰]

فائدہ:[۴] مسلمانوں کی خوشی کا موقع:......یعنی ایک تو اُس دن اپنی فتح کی خوشی، اُس پر مزید خوشی یہ ہوئی کہ رومی اہل کتاب (جو نسبتاً مسلمانوں سے اقرب تھے) فارس کے مجوسیوں پر غالب آئے۔ قرآن کی پیشینگوئی کے صدق کا لوگوں نے مشاہدہ کر لیا۔ کفارِ مکہ کو ہر طرح ذلت نصیب ہوئی۔

فائدہ:[۵]......یعنی جسے مغلوب کرنا چاہے تو کوئی زبردستی کر کے روک نہ سکے اور جس پر مہربانی فرمانا چاہے اُسے بے روک ٹوک غالب کر کے رہے۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ

اللہ کا وعدہ ہو چکا خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۶ جانتے ہیں اوپر

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ⑦ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ

اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ آخرت کی خبر نہیں رکھتے ۷ کیا دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں کہ اللہ نے

اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

جو بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر ۸ اور بہت لوگ

بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ⑧ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ۹ کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا ہوا ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا

پہلوں کا ان سے زیادہ تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے بسانے سے زیادہ

وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لے کر کھلے حکم ۱۰ سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ برا

يَظْلِمُوْنَ ⑨ ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا

کرتے تھے ۱۱ پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ⑪ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ع

ٹھٹھے کرتے تھے ۱۲ اللہ بناتا ہے پہلی بار پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑫ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ

آس توڑ کر رہ جائیں گے گنہگار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائے گا اپنے شریکوں

كٰفِرِيْنَ ⑬ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ⑭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سے منکر ۱۳ اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ۱۴ سو جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام

الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ⑮

سو باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی ۱۵

فائدہ: [۶] اللہ کی حکمت کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا: ...... یعنی اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ غالب یا مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا کیا حکمتیں ہیں اور یہ کہ قدرت جب کوئی کام کرنا چاہے تو سب ظاہری رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی لیے اکثر ظاہر بین بغیر اسباب ظاہری خدا پر

بھروسہ نہیں رکھتے اور کسی کا عارضی غلبہ دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہی اللہ کے ہاں مقبول ہوگا۔

فَائِدَہ: [۷] دنیا کی واقفیت اور آخرت سے غفلت: ......یعنی یہ لوگ دنیوی زندگی کی ظاہری سطح کو جانتے ہیں۔ یہاں کی آسائش و آرائش، کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، بونا جوتنا، پیسہ کمانا، مزے اڑانا بس یہ ہی اُن کے علم و تحقیق کی انتہائی جولانگاہ ہے۔ اس کی خبر ہی نہیں کہ اس زندگی کی تہ میں ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے، جہاں پہنچ کر اس دنیوی زندگی کے بھلے برے نتائج سامنے آئیں گے۔ ضروری نہیں کہ جو شخص یہاں خوش حال نظر آتا ہے وہاں بھی خوش حال رہے۔ بھلا آخرت کا معاملہ تو دور ہے، یہیں دیکھ لو کہ ایک شخص یا ایک قوم کبھی دنیا میں عروج حاصل کر لیتی ہے، لیکن اُس کا آخری انجام ذلت و ناکامی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

فَائِدَہ: [۸] دنیا جہان کا پیدا کرنا بیکار نہیں ہے: ......یعنی عالم کا اتنا زبردست نظام اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں پیدا کیا، کچھ اس سے مقصود ضرور ہے، وہ آخرت میں نظر آئے گا۔ ہاں یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہتا تو ایک بات تھی، لیکن اس کے تغیرات و احوال میں غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اس کی کوئی حد اور انتہا ضرور ہے۔ لہٰذا ایک وعدۂ مقررہ پر یہ عالم فنا ہوگا اور دوسرا عالم اس کے نتیجہ کے طور پر قائم کیا جائے گا۔

فَائِدَہ: [۹] کفار کی آخرت سے غفلت: ......وہ سمجھتے ہیں کہ کبھی خدا کے سامنے جانا ہی نہیں جو حساب و کتاب دینا پڑے۔

فَائِدَہ: [۱۰] گذشتہ قوموں سے عبرت کا سبق: ......یعنی بڑی بڑی طاقتور قومیں (مثلاً عاد و ثمود) جنہوں نے زمین کو بوجوت کر لالہ و گلزار بنایا، اُسے کھود کر چشمے اور کانیں نکالیں، اِن منکرین سے بڑھ کر تمدن کو ترقی دی، لمبی عمریں پائیں اور زمین کو ان سے زیادہ آباد کیا، وہ آج کہاں ہیں؟ جب اللہ کے پیغمبر کھلے نشان اور احکام لے کر آئے اور اُنہوں نے تکذیب کی تو کیا نہیں سنا کہ انجام کیا ہوا، کس طرح تباہ و برباد کیے گئے؟ اُن کے ویران کھنڈر آج بھی ملک میں چل پھر کر دیکھ سکتے ہیں۔ کیا اُن میں اِن بے فکروں کے لیے کوئی عبرت نہیں؟

فَائِدَہ: [۱۱] انسان خود پر ظلم کرتا ہے: ......اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو ظلم کا امکان نہیں، ہاں! یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنی جڑ پر کلہاڑی مارتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ بربادی ہو، تو یہ اپنی جان پر خود ہی ظلم کرنا ہوا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عدل و رحم کی کیفیت تو یہ ہے کہ بے رسول بھیجے اور بدون پوری طرح ہوشیار کیے کسی کو پکڑتا بھی نہیں۔

فَائِدَہ: [۱۲] ......وہ نتیجہ تو دنیا میں دیکھا تھا، پھر آخرت میں تکذیب و استہزاء کی جو سزا ہے وہ الگ رہی۔ موجودہ اقوام کو چاہیے کہ گذشتہ قوموں کے احوال سے عبرت پکڑیں، کیونکہ ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی سزا مل سکتی ہے۔ سب کی فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کی سزا بھی ایک کی سزا سے۔

فَائِدَہ: [۱۳] مشرکین کی طرف سے آخرت میں معبودانِ باطلہ سے براءت کا اظہار: ......یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے جب وقت پر کام نہ آئیں گے تو منکر ہو کر کہنے لگیں گے کہ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ [انعام: ۲۳] (خدا کی قسم ہم مشرک نہ تھے)۔

فَائِدَہ: [۱۴] نیک و بد میں فرق: ......یعنی نیک و بد ہر قسم کے لوگ الگ الگ کر دیئے جائیں گے اور علیحدہ علیحدہ اپنے ٹھکانہ پر پہنچا دیئے جائیں گے، جس کی تفصیل اگلی آیت میں ہے۔

فَائِدَہ: [۱۵] ......یعنی انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور ہر قسم کی لذت و سرور سے بہرہ اندوز ہوں گے، یہ نیکوں کا ٹھکانہ ہوا، آگے بدوں کی جگہ بتلائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں ایسی تفریق اور جدائی کر دی جائے گی، جس سے بڑھ کر کوئی جدائی نہیں ہو سکتی۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ⑯

اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ عذاب میں پکڑے آئیں گے

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا

سو پاک اللہ کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت

وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

اور جب دوپہر ہو ۱۵ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس

مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ ع

کے مرنے کے پیچھے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تم کو بنایا مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین میں

تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ

پھیلے پڑے ۱۸ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے

بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

بیچ میں پیار اور مہربانی البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کے لئے جو دھیان کرتے ہیں ۱۹ اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمان

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ

اور زمین کا بنانا اور طرح طرح کی بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کو ۲۰ اور اس کی نشانیوں سے

مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

ہے تمہارا سونا رات میں اور دن میں تلاش کرنا اس کے فضل سے ۲۱ اس میں بہت پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں ۲۲

فائدہ: [۱۶] **اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد کرنے کے اوقات:**...... یعنی جنت چاہتے ہو تو اللہ پاک کی یاد کرو جو دل، زبان اور اعضاء و جوارح سب سے ہوتی ہے۔ نماز میں تینوں قسم کی یاد جمع کر دی گئی۔ اور اوقات فرض نماز کے یہی ہیں جو آیت میں بیان ہوئے، یعنی صبح، شام (جس میں مغرب و عشاء شامل ہیں) دن کے پچھلے وقت (عصر) اور دوپہر ڈھلنے کے بعد (ظہر) کی نمازیں ہیں۔ ان اوقات میں حق تعالیٰ کی رحمت یا قدرت و عظمت کے آثار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ آفتاب عالم اجسام میں سب سے بڑا روشن کرہ ہے جس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض و تاثیر سے عالم اسباب میں شاید ہی کوئی مادی مخلوق مستثنیٰ ہو (جیسا کہ "ارض النجوم" کے مصنف نے بہت شرح و بسط سے اس کو ثابت کیا ہے) اسی بنا پر سیارہ پرستوں نے اُسے اپنا معبود اکبر قرار دیا تھا، جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول ﴿هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ﴾ [انعام: ۷۸] میں اشارہ ہے۔ اس کے عجز و بیچارگی اور آفتاب پرستوں کی اُس کے فیض سے محرومی کا کھلا ہوا مظاہرہ بھی اِن ہی پانچ اوقات میں ہوتا ہے۔ صبح کو جب تک طلوع نہیں ہوا اور دوپہر ڈھلنے پر جب کہ اُس کے عروج میں کمی آنی شروع ہوئی اور عصر کے وقت جب کہ اُس کی حرارت اور روشنی میں نمایاں طور پر ضعف آ گیا اور غروب کے بعد جب اُس کی نورانی شعاعوں کے اتصال سے اس کے پجاری محروم ہو گئے، پھر عشاء کے وقت جب شفق بھی غائب ہو گئی اور روشنی کے ادنیٰ ترین آثار بھی اُفق پر باقی نہ رہے۔ ان اوقات میں

موحدین کو حکم ہوا کہ خدائے اکبر کی عبادت کریں۔ اور شروع صلوٰۃ ہی میں ''اللہ اکبر'' کہہ کر اُس موحد اعظم (ابراہیم خلیل اللہ) کی اقتداء کرتے رہیں، جس نے ﴿هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ﴾ [انعام: ۷۸] کے بعد فرمایا تھا: ﴿اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ [انعام: ۷۹] شاید آیت ہذا میں ﴿وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ فرما کر یہی یاد دلایا ہے کہ تسبیح و تنزیہ اور یاد کرنے کے لائق وہی ذات ہوسکتی ہے جس کی خوبی آسمان و زمین کی کل کائنات زبانِ حال وقال سے بیان کر رہی ہے، کوئی مجبور و عاجز مخلوق اُس کا استحقاق نہیں رکھتی، خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ آگے اسی خدائے اکبر کی بعض شئونِ عظیمہ اور صفاتِ کاملہ کا بیان ہے، تا معبودیت کا استحقاق اور زیادہ واضح ہوجائے۔ اسی ضمن میں بعث بعد الموت کے مسئلہ پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

فَائِدَہ: [۱۷] بعث بعد الموت کی حسی دلیل: ...... یعنی انسان کو نطفہ سے، نطفہ کو انسان سے، جانور کو بیضہ سے اور بیضہ کو جانور سے، مومن کو کافر سے، کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے اور زمین جب خشک ہوکر مرجاتی ہے تو رحمت کے پانی سے پھر زندہ کر کے سبز و شاداب کر دیتا ہے۔ غرض موت و حیات حقیقی ہوں یا مجازی، حسی ہو یا معنوی سب کی باگ اُسی کے ہاتھ میں ہے، پھر تم کو زندہ کر کے قبروں سے نکال کھڑا کرنا اُس کے نزدیک کیا مشکل ہوگا؟

فَائِدَہ: [۱۸] ...... یعنی آدمی کو مٹی سے بنایا، پھر دیکھو قدرت نے اُسے کتنا پھیلایا کہ ساری زمین پر اُس کی ذرّیت چھا گئی اور زمین میں پھیل کر کیسی کیسی عجیب و غریب ہوشیاریاں اس مٹی کے پتلے نے دکھلائیں۔

فَائِدَہ: [۱۹] مرد و عورت کے جوڑے کی تخلیق: ...... یعنی اول مٹی سے ایک آدم کو پیدا کیا، پھر اُسی کے اندر سے اُس کا جوڑا نکالا تا اُس سے اُنس اور چین پکڑے اور پیدائشی طور پر دونوں صنفوں (مرد و عورت) کے درمیان خاص قسم کی محبت اور پیار رکھ دیا، تا مقصود ازدواج حاصل ہو۔ چنانچہ دونوں کے میل جول سے نسل انسانی دنیا میں پھیل گئی کما قال تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾ [نساء: ۱]

فَائِدَہ: [۲۰] رنگ و روپ اور زبانوں کا اختلاف: ...... سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے، ملا کر بسائے، پھر تمام روئے زمین پر ان کو پھیلا دیا، سب کی جدا جدا بولیاں کر دیں۔ ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جا کر زبان کے اعتبار سے محض اجنبی ہوگیا۔ پھر دیکھو کہ شروع دنیا سے آج تک کتنے بیشمار آدمی پیدا ہوئے، مگر کوئی دو آدمی ایسے نہ ملیں گے جن کا لب ولہجہ، تلفظ، طرز تکلم بالکل یکساں ہو۔ جس طرح ہر آدمی کی شکل وصورت اور رنگت وغیرہ دوسرے سے ممتاز ہے، آواز اور لب ولہجہ بھی بالکل الگ ہے، کوئی دو شخص ایسے نہ ملیں گے جن کی آواز اور رنگ، روپ میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہو۔ ابتدائے عالم سے آج تک برابر نئی صورتیں اور بولنے کے نئے نئے طور نکلتے چلے آتے ہیں، اس خزانہ میں کبھی ٹوٹا نہیں آیا۔ حقیقت میں یہ کتنا بڑا نشان حق تعالیٰ کی قدرتِ عظیمہ کا ہے۔

فَائِدَہ: [۲۱] انسان کی دو حالتیں: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''انسان کی دو حالتیں بدلتی ہیں، سویا تو بے خبر پتھر کی طرح اور روزی کی تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں۔ اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو، پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں۔''

فَائِدَہ: [۲۲] ...... یعنی جو سن کر محفوظ رکھتے ہیں کما فی تفسیر ابن کثیر۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا، سو لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔'' (موضح) یہ لفظ ﴿يَّسْمَعُوْنَ﴾ اختیار کرنے کا نکتہ ہوا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ دکھلاتا ہے تم کو بجلی ڈر اور امید کے لیے و۲۳ اور اتارتا ہے آسمان سے پانی پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مرگئے پیچھے

مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ

اس میں بہت پتے ہیں ان کے لیے جو سوچتے ہیں ف۲۴ اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ کھڑا ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے ف۲۵

بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین میں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے ف۲۶ اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ

اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں ف۲۷ اور وہ ہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر ف۲۸ اور اس

الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ ع ۳

کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا ف۲۹ بتلائی تم کو ایک مثل تمہارے اندر سے

اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ

دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو

سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ

خطرہ رکھو ان کا جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں ف۳۰ بلکہ

اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾

چلتے ہیں یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر بن سمجھے ف۳۱ سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں ان کا مددگار ف۳۲

فائدہ:[۲۳] **بجلی اور بارش بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی:**...... بجلی کی چمک دیکھ کر لوگ ڈرتے ہیں کہیں کسی پر گر نہ پڑے، یا بارش زیادہ نہ ہو جائے جس سے جان و مال تلف ہوں۔ اور اُمید بھی رکھتے ہیں کہ بارش ہو تو دُنیا کا کام چلے۔ مسافر کبھی اندھیرے میں اس کی چمک کو غنیمت سمجھتا ہے کہ کچھ دور تک راستہ نظر آ جائے اور کبھی خوف کھا کر گھبراتا ہے۔

فائدہ:[۲۴]...... یعنی اسی سے سمجھ لو کہ مرے پیچھے تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

فائدہ:[۲۵] **آسمان کی بقاء اور قیام بھی قدرت کی نشانی ہے:**...... پہلے آسمان و زمین کا پیدا کرنا مذکور ہوا تھا، یہاں ان کے بقاو قیام کو بتلایا کہ وہ بھی اُسی کے حکم سے ہے۔ مجال نہیں کہ کوئی اپنے مرکز ثقل سے ہٹ جائے، یا ایک دوسرے پر گر کر نظامِ کائنات کو درہم برہم کر دے۔

فائدہ:[۲۶]...... یعنی زمین و آسمان جب تک اُس کا حکم ہے قائم رہیں گے۔ پھر جس وقت دنیا کی معیاد پوری ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کی ایک پکار پر تم سب قبروں سے نکلے چلے آؤ گے میدانِ حشر کی طرف۔

فائدہ:[۲۷]...... یعنی آسمان و زمین کے رہنے والے سب اُسی کے مملوک بندے اور اُسی کی رعیت ہیں، کس کی طاقت ہے کہ اُس کے حکم تکوینی سے سرتابی کر سکے۔

فَائِدَة: [۲۸] اللہ تعالیٰ کے لئے پہلی اور دوسری بار پیدا کرنا برابر ہے:...... یعنی قدرت الٰہی کے سامنے تو سب برابر ہیں، لیکن تمہارے محسوسات کے اعتبار سے اول بار پیدا کرنے سے دوسری بار دوہرادینا آسان ہونا چاہئے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ اول پیدائش پر اُسے قادر مانو اور دوسری مرتبہ پیدا کرنے کو مستبعد سمجھو۔

فَائِدَة: [۲۹]...... یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ صفات اور اونچی سے اونچی شان اُس کی ہے۔ آسمان وزمین کی کوئی چیز اپنے حسن وخوبی میں اس کی شان وصفت سے لگاؤ نہیں کھاسکتی۔ مساوی ہونا تو کجا، وہ تو اُس سے بھی بالا وبرتر ہے جہاں تک مخلوق اُس کے جلال وجمال کا تصور کرسکتی ہے، بلکہ جو خوبی کسی جگہ موجود ہے وہ اسی کے کمالات کا ادنیٰ پرتو ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "آسمان کے فرشتے نہ کھائیں، نہ پئیں، نہ حاجت بشری رکھیں، سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں۔ اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ۔ پر اللہ کی صفت نہ اُن سے ملے، نہ ان سے، وہ پاک ذات ہے۔" (موضح) ۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم | وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم وخواندہ ایم
منزل تمام گشت وبپایاں رسید عمر | ماہم چناں در اول وصف تو ماندہ ایم

وللہ در من قال ۔

اے بروں از وہم وقال وقیل من | خاک برفرق من وتمثیل من

فَائِدَة: [۳۰] شرک کی برائی ایک مثال کے ذریعہ:...... یعنی شرک کا قبح وبطلان سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ خود تمہارے ہی احوال میں سے ایک مثال نکال کر بیان فرماتا ہے، وہ یہ کہ تمہارے ہاتھ کا مال (یعنی لونڈی غلام) جن کے تم محض ظاہری اور مجازی مالک ہو، کیا اپنی روزی اور مال ومتاع میں جو حق تعالیٰ نے دے رکھی ہے، تم اُن کو برابر کا شریک تسلیم کرسکتے ہو؟ جس طرح مشترک اموال وجائیداد میں اپنے بھائی بند حصہ دار ہوتے ہیں اور ہر وقت کھٹکا رہتا ہے کہ مشترک چیز میں تصرف کرنے پر برہم ہوجائیں یا تقسیم کرانے لگیں یا کم از کم سوال کر بیٹھیں کہ ہماری اجازت اور مرضی کے بدون فلاں کام کیوں کیا، کیا ایسا ہی کھٹکا ایک آقا کو اپنے غلام یا نوکر کی طرف سے ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو سمجھنا چاہئے کہ جب ایک جھوٹے مالک کا یہ حال ہے، اُس سچے مالک کو اپنے غلام کی کیا پروا ہوسکتی ہے جس کو تم حماقت سے اُس کا ساجھی گنتے ہو؟ ایک غلام تو آقا کی ملک میں شریک نہ ہوسکے، حالانکہ دونوں خدا کی مخلوق ہیں اور اُسی کی دی ہوئی روزی کھاتے ہیں، مگر ایک مخلوق بلکہ مخلوق در مخلوق، خالق کی خدائی میں شریک ہوجائے؟ ایسی مہمل بات کوئی عقل مند قبول نہیں کرسکتا۔

فَائِدَة: [۳۱] بے انصاف جان بوجھ کر سمجھتے ہی نہیں:...... یعنی یہ بے انصاف لوگ ایسی صاف وواضح باتوں کو کیوں کر سمجھیں، وہ سمجھنا چاہتے ہی نہیں، بلکہ جہالت اور ہوا پرستی سے محض اوہام وخواہشات کی پیروی پر تلے ہوئے ہیں۔

فَائِدَة: [۳۲] جسے اللہ توفیق نہ دے اسے کوئی توفیق نہیں دے سکتا:...... یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے اُس کی بے انصافی، جہل اور ہوا پرستی کی بدولت راہِ حق پر چلنے اور سمجھنے کی توفیق نہ دی، اب کون طاقت ہے جو اُسے سمجھا کر راہِ حق پر لے آئے یا مدد کرکے گمراہی اور تباہی سے بچالے، لہٰذا ایسوں کی طرف سے زیادہ متحسر اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان سے قطع نظر کرکے آپ ہمہ تن اپنے پروردگار کی طرف توجہ کیجئے اور دینِ فطرت پر جمے رہئے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ

سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر ۳۳ وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو ۳۴ بدلنا نہیں

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ

اللہ کے بنائے ہوئے کو ف۳۵ یہی ہے دین سیدھا ولیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۳۶ سب رجوع ہو کر اس کی طرف ف۳۷ اور اس سے ڈرتے رہو

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا

اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں جنہوں نے کہ پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو

شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ

گئے ان میں بہت فرقے ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے ف۳۸ اور جب پہنچے لوگوں کو کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف

اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بتانے کہ منکر ہو جائیں

اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۥ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا

ہمارے دیئے ہوئے سے سو مزے اڑا لو اب آگے جان لوگے ف۳۹ کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ بول رہی ہے

كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾

جو یہ شریک بتاتے ہیں ف۴۰

فائدہ: [۳۳] مشرکین سے اعراض کا حکم: ......یعنی جو گمراہی سے کسی طرح نکلنا نہیں چاہتا، اُسے شرک کی دلدل میں پڑا رہنے دو اور تم ہر طرف سے منہ موڑ کر ایک خدا کے ہو رہو، اور اس کے سچے دین کو پوری توجہ اور یک جہتی سے تھامے رکھو۔

فائدہ: [۳۴] اللہ تعالیٰ نے انسان میں حق قبول کرنے کی استعداد یعنی فطرت صحیحہ رکھی ہے: ......اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ساخت اور تراش شروع سے ایسی رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سمجھنا اور قبول کرنا چاہے تو کر سکے اور بدا فطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اُس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گرد و پیش کے احوال اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو، اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دینِ حق کو اختیار کرے، کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو "عہد الست" کے قصہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں تصریح ہے کہ ہر بچہ فطرتِ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، بعدہٗ ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو "حنفاء" پیدا کیا، پھر شیاطین نے اغواء کر کے اُنہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دیا۔ بہر حال دین حق، دین حنیف اور دین قیم وہ ہے کہ اگر انسان کو اُس کی فطرت پر مخلّی بالطبع چھوڑ دیا جائے تو اپنی طبیعت سے اُسی کی طرف جھکے۔ تمام انسانوں کی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی بنائی ہے، جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں۔ فرض کرو اگر فرعون یا ابوجہل کی اصلی فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت نہ ہوتی تو اُن کو قبولِ حق کا مکلف بنانا صحیح نہ ہوتا، جیسے اینٹ، پتھر، یا جانوروں کو شرائع کا مکلف نہیں بنایا۔ فطرتِ انسانی کی اسی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے اصولِ مہمہ کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً سب انسان تسلیم کرتے ہیں، گو اُن پر ٹھیک ٹھیک قائم نہیں رہتے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی اللہ سب کا مالک، حاکم، سب سے نرالا، کوئی اس کے برابر نہیں، کسی کا زور اُس پر نہیں، یہ باتیں

سب جانتے ہیں، اس پر چلنا چاہئے۔ ایسے ہی کسی کے جان و مال کو ستانا، ناموس میں عیب لگانا، ہر کوئی برا جانتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا ہر کوئی اچھا جانتا ہے۔ اس (راستہ) پر چلنا وہی دین سچا ہے (یہ امور فطری تھے، مگر) ان کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے سکھلا دیا۔''

فائدہ:[۳۵] اصل پیدائش میں سب انسان برابر ہیں:......یعنی اصل پیدائش کے اعتبار سے کوئی فرق اور تغیر و تبدل نہیں۔ ہر فردِ انسان کی فطرت قبولِ حق کے لیے مستعد بنائی ہے یا یہ مطلب کہ اللہ نے جس فطرت پر پیدا کیا اُس کو تم اپنے اختیار سے بدل کر خراب نہ کرو۔ بیج تم میں ڈال دیا ہے، اُسے بے توجہی یا بے تمیزی سے ضائع مت ہونے دو۔

فائدہ:[۳۶]......یعنی سیدھا دین یہی فطرت کی آواز ہے، پر بہت لوگ اس نکتہ کو سمجھتے نہیں۔

فائدہ:[۳۷]......یعنی اصل دین پکڑے رہو اُس کی طرف رجوع ہو کر۔ اگر محض دنیوی مصلحت کے واسطے یہ کام کیے تو دین درست نہ ہوگا۔ آگے دینِ فطرت کے چند اہم اصول کی طرف توجہ دلائی ہے، مثلاً اِتقاء (خدا سے ڈرتے رہنا) نماز قائم رکھنا، شرک جلی و خفی سے بیزار اور مشرکین سے علیحدہ رہنا، اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

فائدہ:[۳۸] دین فطرت پر قائم رہنے اور فرقہ بازی سے بچنے کا حکم:......یعنی دینِ فطرت کے اصول سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں نے اپنے مذہب میں پھوٹ ڈالی، بہت سے فرقے بن گئے۔ ہر ایک کا عقیدہ الگ، مذہب و مشرب جدا، جس کسی نے غلط کاری یا ہوا پرستی سے کوئی عقیدہ قائم کر دیا یا کوئی طریقہ ایجاد کر لیا، ایک جماعت اُسی کے پیچھے ہوگئی، تھوڑے دن بعد وہ ایک فرقہ بن گیا۔ پھر ہر فرقہ اپنے ٹھہرائے ہوئے اصول و عقائد پر خواہ وہ کتنے ہی مہمل کیوں نہ ہوں ایسا فریفتہ اور مفتون ہے کہ اپنی غلطی کا امکان بھی اُس کے تصور میں نہیں آتا۔

فائدہ:[۳۹] انسانی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے بہت صلاحیت رکھی ہے:......یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی فطرت پہچانتی ہے، اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی فطرت جانتی ہے، چنانچہ خوف اور سختی کے وقت اُس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ بڑے سے بڑا سرکش مصیبت میں گھر کر خدائے واحد کو پکارنے لگتا ہے۔ اس وقت جھوٹے سہارے سب ذہن سے نکل جاتے ہیں، وہی سچا مالک یاد رہ جاتا ہے، جس کی طرف فطرتِ انسانی رہنمائی کرتی تھی، مگر افسوس کہ انسان اس حالت پر دیر تک قائم نہیں رہتا۔ جہاں خدا کی مہربانی سے مصیبت دور ہوئی، پھر اُس کو چھوڑ کر جھوٹے دیوتاؤں کے بھجن گانے لگا۔ گویا اُس کے پاس سب کچھ اُن ہی کا دیا ہوا ہے، خدا نے کچھ نہیں دیا! (العیاذ باللہ) اچھا چند روز مزے اڑا لے، آگے چل کر معلوم ہو جائے گا کہ اس کفر اور ناشکری کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اگر آدمیت ہوتی تو سمجھتا کہ اُس کا ضمیر جس خدا کو سختی اور مصیبت کے وقت پکار رہا تھا، وہی اس لائق ہے کہ ہمہ وقت یاد رکھا جائے۔

فائدہ:[۴۰] عقل سلیم اور فطرت دونوں شرک رد کرتی ہیں:......یعنی عقلِ سلیم اور فطرتِ انسانی کی شہادت شرک کو صاف طور پر رد کرتی ہے تو کیا اس کے خلاف وہ کوئی حجت اور سند رکھتے ہیں، جو بتلاتی ہو کہ خدا کی خدائی میں دوسرے بھی اُس کے شریک ہیں؟ (معاذ اللہ) اگر نہیں تو اُنہیں معبود بننے کا استحقاق کہاں سے ہوا؟

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا۟ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ

اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر آ پڑے ان پر کچھ برائی اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو

يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّ ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ

آس توڑ بیٹھیں ۴۱ کیا نہیں دیکھ چکے کہ اللہ پھیلا دیتا ہے روزی کو جس پر چاہے اور ناپ کر دیتا جس کو چاہے اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

یقین رکھتے ہیں ف۴۲ سو تو دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لیے جو چاہتے ہیں

وَجْهَ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا

اللہ کا منہ اور وہی ہیں جن کا بھلا ہے ف۴۳ اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں

يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿٣٩﴾

بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں جن کے دونے ہوئے ف۴۴

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ

اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں

يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ع ۱۲

جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف۴۵ پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں

بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤١﴾

لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں ف۴۶

فائدہ:[۴۱] اچھی بری حالت میں انسانوں کی عجیب حالت:...... یعنی اُن لوگوں کی حالت عجیب ہے، جب اللہ کی مہربانی اور احسان سے عیش میں ہوں تو پھولے نہ سمائیں، ایسے اِترانے لگیں اور آپے سے باہر ہو جائیں کہ محسنِ حقیقی کو بھی یاد نہ رکھیں۔ اور کسی وقت شامتِ اعمال کی بدولت مصیبت کا کوڑا پڑا تو بالکل آس توڑ کر اور ناامید ہو کر بیٹھ رہیں۔ گویا اب کوئی نہیں جو مصیبت کے دور کرنے پر قادر ہو۔ مؤمن کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے، وہ عیش و راحت میں منعمِ حقیقی کو یاد رکھتا ہے، اُس کے فضل و رحمت پر خوش ہو کر زبان و دل سے شکر ادا کرتا ہے اور مصیبت میں پھنس جائے تو صبر و تحمل کے ساتھ اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اُمید رکھتا ہے کہ کتنی ہی سخت مصیبت ہو اور ظاہری اسباب کتنے ہی مخالف ہوں اُس کے فضل سے سب فضا بدل جائے گی۔

تنبیہ: انسان کی ناامیدی:...... ایک آیت پہلے فرمایا تھا کہ "لوگ سختی کے وقت خالص خدا کو پکارنے لگتے ہیں،" یہاں فرمایا کہ "برائی پہنچتی ہے تو آس توڑ کر بیٹھ رہتے ہیں" دونوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ پہلی حالت یعنی خدا کو پکارنا ابتدائی منزل ہے، پھر جب مصیبت اور سختی میں امتداد ہوتا ہے تو آخر گھبرا کر ناامید ہو جاتا ہے۔ یا بعض لوگوں کا وہ حال ہو، بعض کا یہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فائدہ:[۴۲] ایمان والوں کا مصیبت آنے پر راضی بالقضاء رہنا:...... یعنی ایمان و یقین والے سمجھتے ہیں کہ دنیا کی سختی نرمی اور روزی کا بڑھانا گھٹانا سب اُسی ربِ قدیر کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا جو حال آئے بندہ کو صبر و شکر سے رضا بالقضاء رہنا چاہیے۔ نعمت کے وقت شکر گذار رہے، اور ڈرتا رہے کہیں چھن نہ جائے اور سختی کے وقت صبر کرے اور امید رکھے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و عنایت سے سختیوں کو دور فرما دے گا۔

فائدہ:[۴۳] حق داروں میں خرچ کا حکم:...... یعنی جب فطرت کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی مالک و رب وہی اللہ ہے، دنیا کی

نعمتیں سب اُسی کی عطا کی ہوئی ہیں تو جو لوگ اُس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اُس کی لقاء و دیدار کے آرزومند ہیں چاہیے کہ اُس کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کریں۔ مسافر، محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں، اہل قرابت کے حقوق درجہ بہ درجہ ادا کرتے رہیں، ایسے ہی بندوں کو دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔

فائدہ: [۴۴] **سود اور زکوٰۃ میں فرق:**...... یعنی سود بیاج سے گو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے، لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے، جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیامِ موت ہے، اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہوگا، فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے، جیسے کسی مریض کا بدن سہل و تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اُس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا حال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو: ﴿یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ﴾ [بقرہ:۲۷۶] حدیث میں ہے کہ ''ایک کھجور جو مومن صدقہ کرے قیامت کے دن بڑھ کر پہاڑ کے برابر نظر آئے گی۔''

تنبیہ:...... بعض مفسرین نے ''ربا'' سے یہاں سود بیاج مراد نہیں لیا بلکہ آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جو آدمی کسی کو کچھ دے اس غرض سے کہ دوسرا اُس سے بڑھ کر احسان کا بدلہ کرے گا تو یہ دینا اللہ کے ہاں موجب برکت و ثواب نہیں، گو مباح ہو، اور پیغمبر علیہ السلام کے حق میں تو مباح بھی نہیں، لقولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ﴾ [مدثر:۶] واللہ اعلم!

فائدہ: [۴۵]...... یعنی مارنا جلانا، روزی دینا، سب کام تو تنہا اُس کے قبضہ میں ہوئے، پھر دوسرے شریک کدھر سے آکر اُلوہیت کے مستحق بن گئے؟

فائدہ: [۴۶] **خشکی اور تری میں فتنہ و فساد کا سبب بد اعمالی ہے:**...... یعنی لوگ دینِ فطرت پر قائم نہ رہے، کفر و ظلم دنیا میں پھیل پڑا اور اُس کی شامت سے ملکوں اور جزیروں میں خرابی پھیل گئی، نہ خشکی میں امن و سکون رہا نہ تری میں، روئے زمین کو فتنہ و فساد نے گھیر لیا، بحری لڑائیوں اور جہازوں کی لوٹ مار سے سمندروں میں بھی طوفان بپا ہوگیا۔ یہ سب اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بندوں کی بداعمالیوں کا تھوڑا سا مزہ دنیا میں بھی چکھا دیا جائے، پوری سزا تو آخرت میں ملے گی، مگر کچھ نمونہ یہاں بھی دکھلا دیں، ممکن ہے بعض لوگ ڈر کر راہِ راست پر آجائیں۔

تنبیہ: زمانۂ فترت (بعثت نبوی سے قبل) فتنہ و فساد کی کثرت:........... بندوں کی بدکاریوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں خرابی پھیلنا گو ہمیشہ ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا، لیکن جس خوفناک عموم و شمول کے ساتھ بعثتِ محمدی سے پہلے یہ تاریک گھٹا مشرق و مغرب اور برو بحر پر چھا گئی تھی، دنیا کی تاریخ میں اُس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یورپ کے محققین نے اُس زمانہ کی تاریک حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے اُس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلم مؤرخ بھی اس مشہور و معروف صداقت پر کوئی حرف گیری نہیں کر سکے۔ (دیکھو دائرۃ المعارف، فرید وجدی، مادہ محمد) شاید اسی عمومِ فتنہ و فساد کو پیش نظر رکھ کر قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کا محمل زمانۂ جاہلیت کو قرار دیا ہے۔

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ

تو کہہ پھرو ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے

مُّشۡرِکِیۡنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمۡ وَجۡہَکَ لِلدِّیۡنِ الۡقَیِّمِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ

والے ف ۴۷ سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ سیدھی راہ پر ف ۴۸ اس سے پہلے کہ آ پہنچے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے ف ۴۹ اس

يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝٤٣ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝٤٤

دن لوگ جدا جدا ہوں گے ف۵۰ جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا ف۵۱ اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ سنوارتے ہیں ف۵۲

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝٤٥ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

تا کہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے بھلے اپنے فضل سے ف۵۳ بے شک اس کو نہیں بھاتے انکار والے ف۵۴ اور اس کی نشانیوں میں

اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور تا کہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا ف۵۵ اور تا کہ چلیں جہاز اس کے حکم سے ف۵۶ اور تا کہ تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٤٦ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ

اس کے فضل سے اور تا کہ تم حق مانو ف۵۷ اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس سو پہنچے ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٧ اَللّٰهُ

پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گناہ گار تھے اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۵۸ اللہ ہے

الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى

جو چلاتا ہے ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے ف۵۹ اور رکھتا ہے اس کو تہ بہ تہ پھر تو دیکھے

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝٤٨

مینہ کو کہ نکلتا ہے اسکے بیچ میں سے پھر جب اس کو پہنچاتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تبھی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف۶۰

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝٤٩

اور پہلے سے ہو رہے تھے اسکے اترنے سے پہلے ہی ناامید ف۶۱

فائدہ: [۴۷] ...... یعنی اکثروں کی شامت شرک کی وجہ سے آئی، بعضوں پر دوسرے گناہوں کی وجہ سے آئی ہوگی۔

فائدہ: [۴۸] دین پر ڈٹے رہنا فساد سے بچاؤ کا ذریعہ ہے: ...... یعنی دنیا میں فساد پھیل گیا تو تم دینِ قیم پر جو دینِ فطرت ہے ٹھیک قائم رہو۔ سب خرابیوں کا ایک یہی علاج ہے۔

فائدہ: [۴۹] قیامت کا آنا اٹل ہے: ...... یعنی اللہ کی طرف سے اُس دن کا آنا اٹل ہے، نہ کوئی طاقت اُسے پھیر سکتی ہے، نہ خود خدا ملتوی کرے گا۔

فائدہ: [۵۰] نیک و بد میں تفریق: ...... یعنی نیک جنت میں اور بد دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے: ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ [شوریٰ: ۷] حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو دنیا کے احوال پر حمل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”یعنی دین کا غلبہ ہو، سزا پانے والے

الگ ہوں اور اللہ کے مقبول بندے الگ۔"

فائدہ:[۵۱]...... یعنی انکار کا وبال اُسی پر پڑے گا۔

فائدہ:[۵۲]...... یعنی جنت میں آرام کرنے کی تیاری کررہے ہیں۔

فائدہ:[۵۳]...... یعنی کتنا ہی بڑا نیک ہو اُسے بھی اللہ کے فضل سے جنت ملے گی۔

فائدہ:[۵۴]...... جو اُس سچے مالک کو نہ بھائے اُس کا کہاں ٹھکانا۔

فائدہ:[۵۵] ہواؤں کے فائدے:...... یعنی بارانِ رحمت کی خوش خبری لاتی ہیں، پھر خدا کی مہربانی سے مینہ برستا ہے۔

فائدہ:[۵۶]...... یعنی بادبانی جہاز اور کشتیاں ہوا سے چلتی ہیں اور دُخانی اسٹیمروں کی رفتار میں بھی بادِ موافق مدد دیتی ہے۔

فائدہ:[۵۷]...... یعنی جہازوں کے ذریعہ سے تجارتی مال سمندر پار منتقل کرسکو اور اللہ کے فضل سے خوب نفع کماؤ۔ پھر ان نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرتے رہو۔

تنبیہ:...... پہلے خشکی تری میں فساد پھیلنے کا ذکر تھا، اُس کے مقابل یہاں بشارت و نعمتِ الٰہی کا تذکرہ ہوا۔ شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ آندھی اور غبار پھیل جانے کے بعد اُمید رکھو کہ بارانِ رحمت آیا چاہتی ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل پڑی ہیں جو رحمت و فضل کی خوش خبری سنارہی ہیں۔ کافروں کو چاہئے کہ شرارت اور کفرانِ نعمت سے باز آجائیں اور خدا کی مہربانیوں کو دیکھ کر شکر گزار بندے بنیں۔

فائدہ:[۵۸] اہل ایمان کی مدد یقینی ہے:...... پہلے فرمایا تھا کہ مقبول اور مردود جدا کردیئے جائیں گے، منکروں پر اُن کے انکار کا وبال پڑے گا، وہ اللہ کو اچھے نہیں لگتے۔ اب بتلاتے ہیں کہ اس کا اظہار دنیا ہی میں ہو کر رہے گا، کیونکہ اللہ کی عادت اور وعدہ ہے کہ مجرمین و مکذبین سے انتقام لے اور مومنین کاملین کو اپنی امداد و اعانت سے دشمنوں پر غالب کرے۔ بیچ میں ہوا کا ذکر اس واسطے آیا کہ جیسے بارانِ رحمت کے نزول سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں، اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

فائدہ:[۵۹]...... یعنی پہلے کسی طرف، پیچھے کسی طرف، اِسی طرح دین بھی پھیلائے گا، چنانچہ پھیلا دیا۔

فائدہ:[۶۰]...... اِسی طرح جو ایمانی اور روحانی بارش سے منتفع ہوں گے، ل وہ خوشیاں منائیں گے۔

فائدہ:[۶۱] انسان کی نا امید ہونے کی عادت:...... یعنی پہلے سے لوگ نا امید ہورہے تھے، حتیٰ کہ بارش آنے سے ذرا پہلے تک بھی امید نہ تھی کہ مینہ برس کر ایسی جگ پر لو ہوجائے گی۔ انسان کا حال بھی عجیب ہے ذرا دیر میں نا امید ہو کر بیٹھ جاتا ہے، پھر ذرا سی دیر میں خوشی سے کھل پڑتا ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ

سو دیکھ لے اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مر گئے پیچھے ف۶۲ بے شک وہی ہے مردوں کو زندہ کرنے والا

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۰ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ

اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۶۳ اور اگر ہم بھیجیں ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے

يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲ وَمَاۤ

ناشکری کرنے ف۶۴ سو تو سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جبکہ پھریں پیٹھ دے کر اور نہ

ع ۱۳ / ۸

اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ

تو راہ بجھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر، سو وہ مسلمان ہوتے ہیں ۶۵ اللہ ہے

الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا

جس نے بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری

وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

اور سفید بال بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا ۶۶

قرء حفص ضم الضاد وفتحها فی الثلاثۃ والضم مختار ١٢

فائدہ: [۶۲] رحمت کے آثار:...... یعنی چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک، بے رونق اور مردہ پڑی تھی، ناگہاں اللہ کی مہربانی سے زندہ ہو کر لہلہانے لگی، بارش نے اس کی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد اُبھار دیا۔ یہی حال روحانی بارش کا سمجھو، اُس سے مردہ دلوں میں جان پڑے گی اور خدا کی زمین ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ [روم:۴۱] والی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ ہر طرف رحمتِ الٰہی کے نشان اور دین کے آثار نظر آئیں گے، جو قابلیتیں مدت سے مٹی میں مل رہی تھیں، بارانِ رحمت کا ایک چھینٹا اُن کو اُبھار کر نمایاں کر دے گا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے بعثتِ محمدی کے ذریعہ سے یہ جلوہ دنیا کو دکھلا دیا۔ ہمارے صوبہ کے شاعر حکیم نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر ۔۔۔ ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر

ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما اُبھار کر ۔۔۔ اکبر اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

فائدہ: [۶۳] مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے کچھ مشکل نہیں:...... یعنی یہاں مردہ دلوں کو روحانی زندگی عطا فرمائے گا اور قیامت کے دن مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈالے گا۔ اُس کی قدرت کاملہ کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں۔

فائدہ: [۶۴] انسان کی احسان فراموشی:...... یعنی پہلے ناامید تھے، بارش آئی، زمین جی اُٹھی، خوشیاں منانے لگے۔ اب اگر اس کے بعد ہم ایک ہوا چلا دیں جس سے کھیتیاں خشک ہو کر زرد پڑ جائیں تو یہ لوگ فوراً پھر بدل جائیں اور اللہ کے سب احسان فراموش کر کے ناشکری شروع کر دیں۔ غرض اِن کا شکر اور ناشکری سب دنیوی اغراض کے تابع ہے اور یہاں اس پر فرمایا کہ اللہ کی مہربانی سے مراد پا کر بندہ نڈر نہ ہو جائے، اُس کی قدرت رنگارنگ ہے، معلوم نہیں دی ہوئی نعمت کب سلب کر لے۔ اور شاید اِدھر بھی اشارہ ہو کہ دین کی کھیتی دنیا میں سرسبز و شاداب ہونے کے بعد پھر بادِ مخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر زرد پڑ جائے گی، اُس وقت مایوس ہو کر ہمت ہارنی نہیں چاہئے۔

فائدہ: [۶۵] اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرت:...... یعنی اللہ کو سب قدرت ہے مردہ کو زندہ کر دے، تم کو یہ قدرت نہیں کہ مُردوں سے اپنی بات منوا سکو یا بہروں کو سنا دو، یا اندھوں کو دکھلا دو، خصوصاً جب وہ سننے اور دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کریں۔ پس آپ اِن کے کفر و ناسپاسی سے ملول و غمگین نہ ہوں۔ آپ صرف دعوت و تبلیغ کے ذمہ دار ہیں، کوئی بدبخت نہ مانے تو آپ کا کیا نقصان ہے؟ آپ کی بات وہی سنیں گے جو ہماری باتوں پر یقین کر کے تسلیم و انقیاد کی خو اختیار کرتے ہیں۔

تنبیہ: سماعِ موتیٰ کی بحث:...... اسی قسم کی آیت سورۂ "نمل" (آیت:۸۱) کے آخر میں گذر چکی، اُس پر ایک نظر ڈال لی

جائے۔ مفسرین نے اس موقع پر "سماع موتی" کی بحث چھیڑ دی ہے۔ اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد سے اختلاف چلا آتا ہے اور دونوں جانب سے نصوص قرآن و حدیث پیش کی گئی ہیں۔ یہاں ایک بات سمجھ لو کہ یوں تو دنیا میں کوئی کام اللہ کی مشیت و ارادہ کے بدون نہیں ہوسکتا، مگر آدمی جو کام اسباب عادیہ کے دائرہ میں رہ کر باختیار خود کرے وہ اُس کی طرف منسوب ہوتا ہے اور جو عام عادت کے خلاف غیر معمولی طریقہ سے ہوجائے اُسے براہِ راست حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ مثلاً کسی نے گولی مار کر کسی کو ہلاک کر دیا یہ اُس قاتل کا فعل کہلائے گا۔ اور فرض کیجیے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے لشکر تباہ ہوگیا، اُسے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تباہ کر دیا، باوجودیکہ گولی سے ہلاک کرنا بھی اُسی کی قدرت کا کام ہے، ورنہ اُس کی مشیت کے بدون گولی یا گولہ کچھ بھی اثر نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا: ﴿الْمَصِيرُ ۞ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ﴾ [انفال: ۱۷] یہاں خارق عادت ہونے کی وجہ سے پیغمبر اور مسلمانوں سے "قتل" و "رمی" کی نفی کر کے براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی گئی۔ ٹھیک اسی طرح ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ کا مطلب سمجھو۔ یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مردے کو سنا دو، کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے۔ البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کرسکتا۔ اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہوجائے گا اُسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہیے محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لاسکتے۔ بہر حال آیت میں "اسماع" کی نفی سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [۶۶] **انسان کی زندگی کے مختلف دور اور حالات:**...... یعنی بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بے حد کمزور و ناتواں ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے، حتیٰ کہ جوانی کے وقت اُس کا زور انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں، پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور و قوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے۔ اُس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں۔ قوت و ضعف کا یہ سب اُتار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہے کسی چیز کو بنائے اور قوت و ضعف کے مختلف ادوار میں سے گذارے۔ اُسی کو قدرت حاصل ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو، کس وقت تک، کن حالات میں رکھنا مناسب ہے۔ لہٰذا اُسی خدا کی اور اُس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سننی چاہئیں۔ شاید اس میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ جس طرح تم کو کمزوری کے بعد زور دیا، مسلمانوں کو بھی ضعف کے بعد قوت عطا کرے گا اور جو دین بظاہر اس وقت کمزور نظر آتا ہے کچھ دنوں بعد زور پکڑے گا اور اپنے شباب و عروج کو پہنچے گا۔ اُس کے بعد پھر ہوسکتا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں کے ضعف کا آئے، سو یاد رکھنا چاہیے کہ خدائے قادر و توانا ہر وقت ضعف کو قوت سے تبدیل کرسکتا ہے۔ ہاں! ایسا کرنے کی خاص صورتیں اور اسباب ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم!

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۙ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا

اور جس دن قائم ہوگی قیامت قسمیں کھائیں گے گناہ گار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ ف ۶۷ اسی طرح تھے

يُؤْفَكُونَ ۞ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ

الٹے جاتے ف ۶۸ اور کہیں گے جن کو ملی ہے سمجھ اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے کے دن

الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۞ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ

تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے جانتے ف ۶۹ سو اس دن کام نہ آئے گا ان

ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

گناہ گاروں کو قصور بخشوانا اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے ف۷۰ اور ہم نے بٹھلائی ہے آدمیوں کے واسطے اس قرآن میں ہر ایک طرح

مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ

کی مثل اور جو تو لائے ان کے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو ف۷۱ یوں

يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

مہر لگا دیتا ہے اللہ ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے ف۷۲ سو تو قائم رہ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

لوگ جو یقین نہیں لاتے ف۷۳

ع ۶

فَائِدَة: [۶۷] ...... یعنی قبر میں یا دنیا میں رہنا تھوڑا معلوم ہوگا، جب مصیبت سر پر کھڑی نظر آئے گی کہیں گے کہ افسوس! بڑی جلدی دنیا کی اور برزخ کی زندگی ختم ہوگئی، کچھ بھی مہلت نہ ملی جو ذرا سی دیر اور اس عذاب الیم سے بچے رہتے۔ یا دنیا میں کچھ زیادہ مدت ٹھہرنے کا موقع ملتا تو اس دن کے لیے تیاری کرتے، یہ تو ایک دم مصیبت کی گھڑی سامنے آگئی۔

فَائِدَة: [۶۸] آخرت میں جھوٹ بولتے ہیں تو دنیا میں بھی یہی کرتے تھے: ...... یعنی جیسے اُس وقت یہ کہنا جھوٹ اور غلط ہوگا، اسی طرح سمجھ لو کہ دنیا میں بھی یہ لوگ غلط خیالات جماتے اور اُلٹی باتیں کیا کرتے تھے۔

فَائِدَة: [۶۹] مؤمنین اور فرشتے کفار کو جھوٹا قرار دیں گے: ...... یعنی مومنین اور ملائکہ اُس وقت اُن کی تردید کریں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو یا دھوکہ میں پڑے ہو، جو کہتے ہو کہ قبر میں یا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرنا نہیں ہوا۔ تم ٹھیک اللہ کے علم اور اس کی خبر اور لوح محفوظ کے نوشتہ [تحریر کیے ہوئے] کے موافق قیامت کے دن تک ٹھہرے، ایک منٹ کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ آج عین وعدہ کے موافق وہ دن آپہنچا۔ اب وہ دیکھ لو جسے تم جانتے اور مانتے نہ تھے۔ اگر پہلے سے اس دن کا یقین کرتے تو تیار ہو کر آتے اور یہاں کی مسرتیں دیکھ کر کہتے کہ اس دن کے آنے میں بہت دیر لگی، بڑے انتظار و اشتیاق کے بعد آیا، جیسا کہ مومنین سمجھتے ہیں۔

فَائِدَة: [۷۰] ظالم عذر پیش نہ کر سکیں گے: ...... یعنی نہ کوئی معقول عذر پیش کر سکیں گے جو کام آئے اور نہ اُن سے کہا جائے گا کہ اچھا اب توبہ اور اطاعت سے اپنے پروردگار کو راضی کر لو، کیونکہ اُس کا وقت گذر چکا، اب تو ہمیشہ کی سزا بھگتنے کے سوا چارہ نہیں۔

فَائِدَة: [۷۱] مشرکین کا پچھتاوا: ...... یعنی اُس وقت پچھتائیں گے اور آج خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا موقع ہے۔ قرآنِ کریم کیسی عجیب مثالیں اور دلیلیں بیان کر کے طرح طرح اُن کو سمجھاتا ہے، پر اُن کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ کیسی ہی آیتیں پڑھ کر سنایئے یا صاف سے صاف معجزے دکھلایئے، وہ سن کر اور دیکھ کر یہی کہہ دیتے ہیں کہ تم (پیغمبر اور مسلمان) سب مل کر جھوٹ بنا لائے ہو، ایک نے چند آیتیں بنا لیں دوسروں نے تصدیق کر دی، ایک نے جلدو دکھلایا دوسرے اس پر ایمان لانے کو تیار ہو گئے۔ اس طرح مل بھگت کر کے اپنا مذہب پھیلانا چاہتے ہو۔

فَائِدَة: [۷۲] جو آدمی نہ سمجھنے کی عادت بنائے اس پر مہر لگ جاتی ہے: ...... یعنی جو آدمی نہ سمجھے، نہ سمجھنے کی کوشش کرے اور ضدو

عناد سے ہر بات کا انکار کرتا ہے، اسی طرح شدہ شدہ اُس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور آخر کار ضد و عناد سے دل اتنا سخت ہو جاتا ہے کہ قبولِ حق کی استعداد بھی ضائع کر بیٹھتا ہے۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَہ: [۷۳] ظالموں کی فکر نہ کرنے کا حکم: ...... یعنی جب ان بدبختوں کا حال ضد و عناد کے اس درجہ پر پہنچ گیا تو آپ ان کی شرارتوں سے رنجیدہ نہ ہوں، بلکہ پیغمبرانہ صبر و تحمل کے ساتھ اپنے دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہیں۔ اللہ نے جو آپ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے یقیناً پورا کر کے رہے گا، اس میں رتی برابر تفاوت و تخلف نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے کام پر جمے رہئے۔ یہ بدعقیدہ اور بے یقین لوگ آپ کو ذرا بھی آپ کے مقام سے جنبش نہ دے سکیں گے۔

تمت سورۃ الروم وللہ الحمد والمنۃ

ایاتها ۳۴ ۳۱ سُورَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۞ ۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۞ ۲ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۞ ۳ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

الٓمّٓ یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے اور مہربانی نیکی کرنے والوں کے لئے ف۱ جو کہ قائم رکھتے

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞ ۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی طرف سے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ ۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ

اور وہی مراد کو پہنچے ف۲ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞ ۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

بن سمجھے اور ٹھہرائیں اس کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے ف۳ اور جب سنائے اس کو ہماری آیتیں

وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ ۷ اِنَّ الَّذِيْنَ

پیٹھ دے جائے غرور سے گویا انکو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی ف۴ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۞ ۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ ۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ

اور زبردست ہے حکمتوں والا ف۵ بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو ف۶ اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو

تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

لیکر جھک نہ پڑے ف۷ اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے

زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑩

جوڑے خاصے ۸

فائدہ:[۱] قرآن کتاب ہدایت ورحمت:...... یہ کتاب خاص نیکی اختیار کرنے والوں کے لیے سرمایۂ رحمت وہدایت ہے، کیونکہ وہی لوگ اس سے منتفع ہوتے ہیں، ورنہ نفسِ نصیحت وفہمائش کے لحاظ سے تو تمام جن وانس کے حق میں ہدایت ورحمت بن کر آئی ہے۔

فائدہ:[۲]......سورۂ ''بقرہ'' کے شروع میں اسی طرح کی آیات گذر چکی ہیں (آیت:۵) وہاں کے فوائد دیکھ لیے جائیں۔

فائدہ:[۳] لہوالحدیث کا مصداق اور اس کا شانِ نزول:......سعدائے مفلحین محسنین کے مقابلہ میں یہ ان اشقیاء کا ذکر ہے جو اپنی جہالت اور ناعاقبت اندیشی سے قرآن کریم کو چھوڑ کر ناچ رنگ، کھیل تماشے، یا دوسری واہیات وخرافات میں مستغرق ہیں۔ چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ان ہی مشاغل وتفریحات میں لگا کر اللہ کے دین اور اس کی یاد سے برگشتہ [منحرف] کر دیں اور دین کی باتوں پر خوب ہنسی مذاق اڑائیں۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ کے متعلق فرماتے ہیں: كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَذِكْرِهٖ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِهَا۔ (روح المعانی) (یعنی ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ) روایات میں ہے کہ نضر بن حارث جو رؤسائے کفار میں تھا بغرض تجارت فارس جاتا تو وہاں سے شاہانِ عجم کے قصص وتواریخ خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں، آؤ میں تم کو رستم واسفندیار اور شاہانِ ایران کے قصے سناؤں۔ بعض لوگ اُن کو دلچسپ سمجھ کر اُدھر متوجہ ہو جاتے۔ نیز اُس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی، جس کو دیکھتا کہ دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف جھکا، اسکے پاس لے جاتا اور کہہ دیتا کہ اِسے کھلا پلا اور گانا سنا، پھر اس شخص کو کہتا کہ دیکھ! یہ اُس سے بہتر ہے جدھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو اور جان مارو۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

تنبیہ: لہو کے عموم کا اعتبار ہے:......شانِ نزول گو خاص ہو، مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا۔ جو لہو (شغل) دین اسلام سے پھر جانے یا پھیر دینے کا موجب ہو حرام بلکہ کفر ہے۔ اور جو احکام شرعیہ ضروریہ سے باز رکھے یا سبب معصیت بنے وہ معصیت ہے۔ ہاں! جو لہو کسی امر واجب کا مفوّت (فوت کرنیوالا) نہ ہو اور کوئی شرعی غرض ومصلحت بھی اُس میں نہ ہو وہ مباح، لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے۔ گھوڑ دوڑ، یا تیراندازی اور نشانہ بازی یا زوجین کی ملاعبت (جو حد شریعت میں ہو) چونکہ معتد بہ اغراض ومصالح شرعیہ پر مشتمل ہیں، اِس لیے لہو باطل سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ رہا غناوسماع کا مسئلہ اس کی تفصیل کتب فقہ وغیرہ میں دیکھنی چاہیے۔ مزامیر وملاہی کی حرمت پر تو صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔ البتہ نفسِ غنا کو ایک درجہ تک مباح لکھتے ہیں، اُس کی قیود وشروط بھی کتابوں میں دیکھ لی جائیں۔ صاحب روح المعانی نے آیتِ ہذا کے تحت میں مسئلہ غناوسماع کی تحقیق نہایت شرح وبسط سے کی ہے۔ فلیراجع

فائدہ:[۴]......یعنی غرور وتکبر سے ہماری آیتیں سننا نہیں چاہتا، بالکل بہرا بن جاتا ہے۔

فائدہ:[۵]......یعنی کوئی قوت اُس کو ایفائے وعدہ سے روک نہیں سکتی، نہ کسی سے بے موقع وعدہ کرتا ہے۔

فائدہ:[۶]......اس لفظ کی تفسیر سورۂ ''رعد'' کے شروع میں گزر چکی۔ (آیت:۲)

فائدہ:[۷] زمین کو پہاڑوں سے سہارا دینا:......یعنی سمندر کی موجوں اور سخت ہوا کے جھٹکوں سے یا دوسرے اسباب طبیعہ سے مرتعش ہو کر جھک نہ پڑے، اس کا انتظام بڑے بڑے پہاڑ قائم کر کے کر دیا گیا۔ سورۂ نحل کے اوائل میں یہ مضمون گذر چکا ہے (آیت: ۱۵، صفحہ:۵۸۵)۔ باقی پہاڑوں کے پیدا کرنے کی حکمت کچھ اسی میں منحصر نہیں، دوسرے فوائد اور حکمتیں ہوں گی جو اللہ کو معلوم ہیں۔

فَائِدَۃٌ:[۸] درخت اگانا بھی نعمت اور قدرت خداوندی ہے:...... یعنی ہر قسم کے پر رونق، خوش منظر اور نفیس و کار آمد درخت زمین سے اُگائے۔ سورۂ شعراء کے شروع میں (آیت: ۷) اسی مضمون کی آیت گذر چکی ہے۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ

یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو اس کے سوا ہیں ف۹ کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں ف۱۰ اور ہم

اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ

نے دی لقمان کو عقلمندی ف۱۱ کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہو گا تو

اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔؕ اِنَّ الشِّرْكَ

اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا ف۱۲ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا ف۱۳ بے شک

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ

شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے ف۱۴ اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا

عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا

دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف۱۵ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ

جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان ف۱۶ اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق ف۱۷ اور راہ چل اس کی

اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

جو رجوع ہوا میری طرف ف۱۸ پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱۹

ع ۱۱ / ۱

وقف لازم · النصف

فَائِدَۃٌ:[۹] بے دلیل شرک:...... جب نہیں دکھلا سکتے تو کس منہ سے اُن کو خدائی کا شریک اور معبودیت کا مستحق ٹھہراتے ہو؟ معبود تو وہی ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ میں پیدا کرنا اور رزق پہنچانا سب کچھ ہو، یہاں ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار نہیں۔

فَائِدَۃٌ:[۱۰]...... یعنی اِن ظالموں کو سوچنے سمجھنے سے کچھ سروکار نہیں، اندھیرے میں پڑے بھٹک رہے ہیں۔ آگے شرک و عصیان کی تقبیح کے لیے حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی طرف سے دانائی پا کر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

فَائِدَۃٌ:[۱۱] حضرت لقمان علیہ السلام کا تعارف:...... اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام پیغمبر نہیں تھے، ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل و فہم اور متانت و دانائی عطا فرمائی تھی۔ اُنہوں نے عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں، جو پیغمبروں کے احکام و ہدایات ... کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔ رب العزت نے

ایک حصہ قرآن میں نقل فرما کر اُن کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا، شاید مقصود یہ جتلانا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرتِ انسان کی شہادت اور انبیاء علیہم السلام کی وحی سے ثابت ہے، دنیا کے منتخب عقل مند بھی اپنی عقل سے اُس کی تائید وتصدیق کرتے رہے ہیں۔ پس توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرنا ضلال مبین نہیں تو اور کیا ہے؟

تنبیہ: حضرت لقمان علیہ السلام کی سکونت کہاں تھی؟:...... حضرت لقمان علیہ السلام کہاں کے رہنے والے تھے؟ اور کس زمانہ میں ہوئے؟ اس کی پوری تعیین نہیں ہو سکی، اکثر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ہوئے۔ اُن کے بہت سے قصے اور اقوال تفاسیر میں نقل کیے ہیں، فاللہ اعلم بصحتہا۔

فائدہ: [۱۲] اللہ تعالیٰ کا تمام نعمتوں پر شکر ادا کرنا ضروری ہے:...... یعنی اس احسانِ عظیم اور دوسرے احسانات پر منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرنا اور حق ماننا ضروری ہے، لیکن واضح رہے کہ اس حق شناسی اور شکر گزاری سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، جو کچھ فائدہ ہے خود شاکر کا ہے کہ دنیا میں مزید انعام اور آخرت میں اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کرے گا، اللہ تعالیٰ کو اس کے شکریہ کی کیا پروا ہو سکتی ہے؟ اُس کی حمد وثنا تو ساری مخلوق زبانِ حال سے کر رہی ہے اور بفرضِ محال کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو تب بھی جامع الصفات اور منبع الکمالات ہونے کی بنا پر وہ بذاتِ خود محمود ہے، کسی کے حمد وشکر کرنے یا نہ کرنے سے اُس کے کمالات میں ذرہ بھر کمی بیشی نہیں ہوتی۔

فائدہ: [۱۳] حضرت لقمان علیہ السلام کا بیٹا:...... معلوم نہیں بیٹا مشرک تھا، سمجھا کر راہِ راست پر لانا چاہتے تھے یا موحد تھا، اُسے توحید پر خوب مضبوط کرنے اور جمائے رکھنے کی غرض سے یہ وصیت فرمائی۔

فائدہ: [۱۴] حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت:...... اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق مختار کا درجہ دے دیا جائے اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سر عبودیت خم کر دے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ!

فائدہ: [۱۵]...... یعنی ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اُٹھائے پھری، پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا، اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کی تربیت کی، اپنے آرام کو اُس کے آرام پر قربان کیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آدمی اوّلاً خدا تعالیٰ کا اور ثانیاً اپنے ماں باپ کا، خصوصاً ماں کا حق پہچانے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ماں باپ کی خدمت واطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہے، جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو، کیونکہ اُس کا حق سب سے مقدم ہے اور اسی کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے۔ انسان دل میں سوچ لے کہ کیا منہ لے کر وہاں جائے گا؟

تنبیہ: دودھ چھڑانے کی مدت:...... دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں، اُن کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی، جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۶]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں، یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے۔"

فائدہ: [۱۷] اللہ کے مقابلہ میں والدین کی اطاعت جائز نہیں:...... یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ مان۔ ہاں! دنیوی معاملات میں اُن کے ساتھ نیکی اور سلوک کرتا رہ، اسی مضمون کی آیت سورۂ عنکبوت (آیت: ۸) میں گزر چکی، وہاں کا فائدہ دیکھ لیا جائے۔

فائدہ: [۱۸] برائی میں اندھی تقلید سے ممانعت:...... یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل! دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید یا اطاعت مت کر۔

فائدہ: [۱۹]...... یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر اولاد اور والدین سب کو پتہ لگ جائے گا کہ کس کی زیادتی یا تقصیر تھی۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کی نصیحت:...... ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ﴾ سے یہاں تک حق تعالیٰ کا کلام ہے، پہلے لقمان کی وصیت بیٹے کو تھی اور

آگے بھی ﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ﴾ الآیۃ سے اُسی وصیت کا سلسلہ ہے، درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک ضروری تنبیہ فرما دی، یعنی شرک اتنی سخت قبیح چیز ہے کہ ماں باپ کے مجبور کرنے پر بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''لقمان نے بیٹے کو باپ کا حق نہ بتلایا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی نصیحت سے پیچھے اور دوسری نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرما دیا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا، اللہ نے باپ کا۔ باقی پیغمبر یا مرشد و ہادی کا حق بھی حق اللہ کے ذیل میں سمجھو کہ وہ اُسی کے نائب ہوتے ہیں۔'' (موضح بتغیر یسیر)

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ

اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانہ کی پھر وہ ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے

یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ

اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے ف۲۰ اے بیٹے قائم رکھ نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر

الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

برائی سے ف۲۱ اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف۲۲ اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ف۲۳

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ

مت چل زمین پر اتراتا بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرنے والا ف۲۴ اور چل بیچ کی چال

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ ع ۸

اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے ف۲۵ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے

لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ

تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں ف۲۶ اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی ف۲۷ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا

ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں نہ سوجھ اور نہ روشن کتاب ف۲۸ اور جب ان کو کہیے چلو

مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى

اس حکم پر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو

عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی ف۲۹ اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا مضبوط

الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾

کڑا ۳ اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا ۳۱

فائدہ:[۲۰] اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر چھوٹا بڑا نیک یا بد عمل ہے:......یعنی کوئی چیز یا کوئی خصلت اچھی یا بری اگر رائی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو اور فرض کرو پتھر کی کسی سخت چٹان کے اندر یا آسمانوں کی بلندی پر یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں رکھی ہو، وہ بھی اللہ سے مخفی نہیں ہو سکتی، جب وقت آئے گا وہیں سے لا حاضر کرے گا۔ اس لیے آدمی کو چاہئے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھے کہ ہزار پردوں میں بھی جو کام کیا جائے گا، اللہ کے سامنے ہے، چنانچہ نیکی یا بدی کیسی ہی چھپ کر کی جائے اُس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے، جسے اہل نظر بے تکلف محسوس کر لیتے ہیں۔

فائدہ:[۲۱] نصیحت کرنے کا حکم:......یعنی خود اللہ کی توحید اور بندگی پر قائم ہو کر دوسروں کو بھی نصیحت کر کہ بھلی بات سیکھیں اور برائی سے رُکیں۔

فائدہ:[۲۲]......یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اغلب ہے، اُن کو تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔

فائدہ:[۲۳] تکبر سے بچنے کا حکم:......یعنی غرور سے مت دیکھ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبروں کی طرح بات نہ کر، بلکہ خندہ پیشانی سے مل۔

فائدہ:[۲۴] اترانے سے ممانعت:......یعنی اترانے اور شیخیاں مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی، بلکہ ذلیل و حقیر ہوتا ہے، سامنے نہیں تو پیچھے لوگ برا کہتے ہیں۔

فائدہ:[۲۵] تواضع اختیار کرنے کا حکم:......یعنی تواضع، متانت اور میانہ روی کی چال اختیار کر، بے ضرورت مت بول، کلام کرتے وقت حد سے زیادہ نہ چلا۔ اگر اونچی آواز سے بولنا ہی کوئی کمال ہوتا تو گدھے کی آواز پر خیال کرو، وہ بہت زور سے آواز نکالتا ہے، مگر کس قدر کریہ و کرخت ہوتی ہے۔ بہت زور سے بولنے میں بسا اوقات آدمی کی آواز بھی ایسی ہی بے ڈھنگی اور بے سری ہو جاتی ہے۔

ربط:......لقمان کا کلام یہاں تک تمام ہوا۔ آگے پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے، یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال اور احسان و انعام یاد دلا کر توحید وغیرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

فائدہ:[۲۶] پوری مخلوق کی انسان کے لئے تسخیر:......یعنی آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگا دی ہے، پھر تم اُس کے کام میں کیوں نہیں لگتے؟

فائدہ:[۲۷] چھپی اور کھلی ہوئی نعمتیں:......کھلی نعمتیں وہ جو حواس سے مُدرک ہوں یا بے تکلف سمجھ میں آ جائیں، چھپی وہ جو عقلی غور و فکر سے دریافت کی جائیں یا ظاہری سے مادّی و معاشی اور باطنی سے روحانی و معادی نعمتیں مراد ہوں۔ گویا پیغمبر بھیجنا، کتاب اُتارنا، نیکی کی توفیق دینا، سب باطنی نعمتیں ہوں گی۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۲۸] باوجود اللہ تعالیٰ کے انعامات کے لوگ شرک و کفر اختیار کرتے ہیں:......یعنی ایسے کھلے ہوئے انعام و احسان کے باوجود بعض لوگ آنکھیں بند کر کے اللہ کی وحدانیت میں یا اُس کی شئون و صفات میں یا اُس کے احکام و شرائع میں جھگڑتے ہیں اور محض بے سند جھگڑتے ہیں۔ نہ کوئی علمی اور عقلی اصول اُن کے پاس ہے، نہ کسی ہادی برحق کی ہدایت، نہ کسی مستند اور روشن کتاب کا حوالہ۔ محض باپ دادوں کی اندھی تقلید ہے، جس کا ذکر اگلی آیت میں آتا ہے۔

تنبیہ:...... ترجمہ سے یوں مترشح ہوتا ہے کہ غالباً مترجم محقق قدس اللہ سرہ نے ﴿عِلْمٍ﴾ سے عقلی طور پر سمجھنا مراد لیا ہے اور ﴿هُدًى﴾ سے ایک طرح کی بصیرت مراد لی ہے جو سلامتی ذوق و وجدان اور ممارست عقل و فکر سے ناشی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو نہ معمولی سمجھ ہے، نہ وجدانی بصیرت حاصل ہے، نہ روشن کتاب یعنی نقلی دلیل رکھتے ہیں۔ یہ معنی بہت لطیف ہیں، ہم نے آیت کی جو تقریر اختیار کی محض تسہیل کی غرض سے کی ہے۔

فائدہ:[۲۹] شیطان کی اندھی پیروی سے بچنے کی تلقین:...... یعنی اگر شیطان تمہارے باپ دادوں کو دوزخ کی طرف لیے جارہا ہو، تب بھی تم اُن کے پیچھے چلو گے؟ اور جہاں وہ گریں گے وہیں گرو گے؟

فائدہ:[۳۰] مضبوط حلقہ تھامنے والے کامیاب ہیں:...... یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ نیکی کا راستہ اختیار کیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا، سمجھ لو کہ اُس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ میں تھام لیا ہے۔ جب تک یہ کڑا پکڑے رہے گا، گرنے یا چوٹ کھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

فائدہ:[۳۱]...... یعنی جس نے یہ کڑا مضبوط تھامے رکھا، وہ آخر اس کے سہارے سے اللہ تک پہنچ جائے گا، اور خدا اس کا انجام درست کر دے گا۔

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

اور جو کوئی منکر ہوا تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے ان کو پھر ہم جتلا دیں گے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

جو بات ہے دلوں میں ۳۲ کام چلا دیں گے ہم ان کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے انکو گاڑھے عذاب میں ۳۳ اور اگر تو پوچھے ان سے

مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ۳۴

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ

اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں بے شک اللہ وہی ہے بے پروا سب خوبیوں والا ۳۵ اور اگر جتنے درخت ہیں زمین

شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

میں قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہوں سات سمندر نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بے شک اللہ زبردست ہے

حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

حکمتوں والا ۳۶ تم سب کا بنانا اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا ۳۷ بے شک اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ۳۸ تو نے نہیں دیکھا کہ

اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ

اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک

أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّأَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ

مقرر وقت تک ۳۹ اور یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ف ۴ یہ اس لیے کہا کہ اللہ وہی ہے ٹھیک اور جس کسی کو پکارتے ہیں

دُونِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٣٠﴾

اس کے سوا سو وہی جھوٹ ہے ف ۴۱ اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف ۴۲

فَائِدَة: [۳۲] اللہ تعالیٰ سے جڑے رہنے کا حکم:...... یعنی تم اپنا علاقہ خدا تعالیٰ سے جوڑے رکھو، کسی کے انکار و تکذیب کی پرواہ نہ کرو۔ منکرین کو بھی بالآخر ہمارے ہاں آنا ہے، اُس وقت سب کیا دھرا سامنے آجائے گا۔ کسی جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے، وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے، سب کھول کر رکھ دے گا۔

فَائِدَة: [۳۳] کفار کو تھوڑے دن کی مہلت:...... یعنی تھوڑے دن کا عیش اور بے فکری ہے، مہلت ختم ہونے پر سخت سزا کے نیچے کھنچے چلے آئیں گے، مجال ہے کہ چھوٹ کر بھاگ جائیں۔

فَائِدَة: [۳۴] آسمان و زمین کے خالق میں اور صفات کیوں نہیں ہو سکتیں؟:...... یعنی الحمد للہ اتنا تو زبان سے اعتراف کرتے ہو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا بجز اللہ کے کسی کا کام نہیں، پھر اب کونسی خوبی رہ گئی جو اس کی ذات میں نہ ہو؟ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور ایک خاص محکم نظام پر چلانا بدون اعلیٰ درجہ کے علم و حکمت اور زور و قدرت کے ممکن ہے؟ لامحالہ ﴿خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ میں تمام کمالات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور یہ بھی اُسی کی قدرت کا ایک نمونہ ہے کہ تم جیسے منکرین سے اپنی عظمت و قدرت کا اقرار کرا دیتا ہے، جس کے بعد تم ملزم ٹھہرتے ہو کہ جب تمہارے نزدیک خالق تنہا وہ ہے تو معبود دوسرے کیوں کر بن گئے؟ بات تو صاف ہے، پر بہت لوگ نہیں سمجھتے اور یہاں پہنچ کر اٹک جاتے ہیں۔

فَائِدَة: [۳۵] آسمان و زمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں کا خالق اللہ ہے:...... یعنی جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، ایسے ہی آسمان و زمین میں جو چیزیں موجود ہیں سب بلا شرکتِ غیرے اُسی کی مخلوق و مملوک اور اُسی کی طرف محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ وجود اور توابعِ وجود یعنی جملہ صفات کمالیہ کا مخزن و منبع اُسی کی ذات ہے، اُس کا کوئی کمال دوسرے سے مستفاد نہیں۔ وہ بالذات سب عزتوں اور خوبیوں کا مالک ہے، پھر اُسے کسی کی کیا پرواہ ہوتی؟

فَائِدَة: [۳۶] اللہ تعالیٰ کی عظمت لامتناہی ہے:...... یعنی اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلم بنالیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی تیار کی جائے، پھر پیچھے سے سات سمندر اور اُس کی کمک پر آجائیں اور فرض کرو تمام مخلوق اپنی اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے، تب بھی اُن باتوں کو لکھ کر تمام نہ کر سکیں گے جو حق تعالیٰ کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ لکھنے والوں کی عمریں تمام ہو جائیں گی، قلم گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گے، سیاہی ختم ہو جائے گی، پر اللہ کی تعریفیں اور اُس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی۔ بھلا محدود و متناہی قوتوں سے لامحدود اور غیر متناہی کام سرانجام کیوں کر ہو؟ "اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔"

فَائِدَة: [۳۷] اللہ تعالیٰ کے لئے سب کچھ آسان ہے:...... یعنی سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک آدمی کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے لیے دونوں برابر ہیں، نہ اس میں کچھ دقت، نہ اس میں کچھ تعب۔ ایک ﴿كُنْ﴾ سے جو چاہے کر ڈالے اور لفظ ﴿كُنْ﴾ کہنے پر بھی موقوف نہیں، یہ ہم کو سمجھانے کا ایک عنوان ہے، بس اُدھر ارادہ ہوا، اِدھر وہ چیز موجود۔

فَائِدَۃ:[۳۸] اللہ تعالیٰ کے لئے مارنا جلانا کوئی مشکل نہیں ہے:...... یعنی جس طرح ایک آواز کا سننا اور بیک وقت تمام جہان کی آوازوں کو سننا، یا ایک چیز کا دیکھنا اور بیک وقت تمام جہان کی چیزوں کو دیکھنا، اُس کے لیے برابر ہے، ایسے ہی ایک آدمی کا مارنا، جلانا اور سارے جہان کا مارنا جلانا اُس کی قدرت کے سامنے یکساں ہے۔ پھر دوبارہ جلانے کے بعد بیک وقت تمام اوّلین وآخرین کے اگلے پچھلے اعمال کا رتی رتی حساب چکا دینے میں بھی اُسے کوئی دقت نہیں ہو سکتی، کیونکہ ہمارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو دیکھتا ہے، کوئی چھپی کھلی بات وہاں پوشیدہ نہیں۔

فَائِدَۃ:[۳۹] مقررہ وقت سے مراد:...... ''مقرر وقت'' سے قیامت مراد ہے، یا چاند سورج میں سے ہر ایک کا دورہ، کیونکہ ایک دورہ پورا ہونے کے بعد گویا ازسرنو چلنا شروع کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۴۰] ...... یعنی جو قوت رات کو دن اور دن کو رات کرتی، اور چاند سورج جیسے کراتِ عظیمہ کو ادنیٰ مزدور کی طرح کام میں لگائے رکھتی ہے، اُسے تمہارا مرے پیچھے زندہ کر دینا کیا مشکل ہوگا اور جب ہر ایک چھوٹے بڑے عمل سے پوری طرح باخبر ہے تو حساب کتاب میں کیا دشواری ہوگی؟

فَائِدَۃ:[۴۱] صفات الٰہیہ کے ذکر کرنے کا مقصد:...... یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ اور صفات قاہرہ اس لیے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اُس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے، اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو ﴿بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل و ہالک الذات ہونا اس کو مستلزم ہے کہ اکیلے اُسی خدا کے واسطے یہ شئون وصفات ثابت ہوں، پھر جس کے لیے یہ شئون وصفات ثابت ہوں گی وہ ہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔

فَائِدَۃ:[۴۲] ...... لہٰذا بندہ کی انتہائی پستی اور تذلل (جس کا نام عبادت ہے) اُسی کے لیے ہونا چاہیے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں ف۴۳ البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا

والے احسان ماننے والے کے واسطے ف۴۴ اور جب سر پر آئے ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کے اسی کے لیے بندگی ف۴۵ پھر جب بچا دیا

نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر ف۴۶ اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف۴۷ اے لوگو

اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ

بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ

کی تجلّا کچھ بھی ف۴۸ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی زندگانی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف۴۹ بے شک

اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۗ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ

اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ

مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۗ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ ع ۱۴

کل کو کیا کرے گا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے ف ۵۰

فَائِدَة: [۴۳] جہاز قدرت کی نشانی ہے:......یعنی جہاز بھاری بھاری سامان اٹھا کر خدا کی قدرت اور فضل ورحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔

فَائِدَة: [۴۴] بحری سفر کے فوائد:......یعنی اِس بحری سفر کے احوال وحوادث میں غور کرنا انسان کے لیے صبر وشکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو، اُس وقت بڑے صبر وتحمل کا کام ہے۔ اور جب اللہ نے اِس کشمکش موت وحیات سے صحیح وسالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اُس کا احسان مانے۔

فَائِدَة: [۴۵] اصل بات:......اوپر دلائل وشواہد سے سمجھایا تھا کہ ایک اللہ ہی کا ماننا ٹھیک ہے، اس کے خلاف سب باتیں جھوٹی ہیں۔ یہاں بتلایا کہ طوفانی موجوں میں گھر کر کٹر سے کٹر مشرک بھی بڑی عقیدت مندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہ ہی ہے باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔

فَائِدَة: [۴۶] شکر گزار بندے کم ہیں:......یعنی جب خدا تعالیٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آیا تو تھوڑے نفوس ہیں جو اعتدال وتوسط کی راہ پر قائم رہیں، ورنہ اکثر تو دریا سے نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مترجم رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾ کا ترجمہ کیا: ''تو کوئی ہوتا ہے اُن میں بیچ کی چال پر۔'' حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی جو حال خوف کے وقت تھا وہ تو کسی کا نہیں، مگر بالکل بھول بھی نہ جائے۔ ایسے بھی کم ہیں، نہیں تو اکثر قدرت سے منکر ہوتے ہیں، اپنے بچ نکلنے کو تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح وغیرہ کی مدد پر۔''

فَائِدَة: [۴۷]......یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے طوفان میں گھر کر جو قول وقرار اللہ سے کر رہے تھے، سب جھوٹے نکلے، چند روز بھی اُس کے انعام واحسان کا حق نہ مانا، اس قدر جلد قدرت کی نشانیوں سے منکر ہو گئے۔

فَائِدَة: [۴۸] قیامت کے دن والدین بھی کام نہ آئیں گے:......طوفان کے وقت جہاز کے مسافروں میں سخت افراتفری ہوتی ہے، ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے، تاہم ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتی۔ ایک دوسرے کے بچانے کی تدبیر کرتا ہے، بلکہ بسا اوقات والدین کی شفقت چاہتی ہے کہ ہو سکے تو بچہ کی مصیبت اپنے سر لے کر اُس کو بچالیں، لیکن ایک ہولناک اور ہوش رُبا دن آنے والا ہے جب ہر طرف نفسی نفسی ہوگی، اولاد اور والدین میں سے کوئی ایثار کر کے دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کو تیار نہ ہوگا، اور تیار بھی ہو تو یہ تجویز چل نہ سکے گی۔ چاہیے کہ آدمی اُس دن سے ڈر کر غضب الٰہی سے بچنے کا سامان کرے۔ آج اگر سمندر کے طوفان سے بچ گئے تو کل اُس سے کیوں کر بچو گے؟

فَائِدَة: [۴۹] قیامت کا دن یقینی ہے:......یعنی وہ دن یقیناً آکر رہے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ لہٰذا دنیا کی چند روزہ بہار اور چہل پہل سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ہمیشہ اسی طرح رہے گی اور یہاں آرام سے ہو تو وہاں بھی آرام کرو گے۔ نیز اس دغاباز شیطان کے اغواء سے ہشیار رہو جو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے۔ کہتا ہے میاں! اللہ غفور رحیم ہے، خوب گناہ سمیٹو، مزے اڑاؤ، بوڑھے ہو کر اکٹھی توبہ کر لینا، اللہ سب بخش دے گا۔ تقدیر میں

اگر اُس نے جنت لکھ دی ہے تو گناہ کتنے ہی ہوں ضرور پہنچ کر رہو گے اور دوزخ لکھی ہے تو کسی طرح بچ نہیں سکتے، پھر کاہے کے لیے دنیا کا مزہ چھوڑا؟

فائدہ: [۵۰] قیامت کا وقوع یقینی ہے مگر وقت معین کسی کو معلوم نہیں ہے: ...... یعنی قیامت آ کر رہے گی۔ کب آئی گی؟ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے۔ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تروتازگی پر ریجھتا ہے، کیا نہیں جانتا کہ علاوہ فانی ہونے کے فی الحال بھی یہ چیز اور اس کے اسباب سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ زمین کی ساری رونق اور مادّی برکت (جس پر تمہاری خوشحالی کا مدار ہے) آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ سال دو سال مینہ نہ برسے تو ہر طرف خاک اڑنے لگے، نہ سامانِ معیشت رہیں، نہ اسبابِ راحت۔ پھر تعجب ہے کہ انسان دنیا کی زینت اور تروتازگی پر فریفتہ ہو کر اُس ہستی کو بھول جائے جس نے اپنی بارانِ رحمت سے اُس کو تروتازہ اور پُررونق بنا رکھا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کو کیا معلوم ہے کہ دنیا کے عیش و آرام میں اس کا کتنا حصہ ہے؟ بہت سے لوگ کوشش کر کے اور ایڑیاں رگڑ کر مرجاتے ہیں، لیکن زندگی بھر چین نصیب نہیں ہوتا۔ بہت ہیں جنہیں بے محنت دولت مل جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر بھی کوئی آدمی جو دین کے معاملہ میں تقدیرِ الٰہی پر بھروسہ کیے بیٹھا ہو، دنیوی جدوجہد میں تقدیر پر قانع ہو کر ذرہ برابر کمی نہیں کرتا، وہ سمجھتا ہے کہ تدبیر کرنی چاہئے، کیونکہ اچھی تقدیر عموماً کامیاب تدبیر ہی کے ضمن میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ علم خدا کو ہے کہ فی الواقع ہماری تقدیر کیسی ہوگی اور صحیح تدبیر بن پڑے گی یا نہیں؟ یہی بات اگر ہم دین کے معاملہ میں سمجھ لیں تو شیطان کے دھوکہ میں ہرگز نہ آئیں۔ بیشک جنت دوزخ جو کچھ ملے گی تقدیر سے ملے گی جس کا علم خدا کو ہے، مگر عموماً اچھی یا بری تقدیر کا چہرہ اچھی یا بری تدبیر کے آئینہ میں نظر آتا ہے۔ اس لیے تقدیر کا حوالہ دے کر ہم تدبیر کو نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ یہ پتہ کسی کو نہیں کہ اللہ کے علم میں وہ سعید ہے یا شقی، جنتی ہے یا دوزخی، مفلس ہے یا غنی۔ لہٰذا ظاہری عمل اور تدبیر ہی وہ چیز ہوئی جس سے عادتاً ہم کو نوعیت تقدیر کا قدرے پتہ چل جاتا ہے، ورنہ یہ علم تو حق تعالیٰ ہی کو ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اور پیدا ہونے کے بعد اس کی عمر کیا ہو؟ روزی کتنی ملے؟ سعید ہو یا شقی؟ اسی کی طرف ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ میں اشارہ کیا ہے۔ رہا شیطان کا یہ دھوکا کہ فی الحال تو دنیا کے مزے اڑا لو، پھر توبہ کر کے نیک بن جانا، اس کا جواب ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ الآیۃ میں دیا ہے، یعنی کسی کو خبر نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ اور کچھ کرنے کے لیے زندہ بھی رہے گا؟ کب موت آجائے گی اور کہاں آئے گی؟ پھر یہ وثوق کیسے ہو کہ آج کی بدی کا تدارک کل نیکی سے ضرور کر لے گا اور توبہ کی توفیق ضرور پائے گا؟ اُن چیزوں کی خبر تو اسی علیم و خبیر کو ہے۔

تنبیہ: مغیبات کی قسمیں: ...... یاد رکھنا چاہئے کہ مغیبات جنس احکام سے ہوں گی یا جنس اکوان سے، پھر اکوانِ غیبیہ زمانی ہیں یا مکانی، اور زمانی کی باعتبار ماضی، مستقبل، حال کے تین قسمیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے احکام غیبیہ کا کلی علم پیغمبر ﷺ کو عطا فرمایا گیا: ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾ الیٰ آخر الآیہ [جن: ۲۶-۲۷] جس کی جزئیات کی تفصیل و تبویب اذکیائے امت نے کی۔ اور اکوانِ غیبیہ کی کلیات و اصول کا علم حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص رکھا، ہاں جزئیاتِ منتشرہ پر بہت سے لوگوں کو حسب استعداد اطلاع دی۔ اور نبی کریم ﷺ کو اس سے بھی اتنا وافر اور عظیم الشان حصہ ملا جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اکوانِ غیبیہ کا علمِ کلی رب العزت ہی کے ساتھ مختص رہا۔ آیت ہذا میں جو پانچ چیزیں مذکور ہیں احادیث میں اُن کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے: جن کا علم (یعنی علمِ کلی) بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوانِ غیبیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہو گیا۔ ﴿بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ میں غیوب مکانیہ، ﴿مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ میں زمانیہ مستقبلہ ﴿مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ میں زمانیہ حالیہ اور ﴿يُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ میں غالباً زمانیہ ماضیہ پر تنبیہ ہے۔ یعنی بارش آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ پہلے سے کیا ایسے اسباب فراہم ہو رہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت اسی جگہ اسی مقدار میں بارش ہوئی، ماں بچہ کو پیٹ میں لیے پھرتی ہے، پر اُسے پتہ نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا یا لڑکی؟ انسان واقعات آئندہ پر حاوی ہونا چاہتا ہے، مگر یہ نہیں جانتا کہ کل میں خود کیا کام کروں گا؟ میری موت کہاں واقع ہوگی؟ اس جہل و بیچارگی کے باوجود تعجب ہے کہ دنیوی زندگی پر مفتون ہو کر خالق حقیقی کو اور

اُس دن کو بھول جائے جب پروردگار کی عدالت میں کشاں کشاں [زبردستی] حاضر ہونا پڑے گا۔ بہرحال ان پانچ چیزوں کے ذکر سے تمام اکوانِ غیبیہ کے علم کلی کی طرف اشارہ کرنا ہے، حصر مقصود نہیں اور غالباً ذکر میں ان پانچ کی تخصیص اس لیے ہوئی کہ ایک سائل نے سوال انہی پانچ باتوں کی نسبت کیا تھا، جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی، کما فی الحدیث۔ پہلے سورۂ انعام (آیت:۵۹) اور سورۂ نمل (آیت:۶۵) میں بھی ہم علم غیب کے متعلق کچھ لکھ چکے ہیں۔ ایک نظر ڈال لی جائے۔

ایاتہا ۳۱ ﴿۳۲﴾ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ﴿۷۵﴾ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ ۚ بَلْ

الٓمّٓ اتارنا کتاب کا اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ جھوٹ باندھ لایا ہے، کوئی نہیں

ہُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىہُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِکَ لَعَلَّہُمْ یَہْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰہُ

وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنادے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں ف۲ اللہ

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا

ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر ف۳ کوئی نہیں

لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۴﴾ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی

تمہارا اس کے سوائے حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے ف۴ تدبیر سے اتارتا ہے کام آسمان سے

الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗۤ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ف۵

فَائِدَۃ: [۱] قرآن کی حقانیت: ...... بلاشبہ یہ کتاب مقدس رب العالمین نے اتاری ہے، نہ اس میں کچھ دھوکا ہے، نہ شک وشبہ کی گنجائش۔

فَائِدَۃ: [۲] قرآن پر کفار کا فضول اعتراض: ...... یعنی جس کتاب کا معجز اور من اللہ ہونا اس قدر واضح ہے کہ شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، کیا اس کی نسبت کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر اپنی طرف سے گھڑ لایا ہے اور معاذ اللہ! جھوٹ طوفان خدا کی طرف نسبت کرتا ہے؟ حد ہوگئی جب ایسی روشن چیز میں بھی شبہات پیدا کیے جانے لگے، ذرا غور وانصاف کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتاب ٹھیک پروردگار عالم کی طرف سے آئی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ سے آپ اس قوم کو بیدار کرنے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کریں، جن کے پاس قرنوں سے کوئی بیدار کرنے والا پیغمبر نہیں آیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ آدمی اپنی طرف سے وہی چیز بنا کر لاتا ہے یا بنا سکتا ہے جس کی کوئی نظیر یا زبردست خواہش اس کے ماحول میں پائی جاتی ہو۔ کسی ملک میں ایسی بات دفعۃً منہ سے نکال دینا جو اُن کی سینکڑوں برس کی مسخ شدہ ذہنیت اور مذاق کے یکسر مخالف ہو اور جس کے قبول کی ادنیٰ ترین استعداد بھی بظاہر نہ پائی جائے، کسی عاقل کا کام نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کسی کو

مامور کرے، وہ الگ بات ہے۔ پس نبی اُمی ﷺ جن کا اعقل الناس ہونا ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے جو آپ کو (معاذ اللہ) مفتری کہتے ہیں، اگر کوئی بات بنا کر لاتے تو یقیناً ایسی لاتے جو عرب کی اُس فضا کے مناسب اور عام جذبات کے موافق ہوتی اور جس کا کوئی نمونہ اُن کے گردو پیش پایا جاتا، یہی بات ایک انصاف پسند کو یقین دلا سکتی ہے کہ وہ خود اپنی ذاتی خواہش سے کھڑے نہیں ہوئے اور نہ جو پیغام لائے وہ اُن کا تصنیف کیا ہوا تھا۔

فَائِدَۃ:[۳]......اس کا بیان سورۂ اعراف میں آٹھویں پارہ کے اختتام کے قریب گزر چکا (آیت:۵۴) ملاحظہ کرلیا جائے۔

فَائِدَۃ:[۴] **اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارشی بھی نہیں:**......یعنی دھیان نہیں کرتے کہ اُس کے پیغام اور پیغامبر کو جھٹلا کر کہاں جاؤ گے؟ تمام زمین وآسمان میں عرش سے فرش تک اللہ کی حکومت ہے۔ اگر پکڑے گئے تو اُس کی اجازت ورضا کے بدون کوئی حمایت اور سفارش کرنے والا بھی نہ ملے گا۔

فَائِدَۃ:[۵] **بڑے اور اہم کاموں کے فیصلے اوپر ہوتے ہیں:**......بڑے کام اور اہم انتظامات کے متعلق عرش عظیم سے مقرر ہو کر نیچے حکم اُترتا ہے۔ سب اسبابِ حسی ومعنوی، ظاہری وباطنی، آسمان وزمین سے جمع ہو کر اُس کے انصرام میں لگ جاتے ہیں، آخر وہ کام اور انتظام اللہ کی مشیت وحکمت سے مدتوں جاری رہتا ہے، پھر زمانہ دراز کے بعد اُٹھ جاتا ہے، اُس وقت اللہ کی طرف سے دوسرا رنگ اُترتا ہے، جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں رہا، یا کسی بڑی قوم میں سرداری جو نسلوں تک چلی، وہ ہزار برس اللہ کے ہاں ایک دن ہے۔ (موضح بتغیر یسیر) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہزار سال کے انتظامات وتدابیر فرشتوں کو القاء کرتا ہے، اور یہ اُس کے ہاں ایک دن ہے۔ پھر فرشتے جب (انہیں انجام دے کر) فارغ ہو جاتے ہیں، آئندہ ہزار سال کے انتظامات القا فرما دیتا ہے، یہ ہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ بعض مفسرین آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ کا حکم آسمانوں کے اوپر سے زمین تک آتا ہے، پھر جو کارروائیاں اُسکے متعلق یہاں ہوتی ہیں وہ دفتر اعمال میں درج ہونے کے لیے اوپر چڑھتی ہیں جو سماۓ دنیا کے محدّب [اُبھار] پر واقع ہے۔ اور زمین سے وہاں تک کا فاصلہ آدمی کی متوسط رفتار سے ایک ہزار سال کا ہے جو خدا کے ہاں ایک دن قرار دیا گیا۔ مسافت تو اتنی ہے، یہ جداگانہ بات ہے کہ فرشتہ ایک گھنٹہ یا اس سے بھی کم میں قطع کرلے۔ بعض مفسرین یوں معنی کرتے ہیں کہ ایک کام اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے تو اُس کے مبادی واسباب کا سلسلہ ہزار سال پہلے سے شروع کر دیتے ہیں۔ پھر وہ حکمت بالغہ کے مطابق مختلف ادوار میں گذرتا اور مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بتدریج اپنے منتہائے کمال کو پہنچتا ہے۔ اُس وقت جو نتائج وآثار اُس کے ظہور پذیر ہوتے ہیں، بارگاہِ ربوبیت میں پیش ہونے کے لیے چڑھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک "یوم" سے یومِ قیامت مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک تمام دنیا کا بندوبست کرتا ہے، پھر ایک وقت آئے گا جب یہ سارا قصہ ختم ہو کر اللہ کی طرف لوٹ جائے گا اور آخری فیصلہ کے لیے پیش ہوگا اُس کو قیامت کہتے ہیں، قیامت کا دن ہزار سال کے برابر ہے۔ بہر حال ﴿فِيْ يَوْمٍ﴾ کو بعض نے ﴿يُدَبِّرُ﴾ کے اور بعض نے ﴿يَعْرُجُ﴾ کے متعلق کیا ہے اور بعض نے تنازع فعلین مانا ہے۔ واللہ اعلم!

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ

یہ ہے جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست رحم والا ۶ جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی

خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ

انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر بنائی اس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے ۷ پھر اس کو برابر کیا ۸ اور

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑨ وَقَالُوْٓا

پھونکی اس میں اپنی ایک جان ف۹ اور بنا دیے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱۰ اور کہتے ہیں

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩ قُلْ

کیا جب ہم رل گئے زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں ف۱۱ تو کہہ

يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑪ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ ع ۱۱/۱

قبض کر لیتا ہے تم کو فرشتہ موت کا جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۱۲ اور کبھی تو دیکھے جس

الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ

وقت کہ منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے ف۱۳ اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں

صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ⑫ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ

بھلے کام ہم کو یقین آ گیا ف۱۴ اور اگر ہم چاہتے تو سجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ⑬ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ

مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے ف۱۵ سو اب چکھو مزہ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس دن کے ملنے کو

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑭ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا

ہم نے بھی بھلا دیا تم کو ف۱۶ اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کیے کا ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں جب

ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ⑮ السجدۃ ۹

ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کے اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے ف۱۷

فائدہ: [۶] اللہ تعالیٰ کی تدبیر: ...... یعنی ایسے اعلیٰ اور عظیم الشان انتظام و تدبیر کا قائم کرنا اُسی پاک ہستی کا کام ہے جو ہر ایک ظاہر و پوشیدہ کی خبر رکھے، زبردست اور مہربان ہو۔

فائدہ: [۷] ...... یعنی نطفہ جو بہت سی غذاؤں کا نچوڑ ہے۔

فائدہ: [۸] انسان کی خوبصورت تخلیق: ...... یعنی شکل، صورت، اعضاء موزوں و متناسب رکھے۔

فائدہ: [۹] ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جو مخلوق ہے اُسی کا مال ہے، مگر جس کی عزت بڑھائی اس کو اپنا کہا، جیسے فرمایا: ﴿غُرُوْرًا ○ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ [بنی اسرائیل: ۶۵] حالانکہ سب خدا کے بندے ہیں، کما قال: ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ [مریم: ۹۳] سو انسان کی جان عالم غیب سے آئی ہے، مٹی پانی سے نہیں بنی، اس کو اپنا کہا۔ ورنہ اللہ کی جان کا اگر وہ مطلب لیا جائے جو مثلاً آدمی کی جان کا لیتے ہیں تو چاہیے جان کسی بدن میں ہو، بدن ہوا تو ترکیب آئی، ترکیب آئی

تو حدوث آیا، ذات پاک کہاں رہی؟ (موضح القرآن)

فائدہ: [۱۰] نعمتوں کا تقاضا: ...... ان نعمتوں کا شکریہ تھا کہ آنکھوں سے اس کی آیات تکونیہ کو بنظر امعان دیکھتے، کانوں سے آیات تنزیلیہ کو توجہ وشوق کے ساتھ سنتے، دل سے دونوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے، پھر سمجھ کر اُس پر عامل ہوتے، مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

فائدہ: [۱۱] غور وفکر کی بجائے اعتراض: ...... یعنی اس پر غور نہ کیا کہ اللہ نے اُن کو اول مٹی سے پیدا کیا ہے، اُلٹے شبہات نکالنے لگے کہ مٹی میں مل جانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے؟ اور شبہ یا استبعاد ہی نہیں، بلکہ صاف طور پر یہ لوگ بعث بعد الموت سے منکر ہو گئے۔

فائدہ: [۱۲] ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی "تم اپنے آپ کو محض بدن اور دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے۔ ایسا نہیں، تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے، بالکل فنا نہیں ہو جاتے۔" (موضح)

فائدہ: [۱۳] ...... یعنی ذلت وندامت سے محشر میں۔

فائدہ: [۱۴] کفار کا دوبارہ زندگی کا مطالبہ: ...... یعنی ہمارے کان اور آنکھیں کھل گئیں۔ پیغمبر جو باتیں فرمایا کرتے تھے اُن کا یقین آ گیا بلکہ آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ ایمان اور عملِ صالح ہی خدا کے ہاں کام دیتا ہے۔ اب ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دیجئے، دیکھئے! کیسے نیک کام کرتے ہیں۔

فائدہ: [۱۵] دوبارہ زندگی ملے تب بھی کافر وہی حرکتیں کریں گے: ...... دوسری جگہ فرمایا ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ [انعام: ۲۸] یعنی جھوٹے ہیں، اگر دنیا کی طرف لوٹائے جائیں پھر وہی شرارتیں کریں۔ اُن کی طبیعت کی افتاد ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ شیطان کے اغواء کو قبول کر لیں اور اللہ کی رحمت سے دور بھاگیں۔ بیشک ہم کو قدرت تھی چاہتے تو ایک طرف سے تمام آدمیوں کو زبردستی اُسی راہ ہدایت پر قائم رکھتے جس کی طرف انسان کا دل فطرتاً رہنمائی کرتا ہے، لیکن اِس طرح سب کو ایک ہی طور وطریق اختیار کرنے کے لیے مضطر کر دینا حکمت کے خلاف تھا، جس کا بیان کئی جگہ پہلے ہو چکا ہے۔ لہٰذا وہ بات پوری ہونی تھی جو ابلیس کے دعوے ﴿لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝﴾ [ص: ۸۲، ۸۳] کے جواب میں فرمائی تھی ﴿فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ [ص: ۸۴، ۸۵] معلوم ہوا کہ یہاں جن وانس سے مراد وہی شیاطین اور ان کے اَتباع ہیں۔

فائدہ: [۱۶] ...... ہم نے بھی تم کو بھلا دیا، یعنی کبھی رحمت سے یاد نہیں کیے جاؤ گے۔ آگے مجرمین کے مقابلہ میں مومنین کا حال ومآل بیان فرماتے ہیں۔

فائدہ: [۱۷] اللہ والوں کی شان: ...... یعنی خوف وخشیت اور خشوع وخضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں، زبان سے اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں، دل میں کبر وغرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے جو آیات اللہ کے سامنے جھکنے سے مانع ہو۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۱۶

جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے ف۱۸ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے ف۱۹ اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۷ اَفَمَنْ كَانَ

سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو کرتے تھے ف۲۰ بھلا ایک جو

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ

ہے ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے نہیں برابر ہوتے ف۲۱ سو وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے کام بھلے تو ان کے لئے

جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ

باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے ف۲۲ اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے سو ان کا گھر ہے آگ جب چاہیں

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹا دیئے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

کرتے تھے ف۲۳ اور البتہ چکھائیں گے ہم ان کو تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں ف۲۴

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع۱۱/۱۵

اور کون بے انصاف زیادہ اس سے جس کو سمجھایا گیا اس کے رب کی باتوں سے، پھر ان سے منہ موڑ گیا ف۲۵ مقرر ہم کو ان گناہ گاروں سے بدلہ لینا ہے ف۲۶

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾

اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے ف۲۷ اور کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۟ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور کیے ہم نے ان میں پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے ف۲۸ اور رہے ہماری باتوں پر یقین کرتے ف۲۹

فائدہ: [۱۸] لذت کو چھوڑنا:...... یعنی میٹھی نیند اور نرم بستروں کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، مراد تہجد کی نماز ہوئی، جیسا کہ حدیث صحیح میں مذکور ہے۔ اور بعض نے صبح کی یا عشاء کی نماز یا مغرب وعشاء کے درمیان کی نوافل مراد لی ہیں، گو الفاظ میں اس کی گنجائش ہے، لیکن راجح وہی پہلی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۹] ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اللہ سے لالچ اور ڈر برا نہیں، دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے۔ ہاں! اگر کسی اور کے خوف ورجاء سے بندگی کرے تو ریاء ہے، کچھ قبول نہیں۔

فائدہ: [۲۰] اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے لئے عجیب وغریب نعمتیں جنت میں چھپائی ہیں:...... جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر انہوں نے بے ریا عبادت کی، اُس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں، اُن کی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں، جس وقت دیکھیں گے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں وہ چیز چھپا رکھی ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ کسی بشر کے دل میں گذری۔

تنبیہ: ...... سرسید وغیرہ نے اس حدیث کو لے کر جنت کی نعمائے جسمانی کا انکار کیا ہے۔ میرا ایک مضمون "ہدیہ سنیہ" کے نام سے چھپا

ہے، اس میں جواب دیکھ لیا جائے۔

فائدہ:[۲۱] اچھے برے برابر نہیں ہونگے:...... اگر ایک ایمان دار اور بے ایمان کا انجام برابر ہو جائے تو سمجھو خدا کے ہاں بالکل اندھیر ہے۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۲۲]...... یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کے عمل جنت کی مہمانی کا سبب بن جائیں گے۔

فائدہ:[۲۳] جہنمیوں کے ساتھ سلوک:...... کبھی کبھی آگ کے شعلے جہنمیوں کو دروازہ کی طرف پھینکیں گے، اُس وقت شاید نکلنے کا خیال کریں۔ فرشتے پھر اُدھر ہی دھکیل دیں گے کہ جاتے کہاں ہو، جس چیز کو جھٹلاتے تھے ذرا اُس کا مزہ چکھو (اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِي مِنَ النَّارِ وَاَجِرْنِي مِنْ غَضَبِكَ)

فائدہ:[۲۴]...... یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں ذرا کم درجہ کا عذاب بھیجیں گے، تا جسے رجوع کی توفیق ہو ڈر کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے۔ کم درجہ کا عذاب یہی دنیا کے مصائب، بیماری، قحط، قتل، قید، مال، اولاد وغیرہ کی تباہی، وغیرہ۔

فائدہ:[۲۵]...... یعنی سمجھنے کے بعد پھر گیا۔

فائدہ:[۲۶] حضرت ﷺ کو تسلی:...... جب تمام گناہ گاروں اور ظالم مجرموں سے بدلہ لینا ہے تو یہ اُظلم کیوں کر بچ سکتے ہیں؟ آگے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کے ظلم و اعراض سے دل گیر نہ ہوں۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی تھی جس سے بنی اسرائیل کو ہدایت ہوئی اور اُس کی پیروی کرنے والوں میں بڑے بڑے دینی پیشوا اور امام ہو گزرے۔ آپ کو بھی بلاشبہ اللہ کی طرف سے عظیم الشان کتاب ملی ہے، جس سے بڑی مخلوق ہدایت پائے گی اور بنی اسرائیل سے بڑھ کر آپ کی اُمت میں امام اور سردار اُٹھیں گے۔ رہے منکر، اُن کا فیصلہ حق تعالیٰ خود کرے گا۔

فائدہ:[۲۷] حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر:...... یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے، یعنی بے شک و شبہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی گئی اور آپ کو بھی اسی طرح کی کتاب ملی، اس میں کوئی دھوکا اور فریب نہیں۔ یا موسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر فرما دیا کہ تم جو موسیٰ علیہ السلام سے شب معراج میں ملے تھے، وہ سچی حقیقت ہے، کوئی دھوکا یا نظر بندی نہیں۔

فائدہ:[۲۸]...... دنیا کے شدائد اور منکرین کے جور و ستم پر۔

فائدہ:[۲۹]...... یعنی مسلمان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں اور سختیوں پر صبر کر کے اپنے کام پر جمے رہیں تو اُن کے ساتھ بھی خدا کا یہی معاملہ ہوگا، چنانچہ ہوا اور خوب ہوا۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝٢٥ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

تیرا رب جو ہے وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ف ۳۰ کیا ان کو راہ نہ سوجھی اس بات

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ

سے کہ کتنی غارت کر ڈالیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں بہت نشانیاں ہیں

اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢٦ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ

کیا وہ سنتے نہیں ف ۳۱ کیا دیکھا نہیں انہوں نے کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف ف ۳۲ پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ

مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَ اَنۡفُسُهُمۡ ؕ اَفَلَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هٰذَا الۡفَتۡحُ اِنۡ کُنۡتُمۡ

کھاتے ہیں اس میں سے انکے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں ف۳۳ اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ فیصلہ اگر تم

صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۸﴾ قُلۡ یَوۡمَ الۡفَتۡحِ لَا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِیۡمَانُهُمۡ وَ لَا هُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۲۹﴾

سچے ہو ف۳۴ تو کہہ کر فیصلہ کے دن کام نہ آئے گا منکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی ف۳۵

فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَ انۡتَظِرۡ اِنَّهُمۡ مُّنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۳۰﴾ ع ۸/۱۶

سو تو خیال چھوڑ ان کا اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ف۳۶

فائدہ:[۳۰] دوٹوک فیصلہ قیامت کے دن ہوگا:...... یعنی اہلِ حق اور منکرین کے درمیان دوٹوک اور عملی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ہاں! دنیا میں بھی کئی مثالیں ایسی دکھلائی جاچکی ہیں کہ آدمی اُنہیں دیکھ کر سمجھ اور عبرت حاصل کرسکتا ہے۔ کیا عاد وثمود کی بستیوں کے تباہ شدہ کھنڈر اور نشان اِن منکروں نے نہیں دیکھے؟ جن پر شام وغیرہ کے سفر میں اِن کا گذر ہوتا رہتا ہے۔ اور کیا اُن کی ہلاکت کی داستانیں نہیں سنیں؟ مقام تعجب ہے کہ وہ چیزیں دیکھنے اور سننے کے بعد بھی اُن کو تنبہ نہ ہوا اور نجات وفلاح کا راستہ نظر نہ آیا۔

فائدہ:[۳۱]...... یعنی نہروں اور دریاؤں کا پانی یا بارش کا۔

فائدہ:[۳۲] ارضِ جرز سے مراد:...... "ارضِ جرز" سے ہر ایک خشک زمین جو نباتات سے خالی ہو مراد ہے۔ بعض نے خاص سرزمین مصر کو اس کا مصداق قرار دیا ہے اور ﴿نَسُوۡقُ الۡمَآءَ﴾ سے دریائے نیل کا پانی مراد لیا ہے، اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں، کما نبہ علیہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔

فائدہ:[۳۳] قدرت الٰہیہ کے نشانات کا تقاضا:...... یعنی ان نشانات کو دیکھ کر چاہیے تھا کہ حق تعالیٰ کی قدرت اور رحمت وحکمت کے قائل ہوتے اور سمجھتے کہ اِسی طرح مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈال دینا بھی اُس کے لیے کچھ دشوار نہیں۔ نیز اللہ کی نعمتوں کے جان ودل سے شکر گذار بنتے۔

فائدہ:[۳۴] منکرین کا قیامت کو مستبعد سمجھنا:...... پہلے فرمایا تھا کہ ان کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا۔ اُس پر منکرین کہتے ہیں کہ قیامت قیامت کیے جاتے ہو، اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ دن کب آچکے گا؟ مطلب یہ ہے کہ خالی دھمکیاں ہیں، قیامت وغیرہ کچھ بھی نہیں۔

فائدہ:[۳۵] دنیا میں موقع ہے سُدھیرنے کا، قیامت میں موقع نہ ملے گا:...... یعنی ابھی موقع ہے کہ اللہ ورسول کے کہنے پر یقین کرو اور اُس دن سے بچنے کی تیاری کرلو، ورنہ اُس کے پہنچ جانے پر نہ ایمان لانا کام دے گا، نہ سزا میں ڈھیل ہوگی اور نہ مہلت ملے گی کہ آئندہ چال چلن درست کرکے حاضر ہوجاؤ۔ اس وقت کی مہلت کو غنیمت سمجھو، استہزاء وتکذیب میں رائیگاں مت کرو۔ جو گھڑی آنے والی ہے یقیناً آکر رہے گی، کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، پھر یہ کہنا فضول ہے کہ کب آئے گی اور کب فیصلہ ہوگا؟

فائدہ:[۳۶] آپ ﷺ کو اپنا کام کیے جانے کی تلقین:...... یعنی جو ایسے بے فکرے اور بے حس ہیں کہ باوجود انتہائی مجرم اور مستوجب سزا ہونے کے فیصلہ اور سزا کے دن کا مذاق اڑاتے ہیں، اُن کے راہِ راست پر آنے کی کیا توقع ہے؟ لہٰذا آپ فرضِ دعوت وتبلیغ ادا کرنے کے بعد ان کا خیال چھوڑیئے اور اِن کی تباہی کے منتظر رہئے، جیسے وہ اپنے زعم میں معاذ اللہ آپ کی تباہی کے منتظر ہیں۔

تمت سورۃ السجدۃ ولله الحمد والمنۃ۔

ایاتها ۷۴ ۳۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ رکوعاتها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ① وَّاتَّبِعْ

اے نبی ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغا بازوں کا مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا اور چل

مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ② وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى

اسی پر جو حکم آئے تجھ کو تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور بھروسہ رکھ اللہ پر اور اللہ کافی ہے

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ

ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں کسی مرد کے دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو جن

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ

کو ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے

بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سجھاتا ہے راہ ف۲ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے یہی

اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں ف۳ پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں ف۴ اور گناہ نہیں تم پر

جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤

جس چیز میں چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۵

فائدہ: [۱] **مشرکین سے اعراض کرتے ہوئے اپنا کام کرنے کا حکم:**...... یعنی جیسے اب تک معمول رہا ہے، آئندہ بھی ہمیشہ ایک اللہ سے ڈرتے رہئے اور کافروں اور منافقوں کا کبھی کہنا مانیے۔ یہ سب مل کر خواہ کتنا ہی بڑا جتھا بنالیں، سازشیں کریں، جھوٹے مطالبات

منوانا چاہیں، عیارانہ مشورے دیں، اپنی طرف جھکانا چاہیں، آپ اصلاً پرواہ نہ کیجیے اور خدا کے سوا کسی کا ڈر پاس نہ آنے دیجیے۔ اُسی اکیلے پروردگار کی بات مانیے، اُسی کے آگے جھکیے خواہ ساری مخلوق اکٹھی ہو کر آجائے، اُس کے خلاف ہرگز کسی کی بات نہ سنیں۔ اللہ تعالیٰ سب احوال کا جاننے والا ہے۔ وہ جس وقت جو حکم دے گا نہایت حکمت اور خبرداری سے دے گا، اُسی میں تمہاری اصلی بہتری ہوگی۔ جب اُس کے حکم پر چلتے رہو گے اور اُسی پر بھروسہ رکھو گے تمہارے سب کام اپنی قدرت سے بنادے گا۔ تنہا اُسی کی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے۔ جو سارے دل سے اُس کا ہو رہا دوسری طرف دل نہیں لگا سکتا۔ دوسرا دل ہو تو دوسری طرف جائے، لیکن ع

سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا، اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانا، اور پیغمبر کو صرف اللہ پر بھروسہ ہے، اُس سے زیادہ دانا کون۔''

فائدہ:[۲] انسان کی دو مائیں یا دو باپ نہیں ہو سکتے:......یعنی جس طرح ایک آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں، ایسے ہی ایک شخص کی حقیقتاً دو مائیں یا ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے۔ جاہلیت کے زمانہ میں کوئی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو ساری عمر کے لیے اُس سے جدا ہو جاتی، گویا اس لفظ سے وہ حقیقی ماں بن گئی۔ اور کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو سچ مچ بیٹا سمجھا جاتا تھا اور سب احکام اُس پر بیٹے کے جاری ہوتے تھے۔ قرآن کریم نے اس لفظی و مصنوعی تعلق کو حقیقی اور قدرتی تعلق سے جدا کرنے کے لیے اِن رسوم و مفروضات کی بڑی شدومد سے تردید فرمائی۔ اس نے بتلایا کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے اگر واقعی وہ ماں بن جاتی ہے تو کیا یہ دو ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے؟ ایک وہ جس نے اوّل جنا تھا، اور دوسری یہ جس کو ماں کہہ کر پکارتا ہے۔ اسی طرح کسی نے زید کو بیٹا بنالیا تو ایک باپ تو اس کا پہلے موجود تھا جس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، کیا واقعی اب یہ ماننا چاہیے کہ یہ دو باپوں سے الگ الگ پیدا ہوا ہے؟ جب ایسا نہیں تو حقیقی ماں باپ اور اولاد کے احکام اِن پر جاری نہیں کیے جاسکتے۔ چنانچہ بیوی کو ماں کہنے کا حکم سورۂ مجادلہ (آیت:۳) میں آئے گا۔ اور لے پالک (منہ بولے بیٹے) کا حکم آگے بیان ہوتا ہے۔ ان دو باتوں کے ساتھ تیسری بات (بطور تمہید و تشریح کے) یہ بھی سنادی کہ ایسی باتیں زبان سے کہنے کی بہتیری ہیں جن کی حقیقت واقع میں وہ نہیں ہوتی جو الفاظ میں ادا کی جاتی ہے، جیسے کسی غیر مستقل مزاج یا دوغلے آدمی کو یا کسی قوی الحفظ اور قوی القلب کو یا ایسے شخص کو جو ایک وقت میں دو مختلف چیزوں کی طرف متوجہ ہو کہہ دیتے ہیں کہ اس کے دو دل ہیں، حالانکہ سینہ چیر کر دیکھا جائے تو ایک ہی دل نکلے گا۔ اسی طرح ماں کے علاوہ کسی کو ماں یا باپ کے سوا کسی کو باپ یا بیٹے کے سوا کسی کو بیٹا کہہ دینے سے واقع میں وہ نسبت ثابت نہیں ہو جاتی جو بدون ہمارے زبان سے کہے قدرت نے قائم کردی ہے۔ لہٰذا مصنوعی اور حقیقی تعلقات میں خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔

فائدہ:[۳] اپنے اصل باپ کی طرف نسبت کی جائے:......یعنی ٹھیک انصاف کی بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اُس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے، کسی نے ''لے پالک'' بنالیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن گیا۔ یوں شفقت و محبت سے کوئی کسی کو مجازاً بیٹا یا باپ کہہ کر پکار لے وہ دوسری بات ہے۔ غرض یہ ہے کہ نسبی تعلقات اور اُن کے احکام میں اشتباہ و التباس واقع نہ ہونے پائے۔ ابتدائے اسلام میں نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کر کے متبنّٰی کرلیا تھا، چنانچہ دستور کے موافق لوگ انہیں زید بن محمد (ﷺ) کہہ کر پکارنے لگے، جب یہ آیت نازل ہوئی، سب زید بن حارثہ کہنے لگے۔

فائدہ:[۴]......یعنی اگر باپ معلوم نہ ہو تو بہرحال تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں، ان ہی القاب سے یاد کرو، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ''اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔''

فائدہ:[۵] بھول چوک معاف ہے:......یعنی بھول کر یا نادانستہ اگر غلط کہہ دیا کہ فلاں کا بیٹا فلاں، وہ معاف ہے، بھول چوک کا گناہ کسی چیز میں نہیں، ہاں! ارادہ کا ہے، اس میں بھی اللہ چاہے تو بخش دے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے ف۶ اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں ف۷ اور قرابت والے ایک دوسرے سے

اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ

لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے

مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۞ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

احسان ف۸ یہ ہے کتاب میں لکھا ہوا ف۹ اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا قرار اور تجھ سے

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۞

اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار ف۱۰

لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کے لیے دردناک عذاب ف۱۱ اے ایمان والو

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ

یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر فوجیں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے

تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۞

نہیں دیکھیں ف۱۲ اور ہے اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھنے والا ف۱۳

ع۱۸

فائدہ: [۶] **مومن کے لئے نبی کی حیثیت وقربت:** ......مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اُس نورِ اعظم کی جو آفتابِ نبوت سے پھیلتا ہے۔ آفتاب نبوت پیغمبر ﷺ ہوئے۔ بنا بریں مومن (من حیث ہو مومن) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لیے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے، اور اگر اس روحانی تعلق کی بنا پر کہہ دیا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بہ منزلہ باپ کے بلکہ اُس سے بھی بہ مراتب بڑھ کر ہے تو بالکل بجا ہوگا۔ چنانچہ سنن ابی داود میں: "اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ" اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرات میں آیت ہذا ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾ الآیۃ کے ساتھ "وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ" کا جملہ اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ باپ بیٹے کے تعلق میں غور کرو تو اس کا حاصل یہ ہی نکلے گا کہ بیٹے کا جسمانی وجود باپ کے جسم سے نکلا ہے اور باپ کی تربیت وشفقتِ طبعی اوروں سے بڑھ کر ہے، لیکن نبی اور اُمتی کا تعلق کیا اس سے کم ہے؟ یقیناً امتی کا ایمانی وروحانی وجود نبی کی روحانیتِ کبریٰ کا ایک پرتو اور ظل ہوتا ہے، اور جو شفقت وتربیت نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے، ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔ باپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی عارضی حیات عطا فرمائی تھی، لیکن نبی کے طفیل ابدی اور دائمی حیات ملتی ہے۔ نبی کریم ﷺ ہماری وہ ہمدردی اور خیر خواہانہ شفقت و

تربیت فرماتے ہیں جو خود ہمارا نفس بھی اپنی نہیں کرسکتا۔ اسی لیے پیغمبر کو ہماری جان و مال میں تصرف کرنے کا وہ حق پہنچتا ہے جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "نبی نائب ہے اللہ کا، اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں اور اگر نبی حکم دے دے تو فرض ہو جائے۔" ان ہی حقائق پر نظر کرتے ہوئے احادیث میں فرمایا کہ تم میں کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک باپ، بیٹے اور سب آدمیوں بلکہ اس کی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

فائدہ: [۷] عزت و احترام میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مومنین کی مائیں ہیں: ......یعنی دینی مائیں ہیں تعظیم و احترام میں اور بعض احکام میں جو ان کے لیے شریعت سے ثابت ہوں، کل احکام میں نہیں۔

فائدہ: [۸] وراثت صرف ورثاء کے لئے ہے: ......حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا، بھائی بندوں سے ٹوٹے، آپ نے ان مہاجرین اور انصار مدینہ میں سے دو دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا تھا۔ بعدہ مہاجرین کے دوسرے قرابت دار مسلمان ہو گئے تب فرمایا کہ قدرتی رشتہ ناتا اس بھائی چارہ سے مقدم ہے۔ میراث وغیرہ رشتہ ناتے کے موافق تقسیم ہوگی، ہاں! سلوک احسان اُن رفیقوں سے بھی کیے جاؤ۔

فائدہ: [۹] ......یعنی قرآن میں یہ حکم ہمیشہ کو جاری رہا یا تورات میں بھی ہوگا، یا "کتاب" سے "لوحِ محفوظ" مراد ہو۔

فائدہ: [۱۰] میثاق کی وضاحت: ......یعنی یہ قول و قرار کہ ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرے گا اور دین کے قائم کرنے اور حق تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا، "آل عمران" (آیت: ۸۲) میں اس میثاق کا ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اوپر پیغمبر کے حق میں فرمایا تھا کہ مومنین پر اُن کی جان سے زیادہ تصرف رکھتا ہے، یہاں اشارہ کر دیا کہ یہ درجہ نبیوں کو اس لیے ملا کہ اُن پر محنت (اور ذمہ داری بھی) سب سے زیادہ ہے۔ اکیلے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجاء نہ رکھنا۔" پیغمبروں کے سوا کس کا کام ہوسکتا ہے؟ یہ پانچ پیغمبر جن کے نام یہاں خصوصیت سے لیے اولوالعزم پیغمبر کہلاتے ہیں۔ اُن کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے رہے گا۔ ان میں پہلے نام لیا ہمارے نبی کا، حالانکہ عالم شہادت میں آپ کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے، مگر درجہ میں آپ سب سے پہلے ہیں، اور وجود بھی آپ کا عالمِ غیب میں سب سے مقدم ہے، کما ثبت فی الحدیث۔

فائدہ: [۱۱] ......یعنی قول و قرار کے مطابق اُن پیغمبروں کی زبانی اپنے احکام خلق کو پہنچائے اور حجت تمام کر دے، تب ہر ایک سے پوچھ پاچھ کرے گا، تاکہ سچوں کا سچائی پر قائم رہنا ظاہر ہو اور منکروں کو سچائی سے انکار کرنے پر سزا دی جائے۔ آگے جنگِ احزاب کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے سچے پیغمبر اور مومنین اور اُن کے بالمقابل جھوٹے منافقوں اور منکروں کے کچھ احوال اور اُن کے ظاہری ثمرات و نتائج ذکر کیے ہیں۔

فائدہ: [۱۲] ......یعنی فرشتوں کی فوجیں جو کفار کے دلوں میں رعب ڈال رہی تھیں۔

فائدہ: [۱۳] جنگ احزاب اور خندق کا قصہ: ......ہجرت کے چوتھے پانچویں سال یہود بنی نضیر جو مدینہ سے نکالے گئے تھے (اُس کا ذکر سورہ حشر (آیت: ۲) میں آئے گا) ہر قوم میں پھرے۔ اور اُبھار اُکسا کر قریش مکہ، بنی فزارہ اور غطفان وغیرہ قبائل عرب کی متحدہ طاقت کو مدینہ پر چڑھا لانے میں کامیاب ہو گئے۔ تقریباً بارہ ہزار کا لشکر جرار پورے ساز و سامان سے آراستہ اور طاقت کے نشہ میں چور تھا، یہود "بنی قریظہ" جن کا ایک مضبوط قلعہ مدینہ کی شرقی جانب تھا، پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کیے ہوئے تھے۔ نضیری یہود کی ترغیب و ترہیب سے آخر کار وہ بھی معاہدات کو بالائے طاق رکھ کر حملہ آوروں کی مدد کے لیے کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں کی جمعیت کل تین ہزار تھی، جن میں ایک بڑی تعداد اُن دغاباز منافقوں کی تھی جو سختی کا وقت آنے پر جھوٹے حیلے بہانے کر کے میدانِ جنگ سے کھسکنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا۔ آخر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہر کے گرد جدھر سے حملہ کا اندیشہ تھا خندق کھودی گئی۔ سخت جاڑے کا موسم تھا، غلہ کی گرانی تھی، بھوک کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ مگر

عشقِ الٰہی کے نشہ میں سرشار سپاہی اور اُن کے سالارِ اعظم اُس سنگلاخ زمین کی کھدائی میں حیرت انگیز قوت اور ہمت مردانہ کے ساتھ مشغول تھے۔ مجاہدین پتھریلی زمین پر کدال مارتے، اور کہتے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

ادھر سرکارِ محمدی سے جواب ملتا:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَة
فاغفِر لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة

خندق تیار ہوگئی تو اسلامی لشکر نے دشمن کے مقابل مورچے جما دیئے۔ تقریباً بیس پچیس روز تک دونوں فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں، درمیان میں خندق حائل تھی، باوجود کثرت تعداد کے کفار سے بن نہ پڑا کہ شہر پر عام حملہ کردیتے۔ البتہ دور سے تیراندازی ہوتی رہی اور گاہ بہ گاہ فریقین کے خاص خاص افراد میدانِ مبارزہ میں بھی دو دو ہاتھ دکھانے لگتے تھے۔ مشرکین اور یہود بنی قریظہ کے درمیان مسلمانوں کی جمعیت محصورین کی حیثیت رکھتی تھی، تاہم اُنہوں نے سب عورتوں بچوں کو شہر کی مضبوط و محفوظ حویلیوں میں پہنچا کر خود بڑی پامردی اور استقامت کے ساتھ شہر کی حفاظت و مدافعت کا فرض انجام دیا۔ آخرکار نعیم ابن مسعود الاشجعی رضی اللہ عنہ کی ایک عاقلانہ اور لطیف تدبیر سے مشرکین اور یہود بنی قریظہ میں پھوٹ پڑگئی، اُدھر کفار کے دلوں کو خدا تعالیٰ کا غیر مرئی لشکر مرعوب کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے ایک رات سخت خوفناک جھکڑ ہوا کا چلا دیا۔ پروا ہوا [بادِ مشرق] سے ریت اور سنگریزے اُڑ کر کفار کے منہ پر لگتے تھے، اُن کے چولھے بجھ گئے، دیگچے زمین پر جا پڑے، کھانے پکانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ ہوا کے زور سے خیمے اکھڑ گئے، گھوڑے چھوٹ کر بھاگ گئے، لشکر پریشان ہوگیا، سردی اور اندھیری ناقابل برداشت بن گئی، آخر ابوسفیان نے جن کے ہاتھ میں تمام لشکروں کی اعلیٰ کمان تھی، طبلِ رحیل بجا دیا۔ ناچار سب اُٹھ کر بے نیل و مرام واپس چل دیئے: ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا﴾ [احزاب: ۲۵] یہ جنگ ''احزاب'' کہلاتی ہے اور ''جنگِ خندق'' بھی کہتے ہیں۔ سخت جاڑے کے موسم اور فاقہ کشی کی حالت میں خندق کھودنا اور اتنے دشمنوں کے بیچ میں گھر کر لڑائی لڑنا یہ وہ حالات تھے جن میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت قدم رہے۔ اسی جنگ میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب آئندہ ہم کفار پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے، چنانچہ یہی ہوا۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ

جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے ف ۱۴ اور جب بدلنے لگیں آنکھیں ف ۱۵ اور پہنچے دل گلوں تک ف ۱۶

الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۞ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۞

اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں ف ۱۷ وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑجھڑائے گئے زور کا جھڑجھڑانا ف ۱۸

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۞

اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ف ۱۹

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ

اور جب کہنے لگی ایک جماعت ان میں اے یثرب والو۲۰ تمہارے لیے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا ایک فرقہ ان میں

مع ۱۰ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ⑬

نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا۲۱

فَائِدَة: [۱۴]......یعنی مدینہ کی شرقی جانب سے جواونچی ہے اور غربی جانب سے جو نیچی ہے۔

فَائِدَة: [۱۵] وحشت کا عالم:......یعنی دہشت وحیرت سے آنکھیں پھرنے لگیں اور لوگوں کے تیور بدلنے لگے۔ دوستی جتانے والے لگے آنکھیں چرانے۔

فَائِدَة: [۱۶]......یعنی خوف دہراس سے دل دھڑک رہے تھے، گویا اپنی جگہ سے اٹھ کر گلے میں آ لگے۔

فَائِدَة: [۱۷] اٹکلیں اور اندیشے:......یعنی کوئی کچھ سمجھتا تھا، کوئی کچھ اٹکلیں لڑا رہا تھا۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ اس مرتبہ اور سخت آزمائش آئی، دیکھئے کیا صورت پیش آئے۔ کچے ایمان والوں نے خیال کیا کہ بس جی اب کی بار نہیں بچیں گے۔ منافقین کا تو پوچھنا ہی کیا؟ آگے ان کے مقولے آرہے ہیں۔

فَائِدَة: [۱۸]......حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ اس کا مفصل قصہ حدیث میں پڑھو تو اس جھڑ جھڑانے کی کیفیت کا کچھ اندازہ ہو، یہاں ترجمہ کی گنجائش نہیں۔

فَائِدَة: [۱۹] منافقین کے اعتراضات:......بعض منافق کہنے لگے کہ پیغمبر صاحب کہتے تھے کہ میرا دین مشرق ومغرب میں پھیلے گا اور فارس، روم، صنعاء کے محلات مجھ کو دیئے گئے، یہاں تو مسلمان قضائے حاجت کو بھی نہیں نکل سکتے۔ وہ وعدے کہاں ہیں؟ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کو چاہیے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولیں۔''

فَائِدَة: [۲۰] یثرب اور مدینہ:......''یثرب'' مدینہ طیبہ کا پرانا نام تھا، حضور ﷺ کی تشریف آوری سے ''مدینۃ النبی'' ہوگیا۔

فَائِدَة: [۲۱] منافقین کے حیلے بہانے:......یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں؟ سب لشکر سے جدا ہو کر گھر لوٹ چلو۔ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے۔ شہر میں مضبوط حویلیوں کے ناکے بند کر کے زنانے اُن میں رکھ دیئے تھے۔ یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں، کہیں چور گھس کر لوٹ نہ لیں، اور یہ محض جھوٹ بات بنائی تھی۔ غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے میدان سے بھاگ جائیں۔ چنانچہ جو اجازت لینے آیا آپ اجازت دیتے رہے، کچھ پرواہ تکثیر سواد کی نہ کی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف تین سو نفوس قدسیہ آپ کے ساتھ باقی رہ گئے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا

اور اگر شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں اور دیر نہ کریں اس میں مگر

يَسِيْرًا ⑭ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ⑮

تھوڑی ف۲۲ اور اقرار کر چکے تھے اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی پوچھ ہوتی ہے ف۲۳

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑯

تو کہہ کچھ کام نہ آئے گا تمہارے یہ بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں ف۲۴

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ

تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا چاہے تم پر مہربانی ف۲۵ اور نہ پائیں گے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ⑰ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ

اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۲۶ اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں اور کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑱ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَاِذَا جَآءَ

اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی ف۲۷ دریغ رکھتے ہیں تم سے ف۲۸ پھر جب آئے

الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا

ڈر کا وقت تو تو دیکھے ان کو کہ تکتے ہیں تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بے ہوشی موت کی پھر جب

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ

جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے ڈھکے پڑتے ہیں مال پر ف۲۹ وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے

اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ⑲ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ

ڈالے اللہ ان کے کیے کام اور یہ ہے اللہ پر آسان ف۳۰ سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی نہیں پھر گئیں اور اگر آ جائیں وہ

الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ

فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں ف۳۱ اور اگر ہوں تم میں

مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ⑳ ع ۲ ۱۲ ۱۸

لڑائی نہ کریں مگر بہت تھوڑی ف۳۲

فائدہ: [۲۲] منافقین جھوٹے: ...... یعنی جھوٹے حیلے بنا رہے ہیں۔ اگر فرض کرو یہ لوگ شہر میں ہوں اور کوئی غنیم اِدھر اُدھر سے گھس آئے، پھر ان سے مطالبہ کرے کہ دینِ اسلام چھوڑ دو جسے بظاہر یہ لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں، یا کہے کہ مسلمانوں سے لڑو اور فتنے فساد برپا کرو، اُس وقت ان کا جھوٹ صاف کھل جائے، فوراً اُن مطالبات کی تائید میں نکل پڑیں، نہ گھروں کے کھلے ہونے کا عذر کریں، نہ لٹنے کا۔ بس بات چیت کرنے اور ہتھیار اٹھا کر لانے میں جو تھوڑی دیر لگے گی اُسے مستثنیٰ کر کے ایک منٹ کا توقف نہ کریں۔ اسلام کے ظاہری دعوے سے دستبردار ہو کر فوراً فتنہ و فساد کی آگ میں کود پڑیں۔

فَائِدَہ:[۲۳]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''جنگِ اُحد کے بعد اُنہوں نے اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نہ کریں گے۔'' اس کی پوچھ اللہ کی طرف سے ہوگی کہ وہ قول و قرار کہاں گیا؟

فَائِدَہ:[۲۴] موت سے کوئی نہیں بچ سکتا:...... یعنی جس کی قسمت میں موت ہے، وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا، قضائے الٰہی ہر جگہ پہنچ کر رہے گی، اور اگر ابھی موت مقدر نہیں تو میدان سے بھاگنا بے سود ہے۔ کیا میدانِ جنگ میں سب مارے جاتے ہیں؟ اور فرض کرو بھاگنے سے بچاؤ ہی ہو گیا تو کے دن؟ آخر موت آنی ہے، اب نہیں چند روز کے بعد آئے گی اور نہ معلوم کس سختی اور ذلت سے آئے۔

فَائِدَہ:[۲۵] اللہ تعالیٰ پر توکل کا حکم:...... یعنی اللہ کے ارادے کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی، نہ کوئی تدبیر اور حیلہ اُس کے مقابلہ میں کام دے سکتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اُسی پر توکل کرے اور ہر حالت میں اُسی کی مرضی کا طلب گار رہے، ورنہ دنیا کی برائی بھلائی یا سختی نرمی تو یقیناً پہنچ کر رہے گی، پھر اُس کے راستہ میں بزدلی کیوں دکھائے اور وقت پر جان کیوں چرائے؟ جو عاقبت خراب ہو اور دنیا کی تکلیف ہٹ نہ سکے۔

فَائِدَہ:[۲۶]...... یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو، اگر اللہ حکم دے تو مسلمان اب تم کو قتل کر ڈالیں۔

فَائِدَہ:[۲۷] منافقین کی پیچھے رہنے اور رکھنے کی عادت:...... یعنی ظاہری وضع داری اور دکھاوے کو شرما شرمی کبھی میدان میں آ کھڑے ہوتے ہیں، ورنہ عموماً گھروں میں بیٹھے عیش اُڑاتے اور اپنی برادری کے لوگوں کو بھی جو سچے مسلمان ہیں جہاد میں آنے سے روکتے رہتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۲۸] منافقین مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں:...... یعنی مسلمانوں کا ساتھ دینے سے دریغ رکھتے ہیں اور ہر قسم کی ہمدردی و بہی خواہی سے بخل ہے۔ ہاں! غنیمت کا موقع آئے تو حرص کے مارے چاہیں کہ کسی کو کچھ نہ ملے، سارا مال ہم ہی سمیٹ کر لے جائیں، اسی احتمال پر لڑائی میں قدرے شرکت بھی کر لیتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۲۹] منافقین کی حرص اور باتیں بنانا:...... یعنی آڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں، ڈر کے مارے جان نکلتی ہے، اور فتح کے بعد آ کر باتیں بناتے اور سب سے زیادہ مردانگی جتاتے ہیں اور مالِ غنیمت پر مارے حرص کے گرے پڑتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق طعن و تشنیع سے زبان درازی کرتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۳۰] ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہے:...... یعنی جب اللہ و رسول ﷺ پر ایمان نہیں تو کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جہاں حبطِ اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہے، یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے اور یہ بات بھاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کر دے، لیکن اس لیے بھاری نہیں رہتی کہ خود عمل ہی کے اندر ایسی خرابی چھپی ہوتی ہے جو کسی طرح اُس کو درست نہیں ہونے دیتی، جیسے بے ایمان کا عمل کہ ایمان شرط اور روح ہے ہر عمل کی، بدون اس کے عمل مردہ ہے، پھر قبول کس طرح ہو؟ کافر کتنی ہی محنت کرے سب اکارت ہے۔

فَائِدَہ:[۳۱] ڈرپوک منافق:...... یعنی کفار کی فوجیں ناکامیاب واپس جا چکیں، لیکن اِن ڈرپوک منافقوں کو ان کے چلے جانے کا یقین نہیں آتا۔ اور فرض کیجیے! کفار کی فوجیں پھر لوٹ کر حملہ کر دیں تو ان کی تمنا یہ ہوگی کہ اب وہ شہر میں بھی نہ ٹھہریں، جب تک لڑائی رہے کسی گاؤں میں رہنے لگیں اور وہیں دور بیٹھے آنے جانے والوں سے پوچھ لیا کریں کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ لڑائی کا نقشہ کیسا ہے؟

فَائِدَہ:[۳۲]...... یعنی باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتائیں اور لڑائی میں زیادہ کام نہ دیں، محض مجبوری کو برائے نام شرکت کریں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ

تمہارے لیے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لیے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ

كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۙ قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللهُ

کو بہت سا ۳۳ اور جب دیکھیں مسلمانوں نے فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے

وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا

اور رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا یقین اور اطاعت کرنا ۳۴ ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا

اللهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ

اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ۳۵ تا کہ بدلے

اللهُ الصّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللهَ كَانَ

دے اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے یا توبہ ڈالے ان کے دل پر بے شک

غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللهُ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ ہے بخشنے والا مہربان ۳۶ اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی ۳۷ اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے

الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾

مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زورآور زبردست ۳۸

فائدہ:[۳۳] آنحضرت ﷺ کی ثابت قدمی:......یعنی پیغمبر کو دیکھو، ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتے ہیں، حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ اور فکر اُن ہی پر ہے، مگر مجال ہے پائے استقامت ذرا جنبش کھا جائے۔ جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں، اُنکے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ چاہئے کہ ہر معاملہ، ہر ایک حرکت وسکون اور نشست و برخاست میں ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور ہمت واستقلال وغیرہ میں اُن کی چال سیکھیں۔

فائدہ:[۳۴] مخلص اور سچے مسلمانوں کی ثابت قدمی اور اطاعت شعاری:......یعنی پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے اُن کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ و رسول ﷺ کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو وہی منظر ہے جس کی خبر اللہ ورسول ﷺ نے پہلے سے دے رکھی تھی، اور جس کے متعلق ان کا وعدہ ہو چکا تھا، جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا: ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۤءُ وَالضَّرَّاۤءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۗ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ [بقرہ: ۲۱۴] اور سورہ ص میں جو مکیہ ہے فرمایا تھا: ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ﴾ [ص: ۱۱]

فائدہ:[۳۵] منافقین پیچھے ہٹ گئے مگر مسلمانوں نے وعدہ وفا کیا:......یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا پچھلے رکوع میں گزر چکا: ﴿وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ﴾ [الأحزاب:۱۵] اُسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدانِ جنگ سے ہٹ گئے۔ اُن کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھلایا۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر ﷺ کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ اللہ ورسول ﷺ کو جو زبان دے چکے تھے، پہاڑ کی طرح اُس پر جمے رہے۔ اُن میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے، یعنی جہاد ہی میں جان دے دی، جیسے شہدائے بدر واُحد، جن میں سے حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے اور بہت مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کیساتھ موت فی سبیل اللہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا مرتبہ نصیب ہو۔ بہر حال دونوں قسم کے مسلمانوں نے (جو اللہ کی راہ میں جان دے چکے، اور جو مشتاقِ شہادت ہیں) اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں بدلے۔

فائدہ:......حدیث میں نبی کریم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔" (یہ ان میں سے ہے جو اپنا ذمہ پورا کر چکے) گویا اُن کو اسی زندگی میں شہید قرار دے دیا۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو جنگِ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ پر تیر روکتے رہے، حتیٰ کہ ہاتھ شل ہو کر رہ گیا۔ رضي الله تعالىٰ عنه وارضاه۔

فائدہ:[۳۶] ی:......یعنی جو عہد کے پکے اور قول وقرار کے سچے رہے، اُن کو سچ پر جمے رہنے کا بدلہ ملے اور بدعہد دغا باز منافقوں کو چاہے سزا دے اور چاہے توبہ کی توفیق دے کر معاف فرما دے، اُس کی مہربانی سے کچھ بعید نہیں۔

فائدہ:[۳۷] کفار کی ذلت ورسوائی:......یعنی کفار کا لشکر ذلت وناکامی سے پیچ وتاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان چھوڑ کر واپس ہوا، نہ فتح ملی، نہ کچھ سامان ہاتھ آیا۔ ہاں عمرو بن عبدِ وُد جیسا اُن کا نامور سوار جسے لوگ ایک ہزار سواروں کی برابر گنتے تھے، اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے کھیت رہا۔ مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار لے کر اس کی لاش ہمیں دے دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تم لے جاؤ، ہم مردوں کا ثمن کھانے والے نہیں۔

فائدہ:[۳۸] مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہیں آئی:......یعنی مسلمانوں کو عام لڑائی لڑنے کی نوبت نہ آنے دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہوا کا طوفان اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر وہ اثر پیدا کر دیا کہ کفار از خود سراسیمہ اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ اللہ کی زبردست قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے؟

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل کتاب سے ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ

کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کر لیا ۳۹ | اور تم کو دلائی ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس

تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ

پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم، اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ۴۰ | اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو

ع ۱۹

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ

دنیا کی زندگانی اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے رخصت کرنا اور اگر تم

تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے ان کے لیے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب ف۴۱

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ

اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح دونا ہو اس کو عذاب دوہرا اور ہے

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

یہ اللہ پر آسان ف۴۲

فائدہ: [۳۹] یہود بنو قریظہ کی بدعہدی اور اُن کا انجام:...... یہ یہود "بنی قریظہ" ہیں۔ مدینہ کے شرقی جانب اُن کا مضبوط قلعہ تھا اور پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیے ہوئے تھے۔ جنگ احزاب کے موقع پر حیی ابن اخطب کے اغواء سے تمام معاہدات بالائے طاق رکھ کر مشرکین کی مدد پر کھڑے ہو گئے۔ اُن میں سے بعض نے مسلمان عورتوں پر بزدلانہ حملہ کرنا چاہا، جس کا جواب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بڑی بہادری سے دیا۔ جب کفار قریش وغیرہ عاجز ہو کر چلے گئے تو "بنو قریظہ" اپنے مضبوط قلعوں میں جا گھسے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ احزاب سے فارغ ہو کر غسل وغیرہ میں مشغول تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، چہرہ پر غبار کا اثر تھا، فرمایا: یارسول اللہ! آپ نے ہتھیار اُتار دیئے؟ حالانکہ فرشتے ہنوز [ابھی تک] ہتھیار بند ہیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ "بنو قریظہ" پر حملہ کیا جائے۔ فوراً منادی ہو گئی کہ بنو قریظہ کے بدعہد یہودیوں پر چڑھائی ہے۔ نہایت سرعت کے ساتھ اسلامی فوج نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا، چوبیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا، آخر محصورین تاب نہ لا سکے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجنے شروع کیے۔ اخیر میں اُن کی طرف سے بات اس پر ٹھہری کہ ہم قلعوں سے باہر آتے ہیں اور "اَوس" کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ٹھہراتے ہیں (کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے) جو فیصلہ ہمارے حق میں حضرت سعد کر دیں گے ہم کو منظور ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قبول فرما لیا۔ قصہ مختصر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور بحیثیت ایک مسلم حکم کے فیصلہ کیا کہ بنی قریظہ کے سب جوان قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں لڑکے سب قید غلامی میں لائے جائیں اور اُنکے اموال و جائیداد کے مالک مہاجرین ہوں۔ خدا اور رسول کی مرضی اور انکی بدعہدی کی سزا یہی تھی، اور یہ فیصلہ ٹھیک اُنکی مسلمہ آسمانی کتاب "تورات" کے موافق تھا۔ چنانچہ تورات کتاب استثناء اصحاح: ۲۰، آیت: ۱۰ میں ہے "جب کسی شہر پر حملہ کرنے کے لیے تو جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے، اگر وہ صلح تسلیم کر لیں اور تیرے لیے دروازے کھول دیں تو جتنے لوگ وہاں موجود ہوں سب تیرے غلام ہو جائیں گے، لیکن اگر صلح نہ کریں تو تو اُن کا محاصرہ کر اور جب تیرا خدا تجھ کو اُن پر قبضہ دلا دے تو جس قدر مرد ہوں سب کو قتل کر دے۔ باقی بچے، عورتیں، جانور اور جو چیز شہر میں موجود ہوں سب تیرے لیے مال غنیمت ہونگے۔" اس فیصلہ کے مطابق کئی سو یہودی جوان قتل کیے گئے اور کئی سو عورتیں لڑکے قید ہوئے اور اُن کے املاک و اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔

فائدہ: [۴۰] پہلی اور دوسری زمین سے مراد:...... یہ زمین جو مدینہ کے قریب ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین پر تقسیم کر دی۔ اُن کے

گزران کا ٹھکانا ہو گیا اور انصار پر سے اُن کا خرچ ہلکا ہوا۔ اور دوسری زمین سے مراد خیبر کی زمین ہے جو اس کے دو برس بعد ہاتھ لگی، اُس سے حضرت کے سب اصحاب رضی اللہ عنہم آسودہ ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دوسری زمین مکہ کی ہے، بعض نے فارس و روم کی زمینیں مراد لی ہیں جو آپ ﷺ کے بعد خلفاءؓ کے ہاتھوں سے فتح ہوئیں، اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت تک جو زمینیں فتح کی جائیں سب اس میں شامل ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۴۱] ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا خرچہ کا مطالبہ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا قصہ:...... حضرت ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہو گئے، چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں۔ اُن میں سے بعض نے آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی کہ ہم کو مزید نفقہ اور سامان دیا جائے جس سے عیش و ترفہ کی زندگی بسر کر سکیں۔ حضرت کو یہ باتیں شاق گزریں، قسم کھالی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جائیں گے۔ مسجد کے قریب ایک بالاخانہ میں علیحدہ فروکش ہو گئے [ٹھہر گئے]۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مضطرب تھے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح یہ گتھی سلجھ جائے۔ اُنہیں زیادہ فکر اپنی اپنی صاحبزادیوں (عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما) کی تھی کہ پیغمبر کو ملول کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کر بیٹھیں۔ دونوں نے دونوں کو دھمکایا اور سمجھایا، پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ اُنس اور بے تکلفی کی باتیں کیں، آپ ﷺ قدرے منشرح ہوئے۔ ایک ماہ بعد یہ آیت تخییر اُتری، یعنی اپنی ازواج سے صاف صاف کہہ دو کہ دو راستوں میں سے ایک انتخاب کر لیں: اگر دنیا کی عیش و بہار اور امیرانہ ٹھاٹھ چاہتی ہیں تو کہہ دو کہ میرے ساتھ تمہارا نباہ نہیں ہو سکتا، آؤ کہ میں کچھ دے دلا کر (یعنی کپڑوں کا جوڑا جو مطلقہ کو دیا جاتا تھا) تم کو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں (یعنی شرعی طریقہ سے طلاق دے دوں) اور اگر اللہ و رسول کی خوشنودی اور آخرت کے اعلیٰ مراتب کی طلب ہے تو پیغمبر کے پاس رہنے میں اس کی کمی نہیں۔ جو آپ کی خدمت میں صلاحیت سے رہے گی، اللہ کے یہاں اس کے لیے بہت بڑا اجر تیار ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ جنت کے سب سے اعلیٰ مقام میں پیغمبر ﷺ کے ساتھ رہیں۔ نزولِ آیت کے بعد آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لائے ا، ول عائشہ رضی اللہ عنہا کو خدا کا حکم سنایا، اُنہوں نے اللہ و رسول کی مرضی اختیار کی، پھر سب ازواج نے ایسا ہی کیا۔ دنیا کے عیش و عشرت کا تصور دلوں سے نکال ڈالا۔ حضرت کے ہاں ہمیشہ اختیاری فقر و فاقہ رہتا تھا جو آتا، شتاب [فوراً] اُٹھا دیتے تھے، پھر قرض لینا پڑتا، اسی زندگی پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن راضی تھیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ "جو نیکی پر رہیں اُن کو بڑا ثواب ہے" حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں: ﴿اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ﴾۔ مگر حق تعالیٰ قرآن میں صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا، تا نڈر نہ ہو جائے، خاتمہ کا ڈر لگا رہے، یہی بہتر ہے۔ آگے اُن عورتوں کو خطاب ہے جو نبی کی معیت اختیار کر لیں کہ اُن کا درجہ اس نسبت کی وجہ سے بہت بلند ہے، چاہیئے کہ اُن کی اخلاقی اور روحانی زندگی اُس معیار پر ہو جو اس مقام رفیع کے مناسب ہے، کیونکہ علاوہ اُن کی ذاتی بزرگی کے وہ اُمہات المؤمنین ہیں۔ مائیں اپنی اولاد کی بڑی حد تک ذمہ دار ہوتی ہیں، لازم ہے کہ اُن کے اعمال و اخلاق اُمت کے لیے اُسوۂ حسنہ بنیں۔

فائدہ: [۴۲] بڑوں کی غلطی بھی بڑی ہوتی ہے:...... بڑے کی غلطی بھی بڑی ہوتی ہے، اگر بالفرض تم میں کسی سے کوئی بداخلاقی کا کام ہو جائے تو جو سزا اوروں کو اِس کام پر ملتی اُس سے دُگنی سزا ملے گی، اور اللہ پر یہ آسان ہے، یعنی تمہاری وجاہت اور نسبتِ زوجیت سزا دینے سے اللہ کو روک نہیں سکتی۔

............☆☆☆......الحمد اللہ اکیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر: ۲۲

الجزء ۲۲

وَمَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا لَہَا

اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے اچھے دیویں ہم اس کو اس کا ثواب دوبار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے

رِزۡقًا کَرِیۡمًا ﴿۳۱﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ

روزی عزت کی ف ۴۳ اے نبی کی عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں ف ۴۴ اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو

فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ

پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف ۴۵ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا

تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ

دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں ف ۴۶ اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی ف ۴۷ اللہ یہی چاہتا ہے

اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ وَاذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ

کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے ف ۴۸ اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں

بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالۡحِکۡمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾ ع ۴ اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمٰتِ

تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی ف ۴۹ مقرر اللہ ہے بھید جاننے والا خبردار ف ۵۰ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَالۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیۡنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیۡنَ

اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد

وَالصّٰبِرٰتِ وَالۡخٰشِعِیۡنَ وَالۡخٰشِعٰتِ وَالۡمُتَصَدِّقِیۡنَ وَالۡمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیۡنَ

اور محنت جھیلنے والی عورتیں ف ۵۱ اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں ف ۵۲ اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ

وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالۡحٰفِظِیۡنَ فُرُوۡجَہُمۡ وَالۡحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیۡنَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّالذّٰکِرٰتِ ۙ اَعَدَّ

دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا

رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا ۵۳ اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایمان دار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول

اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر ۵۴

فائدہ: [۴۳] ...... یعنی نیکی اور اطاعت پر جتنا اجر دوسروں کو ملے اُس سے دُوگنا ملے گا، اور مزید برآں ایک خاص روزی عزت کی عطا ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ بڑے درجہ کا لازمہ ہے کہ نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا۔" خود پیغمبر علیہ السلام کو فرمایا: ﴿لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ﴾ [بنی اسرائیل: ۷۵]

فائدہ: [۴۴] ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عام عورتوں کی طرح نہیں: ...... یعنی تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں کی طرح نہیں، آخر اللہ تعالیٰ نے تم کو سیّد المرسلین کی زوجیت کے لیے انتخاب فرمایا اور اُمہات المومنین بنایا، لہٰذا اگر تقویٰ وطہارت کا بہترین نمونہ پیش کرو گی، جیسا کہ تم سے متوقع ہے، اُس کا وزن اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہوگا۔ اور بالفرض کوئی بری حرکت سرزد ہو تو اسی نسبت سے وہ بھی بہت زیادہ بھاری اور قبیح سمجھی جائے گی۔ غرض بھلائی کی جانب ہو یا برائی کی عام مومنات سے تمہاری پوزیشن ممتاز رہے گی۔

فائدہ: [۴۵] غیر مردوں سے بات چیت کرنے میں احتیاط: ...... یعنی اگر تقویٰ اور خدا کا ڈر دل میں رکھتی ہو تو غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے (جس کی ضرورت خصوصاً اُمہات المومنین کو پیش آتی رہتی ہے) نرم اور دلکش لہجہ میں کلام نہ کرو۔ بلاشبہ عورت کی آواز میں قدرت نے طبعی طور پر ایک نرمی اور نزاکت رکھی ہے، لیکن پاک باز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ حتی المقدور غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب ولہجہ اختیار کریں جس میں قدرے خشونت اور روکھا پن ہو، اور کسی بدباطن کے قلبی میلان کو اپنی طرف جذب نہ کرے۔ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو اس بارہ میں اپنے مقام بلند کے لحاظ سے اور بھی زیادہ احتیاط لازم ہے، تا کوئی بیمار اور روگی دل کا آدمی بالکل اپنی عاقبت تباہ نہ کر بیٹھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہ ایک ادب سکھایا کہ کسی مرد سے بات کہو تو اُس طرح کہو جیسے ماں کہے بیٹے کو اور بات بھی بھلی اور معقول ہو۔"

فائدہ: [۴۶] زمانہ جاہلیت کی بے پردگی: ...... یعنی اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں، اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے؟ اُس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن وجمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ اُمہات المومنین کا فرض اس معاملہ میں بھی اوروں سے زیادہ مؤکد ہوگا، جیسا کہ ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۗءِ﴾ کے تحت میں گزر چکا۔ باقی کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی بنا پر بدون زیب وزینت کے مبتذل اور ناقابل اعتنا لباس میں مستتر ہو کر احیانا باہر نکلنا بشرطیکہ ماحول کے اعتبار سے فتنہ کا مظنہ نہ ہو، بلاشبہ اس کی اجازت نصوص سے نکلتی ہے اور خاص ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں بھی اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ متعدد واقعات سے اس طرح نکلنے کا ثبوت ملتا ہے، لیکن شارع کے ارشادات سے یہ بداہۃً ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقع نہ دے، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ "حجابِ شرعی" میں ہے۔ رہا ستر کا مضمون یعنی عورت کے لیے کن اعضاء کو کن مردوں کے سامنے کھلا رکھنا جائز ہے، اس کا بیان سورۂ نور میں گزر چکا۔ (آیت: ۳۱)

تنبیہ: ازواج "کو مخاطب کرنے کی وجہ: ...... جو احکام ان آیات میں بیان کئے گئے تمام عورتوں کیلئے ہیں۔ ازواج مطہرات

رضی اللہ عنہن کے حق میں چونکہ ان کا تاکد واہتمام زائد تھا، اس لیے لفظوں میں خصوصیت کے ساتھ مخاطب اُن کو بنایا گیا۔ میرے نزدیک ﴿یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ﴾ سے ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ تک ان احکام کی تمہید تھی۔ تمہید میں دوشقیں ذکر کی تھیں: ایک بے حیائی کی بات کا ارتکاب، اُس کی روک تھام ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ سے ﴿تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ﴾ تک کی گئی۔ دوسری اللہ ورسول کی اطاعت اور عمل صالح، آگے ﴿وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ﴾ سے ﴿وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾ تک اس کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ برائی کے مواقع سے بچنا اور نیکی کی طرف سبقت کرنا سب کے لیے ضروری ہے، مگر ازواج مطہرات کے لیے سب عورتوں سے زیادہ ضروری ہے۔ ان کی ہر ایک بھلائی برائی وزن میں دوگنی قرار دی گئی۔ اس تقریر کے موافق ﴿بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ﴾ کی تفسیر بھی بے تکلف سمجھ میں آگئی ہوگی۔

فائدہ:[۴۷]...... یعنی اوروں سے بڑھ کر ان چیزوں کا اہتمام رکھو، کیونکہ تم نبی سے اقرب اور اُمت کے لیے نمونہ ہو۔

فائدہ:[۴۸] **اللہ کا منشاء اہل بیت کی صفائی اور پاکیزگی:**...... یعنی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ نبی کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک وصاف کر دے اور اُن کے رُتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز وفائق ہو۔ (جس کی طرف ﴿لِیُطَهِّرَكُمْ﴾ کے بعد ﴿تَطْهِیْرًا﴾ بڑھا کر اشارہ فرمایا ہے) یہ تطہیر واذہاب رجس اُس قسم کی نہیں جو آیت وضو میں ﴿وَلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ﴾ [مائدہ:۶] سے یا "بدر" کے قصہ میں ﴿لِیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ﴾ [انفال:۱۱] سے مراد ہے، بلکہ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب نفس، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو اکمل اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں بن جاتے، ہاں محفوظ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ لفظ ﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ﴾ فرمانا اور ﴿اَرَادَ اللّٰهُ﴾ نہ فرمانا خود اس کی دلیل ہے کہ اہلِ بیت کے لیے عصمت ثابت نہیں۔

تنبیہ: اہل بیت ؓ کا مدلول:...... نظم قرآن میں تدبر کرنے والے کو ایک لمحہ کے لیے اس میں شک وشبہ نہیں ہوسکتا کہ یہاں اہل بیت کے مدلول میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن یقیناً داخل ہیں، کیونکہ آیت ہذا سے پہلے اور پیچھے پورے رکوع میں تمام تر خطابات اُن ہی سے ہوئے ہیں۔ اور ﴿بُیُوْتِ﴾ کی نسبت بھی پہلے ﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ﴾ میں اور آگے ﴿وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ﴾ میں اُن کی طرف کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی سیاق میں مستعمل ہوا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو خطاب کرتے ہوئے ملائکہ نے فرمایا: ﴿اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ﴾ [ہود: ۷۳] مطلقہ عورت باوجودیکہ نکاح سے نکل چکی مگر عدت منقضی ہونے سے پہلے بیوت کی نسبت اُسی کی طرف کی گئی، چنانچہ فرمایا ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ﴾ (طلاق:۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں "بیت" کو زلیخا کی طرف منسوب کیا ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا﴾ [یوسف: ۲۳] بہر حال اہل بیت میں اس جگہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا داخل ہونا یقینی ہے، بلکہ آیت کا خطاب اوّلاً ان ہی سے ہے، لیکن چونکہ اولاد وداماد بھی بجائے خود اہل بیت (گھروالوں) میں شامل ہیں، بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں، جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں "احق" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لے کر "اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ" وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے قریب گزرتے ہوئے "الصَّلٰوةُ اَهْلَ الْبَیْتِ ﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ﴾" ...... الخ سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور ان ہی سے تخاطب ہو رہا ہے، مگر یہ حضرات بھی بطریقِ اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلتِ تطہیر کے اہل ہیں۔ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن چونکہ خطاب قرآنی کی اوّلین مخاطب تھیں، اس لیے اُن کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

فائدہ:[۴۹] **دانائی کی باتیں سیکھنے کا حکم:**...... یعنی قرآن وسنت میں جو اللہ کے احکام اور دانائی کی باتیں ہیں، انہیں سیکھو، یاد کرو،

دوسروں کو سکھاؤ اور اللہ کے احسانِ عظیم کا شکر ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا جو حکمت کا خزانہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

فائدہ: [۵۰]...... اُس کی آیتوں میں بڑے باریک بھید اور پتے کی باتیں ہیں اور وہی جانتا ہے کہ کون اُس امانت کے اُٹھانے کا اہل ہے۔ اُس نے اپنے لطف و مہربانی سے محمد ﷺ کو وحی کے لیے اور تم کو اُن کی زوجیت کے لیے چن لیا، کیونکہ وہ ہر ایک کے احوال و استعداد کی خبر رکھتا ہے، کوئی کام یوں ہی بے جوڑ نہیں کرسکتا۔

فائدہ: [۵۱]...... یعنی تکلیفیں اُٹھا کر اور سختیاں جھیل کر احکامِ شریعت پر قائم رہنے والے۔

فائدہ: [۵۲]...... یعنی تواضع و خاکساری اختیار کرنے والے یا نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنے والے۔

فائدہ: [۵۳] **بعض ازواج ؓ کا اعتراض اور اس کا جواب:**...... بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا تھا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں کا ذکر ہے، عورتوں کا کہیں نہیں، اور بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ آیاتِ سابقہ میں ازواجِ نبی کا ذکر تو آیا عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہ ہوا، اُس پر یہ آیت اُتری، تاتسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی۔ اور جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں عورتوں کے لیے بھی یہ میدان کشادہ ہے۔ یہ طبقۂ اِناث کی دل جمعی کے لیے تصریح فرمادی، ورنہ جو احکام مردوں کے قرآن میں آئے وہی عموماً عورتوں پر عائد ہوتے ہیں، جداگانہ نام لینے کی ضرورت نہیں، ہاں خصوصی احکام الگ بتلادیے گئے ہیں۔

فائدہ: [۵۴] **حضرت زینب ؓ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ:**...... حضرت زینب رضی اللہ عنہا اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی نبی کریم ﷺ کی پھوپی زاد بہن اور قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ اِن کا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیں، یہ زید اصل سے شریف عرب تھے، لیکن لڑکپن میں کوئی ظالم ان کو پکڑ لایا اور غلام بنا کر مکہ کے بازار میں بیچ گیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خرید لیا اور کچھ دنوں بعد آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ جب یہ ہوشیار ہوئے تو ایک تجارتی سفر کی تقریب سے اپنے وطن کے قریب سے گذرے، وہاں ان کے اعزہ کو پتہ لگ گیا۔ آخر ان کے والد، چچا اور بھائی حضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے کہ آپ معاوضہ لے کر ہمارے حوالہ کر دیں، فرمایا کہ معاوضہ کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے خوشی سے لے جاؤ۔ انھوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس سے جانا نہیں چاہتا، آپ مجھے اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے اُن کو آزاد کر دیا اور متبنّٰی بنا لیا۔ چنانچہ لوگ اُس زمانہ کے رواج کے مطابق ''زید بن محمد'' کہہ کر پکارنے لگے، تا آنکہ آیت ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [احزاب: ۵] نازل ہوئی۔ اس وقت ''زید بن محمد'' کی جگہ پھر ''زید بن حارثہ'' رہ گئے۔ چونکہ قرآن کے حکم کے موافق اُن کے نام سے اس نسبت عظیمہ کا شرف جدا کر لیا گیا تھا، شاید اُس کی تلافی کے لیے تمام صحابہ ؓ کے مجمع میں سے صرف ان کو یہ خاص شرف بخشا گیا کہ اُن کا نام قرآن میں تصریحاً وارد ہوا، جیسا کہ آگے آتا ہے ﴿قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا﴾۔ بہر حال حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی خاندانی حیثیت چونکہ بہت بلند تھی اور زید بن حارثہ بظاہر داغِ غلامی اُٹھا کر آزاد ہوئے تھے، اِس لیے اُن کی، نیز اُن کے بھائی کی مرضی زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کرنے کی نہ تھی، لیکن اللہ و رسول کو منظور تھا کہ اس طرح کی موہوم تفریقات و امتیازات نکاح کے راستہ میں حائل نہ ہوا کریں، اس لیے آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا اور اُن کے بھائی پر زور دیا کہ وہ اس نکاح کو قبول کرلیں، اُسی وقت یہ آیت اُتری اور اُن لوگوں نے اپنی مرضی کو اللہ و رسول کی مرضی پر قربان کر دیا اور زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گیا۔

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيٓ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي

اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا

فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا

اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی

وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا

غرض ف۵۵ ہم نے اس کو تیرے کو نکاح میں دے دیا تا کہ نہ رہے مسلمانوں پر گناہ نکاح کر لینا جورویں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر لیں

مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ ۖ

ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم بجا لانا ف۵۶ نبی پر کچھ مضائقہ نہیں اس بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے اس کے واسطے

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ

جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گزرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں

رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا

پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوا اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا ف۵۷ محمد باپ نہیں کسی

ع ۲

أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا ف۵۸ اور مہر سب نبیوں پر ف۵۹ اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ف۶۰

فائدہ: [۵۵]......یعنی زید نے طلاق دے دی اور عدت بھی گذر گئی، زینب رضی اللہ عنہا سے کچھ غرض مطلب نہ رہا۔

فائدہ: [۵۶] **حضرت زینبؓ کی طلاق اور حضرت ﷺ سے نکاح کا قصہ:**......حضرت زینب رضی اللہ عنہا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں تو وہ اُن کی آنکھوں میں حقیر لگتا، مزاج کی موافقت نہ ہوئی، جب آپس میں لڑائی ہوتی تو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ کر حضرت سے اُن کی شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں، حضرت منع فرماتے کہ میری خاطر اور اللہ و رسول کے حکم سے اُس نے تجھ کو اپنی منشا کے خلاف قبول کیا، اب چھوڑ دینے کو وہ اور اُس کے عزیز دوسری ذلت سمجھیں گے، اس لیے خدا سے ڈر اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بگاڑ مت کر اور جہاں تک ہو سکے نباہ کی کوشش کرتا رہ۔ جب معاملہ کسی طرح نہ سلجھا اور بار بار جھگڑے قضیے پیش آتے رہے تو ممکن ہے آپ کے دل میں آیا ہو کہ اگر ناچار زید چھوڑ دے گا تو زینب رضی اللہ عنہا کی دلجوئی بغیر اس کے ممکن نہیں کہ میں خود اس سے نکاح کروں، لیکن جاہلوں اور منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھ لی، حالانکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ کے نزدیک "لے پالک" کو کسی بات میں حکم بیٹے کا نہیں۔ اُدھر اللہ کو یہ منظور تھا کہ اس جاہلانہ خیال کو اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے عملی طور پر ہدم کر دے، تا مسلمانوں کو آئندہ اس مسئلہ میں کسی قسم کا توحش اور استنکاف [عار] باقی نہ رہے۔ اُس نے پیغمبر علیہ السلام کو مطلع فرمایا کہ میں زینب کو تیرے نکاح میں دینے والا ہوں، کیوں

دینے والا ہوں؟ اس کو خود قرآن کے الفاظ ﴿لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ﴾ صاف صاف ظاہر کر رہے ہیں، یعنی آپ کے نکاح میں دینے کی غرض یہی تھی کہ دلوں سے جاہلیت کے اس خیالِ باطل کا بالکل قلع قمع کر دیا جائے اور کوئی تنگی اور رکاوٹ آئندہ اس معاملہ میں باقی نہ رہنے پائے، اور شاید یہی حکمت ہو گی جو اوّل زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زور ڈال کر کرایا گیا، کیونکہ اللہ کو معلوم تھا کہ یہ نکاح زیادہ مدت تک باقی نہ رہے گا۔ چند مصالح مہمہ تھیں، جن کا حصول اس عقد پر معلق تھا۔ الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ذاتی خیال اور اس آسمانی پیشین گوئی کے اظہار سے عوام کے طعن و تشنیع کا خیال فرما کر شرماتے تھے اور زید کو طلاق کا مشورہ دینے میں بھی حیا کرتے تھے، لیکن خدا کی خبر سچی ہونی تھی اور اُس کا حکم تکوینی و تشریعی ضرور تھا کہ نافذ ہو کر رہے۔ آخر کار زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق دے دی اور عدت گذر جانے پر اللہ نے زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھ دیا۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں جو چیز چھپائے ہوئے تھے، وہ یہی نکاح کی پیشین گوئی اور اس کا خیال تھا۔ اسی کو بعد میں اللہ نے ظاہر فرما دیا: جیسا کہ لفظ ﴿زَوَّجْنٰكَهَا﴾ سے ظاہر ہے، اور ڈر اس بات کا تھا کہ بعض لوگ اس بات پر بدگمانی یا بدگوئی کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کر بیٹھیں یا گمراہی میں ترقی نہ کریں۔ چونکہ مصالح مہمہ شرعیہ کے مقابلہ میں اس قسم کی جھجک بھی پیغمبر کی شانِ رفیع کے لیے مناسب نہ تھی، اس لیے بقاعدہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' اُس کو عتاب آمیز رنگ میں بھاری کر کے ظاہر فرمایا گیا، جیسا کہ عموماً انبیاء علیہم السلام کی زلات کے ذکر میں واقع ہوا ہے۔

تنبیہ:...... ہم نے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کی خبر پہلے سے دے دی تھی، اس کی روایات فتح الباری سورۂ احزاب کی تفسیر میں موجود ہیں۔ باقی جو لغو اور دور دراز کار قصے اس مقام پر حاطب اللیل [اچھے اور برے میں تمیز نہ کرنے والے] مفسرین و مورخین نے درج کر دیے ہیں، اُن کی نسبت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''لَا يَنْبَغِي التَّشَاغُلُ بِهَا'' اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اَحْبَبْنَا اَنْ نَضْرِبَ عَنْهَا صَفْحًا لِعَدَمِ صِحَّتِهَا فَلَا نُوْرِدُهَا۔''

فائدہ: [۵۷] اللہ کا حکم اٹل ہے اور اسی میں حکمت ہے:...... یعنی اللہ کا حکم اٹل ہے، جو بات اُس کے یہاں طے ہو چکی ضرور ہو کر رہے گی، پھر پیغمبر کو ایسا کرنے میں کیا مضائقہ ہے جو شریعت میں روا ہو گیا؟ انبیاء و رسل علیہم السلام کو اللہ کے پیغامات پہنچانے میں اُس کے سوا کبھی کسی کا ڈر نہیں رہا۔ (چنانچہ آپ نے بھی پیغام رسانی میں آج تک کسی چیز کی پروا نہیں کی، نہ کسی کے کہنے سننے کے خیال سے کبھی متاثر ہوئے) پھر اس نکاح کے معاملہ میں رکاوٹ کیوں ہو؟ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں، اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی کثرتِ ازواج مشہور ہے۔ جو الزام سفہاء آپ کو دے سکتے ہیں، انبیائے سابقین علیہم السلام کی لائف میں اس سے بڑھ کر نظیریں موجود ہیں، لہٰذا اس طرح کی سفیہانہ اور جاہلانہ نکتہ چینیوں پر نظر نہیں کرنا چاہیے۔ آگے بتلایا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو آپ نے متبنٰی کر لیا تھا، آپ کے واقعی بیٹے نہیں بن گئے تھے کہ ان کی مطلقہ سے آپ نکاح نہ کر سکیں، اور ایک زید کیا آپ تو مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں، کیونکہ آپ کی اولاد میں یا لڑکے ہوئے جو بچپن میں گزر گئے اور بعض اس آیت کے نزول کے وقت پیدا ہی نہیں ہوئے، یا بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی ذریت دنیا میں پھیلی۔

فائدہ: [۵۸]...... یعنی کسی کو اُس کا بیٹا نہ جانو، ہاں اللہ کا رسول ہے، اس حساب سے سب اس کے روحانی بیٹے ہیں، جیسا کہ ہم ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ [احزاب:۶] کے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں۔

فائدہ: [۵۹] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا:...... یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی، اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، بس جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک اُمتی کے آئیں گے، خود اُن کی نبوت و رسالت کا عمل اُس وقت جاری نہ ہو گا، جیسے آج

تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری وساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو اُن کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا، بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیتِ عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے، جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں، حالانکہ سورج اُس وقت دکھائی نہیں دیتا۔ اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں، اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رُتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے، آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

تنبیہ:...... ختم نبوت کے متعلق قرآن، حدیث، اجماع وغیرہ سے سیکڑوں دلائل جمع کر کے بعض علمائے عصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ مطالعہ کے بعد تردّد نہیں رہتا کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملتِ اسلام سے خارج ہے۔

فائدہ: [۶۰] ......یعنی وہی جانتا ہے کہ رسالت یا ختم نبوت کو کس محل میں رکھا جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو اس کی صبح اور شام ف۶۱ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے

عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان ف۶۲

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا ف۶۳ اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

بتانے والا ف۶۴ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ف۶۵ اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ ف۶۶ اور خوشخبری سنا

بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ

دے ایمان والوں کو کہ ان کے لیے ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی ف۶۷ اور کہا مت مان منکروں کا اور دغابازوں کا ف۶۸ اور چھوڑ دے ان کا ستانا

عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا ف۶۹

فائدہ: [۶۱] اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا بھی نعمت ہے:...... یعنی حق تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان فرمایا کہ ایسے عظیم الشان پیغمبر اور پیغمبروں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا۔ اس پر اُس کا شکر ادا کرو اور منعمِ حقیقی کو کبھی نہ بھولو، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے

پھرتے، رات دن، صبح شام، ہمہ اوقات اس کو یاد رکھو۔

فائدہ: [۶۲] **اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول:**...... یعنی اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنی رحمت تم پر نازل کرتا ہے جو فرشتوں کے توسط سے آتی ہے۔ یہی رحمت و برکت ہے جو تمہارا ہاتھ پکڑ کر جہالت و ضلالت کی اندھیریوں سے علم و تقویٰ کے اُجالے میں لاتی ہے۔ اگر اللہ کی خاص مہربانی ایمان والوں پر نہ ہو تو دولت ایمان کہاں سے ملے اور کیوں کر محفوظ رہے؟ اُسی کی مہربانی سے مومنین رُشد و ہدایت اور ایمان و احسان کی راہوں میں ترقی کرتے ہیں۔ یہ تو دنیا میں اُن کا حال ہوا، آخرت کا اعزاز و اکرام آگے مذکور ہے۔

فائدہ: [۶۳] **جنت میں آپس کی دعا و سلام:**...... یعنی اللہ اُن پر سلام بھیجے گا اور فرشتے سلام کرتے ہوئے اُن کے پاس آئیں گے۔ اور مومنین کے آپس میں بھی یہی دعا ہوگی، جیسا کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: [۶۴]...... یعنی اللہ کی توحید سکھاتے اور اس کا رستہ بتاتے ہیں، جو کچھ کہتے ہیں دل سے اور عمل سے اُس پر گواہ ہیں اور محشر میں بھی اُمت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔

فائدہ: [۶۵]...... یعنی نافرمانوں کو ڈراتے اور فرمانبرداروں کو خوش خبری سناتے ہیں۔

فائدہ: [۶۶]...... پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اُجالے میں لاتی ہے، یہاں بتلا دیا کہ وہ اُجالا اس روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورۂ "نوح" میں فرمایا: ﴿وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾ [آیت:۱۶] (اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا) یعنی آپ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی، سب روشنیاں اسی نور اعظم میں محو و مدغم ہو گئیں۔

فائدہ: [۶۷]...... یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو حضرت ﷺ کے طفیل سب اُمتوں پر بزرگی اور برتری دی۔

فائدہ: [۶۸] **فریضۂ دعوت پورا کرنے کا حکم:**...... یعنی جب اللہ نے آپ کو ایسے کمالات اور ایسی برگزیدہ جماعت عنایت فرمائی تو آپ حسب معمول فریضۂ دعوت و اصلاح کو پوری مستعدی سے ادا کرتے رہیے اور اللہ جو حکم دے اس کے کہنے یا کرنے میں کسی کافر و منافق کی یاوہ گوئی [بکواس] کی پرواہ نہ کیجیے۔

فائدہ: [۶۹] **اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم:**...... یعنی اگر یہ بدبخت زبان اور عمل سے آپ کو ستائیں تو ان کا خیال چھوڑ کر اللہ پر بھروسہ رکھیے، وہ اپنی قدرت و رحمت سے سب کام بنا دے گا۔ منکروں کو راہ پر لے آنا یا سزا دینا سب اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو اس فکر اور اُلجھن میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ان کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپ طعن و تشنیع وغیرہ سے گھبرا کر اپنا کام چھوڑ بیٹھیں۔ اگر بفرضِ محال آپ ایسا کریں تو گویا اُن کا مطلب پورا کر دیں گے اور ان کا کہا مان لیں گے۔ العیاذ باللہ!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا

اے ایمان والو جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو، پھر ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو

لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ

ان پر تم کو حق نہیں عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے ف ۷۰ اے نبی

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ ف۷۱

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً

اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو

مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

عورت ہو مسلمان اگر بخش دے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے یہ خالص ہے تیرے لیے، سوائے

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا

سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے جو مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ

تا کہ نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۷۲ پیچھے رکھ دے تو جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو جی

تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا

چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں قریب ہے کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ

يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾

کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو تو نے دیا ان سب کو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا تحمل والا ف۷۳

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا

حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ ان کے بدلے کر لے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت ف۷۴ مگر

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

جو مال ہو تیرے ہاتھ کا ف۷۵ اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۷۶

فَائِدَة: [۷۰] جماع سے قبل طلاق کی صورت میں عدت نہیں ہے:...... یعنی جو مرد اپنی عورت کو بغیر صحبت کیے طلاق دے، اگر اُس کا مہر بندھا تھا تو نصف مہر دینا ہوگا، ورنہ کچھ فائدہ پہنچا کر (یعنی عرف اور حیثیت کے موافق ایک جوڑا پوشاک دے کر) خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دے اور عورت اُسی وقت چاہے تو نکاح کر لے، اس صورت میں عدت نہیں۔ (حنفیہ کے نزدیک خلوت صحیحہ بھی صحبت کے حکم میں ہے، تفصیل فقہ میں دیکھ لی جائے) یہ مسئلہ یہاں بیان فرمایا حضرت ﷺ کی ازواج کے ذکر میں جس کا سلسلہ دُور سے چلا آتا تھا، درمیان میں چند آیات ضمنی مناسبت سے آ گئی تھیں، یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ حضرت ﷺ

نے ایک عورت سے نکاح کیا، جب اس کے نزدیک گئے، کہنے لگی: اللہ تجھ سے پناہ دے، حضرت ﷺ نے اُس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی۔ اُس پر یہ حکم فرمایا اور خطاب فرمایا، ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں، سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے۔ اسی کے موافق حضرت ﷺ نے اُس کو جوڑا دے کر رخصت کر دیا، پھر وہ ساری عمر اپنی محرومی پر پچھتاتی رہی۔

فَائِدَہ: [۷۱]...... یعنی لونڈیاں، باندیاں جو غنیمت وغیرہ سے ہاتھ لگی ہوں۔

فَائِدَہ: [۷۲] حضور ﷺ کی خصوصیت کہ بغیر مہر کے نکاح کی اجازت ہے:...... تیری عورتیں جن کا مہر دے چکا یعنی جو اب تیرے نکاح میں ہیں، خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں، سب حلال رہیں، ان میں سے کسی کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اور چچا، پھوپی، ماموں، خالہ کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی جو باپ یا ماں کی طرف سے قرابت دار ہوں بشرط ہجرت کے حلال ہیں، اُن سے نکاح کر سکتے ہو۔ اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بلا مہر کے نکاح میں آنا چاہئے، وہ بھی حلال ہے، اگر آپ اس طرح نکاح میں لانا پسند کریں۔ یہ اجازت خاص پیغمبر کے لیے ہے، گو آپ نے کبھی اس پر عمل نہیں کیا۔ (کمافی الفتح) شاید ﴿اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ﴾ کی شرط سے اباحت مرجوحہ سمجھی ہو۔ بہر حال دوسرے مسلمانوں کے لیے وہی حکم ہے جو معلوم ہو چکا ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ﴾ [نساء: ۲۴] یعنی بلا مہر نکاح نہیں، خواہ عقد کے وقت ذکر آیا خواہ پیچھے ٹھہرا لیا یا نہ ٹھہرایا تو مہر مثل (جو اُس کی قوم کا مہر ہو) واجب ہوگا۔ پیغمبر پر سے اللہ تعالیٰ نے یہ مہر کی قید اُٹھا دی تھی، برخلاف مومنین کے کہ اُن کو نہ چار سے زائد کی اجازت، نہ بدون مہر کے نکاح درست۔

تنبیہ: آنحضرت ﷺ کی تعداد ازواج میں حکمت:...... آنحضرت ﷺ نے پچیس سال کی عمر تک جو شباب کی اُمنگوں کے اصلی دن ہوتے ہیں محض تجرد میں گزارے، پھر اقرباء کے اصرار اور دوسری جانب کی درخواست پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے (جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں) آپ نے عقد کیا۔ ترپن سال کی عمر تک پورے سکون و طمانیت سے اسی پاکباز بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ یہی زمانہ تھا کہ آپ ساری دنیا سے الگ غاروں اور پہاڑوں میں جا کر خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ اللہ کی نیک بندی آپ کے لیے توشہ تیار کرتی اور عبادت الٰہی اور سکون قلبی کے حصول میں آپ کی اعانت و امداد کیا کرتی تھی۔ زندگی کے اس طویل عرصہ میں جو دوسرے لوگوں کے لیے عموماً نفسانی جذبات کی انتہائی ہنگامہ خیزیوں کے اُٹھ اُٹھ کر ختم ہو جانے کا زمانہ ہوتا ہے، کوئی معاند سے معاند اور کٹر سے کٹر متعصب دشمن بھی ایک حرف، ایک نقطہ، ایک شوشہ آپ کی پیغمبرانہ عصمت اور خارق عادت عفاف و پاکبازی کے خلاف نقل نہیں کر سکتا۔ اور واضح رہے کہ یہ اُس اکمل البشر کی سیرت کا ذکر ہے جس نے خود اپنی نسبت فرمایا کہ مجھ کو جو جسمانی قوت عطا ہوئی ہے وہ اہل جنت میں سے چالیس مردوں کے برابر ہے، جن میں سے ایک مرد کی قوت سو کے برابر ہوگی، گویا اس حساب سے دنیا کے چار ہزار مردوں کے برابر قوت حضور ﷺ کو عطا فرمائی گئی تھی۔ اور بیشک دنیا کے اکمل ترین بشر کی تمام روحانی و جسمانی قوتیں ایسے ہی اعلیٰ اور اکمل پیمانہ پر ہونی چاہئیں۔ اس حساب سے اگر فرض کیجیے چار ہزار بیویاں آپ کے نکاح میں ہوتیں تو آپ کی قوت کے اعتبار سے اس درجہ میں شمار کیا جا سکتا تھا، جیسے ایک مرد ایک عورت سے نکاح کر لے۔ لیکن اللہ اکبر! اس شدید ریاضت اور ضبطِ نفس کا کیا ٹھکانہ ہے کہ ترپن سال کی عمر اس تجرد یا زہد کی حالت میں گذار دی۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اپنے سب سے بڑے جاں نثار و وفادار رفیق کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا۔ ان کے سوا آٹھ بیوائیں آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ وفات کے بعد نو موجود تھیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، (۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، (۳) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، (۴) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا، (۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا، (٦) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا، (۷) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، (۸) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، (۹) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (ان میں پچھلی تین قریشی نہیں) دنیا کا سب سے بڑا بے مثال انسان جو اپنے فطری قویٰ کے لحاظ سے کم از کم چار ہزار بیویوں کا مستحق ہو، کیا نو کا

عدد دیکھ کر کوئی انصاف پسند اُس پر کثرتِ ازدواج کا الزام لگا سکتا ہے؟

پھر جب ہم ایک طرف دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عمر تریپن سال سے متجاوز ہو چکی تھی، باوجود عظیم الشان فتوحات کے ایک دن پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے۔ جو آتا اللہ کے راستہ میں دے ڈالتے، اختیاری فقر و فاقہ سے پیٹ کو پتھر باندھتے، مہینوں ازواجِ مطہرات کے مکانوں سے دُھواں نہ نکلتا، پانی اور کھجور پر گزارہ چلتا۔ روزہ پر روزہ رکھتے، کئی کئی دن افطار نہ کرتے، راتوں کو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہنے سے پاؤں پر ورم ہو جاتا، لوگ دیکھ کر رحم کھانے لگتے، عیش و طرب کا سامان تو کجا، تمام بیویوں سے صاف کہہ دیا تھا کہ جسے آخرت کی زندگی پسند ہو ہمارے ساتھ رہے، جو دنیا کا عیش چاہے رخصت ہو جائے۔ اِن حالات کے باوجود دوسری طرف دیکھا جاتا ہے کہ سب ازواج کے حقوق ایسے اکمل و احسن طریقہ سے ادا فرماتے جس کا تحمل بڑے سے بڑا طاقتور مرد نہیں کرسکتا۔ اور میدانِ جنگ میں لشکروں کے مقابلہ پر جب بڑے بڑے جواں مرد بہادر دل چھوڑ بیٹھتے تھے آپ ﷺ پہاڑ کی طرح ڈٹے رہتے اور زبان سے فرماتے: "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ! اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔" اور "اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔" بیویوں کا تعلق فرائضِ عبودیت و رسالت کی بجا آوری میں ذرّہ برابر فرق نہ ڈالتا، نہ کسی سخت سے سخت کٹھن کام میں ایک منٹ کے لیے ضعف و تعب لاحق ہوتا۔ کیا یہ خارقِ عادت احوال اہل بصیرت کے نزدیک معجزہ سے کچھ کم ہیں؟ حقیقت میں جس طرح آپ ﷺ کا بچپن اور آپ ﷺ کی جوانی ایک معجزہ تھی، بڑھاپا بھی ایک معجزہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پاک زندگی کے ہر ایک دور میں پاکباز متقیوں کے لیے کچھ نمونے رکھ دیئے ہیں جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اُن کی عملی رہبری کرسکیں۔

ازواجِ مطہرات کی جس نام نہاد کثرت پر مخالفین کو اعتراض ہے وہی اُمت مرحومہ کے لیے اس کا ذریعہ بنی کہ پیغمبر کا اتباع کرنے والے مرد اور عورتیں اُن حکموں اور نمونوں سے بے تکلف واقف ہوں جو بالخصوص باطنی احوال اور خانگی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ گویا کثرتِ ازواج میں ایک بڑی مصلحت یہ ہوئی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل کے متعلق نبی کے احکام اور اسوۂ حسنہ کی اشاعت کافی حد تک بے تکلف ہوسکے۔ نیز مختلف قبائل و طبقات کی عورتوں کے آپ ﷺ کی خدمت میں رہنے سے اُن قبائل اور جماعتوں کو آپ ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح اُن کی وحشت و نفرت بھی کم ہوئی۔ اور اپنے کنبہ کی عورتوں سے آپ کی پاک دامنی، خوبیِ اخلاق، حسنِ معاملہ اور بے لوث کیرکٹر کو سن کر اسلام کی طرف رغبت بڑھی، شیطانی شکوک و اوہام کا ازالہ ہوا۔ اور اس طرح خدا کے عاشقوں، آپ کے فداکاروں اور دنیا کے ہادیوں کی وہ عظیم الشان جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ پرہیزگار و پاکباز کوئی جماعت (بجز انبیاء کے) آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائی گئی اور جو کسی بُرے کیرکٹر رکھنے والے کی تربیت میں محال تھا کہ تیار ہوسکے۔

فَائِدَة: [۴۷] **حضور ﷺ کی اور خصوصیات:** ...... یعنی واہبۃ النفس کے متعلق اختیار ہے، قبول کرو یا نہ کرو، اور موجودہ بیویوں میں سے جس کو چاہو رکھو یا طلاق دے دو۔ نیز جو بیویاں رہیں، آپ پر قسم (باری باری سے رہنا) واجب نہیں، جسے چاہیں باری میں آگے پیچھے کر سکتے ہیں۔ اور جسے کنارے کر دیا ہوا سے دوبارہ واپس لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حقوق و اختیارات آپ ﷺ کو دیئے گئے تھے، مگر آپ نے مدت العمر ان سے کام نہیں لیا۔ معاملات میں اس قدر عدل و مساوات کی رعایت فرماتے تھے جو بڑے سے بڑا محتاط آدمی نہیں کرسکتا۔ اس پر بھی اگر قلبی میلان کسی کی طرف بے اختیار ہوتا تو فرماتے: "اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ" (اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے اُن چیزوں میں جو میرے اختیار میں ہیں، جو چیز صرف تیرے قبضہ میں ہے میرے اختیار میں نہیں اُس پر ملامت نہ کیجیے) شاید ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا﴾ میں اسی طرف اشارہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "کسی مرد کی کئی عورتیں ہوں تو اُس پر باری سے سب کے پاس برابر رہنا واجب ہے، حضرت پر یہ واجب نہ تھا۔ اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں، تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں (ورنہ روز یہی کش مکش اور جھنجھٹ رہا کرتی، مہماتِ دین میں خلل پڑتا، اور ازواج کی نظر بھی دنیا

سے بالکل یکسو ہو کر مقصدِ اصلی کی طرف نہ رہتی، اسی غم وفکر میں مبتلا رہا کرتیں) پر حضرت نے اپنی طرف سے فرق نہیں کیا، سب کی باری برابر رکھی۔ ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے (جب عمر زیادہ ہو گئی) اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی۔"

فائدہ: [۷۴] ...... یعنی جتنی قسمیں ﴿اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ﴾ الآیۃ میں فرمادیں، اُس سے زیادہ حلال نہیں اور جواب موجود ہیں اُن کو بدلنا حلال نہیں، یعنی یہ کہ ان میں سے کسی کو اس لیے چھوڑ دو کہ دوسری اس کی جگہ کرلاؤ۔ حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ ممانعت آخر کو موقوف ہو گئی، مگر واقعہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اس کے بعد کوئی نکاح کیا، نہ ان میں سے کسی کو بدلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سب ازواج برابر موجود رہیں۔

فائدہ: [۷۵] ...... یعنی لونڈی باندی۔ حضرت کی دو حرم مشہور ہیں: ایک ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جن کے شکم سے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے، بچپن میں انتقال کر گئے، دوسری ریحانہ رضی اللہ عنہا۔

فائدہ: [۷۶] ...... یعنی اللہ کی نگاہ میں ہے جو اُس کے احکام وحدود کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں کرتے، اُس کا خیال رکھ کر کام کرنا چاہیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ

اے ایمان والو مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے

اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ

اس کے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے تب جاؤ ۷۷ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو باتوں میں ۷۸

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا

اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں ۷۹ اور جب

سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا

مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو ۸۰ اور تم کو

كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ

نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ یہ تمہاری بات اللہ کے

عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ تُبْدُوْا شَـيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِــيْمًا ۝۵۴ لَا جُنَاحَ

یہاں بڑا گناہ ہے ۸۱ اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو یا اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا ۸۲ گناہ نہیں ان عورتوں

عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا

کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ

نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے ف۸۳ اور ڈرتی رہو اے عورتوں اللہ سے بے شک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۸۴

فائدہ:[۷۷] حضور ﷺ کے پاس دعوت کے کھانے میں آداب کی رعایت ضروری ہے:......یعنی بدون حکم واجازت کے دعوت میں مت جاؤ اور جب تک بلائیں نہیں پہلے سے جا کر نہ بیٹھو کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے اور گھر والوں کے کام کاج میں حرج واقع ہو۔

فائدہ:[۷۸]......یعنی کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھر کا راستہ لینا چاہیے۔ وہاں مجلس جمانے سے میزبان اور دوسرے مکان والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ باتیں گو نبی کے مکانوں کے متعلق فرمائی ہیں، کیونکہ شانِ نزول کا تعلق اُن ہی سے تھا، مگر مقصود ایک عام ادب سکھلانا ہے۔ بے دعوت کسی کے یہاں کھانا کھانے کی غرض سے جا بیٹھنا، یا طفیلی بن کر جانا، یا کھانے سے قبل یوں ہی مجلس جمانا، یا فارغ ہونے کے بعد گپ شپ لڑانا درست نہیں۔

فائدہ:[۷۹] آپ ﷺ کی حیا اور مروّت:......یعنی آپ حیا کی وجہ سے اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرتے ہیں، لحاظ کی وجہ سے صاف نہیں فرماتے کہ اُٹھ جاؤ، مجھے کلفت ہوتی ہے، یہ تو آپ کے اخلاق اور مروّت کی بات ہوئی، مگر اللہ تعالیٰ کو تمہاری تادیب واصلاح میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ اس نے بہر حال پیغمبر ہی کی زبان سے اپنے احکام سنادیئے۔

فائدہ:[۸۰] مسلمانوں کو آداب کی تعلیم:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھلائے۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا، شرم سے نہ فرماتے کہ اُٹھ جاؤ، اُن کے واسطے اللہ نے فرمادیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پردہ کا کہ مرد حضرت ﷺ کی ازواج کے سامنے نہ جائیں۔" کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ بھی پردہ کے پیچھے سے مانگیں، اس میں جانبین کے دل ستھرے اور صاف رہتے ہیں اور شیطانی وساوس کا استیصال ہو جاتا ہے۔

فائدہ:[۸۱] آنحضرت ﷺ کو ایذاء دینا بہت بڑا جرم ہے:......یعنی کافر منافق جو چاہیں بکتے پھریں اور ایذا رسانی کریں، مؤمنین جو دلائل و براہین کی روشنی میں پیغمبر ﷺ کی انتہائی راست بازی اور پاکبازی کو معلوم کر چکے ہیں، اُنھیں لائق نہیں کہ حضور ﷺ کی حیات میں یا وفات کے بعد کوئی بات ایسی کہیں یا کریں جو خفیف سے خفیف درجہ میں آپ کی ایذا کا سبب بن جائے۔ لازم ہے کہ مؤمنین اپنے محبوب ومقدس پیغمبر کی عظمت شان کو ہمیشہ مرعی رکھیں۔ مبادا غفلت یا تساہل سے کوئی تکلیف دہ حرکت صادر ہو جائے اور دنیا وآخرت کا خسارہ اُٹھانا پڑے۔ ان تکلیف دہ حرکات میں سے ایک بہت سخت اور بڑا بھاری گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ کے بعد نکاح کرنا چاہے یا ایسے نالائق ارادہ کا حضور ﷺ کی موجودگی میں اظہار کرے۔ ظاہر ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی مخصوص عظمت پیغمبر ﷺ کے تعلق کی وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ روحانی حیثیت سے وہ تمام مؤمنین کی محترم مائیں قرار دی گئیں۔

کیا کسی اُمتی کے عقدِ نکاح میں آنے کے بعد ان کا یہ احترام کما حقہ ملحوظ رہ سکتا ہے؟ یا آپ کے بعد وہ خانگی بکھیڑوں میں پڑ کر تعلیم و تلقینِ دین کی اُس اعلیٰ غرض کو آزادی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں جس کے لیے ہی فی الحقیقت قدرت نے نبی کی زوجیت کے لیے اُن کو چنا تھا؟ اور کیا کوئی پرلے درجہ کا بے حس وبے شعور انسان بھی باور کر سکتا ہے کہ سیّد البشر، امام المتقین اور پیکر خلق عظیم کی خدمت میں عمر گزارنے والی خاتون ایک لمحہ کے لیے بھی کسی دوسری جگہ رہ کر قلبی مسرت وسکون حاصل کرنے کی اُمید رکھ سکے گی؟ خصوصاً جب کہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وہ منتخب خواتین تھیں جن کے سامنے دنیا وآخرت کے دو راستوں میں سے ایک راستہ انتخاب کے لیے پیش کیا گیا تو انھوں نے بڑی خوشی اور آزادی سے دنیا کے عیش وبہار پر لات مار کر اللہ ورسول کی خوشنودی اور آخرت کا راستہ اختیار کر لینے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے

کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد کیسے عدیم النظیر زُہد وورع اور صبر وتوکل کے ساتھ ان مقدس خواتین جنت نے عبادتِ الٰہی میں اپنی زندگیاں گزاریں اور احکامِ دین کی اشاعت اور اسلام کی خدماتِ مُہمہ کے لیے اپنے کو وقف کیے رکھا، اُن میں سے کسی ایک کو کبھی بھول کر بھی دنیا کی لذتوں کا خیال نہیں آیا اور کیسے آسکتا تھا جب کہ پہلے ہی حق تعالیٰ نے ﴿ یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴾ [احزاب: ۳۳] فرما کر ان کے تزکیہ وتطہیر کی کفالت فرمائی تھی۔ رضی اللہ عنہن وارضاھن وجعلنا ممن یعظمھن حق تعظیمھن فوق، انہ ظلم امھاتنا التی ولدننا، امین۔ اس مسئلہ کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (قدس اللہ سرہٗ) کی کتاب آبِ حیات میں ہے۔

فَائِدَۃ: [۸۲] ...... یعنی زبان سے کہنا تو کجا دل میں بھی ایسا وسوسہ کبھی نہ لانا۔ اللہ کے سامنے ظاہر وباطن سب یکساں ہے، دل کا کوئی بھید اُس سے پوشیدہ نہیں۔

فَائِدَۃ: [۸۳] محارم سے پردہ نہیں: ...... اُوپر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے سامنے مردوں کے جانے کی ممانعت ہوئی تھی، اب بتلا دیا کہ محارم کا سامنے جانا منع نہیں۔ اس بارہ میں جو حکم عام مستورات کا سورۂ "نور" میں گذر چکا وہی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا ہے: ﴿ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ﴾ کی تشریح ہم سورۂ نور میں کر چکے ہیں۔ وہاں مطالعہ کر لیا جائے۔ (نور: ۳۱)

فَائِدَۃ: [۸۴] پردہ کی تاکید: ...... یعنی پردہ کے جو احکام بیان ہوئے اور جو استثناء کیا گیا پوری طرح ملحوظ رکھو، ذرا بھی گڑبڑ نہ ہونے پائے۔ ظاہر وباطن میں حدودِ الٰہیہ محفوظ رہنی چاہئیں۔ اللہ سے تمہارا کوئی حال چھپا ہوا نہیں: ﴿ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴾۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف۸۵

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکار اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت

مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

کا عذاب ف۸۶ اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کیے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ ع۶

جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف۸۷ اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں

عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۹﴾

اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں ف۸۸ اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۸۹

فَائِدَۃ: [۸۵] صلوٰۃ النبی کا مطلب: ...... صلوٰۃ النبی کا مطلب ہے "نبی کی ثنا وتعظیم رحمت وعطوفت کے ساتھ" پھر جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگی اُسی کی شان ومرتبہ کے لائق ثنا وتعظیم اور رحمت وعطوفت مراد لیں گے، جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر اور بھائی

بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اُس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے، ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔ اللہ بھی نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، یعنی رحمت وشفقت کے ساتھ آپ کی ثنا اور اعزاز واکرام کرتا ہے۔ اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں، مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت وتکریم اپنی شان ومرتبہ کے موافق ہوگی۔ آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ ورحمت بھیجو، اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہئے۔ علماء نے کہا کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دُعا کرنا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آیت نازل ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! "سلام" کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا (یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے جو نماز میں پڑھا کریں۔ آپ نے یہ درود شریف تلقین کیا: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" غرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجو۔ نبی نے بتلا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے، کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد ونہایت نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز وناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں، گویا ہم نے بھیجی ہیں، حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے، کسی بندہ کی کیا طاقت تھی کہ سیّدالانبیاء کی بارگاہ میں اُن کے رُتبہ کے لائق تحفہ پیش کر سکتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اُن کے ساتھ اُن کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ اُن پر اُن کے لائق رحمت اُترتی ہے، اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اُترتی ہیں مانگنے والے پر۔ اب جس کا جتنا جی چاہے اُتنا حاصل کر لے۔"

تنبیہ: ...... صلوٰۃ علی النبی کے متعلق مزید تفصیلات اِن مختصر فوائد میں نہیں سما سکتیں، شروحِ حدیث میں مطالعہ کی جائیں۔ اور اس باب میں شیخ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع" قابلِ دید ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں بقدرِ کفایت لکھ دیا ہے۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلک!

فائدہ: [۸۶] اللہ اور رسول کو ایذاء دینے والے ملعون ہیں: ...... اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم ﷺ کی ایذا کا سبب نہ بنیں بلکہ اُن کی انتہائی تعظیم وتکریم کریں جس کی ایک صورت صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہے، اب بتلایا کہ اللہ ورسول کو ایذا دینے والے دنیا وآخرت میں ملعون ومطرود اور سخت رُسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہی ہے کہ اُس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اُس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔

فائدہ: [۸۷] منافقین کا جھوٹ: ...... یہ منافق تھے جو پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی، یا آپ کی ازواج طاہرات رضی اللہ عنہن پر جھوٹ طوفان اُٹھاتے جیسا کہ سورۂ "نور" (آیت:۱۱) میں گذر چکا۔ آگے بعض ایذاؤں کے انسداد کا بندوبست کیا گیا ہے جو مسلمان عورتوں کو اُن کی طرف سے پہنچتی تھیں۔ روایات میں ہے کہ مسلمان مستورات جب ضروریات کے لیے باہر نکلتیں، بدمعاش منافق تاک میں رہتے اور چھیڑ چھاڑ کرتے، پھر پکڑے جاتے تو کہتے ہم نے سمجھا نہیں تھا کہ کوئی شریف عورت ہے، لونڈی باندی سمجھ کر چھیڑ دیا تھا۔

فائدہ: [۸۸] حجاب کے حکم کا نازل ہونا: ...... یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔ لونڈی باندیوں کو ضرورت سدیدہ کی وجہ سے اس کا مکلف نہیں کیا، کیونکہ کاروبار میں حرجِ عظیم واقع ہوتا ہے۔

فائدہ:[۸۹] حجاب میں حکمت:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے، صاحب ناموس، بدذات نہیں، نیک بخت ہے، تو بدنیت لوگ اُس سے نہ اُلجھیں۔ گھونگھٹ اُس کا نشان رکھ دیا۔ یہ حکم بہتری کا ہے، آگے فرمادیا اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔'' یعنی باوجود اہتمام کے کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے۔

تکمیل:...... یہ تو آزاد عورتوں کے متعلق انتظام تھا کہ انہیں پہچان کر ہر ایک کا حوصلہ چھیڑنے کا نہ ہو، اور جھوٹے عذر کرنے کا موقع نہ رہے۔ آگے عام چھیڑ چھاڑ کی نسبت دھمکی دی ہے، خواہ بی بی سے ہو یا لونڈی سے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

البتہ اگر باز نہ آئیں منافق اور جن کے دل میں روگ ہے ف۹۰ اور جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں ف۹۱ تو ہم لگا دیں

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا

گے تجھ کو ان کے پیچھے پھر نہ رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے

وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

اور مارے گئے جان سے ف۹۲ دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو پہلے ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلی ف۹۳

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا جانے شاید

تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا

وہ گھڑی پاس ہی ہو ف۹۴ بے شک اللہ نے پھٹکار دیا ہے منکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ ف۹۵ رہا کریں اسی میں ہمیشہ نہ

يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ آگ میں ف۹۶ کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا

وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ

اور کہا مانا ہوتا رسول کا ف۹۷ اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے چکا دیا ہم کو راہ سے اے رب

اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

ان کو دے دونا عذاب اور پھٹکار ان کو بڑی پھٹکار ف۹۸

فائدہ:[۹۰]...... یعنی جن کو بدنظری اور شہوت پرستی کا روگ لگا ہوا ہے۔

فائدہ:[۹۱] منافقین کا افواہیں اڑانا:...... یہ غالباً یہود ہیں جو اکثر جھوٹی خبریں اُڑا کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا کرتے تھے اور ممکن

ہے منافق ہی مراد ہوں۔

فَائِدَہ:[۹۲] منافقین کا برا انجام:......یعنی اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے تا چندروز میں ان کو مدینہ سے نکال باہر کریں، اور جتنے دن رہیں ذلیل و مرعوب ہو کر رہیں، چنانچہ یہود نکالے گئے اور منافقوں نے دھمکی سن کر شاید اپنا رویہ بدل دیا ہوگا، اس لئے سزا سے بچے رہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جو لوگ بدنیت تھے مدینہ میں عورتوں کو چھیڑتے، ٹوکتے، اور جھوٹی خبریں اُڑاتے، مخالفوں کے زور اور مسلمانوں کے ضعف وشکست کی۔'' اُن کو یہ فرمایا۔

فَائِدَہ:[۹۳] عادتُ اللہ:......یعنی عادت اللہ یہی رہی ہے کہ پیغمبروں کے مقابلہ میں جنہوں نے شرارتیں کیں اور فتنے فساد پھیلائے، اسی طرح ذلیل وخوار، یا ہلاک کئے گئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتابوں میں بھی یہ حکم ہوا ہے کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کرو جیسا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''تورات'' سے نقل فرماتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۹۴] قیامت کے قریب ہونے کی طرف اشارہ:......گو قیامت کے وقت کی ٹھیک تعیین کر کے اللہ نے کسی کو نہیں بتلایا، مگر یہاں اُس کے قرب کی طرف اشارہ کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے شہادت کی اور بیچ کی اُنگلی اٹھا کر فرمایا: ''اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔'' (میں اور قیامت اِن دو انگلیوں کی طرح ہیں) یعنی بیچ کی انگلی جس قدر آگے نکلی ہوئی ہے، میں قیامت سے بس اتنا پہلے آ گیا ہوں، قیامت بہت قریب لگی چلی آ رہی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''شاید یہ بھی منافقوں نے ہٹ کھنڈا پکڑا ہوگا کہ جس چیز کا (دنیا میں کسی کے پاس) جواب نہیں، وہی بار بار سوال کریں، اس پر یہاں ذکر کر دیا۔'' اور ممکن ہے پہلے جو فرمایا تھا: ﴿لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ اس پر بطور تکذیب واستہزاء کے کہتے ہوں گے کہ وہ قیامت اور آخرت کب آئے گی جس کی دھمکیاں دی جاتی ہیں؟ آخر اس کا کچھ وقت تو بتاؤ۔

فَائِدَہ:[۹۵]......اسی پھٹکار کا اثر ہے کہ لاطائل سوالات کرتے ہیں، انجام کی فکر نہیں کرتے۔

فَائِدَہ:[۹۶]......یعنی اوندھے منہ ڈال کر ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا۔

فَائِدَہ:[۹۷]......اُس وقت حسرت کریں گے کہ کاش! ہم دنیا میں اللہ ورسول کے کہنے پر چلتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔

فَائِدَہ:[۹۸] متبعین اپنے بڑوں کی شکایت کریں گے:......یہ شدتِ غیظ سے کہیں گے کہ ہمارے ان دنیوی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے دھوکے دے کر اور جھوٹ فریب کہہ کر اس مصیبت میں پھنسوایا، اِن ہی کے اغواء پر ہم راہِ حق سے بھٹکے رہے۔ اگر ہمیں سزا دی جاتی ہے تو ان کو دوگنی سزا دیجئے، اور جو پھٹکار ہم پر ہے اس سے بڑی پھٹکار ان بڑوں پر پڑنی چاہئے۔ گویا اُن کو دوگنی سزا دلوا کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہیں گے۔ اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ ''اعراف'' کے چوتھے رکوع (آیت: ۳۸،۳۹) میں گذر چکی ہے۔ وہیں اُن کی اس فریاد کا جواب بھی دیا گیا ہے، ملاحظہ کر لیا جائے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

اے ایمان والو تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے ان کے کہنے سے اور تھا اللہ کے یہاں

وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

آبرو والا ۹۹ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا

اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد ف۱۰۰ ہم نے دکھلائی

الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو

الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف۱۰۱ تاکہ عذاب کرے اللہ منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو

وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٧٣﴾ ع

اور عورتوں کو اور معاف کرے اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱۰۲

فائدہ: [۹۹] نبی کو ایذاء دینا بہت بُرا ہے:...... یعنی تم ایسا کوئی کام یا کوئی بات نہ کرنا جس سے تمہارے نبی کو ایذا پہنچے۔ نبی کا تو کچھ نہیں بگڑے گا، کیونکہ اللہ کے ہاں اُن کی بڑی آبرو ہے، وہ سب اذیت دہ باتوں کو رَدّ کردے گا، ہاں تمہاری عاقبت خراب ہوگی۔ دیکھو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت لوگوں نے کیسی اذیت دہ باتیں کیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کی وجاہت و مقبولیت کی وجہ سے سب کا ابطال فرمادیا اور موسیٰ علیہ السلام کا بے خطا اور بے داغ ہونا ثابت کردیا۔ روایات میں ہے کہ بعضے مفسد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو جنگل میں لے جاکر قتل کرآئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خارق عادت طریقہ سے اُس کی تردید کردی۔ اور صحیحین میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیا کی وجہ سے (ابنائے زمانہ کے دستور کے خلاف) چھپ کر غسل کرتے تھے، لوگوں نے کہا کہ ان کے بدن میں کچھ عیب ہے، برص کا داغ یا خصیہ پھولا ہوا۔ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے نہانے لگے، کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے، وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا لے کر اُس کے پیچھے دوڑے، جہاں سب لوگ دیکھتے تھے، پتھر کھڑا ہوگیا، سب نے برہنہ دیکھ کر معلوم کرلیا کہ بے عیب ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید
بے عیباں را لباس عریانی داد

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قارون نے ایک عورت کو کچھ دے دلا کر مجمع میں کہلا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ) اُس کے ساتھ مبتلا ہیں۔ حق تعالیٰ نے آخر کار قارون کو زمین میں دھنسا دیا اور اسی عورت کی زبان سے اس تہمت کی تردید کرائی، جیسا کہ سورۂ "قصص" (آیت: ۷۶) میں گزرا۔

تنبیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ:...... موسیٰ علیہ السلام کا پتھر کے تعاقب میں برہنہ چلے جانا مجبوری کی وجہ سے تھا اور شاید یہ خیال بھی نہ ہو کہ پتھر مجمع میں لے جاکر کھڑا کردے گا۔ رہی پتھر کی یہ حرکت وہ بطور خرقِ عادت تھی۔ خوارق عادات پر ہم نے ایک مستقل مضمون لکھا ہے، اُسے پڑھ لینے کے بعد اس قسم کی جزئیات میں اُلجھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بہرحال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں انبیاء علیہم السلام کو جسمانی و روحانی عیوب سے پاک ثابت کرنے کا کس قدر اہتمام ہے، تا لوگوں کے دلوں میں اُن کی طرف سے تنفر اور استخفاف کے جذبات پیدا ہو کر قبول حق میں رُکاوٹ نہ ہو۔

فائدہ:[۱۰۰]......یعنی اللہ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ حقیقت میں اللہ و رسول کی اطاعت ہی میں حقیقی کامیابی کا راز چھپا ہوا ہے، جس نے یہ راستہ اختیار کیا مراد کو پہنچ گیا۔

فائدہ:[۱۰۱] اللہ تعالیٰ کی عظیم امانت کا بوجھ کمزور انسان پر:......یعنی ستم کر دیئے، جو بوجھ آسمان زمین اور پہاڑوں سے نہ اُٹھ سکتا تھا، اس نادان نے اپنے نازک کندھوں پر اٹھالیا۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا۔ امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر۔ آسمان وزمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں، یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اُس کے۔ اُس پرائی چیز (یعنی حکم) کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اُس کا انجام یہ ہے کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کر دے تو بدلہ (ضمان) دینا پڑے گا اور بے اختیار ضائع ہو جائے تو بدلہ نہیں۔" (موضح) اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ایک خاص امانت مخلوق کی کسی نوع میں رکھنے کا ارادہ کیا جو اُس امانت کو اگر چاہے تو اپنی سعی و کسب اور قوتِ بازو سے محفوظ رکھ سکے اور ترقی دے سکے، تا اس سلسلہ میں اللہ کی ہر قسم کی شئون و صفات کا ظہور ہو، مثلاً اس نوع کے جو افراد امانت کو پوری طرح محفوظ رکھیں اور ترقی دیں اُن پر انعام و اکرام کیا جائے، جو غفلت یا شرارت سے ضائع کر دیں اُن کو سزا دی جائے، اور جو لوگ اس بارہ میں قدرے کوتاہی کریں اُن سے عفوو درگذر کا معاملہ ہو۔ میرے خیال میں یہ امانت ایمان و ہدایت کا ایک تخم ہے جو قلوب بنی آدم میں بکھیرا گیا جس کو "مابہ التکلیف" بھی کہہ سکتے ہیں: "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ۔" اس کی نگہداشت اور تردّد کرنے سے ایمان کا درخت اُگتا ہے، گویا بنی آدم کے قلوب اللہ کی زمینیں ہیں، بیج بھی اُسی نے ڈال دیا ہے، بارش برسانے کے لیے رحمت کے بادل بھی اس نے بھیجے جن کے سینوں سے وحیِ الٰہی کی بارش ہوئی۔ آدمی کا فرض یہ ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو امانتِ الٰہیہ ہے ضائع نہ ہونے دے، بلکہ پوری سعی و جہد اور تردّد و تفقد سے اُس کی پرورش کرے، مبادا غلطی یا غفلت سے بجائے درخت اُگنے کے بیج بھی سوخت ہو جائے۔

اسی کی طرف اشارہ ہے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں: "اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ (الحدیث) یہ امانت وہی تخمِ ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے قلوب رجال میں تہ نشین کیا گیا۔ پھر علوم قرآن و سنت کی بارش ہوئی جس سے اگر ٹھیک طور پر انتفاع کیا جائے تو ایمان کا پودا اُگے، بڑھے، پھولے، پھلے اور آدمی کو اُس کے ثمرۂ شیریں سے لذت اندوز ہونے کا موقع ملے۔ اگر انتفاع میں کوتاہی کی جائے تو اُسی قدر درخت کے اُبھرنے اور پھولنے پھلنے میں نقصان رہے یا بالکل غفلت برتی جائے تو سرے سے تخم بھی برباد ہو جائے۔ یہ امانت تھی جو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کو دکھلائی، مگر کس میں استعداد تھی جو اس امانتِ عظیمہ کو اُٹھانے کا حوصلہ کرتا، ہر ایک نے بہ لسانِ حال یا بہ زبانِ قال ناقابل برداشت ذمہ داریوں سے ڈر کر انکار کر دیا کہ ہم سے یہ بار نہ اُٹھ سکے گا۔ خود سوچ لو کہ بجز انسان کے کونسی مخلوق ہے جو اپنے کسب و محنت سے اس تخم ایمان کی حفاظت و پرورش کر کے ایمان کا شجر بار آور حاصل کر سکے۔ فی الحقیقت عظیم الشان امانت کا حق ادا کر سکنا اور ایک اُفتادہ زمین کو جس میں مالک نے تخم ریزی کر دی تھی خون پسینہ ایک کر کے باغ و بہار بنالینا اسی ظلوم و جہول انسان کا حصہ ہو سکتا ہے، جس کے پاس زمین قابل موجود ہے اور محنت و تردد کر کے کسی چیز کو بڑھانے کی قدرت اللہ تعالیٰ نے اُس کو عطا فرمائی۔ "ظلوم و جہول"، "ظالم و جاہل" کا مبالغہ ہے۔ ظالم و جاہل وہ کہلاتا ہے جو بالفعل عدل اور علم سے خالی ہو، مگر استعداد و صلاحیت ان صفات کے حصول کی رکھتا ہو۔ پس جو مخلوق بدءِ فطرت سے علم و عدل کے ساتھ متصف ہے اور ایک لمحہ کے

لیے بھی یہ اوصاف اُس سے جدا نہیں ہوئے، مثلاً ملائکۃ اللہ یا جو مخلوق ان چیزوں کے حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی (مثلاً زمین، آسمان، پہاڑ وغیرہ) ظاہر ہے کہ دونوں اس امانتِ الٰہیہ کے حامل نہیں بن سکتے۔ بیشک انسان کے سوا ''جن'' ایک نوع ہے جس میں فی الجملہ استعداد اس کے تحمل کی پائی جاتی ہے اور اسی لیے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [ذاریات: ۵۶] میں دونوں کو جمع کیا گیا۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ ادائے حقِ امانت کی استعداد اُن میں اتنی ضعیف تھی کہ حملِ امانت کے مقام میں چنداں قابلِ ذکر اور درخورِ اعتنا نہیں سمجھے گئے۔ گویا وہ اس معاملہ میں انسان کے تابع قرار دیے گئے، جن کا نام مستقل طور پر لینے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

فَائِدَة: [۱۰۲]...... میرے نزدیک اس جگہ ﴿وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ الآیۃ کے معنی معاف کرنے کے نہ لیے جائیں، بلکہ اُن کے حال پر متوجہ ہونے اور مہربانی فرمانے کے لیں تو بہتر ہے جیسے: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ﴾ [توبہ: ۱۱۷] میں لیے گئے ہیں۔ یہ تو مؤمنینِ کاملین کا بیان ہوا۔ اور ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ میں قاصرین ومقصرین کے حال کی طرف اشارہ فرمادیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

نسال اللّٰہ تعالیٰ اَنْ یتوب علینا و یغفر لنا

و یثیبنا بالفوز العظیم۔ انه جل جلاله وعم نواله غفور رحیم۔

تمت سورة الاحزاب ولله الحمد والمنة۔

آیاتها ۵۵ ۳۴ سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ ۵۸ رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا

الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ

سب کچھ جاننے والا ف۱ جانتا ہے جو کچھ کہ اندر گھستا ہے زمین کے اور جو کچھ کہ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے

فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

اس میں ف۲ اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا ف۳ اور کہنے لگے منکر نہ آئے گی ہم پر قیامت ف۴ تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی

لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ

البتہ آئے گی تم پر ف۵ اس عالم الغیب کی غائب نہیں ہوسکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں

اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں ف۶ تاکہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کئے

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

بھلے کام وہ لوگ جو ہیں ان کے لیے ہے معافی اور عزت کی روزی اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤

ان کو بلا کا عذاب ہے دردناک ف۷

فائدہ:[۱] تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں: ......یعنی سب خوبیاں اور تعریفیں اُس خدا کے لیے ہیں جو اکیلا بلاشرکت غیرے تمام آسمانی و زمینی چیزوں کا مالک و خالق اور نہایت حکمت و خبرداری سے اُن کی تدبیر کرتا ہے۔ اُس نے یہ سلسلہ بے کار پیدا نہیں کیا، ایسے حکیم و

دانا کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ یہ نظام آخر میں کسی اعلیٰ نتیجہ پر منتہی ہو، اُسی کو آخرت کہتے ہیں۔ اور جس طرح دنیا میں وہ اکیلا تمام تعریفوں کا مستحق ہے، آخرت میں بھی صرف اُسی کی تعریف ہوگی، بلکہ یہاں تو بظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہو جاتی تھی کیونکہ مخلوق کا فعل خالق کے فعل کا پردہ اور اس کا کمال اُس کے کمال حقیقی کا پرتو ہے، لیکن وہاں سب وسائط اور پردے اُٹھ جائیں گے، جو کچھ ہوگا سب دیکھیں گے کہ اُسی کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس لیے صورتاً وحقیقتاً ہر حیثیت سے تنہا اُسی محمود مطلق کی تعریف رہ جائے گی۔

فَائِدَة: [۲] اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر کوئی چیز نہیں ہے: ...... یعنی آسمان وزمین کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اُس کے علم سے باہر نہیں۔ جو چیز زمین کے اندر چلی جاتی ہے مثلاً جانور، کیڑے مکوڑے، نباتات کا بیج، بارش کا پانی، مردہ کی لاش، اور جو اُس کے اندر سے نکلتی ہے مثلاً کھیتی، سبزہ، معدنیات وغیرہ اور جو آسمان کی طرف سے اُترتی ہے مثلاً بارش، وحی، تقدیر، فرشتے وغیرہ اور جو اُوپر چڑھتی ہے مثلاً روح، دُعا، عمل اور ملائکہ وغیرہ ان سب انواع وجزئیات پر اللہ کا علم محیط ہے۔

فَائِدَة: [۳] ...... یعنی یہ سب بستی اور چہل پہل اُس کی رحمت اور بخشش سے ہے ورنہ بندوں کی ناشکری اور حق ناشناسی پر اگر ہاتھوں ہاتھ گرفت ہونے لگے تو ساری رونق ایک لحہ میں ختم کر دی جائے: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ [الفاطر: ۴۵]

فَائِدَة: [۴] ...... کیوں نہیں آئے گی؟ اس کا منشا آگے آتا ہے: ﴿اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ﴾ [السباء: ۷]

فَائِدَة: [۵] قیامت کا واقع ہونا یقینی امر ہے: ...... یعنی وہ معصوم ومقدس انسان جس کے صدق وامانت کا اقرار سب کو پہلے سے تھا اور اب براہینِ ساطعہ سے اُس کی صداقت پوری طرح روشن ہو چکی، مؤکد قسم کھا کر اللہ کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی، پھر تسلیم نہ کرنے کی کیا وجہ؟ ہاں! اگر کوئی محال یا خلافِ حکمت بات کہتا تو انکار کی گنجائش ہو سکتی تھی، لیکن نہ یہ محال ہے نہ خلافِ حکمت، پھر انکار کرنا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

فَائِدَة: [۶] اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے: ...... یعنی اُس عالم الغیب کی قسم جس کے علم محیط سے آسمان وزمین کا کوئی ذرہ یا ذرہ سے چھوٹی بڑی کوئی چیز بھی غائب نہیں، شاید یہ اس لیے فرمایا کہ قیامت کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ اس کا علم اُسی کو ہے جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں، ہم کو جتنی خبر دی گئی بلا کم وکاست پہنچا دی۔ اور اس کا جواب بھی ہو گیا جو کہتے تھے: ﴿ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ﴾ [السجدہ: ۱۰] یعنی جب ہمارے ذرات منتشر ہو کر مٹی میں مل گئے، پھر کیسے دوبارہ اکٹھے کئے جائیں گے، تو بتلا دیا کہ کوئی ذرہ اُس کے علم سے غائب نہیں، اور پہلے بتلایا جا چکا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز پر قبضہ اُسی کا ہے، لہٰذا اس کو کیا مشکل ہے کہ تمہارے منتشر ذرات کو ایک دم میں اکٹھا کر دے؟

تنبیہ: ...... کھلی کتاب سے ''لوحِ محفوظ'' مراد ہے، جس میں ہر چیز اللہ کے علم کے مطابق ثبت ہے۔

فَائِدَة: [۷] ...... یعنی قیامت کا آنا اس لیے ضرور ہے کہ لوگوں کو اُن کی نیکی اور بدی کا پھل دیا جائے اور حق تعالیٰ کی جملہ صفات کا کامل ظہور ہو۔

تنبیہ: ...... ''جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو'' یعنی ہماری آیتوں کے ابطال اور لوگوں کو قولاً وفعلاً اُن سے روکنے کے لیے کھڑے ہوئے، گویا وہ (العیاذ باللہ) اللہ کو عاجز کرنا اور ہرانا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اُس کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ

اور دیکھ لیں جن کو ملی ہے سمجھ کہ جو تجھ پر اترا تیرے رب سے وہی ٹھیک ہے اور سجھاتا ہے راہ

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ

اس زبردست خوبیوں والے کی وف۸ اور کہنے لگے منکر ہم بتلائیں تم کو ایک مرد کہ تم کو خبر دیتا ہے جب تم پھٹ کر ہو جاؤ

مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا

ٹکڑے ٹکڑے تم کو پھر نئے سرے سے بننا ہے کیا بنا لایا ہے اللہ پر جھوٹ یا اس کو سودا ہے وف۹ کچھ بھی نہیں پر جو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ⑧ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

یقین نہیں رکھتے آخرت کا آفت میں ہیں اور دور جا پڑے غلطی میں وف۱۰ کیا دیکھتے نہیں جو کچھ ان کے آگے ہے اور

خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا

پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں یا گرا دیں ان پر ٹکڑا

مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ ع۱

آسمان وف۱۱ سے تحقیق اس میں نشانی ہے ہر بندے رجوع کرنے والے کے واسطے وف۱۲ اور ہم نے دی ہے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی وف۱۳

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ⑩ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ

اے پہاڑو خوش آوازی سے پڑھو اس کے ساتھ اور اڑتے جانوروں کو وف۱۴ اور نرم کر دیا ہم نے اس کے آگے لوہا کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ⑪

کڑیاں وف۱۵ اور کرو تم سب کام بھلا میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں وف۱۶

فائدہ:[۸] قیامت آنے کا ایک مقصد:......یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جن کو یقین تھا انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے اور آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قرآن کی خبریں مو بہ مو صحیح و درست ہیں۔ اور بیشک قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اُس زبردست خوبیوں والے خدا تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے۔ بعض مفسرینؒ نے ﴿وَيَرَى الَّذِيْنَ﴾ الاٰیۃ" کا مطلب یہ لیا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ﴾ کے برخلاف جو اہلِ علم ہیں (خواہ مسلمان یا اہلِ کتاب) وہ جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ قیامت وغیرہ کے متعلق قرآنِ کریم کا بیان بالکل صحیح ہے اور وہ آدمی کو وصول الی اللہ کے ٹھیک راستہ پر لے جاتا ہے۔

فائدہ:[۹] آنحضرت ﷺ کی شان میں کفار قریش کی گستاخی:......کفار قریش نبی کریم ﷺ کی شان میں یہ گستاخی کرتے تھے، یعنی آؤ تمہیں ایک شخص دکھلائیں جو کہتا ہے کہ تم گل سڑ کر اور ریزہ ریزہ ہو کر جب خاک میں مل جاؤ گے، پھر تم کو از سرِ نو بھلا چنگا بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ بھلا ایسی مہمل بات کون قبول کر سکتا ہے، دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ شخص جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ لگاتا ہے کہ اُس نے ایسی خبر دی۔ نہیں تو سودائی ہے، دماغ ٹھکانے نہیں، دیوانوں کی سی بے تکی باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ:[۱۰] کفار کی گستاخی کا جواب:......یعنی نہ جھوٹ ہے نہ جنون، البتہ یہ لوگ عقل و دانش اور صدق و صواب کے راستہ سے بھٹک کر

بہت دُور جا پڑے ہیں۔ اور بیہودہ بکواس کر کے اپنے کو آفت میں پھنسا رہے ہیں۔ فی الحقیقت یہ بڑا عذاب ہے کہ آدمی کا دماغ اس قدر مختل ہو جائے کہ وہ خدا کے پیغمبروں کو مفتری یا مجنون کہنے لگے۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ: [۱۱] **آسمان و زمین میں غور و فکر کرنے کا حکم:**...... یعنی کیا یہ لوگ اندھے ہو گئے ہیں کہ آسمان و زمین بھی نظر نہیں آتے جو آگے پیچھے ہر طرف نظر ڈالنے سے نظر آسکتے ہیں، اُن کو تو وہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ نے بنایا ہے، پھر جس نے بنایا اُسے توڑنا کیا مشکل ہے اور جو ایسے عظیم الشان اجسام کو بنا سکتا اور توڑ پھوڑ سکتا ہے اُسے انسانی جسم کا بگاڑ دینا اور بنانا کیا مشکل ہوگا؟ یہ لوگ ڈرتے نہیں کہ اُسی کے آسمان کے نیچے اور زمین کے اُوپر رہ کر ایسے گستاخانہ کلمات زبان سے نکالیں، حالانکہ خدا چاہے تو ابھی ان کو زمین میں دھنسا کر یا آسمان سے ایک ٹکڑا گرا کر نیست و نابود کر دے اور قیامت کا چھوٹا سا نمونہ دکھلا دے۔

فائدہ: [۱۲] **آسمان و زمین میں قدرت کی نشانیاں ہیں:**...... یعنی جو بندے عقل و انصاف سے کام لے کر اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اسی آسمان و زمین میں اُن کے لیے بڑی بھاری نشانی موجود ہے، وہ اس منتظم اور پُر حکمت نظام کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ضرور یہ ایک دن کسی اعلیٰ و اکمل نتیجہ پر پہنچنے والا ہے، جس کا نام ''دار الآخرۃ'' ہے۔ یہ تصور کر کے وہ بیش از بیش اپنے مالک و خالق کی طرف جھکتے ہیں، اور جو آسمانی و زمینی نعمتیں اُن کو پہنچتی ہیں تہ دل سے اُس کے شکر گزار ہوتے ہیں، اُن میں سے بعض بندوں کا ذکر آگے آتا ہے۔

فائدہ: [۱۳]...... یعنی نبوت کے ساتھ غیر معمولی سلطنت عنایت فرمائی۔

فائدہ: [۱۴] **حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز:**...... حضرت داؤد علیہ السلام کبھی کبھی جنگل میں نکلتے، خدا کو یاد کرتے، خوف الٰہی سے روتے، تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے اور اپنی ضرب المثل خوش آوازی سے زبور پڑھتے، اُس کی عجیب و غریب تاثیر سے پہاڑ بھی اُن کے ساتھ تسبیح پڑھنے لگتے تھے اور پرندے اُن کے گرد جمع ہو کر اسی طرح آواز کرتے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو یہ خاص بزرگی عطا فرمائی تھی، ورنہ پہاڑوں کی تسبیح سے مراد محض اُن کی آواز بازگشت ہو، یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز زبان حال یا قال سے کرتی رہتی ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام کے مخصوص فضل و شرف کے ذیل میں اس چیز کا ذکر کرنا محض بے معنی ہوگا۔ (العیاذ باللہ) ﴿يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ﴾ کا حکم تکوینی ہے۔

فائدہ: [۱۵]...... یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ہم نے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ بدون آگ اور آلاتِ صناعیہ کے لوہے کو جس طرح چاہتے ہاتھ سے توڑ موڑ لیتے تھے اور اُس کی زرہیں تیار کر کے فروخت کرتے تا قوت بازو سے کما کر کھائیں، بیت المال پر اپنا بار نہ ڈالیں۔ کہتے ہیں کہ کڑیوں کی زرہ پہلے اُن ہی سے نکلی کہ کشادہ رہے۔ حق تعالیٰ نے اُن کو ہدایت فرمائی کہ فراخ و کشادہ زرہیں تیار کرو اور اُس کے حلقے اور کڑیاں ٹھیک اندازہ سے جوڑو، جو بڑی چھوٹی اور پتلی موٹی ہونے کے اعتبار سے متناسب ہوں۔

فائدہ: [۱۶]...... یعنی ان صنائع میں پڑ کر منعم حقیقی کی طرف سے غفلت نہ ہونے پائے۔ ہمیشہ عمل صالح کرتے رہو اور یاد رکھو کہ اللہ سب کام دیکھتا ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۗ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ

اور سلیمان کے آگے ہوا کو صبح کی منزل اس کی ایک مہینہ کی اور شام کی منزل ایک مہینہ کی اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور

يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۗ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

جنوں میں کتنے لوگ تھے جو محنت کرتے اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے اور جو کوئی پھرے ان میں سے ہمارے حکم سے چکھائیں ہم اس کو آگ کا

يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَتَمَاثِيۡلَ وَجِفَانٍ كَالۡجَوَابِ وَقُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعۡمَلُوۡۤا

عذاب ف۱۸ بناتے اس کے واسطے جو کچھ چاہتا قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اور دیگیں چولہوں پر جمی ہوئی ف۱۹ کام کرو

اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا ؕ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ

اے داؤد کے گھر والو احسان مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں احسان ماننے والے ف۲۰ پھر جب مقرر کیا ہم نے اس پر موت کو نہ جتلایا ان کو

عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ تَاۡكُلُ مِنۡسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ

اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے

الۡغَيۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِى الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدۡ كَانَ لِسَبَاٍ فِىۡ مَسۡكَنِهِمۡ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنۡ

غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں ف۲۱ تحقیق قوم سبا کو تھی ان کی بستی میں نشانی دو باغ

يَّمِيۡنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ بَلۡدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۱۵﴾

داہنے اور بائیں ف۲۲ کھاؤ روزی اپنے رب کی اور اس کا شکر کرو ف۲۳ شہر ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشنے والا ف۲۴

فائدہ:[۱۷] حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت: ......حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا جو فضا میں اُڑتا، ہوا اس کو شام سے یمن اور یمن سے شام لے چلتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو اُن کے لیے مسخر کر دیا تھا، ایک مہینہ کی مسافت ہوا کے ذریعہ سے آدھے دن میں طے ہوتی تھی۔ سورۂ "انبیاء" (آیت:۸۱) اور سورۂ "نمل" میں اس کا کچھ بیان گذر چکا ہے اور آگے سورۂ ص (آیت:۳۶، صفحہ:۹۸۳) میں آئے گا اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یمن کی طرف نکال دیا تھا۔ اُس کو سانچوں میں ڈال کر جنات بڑے بڑے برتن (دیگیں اور لگن وغیرہ) تیار کرتے تھے، جن میں ایک لشکر کا کھانا پکتا اور کھلایا جاتا۔

فائدہ:[۱۸] جنات کی خدمت: ......یعنی بہت سے جن جنھیں دوسری جگہ شیاطین سے تعبیر فرمایا ہے معمولی قلیوں اور خدمت گاروں کی طرح اُن کے کام میں لگے رہتے تھے۔ اللہ کا حکم تھا کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کریں، ذرا سرکشی کی تو آگ میں پھونک دیا جائے گا۔

فائدہ:[۱۹] جنات کی کاریگری: ......یعنی بڑے بڑے محل، مسجدیں اور قلعے جنات تعمیر کرتے اور مجسم تصویریں بناتے (جو اُن کی شریعت میں ممنوع نہیں ہوں گی، شریعت محمدیہ نے منع کر دیا) اور تانبے کے بڑے بڑے لگن بناتے، جیسے حوض یا تالاب اور دیگیں تیار کرتے جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکتی تھیں ایک ہی جگہ رکھی رہتیں۔

فائدہ:[۲۰] ......یعنی اِن عظیم الشان انعامات و احسانات کا شکر ادا کرتے رہو، محض زبان سے نہیں بلکہ عمل سے وہ کام کرو جن سے حق تعالیٰ کی شکر گذاری ٹپکتی ہو۔ بات یہ ہے کہ احسان تو خدا کم و بیش سب پر کرتا ہے، لیکن پورے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ جب تھوڑے ہیں تو قدر زیادہ ہوگی، لہٰذا کامل شکر گذار بن کر اپنی قدر و منزلت بڑھاؤ۔ یہ خطاب داؤد علیہ السلام کے کنبے اور گھرانے کو ہے، کیونکہ علاوہ مستقل احسانات کے داؤد پر احسان من وجہ سب پر احسان ہے۔ کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نے تمام گھر والوں پر اوقات تقسیم کر دیے تھے، دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب اُن کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الٰہی میں مشغول نہ رہتا ہو۔

فَائِدَہ:[۲۱] بیت المقدس کی تعمیر اور موت کا قصہ:...... حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھوں مسجد بیت المقدس کی تجدید کرا رہے تھے، جب معلوم کیا کہ میری موت آ پہنچی، جنوں کو نقشہ بتا کر آپ ایک شیشہ کے مکان میں در بند کر کے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے، جیسا کہ آپ کی عادت تھی کہ مہینوں خلوت میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اُسی حالت میں فرشتہ نے روح قبض کر لی اور آپ کی نعش مبارک لکڑی کے سہارے کھڑی رہی۔ کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہو سکا، وفات کے بعد مدت تک جن بدستور تعمیر کرتے رہے۔ جب تعمیر پوری ہو گئی، جس عصا پر ٹیک لگا رہے تھے گھن کے کھانے سے گرا، تب سب کو وفات کا حال معلوم ہوا۔ اس سے جنات کو خود اپنی غیب دانی کی حقیقت کھل گئی اور اُن کے معتقد انسانوں کو بھی پتہ لگ گیا کہ اگر انہیں غیب کی خبر ہتی تو کیا اس ذلت آمیز تکلیف میں پڑے رہتے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کو محسوس کرتے ہی کام چھوڑ دیتے۔ اسی سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ شیاطین وغیرہ کی تسخیر کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کسبی کمال نہ تھا، محض فضل ایزدی تھا، جو اللہ چاہے تو موت کے بعد ایک لاش کے حق میں بھی قائم رکھ سکتا ہے۔ نیز سلیمان علیہ السلام پر زندگی میں جو انعامات ہوئے تھے یہ اس کی تکمیل ہوئی کہ موت کے بعد بھی ایک ضروری حد تک انہیں جاری رکھا گیا اور بتلا دیا کہ پیغمبروں کے اٹھائے ہوئے کاموں کو اللہ تعالیٰ کس کس تدبیر سے پورا کرتا ہے۔

ربط:...... یہاں تک بعض منیب اور شکر گذار بندوں کا ذکر تھا، آگے ایک معرض وناسپاس قوم (سبا) کا ذکر کیا جاتا ہے جو بڑے عیش و رفاہیت اور خوشحالی و فارغ البالی کے بعد کفر وناسپاسی کی سزا میں تباہ کی گئی۔ یہ قوم یمن کی بڑی دولت مند اور ذی اقتدار قوم تھی جو صدیوں تک بڑے جاہ وجلال سے ملک پر حکومت کرتی رہی۔ ان ہی میں ایک وہ ملکہ تھی (بلقیس) جس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونا سورۂ نمل (آیت: ۴۲) میں گزر چکا ہے۔ شاید یہاں سلیمان علیہ السلام کے بعد "سبا" کا ذکر اس مناسبت سے بھی ہوا ہو۔

فَائِدَہ:[۲۲] قوم سباء کے باغات:...... یعنی باغوں کے دو طویل سلسلے داہنے اور بائیں میلوں تک چلے گئے تھے۔ اگر سمجھتے تو خدا کی رحمت وقدرت کی یہی نشانی ایمان لانے اور شکر گزار بننے کے لیے کافی تھی۔

فَائِدَہ:[۲۳] قوم سباء کی نعمتیں:...... گویا وہ نشانی زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو اور اُس منعم حقیقی کا شکر ادا کرو، کفر وعصیان اختیار کر کے ناشکر مت بنو۔ یا جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے انبیاء کی زبانی اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہو گی۔ کہتے ہیں تیرہ نبی اس قوم کی طرف بھیجے گئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے آئے ہوں گے اور اُن کے وارث بعد کو بھی اس قوم کی بربادی کے وقت تک سمجھاتے رہے ہوں گے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۲۴] قسم سباء کا تعارف قوم سباء کے بند اور عمارات:...... مصنف "ارض القرآن" "سبا" کی عمارتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "اسی سلسلۂ عمارات میں ایک چیز بند آب ہے جس کو عربِ حجاز "سد" اور عربِ یمن "عرم" کہتے ہیں۔ عرب کے ملک میں کوئی دائمی دریا نہیں، پانی پہاڑوں سے بہ کر ریگستانوں میں خشک اور ضائع ہو جاتا ہے، زراعت کے مصرف میں نہیں آتا۔ "سبا" مختلف مناسب موقعوں پر پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند باندھ دیتے تھے کہ پانی رُک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے کام میں آئے۔ مملکت "سبا" میں اس طرح کے سیکڑوں بند تھے، اُن میں سب سے زیادہ مشہور "سد مآرب" ہے جو اُن کے دار الحکومت "مآرب" میں واقع تھا۔ شہر مآرب کے جنوب میں داہنے بائیں دو پہاڑ ہیں جن کا نام کوہ ابلق ہے۔ سبا نے ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ۸۰۰ ق م میں "سد مآرب" کی تعمیر کی تھی، بند تقریباً ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی ایک دیوار ہے۔ اس کا اکثر حصہ تو اب افتادہ ہے، تاہم ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہے۔ "ارناڈ" ایک یورپین سیاح نے اس کے موجودہ حالات پر ایک مضمون فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل میں لکھا ہے اور اس کا موجودہ نقشہ نہایت عمدگی سے تیار کیا ہے۔ اس دیوار پر جا بجا کتبات ہیں، وہ بھی پڑھے گئے۔ اس سد میں اوپر نیچے

بہت سی کھڑکیاں تھیں جو حسب ضرورت کھولی اور بند کی جاسکتی تھیں۔ ''سد'' کے دائیں بائیں مشرق و مغرب میں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر چپ و راست [دائیں بائیں] کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ اس نظام آب رسانی سے چپ و راست دونوں جانب اس ریگستانی اور شور ملک کے اندر تین سو میل مربع میں سیکڑوں کوس تک بہشت زار طیار ہو گئی تھی، جس میں انواع و اقسام کے میوے اور خوشبودار درخت تھے۔ قرآن کریم ﴿جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ﴾ کہہ کر ان ہی باغوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یونانی مؤرخ ''اگاتھر شیڈس'' جو ۱۴۵ ق م میں ''سبا'' کا معاصر تھا بیان کرتا ہے: ''سبا'' عرب کے سرسبز و آباد حصہ میں رہتے ہیں جہاں بہت اچھے اچھے بے شمار میوے ہوتے ہیں۔ دریا کے کنارے جو زمین ہے اس میں نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں۔ اندرون ملک میں بخورات، دار چینی اور چھوارے کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں اور ان درختوں سے نہایت شیریں خوشبو پھیلا کرتی ہے۔ درختوں کے اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہے، جو خوشبو اُس میں سے اُڑتی ہے وہ جنت کی خوشبو سے کم نہیں اور جس کی تعریف لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔ جو اشخاص زمین سے دور ساحل سے گذرتے ہیں، وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو اُس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہیں۔ وہ گویا آب حیات کا لطف اٹھاتے ہیں اور یہ تشبیہ بھی اُس کی قوت و لطافت کے مقابل میں ناقص ہے۔'' آرٹی میڈروس جو ''سبا'' کے عہد آخر میں تھا لکھتا ہے: ''سبا کا بادشاہ اور اُس کا ایوان ''مآرب'' میں ہے جو ایک پر اشجار پہاڑ پر عیش و مسرت (زنانہ خوشحالی) میں واقع ہے۔'' غرض باعتبار سرسبزی، خوشحالی، سامان عیش اور اعتدال آب و ہوا کے ''مآرب'' اسی کا مصداق تھا: ﴿بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ﴾'' ﴿وَرَبٌّ غَفُوْرٌ﴾'' سے اِدھر اشارہ کر دیا کہ اپنی طرف سے شکر گزار بنو۔ اگر بہ مقتضائے بشریت کچھ تقصیر رہ جائے گی تو اللہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسا سخت نہیں پکڑتا، اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کما حقہٗ کس سے ادا ہو سکتا ہے؟

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ

سو دھیان میں نہ لائے پھر چھوڑ دیا ہم نے ان پر ایک نالہ زور کا اور دیے ہم نے ان کو بدلے میں ان دو باغوں کے دو اور باغ جن میں کچھ

وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ⑯ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ⑰

میوہ کسیلا تھا اور جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے ف۲۵ یہ بدلہ دیا ہم نے ان کو اس پر کہ ناشکری کی اور ہم یہ بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو ف۲۶

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ

اور رکھی تھیں ہم نے ان میں اور ان بستیوں میں جہاں ہم نے برکت رکھی ہے ایسی بستیاں جو راہ پر نظر آتی تھیں اور منزلیں مقرر کر دیں ہم نے

سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ⑱

ان میں آنے جانے کی پھرو ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن سے ف۲۷

فائدة: [۲۵] قوم سبا کی ناشکری:...... یعنی نصیحتوں کو خاطر میں نہ لائے اور منعم حقیقی کی شکر گزاری سے منہ موڑے رہے، تب ہم نے پانی کا عذاب بھیج دیا۔ وہ بند ٹوٹا، تمام باغات اور زمینیں غرقاب ہو گئیں اور اُن اعلیٰ درجہ کے نفیس میووں اور پھلوں کی جگہ نکمے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے۔ جہاں انگور چھوارے اور قسم قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی تھیں، اب وہاں پیلو، جھاؤ کسیلے اور بدمزہ پھل والے درختوں کے سوا کچھ نہ تھا جن میں بہترین چیز تھوڑی سی جھڑ بیریوں کو سمجھ لو۔ یہ واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی عہد کا ہے۔ محققین آثار

قدیمہ کو ابرہۃ الاشرم کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سدِ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہے اُس میں بھی اس بند کے ٹوٹنے کا ذکر ہے، مگر یہ غالباً اُس واقعہ کے بعد ہوا جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ واللہ اعلم! حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جب اللہ نے چاہا عذاب بھیجے، گھونس پیدا ہوئی، اُس پانی کے بند میں اُس کی جڑ کرید ڈالی، ایک بار پانی نے زور کیا، بند کو توڑ ڈالا، وہ پانی عذاب کا تھا جس زمین پر پھر گیا کام سے جاتی رہی۔'' کہتے ہیں کہ بند ٹوٹنے کی پیشین گوئی ایک کاہن نے کی تھی، اُس پر بہت لوگ وطن چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلے گئے، جو باقی رہے انہیں اُن باغوں کے بدلہ یہ نکمی اور کڑوی کسیلی چیزیں ملیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۲٦] **ناشکروں کی سزا:**...... ایسی سخت سزا بڑے ناشکروں کو دی جاتی ہے۔ کفر سے بڑھ کر کیا ناشکری ہوگی؟ سورۂ ''نمل'' میں گذر چکا: ﴿وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الآیۃ'' [نمل: ۲۴] بظاہر اس قسم کا شرک اُس قوم میں بلقیس کے بعد بھی باقی رہا ہوگا۔

فائدہ: [۲۷] **برکت والی بستیوں سے مراد اور برکت سے مراد:**...... برکت والی بستیاں ملک شام کی ہیں یعنی اُن کے ملک سے شام تک راستے مامون تھے۔ سڑک کے کنارے کنارے دیہات کا سلسلہ ایسے اندازے اور تناسب سے چلا گیا تھا کہ مسافر کو ہر منزل پر کھانا، پانی اور آرام کرنے کا موقع ملتا تھا۔ آبادیوں کے قریب ہونے اور جلد جلد نظر آنے سے مسافر کا جی نہیں گھبراتا تھا، نہ چوروں ڈاکوؤں کا خوف تھا۔ سفر کیا تھا ایک طرح کی سیر تھی۔ مصنف ''ارض القرآن'' لکھتا ہے: ''سبا کی دولت وثروت کی اساس صرف تجارت تھی۔ یمن ایک طرف سواحل ہندوستان کے مقابل واقع ہے اور دوسری طرف سواحل افریقہ کے۔ سونا، بیش قیمت پتھر، مسالہ، خوشبوئیں، ہاتھی دانت، یہ چیزیں حبش اور ہندوستان سے ٹھیک یمن آکر اُترتی تھیں، وہاں سے سبا اونٹوں پر لاد کر بحر احمر کے کنارے خشکی خشکی حجاز سے گزر کر شام ومصر لاتے تھے۔ قرآن مجید نے اُس راستہ کو ''امام مبین'' (کھلا راستہ) اور اسی سفر کا نام ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾ [قریش: ۲] رکھا ہے جس کو قریش نے جاری کیا تھا۔ ان تجارتی کاروانوں کی آمد ورفت کے سبب یمن سے شام تک آبادیوں کی ایک قطار قائم تھی، جہاں بے خوف وخطر سفر ہو سکتا تھا۔'' یونانی مورخ اراو ستھنس ۱۹۴ ق م بیان کرتا ہے کہ ''حضرِ موت'' سے سبا کے ملک تک چالیس روز کا راستہ ہے اور معین سے سوداگر ستر دن میں ایلہ (عقبہ) پہنچتے ہیں۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ

پھر کہنے لگے اے رب دراز کر دے ہمارے سفروں کو ف۲۸ اور آپ اپنا برا کیا پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں اور کر ڈالا

مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑲ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

چیر کر ٹکڑے ٹکڑے ف۲۹ اس میں پتے کی باتیں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کو ف۳۰ اور سچ کر دکھلائی ان پر ابلیس نے اپنی اٹکل،

فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑳ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ

پھر اسی کی راہ چلے، مگر تھوڑے سے ایمان دار ف۳۱ اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر اتنے واسطے کہ معلوم کر لیں ہم اس کو جو

يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ㉑ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ ع ۲ / ۱۲ / ۸

یقین لاتا ہے آخرت پر جدا کر کے اس سے جو رہتا ہے آخرت کی طرف سے دھوکے میں، اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ف۳۲ تو کہہ پکارو ان کو جن کو

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ

گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے ف۳۳ وہ مالک نہیں ایک ذرہ بھر کے آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ

ان دونوں میں کچھ ساجھا اور نہ ان میں کوئی اس کا مددگار اور کام نہیں آتی سفارش اس کے پاس مگر اس کو کہ جس کے واسطے حکم کر دے [۳۴]

حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾

یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سے کہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہیں فرمایا جو واجبی ہے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا [۳۵]

فائدہ:[۲۸] خود تکلیف و مشقت کا مطالبہ:......زبان حال سے کہا ہوگا اور ممکن ہے زبان قال سے کہنے لگے ہوں کہ اے اللہ! اس طرح سفر کا لطف نہیں آتا، منزلیں دُور ہوں، آس پاس آبادیاں نہ ملیں، بھوک پیاس ستائے، تب سفر کا مزہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں" آرام میں مستی آئی، لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا، آبادی نہیں ملتی، ویسا ہم کو بھی ہو یہ بڑی ناشکری ہوئی، جیسے بنی اسرائیل نے من وسلویٰ سے اُکتا کر لہسن و پیاز طلب کی تھی۔

فائدہ:[۲۹] قوم سبا کی تباہی و ہلاکت:......یعنی ہم نے شیرازہ بکھیر دیا اور اُن کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ اکثر خاندان اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے، کوئی ایک طرف کوئی دوسری طرف نکل گیا۔ آبادیوں کے نام ونشان حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے۔ اب اُن کی صرف کہانیاں باقی رہ گئیں کہ لوگ سنیں اور عبرت پکڑیں۔ اُن کا وہ عظیم الشان تمدّن اور شان وشکوہ سب خاک میں مل گیا۔ صاحب "ارض القرآن" اُن کے زوال وسقوط کی توجیہ اس طرح کرتا ہے کہ یونانیوں اور رومیوں نے مصر وشام پر قبضہ پا کر ہندوستان وافریقہ کی تجارت کو بری راستہ سے بحری راستہ کی طرف منتقل کر دیا اور تمام مال کشتیوں کے ذریعہ سے بحر احمر کی راہ مصر وشام کے سواحل پر اترنے لگا۔ اس طریقِ سفر نے یمن سے شام تک خاک اڑا دی اور سبا کی نو آبادیاں تباہ ہو کر رہ گئیں۔ مصنف موصوف نے یہ توجیہ مولر کی تحریر سے اخذ کی ہے، ممکن ہے تباہی اور انتشار کا ایک ظاہری سبب یہ بھی ہو، مگر اس پر حصر کر دینا صحیح نہیں۔

فائدہ:[۳۰]......یعنی ان حالات کو سن کر چاہئے عقل مند عبرت حاصل کریں، جب اللہ فراخی اور عیش دے خوب شکر ادا کرتے رہیں اور تکلیف ومصیبت آئے تو صبر وتحمل اختیار کر کے اللہ سے مدد مانگیں۔

فائدہ:[۳۱] ابلیس کا اندازہ:...... پہلے دن ابلیس نے تخمینہ کر کے کہا تھا: ﴿لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [بنی اسرائیل:۶۲] اور ﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾﴾ [الاعراف:۱۷] ویسے ہی نکلے۔

فائدہ:[۳۲] شیطان کے ذریعہ آزمائش:......یعنی شیطان کو یہ قدرت نہ تھی کہ لاٹھی لے کر اُن کو زبردستی راہِ حق سے روک دیتا، ہاں بہکاتا پھسلاتا ہے اور اتنی قدرت بھی اس لیے دی گئی کہ بندوں کا امتحان وابتلا منظور تھا۔ دیکھیں کون آخرت پر یقین کر کے خدا کو یاد رکھتا ہے اور کون دنیا میں پھنس کر انجام سے غافل ہو جاتا اور بیوقوف بن کر شک یا دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔ اللہ کی حکمت کا مقتضا ہی یہ تھا کہ دنیا میں انسان کے لیے دونوں طرف جانے کے راستے کشادہ رکھیں، جیسا کہ پہلے کئی جگہ اس کی تقریر ہو چکی ہے، ایسا نہیں کہ (معاذ اللہ) خدا کو خبر نہ ہو، بے خبری میں شیطان کسی بندے کو اُچک لے جائے۔ خوب سمجھ لو کہ ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہے اور تمام احوال وشئون کی دیکھ بھال وہی ہمہ وقت کرتا ہے، جس کو جتنی آزادی دے رکھی ہے وہ عجز وسفہ سے نہیں، حکمت ومصلحت کی بنا پر ہے۔

فائدہ:[۳۳] مشرکین کو تنبیہ:...... یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے جن کی تنبیہ کے لیے "سبا" کا قصہ سنایا تھا۔ یعنی اللہ کے سوا جن چیزوں پر تم کو خدائی کا گمان ہے، ذرا کسی آڑے وقت میں اُن کو پکارو تو سہی، دیکھیں وہ کیا کام آتے ہیں؟

فَائِدَة: [۳۴] شرکاء کی بے وقعتی:...... یعنی یہ مسکین کیا کام آتے جنہیں آسمان وزمین میں نہ ایک ذرّہ کا مستقل اختیار ہے (بلکہ بتوں کو تو غیر مستقل بھی نہیں) نہ آسمان وزمین میں اُن (کی) کچھ شرکت، نہ خدا کو کسی کام میں مدد کی ضرورت، جو یہ اُس کے معین ومددگار بن کر ہی کچھ حقوق جتلاتے۔ اُس کی بارگاہ تو وہ ہے جہاں بڑے بڑے مقربین کی یہ بھی طاقت نہیں کہ بدون اذن ورضا کے کسی کی نسبت ایک حرف سفارش ہی زبان سے نکال سکیں۔ انبیاء واولیاء اور ملائکۃ اللہ کی شفاعت بھی صرف اُن ہی کے حق میں نافع ہوگی، جن کے لیے اُدھر سے سفارش کا حکم مل جائے۔

فَائِدَة: [۳۵] فرشتوں کا حال اور ان اُنکی فرماں برداری:...... یہ فرشتوں کا حال فرمایا جو ہمہ وقت اس بارگاہ کے حاضر باش ہیں۔ جب اُوپر سے اللہ کا حکم اُترتا ہے ایسی آواز آتی ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے۔ (شاید اتصال وبساطت کو قریب الی الفہم کرنے کیلئے یہ تشبیہ دی گئی) فرشتے دہشت اور خوف ورعب سے تھرا جاتے ہیں اور تسبیح کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ جب یہ حالت رفع ہو کر دل کو تسکین ہوئی اور کلام اُتر چکا، ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کیا حکم ہوا؟ اوپر والے فرشتے نیچے والوں کو درجہ بہ درجہ بتلاتے ہیں کہ جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے اور آگے سے قاعدہ معلوم ہے، وہی حکم ہوا۔ ظاہر ہے وہاں معقول اور واجبی بات کے سوا کیا چیز ہوسکتی ہے؟ پس جس کے علوّ وعظمت کی یہ کیفیت ہو کہ حکم دے تو مقربین کا مارے ہیبت وجلال کے یہ حال ہوجائے، وہاں کس کی ہمت ہے کہ از خود سعی وسفارش کیلئے کھڑا ہوجائے؟

تنبیہ:...... آیت کی اور تفسیریں بھی کی گئی ہیں جن کی نسبت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وجمیع ذلک مخالف لهذا الحدیث الصحیح (الذی فی البخاری) والاحادیث کثیرة تؤیده۔" (فتح الباری: جلد: ۱۳، ص: ۳۸۱)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ

تو کہہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے بتلا دے کہ اللہ ف۳۶ اور یا ہم یا تم بے شک ہدایت پر ہیں یا پڑے ہیں

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

گمراہی میں صریح ف۳۷ تو کہہ تم سے پوچھ نہ ہوگی اس کی جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے پوچھ نہ ہوگی اس کی جو تم کرتے ہو تو کہہ جمع کرے گا ہم سب

رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

کو رب ہمارا پھر فیصلہ کرے گا ہم میں انصاف کا اور وہی ہے قصہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا ف۳۸ تو کہہ مجھ کو دکھلاؤ تو سہی جن کو

شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

اس سے ملاتے ہو ساجھی قرار دیکر ف۳۹ کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا ف۴۰ اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ

ڈر سنانے کو لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۴۱ اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف۴۲ تو کہہ

لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ع

تمہارے لیے وعدہ ہے ایک دن کا نہ دیر کرو گے اس سے ایک گھڑی نہ جلدی ف۴۳ اور کہنے لگے منکر

لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ

ہم ہرگز نہ مانیں گے اس قرآن کو اور نہ اس سے اگلے کو ف۴۴ اور کبھی تو دیکھے جب کہ گناہگار کھڑے کئے جائیں

رَبِّهِمْ ۚۖ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ

اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہے بات کو ف۴۵ کہتے ہیں وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے

اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾

بڑائی کرنے والوں کو اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے ف۴۶

فائدہ:[۳۶] روزی صرف اللہ کے قبضہ میں ہے تو دوسری چیزوں میں شرکت کیسے ہو؟:......یعنی آسمان وزمین سے روزی کے سامان بہم پہنچانا صرف اللہ کے قبضہ میں ہے، اس کا اقرار مشرکین بھی کرتے تھے، لہٰذا آپ بتلادیں کہ یہ تم کو بھی مسلم ہے، پھر اُلوہیت میں دوسرے شریک کہاں سے ہوگئے۔

فائدہ:[۳۷]......یعنی دونوں فرقے تو سچ نہیں کہتے (ورنہ اجتماع نقیضین لازم آجائے) یقیناً دونوں میں ایک سچا اور ایک جھوٹا ہے تو لازم ہے کہ سوچو اور غور کر کے سچی بات قبول کرو۔ اس میں اُن کا جواب ہے جو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میاں! دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں کیا ضرور ہے جھگڑنا؟ تو بتلادیا کہ ایک یقیناً خطا کار اور گمراہ ہے۔ باقی تعیین نہ کرنے میں حکیمانہ حسنِ خطاب ہے، یعنی لو! ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، بہرحال ایک تو یقیناً غلطی پر ہوگا۔ اب اُوپر کے دلائل سن کر تم ہی خود فیصلہ کرلو کہ کون غلطی پر ہے؟ گویا مخالف کو نرمی سے بات کر کے اپنے نفس میں غور کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

فائدہ:[۳۸] ہر ایک کو اپنی فکر کرنی چاہیئے:......یعنی ہر ایک کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے۔ کوئی شخص دوسرے کے قصور اور غلطی کا جواب دہ نہ ہوگا، اگر اتنی صاف باتیں سننے کے بعد بھی تم اپنی حالت میں غور کرنے کے لیے تیار نہیں تو یاد رکھو! ہم حجت تمام کرچکے اور کلمۂ حق پہنچا چکے۔ اب تم اپنے اعمال کے خود جواب دہ ہوگے، ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، نہ ایسی حالت میں ہمارا تمہارا کوئی واسطہ۔ خدا کے یہاں حاضر ہونے کے لیے ہر ایک اپنی اپنی فکر کر رکھے، وہ سب کو اکٹھا کر کے ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کردے گا۔

فائدہ:[۳۹]......یعنی ذرا سامنے تو کرو، کون سی ہستی ہے جو اُس کی خدائی میں ساجھا رکھتی ہے؟ ہم بھی تو دیکھیں کہ اُس کے کیا کچھ اختیارات ہیں؟ کیا اِن پتھر کی بے جان اور خود تراشیدہ مورتوں کو پیش کروگے؟

فائدہ:[۴۰]......یعنی ہرگز تم ایسی کوئی ہستی پیش نہیں کرسکتے۔ وہ تو اکیلا ایک ہی خدا ہے جو زبردست، غالب و قاہر اور اعلیٰ درجہ کی حکمت و دانائی رکھنے والا ہے، سب اُس کے سامنے مغلوب و مقہور ہیں۔

فائدہ:[۴۱] منصب رسالت اور اسکی ذمہ داری:......یہ توحید کے ساتھ رسالت کا ذکر کردیا۔ یعنی آپ کا فرض اور آپ کی بعثت کی غرض یہی ہے کہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو اُن کے نیک و بد سے آگاہ کردیں، سو کردیا، جو نہیں سمجھتے وہ جانیں۔ سمجھدار آدمی تو اپنے نفع نقصان کو سوچ کر آپ کی بات کو ضرور مانیں گے۔ ہاں! دنیا میں کثرت جاہلوں اور نا سمجھوں کی ہے اُن کے دماغوں میں کہاں گنجائش ہے کہ کار آمد باتوں کی قدر کریں؟

فائدہ:[۴۲]......یعنی جس گھڑی سے ڈراتے ہو، وہ کب آئے گی؟ اگر سچے ہو تو جلد لا کر دکھلا دو۔

فَائِدَہ: [۴۳]......یعنی گھبراؤ نہیں، جس دن کا وعدہ ہے ضرور آ کر رہے گا، جب آئے گا تو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے گی۔ جلدی مچانے کے بجائے اس کی ضرورت ہے کہ اُس وقت کے آنے سے پہلے کچھ تیاری کر رکھو۔

فَائِدَہ: [۴۴]......یعنی ہم نہ قرآن کو مانیں، نہ اگلی کتابوں کو جنہیں تم آسمانی کتابیں بتلاتے ہو، مثلاً تورات وانجیل وغیرہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے [ایک جیسے] ہیں، جہاں دیکھو وہی حساب کتاب اور قیامت کا مضمون۔ سو ان چیزوں کو ہم ہرگز تسلیم کرنے والے نہیں۔

فَائِدَہ: [۴۵] قیامت میں کفار ایک دوسرے کو الزام دیں گے:......یعنی جیسے ناکامیابی کے وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو ناکامیابی کا سبب گردانتا ہے۔ محشر میں بھی کفار ایک دوسرے کو موردِ الزام بنائیں گے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فَائِدَہ: [۴۶] تابع اپنے متبوعین کو کوسیں گے:......دنیا میں جو لوگ نیچے کے طبقہ میں شمار ہوتے تھے اور دوسروں کے پیچھے چلتے تھے، وہ اپنے بڑے سرداروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں اس مصیبت میں پھنسوایا۔ تمہاری روک نہ ہوتی تو ہم ضرور پیغمبروں کی بات مان لیتے اور یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ

کہنے لگے بڑائی کرنے والے ان سے جو کہ کمزور گنے گئے تھے کیا ہم نے روکا تم کو حق بات سے تمہارے پاس پہنچ چکنے کے بعد

بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ

کوئی نہیں تم ہی تھے گنہگار ف۴۷ اور کہنے لگے وہ لوگ جو کمزور گنے گئے تھے بڑائی کرنے والوں کو کوئی نہیں پر فریب سے رات

وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

دن کے جب تم ہم کو حکم کیا کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہرائیں اس کے ساتھ برابر کے ساجھی ف۴۸ اور چپکے چپکے پچھتانے لگے جب دیکھ لیا

الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا

عذاب ف۴۹ اور ہم نے ڈالے ہیں طوق گردنوں میں منکروں کے ف۵۰ وہی بدلہ پاتے ہیں جو عمل

يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

کرتے تھے ف۵۱ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے ہیں وہاں کے آسودہ لوگ جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہم

كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

اس کو نہیں مانتے ف۵۲ اور کہنے لگے ہم زیادہ ہیں مال اور اولاد میں اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ف۵۳ تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ

روزی جس کو چاہے اور ناپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۵۴ اور تمہارے مال اور تمہاری

أَوۡلَادُكُم بِٱلَّتِي تُقَرِّبُكُمۡ عِندَنَا زُلۡفَىٰٓ إِلَّا مَنۡ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا فَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ جَزَآءُ

اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کر دیں ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا ف۵۵ سو ان کے لیے ہے بدلہ

ٱلضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُواْ وَهُمۡ فِي ٱلۡغُرُفَٰتِ ءَامِنُونَ ۳۷ وَٱلَّذِينَ يَسۡعَوۡنَ فِيٓ ءَايَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ

دونا کئے کام کا ف۵۶ اور وہ جھروکوں میں بیٹھے ہیں دل جمعی سے اور جو لوگ دوڑتے ہیں ہماری آیتوں کے ہرانے کو

أُوْلَٰٓئِكَ فِي ٱلۡعَذَابِ مُحۡضَرُونَ ۳۸

وہ عذاب میں پکڑے ہوئے آتے ہیں ف۵۷

فائدہ:[۴۷] متبوعین کا جواب:......یعنی جب تمہارے پاس حق بات پہنچ گئی اور سمجھ میں آ گئی تھی، کیوں قبول نہ کی؟ کیا ہم نے زبردستی تمہارے دلوں کو ایمان و یقین سے روک دیا تھا؟ چاہیے تھا کہ کسی کی پرواہ نہ کر کے حق کو قبول کر لیتے، اب اپنا جرم دوسروں کے سر کیوں رکھتے ہو؟

فائدہ:[۴۸]......یعنی بیشک تم نے زبردستی مجبور تو نہ کیا تھا، مگر رات دن مکر و فریب اور مغویانہ تدبیر سے ہم کو بہکاتے پھسلاتے رہتے تھے۔ جب ملے یہی تلقین کی کہ ہم پیغمبروں کے ارشاد کے موافق خدا کو ایک نہ مانیں، بلکہ بعض مخلوقات کو بھی اُس کا مماثل اور برابر کا شریک سمجھیں۔ آخر تمہاری شب و روز کی ترغیب و ترہیب کا کہاں تک اثر نہ ہوتا؟

فائدہ:[۴۹] تابعین اور متبوعین کا پچھتاوا اور حسرت:......یعنی جس وقت ہولناک عذاب سامنے آئے گا تابعین اور متبوعین دونوں اپنے اپنے دل میں پچھتائیں گے۔ ہر ایک محسوس کرے گا کہ واقعی میں مجرم اور قصوروار ہوں، لیکن شرم کے مارے ایک دوسرے پر ظاہر نہ کریں گے اور شدید اضطراب و خوف سے شاید بولنے کی قدرت بھی نہ ہو۔

فائدہ:[۵۰]......گردنوں میں طوق اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوں گی۔

فائدہ:[۵۱]......یعنی جو عمل کئے تھے، آج وہ اس سزا کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں جیسا کرنا ویسا بھرنا۔

فائدہ:[۵۲] حضور ﷺ کو تسلی:...... یہ حضور ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ رؤسائے مکہ کے انحراف و سرکشی سے مغموم نہ ہوں۔ ہر زمانہ میں پیغمبروں کا مقابلہ ایسے ہی بدبخت رئیسوں نے کیا ہے۔ دولت و ثروت کا نشہ اور اقتدار طلبی کا جذبہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔ وہ کسی کے سامنے گردن جھکانا اور چھوٹے آدمیوں کے برابر بیٹھنا گوارا نہیں کرتا۔ اسی لیے انبیاء کے اوّل متبعین عموماً ضعیف و مسکین لوگ ہوتے ہیں، کما ورد فی حدیث ہرقل۔

فائدہ:[۵۳] کفار کی خوش فہمی اور غلط قیاس:......یعنی معلوم ہوا خدا ہم سے خوش اور راضی ہے، ورنہ اتنا مال و اولاد کیوں دیتا؟ جب وہ خوش ہے تو ہم کو کسی آفت کا اندیشہ نہیں، تم فضول عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو۔

فائدہ:[۵۴] روزی کی فراخی رضامندی کی دلیل نہیں ہے:......یعنی روزی کی فراخی یا تنگی اللہ کے خوش یا ناخوش ہونے کی دلیل نہیں۔ دیکھتے نہیں! دنیا میں کتنے بدمعاش، شریر، دہریے، ملحد (ناستک) مزے اڑاتے ہیں، حالانکہ اُن کو کوئی مذہب بھی اچھا نہیں کہتا۔ اور بہت سے خدا پرست، پرہیزگار اور نیک بندے بظاہر فاقے کھینچتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ دولت و افلاس یا تنگی و فراخی کسی کے محبوب و مقبول عند اللہ ہونے کی دلیل نہیں۔ یہ معاملات تو دوسری مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے، مگر بہت لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے ع

وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى الْقَضَاءِ وَحُكْمِهِ
بؤس اللبيب وطيب عيش الاحمق

فائدہ:[۵۵] مال واولاد کی کثرت قرب الٰہی کا ذریعہ نہیں ہے:......یعنی مال واولاد کی کثرت نہ قرب الٰہی کی علامت ہے، جیسا کہ اُوپر کی آیت میں گزرا، اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب، ہے بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادتِ بعد کا سبب بن جاتا ہے۔ ہاں! مومن اگر مال ودولت کو وجوہ خیر میں صرف کرے اور اولاد کو بہترین تعلیم وتربیت دلاکر نیک اور شائستہ بنائے، ایسا مال واولاد ایک درجہ میں قرب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔ بہرحال وہاں مال واولاد کی پوچھ نہیں، محض ایمان وعمل صالح کی پرسش ہے۔

فائدہ:[۵۶] نیکی کا بدلہ زیادہ ملے گا:......یعنی کام پر جتنے اجر کا استحقاق ہے، اُس سے زائد بدلہ ملے گا۔ کم از کم دس گنا اور زیادہ ہو تو سات سو گنا، بلکہ اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ جس کی کوئی حد نہیں: ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [بقرہ:۲۶۱] یہاں ضعف سے مطلقاً زیادت مراد ہے۔

فائدہ:[۵۷]......یعنی جو بدبخت اللہ کی آیات کو رد کرتے اور ان پر طعن کر کے لوگوں کو اُدھر سے روکتے ہیں گویا سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ ورسول کو ہرادیں گے۔ وہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر حاضر کیے جائیں گے، ایک بھی چھوٹ کر نہ بھاگ سکے گا۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور ناپ کر دیتا ہے اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز

فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ

وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا ف۵۸ اور جس دن جمع کرے گا ان سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ

اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ

تم کو پوجا کرتے تھے ف۵۹ وہ کہیں گے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف میں ہیں نہ ان کی طرف میں نہیں پر پوجتے تھے

الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

جنوں کو یہ اکثر انہی پر اعتقاد رکھتے تھے ف۶۰ سو آج تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے نہ برے کے ف۶۱

وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اور کہیں گے ہم ان گناہ گاروں کو چکھو تکلیف اس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتلاتے تھے اور جب پڑھی جائیں ان کے پاس

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا

ہماری آیتیں کھلی کھلی کہیں اور کچھ نہیں مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تم کو ان سے جن کو پوجتے رہے تمہارے باپ دادے ف۶۲ اور کہیں

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

اور کچھ نہیں یہ جھوٹ ہے باندھا ہوا ف۶۳ اور کہتے ہیں منکر حق بات کو جب پہنچے ان تک اور کچھ نہیں یہ ایک جادو

مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾

ہے صریح وَ ۶۴ اور ہم نے دی نہیں ان کو کچھ کتابیں کہ جن کو وہ پڑھتے ہوں اور بھیجا نہیں ان کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا وَ ۶۵

فائدة: [۵۸] **خرچ کرنے کی ترغیب اور کمی کے خوف سے ممانعت:**...... یہ مسلمانوں کو سنایا کہ تم وجوہِ خیر میں خرچ کرتے وقت تنگی اور افلاس سے نہ ڈرنا۔ خرچ کرنے سے رزق کم نہیں ہو جاتا، جو مقدر ہے پہنچ کر رہے گا۔ اللہ اپنی حکمت سے جس کو جتنا دینا چاہیے اس میں تمہارے خرچ کرنے نہ کرنے سے فرق نہیں پڑتا، بلکہ وجوہِ خیر میں خرچ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اُس کا عوض دیتا ہے، خواہ مال کی صورت میں یا قناعت وغنائے قلبی کی شکل میں، اور آخرت میں بدلہ ملنا تو یقینی ہے۔ غرض اُس کے ہاں کچھ کمی نہیں، مسلمان کو چاہیے کہ اللہ کے ساتھ حسنِ ظن رکھے اور اُس کی مرضی کے سامنے فقر وفاقہ کا اندیشہ دل میں نہ لائے: "ولا تخش من ذی العرش اقلالا۔"

تنبیہ:...... آیت میں گویا اِس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ جس طرح دنیا میں تنگی اور فراخی کے اعتبار سے لوگوں کا حال متفاوت ہے، آخرت میں بھی باعتبار مراتب ثواب وعذاب کے ایسا ہی تفاوت ہوگا۔

فائدة: [۵۹] **مشرکین کا جنوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا:**...... بہت مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، بہت اُن کے ہیاکل بنا کر پرستش کرتے تھے، بلکہ بعض نے لکھا ہے کہ اصنام پرستی کی ابتدا ملائکہ پرستی ہی سے ہوئی، اور عمرو بن لحی یہ رسمِ قبیح شام سے حجاز میں لایا۔ بہرحال قیامت کے دن کفار کو سنا کر فرشتوں سے سوال کریں گے کہ کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے؟ شاید مطلب یہ ہو کہ تم نے تو ان سے ایسا نہیں کہا یا تم ان کے فعل سے خوش تو نہیں ہوئے؟ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام سے سوال ہوگا: ﴿ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [مائدہ: ۱۱۶] اور سورۂ فرقان میں ہے: ﴿ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَاۤءِ﴾ [فرقان: ۱۷]

فائدة: [۶۰] **فرشتوں اور جنوں کا مشرکین سے براءت کا اعلان:**...... یعنی آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی کسی درجہ میں اُس کا شریک ہو۔ (العیاذ باللہ) ہم کیوں ان کو ایسی بات کہنے لگے تھے یا ایسی واہیات حرکت سے خوش ہوتے، ہماری رضا تو آپ کی رضا کے تابع ہے۔ ہم کو ان مجرموں سے کیا واسطہ؟ ہم تو آپ کے فرمانبردار غلام ہیں، پھر یہ بدبخت تو حقیقت میں ہماری پرستش بھی نہیں کرتے تھے، نام ہمارا لے کر شیطانوں کی پرستش تھی، فی الحقیقت ان کی عقیدت مندی اُن ہی کے ساتھ ہے۔ شیاطین اُن کو جس طرف ہانکتے ہیں اُدھر ہی مڑ جاتے ہیں، خواہ فرشتوں کا نام لے کر یا کسی نبی اور ولی کا، بلکہ بعض تو علانیہ شیطان ہی کو پوجتے ہیں، جیسا کہ پہلے کسی جگہ غالباً سورۂ "انعام" (آیت: ۱۲۸) میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔

فائدة: [۶۱] **عابد ومعبود دونوں عاجز تھے:**...... یعنی آج عابد اور معبود دونوں کا عجز واضح ہو گیا کہ کوئی کسی کو ذرّہ بھر نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جن معبودین کا بڑا سہارا سمجھتے تھے، انہوں نے اس طرح وقت پر بیزاری ظاہر کر دی۔

فائدة: [۶۲] **حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض:**...... یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ یہ شخص نبی رسول کچھ نہیں، بس اتنی غرض ہے کہ ہمارے باپ دادوں کا طریقہ چھڑا کر (جس کو ہم قدیم سے حق جانتے چلے آئے ہیں) اپنے ڈھب پر لے آئے اور خود حاکم ومتبوع بن کر بیٹھ جائے، گویا صرف حکومت وریاست مطلوب ہے۔ العیاذ باللہ!

فائدة: [۶۳]...... یعنی قرآن کیا ہے (العیاذ باللہ) چند جھوٹی باتیں جو خدا کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔

فائدة: [۶۴] **قرآن کو جادو قرار دینا:**...... یعنی یہ نبوت کا دعویٰ جس کے ساتھ چند معجزات وخوارق کی نمائش کی گئی ہے یا مذہب اسلام جس نے آ کر میاں کو بیوی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا ہے، یا قرآن جس کی تاثیر لوگوں کے دلوں پر غیر معمولی ہوتی ہے، صریح

جادو کے سوا اور کچھ نہیں۔ العیاذ باللہ!

فائدہ: [٦٥] قرآن کو اور حضور ﷺ کی بعثت کو غنیمت سمجھنا چاہئے:...... یعنی بعض اُمی تھے، نہ کوئی کتاب سماوی ان کے ہاتھ میں تھی، نہ اتنی مدت دراز سے کوئی نبی اِن میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان پیغمبر اور ایسی جلیل القدر کتاب مرحمت فرمائی، چاہئے کہ اسے غنیمت جانیں اور انعامِ الٰہی کی قدر کریں۔ خصوصاً جب کہ پہلے سے خود کہا بھی کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی پیغمبر آتا یا کوئی کتاب ہم پر اُتاری جاتی تو اوروں سے بڑھ کر ہم فرمانبردار ہوتے، اب وہ چیز آئی تو لگے انکار واستکبار کرنے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے اُن کے پاس کوئی کتاب یا ہادی ایسا نہیں بھیجا جو آپ کی تعلیم کے خلاف تعلیم دیتا ہو، پھر کس دلیلِ نقلی یا عقلی کی بنا پر یہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں؟

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ

اور جھٹلایا ہے ان سے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسویں حصہ کو اس کے جو ہم نے ان کو دیا تھا پھر جھٹلایا انہوں نے میرے بھیجے ہوؤں کو تو کیسا ہوا

كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ع

انکار میرا ٦٦ تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں تم کو کہ اٹھ کھڑے ہو اللہ کے نام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو کہ

مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا

اس تمہارے رفیق کو کچھ سودا نہیں یہ تو ایک ڈرانے والا ہے تم کو ایک بڑی آفت کے آنے سے ٦٧ تو کہہ جو میں

سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ

نے تم سے مانگا ہو کچھ بدلہ سو وہ تمہی رکھو میرا بدلہ ہے اسی اللہ پر ٦٨ اور اس کے سامنے ہے ہر چیز ٦٩ تو کہہ میرا

رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾

رب پھینک رہا ہے سچا دین اور وہ جانتا ہے چھپی چیزیں ٧٠ تو کہہ آیا دین سچا اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ پھیر کر لائے ٧١

قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ

تو کہہ اگر میں بہکا ہوا ہوں تو بھٹکوں گا اپنے ہی نقصان کو اور اگر ہوں سیدھے راستہ پر تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو میرا رب، بے شک وہ سب کچھ سنتا ہے

قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ

نزدیک ٧٢ اور کبھی تو دیکھے جب یہ گھبرائیں پھر نہ بچیں بھاگ کر اور پکڑے ہوئے آئیں نزدیک جگہ سے ٧٣ اور کہنے لگیں ہم نے اس کو یقین مان لیا

وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ

اور اب کہاں ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے بعید جگہ سے ٧٤ اور اس سے منکر رہے پہلے سے اور پھینکتے رہے بن دیکھے نشانہ

مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ

پر دور کی جگہ سے ف۶۵ اور رکاوٹ پڑ گئی ان میں اور ان کی آرزو میں ف۷۶ جیسا کہ کیا گیا ہے ان کے طریقہ والوں کے ساتھ اس سے پہلے

اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾

وہ لوگ تھے ایسے تردد میں جو چین نہ لینے دے ف۷۷

ع۶/۱۲

فَائِدَہ:[۶۶] گذشتہ قوموں سے عبرت حاصل کرنے کا حکم:......یعنی جیسی لمبی عمریں، جسمانی قوتیں، مال و دولت اور عیش و ترفہ اُن کو دیا گیا تمہیں اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ لیکن جب انھوں نے پیغمبروں کی تکذیب و مخالفت کی، دیکھ لو! کیا انجام ہوا، سب ساز و سامان دھرا رہ گیا، ایک منٹ بھی عذاب الٰہی کو روک نہ سکے۔ پھر تم اتنا کاہے پر اتراتے ہو؟ ''اس برتے پر یہ تتا پانی۔''

فَائِدَہ:[۶۷] غور و فکر کا مخلصانہ مشورہ:......یعنی تعصب و عناد چھوڑ کر انصاف و اخلاص کے ساتھ اللہ کے نام پر اُٹھ کھڑے ہو اور دو دو مل کر بحث و مشورہ کر لو اور الگ الگ تنہائی میں غور کر کے سوچو کہ یہ تمہارا رفیق (محمد رسول ﷺ) جو چالیس برس سے زیادہ تمہاری آنکھوں کے سامنے رہا، جس کے بچپن سے لے کر کہولت تک کے ذرّہ ذرّہ حالات تم نے دیکھے، جس کی امانت و دیانت، صدق و عفاف اور فہم و دانش کے تم برابر قائل رہے، کبھی کسی معاملہ میں نفسانیت یا غرض پرستی کا الزام تم نے اُس پر نہیں رکھا، کیا تم واقعی گمان کر سکتے ہو کہ العیاذ باللہ! اُسے بیٹھے بٹھائے جنون ہو گیا ہے، جو خواہ مخواہ اُس نے ایک طرف سے سب کو دشمن بنا لیا۔ کیا کہیں دیوانے ایسی حکمت کی باتیں کیا کرتے ہیں؟ یا کوئی مجنون اپنی قوم کی اس قدر خیر خواہی اور اُن کی اُخروی فلاح اور دنیوی ترقی کا اتنا زبردست لائحہ عمل پیش کر سکتا ہے؟ وہ تم کو سخت مہلک خطرات اور تباہی انگیز مستقبل سے آگاہ کر رہا ہے، قوموں کی تاریخیں سناتا ہے، دلائل و شواہد سے تمہارا بھلا برا سمجھاتا ہے، یہ کام دیوانوں کے نہیں، ان اولوالعزم پیغمبروں کے ہوتے ہیں جنہیں احمقوں اور شریروں نے ہمیشہ دیوانہ کہا ہے۔

فَائِدَہ:[۶۸] تبلیغ پر کوئی اجر مطلوب نہیں ہے:......یعنی میں تم سے اپنی محنت کا کچھ صلہ نہیں چاہتا، اگر تمہارے خیال میں کچھ معاوضہ طلب کیا ہو، وہ سب تم اپنے پاس رکھو، مجھے ضرورت نہیں، میرا صلہ تو خدا کے یہاں ہے۔ تم سے جو چیز طلب کرتا ہوں یعنی ایمان و اسلام، وہ صرف تمہارے نفع کی خاطر، اس سے زائد میری کوئی غرض نہیں۔

فَائِدَہ:[۶۹]......یعنی میری سچائی اور نیت اللہ کے سامنے ہے۔

فَائِدَہ:[۷۰] وحی کی قدر دانی کی تلقین:......یعنی اُوپر سے وحی اُتر رہی اور دین کی بارش ہو رہی ہے، موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو، اُس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جس زور سے اللہ تعالیٰ حق کو باطل کے سر پر پھینک کر مار رہا ہے اس سے اندازہ کر لو کہ باطل کہاں ٹھہر سکے گا؟ ضرور ہے ملیامیٹ ہو کر رہے اور آفاق میں دین حق کا ڈنکا بجے۔ اُس علام الغیوب نے خوب دیکھ بھال کر عین موقع پر حق کو باطل کا سر کچلنے کے۔ لیے بھیجا ہے: ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ [انبیاء:۱۸]

فَائِدَہ:[۷۱]......یعنی دینِ حق آ پہنچا، اب اس کا زور رکنے والا نہیں، سب پر غالب ہو کر اور باطل کو زیر کر کے رہے گا، جھوٹ کے پاؤں کہاں جو حق کے سامنے چل سکے؟ وہ تو اب کرنے کا نہ دھرنے کا، سمجھ لو آیا گیا ہوا۔ فتح مکہ کے دن یہ آیت آپ ﷺ کی زبان پر تھی۔

فَائِدَہ:[۷۲]......یعنی اگر میں نے یہ ڈھونگ خود کھڑا کیا ہے تو کے دن چلے گا؟ اس میں آخر میرا ہی نقصان ہے، دنیا کی عداوت مول لینا، ذلت اٹھانا اور آخرت کی رسوائی قبول کرنا۔ (العیاذ باللہ) لیکن اگر میں سیدھے راستہ پر ہوں، جیسا کہ واقعی ہوں تو سمجھ لو کہ یہ سب اللہ کی تائید و امداد اور وحی الٰہی کی برکت و ہدایت سے ہے جو کسی وقت میرا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔ میرا خدا سب کچھ سنتا ہے اور بالکل نزدیک ہے۔

ہمیشہ میری مدد فرمائے گا، اور اپنے پیغام کو دنیا میں روشن کرے گا، تم مانو یا نہ مانو۔

فائدہ: [۷۳] قیامت میں کفار کی ہوا اکھڑ جائے گی:......یعنی یہ کفار یہاں ڈینگیں مارتے ہیں، مگر وہ وقت عجیب قابل دید ہوگا جب یہ لوگ محشر کا ہولناک منظر دیکھ کر گھبرائیں گے اور کہیں بھاگ نہ سکیں گے، اُس وقت گرفتاری کے لیے کہیں دور سے ان کو تلاش کرنا نہ پڑے گا، بلکہ نہایت آسانی سے فوراً جہاں کے تہاں گرفتار کر لیے جائیں گے۔

فائدہ: [۷۴] آخرت میں بے فائدہ ایمان لانا:......یعنی اُس وقت کہیں گے کہ ہمیں پیغمبر کی باتوں پر یقین آگیا، اب ہم ایمان لاتے ہیں، حالانکہ اب ایمان کیسا؟ وہ موقع دور گیا جب ایمان لا کر اپنے کو بچا سکتے تھے۔ اب اُن کا ہاتھ اتنی دور کہاں پہنچ سکتا ہے جو وہاں سے ایمان کو اُٹھا لائیں؟ مطلب یہ کہ ایمانِ مقبول ومنجی وہ ہے جو موت سے پہلے اس دنیا میں حاصل ہو۔ آخرت میں تو آنکھوں سے دیکھ کر سب ہی کو یقین آجائے گا، اُس میں کیا کمال ہوا؟

فائدہ: [۷۵]......یعنی پہلے جب ایمان لانے کا وقت تھا انکار پر تلے رہے اور یوں ہی اٹکل کے تیر چلاتے رہے، دنیا میں رہ کر ہمیشہ بے تحقیق باتیں کیں، سچی اور تحقیقی باتوں کو قبول نہ کیا، اب پچھتانے سے کیا حاصل؟

فائدہ: [۷۶]......یعنی جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں مثلاً ایمانِ مقبول یا نجات، یا دُنیا کی طرف واپس جانا، یا دنیوی لذتیں اور عیش وآرام۔ ان چیزوں کے اور ان کفار کے درمیان سخت روک قائم کر دی گئی، کبھی اُن تک نہیں پہنچ سکتے۔

فائدہ: [۷۷]......یعنی پہلے جو اسی قماش [قسم] کے لوگ گزرے ہیں، جیسا معاملہ اُن سے کیا گیا تھا اِن سے بھی ہوا، کیونکہ وہ لوگ بھی ایسے ہی مہمل شبہات اور بے جا شک وتردد میں گھرے ہوئے تھے جو کسی طرح اُن کو چین نہ لینے دیتا تھا۔

تمت سورۃ سبا

ایاتھا ٤٦ ۔ ٣٥ سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ٤٣ ۔ رکوعاتھا ٥

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِىۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰى وَثُلٰثَ

سب خوبی اللہ کو ہے جس نے بنا نکالے آسمان اور زمین ف۱ جس نے ٹھہرایا فرشتوں کو پیغام لانے والے ف۲ جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین

وَرُبٰعَ ؕ يَزِيۡدُ فِى الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ

اور چار چار ف۳ بڑھا دیتا ہے پیدائش میں جو چاہئے بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۴ جو کچھ کہ کھول دے اللہ لوگوں پر

رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲﴾

رحمت میں سے تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا ف۵ اور جو کچھ روک رکھے تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اس کے سوا اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا ف۶

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

اے لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کیا کوئی ہے بنانے والا اللہ کے سوا روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے

وَالۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳﴾ وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ

اور زمین سے کوئی حاکم نہیں مگر وہ پھر کہاں الٹے جاتے ہو ف۷ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو جھٹلائے گئے رسول تجھ

قَبۡلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَيٰوةُ

سے پہلے اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام ف۸ اے لوگوں بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی

الدُّنۡيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا

زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو

يَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِيَكُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ؕ ﴿۶﴾

بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں ف۹

فَائِدَۃ:[۱]......یعنی آسمان وزمین کو ابتداء عدم سے نکال کر وجود میں لایا، پہلے سے کوئی نمونہ اور تخلیق کا قانون موجود نہ تھا۔

فَائِدَۃ:[۲]......یعنی بعض فرشتے انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ کا پیغام لاتے ہیں اور بعض دوسرے جسمانی وروحانی نظام کی تدبیر وتشکیل پر مامور ہیں: ﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾ [النازعات:۵]

فَائِدَۃ:[۳]......یعنی بعض فرشتوں کے دو بازو (یا دو پر) بعض کے تین بعض کے چار ہیں۔ اِن بازوؤں اور پروں کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے یا جس نے دیکھے ہوں، وہ کچھ بتلا سکیں۔

فَائِدَۃ:[۴]......یعنی اللہ تعالیٰ جس مخلوق میں جو عضو اور جو صفت چاہے اپنی حکمت کے موافق بڑھا دے۔ فرشتوں کے دو، تین چار بازو (یا پر) اُسی نے بنائے، چاہے تو بعض فرشتوں کے چار سے زیادہ بنادے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو (یا پر) ہیں۔ اور ﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا﴾ سے یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کچھ ان وسائط کا محتاج ہے، ہرگز نہیں۔ وہ بذاتِ خود ہر چیز پر قادر ہے، محض حکمت کی بنا پر یہ اسباب ووسائط کا سلسلہ قائم کیا ہے۔

فَائِدَۃ:[۵]......رحمت جسمانی ہو مثلاً بارش، روزی، وغیرہ یا روحانی جیسے انزال کتب وارسال رُسل۔ غرض اللہ جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے، کون ہے جو بند کرسکے؟

فَائِدَۃ:[۶]......یعنی اپنی حکمتِ بالغہ کے موافق جو کچھ کرنا چاہے فوراً کر گذرے، ایسا زبردست ہے جسے کوئی نہیں روک سکتا۔

فَائِدَۃ:[۷]......یعنی مانتے ہو کہ پیدا کرنا اور روزی کے سامان بہم پہنچا کر زندہ رکھنا سب اللہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے، پھر معبودیت کا استحقاق کسی دوسرے کو کدھر سے ہوگیا؟ جو خالق ورازق حقیقی ہے وہی معبود ہونا چاہیے۔

فَائِدَۃ:[۸] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی غم نہ کرنے کا حکم:......یعنی اس قدر سمجھانے اور حجت تمام کرنے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو غم نہ کیجئے، انبیائے سابقین کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا ہے، کوئی انوکھی بات نہیں۔ متعصب اور ضدی لوگ کبھی اپنی ہٹ سے باز نہیں آئے۔ ایسوں کا معاملہ خدا کے حوالہ کیجئے، وہیں پہنچ کر سب باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔

فَائِدَۃ:[۹] قیامت میں سب کھل جائے گا:......یعنی قیامت آنی ہے اور یقیناً سب کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور فانی عیش وبہار پر نہ پھولو، اور اس مشہور دغا باز شیطان کے دھوکہ میں مت آؤ، وہ تمہارا ازلی دشمن ہے، کبھی اچھا مشورہ نہ دے گا، یہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے، طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہیے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو، اُس کی بات نہ مانو، اُس پر ثابت کردو کہ ہم تیری مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں، خوب سمجھتے ہیں کہ تو دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۬ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ

جو منکر ہوئے ان کو سخت عذاب ہے اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کے لیے ہے معافی

وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَہْدِیْ

اور بڑا ثواب بھلا ایک شخص کہ بھلی سجھائی گئی اس کو اس کے کام کی برائی پھر دیکھا اس نے اس کو بھلا کیونکہ اللہ بھٹکاتا ہے جس کو چاہے اور سجھاتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَاللّٰهُ

جس کو چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے ان پر پچتا پچتا کر اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں ف۱۰ اور اللہ ہے

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

جس نے چلائی ہیں ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر ہانک لے گئے ہم اس کو مردہ دیس کی طرف پھر زندہ کر دیا ہم نے اس سے زمین کو اس کے

مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ

مر جانے کے بعد اسی طرح ہوگا جی اٹھنا ف۱۱ جس کو چاہیے عزت تو اللہ کے لیے ہے ساری عزت ف۱۲ اس کی طرف چڑھتا ہے کلام

الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ

ستھرا ف۱۳ اور کام نیک اس کو اٹھا لیتا ہے ف۱۴ اور جو لوگ داؤ میں ہیں برائیوں کے ان کے لیے سخت عذاب ہے

وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝۱۰ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ

اور ان کا داؤ ہے ٹوٹے کا ف۱۵ اور اللہ نے تم کو بنایا مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو جوڑے جوڑے

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا

اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اس کے ف۱۶ اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر

فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۱۱

لکھا ہے کتاب میں بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ف۱۷

فائدہ:[۱۰] اچھا اور برا انسان برابر نہیں ہو سکتے؟...... یعنی شیطان نے جس کی نگاہ میں برے کام کو بھلا کر دکھایا، کیا وہ شخص اُس کے برابر ہو سکتا ہے جو خدا کے فضل سے بھلے برے کی تمیز رکھتا ہے، نیکی کو نیکی اور بدی کو بدی سمجھتا ہے؟ جب دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو انجام دونوں کا یکساں کیوں کر ہو سکتا ہے اور یہ خیال نہ کرو کہ کوئی آدمی دیکھتی آنکھوں برائی کو بھلائی کیوں کر سمجھ لے گا؟ اللہ جس کی سوءِ استعداد اور سوءِ اختیار کی بنا پر بھٹکانا چاہے اُس کی عقل اسی طرح اوندھی ہو جاتی ہے اور جس کو حسنِ استعداد اور حسنِ اختیار کی وجہ سے ہدایت پر لانا چاہے تب کسی شیطان کی طاقت نہیں جو اُسے غلط راستے پر ڈال سکے یا الٹی بات سجھا دے۔ بہر حال جو شخص شیطانی اغواء سے برائی کو بھلائی، بدی کو نیکی اور زہر کو تریاق سمجھ لے کیا اُس کے سیدھے راستہ پر آنے کی کچھ توقع ہو سکتی ہے؟ جب نہیں ہو سکتی اور سلسلۂ ہدایت وضلالت کا سب اللہ کی مشیت وحکمت کے تابع ہے، تو آپ اِن معاندین کے غم میں اپنے کو کیوں گھلاتے ہیں؟ اس حسرت میں کہ یہ بدبخت اپنے فائدہ کی بات کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ کیا آپ اپنی جان دے بیٹھیں گے؟ آپ ان کا قصہ ایک طرف کیجئے، اللہ ان کے سب کرتوت جانتا ہے، وہ خود ان کا بھگتان کر دے گا، آپ دل گیر وغمگین نہ ہوں۔

فائدہ:[۱۱] ہوائیں، بادل اور کھیت قدرت الٰہیہ کے کرشمے اور آخرت کا اثبات:...... اللہ کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو اُٹھا کر لاتی

ہیں اور جس ملک کا رقبہ مردہ پڑا تھا یعنی کھیتی وسبزہ کچھ نہ تھا، چاروں طرف خاک اُڑ رہی تھی، بارش کے پانی سے اُس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اِسی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی مرے پیچھے جلا کر کھڑا کر دے گا۔ روایات میں ہے کہ جب اللہ مردوں کو زندہ کرنا چاہئے گا عرش کے نیچے سے ایک (خاص قسم کی) بارش ہوگی جس کا پانی پڑتے ہی مردے اس طرح جی اُٹھیں گے جیسے ظاہری بارش ہونے پر دانہ زمین سے اُگ آتا ہے۔ مزید تفصیل روایات میں دیکھنی چاہئے۔

فَائِدَہ:[۱۲] کفار کے شرک کا ایک مقصد فضول:...... کفار نے دوسرے معبود اس لیے ٹھہرائے تھے کہ اللہ کے ہاں اُن کی عزت ہوگی: ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا﴾ [مریم:۸۱] اور بہت لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستانہ کرتے تھے کہ اس سے اُن کی عزت بنی رہے گی۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ [نساء:۱۳۹] اس قسم کے لوگوں کو بتلایا کہ جو شخص دنیا وآخرت کی عزت چاہئے، چاہئے کہ اللہ سے طلب کرے کہ عزیز مطلق تو وہ ہے، اُسی کی فرمانبرداری اور یادگاری سے اصلی عزت میسر آتی ہے، تمام عزتوں کا مالک وہی اکیلا ہے۔ جس کسی کو عزت ملی یا ملے گی، اُسی کے خزانہ سے ملی ہے یا ملے گی۔

فَائِدَہ:[۱۳] ستھرا کلام کیا ہے؟:...... ستھرا کلام ہے ذکر اللہ، دعا، تلاوۃ القرآن، علم ونصیحت کی باتیں، یہ سب چیزیں بارگاہ رب العزت کی طرف چڑھتی ہیں اور قبول واعتناء کی عزت حاصل کرتی ہیں۔

فَائِدَہ:[۱۴] کلام طیب کا اوپر چڑھنا:...... ستھرے کلام (ذکر اللہ وغیرہ) کا ذاتی اقتضا ہے اُوپر چڑھنا۔ اُس کے ساتھ دوسرے اعمال صالحہ ہوں تو وہ اُس کو سہارا دے کر اور زیادہ اُبھارتے اور بلند کرتے رہتے ہیں۔ اچھے کلام کو بدون اچھے کاموں کے پوری رفعت شان حاصل نہیں ہوتی۔ بعض مفسرین نے ﴿وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ﴾ کی ضمیروں کا مرجع بدل کر یہ معنی لیے ہیں کہ ستھرا کلام اچھے کام کو اُونچا اور بلند کرتا ہے، یہ بھی درست ہے۔ اور بعض نے يَرْفَعُ کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹائی ہے، یعنی اللہ عمل صالح کو بلند کرتا اور معراج قبول پر پہنچاتا ہے، بہرحال غرض یہ ہے کہ بھلے کام اور اچھے کلام دونوں علو ورفعت کو چاہتے ہیں، لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ سے عزت کا طالب ہو وہ ان چیزوں کے ذریعہ سے حاصل کرے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی عزت اللہ کے ہاتھ ہے، تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں، جب اپنی حد کو پہنچیں گے تب بدی پر (پورا) غلبہ (حاصل) کریں گے کفر دفع ہوگا، اسلام کو عزت ہوگی۔'' مکاروں کے سب داؤ گھات باطل اور بے کار ہو کر رہ جائیں گے۔

فَائِدَہ:[۱۵] بری تدبیریں بے کار جاتی ہیں:...... یعنی جو لوگ بری تدبیریں سوچتے اور حق کے خلاف داؤ گھات میں رہتے ہیں، آخر ناکام ہو کر خسارہ اٹھائیں گے۔ دیکھو! قریش نے ''دار الندوہ'' میں بیٹھ کر حضور ﷺ کو قید کرنے یا قتل کرنے یا وطن سے نکالنے کے مشورے کئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ''جنگ بدر'' کے موقع پر وہی لوگ وطن سے نکلے، مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اور قلیب بدر میں ہمیشہ کے لیے قید کر دیئے گئے۔

فَائِدَہ:[۱۶] انسان کی پیدائش کے مراحل:...... یعنی آدم کو مٹی سے پھر اُس کی اولاد کو پانی کی بوند سے پیدا کیا، پھر مرد وعورت کے جوڑے بنا دیئے، جس سے نسل پھیلی۔ اس درمیان میں استقرار حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک جو ادوار واطوار گذرے سب کی خبر خدا ہی کو ہے، ماں باپ بھی نہیں جانتے کہ اندر کیا کیا صورتیں پیش آئیں۔

فَائِدَہ:[۱۷] کم یا زیادہ عمر لوح محفوظ میں لکھی ہے:...... یعنی جس کی جتنی عمر ہے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور جو اسباب عمر کے گھٹنے بڑھنے کے ہیں یا یہ کہ کون عمر طبعی کو پہنچے گا کون نہیں، سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کو ان جزئیات پر احاطہ رکھنا بندوں کی طرح کچھ مشکل نہیں۔ اُس کو تو تمام ماکان ومایکون، جزئی کلی، اور غیب وشہادت کا علم ازل سے حاصل ہے، اُس کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ حضرت شاہ

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ "ہر کام سہج سہج ہوتا ہے، جیسے آدمی کا بننا" اور اپنی عمر مقدر کو پہنچنا۔ اسی طرح سمجھ لو اسلام بتدریج بڑھے گا اور آخرکار کفر کو مغلوب و مقہور کر کے چھوڑے گا۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ

اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے خوشگوار اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے

تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا

کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جس کو پہنتے ہو ف۱۸ اور تو دیکھے جہازوں کو اس میں کہ چلتے ہیں پانی کو پھاڑتے تاکہ تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ

اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۱۹ رات گھساتا ہے دن میں اور دن گھساتا ہے رات میں اور کام میں لگا دیا

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ڮ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ

سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وعدہ تک ف۲۰ یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لیے بادشاہی ہے اور جن کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ

تم پکارتے ہو اس کے سوا وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے ف۲۱ اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار اور اگر

سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ

سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام کو اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے ف۲۲ اور کوئی نہ بتلائے گا تجھ کو جیسا بتلائے

خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ ع

خبر رکھنے والا ف۲۳ اے لوگو تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا ف۲۴ اگر چاہے تم کو لے جائے

وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ

اور لے آئے ایک نئی خلقت اور یہ بات اللہ پر مشکل نہیں ف۲۵ اور نہ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے

مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

کوئی بوجھل اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھائے اس میں سے ذرا بھی اگرچہ ہو قرابتی ف۲۶ تو تو ڈر سنا دیتا ہے ان کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب

بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

سے بن دیکھے اور قائم رکھتے ہیں نماز ف۲۷ اور جو کوئی سنورے گا تو یہی ہے کہ سنورے گا اپنے فائدہ کو اور اللہ کی طرف سب کو پھر جانا ف۲۸

فائدہ:[۱۸] غلبہ اسلام کی طرف اشارہ:...... اُوپر سے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آرہے ہیں، اُسی کے ضمن میں لطیف اشارے اسلام کے غلبہ کی طرف بھی ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں، خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا، اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا۔ مسلمانوں سے قوت دین اور کافروں سے جزیہ خراج، اور گوشت میٹھے کھاری دونوں دریاؤں سے نکلتا ہے یعنی مچھلی، اور گہنا (زیور) یعنی موتی، مونگا اور جواہرا کثر کھاری سے نکلتے ہیں۔"

فائدہ:[۱۹] جہازوں کی نعمت اور قدرت:...... اکثر بڑی بڑی تجارتیں جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی ہیں، اُن سے جو منافع حاصل ہوں یہی اللہ کا فضل ہے۔ ان تمام انعامات پر انسان کو چاہئے مالک کا شکر ادا کرے۔

فائدہ:[۲۰]...... یہ مضمون پہلے کئی جگہ گزر چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے، کبھی اسلام۔ اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے، دیر سویر نہیں ہوتی۔" حق کا نمایاں غلبہ اپنے وقت پر ہوگا۔

فائدہ:[۲۱]...... یعنی جس کی صفات وشئون اُوپر بیان ہوئیں، حقیقت میں یہ ہے تمہارا سچا پروردگار اور کل زمین و آسمان کا بادشاہ۔ باقی جنہیں تم خدا قرار دے کر پکارتے ہو وہ مسکین بادشاہ تو کیا ہوتے، کھجور کی گٹھلی پر جو باریک جھلی سی ہوتی ہے اُس کے بھی مالک نہیں۔

فائدہ:[۲۲] معبودان باطلہ نہ سنتے ہیں نہ جانتے ہیں:...... یعنی جن معبودوں کا سہارا ڈھونڈتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور توجہ کرتے بھی تو کچھ کام نہ آسکتے، بلکہ قیامت کے دن تمہاری مشرکانہ حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کریں گے اور بجائے مددگار بننے کے دشمن ثابت ہوں گے۔

فائدہ:[۲۳]...... یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے، وہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں جو کچھ کام نہیں آسکتے، ایسی ٹھیک اور پکی باتیں اور کون بتلائے گا۔

فائدہ:[۲۴]...... یعنی سب لوگ اُسی اللہ کے محتاج ہیں، جسے کسی کی احتیاج نہیں، کیونکہ تمام خوبیاں اور کمالات اُس کی ذات میں جمع ہیں۔ پس وہ ہی مستحق عبادت واستعانت کا ہوا۔

فائدہ:[۲۵] اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق تمہاری جگہ لاسکتا ہے:...... یعنی تم نہ مانو تو وہ قادر ہے کہ تم کو ہٹا کر دوسری خلقت آباد کردے جو ہمہ وجوہ اُس کی فرمانبردار اور اطاعت گزار ہو، جیسے آسمانوں پر فرشتے اور ایسا کرنا اللہ کو کچھ مشکل نہیں، لیکن اُس کی حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ زمین پر یہ سب سلسلے چلتے رہیں اور آخر میں ہر ایک اپنے نیک وبد عمل کا بدلہ پائے، تا اس طرح اُس کی تمامی صفات کا ظہور ہو۔

فائدہ:[۲۶] اللہ کا فضل ہی بیڑا پار کرسکتا ہے:...... یعنی نہ کوئی از خود دوسرے کا بوجھ اپنے سر رکھے گا کہ اُس کے گناہ اپنے اُوپر لے لے اور نہ دوسرے کے پکارنے پر اُس کا کچھ ہاتھ بٹا سکے گا، خواہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، سب کو نفسی نفسی پڑی ہوگی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت ہی سے بیڑا پار ہوگا۔

فائدہ:[۲۷]...... یعنی آپ کے ڈرانے سے وہی اپنا رویہ درست کرکے نفع اٹھائے گا جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ڈر کر اس کی بندگی میں لگا رہتا ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف ہی نہ ہو وہ ان دھمکیوں سے کیا متاثر ہوگا؟

فائدہ:[۲۸] نصیحت ماننے میں ماننے والے کا اپنا فائدہ ہے:...... یعنی آپ کی نصیحت سن کر جو شخص مان لے اور اپنا حال درست کرلے تو کچھ آپ پر یا خدا پر احسان نہیں، بلکہ اُسی کا فائدہ ہے اور یہ فائدہ پوری طرح اُس وقت ظاہر ہوگا جب سب اللہ کے ہاں لوٹ کر جائیں گے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا

اور برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور نہ اجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور

يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوٰتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي

برابر نہیں جیتے اور نہ مردے ف۲۹ اللہ سناتا ہے جس کو چاہے اور تو نہیں سنانے والا قبر میں

الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا

پڑے ہوؤں کو تو تو بس ڈر کی خبر پہنچانے والا ہے ف۳۰ ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سنانے والا کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں

فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِنْ يُّكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ہو چکا کوئی ڈر سنانے والا ف۳۱ اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو آگے جھٹلا چکے ہیں جو لوگ کہ ان سے پہلے تھے پہنچے ان کے پاس رسول ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ ع ۱۲/۱۵

لے کر کھلی باتیں اور صحیفے اور روشن کتاب ف۳۲ پھر پکڑا میں نے منکروں کو سو کیسا ہوا انکار میرا ف۳۳

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے میوے طرح طرح کے ان کے رنگ ف۳۴ اور پہاڑوں

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ

میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے ان کے رنگ اور بھجنگے کالے ف۳۵ اور آدمیوں میں اور کیڑوں میں

وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذٰلِكَ ۚ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰؤُا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ

اور چوپاؤں میں کتنے رنگ ہیں اسی طرح ف۳۶ اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے، تحقیق اللہ زبردست ہے

غَفُورٌ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

بخشنے والا ف۳۷ جو لوگ پڑھتے ہیں کتاب اللہ اور سیدھی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں کچھ ہمارا دیا ہوا چھپے

وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ﴿٢٩﴾

اور کھلے امیدوار ہیں ایک بیوپار کے جس میں ٹوٹا نہ ہو ف۳۸

فائدہ: [۲۹] مؤمن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے:..... یعنی مؤمن جس کو اللہ نے دل کی آنکھیں دی ہیں، حق کے اُجالے اور وحیِ الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ قطع کرتا ہوا جنت کے باغوں اور رحمتِ الٰہی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اُس کی برابری وہ کافر کر سکے گا جو دل کا

اندھا اوہام واہواء کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہوا جہنم کی آگ اور اُس کی جھلس دینے والی لوؤں کی طرف بے تحاشا چلا جا رہا ہے؟ ہر گز نہیں! ایسا ہو تو یوں سمجھو کہ مردہ اور زندہ برابر ہو گیا۔ فی الحقیقت مومن و کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے جو ایک زندہ تندرست آدمی اور مردہ لاش میں ہوتا ہے، اصلی اور دائمی زندگی صرف روحِ ایمان سے ملتی ہے، بدون اس کے انسان کو ہزار مردوں سے بدتر مردہ سمجھنا چاہیے۔

فَائِدَہ: [۳۰]......یعنی اللہ چاہے تو مردوں کو بھی سنا دے، یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے برے سے آگاہ کر دینا ہے، کوئی مردہ دل کافر اُن کی بات نہ سنے تو یہ اُن کے بس کی بات نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی سب خلق برابر نہیں، جنہیں ایمان دینا ہے اُن ہی کو ملے گا، تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا ''نہ اندھیرا نہ اُجالا'' یعنی نہ اندھیرا برابر اُجالے کے' ورنہ اُجالا برابر اندھیرے کے (یہ ''لا'' کی تکریر کا فائدہ بتلا دیا) اور فرمایا ''تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو'' حدیث میں آیا کہ مردوں سے سلام علیک کرو اور بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے، اُس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ، وہ نہیں سنتا۔'' یہ بحث پہلے سورۂ ''نمل'' (آیت: ۸۰، ۸۱) کے آخر میں گذر چکی، وہاں دیکھ لیا جائے۔

فَائِدَہ: [۳۱]......ڈر سنانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام جو اُس کی راہ کی طرف بلائے۔ ان کے متعلق سورۂ ''نحل'' کے چوتھے رکوع [پانچویں رکوع] میں کچھ لکھا جا چکا ہے۔

فَائِدَہ: [۳۲]......یعنی روشن تعلیمات یا کھلے کھلے معجزات لے کر آئے، نیز اُن میں سے بعض کو مختصر چھوٹے صحیفے دیئے گئے، بعض کو بڑی مفصل کتابیں۔

فَائِدَہ: [۳۳]......یعنی جب تکذیب سے باز نہ آئے تو دیکھ لو انجام کیا ہوا؟ وہ ہی تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔

فَائِدَہ: [۳۴] اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے:......یعنی قسم قسم کے میوے، پھر ایک قسم میں رنگ بہ رنگ کے پھل پیدا کئے، ایک زمین، ایک پانی اور ایک ہوا سے اتنی مختلف چیزیں پیدا کرنا عجیب و غریب قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔

فَائِدَہ: [۳۵]......یعنی سفید بھی کئی درجے (کوئی بہت زیادہ سفید، کوئی کم، کوئی اس سے کم) اور سرخ بھی کئی درجے۔ اور کالے بھجنگے یعنی بہت گہرے سیاہ کوے کے پر کی طرح۔

فَائِدَہ: [۳۶]......یہ سب بیان ہے قدرت کی نیرنگیوں کا۔ پس جس طرح نباتات، جمادات، اور حیوانات میں رنگ بہ رنگ کی مخلوق ہے، انسانوں میں بھی ہر ایک کی طرح جدا ہے۔ مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جائے اور سب انسان ایک ہی رنگ اختیار کر لیں، یہ کب ہو سکتا ہے؟ اس میں حضرت کو تسلی دے دی کہ لوگوں کے اختلاف سے غمگین نہ ہوں۔

فَائِدَہ: [۳۷] بندوں میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور عالم کی شان:......یعنی بندوں میں نڈر بھی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی، مگر ڈرتے وہ ہی ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال، آخرت کے بقاء و دوام، اور دنیا کی بے ثباتی کو سمجھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے احکام و ہدایات کا علم حاصل کر کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں۔ جس میں یہ سمجھ اور علم جس درجہ کا ہو گا اُسی درجہ میں وہ خدا سے ڈرے گا۔ جس میں خوف خدا نہیں وہ فی الحقیقت عالم کہلانے کا مستحق نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں۔ اللہ سے ڈرنا سمجھ والوں کی صفت ہے، اور اللہ کا معاملہ بھی دو طرح ہے، وہ زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے، اور غفور بھی کہ گناہ گار کو بخشے۔'' پس دونوں حیثیت سے بندہ کو ڈرنا چاہیے، کیونکہ نفع و ضرر دونوں اُسی کے قبضہ میں ہوئے تو جب چاہے نفع کو روک لے اور ضرر لاحق کر دے۔

فَائِدَہ: [۳۸] اللہ سے ڈرنے والے نفع مند تجارت کر رہے ہیں:......یعنی جو اللہ سے ڈر کر اُس کی باتوں کو مانتے اور اُس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں، نیز بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہیں کرتے، وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے اُمیدوار ہیں جس

ہیں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں۔ بلاشبہ جب خدا خود اُن کے اعمال کا خریدار ہو تو اس امید میں یقیناً حق بجانب ہیں۔ نقصان کا اندیشہ کسی طرف سے نہیں ہو سکتا، از سرتا پا نفع ہی نفع ہے۔

لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ إِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِيْٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ

تاکہ پورا دے ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا قدر دان ۳۹ اور جو ہم نے تجھ پر اتاری

مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا

کتاب وہی ٹھیک ہے تصدیق کرنے والی اپنے سے اگلی کتابوں کی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ۴۰ پھر ہم نے وارث کئے

الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں سے، پھر کوئی ان میں برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی ان میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان میں

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ

آگے بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی ۴۱ باغ ہیں بسنے کے جن میں وہ جائیں گے

فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ

وہاں ان کو گہنا پہنایا جائے گا کنگن سونے کے اور موتی کے اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہے ۴۲ اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے

أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْٓ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا

دور کیا ہم سے غم بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے ۴۳ جس نے اتارا ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ

يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى

پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو اس میں تھکنا ۴۴ اور جو لوگ منکر ہیں ان کے لیے ہے آگ دوزخ کی نہ ان پر

عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ

حکم پہنچے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ہلکی ہو وہاں کی کچھ کلفت یہ سزا دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو ۴۵ اور وہ

يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ

چلائیں اس میں اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کر لیں وہ نہیں جو کرتے رہے ۴۶ کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی

ع ۱۱ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾

کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تمہارے پاس ڈرانے والا اب چکھو کہ کوئی نہیں گناہ گاروں کا مددگار ۴۷

فَائِدَة: [۳۹] اللہ تعالیٰ قدردان ہے:...... یعنی بہت سے گناہ معاف فرماتا ہے اور تھوڑی سی طاعت کی قدر کرتا ہے اور ضابطہ سے جو ثواب ملنا چاہئے بطور بخشش اُس سے زیادہ دیتا ہے۔

فَائِدَة: [۴۰]...... یعنی بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے، ٹھیک موقع پر یہ کتاب اُتاری۔

فَائِدَة: [۴۱] کتاب کی وراثت:...... یعنی پیغمبر کے بعد اس کتاب کا وارث اس اُمت کو بنایا جو بہیثیت مجموعی تمام اُمتوں سے بہتر و برتر ہے۔ ہاں اُمت کے سب افراد یکساں نہیں، ان میں وہ بھی ہیں جو باوجود ایمان صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں (یہ ﴿ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ﴾ ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سے رہتے ہیں، نہ گناہوں میں منہمک، نہ بڑے بزرگ اور ولی (ان کو ﴿مُّقْتَصِدٌ﴾ فرمایا) اور ایک وہ کامل بندے جو اللہ کے فضل و توفیق سے آگے بڑھ بڑھ کر نیکیاں سمیٹتے اور تحصیلِ کمال میں مقتصدین سے آگے نکل جاتے ہیں، وہ مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے اور گناہ کے خوف سے مکروہ تنزیہی بلکہ بعض مباحات تک سے پرہیز کرتے ہیں، اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور فضیلت توان کو ہے۔ ویسے چنے ہوئے بندوں میں ایک حیثیت سے سب کو شمار کیا، کیونکہ درجہ بہ درجہ بہشتی سب ہیں، گناہ گار بھی اگر مومن ہے تو بہر حال کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں جائے گا۔ حدیث میں فرمایا کہ ہمارا گناہ گار معاف ہے، یعنی آخر کار معافی ملے گی، اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے، اللہ کریم ہے اُس کے یہاں بخل نہیں۔

فَائِدَة: [۴۲] جنت کی نعمتیں سونا، ریشم غم دور ہونا، محلات وغیرہ:...... سونا اور ریشم مسلمان مردوں کے لیے وہاں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی (مرد) ریشمین (کپڑا) پہنے دنیا میں، نہ پہنے آخرت میں۔

فَائِدَة: [۴۳]...... یعنی دنیا کا اور محشر کا غم دور کیا، گناہ بخشے اور از راہِ قدردانی طاعت قبول فرمائی۔

فَائِدَة: [۴۴]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”رہنے کا گھر اُس سے پہلے کوئی نہ تھا، ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم، دشمنوں کا ڈر، اور رنج و مشقت، وہاں پہنچ کر سب کافور ہو گئے“۔

فَائِدَة: [۴۵]...... نہ کفار کو جہنم میں موت آئے گی کہ اُسی سے تکالیف کا خاتمہ ہو جائے اور نہ عذاب کی تکلیف کسی وقت ہلکی ہو گی۔ ایسے ناشکروں کی ہمارے یہاں یہی سزا ہے۔

فَائِدَة: [۴۶]...... یعنی اُس وقت تو اُسی کو بھلا سمجھتے تھے، پر اب وہ کام نہ کریں گے۔ ذرا دوزخ سے نکال دیجئے تو ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں اور فرمانبردار بن کر حاضر ہوں۔

فَائِدَة: [۴۷] دوزخیوں کو جواب:...... یہ جواب دوزخیوں کو دیا جائے گا، یعنی ہم نے تم کو عقل دی تھی جس سے سمجھتے، اور کافی عمر دی جس میں سوچنا چاہتے تو سب نیک و بد سوچ کر سیدھا راستہ اختیار کر سکتے تھے، حتیٰ کہ تم میں کے بہت سے تو ساٹھ ستر برس دنیا میں زندہ رہ کر مرے۔ پھر اوپر سے ایسے اشخاص اور حالات بھیجے جو برے انجام سے ڈراتے اور خوابِ غفلت سے بیدار کرتے رہیں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی عذر باقی رہا؟ اب پڑے عذاب کا مزہ چکھتے رہو اور کسی طرف سے مدد کی توقع نہ رکھو۔

إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهٗ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي

اللہ بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں ۴۸ وہی ہے جس

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ

نے کیا تم کو قائم مقام زمین میں ۴۹ پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اس پر پڑے اس کی ناشکری اور منکروں کو نہ بڑھے گی ان کے انکار سے ان کے رب کے سامنے

رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ
ان کے رب کے سامنے مگر بیزاری اور منکروں کو نہ بڑھے گا ان کے انکار سے مگر نقصان ف۵۰ تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي
کو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے زمین میں یا کچھ ان کا ساجھا ہے

السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ
آسمانوں میں ف۵۱ یا ہم نے دی ہے ان کو کوئی کتاب سو وہ سند رکھتے ہیں اس کی ف۵۲ کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں گنہگار ایک

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ
دوسرے کو سب فریب ہے ف۵۳ تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو

اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ
کوئی نہ تھام سکے ان کو اس کے سوا ف۵۴ وہ ہے تحمل والا بخشنے والا ف۵۵ اور قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمیں اپنی

لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ
کہ اگر آئے گا ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا البتہ بہتر راہ چلیں گے ہر ایک امت سے پھر جب آیا ان کے پاس ڈر سنانے والا اور زیادہ ہو گیا

اِلَّا نُفُوْرَا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ
ان کا بدکنا غرور کرنا ملک میں اور داؤ کرنا برے کام کا اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤں والوں پر ف۵۶

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ
پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں پہلوں کے دستور کی سو تو نہ پائے گا اللہ کا دستور بدلتا اور نہ پائے گا

اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
اللہ کا دستور ٹلتا ف۵۷ کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے

وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ
اور تھے ان سے بہت سخت زور میں اور اللہ وہ نہیں جس کو تھکائے کوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں

اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ
وہی ہے سب کچھ جانتا کر سکتا ف۵۸ اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگوں کی ان کی کمائی پر نہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر ایک ہلنے چلنے والا ف۵۹

ع ۵ / ۱۷

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

پر ان کو ڈھیل دیتا ہے ایک مقرر وعدہ تک پھر جب آئے ان کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اس کے سب بندے ۔ ف ۶۰

فَائِدَة:[۴۸] اللہ تعالیٰ کو سب کھلے چھپے احوال کی خبر ہے:...... یعنی اُسے بندوں کے سب کھلے چھپے احوال وافعال اور دلوں کے بھید معلوم ہیں۔ کسی کی نیت اور استعداد اس سے پوشیدہ نہیں، اُسی کے موافق معاملہ کرتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو لوگ اب چلا رہے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو، پھر ایسی خطا نہ کریں گے، وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اگر ستر دفعہ لوٹائے جائیں تب بھی شرارت سے باز نہیں آسکتے۔ اِن کے مزاجوں کی اُفتاد ہی ایسی ہے: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ [انعام:۲۸]

فَائِدَة:[۴۹]...... یعنی اگلی اُمتوں کی جگہ تم کو زمین پر آباد کیا اور اُن کے بعد ریاست دی، چاہئے اب اُس کا حق ادا کرو۔

فَائِدَة:[۵۰] ناشکری سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا:...... یعنی کفر وناشکری اور اللہ کی آیات کے انکار سے اُس کا کچھ نقصان نہیں، وہ ہمارے حمد وشکر سے مستغنی ہے، البتہ ناشکری کرنے والے پر اُس کے فعل کا وبال پڑتا ہے۔ کفر کا انجام بجز اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی طرف سے برابر ناراضی اور بیزاری بڑھتی جائے اور کافر کے نقصان وخسران میں روز بہ روز اضافہ ہوتا رہے۔

فَائِدَة:[۵۱]...... یعنی اپنے معبودوں کے احوال میں غور کر کے مجھے بتلاؤ کہ زمین کا کونسا حصہ انہوں نے بنایا، یا آسمانوں کے بنانے اور تھامنے میں ان کی کس قدر شرکت ہے، اگر کچھ نہیں تو آخر خدا کس طرح بن بیٹھے؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔

فَائِدَة:[۵۲]...... یعنی عقلی نہیں تو کوئی معتبر نقلی دلیل پیش کرو جس کی سند پر یہ مشرکانہ دعوی کرتے ہو۔

فَائِدَة:[۵۳] بتوں کے بارے میں شفاعت کا عقیدہ:...... یعنی عقلی یا نقلی دلیل کوئی نہیں، بات صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغوا سے یہ وعدہ بتلاتے چلے آئے کہ ﴿هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [یونس:۱۸] "یہ بت وغیرہ اللہ کے ہاں ہمارے شفیع بنیں گے۔" اور اُس کا قرب عطا کریں گے، حالانکہ یہ خالص دھوکا اور فریب ہے۔ یہ تو کیا شفیع بنتے، بڑے سے بڑا مقرب بھی وہاں کفار کی سفارش میں زبان نہیں ہلا سکتا۔

فَائِدَة:[۵۴] اللہ تعالیٰ کی قدرت:...... یعنی اُسی کی قدرت کا ہاتھ ہے جو اتنے بڑے بڑے کرات عظام کو اپنے مرکز سے ہٹنے اور اپنے مقام ونظام سے اِدھر اُدھر سرکنے نہیں دیتا۔ اور اگر بالفرض یہ چیزیں اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو پھر بجز خدا کے کس کی طاقت ہے کہ اِن کو قابو میں رکھ سکے۔ چنانچہ قیامت میں جب یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ درہم برہم کرے گا کوئی قوت اُسے روک نہ سکے گی۔

فَائِدَة:[۵۵]...... یعنی لوگوں کے کفر وعصیان کا اقتضا تو یہ ہے کہ یہ سارا نظام ایک دم میں تہ وبالا کر دیا جائے، لیکن اُس کے تحمل وبردباری سے تھما ہوا ہے۔ اُس کی بخشش نہ ہو تو سب دنیا ویران ہو جائے۔

فَائِدَة:[۵۶] نبی کی اطاعت میں عرب کا یہود سے مقابلہ کا کہہ کر پیچھے رہ جانا:...... عرب کے لوگ جب سنتے کہ یہود وغیرہ دوسری قوموں نے اپنے نبیوں کی یوں نافرمانی کی تو کہتے کہ کبھی ہم میں ایک نبی آئے تو ہم اُن قوموں سے بہتر نبی کی اطاعت ورفاقت کر کے دکھلائیں۔ جب اللہ نے نبی بھیجا جو سب نبیوں سے عظمت شان میں بڑھ کر ہے تو حق سے اور زیادہ بدکنے لگے۔ اُن کا غرور وتکبر کہاں اجازت دیتا کہ نبی کے سامنے گردن جھکائیں۔ رفاقت واطاعت اختیار کرنے کے بجائے عداوت پر کمربستہ ہو گئے اور طرح طرح کی مکروہ تدبیریں اور داؤ گھات شروع کر دیئے۔ مگر یاد رہے کہ برا داؤ خود داؤ کرنے والوں پر اُلٹے گا، گو چند روز عارضی طور پر اپنے دل میں خوش ہو لیں کہ ہم نے تدبیریں کر کے یوں نقصان پہنچا دیا، لیکن انجام کار دیکھ لیں گے کہ واقع میں نقصان عظیم کس کو اٹھانا پڑا۔ فرض کرو دنیا میں ٹل

بھی گیا تو آخرت میں تو یقیناً یہ مشاہدہ ہو کر رہے گا۔

فائدہ:[۵۷] یہ کفار بھی عذاب کے منتظر ہیں:......یعنی یہ اسی کے منتظر ہیں کہ جو گزشتہ مجرموں کے ساتھ معاملہ ہوا اُن کے ساتھ بھی ہو۔ سو بازنہ آئے تو وہی ہو کر رہے گا۔ اللہ کا جو دستور مجرموں کی نسبت سزا دینے کا رہا ہے، نہ وہ بدلنے والا ہے کہ بجائے سزا کے ایسے مجرموں پر انعام و اکرام ہونے لگے اور نہ ٹلنے والا کہ مجرم سے سزا ٹل کر غیر مجرم کو دے دی جائے۔

فائدہ:[۵۸] گزشتہ قومیں طاقت ور ہونے کے باوجود نہ بچ سکیں:......یعنی بڑے بڑے زور آور مدعی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے مثلاً عاد و ثمود وغیرہ۔ یہ بیچارے تو چیز کیا ہیں؟ خوب سمجھ لو کہ آسمان و زمین کی کوئی طاقت اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی، علم اُس کا محیط اور قدرت اس کی کامل، پھر معاذ اللہ! عاجز ہو تو کدھر سے ہو؟

فائدہ:[۵۹] اللہ تعالیٰ درگزر نہ کرے تو سب کچھ ہلاک ہو جائے:......یعنی لوگ جو گناہ کماتے ہیں اگر ان میں سے ہر ہر جزئی پر گرفت شروع کر دے تو کوئی جاندار زمین میں باقی نہ رہے، نافرمان تو اپنی نافرمانی کی وجہ سے تباہ کر دیئے جائیں اور کامل فرمانبردار جو عادتاً بہت تھوڑے ہوتے ہیں قلت کی وجہ سے اُٹھا لیے جائیں۔ کیونکہ نظامِ عالم کچھ ایسے انداز پر قائم کیا گیا ہے کہ محض معدودے چند انسانوں کا یہاں بستے رہنا خلافِ حکمت ہے۔ پھر جب انسان آباد نہ رہے تو حیوانات کاہے کے لیے رکھے جائیں گے، اُن کا وجود بلکہ تمام عالم کی ہستی تو اسی حضرت انسان کے لیے ہے۔

فائدہ:[۶۰]......یعنی ایک مقرر میعاد اور حدِ معین تک اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے کہ ہر ایک جرم پر فوراً گرفت نہیں کرتا، جب وقت موعود آجائے گا تو یاد رکھو سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں، کسی کا ایک ذرہ بھر برا یا بھلا عمل اُس کے علم سے باہر نہیں۔ پس ہر ایک کا اپنے علم محیط کے موافق ٹھیک فیصلہ فرما دے گا، نہ مجرم کہیں چھپ سکے، نہ مطیع کا حق مارا جائے۔

اللّٰھم اجعلنا ممن یطیعک واغفر لنا ذنوبنا انک انت الغفور الرحیم۔

تمت سورۃ "فاطر" بفضل اللّٰہ ورحمتہ۔

ایاتها ۸٤ | ۳٦ سورۃ یٰس مکیۃ ٤١ | رکوعاتها ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰسٓ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤﴾ تَنْزِيْلَ

یٰسٓ قسم ہے اس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے اوپر سیدھی راہ کے و۱ اتارا

الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى

زبردست رحم والے نے و۲ تاکہ تو ڈرائے ایک قوم کو کہ ڈر نہیں سنا ان کے باپ دادوں نے، سو ان کو خبر نہیں ثابت ہو چکی ہے بات

اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ

ان میں بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے و۳ ہم نے ڈالے ہیں ان کی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر ان کے

مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا

سر الل رہے ہیں و۴ اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا، سو ان کو کچھ

يُبْصِرُوْنَ ﴿٩﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ

نہیں سوجھتا و۵ اور برابر ہے ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے یقین نہیں کریں گے و۶ تو تو ڈر سنائے اس کو

اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ

جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمان سے بن دیکھے، سو اس کو خوشخبری دے معافی کی اور عزت کے ثواب کی و۷ ہم ہیں جو زندہ کرتے ہیں

الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۣ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ ع ۱۲/۱۸

مردوں کو و۸ اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے و۹ اور ہر چیز گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں و۱۰

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ وقف لازم

اور بیان کر ان کے واسطے ایک مثل اس گاؤں کے لوگوں کی و۱۱ جب کہ آئے اس میں بھیجے ہوئے و۱۲ جب بھیجے ہم نے ان کی طرف دو

فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

تو ان کو جھٹلایا پھر ہم نے قوت دی تیسرے سے تب کہا انہوں نے ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے ہوئے ف۱۳ وہ بولے تم تو یہی انسان ہو

مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ

جیسے ہم اور رحمان نے کچھ نہیں اتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو ف۱۴ کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بے شک

اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں ف۱۵ اور ہمارا ذمہ یہی ہے پیغام دینا کھول کر ف۱۶ بولے ہم نے نامبارک دیکھا تم کو اگر

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ

تم باز نہ رہو گے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور تم کو پہنچے گا ہمارے ہاتھ سے عذاب دردناک ف۱۷ کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے

ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ

کیا اتنی بات پر کہ تم کو سمجھایا کوئی نہیں پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے ف۱۸ اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا ف۱۹ بولا اے قوم

اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

چلو راہ پر بھیجے ہوؤں کی چلو راہ پر ایسے شخص کی جو تم سے بدلہ نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک راستہ پر ہیں ف۲۰

فَائدَہ:[۱] قرآن حضور ﷺ کی رسالت پر دلیل ہے:......یعنی قرآن کریم اپنی اعجازی شان، پرحکمت تعلیمات، اور پختہ مضامین کے لحاظ سے بڑا زبردست شاہد اس بات کا ہے کہ جو نبی اُمی اس کو لے کر آیا یقیناً وہ اللہ کا بھیجا ہوا اور بے شک و شبہ سیدھی راہ پر ہے۔ اُس کی پیروی کرنے والوں کو کوئی اندیشہ منزل مقصود سے بھٹکنے کا نہیں۔

فَائدَہ:[۲]......یعنی یہ دین کا سیدھا راستہ یا قرآن حکیم اُس خدا کا اتارا ہوا ہے جو زبردست بھی ہے کہ منکر کو سزا دیے بغیر نہ چھوڑے، اور رحم فرمانے والا بھی کہ ماننے والوں کو نوازش و بخشش سے مالا مال کر دے، اسی لیے آیاتِ قرآنیہ میں بعض آیات شانِ لطف و مہر کا اور بعض شانِ غضب و قہر کا پہلو لیے ہوئے ہیں۔

فَائدَہ:[۳] آپ ﷺ پر قوم عرب کو تبلیغ کرنے کی بھاری ذمہ داری:......یعنی بہت کٹھن کام آپ کے سپرد ہوا ہے کہ اُس قوم (عرب) کو آپ قرآن کے ذریعہ سے ہوشیار و بیدار کریں جس کے پاس صدیوں سے کوئی جگانے والا نہیں بھیجا تھا۔ وہ جاہل و غافل قوم جسے نہ خدا کی خبر نہ آخرت کی، نہ ماضی سے عبرت نہ مستقبل کی فکر، نہ مبداء پر نظر نہ منتہاء پر، نہ نیک و بد کی تمیز، نہ بھلے برے کا شعور۔ اُس کو اتنی ممتد جہالت و غفلت کی اندھیریوں سے نکال کر رُشد و ہدایت کی صاف سڑک پر لا کھڑا کرنا کوئی معمولی اور سہل کام نہیں ہے۔ بلاشبہ آپ پوری قوت اور زور شور کے ساتھ اُن کو اس غفلت و جہالت کے خوفناک نتائج اور بھیانک مستقبل سے ڈرا کر فلاح و بہبود کے اعلیٰ مدارج پر پہنچانے کی کوشش کریں گے، تاکہ یہ قوم اپنی اعلیٰ کامیابی سے تمام عالم کے لیے کامیابی کا دروازہ کھول دے، لیکن بہت افراد وہ ملیں گے جو کسی قسم کی نصیحت پر کان دھرنے والے نہیں۔ اسی لیے اُن پر شیطان پوری طرح مسلط ہو جاتا ہے جو اُن کی حماقتوں اور شرارتوں کو اُن کی

نگاہ میں خوشنما کر کے دکھلاتا اور اگلے پچھلے سب احوال کو خواہ کتنے ہی گندے ہوں، خوبصورت بنا کر ظاہر کرتا ہے۔ آخر یہ لوگ دوسری زندگی سے بالکل منکر ہو کر اپنی فانی خواہشات ہی کو قبلہ مقصود ٹھہرا لیتے ہیں۔ اُس وقت ایک طرف سے شیطان کی بات ﴿لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝﴾ [ص: ۸۲، ۸۳] (مخلصین کے سوا میں سب کو بہکا کر رہوں گا) سچی ہوتی ہے اور دوسری طرف حق تعالیٰ کا قول: ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝﴾ [ص: ۸۵] (تجھ سے اور تیرے پیروؤں سے دوزخ کو بھر دوں گا) ثابت اور چسپاں ہو جاتا ہے۔ باقی علمِ الٰہی میں تو ازل سے ثابت ہے کہ فلاں قوم کے فلاں فلاں افراد اپنی بدتمیزی اور لاپروائی سے شیطان کے اغواء میں پھنس کر عذابِ الٰہی کے مستحق ہوں گے، ایسے لوگوں کے راہ پر آنے اور ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ پس آپ کو سلسلہ انذار و اصلاح میں اگر ایسے ہمت شکن واقعات کا مقابلہ کرنا پڑے تو ملول و غمگین نہ ہوں، اپنا فرض ادا کئے جائیں اور نتیجہ کو خدا کے سپرد کر دیں۔ تقریر بالا کو سمجھنے کے لیے یہ آیات پیش نظر رکھیے: (ا) ﴿وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝﴾ [الزخرف: ۳۶، ۳۷] معلوم ہوا کہ شیطان ابتداءً کسی پر مسلط نہیں کیا جاتا، بلکہ اندھا بن کر نصیحت سے اعراض کرتے رہنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آخر کار شیطان مسلط ہو جائے، جیسے ہاتھ پاؤں سے مدت تک کام نہ لے تو وہ عضو بے کار کر دیا جاتا ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ [الصف: ۵] ﴿وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝﴾ [الانعام: ۱۱۰] (ب) ﴿وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ﴾ [حم السجدہ: ۲۵] تسلط کے بعد شیطان یہ کام کرتا ہے جس کا نتیجہ ﴿حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ﴾ ہے۔ (ج) ﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ﴾ [الاحقاف: ۱۷، ۱۸]

ان آیات سے معلوم ہوا کہ لفظ ﴿حَقَّ الْقَوْلُ﴾ اُن لوگوں پر صادق آتا ہے جو موت کے بعد کسی دوسری زندگی کا یقین ہی نہیں رکھتے، نہ برائی کو برائی سمجھتے ہیں، بلکہ اغوائے شیطانی سے اپنی بدیوں کو نیکی اور گمراہی کو ہدایت تصور کر لیتے ہیں۔ کیسے ہی معقول دلائل سنایئے اور کھلے کھلے نشان دکھلایئے، سب کو جھٹلاتے رہیں اور فضول حجتیں نکالتے رہیں، بظاہر ہادیوں اور پیغمبروں کی بات کی طرف کان جھکائیں، مگر ایک حرف سمجھنے کی کوشش نہ کریں۔ محض ہوا و ہوس کو اپنا معبود ٹھہرا لیں، نہ عقل سے کام لیں، نہ آنکھوں سے۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعراض و عناد کے نتیجہ میں آخر کار اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر کر دیتا ہے کہ اُن میں خیر کے گھسنے کی پھر ذرا گنجائش نہیں رہتی۔ جیسے کوئی شخص اپنے اوپر روشنی کے سب دروازے بند کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اندھیرے میں چھوڑ دیتا ہے، یا ایک بیمار دوا نہ پینے کی قسم کھا لے، طبیب سے دشمنی کرے اور ہر قسم کی بدپرہیزی پر تیار ہو جائے تو اللہ اُس کے مرض کو مہلک بنا دیتا اور مایوسی کے درجہ میں پہنچا دیتا ہے۔ فرماتے ہیں: ﴿تِلْكَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ ۝﴾ [الاعراف: ۱۰۱] ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ۝﴾ [یونس: ۷۴] ﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ [روم: ۵۸-۶۰] ﴿مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۝ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝﴾ [المومن: ۳۴، ۳۵] ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ حَتّٰٓی اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ [محمد: ۱۶] ﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝﴾ [النساء: ۱۵۵] ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝﴾ [المطففین: ۱۴] ﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی

عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ﴾ [الجاثیہ: ۲۳] ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝﴾ [الاعراف: ۱۷۹] ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ﴾ [المائدہ: ۴۱]

فَائِدَۃ: [۴] **طوق سے مراد؟** ...... یہ اُن ہی لوگوں کے حق میں ہے جن کا ذکر گزشتہ فائدہ میں ہوا۔ یہ طوق عادات ورسوم، حبِ جاہ ومال اور تقلیدِ آباء واجداد کے تھے جنہوں نے اُن کے گلے سختی سے دبا رکھے تھے اور نخوت وتکبر کی وجہ سے اُن کے سر نیچے نہیں جھکتے تھے۔

فَائِدَۃ: [۵] **دیواروں سے مراد؟** ...... نبی کی عداوت نے اُن کے اور قبولِ ہدایت کے درمیان دیواریں کھڑی کردی تھیں۔ جاہلانہ رسوم واطوار اور اہواء وآرائے فاسدہ کی اندھیریوں میں اس طرح بند تھے کہ آگا پیچھا [آغاز وانجام] اور نشیب وفراز کچھ نظر نہ آتا تھا، نہ ماضی پر نظر تھی، نہ مستقبل پر۔ باقی اُن افعال کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس لیے کی گئی کہ خالق خیر وشر کا وہی ہے اور اسباب پر مُسببات کا ترتب اُسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے دلائل آفاقیہ میں غور کرنے کی نفی ہوئی، جیسا کہ ﴿فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾ میں دلائل انفسیہ کی طرف ملتفت نہ ہونے کا اشارہ تھا، کیونکہ سر اُوپر کو اُلل رہا ہو، جھک نہ سکے تو اپنے بدن پر نظر نہیں پڑسکتی۔

فَائِدَۃ: [۶] **ضدی ہٹ دھرم کفار کے لئے ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے:** ...... اُن کو برابر ہے، لیکن آپ کے حق میں برابر نہیں، بلکہ ایسی سخت معاند اور سرکش قوم کو نصیحت کرنا اور اصلاح کے درپے ہونا عظیم درجات کے حصول کا سبب ہے اور کبھی یہ اخلاق دوسروں کی ہدایت کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی طرح کی آیات سورۃ "بقرۃ" (آیت: ۶) کے اوائل میں گزر چکی ہیں۔

فَائِدَۃ: [۷] ...... یعنی ڈرانے کا فائدہ اُسی کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جو نصیحت کو مان کر اُس پر چلے اور اللہ کا ڈر دل میں رکھتا ہو۔ جس کو خدا کا ڈر ہی نہیں، نہ نصیحت کی کچھ پرواہ، وہ نبی کی تنبیہ وتذکیر سے کیا فائدہ اُٹھائے گا؟ ایسے لوگ بجائے مغفرت وعزت کے سزا اور ذلت کے مستحق ہوں گے۔ آگے اشارہ کرتے ہیں کہ فریقین کی اس عزت وذلت کا پورا اظہار زندگی کے دوسرے دَور میں ہوگا جس کے مبادی موت کے بعد سے شروع ہوجاتے ہیں۔

فَائِدَۃ: [۸] **دوسری زندگی یقینی ہے:** ...... یعنی موت کے بعد دوسری زندگی یقینی ہے جہاں سب اپنے کیے کا بدلہ پائیں گے اور شاید اِدھر بھی اشارہ ہو کہ یہ قوم (عرب) جس کی روحانی قوتیں بالکل مردہ ہوچکی ہیں، حق تعالیٰ کو قدرت ہے کہ پھر اُن میں زندگی کی روح پھونک دے کہ وہ دنیا میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کرے اور آنے والی نسلوں کے لیے اپنے آثارِ عظیمہ چھوڑ جائے۔

فَائِدَۃ: [۹] **پیچھے رہ جانے والے اچھے اعمال فائدہ دیتے رہتے ہیں:** ...... یعنی نیک وبد اعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال کے اچھے برے اثرات یا نشان جو پیچھے چھوڑے مثلاً: کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھلایا، یا عمارت بنائی یا کوئی رسم ڈالی نیک یا بد، سب اس میں داخل، ہیں بلکہ الفاظ کے عموم میں وہ نشان قدم بھی شامل ہوسکتے ہیں جو کسی عبادت کے لیے چلتے وقت زمین پر پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث صحیحہ میں تصریح ہے: "دیارکم تکتب اٰثارکم"

فَائِدَۃ: [۱۰] **لوح محفوظ میں ہر چیز کا لکھا ہونا:** ...... یعنی جس طرح تمام اعمال وآثار وقوع کے بعد ضابطہ کے موافق لکھے جاتے ہیں قبل از وقوع بھی ایک ایک چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور وہ لکھنا بھی محض انتظامی ضوابط ومصالح کی بنا پر ہے، ورنہ اللہ کے علمِ قدیم میں ہر چھوٹی بڑی چیز پہلے سے موجود وحاضر ہے، اسی کے موافق لوحِ محفوظ میں نقل کی جاتی ہے۔

فَائِدَۃ: [۱۱] **"قریۃ" سے مراد؟** ...... یہ گاؤں اکثر کے نزدیک شہر "انطاکیہ" ہے اور بائبل کتاب اعمال کے آٹھویں اور گیارھویں باب

میں ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ تفاوت کے ساتھ شہر انطاکیہ کا بیان ہوا ہے، لیکن ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخی حیثیت سے اور سیاق قرآن کے لحاظ سے اس پر کچھ اعتراضات کیے ہیں، اگر وہ صحیح ہوں تو کوئی اور بستی ماننی پڑے گی۔ واللہ اعلم! اس قصہ کا ذکر مومنین کے لیے بشارت اور مکذبین کے لیے عبرت ہے۔

فَائِدَۃ: [۱۲] تین حضرات کے نام:...... ان کے ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہوسکتی اور نہ یقینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے یا کسی پیغمبر کے واسطہ سے حکم ہوا تھا کہ اُس کے نائب ہو کر فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ دونوں احتمال ہیں، گو متبادر یہی ہے کہ پیغمبر ہوں، شاید حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے ہوں گے۔

فَائِدَۃ: [۱۳] ...... یعنی اوّل دو گئے، پھر اُن کی تائید کے لیے تیسرا بھیجا گیا تینوں نے مل کر کہا کہ ہم خود نہیں آئے، اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں، لہٰذا جو کچھ ہم کہیں اُسی کا پیغام سمجھو۔

فَائِدَۃ: [۱۴] کفار کا اعتراض:...... یعنی تم میں کوئی سرخاب کا پر [خاص خوبی] نہیں جو اللہ تمہیں بھیجتا۔ ہم سے کس بات مسیں تم بڑھ کر تھے؟ بس رہنے دو، خواہ مخواہ خدا کا نام نہ لو، اُس نے کچھ نہیں اُتارا۔ تینوں سازش کر کے ایک جھوٹ بنا لائے، اُسے خدا کی طرف نسبت کر دیا۔

فَائِدَۃ: [۱۵] ...... یعنی اگر ہم خدا پر جھوٹ لگاتے ہیں تو وہ دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ اپنے فعل سے برابر جھوٹوں کی تصدیق کرتا رہے گا؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔ اب تم سمجھو یا نہ سمجھو، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے، اسی لیے فعلاً ہماری تصدیق کر رہا ہے۔

فَائِدَۃ: [۱۶] مرسلین کا جواب:...... یعنی ہم اپنا فرض ادا کر چکے، خدا کا پیغام خوب کھول کر واضح، معقول اور دلنشین طریقہ سے تم کو پہنچا دیا، اب اتمامِ حجت کے بعد خود سوچ لو کہ تکذیب وعداوت کا انجام کیا ہونا چاہیے۔

فَائِدَۃ: [۱۷] نحوست سے مراد؟...... شاید تکذیب مرسلین اور کفر وعناد کی شامت سے قحط وغیرہ پڑا ہوگا۔ یا مرسلین کے سمجھانے پر آپس میں اختلاف ہوا، کسی نے مانا، کسی نے نہ مانا۔ اُس کو نامبارک کہا یعنی تمہارے قدم کیا آئے، قحط اور نا اتفاقی کی بلا ہم پر ٹوٹ پڑی، یہ سب تمہاری نحوست ہے (العیاذ باللہ) ورنہ پہلے ہم اچھے خاصے آرام چین کی زندگی بسر کر رہے تھے، بس تم اپنے وعظ ونصیحت سے ہم کو معاف رکھو۔ اگر یہ روش نہ چھوڑو گے اور وعظ ونصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم سخت تکلیف وعذاب پہنچا کر تم کو سنگسار کر ڈالیں گے۔

فَائِدَۃ: [۱۸] کفر وتکذیب خود نحوست ہے:...... یعنی تمہارے کفر وتکذیب کی شامت سے عذاب آیا۔ اگر حق وصداقت کو سب مل کر قبول کر لیتے، نہ یہ اختلاف مذموم پیدا ہوتا، نہ اس طرح مبتلائے آفات ہوتے۔ پس نامبارکی اور نحوست کے اسباب خود تمہارے اندر موجود ہیں۔ پھر کیا اتنی بات پر کہ تمہیں اچھی نصیحت وفہمائش کی اور بھلا برا سمجھایا، اپنی نحوست ہمارے سر ڈالنے لگے اور قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم عقل وآدمیت کی حدود سے خارج ہو جاتے ہو، نہ عقل سے سمجھتے ہو، نہ آدمیت کی بات کرتے ہو۔

فَائِدَۃ: [۱۹] "رجل صالح" سے مراد؟...... کہتے ہیں کہ اس مرد صالح کا نام حبیب تھا۔ شہر کے پرلے کنارے عبادت میں مشغول رہتا اور کسب حلال سے کھاتا تھا۔ فطری صلاحیت نے چپ نہ بیٹھنے دیا، قصہ سنتے ہی مرسلین کی تائید وحمایت اور مکذبین کی نصیحت وفہمائش کے لیے دوڑتا ہوا آیا، مبادا اشقیا اپنی دھمکیوں کو پورا کرنے لگیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرسلین کی آواز کا اثر شہر کے دور دراز حصوں تک پہنچ گیا تھا۔

فَائِدَۃ: [۲۰] مرسلین کی اپنے حق میں صفائی:...... یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، اس کا پیغام لے کر آئے ہیں، جو نصیحت کرتے ہیں اُس پر خود کاربند ہیں، اخلاق، اعمال اور عادات واطوار سب ٹھیک ہیں، بے غرض خیر خواہی کرتے ہیں، کوئی معاوضہ تم سے نہیں چاہتے۔ پھر ایسے بے لوث بزرگوں کا اتباع کیوں نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعہ سے جو پیغام بھیجے کیوں قبول نہ کیا جائے؟

پارہ نمبر: ۲۳

الجزء ۲۳

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ

اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا ف۲۱ اور اسی کی طرف سب پھر جاؤ گے ف۲۲ بھلا میں پکڑوں اس کے سوا اوروں کو پوجنا

الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾

کہ اگر مجھ پر چاہے رحمان تکلیف تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں تو میں بھٹکتا رہوں صریح ف۲۳

اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا

میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو ف۲۴ حکم ہوا چلا جا بہشت میں ف۲۵ بولا کسی طرح میری قوم معلوم کر لیں کہ بخشا مجھ

غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ

کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں ف۲۶ اور اتاری نہیں ہم نے اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی

السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَي

فوج آسمان سے اور ہم فوج نہیں اتارا کرتے بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ گئے ف۲۷ کیا افسوس ہے بندوں پر

الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

وقف غفران

کوئی نہیں آیا ان کے پاس رسول جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے کیا نہیں دیکھتے کتنی غارت کر چکے ہم

مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع ۲

ان سے پہلے جماعتیں کہ وہ ان کے پاس پھر کر نہیں آئیں گی ف۲۸ اور ان سب میں کوئی نہیں جو اکٹھے ہو کر نہ آئیں ہمارے پاس پکڑے ہوئے ف۲۹

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا

اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے زمین مردہ اس کو ہم نے زندہ کر دیا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے اس

جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ

میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دیئے اس میں بعضے چشمے کہ کھائیں اس کے میووں سے ف۳۰ اور اس کو بنایا نہیں ان

اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۵

کے ہاتھوں نے پھر کیوں شکر نہیں کرتے وا

فَائِدَہ:[۲۱] سمجھانے کا حکیمانہ انداز:...... یہ اپنے اُوپر رکھ کر دوسروں کو سنایا۔ یعنی تم کو آخر کیا ہوا کہ جس نے پیدا کیا اُس کی بندگی نہ کرو؟

فَائِدَہ:[۲۲] آخرت کی توجہ:...... یعنی یہ مت سمجھنا کہ پیدا کر کے آزاد چھوڑ دیا ہے، اب کچھ مطلب اُس سے نہیں رہا۔ نہیں اب کو مرے پیچھے اُسی کے پاس واپس جانا ہے اُس وقت کی فکر کر رکھو۔

فَائِدَہ:[۲۳] معبودانِ باطلہ کی درماندگی:...... یعنی کس قدر صریح گمراہی ہے کہ اُس مہربان اور قادر مطلق پروردگار کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کی جائے جو خدا کی بھیجی ہوئی کسی تکلیف سے نہ بذاتِ خود چھڑا سکیں، نہ سفارش کر کے نجات دلا سکیں۔

فَائِدَہ:[۲۴] مردِ مومن کی جرأت:...... یعنی مجمع میں بے کھٹکے اعلان کرتا ہوں کہ میں خدائے واحد پر ایمان لا چکا، اسے سب سن رکھیں۔ شاید مرسلین کو اس لیے سنایا ہو کہ وہ اللہ کے ہاں گواہ رہیں اور قوم کو اس لیے کہ سن کر کچھ متاثر ہوں یا کم از کم دنیا ایک مومن کی قوتِ ایمان کا مشاہدہ کرنے کی طرف متوجہ ہو۔

فَائِدَہ:[۲۵] شہادت کے بعد بہشت کا پروانہ:...... یعنی فوراً بہشت کا پروانہ مل گیا۔ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اُس کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالا۔ اِدھر شہادت واقع ہوئی، اُدھر سے حکم ملا کہ فوراً بہشت میں داخل ہو جا، جیسا کہ ارواح شہداء کی نسبت احادیث سے ثابت ہے کہ وہ قبل از محشر جنت میں داخل ہوتی ہیں۔

فَائِدَہ:[۲۶] مردِ مومن کی بعد از شہادت خیر خواہی:...... قوم نے اُس کی دشمنی کی کہ مار ڈالا۔ اُس کو بہشت میں پہنچ کر بھی قوم کی خیر خواہی کا خیال رہا کہ اگر میرا حال اور جو انعام و اکرام حق تعالیٰ نے مجھ پر کیا ہے معلوم کر لیں تو سب ایمان لے آئیں۔

فَائِدَہ:[۲۷] کافروں کی ہلاکت:...... یعنی اُس کے بعد اُس کی قوم کفر و ظلم اور تکذیب مرسلین کی پاداش میں ہلاک کی گئی اور اس اہلاک کے لئے کوئی مزید اہتمام کرنا نہیں پڑا کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی جاتی، نہ حق تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لئے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کریں (یوں کسی خاص موقع پر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں وہ دوسری بات ہے) وہاں تو بڑے بڑے مدعیوں کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایک ڈانٹ کافی ہے۔ چنانچہ اس قوم کا حال بھی یہی ہوا کہ فرشتوں نے ایک چیخ ماری اور سب کے سب اُسی دم بجھ کر رہ گئے۔

فَائِدَہ:[۲۸] کافروں کی ہلاکت:...... یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کر کے غارت ہو چکی ہیں جن کا نام و نشان مٹ چکا۔ کوئی اُن میں سے لوٹ کر اِدھر واپس نہیں آئی، عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں۔ اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے وہی تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے ہیں جو پہلے کفار کی عادت تھی۔ چنانچہ آج خاتم الانبیاء ﷺ کے ساتھ کفارِ مکہ کا یہی معاملہ ہے۔

فَائِدَہ:[۲۹] آخرت میں بھی پیشی ہوگی:...... یعنی وہ تو دنیا کا عذاب تھا اور آخرت کی سزا الگ رہی۔ یہ نہ سمجھو کہ ہلاک ہو کر اِدھر واپس نہیں آتے تو بس قصہ ختم ہوا نہیں! سب کو پھر ایک دن خدا کے ہاں حاضر ہونا ہے جہاں بلا استثناء سب مجرم پکڑے ہوئے آئیں گے۔

فَائِدَہ:[۳۰] زمین کی شادابی سے موت کے بعد کی زندگی پر استدلال:...... یعنی شاید شبہ گذرتا کہ مرے پیچھے پھر کس طرح زندہ ہو کر حاضر کیے جائیں گے؟ اس کو یوں سمجھا دیا کہ زمین خشک اور مُردہ پڑی ہوتی ہے، پھر خدا اُس کو زندہ کرتا ہے کہ ایک دم لہلہانے لگتی ہے،

کیسے کیسے باغ وبہار، غلے اور میوے اُس سے پیدا ہوتے ہیں، جن کو تم استعمال میں لاتے ہو۔ اسی طرح خیال کرلو کہ مردہ ابدان میں روح حیات پھونک دی جائے گی۔ بہر حال مردہ زمین اُن کے لیے ایک نشانی ہے جس میں غور کرنے سے بعث بعد الموت۔ اور حق تعالیٰ کی وحدانیت وعظمت اور اس کے انعام واحسان کے مسائل کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

تنبیہ:...... اُوپر کی آیات میں ترہیب کا پہلو نمایاں تھا کہ عذاب الٰہی سے ڈر کر راہ ہدایت اختیار کریں۔ آیات حاضرہ میں ترغیب کی صورت اختیار فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر گزاری کی طرف متوجہ ہوں اور یہ بھی سمجھیں کہ جو خدا مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے وہ ایمانی حیثیت سے ایک مردہ قوم کو زندہ کردے، یہ کیا مشکل ہے؟

فائدہ: [۳۱] **پھلوں کی نعمت کا تقاضہ ہے کہ پیدا کرنے والے کا شکر ادا کیا جائے:**...... یعنی یہ پھل اور میوے قدرتِ الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں، اُن کے ہاتھوں میں یہ طاقت نہیں کہ ایک انگور یا کھجور کا دانہ پیدا کرلیں۔ جو محنت اور تردّد باغ لگانے اور اُس کی پرورش کرنے میں کیا جاتا ہے اُس کو بارآور کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور غور سے دیکھا جائے تو جو کام بظاہر اُن کے ہاتھوں سے ہوتا ہے، وہ بھی فی الحقیقت حق تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت وطاقت اور اُسی کی مشیت وارادہ سے ہوتا ہے، للٰہذا ہر حیثیت سے اُس کی شکر گزاری اور احسان شناسی واجب ہوئی۔

تنبیہ:...... مترجم محقق رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ﴾ میں ''﴿مَا﴾'' کو نافیہ لیا ہے کما ھو دأب اکثر المتاخرین، لیکن سلف سے عموماً ''﴿مَا﴾'' کا موصولہ ہونا منقول ہے اور اُسی کی تائید ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت وَمِمَّا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ سے ہوتی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۳۶

پاک ذات ہے جس نے بنائے جوڑے سب چیز کے اس قسم سے جو اُگتا ہے زمین میں اور خود ان میں سے اور ان چیزوں میں کہ جن کی ان کو خبر نہیں ف۳۲

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۳۷ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ

اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے رات کھینچ لیتے ہیں ہم اس پر سے دن کو پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں اور سورج چلا جاتا ہے

لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ

اپنے ٹھہرے ہوئے راستہ پر ف۳۳ یہ سادھا ہے اس زبردست باخبر نے ف۳۴ اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں یہاں تک کہ پھر آ رہا جیسے

الْقَدِیْمِ ۳۹ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ

ٹہنی پرانی ف۳۵ نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک

فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۴۰

چکر میں پھرتے ہیں ف۳٦

فائدہ: [۳۲] **ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کرنا:**...... یعنی نباتات میں، انسانوں میں اور دوسری مخلوقات میں جن کی اُنہیں پوری خبر بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنائے ہیں، خواہ تقابل کی حیثیت سے جیسے: عورت مرد، نر مادہ، کھٹا میٹھا، سیاہ سفید، دن رات، اندھیرا اُجالا، یا تماثل کی

حیثیت سے جیسے: یکساں رنگ اور مزے کے پھل اور ایک شکل وصورت کے دو جانور، بہرحال مخلوقات میں کوئی مخلوق نہیں جس کا مماثل یا مقابل نہ ہو۔ یہ صرف خدا ہی کی ذات پاک ہے جس کا نہ کوئی مقابل ہے نہ مماثل، کیونکہ مقابلہ یا مماثلت اُن چیزوں میں ہو سکتی ہے جو کسی درجہ میں فی الجملہ اشتراک رکھتی ہوں۔ خالق ومخلوق کا کسی حقیقت میں اشتراک ہی نہیں۔

فَائِدَہ: [۳۳] رات سے دن کا نکالنا بھی قدرت کا نمونہ ہے: ...... "سلخ" کہتے ہیں جانور کی کھال اُتارنے کو جس سے نیچے کا گوشت ظاہر ہو جائے۔ اسی طرح سمجھ لو رات کی تاریکی پر دن کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ جس وقت یہ نور کی چادر اوپر سے اُتار لی جاتی ہے لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں، اس کے بعد پھر سورج اپنی مقررہ رفتار سے معین وقت پر آکر سب جگہ اُجالا کرتا ہے۔ لیل ونہار کے ان تقلبات پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ عالم کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے اور بیشک وہی ایک خدا لائق پرستش ہے، جس کے ہاتھ میں ان عظیم الشان انقلابات کی باگ ہے، جن سے ہم کو مختلف قسم کے فوائد پہنچتے ہیں۔ نیز جو قادرِ مطلق رات کو دن سے تبدیل کرتا ہے کیا کچھ بعید ہے کہ بذریعہ آفتابِ رسالت کے دنیا سے جہالت کی تاریکیوں کو دور کر دے؟ لیکن رات دن اور چاند، سورج کے طلوع و غروب کی طرح ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔

فَائِدَہ: [۳۴] سورج کا ایک اندازہ سے گردش کرنا: ......سورج کی چال اور رستہ مقرر ہے، اسی پر چلا جاتا ہے، ایک اِنچ یا ایک منٹ اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ جس کام پر لگا دیا ہے ہر وقت اس میں مشغول ہے، کسی دم قرار نہیں۔ رات دن کی گردش اور سال بھر کے چکر میں جس جس ٹھکانہ پر اُسے پہنچنا ہے پہنچتا ہے پھر وہاں سے باذنِ خداوندی نیا دورہ شروع کرتا ہے۔ قربِ قیامت تک اسی طرح کرتا رہے گا، تا آنکہ ایک وقت آئے گا جب اُس کو حکم ہوگا کہ جدھر سے غروب ہوا ہے اُدھر سے اُلٹا واپس آئے، یہی وقت ہے جب بابِ توبہ بند کر دیا جائے گا کما ورد فی الحدیث الصحیح۔ بات یہ ہے کہ اُس کے طلوع وغروب کا یہ سب نظام اُس زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے جس کے انتظام کو کوئی دوسرا شکست نہیں کر سکتا، اور نہ اس کی حکمت ودانائی پر کوئی حرف گیری کر سکتا ہے، وہ خود جب چاہے اور جس طرح چاہے اُلٹ پلٹ کرے، کسی کو مجال۔ انکار نہیں ہو سکتی۔

تنبیہ: ...... اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث آئی ہے جس میں شمس کے تحت العرش سجدہ کرنے کا ذکر ہے، یہاں اُس کی تشریح کا موقع نہیں۔ اس پر ہمارا مستقل مضمون "سجود الشمس" کے نام سے چھپا ہوا ہے، ملاحظہ کر لیا جائے۔

فَائِدَہ: [۳۵] چاند کا گھٹنا بڑھنا اور چاند کی اٹھائیس منزلیں: ......سورج کی طرح چاند ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا، بلکہ روزانہ گھٹتا بڑھتا ہے۔ اُس کی اٹھائیس منزلیں اللہ نے مقرر کر دی ہیں، اُن کو ایک معین نظام کے ساتھ درجہ بہ درجہ طے کرتا ہے۔ پہلی آیت میں رات دن کا بیان تھا، پھر سورج کا ذکر کیا جس سے سالوں اور فصلوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ اب چاند کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی رفتار سے قمری مہینوں کا وجود وابستہ ہے۔ چاند سورج مہینہ کے آخر میں ملتے ہیں تو چاند چھپ جاتا ہے، جب آگے بڑھتا ہے تو نظر آتا ہے، پھر منزل بہ منزل بڑھتا چلا جاتا اور چودھویں شب کو پورا ہو کر بعد میں گھٹنا شروع ہوتا ہے، آخر رفتہ رفتہ اُسی پہلی حالت پر آ پہنچتا اور کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح پتلا خم دار اور بے رونق سا ہو کر رہ جاتا ہے۔

فَائِدَہ: [۳۶] ہر سیارہ اپنے مدار میں بغیر کسی خلل کے گردش کرتا ہے یہ بھی قدرت خداوندی کی دلیل ہے: ......سورج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی رات میں۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ چاند کی نور افشانی کے وقت سورج اُس کو آدبائے، یعنی دن آگے بڑھ کر رات کا کچھ حصہ اُڑا لے، یا رات سبقت کر کے دن کے ختم ہونے سے پہلے آجائے۔ جس زمانہ اور جس ملک میں جو اندازہ رات، دن کا رکھ دیا ہے ان کرات کی مجال نہیں کہ ایک منٹ آگے پیچھے ہو سکیں۔ ہر ایک سیارہ اپنے اپنے مدار میں پڑا چکر کھا رہا ہے، اُس سے ایک قدم اِدھر

اُدھر نہیں ہٹ سکتا اور باوجود اس قدر سریع حرکت اور کھلی ہوئی فضا کے نہ ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے، نہ مقررہ انداز سے زیادہ تیز یا سست ہوتا ہے۔ کیا یہ اس کا واضح نشان نہیں کہ یہ سب عظیم الشان مشینیں اور ان کے تمام پرزے، کسی ایک زبردست مدبر دانا ہستی کے قبضۂ اقتدار میں اپنا اپنا کام کر رہے ہیں؟ پھر جو ہستی رات دن اور چاند سورج کا ادل بدل کرتی ہے، وہ تمہارے فنا کرنے اور فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہوگی؟ (العیاذ باللہ)۔

تنبیہ:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴿لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ کی تعبیر کا نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ ''سورج چاند اخیر مہینہ میں ملتے ہیں تو چاند پکڑتا ہے سورج کو، سورج چاند کو نہیں پکڑتا۔'' اسی لیے لا القمر ینبغی لہٗ ان تدرک الشمس نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم!

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا

اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں اور بنا دیا ہم نے ان کے واسطے کشتی جیسی چیزوں کو جس پر

يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا

سوار ہوتے ہیں ف۳۷ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبا دیں، پھر کوئی نہ پہنچے ان کی فریاد کو اور نہ وہ چھڑائے جائیں مگر ہم اپنی مہربانی سے اور ان کا

وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

کام چلانے کو ایک وقت تک ف۳۸ اور جب کہیے ان کو بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور جو پیچھے چھوڑتے ہو شاید

تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ

تم پر رحم ہو اور کوئی حکم نہیں پہنچتا ان کو اپنے رب کے حکموں سے جس کو وہ ٹلاتے نہ ہوں ف۳۹ اور جب کہیے ان کو

لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ

خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو

اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

کھلا دیتا ف۴۰ تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح ف۴۱ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف۴۲

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ

یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ کی جو ان کو آ پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے پھر نہ کر سکیں گے کہ کچھ کہہ ہی

اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۳ ۱۸

مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے ف۴۳ اور پھونکی جائے صور پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے ف۴۴

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٢﴾

کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے ف۴۵ یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمان نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے ف۴۶

فائدہ:[۳۷] طوفانِ نوح علیہ السلام اور کشتیاں:...... یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب طوفان آیا تو آدم علیہ السلام کی نسل کو اُس بھری ہوئی کشتی پر سوار کر لیا جو حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی تھی، ورنہ انسان کا تخم باقی نہ رہتا۔ پھر اُسی کشتی کے نمونہ کی دوسری کشتیاں اور جہاز تمہارے لیے بنا دیئے جن پر تم آج تک لدے پھرتے ہو، یا کشتیوں جیسی دوسری سواریاں پیدا کر دیں جن پر سوار ہوتے ہو مثلاً: اُونٹ، جن کو عرب "سفائن البر" (خشکی کی کشتیاں) کہا کرتے تھے۔

فائدہ:[۳۸] کشتی نمونہ قدرتِ خداوندی:...... یعنی یہ مشتِ استخواں انسان دیکھو! کیسے خوفناک سمندروں کو کشتی کے ذریعہ عبور کرتا ہے، جہاں بڑے بڑے جہازوں کی حقیقت ایک تنکے کے برابر نہیں۔ اگر اللہ اُس وقت غرق کرنا چاہے تو کون بچا سکتا ہے اور کون ہے جو فریاد کو پہنچے، مگر یہ اس کی مہربانی اور مصلحت ہے کہ اس طرح سب بحری سواریوں کو غرق نہیں کر دیتا، کیونکہ اس کی رحمت و حکمت مقتضی ہے کہ ایک معین وقت تک دنیا کا کام چلتا رہے۔ افسوس ہے کہ بہت لوگ اِن نشانیوں کو نہیں سمجھتے، نہ اُس کی نعمتوں کی قدر کرتے ہیں۔

فائدہ:[۳۹] آخرت سے روگردانی:...... سامنے آتا ہے جزاء کا دن اور پیچھے چھوڑے اپنے اعمال۔ یعنی جب کہا جاتا ہے کہ قیامت کی سزا اور بداعمالیوں کی شامت سے بچنے کی فکر کرو، تا خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہو، تو نصیحت پر ذرا کان نہیں دھرتے، ہمیشہ خدائی احکام سے رُوگردانی کرتے رہتے ہیں۔

فائدہ:[۴۰] صدقہ وخیرات سے بچنے کے لئے کفار کے حیلے:...... یعنی اور احکام الٰہی تو کیا مانتے، فقیروں، مسکینوں پر خرچ کرنا تو اُن کے نزدیک بھی کارِ ثواب ہے، لیکن یہی مسلم بات جب پیغمبر اور مومنین کی طرف سے کہی جاتی ہے تو نہایت بھونڈے طریقہ سے تمسخر کے ساتھ یہ کہہ کر اُس کا انکار کر دیتے ہیں کہ جنہیں خود اللہ میاں نے کھانے کو نہیں دیا ہم انھیں کیوں کھلائیں؟ ہم تو اللہ کی مشیت کے خلاف کرنا نہیں چاہتے۔ اگر اُس کی مشیت ہوتی تو ان کو فقیر و محتاج اور ہمیں غنی و تونگر نہ بناتا۔ خیال کرو اس حماقت اور بے حیائی کا کیا ٹھکانا ہے؟ کیا خدا کسی کو دینا چاہے تو اس کی یہی ایک صورت ہے کہ خود بلاواسطہ رزق اُس کے ہاتھ پر رکھ دے؟ اگر وسائط سے دلانا بھی اُس کی مشیت سے ہے تو تم نے یہ فیصلہ کیسے کر لیا کہ اللہ اُن کو روٹی دینا نہیں چاہتا۔ یہ تو اُس کا امتحان ہے کہ اغنیاء کو فقراء کی اعانت پر مامور فرمایا اور اُن کے توسط سے رزق پہنچانے کا سامان کیا جو اس امتحان میں ناکامیاب رہا، اسے اپنی بدبختی اور شقاوت پر رونا چاہیے۔

تنبیہ:...... بعض سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات بعض زنادقہ کے حق میں ہیں۔ اس صورت میں اُن کے اس قول کو تمسخر پر حمل نہ کیا جائے گا۔ بلکہ حقیقت پر رکھیں گے۔

فائدہ:[۴۱]...... اگر یہ جملہ کفار کے قول کا تتمہ ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے گروہ مومنین! تم صریح گمراہی میں پڑے ہو، ایسے لوگوں کا پیٹ بھرنا چاہتے ہو جن کا خدا پیٹ بھرنا نہیں چاہتا۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کفار کو خطاب ہے کہ کس قدر بہکی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ گمراہی ہے، نیک کام میں تقدیر کے حوالے کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا۔"

فائدہ:[۴۲] قیامت کی عجلت طلبی:...... یعنی یہ قیامت اور عذاب کی دھمکیاں کب پوری ہوں گی؟ اگر سچے ہو تو جلد پوری کر کے دکھلا دو۔

فائدہ:[۴۳] قیامت کی ناگہانی آمد:...... یعنی قیامت ناگہاں آ پکڑے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے۔ جس وقت پہلا

صور پھونکا جائے گا سب ہوش وحواس جاتے رہیں گے اور آخر مر کر ڈھیر ہو جائیں گے، اتنی فرصت بھی نہ ملے گی کہ فرض کرو مرنے سے پہلے کسی کو کچھ کہنا چاہیں تو کہہ گذریں یا جو گھر سے باہر تھے وہ گھر واپس جاسکیں۔

فائدہ:[۴۴] دوسری مرتبہ صور پھونکنا:...... یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور فرشتے اُن کو جلد جلد دھکیل کر میدانِ حشر میں لے جائیں گے۔

فائدہ:[۴۵]...... شاید نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان اُن پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے، یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو اہون (ہلکا) سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہ دیں گے، یا "مرقد" بمعنی "مضجع" کے ہو نیند کی کیفیت سے تجرید کر لی جائے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۴۶]...... یہ جواب اللہ کی طرف سے اُس وقت ملے گا یا مستقبل کو حاضر قرار دے کر اب جواب دے رہے ہیں۔ یعنی کیا پوچھتے ہو کس نے اُٹھا دیا؟ ذرا آنکھیں کھولو، یہ وہی اُٹھانا ہے جس کا وعدہ خدائے رحمن کی طرف سے کیا گیا تھا اور پیغمبر جس کی خبر برابر دیتے رہے تھے۔

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

بس ایک چنگھاڑ ہوگی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں ف۴۷ پھر آج کے دن ظلم نہ ہوگا کسی جی پر

شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾

ذرا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے ف۴۸ تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا

وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے ان کے لئے وہاں ہے میوہ اور ان کے لیے ہے جو

يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ

کچھ مانگیں ف۴۹ سلام بولنا ہے رب مہربان سے ف۵۰ اور تم الگ ہو جاؤ آج اے گناہ گارو ف۵۱ میں نے

أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ

نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ

اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا

کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی ف۵۲ وہ بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو پھر کیا تم کو

تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾

سمجھ نہ تھی یہ دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ تھا جا پڑو اس میں آج کے دن بدلہ اپنے کفر کا ف۵۳

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾

آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے ف۵۴

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

اور اگر چاہیں مٹا دیں ان کی آنکھیں پھر دوڑیں راستہ پانے کو پھر کہاں سے سوجھے اور اگر ہم چاہیں

ع ۴ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي

صورت مسخ کر دیں ان کی جہاں کی تہاں پھر نہ آگے چل سکیں اور نہ وہ الٹے پھر سکیں ف ۵۵ اور جس کو ہم بوڑھا کریں اوندھا

الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

کریں اس کی پیدائش میں پھر کیا ان کو سمجھ نہیں ف ۵۶

فائدہ:[۴۷] ......یعنی کوئی متنفس نہ بھاگ سکے گا، نہ روپوش ہو سکے گا۔

فائدہ:[۴۸] جنت میں دل چاہی تمام نعمتیں ملیں گی: ......یعنی نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی، نہ جرم کی حیثیت سے زیادہ سزا ملے گی ٹھیک ٹھیک انصاف ہوگا اور جو نیک و بد کرتے تھے فی الحقیقت عذاب وثواب کی صورت میں وہی سامنے آجائے گا۔

فائدہ:[۴۹] حساب کتاب میں مکمل طور پر انصاف ہوگا: ......بہشت میں ہر قسم کے عیش ونشاط کا سامان ہوگا، دنیا کی مکروہات سے چھوٹ کر آج یہی اُن کا مشغلہ ہوگا، وہ اور اُن کی عورتیں آپس میں گھل مل کر اعلیٰ درجہ کے خوشگوار سایوں میں مسہریوں پر آرام کر رہے ہوں گے، ہر قسم کے میوے اور پھل وغیرہ اُن کے لیے حاضر ہوں گے۔ بس خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی جنتیوں کے دل میں طلب اور تمنا ہوگی وہی دی جائے گی، اور منہ مانگی مرادیں ملیں گی۔ یہ تو جسمانی لذائذ کا حال ہوا، آگے روحانی نعمتوں کی طرف ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ سے اک ذرا سا اشارہ فرماتے ہیں۔

فائدہ:[۵۰] ......یعنی اُس مہربان پروردگار کی طرف سے جنتیوں کو سلام بولا جائے گا خواہ فرشتوں کے ذریعہ سے یا جیسا کہ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے بلا واسطہ خود رب کریم سلام ارشاد فرمائیں گے، اُس وقت کی عزت ولذت کا کیا کہنا۔ اللّٰھم ارزقنا ھذہ النعمة العظمی بحرمة نبیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فائدہ:[۵۱] نیک و بد میں امتیاز: ......یعنی جنتیوں کے عیش وآرام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں، تمہارا مقام دوسرا ہے جہاں رہنا ہوگا۔

فائدہ:[۵۲] ......یعنی اسی دن کے لیے تم کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی مت کرنا جو تمہارا صریح دشمن ہے، وہ جہنم میں پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اگر ابدی نجات چاہتے ہو تو یہ سیدھی راہ پڑی ہوئی ہے، اُس پر چلے آؤ اور اکیلے ایک خدا کی پرستش کرو۔

فائدہ:[۵۳] کفار کو دنیاوی غفلت پر سرزنش: ......یعنی افسوس اتنی نصیحت وفہمائش پر بھی تم کو عقل نہ آئی اور اس ملعون نے ایک خلقت کو گمراہ کر چھوڑا۔ کیا تمہیں اتنی سمجھ نہ تھی کہ دوست دشمن میں تمیز کر سکتے اور اپنے نفع نقصان کو پہچانتے؟ دنیا کے کاموں میں تو اس قدر ہوشیاری اور ذہانت دکھلاتے تھے، مگر آخرت کے معاملہ میں اتنے غبی بن گئے کہ موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہ رہی، اب اپنی حماقتوں کا خمیازہ بھگتو۔ یہ دوزخ تیار ہے جس کا بصورت کفر اختیار کرنے کے تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کفر کا ٹھکانا یہی ہے، چاہیے کہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاؤ۔

فائدہ:[۵۴] زبان بندی کرنے کے بعد دیگر اعضاء کی شہادت: ......یعنی آج اگر یہ لوگ اپنے جرموں کا زبان سے اعتراف نہ

بھی کریں تو کیا ہوتا ہے؟ ہم منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ حتیٰ کہ بدن کی کھال کو حکم دیا جائے گا کہ اُن کے ذریعہ سے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا بیان کریں۔ چنانچہ ہر ایک عضو اللہ کی قدرت سے گویا ہوگا اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا کما قال تعالیٰ: ﴿حَتّٰٓی إِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [حم السجدہ: ۲۰] وقال تعالیٰ فی موضع آخر: ﴿عَلَيْنَا، قَالُوْٓا أَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ أَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ﴾ [حم السجدہ: ۲۱]

فائدہ: [۵۵] نافرمانوں کو دنیاوی سزا کی تنبیہ: ...... یعنی جیسے انہوں نے ہماری آیتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں، اگر ہم چاہیں تو دنیا ہی میں بطور سزا کے اُن کی ظاہری بینائی چھین کر نپٹ [بالکل] اندھا کر دیں کہ اِدھر اُدھر جانے کا راستہ بھی نہ سوجھے، اور جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے، ہم کو قدرت ہے کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنا دیں کہ پھر یہ کسی ضرورت کے لیے اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں۔ پر ہم نے ایسا نہ چاہا اور ان جوارح وقویٰ سے ان کو محروم نہیں کیا، یہ ہماری طرف سے مہلت اور ڈھیل تھی۔ آج وہی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ ان بیہودوں نے ہم کو کن نالائق کاموں میں لگایا تھا۔

فائدہ: [۵۶] ...... یعنی آنکھیں چھین لینا اور صورت بگاڑ کر اپاہج بنا دینا کچھ مستبعد مت سمجھو۔ دیکھتے نہیں ایک تندرست اور مضبوط آدمی زیادہ بوڑھا ہو کر کس طرح دیکھنے، سننے اور چلنے پھرنے سے معذور کر دیا جاتا ہے۔ گویا بچپن میں جیسا کمزور و ناتواں اور دوسروں کے سہارے کا محتاج تھا، بڑھاپے میں پھر اُسی حالت کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے۔ تو کیا جو خدا پیرانہ سالی کی حالت میں اُن کی قوتیں سلب کر لیتا ہے، جوانی میں نہیں کر سکتا؟

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِیْ لَهٗ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا

اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف ف۵۷ تا کہ ڈر سنائے اس کو جس میں جان ہو

وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِيْنَآ أَنْعَامًا فَهُمْ

اور ثابت ہو الزام منکروں پر ف۵۸ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنا دیئے ان کے واسطے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں سے چوپائے پھر وہ

لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

ان کے مالک ہیں ف۵۹ اور عاجز کر دیا ان کو ان کے آگے پھر ان میں کوئی ہے ان کی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے واسطے چارپایوں میں فائدے ہیں

وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾

اور پینے کے گھاٹ پھر کیوں شکر نہیں کرتے ف۶۰ اور پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اور حاکم کہ شاید ان کی مدد کریں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا

نہ کر سکیں گے ان کی مدد اور یہ ان کی فوج ہو کر پکڑے آئیں گے ف۶۱ اب تو غمگین مت ہو ان کی بات سے ہم جانتے ہیں

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيْمٌ

جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ف۶۲ کیا دیکھتا نہیں انسان کہ ہم نے اس کو بنایا ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے

وقف لازم

مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ

بولنے والا ف۶۳ اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش، کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہوگئیں ف۶۴ تو کہہ

يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ

ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے ف۶۵ جس نے بنا دی تم کو سبز درخت سے

الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ

آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ف۶۶ کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں بنا سکتا ان

عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ

جیسے کیوں نہیں اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا ف۶۷ اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

اس کو ہو وہ اسی وقت ہو جائے ف۶۸ سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے ف۶۹

وقف غفران ۱۳ ع ۱۶

فائدہ:[۵۷] حضور ﷺ سے شاعر ہونے کی نفی اور اس کا غیر مناسب ہونا:......یعنی اوپر جو کچھ بیان ہوا وہ حقائق واقعی ہیں، کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں۔ اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے، کوئی شعر و شاعری کا دیوان نہیں دیا جس میں نری طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں ہوں، بلکہ آپ ﷺ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا کہ باوجود قریش کے اُس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اُس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں، آپ ﷺ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا۔ یوں رجز وغیرہ کے موقع پر کبھی ایک آدھ مرتبہ زبان مبارک سے مُقفّٰی عبارت نکل کر بے ساختہ شعر کے سانچہ میں ڈھل گئی ہو وہ الگ بات ہے، اُسے شاعری یا شعر کہنا نہیں کہتے۔ آپ ﷺ خود تو شعر کیا کہتے؟ کسی دوسرے شاعر کا شعر یا مصرع بھی زندگی بھر میں دو چار مرتبہ سے زائد نہیں پڑھا۔ اور پڑھتے وقت اکثر اُس میں ایسا تغیر کر دیا کہ شعر شعر نہ رہے، محض مطلب شاعر ادا ہو جائے۔ غرض آپ ﷺ کی طبع شریف کو شاعری سے مناسبت نہیں دی گئی تھی، کیونکہ یہ چیز آپ کے منصب جلیل کے لائق نہ تھی۔ آپ ﷺ حقیقت کے ترجمان تھے اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اعلیٰ حقائق سے بدون ادنیٰ ترین کذب وغلو کے روشناس کرنا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام ایک شاعر کا نہیں ہو سکتا، کیونکہ شاعریت کا حسن و کمال کذب و مبالغہ، خیالی بلند پروازی اور فرضی نکتہ آفرینی کے سوا کچھ نہیں۔ شعر میں اگر کوئی جزء محمود ہے تو اُس کی تاثیر اور دل نشینی ہو سکتی ہے۔ سو یہ چیز قرآن کی نثر میں اُس درجہ پر پائی جاتی ہے کہ ساری دنیا کے شاعر مل کر بھی اپنے کلاموں کے مجموعہ میں پیدا نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کے اُسلوب بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا نظم کی اصلی روح نکال کر نثر میں ڈال دی گئی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فصیح دعاقل دنگ ہو کر قرآن کو شعر یا سحر کہنے لگتے تھے، حالانکہ شعر و سحر کو قرآن سے کیا نسبت؟ کیا شاعری اور جادوگری کی بنیاد پر دنیا میں کبھی قومیت و روحانیت کی ایسی عظیم الشان اور لازوال عمارتیں کھڑی ہوئی ہیں جو قرآنی تعلیم کی اساس پر آج تک قائم شدہ دیکھتے ہو؟ یہ کام شاعروں کا نہیں پیغمبروں کا ہے کہ خدا کے حکم سے مردہ قلوب کو ابدی زندگی عطا کرتے ہیں، حق تعالیٰ نے عرب کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا کہ آپ ﷺ پہلے سے شاعر تھے، شاعری سے ترقی کر کے نبی بن بیٹھے۔

فائدہ: [۵۸] قرآن کا مقصد: ...... یعنی زندہ دل آدمی قرآن سن کر اللہ سے ڈرے اور منکروں پر حجت تمام ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جس میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو، اُس کے فائدہ کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو۔''

فائدہ: [۵۹] جانوروں کی تخلیق کر کے انسان کو مالک بنانا نعمت خداوندی: ...... آیاتِ تنزیلیہ کے بعد پھر آیاتِ تکوینیہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یعنی ایک طرف قرآن کی پند ونصیحت کو سنو، اور دوسری طرف غور سے دیکھو کہ اللہ کے کیسے کیسے انعام واحسان تم پر ہوئے ہیں۔ اُونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر وغیرہ جانوروں کو تم نے نہیں بنایا، اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے، پھر تم کو محض اپنے فضل سے اُن کا مالک بنادیا کہ جہاں چاہو بیچو اور جو چاہو کام لو۔

فائدہ: [۶۰] جانوروں کو مسخر کرنا: ...... دیکھو! کتنے بڑے بڑے عظیم الجثہ، قوی ہیکل جانور، انسان ضعیف البنیان کے سامنے عاجز و مسخر کردیئے۔ ہزاروں اونٹوں کی قطار کو ایک خورد سال بچہ نکیل پکڑ کر جدھر چاہے لے جائے، ذرا کان نہیں ہلاتے۔ کیسے کیسے شہ زور جانوروں پر آدمی سواری کرتا ہے اور بعض کو کاٹ کر اپنی غذا بناتا ہے۔ علاوہ گوشت کھانے کے اُن کی کھال، ہڈی، اُون وغیرہ سے کس قدر فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔ اُن کے تھن کیا ہیں گویا دودھ کے چشمے ہیں، اِن ہی چشموں کے گھاٹ سے کتنے آدمی سیراب ہوتے ہیں، لیکن شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔

فائدہ: [۶۱] اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں انسانوں کی ناقدری: ...... یعنی جس خدا نے یہ نعمتیں مرحمت فرمائیں اُس کا یہ شکر ادا کیا کہ اُس کے مقابل دوسرے حاکم اور معبود ٹھہرا لیے جنہیں سمجھتے ہیں کہ آڑے وقت میں کام آئیں گے اور مدد کریں گے۔ سو یاد رکھو! وہ تمہاری تو کیا اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے، ہاں! جب تم کو مدد کی ضرورت ہوگی اُس وقت گرفتار ضرور کرادیں گے۔ تب پتہ لگے گا کہ جن کی حمایت میں عمر بھر لڑتے رہے تھے، وہ آج کس طرح آنکھیں دکھانے لگے۔

فائدہ: [۶۲] ...... یعنی جب خود ہمارے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے تو آپ ان کی بات سے غمگین ودلگیر نہ ہوں۔ اپنا فرض ادا کر کے ہمارے حوالہ کریں۔ ہم اُن کے ظاہری وباطنی احوال سے خوب واقف ہیں، ٹھیک ٹھیک بھگتان کردیں گے۔

فائدہ: [۶۳] اپنی اصلیت کی فراموشی: ...... یعنی انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا، خدا نے کیا سے کیا بنادیا۔ اس پانی کی بوند کو وہ زور اور قوتِ گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا، حتیٰ کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہوگیا۔

فائدہ: [۶۴] دوسری زندگی کو مستبعد سمجھ کر جھگڑا کرنا: ...... یعنی دیکھتے ہو! خدا پر کیسے فقرے چسپاں کرتا ہے، گویا اس قادرِ مطلق کو عاجز مخلوق کی طرح فرض کرلیا ہے، جو کہتا ہے کہ آخر جب بدن گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں، وہ بھی بوسیدہ پرانی اور کھوکری، تو انہیں دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ ایسا سوال کرتے وقت اُسے اپنی پیدائش یاد نہیں رہی، ورنہ اس قطرۂ ناچیز کو ایسے الفاظ کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اپنی اصل پر نظر کر کے کچھ شرماتا اور کچھ عقل سے کام لے کر اپنے سوال کا جواب بھی حاصل کرلیتا جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔

فائدہ: [۶۵] اللہ تعالیٰ کے لئے پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ پیدا کرنا برابر ہے: ...... یعنی جس نے پہلی مرتبہ ان ہڈیوں میں جان ڈالی اُسے دوسری بار جان ڈالنا کیا مشکل ہے، بلکہ پہلے سے زیادہ آسان ہونا چاہیئے: ﴿وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [روم: ۲۷] اور اس قادرِ مطلق کے لئے تو سب ہی چیز آسان ہے، پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ۔ وہ ہر طرح بنانا جانتا ہے اور بدن کے اجزاء اور ہڈیوں کے ریزے جہاں کہیں منتشر ہوگئے ہوں، اُن کا ایک ایک ذرہ اُس کے علم میں ہے۔

فائدہ: [۶۶] دیگر آثارِ قدرت سے بعث بعد الموت پر استدلال: ...... یعنی اول پانی سے سبز وشاداب درخت تیار کیا پھر اسی تر و تازہ

درخت کو سکھا کر ایندھن بنا دیا جس سے اب تم آگ نکال رہے ہو۔ پس جو خدا ایسی متضاد صفات کو اُدل بدل کر سکتا ہے کیا وہ ایک چیز کی موت وحیات کے اُلٹ پھیر پر قادر نہیں؟

تنبیہ:...... بعض سلف نے ''شجر اخضر'' (سبز درخت) سے خاص وہ درخت مراد لیے ہیں جن کی شاخوں کو آپس میں رگڑنے سے آگ نکلتی ہو، جیسے بانس کا درخت ہے یا عرب میں مرخ اور عفار تھے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۶۷] ...... یعنی جس نے آسمان وزمین جیسی بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں، اُسے ان کافروں جیسی چھوٹی چیزوں کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے؟

فائدہ: [۶۸] ...... یعنی کسی چھوٹی بڑی چیز کے پہلی مرتبہ یا دوبارہ بنانے میں اُسے دقت ہی کیا ہو سکتی ہے؟ اس کے ہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے، جہاں کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور کہا ہو جا! فوراً ہوئی رکھی ہے، ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہو سکتی۔

تنبیہ:...... میرے خیال میں اس آیت کو پہلی آیت کے ساتھ ملا کر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلے خلق بدن کا ذکر تھا، یہاں نفخ روح کا مطلب سمجھا دیا۔ واللہ اعلم! راجع فوائد سورۃ الاسراء تحت بحث الروح۔ (بنی اسرائیل: ۸۵)

فائدہ: [۶۹] ...... یعنی وہ اعلیٰ ترین ہستی جس کے ہاتھ میں فی الحال بھی اوپر سے نیچے تک تمام مخلوقات کی زمامِ حکومت ہے اور آئندہ بھی اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، پاک ہے عجز وسفہ اور ہر قسم کے عیب ونقص سے۔

تمت سورۃ یٰس وللہ الحمد والمنۃ

اٰیاتہا ۱۸۳ ۳۷ سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۵۶ رکوعاتہا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝١ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝٢ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝٣ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝٤

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر ف۱ پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر ف۲ پھر پڑھنے والوں کی یاد کر کر ف۳ بے شک حاکم تم سب کا ایک ہے ف۴

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝٥ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ

رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور رب مشرقوں کا ف۵ ہم نے رونق دی (سب سے) ورلے آسمان کو ایک رونق جو

الْكَوَاكِبِ ۝٦ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝٧ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ

تارے ہیں ف۶ اور بچاؤ بنایا ہر شیطان سرکش سے ف۷ سن نہیں سکتے اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں ان پر

مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝٨ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝٩ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ

ہر طرف سے بھگانے کو ف۸ اور ان پر مار ہے ہمیشہ کو ف۹ مگر جو کوئی اچک لایا جھپ سے پھر پیچھے لگا اس کے

شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝١٠ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ

انگارا چمکتا ف۱۰ اب پوچھ ان سے کیا یہ بنانے مشکل ہیں یا جتنی خلقت کہ ہم نے بنائی ف۱۱ ہم نے ہی ان کو بنایا ہے ایک چپکتے

لَّازِبٍ ۝١١ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝١٢ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝١٣ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝١٤

گارے سے ف۱۲ بلکہ تو کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے ف۱۳ اور جب ان کو سمجھائیے نہیں سوچتے اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں

فائدہ: [۱] ......یعنی جو صف باندھ کر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں، خواہ فرشتے ہوں جو حکم الٰہی سننے کو اپنے اپنے مقام پر درجہ بدرجہ کھڑے ہوتے ہیں، یا عبادت گذار انسان جو نماز اور جہاد وغیرہ میں صف بندی کرتے ہیں۔

تنبیہ: ......قسم محاورات میں تاکید کے لیے ہے جو اکثر منکر کے مقابلہ میں استعمال کی جاتی ہے، لیکن بسا اوقات محض ایک مضمون کو مہتم بالشان ظاہر کرنے کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں اور قرآن کریم کی قسموں کا تتبع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً مقسم بہ، مقسم علیہ کے لیے بطور ایک شاہد یا دلیل کے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۲]......یعنی جو فرشتے شیطانوں کو ڈانٹ کر بھگاتے ہیں، تا استراق سمع کے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں، یا بندوں کو نیکی کی بات سمجھا کر معاصی سے روکتے ہیں، یا وہ نیک آدمی جو خود اپنے نفس کو بدی سے روکتے اور دوسروں کو بھی شرارت پر ڈانٹتے جھڑکتے رہتے ہیں خصوصاً میدانِ جہاد میں کفار کے مقابلہ پر اُن کی ڈانٹ ڈپٹ بہت سخت ہوتی ہے۔

فائدہ:[۳]......یعنی وہ فرشتے یا آدمی جو اللہ کے احکام سننے کے بعد پڑھتے اور یاد کرتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو۔

فائدہ:[۴]...... بیشک آسمان پر فرشتے اور زمین پر خدا کے نیک بندے ہر زمانہ میں قولاً وفعلاً شہادت دیتے رہے ہیں کہ سب کا مالک و معبود ایک ہے اور ہم اسی کی رعیت ہیں۔

فائدہ:[۵] مشرق و مغرب یعنی تمام جگہوں کا رب:......شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقیں ہیں، سورج کی ہر روز کی جدا اور ہر ستارے کی جدا، یعنی وہ نقطے جن سے اُن کا طلوع ہوتا ہے اور دوسری طرف اتنی ہی مغربیں ہیں۔ شاید مغارب کا ذکر یہاں اس لیے نہیں کیا کہ مشارق سے بطور مقابلہ کے خود ہی سمجھ میں آ جائیں گی۔ اور ایک حیثیت سے طلوعِ شمس وکواکب کو حق تعالیٰ کی شان حکومت وعظمت کے ثابت کرنے میں بہ نسبت غروب کے زیادہ دخل ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۶]......یعنی اندھیری رات میں یہ آسمان بے شمار ستاروں کے جگمگاہٹ سے دیکھنے والوں کو کیسا خوبصورت، مزین اور پر رونق معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ:[۷]......یعنی تاروں سے آسمان کی زینت وآرائش ہے، اور بعض تاروں کے ذریعہ سے جو ٹوٹتے ہیں شیطانوں کو روکنے اور دفع کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ یہ ٹوٹنے والے ستارے کیا ہیں؟ آیا کواکب نوریہ کے علاوہ کوئی مستقل نوع کواکب کی ہے، یا کواکب نوریہ کی شعاعوں ہی سے ہوا متکیف ہو کر ایک طرح کی آتش سوزاں پیدا ہو جاتی ہے، یا خود کواکب کے اجزاء ٹوٹ کر گرتے ہیں؟ اس میں علماء و حکماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بہر حال ان کی حقیقت کچھ ہی کیوں نہ ہو، رجمِ شیاطین کا کام بھی اُن سے لیا جاتا ہے۔ اس کی کچھ تفصیل سورۂ "حجر" (آیت:۱۸) کے فوائد میں گذر چکی ملاحظہ کر لی جائے۔

فائدہ:[۸] شیاطین وحی چُرانے پر قادر نہیں ہیں:......اوپر کی مجلس سے مراد فرشتوں کی مجلس ہے۔ یعنی شیاطین کو یہ قدرت نہیں دی گئی کہ فرشتوں کی مجلس میں پہنچ کر کوئی بات وحیِ الٰہی کی سن آئیں۔ جب ایسا ارادہ کر کے اوپر آسمانوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو جس طرف سے جاتے ہیں، ادھر ہی سے فرشتے دھکے دے کے اور مار مار کر بھگا دیتے ہیں۔

فائدہ:[۹]......یعنی دنیا میں ہمیشہ یوں ہی مار پڑتی رہے گی اور آخرت کا دائمی عذاب الگ رہا۔

فائدہ:[۱۰]......یعنی اسی بھاگ دوڑ میں جلدی سے کوئی ایک آدھ بات اُچک لایا، اس پر بھی فرشتے شہابِ ثاقب سے اُس کا تعاقب کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل سورۂ حجر (حوالہ مذکورہ بالا) کے شروع میں گزر چکی۔

فائدہ:[۱۱]......یعنی منکرین بعث سے دریافت کیجئے کہ آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا اُن کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود اُن کا پیدا کرنا اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد! ظاہر ہے جو خدا ایسی عظیم الشان مخلوقات کا بنانے والا ہے، اُسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہوگا۔

فائدہ:[۱۲] انسان کی حقیقت واصلیت:......یعنی اُن کی اصل حقیقت ہمیں سب معلوم ہے۔ ایک طرح کے چپکتے گارے سے جس کا پتلا ہم نے تیار کیا، آج اُس کے یہ دعوے ہیں کہ آسمان وزمین کا بنانے والا اُس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ جس طرح پہلے تجھ کو مٹی سے بنایا، دوبارہ بھی مٹی سے نکال کر کھڑا کر دیں گے۔

فَائِدَة: [۱۳]......یعنی تجھ کو اُن پر تعجب آتا ہے کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے، اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ (نبی) کس قسم کی بے سروپا باتیں کر رہا ہے۔ العیاذ باللہ!

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو ہے ف ۱۴ کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہم کو پھر اٹھائیں گے

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

کیا اور ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی ف ۱۵ تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے سو وہ اٹھانا تو یہی ہے ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ لگیں گے

يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

دیکھنے ف ۱۶ اور کہیں گے اے خرابی ہماری یہ آ گیا دن جزا کا ف ۱۷ یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ع ۱۴

جھٹلاتے تھے ف ۱۸ جمع کرو گناہ گاروں کو اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ پوجتے تھے ف ۱۹ اللہ کے سوا

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

الربع

پھر چلاؤ ان کو دوزخ کی راہ پر ف ۲۰ اور کھڑا رکھو ان کو ان سے پوچھنا ہے ف ۲۱ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ

کوئی نہیں وہ آج اپنے کو پکڑواتے ہیں ف ۲۲ اور منہ کیا بعضوں نے بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ

كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ

آتے تھے ہم پر داہنی طرف سے ف ۲۳ وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ زور

مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾

نہ تھا تم ہی تھے لوگ حد سے نکل چلنے والے سو ثابت ہو گئی ہم پر بات ہمارے رب کی بے شک ہم کو مزہ چکھنا ہے

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

ہم نے تم کو گمراہ کیا جیسے ہم خود تھے گمراہ ف ۲۴ سو وہ سب اس دن تکلیف میں شریک ہیں ف ۲۵

فَائِدَة: [۱۴]......یعنی نصیحت سن کر غور و فکر نہیں کرتے اور جو معجزات و نشانات دیکھتے ہیں اُنہیں جادو کہہ کر ہنسی میں اُڑا دیتے ہیں۔

فَائِدَة: [۱۵]......وہی مرغے کی ایک ٹانگ گائے جاتے ہیں کہ صاحب! جب ہمارا بدن خاک میں مل کر مٹی ہو گیا، صرف ہڈیاں باقی رہ

گئیں، اور اس سے بھی بڑھ کر ہمارے باپ دادا جن کو مرے ہوئے قرن گزر گئے، شاید ہڈیاں بھی باقی نہ رہی ہوں، ہم کس طرح مان لیں کہ یہ سب پھر از سرِ نو زندہ کر کے کھڑے کر دیئے جائیں گے؟

فائدہ: [۱۶]...... یعنی ہاں ضرور اٹھائے جاؤ گے اور اُس وقت ذلیل و رُسوا ہو کر اس انکار کی سزا بھگتو گے۔

فائدہ: [۱۷]...... یعنی ایک ڈانٹ میں سب اُٹھ کھڑے ہوں گے اور حیرت و دہشت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں گے (یہ ڈانٹ یا جھڑکی نفخ صور کی ہوگی)۔

فائدہ: [۱۸]...... یعنی یہ تو سچ مچ جزاء کا دن آ پہنچا، جس کی انبیاء خبر دیتے اور ہم ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔

فائدہ: [۱۹]...... یہ حق تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا۔

فائدہ: [۲۰]...... یہ حکم ہوگا فرشتوں کو کہ اِن سب کو اکٹھا کر کے دوزخ کا راستہ بتاؤ۔

تنبیہ:...... "ازواج" (جوڑوں) سے مراد ہیں ایک قسم کے گناہ گار یا اُن کی کافر بیویاں۔ اور ﴿وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ﴾ سے اصنام و شیاطین وغیرہ مراد ہیں۔

فائدہ: [۲۱]...... حکم کے بعد کچھ دیر ٹھہرائیں گے، تا کہ اُن سے ایک سوال کیا جائے جو آگے ﴿مَا لَکُمۡ لَا تَنَاصَرُوۡنَ﴾ میں مذکور ہے۔

فائدہ: [۲۲]...... یعنی دنیا میں تو ﴿نَحۡنُ جَمِیۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ ﴿۴۴﴾﴾ [القمر: ۴۴] کہا کرتے تھے (کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں) آج کیا ہوا کہ کوئی اپنے ساتھی کی مدد نہیں کرتا بلکہ ہر ایک بدون کان ہلائے ذلیل ہو کر پکڑا ہوا چلا آ رہا ہے۔

فائدہ: [۲۳] **تابعین اور متبوعین کے درمیان مکالمہ:**...... "یمین" (داہنے ہاتھ) میں عموماً زور و قوت زائد ہوتی ہے، یعنی تم ہی تھے جو ہم پر چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور دکھلا کر اور مرعوب کر کے۔ یا یمین سے مراد خیر و برکت کی جانب لی جائے، یعنی تم ہی تھے کہ ہم پر چڑھائی کرتے تھے بھلائی اور نیکی سے روکنے کے لیے۔ یہ گفتگو اَتباع اور متبوعین (زبردستوں اور زیردستوں) کے درمیان ہوگی۔

فائدہ: [۲۴] **متبعین کی طرف سے جواب:**...... یعنی خود تو ایمان نہ لائے ہم پر الزام رکھتے ہو۔ ہمارا تم پر کیا زور تھا جو دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے؟ تم لوگ خود ہی عقل و انصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکائے میں آ گئے۔ اگر عقل و فہم اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے۔ رہے ہم، سو ظاہر ہے خود گمراہ تھے، ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہوسکتی ہے؟ ہم نے وہی کیا جو ہمارے حال کے مناسب تھا، لیکن تم کو کیا مصیبت نے گھیرا تھا کہ ہمارے چکموں میں آ گئے۔ بہر حال جو ہونا تھا ہو چکا، خدا کی حجت ہم پر قائم ہوئی اور اُس کی وہی بات ﴿اَقُوۡلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمۡلَئَنَّ جَہَنَّمَ مِنۡکَ وَمِمَّنۡ تَبِعَکَ﴾ الآیۃ [صٓ: ۸۵] ثابت ہو کر رہی۔ آج ہم سب کو اپنی اپنی غلط کاریوں اور بدمعاشیوں کا مزہ چکھنا ہے۔

فائدہ: [۲۵]...... یعنی سب مجرم درجہ بہ درجہ عذاب میں شریک ہوں گے، جیسے جرم میں شریک تھے۔

اِنَّا کَذٰلِکَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّہُمۡ کَانُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۙ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿ۙ۳۵﴾

ہم ایسا ہی کرتے ہیں گناہ گاروں کے حق میں وہ تھے کہ ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے تو غرور کرتے ۲۶

وَیَقُوۡلُوۡنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوۡۤا اٰلِہَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ ﴿ؕ۳۶﴾ بَلۡ جَآءَ بِالۡحَقِّ وَصَدَّقَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳۷﴾

اور کہتے کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانہ کے کوئی نہیں وہ لیکر آیا ہے سچا دین اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو ۲۷

إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ

بے شک تم کو چکھنا ہے عذاب دردناک — اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے ف ۲۸ — مگر جو بندے اللہ کے ہیں

الْمُخْلَصِينَ ﴿۴۰﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿۴۲﴾ فِي جَنَّاتِ

چنے ہوئے ف ۲۹ — وہ لوگ جو ہیں ان کے واسطے روزی ہے مقرر — میوے ف ۳۰ — اور ان کی عزت ہے ف ۳۱ — نعمت کے

النَّعِيمِ ﴿۴۳﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ

باغوں میں — تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے — لوگ لیے پھرتے ہیں ان کے پاس پیالہ شراب صاف کا — سفید رنگ مزہ دینے والی

لِّلشَّارِبِينَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴿۴۷﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿۴۸﴾

پینے والوں کو نہ اس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اس کو پی کر بہکیں ف ۳۲ — اور ان کے پاس ہیں عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی آنکھوں والیاں ف ۳۳

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۴۹﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي

گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے ف ۳۴ — پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف لگے پوچھنے — بولا ایک بولنے والا ان میں میرا

كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿۵۱﴾ يَقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿۵۲﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا

تھا ایک ساتھی — کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے — کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم

لَمَدِينُونَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِن

کو جزا ملے گی ف ۳۵ — کہنے لگا بھلا تم جھانک کر دیکھو گے ف ۳۶ — پھر جھانکا تو اس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے — بولا قسم اللہ کی

كِدتَّ لَتُرْدِينِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿۵۷﴾

تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں — اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو میں بھی ہوتا انہی میں جو پکڑے ہوئے آئے ف ۳۷

فائدہ: [۲۶] کفار کا تکبر و غرور ایمان لانے سے مانع ہے:...... یعنی اُن کا کبر و غرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾) زبان پر لائیں، جس سے اُن کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے، خواہ دل میں اُسے سچ ہی سمجھتے ہوں۔

فائدہ: [۲۷] ...... یعنی شاعروں کا جھوٹ تو مشہور ہے، پھر اُس راست باز ہستی کو شاعر کیسے کہتے ہو جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آیا ہے اور سارے جہان کے سچوں کی تصدیق کرتا ہے؟ کیا مجنون اور دیوانے ایسے سچے صحیح اور پختہ اُصول پیش کیا کرتے ہیں؟

فائدہ: [۲۸] ...... یعنی انکار توحید اور ان گستاخیوں کا مزہ چکھو گے جو بارگاہِ رسالت میں کر رہے ہو۔ جو کچھ کرتے تھے ایک دن سب سامنے آجائے گا۔

فائدہ: [۲۹] فرمانبرداروں کی عزت افزائی:...... یعنی اُن کا کیا ذکر! وہ تو ایک قسم ہی دوسری ہے، جس پر حق تعالیٰ نوازش و کرم

فرمائے گا۔

فَائِدَة: [۳۰]......یعنی عجیب وغریب میوے کھانے کو ملیں گے جن کی پوری صفت تو اللہ ہی کو معلوم ہے، ہاں! کچھ مختصری بسندوں کو بھی بتلا دی ہے، جیسے فرمایا: ﴿لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ [الواقعہ: ۳۳]

فَائِدَة: [۳۱]......خدا ہی جانے کیا کیا اعزاز واکرام ہوں گے۔

فَائِدَة: [۳۲]......یعنی مزہ اور نشاط پورا ہوگا۔ اور دنیا کی شراب میں جو خرابیاں ہوتی ہیں اُن کا نام ونشان نہ ہوگا، نہ سر گرانی ہوگی، نہ نشہ چڑھے گا، نہ قے آئے گی، نہ پھیپھڑے وغیرہ خراب ہوں گے، نہ اُس کی نہریں خشک ہو کر ختم ہوسکیں گی۔

فَائِدَة: [۳۳]......یعنی شرم وناز سے نگاہ نیچی رکھنے والی حوریں جو اپنے ازواج کے سوا کسی دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔

فَائِدَة: [۳۴]......یعنی صاف وشفاف رنگ ہوگا جیسے انڈا جس کو پرندا اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھے کہ نہ داغ لگے، نہ گرد وغبار پہنچے۔ یا انڈے کے اندر کی سفیدی جو سخت چھلکے کے نیچے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ شترمرغ کے انڈے مراد ہیں جو بہت خوش رنگ ہوتے ہیں۔ بہرحال تشبیہ صفائی یا خوش رنگ ہونے میں ہے، سفیدی میں نہیں، چنانچہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ [رحمن: ۵۸]

فَائِدَة: [۳۵] جنت میں کافروں دوستوں کی حالت معلوم کرنا: ......یعنی یارانِ جلسہ جمع ہوں گے اور شرابِ طہور کا جام چل رہا ہوگا، اس عیش وتنعم کے وقت اپنے بعض گزشتہ حالات کا تذکرہ کریں گے۔ ایک جنتی کہے گا کہ میاں! دنیا میں میرا ایک ملنے والا تھا جو مجھے آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے ملامت کیا کرتا اور احمق بنایا کرتا تھا، اُس کے نزدیک یہ بالکل مہمل بات تھی کہ ایک شخص مٹی میں مل جائے اور گوشت پوست کچھ باقی نہ رہے، محض بوسیدہ ہڈیاں رہ جائیں، پھر اسے اعمال کا بدلہ دینے کے لیے ازسرِ نو زندہ کردیں؟ بھلا ایسی بے تکی بات پر کون یقین کرسکتا ہے؟

فَائِدَة: [۳۶]......یعنی وہ ساتھی یقیناً دوزخ میں پڑا ہوگا، آؤ! ذرا جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے؟ (یہ اُس جنتی کا مقولہ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مقولہ اللہ کا ہے، یعنی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم جھانک کر اُس کو دیکھنا چاہتے ہو؟)

فَائِدَة: [۳۷] جنتی کا فر دوستوں سے بات چیت کرے گا: ......یعنی اس جنتی کو اپنے ساتھی کا حال دکھلا دیا جائے گا کہ ٹھیک دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اسے عبرت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان یاد آئے گا، کہے گا: کمبخت! تو نے تو مجھے بھی اپنے ساتھ برباد کرنا چاہا تھا، محض اللہ کے احسان نے دستگیری فرمائی جو اس مصیبت سے بچا لیا اور میرا قدم راہِ ایمان وعرفان سے ڈگنے نہ دیا، ورنہ آج میں بھی تیری طرح پکڑا ہوا آتا اور اس دردناک عذاب میں گرفتار ہوتا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

کیا اب ہم کو مرنا نہیں | مگر جو پہلی بار مر چکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچنے کی | بے شک یہی ہے بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا

مراد ملنی | ایسی چیزوں کے واسطے چاہیے محنت کریں محنت کرنے والے ۳۸ | بھلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینڈھ کا | ہم نے

جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ

اس کو رکھا ہے ایک بلا ظالموں کے واسطے وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں ف۳۹ اس کا خوشہ جیسے سر

الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا

شیطان کے ف۴۰ سو وہ کھائیں گے اس میں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ پھر ان کے واسطے اس کے اوپر ملونی ہے

مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى

جلتے پانی کی ف۴۱ پھر ان کو لے جانا آگ کے ڈھیر میں ف۴۲ انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے سو وہ انہی کے

اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾

قدموں پر دوڑتے ہیں ف۴۳ اور بہک چکے ہیں ان سے پہلے بہت لوگ اگلے اور ہم نے بھیجے ہیں ان میں ڈر سنانے والے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ ع ۲ ۵۴ ۶

اب دیکھ کیسا ہوا انجام ڈرائے ہوؤں کا مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۴۴ اور ہم کو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب پہنچنے

فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ

والے ہیں ہم پکار پر، اور بچا دیا اس کو اور اس کے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھا اس کی اولاد کو وہی باقی

الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

رہنے والے، اور باقی رکھا اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں ہم یوں بدلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾

نیکی والوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں پھر ڈبا دیا ہم نے دوسروں کو ف۴۵

فائدہ:[۳۸] جنتیوں کا اظہارِ مسرت:...... اُس وقت فرطِ مسرت سے کہے گا کہ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اُس پہلی موت کے سوا جو دنیا میں آچکی اب ہم کو کبھی مرنا نہیں اور نہ کبھی اس عیش و بہار سے نکل کر تکلیف و عذاب کی طرف جانا ہے، خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اسی تنعم و رفاہیت میں ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک بڑی بھاری کامیابی اسی کو کہتے ہیں اور یہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی تحصیل کے لیے چاہیے کہ ہر طرح کی محنتیں اور قربانیاں گوارا کی جائیں۔

فائدہ:[۳۹] دوزخیوں کی تکلیف دہ غذا:...... اُوپر بہشتیوں کی مہمانی کا ذکر تھا، یہاں سے دوزخیوں کی مہمانی کا حال سناتے ہیں۔ ''زقوم'' کسی درخت کا نام ہے جو سخت کڑوا، بدذائقہ ہوتا ہے، جیسے ہمارے یہاں تھوہر یا سیہنڈ، دوزخ کے اندر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک درخت اُگایا ہے، اُس کو یہاں ﴿شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ﴾ سے موسوم کیا۔ وہ ایک بلا ہے ظالموں کے واسطے آخرت میں، کیونکہ جب دوزخی بھوک سے بے قرار ہوں گے تو یہی کھانے کو دیا جائے گا، اور اُس کا حلق سے اُتارنا یا اُترنے کے بعد ایک خاص اثر پیدا کرنا سخت

تکلیف دہ اور مستقل عذاب ہوگا، اور دنیا میں بھی ایک طرح کی بلا اور آزمائش ہے کہ قرآن میں اُس کا ذکر سن کر گمراہ ہوتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ سبز درخت دوزخ کی آگ میں کیوں کر اُگا؟ (حالانکہ ممکن ہے اُس کا مزاج ہی ناری ہو، جیسے آگ کا کیڑا ''سمندر'' آگ میں زندہ رہتا ہے اور سہارن پور کے کمپنی باغ میں بعض درختوں کی تربیت آگ کے ذریعہ سے ہوتی ہے) کسی نے کہا ''زقوم'' فلاں لغت میں کھجور اور مکھن کو کہتے ہیں، انہیں سامنے رکھ کر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ زقوم کھائیں گے۔

فَائِدَة: [۴۰] شیاطین سے مراد؟...... یعنی سخت بدنما شیطان کی صورت، یا شیاطین کہا سانپوں کو، یعنی اُس کا خوشہ سانپ کے سر کی طرح ہوگا، جیسے ہمارے ہاں ایک درخت کو اسی تشبیہ سے ''ناگ پھن'' کہتے ہیں۔

فَائِدَة: [۴۱]...... ''زقوم'' کھا کر پیاس لگے گی تو سخت جلتا پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آپڑیں گی: ﴿فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ﴾ [محمد: ۱۵] اعاذنا اللہ منہا!

فَائِدَة: [۴۲]...... یعنی بہت بھوکے ہوں گے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈال دیں گے۔

فَائِدَة: [۴۳] اگلوں کی تقلید گمراہی کا سبب ہے:...... یعنی پچھلے کافر اگلوں کی اندھی تقلید میں گمراہ ہوئے، جس راہ پر اُنہیں چلتے دیکھا ، اُسی پر دوڑ پڑے، کنواں کھائی کچھ نہ دیکھا۔

فَائِدَة: [۴۴]...... یعنی ہر زمانہ میں انجام سے آگاہ کرنے والے اور آخرت کا ڈر سنانے والے آتے رہے، آخر جنہوں نے نہ سنا اور نہ مانا دیکھ لو اُن کا انجام کیسا ہوا؟ بس اللہ کے وہی چنے ہوئے بندے محفوظ رہے جن کو خدا کا ڈر اور عاقبت کی فکر تھی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ڈر سب ہی کو سناتے ہیں، اُن میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں۔'' آگے بعض منذِرین (بالکسر) اور منذَرین (بالفتح) کے قصے سنائے جاتے ہیں، مکذبین کی عبرت اور مومنین کی تسلی کے لیے۔

فَائِدَة: [۴۵] حضرت نوح علیہ السلام کا مجبور ہو کر قوم کے خلاف بددعا:...... تقریباً ہزار سال تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے، مگر اُن کی شرارت اور ایذاء رسانی برابر بڑھتی رہی۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے مجبور ہو کر اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا: ﴿فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ [قمر: ۱۰] اے پروردگار! میں مغلوب ہوں آپ میری مدد کو پہنچئے۔ دیکھ لو کہ اللہ نے اُن کی پکار کیسی سنی اور مدد کو کس طرح پہنچا! نوح علیہ السلام کو مع اُن کے گھرانے کے رات دن کی ایذا سے بچایا، پھر ہولناک طوفان کے وقت ان کی حفاظت کی، اور تنہا اُس کی اولاد سے زمین کو آباد کر دیا اور رہتی دنیا تک اُس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی چھوڑا، چنانچہ آج تک خلقت اُن پر سلام بھیجتی ہے اور سارے جہان میں ''نوح علیہ السلام'' کہہ کر یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ تو نیک بندوں کا انجام ہوا۔ دوسری طرف اُن کے دشمنوں کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست طوفان کی نذر کر دیئے گئے، آج اُن کا نام ونشان تک باقی نہیں۔ اپنی حماقتوں اور شرارتوں کی بدولت دنیا کا بیڑا غرق کرا کر رہے۔

تنبیہ:...... اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ آج تمام دنیا کے آدمی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں (سام، حام، یافث) کی اولاد سے ہیں۔ جامع ترمذی کی بعض احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ والتفصیل یطلب من مظانہ۔

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۝۸۳ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝۸۴ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا

اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم ف۴۶ جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل نرو گا (بے روگ، ستھرا) ف۴۷ جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو

تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

تم کیا پوجتے ہو   کیا جھوٹ بنائے ہوئے حاکموں کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو ۴۸   پھر کیا خیال کیا ہے تم نے پروردگار عالم کو ۴۹   پھر نگاہ کی ایک بار

النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا

تاروں میں   پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں   پھر پھر گئے وہ اس سے پیٹھ دے کر   پھر جا گھسا ان کے بتوں میں پھر بولا تم کیوں

تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ

نہیں کھاتے ۵۰   تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے ۵۱   پھر گھسا ان پر مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے ۵۲   پھر لوگ آئے اس پر دوڑ کر

يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ

گھبراتے ہوئے ۵۳   بولا کیوں پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو   اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو ۵۴   بولے بناؤ اس کے واسطے

بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

ایک عمارت پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں   پھر چاہنے لگے اس پر برا داؤ کرنا پھر ہم نے ڈالا انہی کو نیچے ۵۵

فائدۃ:[۴۶] ایک گروہ ہونے کا مطلب: ...... انبیاء علیہم السلام اصولِ دین میں سب ایک راہ پر ہیں، اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید کرتا ہے، اسی لیے ابراہیم علیہ السلام کو نوح (علیہ السلام) کے گروہ سے فرمایا: ﴿وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ [مومنون:۵۲]

فائدۃ:[۴۷] ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی: ...... یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کر کے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھک پڑا اور اپنی قوم کو بھی بت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی۔

فائدۃ:[۴۸] دعوتِ توحید: ...... یعنی یہ آخر پتھر کی مورتیاں چیز کیا ہیں، جنہیں تم اس قدر چاہتے ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لیے؟ کیا سچ مچ ان کے ہاتھ میں جہان کی حکومت ہے؟ یا کسی چھوٹے بڑے نقصان کے مالک ہیں؟ آخر سچے مالک کو چھوڑ کر ان جھوٹے حاکموں کی اتنی خوشامد اور حمایت کیوں ہے؟

فائدۃ:[۴۹] ...... یعنی کیا اُس کے وجود میں شبہ ہے؟ یا اُس کی شان و رتبہ کو نہیں سمجھتے جو (معاذ اللہ) پتھروں کو اُس کا شریک ٹھہرا رہے ہو؟ یا اس کے غضب و انتقام کی خبر نہیں؟ جو ایسی گستاخی پر جری ہو گئے ہو۔ آخر بتلاؤ تو سہی تم نے پروردگار عالم کو کیا خیال کر رکھا ہے؟

فائدۃ:[۵۰] قوم کے تہوار میں شرکت سے عذر: ...... اُن کی قوم میں نجوم کا زور تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے دکھانے کو تاروں کی طرف نظر ڈال کر کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں (اور ایسا دنیا میں کون ہے جس کی طبیعت ہر طرح ٹھیک رہے، کچھ نہ کچھ عوارض اندرونی یا بیرونی لگے ہی رہتے ہیں۔ یہی تکلیف اور بدمزگی کیا کم تھی کہ ہر وقت قوم کی ردی حالت دیکھ کر کڑھتے رہتے تھے) یا یہ مطلب تھا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں (بیماری نام ہے مزاج کے اعتدال سے ہٹ جانے کا، تو موت سے پہلے ہر شخص کو یہ صورت پیش آنے والی ہے) بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد صحیح تھی، لیکن ستاروں کی طرف دیکھ کر ﴿اِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾ کہنے سے لوگ یہ مطلب سمجھے کہ بذریعہ نجوم کے انہوں نے معلوم کر لیا ہے کہ عنقریب بیمار پڑنے والے ہیں۔ وہ لوگ اپنے ایک تہوار میں شرکت کرنے کے لیے شہر سے باہر جا رہے تھے، یہ کلام سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ جانے سے معذور سمجھا اور تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی غرض یہی تھی کہ کوئی موقع فرصت اور تنہائی

کا ملے تو ان جھوٹے خداؤں کی خبر لوں، چنانچہ بت خانہ میں جا گھسے اور بتوں کو خطاب کر کے کہا ''یہ کھانے اور چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہوئے ہیں کیوں نہیں کھاتے؟'' باوجودیکہ تمہاری صورت کھانے والوں کی سی ہے۔

تنبیہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ''انی سقیم'' کہنا جھوٹ سے نہیں ہے:...... تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ کہنا مطلب واقعی کے اعتبار سے جھوٹ نہ تھا، ہاں مخاطبین نے جو مطلب سمجھا اس کے اعتبار سے خلاف واقع تھا۔ اسی لیے بعض احادیث صحیحہ میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق کیا گیا ہے حالانکہ فی الحقیقت یہ کذب نہیں، بلکہ ''توریہ'' ہے اور اس طرح کا ''توریہ'' مصلحت شرعی کے وقت مباح ہے، جیسے حدیثِ ہجرت میں ''مِمَّنِ الرَّجُلُ؟'' کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مِنَ الْمَاءِ'' اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا: ''رَجُلٌ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ۔'' ہاں! چونکہ یہ توریہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رتبۂ بلند کے لحاظ سے خلاف اولیٰ تھا اس لیے بقاعدہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' حدیث میں اس کو ''ذنب'' قرار دیا گیا۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۵۱] بتوں کی بے کسی کا اظہار:...... جب بتوں کی طرف سے کھانے کے متعلق کچھ جواب نہ ملا تو کہنے لگا کہ تم بولتے کیوں نہیں؟ یعنی اعضاء اور صورت تو تمہاری انسانوں کی سی بنادی، لیکن انسانوں کی روح تم میں نہ ڈال سکے، پھر تعجب ہے کہ کھانے پینے اور بولنے والے انسان، بے حس و حرکت انسان کے سامنے سربسجود ہوں اور اپنی مہمات میں اُن سے مدد طلب کریں؟۔

فائدہ: [۵۲] بت شکنی:...... یعنی زور سے مار مار کر توڑ ڈالا۔ پہلے غالباً سورۂ انبیاء میں یہ قصہ مفصل گزر چکا ہے۔ (انبیاء: ۵۸)

فائدہ: [۵۳] قوم کا ردِ عمل:...... لوگ جب اپنے میلے ٹھیلے سے واپس آئے، دیکھا بت ٹوٹے پڑے ہیں۔ قرائن سے سمجھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے سوا یہ کسی کا کام نہیں، چنانچہ سب اُن کی طرف جھپٹ پڑے۔

فائدہ: [۵۴] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قوم کو جواب:...... یعنی جس کسی نے بھی توڑا، مگر تم یہ احمقانہ حرکت کرتے کیوں ہو؟ کیا پتھر کی بے جان مورت جو خود تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر تیار کی پرستش کے لائق ہو گئی؟ اور جو اللہ تمہارا اور تمہارے ہر ایک عمل و معمول کا نیز ان پتھروں کا پیدا کرنے والا ہے، اُس سے کوئی سروکار نہ رہا؟ پیدا تو ہر چیز کو وہ کرے اور بندگی دوسروں کی ہونے لگے، پھر دوسرے بھی کیسے جو مخلوق در مخلوق ہیں، آخر یہ کیا اندھیر ہے؟

فائدہ: [۵۵] حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کی کوشش:...... جب ابراہیم علیہ السلام کی معقول باتوں کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو یہ تجویز کی کہ ایک بڑا آتش خانہ بنا کر ابراہیم کو اُس میں ڈال دو۔ اس تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت راسخ ہو جائے گی اور ہیبت بیٹھ جائے گی کہ اُن کے مخالف کا انجام ایسا ہوتا ہے آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے گا۔ اللہ نے اُن ہی کو نیچا دکھلایا، ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار کر دی گئی، جس سے علیٰ رؤس الاشہاد ثابت ہو گیا کہ تم اور تمہارے جھوٹے معبود سب مل کر خدائے واحد کے ایک مخلص بندے کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ آگ کی مجال نہیں کہ ربِ ابراہیم کی اجازت کے بدون ایک ناخن بھی جلا سکے۔

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ

اور بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دے گا ۵۶ اے رب بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا ۵۷ پھر خوشخبری دی ہم نے اس کو ایک لڑکے کی

حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا

جو ہو گا تحمل والا ۵۸ پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا

تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾

دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ۵۹

فائدہ: [۵۶] **حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت:**...... جب قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی اور باپ نے بھی سختی شروع کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو "شام" کا راستہ دکھلایا۔

فائدہ: [۵۷] **حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا برائے اولاد:**...... یعنی کنبہ اور وطن چھوٹا تو اچھی اولاد عطا فرما، جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔

فائدہ: [۵۸] **حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق:**...... یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کی دعا مانگی اور خدا نے قبول کی اور وہی لڑکا قربانی کے لیے پیش کیا گیا۔ موجودہ تورات سے ثابت ہے کہ جو لڑکا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ اور اسی لیے اُن کا نام "اسمٰعیل" رکھا گیا، کیونکہ "اسمٰعیل" دو لفظوں سے مرکب ہے: "سمع" اور "ایل"۔ "سمع" کے معنی سننے کے اور "ایل" کے معنی خدا کے ہیں، یعنی خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی۔ "تورات" میں ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اسمٰعیل کے بارے میں میں نے تیری سن لی، اس بنا پر آیت حاضرہ میں جس کا ذکر ہے وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، حضرت اسحٰق علیہ السلام نہیں۔ اور ویسے بھی ذبح وغیرہ کا قصہ ختم کرنے کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت کا جداگانہ ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے: ﴿وَبَشَّرۡنٰہُ بِاِسۡحٰقَ نَبِیًّا﴾ الآیۃ [صافات: ۱۱۲] معلوم ہوا کہ ﴿فَبَشَّرۡنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ﴾ میں اُن کے علاوہ کسی دوسرے لڑکے کی بشارت مذکور ہے۔ نیز اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دیتے ہوئے اُن کے نبی بنائے جانے کی بھی خوشخبری دی گئی۔ اور سورۂ "ہود" میں اُن کے ساتھ ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کا مژدہ بھی سنایا گیا جو حضرت اسحٰق کے بیٹے ہوں گے: ﴿وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ﴾ [ہود: ۷۱] پھر کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح ہوں، گویا نبی بنائے جانے اور اولاد عطا کیے جانے سے پیشتر ہی ذبح کر دیئے جائیں؟ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، جن کے متعلق بشارت ولادت کے وقت نہ نبوت عطا فرمانے کا وعدہ ہوا، نہ اولاد دیئے جانے کا۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی کی یادگار اور اُس کی متعلقہ رسوم بنی اسمٰعیل میں برابر بطور وراثت منتقل ہوتی چلی آئیں اور آج بھی اسمٰعیل علیہ السلام کی روحانی اولاد ہی (جنہیں مسلمان کہتے ہیں) اُن مقدس یادگاروں کی حامل ہے۔ موجودہ تورات میں تصریح ہے کہ قربانی کا مقام "مورا" یا "مریا" تھا۔ یہود و نصاریٰ نے اس مقام کا پتہ بتلانے میں بہت ہی دور دراز کار احتمالات سے کام لیا ہے، حالانکہ نہایت ہی اقرب اور بے تکلف بات یہ ہے کہ یہ مقام "مروہ" ہو جو کعبہ کے سامنے بالکل نزدیک واقع ہے اور جہاں سعی بین الصفا والمروۃ ختم کر کے معتمرین حلال ہوتے ہیں اور ممکن ہے ﴿بَلَغَ مَعَہُ السَّعۡیَ﴾ میں اسی سعی کی طرف ایما ہو۔ موطا امام مالک کی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مروہ" کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربان گاہ یہ ہے، غالباً وہ اسی ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی قربان گاہ کی طرف اشارہ ہوگا، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ عموماً مکہ سے تین میل "منیٰ" میں قربانی کرتے تھے، جیسے آج تک کی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اصل قربان گاہ "مروہ" تھا، پھر حجاج اور ذبائح کی کثرت دیکھ کر منیٰ تک وسعت دے دی گئی۔ قرآن کریم میں بھی ﴿ھَدۡیًا بٰلِغَ الۡکَعۡبَۃِ﴾ [المائدہ: ۹۵] اور ﴿ثُمَّ مَحِلُّھَاۤ اِلَی الۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ﴾ فرمایا ہے جس سے کعبہ کا قرب ظاہر ہوتا ہے، واللہ اعلم! بہرحال قرائن و آثار یہی بتلاتے ہیں کہ "ذبیح اللہ" وہی اسمٰعیل تھے جو مکہ میں آکر رہے اور وہیں اُن کی نسل پھیلی۔ تورات میں یہ بھی تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے اکلوتے اور محبوب بیٹے کے ذبح کا حکم دیا گیا تھا اور یہ مسلّم ہے کہ حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق علیہما السلام سے عمر میں بڑے ہیں، پھر

حضرت اسحٰق حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی موجودگی میں اکلوتے کیسے ہو سکتے ہیں؟ عجیب بات یہ ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے جواب میں جس لڑکے کی بشارت ملی اُسے ''غلام حلیم'' کہا گیا ہے، لیکن حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت جب فرشتوں نے ابتداء خدا کی طرف سے دی تو ''غلام علیم'' سے تعبیر کیا۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ''حلیم'' کا لفظ اُن پر یا کسی اور نبی پر قرآن میں کہیں اطلاق نہیں کیا گیا، صرف اس لڑکے کو جس کی بشارت یہاں دی گئی اور اس کے باپ ابراہیم علیہ السلام کو یہ لقب عطا ہوا ہے: ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾ [ہود: ۷۵] اور ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾ [توبہ: ۱۱۴] جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی دونوں باپ بیٹے اس لقب خاص سے ملقب کرنے کے مستحق ہوئے۔ ''حلیم'' اور ''صابر'' کا مفہوم قریب قریب ہے۔ اسی ''غلام حلیم'' کی زبان سے یہاں نقل کیا: ﴿سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ دوسری جگہ صاف فرمادیا: ﴿وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [انبیاء: ۸۵] شاید اسی لیے سورۂ ''مریم'' (آیت: ۵۴) میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ﴿صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ فرمایا کہ ﴿سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ کے وعدہ کو کس طرح سچا کر دکھایا۔ بہرحال ''حلیم'' ''صابر'' ''صادق الوعد'' کے القاب کا مصداق ایک ہی معلوم ہوتا ہے، یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام: ﴿وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا﴾ [مریم: ۵۵]۔ سورۂ ''بقرہ'' میں تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی زبان سے جو دعا نقل فرمائی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: ﴿وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ﴾ [آیت: ۱۲۸] بعینہ اسی مسلم کے تثنیہ کو یہاں قربانی کے ذکر میں ﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا﴾ کے لفظ سے ادا کر دیا اور اُن ہی دونوں کی ذریت کو خصوصی طور پر ''مسلم'' کے لقب سے نامزد کیا۔ بیشک اس سے بڑھ کر اسلام و تفویض اور صبر و تحمل کیا ہوگا جو دونوں باپ بیٹے نے ذبح کرنے اور ذبح ہونے کے متعلق دکھلایا؟ یہ اُسی ﴿اَسْلَمَا﴾ کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کی ذریت کو ''امتِ مسلمہ'' بنا دیا۔ فللہ الحمد علی ذلک۔

فَائِدَة: [۵۹] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبح کے بارے میں خواب: ...... یعنی جب اسمٰعیل علیہ السلام بڑا ہو کر اس قابل ہو گیا کہ اپنے باپ کے ساتھ دوڑ سکے اور اُس کے کام آ سکے، اُس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب بیٹے کو سنایا، تا اس کا خیال معلوم کریں کہ خوشی سے آمادہ ہوتا ہے یا زبردستی کرنی پڑے گی۔ کہتے ہیں کہ تین رات مسلسل یہی خواب دیکھتے رہے تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی، بیٹے نے بلا توقف قبول کیا، کہنے لگا کہ ابا جان! (دیر کیا ہے؟) مالک کا جو حکم ہو کر ڈالیے (ایسے کام میں مشورہ کی ضرورت نہیں، امر الٰہی کے امتثال میں شفقت پدری مانع نہ ہونی چاہیے) رہا میں! سو آپ ان شاء اللہ دیکھ لیں گے کہ کس صبر و تحمل سے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں، ہزاراں ہزار رحمتیں ہوں ایسے بیٹے اور باپ پر۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ

پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل ۶۰ — اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم — تو نے سچ کر دکھایا خواب ۶۱

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾

ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو — بے شک یہی ہے صریح جانچنا ۶۲ — اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کرنے کے واسطے بڑا ۶۳

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ

اور باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں — کہ سلام ہے ابراہیم پر ۶۴ — ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو — وہ ہے ہمارے

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى

ایماندار بندوں میں ف۶۵ اور خوشخبری دی ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف۶۶ اور برکت دی ہم نے اس پر

اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى

اور اسحاق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں صریح ف۶۷ اور ہم نے احسان کیا موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ

اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے ف۶۸ اور ان کی ہم نے مدد کی تو رہے

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾

وہی غالب ف۶۹ اور ہم نے دی ان کو کتاب واضح ف۷۰ اور سجھائی ان کو سیدھی راہ ف۷۱

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

اور باقی رکھا ان پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ

والوں کو تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایمان دار بندوں میں ف۷۲ اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں جب اس نے کہا

لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

اپنی قوم کو کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو ف۷۳

فائدہ: [۶۰] **پیشانی کے بل لٹانے کا مقصد:** ......تا بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو، مبادا محبت پدری جوش مارنے لگے، کہتے ہیں، یہ بات بیٹے نے سکھلائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا ماجرا گذرا، یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گزرا اُس کے دل پر اور فرشتوں پر۔

فائدہ: [۶۱] ......یعنی بس بس ارہنے دے، تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ مقصود بیٹے کا ذبح کرانا نہیں، محض تیرا امتحان منظور تھا، سو اُس میں پوری طرح کامیاب ہوا۔

فائدہ: [۶۲] **بڑی آزمائش پر بڑے رتبے:** ......یعنی ایسے مشکل حکم کر کے آزماتے ہیں، پھر ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں، تب درجے بلند دیتے ہیں۔ تورات میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو، تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے: ”خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا، میں تجھ کو برکت دوں گا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلا دوں گا۔“ (تورات، تکوین اصحاح: ۲۲، آیت: ۱۵)

فائدہ: [۶۳] ......یعنی بڑے درجہ کا جو بہشت سے آیا، یا بڑا قیمتی، فربہ، تیار، پھر یہی رسم قربانی کی اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔

فَائِدَہ:[۶۴].....آج تک دنیا ابراہیم علیہ السلام کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔ علی نبینا وعلیہ الف الف سلام وتحیۃ۔

فَائِدَہ:[۶۵].....یعنی ہمارے اعلیٰ درجہ کے ایمان دار بندوں میں۔

فَائِدَہ:[۶۶].....معلوم ہوا وہ پہلی خوش خبری اسمٰعیل علیہ السلام کی تھی اور سارا قصہ ذبح کا اُن ہی پر تھا۔

فَائِدَہ:[۶۷].....حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو، دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء بنی اسرائیل ہوئے اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں عرب ہیں، جن میں ہمارے پیغمبر مبعوث ہوئے۔'' یعنی اولاد میں سب یکساں نہیں، اچھے بھی جو بڑوں کا نام روشن رکھیں اور برے بھی جو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ننگِ خاندان کہلانے کے مستحق ہیں۔

تنبیہ: ذریتھما کی ضمیر کے مرجع میں عموم ہے:.....عموماً مفسرین نے ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا﴾ کی ضمیر ''ابراہیم'' و''اسحٰق'' علیہما السلام کی طرف راجع کی ہے، مگر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسمٰعیل'' و''اسحٰق'' علیہما السلام کی طرف راجع کر کے مضمون میں زیادہ وسعت پیدا کر دی۔

فَائِدَہ:[۶۸] حضرت ہارون علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام پر احسانِ خداوندی:.....یعنی فرعون اور اس کی قوم کے ظلم وستم سے نجات دی اور ''بحرِ قلزم'' سے نہایت آسانی کے ساتھ پار کر دیا۔

فَائِدَہ:[۶۹].....یعنی فرعونیوں کا بیڑا غرق کر کے بنی اسرائیل کو غالب ومنصور کیا اور ہالکین کے اموال واملاک کا وارث بنایا۔

فَائِدَہ:[۷۰].....یعنی تورات شریف جس میں احکامِ الٰہی بہت تفصیل وایضاح سے بیان ہوئے ہیں۔

فَائِدَہ:[۷۱].....یعنی افعال واقوال میں استقامت بخشی اور ہر معاملہ میں سیدھی راہ پر چلایا جو عصمتِ انبیاء کے لوازم میں سے ہے۔

فَائِدَہ:[۷۲].....یعنی ہمارے کامل ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔

فَائِدَہ:[۷۳] حضرت الیاس علیہ السلام:.....حضرت الیاس علیہ السلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ اللہ نے اُن کو ملکِ شام کے ایک شہر ''بعلبک'' کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ ''بعل'' نامی ایک بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اُن کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۷۴ پھر اس کو جھٹلایا سو وہ آنے والے ہیں پکڑے ہوئے ف۷۵ مگر جو بندے ہیں اللہ

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

کے چنے ہوئے ف۷۶ اور باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر ف۷۷ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ

والوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں اور تحقیق لوط ہے رسولوں میں سے جب بچا دیا ہم نے اس کو اور اس

وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

کے سارے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی رہ جانے والوں میں ف۷۸ پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو ف۷۹ اور تم گزرتے ہو

عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ۝١٣٧ وَبِالَّيۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝١٣٨ وَاِنَّ يُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝١٣٩ اِذۡ اَبَقَ ع ۵

ان پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا نہیں سمجھتے ف۸۰ اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے جب بھاگ

اِلَى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۝١٤٠ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِيۡنَ ۝١٤١ فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ

کر پہنچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطا وار ف۸۱ پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے

وَهُوَ مُلِيۡمٌ ۝١٤٢ فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِيۡنَ ۝١٤٣ لَلَبِثَ فِىۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ۝١٤٤ النصف

اور وہ الزام کھایا ہوا تھا ف۸۲ پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ یاد کرتا تھا پاک ذات کو تو رہتا اس کے پیٹ میں جس دن تک کہ مردے زندہ ہوں ف۸۳

فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ ۝١٤٥ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ۝١٤٦ وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ

پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اس پر ایک درخت بیل والا ف۸۴ اور بھیجا اس کو لاکھ آدمیوں

اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ ۝١٤٧ فَاٰمَنُوۡا فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ۝١٤٨ فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنٰتُ وَلَهُمُ

پر یا اس سے زیادہ ف۸۵ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا ان کو ایک وقت تک ف۸۶ اب ان سے پوچھ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں

الۡبَنُوۡنَ ۝١٤٩ اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰۤئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمۡ شٰهِدُوۡنَ ۝١٥٠

ہیں اور ان کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے

فائدہ:[۷۴] حضرت الیاس علیہ السلام کی توحید کی دعوت:......یعنی یوں تو دنیا میں آدمی بھی تحلیل وترکیب کر کے بظاہر بہت سی چیزیں بنا لیتے ہیں؟ مگر بہتر بنانے والا وہ ہے جو تمام اصول وفروع، جواہر واعراض اور صفات وموصوفات کا حقیقی خالق ہے، جس نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا، پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ اُس احسن الخالقین کو چھوڑ کر "بعل" بت کی پرستش کی جائے اور اس سے مدد مانگی جائے؟ جو ایک ذرہ کو ظاہری طور پر بھی پیدا نہیں کرسکتا، بلکہ اُس کا وجود خود اپنے پرستاروں کا رہین منت ہے، انہوں نے جیسا چاہا بنا کر کھڑا کر دیا۔

فائدہ:[۷۵]......یعنی جھٹلانے کی سزا مل کر رہے گی۔

فائدہ:[۷۶]......یعنی سب نے جھٹلایا مگر اللہ کے چنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی لہٰذا وہی سزا سے بچے رہیں گے۔

فائدہ:[۷۷] اِلۡیَاسِیۡن کی تحقیق:......"الیاس" کو "الیاسین" بھی کہتے ہیں، جیسے "طور سینا" کو "طور سینین" کہہ دیا جاتا ہے، یا "الیاسین" سے حضرت الیاس علیہ السلام کے متبعین مراد ہوں۔ اور بعض نے "آل یاسین" بھی پڑھا ہے تو "یاسین" اُن کے باپ کا نام ہوگا، یا اُن ہی کا نام "یاسین" اور لفظ "آل" مقحم ہو، جیسے: "کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ" میں یا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیۡ اَوۡفٰی" میں ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۷۸]......یعنی اُن کی زوجہ جو معذبین کے ساتھ ساز باز رکھتی تھی۔

فائدہ:[۷۹]......یعنی لوط علیہ السلام اور اُس کے گھر والوں کے سوا دوسرے سب باشندوں پر بستی اُلٹ دی گئی۔ یہ قصہ پہلے کئی جگہ مفصل گزر چکا ہے۔

فائدہ:[۸۰] اہل مکہ کے لئے مقام عبرت:......یہ مکہ والوں کو فرمایا، کیونکہ "مکہ" سے "شام" کو جو قافلے آتے جاتے تھے، قوم لوط

کی اُلٹی ہوئی بستیاں اُن کے راستہ سے نظر آتی تھیں، یعنی دن رات اُدھر گزرتے ہوئے یہ نشان دیکھتے ہیں، پھر بھی عبرت نہیں ہوتی، کیا نہیں سمجھتے کہ جو حال ایک نافرمان قوم کا ہوا، وہ دوسری نافرمان اقوام کا بھی ہوسکتا ہے۔

فَائِدَۃ: [۸۱] **حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ:**...... کشتی دریا میں چکر کھانے لگی، لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہوا۔ سب کے ناموں پر کئی مرتبہ قرعہ ڈالا، ہر مرتبہ اُن کا نام نکلا۔ یہ قصہ سورۂ ''یونس'' (آیت: ۹۸) اور سورۂ ''انبیاء'' (آیت: ۸۷) میں مفصل گزر چکا ہے، وہاں اس کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔

فَائِدَۃ: [۸۲] **الزام کیا تھا؟:**...... الزام یہی تھا کہ خطائے اجتہادی سے حکمِ الٰہی کا انتظار کیے بغیر بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کی تعیین کردی۔

فَائِدَۃ: [۸۳] **نجات کا ایک ظاہری سبب:**...... یعنی چونکہ مچھلی کے پیٹ میں بھی اور پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ پاک کو بہت یاد کرتا تھا، اس لیے ہم نے اس کو جلدی نجات دے دی، ورنہ قیامت تک اُس کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا، مچھلی کی غذا بن جاتے۔

تنبیہ:...... ﴿لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ﴾ الآیۃ کنایہ ہے کبھی نہ نکلنے سے اور یہ واقعہ دریائے ''فرات'' کا ہے۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہم نے خود اس دریا میں بہت بڑی بڑی مچھلیاں مشاہدہ کی ہیں، تعجب نہ کیا جائے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ شکمِ ماہی میں اُن کی تسبیح یہ تھی: ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [انبیاء: ۸۷]

فَائِدَۃ: [۸۴] **مچھلی کے پیٹ سے نجات:**...... مچھلی کو حکم ہوا، اُس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں ڈال دیا، غالباً کافی غذا و ہوا وغیرہ نہ پہنچنے کی وجہ سے بیمار اور نحیف ہوگئے، کہتے ہیں کہ دھوپ کی شعاع اور مکھی وغیرہ کا بدن پر بیٹھنا بھی ناگوار ہوتا تھا۔ اللہ کی قدرت سے وہاں کدو کی بیل اُگ آئی، اُس کے پتوں نے اُن کے جسم پر سایہ کرلیا اور اسی طرح قدرتِ خداوندی سے غذا وغیرہ کا سامان بھی ہوگیا۔

فَائِدَۃ: [۸۵]...... یعنی اگر صرف عاقل بالغ گنتے تو لاکھ تھے اور اگر سب چھوٹوں بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو کہ ایک لاکھ سے گزر کر دو لاکھ تک نہیں پہنچے تھے۔ ہزار کی کسر نہ لگاؤ تو ایک لاکھ کہہ لو، اور کسر لگائی جائے تو لاکھ کے اوپر چند ہزار زائد ہوں گے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ: [۸۶]...... یعنی ایمان و یقین کی بدولت عذابِ الٰہی سے بچ گئے اور اپنی عمرِ مقدر تک دنیا کا فائدہ اٹھاتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وہی قوم جس سے بھاگے تھے ان پر ایمان لارہی تھی، ڈھونڈتی تھی کہ یہ جا پہنچے، اُن کو بڑی خوشی ہوئی۔ یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے۔ سورۂ ''یونس'' (حوالہ بالا) اور سورۂ ''انبیاء'' (حوالہ بالا) میں دیکھ لیا جائے۔

اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى

سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بے شک جھوٹے ہیں ۸۷ کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں

الْبَنِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۟ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵۶﴾

بیٹوں سے کیا ہوگیا ہے تم کو کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو ۸۸ یا تمہارے پاس کوئی سند ہے کھلی

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ

تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے ۸۹ اور ٹھہرایا ہے انہوں نے خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے

الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۱۵۸ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۱۵۹ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۱۶۰ فَاِنَّكُمْ

کہ تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے — اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں ف۹۰ — مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف۹۱ — سو تم

وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۱۶۱ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۱۶۲ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۱۶۳ وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ

اور جن کو تم پوجتے ہو — کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے — مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے دوزخ میں ف۹۲ — اور ہم میں جو ہے اس کا

مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۱۶۴ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۱۶۵ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۱۶۶ وَاِنْ كَانُوْا

ایک ٹھکانا ہے مقرر ف۹۳ — اور ہم ہی ہیں صف باندھنے والے ف۹۴ — اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے ف۹۵ — اور یہ تو کہا

لَيَقُوْلُوْنَ ۱۶۷ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۱۶۸ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۱۶۹

کرتے تھے — اگر ہمارے پاس کچھ احوال ہوتا پہلے لوگوں کا — تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے

فائدہ:[۸۷] اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ہونے کے عقیدہ کا رد:......یعنی انبیاء کا حال تو سن لیا کہ حضرت نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، موسیٰ، ہارون، الیاس، لوط، یونس علیہم السلام سب کی مشکلات اللہ کی امداد واعانت سے حل ہوئیں، کوئی بڑے سے بڑا مقرب اُس کی دست گیری سے بے نیاز نہیں۔ اب آگے تھوڑا سا فرشتوں اور جنوں کا حال سن لو، جن کی نسبت خدا جانے کیا کیا واہی تباہی عقیدے تراش کر رکھے ہیں۔ چنانچہ عرب کے بعض قبائل کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں، جب پوچھا جاتا کہ اُن کی مائیں کون ہیں؟ تو بڑے بڑے جنوں کی لڑکیوں کو بتلاتے۔ اس طرح (العیاذ باللہ) خدا کا ناطہ جنوں اور فرشتوں دونوں سے جوڑ رکھا تھا۔ آگے دونوں کا حال ذکر کیا جاتا ہے، مگر اُس سے پہلے بطور توطیہ وتمہید کفار عرب کے اس لچر پوچ عقیدہ کا رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابتدائے سورت سے اپنی عظمت ووحدانیت کے دلائل اور قصص کے ضمن میں اپنی قدرت قاہرہ کے آثار بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب ذرا ان احمقوں سے پوچھیے! کیا اتنی بڑی عظمت و قدرت والا خدا (معاذ اللہ) اپنے لیے اولاد بھی تجویز کرتا تو بیٹیاں لیتا اور تم کو بیٹے دیتا؟ ایک تو یہ گستاخی کہ خداوند قدوس کے لیے اولاد تجویز کی، اور پھر اولاد بھی کمزور اور گھٹیا، اس پر مستزاد یہ کہ فرشتوں کو مؤنث (عورت) تجویز کیا۔ کیا جس وقت ہم نے فرشتوں کو پیدا کیا تھا، یہ کھڑا دیکھ رہے تھے کہ انہیں عورت بنایا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس جہالت کا کیا ٹھکانا ہے۔

فائدہ:[۸۸] بے تکا اور غیر معقول:......یعنی کچھ تو سوچو عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے۔ ایک غلط عقیدہ بنانا تھا تو ایسا بالکل ہی بے تکا تو نہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرو اور خدا سے بیٹیاں پسند کراؤ۔

فائدہ:[۸۹] غیر معقول اور بے تکے عقیدہ پر نقلی دلیل کا مطالبہ:......یعنی آخر یہ مہمل اور بے تکی بات نکالی کہاں سے؟ عقل وفہم اور علمی اصول سے تو اس کو لگاؤ نہیں، پھر کیا کوئی نقلی سند اس عقیدہ کی رکھتے ہو؟ ایسا ہے تو بسم اللہ وہی دکھلاؤ۔

فائدہ:[۹۰] جنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی سسرالی رشتہ داری کا عقیدہ اور اُس کا جواب:......یعنی احمقوں نے جنوں کے ساتھ معاذ اللہ! دامادی کا رشتہ قائم کر دیا۔ سبحان اللہ! کیا باتیں کرتے ہیں۔ موقع ملے تو ذرا اُن جنوں سے پوچھ آؤ کہ وہ خود اپنی نسبت کیا سمجھتے ہیں؟ اُن کو معلوم ہے کہ دوسرے مجرموں کی طرح وہ بھی اللہ کے روبرو پکڑے ہوئے آئیں گے، کیا داماد کا سسرال کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے؟ بعض سلف نے نسب سے مراد یہ لی ہے کہ وہ لوگ شیاطین الجن کو اللہ تعالیٰ کا حریف مقابل سمجھتے تھے، جیسے مجوس "یزدان"

اور ''اہرمن'' کے قائل ہیں، یعنی ایک نیکی کا خدا، دوسرا بدی کا۔

فَائِدَة: [۹۱] ...... یعنی جن میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے اللہ کے چنے ہوئے بندے ہی اس پکڑ دھکڑ سے آزاد ہیں۔ معلوم ہوا وہاں کسی کا رشتہ ناتا نہیں، صرف بندگی اور اخلاص کی پوچھ ہے۔

فَائِدَة: [۹۲] جنوں کے مختار ہونے کا عقیدہ اور اس کا بطلان: ...... بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ جنوں کے ہاتھ میں بدی کی اور فرشتوں کے ہاتھ میں نیکی کی باگ ہے، یہ جس کو چاہیں بھلائی پہنچائیں اور خدا کا مقرب بنادیں اور وہ جسے چاہیں برائی اور تکلیف میں ڈال دیں یا گمراہ کردیں۔ شاید ان ہی مفروضہ اختیارات کی بنا پر انہیں اولاد یا سسرال بنایا ہوگا۔ اس کا جواب دیا کہ تمہارے اور اُن کے ہاتھ میں کوئی مستقل اختیار نہیں تم اور جن شیاطین کو تم پوجتے ہو سب مل کر یہ قدرت نہیں رکھتے کہ بدون مشیتِ ایزدی ایک متنفس کو بھی زبردستی گمراہ کرسکو، گمراہ وہی ہوگا جسے اللہ نے اس کی سوئے استعداد کی بنا پر دوزخی لکھ دیا اور اپنی بدکاری کی وجہ سے از خود دوزخ میں پہنچ گیا۔

فَائِدَة: [۹۳] فرشتوں کی زبانی باطل عقیدہ کی تردید: ...... یہ کلام اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے گویا اُن کی زبان سے فرمایا، جیسے بہت جگہ آدمیوں کی زبان سے دعائیں فرمائی ہیں۔ یعنی ہر فرشتہ کی ایک حد مقرر ہے، اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ اس پر فرمایا کہ کافر کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی عورتوں سے پیدا ہوئیں، سو جنوں کو اپنا حال خوب معلوم ہے۔ اور فرشتے یوں کہتے ہیں اُن کو بھی حکمِ الٰہی سے ذرا تجاوز کرنے کی گنجائش نہیں۔

فَائِدَة: [۹۴] ...... یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی اللہ کی بندگی اور اُس کا حکم سننے کے لیے کھڑا رہتا ہے، مجال نہیں آگے پیچھے سرک جائے۔

فَائِدَة: [۹۵] ...... یہاں تک فرشتوں کا کلام ختم ہوا، آگے اہلِ مکہ کا حال بیان فرماتے ہیں۔

فَكَفَرُوا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۷۰ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۷۱ اِنَّهُمْ لَهُمُ

سو اس سے منکر ہوگئے اب آگے جان لیں گے ف۹۶ اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بے شک انہی کو مدد دی

الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝۱۷۲ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۱۷۳ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۱۷۴ وَّاَبْصِرْهُمْ

جاتی ہے اور ہمارا لشکر ہے جو ہے بے شک وہی غالب ہے ف۹۷ سو تو ان سے پھر آ ایک وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ وہ

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝۱۷۵ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۷۶ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ

آگے دیکھ لیں گے ف۹۸ کیا ہماری آفت کو جلد مانگتے ہیں پھر جب اترے گی ان کے میدان میں تو بری صبح ہوگی

الْمُنْذَرِيْنَ ۝۱۷۷ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۱۷۸ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝۱۷۹ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ

ڈرائے ہوؤں کی ف۹۹ اور پھر ان سے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ اب آگے دیکھ لیں گے ف۱۰۰ پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ

الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۸۲

پروردگار عزت والا پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا ف۱۰۱

فَائِدَة: [۹۶] عربوں کا اپنے قول سے انحراف: ...... عرب لوگ انبیاء کے نام سنتے تھے، اُن کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے، یعنی اگر ہم کو پہلے لوگوں کے علوم حاصل ہوتے یا ہمارے ہاں کوئی کتاب اور نصیحت کی بات اُترتی تو ہم خوب عمل کر کے دکھلاتے اور معرفت

وعبادت میں ترقی کر کے اللہ کے مخصوص ومنتخب بندوں میں شامل ہو جاتے۔ اب جو اُن کے اندر نبی آیا تو پھر گئے، وہ قول و قرار کچھ یاد نہ رکھا، سواس انکار وانحراف کا جو انجام ہونے والا ہے عنقریب دیکھ لیں گے۔

فَائِدَۃ:[۹۷] انجام کار فتح مخلصین ہی کو حاصل ہوتی ہے:...... یعنی یہ بات علمِ الٰہی میں ٹھہر چکی ہے کہ منکرین کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مدد پہنچاتا ہے اور آخر کار خدائی لشکر ہی غالب ہو کر رہتا ہے، خواہ درمیان میں حالات کتنے ہی پلٹے کھائیں مگر آخری فتح اور کامیابی مخلص بندوں ہی کے ہے باعتبار حجت و برہان کے بھی اور باعتبار ظاہری تسلط وغلبہ کے بھی۔ ہاں شرط یہ ہے کہ "جند" فی الواقع "جند اللہ" ہو۔

فَائِدَۃ:[۹۸] ...... یعنی ابھی چند روز انہیں کچھ نہ کہیے صبر کے ساتھ آپ ان کا حال دیکھتے رہیے اور یہ اپنا انجام دیکھ لیں گے، چنانچہ دیکھ لیا۔

فَائِدَۃ:[۹۹] مہلت کے بعد عذاب اچانک آئے گا:...... شاید ﴿فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾ سن کر کہا ہوگا کہ پھر دیر کیا ہے؟ ہم کو ہمارا انجام جلدی دکھلا دو۔ اُس کا جواب دیا کہ اپنے اُوپر جو آفت لائے جانے کی جلدی مچا رہے ہو، جب وہ آئے گی تو بہت برا وقت ہوگا۔ عذابِ الٰہی اس طرح آئے گا جیسے کوئی دشمن گھات میں لگا ہوا ہو اور صبح کے وقت یکایک میدان میں اُتر کر چھاپہ مار جائے۔ عذاب آنے کے وقت یہی حشر اُن لوگوں کا ہوگا جنہیں پہلے سے ڈرسنا کر ہوشیار کر دیا گیا تھا، چنانچہ فتح مکہ وغیرہ میں ایسا ہی ہوا۔

فَائِدَۃ:[۱۰۰] ...... شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا تھا اور یہ آخرت کے عذاب کا ہو، یعنی آپ دیکھتے جائیے، اب آگے چل کر آخرت میں یہ کافر کیا کچھ دیکھتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۱۰۱] اختتام وخلاصۂ سورت:...... خاتمۂ سورت پر تمام اُصولی مضامین کا خلاصہ کر دیا، یعنی اللہ کی ذات تمام عیوب ونقائص سے پاک اور تمام محاسن وکمالات کی جامع ہے، سب خوبیاں اُسی کی ذات میں مجتمع ہیں۔ اور انبیاء ورسل پر اُس کی طرف سے سلام آتا ہے جو اُن کی عظمت وعصمت اور سالم ومنصور ہونے کی دلیل ہے۔

تنبیہ:...... احادیث سے بعد نماز اور ختم مجلس پر ان آیات کے پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس لیے سورۂ ہذا کے فوائد کو ان ہی آیات متبرکہ پر ختم کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرا خاتمہ بھی اسی عقیدۂ محکم پر کیجیو۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ تمت فوائد الصافات۔

ایاتہا ۸۹ ﴿۳۸ سورۃ ص مکیۃ ۳۸﴾ رکوعاتہا ۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِى الذِّكۡرِؕ ۝۱ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ

ص قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی بلکہ جو لوگ منکر ہیں غرور میں ہیں اور مقابلہ میں ف۱ بہت غارت کر دیں ہم نے

قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيۡنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ

ان سے پہلے جماعتیں پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا خلاصی کا ف۲ اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا

مِّنۡهُمۡ وَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ

انہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ جادوگر ہے جھوٹا ف۳ کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی بندگی یہ بھی ہے بڑے

عُجَابٌ ۝۵ وَانۡطَلَقَ الۡمَلَاُ مِنۡهُمۡ اَنِ امۡشُوۡا وَاصۡبِرُوۡا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمۡ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ يُّرَادُ ۝۶

تعجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے کئی پنچ ان میں سے کہ چلو اور جمے رہو اپنے معبودوں پر ف۴ بے شک اس بات میں کوئی غرض ہے ف۵

مَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِى الۡمِلَّةِ الۡاٰخِرَةِ ۖۚ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا اخۡتِلَاقٌ ۝۷

یہ نہیں سنا ہم نے اس پچھلے دین میں اور کچھ نہیں یہ بنائی ہوئی بات ہے ف۶

فائدہ:[۱] صداقت قرآن و رسول کے انکار کی وجہ تکبر ہے:......یعنی یہ عظیم الشان، عالی مرتبہ قرآن (جو عمدہ نصیحتوں سے پر، اور نہایت مؤثر طرز میں لوگوں کو ہدایت و معرفت کی باتیں سمجھانے والا ہے) باواز بلند شہادت دے رہا ہے کہ جو لوگ قرآنی صداقت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہیں، اُس کا سبب یہ نہیں کہ قرآن کی تعلیم و تفہیم میں کچھ قصور ہے، یا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تبلیغ و تبیین میں معاذ اللہ مقصر ہیں، بلکہ انکار و انحراف کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی شیخی، جاہلانہ غرور و نخوت اور معاندانہ مخالفت کے جذبات میں پھنسے ہوئے ہیں، ذرا اس دلدل سے نکلیں تو حق و صداقت کی صاف سڑک نظر آئے۔

فائدہ:[۲] پچھلی قوموں نے بھی تکبر کیا، ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں:......یعنی ان کو معلوم رہنا چاہئے کہ اسی غرور و تکبر کی بدولت انبیاء اللہ سے مقابلہ ٹھان کر بہت سی جماعتیں پہلے تباہ و برباد ہو چکی ہیں، وہ لوگ بھی مدتوں خدا کے پیغمبروں سے لڑتے رہے، پھر جب برا وقت آکر پڑا اور عذاب الٰہی نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو گھبرا کر شور مچانے اور خدا کو پکارنے لگے، مگر اُس وقت فریاد کرنے سے

کیا بنا؟ رہائی اور خلاصی کا موقع گزر چکا تھا، اور وقت نہیں رہا تھا کہ اُن کے شور و بکا کی طرف توجہ کی جائے۔

فائدۃ: [۳] **کفار کے حضور ﷺ پر الزامات:** ...... یعنی آسمان سے کوئی فرشتہ آتا تو خیر ایک بات تھی، ہم ہی میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر ہم کو ڈرانے دھمکانے لگے اور کہے میں آسمان والے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں، یہ عجیب بات ہے، اب بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ایک جادوگر نے جھوٹا ڈھونگ بنا کر کھڑا کر دیا ہے، جادو کے زور سے کچھ کرشمے دکھا کر اُنہیں معجزہ کہنے لگے اور چند قصے کہانیاں جمع کر کے جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ یہ اللہ کے اُتارے ہوئے علوم ہیں اور میں اُس کا پیغمبر ہوں۔

فائدۃ: [۴] **کفار کا توحید پرستی سے بھاگنا:** ...... یعنی اور لیجئے اتنے بے شمار دیوتاؤں کا دربار ختم کر کے صرف ایک خدا رہنے دیا، اس سے بڑھ کر تعجب کی بات کیا ہوگی کہ اتنے بڑے جہان کا انتظام اکیلے ایک خدا کے سپرد کر دیا جائے اور مختلف شعبوں اور محکموں کے جن خداؤں کی بندگی قرنوں سے ہوتی چلی آتی تھی وہ سب یک قلم موقوف کر دی جائے۔ گویا ہمارے باپ دادے نرے جاہل اور بے وقوف ہی تھے جو اتنے دیوتاؤں کے سامنے سرِ عبودیت خم کرتے رہے۔ روایات میں ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں ابوجہل وغیرہ چند سردارانِ قریش نے ابوطالب سے آن کر حضرت ﷺ کی شکایت کی کہ یہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمیں طرح طرح سے احمق بناتے ہیں، آپ اِن کو سمجھایئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: اے چچا! میں اِن سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں جس کے بعد تمام عرب اُن کا مطیع ہو جائے اور عجم اُن کی خدمت میں جزیہ پیش کرنے لگے، وہ خوش ہو کر بولے کہ بتلایئے! وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ ایک کلمہ کہتے ہیں، ہم آپ کے دس کلمے ماننے کے لیے تیار ہیں۔ فرمایا: زیادہ نہیں، بس ایک اور صرف ایک ہی کلمہ ہے: "لا الٰہ الا اللہ" یہ سنتے ہی طیش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا اتنے خداؤں کو ہٹا کر اکیلا ایک خدا؟ چلو جی! یہ اپنے منصوبے سے کبھی باز نہ آئیں گے، یہ تو انہی ہمارے معبودوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ تم بھی مضبوطی سے اپنے معبودوں کی عبادت و حمایت پر جمے رہو، مبادا اِن کا پروپیگنڈا کسی ضعیف الاعتقاد کا قدم پرانے آبائی طریقہ سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائے۔ ان کی اَن تھک کوشش کے مقابلہ میں ہم کو بہت زیادہ صبر و استقلال دکھانے کی ضرورت ہے۔

فائدۃ: [۵] **"شئی یُراد" کی وضاحت:** ...... یعنی محمد (ﷺ) جو اس قدر زور و شور اور عزم و استقلال سے ہمارے معبودوں کے خلاف جہاد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ضرور اس میں اُن کی کوئی غرض ہے، وہ یہی کہ ایک خدا کا نام لے کر ہم سب کو اپنا محکوم اور مطیع بنالیں اور دنیا کی حکومت و ریاست حاصل کریں، سو لازم ہے کہ اس مقصد میں ہم اُن کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ بعض مفسرین نے ﴿اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ﴾ کا مطلب یہ لیا ہے کہ بیشک یہ وہ چیز ہے جس کا محمد ﷺ ارادہ ہی کر چکے ہیں، کسی طرح اس سے ہٹنے والے نہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ بات (معلوم ہوتا ہے) ہونے والی ہے، اللہ کو یہی منظور ہے کہ دنیا میں انقلاب ہو۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے صبر و تحمل سے اپنے قدیم دین و آئین کی حفاظت کرتے رہو۔ یا ممکن ہے ازراہِ تحقیر کہا ہو کہ بیشک محمد ﷺ کے ارادے سب کچھ ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ آدمی جو ارادہ اور تمنا کرے وہ پوری ہو جایا کرے کہ ہم اُن کے مقابلہ میں قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔

فائدۃ: [۶] **پچھلے دین سے مراد؟** ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو سنے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے، پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے۔" اور ممکن ہے پچھلے دین سے عیسائی مذہب مراد ہو، جیسا کہ اکثر سلف کا قول ہے، یعنی نصاریٰ جو اہلِ کتاب ہیں، اُن کو بھی ہم نے نہیں سنا کہ سب خداؤں کو ہٹا کر ایک ہی خدا رہنے دیا ہو، آخر وہ بھی تین خدا تو مانتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو رسول نہیں مانتے۔ اگر پہلی کتابوں میں کچھ اصل ہوتی تو وہ ضرور قبول کرتے، معلوم ہوا کہ محض گڑھی ہوئی بات ہے۔ العیاذ باللہ!

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ ۸

کیا اسی پر اتری نصیحت ہم سب میں سے وے کوئی نہیں ان کو دھوکا ہے میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انہوں نے چکھی نہیں میری مار و۸

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۚ ۹ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کی مہربانی کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا یا ان کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَمَا بَيْنَهُمَا ۟ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۱۰ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۱۱

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے تو ان کو چاہیے کہ چڑھ جائیں رسیاں تان کر و۹ ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا ان سب لشکروں میں و۱۰

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۙ ۱۲ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا و۱۱ اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ

لْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۱۳ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۚ ۱۴ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ ع۱۲

کے لوگ و۱۲ وہ بڑی بڑی فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت ہوئی میری طرف سے سزا و۱۳ اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ

اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۱۵ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۱۶

مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی و۱۴ اور کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو چھٹی ہماری پہلے حساب کے دن سے و۱۵

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۱۷ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ

تو تحمل کرتا رہ اس پر جو وہ کہتے ہیں اور یاد کر ہمارے بندے داؤد قوت والے کو وہ تھا رجوع رہنے والا و۱۶ ہم نے تابع کیے پہاڑ اس کے ساتھ

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۙ ۱۸ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۱۹ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ

پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو و۱۷ اور اڑتے جانور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے و۱۸ اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو و۱۹

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۲۰

اور دی اس کو تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا و۲۰

فائدہ:[۷] کفار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب پر اعتراض: ......یعنی اچھا قرآن کو اللہ کا کلام ہی مان لو اور یہ بھی نہ سہی کہ آسمان سے کوئی فرشتہ نبی بنا کر بھیجا جاتا، مگر یہ کیا غضب ہے کہ ہم سب میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا انتخاب ہوا، کیا سارے ملک میں ایک یہی اس منصب کے لیے رہ گئے تھے؟ اور کوئی بڑا رئیس مالدار خدا کو نہ ملتا تھا جس پر اپنا کلام نازل کرتا۔

فائدہ:[۸] کفار کی باتوں کا جواب: ......یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُن کی نامعقول یاوہ گوئی کا جواب ہوا۔ یعنی ان کی یہ خرافات کچھ نہیں، بات صرف اتنی ہے کہ ابھی ہماری نصیحت کے متعلق اُن کو دھوکا لگا ہوا ہے، وہ یقین نہیں رکھتے کہ جس خوفناک مستقبل سے آگاہ کیا جا رہا

ہے وہ ضرور پیش آ کر رہے گا، کیونکہ ابھی تک انہوں نے خدائی مار کا مزہ نہیں چکھا، جس وقت خدائی مار پڑے گی تمام شکوک و شبہات دُور ہو جائیں گے۔

فَائِدَہ:[٩] اللہ کے انتخاب پر اعتراض کا حق کسی کو نہیں ہے:......یعنی رحمت کے خزانے اور آسمان و زمین کی حکومت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ زبردست ہے اور بڑی بخشش والا ہے جس پر جو انعام چاہے کرے، کون روک سکتا ہے؟ یا نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ اگر وہ اپنی حکمت و دانائی سے کسی بشر کو منصب نبوت و رسالت پر سرفراز فرماتا ہے تو تم دخل دینے والے کون ہو کہ صاحب! اُس پر یہ مہربانی فرمائی ہم پر نہ فرمائی۔ کیا رحمت کے خزانوں اور زمین و آسمان کی حکومت کے تم مالک و مختار ہو جو اس قسم کے لغو اعتراضات کرتے ہو؟ اگر ہو تو اپنے تمام اسباب و وسائل کو کام میں لے آؤ اور رسیاں تان کر آسمان پر چڑھ جاؤ، تاکہ وہاں سے محمد (ﷺ) پر وحی کا آنا بند کر سکو، اور علویات پر قابض ہو کر اپنی مرضی و منشا کے موافق آسمان و زمین کے انتظام و تدبیر کا کام انجام دے سکو۔ اگر اتنا نہیں کر سکتے تو آسمان و زمین کی حکومت اور خزائن رحمت کی مالکیت کا دعویٰ عبث ہے، پھر خدائی انتظامات میں دخل دینا بجز بے حیائی یا جنون کے اور کیا ہوگا؟ ایاز! قدر خود بہ شناس۔

فَائِدَہ:[١٠] کفار کی عاجزی و درماندگی:......یعنی کچھ بھی نہیں۔ زمین و آسمان کی حکومت اور خزانوں کے مالک تو یہ بیچارے کیا ہوتے، چند ہزیمت خوردہ آدمیوں کی ایک بھیڑ ہے جو اگلی تباہ شدہ قوموں کی طرح تباہ و برباد ہوتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ یہ منظر ''بدر'' سے لے کر ''فتح مکہ'' تک لوگوں نے دیکھ لیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں۔ اگر چڑھ جائیں تو اُن میں ایک یہ بھی برباد ہوں''۔ گویا اس آیت کا ربط ماقبل سے بتلا دیا۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[١١]......یعنی بہت زور و قوت اور لاؤ لشکر والا، جس نے دنیا میں اپنی سلطنت کے کھونٹے گاڑ دیئے، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدمی کو چومیخا کر کے مارتا تھا، اس سے اُس کا نام ﴿ذُو الْاَوْتَادِ﴾ (میخوں والا) پڑ گیا۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[١٢]......یعنی حضرت شعیب علیہ السلام جس کی طرف مبعوث ہوئے۔

فَائِدَہ:[١٣]......یعنی یہ بڑی بڑی طاقتور فوجیں بھی رسولوں کو جھٹلا کر سزا سے نہ بچ سکیں، تمہاری تو حقیقت کیا ہے؟

فَائِدَہ:[١٤]......یعنی صور کی آواز کے منتظر ہیں، پوری سزا اُس وقت ملے گی، اور ممکن ہے ''صیحہ'' سے یہیں کی ایک ڈانٹ مراد ہو۔

فَائِدَہ:[١٥] کفار کا مسخرہ پن:......یعنی جب وعدۂ قیامت سنتے، مسخراپن سے کہتے کہ ہم کو تو اس وقت کا حصہ ابھی دیدیجئے ابھی ہم اپنا اعمال نامہ دیکھ لیں اور ہاتھ کے ہاتھ سزا جزاء سے فارغ ہو جائیں۔

فَائِدَہ:[١٦]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اس جگہ اُن کو (داؤد علیہ السلام کا قصہ) یاد دلوایا کہ انہوں نے بھی 'طالوت' کے (عہد) حکومت میں بہت صبر کیا، آخر حکومت ان کو ملی، اور (جالوت وغیرہ) مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا۔''

تنبیہ: ''ذَا الْاَیْد'' سے مراد:......﴿ذَا الْاَیْدِ﴾ کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہاتھ کے بل والا'' کیا ہے، یعنی قوت سلطنت، یا ادھر اشارہ ہو کہ اُن کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا، یا ''ہاتھ کا بل'' یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے، اپنے دست و بازو سے کسب کر کے کھاتے۔ اور ﴿اَوَّابٌ﴾ یعنی ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع رہتے تھے۔

فَائِدَہ:[١٧]......یعنی صبح و شام جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح پڑھتے، پہاڑ بھی اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اس کے متعلق کچھ مضمون سورۂ ''سبا'' (آیت: ١٠) میں گزر چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

فَائِدَہ:[١٨]...... یا سب اُس کے ساتھ مل کر اللہ کی طرف رجوع رہتے، کما قال بعض المفسرین۔

فائدہ: [۱۹]...... یعنی دنیا میں اُس کی سلطنت کی دھاک بٹھلا دی تھی اور اپنی اعانت ونصرت سے مختلف قسم کی کثیر التعداد فوجیں دے کر خوب اقتدار جما دیا تھا۔

فائدہ: [۲۰]...... یعنی بڑے مدبر و دانا تھے، ہر بات کا فیصلہ بڑی خوبی سے کرتے اور بولتے تو نہایت فیصلہ کن تقریر ہوتی تھی۔ بہرحال حق تعالیٰ نے اُن کو نبوت، حسن تدبیر، قوت فیصلہ اور طرح طرح کے علمی وعملی کمالات عطا فرمائے تھے، لیکن امتحان وابتلا سے وہ بھی نہیں بچے، جس کا قصہ آگے بیان کرتے ہیں۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں جب گھس آئے داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا ف۲۱

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ

وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلا

اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ

دے ہم کو سیدھی راہ ف۲۲ یہ جو ہے بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالہ کر دے

اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ

میرے وہ بھی اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں ف۲۳ بولا وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ف۲۴ ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور

كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور کام کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے ف۲۵

وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ

اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف

ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ

کر دیا اس کو وہ کام اور اس کے لیے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف۲۶ اے داؤد ہم نے تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا

ان کے لیے سخت عذاب ہے ف۲۸ اس بات پر کہ بھلا دیا انہوں نے دن حساب کا ف۲۹ اور ہم نے نہیں بنایا

السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

آسمان اور زمین کو اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے کہ ان کو جو منکر ہیں سو خرابی ہے منکروں کے لئے

مِنَ النَّارِ ؕ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ

لیے آگ سے ف۳۰ کیا ہم دیں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر اُن کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے

نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ف۳۱ ایک کتاب ہے جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی تاکہ دھیان کریں لوگ اس کی باتیں اور تاکہ

الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ؕ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ

سمجھیں عقل والے ف۳۲ اور دیا ہم نے داؤد کو سلیمان ف۳۳ بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھانے کو لائے اس کے

بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۙ﴿۳۱﴾

سامنے شام کو گھوڑے، بہت خاصے

فائدہ: [۲۱] **حضرت داؤد علیہ السلام کے حجرہ میں اجنبیوں کی آمد اور ان کا گھبرانا:**...... حضرت داؤد علیہ السلام نے تین دن کی باری رکھی تھی: ایک دن دربار اور فصل خصومات کا، ایک دن اپنے اہل وعیال کے پاس رہنے کا، ایک دن خالص اللہ کی عبادت کا، اُس دن خلوت میں رہتے تھے، دربان کسی کو آنے نہ دیتے۔ ایک دن عبادت میں مشغول تھے کہ ناگاہ کئی شخص دیوار پھاند کر اُن کے پاس آ کھڑے ہوئے، داؤد علیہ السلام باوجود اپنی قوت وشوکت کے یہ ناگہانی ماجرا دیکھ کر گھبرا اُٹھے کہ یہ آدمی ہیں یا کوئی اور مخلوق ہے۔ آدمی ہیں تو ناوقت آنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ دربانوں نے کیوں نہیں روکا؟ اگر دروازے سے نہیں آئے تو اتنی اونچی دیواروں کو پھاندنے کی کیا سبیل کی ہوگی؟ خدا جانے ایسے غیر معمولی طور پر کس نیت اور کس غرض سے آئے ہیں؟ غرض! اچانک یہ عجیب ومہیب واقعہ دیکھ کر خیال دوسری طرف بٹ گیا اور عبادت میں جیسی یکسوئی کے ساتھ مشغول تھے، قائم نہ رہ سکی۔

فائدہ: [۲۲]...... آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں اور ہم سے خوف نہ کھائیے۔ ہم دو فریق اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ہم میں منصفانہ فیصلہ کر دیجئے، کوئی بے راہی اور ٹالنے کی بات نہ ہو، ہم عدل وانصاف کی سیدھی راہ معلوم کرنے کیلئے آئے ہیں۔ (شاید گفتگو کا یہ عنوان دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام اور زیادہ متعجب ہوئے ہوں)۔

فائدہ: [۲۳] **مقدمہ کی تفصیل:**...... یعنی جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے ہاں صرف ایک دُنبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک بھی کسی طرح مجھ سے چھین کر اپنی سو پوری کر لے۔ اور مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جیسے مال میں یہ مجھ سے زیادہ ہے، بات کرنے میں بھی مجھ سے تیز ہے، جب بولتا ہے تو مجھ کو دبا لیتا ہے اور لوگ بھی اسی کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ غرض میرا حق چھیننے کے لیے زبردستی کی باتیں کرتا ہے۔

فائدہ: [۲۴] **مقدمہ کا فیصلہ:**...... حضرت داؤد علیہ السلام نے بقاعدۂ شریعت ثبوت وغیرہ طلب کیا ہوگا۔ آخر میں یہ فرمایا کہ بیشک (اگر یہ تیرا بھائی ایسا کرتا ہے تو) اس کی زیادتی اور ناانصافی ہے، چاہتا ہے کہ اس طرح اپنے غریب بھائی کا مال ہڑپ کر جائے۔ (مطلب یہ کہ ہم ایسا

نہیں ہونے دیں گے)

فَائِدَۃ:[۲۵]......یعنی شرکاء کی عادت ہے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی، قوی حصہ دار چاہتا ہے کہ ضعیف کو کھا جائے۔ صرف اللہ کے ایماندار اور نیک بندے اس سے مستثنیٰ ہیں، مگر وہ دنیا میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۲۶] حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کیا تھی؟......یعنی اس قصہ کے بعد داؤد علیہ السلام کو تنبہ ہوا کہ میرے حق میں یہ ایک فتنہ اور امتحان تھا، اس خیال کے آتے ہی اپنی خطا معاف کرانے کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے سامنے جھک پڑے، آخر خدا نے اُن کی وہ خطا معاف کر دی۔ داؤد علیہ السلام کی وہ خطا کیا تھی جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے؟ اس کے متعلق مفسرین نے بہت سے لمبے چوڑے قصے بیان کیے ہیں، مگر حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اُن کی نسبت لکھتے ہیں: "قد ذکر المفسرون ھھنا قصۃ أکثرھا مأخوذۃ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ۔" اور حافظ ابو محمد ابن حزم نے کتاب الفصل میں بہت شدت سے اُن قصوں کی تردید کی ہے۔ باقی ابو حیان وغیرہ نے ان قصوں سے علیحدہ ہو کر آیات کا جو محمل بیان کیا ہے وہ بھی تکلف سے خالی نہیں۔ ہمارے نزدیک اصل بات وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کو یہ ابتلا ایک طرح کے اعجاب کی بنا پر پیش آیا۔ صورت یہ ہوئی کہ داؤد علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ اے پروردگار! رات اور دن میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں داؤد علیہ السلام کے گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد تیری عبادت (یعنی نماز یا تسبیح و تکبیر) میں مشغول نہ رہتا ہو۔ (یہ اس لیے کہا کہ انہوں نے روز و شب کے چوبیس گھنٹے اپنے گھر والوں پر نوبت بہ نوبت تقسیم کر رکھے تھے، تا اُن کا عبادت خانہ کسی وقت عبادت سے خالی نہ رہنے پائے) اور بھی کچھ اس قسم کی چیزیں عرض کیں (شاید اپنے حسنِ انتظام وغیرہ کے متعلق ہوں گی) اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی، ارشاد ہوا کہ داؤد علیہ السلام یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے۔ اگر میری مدد نہ ہو تو تو اِس چیز پر قدرت نہیں پا سکتا، (ہزار کوشش کرے، نہیں نبھا سکے گا) قسم ہے اپنے جلال کی! میں تجھ کو ایک روز تیرے نفس کے سپرد کر دوں گا (یعنی اپنی مدد ہٹا لوں گا۔ دیکھیں اُس وقت تو کہاں تک اپنی عبادت میں مشغول رہ سکتا اور اپنا انتظام قائم رکھ سکتا ہے) داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! مجھے اُس دن کی خبر کر دیجئے! بس اُسی دن فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ (اخرج ھذا الاثر الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد واقر بہ الذہبی فی التلخیص) یہ روایت بتلاتی ہے کہ فتنہ کی نوعیت صرف اسی قدر ہونی چاہئے کہ جس وقت داؤد علیہ السلام عبادت میں مشتغل ہوں باوجود پوری کوشش کے مشتغل نہ رہ سکیں اور اپنا انتظام قائم نہ رکھ سکیں، چنانچہ آپ پڑھ چکے کہ کس بے قاعدہ اور غیر معمولی طریقہ سے چند اشخاص نے اچانک عبادت خانہ میں داخل ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کو گھبرا دیا اور اُن کے شغل خاص سے ہٹا کر اپنے جھگڑے کی طرف متوجہ کر لیا۔ بڑے بڑے پہرے اور انتظامات اُن کو داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے نہ روک سکے۔ تب داؤد علیہ السلام کو خیال ہوا کہ اللہ نے میرے اُس دعوے کی وجہ سے اس فتنہ میں مبتلا کیا۔ لفظ "فتنہ" کا اطلاق اس جگہ تقریباً ایسا سمجھو جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم بچپن میں قمیص پہن کر لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر سے دیکھا اور خطبہ قطع کر کے اُن کو اُوپر اُٹھا لیا اور فرمایا: "صدق اللہ ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾" [تغابن: ۱۵] بعض آثار میں ہے کہ بندہ اگر کوئی نیکی کر کے کہتا ہے کہ "اے پروردگار! میں نے یہ کام کیا، میں نے صدقہ کیا، میں نے نماز پڑھی، میں نے کھانا کھلایا۔" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور میں نے تیری مدد کی اور میں نے تجھ کو توفیق دی۔" اور جب بندہ کہتا ہے کہ اے پروردگار! تو نے مدد کی، تو نے مجھ کو توفیق بخشی اور تو نے مجھ پر احسان فرمایا۔" تو اللہ کہتا ہے "اور تو نے عمل کیا، تو نے اِرادہ کیا، تو نے یہ نیکی کمائی۔" (مدارج السالکین، جلد: ۱، ص: ۹۹) اسی سے سمجھ لو کہ حضرت داؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کا اپنے حسن انتظام کو جتلاتے ہوئے یہ فرمانا کہ اے پروردگار! رات دن میں کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں میں یا میرے متعلقین تیری عبادت میں مشتغل نہ رہتے ہوں کیسے پسند آ سکتا تھا؟ بڑوں کی چھوٹی بات پر گرفت ہوتی ہے، اسی لیے ایک آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے، تا متنبہ ہو کر اپنی غلطی کا تدارک کریں۔ چنانچہ تدارک کیا اور خوب کیا۔

میرے نزدیک آیت کی بے تکلف تقریر یہی ہے۔ باقی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی مشہور قصہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے، وہ موضح القرآن میں دیکھ لیا جائے۔

فَائِدَہ:[۲۷] باوجود آزمائش کے مقرب بارگاہِ الٰہی ہیں:......یعنی بدستور مقرب بارگاہ ہیں، اس غلطی سے تقرب اور مرتبہ میں فرق نہیں آیا، صرف تھوڑی سی تنبیہ کردی گئی، کیونکہ مقربین کی چھوٹی غلطی بھی بڑی سمجھی جاتی ہے: ''حسنات الابرار سیئات المقربین''

گرچہ موبد گنہ کوجستہ بود — لیک آں مودرد و دیدہ رستہ بود

بود آدم دیدۂ نور قدیم — موئے در دیدہ بود کوہ عظیم

فَائِدَہ:[۲۸] نیابت خداوندی کا تقاضہ اطاعت خداوندی:......یعنی خدا نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا، لہٰذا اُسی کے حکم پر چلو اور معاملات کے فیصلے عدل وانصاف کے ساتھ شریعتِ الٰہی کے موافق کرتے رہو، کبھی کسی معاملہ میں خواہش نفس کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ آنے پائے، کیونکہ یہ چیز آدمی کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دینے والی ہے اور جب انسان اللہ کی راہ سے بہکا تو پھر ٹھکانا کہاں؟

فَائِدَہ:[۲۹] خواہش نفسانی کی اتباع کی وجہ:......یعنی عموماً خواہشات نفسانی کی پیروی اسی لیے ہوتی ہے کہ آدمی کو حساب کا دن یاد نہیں رہتا۔ اگر یہ بات مستحضر رہے کہ ایک روز اللہ کے سامنے جانا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے تو آدمی کبھی اللہ کی مرضی پر اپنی خواہش کو مقدم نہ رکھے۔

تنبیہ: یوم الحساب کا متعلق:......ممکن ہے کہ ﴿یَوۡمَ الۡحِسَابِ﴾ کا تعلق ﴿لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ﴾ کے ساتھ ہو ﴿نَسُوۡا﴾ کے ساتھ نہ ہو، یعنی اللہ کے احکام بھلا دینے کے سبب سے اُن پر سخت عذاب ہوگا حساب کے دن۔

فَائِدَہ:[۳۰] دنیا کی زندگی بے کار نہیں:......یعنی جس کا آگے کچھ نتیجہ نہ نکلے، بلکہ اس دنیا کا نتیجہ ہے آخرت، لہٰذا یہاں رہ کر وہاں کے لیے کچھ کام کرنا چاہئے اور وہ کام یہی ہے کہ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق وعدل کے اُصول پر کاربند ہو اور خالق ومخلوق دونوں سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھے۔ یہ نہ سمجھے کہ بس دنیا کی زندگی ہے، کھا پی کر ختم کردیں گے، آگے حساب کتاب کچھ نہیں۔ یہ خیالات تو اُن کے ہیں جنہیں موت کے بعد دوسری زندگی سے انکار ہے، سو ایسے منکروں کے لیے آگ تیار ہے۔

فَائِدَہ:[۳۱] نیک وبد کو بدلہ دینے کے لئے آخرت کا ہونا ضروری اور حکمت کے مطابق ہے:......یعنی ہمارے عدل وحکمت کا اقتضاء یہ نہیں کہ نیک ایماندار بندوں کو شریروں اور مفسدوں کی برابر کردیں یا ڈرنے والوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنے لگیں جو ڈھیٹ اور نڈر لوگوں کے ساتھ ہونا چاہئے، اسی لیے ضرور ہوا کہ کوئی وقت حساب وکتاب اور جزاء سزا کا رکھا جائے۔ لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے نیک اور ایماندار آدمی قسم قسم کی مصائب وآفات میں مبتلا رہتے ہیں اور کتنے ہی بدمعاش بے حیا مزے چین اُڑاتے ہیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ موت کے بعد دوسری زندگی کی جو خبر مخبر صادق نے دی ہے عین مقتضائے حکمت ہے، وہاں ہی ہر نیک وبد کو اُس کے برے بھلے کام کا بدلہ ملے گا، پھر ﴿یَوۡمَ الۡحِسَابِ﴾ کی خبر کا انکار کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

فَائِدَہ:[۳۲] ہدایت کے لئے کتاب کا ہونا بھی ضروری ہے:......یعنی جب نیک اور بد کا انجام ایک نہیں ہوسکتا تو ضرور تھا کہ کوئی کتاب ہدایت مآب حق تعالیٰ کی طرف سے آئے جو لوگوں کو خوب معقول طریقہ سے اُن کے انجام پر آگاہ کردے، چنانچہ اس وقت یہ کتاب آئی جس کو قرآنِ مبین کہتے ہیں جس کے الفاظ، حروف، نقوش اور معانی ومضامین ہر چیز میں برکت ہے اور جو اسی غرض سے اتاری گئی ہے کہ لوگ اُس کی آیات میں غور کریں اور عقل رکھنے والے اس کی نصیحتوں سے منتفع ہوں۔ چنانچہ اس آیت سے پہلے ہی آیت میں دیکھ لو، کس قدر صاف، فطری اور معقول طریقہ سے مسئلہ معاد کو حل کیا ہے کہ تھوڑی عقل والا بھی غور کرے تو صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔

تنبیہ: تدبر اور تذکر سے مراد؟......شاید ''تدبر'' سے قوتِ علمیہ کی اور ''تذکر'' سے قوتِ عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہو۔ یہ سب

باتیں حضرت داؤد علیہ السلام کے تذکرہ کے ذیل میں آ گئی تھیں آگے پھر اُن کے قصہ کی تکمیل فرماتے ہیں۔

فائدہ: [۳۳]......یعنی سلیمان علیہ السلام بیٹا دیا جو انہی کی طرح نبی اور بادشاہ ہوا۔

فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ

تو بولا میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں پھیر لاؤ ان کو میرے

فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا

پاس پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ۳۴ اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک

ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

دھڑ پھر وہ رجوع ہوا ۳۵ بولا اے رب میرے معاف کر مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے پیچھے بے شک تو ہے سب

الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ

کچھ بخشنے والا ۳۶ پھر ہم نے تابع کر دیا اسکے ہوا کو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیئے شیطان سارے عمارت کرنے والے

وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ ھٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾

اور غوطے لگانے والے ۳۷ بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں ۳۸ یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا ۳۹

فائدہ: [۳۴] حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے گھوڑے پیش کرنے کا قصہ:......یعنی نہایت اصیل، شائستہ اور تیز و سبک رفتار گھوڑے جو جہاد کے لیے پرورش کیے گئے تھے اُن کے سامنے پیش ہوئے۔ اُن کا معائنہ کرتے ہوئے دیر لگ گئی، حتیٰ کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ شاید اس شغل میں عصر کے وقت کا وظیفہ بھی نہ پڑھ سکے ہوں، اُس پر کہنے لگے کوئی مضائقہ نہیں، اگر ایک طرف ذکر اللہ (یادِ خدا) سے بظاہر علیحدگی رہی تو دوسری جانب جہاد کے گھوڑوں کی محبت اور دیکھ بھال بھی اُسی کی یاد سے وابستہ ہے۔ جب جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے تو اُس کے معدات و مبادی کا تفقد کیسے ذکر اللہ کے تحت میں داخل نہ ہوگا؟ آخر اللہ تعالیٰ جہاد اور آلات جہاد کے مہیا کرنے کی ترغیب نہ دیتا تو اس مال نیک سے ہم اس قدر محبت کیوں کرتے؟ اسی جذبۂ جہاد کے جوش و افراط میں حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو پھر واپس لاؤ، چنانچہ واپس لائے گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام غایت محبت و اکرام سے اُن کی گردنیں اور پنڈلیاں پونچھنے اور صاف کرنے لگے۔ آیت کی یہ تقریر بعض مفسرینؒ نے کی ہے اور لفظ ﴿حُبَّ الْخَيْرِ﴾ سے اس کی تائید ہوتی ہے، گویا خیر کا لفظ اُس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو نبی کریم ﷺ نے حدیث میں فرمایا: "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔" لیکن دوسرے علماء نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہو کر اُس وقت کی نماز یا وظیفہ سے ذہول ہوگیا (اور ذہول و نسیان انبیاء کے حق میں محال نہیں) فرمایا کہ دیکھو! مال کی محبت نے مجھ کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا، حتیٰ کہ غروب آفتاب تک میں اپنا وظیفہ ادا نہ کر سکا۔ یہ مانا کہ اُس مال کی محبت میں بھی ایک پہلو عبادت کا اور خدا کی یاد کا تھا، مگر خواص و مقربین کو یہ فکر بھی رہتی ہے کہ جس عبادت کا جو وقت مقرر ہے اس میں تخلف نہ ہو اور ہوتا ہے تو صدمہ اور قلق سے بے چین ہو جاتے ہیں (گو عذر سے ہو)

گر زباغ دل خلالے کم بود
بر دل سالک ہزاراں غم بود

''غزوۂ خندق'' میں دیکھ لو نبی کریم ﷺ کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں، باوجود یکہ آپ عین جہاد میں مشغول تھے اور کسی قسم کا ذنب آپ پر نہ تھا، لیکن جن کفار کے سبب سے ایسا پیش آیا، آپ اُن کے حق میں ''مَلَا اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا'' وغیرہ الفاظ سے بددعا فرما رہے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ایک موقت عبادت کے فوت ہو جانے سے بیتاب ہو گئے، حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو واپس لاؤ (جو یادِ الٰہی کے فوت ہونے کا سبب بنے ہیں) جب لائے گئے تو شدتِ غیرت اور غلبۂ حُبِّ الٰہی میں تلوار لے کر اُن کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹنا شروع کر دیں، تا سبب غفلت کو اپنے سے اس طرح علیحدہ کریں کہ وہ فی الجملہ کفارہ اس غفلت کا ہو جائے۔ شاید اُن کی شریعت میں قربانی گھوڑے کی جائز ہو گی اور اُن کے پاس گھوڑے وغیرہ اس کثرت سے ہوں گے کہ اِن چند گھوڑوں کے قربان کرنے سے مقصدِ جہاد میں کوئی خلل نہ پڑتا ہوگا۔ اور لفظ ﴿فَطَفِقَ مَسْحًا﴾ سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ سب گھوڑوں کو قتل ہی کر گزرے ہوں، محض اتنا ہے کہ یہ کام شروع کر دیا۔ واللہ اعلم! اس تقریر کی تائید ایک حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جو طبرانی نے باسناد حسن اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ (راجع روح المعانی وغیرہ)

فائدہ: [۳۵] **حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش:**...... حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام عورتوں کے پاس جاؤں گا (جو تعداد میں ستر یا نوے یا سو کے قریب تھیں) اور ہر ایک عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتہ نے القاء کیا کہ ''ان شاء اللہ!'' کہہ لیجئے، مگر (باوجود دل میں موجود ہونے کے) زبان سے نہ کہا، خدا کا کرنا کہ اس مباشرت کے نتیجے میں ایک عورت نے بھی بچہ نہ جنا، صرف ایک عورت سے ادھورا بچہ ہوا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ دایہ نے وہی ادھورا بچہ اُن کے تخت پر لا کر ڈال دیا کہ لو! یہ تمہاری قسم کا نتیجہ ہے۔ (اُسی کو یہاں ﴿جَسَدًا﴾ (دھڑ) سے تعبیر کیا ہے) یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع ہوئے اور ''ان شاء اللہ!'' نہ کہنے پر استغفار کیا ''نزدیکاں را بیش بود حیرانی''۔ حدیث میں ہے کہ اگر ''ان شاء اللہ!'' کہہ لیتے تو بیشک اللہ ویسا ہی کر دیتا جو اُن کی تمنا تھی۔

تنبیہ:...... اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر دوسری طرح کی ہے اور اس موقع پر بہت سے بے سر و پا قصے سلیمان علیہ السلام کی انگشتری اور جنوں کے نقل کیے ہیں، جسے دلچسپی ہو کتب تفاسیر میں دیکھ لے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وقد رویت ھذہ القصۃ مطولۃ عن جماعۃ من السلف و کلھا متلقاۃ من قصص اھل الکتاب۔'' واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

فائدہ: [۳۶] **حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا:**...... یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت عنایت فرما جو میرے سوا کسی کو نہ ملے، نہ کوئی دوسرا اُس کا اہل ثابت ہو یا یہ مطلب ہے کہ کسی کو حوصلہ نہ ہو کہ مجھ سے چھین سکے۔

تنبیہ:...... احادیث میں ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اجابت کا وعدہ فرما لیا ہے، یعنی وہ دعا ضرور ہی قبول کریں گے۔ شاید حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ وہی دعا ہو، آخر نبی زادے اور بادشاہ زادے تھے۔ دعا میں بھی یہ رنگ رہا کہ بادشاہت ملے اور اعجازی رنگ کی ملے۔ وہ زمانہ ملوک اور جبارین کا تھا، اس حیثیت سے بھی یہ دعا مذاقِ زمانہ کے موافق تھی اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد ملک حاصل کرنے سے اپنی شوکت و حشمت کا مظاہرہ کرنا نہیں، بلکہ اُس دین کا ظاہر و غالب کرنا اور قانونِ سماوی کا پھیلانا ہوتا ہے جس کے وہ حامل بنا کر بھیجے جاتے ہیں، لہٰذا اس کو دنیاداروں کی دعا پر قیاس نہ کیا جائے۔

فائدہ: [۳۷]...... یعنی جن اُن کے حکم سے بڑی بڑی عمارتیں بنانے اور موتی وغیرہ نکالنے کے لیے دریاؤں میں غوطے لگاتے تھے۔ ہوا

اور جنات کے تابع کرنے کے متعلق پہلے سورۂ ''سبا'' (آیت: ۱۲) وغیرہ میں کچھ تفصیل گزر چکی ہے۔

فائدہ:[۳۸]......یعنی بہت سے جنات اور تھے جن کو سرکشی اور شرارت وتمرد کی وجہ سے قید کر کے ڈال دیا تھا۔

فائدہ:[۳۹]......یعنی کسی کو بخشش دو یا نہ دو، تم مختار ہو۔ اس قدر بے حساب دیا، اور حساب وکتاب کا مواخذہ بھی نہیں رکھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ اور مہربانی کی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے، لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکرے بنا کر۔''

ع ۱۲ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ

اور اس کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف ۴۰ اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو لگا دی

الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا

شیطان نے ایذا اور تکلیف ف ۴۱ لات مار اپنے پاؤں سے یہ چشمہ نکلا نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو اور بخشے ہم نے اس کو اس

لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا

کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے اور یاد رکھنے کو عقل والوں کے ف ۴۲ اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں

فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ

کا مٹھا پھر اس سے مار لے اور قسم میں جھوٹا نہ ہو ف ۴۳ ہم نے اس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا، اور یاد کر

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى

ہمارے بندوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے ف ۴۴ ہم نے امتیاز دیا ان کو ایک چنی ہوئی بات کا وہ یاد

الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا

اس گھر کی ف ۴۵ اور وہ سب ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں اور یاد کر اسمٰعیل کو اور الیسع کو اور

الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ

ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا ف ۴۶ یہ ایک مذکور ہو چکا ف ۴۷ اور تحقیق ڈر والوں کے لیے ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں سدا بسنے کے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾

کھول رکھے ہیں ان کے واسطے دروازے ف ۴۸ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ان میں منگوائیں گے ان میں میوے بہت اور شراب ف ۴۹

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی ف ۵۰

فائدہ:[۴۰]......یعنی بادشاہت کے باوجود روحانی تقرب اور مرتبہ ہمارے ہاں حاصل ہے اور فردوس بریں میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ ٹھکانا تیار ہے، وہ بجائے خود رہا۔

فائدہ:[۴۱] حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ:......قرآن کریم کے تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن اُمور میں کوئی پہلو شر یا ایذا کا یا کسی مقصد صحیح کے فوت ہونے کا ہو اُن کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آیا: ﴿الْحُوْتَ ۚ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ﴾ [کہف: ۶۳] کیونکہ اکثر اس قسم کی چیزوں کا سبب قریب یا بعید کسی درجہ میں شیطان ہوتا ہے۔ اسی قاعدہ سے حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری یا تکلیف و آزار کی نسبت شیطان کی طرف کی، گویا تو اضعاً و تأدباً یہ ظاہر کیا کہ ضرور مجھ سے کچھ تساہل یا کوئی غلطی اپنے درجہ کے موافق صادر ہوئی ہے، جس کے نتیجہ میں یہ آزار پیچھے لگا، یا حالت مرض وشدت میں شیطان القاء وساوس کی کوشش کرتا ہوگا اور یہ اُس کی مدافعت میں تعب و تکلیف اُٹھاتے ہوں گے۔ اُس کو نصب و عذاب سے تعبیر فرمایا۔ واللہ اعلم!

تنبیہ: حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں من گھڑت قصہ:......حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ سورۂ ''انبیاء'' (آیت: ۸۳، ۸۴، صفحہ: ۲۸۷) میں گزر چکا، وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔ مگر واضح رہے کہ قصہ گویوں نے حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے متعلق جو افسانے بیان کیے ہیں، اُس میں مبالغہ بہت ہے۔ ایسا مرض جو عام طور پر لوگوں کے حق میں تنفر اور استقذار کا موجب ہو انبیاء علیہم السلام کی وجاہت کے منافی ہے کما قال تعالیٰ: ﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ [احزاب: ۶۹] لہٰذا اسی قدر بیان قبول کرنا چاہیے جو منصبِ نبوت کے منافی نہ ہو۔

فائدہ:[۴۲] حضرت ایوب علیہ السلام کی شفایابی:......جب اللہ نے چاہا کہ اُن کو چنگا کرے، حکم دیا کہ زمین پر پاؤں ماریں۔ پاؤں مارنا تھا کہ قدرت نے وہاں سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکال دیا، اُسی سے نہایا کرتے اور پانی پیتے، وہی اُن کی شفا کا سبب ہوا۔ اور اُن کے گھرانے کے لوگ جو چھت کے نیچے دب کر مر گئے تھے، اللہ نے اپنی مہربانی سے اُن سے دُگنے عطا کیے، تا عقل مند لوگ اِن واقعات کو دیکھ کر سمجھیں کہ جو بندہ مصائب میں مبتلا ہو کر صبر کرتا اور خدائے واحد کی طرف رجوع ہوتا ہے، حق تعالیٰ اُس کی کس طرح کفالت و اعانت فرماتے ہیں۔

فائدہ:[۴۳] حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم اور اسے پورا کرنے کا حیلہ:......حضرت ایوب علیہ السلام نے حالتِ مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ تندرست ہوگئے تو اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں گے۔ وہ بی بی اُس حالت کی رفیق تھی اور چنداں قصور وار بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم سچا کرنے کا ایک حیلہ اُن کو بتلا دیا، جو اُن ہی کے لیے مخصوص تھا۔ آج اگر کوئی اس طرح کی قسم کھا بیٹھے تو اُس کے پورا کرنے کے لیے اتنی بات کافی نہ ہوگی۔

تنبیہ: کونسا حیلہ جائز ہے؟:......جس حیلہ سے کسی حکم شرعی یا مقصد دینی کا ابطال ہوتا ہو وہ جائز نہیں، جیسے اسقاط زکوٰۃ وغیرہ کے حیلے لوگوں نے نکالے ہیں۔ ہاں جو حیلہ حکم شرعی کو باطل نہ کرے، بلکہ کسی معروف کا ذریعہ بنتا ہو اُس کی اجازت ہے۔ والتفصیل یطلب من مظانہ۔

فائدہ:[۴۴]......یعنی عمل اور معرفت والے جو ہاتھ پاؤں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے خدا کی قدرتیں دیکھ کر یقین و بصیرت زیادہ کرتے ہیں۔

فائدہ:[۴۵] انبیاءؑ کی خصوصیت:......انبیاء علیہم السلام کا امتیاز یہ ہے کہ اُن کے برابر خدا کو اور آخرت کو یاد رکھنے والا کوئی نہیں۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ کے ہاں اُن کو سب سے ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔

فائدہ:[۴۶]......حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر پہلے گذر چکا۔ اور ''الیسع علیہ السلام'' کہتے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے، اُن کو بھی اللہ نے نبوت عطا فرمائی۔ (انبیاء: ۸۵)

فَائِدَة:[۴۷]......یعنی یہ مذکور تو انبیاء کا تھا، آگے عام متقین کا انجام سن لو۔

فَائِدَة:[۴۸]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جب بہشت میں داخل ہوں گے، ہر کوئی بدون بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا۔'' آواز دے کر دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

فَائِدَة:[۴۹]......یعنی قسم قسم کے میوے، پھل اور پینے کی چیزیں حسب خواہش غلمان حاضر کریں گے۔

فَائِدَة:[۵۰]......یعنی سب عورتیں نوجوان ایک عمر ہوں گی یا شکل و شمائل خوبو میں اپنے ازواج کی ہم عمر معلوم ہوں گی۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَاِنَّ

یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر یہ ہے روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نبڑنا ف۵۱ یہ سن چکے ف۵۲ اور تحقیق شریروں

لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ

کے واسطے ہے برا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ان کو ڈالیں گے سو کیا بری آرام کرنے کی جگہ ہے یہ ہے اب اس کو چکھیں ف۵۳ گرم پانی

وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًاۢ بِهِمْ ؕ

اور پیپ ف۵۴ اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک فوج ہے دھنستی آرہی ہے تمہارے ساتھ جگہ نہ ملیو ان کو

اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًاۢ بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ

یہیں گھسنے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو کہ جگہ نہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا بری ٹھہرنے

الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا

کی جگہ ہے ف۵۵ وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اس کو دونا عذاب آگ میں ف۵۶ اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم

نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾

نہیں دیکھتے ان مردوں کو کہ ہم ان کو شمار کرتے تھے برے لوگوں میں کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا چوک گئیں ان سے ہماری آنکھیں ف۵۷

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ

یہ بات ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس میں دوزخیوں کا ف۵۸ تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا اور حکم کوئی نہیں مگر اللہ

الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾

اکیلا دباؤ والا رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف۵۹ تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے

اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِىَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾

کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے ف۶۰ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی اوپر کی مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں

فائدہ:[۵۱]......یعنی غیر منقطع اور لازوال نعمتیں ہیں، جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ "رزقنا اللّٰہ منہا بفضلہ وکرمہ فانہ اکرم الاکرمین وارحم الراحمین۔"

فائدہ:[۵۲]......یعنی پرہیزگاروں کا انجام سن چکے، آگے شریروں کا انجام سن لو۔

فائدہ:[۵۳]......یعنی لو! یہ حاضر ہے، اب اس کا مزہ چکھیں۔

فائدہ:[۵۴] "غَسَّاقٌ" کی مراد؟:......﴿غَسَّاقٌ﴾ سے بعض نے کہا دوزخیوں کے زخموں کی پیپ اور ان کی آلائشیں مراد ہیں، جس میں سانپوں بچھوؤں کا زہر ملا ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک ﴿غَسَّاقٌ﴾ حد سے زیادہ ٹھنڈے پانی کو کہتے ہیں، جس کے پینے سے سخت اذیت ہو، گویا ﴿حَمِيمٌ﴾ کی پوری ضد۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۵۵] دوزخیوں کی آپس میں گفتگو:......یہ گفتگو دوزخیوں کی آپس میں ہوگی، جس وقت فرشتے اُن کو یکے بعد دیگرے لالا کر دوزخ کے کنارے پر جمع کریں گے۔ پہلا گروہ سرداروں کا ہوگا، بعدہٗ اُن کے مقلدین و اَتباع کی جماعت آئے گی۔ اس کو دُور سے آتے ہوئے دیکھ کر پہلے لوگ کہیں گے کہ لو! یہ ایک اور فوج دھنستی اور پھنستی ہوئی تمہارے ساتھ دوزخ میں گرنے کے لیے چلی آرہی ہے۔ خدا کی مار ان پر، یہ بھی یہیں آکر مرنے کو تھے؟ خدا کرے ان کو کہیں کشادہ جگہ نہ ملے۔ اس پر وہ جواب دیں گے کہ کم بختو! تمہی پر خدا کی مار ہو، خدا تم کو ہی کہیں آرام کی جگہ نہ دے، تم ہی تھے جن کے اغواء و اضلال کی بدولت آج ہم کو یہ مصیبت پیش آئی۔ اب بتاؤ کہاں جائیں؟ جو کچھ ہے یہی جگہ ٹھہرنے کی ہے، جس طرح ہو یہاں ہی سب صبر کیجیو۔

فائدہ:[۵۶] دوزخیوں کا ایک دوسرے پر لعن طعن اور ایک دوسرے کو بد دعا:......یعنی آپس میں لعن طعن کر کے پھر حق تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے پروردگار! جو اپنی شقاوت سے یہ بلا اور مصیبت ہمارے سر پر لایا، اُس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دیجیے۔ شاید سمجھیں گے کہ اُس کا دُوگنا عذاب دیکھ کر ذرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا، حالانکہ وہاں تسلی کا سامان کہاں؟ ایک دوسرے کو کوسنا اور پھٹکارنا یہ بھی ایک مستقل عذاب ہوگا۔

فائدہ:[۵۷] دوزخیوں کا مسلمانوں کو دوزخ میں نہ پانا اور حقیقت واضح ہونا:......وہاں دیکھیں گے کہ سب جان پہچان والے لوگ ادنیٰ و اعلیٰ دوزخ میں جانے کے واسطے جمع ہوئے ہیں، مگر جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے زیادہ بُرا جان کر مذاق اُڑایا کرتے تھے، وہ اس جگہ نظر نہیں آتے، تو حیران ہو کر کہیں گے کہ کیا ہم نے غلطی سے اُن کے ساتھ ٹھٹھا کیا تھا؟ وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک رہیں، یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں؟ ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے؟

فائدہ:[۵۸]......یعنی بظاہر یہ بات خلاف قیاس ہے کہ اُس افراتفری میں ایک دوسرے سے جھگڑیں، عذاب کا ہولناک منظر کیسے دوسری طرف متوجہ ہونے دے گا؟ لیکن یاد رکھو! ایسا ہو کر رہے گا، یہ بالکل یقینی چیز ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور حقیقت میں یہ اُن کے عذاب کی تکمیل ہے۔

فائدہ:[۵۹]......میرا کام تو اتنا ہی ہے کہ تم کو اُس آنے والی خوفناک گھڑی سے ہوشیار کردوں اور جو بھیانک مستقبل آنے والا ہے اُس سے بے خبر نہ رہنے دوں۔ باقی سابقہ جس حاکم سے پڑنے والا ہے وہ تو وہی اکیلا خدا ہے، جس کے سامنے کوئی چھوٹا بڑا دم نہیں مار سکتا، ہر چیز اُس کے آگے دبی ہوئی ہے، آسمان وزمین اور اُن کے درمیان کی کوئی چیز نہیں جو اُس کے زیر تصرف نہ ہو، جب تک چاہے اِن کو قائم رکھے، جب چاہے توڑ پھوڑ کر برابر کردے۔ اُس عزیز و غالب کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے؟ اُس کے زبردست قبضہ سے کون نکل کر بھاگ سکتا ہے اور ساتھ ہی اُس کی لامحدود رحمت و بخشش کو کس کی مجال ہے محدود کردے؟

فائدہ: [۶۰] ......یعنی قیامت اور اُس کے احوال کوئی معمولی چیز نہیں، بڑی بھاری اور یقینی خبر ہے جو میں تم کو دے رہا ہوں: ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۞ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۞ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۞﴾ [نبا: ۱ تا ۳] مگر افسوس ہے تم اُس کی طرف سے بالکل بے فکر ہو، جو کچھ تمہاری خیر خواہی کو کہا جاتا ہے دھیان میں نہیں لاتے بلکہ اُلٹا مذاق اُڑاتے ہو کہ کب آئے گی؟ کیونکر آئے گی؟ اور اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟ اُسے جلد کیوں نہیں بلا لیتے؟ وغیر ذلک

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۞

مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر و۶۱ جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا و۶۲

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۞ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان و۶۳ تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے

اَجْمَعُوْنَ ۞ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۞ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ

ہو کر مگر ابلیس نے و۶۴ غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں و۶۵ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے روک دیا تجھ

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۞ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ

کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھوں سے و۶۶ یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں و۶۷ بولا میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۞ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۞ وَّاِنَّ عَلَيْكَ

بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے و۶۸ فرمایا تو تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا و۶۹ اور تجھ پر میری

لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۞ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک و۷۰ بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مردے جی اٹھیں و۷۱ فرمایا تو تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ۞ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۞ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ اِلَّا

ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے و۷۲ بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر

عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۞ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۞ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ

جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں و۷۳ مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو

تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۞ اِنْ

ان میں تیری راہ چلے ان سب سے تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ بدلہ اور میں نہیں اپنے آپ کو بنانے والا یہ تو

ع ۵ ۱۴

هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾

ایک فہمائش ہے سارے جہان والوں کو اور معلوم کرلوگے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے مدت کے بعد ﴿۴۷﴾

فَائِدَۃ: [۶۱] ملا اعلیٰ کیا ہے؟: ...... "ملأ اعلیٰ" (اُوپر کی مجلس) ملائکہ مقربین وغیرہم کی مجلس ہے جن کے توسط سے تدابیر الٰہیہ اور تصریفات کونیہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ یعنی ملأ اعلیٰ میں نظامِ عالم کے فنا و بقا کے متعلق جو تدبیریں یا بحثیں اور قیل وقال ہوتی ہے، مجھے اُس کی کیا خبر تھی جو تم سے بیان کرتا؟ اللہ تعالیٰ نے جن اجزاء پر مطلع فرمادیا وہ بیان کردیئے۔ جو کچھ کہتا ہوں اُسی کی وحی و اعلام سے کہتا ہوں۔ مجھ کو یہی حکم ملا ہے کہ سب کو اس آنے والے خوفناک مستقبل سے خوب کھول کھول کر آگاہ کردوں۔ رہا یہ کہ وہ وقت کب آئے گا اور قیامت کب قائم ہوگی؟ نہ انذار کے لیے اِس کی ضرورت ہے، نہ اس کی اطلاع کسی کو دی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ چند انبیاء علیہم السلام کے ایک اجتماع میں قیامت کا ذکر چلا کہ کب آئے گی، سب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حوالہ کیا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں، پھر سب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حوالہ کیا، اُن کی طرف سے بھی وہی جواب ملا، آخر سب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا، فرمایا: "وجه الساعة" (عین قیامت کے وقوع کی گھڑی) تو مجھے بھی معلوم نہیں، البتہ حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے، الحدیث۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا، فرمایا: "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" یعنی میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ معلوم ہوا کہ ملأ اعلیٰ میں قیامت کے متعلق اس قسم کی کچھ بحث و تکرار رہتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت مسائل ہیں جن میں ایک طرح کی تکرار اور قیل وقال ہوتی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ سے کئی مرتبہ سوال کرنا: "فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى؟" اور آپ ﷺ کا جواب دینا مذکور ہے، مگر وہاں کے مباحثات کا علم بجز وحی الٰہی کے اور کس طرح ہوسکتا ہے؟ یہی ذریعہ ہے جس سے اہلِ نار کے تخاصم پر آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی۔ اسی سے ملأ اعلیٰ کے اختصام کی خبر لگی اور جو تخاصم ابلیس کا آدم علیہ السلام کے معاملہ میں ہوا، جس کا ذکر آگے آتا ہے، وہ بھی اسی ذریعہ سے معلوم ہوا۔

فَائِدَۃ: [۶۲] ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ایک یہ بھی تکرار تھی فرشتوں کی جو بیان فرمایا۔"

فَائِدَۃ: [۶۳] حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق: ...... یعنی ڈھانچہ ٹھیک تیار کرکے اپنی طرف سے ایک روح پھونکوں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "کہ ﴿رُّوْحِيْ﴾ (اپنی جان) اس لیے فرمایا کہ آب و خاک سے نہیں بنی، عالمِ غیب سے آئی۔" کچھ مضمون روح کے متعلق سورۂ "بنی اسرائیل" (آیت: ۸۵) میں گزرا ہے۔ وہاں روح کی اس اضافت پر روشنی ڈالی گئی ہے، ملاحظہ کرلیا جائے۔

فَائِدَۃ: [۶۴] ...... یہ قصہ سورۂ "بقرہ، اعراف" وغیرہ کئی سورتوں میں گزر چکا۔ اعراف (آیت: ۱۲، ۱۳) کے فوائد میں ہم نے مفصل بحث کی ہے اُسے ایک مرتبہ دیکھ لیا جائے۔

فَائِدَۃ: [۶۵] ابلیس کی اصلیت: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ (ابلیس اصل سے) جن تھا جو اکثر خدا کے حکم سے منکر ہیں، لیکن اب (اپنی کثرتِ عبادت وغیرہ کے سبب سے) رہنے لگا تھا فرشتوں میں۔"

فَائِدَۃ: [۶۶] ہاتھ سے مراد کیا ہے؟ ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب (باطن) کے ہاتھ سے۔ اللہ غیب کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں دوسری طرح کی قدرت سے بناتا ہے، اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی۔" (سورۂ "مائدہ" میں پارۂ ششم کے ختم کے قریب ﴿بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ﴾ [آیت: ۶۴] کا فائدہ ملاحظہ کرلیا جائے) ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نعوت و صفات میں سلف کا مسلک ہی اقویٰ و احوط ہے۔

فائدہ: [۶۷] **ابلیس کا تکبر:** ...... یا جان بوجھ کر اپنے کو بڑا بنانا چاہا، یا واقع میں تو اپنا مرتبہ ہی اُونچا سمجھتا ہے۔

فائدہ: [۶۸] **مٹی کی آگ پر فضیلت:** ......سورۂ اعراف (آیت: ۱۲) میں اس کا بیان گزر چکا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''آگ ہے گرم پر جوش اور مٹی سرد ہے خاموش۔ ابلیس نے آگ کو اچھا سمجھا، اللہ نے اس مٹی کو پسند رکھا۔''

فائدہ: [۶۹] ......یعنی بہشت میں فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا، اب نکالا گیا۔

فائدہ: [۷۰] **ابلیس پر دائمی لعنت:** ......یعنی اُس وقت تک تیرے اعمال کی بدولت پھٹکار بڑھتی جائے گی۔ بعدہٗ کیا ہوگا؟ اُس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ آگے آتا ہے: ﴿لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ وہاں جو لعنت ہوگی، یہاں کی لعنتیں اُس کے سامنے گرد ہو جائیں گی۔

فائدہ: [۷۱] ......یعنی صور کے دوسرے نفخہ تک۔

فائدہ: [۷۲] ......یعنی پہلے نفخہ کے قریب تک، اُس کے بعد نہیں۔

فائدہ: [۷۳] ......یعنی میری سب باتیں سچی اور ٹھیک ہی ہوتی ہیں۔

فائدہ: [۷۴] **بے غرض نصیحت و خیر خواہی:** ......یعنی نصیحت سے غرض یہ ہے کہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کرو، شیطان لعین جو ازلی دشمن ہے اُس کی راہ مت چلو۔ نبیوں کا کہنا مانو جو تمہاری بھی خواہی کے لیے آئے ہیں۔ میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ یا معاوضہ نہیں مانگتا، نہ خواہ مخواہ اپنی طرف سے بنا کر کوئی بات کہتا ہوں۔ اللہ نے ایک فہمائش کی، وہ تمہارے تک پہنچا دی تھوڑی مدت کے بعد تم خود معلوم کر لو گے کہ جو خبریں دی گئیں، کہاں تک درست ہیں اور جو نصیحت کی گئی کیسی سچی اور مفید تھی۔

تمّت سورة ص بعون الله وحسن توفيقه ولله الحمد والمنّة

ایاتہا ۷۶ | ۳۹ سورۃ الزمر مکیۃ ۵۹ | رکوعاتہا ۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۝۱ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ

اتارنا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ف۱ میں نے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک، سو بندگی کر اللہ کی خالص

مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ۝۲ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا

کر کر اس کے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کے لیے ہے بندگی خالص ف۲ اور جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے

نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۬ؕ اِنَّ

حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف قریب کے درجہ میں بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا ان میں جس چیز میں وہ جھگڑتے

اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۝۳ لَوۡ اَرَادَ اللّٰہُ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصۡطَفٰی مِمَّا یَخۡلُقُ مَا

ہیں ف۳ البتہ اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا ف۴ اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلق میں سے جو کچھ چاہتا

یَشَآءُ ۙ سُبۡحٰنَہٗ ؕ ہُوَ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ ۝۴ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ۚ یُکَوِّرُ الَّیۡلَ

وہ پاک ہے ف۵ وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا ف۶ بنائے آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو ف۷ دن پر

عَلَی النَّہَارِ وَ یُکَوِّرُ النَّہَارَ عَلَی الَّیۡلِ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ

اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری ہوئی مدت پر، سنتا ہے

اَلَا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا وَ اَنۡزَلَ لَکُمۡ

وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف۸ بنایا تم کو ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا ف۹ اور اتارے تمہارے واسطے چوپاؤں

مِّنَ الۡاَنۡعَامِ ثَمٰنِیَۃَ اَزۡوَاجٍ ؕ یَخۡلُقُکُمۡ فِیۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِیۡ ظُلُمٰتٍ

سے آٹھ نر مادہ ف۱۰ بناتا ہے تم کو ماں کے پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے ف۱۱ تین اندھیروں کے بیچ ف۱۲

وقف لازم

ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ⑥

وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو [۱۳]

فَائِدَة: [۱] ...... چونکہ زبردست ہے اِس لیے اس کتاب کے احکام پھیل کر اور نافذ ہو کر رہیں گے، کوئی مقابل و مزاحم اس کے شیوع و نفاذ کو روک نہیں سکتا۔ اور حکیم ہے اس لیے دنیا کی کوئی کتاب اُس کی خوبیوں اور حکمتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

فَائِدَة: [۲] عمل میں اخلاص: ...... یعنی حسب معمول اللہ کی بندگی کرتے رہیئے جو شوائب شرک وریا وغیرہ سے پاک ہو، اسی کی طرف قولاً و فعلاً لوگوں کو دعوت دیجئے اور اعلان کر دیجئے کہ اللہ اُسی بندگی کو قبول کرتا ہے جو خالص اُسی کے لیے ہو، عمل خالی از اخلاص کی اللہ کے ہاں کچھ پوچھ نہیں۔

فَائِدَة: [۳] مشرکین کی شرک کے لئے حیلہ بازی: ...... عموماً مشرک لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ ان چھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش کر کے ہم بڑے خدا سے نزدیک ہو جائیں گے اور وہ ہم پر مہربانی کرے گا، جس سے ہمارے کام بن جائیں گے۔ اس کا جواب دیا کہ ان لچر پوچ حیلوں سے توحید خالص میں جو جھگڑے ڈال رہے ہو، اور اہل حق سے اختلاف کر رہے ہو اس کا عملی فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگے چل کر ہو جائے گا۔

فَائِدَة: [۴] ...... یعنی جس نے دل میں یہی ٹھان لی کہ کبھی سچی بات کو نہ مانوں گا، جھوٹ اور ناحق ہی پر ہمیشہ اڑا رہوں گا، منعم حقیقی کو چھوڑ کر جھوٹے محسنوں ہی کی بندگی کروں گا، اللہ کی عادت ہے کہ ایسے بد باطن کو فوز و کامیابی کی راہ نہیں دیتا۔

فَائِدَة: [۵] اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرنے والوں کا رد: ...... یہاں سے اُن کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرتے ہیں، جیسا کہ نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ساتھ ہی تین خداؤں میں کا ایک خدا مانتے ہیں، یا عرب کے بعض قبائل فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال اللہ یہ ارادہ کرتا کہ اس کی کوئی اولاد ہو تو ظاہر ہے وہ اپنی مخلوق ہی میں سے کسی کو اس کام کے لیے چنتا، کیونکہ دلائل سے ثابت ہو چکا کہ ایک خدا کے سوا جو کوئی چیز ہے سب اُسی کی مخلوق ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مخلوق اور خالق میں کسی درجہ میں بھی نوعی یا جنسی اشتراک نہیں، پھر ایک دوسرے کا باپ یا بیٹا کیسے بن سکتا ہے؟ اور جب مخلوق و خالق میں یہ رشتہ محال ہے تو اللہ کی طرف سے ایسا ارادہ کرنا بھی محال ہوگا۔ علاوہ بریں فرض کیجئے! یہ چیز محال نہ ہوتی تب بھی فرشتوں کو بیٹیاں بنانا تو کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا تھا۔ جب مخلوق میں سے انتخاب کی ٹھہرتی تو اس کا کیا مطلب کہ خدا اپنے لیے گھٹیا چیز انتخاب کرتا اور بڑھیا اولاد بچن چن کر تمہیں دے دیتا۔

فَائِدَة: [۶] اللہ تعالیٰ مجبور نہیں لہٰذا اولاد کی کیا ضرورت؟ ...... یعنی ہر چیز اُس کے سامنے دبی ہوئی ہے اُس پر کسی کا دباؤ نہیں، نہ کسی چیز کی اُسے حاجت، پھر اولاد بنانا آخر کس غرض سے ہوگا؟

فَائِدَة: [۷] اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے: ...... مغرب کے وقت مشرق کی طرف دیکھو، معلوم ہوگا کہ اُفق سے ایک چادر تاریکی کی اُٹھتی ہوئی چلی آرہی ہے اور اپنے آگے سے دن کی روشنی کو مغرب کی طرف صف کی طرح لپیٹتی جاتی ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے وقت نظر آتا ہے کہ دن کا اُجالا رات کی ظلمت کو مشرق سے ڈھکیلتا ہوا آرہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "ایک پر دوسرا چلا آتا ہے، توڑ نہیں پڑتا۔"

فَائِدَة: [۸] اللہ تعالیٰ کی بردباری: ...... یعنی اسی زبردست قدرت سے یہ انتظام قائم کیا اور تھام رکھا ہے، لوگوں کی گستاخیاں اور

شرارتیں تو ایسی ہیں کہ سب نظام درہم برہم کر دیا جائے لیکن وہ بڑا بخشنے والا اور درگزر کرنے والا ہے، اپنی شان عفو ومغفرت سے ایک دم ایسا نہیں کرتا۔

فائدہ:[۹]......یعنی آدم علیہ السلام اور ان کا جوڑا حضرت حواء رضی اللہ عنہا۔

فائدہ:[۱۰] انسان کے فائدے کے لئے جانوروں کی تخلیق:......یعنی تمہارے نفع اٹھانے کے لیے چوپایوں میں آٹھ نر و مادہ پیدا کیے: اُونٹ، گائے، بھیڑ، بکری جن کا ذکر سورۂ ''انعام'' (آیت: ۱۴۴) میں گزر چکا۔

فائدہ:[۱۱] تخلیق انسان میں تدریج:......یعنی بتدریج پیدا کیا، مثلاً نطفہ سے علقہ بنایا، علقہ سے مضغہ بنایا، پھر ہڈیاں بنائیں اور ان پر گوشت منڈھا، پھر روح پھونکی۔

فائدہ:[۱۲] تین اندھیرے:......ایک پیٹ، دوسرا رحم، تیسری جھلی جس کے اندر بچہ ہوتا ہے۔ وہ جھلی بچہ کے ساتھ نکلتی ہے۔

فائدہ:[۱۳] کوئی اور معبود کیسے ہوسکتا ہے؟......یعنی جب خالق، رب، مالک اور ملک وہی ہے تو معبود اس کے سوا کون ہوسکتا ہے؟ خدائے واحد کے لئے ان صفات کا اقرار کرنے کے بعد دوسرے کی بندگی کیسی؟ مطلب کے اتنا قریب پہنچ کر کدھر پھرے جاتے ہو؟

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ

اگر تم منکر ہوگے تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا ف ۱۴ اور اگر اس کا حق مانو گے تو اس کو تمہارے لیے، پسند

لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

کرے گا ف ۱۵ اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ف ۱۶ پھر اپنے رب کی طرف تم کو پھر جانا ہے تو وہ جتلائے گا

تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ

تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اس کو خبر ہے دلوں کی بات کی ف ۱۷ اور جب آ لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر

ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن

اس کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے بھول جائے اس کو کہ جس کے لیے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کے برابر اوروں

سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ

کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے ف ۱۸ تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں، تو ہے دوزخ والوں میں ف ۱۹ بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہوا

سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ

ہے رات کی گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہربانی کی تو کہہ

وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے ف ۲۰ تو کہہ اے بندو میرے ف ۲۱ جو یقین لائے ہو

ع ۱۵

رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى

ڈرو اپنے رب سے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا میں ان کے لیے بھلائی ہے ف۲۲ اور زمین اللہ کی کشادہ ہے صبر کرنے

الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾

والوں ہی کو ملتا ہے ان کا ثواب بے شمار ف۲۳ تو کہہ مجھ کو حکم ہے کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اس کے لیے بندگی

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾

اور حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار ف۲۴

فائدہ: [۱۴] **کفر کی صورت میں کافر کا اپنا نقصان ہے:**...... یعنی کافر بن کر اُس کے انعامات وحقوق کا انکار کرو گے تو تمہارا ہی نقصان ہے، اُس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ کفر سے راضی نہیں، اپنے بندوں کے کافر و منکر بننے سے ناخوش ہوتا ہے اور اس چیز کو اُن کے لیے ناپسند کرتا ہے۔

فائدہ: [۱۵]...... یعنی بندے اُس کا حق مان کر مطیع و شکر گزار بنیں، یہ بات اُس کو پسند ہے، جس کا نفع اُن ہی کو پہنچتا ہے۔

فائدہ: [۱۶] **جو کرے گا وہی بھرے گا؟**...... یعنی ناشکری کوئی کرے اور پکڑا کوئی جائے، ایسا اندھیر اُس کے یہاں نہیں، جو کرے گا سو بھرے گا۔

فائدہ: [۱۷] **اللہ تعالیٰ کے علم سے کچھ باہر نہیں:**...... یعنی وہاں جا کر سب کے اچھے برے عمل سامنے رکھ دیئے جائیں گے، کوئی چھوٹا بڑا کام گم نہ ہوگا، کیونکہ خدا کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں، دلوں کی تہ میں جو بات چھپی ہوئی ہو اُسے بھی جانتا ہے۔

فائدہ: [۱۸] **انسانی طبیعت کی دورخی:**...... یعنی انسان کی حالت عجیب ہے، مصیبت پڑنے پر تو ہمیں یاد کرتا ہے، کیونکہ دیکھتا ہے کوئی مصیبت کو ہٹانے والا نہیں، پھر جہاں اللہ کی مہربانی سے ذرا آرام و اطمینان نصیب ہوا، معاً وہ پہلی حالت بھول جاتا ہے جس کے لیے ابھی ابھی ہم کو پکار رہا تھا۔ عیش و تنعم کے نشہ میں ایسا مست و غافل ہو جاتا ہے، گویا کبھی ہم سے واسطہ ہی نہ تھا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو دوسرے جھوٹے اور من گھڑت خداؤں کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے اور اُن کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو خدائے واحد کے ساتھ کرنا چاہئے تھا۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

فائدہ: [۱۹]...... یعنی اچھا کافر رہ کر چند روز یہاں اور عیش اُڑا لے، اور خدا نے جب تک مہلت دے رکھی ہے، دنیا کی نعمتوں سے تمتع کرتا رہ اس کے بعد تجھے دوزخ میں رہنا ہے، جہاں سے کبھی چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔

فائدہ: [۲۰] **نیک اور بدبخت برابر نہیں:**...... یعنی جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا، کبھی اُس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا، کبھی سجدہ میں گرا، ایک طرف آخرت کا خوف اُس کے دل کو بے قرار کیے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت نے ڈھارس بندھا رکھی ہے۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اُوپر ہوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے اور جہاں مصیبت کی گھڑی ٹلی خدا کو چھوڑ بیٹھا، دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو تو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل یا سمجھدار اور بیوقوف میں کچھ فرق نہ رہا، مگر اس بات کو بھی وہی سوچتے سمجھتے ہیں، جن کو اللہ نے عقل دی ہے۔

فائدہ: [۲۱]...... یعنی اللہ کی طرف سے یہ پیام پہنچا دو۔

فائدہ:[۲۲] نیکوں کے لئے بھلائی ہے:...... یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی، آخرت میں اُس کے لیے بھلائی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس نے نیکی کی، اُس کو آخرت سے پہلے اسی دنیا میں بھلائی ملے گی ظاہری یا باطنی۔

فائدہ:[۲۳] اچھی راہ پر چلنے کے لئے ہجرت کی ترغیب:...... یعنی اگر ایک ملک میں لوگ نیک راہ چلنے سے مانع ہوں تو خدا کی زمین کشادہ ہے، دوسرے ملک میں چلے جاؤ، جہاں آزادی سے اُس کے احکام بجالا سکو۔ بلاشبہ اس طرح ترکِ وطن کرنے میں بہت مصائب برداشت کرنا پڑیں گی اور طرح طرح کے خلافِ عادت وطبیعت امور پر صبر کرنا پڑے گا، لیکن یاد رہے کہ بے شمار ثواب بھی ملے گا تو صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا۔ اُس کے مقابلہ میں دنیا کی سب سختیاں اور تکلیفیں ہیچ ہیں۔

فائدہ:[۲۴] ...... چنانچہ آپ عالمِ شہادت میں اس اُمت کے لحاظ سے اور عالمِ غیب میں تمام اوّلین وآخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ﴿۱۴﴾

تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا ایک بڑے دن کے عذاب سے ف۲۵ تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اس کے واسطے

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ

اب تم پوجو جس کو چاہو اس کے سوا ف۲۶ تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ جو ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ

والوں کو قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے صریح ٹوٹا ف۲۷ ان کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور نیچے سے بادل ف۲۸

تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا

اس چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے بندوں میرے تو مجھ سے ڈرو ف۲۹ اور جو لوگ بچے شیطانوں

الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ

سے کہ ان کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف ان کے لیے ہے خوشخبری ف۳۰ سو تو خوشی سنا دے میرے بندوں کو جو سنتے

یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمْ اُولُوا

ہیں بات پھر چلتے ہیں اس پر جو اس میں نیک ہے ف۳۱ وہی ہیں جن کو راستہ دیا اللہ نے اور وہی ہیں

الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ

عقل والے ف۳۲ بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا عذاب کا حکم بھلا تو خلاص کر سکے گا اس کو جو آگ میں پڑ چکا ف۳۳ لیکن جو ڈرتے

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّةٌ ۙ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ

ہیں اپنے رب سے ان کے واسطے ہیں جھروکے ان کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے ف۳۴ ان کے نیچے بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہو چکا اللہ کا

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ

اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی چشموں میں زمین کے ف۳۵

ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ

پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتے اس پر ف۳۶ پھر آئے تیاری پر تو تو دیکھے اس کا رنگ زرد، پھر کر ڈالتا ہے

ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع ۱۲/۱۶

اس کو چورا چورا بے شک اس میں نصیحت ہے عقل مندوں کے واسطے ف۳۷

فائدۃ:[۲۵]...... یعنی مجھ جیسا معصوم و مقرب بھی اگر بفرض محال نافرمانی کرے تو اُس دن کے عذاب سے مامون نہیں، تا بدیگراں چہ رسد۔

فائدۃ:[۲۶]...... یعنی میں تو خدا کے حکم کے موافق نہایت اخلاص سے اُسی اکیلے کی بندگی کرتا ہوں، تم کو اختیار ہے جس کی چاہو پوجا کرتے پھرو۔ ہاں! اتنا سوچ لینا کہ انجام کیا ہوگا، آگے اُسے کھولتے ہیں۔

فائدۃ:[۲۷] نقصان اٹھانے والے:...... یعنی مشرکین نہ اپنی جان کو عذابِ الٰہی سے بچا سکے، نہ اپنے گھر والوں کو، سب کو جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا، اس سے زیادہ خسارہ کیا ہوگا؟

فائدۃ:[۲۸]...... یعنی ہر طرف سے آگ محیط ہوگی، جیسے گھٹا چھا جاتی ہے۔

فائدۃ:[۲۹]...... یعنی سمجھ لو! یہ چیز ڈرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اللہ کے غضب سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔

فائدۃ:[۳۰]...... یعنی جنہوں نے شیطانوں کا کہنا نہ مانا اور سب شرکاء سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع ہوئے ان کے لیے ہے بڑی بھاری خوشخبری۔

فائدۃ:[۳۱] اللہ تعالیٰ کی طرف میلان رکھنے والے:...... یعنی سب طرح کی باتیں سنتے ہیں، پھر اُن میں جو بات اچھی ہو اُس پر چلتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خدا کی بات سنتے ہیں اور اُس میں جو ہدایات اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں اُن پر عمل کرتے ہیں، مثلاً ایک چیز رخصت و اباحت کی سنی، دوسری عزیمت کی تو عزیمت کی طرف جھپٹتے ہیں، رخصتوں کا تتبع نہیں کرتے۔ یا یوں ترجمہ کرو کہ اللہ کا کلام سن کر اُس کی بہترین باتوں کا اتباع کرتے ہیں، کیونکہ اُس کی ساری باتیں بہتر ہی ہیں۔ کذا قال المفسرون۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور طرح اس کا مطلب بیان کیا ہے: "چلتے ہیں اُس کے نیک پر، یعنی حکم پر چلنا، کہ اُس کو کرتے ہیں اور منع پر چلنا، کہ اُس کو نہیں کرتے۔ اُس کا کرنا نیک ہے، اس کا نہ کرنا نیک ہے۔"

فائدۃ:[۳۲]...... یعنی کامیابی کا راستہ ان ہی کو ملا ہے، کیونکہ انہوں نے عقل سے کام لے کر توحید خالص اور انابت الی اللہ کا راستہ اختیار کیا۔

فائدۃ:[۳۳] ازلی شقاوت والے راہ راست پر نہیں آسکتے:...... یعنی جن پر اُن کی ضد و عناد اور بداعمالیوں کی بدولت عذاب کا حکم ثابت ہو چکا، کیا وہ کامیابی کا راستہ پا سکتے ہیں؟ بھلا ایسے بدبختوں کو جو شقاوتِ ازلی کے سبب آگ میں گر چکے ہوں، کون آدمی راہ پر لا سکتا ہے اور کون آگ سے نکال سکتا ہے؟

فائدۃ:[۳۴]...... یہ جنت کے درجات کی طرف اشارہ ہوا اور یہ کہ وہ سب تیار ہیں، نہ یہ کہ قیامت کے روز تیار کیے جائیں گے۔

فائدۃ:[۳۵]...... یعنی بارش کا پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسام میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے۔ باقی اگر

چشموں کے حدوث کا کوئی اور سبب بھی ہو، اُس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی۔

فائدہ:[۳۶]...... یا مختلف قسم کی کھیتیاں، مثلاً گیہوں، چاول وغیرہ۔

فائدہ:[۳۷] عقلمندوں کے لئے سامانِ نصیحت:...... یعنی عقلمند آدمی کھیتی کا حال دیکھ کر نصیحت حاصل کرتا ہے کہ جس طرح اس کی رونق اور سرسبزی چند روزہ تھی، پھر چورا چورا کیا گیا، یہی حال دنیا کی چہل پہل کا ہوگا۔ چاہیے کہ آدمی اس کی عارضی بہار پر مفتون ہو کر انجام سے غافل نہ ہو جائے، جیسے کھیتی مختلف اجزاء سے مرکب ہے، مثلاً اُس میں دانہ ہے جو آدمیوں کی غذا بنتا ہے اور بھوسہ بھی ہے جو جانوروں کا چارہ بنتا ہے اور ہر ایک جزء سے منتفع ہونا بدون اس کے ممکن نہیں کہ دوسرے اجزاء سے اُس کو الگ کریں اور اپنے اپنے ٹھکانہ پر پہنچائیں۔ اسی طرح دنیا کو سمجھ لو کہ اس میں نیکی بدی، راحت تکلیف وغیرہ سب ملی جلی ہیں، ایک وقت آئے گا کہ یہ کھیتی کٹے اور خوب چورا چورا کی جائے، پھر اُس میں سے ہر ایک جزء کو اُس کے مناسب ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے، نیکی اور راحت اپنے مرکز و مستقر پر پہنچ جائے اور بدی یا تکلیف اپنے خزانہ میں جا ملے۔ غرض کھیتی کے مختلف احوال دیکھ کر عقلمند لوگ، بہت مفید سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ نیز مضمونِ آیت میں ادھر بھی اشارہ ہوگیا کہ جس خدا نے آسمانی بارش سے زمین میں چشمے جاری کر دیئے وہی جنت کے محلات میں نہایت قرینہ کے ساتھ نہروں کا سلسلہ جاری کر دے گا۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ

بھلا جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے سو وہ روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے، سو خرابی ہے ان کو جن کے دل سخت ہیں

ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ

اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح ف ۳۸ اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب ف ۳۹ آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی ف ۴۰

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر ف ۴۱

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ

یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سمجھانے والا ف ۴۲ بھلا ایک وہ

بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾

جو روکتا ہے اپنے منہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے ف ۴۳

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پھر پہنچا ان پر عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو خیال بھی نہ تھا پھر چکھائی ان کو اللہ نے

الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی ف ۴۴ اور ہم نے بیان کی

وقف لازم

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۷

لوگوں کے واسطے اس قرآن میں سب چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں

فَائِدَہ:[۳۸] قبول اسلام کے معاملہ میں شرح صدر اور تنگ دلی برابر نہیں:......یعنی دونوں برابر کہاں ہو سکتے ہیں؟ ایک وہ جس کا سینہ اللہ نے قبول اسلام کے لیے کھول دیا، نہ اُسے اسلام کے حق ہونے میں کچھ شک وشبہ ہے، نہ احکام اسلام کی تسلیم سے انقباض، حق تعالیٰ نے اُس کو توفیق وبصیرت کی ایک عجیب روشنی عطا فرمائی، جس کے اُجالے میں نہایت سکون واطمینان کے ساتھ اللہ کے راستہ پر اُڑا چلا جارہا ہے۔ دوسرا وہ بدبخت جس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو، نہ کوئی نصیحت اُس پر اثر کرے، نہ خیر کا کوئی قطرہ اُس کے اندر گھسے، کبھی خدا کی یاد کی توفیق نہ ہو، یوں ہی اوہام واہواء اور رسوم وتقلید آباء کی اندھیریوں میں بھٹکتا پھرے۔

فَائِدَہ:[۳۹]......یعنی دنیا میں کوئی بات اس کتاب کی باتوں سے بہتر نہیں۔

فَائِدَہ:[۴۰] احسن الحدیث اور مثانی کا مطلب:......یعنی صحیح، صادق، مضبوط، نافع معقول اور فصیح وبلیغ ہونے میں کوئی آیت کم نہیں، ایک دوسری سے ملتی جلتی ہے، مضامین میں کوئی اختلاف وتعارض نہیں، بلکہ بہت سی آیات کے مضامین ایسے متشابہ واقع ہوئے ہیں کہ ایک آیت کو دوسری کی طرف لوٹانے سے صحیح تفسیر معلوم ہو جاتی ہے: القران یفسر بعضہ بعضاً۔ اور ﴿مَّثَانِيَ﴾ یعنی دہرائی ہوئی کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے احکام اور مواعظ وقصص کو مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے، تا اچھی طرح دلنشین ہو جائیں، نیز تلاوت میں بار بار آیتیں دہرائی جاتی ہیں۔ اور بعض علماء نے ''متشابہ'' و ''مثانی'' کا مطلب یہ لیا ہے کہ بعض آیات میں ایک ہی طرح کے مضمون کا سلسلہ دُور تک چلا جاتا ہے، وہ متشابہ ہوئیں، اور بعض جگہ ایک نوعیت کے مضمون کے ساتھ دوسرے جملہ میں اُس کے مقابل کی نوعیت کا مضمون بیان کیا جاتا ہے، مثلاً: ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝﴾ [انفطار: ۱۳ تا ۱۴] یا ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝﴾ [حجر: ۴۹ تا ۵۰] یا ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝﴾ [آل عمران: ۳۰] ایسی آیات کو مثانی کہیں گے کہ ان میں دو مختلف قسم کے مضمون بیان ہوئے۔

فَائِدَہ:[۴۱] کلام الٰہی کے اثرات:......یعنی کتاب اللہ سن کر اللہ کے خوف اور اُس کے کلام کی عظمت سے اُن کے دل کانپ اُٹھتے ہیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ کہ خوف ورُعب کی کیفیت طاری ہو کر اُن کا قلب و قالب اور ظاہر و باطن اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے اور اللہ کی یاد اُن کے بدن اور رُوح دونوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے، یہ حال اقویائے کاملین کا ہوا۔ اگر کبھی ضعفاء وناقصین پر دوسری قسم کی کیفیات واحوال طاری ہو جائیں، مثلاً غشی، یا صعقہ وغیرہ تو اُس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی اور نہ اِن کی تفضیل اُن پر لازم آتی ہے، بلکہ اس طرح از خود رفتہ اور بے قابو ہو جانا عموماً وارد کی قوت اور مورد کے ضعف کی دلیل ہے۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث بیان کرتے وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر اس قسم کے بعض احوال کا طاری ہونا مصرح ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۴۲]......یعنی جس کے لیے حکمتِ الٰہی مقتضی ہو اس طرح کامیابی کے راستے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس شان سے منزل مقصود کی طرف لے چلتے ہیں۔ اور جس کو سوء استعداد کی وجہ سے خدا تعالیٰ ہدایت کی توفیق نہ دے، آگے کون ہے جو اُس کی دستگیری کر سکے؟

فَائِدَہ:[۴۳] مومن اور کافر برابر نہیں:......آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے سے کوئی حملہ ہو تو ہاتھوں پر روکتا ہے، لیکن محشر میں

ظالموں کے ہاتھ بندھے ہوں گے، اس لیے عذاب کی تھپیڑیں سیدھی منہ پر پڑیں گی۔ تو ایسا شخص جو بدترین عذاب کو اپنے منہ پر روکے اور اس سے کہا جائے کہ اب اس کام کا مزہ چکھ جو دنیا میں کیے تھے، کیا اُس مومن کی طرح ہوسکتا ہے جسے آخرت میں کوئی تکلیف اور گزند پہنچنے کا اندیشہ نہیں، اللہ کے فضل سے مطمئن اور بے فکر ہے؟ ہرگز نہیں۔

فائدۃ:[۴۴]...... یعنی بہت قومیں تکذیبِ انبیاء کی بدولت دنیا میں ہلاک اور رسوا کی جاچکی ہیں اور آخرت کا اشد عذاب جوں کا توں رہا، تو کیا موجودہ مکذبین مطمئن ہیں کہ اُن کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جائے گا؟ ہاں! سمجھ ہوتی تو کچھ فکر کرتے۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ

قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تاکہ وہ بچ کر چلیں ف ۴۵ اللہ نے بتلائی ایک مثل ایک مرد ہے کہ اس میں شریک ہیں

مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

کئی ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل ف ۴۶ سب خوبی اللہ کے لیے ہیں پر وہ بہت لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع ۱۷

سمجھ نہیں رکھتے ف ۴۷ بے شک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں پھر مقرر تم قیامت کے دن اپنے رب کے آگے جھگڑو گے ف ۴۸

فائدۃ:[۴۵] قرآن نے سمجھانے اور وضاحت میں کوئی کمی نہیں کی:...... یعنی اُن کا نہ سمجھنا اپنی غفلت اور حماقت سے ہے، قرآن کے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں، قرآن تو بات بات کو مثالوں اور دلیلوں سے سمجھاتا ہے، تا لوگ اُن میں دھیان کر کے اپنی عاقبت درست کریں۔ قرآن ایک صاف عربی زبان کی کتاب ہے جو اُس کے مخاطبین اولین کی مادری زبان تھی، اُس میں کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں، سیدھی اور صاف باتیں ہیں، جن کو عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ کسی طرح کا اختلال اور کجی اُس کے مضامین یا عبارت میں نہیں۔ جن باتوں کو منوانا چاہتا ہے، نہ اُن کا ماننا مشکل، اور جن چیزوں پر عمل کرانا چاہتا ہے نہ اُن پر عمل کرنا محال، غرض یہ ہے کہ لوگ بہ سہولت اُس سے مستفید ہوں، اعتقادی و عملی غلطیوں سے بچ کر چلیں اور صاف صاف نصیحتیں سن کر اللہ سے ڈرتے رہیں۔

فائدۃ:[۴۶] شرک اور توحید کی ایک حسی مثال:...... یعنی کئی حصہ دار ایک غلام یا نوکر میں شریک ہیں اور ہر حصہ دار اتفاق سے کج خلق، بے مروت اور سخت ضدی واقع ہوا ہے، چاہتا ہے کہ غلام تنہا اُس کے کام میں لگا رہے، دوسرے شرکاء سے سروکار نہ رکھے۔ اس کھینچ تان میں ظاہر ہے غلام سخت پریشان اور پراگندہ دل ہوگا، برخلاف اُس کے جو غلام پورا ایک کا ہو، اُسے ایک طرح کی یکسوئی اور طمانیت حاصل ہوگی اور کئی آقاؤں کو خوش رکھنے کی کشمکش میں گرفتار نہ ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں غلام برابر نہیں ہوسکتے، اسی طرح مشرک اور موحد کو سمجھ لو، مشرک کا دل کئی طرف بٹا ہوا ہے اور کتنے ہی جھوٹے معبودوں کو خوش رکھنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کے برخلاف موحد کی کل توجہات وخیالات اور دوادوش کا ایک مرکز ہے، وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اُس کے خوش رکھنے کی فکر میں ہے اور سمجھتا ہے کہ اُس کی خوشنودی کے بعد کسی کی خوشنودی کی ضرورت نہیں۔ اکثر مفسرین نے اس مثال کی تقریر اسی طرح کی ہے، مگر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''ایک غلام جو کئی کا ہو، کوئی اُس کو اپنا نہ سمجھے تو اُس کی پوری خبر نہ لے، اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو، وہ اُس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے۔ یہ مثال ہے اُن کی جو ایک رب کے بندے ہیں، اور جو کئی رب کے بندے ہیں۔''

فَائِدَة: [۴۷]......یعنی سب خوبی اللہ کے لیے ہے کہ کیسے اعلیٰ مطالب وحقائق کو کیسی صاف اور دلنشین امثال وشواہد سے سمجھا دیتے ہیں، مگر اس پر بھی بہت بدنصیب ایسے ہیں جو ان واضح مثالوں کے سمجھنے کی توفیق نہیں پاتے۔

فَائِدَة: [۴۸]......یعنی جیسے مشرک اور موحد میں جو اختلاف ہے، اُس کا اثر قیامت کے دن علی رؤس الاشہاد ظاہر ہوگا، جس وقت پیغمبر اور اُمتی سب اکٹھے کیے جائیں گے اور کفار، انبیاء اور مؤمنین کے مقابلہ میں جھگڑے اور حجتیں نکالیں گے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی اور زمین وآسمان کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا'' کہ اس ادّعاء میں جھوٹے ہیں۔ اسی طرح دوسرے تمام جھگڑوں کا فیصلہ بھی اُس دن پروردگار کے سامنے ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ لفظ ''اختصام'' کو عام رکھا جائے، تا احادیث وآثار کے خلاف نہ ہو۔

............☆☆☆......الحمد اللہ تیئسوں پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

٢٤ الجزء

پارہ نمبر: ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

پھر اس سے ظالم زیادہ کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس کے پاس، کیا نہیں دوزخ میں

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

ٹھکانا منکروں کا ف۴۹ اور جو لے کر آیا سچی بات اور سچ مانا جس نے اس کو، وہی لوگ ہیں ڈر والے ف۵۰ ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا تاکہ اتار دے اللہ ان پر سے برے کام جو انہوں نے کئے تھے اور بدلہ میں

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ

دے ان کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ کرتے تھے ف۵۱ کیا اللہ بس نہیں اپنے بندوں کو اور تجھ کو ڈراتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ

ان سے جو اس کے سوا ہیں اور جس کو راہ بھلائے اللہ تو کوئی نہیں اس کو راہ دینے والا اور جس کو راہ سجھائے اللہ تو کوئی نہیں اس کو بھلانے والا

اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

کیا نہیں ہے اللہ زبردست بدلہ لینے والا ف۵۲ اور جو تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ

تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھول دیں تکلیف اس کی ڈالی ہوئی یا

اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

وہ چاہے مجھ پر مہربانی تو وہ ایسے ہیں کہ روک دیں اس کی مہربانی کو تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے ف۵۳

فائدہ: [۴۹] سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے:...... اللہ پر جھوٹ بولا یعنی اُس کے شریک ٹھہرائے، یا اولاد تجویز کی، یا وہ صفات اُس کی طرف منسوب کیں جو واقع میں اُس کے لائق نہ تھیں۔ اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اُس کے پاس، یعنی انبیاء علیہم السلام

جو سچی باتیں خدا کی طرف سے لائے اُن کو سنتے ہی جھٹلانے لگا، سوچنے سمجھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔ بلاشبہ جو شخص سچائی کا اتنا دشمن ہو اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے اور ایسے ظالموں کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا؟ عموماً مفسرین نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے، مگر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اگر نبی نے (معاذ اللہ) جھوٹ خدا کا نام لیا تو اُس سے برا کون؟ اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے برا کون؟'' (گویا من کذب علی اللہ اور ﴿كَذَّبَ بِالصِّدْقِ﴾ الآیۃ میں آتا ہے)۔

فائدہ: [۵۰] **خدا سے ڈرنے والوں کی شان:**...... یعنی خدا سے ڈرنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ سچی بات لائیں، ہمیشہ سچ کہیں، اور سچ کی تصدیق کریں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جو سچی بات لے کر آیا وہ نبی، اور جس نے سچ مانا وہ مومن ہے۔'' (گویا دونوں جملوں کا مصداق علیحدہ ہے)

فائدہ: [۵۱]...... یعنی اللہ تعالیٰ متقین محسنین کو اُن کے بہتر کاموں کا بدلہ دے گا اور غلطی سے جو برا کام ہو گیا ہو معاف کرے گا۔

تنبیہ:...... شاید ﴿اَسْوَاَ﴾ اور ''احسن'' (صیغۂ تفضیل) اس لیے اختیار فرمایا کہ بڑے درجہ والوں کی ادنیٰ بھلائی اوروں کی بھلائیوں سے اور ادنیٰ برائی اوروں کی برائیوں سے بھاری سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۵۲] **مشرکین کی دھمکیوں کا جواب:**...... چند آیات پہلے ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ﴾ الآیۃ [زمر: ۲۹] میں شرک کا رد اور مشرکین کا جہل بیان کیا گیا تھا، اُس پر مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو! تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے اُن کو غصہ نہ دلاؤ، کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں۔ اُس کا جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا، اُسے ان عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ کیا اُس عزیز منتقم کی امداد و حمایت اُس کو کافی نہیں جو کسی دوسرے سے ڈرے یا لو لگائے۔ یہ بھی اِن مشرکین کا خبط و ضلال اور مستقل گمراہی ہے کہ خدائے واحد کے پرستار کو اس طرح کی گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ کرنا چاہیں، سچ تو یہ ہے کہ ٹھیک راستہ پر لگا دینا یا نہ لگانا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جب کسی شخص کو اُس کی بدتمیزی اور کجروی کی بنا پر اللہ تعالیٰ کامیابی کا راستہ نہ دے، وہ اسی طرح خبطی اور پاگل ہو جاتا ہے، اور موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی قوت بھی اُس میں نہیں رہتی۔ کیا اِن احمقوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ جو بندہ خداوندِ قدوس کی پناہ میں آ گیا، کونسی طاقت ہے جو اُس کا بال بیکا کر سکے۔ جو طاقت مقابل ہوگی پاش پاش کر دی جائے گی، غیرتِ خداوندی مخلص وفاداروں کا بدلہ لئے بدون نہ چھوڑے گی۔

فائدہ: [۵۳]...... یعنی ایک طرف تو خداوندِ قدوس جو خود تمہارے اقرار کے موافق تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے، دوسری طرف پتھر کی بے جان مورتیں یا عاجز مخلوق جو سب مل کر بھی خدا کی بھیجی ہوئی ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف و راحت کو اُس کی جگہ سے نہ ہٹا سکے۔ تم ہی بتاؤ، دونوں میں سے کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کو اپنی مدد کے لیے کافی سمجھا جائے؟ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی کہا تھا: ﴿اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ﴾ جس کا جواب حضرت ہود علیہ السلام نے یہ دیا: ﴿اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾﴾ [ہود: ۵۴ تا ۵۶] اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا: ﴿وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾﴾ [انعام: ۸۰، ۸۱]

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

تو کہہ اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لو گے کس پر آتی ہے آفت

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ

کہ اس کو رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر عذاب سدا رہنے والا ۵۴ ہم نے اتاری ہے تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے

اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ ع ۴

ساتھ، پھر جو کوئی راہ پر آیا، سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے برے کو اور تو ان کا ذمہ دار نہیں ۵۵ اللہ

يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا

کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا، اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ

جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو دھیان کریں ۵۶ کیا

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ

انہوں نے پکڑے ہیں اللہ کے سوا کوئی سفارش والے ۵۷ تو کہہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ سمجھ (تو بھی) ۵۸ تو کہہ اللہ کے

الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

اختیار میں ہے ساری سفارش، اسی کا راج ہے آسمان اور زمین میں پھر اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ۵۹ اور جب نام لیجئے خالص اللہ

وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ

کا رک جاتے ہیں دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے اس کے سوا اوروں کا تب وہ لگیں

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ

خوشیاں کرنے ۶۰ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے

تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِىْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے تھے ۶۱

فائدہ: [۵۴] **کامیاب کون؟** ...... یعنی عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ خدائے واحد کا بندہ غالب آتا ہے یا صد ہا دروازوں کے بھکاری کامیاب ہوتے ہیں۔ واقعات جلد بتا دیں گے کہ جو بندہ اللہ کی حمایت اور پناہ میں آیا اُس کا مقابلہ کرنے والے آخر کار سب ذلیل و خوار ہوئے۔

تنبیہ: "عذاب":...... ﴿عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ﴾ سے دنیا کا اور ﴿عَذَابٌ مُّقِیْمٌ﴾ سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۵۵] آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف پہنچانا ہے:...... یعنی تیری زبان پر اس کتاب کے ذریعہ سے سچی بات نصیحت کی کہہ دی گئی اور دین کا راستہ ٹھیک بتلا دیا گیا، آگے ہر ایک آدمی اپنا نفع نقصان سوچ لے، نصیحت پر چلے گا تو اُس کا بھلا ہے، ورنہ اپنا ہی انجام خراب کرے گا۔ تجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ زبردستی اُن کو راہ پر لے آئے، صرف پیغامِ حق پہنچا دینا آپ کا فرض تھا، وہ آپ نے ادا کر دیا۔ آگے معاملہ خدا کے سپرد کیجیے جس کے ہاتھ میں مارنا جلانا اور سلانا جگانا سب کچھ ہے۔

فائدہ:[۵۶] نیند اور موت:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر (واپس) بھیجتا ہے، یہی نشان ہے آخرت کا، معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں۔ اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے، مگر یہ جان وہ ہے جس کو (ظاہری) ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے سانس چلتی ہے اور نبضیں اُچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے، وہ دوسری ہے، وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی۔" (موضح القرآن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغوی نے نقل کیا ہے کہ "نیند میں روح نکل جاتی ہے، مگر اُس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے حیات باطل ہونے نہیں پاتی۔" (جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیند میں بھی وہی چیز نکلتی ہے جو موت کے وقت نکلتی ہے، لیکن تعلق کا انقطاع ویسا نہیں ہوتا جو موت میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۵۷] بتوں کی سفارش کا غلط عقیدہ:...... یعنی بتوں کی نسبت مشرکین دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اُن کے سفارشی ہیں، اُن ہی کی سفارش سے کام بنتے ہیں، اسی لیے اُن کی عبادت کی جاتی ہے۔ سو اوّل تو شفیع ہونے سے معبود ہونا لازم نہیں آتا، دوسرے شفیع بھی وہ بن سکتا ہے جسے اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہو اور صرف اس کے حق میں شفاعت کر سکتا ہے جس کو خدا پسند کرے۔ خلاصہ یہ کہ شفیع کا ماذون ہونا اور مشفوع کا مرتضیٰ ہونا ضروری ہے، یہاں دونوں باتیں نہیں، نہ اصنام (بتوں) کا ماذون ہونا ثابت ہے نہ کفار کا مرتضیٰ ہونا، لہٰذا اُن کا دعویٰ غلط ہوا۔

فائدہ:[۵۸]...... یعنی بتوں کو نہ اختیار ہے نہ سمجھ، پھر اُن کو شفیع ماننا عجیب ہے۔

فائدہ:[۵۹] جائز سفارش بھی اجازت پر منحصر ہے:...... یعنی فی الحال بھی زمین و آسمان میں اُسی کی سلطنت ہے اور آئندہ بھی اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، تو اُس کی اجازت و خوشنودی کے بغیر کس کی مجال ہے جو زبان ہلا سکے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی "اللہ کے رُوبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے، نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آئے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا۔"

فائدہ:[۶۰] صرف ایک اللہ کے ذکر پر مشرکین کی ناخوشی:...... مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے، لیکن اُس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثناء سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں! دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اُچھلنے لگتا ہے، جس کے آثار اُس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس! یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اُس کے علم کی لامحدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں، مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آ جائے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کر دی جائیں تو چہرے کھل پڑتے اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں، بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنے والا اُن کے نزدیک منکرِ اولیاء سمجھا جاتا ہے۔ فالی اللہ المشتکی وھو المستعان۔

فائدہ:[۶۱]...... یعنی جب ایسی موٹی باتوں میں بھی جھگڑے ہونے لگے اور اللہ کا اتنا وقار بھی دلوں میں باقی نہ رکھا تو اب تیرے ہی سے فریاد ہے، تو ہی ان جھگڑوں کا عملی فیصلہ فرمائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ

اور اگر گناہ گاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اس کے ساتھ تو سب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

دن قیامت کے اور نظر آئے ان کو اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا

کماتے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۶۲ سو جب آ لگتی ہے آدمی کو کچھ تکلیف ہم کو پکارنے لگتا ہے ف۶۳ پھر جب

خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

ہم بخشیں اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی ف۶۴ کوئی نہیں یہ جانچ ہے پر وہ بہت سے لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾

نہیں سمجھتے ف۶۵ کہہ چکے ہیں یہ بات ان سے اگلے پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو کماتے تھے

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

پھر پڑ گئیں ان پر برائیاں جو کمائی تھیں ف۶۶ اور جو گناہ گار ہیں ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو

كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے ف۶۷ اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ناپ کر دیتا ہے،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا

البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں ف۶۸ کہہ دے اے بندو میرے جنہوں نے کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر

تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی گناہ معاف کرنے والا مہربان ف۶۹

فائدہ: [۶۲] کافر آخرت میں جان کا فدیہ دینے کو تیار ہوں گے:...... یعنی جب قیامت کے دن ان اختلافات کا فیصلہ سنایا جائے گا، اُس وقت جو ظالم شرک کر کے خدا تعالیٰ کی شان گھٹاتے تھے اُن کا سخت برا حال ہوگا۔ اگر اُس روز فرض کیجئے کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد اُن کے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑا لیں، جو بدمعاشیاں دنیا میں کی تھیں سب ایک ایک کر کے اُن کے سامنے ہوں گی، اور ایسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا مزہ چکھیں گے جو کبھی اُن کے خیال و گمان میں بھی نہ گزرے تھے۔ غرض توحید خالص اور دین حق سے جو ٹھٹھا کرتے تھے اُس کا وبال پڑ کر رہے گا، اور جس عذاب کا مذاق اُڑایا کرتے تھے وہ

اُن پر اُلٹ پڑے گا۔

فائدہ:[۶۳] مصیبت کے وقت صرف اللہ یاد رہتا ہے:......یعنی جس کے ذکر سے چڑتا تھا مصیبت کے وقت اُسی کو پکارتا ہے اور جن کے ذکر سے خوش ہوتا تھا انہیں بھول جاتا ہے۔

فائدہ:[۶۴] اپنی اہلیت پر ناز:......یعنی قیاس یہی چاہتا تھا کہ یہ نعمت مجھ کو ملے، کیونکہ مجھ میں اس کی لیاقت تھی اور اُس کی کمائی کے ذرائع کا علم رکھتا تھا اور خدا کو میری استعداد و اہلیت معلوم تھی، پھر مجھے کیوں نہ ملتی؟ غرض اپنی لیاقت اور عقل پر نظر کی، اللہ کے فضل وقدرت پر خیال نہ کیا۔

فائدہ:[۶۵]......یعنی ایسا نہیں بلکہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ بندہ اُسے لے کر کہاں تک منعمِ حقیقی کو پہچانتا اور اُس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اگر ناشکری کی گئی تو یہی نعمت نقمت بن کر وبال جان ہوجائے گی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ جانچ ہے کہ عقل اُس کی دوڑنے لگتی ہے، تا اپنی عقل پر بہکے۔ وہی عقل رہتی ہے اور آفت آپہنچتی ہے'' پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔

فائدہ:[۶۶]...... چنانچہ قارون نے یہی کہا تھا، اُس کا جو حشر ہوا وہ پہلے گزر چکا۔ (القصص:۷۶)

فائدہ:[۶۷]......یعنی جیسے پہلے مجرموں پر اُن کی شرارتوں کا وبال پڑا، موجود الوقت مشرکین پر بھی پڑنے والا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہے گا، یہ رُوپوش ہو کر یا اور کسی تدبیر سے اُس کو تھکا نہیں سکتے۔

فائدہ:[۶۸] رزق کی تنگی یا کشادگی مقبولیت یا مردودیت کی دلیل نہیں:......یعنی دنیا میں محض روزی کا کشادہ یا تنگ ہونا کسی شخص کے مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی، نہ روزی کا ملنا کچھ عقل وذہانت اور علم ولیاقت پر منحصر ہے۔ دیکھ لو! کتنے بیوقوف یا بدمعاش چین اُڑا رہے ہیں، اور کتنے عقلمند اور نیک آدمی فاقے کھینچتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی عقل دوڑانے اور تدبیر کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا، پھر ایک کو روزی کشادہ ہے، ایک کو تنگ۔ جان لو کہ (صرف) عقل کا کام نہیں''۔ (کہ اپنے اُوپر روزی کشادہ کرلے) بلکہ یہ تقسیم رزاقِ حقیقی کی حکمت ومصلحت کے تابع اور اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

فائدہ:[۶۹] عام مغفرت کا اعلان:......یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگذر کی شانِ عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر کوئی ہو، آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہوجانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اُس کے لیے کوئی وجہ نہیں، کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کرسکتا ہے، کوئی اُس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا، پھر بندہ نااُمید کیوں ہو؟ ہاں! یہ ضرور ہے کہ اُس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کردی گئی کہ کفر وشرک کا جرم بدون توبہ کے معاف نہیں کرے گا، لہٰذا ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ کو ﴿لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ کے ساتھ مقید سمجھنا ضروری ہے کما قال تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [النساء:۱۱۶] اس تقیید سے یہ لازم نہیں آتا کہ بدون توبہ کے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹا بڑا قصور معاف ہی نہ کرسکے، اور نہ یہ مطلب ہوا کہ کسی جرم کے لیے توبہ کی ضرورت ہی نہیں، بدون توبہ کے سب گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ قید صرف مشیت کی ہے اور مشیت کے متعلق دوسری آیات میں بتلادیا گیا کہ وہ کفر وشرک سے بدون توبہ کے متعلق نہ ہوگی، چنانچہ آیت ہذا کی شانِ نزول بھی اس پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ اگلی آیت کے فائدہ سے معلوم ہوگا۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور رجوع ہوجاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔

وَاتَّبِعُوٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ

اور چلو بہتر بات پر جو اتری تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک اور تم

لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

کو خبر نہ ہو وا٧ کہیں کہنے لگے کوئی جی (شخص) اے افسوس اس بات پر کہ میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو

السّٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى

ہنستا ہی رہا وا٧ یا کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں وا٧ یا کہنے لگے جب دیکھے

الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِىْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِىْ فَكَذَّبْتَ بِهَا

عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں نیکی والوں میں و٧٤ کیوں نہیں پہنچ چکے تھے تیرے پاس میرے حکم، پھر تو نے ان کو جھٹلایا

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ

اور غرور کیا اور تو تھا منکروں میں و٧٥ اور قیامت کے دن تو دیکھے ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر

وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

کہ ان کے منہ ہوں سیاہ و٧٦ کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا و٧٧ اور بچائے گا اللہ ان کو جو ڈرتے رہے

بِمَفَازَتِهِمْ ۬ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾

ان کے بچاؤ کی جگہ نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں و٧٨

فائدہ: [٧٠] **توبہ کی طرف ترغیب:......** مغفرت کی امید دلا کر یہاں سے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا، یعنی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑو، اور اُس رب کریم کی طرف رجوع ہو کر اپنے کو بالکلیہ اسی کے سپرد کر دو، اُس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو، اور خوب سمجھ لو کہ حقیقت میں نجات محض اُس کے فضل سے ممکن ہے، ہمارا رجوع و انابت بھی بدون اُس کے فضل و کرم کے میسر نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا۔ جو کفار دشمنی میں لگے رہے تھے سمجھے کہ لاریب اُس طرف اللہ ہے۔ یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچھتائے، لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی؟ دشمنی کی، لڑائیاں لڑے اور کتنے خدا پرستوں کے خون کئے، تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے، ناامید مت ہو، توبہ کرو اور رجوع ہو، بخشے جاؤ گے، مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی اُس وقت کی توبہ قبول نہیں''۔ نہ اُس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔

فائدہ: [٧١] **عذاب سے پہلے با عمل بننے کی ہدایت:......** بہتر بات سے مراد قرآن کریم ہے۔ یعنی قرآنی ہدایات پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کر لو، ورنہ معائنۂ عذاب کے بعد کچھ تدارک نہ ہو سکے گا، نہ کوئی تدبیر بن پڑے گی۔ عذاب الٰہی

اس طرح ایک دم آ دبائے گا کہ خبر بھی نہ ہوگی، کہاں سے آ گیا؟

فائدۃ:[۷۲] گذشتہ بے عمل زندگی پر حسرت وندامت:...... یعنی اہواء ہوس، رسم وتقلید اور دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو کچھ سمجھا ہی نہیں۔ اس کے دین کی اور پیغمبروں کی اور جس ہولناک انجام سے پیغمبر ڈرایا کرتے تھے سب کی ہنسی اُڑاتا رہا، ان چیزوں کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ افسوس! خدا کے پہچاننے اور اس کا حق ماننے میں میں نے کس قدر کوتاہی کی جس کے نتیجہ میں آج یہ براوقت دیکھنا پڑا۔ (یہ بات کافر محشر میں کہے گا اور اگر آیت کا مضمون کفار وعصاۃ کو عام رکھا جائے تو "وان کنت لمن الساخرین" کے معنی "عَمِلْتُ عَمَلَ سَاخِرٍ مُسْتَهْزِئٍ" کے ہوں گے۔ کما فسّر بہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

فائدۃ:[۷۳] مجرمین کا بے عذر کار:...... جب حسرت وافسوس سے کام نہ چلے گا تو اپنا دل بہلانے کے لیے یہ عذر لنگ پیش کرے گا کہ کیا کہوں خدا نے مجھ کو ہدایت نہ کی، وہ ہدایت کرنا چاہتا تو میں بھی آج متقین کے درجہ میں پہنچ جاتا (اس کا جواب آگے آتا ہے ﴿بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ﴾ الآیۃ) اور ممکن ہے یہ کلام بطریق اعتذار واحتجاج نہ ہو، بلکہ محض اظہار یاس کے طور پر ہو، یعنی میں اپنی سوء استعداد اور بدتمیزی کی وجہ سے اس لائق نہ تھا کہ اللہ مجھ کو راہ دکھا کر منزل مقصود تک پہنچا دیتا، اگر مجھ میں اہلیت واستعداد ہوتی اور اللہ میری دستگیری فرماتا تو میں بھی آج متقین کے زمرہ میں شامل ہوتا۔

فائدۃ:[۷۴] دنیا میں دوبارہ لوٹائے جانے کی تمنا:...... جب حسرت اور اعتذار دونوں بیکار ثابت ہوں گے اور دوزخ کا عذاب آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اس وقت شدتِ اضطراب سے کہے گا کہ کسی طرح مجھ کو ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے تو دیکھو اَب میں کیسا نیک بن کر آتا ہوں۔

فائدۃ:[۷۵] دنیا میں دوبارہ لوٹایا جانا بھی بے فائدہ ہے:...... یعنی غلط کہتا ہے، کیا اللہ نے راہ نہیں دکھلائی تھی اور اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دے کر نہیں بھیجا تھا مگر تو نے تو اُن کی کوئی بات ہی نہیں سنی، جو کچھ کہا گیا غرور اور تکبر سے اُسے جھٹلاتا رہا، تیری شیخی قبولِ حق سے مانع رہی۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو ازل سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کرے گا اور تکبر وسرکشی سے پیش آئے گا، تیرے مزاج اور طبیعت کی افتاد ہی ایسی ہے۔ اگر ہزار مرتبہ دنیا کی طرف لوٹایا جائے تب بھی اپنی حرکات سے باز نہیں آ سکتا: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝٢٨﴾ [انعام:۲۸] ایسے لوگوں کی نسبت خدا کی عادت نہیں کہ اُن کو عروسِ کامیابی سے ہمکنار کرے۔

فائدۃ:[۷۶]...... اللہ کی طرف سے جو سچی بات آئے اُس کو جھٹلانا یہی اللہ پر جھوٹ بولنا ہے، کیونکہ جھٹلانے والا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے فلاں بات نہیں کہی حالانکہ واقع میں کہی ہے۔ اس جھوٹ کی سیاہی قیامت کے دن اُن کے چہروں پر ظاہر ہوگی۔

فائدۃ:[۷۷] کفار کی دو صفتیں:...... پہلے ﴿فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ﴾ میں دو صفتیں کافر کی بیان ہوئی تھیں: تکذیب جو مشتمل ہے کذب پر اور استکبار وغرور، یہاں بتلا دیا کہ کذب ودروغ سے اُن کے منہ کالے ہوں گے اور غرور وتکبر کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں۔

فائدۃ:[۷۸]...... یعنی اللہ تعالیٰ متقین کو اُن کے ازلی فوز وسعادت کی بدولت کامیابی کے اُس بلند مقام پر پہنچائے گا جہاں ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ اور ہر طرح کے فکر وغم سے آزاد ہوں۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝٦٢ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے | اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی

ع۱۱ ۶

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا

اور جو منکر ہوئے ہیں اللہ کی باتوں سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں ٹوٹے میں پڑے ف۷۹ تو کہہ اب اللہ کے سوا کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے

الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

نادانو ف۸۰ اور حکم ہو چکا ہے تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے شریک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے عمل

وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا نہیں بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والوں میں ف۸۱ اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا

قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ

کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اس کی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں اس کے داہنے ہاتھ میں، پاک ہے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

اور بہت اوپر ہے اس کے کہ شریک بتلاتے ہیں ف۸۳ اور پھونکا جائے صور میں پھر بے ہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس

شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار، تو فوراً کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے ف۸۴ اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور لا دھریں دفتر اور حاضر آئیں پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۸۵

فائدہ:[۷۹] اللہ کا منکر فلاح نہیں پا سکتا:......یعنی ہر چیز کو اُس نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اُس کی بقاء و حفاظت کا ذمہ دار بھی وہی ہوا، اور زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اقتدار بھی اُسی کو حاصل ہے، کیونکہ سب خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے؟ چاہیے کہ اُسی کے غضب سے ڈرے اور اُسی کی رحمت کا اُمیدوار رہے۔ کفر و ایمان اور جنت و دوزخ سب اُسی کے زیر تصرف ہیں، اُس کی باتوں سے منکر ہو کر آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ کیا اُس سے منحرف ہو کر آدمی کسی فلاح کی اُمید رکھ سکتا ہے؟

فائدہ:[۸۰] مشرکین کی حماقت:......یعنی انتہائی نادانی اور حماقت و جہالت یہ ہے کہ آدمی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے، اور پیغمبر خدا سے (معاذ اللہ) یہ طمع رکھے کہ وہ اُس کے راستہ پر آ جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے حضور ﷺ کو اپنے دیوتاؤں کی پرستش کی طرف بلایا تھا، اُس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

فائدہ:[۸۱] مشرکین کے تمام اعمال اکارت ہیں:......یعنی عقلی حیثیت سے دیکھا جائے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنا، باقی رکھنا، اور اُن میں ہر قسم کے تصرفات کرتے رہنا صرف اللہ کا کام ہے، تو عبادت کا مستحق بجز اُس کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نقلی حیثیت سے لحاظ کرو تو تمام انبیاء اللہ اور ادیانِ سماویہ توحید کی صحت اور شرک کے بطلان پر متفق ہیں، بلکہ ہر نبی کو بذریعۂ وحی بتلا دیا گیا ہے کہ (آخرت میں

مشرک کے تمام اعمال اکارت ہیں اور شرک کا انجام خالص حرمان وخسران کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک خدائے قدوس کو پوجے اور اُس کا شکر گزار و وفادار بندہ بنے، اُس کی عظمت وجلال کو سمجھے، عاجز وحقیر مخلوق کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائے، اُس کو اُسی طرح بزرگ و برتر مانے جیسا وہ واقع میں ہے۔

فائدہ:[۸۲] مشرکین ناقدرے ہیں:...... یعنی مشرکین نے اُس کی عظمت وجلال اور بزرگی و برتری کو وہاں تک نہ سمجھا اور ملحوظ نہ رکھا جہاں تک ایک بندہ کو سمجھنا اور ملحوظ رکھنا چاہیے تھا۔ اُس کی شانِ رفیع اور مرتبہ بلند کا اجمالی تصور رکھنے والا، کیا عاجز ومحتاج مخلوق حتی کہ پتھر کی بے جان مورتیوں کو اُس کا شریک تجویز کرسکتا ہے؟ حاشا وکلا۔ آگے اُس کی بعض شئونِ عظمت وجلال کا بیان ہے۔

فائدہ:[۸۳] شرکاء تو خود عاجز ہیں:...... یعنی جس کی عظمتِ شان کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن کل زمین اُس کی ایک مٹھی میں اور سارے آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ایک ہاتھ میں ہوں گے، اُس کی عبادت میں بے جان یا عاجز ومحتاج مخلوق کو شریک کرنا کہاں تک روا ہوگا؟ وہ شرکاء تو خود اُس کی مٹھی میں پڑے ہیں، جس طرح چاہے اُن پر تصرف کرے، ذرا کان یا زبان نہیں ہلا سکتے۔

تنبیہ:...... ﴿مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ﴾ کے متعلق سورۂ ''انبیاء'' کی آیت ﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ﴾ الآیۃ (آیت:۱۰۴) کا حاشیہ دیکھنا چاہیے۔ اور ''یمین'' وغیرہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں جن پر بلا کیف ایمان رکھنا واجب ہے۔ بعض احادیث میں ہے: وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ (اُس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں) اِس سے تجسم، تحیز اور جہت وغیرہ کی نفی ہوتی ہے۔

فائدہ:[۸۴] صور پھونکنے کے مراحل:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ایک بار نفخِ صور ہے عالم کے فنا کا، دوسرا ہے زندہ ہونے کا، یہ تیسرا بعد حشر کے ہے بیہوشی کا، چوتھا خبردار ہونے کا، اُس کے بعد اللہ کے سامنے سب کی پیشی ہوگی۔'' بتغیر یسیر۔ لیکن علمائے محققین کے نزدیک کل دو مرتبہ نفخِ صور ہوگا: پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اُڑ جائیں گے، پھر زندے تو مردہ ہوجائیں گے اور جو مر چکے تھے اُن کی ارواح پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہوجائیگی۔ بعدہٗ دوسرا نفخہ ہوگا جس سے مردوں کی ارواح ابدان کی طرف واپس آجائیں گی اور بیہوشوں کو افاقہ ہوگا۔ اُس وقت محشر کے عجیب وغریب منظر کو حیرت زدہ ہوکر تکتے رہیں گے، پھر خداوند قدوس کی پیشی میں تیزی کے ساتھ حاضر کیے جائیں گے۔

تنبیہ:...... ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ سے بعض نے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت مراد لیے ہیں، بعض نے ان کے ساتھ حملۃ العرش کو بھی شامل کیا ہے، بعض کے نزدیک انبیاء وشہداء مراد ہیں۔ واللہ اعلم! بہرحال یہ استثناء اُس نفخہ کے وقت ہوگا، اُس کے بعد ممکن ہے اُن پر بھی فنا طاری کردی جائے: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ⑯﴾ [المومن:۱۶]

فائدہ:[۸۵] اللہ تعالیٰ کا نزولِ اجلال:...... یعنی اس کے بعد حق تعالیٰ حساب کے لیے اپنی شان کے مناسب نزولِ اجلال فرمائیں گے۔ (کما ورد فی بعض روایات الدر المنثور) اُس وقت حق تعالیٰ کی تجلی اور نورِ بے کیف سے محشر کی زمین چمک اُٹھے گی، حساب کا دفتر کھلے گا، سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے، انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا، کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی۔

تنبیہ: شہداء سے مراد:...... ''شہداء'' سے مراد علاوہ انبیا علیہم السلام کے فرشتے، اُمتِ محمدیہ کے لوگ اور انسان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب ہوسکتے ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اُمت کے نیک آدمی مراد لیے ہیں۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ⑦ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى

اور پورا ملے ہر جی کو جو اس نے کیا ۸۶ اور اس کو خوب خبر ہے جو کچھ کرتے ہیں ۸۷ اور ہانکے جائیں جو منکر تھے دوزخ کی طرف

جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ

گروہ گروہ ف۸۸ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر کھولے جائیں اس کے دروازے ف۸۹ اور کہنے لگیں ان کو اس کے داروغہ ف۹۰ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس

مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ

تم میں کے ف۹۱ پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولیں کیوں نہیں پر

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر ف۹۲ حکم ہووے کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اس میں

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا

سو کیا بری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو ف۹۳ اور ہانکے جائیں وہ لوگ جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے جنت کو گروہ گروہ ف۹۴ یہاں تک کہ جب

جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا

پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اس کے دروازے اور کہنے لگیں ان کو داروغہ اس کے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو، سو داخل ہو جاؤ اس میں

خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ

سدا رہنے کو ف۹۵ اور وہ بولیں شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ ف۹۶ اور وارث کیا ہم کو اس زمین کا ف۹۷ گھر لے لیویں بہشت میں سے

حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

جہاں چاہیں ف۹۸ سو کیا خوب بدلہ ہے محنت کرنے والوں کا اور تو دیکھے فرشتوں کو گھر رہے ہیں عرش کے گرد

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع۸

پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۹۹

فائدہ: [۸۶] **عمل کے موافق بدلہ ملے گا:**...... یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی، جس کا جتنا اچھا یا برا عمل ہے سب خدا کے علم میں ہے، اسی کے موافق بدلہ ملے گا، جس کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔

فائدہ: [۸۷]...... یعنی گواہ آتے ہیں اُن کے الزام کو، ورنہ اللہ سے کیا چیز پوشیدہ ہے؟ (کذا فی الموضح)

فائدہ: [۸۸] **کفار کو جہنم کی طرف دھکیلنا:**...... یعنی تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور چونکہ کفر کے اقسام و مراتب بہت ہیں، ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا۔

فائدہ: [۸۹]...... جس طرح دنیا میں جیل خانہ کا پھاٹک کھلا نہیں رہتا، جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے، کھول کر داخل کرتے اور پھر بند کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی وہاں جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچیں گے دروازے کھول کر اُس میں دھکیل دیا جائے گا اُس کے بعد

دروازے بند کردیئے جائیں گے۔ کماقال تعالیٰ: ﴿عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ﴾۔ [البلد: ۲۰]

فائدہ: [۹۰] ...... یعنی جو فرشتے دوزخ کے محافظ ہیں، وہ کفار سے بطور ملامت یہ کہیں گے۔

فائدہ: [۹۱] ...... یعنی جن سے تم کو بسبب ہم جنس ہونے کے فیض لینا بہت آسان تھا۔

فائدہ: [۹۲] ...... یعنی پیغمبر کیوں نہیں آئے؟ ضرور آئے، ہم کو اللہ کی باتیں سنائیں، اور آج کے دن سے بہت کچھ ڈرایا، لیکن ہماری بدبختی اور نالائقی کے ہم نے اُن کا کہنا نہ مانا، آخر خدا کی اٹل تقدیر سامنے آئی اور عذاب کا حکم ہم کافروں پر ثابت ہو کر رہا: ﴿فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ [ملک: ۱۱]

فائدہ: [۹۳] ...... یعنی تم نے شیخی اور غرور میں آخر اللہ کی بات نہ مانی، اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے اُس کا مزہ چکھتے رہو۔

فائدہ: [۹۴] مؤمنین کی جنت روانگی: ...... یعنی ایمان وتقویٰ کے مدارج چونکہ متفاوت ہیں، ہر درجہ کے مومنین متقین کی جماعت الگ ہوگی اور اُن سب جماعتوں کو نہایت شوق دلا کر جلدی جلدی جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔

فائدہ: [۹۵] جنت کے دروازے کھلے ہوں گے: ...... یعنی جس طرح مہمانوں کے لیے اُن کی آمد سے پہلے مہمان خانہ کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے، جنتی وہاں پہنچ کر جنت کے دروازے کھلے پائیں گے، کماقال فی موضع اٰخر: ﴿مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ﴾ [ص: ۵۰] اور خدا کے فرشتے نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ کلماتِ سلام وثناء وغیرہ سے اُن کا استقبال کریں گے اور جنت میں رہنے کی بشارت سنائیں گے۔

فائدہ: [۹۶] ...... یعنی خدا کا شکر جو وعدے انبیاء کی زبانی دنیا میں کیے گئے تھے، آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

فائدہ: [۹۷] ...... یعنی جنت کی زمین کا۔

فائدہ: [۹۸] جنت میں روک ٹوک نہ ہوگی: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اُن کو حکم ہے جہاں چاہیں رہیں، لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اُس کے واسطے پہلے سے رکھی ہے۔'' اور بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ جنت میں سیر وملاقات کے لیے کہیں آنے جانے کی روک ٹوک نہ ہوگی۔

فائدہ: [۹۹] عرش کے فرشتے حلقہ بندر ہتے ہیں: ...... یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لیے نزولِ اجلال فرمائیں گے، اُس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کردیا جائے گا جس پر ہر طرف سے جوش وخروش کے ساتھ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کا نعرہ بلند ہوگا، یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا) اسی نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہوجائے گا۔ عموماً مفسرین نے آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے، لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کو حالتِ راہنہ پر حمل کیا اور ﴿قُضِيَ بَيْنَهُم﴾ کی ضمیر ملائکہ کی طرف راجع کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک فرشتہ (ملأ اعلیٰ میں) اپنے قاعدہ سے ایک تدبیر بولتا ہے (کما یشیر الیہ اختصام الملأ الأعلی و تفصیلہ فی حجۃ اللہ البالغۃ) پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے، وہی ہوتا ہے حکمت کے موافق، یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی۔'' واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

تمت سورۃ الزمر بعون اللہ وتوفیقہ۔

وللہ الحمد

اٰیاتہا ٨٦ | ٤٠ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ٦٠ | رکوعاتہا ٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ

حٰمٓ اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ف١ سخت

الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ

عذاب دینے والا مقدور والا ف٢ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی کی طرف پھر جانا ہے ف٣ وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں

كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ

جو منکر ہیں ف٤ سو تجھ کو دھوکا نہ دے یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں ف٥ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے

بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ

ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے کہ اس سے ڈگا دیں سچے دین کو

فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پھر میں نے ان کو پکڑ لیا، پھر کیسا ہوا میرا سزا دینا ف٦ اور اسی طرح ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر

اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

کہ یہی ہیں دوزخ والے ف٧ جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں

وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے ف٨ اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾

بخشش اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو آگ کے عذاب سے ف٩

فائدہ:[۱]......یعنی توبہ قبول کر کے گناہوں سے ایسا پاک وصاف کر دیتا ہے، گویا کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا، اور مزید برآں توبہ کو مستقل طاعت قرار دے کر اُس پر اجر عنایت فرماتا ہے۔

فائدہ:[۲]......یعنی بے حد قدرت ووسعت اور غناوالا، جو بندوں پر انعام واحسان کی بارشیں کرتا رہتا ہے۔

فائدہ:[۳]......جہاں پہنچ کر ہر ایک کو اپنے کیے کا بدلہ ملے گا۔

فائدہ:[۴] **اللہ کی آیات میں جھگڑا:**......یعنی اللہ کی باتیں اور اس کی عظمت وقدرت کے نشان ایسے نہیں جن میں کوئی جھگڑا کیا جائے، مگر جن لوگوں نے یہی ٹھان لی ہے کہ روشن سے روشن دلائل و براہین اور کھلی کھلی باتوں کا بھی انکار کیا جائے، وہی سچی باتوں میں ناحق جھگڑے ڈالتے ہیں۔

فائدہ:[۵] **کافروں کو ڈھیل کے بعد انجام کار تباہی ہے:**......یعنی ایسے منکرین کا انجام تباہی اور ہلاکت ہے، گو فی الحال وہ شہروں میں چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے نظر آتے ہیں، اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہال واستدراج ہے کہ چندروز چل پھر کر دنیا کے مزے اُڑالیں، یا تجارتیں اور سازشیں کرلیں پھر ایک روز غفلت کے نشہ میں پوری طرح مخمور ہو کر پکڑے جائیں گے، اگلی قوموں کا حال بھی یہی ہوا۔

فائدہ:[۶] **گذشتہ اقوام سے عبرت کا سبق:**......یعنی ہر ایک اُمت کے شریروں نے اپنے پیغمبر کو پکڑ کر قتل کرنے یا ستانے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ جھوٹے ڈھکوسلے کھڑے کر کے سچے دین کو شکست دیں اور حق کی آواز کو اُبھرنے نہ دیں، لیکن ہم نے اُن کا داؤ چلنے نہ دیا اور اس کے بجائے کہ وہ پیغمبروں کو پکڑتے، ہم نے اُن کو پکڑ کر سخت سزائیں دیں، پھر دیکھ لو ہماری سزا کیسی ہوئی کہ اُن کی بیخ و بنیاد باقی نہ چھوڑی۔ آج بھی اُن تباہ شدہ قوموں کے کچھ آثار کہیں کہیں موجود ہیں، اُن ہی کو دیکھ کر انسان اُن کی تباہی کا تصور کرسکتا ہے۔

فائدہ:[۷]......یعنی جس طرح اگلی قوموں پر عذاب آنے کی بات پوری اُتر چکی، موجود الوقت منکروں پر بھی اُتری ہوئی سمجھو اور جس طرح پیغمبروں کے اعلان کے موافق کافروں پر دنیوی عذاب آکر رہا، تیرے رب کی یہ بات بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

تنبیہ:......بعض نے ﴿أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ﴾ کو "لِأَنَّهُمْ" کے معنی میں لے کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ گزشتہ منکروں کی طرح موجودہ منکروں پر بھی اللہ کی بات سچی ہے، کیونکہ یہ بھی اصحاب النار میں سے ہیں۔

فائدہ:[۸] **مؤمنین کے لئے فرشتوں کا استغفار:**......پہلی آیات میں مجرمین ومنکرین کا حال زبوں بیان ہوا تھا، یہاں اُن کے مقابل مؤمنین تائبین کا فضل وشرف بیان کرتے ہیں۔ یعنی عرشِ عظیم کو اُٹھانے والے اور اُس کے گرد طواف کرنے والے بیشمار فرشتے جن کی غذا صرف حق تعالیٰ کی تسبیح وتحمید ہے اور جو مقربینِ بارگاہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا ایمان ویقین رکھتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کے آگے مؤمنین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! اس عزت افزائی اور شرف واحترام کا کیا ٹھکانا ہے کہ فرشِ خاک پر رہنے والے مؤمنین سے جو خطائیں اور لغزشیں ہوگئیں ملائکہ کروبیین بارگاہِ احدیت میں اُن کے لیے غائبانہ معافی چاہیں، اور جب اُن کی شان میں ﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝﴾ [النحل: ۵۰] آیا ہے تو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور ہوں گے۔

فائدہ:[۹] **فرشتوں کے استغفار کی صورت:**......یہ فرشتوں کے استغفار کی صورت بتلائی، یعنی بارگاہِ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! آپ کا علم اور رحمت ہر چیز کو محیط ہے، پس جو کوئی تیرے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے تیری طرف رجوع ہو اور تیرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہو، اگر اس سے بہ مقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں سرزد ہو جائیں، آپ اپنے فضل ورحمت سے اُس کو معاف فرمادیں، نہ دنیا میں اُن پر دار وگیر ہو اور نہ دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے۔ باقی جو مسلمان توبہ وانابت کی راہ

اختیار نہ کرے اُس کا یہاں ذکر نہیں، آیت ہذا اس کی طرف سے ساکت ہے، بظاہر حاملین عرش اُن کے حق میں دعا نہیں کرتے۔ اللہ کا اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ یہ دوسری نصوص سے طے کرنا چاہیے۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو ان کے باپوں میں اور عورتوں میں

وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ

اور اولاد میں بے شک تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف۱۰ اور بچا ان کو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اس دن

فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ۧ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

اس پر مہربانی کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف۱۱ جو لوگ منکر ہیں ان کو پکار کر کہیں گے اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ

مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ

اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تھے یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے ف۱۲ بولیں گے اے رب ہمارے تو موت

وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا

دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار ف۱۳ اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے ف۱۴ پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ ف۱۵ یہ تم پر اس

دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾

واسطے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اس کے ساتھ پکارتے شریک کو تو تم یقین لانے لگتے، اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا ف۱۶

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾

وہی ہے تم کو دکھلاتا اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو ف۱۷

فَائِدَة:[۱۰] عمل ظاہر کے علاوہ عمل قلبی بھی جنت میں جانے کا سبب ہوسکتا ہے:...... یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی ﴿وَمَنْ صَلَحَ﴾ کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان و صلاح کے بیوی، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے۔ لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اُن کے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے، کما قال تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ [الطور: ۲۱] اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہ بھی اُن ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو، مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں۔ یہ نیت اور نیکی کی حرص اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اُس مرد صالح کے اکرام و مدارات ہی کی ایک صورت یہ ہو کہ اُس کے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اُس کے درجہ میں رکھے جائیں۔

فَائِدَة:[۱۱] محشر میں پریشانی سے بچاؤ کی دعائیں:...... یعنی محشر میں اُن کو کوئی برائی (مثلاً گھبراہٹ اور پریشانی وغیرہ) لاحق نہ ہو،

اور یہ عظیم الشان کامیابی صرف تیری خاص مہربانی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے سیئات سے اعمال سیئہ مراد لیے ہیں یعنی آگے کو انہیں برے کاموں سے محفوظ فرمادے اوران کی خوایسی کردے کہ برائی کی طرف نہ جائیں۔ ظاہر ہے جو آج یہاں برائی سے بچ گیا، اس پر تیرا فضل ہو گیا، وہی آخرت میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرے گا۔ اس تفسیر پر ﴿یَوْمَئِذٍ﴾ کا ترجمہ بجائے ''اُس دن'' کے ''اِس دن'' ہونا چاہیے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی تیری مہر ہی ہو کہ برائیوں سے بچے، اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا، تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے؟'' یہ الفاظ دونوں تفسیروں پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۱۲] اللہ تعالیٰ کی کفار سے بیزاری:...... یہ قیامت کے دن کہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی آج تم اپنے (نفس سے بیزار ہو اور) اپنے جی کو پھٹکارتے ہو، دنیا میں جب کفر کرتے تھے (اُس وقت) اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا (اور تمہاری حرکات سے بیزار تھا) اُسی کا بدلہ آج پاؤ گے۔'' اور بعض مفسرین نے ''مَقْتِیْن'' کا زمانہ ایک مراد لے کر یوں معنی کیے ہیں کہ تم کو دنیا میں بار بار ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم بار بار کفر کرتے تھے۔ آج اُس کی سزا بھگتنے کے وقت جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو رہے ہو اللہ اس سے زیادہ تم سے بیزار ہے۔

فَائِدَہ: [۱۳] دو موتوں اور دو حیاتوں سے مراد:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''پہلے مٹی تھے یا نطفہ، تو مردے ہی تھے، پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے، پھر مرے، پھر زندہ کر کے اُٹھائے گئے، یہیں دو موتیں اور دو حیاتیں، قال تعالیٰ: ﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ [بقرہ:۲۹] وقیل غیر ذلک والأظهر هو هذا۔

فَائِدَہ: [۱۴] محشر میں اعتراف حق کے بغیر چارہ نہ ہوگا...... یعنی انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں، نہ حساب کتاب ہے، نہ کوئی اور قصہ، اسی لیے گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کے بعد آپ نے ہم کو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا، دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی۔ آج بعث بعد الموت کے وہ سب مناظر جن کا ہم انکار کیا کرتے تھے، سامنے ہیں اور بجز اس کے چارہ نہیں کہ ہم اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا اعتراف کریں۔

فَائِدَہ: [۱۵] دنیا میں واپسی کی تمنا:...... یعنی افسوس! اب تو بظاہر یہاں سے چھوٹ کر نکل بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ ہاں! آپ قادر ہیں کہ جہاں دو مرتبہ موت و حیات دے چکے ہیں، تیسری مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس بھیج دیں، تا اس مرتبہ وہاں سے ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں۔

فَائِدَہ: [۱۶] مشرکین کی تمنا کا جواب:...... یعنی بیشک اب دنیا کی طرف واپس کیے جانے کی کوئی صورت نہیں، اب تو تم کو اپنے اعمال سابقہ کا خمیازہ بھگتنا ہے۔ تمہارے متعلق ہلاکت ابدی کا یہ فیصلہ اس لیے ہوا ہے کہ تم نے اکیلے سچے خدا کی پکار پر کبھی کان نہ دھرا، ہمیشہ اُس کا یا اُس کی وحدانیت کا انکار ہی کرتے رہے، ہاں کسی جھوٹے خدا کی طرف بلائے گئے تو فوراً امنا و صدقنا کہہ کر اُس کے پیچھے ہو لیے۔ اس سے تمہاری خو اور طبیعت کی افتاد کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر ہزار مرتبہ بھی واپس کیا جائے، پھر وہی کفر و شرک کما کر لاؤ گے۔ بس آج تمہارے جرم کی ٹھیک سزا یہی حبس دوام ہے جو اُس بڑے زبردست خدا کی عدالتِ عالیہ سے جاری کی گئی، جس کا کہیں آگے مرافعہ (اپیل) نہیں، اس سے چھوٹنے کی تمنا عبث ہے۔

فَائِدَہ: [۱۷]...... یعنی اُس کی عظمت و وحدانیت کی نشانیاں ہر چیز میں ظاہر ہیں، ایک اپنی روزی ہی کے مسئلہ کو آدمی سمجھ لے، جس کا سامان آسمان سے ہوتا رہتا ہے تو سب کچھ سمجھ میں آجائے، لیکن جب اُدھر رجوع ہی نہ ہو اور غور و فکر سے کام ہی نہ لے تو کیا خاک سمجھ حاصل ہو سکتی ہے؟

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١٤﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي

سو پکارو اللہ کو خالص کر کر اس کے واسطے بندگی اور پڑے برا مانیں منکر ف۱۸ وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا اتارتا ہے

الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا

بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں ف۱۹ تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ف۲۰ جس دن وہ لوگ نکل کھڑے

يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۗ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۗ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ

ہونگے ف۲۱ چھپی نہ رہے گی اللہ پر ان کی کوئی چیز ف۲۲ کس کا راج ہے اس دن اللہ کا جو اکیلا ہے دباؤ والا ف۲۳ آج بدلہ ملے گا ہر جی کو

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ

جیسا اس نے کمایا بالکل ظلم نہیں آج بے شک اللہ جلد لینے والا ہے حساب اور خبر سنا دے ان کو اس نزدیک آنے

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۗ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ

والے دن کی جس وقت دل پہنچیں گے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہونگے ف۲۴ کوئی نہیں گناہگاروں کا دوست اور نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے ف۲۵

خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۗ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے ف۲۶ اور جن کو پکارتے ہیں اس کے سوا

لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا ع ۲/۱۱

نہیں فیصلہ کرتے کچھ بھی بے شک اللہ جو ہے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا ف۲۷ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھتے انجام کیسا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي

ہوا ان کا جو تھے ان سے پہلے وہ تھے ان سے سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے

الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۗ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٢١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ

زمین میں ف۲۸ پھر ان کو پکڑا اللہ نے ان کے گناہوں پر اور نہ ہوا ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا ف۲۹ یہ اس لیے کہ ان کے پاس

تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۗ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

آتے تھے ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہو گئے تو ان کو پکڑا اللہ نے بے شک وہ زور آور ہے سخت عذاب دینے والا ف۳۰ اور ہم

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٣﴾

نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر اور کھلی سند ف۳۱

فَائِدَة:[۱۸] موحدین مشرکین کی پروانہ کریں:...... یعنی بندوں کو چاہئے سمجھ سے کام لیں اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اُسی کو پکاریں، اُس کی بزرگی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ بیشک مخلص بندوں کے اس موحدانہ طرز عمل سے کافر و مشرک ناک بھوں چڑھائیں گے کہ سارے دیوتا اڑا کر صرف ایک ہی خدا رہنے دیا گیا، مگر پکا موحد وہی ہے جو مشرکین کے مجمع میں توحید کا نعرہ بلند کرے، اور اُن کے برا ماننے کی اصلاً پروانہ کرے۔

فَائِدَة:[۱۹] "الروح" سے مراد:...... "بھید کی بات" سے وحی مراد ہے جو اوّل انبیاء علیہم السلام پر اُترتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے دوسرے بندوں کو پہنچ جاتی ہے، چنانچہ قیامت تک اسی طرح پہنچتی رہے گی۔

فَائِدَة:[۲۰]...... یعنی جس دن تمام اوّلین و آخرین مل کر اللہ تعالیٰ کی پیشی میں حاضر ہوں گے اور ہر ایک شخص اپنے اچھے یا برے عمل سے ملاقات کرے گا۔

فَائِدَة:[۲۱]...... یعنی قبروں سے نکل کر ایک کھلے کفِ دست میدان میں حاضر ہوں گے، جہاں کوئی آڑ پہاڑ حائل نہ ہوگا۔

فَائِدَة:[۲۲] اللہ کے سامنے حاضری یقینی ہے:...... یعنی خوب سمجھ لو! اُس حاکم اعلیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے، جس پر تمہاری کوئی حالت پوشیدہ نہیں، سب ظاہر و باطن احوال کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔

فَائِدَة:[۲۳] محشر میں اکیلے اللہ کی بادشاہت ہوگی:...... یعنی اُس دن تمام وسائط و حجب اُٹھ جائیں گے، ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہ رہے گی، اسی اکیلے شہنشاہِ مطلق کا راج ہوگا، جس کے آگے ہر ایک طاقت دبی ہوئی ہے۔

فَائِدَة:[۲۴] محشر میں خوف کا عالم:...... یعنی خوف اور گھبراہٹ سے دل دھڑک کر گلوں تک پہنچ رہے ہوں گے اور لوگ دونوں ہاتھوں سے اُن کو پکڑ کر دبائیں گے کہ کہیں سانس کے ساتھ باہر نہ نکل پڑیں۔

فَائِدَة:[۲۵] سفارش کی بھی ایک حد ہے:...... یعنی ایسا کوئی سفارشی نہیں ہوگا، جس کی بات ضرور ہی مانی جائے۔ سفارش وہی کر سکے گا جس کو اجازت ہو، اور اُسی کے حق میں کرے گا جس کے لیے پسند ہو۔

فَائِدَة:[۲۶] اللہ تعالیٰ آنکھوں اور دلوں کی خیانت سے واقف ہے:...... یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے سے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھیوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ یا خیال آیا، ان میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا ہے اور فیصلہ انصاف سے کرتا ہے۔

فَائِدَة:[۲۷] بے جان مورتیں خدا کیسے ہو سکتی ہیں؟...... یعنی فیصلہ کرنا اسی کا کام ہو سکتا ہے جو سننے اور جاننے والا ہو، بھلا یہ پتھر کی بے جان مورتیں جنہیں تم خدا کہہ کر پکارتے ہو کیا خاک فیصلہ کریں گی؟ پھر جو فیصلہ بھی نہ کر سکے، وہ خدا کس طرح ہوا؟

فَائِدَة:[۲۸]...... یعنی بڑے مضبوط قلعے، عالی شان عمارتیں اور مختلف قسم کی یادگاریں۔

فَائِدَة:[۲۹]...... یعنی جب دنیا کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکا، آخرت میں کون بچائے گا؟

فَائِدَة:[۳۰]...... یعنی تم بھی اُن کی طرح رسول کی تکذیب کر کے فلاح نہیں پا سکتے، آخر رسوا اور ہلاک ہو گے اور خدا و برِ قدوس اپنے زور و قوت سے پیغمبر کو غالب و منصور فرمائے گا۔ اسی مناسبت سے آگے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان کرتے ہیں۔

فَائِدَة:[۳۱] آیات اور سلطان مبین سے مراد:...... "نشانیوں" سے معجزات اور "کھلی سند" سے شاید اُن میں کے مخصوص و ممتاز معجزات مراد ہوں، یا "کھلی سند" معجزات کے سوا دوسری قسم کے دلائل و براہین کو فرمایا، یا "آیات" سے تعلیمات و احکام اور ﴿سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ﴾ سے معجزات مراد لیے جائیں، یا ﴿سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ﴾ اُس قوتِ قدسیہ اور مخصوص تائید ربانی کا نام ہو جس کے آثار پیغمبروں میں ہر دیکھنے والے کو نمایاں طور پر نظر آیا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا

فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس ف۳۲ پھر کہنے لگے یہ جادو گر ہے جھوٹا ف۳۳ پھر جب پہنچا ان کے پاس لے کر سچی بات ہمارے پاس سے بولے

اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

بولے مار ڈالو بیٹے ان کے جو یقین لائے ہیں اس کیساتھ اور جیتی رکھو ان کی عورتیں ف۳۴ اور جو داؤ ہے منکروں کا

ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ

سو غلطی میں ہے ف۳۵ اور بولا فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو ف۳۶ میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین

اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ

یا پھیلائے ملک میں خرابی ف۳۷ اور کہا موسیٰ نے میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے ف۳۸

لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ڰ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ

ع ۸

جو یقین نہ کرے حساب کے دن کا ف۳۹ اور بولا ایک مرد ایماندار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان کیا مار ڈالتے ہو

رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ

ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس پر پڑے

كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ

اس کا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے ف۴۰ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اس کو

هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف۴۱

فائدہ: [۳۲] ہامان اور قارون کا تعارف:...... ہامان وزیر تھا فرعون کا اور قارون بنی اسرائیل میں سب سے بڑا مالدار اور تاجر تھا، جو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کی مرضی پر چلتا تھا، پہلے اس کا قصہ گزر چکا۔ (القصص: ۷۶)

فائدہ: [۳۳] ...... یعنی جادوگر ہے معجزات دکھانے میں اور جھوٹا ہے دعوائے رسالت میں، یہ بعض نے کہا ہوگا اور دوسروں نے اُس کی تصدیق کی ہوگی۔

فائدہ: [۳۴] فرعون کی جابرانہ پالیسی:...... یہ حکم اب دوسری مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد دیا، تاکہ بنی اسرائیل کی تذلیل و توہین کریں، اُن کی تعداد گھٹائیں اور اُن کے دلوں میں یہ خیال جمادیں کہ یہ سب مصیبت اُن پر موسیٰ علیہ السلام کی بدولت آئی ہے، یہ خیال کر کے لوگ اُن کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور دہشت انگیزی کی پالیسی کامیاب ہو جائے گی۔ آگے پتہ نہیں، اس حکم پر عمل ہوا یا نہیں۔

فَائِدَة:[۳۵]...... یعنی ایسے داؤ پیچ اور تدبیروں سے کیا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر منکرین کے سب منصوبے غلط کر دیتا ہے۔

فَائِدَة:[۳۶] **فرعون کی بھڑکیں:**...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑ و، شاید اُس کے ارکانِ سلطنت مارڈالنے کا مشورہ نہ دیتے ہوں گے، کیونکہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے، کہیں اُس کا رب بدلہ نہ لے۔'' فرعون خود بھی دل میں ڈرا ہوا اور سہما ہوا تھا، لیکن لوگوں پر اپنی قوت وشجاعت کا اظہار کرنے کے لیے انتہا درجہ کی شقاوت اور بے حیائی سے ایسا کہہ رہا تھا تا کہ لوگ سمجھیں کہ اُس کو قتل سے کوئی چیز مانع نہیں اور اُس کے ارادہ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

فَائِدَة:[۳۷] **فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کے خلاف پروپیگنڈہ:**...... یعنی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تو دینی اور دنیوی دونوں طرح کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ ممکن ہے یہ اپنے وعظ وتلقین سے تمہارے مذہبی طور وطریق کو جو پہلے سے چلا آتا ہے بگاڑ ڈالے، یا سازش وغیرہ کا جال پھیلا کر ملک میں بدامنی پھیلا دے، جس کا انجام یہ ہو کہ تمہاری (یعنی قبطیوں کی) حکومت کا خاتمہ ہو کر ملک بنی اسرائیل کے ہاتھ میں چلا جائے۔

فَائِدَة:[۳۸] **حضرت موسیٰ علیہ السلام کا توکل:**...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اُن کے مشوروں کی خبر پہنچی تو اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پروا نہیں، فرعون اکیلا تو کیا، ساری دنیا کے متکبرین وجبارین جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا پروردگار اُن کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہے۔ میں اپنے کو تنہا اُسی کی پناہ میں دے چکا ہوں، وہی میرا حامی ومددگار ہے، کمال قال تعالیٰ: ﴿لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی﴾ [طٰہٰ:۴۶] بھلا اُس کی حمایت وامداد کے بعد کسی مغرور انسان کا کیا ڈر؟

فَائِدَة:[۳۹]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کا ہے کو کرے گا۔''

فَائِدَة:[۴۰] **آلِ فرعون میں سے ایک مردِ مؤمن کی حق گوئی:**...... یعنی ایک مردِ مومن جس نے فرعون اور اُس کی قوم سے اپنا ایمان ابھی تک مخفی رکھا تھا ﴿ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی﴾ کے جواب میں بول اٹھا: کیا تم ایک شخص کا ناحق خون کرنا چاہتے ہو؟ اس بات پر کہ وہ صرف ایک اللہ کو اپنا رب کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کے کھلے کھلے نشان تم کو دکھلا چکا، اور اُس کے قتل کی تم کو کچھ ضرورت بھی نہیں، بلکہ ممکن ہے تمہارے لیے مضر ہو۔ فرض کرو! وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہوا تو اتنے بڑے جھوٹ پر ضرور اللہ اُسکو ہلاک یا رسوا کر کے چھوڑے گا۔ خدا کی عادت نہیں کہ وہ ایسے کاذب کو برابر پھولنے پھلنے دے، دنیا کو التباس سے بچانے کے لیے یقیناً ایک روز اُس کی قلعی کھول دی جائے گی۔ ایسے حالات بر رُوئے کار آئیں گے کہ دنیا علانیہ اُس کی رسوائی وناکامی اور کذب ودروغ کا تماشہ دیکھ لے گی، اور تم کو خواہی نخواہی اُس کے خون میں ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور اگر واقع میں وہ سچائی پر ہے تو دنیا وآخرت کے جس عذاب سے وہ اپنے مکذبین کو ڈراتا ہے یقیناً اُس کا کچھ نہ کچھ حصہ تم کو ضرور پہنچ کر رہے گا۔ لہٰذا پہلی شق پر اُس کے قتل میں جلدی کرنے کی ضرورت نہیں اور دوسری شق پر اس کا قتل کرنا سراسر موجب نقصان وخسران ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے، وہی سزا دے رہے گا، اور شاید سچا ہو تو اپنی فکر کرو۔''

تنبیہ:...... یہ تقریر اُس صورت میں ہے جب کسی مفتری کا کذب صریحاً ظاہر نہ ہوا ہو۔ اور اگر مدعیٔ نبوت کا کذب وافترا دلائل وبراہین سے روشن ہو جائے تو بلاشبہ واجب القتل ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر کوئی شخص مدعیٔ نبوت بن کر کھڑا ہو گا تو چونکہ اس کا یہ دعویٰ ایک قطعی الثبوت عقیدہ کی تکذیب کرتا ہے، لہٰذا اُس کے متعلق کسی قسم کے تامل وتردد اور امہال وانتظار کی گنجائش نہ ہوگی۔

فَائِدَة:[۴۱] **موسیٰ علیہ السلام کے سچا ہونے کی ایک دلیل:**...... یعنی موسیٰ علیہ السلام اگر بالفرض جھوٹا ہوتا تو ہرگز اُس کا اللہ راہ نہ دیتا کہ وہ

برابر ایسے ایسے معجزات دکھاتا ہے اور کامیابی میں ترقی کرتا چلا جائے۔ اور اگر تم جھوٹے ہو کہ ایک سچے کو جھوٹا بتلا رہے ہو تو انجام کار اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل و ناکام کرے گا۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ

اے میری قوم آج تمہارا راج ہے چڑھ رہے ہو ملک میں پھر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آ گئی ہم پر ف۴۲

قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ

بولا فرعون میں تو وہی بات سجھاتا ہوں تم کو جو سوجھی مجھ کو اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں بھلائی ہے ف۴۳ اور کہا اس

اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

ایماندار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن اگلے فرقوں کا سا جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد

وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر ف۴۴ اور اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا

دن ہانک پکار کا ف۴۵ جس دن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر ف۴۶ کوئی نہیں تم کو اللہ سے بچانے والا اور جس کو غلطی میں ڈالے اللہ تو کوئی نہیں

لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ

اس کو سجھانے والا ف۴۷ اور تمہارے پاس آ چکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتیں لے کر پھر تم رہے دھوکے ہی میں ان چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لیکر آیا

بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

یہاں تک کہ جب مر گیا لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول ف۴۸ اسی طرح بھٹکاتا ہے اللہ اس

هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ

کو جو ہو بے باک شک کرنے والا وہ جو کہ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو ان کو بڑی بیزاری ہے اللہ کے

اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

یہاں اور ایمانداروں کے یہاں ف۴۹ اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے ف۵۰ اور بولا فرعون کے

يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾

اے ہامان بنا میرے واسطے ایک اونچا محل شاید میں جا پہنچوں راستوں میں

فائدہ:[۴۲] دنیاوی ساز وسامان عارضی ہے:...... یعنی اپنے سامانوں اور لشکروں پر مغرور مت بنو۔ آج تمہاری یہ شان وشکوہ ہے، لیکن کل اگر خدا کے عذاب نے آگھیرا تو کوئی بچانے والا نہ ملے گا، یہ سب ساز وسامان یوں ہی رکھے رہ جائیں گے۔

فائدہ:[۴۳] فرعون کی ہٹ دھرمی:...... یعنی تمہاری تقریر سے میرے خیالات تبدیل نہیں ہوئے، جو کچھ میرے نزدیک مصلحت ہے وہی تم کو سمجھا رہا ہوں۔ میرے خیال میں بہتری کا راستہ یہی ہے کہ اس شخص کا قصہ پہلے ہی قدم پر ختم کر دیا جائے۔

فائدہ:[۴۴] مردِ مومن کی تنبیہ:...... یعنی اگر تم اسی طرح تکذیب وعداوت پر جمے رہے تو سخت اندیشہ ہے کہ تم کو بھی کہیں وہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کا مقابلہ کر کے دیکھ چکی ہیں۔ یاد رکھو! اللہ کے ہاں بے انصافی نہیں۔ اگر ایسے سخت جرائم پر تم کو یا دوسری قوموں کو اُس نے تباہ کیا تو وہ عین عدل وانصاف کے تقاضہ سے ہوگا۔ کونسی حکومت ہے جو اپنے سفراء کو قتل اور رسوا ہوتے دیکھتی رہے اور قاتلین ومعاندین سے انتقام نہ لے؟

فائدہ:[۴۵] ''یوم التناد'' سے مراد:...... عموماً مفسرین ﴿يَوْمَ التَّنَادِ﴾ (ہانک پکار کے دن) سے قیامت کا دن مراد لیتے ہیں، جب کہ محشر میں جمع ہونے اور حساب دینے کے لیے سب کی پکار ہوگی۔ اور اہل جنت اہل نار واہل اعراف ایک دوسرے کو پکاریں گے اور آخر میں ندا آئے گی: ''يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ، وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ'' کما ورد فی الحدیث۔ لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿يَوْمَ التَّنَادِ﴾ سے وہ دن مراد لیا ہے جس میں فرعونیوں پر عذاب آیا، چنانچہ لکھتے ہیں: ''ہانک پکار کا دن اُن پر آیا جس دن بحر قلزم میں غرق ہوئے، اُس وقت ڈوبتے ہوئے ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ (شاید) یہ اُس مردِ مومن کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔''

فائدہ:[۴۶]...... یعنی محشر سے پیٹھ پھیر کر دوزخ کی طرف بھگائے جاؤ گے یا نزولِ عذاب کے وقت اُس سے بھاگنے کی ناکام کوشش کرو گے۔

فائدہ:[۴۷]...... یعنی میں تم کو سب نشیب وفراز پوری طرح سمجھا چکا، اس پر بھی تم نہ مانو تو سمجھ لو کہ تمہارے عناد وکجروی کی شامت سے اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی کر لیا ہے کہ تم کو تمہاری پسند کردہ غلطی اور گمراہی میں پڑا رہنے دے، پھر ایسے شخص کے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

فائدہ:[۴۸] نعمت کی قدر زوال کے بعد ہوتی ہے:...... یعنی چلو قصہ ختم ہوا، نہ یہ رسول تھا، نہ اب اس کے بعد کوئی رسول آنے والا ہے، گویا سرے سے سلسلۂ رسالت ہی کا انکار ہوا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں (مصر والے اُن کی نبوت کے) قائل نہ ہوئے، اُن کی موت کے بعد جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑا تو کہنے لگے، یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا، ایسا نبی (آئندہ) کوئی نہ آئے گا۔ یا وہ انکار یا یہ اقرار، یہی اسراف اور زیادہ گوئی ہے۔'' مردِ مومن کی غرض یہ تھی کہ نعمت کی قدر زوال کے بعد ہوتی ہے، فی الحال تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قدر نہیں۔

فائدہ:[۴۹]...... یعنی بدون حجتِ عقلیہ ونقلیہ کے اللہ کی باتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں، اس سے بڑھ کر زیادتی اور بے باکی کیا ہوگی؟ اسی لیے اللہ اور اس کے ایماندار بندے ان لوگوں سے سخت بیزار ہیں جو سبب ہے ان کے انتہائی ملعون ہونے کا۔

فائدہ:[۵۰] حق سے غرور کرنے سے دل پر مُہر لگ جاتی ہے:...... جو لوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور پیغمبروں کے ارشادات سن کر سر نیچا نہ کریں، آخر کار اُن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ اسی طرح مہر کر دیتا ہے کہ پھر قبولِ حق اور نفوذِ خیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلٰىٓ إِلٰهِ مُوسٰى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوٓءُ

رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے معبود کو ف۵۱ اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف۵۲ اور اسی طرح بھلے دکھلا دیے فرعون کو اس کے برے

عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

کام اور روک دیا گیا سیدھی راہ سے ف۵۳ اور جو داؤ تھا فرعون کا سو تباہ ہونے کے واسطے ف۵۴ اور کہا اسی ایماندار نے اے قوم

اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ إِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَإِنَّ الْاٰخِرَةَ

راہ چلو میری اور پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر ف۵۵ اے میری قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے

هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰىٓ إِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ

وہی ہے جم کر رہنے کا گھر ف۵۶ جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی مرد ہو یا

أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيٓ

عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں روزی پائیں گے وہاں بے شمار ف۵۷ اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے

أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُونَنِيٓ إِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ

بلاتا ہوں تم کو نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۵۸ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اس کا اس کو

لِي بِهِ عِلْمٌ ۡ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ

جس کی مجھ کو خبر نہیں ف۵۹ اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف ف۶۰ آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو اس کا

دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَآ إِلَى اللّٰهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾

بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں ف۶۱ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں دوزخ کے لوگ ف۶۲

ع ۵ النصف

فائدہ: [۵۱] فرعون کی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی: ...... یہ اس ملعون کی انتہائی بے شرمی اور بے باکی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، شاید اللہ تعالیٰ کی صفت علو وغیرہ کو سن کر یہ قرار دیا ہوگا کہ موسیٰ کا خدا آسمان پر رہتا ہے، اسی پر یہ استہزاء وتمسخر شروع کر دیا۔ سچ ہے چیونٹی کی موت آتی ہے تو پر لگ جاتے ہیں۔ سورۂ "القصص" میں اس مقام کی تقریر گزر چکی۔ (القصص: ۳۸)

فائدہ: [۵۲] ...... یعنی دعوائے رسالت میں بھی اور اس دعوے میں بھی کہ سارے جہان کا کوئی اور معبود ہے، مجھے تو اپنے سوا دوسرا نظر نہیں آتا، کما قال: ﴿مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِيْ﴾ [القصص: ۳۸]

فائدہ: [۵۳] فرعون کی حرکتیں: ...... برے کام کرتے کرتے آدمی کی یوں ہی عقل ماری جاتی ہے اور ایسی ہی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتا ہے جس کے بعد راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہتی، یہی حال فرعون کا ہوا۔

فائدہ:[۵۴]......یعنی فرعون کے جس قدر داؤ پیچ اور منصوبے یا مشورے تھے، سب بے حقیقت تھے، خود اپنی ہی تباہی کیلئے، موسیٰ علیہ السلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔

فائدہ:[۵۵]...... چونکہ فرعون نے کہا تھا: ﴿وَمَآ اَهۡدِیۡكُمۡ اِلَّا سَبِیۡلَ الرَّشَادِ﴾ اُس کے جواب میں مردمومن نے کہا کہ ﴿سَبِیۡلَ الرَّشَادِ﴾ (بھلائی اور بہتری کا راستہ) وہ نہیں جو فرعون تجویز کرتا ہے، بلکہ تم میرے پیچھے چلے آؤ، تا بہتری کے راستہ پر چلنا نصیب ہو۔

فائدہ:[۵۶] آخرت پر دنیاوی زندگی کو ترجیح نہ دو:......یعنی فانی وزائل زندگی اور چندروزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔ دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بری طرح ختم ہونے والی ہے، اُس کے بعدوہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اُس کی درستی کی فکر کرے، ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

فائدہ:[۵۷]...... یہ اُخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلادی کہ وہ کس طرح درست ہوسکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں، مال ومتاع کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے، عقل مند کو چاہئے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔

فائدہ:[۵۸] جانبین سے برعکس معاملہ:......یعنی میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایمان کے راستہ پر لگا کر خدا کے عذاب سے نجات دلاؤں، اور تمہاری کوشش یہ ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ کی آگ میں دھکیل دو۔ ایک طرف سے ایسی دشمنی اور دوسری جانب سے یہ خیر خواہی۔

فائدہ:[۵۹]......یعنی تمہاری کوشش کا حاصل تو یہ ہے کہ میں (معاذ اللہ) خدائے واحد کا انکار کردوں، اُس کے پیغمبروں کو اور اُن کی باتوں کو نہ مانوں اور نادان جاہلوں کی طرح اُن چیزوں کو خدا ماننے لگوں جن کی اُلوہیت کسی دلیل اور علمی اصول سے ثابت نہیں، نہ مجھے خبر ہے کہ کیونکر ان چیزوں کو خدا بنالیا گیا، بلکہ میں جانتا ہوں کہ اس کے خلاف پر دلائل قطعیہ قائم ہیں۔

فائدہ:[۶۰]......یعنی میرا منشا یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا سر اُس خدائے واحد کی چوکھٹ پر جھکا دوں جو نہایت زبردست بھی ہے اور بہت زیادہ خطاؤں کا معاف کرنے والا بھی (مجرم کو پکڑے تو کوئی چھڑا نہ سکے اور معاف کرے تو کوئی روک نہ سکے) وہی اس کا مستحق ہے کہ آدمی اُس کے آگے ڈر کر اور اُمید باندھ کر سر عبودیت جھکائے۔ یاد رکھو! میں اُسی خدا کی پناہ میں آچکا ہوں، جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔

فائدہ:[۶۱]......یعنی ماسوا خدا کے کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا یا آخرت میں ادنیٰ ترین نفع وضرر کی مالک ہو، پھر اُس کی بندگی اور غلامی کا بلاوا دینا جہل وحماقت نہیں تو اور کیا ہے: ﴿وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّكَانُوۡا بِعِبَادَتِهِمۡ كٰفِرِیۡنَ۝﴾ [احقاف: ۵، ۶] آخر ایسی عاجز اور بے بس چیزوں کی طرف آدمی کیا سمجھ کر دعوت دے اور تماشہ یہ ہے کہ ان میں بہت چیزیں وہ ہیں جو خود بھی اپنی طرف دعوت نہیں دیتیں بلکہ دعوت دینے کی قدرت بھی نہیں رکھتیں۔

فائدہ:[۶۲]......یعنی انجام کار ہر پھر کر اُسی خدائے واحد کی طرف جانا ہے، وہاں پہنچ کر سب کو اپنی زیادتیوں کا نتیجہ معلوم ہوجائے گا۔ بتلاؤ! اس سے بڑھ کر زیادتی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق کا درجہ دے دیا جائے؟

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ

سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں ف٦٣ تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے ف٦٤ پھر بچا لیا موسیٰ کو

اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

اللہ نے برے داؤ سے جو کرتے تھے اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب ف٦٥ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح

وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي

اور شام ف٦٦ اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں اور جب آپس میں جھگڑیں گے

النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا

آگ کے اندر پھر کہیں گے کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ تم ہم پر سے اٹھا لو گے

نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ

حصہ آگ کا ف٦٧ کہیں گے جو غرور کرتے تھے ہم سبھی پڑے ہوئے ہیں اس میں بے شک اللہ فیصلہ کر چکا

الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

بندوں میں ف٦٨ اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں دوزخ کے داروغوں کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا

الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ

عذاب ف٦٩ وہ بولے کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لے کر کہیں گے کیوں نہیں بولے پھر پکارو

ع ٥ ١٣ ١٠ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٥٠﴾

اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا ف٧٠

فائدہ: [٦٣] ...... یعنی آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے، اس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ہاں ایک مرد خدا جو ہم کو سمجھایا کرتا تھا وہ ٹھیک کہتا تھا، لیکن اُس وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

فائدہ: [٦٤] مومن کا اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرنا: ...... یعنی میں خدا کی حجت تمام کر چکا اور نصیحت کی بات سمجھ چکا، تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں۔ اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں، اُسی پر میرا بھروسہ ہے۔ تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہی خدا میرا حامی و ناصر ہے۔ سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں، وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے، کسی کی کوئی حرکت اُس پر پوشیدہ نہیں۔ ایک مومن قانت کا کام یہ ہے کہ اپنی امکانی سعی کر چکنے کے بعد نتیجہ کو خدا کے سپرد کرے۔

فائدہ: [٦٥] فرعونیوں کا انجام: ...... یعنی حق و باطل کی اس کشمکش کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام (اور اُن کے ہمراہیوں کو جن میں یہ مومن آل فرعون بھی تھا) فرعونیوں کے منصوبوں سے محفوظ رکھا، کوئی داؤ اُن کا چلنے نہ دیا، بلکہ اُن کے داؤ پیچ خود اُن

اسی پر اُلٹ پڑے، جس نے حق پرستوں کا تعاقب کیا مارا گیا اور قوم کی قوم کا بیڑا بحر قلزم میں غرق ہوا۔

فَائِدَہ:[٦٦] عالم برزخ میں صبح وشام فرعونیوں پر جہنم کا پیش کیا جانا:...... یعنی دوزخ کا ٹھکانا جس میں وہ قیامت کے دن داخل کیے جائیں گے۔ ہر صبح وشام اُن کو دکھلا دیا جاتا ہے، تا نمونہ کے طور پر اس آنے والے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں، یہ عالم برزخ کا حال ہوا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اسی طرح ہر کافر کے سامنے دوزخ کا اور ہر مومن کے سامنے جنت کا ٹھکانا روزانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔

تنبیہ: عالم برزخ میں عام مردوں کی جنت یا جہنم کی سیر:...... آیت ہذا سے صرف فرعونیوں کا عالم برزخ میں معذب ہونا ثابت ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کو معلوم کرایا گیا جملہ کفار بلکہ عصاۃ مومنین بھی برزخ میں معذب ہوتے ہیں (اعاذنا اللّٰہ منہ) کما ورد فی الاحادیث الصحیحۃ۔ اور بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح جنتیوں میں سے شہداء کی روحیں "طیور خضر" کے "حواصل" میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں، اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونیوں کی ارواح کو "طیور سود" کے "حواصل" میں داخل کر کے ہر صبح وشام دوزخ کی طرف بھیجا جاتا ہے (البتہ ارواح کا مع اُن کے اجساد کے جنت یا دوزخ میں اقامت پذیر ہونا یہ آخرت میں ہوگا) اگر یہ صحیح ہو تو فرعونیوں کے متعلق ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ اور عام دوزخیوں کے متعلق حدیث: عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ کے الفاظ کا تفاوت شاید اسی بنا پر ہوگا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم!

فَائِدَہ:[٦٧] آخرت میں اتباع کی اپنے متبوعین سے درخواست:...... یعنی دنیا میں ہم سے اپنی اطاعت اور اتباع کراتے رہے، جس کی بدولت آج ہم پکڑے گئے۔ اب یہاں ہمارے کچھ تو کام آؤ، آخر بڑوں کو چھوٹوں کی تھوڑی بہت خبر لینی چاہیے۔ دیکھتے نہیں؟ ہم آج کس قدر مصیبت میں ہیں، کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس مصیبت کا کوئی جز ہم سے ہلکا کر دو؟

فَائِدَہ:[٦٨] متبوعین کا جواب:...... یعنی جو دنیا میں بڑے بنتے تھے، جواب دیں گے کہ آج ہم اور تم سب اسی مصیبت میں مبتلا ہیں، اللّٰہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے جرم کے موافق سزا کا فیصلہ سنا دیا ہے جو بالکل قطعی اور اٹل ہے۔ اب موقع نہیں رہا کہ کوئی کسی کے کام آئے، ہم اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کر سکتے، پھر تمہارے کیا کام آ سکتے ہیں؟

فَائِدَہ:[٦٩] متبوعین سے مایوسی کے بعد فرشتوں سے درخواست:...... یعنی اپنے سرداروں کی طرف سے مایوس ہو کر اُن فرشتوں سے درخواست کریں گے جو دوزخ کے انتظام پر مسلط ہیں کہ تم ہی اپنے رب سے کہہ کر کوئی دن تعطیل کا کرا دو، جس میں ہم پر سے عذاب کچھ ہلکا ہو جایا کرے۔

فَائِدَہ:[٧٠] فرشتوں کا جواب:...... یعنی اُس وقت اُن کی بات نہ مانی اور انجام کی فکر نہ کی جو کچھ کام چلتا، اب موقع ہاتھ سے نکل چکا، کوئی سعی، سفارش یا خوشامد درآمد کام نہیں دے سکتی، پڑے چیختے چلاتے رہو، نہ ہم ایسے معاملات میں سفارش کر سکتے ہیں، نہ تمہاری چیخ پکار سے کوئی فائدہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں: "دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا ہمارا کام نہیں، ہم تو عذاب دینے پر مقرر ہیں۔ سفارش کام ہے رسولوں کا، سو رسولوں سے تم برخلاف ہی تھے۔"

تنبیہ: آخرت میں کافروں کی دعا قبول نہ ہوگی:...... آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ آخرت میں کافروں کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ باقی دنیا میں کافر کے مانگنے پر اللّٰہ تعالیٰ کوئی چیز دے دیں وہ دوسری بات ہے، جیسے ابلیس کو قیامت تک کی مہلت دیدی۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں ولے اور جب کھڑے ہوں گے گواہ ولے جس دن کام نہ آئیں

الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى

منکروں کو ان کے بہانے اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے برا گھر ہے ۷۳ اور ہم نے دی موسیٰ کو راہ کی سوجھ

وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا سجھانے اور سمجھانے والی عقل مندوں کو ۷۴ سو تو ٹھہرا رہ بے شک وعدہ اللہ کا

حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ

ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو ۷۵ جو لوگ جھگڑتے ہیں

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ

اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو ان کو اور کوئی بات نہیں ان کے دلوں میں پر غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچیں گے اس تک ۷۶ سو تو پناہ مانگ

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ

اللہ کی بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے ۷۷ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ۷۸ اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور نہ ایمان دار

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو ۷۹

فائدة: [۷۱] کامیابی بالآخر رسولوں کو ہی حاصل ہوتی ہے:...... یعنی دنیا میں اُن کا بول بالا کرتا ہے جس مقصد کے لیے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ کی مدد سے اُس میں کامیابی ہوتی ہے۔ حق پرستوں کی قربانیاں بھی ضائع نہیں جاتیں، درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ ہوں اور کیسے ہی امتحانات پیش آئیں، مگر آخر اُن کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے۔ علمی حیثیت سے حجت و برہان میں تو وہ ہمیشہ ہی منصور رہتے ہیں، لیکن مادی فتح اور ظاہری عزت و رفعت بھی آخر کار اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ سچائی کے دشمن کبھی معزز نہیں رہ سکتے، اُن کا علو اور عروج محض ہنڈیا کا جھاگ اور سوڈے کا اُبال ہوتا ہے، انجام کار مؤمنین قانتین کے مقابلہ میں اُن کو پست اور ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن سے اپنے اولیاء کا انتقام لیے بدون نہیں چھوڑتا۔ لیکن واضح رہے کہ آیت میں جن مومنین کے لیے وعدہ کیا گیا ہے، شرط یہ ہے کہ وہ حقیقی مومن اور رسولوں کے متبع ہوں، کما قال تعالیٰ: ﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۹] مومنین کی خصلتیں قرآن میں جابجا مذکور ہیں، چاہیے کہ مسلمان اُس کسوٹی پر اپنے کو کس کر دیکھ لیں۔

فائدة: [۷۲] رسولوں کی اخروی فتح:...... یعنی میدان حشر میں جب کہ اوّلین و آخرین جمع ہوں گے، حق تعالیٰ اپنے فضل سے علیٰ رؤس الاشہاد اُن کی سربلندی اور عزت و رفعت کو ظاہر فرمائے گا۔ دنیا میں تو کچھ شبہ بھی رہ سکتا ہے اور التباس ہو جاتا ہے، وہاں ذرا بھی ابہام و

التباس باقی نہ رہے گا۔

فائدہ:[۷۳] **ظالمین کا انجام:**......یعنی اُن کی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہوگی، یہ مقبولین کے بالمقابل مطرودین کا انجام بیان فرمادیا۔

فائدہ:[۷۴] **رسولوں کی کامیابی کی ایک دلیل:**......یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو کہ فرعون اور اُس کی قوم کو باوجود اس قدر طاقت و جرأت کے حق کی دشمنی نے کس طرح ہلاک و برباد کرکے چھوڑا اور موسیٰ علیہ السلام کی برکت و رہنمائی سے بنی اسرائیل کی مظلوم اور کمزور قوم کو کس طرح اُبھارا اور اس عظیم الشان کتاب (تورات) کا وارث بنایا جو دنیا کے عقلمندوں کے لیے شمع ہدایت کا کام دیتی تھی۔

فائدہ:[۷۵] **حضور ﷺ سے مدد کا وعدہ اور تسلی:**......یعنی آپ بھی تسلی رکھئے، جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ خداوند قدوس دارین میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے طفیل میں آپ ﷺ کے متبعین کو سربلند رکھے گا۔ ضرورت اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے شدائد و نوائب پر صبر کریں، اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو اُس کی معافی خدا سے چاہتے رہیں اور ہمیشہ رات دن صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کا قولاً و فعلاً ورد رکھیں، ظاہر و باطن میں اُس کی یاد سے غافل نہ ہوں، پھر اللہ کی مدد یقینی ہے۔ یہ حضور ﷺ کو مخاطب بنا کر ساری اُمت کو سنایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ”حضرت رسول اللہ ﷺ دن میں سو بار استغفار کرتے۔ ہر بندے کی تقصیر اُس کے درجہ کے موافق ہے، اس لیے ہر کسی کو استغفار ضروری ہے۔

فائدہ:[۷۶] **منکرین کے انکار کی وجہ تکبر ہے نہ کہ دلیل:**......یعنی جو لوگ اللہ کی دلائلِ توحید اور کتبِ سماویہ اور اُس کے پیغمبروں کے معجزات و ہدایات میں خواہ مخواہ جھگڑتے اور بے سند باتیں نکال کر حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں اُن کے ہاتھ میں کچھ حجت و دلیل نہیں، نہ فی الواقع اِن کھلی ہوئی چیزوں میں شک وشبہ کا موقع ہے۔ صرف شیخی اور غرور مانع ہے کہ حق کے سامنے گردن جھکائیں اور پیغمبر کا اتباع کریں۔ وہ اپنے کو بہت اُونچا کھینچتے ہیں، چاہتے یہیں کہ پیغمبر سے اُوپر ہو کر رہیں، یا کم از کم اُس کے سامنے جھکنا نہ پڑے، لیکن یاد رکھیں کہ وہ اس مقصد کو کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ پیغمبر کے سامنے سرِ اطاعت جھکانا پڑے گا ورنہ سخت ذلیل و رسوا ہوں گے۔

فائدہ:[۷۷]......یعنی اللہ کی پناہ مانگ کہ وہ ان مجادلین کے خیالات سے بچائے اور اُن کے شر سے محفوظ رکھے۔ آگے بعض مسائل کی تحقیق ہے، جن میں وہ لوگ جھگڑتے تھے، مثلاً بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ اُٹھایا جانا) کہ اس کو وہ محال سمجھتے تھے، یا توحیدِ باری جس کا انکار کرتے تھے۔

فائدہ:[۷۸] **آسمان وزمین کی تخلیق سے بعث بعد الموت پر استدلال:**......یعنی بظاہر مادی حیثیت سے آسمان وزمین کی عظمت و جسامت کے سامنے انسان کی کیا حقیقت ہے؟ لیکن مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا وہی خداوند قدوس ہے۔ پھر جس نے اتنی بڑی مخلوقات کو پیدا کیا اُسے آدمیوں کا پہلی بار یا دوسری بار پیدا کر دینا کیا مشکل ہوگا؟ تعجب ہے کہ ایسی موٹی بات کو بہت لوگ نہیں سمجھتے۔

فائدہ:[۷۹]......یعنی ایک اندھا جسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا، اور ایک آنکھوں والا جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراطِ مستقیم کو دیکھتا اور سمجھتا ہے، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا ایک نیکوکار مومن اور کافر بدکار کا انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں، تو ضرور ایک دن چاہئے جب اُن کا باہمی فرق کھلے اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات اپنی اکمل ترین صورت میں ظاہر ہوں، مگر افسوس کہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي

تحقیق قیامت آنی ہے اس میں دھوکا نہیں لیکن بہت لوگ نہیں مانتے اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو

أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ

کہ پہنچوں تمہاری پکار کو ف۸۰ بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر ف۸۱ اللہ ہے

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا ف۸۲ اللہ تو فضل والا ہے لوگوں پر

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے ف۸۳ وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا

فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو ف۸۴ اسی طرح پھرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے منکر ہوتے رہتے ہیں اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے

الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ

زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو عمارت ف۸۵ اور صورت بنائی تمہاری تو اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ

چیزوں سے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۸۶ وہ ہے زندہ رہنے والا ف۸۷ کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا سو اس کو پکارو خالص

لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

کر کے اس کی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا ف۸۸ تو کہہ مجھ کو منع کر دیا کہ پوجوں ان کو جن کو تم پکارتے ہو سوا

اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي

اللہ کے جب پہنچ چکیں میرے پاس کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے پروردگار کا ف۸۹ وہی ہے جس

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا

نے بنایا تم کو خاک سے ف۹۰ پھر پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے ف۹۱ پھر تم کو نکالتا ہے بچہ پھر جب تک کہ پہنچو

أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى

اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی تم میں ایسا ہے کہ مر جاتا ہے پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے کو ف۹۲

وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

اور تاکہ تم سوچو ف۹۳

فَائِدَة:[۸۰]......یعنی میری ہی بندگی کرو کہ اُس کی جزا دوں گا، اور مجھ ہی سے مانگو کہ تمہارا مانگنا خالی نہ جائے گا۔

فَائِدَة:[۸۱] دعا مانگنا عبادت ہے اور ہر مانگنا عزور ہے:...... بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا، نہ مانگنا غرور ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے۔ یہ بات تو بیشک برحق ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کیا کرے، یعنی جو مانگے وہی چیز دے دے، نہیں! اُس کی اجابت کے بہت سے رنگ ہیں، جو احادیث میں بیان کردیئے گئے ہیں۔ کوئی چیز دینا اُس کی مشیت پر موقوف اور حکمت کے تابع ہے، کما قال فی موضع اخر ﴿فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ﴾ [انعام:۴۱] بہرحال بندہ کا کام ہے مانگنا اور یہ مانگنا خود ایک عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے۔

فَائِدَة:[۸۲]......رات کی ٹھنڈ اور تاریکی میں عموماً لوگ سوتے اور آرام کرتے ہیں۔ جب دن ہوتا ہے تو تازہ دم ہو کر اُس کے اُجالے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں، اُس وقت دیکھنے بھالنے اور چلنے پھرنے کے لیے مصنوعی روشنیوں کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔

فَائِدَة:[۸۳]......یعنی منعمِ حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول و فعل اور جان و دل سے اُس کا شکر ادا کرتے، بہت سے لوگ شکر کے بجائے شرک کرتے ہیں۔

فَائِدَة:[۸۴]......یعنی رات دن کی سب نعمتیں اُس کی طرف سے مانتے ہو، تو بندگی بھی صرف اُسی کی ہونی چاہیے۔ اس مقام پر پہنچ کر تم کہاں بھٹک جاتے ہو کہ مالک حقیقی تو کوئی ہو اور بندگی کسی کی کی جائے؟

فَائِدَة:[۸۵]......یعنی قبہ کی طرح بنایا۔

فَائِدَة:[۸۶]......سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور سب کی روزی سے اُس کی روزی ستھری ہے۔

فَائِدَة:[۸۷]......جس پر کسی حیثیت سے کبھی فنا اور موت طاری نہیں ہوئی، نہ ہو سکتی ہے، اور ظاہر ہے جب اس کی حیات ذاتی ہوئی، تو تمام لوازمِ حیات بھی ذاتی ہوں گے۔

فَائِدَة:[۸۸]......کمالات اور خوبیاں سب وجودِ حیات کے تابع ہیں۔ جو حی علی الاطلاق ہے وہی عبادت کا مستحق اور تمام کمالات اور خوبیوں کا مالک ہوگا، اسی لیے ﴿هُوَ الْحَيُّ﴾ کے بعد ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ فرمایا جیسا کہ پہلی آیت میں نعمتوں کا ذکر کر کے ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ فرمایا تھا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہنا چاہیے، اُس کا ماخذ یہی آیت ہے۔

فَائِدَة:[۸۹]......یعنی کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد کیا حق ہے کہ کوئی آدمی خدائے واحد کے سامنے سرِ عبودیت نہ جھکائے اور خالص اُسی کا تابع فرمان نہ ہو۔

فَائِدَة:[۹۰]......یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو یا تم کو، اس طرح کہ نطفہ جس غذا کا خلاصہ ہے وہ خاک سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

فَائِدَة:[۹۱]......یعنی بنی آدم کی اصل ایک پانی کی بوند (قطرۂ منی) ہے، جو آگے چل کر جما ہوا خون بنا دیا گیا۔

فَائِدَة:[۹۲]......یعنی بچہ سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے، اور بعض آدمی جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی گزر جاتے ہیں۔ بہرحال سب کو ایک معین میعاد اور لکھے ہوئے وعدے تک پہنچنا ہے، موت اور حشر سے کوئی مستثنیٰ نہیں ؎

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
زجامِ دہر مئے کل من علیہا فان

فَائِدَة:[۹۳]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی سوچو اتنے احوال (اور دور) تم پر گزرے، ممکن ہے ایک حال اور بھی گزرے، وہ مر کر جینا ہے" آخر اُسے کیوں محال سمجھتے ہو؟

ع ۸ ۱۲ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اس کو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے ف۹۴ تو نے نہ دیکھا ان کو جو

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ

جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اس کو کہ بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۬ ثُمَّ

سو آخر جان لیں گے ف۹۵ جب طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور زنجیریں بھی ف۹۶ گھسیٹے جائیں جلتے پانی میں پھر

فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا

آگ میں ان کو جھونک دیں ف۹۷ پھر ان کو کہیں کہاں گئے جن کو تم شریک بتلایا کرتے تھے اللہ کے سوا بولیں

ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا

وہ ہم سے چوک گئے ف۹۹ کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو ف۱۰۰ اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو ف۱۰۱ یہ بدلہ اس کا جو

كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

تم اتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اس کا جو تم اکڑتے تھے ف۱۰۲ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے ف۱۰۳

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ

سدا رہنے کو اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھہرا رہ بے شک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر ہم دکھلا دیں تجھ کو

بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

کوئی وعدہ جو ہم ان سے کرتے ہیں یا قبض کر لیں تجھ کو، ہر حالت میں ہماری ہی طرف پھر آئیں گے ف۱۰۴ اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ

بعضے ان میں وہیں کہ سنایا ہم نے تجھ کو ان کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا ف۱۰۵ اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا

ع ۹ ۱۳ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے ف۱۰۶ پھر جب آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اس جگہ جھوٹے ف۱۰۷ اللہ ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾

بنا دیے تمہارے واسطے چوپائے تا کہ سواری کرو بعضوں پر اور بعضوں کو کھاتے ہو۔

فَائِدَة: [۹۴] ...... یعنی اُس کی قدرتِ کاملہ اور شانِ کن فیکون کے سامنے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کردے؟

فَائِدَة: [۹۵] ...... کہ اس تکذیب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

فَائِدَة: [۹۶] آیات الٰہی میں جھگڑنے والوں کی سزا: ...... زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا، اس طرح مجرموں اور قیدیوں کی مانند لائے جائیں گے۔

فَائِدَة: [۹۷] ...... یعنی دوزخ میں کبھی جلتے پانی کا اور کبھی آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ اعاذنا اللّٰہ منہما!

فَائِدَة: [۹۸] ...... یعنی اس وقت اُن میں سے کوئی کام نہیں آتا، ہوسکے تو اُن کو مدد کے لیے بلاؤ۔

فَائِدَة: [۹۹] مجرمین سے سوال و جواب: ...... یعنی ہم سے گئے گزرے ہوئے۔ شاید اُس وقت عابدین اور معبودین الگ الگ کردیے جائیں گے یا ﴿ضَلُّوْا عَنَّا﴾ کا مطلب یہ ہو کہ گو موجود ہیں، مگر جب اُن سے کوئی فائدہ نہیں تو ہوئے نہ ہوئے برابر ہیں۔

فَائِدَة: [۱۰۰] معبودانِ باطلہ کی حقیقت کھل جائے گی: ...... اکثر مفسرین نے اسؔ کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم جن کو دنیا میں پکارتے تھے، اب کھلا کہ وہ واقع میں کچھ چیز نہ تھے، گویا یہ بطور حسرت وافسوس کے اپنی غلطی کا اعتراف ہوگا، لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین اوّل منکر ہوچکے تھے کہ ہم نے شریک ٹھہرائے ہی نہیں۔ اب گھبرا کر منہ سے نکل جائے گا ﴿ضَلُّوْا عَنَّا﴾ جس میں شریک ٹھہرانے کا اعتراف ہوگا، پھر کچھ سنبھل کر انکار کردیں گے کہ ہم نے خدا کے سوا کسی کو پکارا ہی نہیں۔

فَائِدَة: [۱۰۱] ...... یعنی جس طرح یہاں انکار کرتے کرتے بچل گئے اور گھبرا کر اقرار کرلیا، یہی حال ان کافروں کا دنیا میں تھا۔

فَائِدَة: [۱۰۲] ...... یعنی دیکھ لیا، ناحق کی شیخی اور غرور وتکبر کا انجام یہ ہوتا ہے، اب وہ اکڑفوں کدھر گئی۔

فَائِدَة: [۱۰۳] ...... یعنی ہر قسم کے مجرم اُس دروازے سے جو اُن کے لیے تجویز شدہ ہے۔

فَائِدَة: [۱۰۴] وعدہ خداوندی حق ہے: ...... یعنی اللہ نے اُن کو عذاب دینے کا جو وعدہ فرمایا ہے، وہ یقینا پورا ہو کر رہے گا، ممکن ہے کوئی وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پورا ہو (جیسا کہ ''بدر'' اور ''فتح مکہ'' وغیرہ میں ہوا) یا آپ کی وفات کے بعد۔ بہرحال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے، سب کا انجام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس زندگی کے بعد عذاب کی تکمیل اُس زندگی میں ہوگی، چھٹکارا کسی صورت سے نہیں۔

فَائِدَة: [۱۰۵] ...... یعنی بعض کا تفصیلی حال تجھ سے بیان کیا، بعض کا نہیں کیا۔ (اور ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اُن کا بھی مفصل حال بیان کردیا ہو) بہرحال جن کے نام معلوم ہیں ان پر تفصیلاً اور جن کے نام وغیرہ معلوم نہیں اُن پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے: ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ [البقرہ: ۲۸۵]

فَائِدَة: [۱۰۶] ...... یعنی اللہ کے سامنے سب عاجز ہیں۔ رسولوں کو یہ بھی اختیار نہیں کہ جو معجزہ چاہیں دکھلا دیا کریں، صرف وہی نشانات دکھلا سکتے ہیں جس کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

فَائِدَة: [۱۰۷] رسولوں اور قوموں کے درمیان فیصلہ: ...... یعنی جس وقت اللہ کا حکم پہنچتا ہے رسولوں اور اُنکی قوموں کے درمیان منصفانہ فیصلہ کردیا جاتا ہے۔ اُس وقت رسول سرخرو اور کامیاب ہوتے ہیں اور باطل پرستوں کے حصہ میں ذلت وخسران کے سوا کچھ نہیں آتا۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

اور ان میں تم کو بہت فائدے ہیں ف ۱۰۸ اور تاکہ پہنچو ان پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو ف ۱۰۹ اور ان پر اور کشتیوں پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

لدے پھرتے ہو ف۱۱۰ اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کونسی نشانیوں کو اپنے رب کی نہ مانو گے ف۱۱۱ کیا پھرے نہیں وہ ملک میں کہ

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي

دیکھ لیتے کیسا انجام ہوا ان سے پہلوں کا وہ تھے ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں

الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا

زمین پر، پھر کام نہ آیا ان کے جو وہ کماتے تھے ف۱۱۲ پھر جب پہنچے ان کے پاس رسول ان کے کھلی نشانیاں لے کر اترانے لگے

بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا

اس پر جو ان کے پاس تھی خبر اور الٹ پڑی ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۱۱۳ پھر جب انہوں نے دیکھ لیا ہماری آفت کو، بولے

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں وہ چیزیں جن کو شریک بتلاتے تھے ف۱۱۴ پھر نہ ہوا کہ کام آئے ان کو یقین لانا ان کا جس وقت دیکھ چکے

بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع۹

ہمارا عذاب ف۱۱۵ رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آئی ہے اس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اس جگہ منکر ف۱۱۶

فائدہ: [۱۰۸] **جانوروں کے منافع:**...... مثلاً اُن کے چمڑے، بال اور اُون وغیرہ سے طرح طرح کے فائدے اُٹھاتے ہو۔

فائدہ: [۱۰۹] ......سواری کرنا بجائے خود ایک مقصد ہے اور سواری کے ذریعہ سے انسان بہت مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتا ہے۔

فائدہ: [۱۱۰] ......یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔

فائدہ: [۱۱۱] **جانور بھی نشانات قدرت میں سے ہیں:**...... یعنی اس قدر کھلے نشان دیکھنے پر بھی آدمی کہاں تک انکار ہی کرتا چلا جائے گا (اور ابھی کیا معلوم اللہ اور کتنے نشان دکھلائے گا)۔

فائدہ: [۱۱۲] **گذشتہ نافرمان قوموں سے عبرت حاصل کرنے کا سبق:**...... یعنی پہلے بہت قومیں گزر چکیں جو جتھے میں اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں، انہوں نے ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں، لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آ. کا یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔

فائدہ: [۱۱۳] ......یعنی وجوہِ معاش اور مادی ترقیات کا جو علم اُن کے پاس تھا اور جن غلط عقیدوں پر دل جمائے ہوئے تھے اُسی پر اتراتے رہے، اور انبیاء علیہم السلام کے علوم و ہدایات کو حقیر سمجھ کر مذاق اُڑاتے رہے۔ آخر ایک وقت آیا جب اُن کو اپنی ہنسی مذاق کی حقیقت کھلی، اور اُن کا استہزاء و تمسخر خود اُن ہی پر اُلٹ پڑا۔

فائدہ: [۱۱۴] **عذاب کے وقت مشرکین کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا:**...... یعنی جس وقت آفت آنکھوں کے سامنے آگئی اور عذاب الٰہی کا معائنہ ہونے لگا تب ہوش آیا اور ایمان و توبہ کی سوجھی۔ اب پتہ چلا کہ اکیلے خدائے بزرگ ہی سے کام چلتا ہے۔ جن ہستیوں کو خدائی کا

درجہ دے رکھا تھا سب عاجز اور بیکار ہیں، ہماری سخت حماقت اور گستاخی تھی کہ اُن چیزوں کو تختِ خدائی پر بٹھا دیا تھا۔

فَائِدَہ:[۱۱۵] عذاب کے وقت توبہ کا کوئی فائدہ نہیں:......یعنی اب پہچاننے اور تقصیر کا اعتراف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ایمان وتوبہ کا وقت گزر چکا۔ عذاب دیکھ لینے پر تو ہر کسی کو بے اختیار یقین آجاتا ہے، مگر یہ یقین موجب نجات نہیں، نہ اس یقین کی بدولت آیا ہوا عذاب ٹل سکتا ہے، قال تعالیٰ: ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ. حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ﴾ [نساء:١٨] وقال فی قصة فرعون: ﴿آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ [یونس:٩١] وفی الحدیث: ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ۔''

فَائِدَہ:[۱۱۶] مجرمین کی عادت یہی ہے کہ عذاب کے وقت توبہ کرتے ہیں:......یعنی ہمیشہ سے یوں ہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ اوّل انکار واستہزاء سے پیش آتے ہیں، پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اُس وقت شور مچاتے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ کی عادت یہ ہے کہ اُس بے وقت کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا، آخر منکرین اپنے جرائم کی پاداش میں خراب وبرباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اللّٰهم احفظنا من الخسران واحفظنا من غضبک وسخطک فی الدنیا والاٰخرة۔

تمّت سورة المؤمن ولله الحمد والمنة۔

آیاتها ۵۵ ۔ ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ ۔ رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

ترجمہ: اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے ف۱ ایک کتاب ہے کہ جدا جدا کی ہیں اس کی آیتیں ف۲ قرآن عربی زبان کا ایک

يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ

سمجھ والے لوگوں کو ف۳ سنانے والا خوشخبری اور ڈر ف۴ پر دھیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ سو وہ نہیں سنتے ف۵ اور کہتے ہیں ہمارے

اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵

دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ف۶

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ

تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ ف۷

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷

اور خرابی ہے شریک کرنے والوں کو جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ آخرت سے منکر ہیں ف۸

فائدہ:[۱]......یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت بندوں پر ہے جو اُن کی ہدایت کے لیے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب نازل فرمائی۔

فائدہ:[۲]......لفظی طور پر آیات کا جدا جدا ہونا تو ظاہر ہے، مگر معنوی حیثیت سے بھی سینکڑوں قسم کے علوم اور مضامین کی تفصیل الگ الگ آیات میں کی گئی ہے۔

فائدہ:[۳] قرآن کا نزول عربی میں ہے:......یعنی قرآن کریم اعلیٰ درجہ کی صاف وشستہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے، جو اس کے مخاطبینِ اولین کی مادری زبان تھی، تا اُن لوگوں کو سمجھنے میں دقت نہ ہو، خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں۔ مگر اس کے باوجود بھی ظاہر ہے وہی لوگ اس سے منتفع ہو سکتے ہیں جو سمجھ رکھتے ہوں، نا سمجھ جاہل کو اس نعمتِ عظمیٰ کی کیا قدر ہو سکتی ہے؟

فَائِدَة:[۴] ......یعنی قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات وفلاح کی خوشخبری سناتا اور منکروں کو برے انجام سے ڈراتا ہے۔

فَائِدَة:[۵] کفار کی ضد بازی: ......یعنی ان سب باتوں کے باوجود بھی تعجب ہے کہ ان میں کے بہت لوگ اس کتاب کی بیش قیمت نصائح کی طرف دھیان نہیں کرتے، اور جب ادھر دھیان ہی نہیں تو سننا کیوں چاہیں گے اور فرض کیجیے کانوں سے سن بھی لیا لیکن گوشِ دل سے نہ سنا اور قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی تو سنا اَن سنا برابر ہے۔

فَائِدَة:[۶] کفار کی دل آزار باتیں: ......یعنی صرف اسی قدر نہیں کہ نصیحت کی طرف دھیان نہیں کرتے یا کان نہیں دھرتے، بلکہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو سن کر ناصح بالکلیہ مایوس ہو جائے اور آئندہ نصیحت سنانے کا ارادہ بھی ترک کر دے، مثلاً کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تو تمہاری باتوں کی طرف سے غلاف چڑھے ہوئے ہیں، اس لیے کوئی بات وہاں تک پہنچتی نہیں، اور جب تم بات کرتے ہو ہمارے کان اونچا سننے لگتے ہیں، ثقلِ سماع کی وجہ سے کچھ سنائی نہیں دیتا اور ہمارے تمہارے درمیان ایسا پردہ ہے جو ایک کو دوسرے سے ملنے نہیں دیتا، دشمنی اور عداوت کی جو دیواریں کھڑی ہیں وہ درمیان سے اُٹھ جائیں اور جو خلیج حائل ہے وہ پر ہو، تب ہم میں سے ایک دوسرے تک پہنچ سکے۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے، پھر تم کیوں اپنا مغز تھکاتے ہو؟ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، تم اپنا کام کیے جاؤ، ہم اپنا کام کریں گے۔ اس کی توقع مت رکھو کہ ہم کبھی تمہاری نصیحتوں سے متاثر ہونے والے ہیں۔

فَائِدَة:[۷] حضور ﷺ کی بشریت: ......یعنی نہ میں خدا ہوں کہ زبردستی تمہارے دلوں کو پھیر سکوں، نہ فرشتہ ہوں جس کے بھیجے جانے کی تم فرمائش کیا کرتے ہو، نہ کوئی اور مخلوق ہوں، بلکہ تمہاری جنس ونوع کا ایک آدمی ہوں جس کی بات کا سمجھنا تم کو ہم جنسی کی بنا پر آسان ہونا چاہیے، اور وہ آدمی ہوں جسے حق تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل ترین وحی کے لیے چن لیا ہے، بناءً علیہ خواہ تم کتنا ہی اعراض کرو اور کتنی ہی یاس انگیز باتیں کرو، میں خدائی پیغام تم کو ضرور پہنچاؤں گا۔ مجھے بذریعہ وحی بتلایا گیا ہے کہ تم سب کا معبود اور حاکم علی الاطلاق ایک ہے، جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، لہٰذا سب کو لازم ہے کہ تمام شئون واحوال میں سیدھے اُسی خدائے واحد کی طرف رُخ کر کے چلیں، اس کے راستہ سے ذرا اِدھر اُدھر قدم نہ ہٹائیں اور پہلے اگر ٹیڑھے ترچھے چلے ہیں تو اپنے پروردگار سے اُس کی معافی چاہیں اور اگلی پچھلی خطائیں بخشوائیں۔

فَائِدَة:[۸] مشرکین کا انجام ہلاکت ہے: ......جن لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ عاجز مخلوق کو اُس کی بندگی میں شریک کرتے ہیں، اور بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ صدقہ اور زکوٰۃ کا پیسہ کسی محتاج مسکین پر خرچ کرنے کے روادار نہیں، ساتھ ہی انجام کی طرف سے بالکل غافل اور بےفکر ہیں، کیونکہ انہیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی اور اچھے برے کا حساب کتاب بھی ہوگا، ایسوں کا مستقبل بجز ہلاکت اور خرابی و بربادی کے اور کیا ہونا ہے۔

تنبیہ: "الزکوٰۃ" سے مراد: ......بعض سلف نے یہاں ﴿الزَّكٰوةَ﴾ سے مراد کلمۂ طیبہ لیا ہے، اور بعض نے "زکوٰۃ" کے معنی پاکیزگی اور ستھرائی کے لیے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے نفس کو عقائد فاسدہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے پاک وصاف نہیں کرتے۔ اس میں کلمۂ طیبہ کا ترک اور زکوٰۃ وغیرہ کا ادا نہ کرنا بھی آ گیا۔ وهذا كما قال: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝﴾ [الاعلیٰ: ۱۴] وقال: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝﴾ [الشمس: ۹] وقال: ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً﴾ [المریم: ۱۳] وغیر ذلک۔ شاید یہ معنی اس لیے یہاں لیے گئے ہوں کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں، یا اس لیے کہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ وغیرہ کی تشخیص مدینہ میں ہوئی۔ واللہ اعلم!

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ

البتہ جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ان کو ثواب ملنا ہے جو موقوف نہ ہو۹ تو کہہ کیا تم منکر

بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ﴿۹﴾ وَ جَعَلَ فِیْهَا

اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اوروں کو وہ ہے رب جہان کا ف١٠ اور رکھے اس میں

رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ ﴿۱۰﴾

بھاری پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اس کی ف١١ چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف١٢

ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ

پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا ف١٣ پھر کہا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے ف١٤ یا زور سے وہ بولے

اَتَیْنَا طَآىِٕعِیْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا

ہم آئے خوشی سے پھر کر دیئے وہ سات آسمان دو دن میں ف١٥ اور اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا ف١٦ اور رونق دی ہم نے

السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾

سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے زبردست خبردار کا ف١٧

فَائِدَة:[٩] مؤمنین صالحین کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر: ......یعنی کبھی منقطع نہ ہوگا، ابدالآباد تک جاری رہے گا، جنت میں پہنچ کر نہ اُن کو نکالنا، نہ اُن کے ثواب کو۔

فَائِدَة:[١٠] ......یعنی کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ ربّ العالمین کی وحدانیت اور صفات کمالیہ کا انکار کرتے اور دوسری چیزوں کو اُس کے برابر سمجھتے ہو جو ایک ذرّہ کا اختیار نہیں رکھتیں۔

فَائِدَة:[١١] زمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے: ......''اور برکت رکھی اس کے اندر'' یعنی قسم قسم کی کانیں، درخت، میوے، پھل، غلے اور حیوانات زمین سے نکلتے ہیں اور ''ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اُس کی'' یعنی زمین پر بسنے والوں کی خوراکیں ایک خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھ دیں، چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور ضروریات کے موافق خوراکیں مہیا کر دی گئی ہیں۔

فَائِدَة:[١٢] زمین اور اس کے اندر کی اور چیزیں چار دن میں پیدا ہوئیں: ......یعنی یہ سب کام چار دن میں ہوا، دو روز میں زمین پیدا کی گئی اور دو روز میں اس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ جو پوچھے یا پوچھنے کا ارادہ رکھتا ہے اُسے بتلا دو کہ یہ سب مل کر پورے چار دن ہوئے بدون کسر اور کمی بیشی کے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی (پوچھنے والوں کا) جواب پورا ہوا''

تنبیہ: ......''یہاں دنوں'' سے مراد ظاہر ہے معروف ومتبادر دن نہیں ہو سکتے، کیونکہ زمین اور سورج وغیرہ کی پیدائش سے قبل ان کا وجود متصور ہی نہیں، لامحالہ ان دنوں کی مقدار مراد ہوگی یا وہ دن مراد ہو جس کی نسبت فرمایا ہے: ﴿وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿٤٧﴾﴾ [الحج: ٤٧] واللہ اعلم!

فَائِدَة:[١٣] ......یعنی پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو اُس وقت سارا ایک تھا دھوئیں کی طرح، اُس کو بانٹ کر سات آسمان کئے، جیسا

کہ آگے آتا ہے۔

تنبیہ: ...... ممکن ہے "دخان" سے آسمانوں کے مادہ کی طرف اشارہ ہو۔

فائدہ: [۱۴] ...... یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں (آسمان اور زمین) کے ملاپ سے دنیا بسائے، خواہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں۔ (بہر حال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا) وہ دونوں آملے اپنی طبیعت سے، آسمان سے سورج کی شعاع آئی، گرمی پڑی، ہوائیں اٹھیں، اُن سے گرد اور بھاپ اُوپر چڑھی، پھر پانی ہو کر مینہ برسا، جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور پہلے جو فرمایا تھا کہ "زمین میں اُس کی خوراکیں رکھیں" یعنی اس میں قابلیت ان چیزوں کے نکلنے کی رکھ دی تھی۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۵] آسمان وزمین کی تخلیق میں کل چھ دن لگے: ...... یعنی چار دن وہ تھے اور دو دن میں آسمان بنائے کل چھ دن ہو گئے، جیسا کہ دوسری جگہ ﴿سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ کی تصریح ہے۔

تنبیہ: تخلیق آسمان وزمین کے متعلق والی احادیث غریب ہیں: ...... جن احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کی تعیین وترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے ہفتہ کے فلاں فلاں دن میں پیدا کی، اُن میں کوئی حدیث صحیح اب تک نظر سے نہیں گزری، حتیٰ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے متعلق جو صحیح مسلم میں ہے، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وهو من غرائب الصحيح وقد علله البخاری فی التاريخ فقال رواه بعضهم عن ابی هريرة عن كعب الاحبار وهو الاصح" اور روح المعانی میں قفال شافعی سے نقل کیا ہے: "تفرد به مسلم وقد تكلم عليه الحفاظ علی ابن المدینی والبخاری وغيرهما وجعلوه من كلام كعب وان اباهريرة انما سمعه منه ولكن اشتبه علی بعض الرواة فجعله مرفوعاً" باقی قرآن کریم کی اس آیت اور سورۂ "بقرہ" کی آیت ﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ [آیت: ۲۹] سے جو ظاہر ہوتا ہے کہ سات آسمان زمین کی پیدائش کے بعد بنائے گئے، اور سورۂ "نازعات" میں ﴿وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا﴾ [آیت: ۳۰] سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین آسمان کے بعد بچھائی گئی۔ اس کے جواب کئی طرح دیے گئے ہیں، احقر کو ابو حیان کی تقریر پسند ہے۔ یعنی ضروری نہیں کہ پہلی آیت میں ﴿ثُمَّ﴾ اور دوسری میں ﴿بَعْدَ ذٰلِكَ﴾ تراخی زمان کے لیے ہو، ممکن ہے ان الفاظ سے تراخی فی الاخبار یا تراخی رُتبی مراد لیں، جیسے: ﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾ [بلد: ۱۷] میں یا دوسری جگہ ﴿عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ [قلم: ۱۳] میں یہی معنی مراد لیے گئے ہیں۔ بہر حال قرآن کریم میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں، ہاں! نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت وقدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم رکھا ہے، جس کا نکتہ ادنیٰ تامل وتدبر سے معلوم ہو سکتا ہے، تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ یہ چند الفاظ اہل علم کی تنبیہ کے لیے لکھ دیے ہیں۔

فائدہ: [۱۶] ...... یعنی جو حکم جس قدرت کے تذکرہ میں آسمان کے مناسب تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور اُن کا کیا اسلوب (اور رنگ ڈھنگ) ہے۔ اتنی زمین میں ہزاراں ہزار کارخانے ہیں تو اتنے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے؟"

فائدہ: [۱۷] ...... یعنی دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سب ستارے اسی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو ان قدرتی چراغوں سے آسمان کیسا پر رونق معلوم ہوتا ہے، پھر محفوظ کتنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں، فرشتوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں، کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ سب سے بڑے زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ

پھر اگر وہ ٹلائیں تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تم کو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا عاد اور ثمود پر ف ۱۸ جب آئے ان کے پاس رسول

بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا
آگے سے اور پیچھے سے ف۱۹ کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو بھیجتا فرشتے سو ہم

بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَقَالُوۡا مَنۡ
تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے ف۲۰ سو جو عاد تھے وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے

اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَهُمۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ وَكَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا
ہم سے زیادہ زور میں ف۲۱ کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے ان کو بنایا وہ زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے

يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيۡقَهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ
منکر ف۲۲ پھر بھیجی ہم نے ان پر ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں ان کو رسوائی کا عذاب

فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَخۡزٰى وَهُمۡ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَهَدَيۡنٰهُمۡ
دنیا کی زندگانی میں ف۲۳ اور آخرت کے عذاب میں تو پوری رسوائی ہے اور ان کو کہیں مدد نہیں ف۲۴ اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتلائی

فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰى عَلَى الۡهُدٰى فَاَخَذَتۡهُمۡ صٰعِقَةُ الۡعَذَابِ الۡهُوۡنِ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۱۷﴾
پھر ان کو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے ف۲۵ پھر پکڑا ان کو کڑک نے ذلت کے عذاب کی بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۲۶

وَنَجَّيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوۡمَ يُحۡشَرُ اَعۡدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲ / ۱٦
اور بچا دیا ہم نے ان لوگوں کو جو یقین لائے تھے اور بچ کر چلتے تھے ف۲۷ اور جس دن جمع ہوں گے دشمن اللہ کے دوزخ پر تو ان کی جماعتیں بنائی جائیں گی ف۲۸

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۰﴾
یہاں تک کہ جب پہنچیں اس پر بتائیں گے ان کو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے ف۲۹

فائدة: [۱۸] ......یعنی کفار مکہ اگر ایسی عظیم الشان آیات سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید و اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے رہیں تو فرما دیجئے، کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا انجام بھی "عاد" و "ثمود" وغیرہ اقوام مکذبین کی طرح ہو سکتا ہے۔

فائدة: [۱۹] مِنۡ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سے مراد: ......یعنی ہر طرف سے۔ شاید بہت رسول آئے ہوں گے مگر مشہور یہی دو رسول ہیں: حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام۔ اور یا ﴿مِنۡ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ﴾ سے مراد یہ ہو کہ اُن کو ماضی اور مستقبل کی باتیں سمجھاتے ہوئے آئے، کوئی جہت اور کوئی پہلو نصیحت و فہمائش کا نہیں چھوڑا۔

فائدة: [۲۰] کفار کا بشریت رسول سے انکار: ......یعنی خدا کا رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر اللہ کو واقعی رسول بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ بہر حال تم اپنے زعم کے موافق جو باتیں خدا کی طرف سے لائے ہو ہم اُن کے ماننے کے لیے تیار نہیں۔

فائدة: [۲۱] قوم عاد کا غرور: ......شاید رسولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی ہوگی اُس کے جواب میں یہ کہا ہو کہ ہم سے زیادہ زور آور کون

ہے جس سے ہم خوف کھائیں؟ کیا ہم جیسے طاقتور انسانوں پر تم اپنا رعب جما سکتے ہو؟ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اُن کے جسم بہت بڑے بڑے ہوتے تھے، بدن کی قوت پر غرور آیا، غرور کا دم بھرنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے۔''

فَائِدَۃ:[۲۲]......یعنی دل میں اُن کا حق ہونا سمجھتے تھے، مگر ضد اور عناد سے انکار کرتے چلے جاتے تھے۔

فَائِدَۃ:[۲۳]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اُن کا غرور توڑنے کو ایک کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کرا دیا۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا۔ درخت، آدمی، مکان، مواشی کوئی چیز نہ چھوڑی۔

فَائِدَۃ:[۲۴] **آخرت کی رسوائی بڑی رسوائی ہے:**......یعنی آخرت کی رسوائی تو بہت ہی بڑی ہے جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گی، نہ وہاں کوئی مدد کر سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی، محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے مدعی آنکھیں چرائیں گے۔

فَائِدَۃ:[۲۵]......یعنی نجات کا راستہ جو ہمارے پیغمبر نے بتلایا تھا اُس سے آنکھیں بند کر لیں اور اندھا رہنے کو پسند کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کی پسند کی ہوئی حالت میں انہیں پڑا چھوڑ دیا۔

فَائِدَۃ:[۲۶]......یعنی زلزلہ آیا جس کے ساتھ سخت ہولناک آواز تھی، اُس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

فَائِدَۃ:[۲۷]......یعنی جو لوگ ایمان لائے اور بدی کے راستہ سے بچ کر چلتے تھے اُن کو اللہ نے صاف بچا لیا، نزولِ عذاب کے وقت اُن پر ذرا آنچ بھی نہیں آئی۔

فَائِدَۃ:[۲۸] **جہنمیوں کی مختلف جماعتیں:**......یعنی ہر ایک قسم کے مجرموں کی الگ جماعت ہوگی اور یہ سب جماعتیں ایک دوسرے کے انتظار میں جہنم کے قریب روکی جائیں گی۔

فَائِدَۃ:[۲۹] **اعضاء کی شہادت وگواہی:**......دنیا میں کانوں سے آیاتِ تنزیلیہ سنیں اور آنکھوں سے آیاتِ تکوینیہ دیکھیں، مگر کسی کو نہ مانا ہر بنِ مو سے خدا کی نافرمانی کرتے رہے، یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود انہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائے گا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے، اس وقت حکم ہوگا کہ اِن کے اعضاء کی شہادت پیش کی جائے جن کے ذریعہ سے گناہ کیے تھے، چنانچہ ہر ایک عضو شہادت دے گا اور اس طرح زبان کی تکذیب ہو جائے گی، تب مبہوت و حیران ہو کر اپنے اعضاء کو کہے گا (کم بختو!) دُور ہو جاؤ! تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑتا اور مدافعت کر رہا تھا (تم خود ہی اپنے جرموں کا اعتراف کرنے لگے)۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں بتلایا ہم کو ف ۳۰ وہ بولیں گے ہم کو بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو ف ۳۱

وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ

اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور اسی طرف پھیرے جاتے ہو ف ۳۲ اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس بات سے کہ تم کو بتلائیں گے

سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا

تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے پر ف ۳۳ تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

تم کرتے ہو ۳۳ اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں، اسی نے تم کو غارت کیا پھر آج ہو گئے ٹوٹے میں

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا

پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ ان کا گھر ہے اور اگر وہ منانا چاہیں تو ان کو کوئی نہیں مناتا ۳۵ اور لگا دیئے ہم نے

لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ

ان کے پیچھے ساتھ رہنے والے، پھر انہوں نے خوب صورت بنا دیا ان کی آنکھوں میں اس کو جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے ۳٦ اور ٹھیک پڑ چکی

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا

ع ۱۷

ان پر عذاب کی بات ان فرقوں کے ساتھ جو گزر چکے ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے ۳۷ بے شک وہ تھے ٹوٹے والے ۳۸ اور کہنے لگے منکر

تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا

کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو ۳۹ سو ہم کو ضرور چکھانا ہے منکروں کو سخت

شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ

عذاب اور ان کو بدلہ دینا ہے برے سے برے کاموں کا جو وہ کرتے تھے ۴۰ یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ ان کا

فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

اسی میں گھر ہے سدا کو بدلہ اسکا جو ہماری باتوں سے انکار کرتے تھے ۴۱

فائدہ:[۳۰] مجرمین کا اپنے اعضاء کو کوسنا:......یعنی جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تم پر ایسی کیا مصیبت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بتلانا شروع کر دیا اور آخر یہ بولنا تم کو سکھلایا کس نے؟

فائدہ:[۳۱] اللہ تعالیٰ جس چیز سے بلوانا چاہے بلوا سکتا ہے:......یعنی جس کی قدرت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قوت دی، آج اُسی نے ہم کو بھی گویا کر دیا، نہ بولتے اور بتلاتے تو کیا کرتے؟ جب وہ قادرِ مطلق بلوانا چاہے تو کس چیز کی مجال ہے کہ نہ بولے؟ جس نے زبان میں قوت گویائی رکھی، کیا ہاتھ پاؤں میں نہیں رکھ سکتا؟

فائدہ:[۳۲]......یہ مقولہ یا اللہ تعالیٰ کا ہے، یا جلود کا ہے، دونوں احتمال ہیں۔

فائدہ:[۳۳] اعضاء سے بولنے کا وہم وگمان ہی نہ تھا:......یعنی غیر سے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتلادیں گے، ان سے بھی پردہ کریں، اور کرنا بھی چاہتے تو اس کی قدرت کہاں تھی؟

فائدہ:[۳۴] مجرمین کو اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا یقین نہ تھا:......یعنی اصل میں تمہارے طرزِ عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تم کو خدا تعالیٰ کے علم محیط کا یقین ہی نہ تھا، سمجھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو، کون دیکھ بھال کرتا ہوگا؟ اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ خدا ہماری تمام

حرکات سے باخبر ہے اور اُس کے ہاں ہماری پوری مسل محفوظ ہے تو ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔

فَائِدَة: [۳۵]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی دنیا میں بعض بلا صبر سے آسان ہوتی ہے، وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا (جہاں سے کبھی نکلنا نہیں) اور بعض بلا منت خوشامد کرنے سے ٹلتی ہے، وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں، کوئی قبول نہیں کرتا۔''

فَائِدَة: [۳۶] مجرمین پر دنیا میں شیطان تعینات تھے:...... یعنی اُن پر شیطان تعینات تھے کہ اُن کو برے کام جو پہلے کیے یا آگے کرتے، بھلے کر کے دکھلائیں اور تباہ کن ماضی و مستقبل کو خوبصورت بنا کر اُن کے سامنے پیش کریں۔ اور یہ شیطانوں کا تعینات کیا جانا بھی اُن کے اعراض عن الذکر کا نتیجہ تھا، کما قال تعالی: ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ [الزخرف: ۳۶]

فَائِدَة: [۳۷]...... یعنی وہی بات جو شروع میں کہی گئی تھی: ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ [ہود: ۱۱۹]

فَائِدَة: [۳۸]...... جب آدمی کو خسارہ آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور ایسے ہی سامان ہو جاتے ہیں۔

فَائِدَة: [۳۹] قرآن کی آواز جادو اثر شور وغل سے دب نہیں سکتی:...... قرآن کریم کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کو دلوں میں اثر کرتی تھی، جو سنتا فریفتہ ہو جاتا، اُس سے روکنے کی تدبیر کفار نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے، اُدھر کان مت دھرو اور اس قدر شور وغل مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں، اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائے گی۔ آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سوجھا کرتی ہیں کہ کام کی بات کو شور مچا کر سننے نہ دیا جائے، لیکن صداقت کی کڑک مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے؟ ان سب تدبیروں کے باوجود حق کی آواز قلوب کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہتی ہے۔

فَائِدَة: [۴۰]...... اس سے زیادہ برا کام کونسا ہوگا کہ خود نصیحت کی بات نہ سنے اور دوسروں کو بھی سننے نہ دے۔

فَائِدَة: [۴۱] ضد کی بنا پر انکار کرتے تھے:...... یعنی دل میں سمجھتے تھے، لیکن ضد اور تعصب و عناد سے انکار ہی کرتے رہتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا

اور کہیں گے وہ لوگ جو منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلا دے وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالیں ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے

لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

کہ وہ رہیں سب سے نیچے ف۴۲ تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ

فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا ف۴۳ ہم ہیں تمہارے رفیق

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

دنیا میں اور آخرت میں ف۴۴ اور تمہارے لیے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لیے وہاں ہے جو کچھ

تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا ع ۱۸

مانگو ف۴۵ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ف۴۶ اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام

وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾

اور کہا میں حکم بردار ہوں ف ۴۷

فائدہ:[۴۲] جہنمیوں کا گمراہ کرنے والوں سے انتقام کی خواہش:...... یعنی خیر ہم تو آفت میں پھنسے ہیں، لیکن آدمیوں اور جنوں میں سے جن شیطانوں نے ہم کو بہکا بہکا کر اس آفت میں گرفتار کرایا ہے، ذرا انہیں ہمارے سامنے کر دیجئے کہ اُن کو ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں، اور نہایت ذلت وخواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں دھکیل دیں، تا انتقام لے کر ہمارا دل کچھ تو ٹھنڈا ہو۔

فائدہ:[۴۳] اہل استقامت کے لئے خوشخبری:...... یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے، اُس کی ربوبیت و اُلوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، نہ اس یقین واقرار سے مرتے دم تک ہٹے، نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا، جو کچھ زبان سے کہا تھا اُس کے مقتضاء پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے، اللہ کی ربوبیتِ کاملہ کا حق پہچانا، جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لیے کیا، اپنے رب کے عائد کیے ہوئے حقوق وفرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اُسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسی کے راستہ پر چلے، ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اُس کے بعد قبروں سے اُٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اُترتے ہیں جو تسکین وتسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں، کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا، دنیائے فانی کے سب فکر وغم ختم ہوئے اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا، اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی وروحانی خوشی اور عیش تمہارے لیے ہے، اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے، وہ اب تم سے ایفا کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔

تنبیہ: متقین پر دنیا میں بھی ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو باعث تسکین ہوتا ہے:...... بہت ممکن ہے کہ متقین و ابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو جو اللہ کے حکم سے اُن کے دینی ودنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں، جو اُن کے شرح صدر اور تسکین واطمینان کا موجب ہو جاتا ہو، جیسے اُن کے بالمقابل ایک دو آیت پہلے گزر چکا ہے کہ کفار پر شیطان مسلط ہیں جو تزیینِ قبائح سے اُن کے اغواء کا سامان کرتے ہیں، چنانچہ دوسری جگہ شیاطین کے حق میں بھی لفظ ﴿تَنَزَّلُ﴾ استعمال ہوا ہے، قال تعالیٰ: ﴿تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۲۲﴾ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾﴾ [الشعراء: ۲۲۲، ۲۲۳]۔ بہرحال بعض مفسرین کے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں اور اس تقدیر پر اگلی آیت ﴿نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۴۴] فرشتوں کی طرف سے مرافعت کا وعدہ:...... بعض نے اس کو اللہ کا کلام بتلایا ہے، یعنی فرشتوں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو چکا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ بھی فرشتوں کا مقولہ ہے، گویا فرشتے یہ قول اُن کے دلوں میں الہام کرتے ہیں اور اُن کی ہمت بندھاتے ہیں۔ ممکن ہے اس زندگی میں بعض بندوں سے مشافہۃً بھی اتنے الفاظ کہتے ہوں اور ممکن ہے موت کے قریب یا اُس کے بعد کہا جاتا ہو۔ اُس وقت ﴿نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ﴾ کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے، اور آخرت میں بھی رفیق رہیں گے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز واکرام کا انتظام کریں گے۔

فائدہ:[۴۵] جنت میں ہر من چاہی پوری ہوگی:...... یعنی جس چیز کی خواہش ورغبت دل میں ہوگی یا جو زبان سے طلب کرو گے سب کچھ ملے گا، اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

فائدہ:[۴۶] رب العزت کی طرف سے مہمان نوازی:...... یعنی سمجھ لو! وہ غفورٌ رّحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا، اور یہ

کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندۂ ضعیف رب العزت کا مہمان ہو۔

فائدہ: [۴۷] داعیانِ دین اور صالحین کا اعلیٰ مقام:...... پہلے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ میں اُن مخصوص مقبول بندوں کا ذکر تھا جنہوں نے صرف ایک اللہ کی ربوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا، یہاں اُن کے ایک اور اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہیں، یعنی بہترین شخص وہ ہے جو خود اللہ کا ہو رہے، اسی کی حکم برداری کا اعلان کرے، اُسی کی پسندیدہ روش پر چلے، اور دنیا کو اُسی کی طرف آنے کی دعوت دے، اُس کا قول و فعل بندوں کو خدا کی طرف کھینچنے میں مؤثر ہو، جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے بذاتِ خود اُس پر عامل ہو، خدا کی نسبت اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے، اُس کا طغرائے قومیت صرف مذہب اسلام ہو، اور ہر قسم کی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے مسلم خالص ہونے کی منادی کرے، اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو بلائے جس کی دعوت دینے کے لیے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عمریں صرف کی تھیں۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ

اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ جس میں

عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ

اور تجھ میں دشمنی تھی گویا دوست دار ہے قرابت والا ف ۴۸ اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو سہار (تحمل) رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اسی کو جس کی بڑی

عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾

قسمت ہے ف ۴۹ اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف ۵۰

وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا

اور اس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند ف ۵۱ سجدہ نہ کرو سورج کو اور چاند کو اور سجدہ کرو

لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ

اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف ۵۲ پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں

یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدۃ

پاکی بولتے رہتے ہیں اس کی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف ۵۳

السجدۃ ١١

فائدہ: [۴۸] داعی الی اللہ کو حسن اخلاق کی تعلیم:...... ان آیات میں ایک سچے داعی الی اللہ کو جس حسنِ اخلاق کی ضرورت ہے اُس کی تعلیم دیتے ہیں، یعنی خوب سمجھ لو نیکی بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتیں، دونوں کی تاثیر جداگانہ ہے، بلکہ ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے اثر میں بڑھ کر ہوتی ہے، لہٰذا ایک مومن قانت اور خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہئے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے، بلکہ جہاں تک گنجائش ہو برائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے۔ اگر کوئی اسے سخت بات کہے یا برا معاملہ کرے تو اُس کے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہئے جو اُس سے بہتر ہو، مثلاً غصہ کے جواب میں بردباری، گالی کے جواب میں تہذیب و

شائستگی، اور سختی کے جواب میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل کے نتیجہ میں تم دیکھ لو گے کہ سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائے گا، اور گو دل سے دوست نہ بنے، تاہم ایک وقت آئے گا جب وہ ظاہر میں ایک گہرے اور گرمجوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگے گا، بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں بعد سچے دل سے دوست بن جائے اور دشمنی وعداوت کے خیالات یکسر قلب سے نکل جائے، کما قال: ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ﴾ [الممتحنۃ: ۷] ہاں اکسی شخص کی طبیعت کی افتاد ہی سانپ بچھو کی طرح ہو کہ کوئی نرم خوئی اور خوش اخلاقی اُس پر اثر نہ کرے وہ دوسری بات ہے، مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں۔ بہر حال دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والے کو بہت زیادہ صبر واستقلال اور حسنِ خلق کی ضرورت ہے۔

فَائِدَة: [۴۹] **بری بات کا جواب بھلائی سے دینا خوش نصیب لوگوں کا کام ہے:** ......یعنی بہت بڑا حوصلہ چاہئے کہ بری بات سہار کر بھلائی سے جواب دے۔ یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبال مندوں کو ملتی ہے۔

ربط: ...... یہاں تک اس حریف اور دشمن کے سامنے معاملہ کرنا سکھلایا تھا جو حسنِ معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہو، لیکن ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی نہج سے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا تم کتنی ہی خوشامد یا نرمی برتو، اُس کا نصب العین یہ ہے کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے، ایسے پکے شیطان سے محفوظ رہنے کی تدبیر آگے تلقین فرمائی ہے۔

فَائِدَة: [۵۰] **شیطان سے بچاؤ کی تدبیر:** ......یعنی ایسے شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو و درگزر سے کام نہیں چلتا، بس اُس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ جاؤ، یہ وہ مضبوط قلعہ ہے جہاں شیطان کی رسائی نہیں۔ اگر تم واقعی اخلاص وتضرع سے اللہ کو پکارو گے، وہ ضرور تم کو پناہ دے گا، کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنے اخلاص وتضرع سے اُس کو پکارا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا پہلی آیت سے ربط ظاہر کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں: "یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آئے تو یہ شیطان کا دخل ہے۔" وہ نہیں چاہتا کہ تم حسنِ اخلاق پر کاربند ہو کر دعوت الی اللہ کے مقصد میں کامیابی حاصل کرو۔

فَائِدَة: [۵۱] **عظمت وقدرت الٰہی پر دلالت کرنے والے دلائل:** ......دعوت الی اللہ کے ساتھ چند دلائل سماویہ وارضیہ بیان فرماتے ہیں، جن سے داعی الی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت ووحدانیت اور بعث بعد الموت وغیرہ اہم مسائل کے سمجھانے میں مدد ملے۔ اس ضمن میں ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ ایک طرف خدا کے مخصوص بندے اپنے قول وعمل سے خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری طرف چاند، سورج اور آسمان وزمین کا عظیم الشان نظم ونسق سوچنے والوں کو اُسی خدائے واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے ؎

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

انسان کو چاہئے کہ ان تکوینی نشانیوں میں اُلجھ کر نہ رہ جائے، جیسے بہت قومیں رہ گئی ہیں، بلکہ لازم ہے کہ اس لامحدود قدرت والے مالک کے سامنے سر جھکائے جس کی یہ نشانیاں ہیں، اور جس کے حکم سے ان کی ساری نمود ہے۔ اور ممکن ہے اس پر بھی تنبیہ ہو کہ جس طرح رات اور دن اور ان دونوں کی نشانیاں چاند اور سورج ایک دوسرے کے مقابل ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں ردّ وبدل کرتا رہتا ہے، اسی طرح اس کو قدرت ہے کہ دعوت الی اللہ کی روشنی اور داعی کی علوِ ہمت اور خوش اخلاقی کی بدولت مخاطبین کی کایا پلٹ کر دے اور تاریک فضا کو ایک روشن ماحول سے بدل دے۔

فَائِدَة: [۵۲] **صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے:** ......سورج اور چاند وغیرہ کو پوجنے والے بھی زبان سے یہی کہتے تھے کہ ہماری غرض ان چیزوں کی پرستش سے اللہ کی پرستش ہے، مگر اللہ نے بتلا دیا کہ یہ چیزیں پرستش کے لائق نہیں، عبادت کا مستحق صرف ایک خدا

ہے۔کسی غیر اللہ کی عبادت کرنا خدائے واحد سے بغاوت کرنے کا مرادف ہے۔

فائدہ:[۵۳] غرور وتکبر کرنے والوں کی اللہ کو پروا نہیں:......یعنی اگر غرور وتکبر حق کے قبول کرنے سے مانع ہے اور باوجود وضوحِ دلائلِ توحید کے خدائے واحد کی عبادت کی طرف آنا نہیں چاہتے تو نہ آئیں، اپنا ہی نقصان کریں گے، اللہ کو ان کی کیا پروا ہوسکتی ہے؟ بھلا جس کی عظمت وجبروت کا یہ عالم ہو کہ بیشمار ملائکہ مقربین شب وروز اُس کی عبادت اور تسبیح وتقدیس میں مشغول رہتے ہیں، نہ کبھی تھکتے ہیں، نہ اکتاتے ہیں، اُس کے سامنے یہ بیچارے کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے؟ خواہ مخواہ کی جھوٹی شیخی کرکے اپنا ہی نقصان کررہے ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ

اور ایک اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہم نے اس پر پانی تازی ہوئی اور ابھری بے شک

الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا

جس نے اس کو زندہ کیا وہ زندہ کرے گا مردوں کو وہ سب کچھ کرسکتا ہے ف۵۴ جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں

يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا

وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کے کئے جاؤ جو

شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ

چاہو بے شک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے ف۵۵ جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے جب آئی ان کے پاس ف۵۶ اور وہ کتاب ہے

عَزِيْزٌ ۝۴۱ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝۴۲ مَا

نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے سب تعریفوں والے کی ف۵۷ تجھے

يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝۴۳

وہی کہتے ہیں جو کہہ چکے ہیں سب رسولوں سے تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دردناک ف۵۸

فائدہ:[۵۴] زمین کی تروتازگی سے بعث بعد الممات پر استدلال:......یعنی زمین کو دیکھو! بیچاری چپ چاپ، ذلیل وخوار بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ خشکی کے وقت ہر طرف خاک اُڑتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا ابھرا اُس کی تروتازگی رونق اور اُبھار قابلِ دید ہوجاتا ہے۔ آخر یہ انقلاب کس کے دستِ قدرت کے تصرف کا نتیجہ ہے؟ جس خدا نے اس طرح مردہ زمین کو زندہ کردیا، کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ جان نہیں ڈال سکتا؟ اور کیا وہ قادرِ مطلق مرے ہوئے دلوں کو دعوت الی اللہ کی تاثیر سے ازسرِ نو حیاتِ تازہ عطا نہیں کرسکتا؟ بیشک وہ سب کچھ کرسکتا ہے، اُس کی قدرت کے سامنے کوئی مانع ومزاحم نہیں۔

فائدہ:[۵۵] ملحدین اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہیں، فی الحال ڈھیل ہے:......یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیاتِ تنزیلیہ سن کر اور قرطاسِ دہر پر خدا کی آیاتِ کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شبہات پیدا کرکے ٹیڑھی بناتے ہیں، یا خواہ مخواہ توڑ مروڑ کر اُن کا مطلب غلط لیتے ہیں، یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر

اُن آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں، ایسے ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے، ممکن ہے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں، مگر خدا سے اُن کی کوئی چال پوشیدہ نہیں۔ جس وقت سامنے جائیں گے دیکھ لیں گے، فی الحال اُس نے ڈھیل دے رکھی ہے مجرم کو، ایک دم نہیں پکڑتا۔ اسی لیے آگے فرمادیا: ﴿اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ﴾ یعنی اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کیے جاؤ، مگر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اُس کی نظر میں ہیں، ایک دن ان کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اب خود سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے، اور ایک جو اپنی شرافت و سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے، دونوں میں کون بہتر ہے؟

فَائِدَہ: [۵٦] نصیحت میں شبہات پیدا کرنا کجروی کی بناء پر ہے:...... یعنی وہ خواہ مخواہ اپنی کجروی سے نصیحت کی بات میں شبہات پیدا کرتے ہیں، حالانکہ اُس میں جھوٹ کی گنجائش کسی طرف سے نہیں۔ وہ نصیحت کیا ہے؟ ایک صاف واضح اور مضبوط و محکم کتاب، جس کا انکار ایک احمق یا شریر آدمی کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔

فَائِدَہ: [۵۷] کتاب اللہ ہر اعتبار سے محفوظ ہے:...... یعنی اُس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ آئے تو کدھر سے آئے اور جس کتاب کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو، باطل کی کیا مجال ہے کہ اُس کے پاس پھٹک سکے؟

فَائِدَہ: [۵۸] کفار کی طعنہ زنی پر حضور ﷺ کو صبر کی تلقین:...... یعنی منکرین کا جو معاملہ آپ کے ساتھ ہے، یہی ہر زمانہ کے منکرین کا پیغمبروں کے ساتھ رہا ہے۔ پیغمبروں نے ہمیشہ خیر خواہی کی ہے، انہوں نے اس کے جواب میں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، پھر جس طرح پیغمبروں نے سختیوں پر صبر کیا، آپ بھی صبر کرتے رہیے، نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ لوگ توبہ کرکے راہِ راست پر آجائیں گے جن کے لیے خدا کے ہاں معافی ہے اور کچھ اپنی کجروی اور ضد پر قائم رہیں گے جو آخرکار دردناک سزا کے مستوجب ہوں گے۔

وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِیًّا لَّقَالُوۡا لَوۡلَا فُصِّلَتۡ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعۡجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلۡ هُوَ لِلَّذِیۡنَ

اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں کیا اوپری زبان کی کتاب اور عربی لوگ ف۵۹ تو کہہ یہ ایمان والوں

اٰمَنُوۡا هُدًی وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرٌ وَّهُوَ عَلَیۡهِمۡ عَمًی ؕ اُولٰٓئِكَ

کے لیے سوجھ ہے اور روگ کا دور کرنے والا ف٦۰ اور جو یقین نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ قرآن ان کے حق میں اندھا پا ہے ف٦۱ ان کو

یُنَادَوۡنَ مِنۡ مَّكَانٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِیۡهِ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ

پکارتے ہیں دور کی جگہ سے ف٦۲ اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اس میں اختلاف پڑا ف٦۳ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو

سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِیۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِیۡبٍ ﴿۴۵﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا

پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ان میں فیصلہ ہوجاتا ف٦۴ اور وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ف٦۵ جس نے کی بھلائی

فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَیۡهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ ﴿۴٦﴾

سو اپنے واسطے اور جس نے کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر ف٦٦

فَائِدَة:[۵۹] قرآن جھٹلانے کے حیلے بہانوں کا رد:......یعنی ایک بات کو نہ ماننا ہو تو آدمی ہزار حیلے بہانے نکال سکتا ہے۔ کفار مکہ نے اور کچھ نہیں تو یہی کہنا شروع کر دیا کہ صاحب اعربی پیغمبر کا معجزہ تو ہم اُس وقت سمجھتے جب قرآن عربی کے سوا کسی اور زبان میں آتا۔ لیکن فرض کیجئے! اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے کے لیے یوں کہنے لگتے کہ بھلا صاحب! کہیں ایسی بے جوڑ بات بھی دیکھی ہے کہ رسول عربی، اور اس کی قوم بھی جو اوّلین مخاطب ہے عرب، مگر کتاب بھیجی جائے ایسی زبان میں جس کا ایک حرف بھی عرب لوگ نہ سمجھ سکیں۔

فَائِدَة:[۶۰] قرآن کتاب ہدایت وشفاء ہے:......یعنی لغو اور بیہودہ شبہات تو کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ ہاں! اس قدر تجربہ ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس اپنے اُوپر ایمان لانے اور عمل کرنے والوں کو کیسی عجیب ہدایت وبصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتی اور اُن کے قرنوں اور صدیوں کے روگ مٹا کر کس طرح بھلا چنگا کر دیتی ہے۔

فَائِدَة:[۶۱] کفار دلی طور پر اندھے ہیں اس لئے قرآن کی روشنی نہیں دیکھتے:......یعنی جس طرح خفاش (شپرک) کی آنکھیں سورج کی روشنی میں چندھیا جاتی ہیں، اِن منکروں کو بھی قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اس میں قرآن کا کیا قصور ہے؟ منکروں کو چاہیے کہ اپنی نگاہ کا ضعف وقصور محسوس کر کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔

فَائِدَة:[۶۲] کفار قرآن سے دور پڑے ہوئے ہیں:......یعنی کسی کو دور سے آواز دو تو نہیں سنتا اور سنے تو اچھی طرح سمجھتا نہیں: اسی طرح منکرین قرآن بھی صداقت اور منبع صداقت سے اس قدر دور پڑے ہوئے ہیں کہ حق کی آواز اُن کے دل کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور کبھی پہنچتی ہے تو اُس کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتے۔

فَائِدَة:[۶۳]......یعنی جیسے آج قرآن کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں اختلاف پڑ رہا ہے، پہلے تورات کے متعلق بھی ایسا ہی اختلاف پڑ چکا ہے، پھر دیکھ لو وہاں کیا انجام ہوا تھا۔

فَائِدَة:[۶۴]......بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ آخرت میں ہے۔

فَائِدَة:[۶۵] کفار شکوک وشبہات سے خود ہی پریشان ہوتے ہیں:......یعنی مہمل شکوک وشبہات اُن کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے ،ہر وقت دل میں کھٹکتے رہتے ہیں۔

فَائِدَة:[۶۶]......یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں، ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے، جیسا کرے گا وہی سامنے آئے گا، نہ کسی کی نیکی اس کے ہاں ضائع ہوگی، نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی۔

ربط:......چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ اس لیے آگے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾۔

............☆☆☆......الحمد للہ چوبیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر: ۲۵

الجزء ۲۵

اِلَيۡهِ يُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَكۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا

اسی کی طرف حوالہ ہے قیامت کی خبر کا ف ۶۷ اور نہیں نکلتے کوئی میوے اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل مادہ کو اور نہ

تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ اَيۡنَ شُرَكَآءِىۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِيۡدٍ ۴۷

جنے کہ جس کی اسکو خبر نہیں ف ۶۸ اور جس دن ان کو پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک ف ۶۹ بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی اس کا اقرار نہیں کرتا ف ۷۰

وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ۴۸ لَا يَسۡـَٔـمُ الۡاِنۡسَانُ

اور چوک گیا ان سے جو پکارتے تھے پہلے اور سمجھ گئے کہ ان کو کہیں نہیں خلاصی ف ۷۱ نہیں تھکتا آدمی

مِنۡ دُعَآءِ الۡخَيۡرِ ۫ وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـئُوۡسٌ قَنُوۡطٌ ۴۹ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ

مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے نا امید ہو کر اور اگر ہم چکھائیں اس کو کچھ اپنی مہربانی پیچھے

ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰى رَبِّىۡۤ اِنَّ لِىۡ

ایک تکلیف کے جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے یہ میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا اپنے رب کی طرف بے شک میرے لیے ہے

عِنۡدَهٗ لَـلۡحُسۡنٰى ۚ فَلَنُنَـبِّـئَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا ۫ وَلَـنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ۵۰

اس کے پاس خوبی ف ۷۲ سو ہم جتلا دیں گے منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائیں گے ان کو ایک گاڑھا عذاب ف ۷۳

وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ ۵۱

اور جب ہم نعمتیں بھیجیں انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی ف ۷۴

فائدہ:[۶۷] قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:......یعنی اُسی کو خبر ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی اُس کے وقت کی تعیین نہیں کر سکتا، جس سے دریافت کرو گے یہی کہے گا: "مَا الۡمَسۡئُوۡلُ عَنۡهَا بِاَعۡلَمَ مِنَ السَّآئِلِ۔"

فائدہ:[۶۸] اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے:......یعنی علمِ الٰہی ہر چیز کو محیط ہے، کوئی کھجور اپنے گابھے سے اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوہ یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جس کی خبر خدا کو نہ ہو۔ نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ موجودہ دنیا کے نتیجہ کے طور پر جو آخرت کا ظہور اور قیامت کا وقوع ہونے والا ہے،

اُس کا وقت بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ کب آئے گا۔ کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا اور نہ اُس کو خبر رکھنے کی ضرورت۔ ضرورت اِس کی ہے کہ آدمی قیامت کی خبر پر اللہ کے فرمانے کے موافق یقین رکھے اور اُس دن کی فکر کرے، جب کوئی شریک کام نہ آئے گا اور کہیں مخلص نہ ملے گا۔

فائدہ: [۶۹]...... یعنی جن کو میری خدائی میں شریک ٹھہراتے تھے، اب بلاؤ نا، وہ کہاں ہیں؟

فائدہ: [۷۰] **کفار کا اپنے شرک سے انکار:**...... یعنی ہم تو آپ سے صاف عرض کر چکے کہ ہم میں کوئی اقبالی مجرم نہیں جو اس جرم (شرک) کا اعتراف کرنے کو تیار ہو (گویا اُس وقت نہایت دیدہ دلیری سے جھوٹ بول کر واقعہ کا انکار کرنے لگیں گے)۔ اور بعض نے شہید کو بمعنی شاہد لے کر یہ مطلب لیا ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی اُن شرکاء کو یہاں نہیں دیکھتا۔

فائدہ: [۷۱] **انسان کی عجیب حالت:**...... یعنی دنیا میں جنہیں خدا کا شریک بنا کر پکارتے تھے، آج اُن کا کہیں پتہ نہیں، وہ اپنے پرستاروں کی مدد کو نہیں آتے۔ اور پرستاروں کے دلوں سے بھی وہ پکارنے کے خیالات اب غائب ہو گئے، انہوں نے بھی سمجھ لیا کہ خدائی سزا سے بچنے کی اب کوئی سبیل نہیں، اور گلو خلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آخر آس توڑ کر بیٹھ رہے، اور جن کی حمایت میں پیغمبروں سے لڑتے تھے آج اُن سے قطعاً بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔

فائدہ: [۷۲] **معبودانِ باطلہ کی گمشدگی اور ان سے براءت:**...... یعنی انسان کی طبیعت عجیب طرح کی ہے جب دنیا کی ذرا سی بھلائی پہنچے اور کچھ عیش و آرام و تندرستی نصیب ہو، تو مارے حرص کے چاہتا ہے کہ اور زیادہ مزے اُڑائے، کسی حد پر پہنچ کر اُس کی حرص کا پیٹ نہیں بھرتا، اگر بس چلے تو ساری دنیا کی دولت لے کر اپنے گھر میں ڈال لے۔ لیکن جہاں ذرا کوئی افتاد پڑنا شروع ہوئی اور اسباب ظاہری کا سلسلہ اپنے خلاف دیکھا تو پھر مایوس اور نا اُمید ہوتے بھی دیر نہیں لگتی۔ اُس وقت اس کا دل فوراً آس توڑ کر بیٹھ جاتا ہے، کیونکہ اُس کی نظر صرف پیش آمدہ اسباب پر محدود ہوتی ہے۔ اُس قادرِ مطلق مسبب الاسباب پر اعتماد نہیں رکھتا جو چاہے تو ایک آن میں سلسلۂ اسباب کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دے۔ اس مایوسی کے بعد اگر فرض کیجئے! اللہ نے تکلیف و مصیبت دُور کر کے اپنی مہربانی سے پھر عیش و راحت کا سامان کر دیا تو کہنے لگتا ہے "ھٰذَا لِیْ" یعنی میں نے فلاں تدبیر کی تھی، میری تدبیر اور لیاقت و فضیلت سے یوں ہی ہونا چاہئے تھا۔ اب نہ خدا کی مہربانی یاد رہی، نہ اپنی وہ مایوسی کی کیفیت جو چند منٹ پہلے قلب پر طاری تھی۔ اب عیش و آرام کے نشہ میں ایسا مخمور ہو جاتا ہے کہ آئندہ بھی کسی مصیبت اور تکلیف کے پیش آنے کا خطرہ نہیں رہتا، سمجھتا ہے کہ ہمیشہ اِسی حالت میں رہوں گا اور اگر کبھی اِن تاثرات کے دوران میں قیامت کا نام سن لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو خیال نہیں کرتا کہ یہ چیز کبھی ہونے والی ہے۔ اور فرض کرو! ایسی نوبت آہی گئی اور مجھ کو لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہی پڑا تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہاں میرا انجام بہتر ہوگا۔ اگر میں خدا کے نزدیک برا اور نالائق ہوتا تو دنیا میں مجھ کو یہ عیش و بہار کے مزے کیونکر ملتے؟ لہٰذا وہاں بھی توقع ہے کہ یہی معاملہ میرے ساتھ ہوگا۔

فائدہ: [۷۳]...... یعنی خوش ہو لو کہ اس کفر و غرور کے باوجود وہاں بھی مزے لوٹو گے۔ وہاں پہنچ کر پتہ لگ جائے گا کہ منکروں کو کیسی سخت سزا بھگتنا پڑتی ہے اور کس طرح عمر بھر کی کرتوت سامنے آتی ہے۔

فائدہ: [۷۴] **انسان کی عادت ہے کہ نعمت میں ناشکری اور مصیبت میں رجوع الی اللہ:**...... یعنی اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے وقت تو منعم کی حق شناسی اور شکر گزاری سے اعراض کرتا اور بالکل بے پروا ہو کر اُدھر سے کروٹ بدل لیتا ہے، پھر جب کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آتی ہے تو اُسی خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے، شرم نہیں آتی کہ اب اُسے کس منہ سے پکارے۔ اور تماشا یہ ہے کہ بعض اوقات اسباب پر نظر کر کے دل اندر سے مایوس ہوتا ہے، اُس حالت میں بھی بدحواس اور پریشان ہو کر دعا کے ہاتھ بے اختیار خدا کی طرف اُٹھ جاتے ہیں۔ قلب میں ناامیدی بھی ہے اور زبان پر یا اللہ! بھی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ سب

بیان ہے انسان کے نقصان (وقصور) کا نہ سختی میں صبر ہے، نہ نرمی میں شکر۔"

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا پھر اس سے گمراہ زیادہ کون جو دُور چلا جائے مخالف ہو کر ف۷۵

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ

اب ہم دکھلائیں گے ان کو اپنے نمونے دنیا میں اور خود ان کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے ف۷۶ کیا تیرا رب تھوڑا ہے

اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾

ہر چیز پر گواہ ہونے کے لیے ف۷۷ سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو ف۷۸

فائدہ: [۷۵] **کفار کو قرآن کو نہ ماننے کی صورت میں نقصان کا اندیشہ کیوں نہیں؟:**......اُوپر انسان کی طبیعت کا عجیب وغریب نقشہ کھینچ کر اُس کی کمزوریوں اور بیماریوں پر نہایت مؤثر انداز میں توجہ دلائی تھی، اب تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر آگاہ کرنے والی اور انجام کی طرف توجہ دلانے والی ہے، اگر خدا کے پاس سے آئی ہو (جیسا کہ واقع میں ہے) پھر تم نے اُس کو نہ مانا، اور ایسی اعلیٰ اور بیش قیمت نصائح سے منکر رہ کر اپنی عاقبت کی فکر نہ کی بلکہ حق کی مخالفت میں دُور ہوتے چلے گئے، تو کیا اس سے بڑھ کر گمراہی اور نقصان وخسارہ کچھ اور ہو سکتا ہے؟

فائدہ: [۷۶] **خود انسان کی جان اور اس کے چاروں طرف اللہ کی قدرت کے دلائل ہیں:**......یعنی قرآن کی حقانیت کے دوسرے دلائل وبراہین تو بجائے خود رہے، اب ہم ان منکروں کو خود ان کی جانوں میں اور ان کے چاروں طرف سارے عرب بلکہ ساری دنیا میں اپنی قدرت کے وہ نمونے دکھلائیں گے جن سے قرآن اور حاملِ قرآن کی صداقت بالکل روزِ روشن کی طرح آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ وہ نمونے کیا ہیں؟ وہی اسلام کی عظیم الشان اور محیر العقول فتوحات جو سلسلۂ اسبابِ ظاہری کے بالکل برخلاف قرآنی پیشینگوئیوں کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئیں۔ چنانچہ معرکہ "بدر" میں کفارِ مکہ نے خود اپنی جانوں کے اندر اور "فتحِ مکہ" میں مرکزِ عرب کے اندر اور خلفائے راشدینؓ کے عہد میں تمام جہان کے اندر یہ نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے اور یہ بھی ممکن ہے کہ 'ایات' سے عام نشانہائے قدرت مراد ہوں جو غور کرنے والوں کو اپنے وجود میں اور اپنے وجود سے باہر تمام دنیا کی چیزوں میں نظر آتے ہیں، جن سے حق تعالیٰ کی وحدانیت وعظمت کا ثبوت ملتا ہے اور قرآن کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے، جب کہ وہ اُن سننِ الٰہیہ اور نوامیسِ فطریہ کے موافق ثابت ہوتے ہیں جو اس عالمِ تکوین میں کارفرما ہیں۔ اس قسم کے تمام حقائقِ کونیہ اور آیاتِ آفاقیہ وانفسیہ کا انکشاف چونکہ لوگوں کو دفعۃً نہیں ہوتا، بلکہ وقتاً فوقتاً بتدریج اُن کے چہرہ سے پردہ اُٹھتا رہتا ہے، اس لیے ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا﴾ سے تعبیر فرمایا۔

فائدہ: [۷۷]......یعنی قرآن کی حقانیت کو فرض کرو، کوئی نہ مانے تو اکیلے خدا کی گواہی کیا تھوڑی ہے؟ جو ہر چیز پر گواہ ہے اور ہر چیز میں غور کرنے سے اُس کی گواہی کا ثبوت ملتا ہے۔

فائدہ: [۷۸]......یعنی یہ اس دھوکے میں ہیں کہ کبھی خدا سے ملنا اور اس کے سامنے جانا نہیں، حالانکہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، کسی وقت بھی اُس کے قبضہ اور احاطہ سے نکل کر نہیں جا سکتے۔ اگر مرنے کے بعد ان کے بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں یا پانی میں بہہ جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں، تب بھی ایک ایک ذرہ پر اللہ کا علم اور قدرت محیط ہے، اُن کو جمع کر کے ازسرِ نو زندہ کر دینا کچھ مشکل نہیں۔

تمت سورة حم السجدة فله الحمد والمنة

ایاتها ۵۴ ۴۲ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ ٦٢ رکوعاتها ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ لَهٗ

حٰمٓ عٓسٓقٓ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا اسی کا

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ

ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف۱ قریب ہے کہ پھوٹ پڑیں آسمان

فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ

اوپر سے ف۲ اور فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے ف۳ سنتا ہے وہی اللہ

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ

معاف کرنے والا مہربان ف۴ اور جنہوں نے پکڑے ہیں اس کے سوا رفیق اللہ کو وہ سب یاد ہیں اور تجھ پر

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا

نہیں ان کا ذمہ ف۵ اور اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ف۶

وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝٧ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ

اور خبر سنا دے جمع ہونے کے دن کی اس میں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف۷ اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کرتا

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٨

ایک ہی فرقہ لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی رحمت میں اور گنہگار جو ہیں ان کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار ف۸

فائدہ: [۱] وحی میں تمام انبیاء علیہم السلام مشترک ہیں: ...... یعنی جس طرح یہ سورت (جو نہایت اعلیٰ واکمل مضامین پر مشتمل ہے) آپ کی طرف وحی کی جارہی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عادت آپ کی طرف اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی بھیجنے کی رہی ہے، جس سے اُس کی

شانِ حکمت وحکومت کا اظہار ہوتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۲] آسمانوں کا پھٹنے کے قریب ہونا:...... یعنی آسمان پھٹ پڑیں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے زور سے، یا بیشمار فرشتوں کے بوجھ سے، یا اُن کے ذکر کی کثرت سے خاص تاثیر ہو اور پھٹ پڑے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں، جہاں کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ اور بعض نے آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ جب مشرکین خدا تعالیٰ کے لیے شریک اور بیٹے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں تو خداوند قدوس کی جناب میں یہ ایسی سخت گستاخی ہے، جس سے کچھ ابعید نہیں کہ آسمان کی اُوپر والی سطح تک پھٹ کر ٹکڑے ہو جائے، کما قال تعالیٰ فی سورۃ مریم: ﴿تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ [مریم:۹۰] مگر اللہ کی شانِ مغفرت ورحمت اور ملائکہ کی تسبیح واستغفار کی برکت سے یہ نظام تھما ہوا ہے۔

فَائِدَۃ:[۳]...... یعنی اللہ تعالیٰ مومنین کی خطا ولغزش کو معاف فرمائے اور کفار کو دنیا میں ایک دم پکڑ کر بالکلیہ تباہ وبرباد نہ کر دے۔

فَائِدَۃ:[۴] فرشتوں کی دعا:...... یعنی اپنی مہربانی سے فرشتوں کی دعا قبول کر کے مومنین کی خطاؤں کو معاف کرتا اور کافروں کو ایک عرصہ کے لیے مہلت دیتا ہے ورنہ دنیا کا سارا کارخانہ چشم زدن میں درہم برہم ہو جائے۔

فَائِدَۃ:[۵] مشرکین کو مہلت دینا ان کے بچ جانے کی دلیل نہیں:...... یعنی دنیا میں مشرکین کو مہلت تو دیتا ہے، لیکن یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ کے لیے بچ گئے۔ اُن کے سب اعمال واحوال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت پر کھول دیئے جائیں گے۔ آپ اس فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں، اور نہ ماننے کی صورت میں فوراً تباہ کیوں نہیں کر دیئے جاتے؟ آپ ان باتوں کے ذمہ دار نہیں، صرف پیغام حق پہنچا دینے کے ذمہ دار ہیں، آگے ہمارا کام ہے وقت آنے پر ہم ان کا سب حساب چکا دیں گے۔

فَائِدَۃ:[۶] اُم القریٰ سے مراد:...... ﴿اُمَّ الْقُرٰی﴾ (بڑا گاؤں) فرمایا مکہ معظمہ کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے۔ اور وہی گھر روئے زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ قرار پائی، بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اسی جگہ سے پھیلانا شروع کیا، جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اور مکہ کے آس پاس سے اول ملکِ عرب، اُس کے بعد ساری دنیا مراد ہے۔

فَائِدَۃ:[۷] حساب کے دن دو فرقے:...... یعنی آگاہ کر دیں کہ ایک دن آنے والا ہے جب تمام اگلے پچھلے خدا کی پیشی میں حساب کے لیے جمع ہوں گے۔ یہ ایک یقینی اور طے شدہ بات ہے جس میں کوئی دھوکا، فریب اور شک وشبہ کی گنجائش نہیں، چاہیے کہ اُس دن کے لیے آدمی تیاری ہو جائے۔ اُس وقت کل آدمی دو فرقوں میں تقسیم ہوں گے، ایک فرقہ جنتی اور ایک دوزخی۔ سوچ لو کہ تم کو کس فرقہ میں شامل ہونا چاہیے اور اُس میں شامل ہونے کے لیے کیا سامان کرنا چاہیے۔

فَائِدَۃ:[۸] انسانوں کے احوال میں تفاوت میں حکمت ہے:...... یعنی بیشک اُس کو قدرت تھی، اگر چاہتا تو سب کو ایک طرح کا بنا دیتا اور ایک ہی راستہ پر ڈال دیتا، لیکن اُس کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ اپنی رحمت وغضب دونوں قسم کی صفات کا اظہار فرمائے، اس لیے بندوں کے احوال میں اختلاف وتفاوت رکھا، کسی کو اُس کی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنی رحمت کا مورد بنایا، اور کسی کو اُسکے ظلم وعصیان کی بنا پر رحمت سے دُور پھینک دیا۔ جو لوگ رحمت سے دُور ہو کر غضب کے مستحق ہوئے اور حکمتِ الٰہیہ اُن پر سزا جاری کرنے کو مقتضی ہوئی ان کا ٹھکانا کہیں نہیں، نہ کوئی رفیق اور مددگار ان کو مل سکتا ہے جو اللہ کی سزا سے بچا دے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

کیا انہوں نے پکڑے ہیں اس سے ورے کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز

ع ۱ قَدِيْرٌ ⑨ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ

کر سکتا ہے ف۹ اور جس بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اس کا فیصلہ ہے اللہ کے حوالے ف۱۰ وہ اللہ ہے رب میرا اسی پر ہے مجھ کو بھروسہ

وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ⑩ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ

اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف۱۱ بنا نکالنے والا آسمانوں کا اور زمین کا بنا دیئے تمہارے واسطے تمہی میں سے جوڑے ف۱۲ اور

الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ لَهٗ

چوپایوں میں سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اسی طرح ف۱۳ نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی ف۱۴ اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا ف۱۵ اسی کے پاس ہیں

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ

کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ناپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی

عَلِيْمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ

خبر رکھتا ہے ف۱۶ راہ ڈال دی تمہارے لیے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے

اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا

ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو ف۱۷ یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو ف۱۸ اس میں بھاری ہے شرک کرنے والوں کو وہ چیز

تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ⑬

جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع لائے ف۱۹

فائدہ:[۹]......یعنی رفیق و مددگار بنانا ہے تو اللہ کو بناؤ جو سارے کام بنا سکتا ہے، حتیٰ کہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ بیچارے عاجز و مجبور رفیق تمہارا کیا ہاتھ بٹائیں گے۔

فائدہ:[۱۰] ہر اختلافی مسئلہ میں قطعی فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے:......یعنی سب جھگڑوں کے فیصلے اُسی کے سپرد ہونے چاہئیں، عقائد ہوں یا احکام، عبادات ہوں یا معاملات، جس چیز میں بھی اختلاف پڑ جائے اُس کا بہترین فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے، وہ دلائلِ کونیہ کے ذریعہ سے یا اپنی کتاب میں یا اپنے رسولوں کی زبان پر صراحتاً یا اشارتاً جس مسئلہ کا جو فیصلہ فرمادے بندہ کو حق نہیں کہ اُس میں چون و چرا کرے۔ توحید جو اصلِ اُصول ہے اللہ تعالیٰ جب قولاً و فعلاً برابر اُس کا حکم دیتا رہا ہے، پھر کیونکر جائز ہوگا کہ بندہ ایسے قطعی اور محکم فیصلہ میں جھگڑے ڈالے اور بیہودہ شبہات نکال کر اس کے فیصلہ سے سرتابی کرے۔

فائدہ:[۱۱] ہر معاملہ میں نبی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے:......یعنی میں اسی پر ہمیشہ سے بھروسہ رکھتا ہوں اور ہر معاملہ میں اُسی کی طرف رجوع ہوتا رہتا ہوں۔

فائدہ:[۱۲] ہر چیز کا جوڑ پیدا کرنا:......یعنی چوپایوں میں سے اُن کے جوڑے نر اور مادہ بنا دیئے کہ وہ بھی تمہارے کام آتے ہیں۔

فائدہ: [۱۳]......یعنی آدمیوں کے الگ اور جانوروں کے الگ جوڑے بنا کر اُن کی کتنی نسلیں پھیلا دیں جو تمام رُوئے زمین پر اپنی روزی اور معیشت کی فکر میں جدوجہد کرتی ہیں۔

فائدہ: [۱۴] ذات وصفات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں:......یعنی نہ ذات میں اُس کا کوئی مماثل ہے، نہ صفات میں، نہ اُس کے احکام اور فیصلوں کی طرح کسی کا حکم اور فیصلہ ہے، نہ اُس کے دین کی طرح کوئی دین ہے، نہ اُس کا کوئی جوڑا ہے، نہ ہمسر، نہ ہم جنس۔

فائدہ: [۱۵]......یعنی بیشک ہر چیز کو دیکھتا سنتا ہے، مگر اُس کا دیکھنا سننا بھی مخلوق کی طرح نہیں۔ کمالات اس کی ذات میں سب ہیں، پر کوئی کمال ایسا نہیں جس کی کیفیت بیان کی جاسکے، کیونکہ اس کی نظیر کہیں موجود نہیں۔ وہ مخلوق کی مشابہت ومماثلت سے بالکلیہ پاک اور مقدس ومنزہ ہے، پھر اُس کی صفات کی کیفیت کس طرح سمجھ میں آئے؟

فائدہ: [۱۶] تمام خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں:......تمام خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں، اسی کو قبضہ اور اختیار حاصل ہے کہ جس خزانہ میں سے جس کو جتنا چاہے مرحمت فرمائے۔ تمام جانداروں کو وہی روزی دیتا ہے، لیکن کم وبیش کی تعیین اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ اُسی کو معلوم ہے کہ کون چیز کتنی عطا کی مستحق ہے اور اس کے حق میں کس قدر دینا مصلحت ہوگا۔ جو حال روزی کا ہے وہی دوسری عطایا میں سمجھو۔

فائدہ: [۱۷]......آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں، بلکہ کہنا چاہئے کہ فی الحقیقت تشریع احکام کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا، اور آخری نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر سلسلۂ رسالت ونبوت منتہی ہوا۔ درمیان میں جو انبیاء ورُسل آئے اُن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام یہ تین زیادہ مشہور ہوئے، جن کے نام لیوا ہر زمانہ میں بکثرت موجود رہا کئے، ان پانچوں کو اولو العزم پیغمبر کہتے ہیں۔ بہرحال اس جگہ حق تعالیٰ نے صاف طور پر بتلا دیا کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے، کیونکہ عقائد، اخلاق اور اُصولِ دیانات میں تمام متفق رہے ہیں۔ البتہ بعض فروع میں حسب مصلحتِ زمانہ کچھ تفاوت ہوا اور دین کے قائم کرنے کے طور وطریق ہر وقت میں اللہ نے جدا ٹھہرا دیئے ہیں، جس کو دوسری جگہ فرمادیا: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ [المائدہ:۴۸]

فائدہ: [۱۸]......یعنی سب انبیاء اور اُن کی اُمتوں کو حکم ہوا کہ دینِ الٰہی کو اپنے قول وعمل سے قائم رکھیں اور اصلِ دین میں کسی طرح کی تفریق واختلاف کو روا نہ رکھیں۔

فائدہ: [۱۹] مشرکین کے لئے توحید بڑی گراں چیز ہے:......یعنی آپ جس دینِ توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں مشرکین پر وہ بہت بھاری ہے، گویا آپ کوئی نئی اور انوکھی چیز پیش کر رہے ہیں جو کسی نے پہلے پیش نہیں کی تھی۔ بھلا توحید جیسی صاف، معقول اور متفق علیہ چیز بھی جب بھاری معلوم ہونے لگی اور اس میں بھی لوگ اختلاف ڈالے بدون نہ رہے تو جہالت اور بدبختی کی حد ہوگئی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہدایت وغیرہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، جسے وہ چاہے بندوں میں سے چن کر اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی رحمت وموہبت سے مقام قرب واصطفاء پر فائز فرمادے۔ اور جو لوگ اپنی حسنِ استعداد سے اس کی طرف رجوع ہوتے اور محنتیں کرتے ہیں اُن کی محنت کو ٹھکانے لگانا اور دستگیری کر کے کامیاب فرمانا بھی اسی کا کام ہے، قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ﴾ [القصص:۶۸] وقال: ﴿اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾ [الحج:۷۵] وقال: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [العنکبوت:۶۹] بہرحال حکمتِ الٰہی جس کی ہدایت کو مقتضی ہو وہی ہدایت پاسکتا اور فائز المرام ہوسکتا ہے۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل چکی ہے تیرے رب سے

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ

ایک مقررہ وعدہ تک تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور جن کو ملی ہے کتاب ان کے پیچھے وہ البتہ اس کے دھوکے میں ہیں جو چین نہیں

مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ

آنے دیتا ف۲۰ سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھ کو اور مت چل ان کی خواہشوں پر اور کہہ میں یقین لایا

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا

ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ میں اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملیں گے ہمارے کام

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ

اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ف۲۱ اور جو لوگ

يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کی بات میں جب لوگ اس کو مان چکے ان کا جھگڑا باطل ہے ان کے رب کے یہاں اور ان پر غصہ ہے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

اور ان کو سخت عذاب ہے ف۲۲ اللہ وہی ہے جس نے اتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو بھی ف۲۳ اور تجھ کو کیا خبر ہے

السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾

شاید وہ گھڑی پاس ہو ف۲۴

فائدہ: [۲۰] **اصول دین میں اختلاف ضد اور عداوت کی بنا پر ڈال گیا:......** یعنی توحید اور اصول دین میں جنہوں نے اختلاف ڈالا اور کتب سماویہ میں تحریف کی، وہ کچھ غلط فہمی یا اشتباہ کی وجہ سے نہ تھی۔ ایسی صاف وصریح اور مجمع علیہ تعلیمات میں اشتباہ والتباس کیا ہو سکتا تھا؟ محض نفسانیت، ضد، عداوت اور طلب مال وجاہ وغیرہ اسباب ہیں جو فی الحقیقت اس تفریق واختلاف مذموم کا باعث ہوئے ہیں۔ بعدہٗ جب اختلاف قائم ہو گئے اور مختلف مذاہب نے الگ الگ مورچے بنا لیے تو پیچھے آنے والی نسلیں عجیب خبط اور دھوکہ میں پڑ گئیں اور ایسے شکوک وشبہات پیدا کر لیے گئے جو کسی حال اُن کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے، مگر یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بندوں کو ڈھیل دی۔ اگر وہ چاہتا تو سارے اختلافات کو ایک دم میں ختم کر دیتا، لیکن ایسا کرنا تکوین کی غرضِ اصلی کے منافی تھا۔ اس کی حکمتِ بالغہ اسی کو مقتضی تھی کہ ان اختلافات کا عملی اور دو ٹوک فیصلہ ایک وقتِ معین پر زندگی کے دوسرے دَور میں کیا جائے۔ اگر یہ بات پہلے سے نہ نکل چکی ہوتی تو سب جھگڑے قصے فوراً ہاتھوں ہاتھ ختم کر دیئے جاتے۔

فائدہ: [۲۱] حضور ﷺ کو دعوتِ دین پر ثابت قدمی کا حکم:......یعنی جب دینِ حق کے متعلق تفریق واختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اُٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اُسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آدم ونوح علیہم السلام اور اُن کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا اِدھر اُدھر نہ ہوں، قولاً وفعلاً وعلماً وحالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں، جس پر اب تک رہے ہیں۔ مکذبین اور معاندین کی خواہشات کی ذرا پروانہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں، بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں، جو اختلافات تم نے ڈالے ہیں اُن کا منصفانہ فیصلہ دوں اور تبلیغ احکام وشرائع یا فصلِ خصومات میں عدل ومساوات کا اُصول قائم رکھوں، ہر وہ سچائی جو کسی جگہ یا کسی مذہب میں ملے اُسے بے تکلف تسلیم کروں۔ جس طرح تم کو خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کی طرف بلاؤں تم سے پہلے میں خود احکامِ الٰہی کی پوری تعمیل کر کے اُس کا کامل فرمانبردار بندہ ہونا ثابت کروں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہی ہے، اس لیے ہم سب کو اسی کی خوشنودی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہمارا تم سے کچھ تعلق نہیں، ہم دعوت وتبلیغ کا فرض ادا کر کے سبکدوش ہو چکے، ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں، ہر ایک کا عمل اُس کے ساتھ ہے، وہی اس کے آگے آئے گا۔ چاہئے کہ اس کے نتائج برداشت کرنے کے لیے تیار رہے، آگے ہم کو تم سے جھگڑنے اور بحث وتکرار کی ضرورت نہیں، سب کو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے، وہاں جا کر ہر ایک کو پورا پتہ لگ جائے گا کہ وہ دنیا سے کیا کچھ کما کر لایا ہے۔

تنبیہ:......یہ آیات مکی ہیں، قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔

فائدہ: [۲۲] باوجود صداقت ثابت ہونے کے نہ ماننے والے غضب کے مستحق ہیں:......یعنی اللہ کے دین، اُس کی کتاب، اور اُس کی باتوں کی سچائی جب علانیہ ظاہر ہو چکی حتیٰ کہ بہت سے سمجھ دار لوگ اُس کو قبول کر چکے اور بہتیرے قبول نہ کرنے کے باوجود اُن کی سچائی کا اقرار کرنے لگے۔ اس قدر ظہور ووضوحِ حق کے بعد جو لوگ خواہ مخواہ جھگڑے ڈالتے یا ماننے والوں سے اُلجھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سخت عذاب کے مستوجب ہیں اور اُن کے سب جھگڑے جھوٹے اور سب بحثیں پادر ہوا اور باطل ہیں۔

فائدہ: [۲۳] ترازو اُتارنا:......اللہ نے مادّی ترازو بھی اتاری جس میں اجسام تلتے ہیں اور علمی ترازو بھی جسے عقلِ سلیم کہتے ہیں اور اخلاقی ترازو بھی جسے صفت عدل وانصاف کہا جاتا ہے اور سب سے بڑی ترازو دینِ حق ہے جو خالق ومخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کرتا ہے اور جس میں بات پوری تلتی ہے، نہ کم، نہ زیادہ۔

فائدہ: [۲۴] قیامت کی فکر کریں کہ وہ قریب بھی ہو سکتی ہے:......یعنی اپنے اعمال واحوال کو کتاب اللہ کی کسوٹی پر کس کر اور دینِ حق کی ترازو میں تول کر دیکھ لو، کہاں تک کھرے اور پورے اُترتے ہیں؟ کیا معلوم ہے کہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب ہی آ لگی ہو، پھر کچھ نہ ہو سکے گا، جو فکر کرنا ہے اُس کے آنے سے پہلے کر لو۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا

جلدی کرتے ہیں اس گھڑی کی وہ لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اس پر اور جو یقین رکھتے ہیں ان کو اس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ

الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝۱۸ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ

ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہیں اس گھڑی کے آنے میں وہ بہک کر دور جا پڑے ۲۵ اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر ۲۶ روزی دیتا ہے

ع
يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ

جس کو چاہے اور وہی ہے زور آور زبردست ف ۲۷ جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی زیادہ کریں اس کے واسطے اس کی کھیتی ف ۲۸ اور جو کوئی

يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا

چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اس کو دیویں ہم کچھ اس میں سے اور اس کے لیے نہیں آخرت میں کچھ حصہ ف ۲۹ کیا ان کے لیے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی

لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ہے انہوں نے انکے واسطے دین کی کہ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے ف ۳۰ اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور بے شک جو گناہگار

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ

ہیں ان کو عذاب ہے دردناک ف ۳۱ تو دیکھے گا گناہگاروں کو کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر رہے گا ان پر ف ۳۲ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ

لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ

یہی ہے بڑی بزرگی ف ۳۳ یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام ف ۳۴

قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا

تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ بدلہ مگر دوستی چاہیے قرابت میں ف ۳۵ اور جو کوئی کمائے گا نیکی ہم اس کو بڑھا دیں گے اس کی خوبی

حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ

بے شک اللہ معاف کرنے والا حق ماننے والا ہے ف ۳۶ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے

عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾

تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف ۳۷

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾

اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے ف ۳۸ اور جو منکر ہیں ان کے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا

لیے سخت عذاب ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھادیں ملک میں لیکن اتارتا ہے ناپ کر جتنی

يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٢٧﴾

چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے۔ ع٣٩

فَائِدَة:[٢٥] قیامت کے بارے میں مومن وکافر کی الگ الگ حالت:......یعنی جن کو قیامت پر یقین نہیں وہ ہنسی مذاق کے طور پر نہایت بےفکری سے کہتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ قیامت کب آئے گی؟ آخر دیر کیا ہے؟ جلدی کیوں نہیں آجاتی؟ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان ویقین سے بہرہ ورکیا ہے، وہ اس ہولناک گھڑی کے تصور سے لرزتے اور کانپتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ہونے والی ہے، کسی کے ٹلائے ٹل نہیں سکتی، اسی لیے اس کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔ اسی سے سمجھ لو کہ ان جھگڑنے والے منکرین کا حشر کیا ہونا ہے۔ جب ایک شخص کو قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں، وہ تیاری کیا خاک کرے گا؟ ہاں! جتنا اس حقیقت کا مذاق اُڑائے گا گمراہی میں اور زیادہ دُور ہوتا چلا جائے گا۔

فَائِدَة:[٢٦] روزی کے معاملہ میں مومن وکافر برابر نہیں:......یعنی باوجود تکذیب وانکار کے روزی کسی کی بند نہیں کرتا، بلکہ بندوں کے باریک سے باریک احوال کی رعایت کرتا اور نہایت نرمی اور تدبیرِ لطیف سے ان کی تربیت فرماتا ہے۔

فَائِدَة:[٢٧]......جس کو چاہے، جتنی چاہے دے۔

فَائِدَة:[٢٨]......ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں، بلکہ سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ۔ اور دنیا میں ایمان وعمل صالح کی برکت سے جو فراخی وبرکت ملے وہ الگ رہی۔

فَائِدَة:[٢٩]......دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے، پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت میں کچھ نہیں، کما قال تعالیٰ: ﴿عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ﴾ [بنی اسرائیل:١٨]

فَائِدَة:[٣٠] دین کی کوئی راہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:......یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی زبانی آخرت کا اور دینِ حق کا راستہ بتلا دیا۔ کیا اُس کے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے، جسے کوئی دوسرا راستہ مقرر کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہو کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرا دے؟ پھر آخر ان مشرکین نے اللہ کی وہ راہ چھوڑ کر جو انبیاء علیہم السلام نے بتلائی تھی دوسری راہیں کہاں سے نکال لیں؟

فَائِدَة:[٣١]......یعنی فیصلہ کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔

فَائِدَة:[٣٢]......یعنی اپنی کرتوت کے نتائج سے خواہ آج نہ ڈریں، مگر اس دن ڈرتے ہوں گے اور یہ ڈر اُن پر ضرور پڑ کر رہے گا، کوئی سبیل رہائی اور فرار کی نہ ہوگی۔

فَائِدَة:[٣٣]......یعنی جنت میں ہر قسم کی جسمانی وروحانی راحتیں اور اپنے رب کا قرب، یہی بڑا فضل ہے۔ دنیا کے عیش اس کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں؟

فَائِدَة:[٣٤]......یعنی اللہ جو خوشخبری دے وہ لامحالہ واقع ہو کر رہے گی۔

فائدہ:[۳۵] حضور ﷺ کی بے لالچ دعوت:...... یعنی قرآن جیسی دولت تم کو دے رہا ہوں اور ابدی نجات وفلاح کا راستہ بتلاتا اور جنت کی خوشخبری سناتا ہوں، یہ سب محض لوجہ اللہ ہے۔ اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا، صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ تم سے جو میرے نسبی وخاندانی تعلقات ہیں کم از کم اُن کو نظر انداز نہ کرو۔ آخر تمہارا معاملہ اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ بسا اوقات اُن کی بے موقع بھی حمایت کرتے ہو۔ میرا کہنا یہ ہے کہ تم اگر میری بات نہیں مانتے، نہ مانو، میرا دین قبول نہیں کرتے یا میری تائید و حمایت میں کھڑے نہیں ہوتے، نہ سہی، لیکن کم از کم قرابت ورحم کا خیال کر کے ظلم واذیت رسانی سے باز رہو، اور مجھ کو اتنی آزادی دو کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام دنیا کو پہنچاتا رہوں۔ کیا اتنی دوستی اور فطری محبت کا بھی میں مستحق نہیں ہوں؟

تنبیہ: "المودة في القربى" سے مراد:...... آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں منقول ہیں۔ بعض سلف نے ﴿اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ کا مطلب یہ لیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو اور حق قرابت کو پہچانو۔ اور بعض نے "قربیٰ" سے اللہ کا قرب اور نزدیکی مراد لی ہے، یعنی ان کاموں کی محبت جو خدا سے قریب کرنے والے ہوں، مگر صحیح اور راجح تفسیر وہی ہے جو ہم نے اوّل نقل کی ہے۔ بعض علماء نے "مودة في القربى" سے اہلِ بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کیے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا، بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کے ساتھ محبت کرو۔ کوئی شبہ نہیں کہ اہلِ بیت اور اقارب نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم اور حقوق شناسی اُمت پر لازم وواجب اور جزءِ ایمان ہے اور اُن سے درجہ بدرجہ محبت رکھنا حقیقت میں حضور ﷺ کی محبت پر متفرع ہے، لیکن آیت ہذا کی تفسیر اس طرح کرنا شانِ نزول اور روایاتِ صحیحہ کے خلاف ہونے کے علاوہ حضور ﷺ کی شانِ رفیع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۳۶] نیکی بڑھتی رہتی ہے ضائع نہیں ہوتی:...... یعنی انسان بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کی بھلائی کو بڑھاتا ہے، آخرت میں تو اجر وثواب کے اعتبار سے اور دنیا میں نیک خوئی عطا فرما کر اور ایسے آدمی کی لغزشوں کو بھی معاف فرماتا ہے۔ شاید یہاں اس مضمون کا ذکر اس لیے فرمایا کہ کم از کم قرابت کی محبت مطلوب ہے، جس کا حاصل ایذا اور ظلم سے روکنا تھا، لیکن جو اس سے زائد نیکی دکھلائے وہ خوب سمجھ لے کہ خدا کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی، بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔

فائدہ:[۳۷] حضور ﷺ سے افتراء علی اللہ کی نفی:...... یعنی بفرضِ محال اگر کوئی بات بھی خدا کی نسبت جھوٹ بنا کر کہہ دے تو اللہ کو قدرت ہے کہ تیرے دل پر مہر کر دے، پھر فرشتہ یہ کلام معجز لے کر تیرے قلب پر نہ اُتر سکے اور سلسلہ وحی کا بند ہو جائے، بلکہ پہلا دیا ہوا بھی سلب کر لیا جائے، کما قال: ﴿وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝﴾ [بنی اسرائیل:۸۶] مگر چونکہ واقع میں قطعاً کذب وافترا کا شائبہ نہیں، اس لیے محض بدبختوں کی قدر ناشناسی اور طعن وتشنیع کی بنا پر یہ فیض منقطع نہیں کیا جا سکتا، بیشک اللہ اس کو جاری رکھے گا اور اپنی باتوں سے عملی طور پر جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ ثابت کر کے رہے گا، اُس وقت سب کو صاف کھل جائے گا کہ فریقین میں جھوٹا اور مفتری کون ہے اور کس کے دل پر اللہ نے فی الواقع مہر لگا دی ہے کہ خیر کے اُترنے اور حق کے قبول کرنے کی اُس میں مطلقاً گنجائش نہیں رہی۔ رہا یہ سوال کہ اللہ کی وہ باتیں کیا ہیں جن سے جھوٹ ملیامیٹ ہو اور حق ثابت ہو جائے؟ تو میرے نزدیک وہی دلائل و براہین ہیں جو قرآن اور پیغمبر کی صداقت پر اُس نے قائم کی ہیں، بالخصوص وہ آیات انفسیہ وآفاقیہ جن کا ذکر سورۂ "حم السجدة" کے آخر پر ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾ کے حاشیہ [نمبر:۱۰] میں کیا گیا ہے۔ ان آیات کے ظاہر ہونے پر سب کھرے اور کھوٹے دلوں کا حال علانیہ واضح ہو جائے گا۔

تنبیہ:...... آیت ہذا کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں، بندہ کے نزدیک بے تکلف یہی مطلب ہے جو اُوپر عرض کیا۔ اس تفسیر پر ﴿وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ﴾ جملہ مستانفہ ہوا، جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور اکثر محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ مضارع کے معنی مترجم رحمۃ اللہ علیہ نے

حال کے لیے ہیں جو بالکل صحیح ہیں، مگر بندہ کے خیال میں یہاں استقبال لینا زیادہ چسپاں ہے۔ واللہ اعلم! حضرت شاہ صاحب (قدس اللہ سرہ) ﴿وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ﴾ کا عطف ﴿يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ﴾ پر کر رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: ''یعنی اللہ اپنے اُوپر کیوں جھوٹ بولنے دے؟ دل کو بند کر دے کہ مضمون ہی نہ آئے جس کو باندھ سکے اور چاہے تو کفر کو مٹادے بے پیغام بھیجے، مگر وہ اپنی باتوں سے دین کو ثابت کرتا ہے، اس واسطے نبی پر اپنا کلام بھیجتا ہے۔''

فائدہ:[۳۸] توبہ کی قبولیت اور اجر وثواب میں زیادتی:......یعنی نبی خدا کا پیغام پہنچاتا ہے، تم جھوٹ سمجھو یا سچ، اُس کے بعد بندوں کا سارا معاملہ خدا سے ہے، ہر ایک بندہ سے دنیا اور آخرت میں اُس کے حال واستعداد کے موافق معاملہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور باوجود سب کچھ جاننے کے کتنی برائیوں سے درگذر کرتا ہے، جو ایماندار اور نیک بندے اُس کی بات سنتے ہیں وہ اُن کی دعائیں سنتا اور اُن کی طاعات کو شرف قبول بخشتا ہے اور جس قدر اجر وثواب کے وہ عام ضابطہ سے مستحق ہوں اپنے فضل سے اُس سے کہیں زائد مرحمت فرماتا ہے، رہ گئے منکر اور پکے کافر جن کو مرتے دم تک رجوع وتوبہ کی توفیق میسر نہیں ہوئی، اُن کا انجام اگلے جملہ میں مذکور ہے۔

فائدہ:[۳۹] روزی کو عام کر کے سب کو مالدار بنانا حکمت کے خلاف ہے:......خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں، اگر چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تونگر بنادے، لیکن اُس کی حکمت مقتضی نہیں کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان وتمرد اختیار کر کے دنیا میں اودھم مچادیتے، نہ خدا کے سامنے جھکتے، نہ اس کی مخلوق کو خاطر میں لاتے، جو سامان دیا جاتا کوئی اُس پر قناعت نہ کرتا، حرص اور زیادہ بڑھ جاتی جیسا کہ ہم بحالتِ موجود بھی عموماً مرفہ الحال لوگوں میں مشاہدہ کرتے ہیں، جتنا آجائے اُس سے زیادہ کے طالب رہتے ہیں، کوشش اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ سب کے گھر خالی کر کے اپنا گھر بھر لیں۔ ظاہر ہے کہ ان جذبات کے ماتحت عام غنا اور خوشحالی کی صورت میں کیسا عام اور زبردست تصادم ہوتا اور کسی کو کسی سے دبنے کی کوئی وجہ نہ رہتی۔ ہاں دنیا کے عام مذاق ورجحان کے خلاف فرض کیجئے کسی وقت غیر معمولی طور پر کسی مصلح اعظم اور مامور من اللہ کی نگرانی میں عام خوشحالی اور فارغ البالی کے باوجود باہمی آویزش اور طغیان وسرکشی کی نوبت نہ آئے اور زمانہ کے انقلاب عظیم سے دنیا کی طبائع ہی میں انقلاب پیدا کر دیا جائے، وہ اس عادی اور اکثری قاعدہ سے مستثنیٰ ہوگا۔ بہر حال دنیا کو بحالتِ موجودہ جس نظام پر چلانا ہے اس کا مقتضی یہی ہے کہ غنا عام نہ کیا جائے، بلکہ ہر ایک کو اُس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا مناسب ہو جانچ تول کر دیا جائے۔ اور یہ خدا ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کیا صورت اصلح ہے، کیونکہ سب کے اگلے اور پچھلے حالات اُسی کے سامنے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ

اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا سب تعریفوں کے لائق ف ۴۰ اور

اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ

ایک اس کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور زمین کا ف ۴۱ اور جس قدر بکھیرے ہیں ان میں جانور ف ۴۲ اور وہ جب چاہے ان سب کو اکٹھا کر

قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ

سکتا ہے ف ۴۳ اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ بدلہ ہے اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ ف ۴۴ اور

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ

تم تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا کام بنانے والا اور نہ مددگار ف ۴۵ اور ایک اس کی نشانی

الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

ہے کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں جیسے پہاڑ ف ۴۶ اگر چاہے تھام دے ہوا کو پھر رہیں سارے دن ٹھہرے ہوئے اس کی پیٹھ پر ف ۴۷ مقرر اس بات

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ

میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے ف ۴۸ یا تباہ کر دے ان کو بسبب ان کی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو ف ۴۹ اور تا کہ جان

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ

لیں وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں ان کے لیے بھاگنے کی جگہ ف ۵۰ سو جو کچھ ملا ہے تم کو کوئی چیز ہو سو وہ برت لینا ہے دنیا کی زندگانی

الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾

میں اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ف ۵۱

فائدہ: [۴۰] **رحمت کی بارش برسانا اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے:**...... یعنی بہت مرتبہ ظاہری اسباب و حالات پر نظر کر کے جب لوگ بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرماتا اور اپنی مہربانی کے آثار و برکات چاروں طرف پھیلا دیتا ہے، تا بندوں پر ثابت ہو جائے کہ رزق کی طرح اسبابِ رزق بھی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، جیسے وہ روزی ایک خاص اندازہ سے عطا کرتا ہے، بارش بھی خاص اوقات اور خاص مقدار میں مرحمت فرماتا ہے۔ بات یہ ہے کہ سب کام اسی کے اختیار میں ہیں اور جو کچھ وہ کرے عین حکمت و صواب ہے، کیونکہ تمام خوبیاں اور کمالات اُس کی ذات میں جمع ہیں، اور ہر قسم کی کارسازی اور اعانت و امداد وہیں سے ہو سکتی ہے۔

تنبیہ:...... اللہ کی رحمت و قدرت کی طرف سے مایوس ہو جانا کافروں کا شیوہ ہے، لیکن ایک مومن کی نظر میں اسباب کا سلسلہ یاس انگیز ہو سکتا ہے، جیسے فرمایا: ﴿فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا﴾ [یوسف: ۸۰] اور ﴿حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ﴾ [یوسف: ۱۱۰]

فائدہ: [۴۱]...... یعنی جس طرح رزق پہنچانا اور اُس کے اسباب (بارش وغیرہ) کا مہیا کرنا اس کے قبضہ میں ہیں، اُن اسباب کے اسبابِ ساویہ و ارضیہ اور اُن کے آثار و نتائج بھی اُسی کی مخلوق ہیں۔

فائدہ: [۴۲] **جانوروں جیسی آسمانی مخلوق:**...... آیت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی طرح آسمانوں پر بھی جانوروں کی قسم سے کوئی مخلوق پائی جاتی ہے۔

فائدہ: [۴۳]...... یعنی جس نے بکھیرے وہی سب کو اکٹھا کر سکتا ہے، اور یہ قیامت کے دن ہوگا۔

فائدہ: [۴۴]...... یعنی جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں، مصائب کا نزول بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے، مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اُس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں، ٹھیک اُسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا، بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا

بعض اوقات والدہ کی بد پرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے، یا کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلہ اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یہی حال رُوحانی اور باطنی بد پرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو، گویا دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمالِ ماضیہ کا نتیجہ ہے اور مستقبل میں اُن کے لیے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے۔ اور یہ اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگزر کرتی ہے، اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے، گناہ گار ہوں یا نیک، مگر نبی اس میں داخل نہیں (اور چھوٹے بچے بھی شامل نہیں) اُن کے واسطے اور کچھ ہوگا۔ اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی۔''

فَائِدَہ: [۴۵] اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنا ممکن نہیں: ...... یعنی محض اپنی مہربانی سے معاف کرتا ہے، ورنہ جس جرم پر سزا دینا چاہے مجرم بھاگ کر کہیں رُوپوش نہیں ہو سکتا، اور نہ اس کے سوا کوئی دوسرا حمایت و امداد کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے۔

فَائِدَہ: [۴۶] ...... یعنی جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ اُبھرے ہوئے ہیں، سمندر کی سطح پر بڑے بڑے جہاز ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۴۷] ...... یعنی ہوا بھی اللہ کے قبضہ میں ہے، اگر ہوا کو ٹھہرا رکھے، چلنے نہ دے، تو تمام بادبانی جہاز دریا کی پیٹھ پر جہاں کے تہاں کھڑے رہ جائیں۔ غرض پانی اور ہوا سب اسی کے زیرِ فرمان ہیں۔

فَائِدَہ: [۴۸] ...... دریائی سفر میں موافق اور ناموافق دونوں قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے، اس لیے بہت ضرورت ہے کہ انسان موافق حالات پر شکر اور ناموافق حالات پر صبر کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نعمت کو پہچانے۔

فَائِدَہ: [۴۹] ...... یعنی چاہے تو مسافروں کے بعض اعمال کی پاداش میں جہازوں کو تباہ کر ڈالے اور اس تباہی کے وقت بھی بعض کو معاف فرما دے۔

فَائِدَہ: [۵۰] ...... یعنی تباہ اس لیے کئے جائیں کہ اُن کے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو بھی دیکھ لیں کہ ہاں! خدائی گرفت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اُس وقت عاجز رہ جائیں گے''۔ کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی۔

فَائِدَہ: [۵۱] ...... یعنی یہ تمام باتیں سننے کے بعد انسان کو چاہئے کہ اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرے، اس چند روزہ زندگانی اور عیشِ فانی پر مغرور نہ ہو، اور خوب سمجھ لے کہ ایمانداروں کو جو عیش و آرام اللہ کے ہاں ملے گا، وہ اس دنیا کے عیش و آرام سے بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی، نہ اُس میں کسی طرح کی کدورت ہوگی، نہ فنا و زوال کا کھٹکا ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں ۵۲ اور جنہوں نے

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے ۵۳ اور ہمارا دیا کچھ

يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ

خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں ۵۴ اور برائی کا بدلہ ہے برائی ویسی ہی ۵۵

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اس کا ثواب ہے اللہ کے ذمہ بے شک اس کو پسند نہیں آتے گناہ گار ف۵۶ اور جو کوئی بدلہ لے اپنے مظلوم

فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ

ہونے کے بعد سو ان پر بھی نہیں کچھ الزام ف۵۷ الزام تو ان پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر ف۵۸ اور دھوم اٹھاتے ہیں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ

ملک میں ناحق ان لوگوں کے لیے ہے عذاب دردناک اور البتہ جس نے سہا (تحمل کیا) اور معاف کیا بے شک یہ کام

عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا ع ۵ ۱۴

ہمت کے ہیں ف۵۹ اور جس کو راہ نہ سجھائے اللہ تو کوئی نہیں اس کا کام بنانے والا اس کے سوا ف۶۰ اور تو دیکھے گناہ گاروں کو جس وقت دیکھیں گے

الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ

عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ ف۶۱ اور تو دیکھے ان کو کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جھکائے ہوئے

الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

ذلت سے دیکھتے ہوں گے چھپی نگاہ سے ف۶۲ اور کہیں وہ لوگ جو ایمان دار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی ہیں جنہوں نے گنوایا

اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾

اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ف۶۳ سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے عذاب میں

فائدہ: [۵۲] ''کبائر الاثم'' وغیرہ سے مراد:...... اس کا بیان سورۂ ''نساء'' کی آیت ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ [النساء:۳۱] کے فوائد میں گزر چکا، وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ شاید یہاں ﴿كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ﴾ سے وہ بڑے بڑے گناہ مراد ہوں جو قوت نظریہ کی غلط کاری سے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً عقائدِ بدعیہ اور فواحش وہ گناہ جن میں قوت شہوانیہ کی بے اعتدالی کو دخل ہو۔ آگے ﴿وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ میں تو ظاہر ہے کہ قوتِ غضبیہ کی روک تھام کی گئی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۵۳] **مشورہ کی تعریف:**...... مشورہ سے کام کرنا اللہ کو پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا۔ نبی کریم ﷺ مہماتِ اُمور میں برابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں مشورہ کرتے تھے، حروب وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل و احکام کی نسبت بھی بلکہ خلافتِ راشدہ کی بنیاد ہی شوریٰ پر قائم تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت اُن کاموں میں ہے جو مہتم بالشان ہوں اور جو قرآن و سنت میں منصوص نہ ہوں، جو چیز منصوص ہو اس میں رائے و مشورہ کے کوئی معنی نہیں۔ اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہو سکے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل و عابد ہو، ورنہ اُس کی بیوقوفی یا بددیانتی سے کام خراب ہو جانے کا اندیشہ رہے گا۔

فائدہ:[۵۴] موقع مناسب کی رعایت ہونی چاہیئے:......یعنی جہاں معاف کرنا مناسب ہو معاف کرے، مثلاً ایک شخص کی حرکت پہ غصہ آیا اور اُس نے ندامت کے ساتھ اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر لیا، انہوں نے معاف کر دیا، یہ محمود ہے۔ اور جہاں بدلہ لینا مصلحت ہو، مثلاً کوئی شخص خواہ مخواہ چڑھتا ہی چلا آئے اور ظلم و زور سے دبانے کی کوشش کرے، یا جواب نہ دینے سے اُس کا حوصلہ بڑھتا ہے یا ہماری شخصی حیثیت سے قطع نظر کر کے دین کی اہانت یا جماعتِ مسلمین کی تذلیل ہوتی ہے، ایسی حالت میں بدلہ لیتے ہیں وہ بھی بقدر اُس کی زیادتی کے، جرم سے زائد سزا نہیں دیتے۔

فائدہ:[۵۵]......بدلہ کے طور پر جو برائی کی جائے وہ حقیقتاً نہیں، محض صورتاً برائی ہوتی ہے، ﴿سَيِّئَةٌ﴾ کا اطلاق اُس پر مشاکلتاً کیا گیا۔

فائدہ:[۵۶] بدلہ میں بھی ظلم نہ کیا جائے:......یعنی ظلم اور زیادتی تو اللہ کے ہاں کسی حالت میں پسند نہیں۔ بہترین خصلت یہ ہے کہ آدمی جتنا بدلہ لے سکتا ہے، اس سے بھی درگزر کرے، بشرطیکہ درگزر کرنے میں بات سنورتی ہو۔

فائدہ:[۵۷] معاف کرنا زیادہ بہتر ہے:......یعنی مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو اس میں الزام اور گناہ کچھ نہیں، ہاں! معاف کر دینا افضل و احسن ہے۔

فائدہ:[۵۸]......یعنی ابتداً ظلم کرتے ہیں یا انتقام لینے میں حدِ استحقاق سے بڑھ جاتے ہیں۔

فائدہ:[۵۹] معاف کر دینا بڑے حوصلہ کا کام ہے:......یعنی غصہ کو پی جانا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے واسطے اُس سے درگزر کرے تو ضرور ہے کہ اللہ اُس کی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔

فائدہ:[۶۰]......یعنی اللہ کی توفیق و دستگیری ہی سے آدمی کو عدل و انصاف اور ﴿صَبَرَ وَغَفَرَ﴾ کی اعلیٰ خصلتیں حاصل ہو سکتی ہیں، وہ ان بہترین اخلاق کی طرف راہ نہ دے تو کون ہے جو ہاتھ پکڑ کر اخلاقی پستی اور رسوائی کے گڑھے سے ہم کو نکال سکے؟

فائدہ:[۶۱]......یعنی کوئی ایسی سبیل بھی ہے کہ ہم دنیا کی طرف پھر واپس کر دیئے جائیں اور اس مرتبہ وہاں سے خوب نیک بن کر حاضر ہوں؟

فائدہ:[۶۲]......یعنی ایک سہمے ہوئے مجرم کی طرح خوف اور ذلت و ندامت کے مارے نیچی نظر سے دیکھتے ہوں گے، کسی سے پوری طرح آنکھ نہیں ملا سکیں گے۔

فائدہ:[۶۳] گناہ گار اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی نقصان کرتے ہیں:......یعنی بدبخت اپنے ساتھ اپنے متعلقین اور گھر والوں کو بھی لے ڈوبے، سبھی کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اور کوئی نہ ہوئے ان کے حمایتی جو مدد کرتے ان کی اللہ کے سوا اور جس کو بھٹکائے اللہ اس کے لیے کہیں

سَبِيْلٍ ؕ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ

نہیں راہ ف۶۴ مانو اپنے رب کا حکم اس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے ف۶۵ نہیں ملے گا تم کو

مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ

بچاؤ اس دن اور نہ ملے گا الوپ (مکر جانا) ہو جانا ف۶۶ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے ان پر نگہبان

عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا

تیرا ذمہ تو بس یہی ہے پہنچا دینا ۶۷ اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اس پر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے ان کو کچھ برائی

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

بدلے میں اپنی کمائی کی تو انسان بڑا ناشکرا ہے ۶۸ اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ

بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا ان کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

جس کو چاہے بانجھ وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا ۶۹

فائدہ: [۶۴]...... یعنی نہ دنیا میں ہدایت کی، نہ آخرت میں نجات کی۔

فائدہ: [۶۵]...... یعنی جیسے دنیا میں عذاب مؤخر ہوتا اور ٹلتا چلا جاتا ہے، اُس دن نہیں ٹلے گا۔

فائدہ: [۶۶]...... یعنی مکر جانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یوں معنی کیے ہیں کہ کوئی موقع ایسا نہ ملے گا جو تم پہچانے نہ جاؤ۔

فائدہ: [۶۷]...... یعنی آپ ذمہ دار نہیں کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں۔ آپ کا فرض پیغام الٰہی پہنچا دینا ہے، وہ آپ ادا کر رہے ہیں، یہ نہیں مانتے تو جائیں جہنم میں۔

فائدہ: [۶۸]...... یعنی ان کے اعراض سے آپ غمگین نہ ہوں۔ انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ) کہ اللہ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے۔ پھر جہاں اپنی کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئی، بس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکر بن جاتا ہے گویا کبھی اُس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف کی، اپنی حد پر قائم نہیں رہتا۔ البتہ مومنین قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال اُس کے انعامات و احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔

فائدہ: [۶۹] **اولاد دینے اور دوسرے حالات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت:**...... یعنی سختی ہو یا نرمی سب احوال خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آسمان و زمین میں سب جگہ اُسی کی سلطنت اور اُسی کا حکم چلتا ہے، جو چیز چاہے پیدا کرے اور جو چیز جس کو چاہے دے، جس کو چاہے نہ دے۔ دنیا کے رنگا رنگ حالات کو دیکھ لو! کسی کو سرے سے اولاد نہیں ملتی، کسی کو ملتی ہے تو صرف بیٹیاں، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو دونوں جوڑ داں یا الگ الگ۔ اس میں کسی کا کچھ دعویٰ نہیں، وہ مالک حقیقی ہی جانتا ہے کہ کس شخص کو کس حالت میں رکھنا مناسب ہے، اور وہی اپنے علم و حکمت کے موافق تدبیر کرتا ہے، کسی کی مجال نہیں کہ اُس کے ارادہ کو روک دے یا اُس کی تخلیق و تقسیم پر حرف گیری کر سکے۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ ہر قسم کے نرم و گرم حالات میں اسی کی طرف رجوع کرے اور ہمیشہ اپنی ناچیز حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر تکبر یا کفرانِ نعمت سے باز رہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے

بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ

اس کے حکم سے جو وہ چاہے ف ۷۰ تحقیق وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ف ۷۱ اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے ف ۷۲ تو نہ جانتا تھا

تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰـكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ

کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان ف ۷۳ لیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ سجھا دیتے ہیں جس کو چاہیں اپنے بندوں میں ف ۷۴

وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۙ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

اور بے شک تو سجھاتا ہے سیدھی راہ ف ۷۵ راہ اللہ کی اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور

الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾

زمین میں ف ۷۶ سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف ۷۷

فَائِدَة: [۷۰] **اللہ تعالیٰ کے کسی انسان سے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں:**...... کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قویٰ کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوندِ قدوس اس دنیا میں اُس کے سامنے ہو کر مشافہۃً کلام فرمائے اور وہ تحمل کر سکے۔ اسی لیے کسی بشر سے اُس کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں: (الف) بلا واسطہ پردہ کے پیچھے سے کلام فرمائے، یعنی نبی کی قوتِ سامعہ استماعِ کلام سے لذت اندوز ہو، مگر اس حالت میں آنکھیں دولتِ دیدار سے متمتع نہ ہو سکیں، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو، طور پر اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ الاسراء میں پیش آیا۔ (ب) بواسطہ فرشتہ کے حق تعالیٰ کلام فرمائے، مگر فرشتہ متجسد ہو کر آنکھوں کے سامنے نہ آئے، بلکہ براہِ راست نبی کے قلب پر نزول کرے اور قلب ہی سے ادراک فرشتہ کا اور صوت کا ہوتا ہو، حواس ظاہرہ کو چنداں دخل نہ رہے۔ میرے خیال میں یہ صورت ہے جس کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں: "يَاْتِيۡنِىۡ فِىۡ مِثۡلِ صَلۡصَلَةِ الۡجَرَسِ" سے تعبیر فرمایا ہے اور صحیح بخاری کے ابواب بدءالخلق میں وحی کی اس صورت میں بھی اتیانِ ملک کی تصریح موجود ہے۔ اسی کو حدیث میں: "وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَىَّ" فرمایا اور شاید وحیِ قرآنی بکثرت اسی صورت میں آتی ہو، جیسا کہ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ﴿﴾ عَلٰى قَلۡبِكَ﴾ [الشعراء: ۱۹۳] اور ﴿فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ [بقرہ: ۹۷] میں لفظ ﴿قَلۡبِكَ﴾ سے اشارہ ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ معاملہ بالکل پوشیدہ طور پر اندر ہی اندر ہوتا تھا، پیغمبر کے وجود سے باہر کوئی علیحدہ ہستی نظر نہ آتی تھی اور نہ اس طرح کلام ہوتا تھا جیسے ایک آدمی دوسرے سے بات کرتا ہو کہ پاس بیٹھنے والے سامعین بھی سمجھ لیں، اس لیے اس قسم کو خصوصیت کے ساتھ آیت ہذا میں لفظ ﴿وَحۡيًا﴾ سے تعبیر کیا، کیونکہ لغت میں "وحی" کا لفظ اخفا اور اشارۂ سریعہ پر دلالت کرتا ہے۔ (ج) تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ متجسد ہو کر نبی کے سامنے آ جائے اور اس طرح خدا کا کلام و پیام پہنچا دے، جیسے ایک آدمی دوسرے سے خطاب کرتا ہے، چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک دو مرتبہ اپنی اصلی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اکثر مرتبہ حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں آتے تھے، اور کبھی کسی غیر معروف آدمی کی شکل میں بھی تشریف لائے ہیں۔ اُس وقت آنکھیں فرشتہ کو دیکھتیں اور کان اُن کی آواز سنتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی بعض اوقات گفتگو سنتے اور سمجھتے تھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو دو قسمیں بیان ہوئی ہیں، اُن میں سے یہ دوسری صورت ہے۔ اور میرے خیال میں اسی کو آیت ہذا میں ﴿اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ﴾ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب! باقی حجاب والی صورت چونکہ بالکل نادر بلکہ اندر تھی، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اُس

ع ۵

سے تعرض نہیں کیا گیا۔

فائدہ: [۷۱] ...... یعنی اُس کا علو مانع ہے کہ بے حجاب کلام کرے اور حکمت مقتضی ہے کہ بعض صورتیں ہم کلامی کی اختیار کی جائیں۔

فائدہ: [۷۲] ...... مترجم محقق (قدس اللہ سرہ) نے اس جگہ روح سے مراد فرشتہ لیا ہے، یعنی جبرئیل امین علیہ السلام اور یہ بعض مفسرین کی رائے ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں خود قرآن کریم کو رُوح سے تعبیر فرمایا، کیونکہ اس کی تاثیر سے مردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں، اور انسان کو ابدی حیات نصیب ہوتی ہے۔ دیکھ لو اجو قومیں کفر وظلم اور بداخلاقی کی موت مر چکی تھیں، کس طرح قرآن نے اُن میں جان تازہ ڈال دی؟

فائدہ: [۷۳] ...... یعنی ایمان اور اعمالِ ایمانیہ کی یہ تفاصیل جو بذریعہ وحی اب معلوم ہوئیں، پہلے سے کہاں معلوم تھیں؟ گو نفس ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف تھے۔

فائدہ: [۷۴] ...... یعنی قرآن کی روشنی میں جن بندوں کو ہم چاہیں سعادت وفلاح کے راستہ پر لے چلتے ہیں۔

فائدہ: [۷۵] ...... یعنی آپ تو سب بندوں کو قرآنِ کریم کے ذریعہ سے اللہ تک پہنچنے کی سیدھی راہ بتلاتے رہتے ہیں، کوئی اس پر چلے یا نہ چلے۔

فائدہ: [۷۶] ...... یعنی سیدھی راہ وہ ہے جس پر چل کر آدمی خدائے واحد تک پہنچتا ہے، جو اس راہ سے بھٹکا خدا سے الگ ہوا۔

فائدہ: [۷۷] ...... یعنی جب سب کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے تو چاہیے کہ آدمی شروع سے اس انجام کو سوچ لے اور اپنے اختیار سے ایسے راستہ پر چلے جو سیدھا اُسی کی بارگاہ تک پہنچنے والا ہو۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم وثبتنا علیہ۔

تمت سورۃ الشوریٰ۔

آیاتہا ۹۰ — ۴۳ سورۃ الزخرف مکیۃ ۶۳ — رکوعاتہا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٣ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ

حٰمٓ قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو ۱ اور تحقیق یہ قرآن لوح

الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝٤ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا

محفوظ میں ہمارے پاس ہے برتر مستحکم ۲ کیا پھیر دیں گے ہم تمہاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے کہ تم ہو ایسے لوگ کہ

مُّسْرِفِيْنَ ۝٥ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝٦ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

حد پر نہیں رہتے ۳ اور بہت بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں میں اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانے والا جس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٧ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

ٹھٹھا نہیں کرتے ۴ پھر برباد کر ڈالے ہم نے ان سے سخت زور والے اور چلی آتی ہے مثال پہلوں کی ۵ اور اگر تو ان سے پوچھے کس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝٩ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

بنائے آسمان اور زمین تو کہیں بنائے اس زبردست خبردار نے وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو

مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٠ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ ۚ

بچھونا اور رکھ دیں تمہارے واسطے اس میں راہیں تاکہ تم راہ پاؤ ۶ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی ناپ کر

فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١١ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ

پھر ابھار کھڑا کیا ہم نے اس سے ایک دیس مردہ کو اسی طرح تم کو بھی نکالیں گے ۸ اور جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے ۹ اور بنا دیا تمہارے

مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝١٢ لِتَسْتَوٗا عَلٰي ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا

واسطے کشتیوں اور چوپایوں کو جس پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ چڑھ بیٹھو تم اس کی پیٹھ پر ۱۰ پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب

اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾

بیٹھ چکو اس پر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کر دیا ہمارے اس کو اور ہم نہ تھے اس کو قابو میں لا سکتے ۱۱

فائدہ:[۱] قرآن عربی میں ہونے کی حکمت:...... کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تمہارے ذریعہ سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی۔

فائدہ:[۲] قرآن نہایت مستحکم ہے:...... یعنی وجوہِ اعجاز اور اسرارِ عظیمہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نہایت بلند مرتبہ اور تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے کی وجہ سے نہایت مستحکم ہے۔ اس کے دلائل و براہین نہایت مضبوط اور اس کے احکام غیر منسوخ ہیں۔ کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور تمام مضامین اصلاحِ معاش و معاد کی اعلیٰ ترین ہدایات پر مشتمل اور حکیمانہ خوبیوں سے مملو ہیں، اور قرآن کے ان تمام محاسن پر خود قرآن ہی شاہد ہے: ''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب''

تنبیہ:...... قرآن اور تمام کتب سماویہ نزول سے پہلے لوحِ محفوظ میں لکھی گئی ہیں۔

فائدہ:[۳] منکرین کے انکار کی وجہ سے دعوت کا سلسلہ روکا نہیں جا سکتا:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے، کیا ہم حکم کا بھیجنا موقوف کریں گے۔'' یعنی ایسی توقع مت رکھو، اللہ کی حکمت و رحمت اسی کو مقتضی ہے کہ باوجود تمہاری زیادتیوں اور شرارتوں کے کتابِ الٰہی کا نزول اور دعوت و نصیحت کا سلسلہ بند نہ کیا جائے، کیونکہ بہت سی سعید روحیں اس سے مستفید ہوتی ہیں، اور منکرین پر کامل طور سے اتمامِ حجت ہوتا ہے۔

فائدہ:[۴]...... یعنی پہلے رسولوں کے ساتھ بھی استہزاء کیا گیا اور اُن کی تعلیمات کو جھٹلایا گیا، مگر اس کی وجہ سے پیغامبری کا سلسلہ مسدود [بند] نہیں ہوا۔

فائدہ:[۵] گذشتہ قوموں کی ہلاکت سے عبرت کا سبق:...... یعنی عبرت کے لیے اُن مکذبین کی تباہی کی مثالیں پیش آ چکیں اور پہلے مذکور ہو چکیں، جو زور و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ جب وہ اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے تو تم کاہے پر مغرور ہو۔ تے ہو۔ آگے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت اور کمالِ تصرف کا ذکر کرتے ہیں جو ایک حد تک اُن کے نزدیک بھی مسلم تھا۔

فائدہ:[۶]...... یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں آپس میں مل سکیں، ایک دوسرے تک راہ پائیں اور چل پھر کر دنیوی و اُخروی مقاصد میں کامیابی کا راستہ معلوم کرلیں۔

فائدہ:[۷]...... یعنی ایک خاص مقدار میں جو اُس کی حکمت کے مناسب اور اُس کے علم میں مقدر تھی۔

فائدہ:[۸] زمین کی شادابی سے بعث بعد الموت پر استدلال کرنا:...... یعنی جس طرح مردہ زمین کو بذریعہ بارش کے زندہ اور آباد کر دیتا ہے، ایسے ہی تمہارے مردہ جسموں میں جان ڈال کر قبروں سے نکال کھڑا کرے گا۔

فائدہ:[۹] سب کا خالق اللہ ہے:...... یعنی دنیا میں جتنی چیزوں کے جوڑے ہیں اور مخلوق کی جتنی قسمیں اور متماثل یا متقابل انواع ہیں سب کو خدا ہی نے پیدا کیا۔

فائدہ:[۱۰]...... یعنی خشکی میں بعض چوپایوں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتی پر سوار ہو۔

فائدہ:[۱۱]...... یعنی چوپایوں یا کشتی پر سوار ہوتے وقت اللہ کا احسان دل سے یاد کرو کہ ہم کو اس نے اس قدر قوی اور ہنرمند بنا دیا کہ اپنی عقل و تدبیر وغیرہ سے ان چیزوں کو قابو میں لے آئے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے، ورنہ ہم میں اتنی طاقت اور قدرت کہاں تھی کہ ایسی ایسی

چیزوں کو مسخر کر لیتے، نیز دلی یاد کے ساتھ زبان سے سواری کے وقت یہ الفاظ کہنے چاہئیں: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾ اور بھی اذکار وادعیہ احادیث میں آئی ہیں جو کتب حدیث وتفسیر میں مذکور ہیں۔

وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ ع ۱ ۱۵ ۷

اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۱۲ اور ٹھہرائی ہے انہوں نے حق تعالیٰ کے واسطے اولاد اس کے بندوں میں سے تحقیق انسان بڑا ناشکرا ہے صریح

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ

کیا اس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں اور تم کو دے دیے چن کر بیٹے ف۱۳ اور جب ان میں کسی کو خوشخبری ملے اس چیز کی جس کو رحمان کے

مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ

نام لگایا تو سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے ف۱۴ کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ

مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىِٕكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ

کہہ سکے ف۱۵ اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں کو جو بندے ہیں رحمان کے عورتیں ف۱۶ کیا دیکھتے تھے ان کا بننا اب لکھ رکھیں گے

شَهَادَتُهُمْ وَ یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ

ان کی گواہی اور ان سے پوچھ ہوگی ف۱۷ اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمان تو ہم نہ پوجتے ان کو ف۱۸ کچھ خبر نہیں ان کو اس کی

اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ؕ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا

یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۱۹ کیا ہم نے کوئی کتاب دی ہے ان کو اس سے پہلے سو انہوں نے اس کو مضبوط پکڑ رکھا ہے بلکہ کہتے ہیں

اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ

ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے ف۲۰ اور اسی طرح جس کسی کو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے

قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے خوشحال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں

فائدہ: [۱۲] ......یعنی اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو۔ آنحضرت ﷺ سوار ہوتے تو یہی تسبیح کہتے تھے۔

فائدہ: [۱۳] **اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کر کے مشرکین کی گستاخی:** ......یعنی چاہئے تھا اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر ادا کرے، یہ صریح ناشکری پر اُتر آیا اور اُس کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگا۔ اس سے بڑی گستاخی اور ناشکری کیا ہوگی کہ اُس کے لیے اولاد تجویز کی جائے، وہ بھی بندوں میں سے اور وہ بھی بیٹیاں، اوّل تو اولاد باپ کے وجود کا ایک جزء ہوتا ہے تو خداوندِ قدوس کے لیے اولاد تجویز کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اجزاء سے مرکب ہے اور مرکب کا حادث ہونا ضروری۔ دوسرے ولد اور والد میں مجانست ہونی چاہیے، دونوں ایک

جنس نہ ہوں تو ولد اور والد کے حق میں عیب ہے، یہاں مخلوق و خالق میں مجانست کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ تیسرے: لڑکی باعتبار قوائے جسمیہ و عقلیہ کے عموماً لڑکے سے ناقص اور کمزور ہوتی ہے، گویا معاذ اللہ خدا نے اپنے لیے اولاد بھی رکھی تو گھٹیا اور ناقص؟ کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے حصہ میں عمدہ اور بڑھیا چیز اور خدا کے حصہ میں ناقص اور گھٹیا چیز لگاتے ہو؟

فائدہ: [۱۴] **مشرکین اللہ کے لئے وہ پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے نہیں کرتے:**...... یعنی جو اولاد اناث خدا کے لیے تجویز کررہے ہیں، وہ ان کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل و حقیر ہے کہ اگر خود انہیں اُس کے ملنے کی خوشخبری سنائی جائے تو مارے رنج اور غصہ کے تیور بدل جائیں، اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہیں۔ اس کی پوری تقریر سورۂ ''صافات'' کے اخیر رکوع (آیت: ۱۵۲) میں گزرچکی ہے۔

فائدہ: [۱۵] **عقل ورائے کے اعتبار سے عورت کمزور ہے:**...... یعنی کیا خدا نے اولاد بنانے کے لیے لڑکی کو پسند کیا ہے جو عادتاً آرائش و زیبائش میں نشوونما پائے اور زیورات وغیرہ کے شوق میں مستغرق رہے جو دلیل ہے ضعفِ رائے و عقل کی اور وہ بوجہ ضعفِ قوتِ فکریہ کے مباحثہ کے وقت قوتِ بیانیہ بھی نہ رکھے۔ چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کرسکیں، نہ دوسرے کے دعوے کو گراسکیں، ہمیشہ ادھوری بات کہیں گی یا فضول باتیں اُس میں ملادیں گی، جن کو مطلوب میں کچھ دخل نہ ہو کہ اس سے بھی تبیینِ مقصود میں خلل پڑجاتا ہے۔ اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت سے ہے کہ اس میں بوجہ بیان کی احتیاج زیادہ ہونے کے اُن کا عجز زیادہ ظاہر ہوجاتا ہے، پس ہر کلامِ طویل اسی کے حکم میں ہے اور معمولی جملوں کا ادا ہوجانا مثلاً: میں آئی تھی، وہ گئی تھی، قوتِ بیانیہ کی دلیل نہیں۔

فائدہ: [۱٦]...... یعنی یہ اُن کا ایک اور جھوٹ ہے کہ فرشتوں کو عورتوں کی صف میں داخل کرتے ہیں، حالانکہ وہ نہ عورت نہ مرد، جنس ہی علیحدہ ہے۔

فائدہ: [۱۷] **فرشتوں کے عورت ہونے پر عقلی نقلی کوئی دلیل مشرکین کے پاس نہیں:**...... یعنی کوئی دلیلِ عقلی و نقلی تو اُن کے پاس اس دعوے پر نہیں، پھر کیا اللہ نے جب فرشتوں کو بنایا تو یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مرد نہیں، عورت بنایا ہے؟ بہت اچھا! ان کی یہ گواہی دفترِ اعمال میں لکھ لی جاتی ہے، خدائی عدالت میں جس وقت پیش ہوں گے تب اس کے متعلق اِن سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا؟ اور کہاں سے کہا تھا؟

فائدہ: [۱۸]...... اور لیجیے اپنی ان مشرکانہ گستاخیوں کے جواز و استحسان پر ایک دلیل عقلی بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم کو اپنے سوا دوسری چیزوں کی پرستش سے روک دیتا۔ جب ہم برابر کرتے رہے اور نہ روکا تو ثابت ہوا کہ یہ کام بہتر ہیں اور اس کو پسند ہیں۔

فائدہ: [۱۹] **کسی کام ہونے دینے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ثابت نہیں ہوتی:**...... یعنی یہ تو سچ ہے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی چیز نہیں ہوسکتی، لیکن اس چیز کا ہمارے حق میں بہتر ہونا اس سے نہیں نکلتا۔ ایسا ہو تو دنیا میں کوئی کام اور کوئی چیز بری ہی نہ رہے، سارا عالم خیرِ محض ہوجائے، شر کا بیج ہی دستیاب نہ ہو۔ ہر ایک جھوٹا اور ظالم و خونخوار یہی کہہ دے گا کہ خدا چاہتا تو مجھے ایسا ظلم و ستم نہ کرنے دیتا، جب کرنے دیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کام سے خوش اور راضی ہے۔ بہرحال مشیت اور رضا میں لزوم ثابت کرنا کوئی علمی اُصول نہیں، محض اٹکل کے تیر ہیں جس کا بیان آٹھویں پارہ کے نصف سے پہلے آیت ﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا﴾ [الانعام: ۱۴۸] کے حواشی میں گزرچکا۔

فائدہ: [۲۰] **مشرکین کے پاس شرک کے پسندیدہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے:**...... عقلی دلیل کا حال تو سن چکے، اُسے چھوڑ کر کیا کوئی نقلی دلیل اپنے دعوے پر رکھتے ہیں؟ یعنی خدا کی اتاری ہوئی کوئی کتاب اُن کے ہاتھ میں ہے جس میں شرک کا پسندیدہ ہونا لکھا ہو؟

ظاہر ہے کہ ایسی کوئی سند ان کے پاس نہیں۔ پھر آگے باپ دادا کی اندھی تقلید کے سوا کیا باقی رہ گیا؟ وہی ان کی سب سے زیادہ زبردست دلیل ہے جس کو ہر زمانہ کے مشرک پیش کرتے آئے ہیں، آگے اسی کا بیان ہے۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

وہ بولا اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ف۲۱ تو یہی کہنے لگے ہم تمہارا لایا ہوا

كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

نہیں مانیں گے ف۲۲ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا، سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا اور جب کہا ابراہیم نے

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾

اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو، میں الگ ہوں ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو مگر جس نے مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سجھائے گا ف۲۳

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں تاکہ رجوع رہیں ف۲۴ کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ

جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

پہنچا ان کے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا ف۲۵ اور جب پہنچا ان کے پاس سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہ مانیں گے ف۲۶

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ

اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے ف۲۷ کیا وہ بانٹتے ہیں تیرے رب کی

رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

رحمت کو ف۲۸ ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے

دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ

بعض پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو خدمت گار ف۲۹ اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں ف۳۰ اور اگر یہ بات نہ ہوتی

يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ

کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمان سے ان کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی

وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾

اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں۔

ع۸ النصف

فَائِدَة:[۲۱]...... یعنی پیغمبر نے فرمایا کہ تمہارے باپ دادوں کی راہ سے اچھی راہ تم کو بتلادوں تو کیا پھر بھی تم اُسی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہو گے۔

فَائِدَة:[۲۲] کفار کی ہٹ دھرمی:...... یعنی کچھ بھی ہو، ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے اور پرانا آبائی طریقہ ترک نہیں کر سکتے۔

فَائِدَة:[۲۳]...... یعنی صرف ایک خدا سے مجھے علاقہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے منزلِ مقصود کے راستہ پر آخر تک لے چلے گا۔

تنبیہ: مشرکین اور مسلمانوں کے مسلّم پیشوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کی تلقین:...... یہاں یہ قصہ اس پر بیان کیا کہ دیکھو! تمہارے مسلّم پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تھی، تم بھی وہی کرو۔ اور اگر آباء واجداد کی تقلید ہی پر مرتے ہو تو اُس باپ کی راہ پر چلو جس نے دنیا میں حق وصداقت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا اور اپنی اولاد کو وصیت کر گیا تھا کہ میرے بعد ایک خدا کے سوا کسی کو نہ پوجنا، کما قال تعالی: ﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ﴾۔ [البقرہ: ۱۳۲]

فَائِدَة:[۲۴]...... یعنی ایک دوسرے سے توحید کا بیان اور دلائل سن کر راہِ حق کی طرف رجوع ہوتا رہے۔

فَائِدَة:[۲۵] مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر عمل نہ کیا:...... یعنی افسوس ابراہیم علیہ السلام کی ارث حاصل نہ کی اور اُس کی وصیت پر نہ چلے، بلکہ اللہ نے جو دنیا کا سامان دیا تھا اُس کے مزوں میں پڑ کر خداوندِ قدوس کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے، یہاں تک کہ اُن کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے اپنا وہ پیغمبر بھیجا جس کی پیغمبری بالکل روشن اور واضح ہے۔ اُس نے سچا دین پہنچایا، قرآن پڑھ کر سنایا اور اللہ کے احکام پر نہایت صفائی کے ساتھ مطلع کیا۔

فَائِدَة:[۲۶]...... یعنی قرآن کو جادو بتلانے لگے اور پیغمبر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

فَائِدَة:[۲۷] مشرکین کا حضور ﷺ کو نبوت ملنے پر اعتراض:...... یعنی اگر قرآن کو اُترنا ہی تھا تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے سردار پر اُترا ہوتا۔ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ بڑے بڑے دولت مند سرداروں کو چھوڑ کر خدا نے منصبِ رسالت کے لیے ایک ایسے شخص کو چن لیا ہو جو ریاست و دولت کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔

فَائِدَة:[۲۸] منصبِ رسالت اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے:...... یعنی نبوت ورسالت کے مناصب کی تقسیم کیا تمہارے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جو انتخاب پر بحث کر رہے ہو؟

فَائِدَة:[۲۹] درجاتِ انسانیہ میں تفاوت:...... یعنی کسی کو غنی، کسی کو فقیر کر دیا، ایک کو بے شمار دولت دے دی، ایک کو اُس سے کم، کوئی تابع ہے، کوئی متبوع۔

فَائِدَة:[۳۰]...... یعنی نبوت ورسالت کا شرف تو ظاہری مال وجاہ اور دنیوی ساز وسامان سے کہیں اعلیٰ ہے۔ جب اللہ نے دنیا کی روزی اُن کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری اُن کی تجویز پر کیوں کر دے؟ آگے دنیا کے مال ودولت اور مادی سامان کا اللہ کے ہاں بے وقعت اور حقیر ہونا بیان کرتے ہیں۔

وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ ع

اور سونے کے ف۳۱ اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں انہی کے لیے ہے جو ڈرتے ہیں ف۳۲

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ

اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمان کی یاد سے ہم اس پر مقرر کر دیں ایک شیطان پھر وہ رہے اس کا ساتھی ف۳۳ اور وہ ان کو روکتے رہتے ہیں

عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ۝٣٧ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ

راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں ف۳۴ یہاں تک کہ جب آئے ہمارے پاس کہے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو

الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ۝٣٨ وَلَن يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

مشرق مغرب کا سا کہ کیا برا ساتھی ہے ف۳۵ اور کچھ فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے کہ تم عذاب میں

مُشْتَرِكُونَ ۝٣٩ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝٤٠ فَإِمَّا

شامل ہو ف۳٦ سو کیا تو سنائے گا بہروں کو یا سمجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو پھر اگر

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ۝٤١ أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ۝٤٢

کبھی ہم تجھ کو یہاں سے لے جائیں تو ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے یا تجھ کو دکھا دیں جو ان سے وعدہ ٹھہرایا ہے تو یہ ہمارے بس میں ہیں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝٤٣ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ

سو تو مضبوط پکڑے رہ اس کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو ہے بے شک سیدھی راہ پر ف۳۷ اور یہ مذکور رہے گا تیرا

وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝٤٤ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن

اور تیری قوم کا ف۳۸ اور آگے تم سے پوچھ ہوگی ف۳۹ اور پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے کبھی ہم نے رکھے ہیں

دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝٤٥ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ ع۱۰

رحمان کے سوائے اور حاکم کہ پوجے جائیں ف۴۰ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس تو کہا

إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٤٦ فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ۝٤٧

میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے رب کا پھر جب لایا ان کے پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے ان پر ہنسنے ف۴۱

فائدہ: [۳۱] **اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیوی مال و دولت کی حقیقت:** ......یعنی اللہ کے ہاں اس دنیوی مال و دولت کی کوئی قدر نہیں، نہ اس کا دیا جانا کچھ قرب و وجاہت عنداللہ کی دلیل ہے۔ یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر ایک خاص مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کے مکانوں کی چھتیں، زینے، دروازے، چوکھٹ، قفل اور تخت چوکیاں سب چاندی اور سونے کی بنا دیتا، مگر اس صورت میں لوگ یہ دیکھ کر کہ کافروں ہی کو ایسا سامان ملتا ہے عموماً کفر کا راستہ اختیار کر لیتے (الا ماشاء اللہ) اور یہ چیز مصلحت خداوندی کے خلاف ہوتی، اس لیے ایسا نہیں کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے بازو کی برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ بھلا جو چیز خدا کے نزدیک اس قدر حقیر ہو اسے سیادت و وجاہت عنداللہ اور نبوت و رسالت کا معیار قرار دینا کہاں تک صحیح ہوگا؟ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا، کہیں تو اس کو آرام دے، آخرت میں تو دائمی عذاب ہے۔ کہیں تو آرام ملتا، مگر ایسا ہو تو سب وہی کفر کا راستہ پکڑ لیں۔"

فَائِدَہ:[۳۲] آخرت کی نعمتیں صرف مومنین کے لئے ہیں:......یعنی دنیا کی بہار میں تو سب شریک ہیں، مگر آخرت مع اپنی ابدی نعماء وآلاء کے متقین کے لیے مخصوص ہے۔

فَائِدَہ:[۳۳] مسلسل اعراض کرنے کی وجہ سے شیطان مسلط ہوجاتا ہے:......یعنی جو شخص سچی نصیحت اور یادِالٰہی سے اعراض کرتا رہتا ہے اُس پر ایک شیطان خصوصی طور سے مسلط کردیا جاتا ہے جو ہر وقت اغوا کرتا اور اُس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے، یہ شیطان دوزخ تک اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔

فَائِدَہ:[۳۴] ......یعنی شیاطین اُن کو نیکی کی راہ سے روکتے رہتے ہیں، مگر اُن کی عقل ایسی مسخ ہوجاتی ہے کہ اُسی کو ٹھیک راستہ سمجھتے ہیں، بدی اور نیکی کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔

فَائِدَہ:[۳۵] شیطان کی موافقت اور دوستی پر افسوس وحسرت:......یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر کھلے گا کہ کیسے برے ساتھی تھے، اُس وقت حسرت اور غصہ سے کہے گا کہ کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گزرتا، کمبخت! اب تو مجھ سے دُور ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی دنیا میں شیطان کے مشورہ پر چلتا ہے اور وہاں اُس کی صحبت سے پچھتائے گا، اس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے، کسی کو آدمی۔''

فَائِدَہ:[۳۶] آخرت میں عذاب میں شریک ہونا باعث تسلی نہ ہوگا:......دنیا کا قاعدہ ہے کہ جس مصیبت میں عام طور پر چھوٹے بڑے سب شریک ہوں تو کچھ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ مشہور ہے ''مرگ انبوہ جشنے دارد'' مگر دوزخ میں تمام شیاطین الانس والجن اور تابعین ومتبوعین کا عذاب میں شریک ہونا کسی کو کچھ فائدہ نہ دے گا، عذاب کی شدت ایسی ہوگی کہ اس طرح کی سطحی باتوں سے تسلی اور تخفیف نہیں ہوسکتی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی کافر کہیں گے کہ انہوں نے ہم کو عذاب میں ڈلوایا، خوب ہوا یہ بھی نہ بچے۔ لیکن اگر دوسرا بھی پکڑا گیا تو اس کو کیا فائدہ؟''

فَائِدَہ:[۳۷] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی:......یعنی اندھوں کو راہِ حق دکھلا دینا یا بہروں کو حق کی آواز سنا دینا اور جو صریح غلطی اور گمراہی میں پڑے بھٹک رہے ہوں اُن کو تاریکی سے نکال کر سچائی کی صاف سڑک پر چلا دینا آپ کے اختیار میں نہیں، ہاں! خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے، وہ جو چاہے آپ کی آواز میں تاثیر پیدا کردے۔ بہرحال آپ اس غم میں نہ رہئے کہ یہ سب لوگ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے، اور کیوں اپنا انجام خراب کررہے ہیں۔ اِن کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے، وہی ان کے اعمال کی سزا دے گا، اگر آپ کی وفات کے بعد دی تب، اور آپ کو دکھلا کر دی تب۔ بہرصورت نہ ہمارے قابو سے نکل کر جاسکتے ہیں اور نہ ہم ان کو سزا دیئے بدون چھوڑیں گے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو وحی آئے اور جو حکم ملے اُس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں اور برابر اپنا فرض ادا کئے جائیں، کیونکہ دنیا کہیں اور کسی راستہ پر جائے، آپ اللہ کے فضل سے سیدھی راہ پر ہیں، جس سے ایک قدم اِدھر اُدھر ہٹنے کی ضرورت نہیں، نہ کسی ہواپرست کی خواہش وآرزو کی طرف التفات کرنے کی حاجت ہے۔

فَائِدَہ:[۳۸] قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کے لئے باعث شرف ہے:......یعنی قرآن کریم تیرے اور تیری قوم کے لیے خاص فضل وشرف کا سبب ہے۔ اس سے بڑی عزت اور خوش نصیبی کیا ہوگی کہ اللہ کا کلام اور ساری دنیا کی نجات وفلاح کا ابدی دستور العمل ان کی زبان میں اُترا اور وہ اس کے اوّلین مخاطب قرار پائے۔ اگر عقل ہو تو یہ لوگ اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں۔ اور قرآن جو اُن سب کے لیے بیش بہا نصیحت نامہ ہے اس کی ہدایات پر چل کر سب سے پہلے دنیوی واُخروی سعادتوں کے مستحق ہوں۔

فَائِدَہ:[۳۹] ......یعنی آگے چل کر پوچھ ہوگی کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی کیا قدر کی تھی؟ اور اس فضل وشرف کا کیا شکر ادا کیا تھا؟

فَائِدَہ:[۴۰]......یعنی آپ کا راستہ وہی ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی نبی نے نہیں دی، نہ اللہ تعالیٰ نے کسی دین میں اس بات کو جائز رکھا کہ اس کے سوا دوسرے کی پرستش کی جائے۔ اور یہ ارشاد کہ "پوچھ دیکھو" یعنی جس وقت اُن سے ملاقات ہو (جیسے شب معراج میں ہوئی) یا اُن کے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔ بہرحال جو ذرائع تحقیق و تفتیش کے ہوں اُن کو استعمال میں لانے سے صاف ثابت ہو جائے گا کہ کسی دین سماوی میں کبھی شرک کی اجازت نہیں ہوئی۔

فَائِدَہ:[۴۱]......یعنی معجزات کا مذاق اڑانے لگے۔

وَمَا نُرِيهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور جو دکھلاتے گئے ہم ان کی نشانی سو پہلی سے بڑی ف۴۲ اور پکڑا ہم نے ان کو تکلیف میں تاکہ وہ باز آئیں ف۴۳

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

اور کہنے لگے اے جادوگر ف۴۴ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھلا رکھا ہے تجھ کو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے ف۴۵ پھر جب اٹھا لی ہم نے

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ

ان پر سے تکلیف تبھی وہ وعدہ توڑ ڈالتے ف۴٦ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے میری قوم بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت

مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ

مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے کیا تم نہیں دیکھتے ف۴۷ بھلا میں ہوں بھی بہتر اس شخص سے جس کو

هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَا اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کچھ عزت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا ف۴۸ پھر کیوں نہ آ پڑے ان پر کنگن سونے کے یا آتے اس کے ساتھ فرشتے

مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا

پر باندھ کر ف۴۹ پھر عقل کھو دی اپنی قوم کی، پھر اسی کا کہنا مانا مقرر وہ تھے لوگ نافرمان ف۵۰ پھر جب ہم کو غصہ دلایا ف۵۱

اِنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵٦﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ع۱۱

توہم نے ان سے بدلہ لیا پھر ڈبو دیا ان سب کو پھر کر ڈالا ان کو گئے گزرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے ف۵۲ اور جب مثال لائے

ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ

مریم کے بیٹے کی تبھی قوم تیری اس سے چلانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ف۵۳ یہ مثال جو ڈالتے ہیں تجھ پر

اِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾

سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو

فائدہ:[۴۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات:...... یعنی ایک سے ایک بڑھ کر نشان اپنی قدرت کا اور موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا دکھلایا۔

فائدہ:[۴۳]...... یعنی آخر وہ نشان بھیجے جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے، جیسا کہ سورۂ ''اعراف'' میں گزرا ﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ﴾ [الاعراف: ۱۳۳] غرض یہ تھی کہ ڈر کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔''

فائدہ:[۴۴]...... ''ساحر'' اُن کے محاورات میں عالم کو کہتے تھے، کیونکہ بڑا علم اُن کے نزدیک یہی سحر تھا۔ شاید اس خوشامد اور لجاجت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بظاہر تعظیمی لقب سے پکارا ہو اور خبث باطن سے اشارہ اس طرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھ کو نبی اب بھی نہیں سمجھتے، صرف ایک ماہر جادوگر سمجھتے ہیں۔

فائدہ:[۴۵]...... یعنی تیرے رب نے جو طریقہ دعا کا بتلایا ہے اور جو کچھ تجھ سے عہد کر رکھا ہے، اُس کے موافق ہمارے حق میں دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو۔ اگر تیری دعا سے ایسا ہو گیا تو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے اور تیری بات مان لیں گے۔

فائدہ:[۴٦]...... یعنی جہاں تکلیف رفع ہوئی اور مصیبت کی گھڑی ختم ہوئی ایک دم اپنے قول و قرار سے پھر گئے، گویا کچھ وعدہ کیا ہی نہ تھا۔

فائدہ:[۴۷]...... اس گردوپیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بہت بڑا سمجھا جاتا تھا اور نہریں اسی نے بنائی تھیں، دریائے نیل کا پانی کاٹ کر اپنے باغ میں لایا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ان سامانوں کی موجودگی میں کیا ہماری حیثیت ایسی ہے کہ موسیٰ جیسے معمولی حیثیت والے آدمی کے سامنے گردن جھکا دیں؟

فائدہ:[۴۸] فرعونیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن اور استہزاء:...... یعنی موسیٰ کے پاس نہ روپیہ نہ پیسہ، نہ حکومت نہ عزت، نہ کوئی ظاہری کمال، حتیٰ کہ بات کرتے ہوئے بھی زبان پوری طرح صاف نہیں چلتی۔

فائدہ:[۴۹] فرعون اور کنگن:...... کہتے ہیں کہ وہ خود جواہرات کے کنگن پہنتا تھا اور جس امیر و وزیر پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا تھا اور اُس کے سامنے فوج پرا باندھ کر کھڑی ہوتی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ہم کسی کو عزت دیتے ہیں تو ایسا کرتے ہیں، کیا خدا کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجے تو اس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور جلو میں فرشتوں کی فوج بھی نہ ہو؟

فائدہ:[۵۰] فرعون کا اپنی قوم کو اُلّو بنانا:...... یعنی اپنی ابلہ فریب باتوں سے قوم کو اُلّو بنالیا، وہ سب احمق اُسی کی بات ماننے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن لوگوں کی طبائع میں خدا کی نافرمانی پہلے سے رچی ہوئی تھی، اُونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گیا۔

فائدہ:[۵۱]...... یعنی وہ کام کئے جن پر عادتاً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

فائدہ:[۵۲]...... یعنی پیچھے آنے والی نسلوں کے لیے اُن کا قصہ ایک عبرتناک نظیر کے طور پر بیان ہوتا ہے۔

فائدہ:[۵۳] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر مشرکین کا شوروشغب:...... حضرت مسیح علیہ السلام کا جب ذکر آتا تو عرب کے مشرکین خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی آوازیں اُٹھاتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ [الانبیاء: ۹۸] کہنے لگے: نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔ اب بتاؤ! تمہارے خیال میں ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح علیہ السلام؟ ظاہر ہے تم مسیح کو اچھا کہو گے۔ جب وہی (معاذ اللہ) آیت کے عموم میں داخل ہوئے تو ہمارے معبود بھی سہی۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''لَيْسَ أَحَدٌ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ فِيهِ خَيْرٌ۔'' کہنے لگے: کیا مسیح میں بھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں؟ ظاہر ہے کہ آیت کا اور حضور ﷺ کے ان الفاظ کا مطلب اُن چیزوں سے متعلق تھا جن کی پرستش لوگ کرتے ہیں اور وہ اُن کو اس سے نہیں روکتے اور اپنی بیزاری کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر ان معترضین کا منشا تو محض جھگڑے نکالنا اور کٹ حجتی کر کے حق کو

رلانا تھا، اس لیے جان بوجھ کر ایسے معنی پیدا کرتے تھے جو مراد متکلم کے مخالف ہوں۔ کبھی کہتے ۔تھے کہ بس معلوم ہو گیا، آپ بھی اسی طرح ہم سے اپنی پرستش کرانا چاہتے ہیں جیسے نصاریٰ حضرت مسیح کی کرتے ہیں۔ شاید کبھی یہ بھی کہتے ہوں گے کہ خود قرآن نے حضرت مسیح کی مثل یہ بیان کی ہے: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ [آل عمران: ۵۹] اب دیکھ لو ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح؟ انہیں کیوں بھلائی سے یاد کرتے ہو؟ اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو؟ اور خدا جانے کیا کیا کچھ کہتے ہوں گے، ان سب باتوں کا جواب آگے دیا گیا ہے۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم

وہ کیا ہے ایک بندہ کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے ف۵۴ اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے

مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا

فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ ف۵۵ اور وہ نشان ہے قیامت کا ف۵۶ سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ

ایک سیدھی راہ ہے اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح ف۵۷ اور جب آئے عیسیٰ

بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا

نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں ف۵۸ اور بتلانے کو بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے ف۵۹ سو ڈرو

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۶۳﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ

اللہ سے اور میرا کہا مانو بے شک اللہ جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو، یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۶۰ پھر پھٹ گئے

الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا

کتنے فرقے ان کے بیچ سے ف۶۱ سو خرابی ہے گناہ گاروں کو آفت سے دکھ والے دن کی اب یہی ہے کہ راہ دیکھتے ہیں

السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۶۶﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا

قیامت کی کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو ف۶۲ جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر

الْمُتَّقِينَ ﴿۶۷﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۶۸﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا ع۱۲

جو لوگ ہیں ڈر والے ف۶۳ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے ف۶۴ جو یقین لائے ہماری باتوں پر

وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿۶۹﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿۷۰﴾

اور رہے حکم بردار ف۶۵ چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں کہ تمہاری عزت کریں

فائدہ:[۵۴] مشرکین کی طبیعتیں ہی جھگڑالو اور غیر متوازن ہیں:...... یعنی کچھ اسی ایک مسئلہ میں نہیں، ان کی طبیعت ہی جھگڑالو واقع ہوئی ہے۔ سیدھی اور صاف بات کبھی اُن کے دماغوں میں نہیں اُترتی، یوں ہی مہمل بحثیں اور دور از کار جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔ بھلا کہاں وہ شیاطین جو لوگوں سے اپنی عبادت کراتے اور اس پر خوش ہوتے ہیں، یا وہ پتھر کی بے جان مورتیں جو کسی کو کفر و شرک سے روکنے پر اصلاً قدرت نہیں رکھتیں اور کہاں وہ خدا کا مقبول بندہ جس پر اللہ نے خاص فضل فرمایا اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے واسطے کھڑا کیا، جس کو اپنے بندہ ہونے کا اقرار تھا اور جو اپنی اُمت کو اسی چیز کی طرف بلاتا تھا کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾ کیا اس مقبول بندہ کو العیاذ باللہ! ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ یا "لیس فیہ خیر" کہا جا سکتا ہے؟ یا یہ پتھر کی مورتیاں اُس کی ہمسری کر سکتی ہیں؟ یاد رکھو! قرآن کریم کسی بندہ کو بھی خدائی کا درجہ نہیں دیتا، اُس کا تو سارا جہاد ہی اس مضمون کے خلاف ہے۔ ہاں! یہ بھی نہیں کر سکتا کہ محض احمقوں کے خدا بنا لینے سے ایک مقرب و مقبول بندہ کو پتھروں اور شریروں کے برابر کر دے۔

فائدہ:[۵۵]...... یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں آثار فرشتوں کے سے تھے (جیسا کہ سورۂ مائدہ، آل عمران اور کہف کے فوائد میں اشارہ کیا جا چکا ہے) اتنی بات سے کوئی شخص معبود نہیں بن جاتا۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں یا تمہاری جگہ آسمان سے فرشتوں ہی کو لا کر زمین پر آباد کر دیں، ہم کو سب قدرت حاصل ہے۔

فائدہ:[۵۶] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہے:...... یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا اوّل مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لیے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب و غریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ اُن کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔

فائدہ:[۵۷]...... یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو، اور جو سیدھی راہ ایمان و توحید کی بتلا رہا ہوں اُس پر چلے آؤ، مبادا تمہارا ازلی دشمن شیطان تم کو اس راستہ سے روک دے۔

فائدہ:[۵۸]...... یعنی پکی باتیں دانائی اور حکمت کی۔

فائدہ:[۵۹]...... یعنی دینی باتیں، یا بعض وہ چیزیں جن کو شریعت موسویہ نے حرام ٹھہرایا تھا اُن کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں، کما قال: ﴿وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ﴾۔ [آل عمران:۵۰]

فائدہ:[۶۰] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم:...... یہ تعلیم تھی حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ دیکھ لو کیسی صفائی سے خدائے واحد کی ربوبیت اور معبودیت کو بیان فرمایا ہے اور اسی توحید اور اتقاء و اطاعتِ رسول کو صراطِ مستقیم قرار دیا ہے۔

فائدہ:[۶۱]...... یعنی اختلاف پڑ گیا، یہود اُن کے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ آگے چل کر کئی فرقے بن گئے، کوئی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بتلاتا ہے، کوئی اُن کو تین خداؤں میں کا ایک کہتا ہے، کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی اصلی تعلیم پر ایک بھی نہیں۔

فائدہ:[۶۲] کیا قیامت آنے پر مانیں گے؟:...... ایسے ایسے کھلے بیانات اور واضح ہدایات کے باوجود بھی جو لوگ نہیں مانتے، آخر وہ کاہے کے منتظر ہیں؟ اُن کے احوال کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ بس قیامت ایک دم اُن کے سر پر آ کھڑی ہو تب مانیں گے، حالانکہ اُس وقت کا ماننا کچھ کام نہ دے گا۔

فائدہ:[۶۳] قیامت کے دن صرف اچھی دوستی کام آئے گی:...... اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ دنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی۔ آدمی پچھتائے گا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی جو اُس کے

اُکسانے سے آج گرفتار مصیبت ہونا پڑا۔ اس وقت بڑا گرم جوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا، البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئے گی۔

فائدہ: [۶۴]......یعنی نہ آگے کا ڈر، نہ پیچھے کا غم۔

فائدہ: [۶۵]......یعنی دل سے یقین کیا اور جوارح سے اس کے حکم بردار رہے، یہاں سے ایمان اور اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث جبرئیل علیہ السلام میں اس کا مفصل بیان ہوا ہے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ

لیے پھریں گے ان کے پاس رکابیاں سونے کی اور آب خورے ۶۶ اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں ۶۷

الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہ وہی بہشت ہے جو میراث پائی تم نے بدلے میں ان کاموں کے جو کرتے تھے ۶۸

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾

تمہارے واسطے ان میں بہت میوے ہیں ان میں سے کھاتے رہو ۶۹ البتہ جو لوگ کہ گناہ گار ہیں وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا

نہ ہلکا ہوتا ہے ان پر سے اور وہ اسی میں پڑے ہیں آس ٹوٹے ۷۰ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف ۷۱ اور پکاریں گے

يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ

اے مالک کہیں ہم پر فیصلہ کر چکے تیرا رب ۷۲ وہ کہے گا تم کو ہمیشہ رہنا ہے ۷۳ ہم لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ

سچی بات سے برا مانتے ہو ۷۴ کیا انہوں نے ٹھہرائی ہے ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھہرائیں گے ۷۵ کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے ان کا

وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ

بھید اور ان کا مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں ۷۶ تو کہہ اگر ہو رحمان کے واسطے اولاد تو میں سب سے پہلے

الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ

پوجوں ۷۷ پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا صاحب عرش کا ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں ۷۸ اب چھوڑ دے ان کو

يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾

بک بک کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں اپنے اس دن سے جس کا ان کو وعدہ دیا ہے ۷۹

فائدہ:[۶۶]......یعنی غلمان لیے پھریں گے۔

فائدہ:[۶۷]......سب سے اعلیٰ چیز جس سے آنکھیں آرام پائیں گی، وہ دیدار ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا۔(رزقنا اللّٰہ بفضلہ ومنّہ)

فائدہ:[۶۸] جنت کی وراثت:......یعنی تمہارے باپ آدم کی میراث واپس مل گئی، تمہارے اعمال کے سبب سے اور اللہ کے فضل سے۔

فائدہ:[۶۹]......یعنی چن چن کر۔

فائدہ:[۷۰] دوزخیوں کی مایوسی:......یعنی عذاب نہ کسی وقت ملتوی ہوگا، نہ ہلکا کیا جائے گا، دوزخی نا اُمید ہو جائیں گے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔

فائدہ:[۷۱] اللہ نے برا بھلا سب سمجھا دیا تھا:......یعنی ہم نے دنیا میں بھلائی برائی کے سب پہلو سمجھا دیئے تھے اور پیغمبروں کو بھیج کر حجت تمام کر دی تھی، کوئی معقول عذر اُن کے لیے باقی نہیں چھوڑا تھا۔ اس پر بھی نہ مانے اور اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے، ایسوں کو سزا دی جائے تو ظلم کون کہہ سکتا ہے؟

فائدہ:[۷۲] داروغۂ جہنم سے جہنمیوں کی گذارش:......"مالک" نام ہے فرشتہ کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ دوزخی اس کو پکاریں گے کہ ہم نہ مرتے ہی ہیں، نہ چھوٹتے ہیں، اپنے رب سے کہہ کہ ایک دفعہ عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کر دے، گویا نجات سے مایوس ہو کر موت کی تمنا کریں گے۔

فائدہ:[۷۳] داروغۂ جہنم کا جواب:......یعنی چلانے سے کچھ فائدہ نہیں، تم کو اسی حالت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ کہتے ہیں دوزخی ہزار برس چلائیں گے، تب وہ یہ جواب دے گا۔

فائدہ:[۷۴]......یعنی وہ سزا اس جرم پر ملی کہ تم میں کے اکثر سچائی سے چڑتے تھے (اور بہت سے اندھوں کی طرح اُن کے پیچھے ہو لیے)۔

فائدہ:[۷۵] مشرکین عرب کی سازشیں اور تدبیریں ناکام ہوئیں:......کفار عرب پیغمبر کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے گانٹھتے اور تدبیریں کرتے تھے، مگر اللہ کی خفیہ تدبیر اُن کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی۔ آئندہ جو اس دین میں آئے، اُسی کے رشتہ دار اُس کو مار مار کر اُلٹا پھیریں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اُس کو پہلے سنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے۔" یہ بات انہوں نے ٹھہرائی اور اللہ نے ٹھہرایا اُن کو ذلیل و رسوا کرنا اور اپنے دین اور پیغمبر کو عروج دینا، آخر اللہ کا ارادہ غالب رہا۔

فائدہ:[۷۶]......یعنی اُنکے دلوں کے بھید ہم جانتے اور اُن کے خفیہ مشورے ہم سنتے ہیں اور حکومت کے انتظامی ضابطہ کے موافق ہمارے فرشتے (کراماً کاتبین) اُن کے سب اعمال و افعال لکھتے جاتے ہیں، یہ ساری مسل [روئیداد] قیامت میں پیش ہوگی۔

فائدہ:[۷۷]......یعنی اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کی جائیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر بفرضِ محال خدا کے اولاد ہو تو پہلا شخص میں ہوں جو اُس کی اولاد کی پرستش کرے، کیونکہ میں دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرنے والا ہوں۔ اور جس کو جس قدر علاقہ خدا کے ساتھ ہوگا، اسی نسبت سے اُس کی اولاد کے ساتھ ہونا چاہیئے، پھر جب میں باوجود اوّل العابدین ہونے کے کسی ہستی کو اُس کی اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو جو اُس کی فرضی اولاد تک کے حقوق پہچانو گے۔

تنبیہ:......بعض مفسرین نے آیت کا یہ مطلب لیا ہے کہ اگر تمہارے اعتقاد میں اللہ کی کوئی اولاد ہے تو یاد رکھو کہ میں تمہارے مقابلہ میں اُس اکیلے خدا کی عبادت کرنے والا ہوں جو اولاد و احفاد [اولاد کی اولاد] سے منزّہ و مقدس ہے۔ بعض نے "عابد" کے معنی لغۃً جاحد (منکر) کے بتلائے ہیں، یعنی اس فاسد عقیدہ کا سب سے پہلا انکار کرنے اور رد کرنے والا میں ہوں۔ بعض کے نزدیک "اِنْ" نافیہ ہے،

یعنی رحمان کے کوئی اولاد نہیں، مگر یہ کچھ زیادہ قوی نہیں اور بھی احتمالات ہیں، جن کے استیعاب کا یہاں موقع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فائدہ: [۷۸] ......یعنی جن باتوں کی نسبت یہ لوگ اُس کی طرف کرتے ہیں، مثلاً اولاد وغیرہ، اس سے خدا تعالیٰ کی ذات برتر اور منزہ ہے۔ اُس کی ذات میں یہ امکان ہی نہیں کہ معاذ اللہ کسی کا باپ یا بیٹا بنے۔

فائدہ: [۷۹] ......یعنی غفلت وحماقت کے نشہ میں جو کچھ بکتے ہیں بکنے دیجئے، یہ لوگ چند روز اور دنیا کے کھیل تماشے میں گزار لیں، آخر وہ موعود دن آنا ہے جس میں ایک ایک کر کے ان کی گستاخیوں اور شرارتوں کا مزہ چکھایا جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ

اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان میں اور اس کی بندگی ہے زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب سے خبردار ف۸۰ اور بڑی برکت ہے اس کی

مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا

جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور اسی کے پاس ہے خبر قیامت کی ف۸۱ اور اسی تک پھر کر پہنچ جاؤ گے ف۸۲ اور

يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ

اختیار نہیں رکھتے وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی سچی اور ان کو خبر تھی ف۸۳ اور اگر

سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا

تو ان سے پوچھے کہاں کو کس نے بنایا تو کہیں گے اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں ف۸۴ قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ

يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

یقین نہیں لاتے ف۸۵ سو تو منہ پھیر لے ان کی طرف سے اور کہہ سلام ہے ف۸۶ اب آخر کو معلوم کر لیں گے۔ ف۸۷

وقف لازم

فائدہ: [۸۰] ......نہ آسمان میں فرشتے اور شمس وقمر معبود بن سکتے ہیں، نہ زمین میں اصنام واوثان وغیرہ۔ سب زمین وآسمان والوں کا معبود اکیلا وہی خدا ہے جو فرش سے عرش تک کا مالک اور تمام عالم کون میں اپنے علم واختیار سے متصرف ہے۔

فائدہ: [۸۱] ......یعنی قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اُسی مالک کو ہے۔

فائدہ: [۸۲] ......یعنی وہاں پہنچ کر سب کی نیکی بدی کا حساب ہو جائے گا۔

فائدہ: [۸۳] ......یعنی اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے اُن کے علم کے موافق کلمۂ اسلام کہا اُس کی گواہی دیں، بغیر کلمۂ اسلام کسی کے حق میں ایک حرف سفارش کا نہیں کہہ سکتے، اور اتنی سفارش بھی صالحین کریں گے جو سچائی کو جانتے اور اُس کو زبان ودل سے مانتے ہیں، دوسروں کو اجازت نہیں۔

فائدہ: [۸۴] عبادت صرف خالق کا حق ہے: ......یعنی جب بنانے والا ایک اللہ ہے تو بندگی کا مستحق کوئی دوسرا کیوں کر ہو گیا؟ عبادت نام ہے انتہائی تذلل کا، وہ اسی کا حق ہونا چاہیے جو انتہائی عظمت رکھتا ہے۔ عجیب بات ہے مقدمات کو تسلیم کرتے ہیں اور نتیجہ سے انکار۔

فائدہ: [۸۵] حضور ﷺ کی مدد کا پکا وعدہ: ......یعنی نبی کا یہ کہنا بھی اللہ کو معلوم ہے اور اس کی اس مخلصانہ التجا اور درد بھری آواز کی اللہ

قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کی ضرور مدد کرے گا اور اپنی رحمت سے اس کو غالب ومنصور کرے گا۔

فَائِدَہ:[۸۶]......یعنی غم نہ کھا، اور زیادہ ان کے پیچھے نہ پڑ، فرض تبلیغ ادا کر کے اُدھر سے منہ پھیر لے اور کہہ دے کہ اچھا نہیں مانتے تو ہمارا اسلام لو۔

فَائِدَہ:[۸۷]......یعنی آخر کار ان کو پتہ لگ جائے گا کہ کسی غلطی میں پڑے ہوئے تھے، چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں لگ گیا، اور پوری تکمیل آخرت میں ہونے والی ہے۔

تمّت سورۃ الزخرف بعون اللّٰہ وتوفیقہ فللہ الحمد والمنّۃ۔

آیاتها ٦٠ | ٤٤ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ٦٤ | رکوعاتها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ① وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ③ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ

حٰمٓ قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے اس کو اتارا ایک برکت کی رات میں ف۱ ہم ہیں کہہ سنانے والے ف۲ اسی میں جدا ہوتا ہے ہر

اَمْرٍ حَكِيْمٍ ④ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ⑤ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

کام جانچا ہوا حکم ہو کر ہمارے پاس سے ف۳ ہم ہیں بھیجنے والے ف۴ رحمت سے تیرے رب کی وہی ہے سننے

الْعَلِيْمُ ⑥ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ⑦ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

جاننے والا ف۵ رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے ف۶ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ⑧ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ⑨ فَارْتَقِبْ

اس کے جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۷ کوئی نہیں وہ دھوکے میں ہیں کھیلتے ف۸ سو تو انتظار کر

يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ⑩ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑪ رَبَّنَا اكْشِفْ

اس دن کا کہ لائے آسمان دھواں صریح جو گھیر لیوے لوگوں کو یہ ہے عذاب دردناک ف۹ اے رب کھول دے

عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ⑫

ہم پر سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہیں ف۱۰

فائدہ:[۱] برکت والی رات سے مراد:......"برکت کی رات" شب قدر ہے، کما قال تعالیٰ:﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾[القدر:۱] جو رمضان میں واقع ہے، لقولہ تعالیٰ:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾[البقرہ:۱۸۵] اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سمائے دنیا پر اُتارا گیا، پھر بتدریج تیئس سال میں پیغمبر پر اُترا، نیز اسی شب میں پیغمبر پر اُس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

فائدہ:[۲]......یعنی کہہ سنانا ہمیشہ ہمارا دستور رہا ہے، اسی کے موافق یہ قرآن اتارا۔

فائدہ:[۳] قضاء وقدر کے فیصلے "لیلۃ مبارکہ" میں ہوتے ہیں:......یعنی سال بھر کے متعلق قضاء وقدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی

عظیم الشان رات میں ''لوحِ محفوظ'' سے نقل کر کے اُن فرشتوں کے حوالہ کئے جاتے ہیں، جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شب برأت کہتے ہیں، ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتدا اور شبِ قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۴]......یعنی فرشتوں کو ہر کام پر جو اُن کے مناسب ہو، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام کو قرآن دے کر محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

فائدہ:[۵]......یعنی تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے اور اُن کی پکار سنتا ہے، اسی لیے عین ضرورت کے وقت خاتم النبیین ﷺ کو قرآن دے کر اور عالم کے لیے رحمت کبریٰ بنا کر بھیج دیا۔

فائدہ:[۶]......یعنی اگر تم میں کسی چیز پر یقین رکھنے کی صلاحیت ہے تو سب سے پہلی چیز یقین رکھنے کے قابل اللہ کی ربوبیتِ عامہ ہے جس کے آثار ذرّہ ذرّہ میں روزِ روشن سے زیادہ ہویدا [ظاہر] ہیں۔

فائدہ:[۷]......یعنی جس کے قبضہ میں مارنا جلانا اور وجود وعدم کی باگ ہو، اور سب اوّلین وآخرین جس کے زیرِ تربیت ہوں، کیا اُس کے سوا دوسرے کی بندگی جائز ہو سکتی ہے؟ یہ ایک ایسی صاف حقیقت ہے، جس میں شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔

فائدہ:[۸] مشرکین کا تردُّد:......یعنی ان واضح نشانات اور دلائل کا اقتضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ مان لیتے، مگر پھر بھی نہیں مانتے، بلکہ وہ توحید وغیرہ عقائدِ حقہ کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں، آخرت کی فکر نہیں جو حق کو طلب کریں اور اُس میں غور وفکر سے کام لیں)۔ یہ اس دھوکے میں ہیں کہ ہمیشہ یوں ہی رہنا ہے، خدا کے سامنے کبھی پیشی نہیں ہوگی، اسی لیے نصیحت کی باتوں کو ہنسی کھیل میں اُڑا دیتے ہیں۔

فائدہ:[۹] دھوئیں کے عذاب سے مراد:......''دھوئیں'' سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اُٹھے گا جو تمام لوگوں کو گھیر لے گا، نیک آدمی کو اُس کا اثر خفیف پہنچے گا جس سے زکام سا ہو جائے گا اور کافر ومنافق کے دماغ میں گھس کر بیہوش کر دے گا، وہی یہاں مراد ہے، شاید یہ دھواں وہی سماوات کا مادہ ہو جس کا ذکر ﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ﴾ [حٰم السجدہ:۱۱] میں ہوا ہے، گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرنے لگیں گے اور یہ اس کی ابتدا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم! اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ زور شور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ دُھواں نہیں جو علاماتِ قیامت میں سے ہے، بلکہ قریش کے تمرّد وطغیان سے تنگ آکر نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط کر دے، جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا، چنانچہ قحط پڑا جس میں مکہ والوں کو مردار اور چمڑے ہڈیاں کھانے کی نوبت آگئی، غالباً اُسی دوران میں ''یمامہ'' کے رئیس ثمامہ ابن اثال رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور وہاں سے غلہ کی جو بھرتی مکہ کو جاتی تھی بند کر دی۔ غرض اہلِ مکہ بھوکوں مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت کی بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانہ میں جو یعنی زمین وآسمان کے درمیان دُھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور ویسے بھی مدّت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد وغبار وغیرہ چڑھ کر آسمان پر دُھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے، اُس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا۔ اس تقدیر پر ﴿يَّغْشَى النَّاسَ﴾ میں لوگوں سے مراد مکہ والے ہوں گے، گویا یہ ایک پیشین گوئی تھی (کما یدل علیہ قولہ ﴿فَارْتَقِبْ﴾'') جو پوری ہوئی۔

فائدہ:[۱۰] تنگ ہو کر کفار ومشرکین کی گزارش:......یعنی اُس عذاب میں مبتلا ہو کر یوں کہیں گے کہ اب تو اس آفت سے نجات دیجیے آگے کو ہماری توبہ! ہم کو اب یقین آگیا، پھر شرارت نہ کریں گے، پکے مسلمان بن کر رہیں گے۔ آگے اس کا جواب دیا ہے۔

وقف لازم

أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿١٤﴾

کہاں ملے ان کو سمجھنا اور آ چکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا، پھر اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف۱۱

وقف لازم

إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ إِنَّا

ہم کھولے دیتے ہیں یہ عذاب تھوڑی مدت تک تم پھر وہی کرو گے ف۱۲ جس دن پکڑیں گے ہم بڑی پکڑ تحقیق

مُنْتَقِمُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوْا إِلَيَّ

ہم بدلہ لینے والے ہیں ف۱۳ اور جانچ چکے ہیں ہم ان سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا ان کے پاس رسول عزت والا ف۱۴ کہ حوالے کرو میرے

عِبَادَ اللّٰهِ ۖ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنِّيْ آتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾

بندے خدا کے ف۱۵ میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر اور یہ کہ چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی ف۱۶

وَإِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾

اور میں پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس بات سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو ف۱۷ اور اگر تم نہیں یقین کرتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف۱۸

الثلثة

فَدَعَا رَبَّهٗ أَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا إِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ

پھر دعا کی اپنے رب سے کہ یہ لوگ گناہگار ہیں پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ف۱۹ اور چھوڑ جا

الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ

دریا کو تھما ہوا البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں ف۲۰ بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر

كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا آخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ

خاصے اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے ف۲۱ پھر نہ رویا

ع ١٤

عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾

ان پر آسمان اور زمین ف۲۲ اور نہ ملی ان کو ڈھیل

فائدہ:[۱۱] مشرکین کی گزارش کا جواب:......یعنی اب موقع سمجھنے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا کہاں رہا؟ اُس وقت تو مانا نہیں جب ہمارا پیغمبر کھلے کھلے نشان اور کھلی کھلی ہدایات لے کر آیا تھا۔ اُس وقت کہتے تھے کہ یہ باؤلا ہے، کبھی کہتے کہ کسی دوسرے سے سیکھ کر اس نے یہ کتاب تیار کرلی ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر پر یہ مطلب ہوا) اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے موافق یہ معنی ہوں گے کہ اہلِ مکہ نے قحط وغیرہ سے تنگ آ کر درخواست کی کہ یہ آفت ہم سے دُور کیجئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریاد کی کہ آپ تو کہتے ہیں کہ میں رحمت ہوں اور یہ آپ کی قوم قحط و خشک سالی سے تباہ ہو رہی ہے۔ ہم آپ کو رحم اور قرابت کا واسطہ

دیتے ہیں کہ اس مصیبت کے دُور ہونے کی دعا کیجئے، اگر ایسا ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے بارش ہوئی اور ثمامہ نے جو غلہ روک دیا تھا، وہ بھی آپ نے کھلوا دیا، پھر بھی وہ ایمان نہ لائے۔ اُسی کو فرماتے ہیں: ﴿اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى﴾ الآیۃ یعنی یہ لوگ ان باتوں سے ماننے والے کہاں ہیں، اس قسم کی چیزوں میں تو ہزار تاویلیں گھڑ لیں، جو چیز بالکل کھلی ہوئی آفتاب سے زیادہ روشن تھی، یعنی آپ کی پیغمبری، اُسی کو نہ مانا۔ کوئی مجنون بتلانے لگا، کسی نے کہا کہ صاحب! فلاں رومی غلام سے کچھ مضامین سیکھ آئے ہیں، اُن کو اپنی عبارت میں ادا کر دیتے ہیں۔ ایسے متعصب معاندین سے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

فَائِدَة:[۱۲] مشرکین اپنی پرانی عادت پر قائم رہیں گے:...... یعنی اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے عذاب ہٹالیں، پھر وہی حرکتیں کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر پر یہ مطلب ہوگا کہ لو اچھا! ہم تھوڑی مدت کے لیے یہ عذاب ہٹائے لیتے ہیں، پھر دیکھ لینا، وہی کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔

فَائِدَة:[۱۳] بڑی پکڑ سے مراد:...... ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت میں ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں ٹلتا، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ''بڑی پکڑ'' سے معرکہ ''بدر'' کا واقعہ مراد ہے۔ ''بدر'' میں ان لوگوں سے بدلہ لے لیا گیا۔

فَائِدَة:[۱۴] قوم فرعون کی آزمائش:...... یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اُن کا امتحان کیا گیا کہ اللہ کے پیغام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔

فَائِدَة:[۱۵] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ:...... یعنی خدا کے بندوں کو اپنا بندہ مت بناؤ، بنی اسرائیل کو غلامی سے آزادی دو اور میرے حوالہ کرو، میں جہاں چاہوں لے جاؤں۔

فَائِدَة:[۱۶] کھلی سند:...... ''کھلی سند'' وہ معجزات تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے: ''عصا'' اور ''ید بیضا'' وغیرہ۔

فَائِدَة:[۱۷] فرعون کی دھمکیوں کا جواب:...... یہ اُن کی دھمکیوں کا جواب دیا، یعنی میں تمہارے ظلم و ایذاء سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں، وہ میری حمایت پر ہے اور اسی کی حفاظت پر مجھے بھروسہ ہے۔

فَائِدَة:[۱۸]...... یعنی اگر میری بات نہیں مانتے تو کم از کم مجھے ایذا دے کر اپنے جرم کو سنگین مت کرو۔ ''مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں۔'' اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اپنی قوم کو لے جاؤں، تم راہ نہ روکو۔''

فَائِدَة:[۱۹] اللہ تعالیٰ کو فرعونیوں کی شکایت اور بنی اسرائیل کو لے جانے کا حکم:...... یعنی آخر مجبور ہو کر اللہ سے فریاد کی کہ یہ لوگ اپنے جرائم سے باز آنے والے نہیں، اب آپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ وہاں کیا دیر تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ فرعونیوں کو اطلاع کئے بدون بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے چلے جاؤ، کیونکہ دن ہونے پر جب انہیں اطلاع ہوگی اُس وقت تمہارا پیچھا کریں گے، لیکن یاد رہے راستہ میں سمندر پڑے گا، اُس پر عصا مارنے سے پانی اِدھر اُدھر ہٹ جائے گا اور درمیان میں خشک و صاف راستہ نکل آئے گا، اُسی راستہ سے اپنی قوم کو لے کر گزر جاؤ۔

فَائِدَة:[۲۰] فرعونیوں کا دریا میں غرق ہونا:...... یعنی اس کی فکر مت کرو کہ دریا میں خدا کی قدرت سے جو راستہ بن گیا وہ باقی نہ رہے اُس کو اُسی حالت میں چھوڑ دے، یہ راستہ دیکھ کر ہی تو فرعون کے لشکر اُس میں گھسنے کی ہمت کریں گے۔ چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر اندر گھسے، اُس کے بعد خدا کے حکم سے سمندر کا پانی چاروں طرف سے آکر مل گیا، سارا لشکر اس طرح غرقاب ہوا۔

فَائِدَة:[۲۱]...... یعنی بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں دے دیا، جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے غرق ہوئے بعد مصر میں بنی اسرائیل کا دخل ہوا۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جس قسم کے سامان فرعونیوں نے چھوڑے تھے، اسی طرح کے ہم نے بنی اسرائیل کو دے دیئے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [٢٢] آسمان کا رونا:......روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اُس کی روزی اُترتی تھی یا جس سے اُس کا عمل صالح اُوپر چڑھتا تھا اور زمین روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا، یعنی افسوس! وہ سعادت ہم سے چھن گئی۔ کافر کے پاس عمل صالح کا بیج ہی نہیں، پھر اُس پر آسمان یا زمین کیوں روئے؟ بلکہ شاید خوش ہوتے ہوں گے کہ چلو یاپ کٹا: "خس کم جہاں پاک۔"

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿٣٠﴾ مِن فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ

اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے جو فرعون کی طرف سے تھی ف۲۳ بے شک وہ تھا چڑھ رہا

الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَٰهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَٰلَمِينَ ﴿٣٢﴾ وَءَاتَيْنَٰهُم مِّنَ الْءَايَٰتِ مَا فِيهِ

حد سے بڑھ جانے والا ف۲۴ اور ان کو ہم نے پسند کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف۲۵ اور دیں ہم نے ان کو نشانیاں جن میں

بَلَٰٓؤٌا مُّبِينٌ ﴿٣٣﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿٣٥﴾

تھی مدد صریح ف۲۶ یہ لوگ کہتے ہیں اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں ف۲۷

فَأْتُوا بِءَابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٣٦﴾ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

بھلا لے تو آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو ف۲۸ بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم ف۲۹ اور جو ان سے پہلے تھے

أَهْلَكْنَٰهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

ہم نے ان کو غارت کر دیا بے شک وہ تھے گناہ گار ف۳۰ اور ہم نے جو بنایا آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے

لَٰعِبِينَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنَٰهُمَآ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

کھیل نہیں بنایا ان کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۳۱ تحقیق فیصلہ کا دن

مِيقَٰتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْـًٔا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَن

وعدہ ہے ان سب کا ف۳۲ جس دن کام نہ آئے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے ف۳۳ مگر جس

رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۚ ع ١٥/١٤ معانقة ١٤

پر رحمت کرے اللہ بے شک وہی ہے زبردست رحم والا ف۳۴ مقرر درخت سینڈ کا کھانا ہے گنہگار کا ف۳۵ جیسے پگھلا

يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَآءِ الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوا

ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی پکڑو اس کو اور دھکیل کر لے جاؤ بیچوں بیچ دوزخ کے ف۳۶ پھر ڈالو

فَوْقَ رَأْسِهِۦ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم

اس کے سر پر جلتے پانی کا عذاب ف۳۷ یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ف۳۸ یہ وہی ہے جس میں تم

بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝۵۰

دھوکے میں پڑے تھے [۳۹]

فَائِدَة:[۲۳]...... بلکہ فرعون کا وجود ایک مجسم مصیبت تھا۔

فَائِدَة:[۲۴]...... یعنی بڑا متکبر اور سرکش تھا۔

فَائِدَة:[۲۵] بنی اسرائیل کی فضیلت:...... یعنی اگرچہ بنی اسرائیل کی کمزوریاں بھی ہم کو معلوم تھیں، تاہم اُن کو ہم نے اُس زمانہ کے تمام لوگوں سے فضیلت دی۔ اور بعض فضائلِ جزئیہ تو وہ ہیں جو آج تک کسی قوم کو میسر نہیں ہوئے، مثلاً اتنے بیشمار انبیاء کا اُن میں اُٹھایا جانا۔

فَائِدَة:[۲۶]...... یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے مثلاً ''من وسلویٰ'' کا اُتارنا، بادل کا سایہ کرنا، وغیر ذٰلک۔

فَائِدَة:[۲۷]...... درمیان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ذکر استطراداً آ گیا تھا، یہاں سے پھر حضور ﷺ کی قوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہماری آخری حالت بس یہی ہے کہ موت آ جائے، موت کے بعد سب قصہ ختم۔ موجودہ زندگی کے سوا دوسری زندگی کوئی نہیں، کہاں کا حشر اور کیسا حساب کتاب؟

فَائِدَة:[۲۸]...... یعنی پیغمبر اور مومنین سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے عقیدہ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو اچھا ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو ذرا زندہ کر کے دکھا دو، تب ہم جانیں۔

فَائِدَة:[۲۹] ''تُبَّعٌ'' سے مراد:...... ''تبع'' لقب تھا یمن کے بادشاہ کا، جس کی حکومت سبا اور حضرِ موت وغیرہ سب پر تھی۔ ''تبع'' بہت گذرے ہیں، اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے؟ بہرحال اتنا ظاہر ہوا کہ اُس کی قوم بہت قوت و جبروت والی تھی جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے قومِ سبا مراد لی ہے، جس کا ذکر سورۂ سبا میں گزر چکا۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة:[۳۰]...... مثلاً عاد و ثمود وغیرہ، اِن سب کو اللہ نے اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر کے چھوڑا۔ کیا تم اُن سے بہتر یا اُن سے زیادہ طاقتور ہو کہ تم کو ہلاک نہ کرے گا یا نہ کر سکے گا؟

فَائِدَة:[۳۱]...... یعنی اتنا بڑا کارخانہ کوئی کھیل تماشا نہیں، بلکہ بڑی حکمت سے بنایا گیا ہے، جس کا نتیجہ ایک دن نکل کر رہے گا، وہی نتیجہ آخرت ہے۔

فَائِدَة:[۳۲]...... یعنی اس دن سب کا حساب بیک وقت ہو جائے گا۔

فَائِدَة:[۳۳]...... یعنی نہ کسی اور طرف سے مدد پہنچ سکے گی۔

فَائِدَة:[۳۴]...... یعنی بس جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے وہی بچے گا، کما ورد فی الحدیث: ''اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ۔''

فَائِدَة:[۳۵]...... کسی ادنیٰ مشابہت کی وجہ سے اُس کو ''زقوم'' (سیہنڈ) کہا گیا ہے، ورنہ دوزخ کے سیہنڈ کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے، جیسے بعض نعمائے جنت اور نعمائے دنیوی میں اشتراک اسمی ہے، اسی طرح جہنم کے متعلق سمجھ لو۔

فَائِدَة:[۳۶]...... یہ حکم فرشتوں کو ہوگا جو تعذیبِ مجرمین پر مامور ہیں۔

فَائِدَة:[۳۷]...... وہ پانی دماغ سے اُتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکل آئے گا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

فَائِدَة:[۳۸]...... یعنی تو وہی ہے جو دنیا میں بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا اور اپنے کو سردار ثابت کیا کرتا تھا، اب وہ عزت اور سرداری کہاں گئی؟

فَائِدَة:[۳۹]...... یعنی تم کو کہاں یقین تھا کہ یہ دن بھی دیکھنا پڑے گا؟ اسی دھوکہ میں تھے کہ بس یونہی کھیلتے کودتے گزر جائے گی، آخر مٹی!

میں مل کر مٹی ہو جائیں گے، آگے کچھ بھی نہیں۔ اب دیکھ لیا کہ وہ باتیں سچی تھیں جو پیغمبروں نے بیان کی تھیں۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

بے شک ڈرنے والے گھر میں ہیں چین کے ف۴۰ باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی

مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾

ایک دوسرے کے سامنے ف۴۱ اسی طرح ہوگا اور بیاہ دیں ہم ان کو حوریں بڑی آنکھوں والیاں ف۴۲ منگوائیں گے وہاں ہر میوہ دل جمعی سے ف۴۳

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن

نہ چکھیں گے وہاں موت مگر جو پہلے آ چکی ف۴۴ اور بچایا ان کو دوزخ کے عذاب سے فضل سے

رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾

تیرے رب کے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۴۵ سو یہ قرآن آسان کیا ہم نے اس کو تیری بولی میں تا کہ وہ یاد رکھیں ف۴۶

فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

اب تو راہ دیکھ وہ بھی راہ تکتے ہیں ف۴۷

فائدہ:[۴۰] متقین کے لئے نعمتیں:......یعنی جو یہاں اللہ سے ڈرتے ہیں، وہاں امن چین سے ہوں گے، کسی طرح کا خوف اور غم پاس نہ آئے گا۔

فائدہ:[۴۱]......یعنی اُن کی پوشاک باریک اور دبیز ریشم کی ہوگی، اور ایک جنتی دوسرے سے اعراض نہ کرے گا، بے تکلف دوستوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

فائدہ:[۴۲]......یعنی ان سے جوڑے ملا دیں گے۔

فائدہ:[۴۳]......یعنی جس میوے کو جی چاہے گا فوراً حاضر کرا دیا جائے گا، کوئی فکر نہ ہوگی، پوری دلجمعی سے کھائیں پئیں گے۔

فائدہ:[۴۴] جنت میں موت نہیں آئے گی:......یعنی جو موت پہلے آ چکی وہ آ چکی، اب آگے کبھی موت نہیں، دائماً اسی عیش و نشاط میں رہنا ہے، نہ اُن کو فنا، نہ اُن کے سامانوں کو۔

فائدہ:[۴۵]......اس سے بڑی کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون رہے اور ابدالآباد کے لیے مورد الطاف و افضال بنے۔

فائدہ:[۴۶]......یعنی اپنی مادری زبان میں آسانی سے سمجھ لیں اور یاد رکھیں۔

فائدہ:[۴۷]......یعنی اگر نہ سمجھیں تو آپ چندے انتظار کیجئے ان کا بدانجام سامنے آ جائے گا۔ یہ تو منتظر ہیں کہ آپ پر کوئی افتاد پڑے، لیکن آپ دیکھتے جائیے کہ ان کا کیا حال بنتا ہے۔

تمت سورة الدخان بفضل اللہ ورحمتہ فللہ الحمد والمنۃ۔

اٰیاتها ٣٨ | ٤٥ سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ٦٥ | رکوعاتها ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

حٰمٓ۔ اتارنا کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا۔ بے شک آسمانوں میں اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ④ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

ماننے والوں کے واسطے ف۱ اور تمہارے بنانے میں اور جس قدر پھیلا رکھے ہیں جانور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں ف۲ اور بدلنے میں

وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

رات دن کی اور جو اتاری اللہ نے آسمان سے روزی ف۳ پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد اور بدلنے میں ہواؤں کی

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑤ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو سمجھ سے کام لیتے ہیں ف۴ یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور

اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ⑥ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ⑦ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ

اس کی باتوں کو چھوڑ کر مانیں گے ف۵ خرابی ہے ہر جھوٹے گناہ گار کے لیے کہ سنتا ہے باتیں اللہ کی اس کے پاس پڑھی جاتی ہیں، پھر ضد کرتا ہے

مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑧ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا

غرور سے گویا سنا ہی نہیں ف۶ سو خوشخبری سنا دے اس کو ایک عذاب دردناک کی، اور جب خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی،

اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑨ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

اس کو ٹھہرائے ٹھٹھا ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے ف۷ پرے ان کے دوزخ ہے اور کام نہ آئے گا ان کے جو

كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑩ هٰذَا هُدًى ۚ

کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جن کو پکڑا تھا اللہ کے سوائے رفیق ف۸ اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے یہ سجھا دیا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿١١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ

اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے ان کے لیے عذاب ہے ایک بلا کا دردناک ۹ اللہ وہ ہے جس نے بس میں کر دیا تمہارے دریا کو

لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾

چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے ۱۰ اور تا کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تا کہ تم حق مانو ۱۱

فَائِدَة: [۱] **آسمان وزمین کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت پر دلالت کرتی ہے:**...... یعنی آدمی ماننا چاہے تو اس آسمان وزمین کی پیدائش اور اُن کے محکم نظام میں غور کر کے مان سکتا ہے کہ ضرور کوئی اِن کا پیدا کرنے والا اور تھامنے والا ہے، جس نے کمال حکمت وخوبی سے اِن کو بنایا اور لامحدود قدرت سے اُن کی حفاظت کی۔ البعرة تدل على البعير، والاقدام تدل على المسير فكيف لايدل هذا النظام العجيب الغريب على الصانع اللطيف الخبير۔"

فَائِدَة: [۲]...... یعنی انسان خود اپنی بناوٹ اور دوسرے حیوانات کی ساخت میں غور کرے تو درجۂ عرفان وایقان تک پہنچانے والی ہزارہا نشانیاں اُس کو ملیں گی۔

فَائِدَة: [۳]...... یعنی پانی آسمان کی طرف سے اتارا جو مادّہ ہے روزی کا۔

فَائِدَة: [۴]...... یعنی ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو معلوم ہو جائے کہ یہ اُمور بجز اُس زبردست قادر وحکیم کے اور کسی کے بس میں نہیں، جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی تقریر گزر چکی۔

فَائِدَة: [۵]...... یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کون ہے اور اُس کی باتیں چھوڑ کر کس کی بات ماننے کے قابل ہے؟ جب اُس بڑے مالک کی ایسی سچی اور صاف باتیں بھی کوئی بدبخت قبول نہ کرے تو آخر کس چیز کا منتظر ہے جسے قبول کرے گا؟

فَائِدَة: [۶] **کفار غرور وتکبر کی وجہ سے حق کے منکر ہیں:**...... یعنی ضد اور غرور کی وجہ سے اللہ کی بات نہیں سنتا، اُس کی شیخی اجازت نہیں دیتی کہ اپنی جہالت سے ہٹے، حق کو سن کر اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا سنا ہی نہیں۔

فَائِدَة: [۷] **کفار کو سخت ذلت آمیز سزا ملے گی:**...... یعنی جس طرح وہ آیات اللہ کے ساتھ اہانت واستخفاف کا معاملہ کرتا ہے، سزا بھی سخت اہانت وذلت کی ملے گی جو آگے آ رہی ہے۔

فَائِدَة: [۸] **قیامت کے دن کوئی کام نہ آئے گا:**...... یعنی اموال واولاد وغیرہ کوئی چیز اُس وقت کام نہ آئے گی، نہ وہ کام آئیں گے جن کو اللہ کے سوا معبود یا رفیق ومددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت وامداد کی توقعات تھیں۔

فَائِدَة: [۹]...... یعنی یہ قرآن عظیم الشان ہدایت ہے جو سب طرح کی برائی بھلائی انسان کو سمجھانے کے لیے آئی ہے، جو اس کو نہ مانیں وہ سخت غلیظ اور دردناک عذاب بھگتنے کے لیے تیار رہیں۔

فَائِدَة: [۱۰] **سمندروں کی تسخیر:**...... یعنی سمندر جیسی مخلوق کو ایسا مسخر کر دیا کہ تم بے تکلف اپنی کشتیاں اور جہاز اس میں لیے پھرتے ہو، میلوں کی گہرائیوں کو پایاب کر رکھا ہے۔

فَائِدَة: [۱۱] **جو کرنا ہے کرو مگر خالق کو نہ بھولو:**...... یعنی بحری تجارت کرو، یا شکار کھیلو، یا اُس کی تہ میں سے موتی نکالو اور یہ سب منافع و فوائد حاصل کرتے وقت منعمِ حقیقی کو نہ بھولو، اُس کا حق پہچانو، زبان ودل اور قلب وقالب سے شکر ادا کرو۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور کام میں لگا دیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں سب کو اپنی طرف سے ف۱۲ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو دھیان

يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑬ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًۢا بِمَا

کرتے ہیں ف۱۳ کہہ دے ایمان والوں کو درگزر کریں ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی ف۱۴ تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلہ

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

اس کا جو کماتے تھے ف۱۵ جس نے بھلا کام کیا تو اپنے واسطے اور جس نے برا کیا سو اپنے حق میں ف۱۶ پھر اپنے رب کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ⑮ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

پھیرے جاؤ گے ف۱۷ اور ہم نے دی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دیں ستھری

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ⑯ۚ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ

چیزیں ف۱۸ اور بزرگی دی ان کو جہان پر ف۱۹ اور دیں ان کو کھلی باتیں دین کی ف۲۰ پھر انہوں نے پھوٹ جو ڈالی

بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

تو سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے بے شک تیرا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ⑰ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ

میں وہ جھگڑتے تھے ف۲۱ پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک راستہ پر دین کے کام کےسو تو اسی پر چل اور مت چل خواہشوں پر

لَا يَعْلَمُوْنَ ⑱ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ

نادانوں کی ف۲۲ وہ ہرگز کام نہ آئیں گے تیرے اللہ کے سامنے ذرا بھی ف۲۳ اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق

بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑲ ھٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ⑳

ہیں اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا ف۲۴ یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے اور راہ کی اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین لاتے ہیں ف۲۵

فائدہ: [۱۲] ...... یعنی اپنے حکم اور قدرت سے سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ یہ اُسی کی مہربانی ہے کہ ایسی ایسی عظیم الشان مخلوقات انسان کی خدمت گزاری میں لگی ہوئی ہیں۔

فائدہ: [۱۳] غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں: ...... آدمی دھیان کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ چیز اُس کے بس کی نہ تھی، محض اللہ کے فضل اور اس کی قدرتِ کاملہ سے یہ اشیاء ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں، تو لامحالہ ہم کو بھی کسی کے کام میں لگنا چاہیے۔ وہ کام یہی ہے کہ اُس منعمِ حقیقی اور محسن علی الاطلاق کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں اپنی حیاتِ مستعار کے لمحات صرف کر دیں، تاکہ آئندہ چل کر ہمارا

انجام درست ہو۔

فائدہ:[۱۴] ایام اللہ سے مراد:...... ﴿اَیَّامَ اللّٰهِ﴾ (اللہ کے دنوں) سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ اپنے دشمنوں کو کوئی خاص سزا دے، یا اپنے فرماں برداروں کو کسی مخصوص انعام واکرام سے سرفراز فرمائے، لہٰذا ﴿لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ﴾ سے وہ کفار مراد ہوئے جو اُس کی رحمت سے نا اُمید اور اُس کے عذاب سے بے فکر ہیں۔

فائدہ:[۱۵]......یعنی مسلمان آپ اُن سے بدلہ لینے کی فکر نہ کریں، اللہ پر چھوڑ دیں، وہ اُن کی شرارتوں پر کافی سزا، اور مومنین کے صبر وتحمل اور عفو ودرگزر کا مناسب صلہ دے گا۔

فائدہ:[۱۶] ہر کوئی اپنے کئے کا پھل کاٹے گا:......یعنی بھلے کام کا فائدہ کام کرنے والے کو پہنچتا ہے، اللہ کو اُس کی کیا ضرورت؟ اور بدی کرنے والا خود اپنے حق میں برا بیج بو رہا ہے، ایک کی برائی دوسرے پر نہیں پڑتی۔ غرض ہر شخص اپنے نفع نقصان کی فکر کر لے اور جو عمل کرے، یہ سمجھ کر کرے کہ اُس کا سود وزیاں اُسی کی ذات کو پہنچے گا۔

فائدہ:[۱۷]......یعنی وہاں پہنچ کر سب برائی بھلائی سامنے آجائے گی، اور ہر ایک اپنی کرتوت کا پھل چکھے گا۔

فائدہ:[۱۸] بنی اسرائیل پر انعامات:......یعنی تورات دی اور سلطنت یا قوتِ فیصلہ یا دانائی کی باتیں یا دین کی سمجھ عطا کی، اور کس قدر کثرت سے پیغمبر اُن میں سے اُٹھائے یہ تو روحانی غذا ہوئی، جسمانی غذا دیکھو تو وہ بھی بہت افراط سے دے گئی، حتیٰ کہ من وسلویٰ اُتارا گیا۔

فائدہ:[۱۹] فضیلت سے مراد:......یعنی اُس زمانہ میں سارے جہان پر اُن کو فضیلتِ کلی حاصل تھی اور بعض فضائل جزئیہ کے اعتبار سے تو ''اُس زمانہ'' کی قید لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔

فائدہ:[۲۰]......یعنی نہایت واضح اور مفصل احکام، یا کھلے کھلے معجزات جو دین کے باب میں بطور حجت وبرہان کے پیش کئے جاتے ہیں۔

فائدہ:[۲۱] تفرقہ بازی کی اصل وجہ ضد ہے:......یعنی آپس کی ضد اور نفسانیت سے اصل کتاب کو چھوڑ کر بیشمار فرقے بن گئے، جن کا عملی فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا، اس وقت پتہ لگے گا کہ ان کا منشا نفس پروری اور ہوا پرستی کے سوا کچھ نہ تھا۔

فائدہ:[۲۲]......یعنی ان اختلافات اور فرقہ وارانہ کشمکش کی موجودگی میں ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستہ پر قائم کر دیا تو آپ کو اور آپ کی اُمت کو چاہئے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے، کبھی بھول کر بھی جاہلوں اور نادانوں کی خواہشات پر نہ چلے۔ مثلاً اُن کی خواہش یہ ہے کہ آپ اُن کے طعن وتشنیع اور ظلم وتعدی سے تنگ آ کر دعوت وتبلیغ ترک کر دیں، یا مسلمانوں میں بھی ویسا ہی اختلاف وتفریق پڑ جائے جس میں وہ لوگ خود مبتلا ہیں۔ اندریں صورت واجب ہے کہ اُن کی خواہشات کو بالکل پامال کر دیا جائے۔

فائدہ:[۲۳]......یعنی اُن کی طرف جھکنا تم کو خدا کے ہاں کچھ کام نہ دے گا۔

فائدہ:[۲۴]......یعنی منصف اور راستی پسند مسلمان، ظالم اور بے راہ رَو کافروں کے رفیق نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اللہ کے مطیع بندے ہیں اور اللہ ہی اُن کا رفیق ومددگار ہے، لازم ہے کہ اسی کی راہ چلیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔

فائدہ:[۲۵]......یعنی یہ قرآن بڑے بڑے بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے، لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کی راہ سجھاتا ہے اور جو خوش قسمت اس کی ہدایات ونصائح پر یقین کر کے عمل پیرا ہوتے ہیں، اُن کے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت وبرکت ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دیں گے ان کو برابر ان لوگوں کی جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام

سَوَآءً مَّحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ ۚ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ع ۱۸

ایک سا ہے ان کا جینا اور مرنا برے دعوے ہیں جو کرتے ہیں ف۲۶ اور بنائے اللہ نے آسمان اور زمین جیسے چاہئیں

وَلِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿٢٢﴾ اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ

اور تاکہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۲۷ بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو

وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ

اور راہ سے بچلا دیا اس کو اللہ نے جانتا بوجھتا ف۲۸ اور مہر لگادی اس کے کان پر اور دل پر اور ڈال دی اس کی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لائے اس کو

بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوۡا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا يُهۡلِكُنَاۤ

اللہ کے سوا سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۲۹ اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ہمارا جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں

اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ ﴿٢٤﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا

سو زمانہ سے ف۳۰ اور ان کو کچھ خبر نہیں اس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۳۱ اور جب سنائی جائیں ان کو ہماری آیتیں

بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحۡيِيۡكُمۡ

کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں ان کی مگر یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو، اگر تم سچے ہو ف۳۲ تو کہہ کہ اللہ ہی جلاتا ہے تم کو

ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يَجۡمَعُكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٢٦﴾ ع ۱۹

پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن تک اس میں کچھ شک نہیں پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۳۳

وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يَوۡمَئِذٍ يَّخۡسَرُ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿٢٧﴾

اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن خراب ہوں گے جھوٹے۔ ف۳۴

فائدہ: [۲۶] نیک اور بدکار بدمعاش برابر نہیں ہو سکتے:...... یعنی اللہ تعالیٰ کی شؤنِ حکمت پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی عقل مند یہ گمان کرسکتا ہے کہ ایک بدمعاش آدمی، اور ایک مردِ صالح کے ساتھ خداوند تعالیٰ یکساں معاملہ کرے گا اور دونوں کا انجام برابر کردے گا؟ ہرگز نہیں، نہ اس زندگی میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں، نہ مرنے کے بعد۔ جو حیاتِ طیبہ مؤمن صالح کو یہاں نصیب ہوتی ہے اور جس نصرت اور علو و رفعت کے وعدے دنیا میں اُس سے کئے گئے وہ ایک کافر بدکار کو کہاں میسر ہیں، اُس کے لیے دنیا میں معیشت ضنک اور آخرت میں لعنت وخسران کے سوا کچھ نہیں۔ الغرض یہ دعویٰ بالکل غلط اور یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں اور بدوں کا مرنا اور جینا برابر کردے گا۔ اُس کی حکمت اس کو مقتضی نہیں، بلکہ ضرور ہے کہ دونوں کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ ظاہر ہو کر رہے، اور ہر ایک کی نیکی یا بدی کے آثار فی الجملہ یہاں بھی مشاہد ہوں اور اُن کا پوری طرح مکمل معائنہ موت کے بعد ہو۔

فائدہ: [۲۷] زمین و آسمان کی پیدائش یوں ہی بیکار نہیں:...... یعنی زمین و آسمان کو یوں ہی بیکار پیدا نہیں کیا، بلکہ نہایت حکمت

سے کسی خاص مقصد کے لیے بنایا ہے، تا اُن کے احوال میں غور کر کے لوگ معلوم کر سکیں کہ بیشک جو چیز بنائی گئی ٹھیک موقع سے بنائی اور تا اندازہ کر لیا جائے کہ ضرور ایک دن اس کارخانۂ ہستی کا کوئی عظیم الشان نتیجہ نکلنے والا ہے، اُسی کو آخرت کہتے ہیں جہاں ہر ایک کو اُس کی کمائی کا پھل ملے گا اور جو بویا تھا وہی کاٹنا پڑے گا

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

فَائِدَۃ:[۲۸] ......یعنی اللہ جانتا تھا کہ اس کی استعداد خراب ہے اور اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بوجھنے کے بعد گمراہ ہوا۔

فَائِدَۃ:[۲۹] **خواہش نفس کی پیروی کا انجام:** ......جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے، جدھر اُس کی خواہش لے چلے اُدھر ہی چل پڑے اور حق و ناحق کے جانچنے کا معیار اُس کے پاس یہی خواہش نفس رہ جائے، اللہ تعالیٰ بھی اُسے اُس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے، پھر اُس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں، نہ دل سچی بات کو سمجھتا ہے، نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ جس کو اُس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے، کونسی طاقت ہے جو اس کے بعد اُسے راہ پر لے آئے؟

فَائِدَۃ:[۳۰] ......یعنی اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی دوسری زندگی نہیں، بس یہی ایک جہان ہے جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے، جیسے بارش ہونے پر سبزہ زمین سے اُگا، خشکی ہوئی تو سوکھ کر ختم ہو گیا۔ یہی حال آدمی کا سمجھو! ایک وقت آتا ہے پیدا ہوتا ہے، پھر معین وقت تک زندہ رہتا ہے، آخر زمانہ کا چکر اُسے ختم کر دیتا ہے۔ یہی سلسلہ موت و حیات کا دنیا میں چلتا رہتا ہے، آگے کچھ نہیں۔

فَائِدَۃ:[۳۱] **"دھر" زمانہ کو گالی دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو گالی دینا:** ......یعنی زمانہ نام ہے دہر کا، وہ کچھ کام کرنے والا نہیں، کیونکہ نہ اُس میں حس ہے، نہ شعور، نہ ارادہ، لامحالہ وہ کسی اور چیز کو کہتے ہوں گے جو معلوم نہیں ہوتی، لیکن دنیا میں اُس کا تصرف چلتا ہے۔ پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں جس کا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائل فطریہ اور براہینِ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے، اور زمانہ کا اُلٹ پھیر اور رات دن کا اَدل بدل کرنا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی معنی سے حدیث میں بتلایا گیا کہ دہر اللہ ہے، اُس کو برا نہ کہنا چاہیے، کیونکہ جب آدمی دہر کو برا کہتا ہے اسی نیت سے کہتا ہے کہ حوادثِ دہر اس کی طرف منسوب ہیں، حالانکہ تمام حوادثِ دہر اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہیں تو دہر کی برائی کرنے سے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہوتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ!

فَائِدَۃ:[۳۲] ......یعنی جب قرآن کی آیات یا بعث بعد الموت کی دلائل اُس کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ میں کسی دلیل کو نہیں مانوں گا۔ بس اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھلا دو، تب ہم تسلیم کریں گے کہ بیشک موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔

فَائِدَۃ:[۳۳] ......یعنی جس نے ایک مرتبہ زندہ کیا پھر مارا، اُسے کیا مشکل ہے کہ دوبارہ زندہ کر کے سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دے؟

فَائِدَۃ:[۳۴] ......اُس دن ذلیل و خوار ہو کر پتہ لگے گا کہ کس دھوکہ میں پڑے ہوئے تھے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۗ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸

اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ف۳۵ ہر فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس آج بدلہ پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے ف۳۶

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ف ۳۷ ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے ف ۳۸ سو جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا

یقین لائے ہیں اور بھلے کام کئے سو ان کو داخل کرے گا ان کا رب اپنی رحمت میں یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی ف ۳۹ اور جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

منکر ہوئے کیا تم کو سنائی نہ جاتی تھیں باتیں میری پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گناہ گار ف ۴۰

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ

اور جب کہیے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت، ہم کو آتا

نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

تو ہے ایک خیال سا اور ہم کو یقین نہیں ہوتا ف ۴۱ اور کھل جائیں ان پر برائیاں ان کاموں کی جو کیے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا

جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف ۴۲ اور حکم ہوگا کہ آج ہم تم کو بھلا دیں گے جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنی اس دن کی ملاقات کو ف ۴۳

وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا

اور گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار یہ تم پر اس واسطے کہ تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا

وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اور بہکے رہے دنیا کی زندگانی پر ف ۴۴ سو آج نہ ان کو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور نہ ان سے مطلوب ہے توبہ ف ۴۵ سو اللہ ہی کے واسطے ہے سب خوبی

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠

جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع ۴

اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف ۴۶

فائدۃ: [۳۵]......یعنی خوف وہیبت سے۔

فائدۃ: [۳۶] اعمال نامہ کی طرف بلاوا:......یعنی اعمال نامہ کی طرف بلایا جائے گا کہ آؤ اس کے موافق حساب دو، آج ہر ایک کو اسی کا

بدلہ ملے گا جو اُس نے دنیا میں کمایا تھا۔

فائدہ:[۳۷]......یعنی جو کام کئے تھے، یہ اعمال نامہ ٹھیک ٹھیک وہی بتلاتا ہے، ذرّہ بھر کی بیشی نہیں۔

فائدہ:[۳۸]......یعنی ہمارے علم میں تو ہر چیز ازل سے ہے، مگر ضابطہ میں ہمارے فرشتے لکھنے پر مامور تھے، اُن کی لکھی ہوئی مکمل رپورٹ آج تمہارے سامنے ہے۔

فائدہ:[۳۹]......یعنی جنت میں جہاں اعلیٰ درجہ کی رحمت اور ہر قسم کی مہربانیاں ہوں گی۔

فائدہ:[۴۰]......یعنی ہماری طرف سے نصیحت وفہمائش اور اتمام حجت کا کوئی دقیقہ اُٹھا کر نہ رکھا گیا، اُس پر بھی تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی، آخر پکے مجرم بن کر رہے۔ یا ﴿وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾ کا مطلب یہ لیا جائے کہ تم پہلے ہی سے جرائم پیشہ تھے۔

فائدہ:[۴۱] قیامت کا انکار:......یعنی ہم نہیں جانتے قیامت کیسی ہوتی ہے؟ تم جو کچھ قیامت کے عجیب وغریب احوال بیان کرتے ہو ہم کو کسی طرح اُن کا یقین نہیں ہوتا۔ یوں سنی سنائی باتوں سے کچھ ضعیف سا امکان اور دُھندلا سا خیال کبھی آجائے وہ دوسری بات ہے۔

فائدہ:[۴۲] قیامت کے دن میں بدکاریاں سامنے آجائیں گی:......یعنی جب قیامت آئے گی اِن کی تمام بدکاریاں اور اُن کے نتائج سامنے آجائیں گے اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں کا جو مذاق اُڑایا کرتے تھے وہ خود اُن ہی پر اُلٹ پڑے گا۔

فائدہ:[۴۳]......یعنی دنیا میں تم نے آج کے دن کو یاد نہ رکھا تھا، آج ہم تم کو مہربانی سے یاد نہ کریں گے۔ ہمیشہ کے لیے اسی طرح عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے، جیسے تم نے اپنے کو دنیا کے مزوں میں پھنسا کر چھوڑ دیا تھا۔

فائدہ:[۴۴]......یعنی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خیال ہی نہ کیا کہ یہاں سے کبھی جانا اور خدا کے سامنے پیش ہونا بھی ہے اور اگر کبھی کچھ خیال آیا بھی تو یوں سمجھ کر دل کی تسلی کر لی کہ جس طرح دنیا میں ہم مسلمانوں سے مقابل ہیں، وہاں بھی ہمارا ایسا ہی زور رہے گا۔

فائدہ:[۴۵] دوزخیوں کو دوزخ سے نکالا نہ جائے گا:......یعنی نہ اُن کو دوزخ سے نکالا جائے گا، نہ یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ اب خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

فائدہ:[۴۶]...... چاہیے آدمی اُسی کی طرف متوجہ ہو، اُس کے احسانات وانعامات کی قدر کرے، اُس کی ہدایات پر چلے، سب کو چھوڑ کر اُسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رکھے، اور اُس کی بزرگی وعظمت کے سامنے ہمیشہ باختیار خود مطیع ومنقاد رہے، کبھی سرکشی وتمرد کا خیال دل میں نہ لائے۔ حدیث قدسی میں ہے: "اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ" (کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہ بند ہے، لہٰذا جو کوئی ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت اور کشمکش کرے گا، میں اُسے اُٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا) اللّٰھم اجعلنا مطیعین لأمرک وجنبنا غضبک وقنا عذاب النار۔ انک سمیع قریب مجیب الدعوات۔

تمت سورة الجاثية بعونه وصونه فلله الحمد والمنة

وبه التوفيق والعصمة۔

............☆☆☆......الحمد للہ پچیسواں ۲۵ پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر:۲٦

ایاتہا ۳٦ ﴿٤٦ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ٦٦﴾ رکوعاتہا ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الجزء ٢٦

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ② مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

حٰمٓ اتارنا کتاب کا ہے اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو

بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک کام پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر ف۱ اور جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کو سن کر منہ پھیر لیتے ہیں ف۲ تو کہہ بھلا دیکھو

مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ

تو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں ف۳

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ

لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو اگر ہو تم سچے ف۴ اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو

يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤

پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی ف۵

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر ف٦ اور جب سنائی جائیں ان کو ہماری

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

باتیں کھلی کھلی کہتے ہیں منکر سچی بات کو جب ان تک پہنچی یہ جادو ہے صریح ف۷ کیا کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ

یہ بنا لایا ہے ف۸ تو کہہ اگر میں بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی ف۹ اس کو خوب خبر ہے جن باتوں میں تم لگ رہے ہو

كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑧

وہ کافی ہے حق بتانے والا میرے اور تمہارے بیچ ف۱۰ اور وہی ہے بخشنے والا مہربان ف۱۱

فَائِدَہ:[۱] آسمان وزمین کی تخلیق بے فائدہ نہیں:...... یعنی آسمان وزمین، اور یہ سب کارخانہ اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں بنایا، بلکہ کسی خاص غرض ومقصد کے لیے پیدا کیا ہے جو ایک معین میعاد اور ٹھہرے ہوئے وعدہ تک یوں ہی چلتا رہے گا، تا آنکہ اس کا نتیجہ ظاہر ہو، اُسی کو آخرت کہتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۲]...... یعنی برے انجام سے ڈرتے نہیں، اور آخرت کی تیاری نہیں کرتے۔ جب آخرت کی بات سنی، ایک کان سنی، دوسرے کان نکال دی۔

فَائِدَہ:[۳] تخلیق صرف اللہ تعالیٰ نے کی ہے:...... یعنی خداوندِ قدوس نے تو آسمان وزمین اور کل مخلوقات بنائی، کیا سچے دل سے کہہ سکتے ہو کہ زمین کا کوئی ٹکڑا یا آسمان کا کوئی حصہ کسی اور نے بھی بنایا ہے یا بنا سکتا ہے؟ پھر اُن کو خدا کے ساتھ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر کیوں پکارا جاتا ہے؟

فَائِدَہ:[۴] شرک پر کوئی دلیل نہیں:...... یعنی اگر اپنے دعوائے شرک میں سچے ہو تو کسی آسمانی کتاب کی سند لاؤ یا کسی ایسے علمی اصول سے ثابت کرو جو عقلاء کے نزدیک مسلم چلا آتا ہو، جس چیز پر کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہ ہو آخر اُسے کیوں کر تسلیم کیا جائے؟

فَائِدَہ:[۵] معبودانِ باطلہ تو بے جان ہیں:...... یعنی اس سے بڑی حماقت اور گمراہی کیا ہوگی کہ خدا کو چھوڑ کر ایک ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت برآری کے لیے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پکار کو نہیں پہنچ سکتی، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ اُن کو پکارنے کی خبر بھی ہو۔ پتھر کی مورتوں کا تو کہنا ہی کیا، فرشتے اور پیغمبر بھی وہی بات سن سکتے اور وہی کام کر سکتے ہیں جس کی اجازت اور قدرت حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔

فَائِدَہ:[۶] قیامت کے دن معبودانِ باطلہ کا اظہارِ لاتعلقی:...... یعنی محشر میں جب کہ امداد واعانت کی زیادہ حاجت ہوگی، یہ بیچارے معبود اپنے عابدین کی مدد تو کیا کر سکتے، ہاں! دشمن بن کر ان کے مقابل کھڑے ہوں گے اور سخت بیزاری کا اظہار کریں گے بلکہ یہاں تک کہہ دیں گے کہ ﴿مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ﴾ [القصص: ۶۳] یہ لوگ ہماری پرستش کرتے ہی نہ تھے، اُس وقت سوچو کیسی حسرت و ندامت کا سامنا ہوگا؟

فَائِدَہ:[۷]...... یعنی ان لوگوں کو فی الحال انجام کی کچھ فکر نہیں، کسی نصیحت وفہمائش پر کان نہیں دھرتے، بلکہ جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُسے جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۸]...... یعنی جادو کہنے سے زیادہ قبیح وشنیع اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید آپ (ﷺ) خود بنا لائے ہیں اور جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَہ:[۹] حضور ﷺ کی حقانیت کا اثبات:...... یعنی خدا پر جھوٹ لگانا انتہائی جرم ہے۔ اگر بفرضِ محال میں ایسی جسارت کروں تو گویا جان بوجھ کر اپنے کو اللہ کے غضب اور اُس کی سخت ترین سزا کے لیے پیش کر رہا ہوں۔ بھلا خیال کرو! جو شخص ساری عمر بندوں پر جھوٹ نہ لگائے اور ذرا ذرا سے معاملہ میں اللہ کے خوف سے کانپتا ہو، کیا وہ ایک دم بیٹھے بٹھائے اللہ پر جھوٹ طوفان باندھ کر اپنے کو ایسی عظیم ترین آفت ومصیبت میں پھنسائے گا، جس سے بچانے والی اور پناہ دینے والی کوئی طاقت دنیا میں موجود نہیں؟ اگر میں جھوٹ سچ بنا کر فرض کرو

تمہیں اپنا تابع کرلوں تو کیا تم خدا کے غضب وقہر سے جو جھوٹے مدعیانِ نبوت پر ہوتا ہے، مجھ کو نجات دے سکو گے؟ اور جب اللہ مجھ کو برائی پہنچانا چاہے گا، تم میرا کچھ بھلا کرسکو گے؟ آخر میرے چہل سالہ حالات وسوانح سے اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ میں اس قدر بے خوف اور بے باک نہیں ہوں اور نہ ایسا بے عقل ہوں کہ بعض انسانوں کو خوش کر کے خداوند قدوس کا غصہ مول لوں۔ بہرحال اگر میں معاذ اللہ کاذب و مفتری ہوں تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا۔

فائدہ:[۱۰]......یعنی جو باتیں تم نے شروع کر رکھی ہیں، اللہ اُن کو بھی خوب جانتا ہے، لہٰذا لغو اور دُور از کار خیالات چھوڑ کر اپنے انجام کی فکر کرو۔ اگر خدا کے سچے رسول کو جھوٹا اور مفتری کہا تو سمجھ لو اس کا حشر کیا ہوگا۔ خدا پر میری اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں، وہ اپنے علم صحیح و محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ میں اسی کو اپنے اور تمہارے درمیان گواہ ٹھہراتا ہوں، وہ اپنے قول وفعل سے بتلا رہا ہے اور آئندہ بتلادے گا کہ کون حق پر ہے اور کون جھوٹ بول رہا، افترا کر رہا ہے۔

فائدہ:[۱۱]......یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ، اور یہ بھی اُس کی مہربانی اور بردباری سمجھو کہ باوجود جرائم پر مطلع ہونے اور کامل قدرت رکھنے کے تم کو فوراً ہلاک نہیں کر دیتا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا ہوں ۱۲ اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے

اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ

مجھ کو اور میرا کام تو یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر ۱۳ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ آیا ہو اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا

شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ

گناہ گاروں کو ۱۴ اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اس پر ہم سے پہلے ۱۵ اور جب راہ

يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝

پر نہیں آئے اس کے بتلانے سے تو یہ اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا ۱٦

فائدہ:[۱۲] حضور ﷺ کی رسالت کوئی نئی چیز نہیں:......یعنی میری باتوں سے اس قدر بدکتے کیوں ہو؟ میں کوئی انوکھی چیز لے کر تو نہیں آیا، مجھ سے پہلے بھی دنیا میں سلسلہ نبوت ورسالت کا جاری رہا ہے، وہی میں کہتا ہوں کہ اُن سب رسولوں کے بعد مجھ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے، جس کی خبر پہلے رسول دیتے چلے آئے ہیں۔ اس حیثیت سے بھی یہ کوئی نئی بات نہ رہی، بلکہ بہت پرانی بشارات کا مصداق آج سامنے آگیا، پھر اس کے ماننے میں اشکال کیا ہے؟

فائدہ:[۱۳]......یعنی مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں کہ میرے کام کا آخری نتیجہ کیا ہونا ہے، میرے ساتھ اللہ کیا معاملہ کرے گا اور تمہارے

ساتھ کیا کرے گا، نہ میں اس وقت پوری پوری تفاصیل اپنے اور تمہارے انجام کے متعلق بتلا سکتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں کیا کیا صورتیں پیش آئیں گی۔ ہاں اایک بات کہتا ہوں کہ میرا کام صرف وحی الٰہی کا اتباع اور حکم خداوندی کا امتثال کرنا اور کفر وعصیان کے سخت خطرناک نتائج سے خوب کھول کر آگاہ کر دینا ہے۔ آگے چل کر دنیا یا آخرت میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ پیش آئے گا، اس کی تمام تفصیلات فی الحال میں نہیں جانتا، نہ اس بحث میں پڑنے سے مجھے کچھ مطلب۔ بندہ کا کام نتیجہ سے قطع نظر کر کے مالک کے احکام کی تعمیل کرنا ہے اور بس۔

فَائِدَہ:[۱۴] حضور ﷺ کی نبوت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شہادت:...... اُس زمانہ میں عرب کے جاہل مشرک بنی اسرائیل کے علم و فضل سے مرعوب تھے۔ جب حضور ﷺ کی نبوت کا چرچا ہوا تو مشرکین نے اس باب میں علمائے بنی اسرائیل کا عندیہ لینا چاہا، غرض یہ تھی کہ وہ لوگ آپ کی تکذیب کر دیں تو کہنے کو ایک بات ہاتھ آ جائے کہ دیکھو! اہل علم اور اہل کتاب بھی ان کی باتوں کو جھوٹا کہتے ہیں، مگر اس مقصد میں مشرکین ہمیشہ ناکام رہے۔ خدا تعالیٰ نے انہی بنی اسرائیل کی زبانوں سے حضور ﷺ کی تصدیق وتائید کرائی، نہ صرف اتنی بات سے کہ وہ لوگ بھی قرآن کی طرح تورات کو آسمانی کتاب اور آنحضرت ﷺ کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر کہتے تھے، اور اس طرح حضور ﷺ کا دعوائے رسالت اور قرآن کی وحی کوئی انوکھی چیز نہیں رہتی، بلکہ اس طرح کہ بعض علمائے یہود نے صریحاً اقرار کیا اور گواہی دی کہ بیشک ہمارے ہاں اس ملک (عرب) سے ایک عظیم الشان رسول اور کتاب کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ رسول وہی معلوم ہوتا ہے اور یہ کتاب اسی طرح کی ہے جس کی خبر دی گئی تھی۔ علمائے یہود کی یہ شہادتیں فی الحقیقت اُن پیشین گوئیوں پر مبنی تھیں جو باوجود ہزار ہا تحریف وتبدل کے آج بھی تورات وغیرہ میں موجود چلی آتی ہیں، جن سے ہویدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گواہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ہزاروں برس پہلے خود گواہی دے چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے اقارب اور بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے اُسی کی مثل ایک رسول آنے والا ہے: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا﴾ [المزمل:۱۵] یہی سبب تھا کہ بعض منصف وحق پرست احبار یہود مثلاً عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ حضور ﷺ کا چہرہ دیکھتے ہی اسلام لے آئے اور بول اُٹھے کہ "اِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ" (یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں) انہوں نے قرآن جیسی واضح الاعجاز کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام ایک چیز پر وقوع سے ہزاروں برس پہلے ایمان رکھیں، علمائے یہود اس کے صدق کی گواہی دیں، بعض احبار یہود زبانی وقلبی شہادت دے کر مشرف باسلام ہو جائیں، اور ان سب شہادتوں کے باوجود تم اپنی شیخی اور غرور سے اُس کو قبول نہ کرو تو سمجھ لو اس سے بڑھ کر ظلم اور گناہ کیا ہوگا، اور ایسے ظالم اور گناہ گار کی نجات وفلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

فَائِدَہ:[۱۵] کفار کی ایک غلط سوچ:...... یعنی کمزور ذلیل اور لونڈی غلام مسلمان ہوتے ہیں، اگر یہ دین بہتر ہوتا تو بہتر لوگ اس کی طرف جھپٹتے۔ کیا یہ چیز اچھی ہوتی تو اس کے حاصل کرنے میں ہم جیسے عقل مند اور عزت ودولت والے ان لونڈی غلاموں سے پیچھے رہ جاتے؟

فَائِدَہ:[۱۶] کفار کی غلط سوچ کا جواب:...... یعنی ہمیشہ کچھ لوگ ایسی باتیں بناتے چلے آئے ہیں۔ شاید یہ جواب ہوگا: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ﴾ اور ﴿مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ کا۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ

اور اس سے پہلے کتاب موسیٰ کی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت اور یہ کتاب ہے اس کی تصدیق کرتی ۱۷ عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا

گناہ گاروں کو اور خوشخبری نیکی والوں کو مقرر جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو نہ

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف۱۸ وہ لوگ ہیں بہشت والے سدا رہیں گے اس میں بدلہ ہے ان کاموں کا جو

يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ

کرتے تھے ف۱۹ اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا ف۲۰ پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے ف۲۱

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ

اور حمل میں رہنا اس کا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینوں میں ہے ف۲۲ یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو ف۲۳ کہنے لگا اے رب میرے

أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

میری قسمت میں کر کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو

وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ

اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار ف۲۴ یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول

عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي

کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں ان کی رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو

كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾

ان سے کیا جاتا تھا ف۲۵

فائدہ: [۱۷] **تمام کتب سماویہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں:**...... یعنی یہ پرانا جھوٹ نہیں، بلکہ بہت پرانا سچ ہے۔ نزول قرآن سے سیکڑوں برس پہلے تورات نے بھی اصولی تعلیم یہی دی تھی جس کی انبیاء واولیاء اقتداء کرتے رہے، اور اُس نے پیچھے آنے والی نسلوں کے لیے اپنی تعلیمات وبشارات سے راستی وہدایت کی راہ ڈال دی اور رحمت کے دروازے کھول دیے، اب قرآن اُترا تو اُس کو سچا ثابت کرتا ہوا۔ غرض دونوں کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور یہی حال دوسری کتب سماویہ کا ہے۔

فائدہ: [۱۸]...... اس طرح کی آیت "حم السجدۃ" (آیت: ۳۰) چوبیسویں پارہ میں گزر چکی ہے، وہاں کے فوائد دیکھ لیے جائیں۔

فائدہ: [۱۹]...... یعنی اپنے نیک کاموں کے سبب حق تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ بہشت میں رہیں گے۔

فائدہ: [۲۰] **والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین:**...... قرآن میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کا حق بیان فرمایا ہے، کیونکہ موجد حقیقی تو اللہ ہے، لیکن عالم اسباب میں والدین اولاد کے وجود کا سبب ظاہری اور حق تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا مظہر خاص بنتے ہیں۔ یہاں بھی پہلے ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ذکر تھا، اب والدین کا حق بتلا دیا۔ یعنی انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے، ان کی تعظیم ومحبت اور خدمت گزاری کو اپنی سعادت سمجھے۔ دوسری جگہ

بتلایا ہے کہ اگر والدین مشرک ہوں تب بھی اُن کے ساتھ دنیا میں معاملہ اچھا رکھنا چاہیے، خصوصاً ماں کی خدمت گزاری کہ بعض وجوہ سے اُس کا حق باپ سے بھی فائق ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں۔

فَائِدَة: [۲۱] **حمل کے کٹھن مراحل:**...... یعنی حمل جب کئی مہینہ کا ہو جاتا ہے اُس کا ثقل محسوس ہونے لگتا ہے اُس حالت میں اور تولد کے وقت ماں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی ہے، پھر دودھ پلاتی اور برسوں تک اس کی ہر طرح نگہداشت رکھتی ہے، اپنی آسائش وراحت کو اُس کی آسائش وراحت پر قربان کر دیتی ہے۔ باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہتا اور سامانِ تربیت فراہم کرتا ہے۔ بیشک یہ سب کام فطرت کے تقاضے سے ہوتے ہیں، مگر اُسی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کی شفقت ومحبت کو محسوس اور اُن کی محنت وایثار کی قدر کرے۔

تنبیہ: **والدہ کا حق والد سے زیادہ ہے:**...... حدیث میں ماں کی خدمت گزاری کا تین مرتبہ حکم فرما کر باپ کی خدمت گزاری کا ایک مرتبہ حکم فرمایا ہے۔ لطف یہ ہے کہ آیۂ ہذا میں والد کا ذکر صرف ایک مرتبہ لفظ ''وَالِدَیْہِ'' میں ہوا۔ اور والدہ کا تین مرتبہ ذکر آیا لفظ ''وَالِدَیْہِ'' میں، پھر ﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ﴾ میں، پھر ﴿وَضَعَتْهُ﴾ میں۔

فَائِدَة: [۲۲]...... شاید یہ بطور عادتِ اکثریہ کے فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینہ میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے۔'' یا یوں کہو کہ کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہیں اور دو برس میں عموماً بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے، اس طرح کل مدت تیس مہینے ہوئے، مدتِ رضاع کا اس سے زائد ہونا نہایت قلیل ونادر ہے۔

فَائِدَة: [۲۳] **چالیس برس کی عمر پختگی عقل واخلاق کی عمر ہے:**...... چالیس برس کی عمر میں عموماً انسان کی عقلی اور اخلاقی قوتیں پختہ ہو جاتی ہیں، اسی لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت چالیس برس سے پہلے نہ ہوتی تھی۔

فَائِدَة: [۲۴] **سعادت مند آدمی:**...... یعنی سعادت مند آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جو احسانات اللہ تعالیٰ کے اس پر اور اُس کے ماں باپ پر ہو چکے، ان کا شکر ادا کرنے اور آئندہ نیک عمل کرنے کی توفیق خدا سے چاہے اور اپنی اولاد کے حق میں بھی نیکی کی دعا مانگے۔ جو کوتاہی حقوق اللہ یا حقوق العباد میں رہ گئی ہو، اُس سے توبہ کرے اور ازراہِ تواضع وبندگی اپنی مخلصانہ عبودیت وفرمانبرداری کا اعتراف کرے۔

تنبیہ: **حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش قسمت تھے:**...... صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ہی خوش قسمت تھے کہ خود اُن کو، اُن کے ماں باپ کو اور اولاد کو ایمان کے ساتھ صحبتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف میسر ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ خصوصیت کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

فَائِدَة: [۲۵]...... یعنی ایسے بندوں کی نیکیاں قبول اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں اور اُن کا مقام اللہ کے سچے وعدہ کے موافق جنت میں ہے۔

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا

اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے ف۲۶ کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے

يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑰

پہلے ف۲۷ اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لے آ بے شک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے ف۲۸ پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۲۹

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ

یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے ف۳۰ بے شک وہ

إِنَّهُمْ كَانُوا خٰسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا

تھے ٹوٹے میں پڑے ف ۳۱ اور ہر فرقہ کے کئی درجے ہیں اپنے کئے کاموں کے موافق ف ۳۲ اور تاکہ پورے دے ان کو کام ان کے اور ان پر

يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ؕ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ

ظلم نہ ہوگا ف ۳۳ اور جس دن لائے جائیں گے منکر آگ کے کنارہ پر ضائع کئے تم نے اپنے مزے دنیا کی

الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي

زندگانی میں اور ان کو برت چکے ف ۳۴ اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلہ اس کا جو تم غرور

ع ۲ الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ؕ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ

کرتے تھے ملک میں ناحق اور اس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے ف ۳۵ اور یاد کر عاد کے بھائی کو ف ۳۶ جب ڈرایا اپنی قوم کو احقاف ف ۳۷

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ ؕ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

میں اور گزر چکے تھے ڈرانے والے اس کے آگے سے اور پیچھے سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی، اللہ کے سواء میں ڈرتا ہوں تم پر آفت سے

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ

ایک بڑے دن کی ف ۳۸ بولے کیا تو آیا ہے ہمارے پاس کہ پھیر دے ہم کو ہمارے معبودوں سے، سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے

مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿٢٢﴾

اگر ہے تو سچا ف ۳۹

فائدہ: [۲۶] نافرمان اولاد کا والدین سے برتاؤ:...... سعادت منداولاد کے مقابلہ میں یہ بے ادب، نافرمان، اور نالائق اولاد کا ذکر فرمایا کہ ماں باپ اس کو ایمان کی بات سمجھاتے ہیں، وہ نہیں سمجھتا اور نہایت گستاخانہ خطاب کرکے ایذا پہنچاتا ہے۔

فائدہ: [۲۷] قیامت کا انکار:...... یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھائے جانے کی دھمکیوں سے میں نہیں ڈرتا۔ بھلا کتنی قومیں اور جماعتیں مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں، کوئی شخص بھی اُن میں سے اب تک دوبارہ زندہ ہو کر واپس آیا؟ لوگ ہمیشہ سے یونہی سنتے چلے آتے ہیں، مگر آج تک تو اس خبر کا تحقق ہوا نہیں، پھر میں کیوں کر اعتبار کرلوں؟

فائدہ: [۲۸] نافرمان اولاد کے لئے والدین کی دعا:...... یعنی اُس کی گستاخیوں پر ایک طرف اللہ سے فریاد کرتے اور دعا مانگتے ہیں کہ اسے قبولِ حق کی توفیق ملے، اور دوسری طرف اُس کو سمجھاتے ہیں کہ کمبخت تیرا ستیاناس! اب بھی باز آجا! دیکھ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے، بعث بعد الموت کی جو خبر اُس نے دی ہے ضرور اپنے وقت پر پوری ہو کر رہے گی، اُس وقت تیرا یہ انکار رنگ لائے گا۔

فائدہ: [۲۹] نصیحت کو پرانے قصے قرار دینا:...... یعنی ایسی کہانیاں بہت سنی ہیں، پرانے وقتوں کے قصے اسی طرح مشہور ہو جاتے ہیں اور واقع میں اُن کا مصداق کچھ نہیں ہوتا۔

فَائِدَۃ: [۳۰] "القول" سے مراد: ..... "عذاب کی بات" وہی ہے: ﴿لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ [السجدہ: ۱۳] یعنی جس طرح بہت سی جماعتیں جنوں اور آدمیوں کی ان سے پہلے جہنم کی مستحق ہو چکی ہیں، یہ بد بخت بھی اُن ہی میں شامل ہیں۔

فَائِدَۃ: [۳۱] بد بخت نقصان میں پڑ گئے: ..... اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہر آدمی کے دل میں فطری طور پر جو بیج ایمان وسعادت کا بکھیرا تھا، وہ بھی ان بد بختوں نے ضائع کر دیا۔ اس سے زیادہ ٹوٹا اور خسارہ کیا ہوگا کہ کوئی شخص تجارت میں بجائے منافع حاصل کرنے کے رأس المال کو بھی اپنی غفلت وحماقت سے ضائع کر بیٹھے۔

فَائِدَۃ: [۳۲] اعمال کے اعتبار سے اچھے برے درجات: ..... یعنی اعمال کے تفاوت کی وجہ سے اہلِ جنت کے کئی درجے ہیں اور اسی طرح اہلِ دوزخ کے بھی۔

فَائِدَۃ: [۳۳] ..... نہ کسی نیکی کا ثواب کم کیا جائے گا، نہ کسی جرم کی سزا حد مناسب سے زائد کی جائے گی۔

فَائِدَۃ: [۳۴] کافر کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے: ..... کافر کے کسی نیک کام میں ایمان کی روح نہیں ہوتی، محض صورت اور ڈھانچہ نیکی کا ہوتا ہے۔ ایسی فانی نیکیوں کا اجر بھی فانی ہے جو اسی زندگی میں مال، اولاد، حکومت، تندرستی، عزت وشہرت وغیرہ کی شکل میں مل جاتا ہے۔ اُس کو فرمایا کہ تم اپنی صوری نیکیوں کے مزے دنیا میں لے چکے اور وہاں کی لذتوں سے تمتع کر چکے۔ جو عیش وآرام ایمان لانے کی تقدیر پر آخرت میں ملتا، گویا اُس کی جگہ بھی دنیا میں مزے اُڑا لیے، اب یہاں کے عیش میں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی، فقط دنیا ہی چاہی اُن کی نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں مل چکا۔"

فَائِدَۃ: [۳۵] تکبر وفسق کی سزا آخرت میں: ..... یعنی آج تمہاری جھوٹی شیخی اور نافرمانیوں کی سزا میں ذلیل ورسوا کرنے والا عذاب دیا جائے گا، یہی ایک چیز تمہارے لیے یہاں باقی ہے۔ آگے بعض زور آور اور متکبر قوموں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ان کا انجام کیا ہوا۔

فَائِدَۃ: [۳۶] ..... یعنی ہود علیہ السلام جو "عاد" کے قومی بھائی تھے۔

فَائِدَۃ: [۳۷] "احقاف" سے مراد: ..... مؤلف "ارض القرآن" "بلاد الاحقاف" کے تحت میں لکھتا ہے: "یمامہ، عمان، بحرین، حضر موت اور مغربی یمن کے بیچ میں جو صحرائے اعظم "الدہنا" یا "ربع خالی" کے نام سے واقع ہے گو وہ آبادی کے قابل نہیں، لیکن اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے لائق تھوڑی تھوڑی زمین ہے، خصوصاً اُس حصہ میں جو حضر موت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے، گو اس وقت وہ بھی آباد نہیں، تاہم عہد قدیم میں اسی حضر موت اور نجران کے درمیان حصہ میں "عاد ارم" کا مشہور قبیلہ آباد تھا، جس کو خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں نیست ونابود کر دیا۔"

فَائِدَۃ: [۳۸] حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت توحید: ..... یعنی ہود علیہ السلام سے پہلے اور پیچھے بہت ڈرانے والے آئے، سب نے وہی کہا جو حضرت ہود علیہ السلام نے کہا تھا، یعنی ایک خدا کی بندگی کرو اور کفر ومعصیت کے برے انجام سے ڈرو۔ ممکن ہے قوم عاد میں بھی حضرت ہود کے علاوہ اور نذیر آئے ہوں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فَائِدَۃ: [۳۹] قوم عاد کا معاندانہ جواب: ..... یعنی ہم اپنے آبائی طریقہ سے ہٹنے والے نہیں۔ اگر تو اپنی دھمکیوں میں سچا ہے تو دیر کیا ہے؟ جو زبان سے کہتا ہے، کر کے دکھلا دے۔

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

کہا یہ خبر تو اللہ ہی کی ہے اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ بھیج دیا میرے ہاتھ لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو ف ۴

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا
پھر جب دیکھا اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا ف۴۱ کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے جس کی

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى
تم جلدی کرتے تھے، ہوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک ف۴۲ اکھاڑ پھینکے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۲۵ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ
نہیں آتا تھا سوائے ان کے گھروں کے یوں ہم سزا دیتے ہیں گناہ گار لوگوں کو ف۴۳ اور ہم نے مقدور دیا تھا ان کو ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ
نہیں دیا ف۴۴ اور ہم نے ان کو دیئے تھے کان اور آنکھیں اور دل پھر کام نہ آئے ان کے کان ان کے اور آنکھیں ان کی اور

اَفْــِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۲۶ ع
نہ دل ان کے کسی چیز میں ف۴۵ اس لیے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے الٹ پڑی ان پر جس بات سے کہ وہ ٹھٹھا کرتے تھے ف۴۶

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۷ فَلَوْلَا
اور ہم غارت کر چکے ہیں جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں ف۴۷ اور طرح طرح پھیر کر سنائیں ان کو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں ف۴۸ پھر کیوں

نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا
نہ مدد پہنچی ان کو ان لوگوں کی طرف سے جن کو پکڑا تھا اللہ سے ورے معبود بڑے درجہ پانے کو ف۴۹ کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے ف۵۰ اور یہ جھوٹ تھا

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۸
ان کا اور جو اپنے جی سے باندھتے تھے ف۵۱

فائدہ: [۴۰] ......یعنی اس قسم کا مطالبہ کرنا تمہاری نادانی اور جہالت ہے۔ میں خدا کا پیغامبر ہوں، جو پیام میرے ہاتھ بھیجا گیا وہ پہنچا رہا ہوں، اس سے زائد کا نہ مجھے علم، نہ اختیار۔ یہ علم خدا ہی کو ہے کہ منکر قوم کس وقت دنیوی سزا کی مستوجب ہوتی ہے اور کس وقت تک اُسے مہلت ملنی چاہیے۔

فائدہ: [۴۱] **قوم عاد کا عذاب:** ......یعنی سامنے سے بادل اٹھتا ہوا دکھائی دیا، سمجھے کہ سب ندی نالے بھر جائیں گے، کہنے لگے کہ بہت برساؤ گھٹا اُٹھی ہے، اب کام بن جائے گا۔ اس وقت طویل خشک سالی کی وجہ سے پانی کی بہت ضرورت تھی۔

فائدہ: [۴۲] **جسے وہ بارش سمجھ رہے تھے وہ عذاب تھا:** ......یعنی یہ برساؤ بادل نہیں، بلکہ عذاب الٰہی کی آندھی ہے، وہی جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔

فائدہ: [۴۳] **طوفان کی سختی:** ......سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا وہ غضبناک طوفان چلا جس کے سامنے درخت، آدمی اور

جانوروں کی حقیقت تنکوں سے زیادہ نہ تھی۔ ہر چیز اڑا لے اُکھاڑ پھینکی اور چاروں طرف تباہی نازل ہوگئی۔ آخر مکانوں کے کھنڈرات کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیکھ لیا اللہ کے مجرموں کا حال یہ ہوتا ہے۔ چاہئے کہ ان واقعات کو سن کر ہوش میں آؤ، ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہوسکتا ہے۔

فائدہ: [۴۴] **قوم عاد سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب:**...... یعنی مال، اولاد، جتھے اور جسمانی طاقت جو اُن کو دی گئی تھی تم کو نہیں دی گئی مگر جب عذاب آیا، کوئی چیز کام نہ آئی۔ پھر تم کس بات پر مغرور ہو؟

فائدہ: [۴۵]...... یعنی نصیحت سننے کے لیے کان اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سمجھنے بوجھنے کے لیے دل دیئے گئے تھے، پر وہ کسی قوت کو کام میں نہ لائے۔ اندھے، بہرے اور پاگل بن کر پیغمبروں کے مقابل ہوگئے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ یہ قوتیں سب موجود رہیں اور عذاب الٰہی نے آگھیرا، کوئی اندرونی یا بیرونی قوت اُس کو دفع نہ کر سکی۔

فائدہ: [۴۶]...... یعنی جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ اُن پر واقع ہوا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اُن کو دل اور کان اور آنکھ دی تھی، یعنی دنیا کے کام میں عقل مند تھے۔ وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت بھی درست ہو۔''

فائدہ: [۴۷] **دیگر معذّب قوموں سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب:**...... یعنی ''عاد'' کے سوا ''قوم ثمود'' اور ''قوم لوط'' وغیرہ کی بستیاں بھی اسی طرح تباہ کی جا چکی ہیں جو تمہارے آس پاس واقع تھیں۔ یہ مکہ والوں کو فرمایا کیونکہ سفروں میں اُن کا گزر اُن مقامات کی طرف ہوتا تھا۔

فائدہ: [۴۸]...... مگر اتنا سمجھانے پر بھی وہ باز نہ آئے۔

فائدہ: [۴۹] **معبودانِ باطلہ مصیبت کے وقت کام نہ آئے:**...... یعنی جن بتوں کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے نزدیک کردیں اور بڑے درجے دلائیں، وہ اس آڑے وقت میں کیوں کام نہ آئے؟ اب ذرا اُن کو بلایا ہوتا۔

فائدہ: [۵۰]...... یعنی آج ان کا کہیں پتہ نہیں، نہ عذاب کے وقت اُن کو پکارا جاتا ہے، آخر وہ گئے کہاں جو ایسی مصیبت میں بھی کام نہیں آتے؟

فائدہ: [۵۱]...... یعنی ظاہر ہوا کہ بتوں کو خدا بنانا اور اُن سے اُمیدیں قائم کرنا محض جھوٹی اور من گھڑت باتیں تھیں۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، پھر وہ چلے کیسے؟

ربط:...... اُوپر کی آیات میں انسانوں کے تمرد و سرکشی کی داستان تھی، آگے اس کے مقابل جنوں کی اطاعت و فرماں برداری کا حال سناتے ہیں، تا معلوم ہو کہ جو قوم طبعی طور پر سخت متمرد اور سرکش واقع ہوئی ہے، اس کے بعض افراد کس طرح اللہ کا کلام سن کر موم ہو جاتے ہیں۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

اور جس وقت متوجہ کر دیئے ہم نے تیری طرف کتنے لوگ جنوں میں سے سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ

پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے ف۵۲ بولے اے قوم ہماری ہم نے سنی ایک کتاب جو اتری ہے

مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا

موسیٰ کے بعد ف۵۳ سچا کرنے والی سب اگلی کتابوں کو ف۵۴ سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی ف۵۵ اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے

دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ

والے کو اور اس پر یقین لاؤ ف۵۶ کہ بخشے تم کو کچھ تمہارے گناہ ف۵۷ اور بچا دے تم کو ایک عذاب دردناک سے اور جو کوئی نہ مانے گا

دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿٣٢﴾

اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا اس کے سوا مددگار ف ۵۸ وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح

فَائِدَة: [۵۲] جنات کا قرآن سننا ایمان لانا:...... بعثتِ محمدی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضور ﷺ پر وحی آنا شروع ہوئی، وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شُہب کی مار پڑنے لگی۔ جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اسی کی جستجو کے لیے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل پڑے، اُن میں سے ایک جماعت ''بطن نخلہ'' کی طرف گزری۔ وہاں اتفاق سے اس وقت حضور پر نور ﷺ اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازِ فجر ادا کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اُس ٹکڑی کا رخ قرآن سننے کے لیے اِدھر پھیر دیا۔ قرآن کی آواز اُنہیں بہت عجیب اور مؤثر و دلکش معلوم ہوئی اور اُس کی عظمت و ہیبت دلوں پر چھا گئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو۔ آخر قرآن کریم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا، وہ سمجھ گئے کہ یہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے۔ بہر حال جب حضور ﷺ قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے، یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و ایقان لے کر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی، اُن کی مفصل باتیں سورۂ ''جن'' میں آئیں گی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضور ﷺ کو اُن کے آنے جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا۔ ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپ کو دی اور مفصل حال اُس کے بعد وحی کے ذریعہ سے معلوم کرایا گیا، کما قال تعالیٰ: ﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ الآیۃ [الجن: ۱] بعدہٗ بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لیے اُن کے وفود حاضر خدمت ہوئے۔ خفاجی نے روایات کی بنا پر دعویٰ کیا ہے کہ چھ مرتبہ آپ نے جنوں سے ملاقات کی۔ اس لیے روایات میں جو اختلاف اُن کے عدد یا دوسرے امور کے متعلق معلوم ہوتا ہے اُس کو تعدد وقائع پر حمل کرنا چاہیے۔

فَائِدَة: [۵۳] تورات کے ذکر کی وجہ:...... کتب سابقہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) کے برابر کوئی کتاب احکام و شرائع کو حاوی نہیں تھی، اسی پر انبیائے بنی اسرائیل کا عمل رہا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا کہ میں تورات کو بدلنے کے لیے نہیں آیا، بلکہ اُس کی تکمیل کے لیے آیا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے جنوں میں تورات ہی مشہور چلی آتی تھی، اس لیے اس موقع پر انہوں نے اُسی کی طرف اشارہ کیا۔ خود تورات میں بھی جو پیشین گوئی نبی کریم ﷺ کی ہوئی ہے، اس کے لفظ یہیں کہ (اے موسیٰ) ''تیری مانند ایک نبی اُٹھاؤں گا۔''

فَائِدَة: [۵۴]...... شاید اُس وقت قرآن کا جو حصہ حضور ﷺ نے تلاوت فرمایا تھا، اس میں ایسا مضمون آیا ہوگا، یا قرائن سے سمجھے ہوں۔

فَائِدَة: [۵۵]...... یعنی سچے عقیدے اور عمل کا سیدھا راستہ۔

فَائِدَة: [۵٦] جنات کی تبلیغ اپنے دیگر ساتھیوں کو:...... یعنی اس کی بات، مانو جو اللہ کی طرف بلا رہا ہے اور اُس کی رسالت پر یقین کرو۔

فَائِدَة: [۵۷]...... یعنی جو گناہ حالتِ کفر میں کر چکے ہو، اسلام کی برکت سے سب معاف ہو جائیں گے، آئندہ سے نیا کھاتہ شروع ہوگا۔ لیکن یاد رہے کہ یہاں ذنوب کا ذکر ہے، حقوق العباد کا معاف ہونا اس سے نہیں نکلتا۔

فَائِدَة: [۵۸]...... یعنی نہ خود بھاگ کر خدا کی مار سے بچ سکے نہ کوئی دوسرا بچا سکے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ﴿فِی الْاَرْضِ﴾ کی قید پر لکھتے ہیں کہ (شیاطین کو) ''اُوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں۔''

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا ان کے بنانے میں ف ۵۹ وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے

الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَیْسَ

مردوں کو کیوں نہیں وہ ہر چیز کر سکتا ہے ف٦٠ اور جس دن سامنے لائیں منکروں کو آگ کے کیا یہ ٹھیک نہیں

هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ

کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی ف٦١ کہا تو چکھو عذاب بدلہ اس کا جو تم منکر ہوتے تھے ف٦٢ سو تو ٹھہرا رہ

كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا

جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے رسول اور جلدی نہ کر ان کے معاملہ میں ف٦٣ یہ لوگ جس دن دیکھ لیں گے اس چیز کو جس کا ان سے

یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع ٤ ٣ بع

وعدہ ہے جیسے ڈھیل نہ پائی تھی مگر ایک گھڑی دن کی ف٦٤ یہ پہنچا دینا ہے، اب وہی غارت ہوں گے جو لوگ نافرمان ہیں ف٦٥

فائدہ: [٥٩] **یہود کے باطل عقیدہ کا رد:**...... اس لفظ میں "یہود" کے عقیدے کا رد ہے جو کہتے تھے کہ چھ دن میں اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے، "ثُمَّ اسْتَرَاحَ" (پھر ساتویں دن آرام کرنے لگا)۔ العیاذ باللہ!

فائدہ: [٦٠]...... یعنی بڑا عذاب مرنے کے بعد ہوگا اور اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ مر کر کہاں زندہ ہوتے ہیں؟ اللہ کو یہ کچھ مشکل نہیں، جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے نہ تھکا، اُس کو تمہارا دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے؟

فائدہ: [٦١]...... یعنی اُس وقت کہا جائے گا کہ دوزخ کا وجود اور اُس کا عذاب کیا واقعی چیز نہیں؟ آخر سب ذلیل ہو کر اقرار کریں گے کہ بیشک واقعی ہے۔ (ہم غلطی پر تھے جو اس کا انکار کیا کرتے تھے)

فائدہ: [٦٢]...... یعنی اُس وقت کہا جائے گا کہ اچھا اب اس انکار و تکذیب کا مزہ چکھتے رہو۔

فائدہ: [٦٣] **حضور ﷺ کو صبر کی تلقین:**...... یعنی جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے، آخرت میں ملے یا دنیا میں بھی، تو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں، بلکہ ایک میعاد معین تک صبر کرتے رہیں، جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے۔

تنبیہ: اولوالعزم پیغمبروں سے مراد:...... بعض سلف نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عرف میں پانچ پیغمبر خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے ہیں: حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

فائدہ: [٦٤] **قیامت کے دن دنیاوی زندگی تھوڑی سی معلوم ہوگی:**...... "ڈھیل نہ پائی تھی" دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا، اُس دن جانیں گے کہ بہت شتاب [جلدی] آیا، دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے، یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ گزری ہوئی مدت تھوڑی معلوم ہوا کرتی ہے، خصوصاً سختی اور مصیبت کے وقت عیش و آرام کا زمانہ بہت کم نظر آنے لگتا ہے۔

فائدہ: [٦٥]...... یعنی ہم نے نصیحت کی بات پہنچا دی اور سب نیک و بد سمجھا دیا، اب جو نہ مانیں گے وہی تباہ و برباد ہوں گے۔ ہماری طرف سے حجت تمام ہو چکی اور کسی کو بے قصور ہم نہیں پکڑتے، اُسی کو غارت کرتے ہیں جو غارت ہونے ہی پر کمر باندھ لے۔

تمت سورۃ الاحقاف بفضل اللہ و حُسن توفیقہ۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

ایاتہا ٣٩ ٤٧ سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِیَّۃٌ ٩٥ رکوعاتہا ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ① وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو لوگ کہ منکر ہوئے اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے ف۱ کھو دیئے اللہ نے ان کے کام ف۲ اور جو یقین لائے اور کئے

الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

بھلے کام اور مانا اس کو جو اترا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے ان پر سے اتاریں ان کی برائیاں

وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا

اور سنوارا ان کا حال ف۳ یہ اس لیے کہ جو منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے انہوں نے مانی

الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سچی بات اپنے رب کی طرف سے یوں بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو ان کے احوال ف۴ سو جب تم مقابل ہو منکروں کے

فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى

تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو ان کو تو مضبوط باندھ لو قید پھر یا احسان کیجیو اور یا معاوضہ لیجیو ف۵ جب تک

تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚۛ ذٰلِكَ ؕۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ مع ١٣

کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار ف۶ یہ سن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلہ لے ان سے پر جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو ف۷

بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④

اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ ضائع کرے گا وہ ان کے کئے کام

فَائِدَۃ:[١] ......جیسا کہ رؤسائے کفار کی عادت تھی کہ جان، مال اور ہر طرح سے اس میں کوشش کرتے تھے۔

فَائِدَۃ:[٢] ......یعنی جن اعمال کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں، بلکہ اُن میں سے بعض کام اور اُلٹے موجب عتاب

ہوتے ہیں، جیسے لوگوں کو اسلام سے روکنے میں پیسہ خرچ کرنا۔

فَائِدَة:[۳] اُمتِ محمدیہ کے لئے خوشخبری:......یعنی برائیوں کی عادت چھڑا کر اللہ تعالیٰ اُن کا حال سنوار دیتا ہے کہ یومًا فیومًا نیکی میں ترقی کرتے رہتے ہیں، اور آخرت میں اُن کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اچھے حال میں رکھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "پہلے زمانہ میں ساری مخلوق ایک شریعت کی مکلف نہ تھی۔ اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے، اب سچا دین یہی ہے اور برے بھلے کام مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی، لیکن سچا دین ماننے کو یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف، اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم۔"

فَائِدَة:[۴]......یعنی اس طرح کھول کھول کر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُن کے بھلے برے احوال پر متنبہ کرتا ہے، تا باطل پرستی کی نحوست وشامت اور حق پرستی کی برکت اُن کو پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔

فَائِدَة:[۵] کفار کے مقابلہ میں سختی کا حکم اور قیدیوں کے بارے میں تین صورتیں:......یعنی حق اور باطل کا مقابلہ تو رہتا ہی ہے، جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہیے۔ باطل کا زور جب ہی ٹوٹے گا کہ بڑے بڑے شریر مارے جائیں اور ان کے جتھے توڑ دیئے جائیں۔ اس لیے ہنگامۂ کارزار میں کسل، سستی، بزدلی اور توقف وتردّد کو راہ نہ دو، اور دشمنانِ خدا کی گردنیں مارنے میں کچھ باک نہ کرو۔ کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور اُن کا زور ٹوٹ جائے اُس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے، قال تعالیٰ: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ﴾ [الانفال:٦٧] یہ قید و بند ممکن ہے اُن کے لیے تازیانۂ عبرت کا کام دے، اور مسلمانوں کے پاس رہ کر اُن کو اپنی اور تمہاری حالت کے جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع بہم پہنچائے۔ شدہ شدہ وہ لوگ حق وصداقت کا راستہ اختیار کرلیں، یا مصلحت سمجھو تو بدون کسی معاوضہ کے ان پر احسان کر کے قید سے رہا کر دو۔ اس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان اور خوبیٔ اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں۔ اور یہ بھی کر سکتے ہو کہ زر فدیہ لے کر یا مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو، اُس میں کئی طرح کے فائدے ہیں۔ بہرحال اگر ان اسیرانِ جنگ کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرو تو دو ہی صورتیں ہیں: معاوضہ میں چھوڑنا یا بلا معاوضہ رہا کرنا۔ اُن میں جو صورت امام کے نزدیک اصلح ہو اختیار کر سکتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں بھی فتح القدیر اور شامی وغیرہ میں اس طرح کی روایات موجود ہیں۔ ہاں اگر قیدیوں کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرنا مصلحت نہ ہو، تو پھر تین صورتیں ہیں: ذمی بنا کر بطور رعیت کے رکھنا، یا غلام بنا لینا، یا قتل کر دینا۔ احادیث سے قیدی کو قتل کرنے کا ثبوت صرف خاص خاص حالات میں ملتا ہے جب کہ وہ کسی ایسے سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا قتل سے کم نہیں ہو سکتی تھی، البتہ غلام یا رعیت بنا کر رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

فَائِدَة:[٦]......یعنی یہ حرب وضرب اور قید و بند کا سلسلہ برابر جاری رہے گا، تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار اُتار کر رکھ دے اور جنگ موقوف ہو جائے۔

فَائِدَة:[۷] جہاد آزمائش کا ذریعہ ہے:......یعنی خدا کو قدرت ہے کہ اِن کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر 'عاد' و 'ثمود' وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے، لیکن جہاد وقتال مشروع کر کے اُسے بندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان ومال نثار کرنے کے لیے تیار ہیں، اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کارروائیوں سے بیدار ہوتے اور اس مہلت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جو اللہ نے دے رکھی ہے کہ پہلی قوموں کی طرح ایک دم پکڑ کر استیصال نہیں کر دیتا۔

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝٥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

ان کو راہ دے گا اور سنوارے گا ان کا حال ف۸ اور داخل کرے گا ان کو بہشت میں جو معلوم کرا دی ہے ان کو ف۹ اے ایمان والو اگر

تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ

تم مدد کرو گے اللہ کی ف۱۰ تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور جما دے گا تمہارے پاؤں ف۱۱ اور جو لوگ کہ منکر ہوئے وہ گرے منہ کے بل اور کھو دیئے

اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝٩ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

ان کے کیے کام ف۱۲ یہ اس لیے کہ ان کو پسند نہ ہوا جو اتارا اللہ نے پھر اکارت کر دیئے ان کے کیے کام ف۱۳ کیا وہ پھرے نہیں ملک

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے ہلاکی ڈالی اللہ نے ان پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں

اَمْثَالُهَا ۝١٠ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝١١ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ ع ۱۱ / ۵

ایسی چیزیں ف۱۴ یہ اس لیے کہ اللہ رفیق ہے ان کا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں ان کا رفیق نہیں کوئی ف۱۵ مقرر اللہ داخل کرے گا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان کو جو یقین لائے اور کیے بھلے کام باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝١٢ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ

برت رہے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے گھر ان کا ف۱۶ اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں

قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝١٣ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ

زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر کوئی نہیں ان کا مددگار ف۱۷ بھلا ایک جو چلتا ہے واضح راستہ پر

رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝١٤

اپنے رب کے برابر ہے اس کے جس کو بھلا دکھلایا اس کا برا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۱۸

فائدہ:[۸] اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے حقیقۃً کامیاب ہیں:...... یعنی جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے خواہ بظاہر یہاں کامیاب نظر نہ آتے ہوں، لیکن حقیقتاً وہ کامیاب ہیں، اللہ اُن کے کام ضائع نہ کرے گا، بلکہ انجام کار اُن کی محنت ٹھکانے لگائے گا، اُن کو جنت کی طرف راہ دے گا، اور آخرت کے تمام منازل و مواقف میں اُن کا حال درست رکھے گا۔

فائدہ:[۹] ...... یعنی جس جنت کا حال اُن کو انبیاء علیہم السلام کی زبان اور اپنے وجدان صحیح سے معلوم ہو چکا تھا اُس میں داخل کیے جائیں گے اور وہاں پہنچ کر ہر جنتی اپنے ٹھکانے کو خود بخود پہچان لے گا، اُس کے دل کی کشش اُدھر ہی ہو گی جہاں اُس کو رہنا ہے۔

تنبیہ: ''عَرَّفَهَا لَهُمْ'' سے مراد: ......ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿عَرَّفَهَا لَهُمْ﴾ کے معنی ''طَيَّبَهَا لَهُمْ'' کے لیے ہیں یعنی جنت اُن کے لیے خوشبوؤں سے مہکادی گئی ہے۔

فائدہ:[۱۰] ......یعنی اللہ کے دین کی اور اُس کے پیغمبر کی۔

فائدہ:[۱۱] اللہ کے دین اور اُس کے پیغمبر کی مدد کا بدلہ: ......یعنی جہاد میں اللہ کی مدد سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے اور اسلام وطاعت پر ثابت قدم رہو گے جس کے نتیجہ میں ''صراط'' پر ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اللہ چاہے تو خود ہی کافروں کو مسلمان کر ڈالے، پر یہ بھی منظور نہیں، جانچنا منظور ہے۔ سو بندہ کی طرف سے کمر باندھنا اور اللہ کی طرف سے کام بنانا۔''

فائدہ:[۱۲] کفار کے لئے بربادی: ......یعنی جس طرح مومنین کے قدم جما دیئے جاتے ہیں، اُس کے برعکس منکروں کو منہ کے بل گرادیا جاتا ہے۔ اور جیسے خدا کی طرف سے مومنین کی مدد کی جاتی ہے، اس کے خلاف کافروں کے کام برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ:[۱۳] ......یعنی جب انہوں نے اللہ کی باتوں کو ناپسند کیا تو اللہ اُن کے کام کیوں پسند کرے گا، اور جو چیز خدا کو ناپسند ہو وہ محض اکارت ہے۔

فائدہ:[۱۴] ......یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو، منکروں کی کیسی گت بنی اور کس طرح اُن کے منصوبے خاک میں ملا دیئے گئے۔ کیا آج کل کے منکروں کو ایسی سزائیں نہیں مل سکتیں؟

فائدہ:[۱۵] مومنین کی مدد ونصرت: ......یعنی اللہ مومنین صالحین کا رفیق ہے جو وقت پر اُن کی مدد کرتا ہے۔ کافروں کا ایسا رفیق کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں کام آسکے، ''غزوۂ اُحد'' میں ابوسفیان نے پکارا تھا: ''لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پکارو: ''اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔''

فائدہ:[۱۶] ......یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ کی خبر نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلے گا۔ اچھا! چند روز مزے اُڑالیں، آگے اُن کے لیے آگ کا گھر تیار ہے۔

فائدہ:[۱۷] مشرکین مکہ کو تنبیہ: ......یعنی دوسری قوموں کو جو زور وطاقت میں مکہ والوں سے کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے تباہ کر چھوڑا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ پہنچا، پھر یہ کس بات پر اتراتے ہیں؟

تنبیہ: قریۃ سے مراد: ......﴿قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ﴾ سے مراد مکہ معظمہ ہے، وہاں کے لوگوں نے ایسی حرکات کیں کہ آپ کو وطنِ مالوف ومحبوب چھوڑنا پڑا۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت ہوتے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم! تو تمام شہروں میں اللہ کے نزدیک اور میرے نزدیک محبوب ترین شہر ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تیرے اندر سے نہ نکالتی میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔

فائدہ:[۱۸] ......یعنی ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم وبصیرت کے ساتھ سچائی کی صاف اور کشادہ سڑک پر بے کھٹکے چلا جارہا ہے، اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہے، جس کو سیاہ وسفید یا نیک وبد کی کچھ تمیز نہیں، حتیٰ کہ اپنی بے تمیزی سے برائی کو بھلائی سمجھتا ہے اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے، کیا ان دونوں کا مرتبہ اور انجام برابر ہو جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ حق تعالیٰ کی شانِ حکمت وعدل کے منافی ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ

احوال اس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا ۱۹ اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ

طَعۡمُهٗ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ

نہیں پھرا ف٢٠ اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کے واسطے ف٢١ اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا ف٢٢ اور ان کے لیے وہاں

الثَّمَرٰتِ وَمَغۡفِرَةٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ كَمَنۡ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ

سب طرح کے میوے ہیں ف٢٣ اور معافی ہے ان کے رب سے ف٢٤ یہ برابر ہے اس کے جو سدا رہے آگ میں اور پلایا جائے ان کو کھولتا پانی تو کاٹ

اَمۡعَآءَهُمۡ ﴿۱۵﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ قَالُوۡا لِلَّذِيۡنَ

نکالے ان کی آنتیں ف٢٥ اور بعض ان میں ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں ان کو

اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَاتَّبَعُوۡۤا

جن کو علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی ف٢٦ یہ وہی ہیں جن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اللہ نے اور چلے ہیں

اَهۡوَآءَهُمۡ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًى وَّاٰتٰىهُمۡ تَقۡوٰىهُمۡ ﴿۱۷﴾ فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا

اپنی خواہشوں پر ف٢٧ اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں ان کو اور بڑھ گئی اس سے سوجھ اور ان کو اس سے ملا بچ کر چلنا ف٢٨ اب یہی انتظار کرتے ہیں

السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰىهُمۡ ﴿۱۸﴾

قیامت کا کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک سو آ چکی ہیں اس کی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا ان کو جب وہ آ پہنچے ان پر سمجھ پکڑنا ف٢٩

فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ

سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لیے ف٣٠ اور اللہ کو معلوم ہے

مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوٰىكُمۡ ﴿۱۹﴾ ع ٢

بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا ف٣١

فائدہ:[١٩] جنت کی چار قسمیں اور ان کی خصوصیات:......یعنی طولِ مکث یا کسی چیز کے اختلاط سے اُس کی بو نہیں بدلی، شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید ہے، کسی طرح کے تغیر کو اُس کی طرف راہ نہیں۔

فائدہ:[٢٠] آخرت کی نہریں دنیاوی نہروں کی طرح نہیں:......یعنی دنیا کے دودھ پر قیاس نہ کرو، اتنی مدت گزرنے پر بھی اُس کے مزے میں فرق نہیں آیا۔

فائدہ:[٢١] آخرت کی نہریں عیب سے پاک ہیں:......یعنی وہاں کی شراب میں خالص لذت اور مزہ ہی ہے۔ نہ نشہ ہے، نہ شکستگی، نہ تلخی، نہ سرگرانی، نہ کوئی اور عیب و نقصان۔

فائدہ:[٢٢]......یعنی صاف و شفاف شہد جس میں تکدر تو کہاں ہوتا جھاگ تک نہیں۔

تنبیہ: پانی، دودھ، شراب اور شہد کی چار قسم کی نہریں:...... یہاں چار قسم کی نہروں کا ذکر ہوا جن میں پانی تو ایسی چیز ہے کہ انسان کی زندگی اُس سے ہے، اور دودھ غذائے لطیف کا کام دیتا ہے، اور شراب سرور ونشاط کی چیز ہے، اور شہد کو ﴿شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ فرمایا گیا ہے۔

فائدہ: [٢٣]...... مشروبات کے بعد یہ مأکولات کا ذکر فرمادیا۔

فائدہ: [٢٤]...... یعنی سب خطائیں معاف کر کے جنت میں داخل کریں گے، وہاں پہنچ کر کبھی خطاؤں کا ذکر بھی نہ آئے گا جو اُن کی کلفت کا سبب بنے، اور نہ آئندہ کسی بات پر گرفت ہوگی۔

فائدہ: [٢٥] جہنم کے کھولتے پانی کی سختی:...... یعنی کھولتا ہوا پانی جب دوزخیوں کو پلائیں گے تو آنتیں کٹ کر باہر آپڑیں گی۔ (اعاذنا اللّٰہ منہ)

فائدہ: [٢٦] منافقین کی منافقت کا ذکر:...... اوپر مومنوں اور کافروں کا حال مذکور تھا۔ ایک قسم کافروں کی وہ ہے جسے منافق کہتے ہیں، یعنی ظاہر میں اسلام کا دعویٰ اور باطن میں اُس سے انحراف، اس آیت میں اُس کا ذکر ہے، یعنی یہ لوگ بظاہر پیغمبر کی بات سننے کے لیے کان رکھتے ہیں مگر نہ دلی توجہ ہے، نہ سمجھ، نہ یاد، جب مجلس سے اُٹھ کر جاتے ہیں تو اہلِ علم سے کہتے ہیں کہ اس شخص (یعنی پیغمبر علیہ السلام) نے ابھی ابھی کیا بیان کیا تھا۔ شاید اس دریافت کرنے سے مقصود ادھر تعریض کرنا ہوگا کہ ہم اُن کی بات کو لائقِ اعتناء نہیں سمجھتے، نہ توجہ سے سنتے ہیں۔

فائدہ: [٢٧] منافقت کی وجہ سے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے:...... یعنی ایسی نالائق حرکتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ اُن کے دلوں پر مہر کردیتا ہے، پھر نیکی کی توفیق قطعاً نہیں ہوتی، محض خواہشات کی پیروی رہ جاتی ہے۔

فائدہ: [٢٨] نیکی سے ترقی ہوتی ہے:...... یعنی سچائی کے راستہ پر چلنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی روز بروز ہدایت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اُس کی سوجھ بوجھ اور پرہیزگاری بڑھتی جاتی ہے۔

فائدہ: [٢٩] قیامت کا انتظار:...... یعنی قرآن کی نصیحتیں، گزشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت ودوزخ کے وعدہ وعید سب سن چکے، اب ماننے کے لیے کس وقت کا انتظار ہے، یہی کہ قیامت کی گھڑی اُن کے سر پر اچانک آکھڑی ہو؟ سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آچکیں، اور جب خود قیامت آکھڑی ہوگی اس وقت اُن کے لیے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہے گا؟ یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے کیونکہ اُس پر نجات نہیں ہوسکتی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا ہے۔ سب نبی خاتم النبیین کی راہ دیکھتے تھے۔ جب وہ آچکے (مقصود تخلیق عالم کا حاصل ہوچکا) اب قیامت ہی باقی ہے۔" حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ" (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔ شرح صحیح مسلم میں ہم نے اس کی مفصل تقریر کی ہے، یہاں گنجائش نہیں۔

فائدہ: [٣٠] حضور ﷺ کو استغفار کی تلقین:...... ہر ایک کا ذنب (گناہ) اُس کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے۔ کسی کام کا بہت اچھا پہلو چھوڑ کر کم اچھا پہلو اختیار کرنا گو وہ حدود جواز واستحسان میں ہو بعض اوقات مقربین کے حق میں ذنب (گناہ) سمجھا جاتا ہے: "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" کے یہی معنی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ دن میں سو بار استغفار فرماتے تھے۔

تنبیہ: خطاب کس کو ہے؟...... ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ الآیۃ کا خطاب ہر ایک مخاطب کو ہے۔ اور اگر خاص نبی کریم ﷺ مخاطب ہوں تو مطلب یہ ہے کہ اس علم پر برابر جمے رہئے اور استغفار کرتے رہئے۔ اور ﴿فَاعْلَمْ﴾ کی تفریع ماقبل پر اس طرح ہے کہ قیامت آنے کے بعد کسی کو ایمان وتوبہ وغیرہ نافع نہیں، تو آدمی کو چاہئے کہ اُس کے آنے سے قبل صحیح معرفت حاصل کرے، اور ایمان و

استغفار کے طریق پر مستقیم رہے۔

فائدہ:[۳۱]...... یعنی جتنے پردوں میں پھرو گے، پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے جو تمہارا اصلی گھر ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا

اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ اتری ایک سورت ۳۲ پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی ۳۳ اور ذکر ہوا اس میں

الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ

لڑائی کا تو تو دیکھتا ہے ان کو جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بے ہوش پڑا ہوا

الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ

مرنے کے وقت سو خرابی ہے ان کی ۳۴ حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو

خَيْرًا لَهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾

ان کا بھلا ہے ۳۵ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ۳۶

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ

ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں ۳۷ کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں

قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ

پر لگ رہے ہیں ان کے قفل ۳۸ بے شک جو لوگ الٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر سیدھی راہ ۳۹

الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ

شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں اور دیر کے وعدے کئے یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے

سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ

ہم تمہاری بات بھی مانیں گے بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا ۴۰ پھر کیسا ہوگا حال جب کہ فرشتے جان نکالیں گے ان کی

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ

مارتے جاتے ہوں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر ۴۱ یہ اس لیے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اس کی خوشی

فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾

پھر اس نے اکارت کر دیے ان کے کام ۴۲

فَائِدَۃ:[۳۲] سورت میں جہاد کے ذکر سے مراد:......یعنی ایسی سورت جس میں جہاد کی اجازت ہو۔

فَائِدَۃ:[۳۳]......یعنی جچے تلے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور ٹھیک اپنے وقت پر اُترتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۳۴] حکم جہاد آنے پر منافقین کی حالت:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہو کر آرزو کرتے کہ اللہ جہاد کا حکم دے تو جو ہم سے ہو سکے کر گزریں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا، خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش اہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی، جیسے مرتے وقت آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے۔''

فَائِدَۃ:[۳۵] اصل کرنے کا کام:......یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام و احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں، مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً خدا اور رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں، پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آپڑے، اُس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت اُن کی بہتری اور بھلائی کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے، اللہ کا حکم ہر طرح ماننا ہی چاہیے، پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائے۔ ہاں! جب بہت ہی تاکید آپڑے اُسی وقت لڑنا ضروری ہوگا، نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں۔''

فَائِدَۃ:[۳۶] ناانصافی کرنا اہل حکومت کی عادت ہے:......یعنی حکومت و اقتدار کے نشہ میں لوگ عموماً اعتدال و انصاف پر قائم نہیں رہا کرتے، دنیا کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے، پھر جاہ و مال کی کشمکش اور غرض پرستی میں جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں جن کا آخری نتیجہ ہوتا ہے عام فتنہ و فساد اور ایک دوسرے سے قطع تعلق۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی جان سے تنگ ہو کر جہاد کی آرزو کرتے ہو اور اگر اللہ تم ہی کو غالب کر دے تو فساد نہ کرنا۔''

تنبیہ: ''تَوَلَّيْتُمْ'' کا معنیٰ:...... مترجم محقق (قدس اللہ روحہ) نے ﴿تَوَلَّيْتُمْ﴾ کا ترجمہ حکومت مل جانے سے کیا ہے، جیسا کہ بہت سے مفسرین کی رائے ہے۔ دوسرے علماء ''تولّی'' کو بمعنی اعراض لے کر یوں مطلب لیتے ہیں کہ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے اعراض کرو گے تو ظاہر ہے دنیا میں امن و انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جب دنیا میں امن و انصاف نہ رہے گا تو ظاہر ہے فساد، بدامنی اور حق ناشناسی کا دور دورہ ہوگا۔ اور بعض نے اس طرح تفسیر کی ہے کہ اگر تم ایمان لانے سے اعراض کرو گے تو زمانہ جاہلیت کی کیفیت عود کر آئے گی، جو خرابیاں اور فساد اُس وقت تھے اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر رشتے ناتے قطع ہو جاتے تھے، وہی سب نقشہ پھر قائم ہو جائے گا۔ اور اگر آیت میں خاص منافقین سے خطاب مانا جائے تو ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر جہاد سے اعراض کرو گے تو تم سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ اپنی منافقانہ شرارتوں سے ملک میں خرابی مچاؤ گے، اور جن مسلمانوں سے تمہاری قرابتیں ہیں اُن کی مطلق پروا نہ کرتے ہوئے کھلے کافروں کے مددگار بنو گے۔

فَائِدَۃ:[۳۷] ظالم حکمرانوں پر خدائی لعنت کا نتیجہ:......یعنی حکومت کے غرور میں اندھے بہرے ہو کر ظلم کرنے لگے، پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے۔ خدا کی پھٹکار نے بالکل ہی سنگ دل بنا دیا اور یہ سب کچھ اُن ہی کے سوءِ اختیار اور قصورِ استعداد سے ہوا۔

فَائِدَۃ:[۳۸] منافقوں کے دلوں پر تالے پڑے ہیں:......یعنی منافق قرآن میں غور نہیں کرتے یا اُن کی شرارتوں کی بدولت دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں کہ نصیحت کے اندر جانے کا راستہ ہی نہیں رہا۔ اگر قرآن کے سمجھنے کی توفیق ملتی تو باسانی سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی و اُخروی فوائد ہیں۔

فَائِدَۃ:[۳۹] شیطان کا بہکاوا:......یعنی منافقین اسلام کا اقرار کرنے اور اُس کی سچائی ظاہر ہو چکنے کے بعد وقت آنے پر اپنے قول و قرار

سے پھرے جاتے ہیں اور جہاد میں شرکت نہیں کرتے۔ شیطان نے اُن کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ لڑائی میں نہ جائیں گے تو دیر تک زندہ رہیں گے۔ خواہ مخواہ جا کر مرنے سے کیا فائدہ اور نہ معلوم کیا کچھ سمجھاتا اور دُور دراز کے لمبے چوڑے وعدے دیتا ہے: ﴿وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل: ٦٤]

فَائِدَة: [٤٠]......منافقوں نے یہود وغیرہ سے کہا کہ گو ہم ظاہر میں مسلمان ہو گئے ہیں، لیکن مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں گے، بلکہ موقع ملا تو تم کو مدد دیں گے اور اس قسم کے کاموں میں تمہاری بات مانیں گے۔

فَائِدَة: [٤١]......یعنی اس وقت موت سے کیوں کر بچیں گے، بیشک اُس وقت نفاق کا مزہ چکھیں گے۔

فَائِدَة: [٤٢]......یعنی اللہ کی خوشنودی کا راستہ پسند نہ کیا، اُسی راہ چلے جس سے وہ ناراض ہوتا تھا۔ اس لیے موت کے وقت یہ بھیانک سماں دیکھنا پڑا، اور اللہ نے اُن کے کفر و طغیان کی بدولت سب عمل بیکار کر دیے، کسی عمل نے اُن کو دوسری زندگی میں فائدہ نہ پہنچایا۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ

کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے کہ اللہ ظاہر نہ کر دے گا ان کے کینے ف ٤٣ اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

سو تو پہچان تو چکا ہے ان کو ان کے چہرہ سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے ف ٤٤ اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام ف ٤٥ اور البتہ ہم

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تم کو جانچیں گے تا کہ معلوم کر لیں جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے ف ٤٦ اور تحقیق کر لیں تمہاری خبریں ف ٤٧ جو لوگ منکر ہوئے

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا

اور روکا انہوں نے اللہ کی راہ سے اور مخالف ہو گئے رسول سے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے

اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کر دے گا ان کے سب کام ف ٤٨ اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے

وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ

اور ضائع مت کرو اپنے کیے ہوئے کام ف ٤٩ جو لوگ منکر ہوئے اور روکا لوگوں کو اللہ کی راہ سے پھر مر گئے اور وہ

كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ

منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ ف ٥٠ سو تم بودے نہ ہوئے جاؤ اور لگو پکارنے صلح ف ٥١ اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ

مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دے گا تم کو تمہارے کاموں میں ف ٥٢

فَائِدَۃ: [٤٣] **منافقین کی خباثت ضرور ظاہر ہو کر رہے گی:**......یعنی منافقین اپنے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جو حاسدانہ عداوتیں اور کینے رکھتے ہیں، کیا یہ خیال ہے کہ وہ دلوں میں پنہاں ہی رہیں گے؟ اللہ اُن کو طشت از بام نہ کرے گا؟ اور مسلمان اُن کے مکر وفریب پر مطلع نہ ہوں گے؟ ہر گز نہیں۔ اُن کا خبثِ باطن ضرور ظاہر ہو کر رہے گا اور ایسے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جائیں گے جہاں کھوٹا کھرا بالکل الگ ہو جائے گا۔

فَائِدَۃ: [٤٤] **منافقین کی تعیین نام بنام نہ کرنے میں حکمت ہے:**......یعنی اللہ چاہے تو تمام منافقین کو باشخاصہم معین کر کے آپ کو دکھلا دے اور نام بنام مطلع کر دے کہ مجمع میں فلاں فلاں آدمی منافق ہیں، مگر اس کی حکمت بالفعل اس دوٹوک اظہار کو مقتضی نہیں۔ ویسے اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا نور فراست دیا ہے کہ اُن کے چہرے بشرے سے آپ پہچان لیتے ہیں۔ اور آگے چل کر اُن لوگوں کے طرز گفتگو سے آپ کو مزید شناخت ہو جائے گی، کیونکہ منافق اور مخلص کی بات کا ڈھنگ الگ الگ ہوتا ہے، جو زور، شوکت، پختگی اور خلوص کا رنگ مخلص کی باتوں میں جھلکتا ہے، منافق کتنی ہی کوشش کرے اپنے کلام میں پیدا نہیں کر سکتا۔

تنبیہ: **"فَلَعَرَفْتَهُمْ" کی وضاحت:**......مترجم محقق (قدس اللہ سرہٗ) نے ﴿فَلَعَرَفْتَهُمْ﴾ کو ﴿وَلَوْ نَشَآءُ﴾ کے نیچے نہیں رکھا، عامۂ مفسرین اس کو ﴿وَلَوْ نَشَآءُ﴾ کے تحت میں رکھ کر ﴿لَاَرَيْنٰكَهُمْ﴾ پر متفرع کرتے ہیں۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، پھر تو اُن کو پہچان جائے صورت دیکھ کر۔ اَحقر کے خیال میں مترجم رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر زیادہ لطیف ہے۔ واللہ اعلم! بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے منافقین کو نام بنام پکارا اور اپنی مجلس سے اُٹھا دیا۔ ممکن ہے وہ شناخت ﴿لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ اور "سیما" وغیرہ سے حاصل ہوئی ہو، یا آیہ ہذا کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو بعض منافقین کے اسماء پر تفصیل و تعیین کے ساتھ مطلع فرما دیا ہو۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ: [٤٥] **اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے:**......یعنی بندوں سے کوئی بات چھپی رہے ممکن ہے، مگر اللہ کے علم میں تمہارے سب کام ہیں خواہ کھل کر کرو یا چھپا کر۔

فَائِدَۃ: [٤٦] **جہاد سے مقصود آزمائش ہے:**......یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے، اِسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے کہ کون لوگ اللہ کے راستہ میں لڑنے والے اور شدید ترین امتحانات میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور کون ایسے نہیں۔

فَائِدَۃ: [٤٧]......یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت و انقیاد کا وزن معلوم ہو جائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں عملاً محقق ہو جائیں۔

تنبیہ:......﴿حَتّٰى نَعْلَمَ﴾ الآیۃ سے جو شبہ حدوثِ علم کا ہوتا ہے اُس کا مفصل جواب "پارۂ سیقول" کے شروع ﴿اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ﴾ الآیۃ (البقرہ: ١٤٣) کے حواشی میں ملاحظہ کیا جائے۔

فَائِدَۃ: [٤٨]......یعنی اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، اللہ کا کیا نقصان ہے۔ نہ اُس کے دین اور پیغمبر کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ وہ قدرت والا اُن کے سارے منصوبے غلط اور تمام کام اکارت کر دے گا اور سب کوششیں خاک میں ملا دے گا۔

فَائِدَۃ: [٤٩] **اعمال کی حفاظت کی تلقین:**......یعنی جہاد، یا اللہ کی راہ میں اور کوئی محنت و ریاضت کرنا اُس وقت مقبول ہے جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو، محض اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرو، ورنہ ایسا عمل یوں ہی بیکار ضائع جائے گا۔ مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کر چکا یا کر رہا ہے اُس کو کسی صورت سے ضائع ہونے دے۔ نیک کام کو نہ بیچ میں چھوڑو، نہ ریاء و نمود اور اعجاب و غرور وغیرہ سے اُس کو برباد کرو۔ بھلا ارتداد کا تو ذکر کیا ہے جو ایک دم تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَۃ: [٥٠] **کفار کی بخشش نہیں:**......یعنی کسی کافر کی اللہ کے ہاں بخشش نہیں، خصوصاً اُن کافروں کی جو دوسروں کو خدا کے راستہ سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں۔

فائدة: [٥١] **مسلمانوں کو کم ہمتی سے بچنے کی تاکید:** ......یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کے مقابلہ میں سست اور کم ہمت نہ بنیں اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر صلح کی طرف نہ دوڑیں، ورنہ دشمن شیر ہو کر دباتے چلے جائیں گے اور جماعت اسلام کو مغلوب و رسوا ہونا پڑے گا۔ ہاں اگر کسی وقت اسلام کی مصلحت اور اہل اسلام کی بھلائی صلح میں نظر آئے تو اُس وقت صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں، جیسا کہ آگے سورۂ "فتح" میں آتا ہے۔ (الفتح: ١، ٢) بہرحال صلح کی بنا اپنی کم ہمتی اور نامردی پر نہ ہونی چاہیے۔

فائدة: [٥٢] **ثابت قدمی کا بدلہ مدد و نصرت ہے:** ......یعنی گھبرانے کی کچھ بات نہیں، اگر صبر و استقلال دکھاؤ گے اور خدا کے احکام پر ثابت قدم رہو گے تو خدا تمہارے ساتھ ہے، وہ تم کو آخر کار غالب کرے گا اور کسی حالت میں بھی تم کو نقصان اور گھاٹے میں نہ رہنے دے گا۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ

یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور بچ کر چلو گے، دے گا تم کو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے

اَمْوَالَكُمْ ۳۶ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۳۷ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ

مال تمہارے ف۵۳ اگر مانگے تم سے وہ مال پھر تم کو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کر دے تمہارے دل کی خفگیاں ف۵۴ سنتے ہو تم لوگ تم کو

تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ

بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں پھر تم میں ف۵۵ کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا

نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ

آپ کو ف۵۶ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو ف۵۷ اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوا پھر

لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۳۸ ع ١٠ / ٨

وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے ف۵۸

فائدة: [٥٣] **دنیا کھیل تماشہ ہے:** ......یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت ایک کھیل تماشا جیسی ہے۔ اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے اور اس کھیل تماشہ سے ذرا بچ کر چلو گے تو اللہ تم کو اس کا پورا بدلہ دے گا اور تمہارا مال بھی تم سے طلب نہیں کرے گا۔ اُسے کیا حاجت ہے وہ تو خود دینے والا ہے کما قال: ﴿مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝﴾ [الذاریات: ٥٧، ٥٨] اگر طلب بھی کرے تو مالک حقیقی وہی ہے، تمام مال اُسی کا ہے، مگر اس کے باوجود دین کے معاملہ میں جب خرچ کرنے کو کہتا ہے تو سارے مال کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ ایک تھوڑا سا حصہ طلب کیا جاتا ہے، وہ بھی اپنے لیے نہیں بلکہ تمہارے فائدہ کو۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "حق تعالیٰ نے ملک فتح کرا دیے، مسلمانوں کو تھوڑے ہی دن (اپنی گرہ سے) پیسہ خرچ کرنا پڑا۔ پھر جتنا خرچ کیا تھا اُس سے سو سو گنا ہاتھ لگا۔ اس مطلب سے (قرآن کریم میں کئی جگہ) فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو۔"

فائدة: [٥٤] ......یعنی اگر اللہ تعالیٰ سختی کے ساتھ کل مال طلب کرنے لگے جو تم کو دے رکھا ہے تو کتنے مردانِ خدا ہیں جو کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اس حکم پر لبیک کہیں گے۔ اکثر تو وہی ہوں گے جو بخل اور تنگ دلی کا ثبوت دیں گے اور مال خرچ کرنے کے وقت اُن کے

دل کی خفگی باہر ظاہر ہو جائے گی۔

فائدہ:[٥٥]......یعنی ایک حصہ خدا کے دیے ہوئے مال کا اُس کے راستہ میں اپنے نفع کی خاطر۔

فائدہ:[٥٦]......یعنی تمہارا دینا خود اپنے فائدہ کے لیے ہے، نہ دو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے، اللہ کو تمہارے دینے نہ دینے کی کیا پروا۔

فائدہ:[٥٧]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی مال خرچ کرنے کی جو تاکید سنتے ہو، یہ نہ سمجھو کہ اللہ یا اُس کا رسول مانگتا ہے۔نہیں، یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے۔ پھر ایک کے ہزار ہزار پاؤ گے، ورنہ اللہ کو اور اُس کے رسول کو کیا پروا ہے۔''

فائدہ:[٥٨]......یعنی اللہ تعالیٰ جس حکمت و مصلحت سے بندوں کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے، اُس کا حاصل ہونا کچھ تم پر منحصر نہیں۔ فرض کیجئے! تم اگر بخل کرو اور اُس کے حکم سے رُوگردانی کرو گے وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہو گی، بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی راہ میں خرچ کرے گی۔ بہر کیف! اللہ کی حکمت و مصلحت تو پوری ہو کر رہے گی، ہاں! تم اِس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔ حدیث میں ہے: ''صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے؟ آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''اس کی قوم''، اور فرمایا: ''خدا کی قسم! اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اُس کو اُتار لائیں گے۔'' الحمد للہ! صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ اُن کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی، تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے موافق یہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی۔ ہزار ہا علماء وائمہ سے قطع نظر کر کے تنہا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود ہی اس پیشین گوئی کے صدق پر کافی شہادت ہے، بلکہ اس بشارتِ عظمیٰ کے کامل اور اوّلین مصداق امام صاحب ہی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

تمت سورۃ محمد

بتوفیقہ واعانتہ فلہ الحمد والمنۃ۔

رکوعاتها ٤ — ٤٨ سُورَۃُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّۃٌ ١١١ — ایاتها ٣٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ① لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ

ف ا ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے ف ۲ اور پورا کر دے

نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ② وَّیَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا ③ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ

تجھ پر اپنا احسان ف ۳ اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ ف ۴ اور مدد کرے تیری اللہ زبردست مدد ف ۵ وہی ہے جس نے اتارا

السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

اطمینان دل میں ایمان والوں کے تا کہ اور بڑھ جائے ان کو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ ف ٦ اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ④ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ

اور زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا ف ۷ تا کہ پہنچا دے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَیُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ⑤

ہیں ان کے نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اور اتار دیں ان پر سے ان کی برائیاں ف ۸ اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مراد ملنی ف ۹

فائدہ: [۱] **عمرہ کے متعلق خواب اور دیگر واقعات:** ......اس سورت کی مختلف آیات میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے، بغرض سہولت فہم اُن کو مختصراً یہاں لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

الف: ......آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق وقصر کیا۔ آپ ﷺ نے یہ خواب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان فرمایا، گو آپ ﷺ نے مدت کی تعیین نہیں فرمائی تھی، مگر شدتِ اشتیاق سے اکثروں کا خیال اس طرف گیا کہ اِمسال عمرہ میسر ہوگا، اور اتفاقاً آپ ﷺ کا قصد بھی عمرہ کا ہو گیا۔

ب: ......آپ ﷺ تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو ہمراہ لے کر بغرض عمرہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور "ہدی" بھی آپ کے ساتھ تھی۔ یہ خبر مکہ پہنچی تو قریش نے بہت سا مجمع کر کے اتفاق کر لیا کہ آپ ﷺ کو مکہ میں نہ آنے دیں گے، حالانکہ اُن کے ہاں حج وعمرہ سے دشمن کو بھی روکا

نہیں جاتا تھا۔ بہر حال "حدیبیہ" پہنچ کر جو مکہ سے قریب ہے آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور کسی طرح اُٹھنے کا نام نہ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ" اور فرمایا کہ خدا کی قسم اہلِ مکہ مجھ سے جس بات کا مطالبہ کریں گے جس میں حرمات اللہ کی تعظیم قائم رہے میں منظور کروں گا۔ آخر آپ ﷺ نے وہیں قیام فرمایا۔ (اُسی مقام کو آج کل "شمیسیہ" کہتے ہیں)

ج:...... آپ ﷺ نے مکہ والوں کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے، ہم کو آنے دو، عمرہ کر کے چلے جائیں گے۔ جب اس کا کچھ جواب نہ ملا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہی پیام دے کر بھیجا اور بعض مسلمان مرد و عورت جو مکہ میں مغلوب و مظلوم تھے اُن کو بشارت پہنچائی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہو جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش نے روک لیا۔ اُن کی واپسی میں جو دیر لگی، یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہو جائے سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی۔ جب قریش نے بیعت کی خبر سنی ڈر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا۔

د:...... پھر مکہ کے چند رؤساء بغرض صلح آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح نامہ لکھنا قرار پایا۔ اس سلسلہ میں بعض اُمور پر بحث و تکرار بھی ہوئی اور مسلمانوں کو غصہ اور جوش آیا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جائے، لیکن آخر حضور ﷺ نے مکہ والوں کے اصرار کے موافق سب باتیں منظور فرمالیں اور مسلمانوں نے بھی بے انتہا ضبط و تحمل سے کام لیا اور صلح نامہ تیار ہو گیا، جس میں ایک شرط کفار کی طرف سے یہ تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیے اور سال آئندہ غیر مسلح آ کر عمرہ کر لیجیے، اور یہ کہ فریقین میں دس سال تک لڑائی نہ ہوگی۔ اس مدت میں جو مرد ہمارے ہاں سے تمہارے پاس جائے اُسے آپ اپنے پاس نہ رکھیں، اور جو تمہارا آدمی ہمارے ہاں آئے گا ہم واپس نہ کریں گے۔ صلح کا تمام معاملہ طے ہو جانے پر آپ ﷺ نے "حدیبیہ" ہی میں ہدی کا جانور ذبح کیا اور حلق و قصر کر کے احرام کھول دیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہ:...... راستہ ہی میں یہ سورت (الفتح) نازل ہوئی، اور یہ سب واقعہ اواخر ٦ھ میں پیش آیا۔

و:...... "حدیبیہ" سے واپس تشریف لا کر اوائل ٧ھ میں آپ ﷺ نے "خیبر" فتح کیا جو مدینہ سے شمالی جانب چار منزل پر شام کی سمت یہود کا ایک شہر تھا۔ اس حملہ میں کوئی شخص اُن صحابہؓ کے علاوہ شریک نہ تھا جو "حدیبیہ" میں آپ کے ہمراہ تھے۔

ز:...... سال آئندہ یعنی ذی قعدہ ٧ھ میں آپ ﷺ حسب معاہدہ عمرة القضاء کے لیے تشریف لے گئے اور امن و امان کے ساتھ مکہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا۔

ح:...... عہد نامہ میں جو دس سال تک لڑائی بند رکھنے کی شرط تھی قریش نے نقضِ عہد کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کر دی اور رمضان ٨ھ میں اُس کو فتح کر لیا۔

فَائِدَة: [٢] صلح حدیبیہ فتح مکہ کا پیش خیمہ تھی:...... "حدیبیہ" کی صلح بظاہر ذلت و مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے اور شرائط صلح پڑھ کر بادی النظر میں یہی محسوس ہوتا ہے کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کفار قریش کے حق میں ہوا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی صلح کی ظاہری سطح دیکھ کر سخت محزون و مضطرب تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کے چودہ پندرہ سو سرفروش سپاہیوں کے سامنے قریش اور اُن کے طرف داروں کی جمعیت کیا چیز ہے؟ کیوں تمام نزاعات کا فیصلہ تلوار سے نہیں کر دیا جاتا؟ مگر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اُن احوال و نتائج کو دیکھ رہی تھیں جو دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل تھے اور اللہ نے آپ کا سینہ سخت سے سخت ناخوشگوار واقعات پر تحمل کرنے کے لیے کھول دیا تھا۔ آپ ﷺ بے مثال استغناء اور توکل و تحمل کے ساتھ اُن کی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحابؓ کو "اللّٰه و رسوله اعلم" کہہ کر تسلی دیتے رہے۔ یعنی اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے، تا آنکہ یہ سورت نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا

نام "فتح مبین" رکھا۔ لوگ اس پر بھی تعجب کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ہاں: بہت بڑی فتح۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ کی بیعت جہاد اور معمولی چھیڑ چھاڑ کے بعد کفار معاندین کا مرعوب ہو کر صلح کی طرف جھکنا اور نبی کریم ﷺ کا باوجود جنگ اور انتقام پر کافی قدرت رکھنے کے ہر موقع پر اغماض اور عفو و درگزر سے کام لینا اور محض تعظیم بیت اللہ کی خاطر ان کے بیہودہ مطالبات پر قطعاً برافروختہ [آگ بگولہ] نہ ہونا، یہ واقعات ایک طرف اللہ کی خصوصی مدد و رحمت کے استجلاب [حاصل کرنے] کا ذریعہ بنتے تھے اور دوسری جانب دشمنوں کے قلوب پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر علیہ السلام کی شان پیغمبری کا سکہ بٹھلا رہے تھے، گو عہد نامہ لکھتے وقت ظاہر بینوں کو کفار کی جیت نظر آتی تھی، لیکن ٹھنڈے دل سے فرصت میں بیٹھ کر غور کرنے والے خوب سمجھتے تھے کہ فی الحقیقت تمام تر فیصلہ حضور ﷺ کے حق میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "فتح مبین" رکھ کر متنبہ کر دیا کہ یہ صلح اس وقت بھی فتح ہے اور آئندہ کے لیے بھی آپ کے حق میں بے شمار فتوحات ظاہری و باطنی کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کو باہم اختلاط اور بے تکلف ملنے جلنے کا موقع ہاتھ آیا۔ کفار، مسلمانوں کی زبان سے اسلام کی باتیں سنتے اور ان مقدس مسلمانوں کے احوال و اطوار کو دیکھتے تو خود بخود ایک کشش اسلام کی طرف ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح "حدیبیہ" سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً دو سال کی مدت میں اتنی کثرت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما جیسے نامور صحابہ اسی دوران میں اسلام کے حلقہ بگوش بنے۔ یہ جسموں کو نہیں، دلوں کو فتح کر لینا اسی صلح حدیبیہ کی اعظم ترین برکت تھی۔ اب جماعت اسلام چاروں طرف اس قدر پھیل گئی اور اتنی بڑھ گئی تھی کہ مکہ معظمہ کو فتح کر کے ہمیشہ کے لیے شرک کی گندگی سے پاک کر دینا بالکل سہل ہو گیا۔ "حدیبیہ" میں حضور ﷺ کے ہمراہ صرف ڈیڑھ ہزار جانباز تھے، لیکن دو برس کے بعد مکہ معظمہ کی فتح عظیم کے وقت دس ہزار کا لشکر جرار آپ ﷺ کے ہم رکاب تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ صرف فتح مکہ اور فتح خیبر، بلکہ آئندہ کی کل فتوحات اسلامیہ کے لیے صلح حدیبیہ بطور اساس و بنیاد اور زرین دیباچہ کے تھی۔ اور اس تحمل و توکل اور تعظیم حرمات اللہ کی بدولت جو صلح کے سلسلہ میں ظاہر ہوئی، جن علوم و معارف قدسیہ اور باطنی مقامات و مراتب کا فتح باب ہوا ہو گا اس کا اندازہ تو کون کر سکتا ہے؟ ہاں! تھوڑا سا اجمالی اشارہ حق تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے۔ یعنی جیسے سلاطین دنیا کسی بہت بڑے فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز و اکرام سے نوازتے ہیں، خداوند قدوس نے اس فتح مبین کے صلہ میں آپ ﷺ کو چار چیزوں سے سرفراز فرمایا: جن میں پہلی چیز غفران ذنوب ہے (ہمیشہ سے ہمیشہ تک کی سب کوتاہیاں جو آپ ﷺ کے مرتبہ رفیع کے اعتبار سے کوتاہی سمجھی جائیں بالکلیہ معاف ہیں) یہ بات اللہ تعالیٰ نے اور کسی بندہ کے لیے نہیں فرمائی، مگر حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ اس قدر عبادت اور محنت کرتے تھے کہ راتوں کو کھڑے کھڑے پاؤں سوج جاتے تھے اور لوگوں کو دیکھ کر رحم آتا تھا۔ صحابہؓ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ! آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما چکا۔ فرماتے: "اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا؟" (تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں) ظاہر ہے اللہ تعالیٰ بھی ایسی بشارت اسی بندہ کو سنائیں گے جو سن کر نڈر نہ ہو جائے، بلکہ اور زیادہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔ شفاعت کی طویل حدیث میں ہے کہ جب مخلوق جمع ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس جائے گی تو وہ فرمائیں گے کہ: محمد ﷺ کے پاس جاؤ جو خاتم النبیین ہیں اور جن کی اگلی پچھلی سب خطائیں اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے (یعنی اس مقام شفاعت میں اگر بالفرض کوئی تقصیر بھی ہو جائے تو وہ بھی عفو عام کے تحت میں پہلے ہی آ چکی ہے) بجز ان کے اور کسی کا یہ کام نہیں۔

فائدہ: [٣] **انعامات کی تکمیل:**...... یعنی صرف تقصیرات سے درگزر نہیں، بلکہ جو کچھ ظاہری و باطنی اور مادی و روحی انعام و احسان اب تک ہو چکے ہیں ان کی پوری تکمیل و تتمیم کی جائے گی۔

فَائِدَة:[٤]......یعنی تجھ کو ہدایت واستقامت کی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رکھے گا۔ معرفت وشہود کے غیر محدود مراتب پر فائز ہونے اور ابدان وقلوب پر اسلام کی حکومت قائم کرنے کی راہ میں تیرے لیے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوسکے گی۔ لوگ جوق در جوق تیری ہدایت سے اسلام کے سیدھے راستہ پر آئیں گے اور اس طرح تیرے اُجور وحسنات کے ذخیرہ میں بیشار اضافہ ہوگا۔

فَائِدَة:[٥] نصر عزیز سے مراد:......یعنی اللہ کی ایسی مدد آئے گی جسے کوئی نہ روک سکے گا، نہ دبا سکے گا اور اُسی کی مدد سے فتح وظفر تیرے قدموں کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ سورۂ "نصر" میں فرمایا کہ جب خدا کی طرف سے مدد اور فتح آ جائے اور لوگ دینِ الٰہی میں فوج در فوج داخل ہونے لگیں تو اللہ کی تسبیح وتحمید اور اُس سے استغفار کیجیے۔ ظاہر ہے کہ اس فتح مبین پر بھی آپ ﷺ نے استغفار کیا ہوگا تو اس کے جواب میں ﴿لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ﴾ الآیۃ کا مضمون اور بھی زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ نبہ علیہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ۔

فَائِدَة:[٦] سکون واطمینان کا نزول:......اطمینان اتارا۔ یعنی باوجود خلاف طبع ہونے کے رسول کے حکم پر جمے رہے، ضدی کافروں کے ساتھ ضد نہیں کرنے لگے۔ اس کی برکت سے اُن کے ایمان کا درجہ بڑھا اور مراتب عرفان وایقان میں ترقی ہوئی۔ انہوں نے اوّل بیعت جہاد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑنے مرنے کے لیے تیار ہیں، یہ ایمان کا ایک رنگ تھا۔ اُس کے بعد جب پیغمبر ﷺ نے مسلمانوں کے جذبات کے خلاف اللہ کے حکم سے صلح منظور کر لی تو اُن کے ایمان کا دوسرا رنگ یہ تھا کہ اپنے پُر جوش جذبات وعواطف کو زور سے دبا کر اللہ ورسول کے فیصلہ کے آگے گردن انقیاد خم کر دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہٗ۔

فَائِدَة:[٧]......یعنی وہی جانتا ہے کہ کس وقت قتال کا حکم دینا تمہارے لیے مصلحت ہے اور کس موقع پر قتال سے باز رکھنا اور صلح کرنا حکمت ہے۔ تم کو اگر قتال کا حکم ہو تو کبھی کفار کی کثرت کا خیال کر کے پس وپیش نہ کرنا، کیونکہ آسمان وزمین کے لشکروں کا مالک وہی ہے جو تمہاری قلت کے باوجود اپنے غیبی لشکروں سے مدد کر سکتا ہے جیسے "بدر" "احزاب" اور "حنین" وغیرہ میں کی۔ اور اگر صلح کرنے اور قتال سے رُکنے کا حکم دے تو اسی کی تعمیل کرو، یہ خیال نہ کرنا کہ افسوس صلح ہوگئی اور کفار بچ نکلے، اُن کو سزا نہ ملی۔ اگر قتال کا حکم ہو جاتا تو ہم ان کو ہلاک کر ڈالتے کیونکہ اُن کا ہلاک ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں، ہم چاہیں تو اپنے دوسرے لشکروں سے ہلاک کر سکتے ہیں۔ بہرحال زمین وآسمان کے لشکروں کا مالک اگر صلح کا حکم دے گا تو ضرور اُسی میں بہتری اور حکمت ہوگی۔

فَائِدَة:[٨]...... جب حضور ﷺ نے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا﴾ پڑھ کر صحابہؓ کو سنائی تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور کہا: یارسول اللہ! یہ تو آپ کے لیے ہوا، ہمارے لیے کیا ہے؟ اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی اللہ نے اطمینان وسکینہ اُتار کر مومنین کا ایمان بڑھایا، تاانہیں نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ جنت میں داخل کرے اور اُن کی برائیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمادے۔ حدیث میں ہے کہ جن اصحابؓ نے حدیبیہ میں بیعت کی اُن میں سے ایک بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

تنبیہ:......مؤمنات کا ذکر تعمیم کے لیے ہے، یعنی مرد ہو یا عورت کسی کی محبت اور ایمان داری ضائع نہیں جاتی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

فَائِدَة:[٩] جنت طلب کرنا خلافِ اولیٰ نہیں ہے:......بعض نقال صوفی یا کوئی مغلوب الحال بزرگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جنت طلب کرنا ناقصوں کا کام ہے، یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں یہی بڑا کمال ہے۔

وَّیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ

اور تاکہ عذاب کرے دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور شرک والی عورتوں کو ١٠ جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بری اٹکلیں ١١

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ

انہی پر پڑے پھیر مصیبت کا ١٢ اور غصہ ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی ان کو اور تیار کی ان کے واسطے دوزخ اور بری

مَصِيْرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٧﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

جگہ پہنچے اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ١٣ ہم نے تجھ کو بھیجا احوال

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۖ وَتُسَبِّحُوْهُ

بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا ١٤ تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اس کی عظمت رکھو ١٥ اور اس کی پاکی بولتے رہو

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۖ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ

صبح اور شام ١٦ تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے ١٧ اوپر ان کے ہاتھ کے پھر جو کوئی

ع نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾

قول توڑے سو توڑتا ہے اپنے نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اس کو دے گا بدلہ بہت بڑا ١٨

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ

اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانے والے گنوار ہم کام میں لگے رہ گئے اپنے مالوں کے، اور گھر والوں کے سو ہمارا گناہ بخشوا ١٩

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۖ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ

وہ کہتے ہیں اپنی زبان سے جو ان کے دل میں نہیں ٢٠ تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے

بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۖ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١١﴾

تمہارا نقصان یا چاہے تمہارا فائدہ بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار ٢١

فَائِدَہ:[١٠] مشرکین و منافقین کو سزا:...... یعنی مومنین کے دلوں میں صلح کی طرف سے اطمینان پیدا کر کے اسلام کی جڑ مضبوط کر دی اور اسلامی فتوحات و ترقیات کا دروازہ کھول دیا جو انجام کار سبب ہے کافروں اور منافقوں پر مصیبت ٹوٹنے اور ان کو پوری طرح سزا ملنے کا۔

فَائِدَہ:[١١] منافقین کی بری اٹکلیں اور اندازے:...... "بری اٹکلیں" یہ کہ مدینہ سے چلتے وقت منافق (بجز ایک جد بن قیس کے) مسلمانوں کے ساتھ نہیں آئے، بہانے کر کے بیٹھ رہے۔ دل میں سوچا کہ مڈبھیڑ ضرور ہو کر رہے گی، یہ مسلمان لڑائی میں تباہ ہوں گے، ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا، کیونکہ وطن سے دور، فوج کم اور دشمن کا دیس ہوگا، ہم کیوں ان کے ساتھ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں۔ اور کفار مکہ نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بظاہر "عمرے" کے نام سے آ رہے ہیں اور فریب و دغا سے چاہتے ہیں کہ مکہ معظمہ ہم سے چھین لیں۔

فَائِدَہ:[١٢] بالآخر منافقین مصیبت میں پھنس گئے:...... یعنی زمانہ کی گردش اور مصیبت کے چکر میں آ کر رہیں گے، کہاں تک

احتیاطیں اور پیش بندیاں کریں گے۔

فَائِدَة: [۱۳]......یعنی وہ سزا دینا چاہے تو کون بچا سکتا ہے، خدائی لشکر ایک لمحہ میں پیس کر رکھ کر دے، مگر وہ زبردست ہونے کے ساتھ حکمت والا بھی ہے، حکمتِ الٰہی مقتضی نہیں کہ فوراً ہاتھوں ہاتھ ان کا استیصال کیا جائے۔

فَائِدَة: [۱۴]......یعنی آپ اللہ کے فرمانبرداروں کو خوشی اور نافرمانوں کو ڈر سناتے ہیں اور خود اپنے احوال بتلاتے ہیں جیسے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ سے یہاں تک تینوں قسم کے مضامین آ چکے۔ اور آخرت میں بھی اپنی اُمت پر نیز انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں گے۔

فَائِدَة: [۱۵]...... ﴿تُعَزِّرُوهُ﴾ اور ﴿تُوَقِّرُوهُ﴾ کی ضمیریں اگر اللہ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مراد اُس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

فَائِدَة: [۱۶]......یعنی اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو خواہ نمازوں کے ضمن میں یا نمازوں سے باہر۔

فَائِدَة: [۱۷] **بیعت رضوان کی حقیقت وخاصیت:**......لوگ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتے تھے۔ اس کو فرمایا کہ نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت کرنا ہے، کیونکہ حقیقت میں نبی خدا ہی کی طرف سے بیعت لیتا ہے اور اُسی کے احکام کی تعمیل وتاکید بیعت کے ذریعہ سے کراتا ہے، لہٰذا کما قال: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء: ۸۰] وکما قال: ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ [الانفال: ۱۷] جب بیعتِ نبوی کی حقیقت یہ ہوئی تو یقیناً خدا تعالیٰ کا دستِ شفقت وحمایت اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہوگا۔

تنبیہ: بیعت مختلف بھلائی کے کاموں پر ہوتی:......حضور ﷺ صحابہؓ سے کبھی اسلام پر کبھی جہاد پر کبھی کسی دوسرے امرِ خیر پر بیعت لیتے تھے۔ صحیح مسلم میں "وَعَلَى الْخَيْرِ" کا لفظ آیا ہے۔ مشائخ طریقت کی بیعت اگر بطریق مشروع ہو تو اسی لفظ کے تحت میں مندرج ہوگی۔ "حدیبیہ" میں اس بات پر بیعت لی گئی کہ مرتے دم تک میدانِ جہاد سے نہیں بھاگیں گے۔

فَائِدَة: [۱۸]......یعنی بیعت کے وقت جو قول وقرار کیا ہے اگر کوئی اُس کو توڑے گا تو اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ ورسول کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا، اسی کو عہد شکنی کی سزا ملے گی۔ اور جس نے استقامت دکھلائی اور اپنے عہد وپیمان کو مضبوطی کے ساتھ پورا کیا تو اُس کا بدلہ بھی بہت پورا ملے گا۔

فَائِدَة: [۱۹]......مدینہ سے روانہ ہوتے وقت آپ ﷺ نے اپنی روانگی کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو ساتھ چلنے کے لیے اُبھارا تھا، شاید قرائن سے آپ کو بھی لڑائی کا احتمال ہو۔ اُس پر دیہاتی گنوار جن کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا تھا، جان چرا کر بیٹھ رہے اور آپس میں کہنے لگے کہ بھلا! ہم ایسی قوم کی طرف جائیں گے جو محمد (ﷺ) کے گھر (مدینہ) میں آ کر اُن کے کتنے ساتھیوں کو قتل کر گئی۔ اب ہم اُس کے گھر جا کر اُس سے لڑیں گے؟ تم دیکھ لینا اب یہ اور ان کے ساتھی اس سفر سے واپس آنے والے نہیں، سب وہیں کھیت رہیں گے۔ اِن آیات میں حق تعالیٰ نے اُن کے نفاق کا پردہ فاش کیا ہے، آپ ﷺ کو مدینہ پہنچنے سے قبل راستہ میں بتلا دیا کہ تمہارے صحیح وسالم واپس جانے پر وہ لوگ اپنی غیر حاضری کے جھوٹے عذر اور حیلے بہانے کرتے ہوئے آئیں گے، اور کہیں گے کہ کیا کہیے! ہم کو گھر بار کے دھندوں سے فرصت نہ ملی۔ کوئی ہمارے پیچھے مال اور اہل وعیال کی خبر لینے والا نہ تھا، بہر حال ہم سے کوتاہی ضرور ہوئی، اب اللہ سے ہمارا قصور معاف کرا دیجیے۔

فَائِدَة: [۲۰]......یعنی دل میں جانتے ہیں کہ یہ عذر بالکل غلط ہے اور استغفار کی درخواست کرنا بھی محض ظاہرداری کے لیے ہے، سچے دل سے نہیں، وہ دل میں نہ اس کو گناہ سمجھتے ہیں، نہ آپ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

فَائِدَة: [۲۱] **نفع ونقصان اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے:**......یعنی ہر طرح کا نفع ونقصان اللہ کے قبضہ میں ہے، جس کی مشیت وارادہ کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا۔ اُس کو منظور نہیں تھا کہ تم کو اس سفر مبارک کی شرکت کے فوائد نصیب ہوں، نہ اب یہ منظور ہے کہ میں تمہارے لیے استغفار کروں۔ اُس نے تمہاری حیلہ تراشی سے قبل ہی، ہم کو ان جھوٹے اعذار پر مطلع کر دیا تھا۔ بہر حال اُس نے ارادہ کر لیا ہے کہ

تمہارے اعمال وحرکات کی بدولت "غزوۂ حدیبیہ" کی گوناگوں برکات وفوائد کی طرف سے تم کو نقصان اور گھاٹے میں رکھے۔ اور ہاں اتم کہتے ہو کہ اپنے مال اور گھر والوں کی حفاظت کی وجہ سے سفر میں نہ جاسکے، تو کیا خدا اگر تمہارے مال واولاد وغیرہ میں نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تم گھر میں رہ کر اُسے روک دوگے؟ یا فرض کرو اللہ تم کو کچھ فائدہ مال وعیال میں پہنچانا چاہے اور تم سفر میں ہو، تو کیا اُسے کوئی روک سکتا ہے؟ جب نفع و نقصان کو کوئی روک نہیں سکتا تو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی پروا کرنا محض حماقت وضلالت ہے۔ ان حیلوں بہانوں سے مت سمجھو کہ ہم اللہ کو خوش کرلیں گے، بلکہ یاد رکھو اللہ تمہارے سب کھلے چھپے اعمال واحوال کی پوری خبر رکھتا ہے۔

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ

کوئی نہیں تم نے تو خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ آئے گا رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی اور کھب گیا

قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝١٢ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

تمہارے دل میں یہ خیال اور اٹکل کی تم نے بری اٹکلیں اور تم لوگ تھے تباہ ہونے والے ف۲۲ اور جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر

فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝١٣ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

تو ہم نے تیار رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ اور اللہ کے لیے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا بخشے جس کو چاہے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝١٤ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى

اور عذاب میں ڈالے جس کو چاہے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲۳ اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے جب تم چلو گے

مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا

غنیمتیں لینے کو چھوڑو ہم بھی تمہارے ساتھ چاہتے ہیں کہ بدل دیں کہا اللہ کا تو کہہ دے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلو گے

كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا

یونہی کہہ دیا اللہ نے پہلے سے ف۲۴ پھر اب کہیں گے نہیں تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے ف۲۵ کوئی نہیں پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر

قَلِيْلًا ۝١٥ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

تھوڑا سا ف۲۶ کہہ دے پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا

تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے پھر اگر حکم مانو گے دے گا تم کو اللہ بدلہ اچھا ف۲۷ اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے

تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٦

پلٹ گئے تھے پہلی بار دے گا تم کو ایک عذاب دردناک ف۲۸

فَائدۃ:[۲۲]......یعنی واقع میں تمہارے نہ جانے کا سبب یہ نہیں جو بیان کر رہے ہو، بلکہ تمہارا خیال یہ تھا کہ اب پیغمبر اور مسلمان اس سفر سے بچ کر واپس نہ آئیں گے۔ یہی تمہاری دلی آرزو تھی اور یہ غلط اٹکل اور تخمینہ تمہارے دلوں میں خوب جم گیا تھا۔ اسی لیے اپنی حفاظت اور نفع کی صورت تم نے علیحدہ رہنے میں سمجھی، حالانکہ یہ صورت تمہارے خسران اور تباہی کی تھی اور اللہ جانتا تھا کہ یہ تباہ و برباد ہونے والے ہیں۔

فَائدۃ:[۲۳] غزوۂ خیبر میں شرکت سے منافقین کو ممانعت:......یعنی جس کو وہ بخشنا چاہے میں کیسے بخشواؤں، ہاں! اُس کی مہربانی ہو تو تم کو توبہ کی توفیق مل جائے اور بخشش ہو جائے۔ اُس کی رحمت بہر حال غضب پر سابق ہے۔

فَائدۃ:[۲۴]......"حدیبیہ" سے واپس ہو کر حضور ﷺ کو "خیبر" پر چڑھائی کرنے کا حکم ہوا، جہاں غدار یہود آباد تھے جو بدعہدی کر کے جنگِ "احزاب" میں کافر قوموں کو مدینہ پر چڑھا لائے تھے۔ حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خبر دی کہ وہ گنوار جو "حدیبیہ" نہیں گئے، اب "خیبر" کے معرکہ میں تمہارے ساتھ چلنے کو کہیں گے، کیونکہ وہاں خطرہ کم اور غنیمت کی اُمید زیادہ ہے، آپ اُن سے فرما دیں کہ تمہاری استدعا سے پیشتر اللہ ہم کو کہہ چکا ہے کہ تم (اس سفر میں) ہمارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤ گے۔ اندریں صورت کیا تم ہمارے ساتھ جا سکتے ہو؟ اگر جاؤ گے تو یہ معنی ہوں گے کہ گویا اللہ کا کہا بدل دیا گیا جو کسی طرح ممکن نہیں۔

فَائدۃ:[۲۵]......یعنی اللہ نے کچھ بھی نہیں فرمایا، محض یہ چاہتے ہو کہ ہمارا فائدہ نہ ہو، سب مالِ غنیمت بلا شرکت غیرے تمہارے ہی ہاتھ آجائے۔

فَائدۃ:[۲۶]......یعنی بہت تھوڑی سمجھ ہے۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کے زُہد و قناعت کا کیا حال ہے، کیا وہ مال کے حریص ہیں جو تم پر حسد کریں گے؟ اور پیغمبر ازراہِ حسد خدا پر جھوٹ بول دے گا؟ العیاذ باللہ!

فَائدۃ:[۲۷]......یعنی ذرا صبر کرو اس لڑائی میں تو نہیں جا سکتے، لیکن آگے بہت معرکے پیش آنے ہیں۔ بڑی سخت جنگجو قوموں سے مسلمانوں کے مقابلے ہوں گے جن کا سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا، جب تک کہ وہ قومیں مسلمان ہو کر یا جزیہ وغیرہ دے کر اسلام کی مطیع ہو جائیں۔ اگر واقعی تم کو شوقِ جہاد ہے تو اُس وقت میدان میں آکر دادِ شجاعت دینا اُس موقع پر خدا کا حکم مانو گے تو اللہ بہترین بدلہ دے گا۔

تنبیہ:......ان "جنگجو قوموں" سے "بنو حنیفہ" وغیرہ مراد ہیں جو "مسیلمہ کذاب" کی قوم تھی، یا "ہوازن" و "ثقیف" وغیرہ جن سے "حنین" میں مقابلہ ہوا، یا وہ مرتدین جن پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج کشی کی، یا فارس و روم اور کرد وغیرہ جن سے خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں لڑائیاں ہوئیں، اُن میں بہت سے بے لڑے بھڑے مسلمان ہوئے اور مالِ غنیمت بھی بہت آیا۔

فَائدۃ:[۲۸]......یعنی جیسے پہلے "حدیبیہ" جانے سے پیچھے ہٹ گئے تھے، اگر آئندہ ان معرکوں سے پیچھے ہٹے تو اللہ سخت دردناک سزا دے گا۔ شاید آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مل جائے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

اندھے پر تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۲۹ اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا

وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ

اور اسکے رسول کا اس کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائے اس کو عذاب دے گا دردناک ف۳۰ تحقیق

ع ۷

رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے ف۳۱ پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا ف۳۲ پھر اتارا
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝۱۸ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا
ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لیں گے ف۳۳ اور ہے اللہ زبردست
حَكِيْمًا ۝۱۹ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ
حکمت والا ف۳۴ وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت ف۳۵ اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو
عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲۰ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
تم سے ف۳۶ اور تا کہ ایک نمونہ ہو قدرت کا مسلمانوں کے واسطے ف۳۷ اور چلائے تم کو سیدھی راہ ف۳۸ اور ایک فتح اور جو
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝۲۱ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
تمہارے بس میں نہ آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۳۹ اور اگر لڑتے تم سے کافر تو
لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۲۲ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖۚ وَلَنْ
پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۴۰ رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے اور
تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝۲۳ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ
تو ہرگز نہ دیکھے گا اللہ کی رسم کو بدلتے ف۴۱ اور وہی ہے جس نے روک رکھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بیچ شہر مکہ کے
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۲۴
بعد اس کے کہ تمہارے ہاتھ لگا دیا ان کو ف۴۲ اور ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ف۴۳

فائدہ:[۲۹]......یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں۔

فائدہ:[۳۰]......یعنی تمام اُمور اور معاملات میں عام ضابطہ یہ ہے۔

فائدہ:[۳۱]......وہ کیکر کا درخت تھا، حدیبیہ میں "غالباً ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ﴾ الآیۃ فرمانے کی وجہ ہی سے اس بیعت کو "بیعۃ الرضوان" کہتے ہیں۔ شروع سورت میں اس کا مفصل قصہ گزر چکا۔

فائدہ:[۳۲]......یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل، حسنِ نیت، صدق و اخلاص اور حبِ اسلام وغیرہ۔

تنبیہ:......عموماً مفسرین نے ﴿مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ سے یہی مراد لیا ہے مگر ابو حیان کہتے ہیں کہ صلح اور شرائط صلح کی طرف سے دلوں میں جو رنج و غم اور اضطراب تھا وہ مراد ہے اور آگے ﴿فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ﴾ اس پر زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۳۳]......یعنی فتح خیبر جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد فوراً مل گئی اور مال غنیمت بہت آیا جس سے صحابہؓ آسودہ ہو گئے۔

فَائِدَہ:[۳۴]......یعنی اپنے زور و حکمت سے حدیبیہ کی کسر یہاں نکال دی، اور اس طرح کا قصہ فتح مکہ اور حنین میں ہوا۔

فَائِدَہ:[۳۵]......یعنی آگے چل کر بیشمار غنیمتیں ملنے والی ہیں، اُن میں کا یہ ایک حصہ غزوۂ خیبر میں دلوا دیا۔

فَائِدَہ:[۳۶]......یعنی عام لڑائی نہ ہونے دی، اور حدیبیہ یا خیبر میں کفار کے ہاتھوں سے تم کو کچھ ضرر نہ پہنچنے دیا اور تمہاری غیبت میں تمہارے اہل و عیال وغیرہ پر کوئی دست درازی نہ کر سکا۔

فَائِدَہ:[۳۷]......یعنی مسلمان سمجھیں کہ اللہ کی قدرت کیسی ہے اور اُن کا درجہ اُس کے ہاں کیا ہے، اور یہ کہ اسی طرح آئندہ کے وعدے بھی پورے ہو کر رہیں گے۔

فَائِدَہ:[۳۸]......یعنی اللہ کے وعدوں پر وثوق اور اُس کی لامحدود قدرت پر بھروسہ ہوگا تو اور زیادہ طاعت و فرمانبرداری کی ترغیب ہوگی، یہی سیدھی راہ ہے۔

فَائِدَہ:[۳۹]......یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی۔ اور مکہ کی فتح جو اُس وقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے، کیونکہ اللہ نے اُس کا وعدہ کر لیا اور فی الحقیقت عالم اسباب میں وہ نتیجہ اسی صلح حدیبیہ کا ہے۔

فَائِدَہ:[۴۰]......یعنی لڑائی ہوتی تو تم ہی غالب رہتے اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگتے، کوئی مدد کر کے اُن کو آفت سے نہ بچا سکتا، مگر اللہ کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ فی الحال صلح ہو جائے اور اس کی عظیم الشان برکات سے مسلمان مستفید ہوں۔

فَائِدَہ:[۴۱] اہل حق ہی غالب رہے ہیں:......یعنی جب اہلِ حق اور اہلِ باطل کا کسی فیصلہ کن موقع پر مقابلہ ہو جائے تو آخر کار اہلِ حق غالب اور اہلِ باطل مغلوب و مقہور کئے جاتے ہیں، یہی عادت اللہ کی ہمیشہ سے چلی آتی ہے جس میں کوئی تبدیل و تغییر نہیں۔ ہاں! یہ شرط ہے کہ اہلِ حق بحیات مجموعی پوری طرح حق پرستی پر قائم رہیں۔ اور بعض نے ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ کے معنی یوں کئے ہیں کہ اللہ کی عادت کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا، یعنی کسی اور کو قدرت نہیں کہ وہ کام نہ ہونے دے جو سنت اللہ کے موافق ہونا چاہئے تھا۔

فَائِدَہ:[۴۲]......مشرکین کی کچھ ٹولیاں "حدیبیہ" پہنچی تھیں کہ موقع پا کر حضور ﷺ کو شہید کر دیں یا اکیلے دکیلے مسلمان کو ستائیں۔ چنانچہ کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کی، بلکہ ایک مسلمان کو قتل بھی کر ڈالا اور اشتعال انگیز کلمات بکتے پھرے، آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُن کو زندہ گرفتار کر کے نبی کریم ﷺ کے حضور میں پیش کر دیا، آپ ﷺ نے اُن کو معاف فرما دیا اور کچھ انتقام نہیں لیا۔ آیہ ہذا میں اس قسم کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ اور ﴿بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ (بیچ شہر مکہ کے) یعنی شہر کے قریب، گویا شہر کا بیچ ہی سمجھو۔

فَائِدَہ:[۴۳]......یعنی اُن کی شرارتیں اور تمہارا عفو و تحمل سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ

یہ وہی لوگ ہیں جو منکر ہوئے اور روکا تم کو مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی کو بھی بند پڑی ہوئی اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک ف ۴۴

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم کو ان کی وجہ

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سے خرابی پڑ جاتی بے خبری سے کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے ف۴۵ اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو آفت ڈالتے ہم منکروں پر

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ

عذاب دردناک کی ف۴۶ جب رکھی منکروں نے اپنے دلوں میں کد نادانی کی ضد پھر اتارا

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا

اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر ف۴۷ اور قائم رکھا ان کو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کے لائق

وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ ع ۱۱

اور اس کام کے اور ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف۴۸ اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب تحقیق کہ تم داخل ہو رہو گے

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ

مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے ف۴۹

فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک ف۵۰

فائدہ: [۴۴]......یعنی حرم کے اُس حصہ تک قربانی کے جانور پہنچنے نہ دیئے جہاں لے جا کر ذبح کرنے کا عام دستور اور معمول ہے، حدیبیہ ہی میں رُکے پڑے رہے۔

فائدہ: [۴۵] **کفار سے تصادم سے بچنے میں حکمت:** ......یعنی کچھ مسلمان مرد و عورت جو مکہ میں مظلوم و مقہور تھے اور مسلمان اُن کو پوری طرح جانتے نہ تھے وہ لڑائی میں بے خبری سے پیس دیئے جائیں گے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو فی الحال لڑائی کا حکم دے دیا جاتا، لیکن ایسا ہوتا تو تم خود اس قومی نقصان پر متاسف ہوتے، اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ دیکھو! مسلمان مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اس خرابی کے باعث لڑائی موقوف رکھی گئی، تا وہ مسلمان محفوظ رہیں، اور تم پر اس بے مثال صبر و تحمل کی بدولت خدا اپنی رحمت نازل فرمائے۔ نیز کافروں میں سے جن لوگوں کا اسلام لانا مقدر ہے اُن کو بھی لڑائی کی خطرناک گڑبڑ سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کر لے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اس تمام قصے میں ساری ضد اور کعبہ کی بے ادبی اُن ہی (مشرکین) سے ہوئی، تم باادب رہے، انہوں نے عمرہ والوں کو منع کیا اور قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچنے دی۔ بیشک وہ جگہ اس قابل تھی کہ اُسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح کرائی جاتی، مگر بعض مسلمان مرد و زن مکہ میں چھپے ہوئے تھے اور بعض لوگ جن کا مسلمان ہونا اب مقدر تھا، اس وقت کی فتح مکہ میں وہ پیسے جاتے۔ آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے، تب اللہ نے مکہ فتح کرا دیا''۔

فائدہ: [۴۶]......یعنی اگر کفار مسلمانوں سے الگ ہوتے اور مسلمان اُن میں رَلے ملے نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ ہم مسلمانوں کے ہاتھوں سے کافروں کو کیسی دردناک سزا دلواتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۴۷] مشرکین کی ضد اور ہٹ دھرمی:......نادانی کی ضد یہی کہ امسال عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان مکہ سے ہجرت کر جائے اُسے پھر واپس بھیج دو، اگلے سال عمرہ کو آؤ تو تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرو، اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ، صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھو اور بجائے محمد رسول اللہ کے صرف محمد بن عبداللہ تحریر کرو۔ حضرت نے یہ سب باتیں قبول کیں اور مسلمانوں نے سخت انقباض و اضطراب کے باوجود پیغمبر کے ارشاد کے آگے سر تسلیم جھکا دیا اور بالآخر اسی فیصلہ پر اُن کے قلوب مطمئن ہو گئے۔

فَائِدَۃ:[۴۸]......یعنی اللہ سے ڈر کر نافرمانی کی راہ سے بچے اور کعبہ کے ادب پر مضبوطی سے قائم رہے اور کیوں نہ رہتے؟ وہ دنیا میں خدائے واحد کے سچے پرستار اور کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے زبردست حامل تھے۔ ایک پکا موحد اور پیغمبر کا مطیع و وفادار ہی اپنے جذبات ورجحانات کو عین جوش وخروش کے وقت اللہ کی خوشنودی اور اس کے شعائر کی تعظیم پر قربان کر سکتا ہے۔ حقیقی توحید یہی ہے کہ آدمی اس اکیلے مالک کا حکم سن کر اپنی ذلت وعزت کے سب خیالات بالائے طاق رکھ دے۔ شاید اسی لیے حدیث میں ﴿کَلِمَۃَ التَّقْوٰی﴾ کی تفسیر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے کی گئی ہے، کیونکہ تمام تر تقویٰ وطہارت کی بنیاد یہی کلمہ ہے جس کے اُٹھانے اور حق ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چن لیا تھا، اور بلا شبہ اللہ کے علم میں وہی اس کے مستحق اور اہل تھے۔

فَائِدَۃ:[۴۹]......ابتدائے سورت میں ذکر ہو چکا ہے کہ مدینہ میں حضور ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوئے اور سر منڈا کر اور بال کتروا کر حلال ہو رہے ہیں، اِدھر اتفاق سے آپ کا قصد اسی سال عمرہ کا ہو گیا۔ صحابہؓ نے عموماً یہ خیال جما لیا کہ اسی سال ہم مکہ پہنچیں گے اور عمرہ ادا کریں گے۔ جس وقت صلح مکمل ہو کر حدیبیہ سے واپسی ہوئی اور بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم امن وامان سے مکہ میں داخل ہوں گے اور عمرہ کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ امسال ایسا ہوگا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو بیشک یوں ہی ہو کر رہے گا تم امن وامان سے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرو گے، اور تم میں سے کوئی سر منڈوا کر کوئی بال کتروا کر احرام کھولے گا اور وہاں جانے کے بعد کسی طرح کا کھٹکا نہ ہوگا، چنانچہ حدیبیہ سے اگلے سال یوں ہی ہوا۔ آیہ ہٰذا میں اسی کو فرمایا ہے کہ بالتحقیق اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا، باقی ﴿اِنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ فرمانا ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تحقیق وتوکید کے لیے ہے اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس قسم کے مواقع میں قطعی طور پر ایک چیز کا بتلانا کسی مصلحت سے مقصود نہیں ہوتا اور کرنا منظور ہوتا ہے، وہاں یہ عنوان اختیار کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۵۰]......یعنی پھر اللہ نے اپنے علم محیط کے موافق واقعات کا سلسلہ قائم کیا، وہ جانتا تھا کہ خواب کی تعبیر ایک سال بعد ظاہر کرنے میں کس قدر مصالح ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں، اس لیے خواب کا وقوع امسال نہ ہونے دیا اور اس کے وقوع سے قبل تم کو لگتے ہاتھ ایک اور فتح عنایت کر دی، یعنی فتح خیبر یا صلح حدیبیہ جسے صحابہؓ فتح مبین کہتے تھے، جیسا کہ سورۂ ہٰذا کے پہلے فائدہ میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر ف۵۱ تاکہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے ف۵۲ اور کافی ہے اللہ

شَهِيْدًا ۝۲۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ

حق ثابت کرنے والا ف۵۳ محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر ف۵۴ نرم دل ہیں آپس میں ف۵۵ تو دیکھے ان کو

رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ

رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی ف۵۶ نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے ف۵۷

2/40

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ

یہ شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں ف۵۸ جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر ف۵۹ خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو ف۶۰ تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا ف۶۱ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

یقین لائے ہیں اور کئے ہیں کام بھلے معافی کا اور بڑے ثواب کا ف۶۲

فائدہ: [۵۱]......یعنی اُصول وفروع اور عقائد واحکام کے اعتبار سے یہی دین سچا اور یہی راہ سیدھی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے۔

فائدہ: [۵۲]......اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سینکڑوں برس تک سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں پر صدیوں تک بڑی شان وشکوہ سے حکومت کی۔ اور آئندہ بھی دنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنے والا ہے جب ہر چہار طرف دینِ برحق کی حکومت ہوگی۔ باقی حجت ودلیل کے اعتبار سے تو دینِ اسلام ہمیشہ ہی غالب رہا کیا اور رہے گا۔

فائدہ: [۵۳]......یعنی اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہی اپنے فعل سے اس کو حق ثابت کرنے والا ہے۔

فائدہ: [۵۴]......یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی، جس سے کافروں پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت وبیزاری کا اظہار ہوتا ہے قال تعالیٰ: ﴿وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً﴾ [التوبہ: ۱۲۳] وقال تعالیٰ: ﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ [التوبہ: ۷۳] وقال تعالیٰ: ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدہ: ۵۴] حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ۔'' علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو کچھ مضائقہ نہیں، مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے۔

فائدہ: [۵۵]......یعنی اپنے بھائیوں کے ہمدرد مہربان، اُن کے سامنے نرمی سے جھکنے والے اور تواضع وانکسار سے پیش آنے والے ''حدیبیہ'' میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ دونوں شانیں چمک رہی تھیں: ﴿اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾۔

فائدہ: [۵۶]......یعنی نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں، جب دیکھو رکوع وسجود میں پڑے ہوئے اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفۂ عبودیت ادا کر رہے ہیں، ریا ونمود کا شائبہ نہیں، بس اللہ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کی تلاش ہے۔

فائدہ: [۵۷]......یعنی نمازوں کی پابندی خصوصاً تہجد کی نماز سے اُن کے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہے، گویا خشیت وخشوع اور حسنِ نیت واخلاص کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں۔ حضرت کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنے چہروں کے نور اور متقیانہ چال ڈھال سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے تھے۔

فائدہ: [۵۸]......یعنی پہلی کتابوں میں خاتم الانبیاء ﷺ کے ساتھیوں کی ایسی ہی شان بیان کی گئی تھی، چنانچہ بہت سے غیر متعصب اہل کتاب اُن کے چہرے اور طور وطریق دیکھ کر بول اُٹھتے تھے کہ واللہ! یہ تو مسیح کے حواری معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: [۵۹]......حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کھیتی کی مثال کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یعنی اوّل اس دین پر ایک آدمی تھا، پھر دو ہوئے، پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی گئی حضرت کے وقت میں پھر خلفاء کے عہد میں۔'' بعض علماء کہتے ہیں کہ ﴿اَخْرَجَ شَطْئَهٗ﴾ میں عہد

صدیقی ﴿فَاٰزَرَهٗ﴾ میں عہد فاروقی ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ میں عہد عثمانی اور ﴿فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ﴾ میں عہد مرتضوی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ بعض دوسرے بزرگوں نے ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا﴾ کو علی الترتیب خلفائے اربعہؓ پر تقسیم کر دیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہیئت مجموعی مدح و منقبت پر مشتمل ہے، خصوصاً اصحاب بیعۃ الرضوان کی جن کا ذکر آغاز سورت سے برابر چلا آ رہا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ:[٦٠]...... کھیتی کرنے والے چونکہ اس کام کے مبصر ہوتے ہیں، اس لیے اُن کا ذکر خصوصیت سے کیا۔ جب ایک چیز کا مبصر اُس کو پسند کرے دوسرے کیوں نہ کریں گے۔

فَائِدَۃ:[٦١]...... یعنی اسلامی کھیتی کی یہ تازگی اور رونق و بہار دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و حسد سے جلتے ہیں۔ اس آیت سے بعض علماء نے یہ نکالا کہ صحابہؓ سے جلنے والا کافر ہے۔

فَائِدَۃ:[٦٢]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ وعدہ دیا اُن کو جو ایمان والے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب ایسے ہی تھے، مگر خاتمہ کا اندیشہ رکھا۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی صاف خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جائیں، اُس مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے۔''

تمت سورۃ الفتح

بفضل اللہ ورحمتہ فللہ الحمد والمنۃ

ایاتها ۱۹ ۴۹ سُورَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے ف۱ اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ سنتا ہے

عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ

جانتا ہے ف۲ اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ

کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۳ جو لوگ

يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ

دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے ف۴ ان کے لیے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④

معافی ہے اور ثواب بڑا ف۵ جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے

فَائِدَۃ:[۱] پیش قدمی کی ممانعت:......یعنی جس معاملہ میں اللہ ورسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو، اُس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو بلکہ حکمِ الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر ﷺ کچھ ارشاد فرمائیں، خاموشی سے کان لگا کر سنو، اُن کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم اُدھر سے ملے اُس پر بے چون وچرا اور بلا پس وپیش عامل بن جاؤ۔ اپنی اغراض اور اہواء وآراء کو اُن کے احکام پر مقدم نہ رکھو، بلکہ اپنی خواہشات وجذبات کو احکامِ سماوی کے تابع بناؤ۔

تنبیہ:......اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے آداب وحقوق اور اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اُصول پر کاربند ہونے سے مضبوط ومستحکم رہ سکتا ہے، اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ بیشتر نزاعات ومناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں جس کا واحد علاج یہ ہے کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں، ظاہر ہے کہ اللہ ورسول کے

ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہوسکتا، ایسا کرنے میں خواہ وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اُٹھانا پڑے، لیکن اُس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی اور کامیابی ہے۔

فائدہ: [٢] اللہ کا ڈر ہی اطاعت پر ابھارتا ہے:...... یعنی اللہ و رسول کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہوسکتی ہے جب خدا کا خوف دل میں ہو۔ اگر دل میں ڈر نہیں، تو بظاہر دعوائے اسلام کو نباہنے کے لیے اللہ و رسول کا نام بار بار زبان پر لائے گا اور بظاہر اُن کے احکام کو آگے رکھے گا، لیکن فی الحقیقت اُن کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لیے ایک حیلہ اور آلۂ کار بنائے گا۔ سو یاد رہے کہ جو زبان پر ہے اللہ اُسے سنتا اور جو دل میں ہے اُسے جانتا ہے، پھر اُس کے سامنے یہ فریب کیسے چلے گا چاہئے کہ آدمی اُس سے ڈر کر کام کرے۔

فائدہ: [٣] حضور ﷺ کی مجلس کا ادب و احترام:...... یعنی حضور ﷺ کی مجلس میں شور نہ کرو، اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو، حضور ﷺ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے۔ آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ۔ دیکھو! ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد اُستاذ سے، مخلص مرید پیر و مرشد سے، اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے، پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ ﷺ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ ﷺ کو تکدر پیش آئے تو حضور ﷺ کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔

تنبیہ: حضور ﷺ کے نائبین کا بھی ادب و احترام لازم ہے:...... حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضور ﷺ کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہئے اور جو قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی اِن آداب کو ملحوظ رکھے۔ نیز آپ ﷺ کے خلفاء، علمائے ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے تا جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

فائدہ: [٤] مجلس نبوی کا ادب و احترام کرنے والے پرکھے ہوئے جانچے ہوئے ہیں:...... یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں، یہ وہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کی تخم ریزی کے لیے پرکھ لیا ہے اور مانجھ کر خالص تقویٰ و طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں: قرآن، پیغمبر، کعبہ، نماز۔ اِن کی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالا مال ہو: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ٣٢] یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جب حضور ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے تو آپ کے احکام و ارشادات سننے کے بعد اُن کے خلاف آواز اُٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔

فائدہ: [٥]...... یعنی اس اخلاص و حق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہوں گی اور بڑا بھاری ثواب ملے گا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف٦ اے ایمان والو

اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا

اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو

فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

اپنے کئے پر لگو پچھتانے ۶ اور جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ

تو تم پر مشکل پڑے ۸ پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے

وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝٧ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر اللہ کے فضل سے اور احسان سے ۹ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

حَكِيْمٌ ۝٨ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ

حکمتوں والا ۱ اور اگر دو فریق مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھا چلا جائے

اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا

ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو

بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٩

ان میں برابر اور انصاف کرو بے شک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ۱

فائدہ: [۶] دور سے آوازیں دینا خلاف ادب: ...... بنی تمیم ملنے کو آئے، حضور ﷺ حجرۂ مبارک میں تشریف رکھتے تھے، وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے کہ "یامحمد! اخرج الینا" (اے محمد! باہر آیئے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی، رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے اُس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو، یا کسی اور مہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ ﷺ کی ذات منبع البرکات تو مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی اُمور کا مرکز و ملجا تھی۔ کسی معمولی ذمہ دار آدمی کے لیے بھی کام کرنا سخت مشکل ہو جائے اگر اُس کا کوئی نظام الاوقات نہ ہو۔ اور آخر پیغمبر کا ادب و احترام بھی کوئی چیز ہے، چاہیے تھا کہ کسی کی زبانی اندر اطلاع کراتے اور آپ ﷺ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے۔ جب ﷺ آپ باہر تشریف لا کر اُن کی طرف متوجہ ہوتے اس وقت خطاب کرنا چاہیے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو اُن کے حق میں بہتر اور قابل ستائش ہوتا، تاہم بے عقلی اور نادانستگی سے جو بات اتفاقاً سرزد ہو جائے اللہ اُس کو اپنی مہربانی سے بخشنے والا ہے۔ چاہیے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہو کر آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں۔ حضور ﷺ کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں، اور یہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اُخوت کا نظام قائم ہے۔

فائدہ: [۷] خبروں کی تحقیق کا حکم: ...... اکثر نزاعات و مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے، اس لیے اوّل اختلاف و تفریق کے اسی سرچشمہ کو بند کرنے کی تعلیم دی، یعنی کسی خبر کو یوں ہی بے تحقیق قبول نہ کرو۔ فرض کیجئے! ایک بے راہ رو اور تکلیف دہ آدمی نے اپنی کسی خیال اور جذبہ سے بے قابو ہو کر کسی قوم کی شکایت کی تم محض اس کے بیان پر اعتماد کر کے اُس قوم پر چڑھ دوڑے، بعدہٗ ظاہر ہوا کہ اُس شخص نے غلط کہا تھا، تو خیال کرو اُس وقت کس قدر پچھتانا پڑے گا، اور اپنی جلد بازی پر کیا کچھ ندامت ہوگی، اور اس کا نتیجہ جماعت

اسلام کے حق میں کیسا خراب ہوگا۔

فَائِدَہ:[۸] اپنی رائے یا مشورہ قبول نہ ہو تو رنجیدہ نہ ہونا چاہیے!...... یعنی اگر رسول اللہ ﷺ تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو برا نہ مانو۔ حق، لوگوں کی خواہشوں یا رایوں کے تابع نہیں ہو سکتا، ایسا ہو تو زمین و آسمان کا سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائے، قال تعالیٰ: ﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ [المومنون:۷۱] الغرض خبروں کی تحقیق کیا کرو اور حق کو اپنی خواہش اور رائے کے تابع نہ بناؤ، بلکہ اپنی خواہشات کو حق کے تابع رکھو، اس طرح تمام جھگڑوں کی جڑ کٹ جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی تمہارا مشورہ قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر اسی میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے، پھر کس کس کی بات پر چلے۔''

فَائِدَہ:[۹] اگر نبی ہر ایک کے مشورے پر عمل کرے تو سب مشقت میں پڑ جائیں:...... یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیغمبر ﷺ تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہو، لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کا رسول ﷺ جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے و خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے؟ آج گو حضور ﷺ ہمارے درمیان میں نہیں، مگر حضور ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کے وارث و نائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے۔

فَائِدَہ:[۱۰]...... یعنی وہ سب کی استعداد کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت سے وہ احوال و مقامات مرحمت فرماتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہوں۔

فَائِدَہ:[۱۱] مسلمان جماعتوں کی لڑائی کی صورت میں صلح کرانے کی تلقین:...... یعنی ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے۔ اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو، بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے لڑائی کریں، یہاں تک کہ وہ فریق مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آئے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لیے اپنے کو پیش کر دے۔ اس وقت چاہیے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مساوات و انصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں، کسی ایک کی طرفداری میں جادۂ حق سے ادھر ادھر نہ جھکیں۔

تنبیہ: دو جماعتوں سے مراد:...... آیت کا نزول صحیحین کی روایت کے موافق ''انصار'' کے دو گروہ اوس و خزرج کے ایک وقتی ہنگامے کے متعلق ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے درمیان اسی آیت کے ماتحت صلح کرا دی۔ جو لوگ خلیفہ کے مقابلہ میں بغاوت کریں وہ بھی عموم آیت میں داخل ہیں، چنانچہ قدیم سے علمائے سلف بغاۃ کے مسئلہ میں اسی سے استدلال کرتے آئے ہیں، لیکن جیسا کہ شانِ نزول سے ظاہر ہوتا ہے یہ حکم مسلمانوں کے تمام جماعتی مناقشات و مشاجرات کو شامل ہے، باقی باغیوں کے متعلق احکام شرعیہ کی تفصیل فقہ میں دیکھنا چاہیے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا ع ۱۲

مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو ۱۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ

ایمان والو ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے

عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الْاِسْمُ

شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے ف۱۳ برا نام ہے

الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

گنہگاری پیچھے ایمان کے ف۱۴ اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف ف۱۵ اے ایمان والوا

اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ

بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے

بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

ایک دوسرے کو ف۱۶ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو سو گھن آتا ہے تم کو اس سے ف۱۷ اور ڈرتے رہو اللہ سے،

اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫

بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ف۱۸

فائدہ:[۱۲]......یعنی صلح اور جنگ کی ہر ایک حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی مصالحت ہے، دشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں ٹکرا جائیں تو یوں ہی اُن کے حال پر نہ چھوڑ دو، بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کرو۔ اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بیجا طرف داری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔

فائدہ:[۱۳] تمسخر و استہزاء سے ممانعت:......اول مسلمانوں میں نزاع و اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھیں، پھر بتلایا کہ اگر اتفاقاً اختلاف رُونما ہو جائے تو پر زور اور مؤثر طریقہ سے اس کو مٹایا جائے لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو کوشش ہونی چاہئے کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہوا بس ایک دوسرے کا تمسخر اور استہزاء کرنے لگتا ہے، ذرا سی بات ہاتھ لگ گئی اور ہنسی مذاق اُڑانا شروع کر دیا، حالانکہ اُسے معلوم نہیں کہ شاید جس کا مذاق اُڑا رہا ہے وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہو، بلکہ بسا اوقات یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اُس کو بہتر سمجھتا ہوتا ہے، مگر ضد و نفسانیت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے، اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طریقہ سے نفرت و عداوت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہتی ہے اور قلوب میں اس قدر بعد ہو جاتا ہے کہ صلح و ائتلاف کی کوئی اُمید باقی نہیں رہتی۔ آیۂ ہذا میں خداوند قدوس نے اسی قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے، یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ نہ مسخرا پن کرے، نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں، نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں، اور نہ برے ناموں اور برے القاب سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے، کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے۔ سبحان اللہ! کیسی بیش بہا ہدایات ہیں، آج اگر مسلمان سمجھیں تو اُن کے سب سے بڑے مرض کا مکمل علاج اسی ایک سورۂ حجرات میں موجود ہے۔

فائدہ:[۱۴] برے القاب اور برے ناموں سے پکارنے کی ممانعت:......یعنی کسی کا برا نام ڈالنے سے آدمی خود گناہ گار ہوتا ہے۔ اُسے تو واقع میں عیب لگا یا نہ لگا، لیکن اس کا نام بدتہذیب، فاسق، گناہ گار، مردم آزار پڑ گیا۔ خیال کرو "مومن" کے بہترین لقب کے بعد یہ

نام کیا اچھے معلوم ہوتے ہیں؟ یا یہ مطلب ہے کہ جب ایک شخص ایمان لا چکا اور مسلمان ہو گیا اُس کو مسلمانی سے پہلے کی باتوں پر طعن دینا یا اُس وقت کے بدترین القاب سے یاد کرنا مثلاً یہودی، یا نصرانی وغیرہ کہہ کر پکارنا نہایت مذموم حرکت ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی عیب میں مبتلا ہوا اور وہ اُس کا اختیاری نہ ہو، یا ایک گناہ سے فرض کیجیے توبہ کر چکا ہے، چڑانے کے لیے اس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔

فَائِدَة:[۱۵] ......یعنی جو پہلے ہو چکا اب توبہ کر لو، اگر یہ احکام و ہدایات سننے کے بعد بھی ان جرائم سے توبہ نہ کی تو اللہ کے نزدیک اصلی ظالم یہی ہوں گے۔

فَائِدَة:[۱۶] بدگمانی وغیرہ اختلافات کا پیش خیمہ ہے: ......اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان اُمور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسنِ ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا، مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محمل اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اُس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو، ہمیشہ اُس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے گی اور اسی برے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دے گا۔ پھر نہ صرف یہی کہ ایک بات حسبِ اتفاق پہنچ گئی، بدگمانی سے اُس کو غلط معنی پہنا دیئے گئے، نہیں! اس جستجو میں رہتا ہے کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس گرم کریں۔ ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو جو اختلافات بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں اور اُن کا ضرر بہت محدود ہو جائے، بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''الزام لگانا اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے برا کہنا کسی جگہ بہتر نہیں، مگر جہاں اُس میں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو'' وہاں اجازت ہے جیسے رجالِ حدیث کی نسبت آئمہ جرح و تعدیل کا معمول رہا ہے، کیونکہ اس کے بدون دین کا محفوظ رکھنا محال تھا۔

فَائِدَة:[۱۷] مسلمان کی غیبت کرنا بھائی کے گوشت کھانے کی طرح ہے: ......یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے، کیا اس کو کوئی انسان پسند کرے گا؟ بس سمجھ لو غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔

فَائِدَة:[۱۸] متقی ہی اوامر پر عمل کرتا اور نواہی سے بچتا ہے: ......یعنی ان نصیحتوں پر کاربند وہی ہو گا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو، یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ چاہیے کہ ایمان و اسلام کا دعویٰ رکھنے والے واقعی طور پر اُس خداوند قہار کے غضب سے ڈریں اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہوئی ہیں، اللہ کے سامنے صدقِ دل سے توبہ کریں، وہ اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ

اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق

اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ

عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا ۱۹ اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ۲۰ کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم

تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ

ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں ۲۱ اور اگر حکم پر چلو گے اللہ کے

وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لے گا تمہارے کاموں میں کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ہے ف۲۲ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے ف۲۳ تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ

زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۲۴ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے ف۲۵ تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو

اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو ف۲۶

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع ۲

اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو ف۲۷

فائدہ: [۱۹] **عزت و افضلیت کا معیار:**...... اکثر غیبت طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشا کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدب اور پرہیز گار ہو اُسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں۔ شیخ، سید، مغل، پٹھان اور صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری سب کا سلسلہ آدم و حوا علیہما السلام پر ختم ہوتا ہے، یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لیے مقرر کیے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک موہوب شرف ہے، جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے، لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال اور فضیلت کا ٹھہرالیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے، ہاں شکر کرنا چاہیے کہ اُس نے بلا اختیار و کسب ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے۔ بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں، تقویٰ و طہارت ہے اور متقی آدمی دوسروں کو حقیر کب سمجھے گا؟

فائدہ: [۲۰]...... یعنی تقویٰ اور ادب اصل میں دل سے ہے۔ اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں متقی اور مؤدب نظر آتا ہے وہ واقع میں کیسا ہے اور آئندہ کیسا رہے گا۔ انما العبرۃ للخواتیم۔

فائدہ: [۲۱] **ایمان و اسلام میں فرق ہے:**...... یہاں یہ بتلاتے ہیں کہ ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے اور جڑ پکڑ لے اُس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دور ہو جاتی ہیں۔ جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈنے اور آزار پہنچانے

میں مبتلا ہو، سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اُس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا۔ ایک حدیث میں ہے: "یا معشر من آمن بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم۔" الخ (ابن کثیر: جلد ۸) حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ایک کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا، اُس کا مضائقہ نہیں۔ اور ایک کہتا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہے۔ جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں؟ جس کو واقعی پورا یقین حاصل ہو وہ تو ایسے دعوے کرنے سے ڈرتا اور شرماتا ہے۔"

تنبیہ: ...... اس آیت سے ایمان و اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور یہی بات حدیثِ جبرئیل وغیرہ سے ثابت ہوئی ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں اس موضوع پر کافی بحث کی ہے، یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔

فائدہ: [۲۲] ...... یعنی اب بھی اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے ثواب میں کمی نہ کرے گا۔

فائدہ: [۲۳] ...... یعنی سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ و رسول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو اور اُن کی راہ میں ہر طرح جان و مال سے حاضر رہے۔

فائدہ: [۲۴] ...... یعنی اگر واقعی سچا دین اور پورا یقین تم کو حاصل ہے تو کہنے سے کیا ہوگا، جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے۔

فائدہ: [۲۵] ...... بعض گنوار آ کر کہتے تھے کہ دیکھئے! ہم تو بدون لڑے بھڑے مسلمان ہو گئے، گویا احسان جتلاتے تھے۔ اُس کا جواب آگے دیتے ہیں۔

فائدہ: [۲۶] نیکی کرنے میں بندہ کا کوئی کمال نہیں، اصل تو اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے: ...... یعنی اگر واقعی تم دعوائے اسلام و ایمان میں سچے ہو تو یہ تمہارا احسان نہیں، اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف آنے کا راستہ دیا اور دولتِ اسلام سے سرفراز کیا، اگر سچی بات کہو تو واقعہ اس طرح ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "نیکی اپنے ہاتھ سے ہو، اپنی تعریف نہیں، رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی۔" گویا خاتمہ سورت پر متنبہ کر دیا کہ اگر تم کو قرآنی ہدایات اور اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونے کی توفیق ہو تو احسان نہ جتلاؤ، بلکہ اللہ کے احسان و انعام کا شکر ادا کرو جس نے ایسی توفیق ارزانی فرمائی۔

فائدہ: [۲۷] ...... یعنی دلوں کے بھید اور ظاہر کا عمل سب کو خدا جانتا ہے، اُس کے سامنے باتیں نہ بناؤ۔

تمت سورة الحجرات

بعون الله وحسن توفيقه فله الحمد والمنة

ایاتھا ٤٦ ٥٠ سُوْرَۃُ قٓ مَكِّيَّةٌ ٣٤ رکوعاتھا ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ① بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ

قٓ قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ انکو تعجب ہوا کہ آیا ان کے پاس ڈر سنانے والا انہی میں سے ہو گا تو کہنے لگے منکر یہ تعجب

عَجِيْبٌ ② ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ③ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ

کی چیز ہے کیا جب ہم مر چکیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا بہت دور ہے ف۱ ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین ان میں سے ف۲ اور ہمارے

مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ④ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ⑤

پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ف۳ کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں سچے دین کو جب ان تک پہنچا سو وہ پڑ رہے ہیں الجھی ہوئی بات میں ف۴

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ⑥ وَالْاَرْضَ

کیا نہیں دیکھتے آسمان کو اپنے اوپر کیسا ہم نے اس کو بنایا اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی سوراخ ف۵ اور زمین کو

مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑦ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

پھیلایا اور ڈالے اس میں بوجھ اور اگائی اس میں ہر ہر قسم کی رونق کی چیز سمجھانے کو اور یاد دلانے کو

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑧ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ⑨

اس بندہ کے لیے جو رجوع کرے ف۶ اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ف۷

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ⑩ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ

اور کھجوریں لمبی ان کا خوشہ ہے تہ پر تہ ف۸ روزی دینے کو بندوں کے اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ دیس کو یونہی ہو گا

الْخُرُوْجُ ⑪

نکل کھڑے ہونا ف۹

فَائِدَۃ: [١] قرآن کی عظمت اور کفار کا رسالت و دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب: ...... یعنی قرآن کی بزرگی اور عظمتِ شان کا کیا کہنا جس نے آکر سب کتابوں کو منسوخ کردیا اور اپنی اعجازی قوت اور لامحدود اسرار و معارف سے دنیا کو محوِ حیرت بنادیا۔ یہی بزرگی والا قرآن بذاتِ خود شاہد ہے کہ اس کے اندر کوئی نقص و عیب نہیں، نہ کہیں انگلی رکھنے کی جگہ ہے، لیکن منکرین پھر بھی اس کو قبول نہیں کرتے، اس لیے نہیں کہ ان کے پاس اس کے خلاف کوئی حجت و برہان ہے، بلکہ محض اپنے جہل و حماقت سے اس پر تعجب کرتے ہیں کہ اُن ہی کے خاندان اور نسل کا ایک آدمی اُن کی طرف رسول ہو کر آیا اور بڑا بن کر سب کو نصیحتیں کرنے لگا، اور بات بھی ایسی عجیب کہی جسے کوئی باور نہ کرسکے۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہوگئے، کیا پھر زندگی کی طرف واپس کیے جائیں گے؟ یہ واپسی تو عقل سے بہت دُور اور امکان و عادت سے بالکل بعید ہے۔

فَائِدَۃ: [٢] بعث بعد الموت کے انکار کا جواب: ...... یعنی ساری مٹی نہیں ہوجاتی، جان سلامت رہتی ہے اور بدن کے اجزاء تحلیل ہو کر جہاں کہیں منتشر ہوگئے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں۔ اُس کو قدرت ہے کہ ہر جگہ سے اجزائے اصلیہ کو جمع کر کے ڈھانچہ کھڑا کردے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے۔

فَائِدَۃ: [٣] ...... یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ہمارا علم قدیم ہے، حتیٰ کہ اُن میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو "لوحِ محفوظ" کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے۔ پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے، وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے۔ یا اس کو پہلے جملہ کی تاکید سمجھو، کیونکہ جو چیز کسی کے علم میں ہو اور قلم بند بھی کرلی جائے وہ لوگوں کے نزدیک بہت زیادہ مؤکد سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں مخاطبین کے محسوسات کے اعتبار سے متنبہ کردیا کہ ہر چیز خدا کے علم میں ہے اور اُس کے ہاں لکھی ہوئی ہے جس میں ذرا کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

فَائِدَۃ: [٤] ...... یعنی صرف تعجب نہیں بلکہ کھلی ہوئی تکذیب ہے۔ حضرت ﷺ کی نبوت، قرآن اور بعث بعد الموت، ہر چیز کو جھٹلاتے ہیں اور عجب اُلجھی ہوئی باتیں کرتے ہیں۔ بیشک جو شخص سچی باتوں کو جھٹلاتا ہے، اسی طرح شک و اضطراب اور تردد و تحیر کی اُلجھنوں میں پڑا جایا کرتا ہے۔

فَائِدَۃ: [٥] قدرت کے دلائل: ...... یعنی آسمان کو دیکھ لو، نہ بظاہر کوئی کھمبا نظر آتا ہے نہ ستون، اتنا بڑا عظیم الشان جسم کیسا مضبوط و مستحکم کھڑا ہے اور رات کو جب اس پر ستاروں کی قندیل اور جھاڑ فانوس روشن ہوتے ہیں تو کس قدر پُر رونق اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں برس گزر گئے، نہ اس چھت میں کہیں سوراخ ہوا، نہ کوئی کنگرہ گرا، نہ پلاسٹر ٹوٹا، نہ رنگ خراب ہوا، آخر کونسا ہاتھ ہے جس نے یہ مخلوق بنائی اور بنا کر اُس کی ایسی حفاظت کی۔

فَائِدَۃ: [٦] ...... یعنی جو آدمی خدا کی طرف رجوع ہو محض ان ہی محسوسات کے دائرہ میں اُلجھ کر نہ رہ جائے، اُس کے لیے آسمان و زمین کی تخلیق و تنظیم میں دانائی و بینائی کے کتنے سامان ہیں جن میں ادنیٰ غور کرنے سے صحیح حقیقت تک پہنچ سکتا ہے، اور بھولے ہوئے سبق اُس کو یاد آسکتے ہیں، پھر خدا جانے ایسی روشن نشانیوں کی موجودگی میں بھی یہ لوگ کیوں کر حق کو جھٹلانے کی جرأت کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ: [٧] ...... اناج وہ ہے جس کے ساتھ اُس کا کھیت بھی کٹ جائے اور باغ پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے۔

فَائِدَۃ: [٨] ...... یعنی بڑی کثرت و افراط سے جن کا خوشہ دیکھنے میں بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فَائِدَۃ: [٩] ...... یعنی بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کردیا، اسی طرح قیامت کے دن مردے زندہ کردیئے جائیں گے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿١٢﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿١٣﴾

جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنویں والے اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی

وَّاَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ وَقَوۡمُ تُبَّعٍ‌ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيۡدِ ۝۱۴ اَفَعَيِيۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ‌ؕ

اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم ف۱۰ ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پھر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا ف۱۱ اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر

ع ۱۵
بَلۡ هُمۡ فِىۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۝۱۵ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ

کوئی نہیں ان کو دھوکا ہے ایک نئے بنانے میں ف۱۲ اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں

نَفۡسُهٗ ‌ۖۚ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ۝۱۶ اِذۡ يَتَلَقَّى الۡمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ

اس کے جی میں ف۱۳ اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ ف۱۴ جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے داہنے بیٹھا

الشِّمَالِ قَعِيۡدٌ ۝۱۷ مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ ۝۱۸ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ

اور بائیں بیٹھا ف۱۵ نہیں بولتا کچھ بات جو نہیں ہوتا اس کے پاس ایک راہ دیکھنے والا تیار ف۱۶ اور وہ آئی بیہوشی موت کی

بِالۡحَـقِّ‌ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ ۝۱۹ وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ‌ؕ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡوَعِيۡدِ ۝۲۰ وَجَآءَتۡ كُلُّ

تحقیق ف۱۷ یہ وہ ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا ف۱۸ اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن ڈرانے کا ف۱۹ اور آیا ہر ایک

نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيۡدٌ ۝۲۱ لَقَدۡ كُنۡتَ فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ

جی اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتلانے والا ف۲۰ تو بے خبر رہا اس دن سے اب کھول دی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری

فَبَصَرُكَ الۡيَوۡمَ حَدِيۡدٌ ۝۲۲

سو تیری نگاہ آج تیز ہے ف۲۱

فائدہ:[۱۰]......ان اقوام کے قصے سورۂ حجر، فرقان، دُخان وغیرہ میں گزر چکے ہیں۔(الحجر:۷۱-۸۴، الفرقان: ۳۵-۳۸، الدخان: ۱۷-۳۷)

فائدہ:[۱۱]......یعنی تکذیب انبیاء پر جس انجام سے ڈرایا گیا تھا وہی سامنے آکر رہا۔

فائدہ:[۱۲] دوسری بار پیدا کرنا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے:......یعنی دوبارہ نئے سرے سے پیدا کرنے میں انہیں فضول دھوکا لگ رہا ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا دوسری مرتبہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے؟ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ (معاذ اللہ) وہ پہلی دفعہ دنیا کو بنا کر تھک گیا ہوگا؟ اُس قادرِ مطلق کی نسبت ایسے توہمات قائم کرنا سخت جہالت اور گستاخی ہے۔

فائدہ:[۱۳]......یعنی اس کے ہر قول و فعل سے ہم خبردار ہیں، حتیٰ کہ جو وساوس و خطرات اُس کے دل میں گزرتے ہیں، اُن کا بھی ہم کو علم ہے: ﴿اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ‌ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ۝﴾ [الملک:۱۴]

فائدہ:[۱۴] اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب تر ہیں:......گردن کی رگ مراد ہے جسے "شہ رگ" کہتے ہیں اور جس کے کٹنے سے انسان مرجاتا ہے، شاید یہ کنایہ ہو جان اور روح سے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم (باعتبار علم کے) اُس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں۔

یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اس کا علم خود اُس سے بھی زیادہ ہے، نیز علت اور منشاء کو معلول اور ناشی کے ساتھ وہ قرب حاصل ہوتا ہے جو معلول اور ناشی کو خود اپنے نفس سے بھی نہیں ہوتا۔ اس کا کچھ مختصر بیان ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ [الاحزاب: ۶] کے حواشی میں ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے" ولنعم ما قیل ؎

جہاں نہاں در جسم واو در جہاں نہاں

اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جہاں

فَائِدَۃ: [۱۵] دو فرشتے کراماً کاتبین: ...... یعنی دو فرشتے خدا کے حکم سے ہر وقت اُس کی تاک میں لگے رہتے ہیں جو لفظ اُس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں۔ نیکی داہنے والا، اور بدی بائیں والا۔

فَائِدَۃ: [۱۶] ...... یعنی لکھنے کو تیار ہے۔

تنبیہ: ...... دونوں فرشتے کہاں رہتے ہیں؟ اور علاوہ اقوال کے کیا کیا کچھ لکھتے ہیں؟ اس کی تفصیل احادیث و آثار سے ملے گی۔

فَائِدَۃ: [۱۷] ...... یعنی لو ادھر مسل تیار ہوئی، اُدھر موت کی گھڑی آ پہنچی اور مرنے والا نزع کی بیہوشیوں اور جاں کنی کی سختیوں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس وقت وہ سب سچی باتیں نظر آنا شروع ہو گئیں جن کی خبر اللہ کے رسولوں نے دی تھی، اور میت کی سعادت وشقاوت سے پردہ اُٹھنے لگا، اور ایسا پیش آنا قطعی اور یقینی تھا، کیونکہ حکیم مطلق کی بہت سی حکمتیں اس سے متعلق تھیں۔

فَائِدَۃ: [۱۸] ...... یعنی آدمی نے موت کو بہت کچھ ٹلانا چاہا، اور اس ناخوشگوار وقت سے بہت کچھ بھاگتا اور کتراتا رہا، پر یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں تھی، آخر سر پر آ کھڑی ہوئی، کوئی تدبیر اور حیلہ دفع الوقتی کا نہ چل سکا۔

فَائِدَۃ: [۱۹] ...... چھوٹی قیامت تو موت کے وقت ہی آ چکی تھی، اُس کے بعد بڑی قیامت حاضر ہے، بس صور پھونکا گیا اور وہ ہولناک دن آ موجود ہوا جس سے انبیاء و رسل برابر ڈراتے چلے آتے تھے۔

فَائِدَۃ: [۲۰] ...... یعنی محشر میں اس طرح حاضر کئے جائیں گے کہ ایک فرشتہ پیشی کے میدان کی طرف ڈھکیلتا ہوگا اور دوسرا اعمال نامہ لیے ہوگا جس میں اس کی زندگی کے سب احوال درج ہوں گے۔ شاید یہ وہی دو فرشتے ہوں جو "کراماً کاتبین" کہلاتے ہیں اور جن کی نسبت فرمایا تھا: ﴿اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ﴾ اور ممکن ہے کوئی اور ہوں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ: [۲۱] ...... یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ دنیا کے مزوں میں پڑ کر تو آج کے دن سے بے خبر تھا اور تیری آنکھوں کے سامنے شہوات و خواہشات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، پیغمبر جو سمجھاتے تھے تجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آج ہم نے تیری آنکھ سے وہ پردے ہٹا دیئے اور نگاہ خوب تیز کر دی، اب دیکھ لے جو باتیں کہی گئی تھیں صحیح ہیں یا غلط؟

وَقَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ

اور بولا فرشتہ اس کے ساتھ والا یہ ہے جو میرے پاس تھا حاضر ۲۲ ڈال دو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو نیکی سے روکنے والا حد سے

مُعْتَدٍ مُّرِیْبٍ ﴿۲۵﴾ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ

بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا ۲۳ جس نے ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا سو ڈال دو اس کو سخت عذاب میں ۲۴ بولا شیطان

قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ

اس کا ساتھی، اے رب ہمارے میں نے اس کو شرارت میں نہیں ڈالا پر یہ تھا راہ کو بھولا دور پڑا ہوا ف۲۵ فرمایا جھگڑا نہ کرو میرے پاس اور میں

قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ ع ۱۶

پہلے ہی ڈرا چکا تھا تم کو عذاب سے ف۲۶ بدلتی نہیں بات میرے پاس اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۲۷ جس دن ہم کہیں

لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾

دوزخ کو تو بھر چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے ف۲۸ اور نزدیک لائی جائے بہشت ڈرنے والوں کے واسطے دور نہیں ف۲۹

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ

یہ ہے جس کا وعدہ ہوا تھا تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد رکھنے والے کے واسطے جو ڈرا رحمان سے بن دیکھے اور لایا دل

مُّنِيْبِ ۣ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

رجوع ہونے والا چلے جاؤ اس میں سلامت ف۳۰ یہ دن ہمیشہ رہنے کا ف۳۱ ان کے واسطے وہ جو وہاں چاہیں گے اور ہمارے پاس کچھ زیادہ بھی ہے ف۳۲

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ

اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں کہ ان کی قوت زبردست تھی ان سے پھر لگے کریدنے شہروں میں کہیں ہے

مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾

بھاگ جانے کو ٹھکانہ ف۳۳ اس میں سوچنے کی جگہ ہے اس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر ف۳۴

فائدہ: [۲۲] ......یعنی فرشتہ اعمال نامہ حاضر کرے گا، اور بعض نے "قرین" سے مراد شیطان لیا ہے، یعنی شیطان کہے گا کہ یہ مجرم حاضر ہے جس کو میں نے اغواء کیا اور دوزخ کے لیے تیار کر کے لایا ہوں۔ مطلب یہ کہ اغواء تو میں نے کیا، مگر میرا ایسا زور و تسلط نہ تھا کہ زبردستی اس کو شرارت میں ڈال دیتا، یہ اپنے ارادہ واختیار سے گمراہ ہوا۔

فائدہ: [۲۳] ......بارگاہِ ایزدی سے یہ حکم دو فرشتوں کو ہوگا کہ ایسے لوگوں کو جہنم میں جھونک دو۔ (اعاذنا اللہ منہا)

فائدہ: [۲۴] ......یعنی ایسے لوگ جہنم میں سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں۔

فائدہ: [۲۵] ......یعنی میری کچھ زبردستی اس پر نہ چلتی تھی، ذرا شہ دی تھی کہ یہ کمبخت خود گمراہ ہو کر نجات و فلاح کے راستہ سے دُور جا پڑا۔ شیطان یہ کہہ کر اپنا جرم ہلکا کرنا چاہتا ہے۔

فائدہ: [۲۶] اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کو ڈانٹ: ......یعنی بک بک مت کرو دنیا میں سب کو نیک و بد سے آگاہ کر دیا گیا تھا، اب ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا ملے گی۔ جو گمراہ ہوا اور جس نے اغواء کیا، سب اپنی حرکتوں کا خمیازہ بھگتیں گے۔

فائدہ: [۲۷] ......یعنی ہمارے یہاں ظلم نہیں، جو کچھ فیصلہ ہوگا عین حکمت اور انصاف سے ہوگا۔ "اور بات نہیں بدلتی" یعنی کافر بخشا نہیں

جاتا، بھلا شیطان اکفر کی بخشش تو کہاں؟

فائدہ:[۲۸] دوزخ کی سختی اور پکار:...... یعنی دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھرے گا اور شدت غیظ سے اور زیادہ کافروں اور نافرمانوں کو طلب کرے گی۔

فائدہ:[۲۹]...... یعنی جنت اُن سے دور نہ ہوگی، بہت قریب سے اُس کی تر وتازگی اور بناؤ سنگار دیکھیں گے۔

فائدہ:[۳۰]...... یعنی جنہوں نے دنیا میں خدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے محفوظ ہو کر اُس کی طرف رجوع ہوئے اور بے دیکھے اُس کے قہر و جلال سے ڈرے اور ایک پاک وصاف رجوع ہونے والا دل لے کر حاضر ہوئے، اس جنت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا، وقت آ گیا ہے کہ سلامت وعافیت کے ساتھ اُس میں داخل ہوں، فرشتے اُن کو سلام کریں اور اُن کے پروردگار کا سلام پہنچائیں۔

فائدہ:[۳۱]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اس دن جس کو جو کچھ ملا، سو ہمیشہ کے لیے ہے۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا۔''

فائدہ:[۳۲]...... یعنی جو چاہیں گے وہ ملے گا اور اُس کے علاوہ وہ نعمتیں ملیں گی جو اُن کے خیال میں بھی نہیں، مثلاً دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس۔ اور ممکن ہے ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ﴾ سے یہ غرض ہو کہ ہمارے پاس بہت ہے جنتی کتنا ہی مانگیں سب دیا جائے گا، اللہ کے ہاں اتنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آتی، نہ اُس کے لیے کوئی رکاوٹ ہے۔ پس اتنی بے حساب و بے شمار عطایا کو مستبعد نہ سمجھو، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم!

فائدہ:[۳۳]...... پہلے کفار کی تعذیب اُخروی کا بیان تھا، درمیان میں اُن کے مقابلہ پر اہلِ جنت کے تنعم کا ذکر آ گیا، اب پھر کفار کی سزا ہی کا ذکر کرتے ہیں، یعنی آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ہم کتنی شریر وسرکش قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جو زور وقوت میں موجودہ اقوام کفار سے بڑھ چڑھ کر تھیں، اور جنہوں نے بڑے بڑے شہر چھان مارے تھے، پھر جب عذاب الٰہی آیا تو بھاگ جانے کو روئے زمین پر کہیں ٹھکانہ نہ ملا۔ یا یہ مطلب ہے کہ عذاب کے وقت اپنی بستیوں میں کھوج لگانے لگے کہ کہیں پناہ ملے، مگر کوئی ٹھکانہ نہ پایا۔ وھذا ھو الظاھر من الترجمة والاول ما اختاره جمهور المفسرين۔ والله اعلم!

فائدہ:[۳۴]...... یعنی ان عبرتناک واقعات میں غور وفکر کر کے وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جن کے سینہ میں سمجھنے والا دل ہو کہ از خود ایک بات کو سمجھ لیں، یا کم از کم کسی سمجھانے والے کے کہنے پر دل کو حاضر کر کے کان دھریں، کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو تو دوسرے کے متنبہ کرنے پر ہوشیار ہو جائے۔ جو شخص نہ خود سمجھے، نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے، اُس کا درجہ اینٹ پتھر سے زیادہ نہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝۳۸

اور ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں ف۳۵ اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان ف۳۶

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝۳۹

سو تو سہتا رہ جو وہ کہتے ہیں اور پاکی بولتا رہ خوبیاں اپنے رب کی ف۳۷ پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝۴۰ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۴۱

اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی ف۳۸ اور پیچھے سجدہ کے ف۳۹ اور کان رکھ جس دن پکارے پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے ف۴۰

2/41

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝۴۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا

جس دن سنیں گے چنگھاڑ محقق وہ دن نکل پڑنے کا ہے ۴۱ ہم ہیں جلاتے اور مارتے اور ہم تک ہے سب

الْمَصِيْرُ ۝۴۳ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝۴۴ نَحْنُ اَعْلَمُ

کو پہنچنا ۴۲ جس دن زمین پھٹ کر نکل پڑیں وہ سب دوڑتے ہوئے یہ اکٹھا کرنا ہم کو آسان ہے ۴۳ ہم خوب جانتے ہیں

بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝۴۵ ع ۱۶

ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور تو نہیں ہے ان پر زور کرنے والا سو تو سمجھا قرآن سے اس کو جو ڈرے میرے ڈرانے سے ۴۴

فَائِدَہ:[۳۵]......اس کا بیان پہلے کئی جگہ گزر چکا ہے۔ (اعراف:۵۴)

فَائِدَہ:[۳۶] اللہ تعالیٰ تھکاوٹ سے پاک ہیں:...... جب پہلی مرتبہ بنانے سے نہ تھکے تو دوسری مرتبہ کیوں تھکیں گے اور تباہ و برباد کر دینا تو بنانے سے کہیں آسان ہے۔

فَائِدَہ:[۳۷] نبی علیہ السلام کو صبر کا حکم:......یعنی ایسی موٹی باتوں کو یہ لوگ نہ سمجھیں تو آپ غمگین نہ ہوں، بلکہ ان کی بیہودہ بکواس پر صبر کرتے رہیں اور اپنے پروردگار کی یاد میں دل لگائے رکھیں جو تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے پر قدرت رکھتا ہے۔

فَائِدَہ:[۳۸] دعا و عبادت کی قبولیت کے خصوصی اوقات:...... یہ وقت اللہ کی یاد کے ہیں، ان میں دُعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں آپ پر تین ہی نمازیں فرض تھیں: فجر اور عصر اور تہجد۔ بہر حال اب بھی ان تینوں وقتوں کو خصوصی فضل و شرف حاصل ہے، نماز یا ذکر و دعا وغیرہ سے اِن اوقات کو معمور رکھنا چاہیے۔ حدیث میں ہے: "عَلَيْكُمْ بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ" بعض نے کہا کہ ﴿قَبْلَ طُلُوْعِ﴾ سے نماز فجر ﴿قَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾ سے ظہر و عصر اور ﴿مِنَ الَّيْلِ﴾ سے مغرب وعشاء مراد ہیں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۳۹]......یعنی نماز کے بعد کچھ تسبیح وتہلیل کرنا چاہیے، یا نوافل مراد ہوں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۴۰] نفخ صور:...... کہتے ہیں صور پھونکا جائے گا بیت المقدس کے پتھر پر، اس لیے نزدیک کہا، یا یہ مطلب ہے کہ اُس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی اور سب کو یکساں سنائی دے گی۔ باقی صور پھونکنے کے سوا اور بھی ندائیں حق تعالیٰ کی طرف سے اُس روز ہوں گی، بعض نے آیت سے وہ مراد لی ہے، مگر ظاہر نفخ صور ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۴۱]......یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زمین سے نکل کھڑے ہوں گے۔

فَائِدَہ:[۴۲] سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے:......یعنی بہر حال موت وحیات سب خدا کے ہاتھ میں ہے اور ہر پھر کر آخر کار اُسی کی طرف سب کو جانا ہے، بچ کر کوئی نہیں نکل سکتا۔

فَائِدَہ:[۴۳]......یعنی زمین پھٹے گی اور مردے اُس سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف جھپٹیں گے۔ خدا تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں اکٹھا کر دے گا اور ایسا کرنا اُس کو کچھ مشکل نہیں۔

فَائِدَہ:[۴۴]......یعنی جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور واہی تباہی کلمات بکتے ہیں بکنے دو اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کرو، ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ آپ کا یہ منصب نہیں کہ زور زبردستی سے ہر ایک کو یہ باتیں منوا کر چھوڑیں۔ ہاں قرآن سنا سنا کر بالخصوص اُن کو نصیحت اور فہمائش کرتے رہیے جو اللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں، ان معاندین کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے۔

تمت سورۃ قٓ والحمدللہ۔

آیاتها ۶۱ ۵۱ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۶۷ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝١ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝٢ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝٣ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝٤ اِنَّمَا

قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اڑا کر پھر اٹھانے والیاں بوجھ کو پھر چلنے والیاں نرمی سے پھر بانٹنے والیاں حکم سے ف۱ بے شک

تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝٥ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝٦ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ

جو وعدہ کیا ہے تم سے سو سچ ہے اور بے شک انصاف ہونا ضرور ہے ف۲ قسم ہے آسمان جال دار کی ف۳ تم پڑ رہے ہو ایک جھگڑے

مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝٩ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝١١

کی بات میں اس سے باز رہے وہی جو پھیرا گیا ف۴ مارے پڑے اٹکل دوڑانے والے ف۵ وہ جو غفلت میں ہیں بھول رہے ف۶

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٢ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝١٣ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ

پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا ف۷ جس دن وہ آگ پر الٹے سیدھے پڑیں گے چکھو مزا اپنی شرارت کا یہ ہے

كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝١٤ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝١٥ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ

جس کی تم جلدی کرتے تھے ف۸ البتہ ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں ہیں لیتے ہیں جو دیا ان کو ان کے رب نے ف۹

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝١٦ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝١٧ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ

وہ تھے اس سے پہلے نیکی والے ف۱۰ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے وقتوں میں

يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝١٨ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝١٩

معافی مانگتے ف۱۱ اور ان کے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا ف۱۲

فائدہ: [۱] اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہواؤں کی قسم:...... اوّل زور کی ہوائیں اور آندھیاں چلتی ہیں جن سے غبار وغیرہ اُڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں، پھر اُن میں پانی بنتا ہے، اس بوجھ کو اُٹھائے پھرتی ہیں، پھر برسنے کے قریب نرم ہوا چلتی ہے، پھر اللہ کے حکم کے موافق بارش میں

جس جگہ کا جتنا حصہ ہوتا ہے وہ تقسیم کرتی ہیں۔ ان ہواؤں کی اللہ قسم کھاتا ہے۔ بعض علماء نے "ذاریات" سے ہوائیں، "حاملات" سے بادل، "جاریات" سے ستارے اور "مقسمات" سے فرشتے مراد لیے ہیں، گویا مقسم بہ کی ترتیب نیچے سے اُوپر کو ہوئی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ "ذاریات" ہوائیں "حاملات" بادل "جاریات" کشتیاں اور "مقسمات" فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ: [۲] آخرت کا وعدہ سچا ہے:...... یعنی یہ ہواؤں اور بارش وغیرہ کا نظام شاہد ہے کہ آخرت کا وعدہ سچا، اور انصاف ہونا ضروری ہے۔ جب اس دنیا میں ہوا تک بے نتیجہ نہیں چلتی تو کیا اتنا بڑا کارخانہ یوں ہی بے نتیجہ چل رہا ہے؟ یقیناً اس کا کوئی عظیم الشان انجام ہوگا، اُسی کو آخرت کہتے ہیں۔

فَائِدَۃ: [۳] آسمان کی قسم:...... یعنی صاف وشفاف، خوبصورت، مضبوط اور پر رونق آسمان کی قسم جس پر ستاروں کا جال بچھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جس پر ستاروں کی اور فرشتوں کی راہیں پڑی ہوئی ہیں۔

فَائِدَۃ: [۴] قیامت کے معاملہ میں جھگڑے:...... یعنی قیامت اور آخرت کی بات میں خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے ہیں اس کو وہی تسلیم کرے گا جسے بارگاہ ربوبیت سے کچھ تعلق ہو۔ جو شخص راندۂ درگاہ ہے اور خیر وسعادت کے راستوں سے پھیر دیا گیا ہے وہ اس چیز کے تسلیم اور قبول کرنے سے ہمیشہ باز رہے گا، حالانکہ اگر صرف آسمان کے نظم ونسق میں غور کرے تو یقین ہو جائے کہ اس مسئلہ میں جھگڑنا محض حماقت ہے۔

فَائِدَۃ: [۵]...... یعنی دین کی باتوں میں اٹکلیں دوڑاتے ہیں اور محض اپنے ظن وتخمین سے قطعیات کو رد کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ: [۶]...... یعنی دنیا کے مزوں نے آخرت سے اور خدا سے غافل کر رکھا ہے۔

فَائِدَۃ: [۷] قیامت کا مذاق اڑانا:...... یعنی انکار اور ہنسی کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ انصاف کا دن کب آئے گا؟ آخر اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟

فَائِدَۃ: [۸] مشرکین کے مذاق کا جواب:...... یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُن کو جواب دیا گیا۔ یعنی ذرا صبر کرو وہ دن آیا چاہتا ہے جب تم آگ میں اُلٹے سیدھے کئے جاؤ گے اور خوب جلا تپا کر کہا جائے گا کہ لو اب اپنی شرارت اور استہزاء کا مزہ چکھو، جس دن کی جلدی مچا رہے تھے وہ آ گیا۔

فَائِدَۃ: [۹]...... یعنی خوشی خوشی ان نعمتوں کو قبول کرتے ہیں جو اُن کے پروردگار نے ارزانی فرمائی ہیں۔

فَائِدَۃ: [۱۰]...... یعنی دنیا سے نیکیاں سمیٹ کر لائے تھے، آج اُن کا نیک پھل مل رہا ہے، آگے اُن نیکیوں کی قدرے تفصیل ہے۔

فَائِدَۃ: [۱۱] نیک لوگوں کی صفات:...... یعنی رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے اور سحر کے وقت جب رات ختم ہونے کو آتی اللہ سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگتے کہ الٰہی حق عبودیت ادا نہ ہو سکا، جو کوتاہی رہی اپنی رحمت سے معاف فرما دیجئے۔ کثرت عبادت اُن کو مغرور نہ کرتی تھی، بلکہ جس قدر بندگی میں ترقی کرتے جاتے خشیت وخوف بڑھتا جاتا تھا۔

فَائِدَۃ: [۱۲] "المحروم" سے مراد:...... "ہارا ہوا" وہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے (زکوۃ کے علاوہ) اپنے مال میں اپنی خوشی سے سائلوں اور محتاجوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا جو التزام کی وجہ سے گویا ایک حق لازم سمجھا گیا۔

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱ وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے واسطے اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں ف ۱۳ اور آسمان میں ہے روزی

وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ﴿۲۳﴾ هَلْ

تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ۱۴ سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو ف۱۵ کیا

أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۲۴﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ

پہنچی ہے تجھ کو بات ابراہیم کے مہمانوں کی جو عزت والے تھے ف۱۶ جب اندر پہنچے اس کے پاس تو بولے سلام وہ بولا

سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا

سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے ف۱۷ پھر دوڑا اپنے گھر کو تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا پھر ان کے سامنے رکھا کہا کیوں

تَأْكُلُونَ ﴿۲۷﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿۲۸﴾ فَأَقْبَلَتِ

تم کھاتے نہیں ف۱۸ پھر جی میں گھبرایا ان کے ڈر سے بولے تو مت ڈر اور خوشخبری دی اس کو ایک لڑکے ہوشیار کی ف۱۹ پھر سامنے سے آئی

امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ

اس کی عورت بولتی ہوئی پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہنے لگی کہیں بڑھیا بانجھ ف۲۰ وہ بولے یوں ہی کہا تیرے رب نے وہ جو ہے

هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۳۰﴾

وہی ہے حکمت والا خبردار ف۲۱

فائدہ: [۱۳] **دنیا جہاں میں غور کرنا، یقین کے حصول کا سبب ہے:**...... یعنی یہ شب بیداری، استغفار اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس یقین کی بنا پر ہونا چاہئے کہ خدا موجود ہے اور اُس کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی۔ اور یہ یقین وہ ہے جو آفاقی وانفسی آیات میں غور کرنے سے بہ سہولت حاصل ہوسکتا ہے۔ انسان اگر خود اپنے اندر یا روئے زمین کے حالات میں غور وفکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہر نیک وبد کی جزاء کسی نہ کسی رنگ میں ضرور مل کر رہے گی جلد یا بدیر۔

فائدہ: [۱۴] **رزق آسمان سے نازل ہوتا ہے:**...... یعنی سائلوں اور محتاجوں پر خرچ کرنے سے اس لیے نہیں ڈرنا چاہئے کہ خرچ کرکے ہم کہاں سے کھائیں گے؟ اور نہ خرچ کرکے اُن مساکین پر احسان جتلائے، کیونکہ تمہاری سب کی روزی اور اجر وثواب کے جو وعدے کیے گئے ہیں آسمان والے کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر ایک کی روزی پہنچ کر رہے گی، کسی کے روکے نہیں رُک سکتی، اور خرچ کرنے والوں کو ثواب بھی مل کر رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''آنے والی جو بات ہے اُس کا حکم آسمان ہی سے اُترتا ہے۔''

فائدہ: [۱۵] **روزی اور رزق میں شبہ نہیں ہے:**...... یعنی جیسے اپنے بولنے میں شبہ نہیں، ویسا ہی اس کلام میں شبہ نہیں، یقیناً روزی پہنچ کر رہے گی، قیامت قائم ہوگی، آخرت آکر رہے گی، اور خدا کے وعدے ضرور پورے ہوں گے۔ آگے ﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ کی مناسبت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا قصہ سناتے ہیں جو تمہید ہے لوط علیہ السلام کے قصہ کی۔ دونوں قصوں سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ دنیا میں محسنین کے ساتھ کیا ہے اور مکذبین کے ساتھ اُس نے کیسا برتاؤ کیا۔

فائدہ: [۱۶] **حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد:**...... یعنی فرشتے تھے جن کو ابراہیم علیہ السلام اوّل انسان سمجھے، اُن کی بڑی عزت کی اور اللہ کے ہاں تو فرشتے معزز ومکرم ہیں ہی کما قال: ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ﴾ [الانبیاء: ۲۶]

فَائِدَہ:[۱۷] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں کو اوپرا سمجھنا:...... یعنی سلام کا جواب سلام سے دیا، اور دل میں یا آپس میں کہا کہ یہ لوگ کچھ اوپرے سے معلوم ہوتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۱۸] فرشتوں کا کھانے سے انکار:...... یعنی نہایت اہتمام سے مہمانی شروع کردی اور نہایت مہذب وشائستہ پیرایہ میں کہا کہ کیوں حضرات آپ کھانا نہیں کھاتے؟ وہ فرشتے تھے، کھاتے کس طرح؟ آخر ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ یہ آدمی نہیں ہیں۔

فَائِدَہ:[۱۹]...... یہ قصہ سورۂ ''ہود'' (آیت:۷۱) اور ''حجر'' (آیت:۵۳، ۵۴) میں گزر چکا ہے، وہاں تفصیل ملاحظہ کرلی جائے۔

فَائِدَہ:[۲۰] حضرت سارہؓ کا تعجب:...... حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ایک طرف گوشہ میں کھڑی سن رہی تھیں، لڑکے کی بشارت سن کر چلاتی ہوئی دوسری طرف متوجہ ہوئیں اور تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہنے لگیں کہ (کیا خوب) ایک بڑھیا بانجھ جس کے جوانی میں اولاد نہ ہوئی، اب بڑھاپے میں بچہ جنے گی؟

فَائِدَہ:[۲۱] فرشتوں کا جواب:...... یعنی ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے، بلکہ تیرے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کس کو کس وقت کیا چیز دینا چاہیے۔ (پھر تم بیت نبوت سے ہو کر اس بشارت پر تعجب کیا کرتی ہو؟)

تنبیہ: لڑکے سے مراد حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں:...... مجموعۂ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں، جن کی بشارت ماں اور باپ دونوں کو دی گئی۔

..........☆☆☆......الحمد للہ چھبیسواں ۲۶ پارہ ختم ہوا......☆☆☆..........

پارہ نمبر: ۲۷

الجزء ۲۷ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ

بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ ف۲۲ وہ بولے ہم کو بھیجا ہے ایک گناہ گار قوم پر کہ چھوڑیں ہم

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا

ان پر پتھر مٹی کے ف۲۳ نشان پڑے ہوئے تیرے رب کے یہاں سے حد سے نکل چلنے والوں کے لیے ف۲۴ پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہاں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ

ایمان والا پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے ف۲۵ اور باقی رکھا ہم نے اس میں نشان ان لوگوں کے لئے

يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى

جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے ف۲۶ اور نشانی ہے موسیٰ کے حال میں جب بھیجا ہم نے اس کو فرعون کے پاس دے کر کھلی سند ف۲۷ پھر اس نے منہ موڑ لیا

بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾

اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ف۲۸ پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اسکے لشکروں کو پھر پھینک دیا ان کو دریا میں اس پر لگا الزام ف۲۹

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

اور نشانی ہے عاد میں جب بھیجی ہم نے ان پر ہوا خیر سے خالی نہیں چھوڑتی کسی چیز کو جس پر گزرے کہ نہ کر ڈالے اس کو

كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ

جیسے چورا ف۳۰ اور نشانی ہے ثمود میں جب کہا ان کو برت لو ایک وقت تک ف۳۱ پھر شرارت کرنے لگے اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا ان کو

الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

کڑک نے اور وہ دیکھتے تھے پھر نہ ہو سکا ان سے کہ اٹھیں اور نہ ہوئے کہ بدلہ لیں ف۳۲ اور ہلاک کیا نوح کی قوم کو

مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ ع ۲ ۲۴ ۱

اس سے پہلے تحقیق وہ تھے لوگ نافرمان ف۳۳ اور بنایا ہم نے آسمان ہاتھ کے بل سے اور ہم کو سب مقدور ہے ف۳۴

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور زمین کو بچھایا ہم نے سو کیا خوب بچھانا جانتے ہیں ہم ف ۳۵ اور ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے تاکہ تم دھیان کرو ف ۳۶

فائدہ:[۲۲] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے سوال:...... یعنی ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کہ آخر تم کس مہم کے لیے آئے ہو؟ اندازہ سے سمجھے ہوں گے کہ ضرور کسی اور اہم مقصد کے لیے اُن کا نزول ہوا ہے۔

فائدہ:[۲۳] فرشتوں کا جواب:...... یعنی قوم لوط کی سزا ہی کے لیے بھیجے گئے ہیں، تا کنکر کے پتھر برسا کر اُن کو ہلاک کریں۔ ﴿مِّنْ طِیْنٍ﴾ کی قید سے معلوم ہو گیا کہ یہ اولوں کی بارش نہ تھی جس کو توسعاً پتھر کہہ دیا جاتا ہے۔

فائدہ:[۲۴] پتھروں کا نشان زدہ ہونا:...... یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِن پتھروں پر نشان کر دیئے گئے ہیں۔ یہ عذاب کے پتھر خاص اُن ہی کو لگیں گے جو عقل، دین اور فطرت کی حد سے نکل چکے ہیں۔

فائدہ:[۲۵] صرف حضرت لوط علیہ السلام کا گھرانا عذاب سے محفوظ رہا:...... یعنی اس بستی میں صرف ایک حضرت لوط علیہ السلام کا گھرانا مسلمانی کا گھرانا تھا، اُس کو ہم نے عذاب سے محفوظ رکھا اور صاف بچا نکالا، باقی سب تباہ کر دیئے گئے۔

فائدہ:[۲۶] ان قصوں میں عبرت کا سامان ہے:...... یعنی اب تک وہاں تباہی کے نشان موجود ہیں اور اُن کی غیر معمولی ہلاکت کے قصہ میں ڈرنے والوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔

فائدہ:[۲۷] سلطانِ مبین سے مراد:...... یعنی معجزات و براہین۔

فائدہ:[۲۸] فرعونیوں کی ہلاکت:...... یعنی زور و قوت پر مغرور ہو کر حق کی طرف سے منہ پھیر لیا، اور اپنی قوم اور ارکانِ سلطنت کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ کہنے لگا کہ موسیٰ (علیہ السلام) یا تو چالاک جادوگر ہے اور یا دیوانہ ہے، دو حال سے خالی نہیں۔

فائدہ:[۲۹] فرعون خود اپنی ہلاکت کا ذمہ دار ہے:...... یعنی ہم نے زیادتی نہیں کی، الزام اُسی پر ہے کہ اُس نے کفر اور سرکشی اختیار کی، سمجھانے پر بھی باز نہ آیا، آخر جو بویا تھا وہی کاٹا۔

فائدہ:[۳۰] قوم عاد کی ہلاکت:...... یعنی عذاب کی آندھی آئی جو خیر و برکت سے یکسر خالی تھی، اُس نے مجرموں کی جڑ کاٹ ڈالی اور جس چیز پر گزری اُس کا چورا کر کے رکھ دیا۔

فائدہ:[۳۱]...... یعنی حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا کچھ دن اور دنیا کے مزے اڑا لو، اور یہاں کا سامان برت لو، آخر عذابِ الٰہی میں پکڑے جاؤ گے۔

فائدہ:[۳۲] قوم ثمود کی ہلاکت:...... یعنی اُن کی شرارت روز بروز بڑھتی گئی، آخر عذابِ الٰہی نے آلیا ایک کڑک ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب ٹھنڈے ہو گئے۔ وہ سب زور و طاقت اور متکبرانہ دعوے اور طنطنے خاک میں مل گئے، کسی ایک سے اتنا بھی نہ ہوا کہ پچھاڑ کھانے کے بعد ذرا اُٹھ کھڑا ہوتا۔ بھلا! بدلہ تو کیا لے سکتے تھے اور اپنی مدد پر کسے بلاتے۔

فائدہ:[۳۳] قومِ نوح علیہ السلام کی ہلاکت:...... یعنی ان اقوام سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم اپنی بغاوت اور سرکشی کی بدولت تباہ کی جا چکی ہے، وہ لوگ بھی نافرمانی میں حد سے نکل گئے تھے۔

فائدہ:[۳۴] آسمان قدرت کی نشانی ہے:...... یعنی آسمان جیسی وسیع چیز اپنی قدرت سے پیدا کی اور اس سے بھی بڑی چیزیں پیدا کرے تو کیا مشکل ہے۔

فائدہ:[۳۵]......یعنی زمین وآسمان سب خدا کے پیدا کئے ہوئے اور اُسی کے قبضہ میں ہیں، پھر اُس کا مجرم بھاگ کر کہاں پناہ لے سکتا ہے؟ نیز خالق کائنات کی عجیب وغریب کاریگری میں آدمی غور کرے تو اُسی کا ہو رہے۔

فائدہ:[۳۶] زوجین سے مراد:......یعنی نر اور مادہ، جیسا کہ ابن زید نے کہا۔ اور آج جدید حکماء اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہر ایک نوع میں نر اور مادہ کی تقسیم پائی جاتی ہے۔ اور یا ﴿زَوْجَيْنِ﴾ سے متقابل ومتضاد چیزیں مراد ہیں، مثلاً رات دن، زمین آسمان، اندھیرا اُجالا، سیاہی سفیدی، صحت ومرض، کفر وایمان وغیرذٰلک۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۵۰ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ

سو بھاگو اللہ کی طرف میں تم کو اس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر، اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود، میں تم کو اس کی طرف

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۵۱ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

سے ڈر سناتا ہوں کھول کر ۳۷ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو رسول آیا اس کو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا

مَجْنُوْنٌ ۵۲ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۵۳ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۵۴

دیوانہ ۳۸ کیا یہی وصیت کر مرے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں ۳۹ سو تو لوٹ آ ان کی طرف سے اب تجھ پر نہیں ہے الزام

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۵۵ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۵۶ مَآ

اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو ۴۰ اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ۴۱ میں نہیں

اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۵۷ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۵۸

چاہتا ان سے روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط ۴۲

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۵۹ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سو ان گناہ گاروں کا بھی ڈول بھر چکا ہے جیسے ڈول بھرا ان کے ساتھیوں کا اب مجھ سے جلدی نہ کریں ۴۳ سو خرابی ہے منکروں کو

مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۶۰

ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہو چکا ہے ۴۴

ع ۳

فائدہ:[۳۷] اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت:......یعنی جب زمین وآسمان اور تمام کائنات ایک اللہ کی پیدا کی ہوئی اور اُسی کے زیر حکومت ہے تو بندہ کو چاہئے ہر جانب سے ہٹ کر اُسی کی طرف بھاگے، اگر اُس کی طرف نہ بھاگا اور رجوع نہ ہوا تو یہ بہت ڈر کی چیز ہے، یا کسی اور ہستی کی طرف رجوع ہو گیا تو یہ بھی ڈر کی بات ہے۔ ان دونوں صورتوں کے خوفناک انجام سے میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں۔

فائدہ:[۳۸] تمام کفار شرارت میں مشترک رہے ہیں:......یعنی ایسی صاف تنبیہ وانذار پر اگر یہ منکرین کان نہ دھریں تو غم نہ کیجئے۔ ان سے پہلے جن کافر قوموں کی طرف کوئی پیغمبر آیا، اسی طرح جادوگر یا دیوانہ کہہ کر اس کی نصیحتوں کو ہنسی میں اُڑا دیا۔

فائدۃ:[۳۹] کفار نے گویا ایک دوسرے کو شرارت کی وصیت کی ہے:......یعنی ہر زمانہ کے کافر اس بات میں ایسے متفق اللفظ رہے کہ گویا ایک دوسرے کو وصیت کر مرے ہیں کہ جو رسول آئے اُسے ساحر یا مجنون کہہ کر چھوڑ دینا۔ اور واقع میں وصیت تو کہاں کرتے، البتہ شرارت کے عنصر میں سب شریک ہیں۔ اور یہی اشتراک پچھلے شریروں سے وہ الفاظ کہلواتا ہے جو اگلے شریروں نے کہے تھے۔

فائدۃ:[۴۰]......یعنی آپ فرض دعوت و تبلیغ کما حقہ ادا کر چکے، اب زیادہ پیچھے پڑنے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ ماننے کا جو کچھ الزام رہے گا ان ہی معاندین پر رہے گا۔ ہاں سمجھانا آپ کا کام ہے، سو یہ سلسلہ جاری رکھیے، جس کی قسمت میں ایمان لانا ہوگا اُس کو یہ سمجھانا کام دے گا، جو ایمان لا چکے ہیں اُن کو مزید نفع پہنچے گا، اور منکروں پر خدا کی حجت تمام ہوگی۔

فائدۃ:[۴۱] انسان و جنات کا مقصد تخلیق:......یعنی اُن کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے، اسی لیے اُن میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں۔ یوں ارادۂ کونیہ قدریہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اُس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیق عالم کی اس غرض شرعی کو پورا کریں گے۔ بہر حال آپ سمجھاتے رہیے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے۔

فائدۃ:[۴۲] عبادت کا حکم بندوں کے فائدے کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں:......یعنی اُن کی بندگی سے میرا کچھ فائدہ نہیں، اُن ہی کا نفع ہے۔ میں وہ مالک نہیں جو غلاموں سے کہے میرے لیے کما کر لاؤ یا میرے سامنے کھانا لا کر رکھو، میری ذات ان تخیلات سے پاک اور برتر ہے۔ میں اُن سے اپنے لیے روزی کیا طلب کرتا، خود اُن کو اپنے پاس سے روزی پہنچاتا ہوں، بھلا مجھ جیسے زور آور اور قادر و توانا کو تمہاری خدمات کی کیا حاجت ہو سکتی ہے؟ بندگی کا حکم صرف اس لیے دیا گیا ہے کہ تم میری شہنشاہی اور عظمت و کبریائی کا قولاً و فعلاً اعتراف کر کے میرے خصوصی الطاف و مراحم کے مورد و مستحق بنو

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

فائدۃ:[۴۳]......یعنی اگر یہ ظالم بندگی کی طرف نہیں آتے تو سمجھ لو کہ دوسرے ظالموں کی طرح ان کا ڈول بھی بھر چکا ہے، بس اب ڈوبا چاہتا ہے، خواہ مخواہ سزا میں جلدی نہ مچائیں، جیسے دوسرے کافروں کو خدائی سزا کا حصہ پہنچا، ان کو بھی پہنچ کر رہے گا۔

فائدۃ:[۴۴] ''یوم'' سے مراد:......یعنی قیامت کا دن، یا اُس سے پہلے ہی کوئی دن سزا کا آجائے، چنانچہ مشرکین مکہ کو ''بدر'' میں خاصی سزا مل گئی۔

تمت سورۃ الذاریات وللہ الحمد

آیاتها ٥٠ | ٥٢ سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ ٧٦ | رکوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالطُّوْرِ ۙ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿٤﴾ وَالسَّقْفِ

قسم ہے طور کی ف۱ اور لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں ف۲ اور آباد گھر کی ف۳ اور اونچی

الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿٦﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿٧﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ

چھت کی ف۴ اور ابلتے ہوئے دریا کی ف۵ بے شک عذاب تیرے رب کا ہو کر رہے گا اس کو کوئی نہیں ہٹانے والا ف٦ جس دن لرزے

السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ

آسمان کپکپا کر ف۷ اور پھریں پہاڑ چل کر ف۸ سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں بناتے

خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

ہیں کھیلتے ہوئے ف۹ جس دن کہ دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف دھکیل کر یہ ہے وہ آگ جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۚ﴿١٥﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ

جھوٹ جانتے تھے ف۱۰ اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا ف۱۱ چلے جاؤ اس کے اندر پھر تم صبر کرو یا نہ صبر کرو

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۙ﴿١٧﴾

تم کو برابر ہے وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے ف۱۲ جو ڈرنے والے ہیں وہ باغوں میں ہیں اور نعمت میں

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا

میوے کھاتے ہوئے جو ان کو دیئے ان کے رب نے اور بچایا ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے ف۱۳ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾

بدلہ ان کاموں کا جو تم کرتے تھے تکیہ لگائے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر ف۱۴ اور بیاہ دیں ہم نے ان کو حوریں بڑی آنکھوں والیاں

وقف لازم

فائدہ:[١] "طور" سے مراد:......یعنی کوہ "طور" جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام کیا۔

فائدہ:[٢] کتاب سے مراد:......اس کتاب سے شاید لوح محفوظ مراد ہو یا لوگوں کا اعمال نامہ یا قرآن کریم یا طور کی مناسبت سے تورات یا عام کتب سماویہ سب احتمالات ہیں۔

فائدہ:[٣] "البیت المعمور" سے مراد:......شاید کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر خانہ کعبہ کی ٹھیک محاذات میں فرشتوں کا کعبہ ہے، اسکو "بیت معمور" کہتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

فائدہ:[٤] "السقف المرفوع" سے مراد:......یعنی آسمان کی قسم جو زمین کے اُوپر ایک چھت کی طرح ہے اور یا "سقف مرفوع" عرش عظیم کو کہا جو تمام آسمانوں کے اُوپر ہے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت کی چھت ہے۔

فائدہ:[٥] "البحر المسجور" سے مراد:......دنیا کے اُبلتے ہوئے دریا مراد ہوں، یا وہ عظیم الشان دریا مراد ہو جس کا وجود عرش عظیم کے نیچے اور آسمانوں کے اوپر روایات سے ثابت ہوا ہے۔

فائدہ:[٦]......یعنی یہ تمام چیزیں جن کی قسم کھائی شہادت دیتی ہے کہ وہ خدا بہت بڑی قدرت وعظمت والا ہے، پھر اُس کی نافرمانی کرنے والوں پر عذاب کیوں نہیں آئے گا۔ اور کس کی طاقت ہے جو اس کے بھیجے ہوئے عذاب کو الٹا واپس کر دے گا۔

فائدہ:[٧]......یعنی آسمان لرز کر اور کپکپا کر پھٹ پڑے گا۔

فائدہ:[٨]......یعنی پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔

فائدہ:[٩] جھٹلانے والے بالآخر تباہ و برباد ہوں گے:......یعنی جو آج کھیل کود میں مشغول ہو کر طرح طرح کی باتیں بناتے اور آخرت کی تکذیب کرتے ہیں، اُن کے لئے اس روز سخت خرابی اور تباہی ہے۔

فائدہ:[١٠]......یعنی فرشتے اُن کو سخت ذلت کے ساتھ دھکیلتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور وہاں پہنچا کر کہا جائے گا کہ یہ وہ آگ حاضر ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔

فائدہ:[١١] آخرت میں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا:......یعنی تم دنیا میں انبیاء علیہم السلام کو جادوگر اور اُن کی وحی کو جادو کہا کرتے تھے، ذرا اب بتلاؤ کہ یہ دوزخ جس کی خبر انبیاء علیہم السلام نے دی تھی، کیا واقعی جادو یا نظر بندی ہے؟ یا جیسے دنیا میں تم کو کچھ سوجھتا نہ تھا، اب بھی نہیں سوجھتا؟

فائدہ:[١٢]......یعنی دوزخ میں پڑ کر اگر گھبراؤ اور چلاؤ گے، تب کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ اور بفرضِ محال صبر کر کے چپ ہو رہو تب تم پر کوئی رحم کھانے والا نہیں، غرض دونوں حالتیں برابر ہیں۔ اس جیل خانہ سے نکلنے کی تمہارے لیے کوئی سبیل نہیں، جو کرتوت دنیا میں کئے تھے اُن کی سزا یہی حبسِ دوام اور ابدی عذاب ہے۔

فائدہ:[١٣] نیک لوگوں کے لئے انعام:......یعنی جو دنیا میں اللہ سے ڈرتے تھے، وہاں بالکل مأمون اور بے فکر ہوں گے، ہر قسم کے عیش وآرام کے سامان اُن کے لیے حاضر رہیں گے اور یہی انعام کیا کم ہے کہ دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

فائدہ:[١٤]......یعنی جنتیوں کی مجلس اس طرح ہوگی کہ سب جنتی بادشاہوں کی طرح اپنے اپنے تخت پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے اور اُن کی ترتیب نہایت قرینہ سے ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ

اور جو لوگ یقین لائے اور ان کی راہ پر چلی ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور گھٹایا نہیں ہم

عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا

نے ان سے ان کا کیا ذرا بھی ف۱۵ ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے ف۱۶ اور تار لگا دیا ہم نے ان پر میوں کا اور گوشت کا جس چیز

يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ

کو جی چاہے ف۱۷ جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس شراب میں اور نہ گناہ میں ڈالنا ف۱۸ اور پھرتے ہیں ان کے پاس چھوکرے

لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

ان کے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر ف۱۹ اور منہ کیا بعضوں نے دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے

قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ

اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے۔ پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لو کے عذاب سے ہم پہلے سے

نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ

پکارتے تھے اس کو بے شک وہی ہے نیک سلوک والا مہربان ف۲۰ اب تو سمجھا دے کہ تو اپنے رب کے فضل سے نہ جنوں سے خبر لینے والا ہے اور نہ دیوانہ ف۲۱ کیا

يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾

کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہم منتظر ہیں اس پر گردش زمانہ کے ف۲۲ تو کہہ تم منتظر رہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ف۲۳

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾

کیا ان کی عقلیں یہی سکھلاتی ہیں ان کو یا یہ لوگ شرارت پر ہیں ف۲۴

فائدہ: [۱۵] نیک اولاد اور اتباع کو اپنے بڑوں کے ساتھ جنت میں ملا دیا جائے گا:...... یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں اور ان ہی کاملوں کی راہ پر چلیں، جو خدمات اُن کے بزرگوں نے انجام دی تھیں، یہ بھی اُن کی تکمیل میں ساعی ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کو جنت میں اُن ہی کے ساتھ ملحق کر دے گا، گو اُن کے اعمال واحوال اُن کے اعمال واحوال سے کم و کیفاً فروتر ہوں، تاہم اُن بزرگوں کے اکرام اور عزت افزائی کے لیے ان تابعین کو اُن متبوعین کے جوار میں رکھا جائے گا۔ اور ممکن ہے بعض کو بالکل اُن ہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے، جیسا کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ اُن کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر ذریت کو دے دیا جائے گا۔ نہیں! یہ محض اللہ کا فضل واحسان ہوگا کہ قاصرین کو ذرا اُبھار کر اُوپر کاملین کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔

تنبیہ: ''وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ'' کا مطلب:...... احقر نے ﴿وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ﴾ کا جو مطلب لیا ہے صحیح بخاری کی یہ حدیث اُس

کے مناسب معلوم ہوتی ہے: "قَالَتِ الْأَنْصَارُ (يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!) إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ۔

فائدہ:[١٦] عدل کا تقاضہ:......اوپر فضل کا بیان تھا، یہاں عدل کا ضابطہ بتلادیا، یعنی عدل کا مقتضا یہ ہے کہ جس آدمی نے جو کچھ اچھا یا برا عمل کیا ہے، اسی کے موافق بدلہ پائے، آگے اللہ کا فضل ہے کہ وہ کسی کی تقصیر معاف فرمادے یا کسی کا درجہ بلند کردے۔

فائدہ:[١٧] اہل جنت کے مزے اور نعمتیں:......یعنی جس قسم کا گوشت مرغوب ہو اور جس جس میوے کو دل چاہے بلا توقف لگا تار حاضر کیے جائیں گے۔

فائدہ:[١٨]......یعنی شراب طہور کا دور جب چلے گا تو جنتی بطور خوش طبعی کے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کریں گے، لیکن اس شراب میں محض نشاط اور لذت ہوگی۔ نشہ، بکواس اور فتورِ عقل وغیرہ کچھ نہ ہوگا، نہ کوئی گناہ کی بات ہوگی۔

فائدہ:[١٩]......یعنی جیسے موتی اپنے غلاف کے اندر بالکل صاف وشفاف رہتا ہے، گرد وغبار کچھ نہیں پہنچتا، یہی حال اُن کی صفائی اور پاکیزگی کا ہوگا۔

فائدہ:[٢٠] جنتیوں کی خوشی:......یعنی جنتی اُس وقت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر باتیں کریں گے اور غایت مسرت وامتنان سے کہیں گے کہ بھائی! ہم دنیا میں ڈرتے رہتے تھے کہ دیکھیے مرنے کے بعد کیا انجام ہو؟ یہ کھٹکا برابر لگا رہتا تھا۔ اللہ کا احسان دیکھو کہ آج اُس نے کیسا مامون ومطمئن کردیا کہ دوزخ کی بھاپ بھی ہم کو نہیں لگی۔ ہم اپنے رب کو ڈر کر اور امید باندھ کر پکارا کرتے تھے، آج دیکھ لیا کہ اُس نے اپنی مہربانی سے ہماری پکار سنی اور ہمارے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا۔

فائدہ:[٢١] کفار کے اعتراضات کا جواب:......کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی دیوانہ کہتے، کبھی کاہن، یعنی جنوں اور شیطانوں سے کچھ جھوٹی سچی خبریں لے کر چلتی کردیتے ہیں، اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ آج تک کسی کاہن اور دیوانے نے ایسی اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں اور حکیمانہ اصول، اس طرح کے صاف، شستہ، رشائستہ طرز میں بیان کیے ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ آپ اِن کو بھلا برا سمجھاتے رہیے اور پیغمبرانہ نصیحتیں کرتے رہیے، اِن کی بکواس سے دل گیر نہ ہوں۔ جب اللہ کے فضل ورحمت سے نہ آپ کاہن ہیں، نہ مجنون، بلکہ اُس کے مقدس رسول ہیں تو نصیحت کرتے رہنا آپ کا فرض منصبی ہے۔

فائدہ:[٢٢] کفار کی غلط سوچ:......یعنی پیغمبر جو اللہ کی باتیں سناتا اور نصیحت کرتا ہے، کیا یہ لوگ اس لیے قبول نہیں کرتے کہ آپ کو محض ایک شاعر سمجھتے ہیں اور اس بات کے منتظر ہیں کہ جس طرح قدیم زمانہ کے بہت سے شعراء گردش زمانہ سے یونہی مرمرا کر ختم ہوگئے ہیں، یہ بھی ٹھنڈے ہوجائیں گے۔ کوئی کامیاب مستقبل ان کے ہاتھ میں نہیں، محض چندروز کی وقتی واہ واہ ہے اور بس۔

فائدہ:[٢٣]......یعنی اچھا تم میرا انجام دیکھتے رہو، میں تمہارا دیکھتا ہوں۔ عنقریب کھل جائے گا کہ کون کامیاب ہے، کون خائب وخاسر۔

فائدہ:[٢٤] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون کہنے والوں کی عقل مندی:......یعنی پیغمبر کو مجنون کہہ کر گویا اپنے کو بڑا عقلمند ثابت کرتے ہیں۔ کیا اُن کی عقل ودانش نے یہی سکھلایا ہے کہ ایک انتہائی صادق، امین، عاقل وفرزانہ اور سچے پیغمبر کو شاعر یا کاہن یا دیوانہ قرار دے کر نظر انداز کردیا جائے، اگر شاعروں اور پیغمبروں کے کلام میں تمیز بھی نہیں کرسکتے تو کیسے عقلمند ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ دل میں سمجھتے سب کچھ ہیں، مگر محض شرارت اور کجروی سے باتیں بناتے ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ

یا کہتے ہیں یہ قرآن خود بنالایا کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے پھر چاہئے کہ لے آئیں کوئی بات اسی طرح کی اگر وہ سچے ہیں ف۲۵ کیا

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا

وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ یا وہی ہیں بنانے والے یا انہوں نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو، کوئی نہیں

يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ

پر وہ یقین نہیں کرتے ف۲۶ کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی داروغہ ہیں ف۲۷ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر سن

فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ

آتے ہیں تو چاہئے لے آئے جو سنتا ہے ان میں ایک سند کھلی ہوئی ف۲۸ کیا اس کے یہاں بیٹیاں ہیں اور تمہارے یہاں بیٹے ف۲۹ کیا

تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ

تو مانگتا ہے ان سے کچھ بدلہ، سو ان پر تاوان کا بوجھ ہے ف۳۰ کیا ان کو خبر ہے بھید کی سو وہ لکھ رکھتے ہیں ف۳۱ کیا

يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا

چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا سو جو منکر ہیں وہی آتے ہیں داؤ میں ف۳۲ کیا ان کا کوئی حاکم ہے اللہ کے سوا وہ اللہ پاک ہے ان کے

يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾

شریک بنانے سے ف۳۳ اور اگر دیکھیں ایک تختہ آسمان سے گرتا ہوا کہیں یہ بادل ہے گاڑھا ف۳۴

فائدہ: [۲۵] **قرآن کے منکرین کو چیلنج:** ......یعنی کیا یہ خیال ہے کہ پیغمبر جو کچھ سنا رہا ہے وہ اللہ کا کلام نہیں؟ بلکہ اپنے دل سے گھڑ لایا؟ اور جھوٹ موٹ خدا کی طرف منسوب کر دیا؟ سو نہ ماننے کے ہزار بہانے۔ جو شخص ایک بات پر یقین نہ رکھے اور اُسے تسلیم نہ کرنا چاہے، وہ اسی طرح کے بے سروپا احتمالات نکالا کرتا ہے، ورنہ آدمی ماننا چاہے تو اتنی بات سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ وہ دنیا کی تمام طاقتوں کو اکٹھا کر کے بھی اس قرآن کا مثل نہیں لا سکتے۔ اور جیسے خدا کی زمین جیسی زمین، اور اُس کے آسمان جیسا آسمان بنانا کسی سے ممکن نہیں، اُس کے قرآن جیسا قرآن بنالانا بھی محال ہے۔

فائدہ: [۲۶] **مشرکین خدا کے یقین سے عاری ہیں اس لئے رسالت کا انکار کرتے ہیں:** ......یعنی پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے، کیا اُن کے اُوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات ماننا اُن کے ذمہ لازم ہو؟ کیا بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں؟ یا یہ خیال ہے کہ آسمان و زمین اُن کے بنائے ہوئے ہیں؟ لہٰذا اس قلم رو میں جو چاہیں کرتے پھریں، کوئی اُن کو روکنے ٹوکنے کا اختیار نہیں رکھتا؟ یہ سب خیالات باطل اور مہمل ہیں، وہ بھی دلوں میں جانتے ہیں کہ ضرور خدا موجود ہے جس نے اُن کو اور تمام زمین و آسمان کو نیست سے ہست کیا، مگر اس علم کے باوجود جو ایمان و یقین شرعاً مطلوب ہے اُس سے محروم اور بے بہرہ ہیں۔

فائدہ:[٢٧]...... یعنی کیا یہ خیال ہے کہ زمین وآسمان کو خدا کے بنائے ہوئے ہیں، مگر اُس نے اپنے خزانوں کا مالک اِن کو بنا دیا ہے؟ یا اُس کے ملک اور خزانوں پر انہوں نے زور سے تسلط اور قبضہ حاصل کر لیا ہے، پھر ایسے صاحب تصرف واقتدار ہو کر وہ کسی کے مطیع ومنقاد کیوں بنیں؟

فائدہ:[٢٨]...... یعنی کیا یہ دعویٰ ہے کہ وہ زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں سے ملاء اعلیٰ کی باتیں سن آتے ہیں؟ پھر جب اُن کی رسائی براہِ راست اُس بارگاہ تک ہو تو کسی بشر کا اتباع کرنے کی کیا ضرورت رہی؟ جس کا یہ دعویٰ ہو تو بسم اللہ اپنی سند اور حجت پیش کرے۔

فائدہ:[٢٩]...... یعنی کیا (معاذ اللہ) خدا کو اپنے سے گھٹیا سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ بیٹے اور بیٹیوں کی اس تقسیم سے مترشح ہوتا ہے، اور اس لیے اُس کے احکام وہدایات کے سامنے سر تسلیم جھکانا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔

فائدہ:[٣٠]...... یعنی کیا یہ لوگ آپ کی بات اس لیے نہیں مانتے کہ خدا نہ کردہ آپ اُن سے اس ارشاد وتبلیغ پر کوئی بھاری معاوضہ طلب کر رہے ہیں جس کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں۔

فائدہ:[٣١]...... یعنی کیا خود اُن پر اللہ اپنی وحی بھیجتا اور پیغمبروں کی طرح اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے جسے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں؟ جیسے انبیاء علیہم السلام کی وحی لکھی جاتی ہے، اس لیے اُن کو آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں۔

فائدہ:[٣٢] کفار کے داؤ پیچ خود ان ہی پر پلٹنے والے ہیں:...... یعنی ان میں سے کوئی بات نہیں تو کیا پھر یہی ارادہ ہے کہ پیغمبر کے ساتھ داؤ پیچ کھیلیں اور مکر وفریب اور خفیہ تدبیریں گانٹھ کر حق کو مغلوب یا نیست ونابود کر دیں؟ ایسا ہے تو یاد رہے کہ یہ داؤ پیچ سب اُن ہی پر اُلٹنے والے ہیں، عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ حق مغلوب ہوتا ہے یا وہ نابود ہوتے ہیں۔

فائدہ:[٣٣] شریک کی نفی:...... یعنی کیا خدا کے سوا کوئی اور حاکم اور معبود تجویز کر رکھے ہیں جو مصیبت پڑے پر اُن کی مدد کریں گے؟ اور جن کی پرستش نے خدا کی طرف سے اُن کو بے نیاز کر رکھا ہے؟ سو یاد رہے کہ یہ سب اوہام ووساوس ہیں، اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اُس کا شریک ومثیل یا مقابل ومزاحم ہو۔

فائدہ:[٣٤] کفار درحقیقت ضد وعناد کی بناء پر منکر ہیں:...... یعنی حقیقت میں ان میں سے کوئی بات نہیں، صرف ایک چیز ہے "ضد اور عناد" جس کی وجہ سے یہ لوگ ہر سچی بات کے جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی کیفیت تو یہ ہے کہ اگر ان کی فرمائش کے موافق فرض کیجیے آسمان سے ایک تختہ ان پر گرا دیا جائے تو دیکھتی آنکھوں اس کی بھی کوئی تاویل کر دیں گے، مثلاً کہیں گے کہ یہ آسمان سے نہیں آیا، بادل کا ایک حصہ گاڑھا اور منجمد ہو کر گر پڑا ہے، جیسے بڑے بڑے اُولے کبھی کبھی گرتے ہیں۔ بھلا ایسے متعصب معاندوں سے ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا

سو تو چھوڑ دے ان کو یہاں تک کہ دیکھ لیں اپنے اس دن کو جس میں ان پر پڑے گی بجلی کی کڑک جس دن کام نہ آئے گا ان کو ان کا داؤ ذرا بھی

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾

اور نہ ان کو مدد پہنچے گی ٣٥ اور ان گناہ گاروں کے لیے ایک عذاب ہے اُس سے ورے پر بہت ان میں کے نہیں جانتے ٣٦

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور پاکی بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جس وقت تو اٹھتا ہے ٣٨ اور کچھ رات

فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾

میں بول اس کی پاکی اور پیٹھ پھیرتے وقت تاروں کے ۴۹

فائدہ:[۴۵] معاندین کو کچھ وقت کی ڈھیل ہے:......یعنی ایسے معاندوں کے پیچھے پڑنے کی زیادہ ضرورت نہیں، چھوڑ دیجئے کہ چند روز اور کھیل لیں اور باتیں بنالیں، آخر وہ دن آنا ہے جب قہر الٰہی کی کڑک بجلی سے ان کے ہوش وحواس جاتے رہیں گے، اور بچاؤ کی کوئی تدبیر کام نہ دے گی، نہ کسی طرف سے مدد پہنچے گی۔(غالباً اس سے آخرت کا دن مراد ہے)

فائدہ:[۴۶]......یعنی ان میں سے اکثروں کو خبر نہیں کہ آخرت کے عذاب سے ورے دنیا میں بھی اُن کے لیے ایک سزا ہے جو مل کر رہے گی۔شاید یہ معرکہ "بدر" وغیرہ کی سزا ہو۔

فائدہ:[۴۷]......یعنی صبر واستقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم تکوینی وتشریعی کا انتظار کیجئے جو عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے گا اور آپ کو مخالفین کی طرف سے کچھ بھی نقصان نہ پہنچے گا، کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے زیرِ حفاظت ہیں۔

فائدہ:[۴۸] حضور ﷺ کو صبر کی تلقین:......یعنی صبر وتحمل اور سکون واطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح وتحمید اور عبادت گزاری میں لگے رہیے۔خصوصاً جس وقت آپ سو کر اُٹھیں یا نماز کے لیے کھڑے ہوں، یا مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے جائیں، اِن حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب وتاکید آئی ہے۔

فائدہ:[۴۹]......"رات کے حصہ" سے مراد شاید تہجد کا وقت ہو، اور تاروں کے پیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے، کیونکہ صبح کا اُجالا ہوتے ہی ستارے غائب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

تمت سورة الطور ولله الحمد والمنة

ایاتہا ٦٢ — ٥٣ سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ٢٣ — رکوعاتہا ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

قسم ہے تارے کی جب گرے ف۱ بہکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا ف۲ اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے، یہ تو

وَحْیٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾

حکم ہے بھیجا ہوا ف۳ اُس کو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے نے زور آور نے ف۴ پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارہ پر آسمان کے ف۵

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿٩﴾ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ﴿١٠﴾

پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک، پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا ف۶

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾

جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا ف۸ اب کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو اس نے دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾

بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی ف۹

فائدہ:[۱]......یعنی غروب ہو۔

فائدہ:[۲] حضور ﷺ کی صداقت کی گواہی:...... ''رفیق'' سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں، یعنی نہ آپ غلط فہمی کی بنا پر راستہ سے بہکے، نہ اپنے قصد و اختیار سے جان بوجھ کر بے راہ چلے، بلکہ جس طرح آسمان کے ستارے طلوع سے لے کر غروب تک ایک مقرر رفتار سے معین راستہ پر چلے جاتے ہیں، کبھی اِدھر اُدھر ہٹنے کا نام نہیں لیتے، آفتابِ نبوّت بھی اللہ کے مقرر کیے ہوئے راستہ پر برابر چلا جاتا ہے، ممکن نہیں کہ ایک قدم اِدھر یا اُدھر پڑ جائے، ایسا ہو تو اُن کی بعثت سے جو غرض متعلق ہے وہ حاصل نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام آسمانِ نبوّت کے ستارے ہیں جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا کی رہنمائی ہوتی ہے اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے، ایسے ہی تمام انبیاء کی تشریف بری کے بعد آفتابِ محمدی مطلع عرب سے طلوع ہوا۔ پس اگر قدرت نے اِن ظاہری ستاروں کا انتظام اس قدر محکم بنایا ہے کہ اُس میں کسی طرح کے تزلزل اور اختلال کی گنجائش نہیں تو ظاہر ہے کہ اِن باطنی ستاروں اور روحانی آفتاب و ماہتاب کا

انتظام کس قدر مضبوط و محکم ہونا چاہئے جس سے ایک عالم کی ہدایت و سعادت وابستہ ہے۔

فائدہ:[۳] حضور ﷺ کا ہر قول و فعل وحی کے تابع ہے:...... یعنی کوئی کام تو کیا، ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو، بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اُس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اُس میں وحی متلو کو "قرآن" اور غیر متلو کو "حدیث" کہا جاتا ہے۔

فائدہ:[۴] وحی لانے والے (جبرئیل علیہ السلام کی خصوصیات):...... یعنی وحی بھیجنے والا تو اصل میں اللہ تعالیٰ ہے، لیکن جس کے ذریعہ سے وہ وحی آپ تک پہنچتی ہے اور جو بظاہر آپ کو سکھلاتا ہے وہ بہت سخت قوتوں والا، بڑا زور آور، حسین و وجیہ فرشتہ ہے جسے "جبرئیل امین علیہ السلام" کہتے ہیں۔ چنانچہ "سورۂ تکویر" میں جبرئیل علیہ السلام کی نسبت فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ﴾ الآیۃ [آیت:۱۹ تا ۲۰]

فائدہ:[۵] "الافق الاعلیٰ" سے مراد اور جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا:...... "اُونچے کنارے" سے اکثروں نے اُفق شرقی مراد لیا ہے، جدھر سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کو ابتدائے نبوت میں ایک مرتبہ حضرت جبرئیل اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے، اُس وقت آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اُن کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ آپ نے دیکھا تھا، دیکھ کر گھبرائے تو سورۂ "مدثر" اُتری۔

فائدہ:[۶]...... یعنی جبرئیل علیہ السلام اپنے اصلی مستقر سے تعلق رکھنے کے باوجود نیچے اُترے اور آنحضرت ﷺ سے اس قدر نزدیک ہوگئے کہ دونوں کے درمیان دو ہاتھ یا دو کمانوں سے زیادہ فاصلہ نہ تھا، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ (محمد رسول اللہ ﷺ) پر وحی بھیجی۔ غالباً اس سے مراد سورۂ مدثر کی یہ آیات ہیں: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾﴾ [آیت:۱، ۲] یا اور کچھ احکام ہوں گے۔

تنبیہ: "اَوْ" کا معنیٰ:...... ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ میں محققین کے نزدیک ﴿اَوْ﴾ شک کے لیے نہیں، بلکہ اِس قسم کی ترکیب پوری تاکید اور مبالغہ کے ساتھ زیادہ کی نفی کے لیے ہوتی ہے، یعنی تعیین کر کے یہ بتلانا مقصود نہیں کہ ﴿قَوْسَيْنِ﴾ کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم، ہاں! اتنا ظاہر کر دینا ہے کہ کسی حال اور کسی طرح اس سے زائد نہ تھا، وفیہ اقوال اُخر ذکر ھا المفسرون۔

فائدہ:[۷] جبرئیل علیہ السلام کے دیکھنے میں کوئی شک اور غلطی نہیں ہوئی:...... یعنی جبرئیل علیہ السلام کو آپ نے آنکھ سے دیکھا اور اندر سے دل نے کہا کہ اس وقت آنکھ ٹھیک ٹھیک جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ رہی ہے، کوئی غلطی نہیں کر رہی کہ کچھ کا کچھ نظر آتا ہو، ایسا کہنے میں آپ کا دل سچا تھا۔ حق تعالیٰ اسی طرح پیغمبروں کے دلوں میں فرشتہ کی معرفت ڈال دیتے ہیں، ورنہ رسول کو خود اطمینان نہ ہو تو دوسروں کو اطمینان کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے؟

فائدہ:[۸]...... یعنی وحی بھیجنے والا اللہ، لانے والا فرشتہ جس کی صورت و سیرت نہایت پاکیزہ اور فہم و حفظ وغیرہ کی تمام قوتیں کامل، پھر اتنا قریب ہو کر وحی پہنچائے، پیغمبر اُس کو اپنی آنکھ سے دیکھے، اُس کا صاف اور روشن دل اُس کی تصدیق کرے، تو کیا ایسی دیکھی بھالی چیز میں تم کو حق ہے کہ اُس سے فضول بحث و تکرار کرو اور جھگڑے نکالو۔

اِذَا لَمْ تَرَ الْهِلَالَ فَسَلِّمْ
لِنَاسٍ رَاَوْهُ بِالْاَبْصَارِ

فائدہ:[۹] جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار دیکھنا کس وقت ہوا؟:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "دوسری بار جبرئیل کو اپنی اصلی صورت پر دیکھا، معراج کی رات میں سات آسمان سے اُوپر جہاں درخت ہے بیری کا، وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی، نیچے کے لوگ اُوپر نہیں پہنچتے اور اُوپر کے نیچے نہیں اُترتے، اُس کے پاس بہشت کو دیکھا۔"

تنبیہ: بیری کے درخت کی تحقیق :......جس طرح جنت کے انگور، انار وغیرہ کو دنیا کے پھلوں اور میووں پر قیاس نہیں کرسکتے محض اشتراک اسمی ہے، اُس بیری کے درخت کو بھی یہاں کی بیریوں پر قیاس نہ کیا جائے، اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ بیری کس طرح کی ہوگی۔ بہرحال وہ درخت ادھر اور اُدھر کی سرحد پر واقع ہے، جو اعمال وغیرہ ادھر سے چڑھتے ہیں، اور جو احکام وغیرہ اُدھر سے اُترتے ہیں سب کا منتہیٰ وہی ہے۔ مجموعۂ روایات سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اُس کی جڑ چھٹے آسمان میں اور پھیلاؤ ساتویں آسمان میں ہوگا۔ واللہ اعلم!

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ⑯ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ⑰ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ

جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا ف۱۰ بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی ف۱۱ بے شک دیکھے اس نے اپنے رب کے

الْكُبْرٰى ⑱ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ⑲ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ⑳ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ

بڑے نمونے ف۱۲ بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرے پچھلے کو ف۱۳ کیا تم کو تو ملے بیٹے اور اس

الْاُنْثٰى ㉑ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ㉒ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

کو بیٹیاں یہ بانٹا تو بہت بھونڈا ف۱۴ یہ سب نام ہیں جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے، اللہ نے

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ

نہیں اتاری ان کی کوئی سند ف۱۵ محض اٹکل پر چلتے ہیں اور جو جیوں کی اُمنگ ہے اور پہنچی ہے ان کو ان کے

رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ㉓

رب سے راہ کی سوجھ ف۱۶

فائدہ: [۱۰] سدرۃ المنتہیٰ کی حالت و کیفیت :......یعنی حق تعالیٰ کے انوار و تجلیات اُس درخت پر چھا رہے تھے اور فرشتوں کی کثرت و ہجوم کا یہ عالم تھا کہ ہر پتے کے ساتھ ایک فرشتہ نظر آتا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ ﴿مَا يَغْشٰى﴾ سنہری پروانے تھے یعنی نہایت خوش رنگ جن کے دیکھنے سے دل کھنچا جائے۔ اُس وقت درخت کی بہار اور رونق اور اُس کا حسن و جمال ایسا تھا کہ کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ لفظوں میں بیان کرسکے۔ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ کے قول کے موافق معراج میں جو اللہ کا دیدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا اُس کا بیان اسی آیت کے ابہام میں منطوی و مندرج ہو، کیونکہ پہلی آیتوں کے متعلق تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث میں تصریح ہے کہ ان سے رؤیتِ رب مراد نہیں، محض رُؤیت جبرئیل مراد ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخص اصحاب میں سے ہیں، اسی آیت کے تحت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "كَانَ اَغْصَانُ السِّدْرَةِ لُؤْلُؤًا وَّيَاقُوْتًا وَّزَبَرْجَدًا فَرَاٰهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاٰى رَبَّهُ بِقَلْبِهٖ" اور یہ رؤیت چونکہ صرف قلب سے نہ تھی، بلکہ قالب اور بصر دونوں کو دیدار سے حصہ مل رہا تھا، جیسا کہ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ سے ظاہر ہوتا ہے۔ شاید اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہم نے طبرانی کی بعض روایات میں فرمایا: "رَاٰهُ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِقَلْبِهٖ وَمَرَّةً بِبَصَرِهٖ۔" یہاں دو مرتبہ دیکھنے کا مطلب یہ ہو کہ ایک ہی وقت میں دو طرح دیکھا۔ (كَمَا قَالُوْا فِيْ حَدِيْثِ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ) ظاہری آنکھ سے بھی اور دل کی آنکھوں سے بھی، لیکن یاد رہے کہ یہ رؤیت وہ نہیں جس کی نفی ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ [الانعام: ۱۰۴] میں کی گئی ہے، کیونکہ اُس سے غرض احاطہ کی نفی کرنا ہے، یعنی نگاہیں اُس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ علاوہ بریں ابن عباس رضی اللہ عنہم سے جب سوال کیا گیا کہ دعوائے رؤیت، آیت: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ کے

مخالف ہے تو فرمایا: "وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهُ" (رواہ الترمذی) معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی تجلیات وانوار متفاوت ہیں، بعض انوار قاہرہ للبصر ہیں، بعض نہیں، اور رؤیت رب فی الجملہ دونوں درجوں پر صادق آتی ہے۔ اور اسی لیے کہا جا سکتا ہے کہ جس درجہ کی رؤیت مومنین کو آخرت میں نصیب ہوگی جب کہ نگاہیں تیز کر دی جائیں گی جو اس تجلی کو برداشت کر سکیں، وہ دنیا میں کسی کو حاصل نہیں۔ ہاں ایک خاص درجہ کی رؤیت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو شب معراج میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق میسر ہوئی، اور اس خصوصیت میں کوئی بشر آپ ﷺ کا شریک وسہیم نہیں۔ نیز ان ہی انوار وتجلیات کے تفاوت وتنوع پر نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں، شاید وہ نفی ایک درجہ میں کرتی ہوں اور یہ اثبات دوسرے درجہ میں کر رہے ہوں۔ اور اسی طرح ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایات "رَأَيْتُ نُوْرًا" اور "نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ" میں تطبیق ممکن ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

فائدہ: [۱۱] **دیکھنے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی:** ...... یعنی آنکھ نے جو کچھ دیکھا پورے تمکّن واتقان سے دیکھا، نہ نگاہ ٹیڑھی ترچھی ہو کر داہنے بائیں ہٹی، نہ مبصر سے تجاوز کر کے آگے بڑھی، بس اُسی چیز پر جمی رہی جس کا دکھلانا منظور تھا۔ بادشاہوں کے دربار میں جو چیز دکھلائی جائے اُس کو نہ دیکھنا اور جو نہ دکھلائی جائے اُس کو تاکنا دونوں عیب ہیں، آپ ان دونوں سے پاک تھے۔

فائدہ: [۱۲] ...... ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ﴾ کے فائدہ میں جو بیان ہو چکا ہے، اُس کے علاوہ جو اور نمونے دیکھے ہوں گے وہ اللہ ہی جانتا ہے۔

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں
بلبل چہ گفت وگل چہ شنید وصبا چہ کرد

فائدہ: [۱۳] ...... یعنی اُس لامحدود عظمت وجلال والے خدا کے مقابلہ میں ان حقیر وذلیل چیزوں کا نام لینے سے شرم آنی چاہیے۔

تنبیہ: مشرکین کے تین بت اور ایک من گھڑت قصہ: ...... "لات"، "عزّیٰ"، "منات" اُن کے بتوں اور دیویوں کے نام ہیں۔ ان میں "لات" طائف والوں کے ہاں بہت معظم تھا، "منات" اوس وخزرج اور خزاعہ کے ہاں، اور "عزّیٰ" کو قریش اور بنی کنانہ وغیرہ اُن دونوں سے بڑا سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک اوّل "عزّیٰ" جو مکہ کے قریب نخلہ میں تھا، پھر "لات" جو طائف میں تھا، پھر سب سے پیچھے تیسرے درجہ میں "منات" جو مکہ سے بہت دُور مدینہ کے نزدیک واقع تھا۔ علامہ یاقوت رحمۃ اللہ علیہ نے معجم البلدان میں یہ ترتیب نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے: "وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرٰى۔ هٰؤُلَاءِ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔" کتب تفسیر میں اس موقع پر ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے اصول پر درجہ صحت کو نہیں پہنچتا۔ اگر فی الواقع اس کی کوئی اصل ہے تو شاید یہی ہوگی کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورت پڑھی، کفار کی عادت تھی کہ لوگوں کو قرآن سننے نہ دیں اور بیچ میں گڑبڑ مچا دیں، کما قال تعالیٰ: ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ [حم سجدہ: ۲۶] جب یہ آیت پڑھی تو کسی کافر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر آپ ﷺ ہی کے لب ولہجہ سے وہ الفاظ کہہ دیئے ہوں گے جو اُن کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے: "تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى" الخ آگے تعبیر وادا میں تصرف ہوتے ہوتے کچھ کا کچھ بن گیا، ورنہ ظاہر ہے نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تسلط کب حاصل ہو سکتا ہے اور جس چیز کا ابطال آگے کیا جا رہا ہے، اُس کی مدح سرائی کے کیا معنی۔

فائدہ: [۱۴] **مشرکین کی مہمل تقسیم:** ...... یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ کفار ان بتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ سو اوّل تو خدا ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ [الاخلاص: ۳] ہے اور بالفرض اولاد کا نظریہ تسلیم کیا جائے تب بھی یہ تقسیم کس قدر بھونڈی اور مہمل ہے کہ تم خود تو بیٹے لے جاؤ اور خدا کے حصہ میں بیٹیاں لگا دو۔ العیاذ باللہ!

فائدہ: [۱۵] **پتھروں کو خدائی نام دے دیئے ہیں:** ...... یعنی پتھروں اور درختوں کے کچھ نام رکھ چھوڑے ہیں جن کی خدائی کی کوئی

سند نہیں، بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قائم ہیں۔ ان کو اپنے خیال میں خواہ بیٹیاں کہہ لو، یا بیٹے یا اور کچھ، محض کہنے کی بات ہے جس کے نیچے حقیقت کچھ بھی نہیں۔

فائدہ: [۱۶] **مشرکین علم و ہدایت کے باوجود اوہام میں مبتلا ہیں:** ...... یعنی باوجودیکہ اللہ کے پاس سے ہدایت کی روشنی آچکی اور وہ سیدھی راہ دکھا چکا، مگر یہ احمق اُن ہی اوہام و اہواء کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جو کچھ اٹکل پچو ذہن میں آگیا اور دل میں اُمنگ پیدا ہوئی کر گزرے، تحقیق و بصیرت کی راہ سے کچھ سروکار نہیں۔

ع ۶/۵ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ

کہیں آدمی کو ملتا ہے جو کچھ چاہے، سو اللہ کے ہاتھ ہے سب بھلائی پچھلی اور پہلی ف۱۷ اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں کچھ کام نہیں آتی

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ان کی سفارش مگر جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے ف۱۸ اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام اور ان کو اس کی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر

الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ

چلتے ہیں اور اٹکل کچھ کام نہ آئے ٹھیک بات میں ف۱۹ سو تو دھیان نہ کر اس پر جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ

يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

نہ چاہے مگر دنیا کا جینا بس یہیں تک پہنچی ان کی سمجھ ف۲۰ تحقیق تیرا رب ہی خوب جانے اس کو جو بہکا اس کی

سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ

راہ سے اور وہی خوب جانے اس کو جو راہ پر آیا ف۲۱ اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، تاکہ وہ بدلہ دے

الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ

برائی والوں کو ان کے کئے کا اور بدلہ دے بھلائی والوں کو بھلائی سے ف۲۲ جو کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ

سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی ف۲۳ بے شک تیرے رب کی بخشش میں بڑی سمائی ہے ف۲۴ وہ تم کو خوب جانتا ہے، جب بنا نکالا تم کو

مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ

زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں سو مت بیان کرو اپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہے اس کو جو

اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾

بچ کر چلا ۲۵ بھلا تو نے دیکھا اس کو جس نے منہ پھیر لیا ۲۶

فائدہ: [۱۷] بتوں اور فرشتوں کے بارے میں سفارش کا عقیدہ رکھنا محض خیالی پلاؤ ہیں: ......یعنی سمجھتے ہیں کہ یہ بت ہمارے سفارشی بنیں گے، یہ خالی خیالات اور آرزوئیں ہیں۔ کیا انسان جو تمنا کرے وہی مل جائے گا؟ یاد رہے دنیا اور آخرت کی سب بھلائی اللہ کے ہاتھ ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی بت پوجے سے کیا ملتا ہے، ملے وہی جو اللہ دے۔"

فائدہ: [۱۸] ......یعنی ان بتوں کی تو حقیقت کیا ہے، آسمان کے رہنے والے مقرب فرشتوں کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ ہاں! اللہ ہی جس کے حق میں سفارش کرنے کا حکم دے اور اُس سے راضی ہو تو وہاں سفارش بیشک کام دے گی۔ ظاہر ہے کہ اُس نے نہ بتوں کو سفارش کا حکم دیا اور نہ وہ کفار سے راضی ہے۔

فائدہ: [۱۹] آخرت پر یقین نہ ہونا گستاخی کی وجہ ہے: ......یعنی جن کو آخرت کا یقین نہیں، وہ سزا کی طرف سے بے فکر ہو کر ایسی گستاخیاں کرتے ہیں، مثلاً فرشتوں کو زنانہ قرار دے کر خدا کی بیٹیاں کہہ دیا، یہ اُن کی محض جہالت ہے۔ بھلا فرشتوں کو مرد اور عورت ہونے سے کیا واسطہ؟ اور خدا کے لیے اولاد کیسی؟ کیا سچی اور ٹھیک بات پر قائم ہونا، تو ایسی اٹکلوں اور پادر ہوا اوہام سے کام چل سکتا ہے اور کیا تخمینے اور اٹکلیں حقائق ثابتہ کے قائم مقام ہو سکتی ہیں؟

فائدہ: [۲۰] دنیا کی طلب میں غلو کرنے والوں سے اعراض کا حکم: ......یعنی جس کا اوڑھنا بچھونا یہی دنیا کی چندروزہ زندگی ہو کہ اُس میں منہمک ہو کر کبھی خدا کو اور آخرت کو دھیان میں نہ لائے، آپ اُس کی بکواس کو دھیان میں نہ لائیں۔ وہ خدا سے منہ موڑتا ہے، آپ اُس کی شرارت اور کجروی کی طرف سے منہ پھیر لیں۔ سمجھانا تھا سو سمجھا دیا۔ ایسے بدطینت اشخاص سے قبول حق کی توقع رکھنا اور اُن کے غم میں اپنے کو گھلانا بے کار ہے۔ ان کی سمجھ تو بس اسی دنیا کے فوری نفع ونقصان تک پہنچتی ہے، اس سے آگے ان کی رسائی نہیں۔ وہ کیا سمجھیں کہ مرنے کے بعد مالک حقیقی کی عدالت میں حاضر ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے۔ اُن کی تمام تر علمی جدوجہد صرف بہائم کی طرح پیٹ بھرنے اور شہوت فرو کرنے کے لیے ہے۔

فائدہ: [۲۱] اللہ تعالیٰ سب کے کرتوتوں سے واقف ہے: ......یعنی جو گمراہی میں پڑا رہا اور جو راہ پر آیا، اُن سب کو اور اُن کی مخفی استعدادوں کو اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے، اُسی کے موافق ہو کر رہے گا۔ ہزار جتن کرو، اُس کے علم کے خلاف ہرگز واقع نہیں ہو سکتا۔ نیز وہ اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک سے ٹھیک ٹھیک اُس کے احوال کے مناسب معاملہ کرے گا، لہٰذا آپ یکسو ہو کر ان معاندین کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں۔

فائدہ: [۲۲] ......یعنی ہر شخص کا حال اُس کو معلوم اور زمین وآسمان کی ہر چیز پر اُس کا قبضہ، پھر نیک وبد کا بدلہ دینے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ بلکہ غور سے دیکھو تو زمین وآسمان کا یہ سارا کارخانہ پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں زندگی کا ایک دوسرا غیر فانی سلسلہ قائم کیا جائے جہاں بروں کو اُن کی برائی کا بدلہ ملے اور نیکوں کے ساتھ اُن کی بھلائی کے صلہ میں بھلائی کی جائے۔

فائدہ: [۲۳] "اللمم" مراد اور کبیرہ صغیرہ گناہ کی تقسیم: ......گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا فرق سورۂ "نساء" کے فوائد میں مفصل گزر چکا (آیت: ۳۱) "لمم" کی تفسیر میں کئی قول ہیں: بعض نے کہا کہ جو خیالات وغیرہ گناہ کے دل میں آئیں، مگر اُن کو عمل میں نہ لائے وہ "لمم" ہیں، بعض نے صغیرہ گناہ مراد لیے ہیں، بعض نے کہا کہ جس گناہ پر اصرار نہ کرے یا اُس کی عادت نہ ٹھہرائے یا جس گناہ سے توبہ کر لے وہ مراد ہے، ہمارے نزدیک بہترین تفسیر وہی ہے جو مترجم محقق (قدس اللہ سرہ) نے سورۂ "نساء" کے فوائد میں اختیار کی ہے، لیکن یہاں ترجمہ میں

دوسرے معانی کی بھی گنجائش رکھی ہے۔

فائدہ:[۲۴] اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والا ہے:...... اسی لیے بہت سے چھوٹے موٹے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے، گناہ گار کو مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اگر ہر چھوٹی بڑی خطا پر پکڑنے لگے تو بندہ کا ٹھکانا کہاں؟

فائدہ:[۲۵] اپنی تعریف کی ممانعت:...... یعنی اگر تقویٰ کی کچھ توفیق اللہ نے دی تو شیخی نہ مارو، اور اپنے کو بہت بزرگ نہ بناؤ۔ وہ سب کی بزرگی اور پاکبازی کو خوب جانتا ہے اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اس دائرہ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ آدمی کو چاہئے کہ اپنی اصل کو نہ بھولے، جس کی ابتدا مٹی سے تھی، پھر بطنِ مادر کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش پاتا رہا، اُس کے بعد کتنی جسمانی و روحانی کمزوریوں سے دوچار ہوا، آخر میں اگر اللہ نے اپنے فضل سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا تو اُس کو اس قدر بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا استحقاق نہیں۔ جو واقعی متقی ہوتے ہیں وہ دعویٰ کرتے ہوئے شرماتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ اب بھی پوری طرح کمزوریوں سے پاک ہو جانا بشریت کی حد سے باہر ہے، کچھ نہ کچھ آلودگی سب کو ہو جاتی ہے، اِلَّا من عصمہ اللّٰہ۔

فائدہ:[۲۶]...... یعنی اپنی اصل کو بھول کر خالق و مالک حقیقی کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ

اور لایا تھوڑا سا اور سخت نکلا ۲۷ کیا اس کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہے ۲۸ کیا اس کو خبر نہیں پہنچی اس کی جو ہے ورقوں میں

مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا

موسیٰ کے اور ابراہیم کے جس نے کہ اپنا قول پورا اتارا ۲۹ کہ اٹھاتا نہیں کوئی اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا ۳۰ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو

سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾

اس نے کمایا ۳۱ اور یہ کہ اسکی کمائی اس کو دکھلانی ضرور ہے پھر اسکو بدلہ ملنا ہے اس کا پورا بدلہ ۳۲ اور یہ کہ تیرے رب تک سب کو پہنچنا ہے ۳۳

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾

اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا اور یہ کہ اس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ ۳۴

مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ

ایک بوند سے جب ٹپکائی جائے اور یہ کہ اس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا ۳۵ اور یہ کہ اس نے دولت دی اور خزانہ ۳۶ اور یہ کہ وہی ہے رب

الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

شعریٰ کا ۳۷

فائدہ:[۲۷] ولید بن مغیرہ کا قصہ:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا، پھر اُس کا دل سخت ہو گیا۔" مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر اُس کو اسلام کی طرف

تھوڑی سی رغبت ہو چلی تھی اور کفر کی سزا سے ڈر کر قریب تھا کہ مشرف با سلام ہو جائے۔ ایک کافر نے کہا کہ ایسا مت کر، میں تیرے سب جرائم اپنے اوپر لے لیتا ہوں، تیری طرف سے میں سزا بھگت لوں گا بشرطیکہ اس قدر مال مجھ کو دیا جائے۔ اُس نے وعدہ کر لیا اور مقررہ رقم کی کچھ قسط ادا کر کے باقی سے انکار کر دیا۔ اس صورت میں ﴿وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى﴾ کے معنی یہ ہوں گے کہ کچھ مال دیا، پھر ہاتھ کھینچ لیا۔

فائدہ: [٢٨]...... یعنی کیا یہ غیب کی بات دیکھ آیا ہے کہ آئندہ اس کو کفر کی سزا نہ ملے گی اور دوسرے کو اپنی جگہ پیش کر کے چھوٹ جائے گا۔

فائدہ: [٢٩]...... یعنی ابراہیم علیہ السلام اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان کی پابندی میں پورا اُترا اور اللہ کے حقوق پوری طرح ادا کئے اور اس کے احکام کی تعمیل میں ذرہ بھر تقصیر نہ کی۔

فائدہ: [٣٠] ہر آدمی اپنے اچھے برے کئے کا بدلہ پائے گا، نہ کہ دوسرے کا ما یہی مضمون صحف موسیٰ علیہ السلام میں تھا:...... یعنی موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں میں یہ مضمون تھا کہ خدا کے ہاں کوئی مجرم دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا، ہر ایک کو اپنی اپنی جواب دہی بذات خود کرنا ہوگی۔

فائدہ: [٣١]...... یعنی آدمی جو کچھ کوشش کر کے کماتا ہے وہی اس کا ہے کسی دوسرے کی نیکیاں لے اُڑے یہ نہیں ہو سکتا۔ باقی کوئی خود اپنی خوشی سے اپنے بعض حقوق دوسرے کو ادا کر دے اور اللہ اُس کو منظور کر لے وہ الگ بات ہے جس کی تفصیل حدیث و فقہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

فائدہ: [٣٢]...... یعنی ہر ایک کی سعی و کوشش اس کے سامنے رکھ دی جائے گی اور اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

فائدہ: [٣٣]...... یعنی تمام علوم و افکار اور سلسلۂ وجود کی انتہا اُسی پر ہوتی ہے اور سب کو آخر کار اُسی کے پاس پہنچنا ہے، وہیں سے ہر ایک کو نیکی بدی کا پھل ملے گا۔

فائدہ: [٣٤]...... یعنی اس عالم میں تمام متضاد و متقابل احوال اُسی نے پیدا کئے ہیں۔ خیر و شر کا خالق وہی ہے خوشی یا غم کی کیفیات بھیجنا، ہنسانا رُلانا، مارنا جلانا، اور کسی کو نر کسی کو مادہ بنانا اُسی کا کام ہے۔

فائدہ: [٣٥]...... یعنی جس نے ایک قطرۂ آب سے نر و مادہ پیدا کر دیئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ (یہ درمیان میں ایک پیدائش سے دوسری پیدائش پر متنبہ کر دیا)

فائدہ: [٣٦] "اَقْنٰى" سے مراد:...... یعنی مال، خزانہ، جائیدادیں سب اُسی کی دی ہوئی ہیں۔ اور بعض نے ﴿اَقْنٰى﴾ کے معنی "اَفْقَرَ" کئے ہیں، یعنی اُسی نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنا دیا۔ یہ معنی پہلے سیاق کے مناسب معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اور اگر پہلا مطلب لیا جائے تو اُس کے متقابل اہلاک کو رکھا جائے، جس کا ذکر آگے آتا ہے، یعنی خزانے اور مال و دولت دے کر وہی بڑھاتا ہے اور وہی بڑی بڑی دولت مند اور طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

فائدہ: [٣٧] "شعریٰ" کی مراد:...... "شعریٰ" ایک بہت بڑا استارہ ہے جس کو بعض عرب پوجتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عالم کے احوال میں اُس کی بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہاں بتلا دیا کہ "شعریٰ" کا رب بھی اللہ ہے، دنیا کے تمام اُلٹ پھیر اُسی کے دست قدرت میں ہیں۔ "شعریٰ" غریب بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح اُس کا حکم بجالاتا ہے، اُس میں مستقل تاثیر کچھ بھی نہیں۔

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ﴿٥٠﴾ وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ

اور یہ کہ اس نے غارت کیا عادِ پہلے کو ۳۸ اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور نوح کی قوم کو پہلے ان سے وہ تو تھے اور

اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

بھی ظالم اور شریر ۳۹ اور الٹی بستی کو پٹک دیا پھر آ پڑا اس پر جو کچھ کہ آ پڑا ۴۰ اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلائے گا ۴۱

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ

یہ ایک ڈر سنانے والا ہے پہلے سنانے والوں میں کا ۴۲ آ پہنچی آنے والی کوئی نہیں اس کو اللہ کے سوا کھول کر دکھانے والا ۴۳ کیا تم

هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو ۴۴ سو سجدہ کرو اللہ کے آگے

وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

اور بندگی ۴۵

السجدة ع ۳

فائدہ:[۳۸]......یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم۔ فائدہ:[۳۹]......کہ سینکڑوں برس تک خدا کے پیغمبر نوح علیہ السلام کو سخت ترین ایذائیں پہنچاتے رہے، جن کو پڑھ کر کلیجہ پھٹتا ہے، اور آنے والوں کے لیے بری راہ ڈال گئے۔

فائدہ:[۴۰]......یعنی پتھروں کا مینہ۔ (یہ قومِ لوط کی بستیوں کا ذکر ہے)

فائدہ:[۴۱]......یعنی ایسے مفسد ظالموں اور باغیوں کا تباہ کر ڈالنا بھی اللہ کا بڑا بھاری انعام ہے۔ کیا ایسی نعمتوں کو دیکھ کر بھی انسان اپنے رب کو جھٹلاتا ہی رہے گا؟

فائدہ:[۴۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں:......یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو اسی طرح برے انجام سے ڈرانے والے ہیں، جیسے اُن سے پیشتر دوسرے نبی ڈرا چکے ہیں۔

فائدہ:[۴۳] قیامت قریب ہے:......یعنی قیامت قریب ہی آ گئی ہے، جس کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کوئی کھول کر نہیں بتا سکتا، اور جب وقتِ معین آ جائے تو کوئی طاقت اُس کو دفع نہیں کر سکتی، اللہ ہی چاہے تو ہٹے، مگر وہ چاہے گا نہیں۔

فائدہ:[۴۴]......یعنی قیامت اور اُس کے قرب کا ذکر سن کر چاہیے تھا خوفِ خدا سے رونے لگتے اور گھبرا کر اپنے بچاؤ کی تیاری کرتے، مگر تم اس کے برخلاف تعجب کرتے اور ہنستے ہو، اور غافل و بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو۔

فائدہ:[۴۵]......یعنی عاقل کو زیبا نہیں کہ انجام سے غافل ہو کر نصیحت و فہمائش کی باتوں پر ہنسے اور مذاق اُڑائے، بلکہ لازم ہے کہ بندگی کی راہ اختیار کرے اور مطیع و منقاد ہو کر جبینِ نیاز خداوند قہار کے سامنے جھکا دے۔

تنبیہ:......روایات میں ہے کہ سورۂ نجم پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور تمام مسلمان اور مشرک جو حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے۔ حضرت شاہ ولی اللہ (قدس اللہ سرہ) لکھتے ہیں کہ ''اُس وقت سب کو ایک غاشیۂ الٰہیہ نے گھیر لیا تھا، گویا ایک غیبی اور قہری تصرف سے طوعاً و کرہاً سب کو سربسجود ہونا پڑا، صرف ایک بدبخت جس کے دل پر سخت مہر تھی، اُس نے سجدہ نہ کیا، مگر زمین سے تھوڑی سی مٹی اُٹھا کر اُس نے بھی پیشانی کو لگا لی اور کہا کہ مجھے اسی قدر کافی ہے۔''

تمت سورة النجم ولله الحمد والمنة

اٰیاتھا ٥٦ ٥٤ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ٣٧ رکوعاتھا ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②

پاس آ لگی قیامت اور پھٹ گیا چاند وا اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹلا جائیں اور کہیں یہ جادو ہے پہلے سے چلا آتا و۲

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ

اور جھٹلایا اور چلے اپنی خوشی پر اور ہر کام ٹھہرا رکھا ہے وقت پر و۳ اور پہنچ چکے ہیں ان کے پاس احوال جن میں

مُزْدَجَرٌ ④ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ⑤ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ

ڈانٹ ہوسکتی ہے و۴ پوری عقل کی بات ہے پھر اُن میں کام نہیں کرتے ڈر سنانے والے سو تو ہٹ آ ان کی طرف سے و۵ جس دن پکارے پکارنے والا ایک

نُّكُرٍ ⑥ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ⑦ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى

ناگوار چیز کی طرف و۶ آنکھیں جھکائے وے نکل پڑے قبروں سے جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی دوڑتے جائیں اس پکارنے و۸

الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ⑧ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا

والے کے پاس کہتے جائیں منکر یہ دن مشکل آیا و۹ جھٹلا چکی ہے اُن سے پہلے نوح کی قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندہ کو

وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ⑨

اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا اس کو و۱۰

وقف لازم

فَائِدَۃ: [۱] ہجرت سے قبل "شق قمر" چاند دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ:...... ہجرت سے پیشتر نبی کریم ﷺ "منیٰ" میں تشریف فرما تھے، کفار کا مجمع تھا، انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی۔ آپ نے فرمایا: آسمان کی طرف دیکھو! ناگاہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا اُن میں سے مغرب کی اور دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا، بیچ میں پہاڑ حائل تھا۔ جب سب نے خوب اچھی طرح یہ معجزہ دیکھ لیا، دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ کفار کہنے لگے کہ محمد نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے، اس معجزہ کو "شق القمر" کہتے ہیں۔ اور یہ ایک نمونہ اور نشانی تھی قیامت کی کہ آگے سب کچھ یوں ہی پھٹے گا۔ طحاوی اور ابن کثیر رحمہ اللہ علیہم وغیرہ نے اس واقعہ کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے، اور کسی

دلیل عقلی سے آج تک اس طرح کے واقعات کا محال ہونا ثابت نہیں کیا جاسکا اور محض استبعاد کی بناپر ایسی قطعی الثبوت چیزوں کو رَدّ نہیں کیا جاسکتا، بلکہ استبعاد تو اعجاز کے لیے لازم ہے۔ روز مرّہ کے معمولی واقعات کو ''معجزہ'' کون کہے گا؟ (ملاحظہ ہو ہمارا مستقل مضمون جو معجزات وخوارق عادات کے متعلق ''الحمود'' میں شائع ہوا ہے) باقی یہ کہنا کہ ''شق القمر'' اگر واقع ہوا ہوتا تو تاریخوں میں اس کا وجود کیوں نہیں؟ تو یاد رہے کہ یہ قصہ رات کا ہے، بعض ملکوں میں تو اختلافِ مطالع کی وجہ سے اُس وقت دن ہوگا اور بعض جگہ آدھی رات ہوگی، لوگ عموماً سوتے ہوں گے اور جہاں بیدار ہوں گے اور کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوں گے تو عادتاً یہ ضروری نہیں کہ سب آسمان کی طرف تک رہے ہوں، زمین پر جو چاندنی پھیلی ہوگی بشرطیکہ مطلع صاف ہو، اُس میں دوٹکڑے ہوجانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر تھوڑی دیر کا قصہ تھا، ہم دیکھتے ہیں کہ بارہا چاند گہن ہوتا ہے اور خاصہ ممتد رہتا ہے، لیکن لاکھوں انسانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اور اُس زمانہ میں آج کل کی طرح رصد وغیرہ کے اتنے وسیع ومکمل انتظامات اور تقاویم (جنتریوں) کی اس قدر اشاعت بھی نہ تھی، بہر حال تاریخوں میں مذکور نہ ہونے سے اس کی تکذیب نہیں ہوسکتی، باایں ہمہ ''تاریخ فرشتہ'' وغیرہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ہندوستان میں مہاراجہ ''مالیبار'' کے اسلام کا سبب اسی واقعہ کو لکھتے ہیں۔

فائدۃ: [٢]...... یعنی اس طرح کے جادو مدعیانِ نبوت نے پہلے بھی کیے ہیں، پھر جس طرح وہ جاتے رہے، یہ بھی جاتا رہے گا۔

فائدۃ: [٣]...... یعنی ان کا عذاب بھی اپنے وقت پر آئے گا اور اللہ کے علم میں ان کی جو گمراہی اور ہلاکت ٹھہر چکی ہے، وہ کسی صورت سے ٹلنے والی نہیں۔

فائدۃ: [٤]...... یعنی قرآن کے ذریعہ سے ہر قسم کے احوال اور تباہ شدہ قوموں کے واقعات معلوم کرائے جاچکے ہیں، جن میں اگر غور کریں تو خداوند قہار کی طرف سے بڑی ڈانٹ ہے۔

فائدۃ: [٥] **قرآن کریم حکمت کا مجموعہ ہے:**...... یعنی قرآن کریم پوری حکمت اور عقل کی باتوں کا مجموعہ ہے، کوئی ذرا نیک نیتی سے توجہ کرے تو دل میں اُترتی چلی جائیں، مگر افسوس! اتنے سامان ہدایت کی موجودگی میں اُن پر کچھ اثر نہیں، کوئی نصیحت وفہمائش وہاں کام نہیں دیتی، کتنا ہی سمجھاؤ پتھر پر جونک نہیں لگتی، لہٰذا ایسے سنگ دل بدبختوں کو آپ بھی منہ نہ لگائیے، آپ فرض تبلیغ ودعوت باحسن اسلوب ادا کرچکے، اب زیادہ تعاقب کرنے کی ضرورت نہیں، ان کو ان کے ٹھکانے کی طرف چلنے دیں۔

فائدۃ: [٦]...... یعنی میدانِ حشر کی طرف حساب دینے کو۔

فائدۃ: [٧] **میدان حشر میں کافروں کی ذلت:**...... یعنی اُس وقت خوف وہیبت کے مارے ذلت وندامت کے ساتھ آنکھیں جھکائے ہوں گے۔

فائدۃ: [٨]...... یعنی تمام اگلے پچھلے قبروں سے نکل کر ٹڈی دَل کی طرح پھیل پڑیں گے، اور خداوند قدوس کی عدالت میں حاضری دینے کے لیے تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوں گے۔

فائدۃ: [٩] **قیامت کے دن کی سختی:**...... یعنی اُس دن کے ہولناک احوال وشدائد اور اپنے جرائم کا تصور کر کے کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت آیا ہے، دیکھئے! آج کیا گزرے گی۔ آگے بتلاتے ہیں کہ قیامت اور آخرت کا عذاب تو اپنے وقت پر آئے گا، بہت سے مکذبین کے لیے اُس سے پہلے دنیا ہی میں ایک سخت دن آچکا ہے۔

فائدۃ: [١٠]...... کہنے لگے! اے نوح! اگر تم اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو تم کو سنگسار کردیا جائے گا، گویا دھمکیوں ہی میں اس کی بات برلادی۔ اور بعض نے ﴿وَازْدُجِرَ﴾ کے معنی یوں کیے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے آسیب زدہ، جن اس کی عقل لے اُڑے ہیں۔ العیاذ باللہ!

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ⑩ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ⑪ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ

پھر پکارا اپنے رب کو کہ میں عاجز ہوگیا ہوں تو بدلہ لے وا۱ پھر ہم نے کھول دیئے دہانے آسمان کے پانی ٹوٹ کر برسنے والے سے اور بہادیئے زمین سے

عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ تَجْرِيْ

چشمے پھر مل گیا سب پانی ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا و۱۲ اور ہم نے اس کو سوار کر دیا ایک تختوں اور کیلوں والی پر بہتی تھی

بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ

ہماری آنکھوں کے سامنے و۱۳ بدلہ لینے کو اسکی طرف سے جس کی قدر نہ جانی تھی و۱۴ اور اسکو ہم نے رہنے دیا نشانی کے لیے، پھر کوئی ہے سوچنے والا و۱۵ پھر

كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ⑯ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑰ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ

کیسا تھا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا و۱۶ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا و۱۷ جھٹلایا عاد نے پھر کیسا ہوا

كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ⑱ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ⑲ تَنْزِعُ

میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر ہوا تند ایک نحوست کے دن جو چلے گئی و۱۸ اکھاڑ مارا

النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ⑳ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ㉑ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی و۱۹ پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ㉒ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ㉓ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ

سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانے والوں کو و۲۰ پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اس کے کہے پر

اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ㉔ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ㉕

چلیں گے تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں و۲۱ کیا اتری اسی پر نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ جھوٹا ہے بڑائی مارتا ہے و۲۲

فائدۃ: [۱۱] حضرت نوح علیہ السلام کی بد دعا:...... یعنی سینکڑوں برس سمجھانے پر بھی جب کوئی نہ پسیجا تو بد دعا کی، اور کہا اے پروردگار! میں ان سے عاجز آچکا ہوں، ہدایت و فہمائش کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی، اب آپ اپنے دین اور پیغمبر کا بدلہ لیجئے اور زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑیے۔

فائدۃ: [۱۲] طوفان کی سختی:...... یعنی پانی اس قدر ٹوٹ کر برسا، گویا آسمان کے دہانے کھل گئے اور نیچے سے زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ اتنا پانی اُبلا گویا ساری زمین چشموں کا مجموعہ بن کر رہ گئی، پھر اُوپر اور نیچے کا یہ سب پانی مل کر اُس کام کے لیے اکٹھا ہو گیا جو پہلے سے اللہ کے ہاں ٹھہر چکا تھا، یعنی قوم نوح کی ہلاکت اور غرقابی۔

فائدۃ: [۱۳]...... یعنی اس ہولناک طوفان کے وقت نوح علیہ السلام کی کشتی ہماری حفاظت اور نگرانی میں نہایت امن چین سے چلی جارہی تھی۔

فائدۃ: [۱۴] "کفر" سے مراد:...... یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بے قدری کی اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا، یہ اس کی سزا ملی۔

فَائِدَہ:[۱۵]......یعنی سوچنے والوں کے لیے اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ آج کشتی کا وجود دنیا میں اُس کشتی کے قصہ کو یاد دلانے والا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نشان ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بعینہٖ وہی کشتی نوح کے بعد مدت تک ''جودی'' پہاڑ پر نظر آتی تھی، اس اُمت کے لوگوں نے بھی دیکھی۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۱۶]......یعنی دیکھ لیا میرا عذاب کیسا ہولناک اور میرا ڈرانا کس قدر سچا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۷] قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بہت آسان ہے:......یعنی قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے، کیونکہ جو مضامین ترغیب وترہیب اور انذار وتبشیر سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف، سہل اور مؤثر ہیں، پر کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے۔

تنبیہ: آسان ہونے کا مطلب حقائق واسرار سے خالی ہونا نہیں ہے:......آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن محض ایک سطحی کتاب ہے جس کے اندر کوئی دقائق وغوامض نہیں، اُس علیم وخبیر کے کلام کی نسبت ایسا گمان کیوں کر کیا جاسکتا ہے، کیا یہ فرض کرلیا جائے کہ جب اللہ بندوں سے کلام کرتا ہے تو معاذ اللہ! اپنے غیر متناہی علوم سے کورا ہوجاتا ہے؟ یقیناً اُس کے کلام میں وہ گہرے حقائق اور باریکیاں ہوں گی جن کا کسی دوسرے کلام میں تلاش کرنا بیکار ہے، اسی لیے حدیث میں آیا ہے: ''لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ'' (قرآن کے عجائب واسرار کبھی ختم ہونے والے نہیں) علمائے اُمت اور حکمائے ملت نے اس کتاب کے دقائق واسرار کا پتہ لگانے اور ہزار ہا احکام مستنبط کرنے میں عمریں صرف کردیں، تب بھی اُس کی آخری تہ تک نہیں پہنچ سکے۔

فَائِدَہ:[۱۸] نحوست کے ایام صرف قوم عاد کے لئے تھے:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی نحوست نہ اُٹھی جب تک تمام نہ ہوچکے۔ اور یہ نحوست کا دن اُن ہی کے حق میں تھا، یہ نہیں کہ ہمیشہ کو'' وہ دن منحوس سمجھ لیے جائیں، جیسا کہ جاہلوں میں مشہور ہے۔ اور اگر وہ دن عذاب آنے کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے منحوس بن گیا ہے تو مبارک دن کونسا رہے گا؟ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ وہ عذاب سات رات اور آٹھ دن برابر رہا۔ بتلایئے اب ہفتہ کے دنوں میں کونسا دن نحوست سے خالی رہے گا۔

فَائِدَہ:[۱۹]......''قوم عاد'' کے لوگ بڑے تومند اور قدآور تھے، لیکن ہوا کا جھکڑ اُن کو اُٹھا کر اس طرح زمین پر پٹکتا تھا جیسے کھجور کا تنا جڑ سے اُکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا جائے۔

فَائِدَہ:[۲۰] قوم ثمود کی تکذیب:......یعنی حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا، اور ایک نبی کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے، کیونکہ اصول دین میں سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۲۱] قوم ثمود کا اعتراض:......یعنی کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں، بلکہ ہم ہی جیسا ایک آدمی اور وہ بھی اکیلا جس کے ساتھ کوئی قوت اور جتھا نہیں، چاہتا ہے کہ ہمیں دبالے اور سب کو اپنا تابع بنالے، یہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر ہم اس پھندے میں پھنس جائیں تو ہماری بڑی غلطی اور حماقت بلکہ جنون ہوگا۔ وہ تو ہم کو ڈراتا ہے کہ مجھے نہ مانو گے تو آگ میں گرو گے اور واقعہ یہ ہے کہ ہم اُس کے تابع ہوجائیں تو گویا خود اپنے کو آگ میں گرا رہے ہیں۔

فَائِدَہ:[۲۲]......یعنی پیغمبری کے لیے بس یہی رہ گیا تھا؟ سب جھوٹ ہے خواہ مخواہ بڑائی مارتا ہے کہ خدا نے مجھے اپنا رسول بنادیا، اور ساری قوم کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

اب جان لیں گے کل کو کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا ۲۳ ہم بھیجتے ہیں اونٹنی ان کے جانچنے کے واسطے ۲۴ سو انتظار کر ان کا

وَاصْطَبِرْ ۝٢٧ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝٢٨ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

کا اور سہتا رہ ف ۲۵ اور سنا دے ان کو کہ پانی کا بانٹا ہے ان میں ہر باری پر پہنچنا چاہیے ف ۲٦ پھر پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝٢٩ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝٣٠ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

پھر ہاتھ چلایا اور کاٹ ڈالا ف ۲۷ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر رہ گئے

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝٣١ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٣٢ كَذَّبَتْ قَوْمُ

جیسے روندی ہوئی باڑ کانٹوں کی ف ۲۸ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا لوط کی قوم

لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ۝٣٣ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝٣٤ نِّعْمَةً مِّنْ

نے ڈر سنانے والوں کو ف ۲۹ ہم نے بھیجی ان پر آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوط کے گھر کے، ان کو ہم نے بچا دیا پچھلی رات سے، فضل سے

عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝٣٥ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝٣٦ وَلَقَدْ

اپنی طرف کے ہم یوں بدلہ دیتے ہیں اس کو جو حق مانے ف ۳۰ اور وہ ڈرا چکا تھا ان کو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈرانے کو ف ۳۱ - اور اس سے لینے

رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝٣٧ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً

لگے اس کے مہمانوں کو پس ہم نے مٹا دیں ان کی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا ف ۳۲ اور پڑا ان پر صبح کو سویرے

عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝٣٨ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝٣٩ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

عذاب جو ٹھہر چکا تھا اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا ف ۳۳ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی

ع ٢ مُّدَّكِرٍ ۝٤٠ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝٤١ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ

سوچنے والا اور پہنچے فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے ف ۳۴ جھٹلایا انہوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو پھر پکڑا ہم نے ان کو پکڑنا زبردست کا

مُّقْتَدِرٍ ۝٤٢ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝٤٣ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

قابو میں لے کر ف ۳۵ اب تم میں جو منکر ہیں کیا یہ بہتر ہیں ان سب سے یا تمہارے لیے فارغ خطی لکھ دی گئی ورقوں میں کیا کہتے ہیں ہم سب کا مجمع ہے

مُّنْتَصِرٌ ۝٤٤ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝٤٥

بدلہ لینے والا ف ۳٦ اب شکست کھائے گا یہ مجمع اور بھاگیں پیٹھ پھیر کر ف ۳۷

فَائِدَة: [۲۳] ......یعنی بہت جلد معلوم ہوا چاہتا ہے کہ دونوں فریق میں جھوٹا اور بڑائی مارنے والا کون ہے۔

فَائِدَة: [۲۴] اونٹنی کے ذریعہ قوم صالح علیہ السلام کی آزمائش:......یعنی اُن کی فرمائش کے موافق ہم پتھر سے اونٹنی نکال کر بھیجتے ہیں،

اُس کے ذریعہ سے جانچا جائے گا کہ کون اللہ و رسول کی بات مانتا ہے، اور کون نفس کی خواہش پر چلتا ہے۔

فَائِدَۃ: [۲۵]...... یعنی دیکھتا رہ، کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

فَائِدَۃ: [۲۶] پانی کی باری مقرر کرنا:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وہ اونٹنی جس پانی پر جاتی سب جانور بھاگتے تو اللہ نے باری ٹھہرا دی، ایک دن وہ جائے اور ایک دن سب جانور۔''

فَائِدَۃ: [۲۷] اونٹنی کا قتل:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ایک بدکار عورت تھی، اُس کے مواشی بہت تھے، اپنے ایک آشنا کو اُکسا دیا، اُس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔''

فَائِدَۃ: [۲۸] قوم ثمود پر اللہ تعالیٰ کا عذاب:...... فرشتے نے ایک چیخ ماری، کلیجے پھٹ گئے اور سب چورا ہو کر رہ گئے، جیسے کھیت کے گرد کانٹوں کی باڑ لگا دیتے ہیں، اور چند روز کے بعد پامال ہو کر اُس کا چورا ہو جاتا ہے۔

فَائِدَۃ: [۲۹] قوم لوط علیہ السلام کی تکذیب:...... یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو جھٹلایا، اور ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔

فَائِدَۃ: [۳۰]...... یعنی وہ پچھلی رات میں اپنے گھر والوں کو لے کر صاف نکل گئے، اُن کو ہم نے عذاب کی ذرا بھی آنچ نہ لگنے دی اور یہی ہماری عادت ہے، حق شناس اور شکر گزار بندوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

فَائِدَۃ: [۳۱]...... یعنی اُس کی باتوں میں واہی تباہی شبہے اور جھگڑے کھڑے کر کے جھٹلانے لگے۔

فَائِدَۃ: [۳۲] فرشتوں سے بدکاری کی کوشش:...... یعنی فرشتے جو حسین لڑکوں کی شکل میں آئے تھے اُن کو آدمی سمجھ کر اپنی خوئے بد کی وجہ سے قبضہ نا چاہا۔ ہم نے اُن کو اندھا کر دیا کہ ادھر اُدھر دھکے کھاتے پھرتے تھے، کچھ نظر نہ آتا تھا، اور کہا: لو! پہلے اس عذاب کا مزہ چکھو۔

فَائِدَۃ: [۳۳] قوم لوط علیہ السلام پر عذاب ہولناک:...... یعنی اندھا کرنے کے بعد اُن کی بستیاں اُلٹ دی گئیں اور اُوپر سے پتھر برسائے گئے، اُس چھوٹے عذاب کے بعد یہ بڑا عذاب تھا۔

فَائِدَۃ: [۳۴]...... حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور اُن کے ڈرانے والے نشان۔

فَائِدَۃ: [۳۵] فرعون اور اس کے حواریوں کی ہلاکت و غرقابی:...... یعنی خدا کی پکڑ بڑے زبردست کی پکڑ تھی، جس کے قابو سے نکل کر کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ دیکھ لو! تمام فرعونیوں کا بیڑہ کس طرح بحرِ قلزم میں غرق کیا کہ ایک بچ کر نہ نکل سکا۔

فَائِدَۃ: [۳۶] موجودہ کفار کو گزشتہ قوموں کے واقعات سے تنبیہ:...... گزشتہ اقوام کے واقعات سنا کر موجودہ لوگوں کو خطاب ہے، یعنی تم میں کے کافر کیا ان پہلے کافروں سے کچھ اچھے ہیں جو کفر و طغیان کی سزا میں تباہ نہیں کیے جائیں گے؟ یا اللہ کے ہاں سے کوئی پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ تم جو چاہو شرارت کرتے رہو، سزا نہیں ملے گی؟ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارا مجمع اور جتھا بہت بڑا ہے اور سب مل کر جب ایک دوسرے کی مدد پر آجائیں گے تو سب سے بدلہ لے کر چھوڑیں گے اور کسی کو اپنے مقابلہ میں کامیاب نہ ہونے دیں گے؟

فَائِدَۃ: [۳۷] کفار مکہ کی شکست کی پیشن گوئی:...... یعنی عنقریب ان کو اپنے مجمع کی حقیقت کھل جائے گی جب مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، چنانچہ ''بدر'' اور ''احزاب'' میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ کی زبان پر یہ آیت جاری تھی: ''﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾۔''

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ

بلکہ قیامت ہے ان کے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی ﴿۳۸﴾ جو لوگ گناہ گار ہیں غلطی میں پڑے ہیں اور سودا میں جس دن

يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۴۸ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۴۹ وَمَآ

گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ چکھو مزا آگ کا ف ۳۹ ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر ف ۴۰ اور ہمارا

اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ۵۰ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۵۱ وَكُلُّ

کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے لپک نگاہ کی ف ۴۱ اور ہم برباد کر چکے ہیں تمہارے ساتھ والوں کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ف ۴۲ اور جو

شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۵۲ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۵۳ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۵۴

چیز انہوں نے کی ہے لکھی گئی ورقوں میں ف ۴۳ اور ہر چھوٹا اور بڑا لکھا جا چکا ف ۴۴ جو لوگ ڈرنے والے ہیں باغوں میں ہیں اور نہروں میں

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۵۵

بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے ف ۴۵

فائدہ: [۳۸] ......یعنی یہاں کیا شکست کھائیں گے، ان کی شکست کا اصلی وقت تو وہ ہوگا جب قیامت سر پر آ کھڑی ہوگی، وہ بہت سخت مصیبت کا وقت ہوگا۔

فائدہ: [۳۹] قیامت میں کفار کا سارا غرور نکل جائے گا: ......یعنی اس وقت غفلت کے نشہ میں پاگل بن رہے ہیں۔ یہ سودا دماغ میں سے اُس وقت نکلے گا جب اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ لو! اب ذرا اس کا مزہ چکھو۔

فائدہ: [۴۰] ......یعنی ہر چیز جو پیش آنے والی ہے اللہ کے علم میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے، دنیا کی عمر اور قیامت کا وقت بھی اُس کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے، اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: [۴۱] اللہ تعالیٰ کی قدرت: ......یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں، کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی، نہ کچھ مشقت ہوتی ہے۔

فائدہ: [۴۲] گذشتہ کافروں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے: ......یعنی تمہاری قماش کے بہت سے کافروں کو پہلے تباہ کر چکے ہیں، پھر تم میں کوئی اتنا سوچنے والا نہیں کہ اُن کے حال سے عبرت حاصل کر سکے۔

فائدہ: [۴۳] ہر عمل لکھا جا رہا ہے: ......یعنی ہر ایک نیکی بدی عمل کے بعد اُن کے اعمال ناموں میں لکھی گئی ہے، وقت پر ساری مسل سامنے کر دی جائے گی۔

فائدہ: [۴۴] ......یعنی اس سے قبل ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیل "لوحِ محفوظ" میں لکھی جا چکی۔ تمام دفاتر باقاعدہ مرتب ہیں، کوئی چھوٹی موٹی چیز بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتی۔

فائدہ: [۴۵] ......مجرمین کے بعد یہ متقین کا انجام بیان فرما دیا کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ و رسول کے سچے وعدوں کے موافق ایک پسندیدہ مقام میں ہوں گے، جہاں اس شہنشاہِ مطلق کا قرب حاصل ہوگا: "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ، مَا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ يَّكُوْنُ، فَاسْعِدْنِيْ فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لِّيْ وَلَا تَكُنْ عَلَيَّ، وَاٰتِنِيْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنِيْ عَذَابَ النَّارِ۔"

تمت سورة القمر ولله الحمد والمنة

ایاتھا ۷۸ | ۵۵ سُوْرَۃُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ | رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمٰن نے سکھلایا قرآن ف۱ بنایا آدمی پھر سکھلایا اس کو بات کرنا ف۲ سورج اور چاند کے لیے

بِحُسْبَانٍ ⑤ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ⑥ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦ اَلَّا تَطْغَوْا

ایک حساب ہے ف۳ اور جھاڑ اور درخت مشغول ہیں سجدہ میں ف۴ اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ زیادتی نہ کرو

فِي الْمِيْزَانِ ⑧ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ⑨ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا

ترازو میں اور سیدھی ترازو تو لو انصاف سے اور مت گھٹاؤ تول کو ف۵ اور زمین کو بچھایا

لِلْاَنَامِ ⑩ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ⑪ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ⑫

واسطے خلق کے ف۶ اس میں میوہ ہے اور کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف اور اس میں اناج ہے جس کے ساتھ بھس ہے اور پھول خوشبودار ف۷

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑬

پھر کیا کیا نعمتیں رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۸

فائدۃ:[۱] انسان کو قرآن سکھانا بہت بڑی نعمت ہے:...... جو اس کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت ورحمت ہے۔ انسان کی بساط اور اس کے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپیدا کنار کو دیکھو، بلاشبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمٰن ہی کا کام ہو سکتا ہے، ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام؟

تنبیہ: اصل معلم اللہ تعالیٰ ہے:...... سورۂ "النجم" میں فرمایا تھا: ﴿عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى﴾ الآیۃ [آیت:۵] یہاں کھول دیا کہ قرآن کا اصلی معلم اللہ ہے، گو فرشتہ کے توسط سے ہو۔

فائدۃ:[۲] گویائی کی قوت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے:...... "ایجاد" (وجود عطا فرمانا) اللہ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے، اُس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایجاد ذات اور (۲) ایجاد صفت، تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا اور اس میں علم بیان کی صفت بھی رکھی۔ یعنی

قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن وخوبی سے ادا کر سکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اسی صفت کے ذریعہ سے وہ قرآن سیکھتا سکھاتا ہے، اور خیر وشر، ہدایت وضلالت، ایمان وکفر اور دنیا وآخرت کی باتوں کو واضح طور پر سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔

فائدہ:[۴] چاند سورج کا حساب اور نظام:...... یعنی دونوں کا طلوع وغروب، گھٹنا بڑھنا، یا ایک حالت پر قائم رہنا، پھر ان کے ذریعہ سے فصول ومواسم کا بدلنا اور سفلیات پر مختلف طرح سے اثر ڈالنا، یہ سب کچھ ایک خاص حساب اور ضابطہ اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے، مجال نہیں کہ اُس کے دائرہ سے باہر قدم رکھ سکیں اور اپنے مالک وخالق کے دیئے ہوئے احکام سے روگردانی کر سکیں۔ اُس نے اپنے بندوں کی جو خدمات ان دونوں کے سپرد کر دی ہیں، اُن میں کوتاہی نہیں کر سکتے، ہمہ وقت ہماری خدمت میں مشغول ہیں۔

فائدہ:[۴]...... یعنی علویات کی طرح سفلیات بھی اپنے مالک کی مطیع ومنقاد ہیں۔ چھوٹے جھاڑ، زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور اُونچے درخت سب اُس کے حکم تکوینی کے سامنے سربسجود ہیں۔ بندے اُن کو اپنے کام میں لائیں تو انکار نہیں کر سکتے۔

فائدہ:[۵] زمین کا بچھانا آسمان کا بلند کرنا اور ترازو کا قائم کرنا بھی اللہ کی نعمتیں ہیں:...... اُوپر سے دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوتے چلے آرہے تھے، یہاں بھی آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر ہے، درمیان میں میزان (ترازو) کا ذکر شاید اس لیے ہو کہ عموماً ترازو کو تولتے وقت آسمان وزمین کے درمیان معلق رکھنا پڑتا ہے۔ یہ اُس تقدیر پر ہے کہ میزان سے مراد ظاہری اور حسی ترازو ہو، چونکہ اس کے ساتھ بہت سے معاملات کی درستی اور حقوق کی حفاظت وابستہ تھی، اس لیے ہدایت فرما دی کہ وضع میزان کی یہ غرض جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ نہ لیتے وقت زیادہ تولو، نہ دیتے وقت کم، ترازو کے دونوں پلے اور باٹ بٹی میں کمی بیشی نہ ہو۔ نہ تولتے وقت ڈنڈی ماری جائے، بلکہ بدون کمی بیشی کے دیانت داری کے ساتھ بالکل ٹھیک تولا جائے۔

تنبیہ: وضع میزان سے مراد:...... اکثر سلف نے وضع میزان سے اس جگہ عدل کا قائم کرنا مراد لیا ہے، یعنی اللہ نے آسمان سے زمین تک ہر چیز کو حق وعدل کی بنیاد پر اعلیٰ درجہ کے توازن وتناسب کے ساتھ قائم کیا ہے۔ اگر عدل وحق ملحوظ نہ رہے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے، لہٰذا ضروری ہے کہ بندے بھی عدل وحق کے جادہ پر مستقیم رہیں اور انصاف کی ترازو کو اُٹھنے یا جھکنے نہ دیں، نہ کسی پر زیادتی کریں، نہ کسی کا حق دبائیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ عدل ہی سے زمین وآسمان قائم ہیں۔

فائدہ:[۶]...... کہ اُس پر آرام سے چلیں پھریں اور کاروبار جاری رکھیں۔

فائدہ:[۷] پھل میوے وغیرہ کی نعمتیں:...... یعنی پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلہ اناج بھی۔ پھر غلہ میں دو چیزیں ہیں: دانہ جو انسانوں کی غذا ہے، اور بھوسہ جو جانوروں کے لیے ہے۔ اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں، لیکن اُن کی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔

فائدہ:[۸] اللہ کی نعمتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا:...... یعنی اے جن وانس! اُوپر کی آیات میں تمہارے رب کی جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں تم اُن میں سے کس کس کے جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ کیا یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے کسی کا انکار کیا جا سکے؟ علماء نے ایک حدیثِ صحیح کی بنا پر لکھا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ سنے تو جواب دے "لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ" (اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، سب حمد وثنا تیرے ہی لیے ہے)

تنبیہ: "تکذبن" میں جن وانس دونوں کو خطاب ہے:...... گو جن کا ذکر تصریحاً پہلے نہیں ہوا، لیکن "انام" میں وہ شامل ہیں۔ اور ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات: ۵۶] میں دونوں کا عبادت کے لیے پیدا ہونا مذکور ہے۔ اور اس آیت کے بعد متصل ہی آدمی اور جن کی کیفیتِ تخلیق بتلائی گئی ہے اور چند آیات کے بعد ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ﴾ اور ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ﴾

میں صریحاً جن وانس کو مخاطب کیا گیا ہے، یہ قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہاں مخاطب وہی دونوں ہیں۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

بنایا آدمی کو کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جن کو آگ کی لپیٹ سے ف۹ پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۱۰ مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا ف۱۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾

چلائے دو دریا مل کر چلنے والے اُن دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے ف۱۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي

نکلتا ہے ان دونوں سے موتی اور مونگا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے

الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ

دریا میں جیسے پہاڑ ف۱۳ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ

ع النصف ۲۵ ۱۱

رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا ف۱۴ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اس سے مانگتے ہیں جو کوئی ہیں آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ

اور زمین میں ہر روز اس کو ایک دھندا ہے ف۱۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہونے والے ہیں تمہاری طرف سے اے

الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ

دو بھاری قافلو پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے گروہ جنوں کے اور انسانوں کے اگر تم سے ہو سکے کہ

تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ

نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نہیں نکل سکنے کے بدون سند کے ف۱۶ پھر کیا کیا

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾

نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ف۱۷

فائدہ:[۹].......یعنی سب آدمیوں کے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی اور جنوں کے باپ کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔

فَائِدَہ:[١٠] ''آلاء'' کا معنیٰ: ...... ﴿الآءِ﴾ کا ترجمہ عموماً ''نعمت'' کیا گیا ہے، لیکن ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض سلف سے ''قدرت'' کے معنی نقل کیے ہیں، اس لیے جس مقام پر جو معنی زیادہ چسپاں ہوں وہ اختیار کیے جائیں۔ یہاں اور اس سے پہلی آیت میں دونوں مطلب ہوسکتے ہیں، کیونکہ اِنس وجن کو خلعت وجود سے سرفراز فرمانا اور جماد لایعقل سے عاقل بنا دینا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور اس کی لامحدود قدرت کی نشانی بھی ہے۔

تنبیہ: ایک آیت کا تکرار: ...... یہ جملہ ﴿فَبِأَيِّ الَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ اس سورت میں اکتیس مرتبہ آیا ہے اور ہر مرتبہ کسی خاص نعمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یا شئونِ عظمت وقدرت میں سے کسی خاص شان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس قسم کی تکرار عرب وعجم کے کلاموں میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ مدت ہوئی رسالہ ''القاسم'' میں بندہ نے ایک مضمون بعنوان ''قرآن مجید میں تکرار کیوں ہے؟'' چھپوایا تھا، اُس میں چند نظائر شعرائے عرب کے کلاموں سے پیش کی گئی ہیں اور تکرار کے فلسفہ پر بحث کی ہے، یہاں اُس کے بسط کا موقع نہیں۔

فَائِدَہ:[١١] مشرقین ومغربین کی الوہیت: ...... جاڑے اور گرمی میں جس جس نقطہ سے سورج طلوع ہوتا ہے، وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غروب ہوتا ہے، وہ دو مغرب ہوئیں۔ ان ہی مشرقین اور مغربین کے تغیر وتبدل سے موسم اور فصلیں بدلتی ہیں اور طرح طرح کے انقلابات ہوتے ہیں۔ زمین والوں کے ہزار ہا فوائد ومصالح اِن تغیرات سے وابستہ ہیں، تو ان کا اُدل بدل بھی خدا کی بڑی بھاری نعمت اور اُس کی قدرتِ عظیمہ کی نشانی ہوئی۔

تنبیہ: تثنیہ لانے میں حکمت: ...... آیت سے پہلے اور پیچھے دور تک دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوئے ہیں، اس لیے یہاں مشرقین ومغربین کا ذکر نہایت ہی لطف دیتا ہے۔

فَائِدَہ:[١٢] میٹھے اور کھارے پانی میں امتیاز: ...... یعنی ایسا نہیں کہ میٹھا اور کھارا پانی ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے اس کی خاصیت وغیرہ کو بالکلیہ زائل کردے یا دونوں مل کر دنیا کو غرق کر ڈالیں۔ اس آیت کے مضمون کے متعلق کچھ تقریر سورۂ ''فرقان'' کے اواخر (آیت: ٥٣) میں گزر چکی ہے اُس کو ملاحظہ کر لیا جائے۔

فَائِدَہ:[١٣] کشتیاں اور جہاز نعمت ہیں: ...... یعنی کشتیاں اور جہاز گو بظاہر تمہارے بنائے ہوئے ہیں، مگر خود تم کو اللہ نے بنایا، اُسی نے وہ قوتیں اور سامان عطا کیے جن سے جہاز تیار کرتے ہو۔ لہٰذا تم اور تمہاری مصنوعات سب کا مالک وخالق وہی خدا ہوا اور یہ سب اُسی کی نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں ہوئیں۔

تنبیہ: ...... یہ جملہ پہلے جملہ ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ﴾ کے مقابل ہے، یعنی دریا کے نیچے سے وہ نعمتیں نکلتی ہیں اور اوپر یہ نعمتیں موجود ہیں۔

فَائِدَہ:[١٤] سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے: ...... یعنی زمین وآسمان کی تمام مخلوق زبانِ حال وقال سے اپنی حاجات اُسی خدا سے طلب کرتی ہے، کسی کو ایک لمحہ کے لیے اُس سے استغنا نہیں، اور وہ بھی سب کی حاجت روائی اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ ہر وقت اُس کا الگ کام اور ہر روز اُس کی نئی شان ہے۔ کسی کو مارنا، کسی کو جلانا، کسی کو بیمار کرنا، کسی کو تندرست کر دینا، کسی کو بڑھانا، کسی کو گھٹانا، کسی کو دینا، کسی سے لینا اُس کی شئون میں داخل ہیں، وقس علیٰ ہذا۔

فَائِدَہ:[١٥] ...... یعنی دنیا کے یہ کام اور دھندے عنقریب ختم ہونے والے ہیں، اس کے بعد ہم دوسرا دور شروع کریں گے، جب تم دونوں بھاری قافلوں (جن وانس) کا حساب کتاب ہوگا، مجرموں کی پوری طرح خبر لی جائے گی اور وفاداروں کو پورا صلہ دیا جائے گا۔

فَائِدَہ:[١٦] اللہ تعالیٰ سے کسی کو مفر نہیں ہے: ...... یعنی اللہ کی حکومت سے کوئی چاہے کہ نکل بھاگے تو بدون قوت اور غلبہ کے کیسے بھاگ سکتا ہے، کیا خدا سے زیادہ کوئی قوی اور زور آور ہے؟ پھر نکل کر جائے گا کہاں؟ دوسری قلم رو کونسی ہے جہاں پناہ لے گا؟ نیز دنیا کی

معمولی حکومتیں بدون سند اور پروانہ راہداری کے اپنی قلمرو سے نکلنے نہیں دیتیں تو اللہ بدون سند کے کیوں نکلنے دے گا؟

فائدہ:[۱۷]...... یعنی اس طرح کھول کھول کر سمجھانا اور تمام نشیب و فراز پر متنبہ کرنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ کیا اس نعمت کی تم قدر نہیں کرو گے اور اللہ کی ایسی عظیم الشان قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾

چھوڑے جائیں تم پر شعلے آگ کے صاف، اور دھواں ملے ہوئے، پھر تم بدلہ نہیں لے سکتے ف۱۸ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ف۱۹

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ

پھر جب پھٹ جائے آسمان تو ہو جائے گلابی جیسے نری (تیل کی تلچھٹ) ف۲۰ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پھر اس دن

لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

پوچھ نہیں اس کے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ جن سے ف۲۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پہچانے پڑیں گے گناہ گار

بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

اپنے چہرے سے ف۲۲ پھر پکڑا جائے گا پیشانی کے بال سے اور پاؤں سے ف۲۳ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے یہ دوزخ ہے

الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا وقف لازم

جس کو جھوٹ بتاتے تھے گناہ گار ف۲۴ پھریں گے بیچ اس کے اور کھولتے پانی کے ف۲۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ ع ۲

جھٹلاؤ گے اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لیے ہیں دو باغ ف۲۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جن میں بہت سی شاخیں ف۲۷

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان دونوں میں دو چشمے بہتے ہیں ف۲۸ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان دونوں میں

مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰي فُرُشٍۢ بَطَاۗىِٕنُهَا مِنْ

ہر میوہ قسم قسم کا ہو گا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر جن کے استر

اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ

تافتے ف۲۹ کے اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا ف۳۰ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ

نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے ف۳۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے وہ کیسی جیسے کہ لعل

وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾

اور مونگا ف۳۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور کیا بدلہ ہے نیکی کا مگر نیکی ف۳۳

فائدہ: [١٨] **مجرموں پر آگ اور دھوئیں کے شعلے ہوں گے:**...... یعنی جس وقت مجرموں پر آگ کے صاف شعلے اور دُھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائیں گے، کوئی اُن کو دفع نہ کر سکے گا اور نہ وہ اس سزا کا کچھ بدلہ لے سکیں گے۔

فائدہ: [١٩] **مجرموں کو سزا دینا بھی نعمت ہے:**...... مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے اور اس سزا کا بیان کرنا تا لوگ سن کر اُس جرم سے باز رہیں، یہ مستقل انعام ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ہر آیت میں نعمت جتائی، کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینا نعمت ہے کہ اُس سے بچیں۔''

فائدہ: [٢٠]...... یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹے گا اور رنگ میں لال نری کی طرح ہو جائے گا۔

فائدہ: [٢١] **علم کی غرض سے سوال نہ ہوگا:**...... یعنی کسی آدمی یا جن سے اُس کے گناہوں کے متعلق معلوم کرنے کی غرض سے سوال نہ کیا جائے گا، کیونکہ خدا کو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے، ہاں! بطور الزام وتوبیخ ضابطہ کا سوال کریں گے، کما قال: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ [الحجر: ٩٢] یا یہ مطلب ہو کہ قبروں سے اُٹھتے وقت سوال نہ ہوگا، بعد میں ہونا اس کے منافی نہیں۔

فائدہ: [٢٢] **مجرمین کی پہچان:**...... یعنی چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگونی سے مجرم خود بخود پہچانے جائیں گے، جیسے مؤمنین کی شناخت سجدہ اور وضو کے آثار وانوار سے ہوگی۔

فائدہ: [٢٣]...... یعنی کسی کے بال اور کسی کی ٹانگ پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا، یا ہر ایک مجرم کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر پیشانی کو پاؤں سے ملا دیں گے اور زنجیر وغیرہ سے جکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔

فائدہ: [٢٤]...... یعنی اُس وقت کہا جائے گا کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کا دُنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔

فائدہ: [٢٥] **مختلف قسم کے عذاب:**...... یعنی کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے پانی کا عذاب ہوگا۔ (اعاذنا اللہ منہما ومن سائر انواع العذاب)

فائدہ: [٢٦] **متقین کا انعام:**...... یعنی جس کو دنیا میں ڈر لگا رہا کہ ایک روز اپنے رب کے آگے کھڑا ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے۔ اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور پوری طرح تقویٰ کے راستوں پر چلا اس کے لیے وہاں دو عالی شان باغ ہیں، جن کی صفات آگے بیان کی گئی ہیں۔

فائدہ: [٢٧] **مختلف اقسام کے پھل:**...... یعنی مختلف قسم کے پھل ہوں گے اور درختوں کی شاخیں نہایت پر میوہ اور سایہ دار ہوں گی۔

فائدہ: [٢٨]...... یعنی جو کسی وقت تھمتے نہیں، نہ خشک ہوتے ہیں۔

فائدہ: [٢٩]...... جب ان کا استر دبیز ریشم کا ہوگا تو اَبرے کو اسی سے قیاس کر لو، کیسا کچھ ہوگا۔

فائدہ: [٣٠]...... جس کے چننے میں کلفت نہ ہوگی۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں بے تکلف متمتع ہو سکیں گے۔

فائدہ: [٣١]...... یعنی اُن کی عصمت کو کسی نے بھی چھوا، نہ انہوں نے اپنے ازواج کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

فائدہ: [٣٢]...... یعنی ایسی خوش رنگ اور بیش بہا۔

فائدہ: [٣٣]...... یعنی نیک بندگی کا بدلہ نیک ثواب کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟ ان جنتیوں نے دنیا میں اللہ کی انتہائی عبادت کی تھی، گویا وہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے، اللہ نے اُن کو انتہائی بدلہ دیا: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ [السجدہ: ١٧] شاید اس

میں دولتِ دیدار کی طرف بھی اشارہ ہو۔ واللہ اعلم ا

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِہِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اور ان دو کے سوا اور دو باغ ہیں ف ۳۴ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

مُدْہَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْہِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

گہرے سبز جیسے سیاہ ف ۳۵ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن میں دو چشمے ہیں ابلتے ہوئے — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْہِنَّ خَیْرٰتٌ

جھٹلاؤ گے — اُن میں میوے ہیں اور کھجوریں اور انار ف ۳۶ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں

حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

خوب صورت ف ۳۷ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — حوریں رکی رہنے والیاں خیموں میں ف ۳۸ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْہُنَّ اِنْسٌ قَبْلَہُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّکِئِیْنَ

جھٹلاؤ گے — نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — تکیہ لگائے بیٹھے

عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی

سبز مسندوں پر اور قیمتی بچھونے نفیس پر — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب کی جو

الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۷۸﴾ ع ۳ ۱۲

بڑائی والا اور عظمت والا ہے ف ۳۹

فائدہ: [۳۴] اصحاب یمین کے باغ: ......شاید پہلے دو باغ مقربین کے لیے تھے اور یہ دونوں اصحابِ یمین کے لیے ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۳۵] ......سبزی جب زیادہ گہری ہوتی ہے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: [۳۶] ......مگر یہاں کے اناروں اور کھجوروں پر قیاس نہ کیا جائے، اُن کی کیفیت اللہ ہی جانے۔

فائدہ: [۳۷] ......یعنی اچھے اخلاق کی خوب صورت اور خوب سیرت۔

فائدہ: [۳۸] عورت کی خوبی: ......اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ذات کی خوبی گھر میں رُکے رہنے ہی سے ہے۔

فائدہ: [۳۹] ......یعنی جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے اور غور کرو تو تمام نعمتوں میں اصلی خوبی اُسی کے نام پاک کی برکت سے ہے، اور اُسی کا نام لینے سے نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، پھر سمجھ لو جس کے اسم میں اس قدر برکت ہے مسمّٰی میں کیا کچھ ہو گی:

وَنَسْاَلُ اللّٰہَ الْکَرِیْمَ الْوَہَّابَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَنْ یَّجْعَلَنَا مِنْ اَہْلِ الْجَنَّتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ۔ اٰمِیْن

تمت سورۃ الرحمٰن ولله الحمد والمنّة

ایاتها ٩٧ ٥٦ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ٤٦ رکوعاتها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ② خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ③ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی نہیں ہے اس کے ہو پڑنے میں کچھ جھوٹ ف۱ پست کرنے والی ہے بلند کرنے والی ف۲ جب لرزے زمین

رَجًّا ④ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ⑤ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ⑥ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ⑦ فَاَصْحٰبُ

کپکپا کر اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر پھر ہو جائیں غبار اڑتا ہوا ف۳ اور تم ہو جاؤ تین قسم پر ف۴ پھر داہنے

الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑧ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ⑨

والے کیا خوب ہیں داہنے والے ف۵ اور بائیں والے کیا برے لوگ ہیں بائیں والے ف۶

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ⑫ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ⑬

اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے وہ لوگ ہیں مقرب باغوں میں نعمت کے ف۷ انبوہ ہے پہلوں میں سے

وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ⑭ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ⑮ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ⑯ يَطُوْفُ

اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ف۸ بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر ف۹ تکیہ لگائے ان پر ایک دوسرے کے سامنے ف۱۰ لیے پھرتے

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ⑰ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ⑱ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا

ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے ف۱۱ آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا جس سے نہ سر دکھے

وَلَا يُنْزِفُوْنَ ⑲

اور نہ بکواس لگے ف۱۲

فَائِدَة: [۱]...... یعنی قیامت جب ہو پڑے گی اُس وقت کھل جائے گا کہ یہ کوئی جھوٹی بات نہ تھی۔ نہ اُسے کوئی ٹال سکے گا، نہ واپس کر سکے گا اور ﴿لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ﴾ [النحل: ۳۸] وغیرہ کے جھوٹے دعوے سب ختم ہو جائیں۔ کوئی شخص جھوٹی تسلیوں سے اس دن کی ہولناک

سختیوں کو گھٹانا چاہے، یہ بھی نہ ہوگا۔

فائدہ:[۲] قیامت کی دو صفات:......یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک گروہ کو اوپر اٹھاتی ہے۔ بڑے بڑے متکبروں کو جو دنیا میں بہت معزز اور سربلند سمجھے جاتے تھے، اسفل السافلین کی طرف دھکیل کر دوزخ میں پہنچا دے گی اور کتنے ہی متواضعین کو جو دنیا میں پست اور حقیر نظر آتے تھے، ایمان و عمل صالح کی بدولت جنت کے اعلیٰ مقامات پر فائز کرے گی۔

فائدہ:[۳] قیامت کی کیفیت:......یعنی زمین میں سخت زلزلہ آئے گا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑتے پھریں گے۔

فائدہ:[۴] قیامت میں تین قسم کے لوگ:......یعنی وقوع قیامت کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کر دی جائیں گی: دوزخی، عام جنتی، اور خواص مقربین جو جنت کے نہایت اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے۔ آگے تینوں کا مجملاً ذکر کرتے ہیں، پھر ان کے احوال کی تفصیل بیان ہوگی۔

فائدہ:[۵] داہنی طرف والے:......یعنی جو لوگ عرش عظیم کی داہنی طرف ہوں گے جن کو اخذ میثاق کے وقت آدم علیہ السلام کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا اور اُن کا اعمال نامہ بھی داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بھی اُن کو داہنی طرف سے لیں گے۔ اُس روز اُن کی خوبی اور یمن و برکت کا کیا کہنا، شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کی نسبت دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف نظر کر کے ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

فائدہ:[۶] بائیں طرف والے:...... یہ لوگ آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے، عرش کے بائیں جانب کھڑے کیے جائیں گے۔ اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بائیں طرف سے اُن کو پکڑیں گے، اُن کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا۔

فائدہ:[۷]......یعنی جو لوگ، کمالاتِ علمیہ و عملیہ اور مراتب تقویٰ میں دوڑ کر اصحاب یمین سے آگے نکل گئے، وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب و وجاہت میں بھی سب سے آگے ہیں۔ (وَهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ وَالصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ يَكُونُونَ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ كما قال ابن كثير رحمۃ اللہ علیہ)

فائدہ:[۸] پہلوں اور پچھلوں سے مراد:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "پہلے کہا پہلی اُمتوں کو، اور پچھلی یہ اُمت (محمدیہ) یا پہلے پچھلے اسی اُمت کے (مراد ہوں) یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں، پیچھے کم ہوتے ہیں۔"

تنبیہ: راجح تفسیر:......اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہ دونوں احتمال بیان کیے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی اور رُوح المعانی میں طبرانی وغیرہ سے ایک حدیث ابوبکرہ کی بہ سند حسن نقل کی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے متعلق فرمایا "هُمَا جَمِيعًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔" واللہ اعلم! ابن کثیر نے ایک تیسرا مطلب آیت کا بیان کیا ہے احقر کو وہ پسند ہے، یعنی ہر اُمت کے پہلے طبقہ میں نبی کی صحبت یا قرب عہد کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے مقربین جس قدر کثرت سے ہوئے ہیں، پچھلے طبقوں میں وہ بات نہیں رہی، کما قال صلی اللہ علیہ وسلم: "خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔" ہاں! اگر ابوبکرہ کی حدیث صحیح ہو، جیسا کہ روح المعانی میں ہے تو ظاہر ہے، وہی مطلب متعین ہوگا۔

فائدہ:[۹]......جو سونے کے تاروں سے بنے گئے ہیں۔

فائدہ:[۱۰]......یعنی نشست ایسی ہوگی کہ کسی ایک کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ رہے گی۔

فائدہ:[۱۱]......یعنی خدمت کے لیے لڑکے ہوں گے جو سدا ایک حالت پر رہیں گے۔

فائدہ:[۱۲]......یعنی نتھری اور صاف شراب جس کے قدرتی چشمے جاری ہوں گے، اُس کے پینے سے نہ سر گرانی ہوگی، نہ بکواس لگے گی، کیونکہ اُس میں نشہ نہ ہوگا، خالص سرور اور لذت ہوگی۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ

اور میوہ جونسا پسند کرلیں اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کا جی چاہے ف۱۳ اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں جیسے موتی کے دانے

الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا

اپنے غلاف کے اندر ف۱۴ بدلہ ان کاموں کا جو کرتے تھے نہیں سنیں گے وہاں بکواس اور نہ گناہ کی بات مگر ایک بولنا

سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ

بولنا سلام سلام ف۱۵ اور داہنے والے کیا کہنے داہنے والوں کے رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جن کا کانٹا نہیں ف۱٦ اور کیلے

مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا

تہہ پر تہہ اور سایہ لمبا ف۱۷ اور پانی بہتا ہوا اور میوہ بہت نہ اس میں سے ٹوٹا اور نہ

مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾

روکا ہوا ف۱۸ اور بچھونے اونچے ف۱۹ ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھی اٹھان پر پھر کیا ان کو کنواریاں پیار دلانے والیاں ہم عمر

لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا ع ۴۸ ۱۴

واسطے داہنے والوں کے ف۲۰ انبوہ ہے پہلوں میں سے اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے ف۲۱ اور بائیں والے کیسے

أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ

بائیں والے تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں اور سایہ میں دھوئیں کے نہ ٹھنڈا اور نہ عزت کا ف۲۲ وہ لوگ تھے

كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ

اس سے پہلے خوش حال اور ضد کرتے تھے اس بڑے گناہ پر ف۲۳ اور کہا کرتے تھے

أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ

کیا جب ہم مر گئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی ف۲۴ تو کہہ دے کہ اگلے

وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ

اور پچھلے سب اکٹھے ہونے والے ہیں ایک دن مقرر کے وقت پر ف۲۵ پھر تم جو ہو اے بہکے ہوئے

الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ

جھٹلانے والو البتہ کھاؤ گے ایک درخت سینڈھ کے سے پھر بھرو گے اس سے پیٹ ف۲٦ پھر پیو گے اس

مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ﴿٥٥﴾

ایک جلتا پانی پھر پیو گے جیسے پئیں اونٹ تونسے ہوئے [۲۷]

فائدہ:[۱۳]......یعنی جس وقت جو میوہ پسند ہو اور جس قسم کا گوشت مرغوب ہو بدون محنت وتعب کے پہنچے گا۔

فائدہ:[۱۴]......یعنی صاف موتی کی طرح جس پر گرد وغبار کا ذرا بھی اثر نہ آیا ہو۔

فائدہ:[۱۵] جنت میں کوئی فضول اور تکلیف دہ بات نہ ہوگی:......یعنی لغو اور واہیات باتیں وہاں نہیں ہوں گی، نہ کوئی جھوٹ بولے گا، نہ کسی پر جھوٹی تہمت رکھے گا، بس ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آئیں گی، یعنی جنتی ایک دوسرے کو اور فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے۔ اور ربِ کریم کا سلام پہنچے گا جو بہت ہی بڑے اعزاز واکرام کی صورت ہے اور سلام کی یہ کثرت اس کی طرف اشارہ ہے کہ اب یہاں پہنچ کر تم تمام آفات اور مصائب سے محفوظ اور صحیح وسالم رہوگے، نہ کسی طرح کا آزار پہنچے گا، نہ موت آئے گی، نہ فنا۔

فائدہ:[۱۶]......جو قسم قسم کے مزہ دار پھلوں سے لدے ہوں گے۔

فائدہ:[۱۷]......یعنی نہ دھوپ ہوگی، نہ گرمی سردی لگے گی، نہ اندھیرا ہوگا، صبح کے بعد اور طلوعِ شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے ایسا معتدل سایہ سمجھو اور لمبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سو برس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔

فائدہ:[۱۸]......بہت قسم کا میوہ، نہ پہلے اُس میں سے کسی نے توڑا، نہ دنیا کے موسمی میووں کی طرح آئندہ ختم ہو، نہ اُس کے لینے میں کسی قسم کی روک ٹوک پیش آئے۔

فائدہ:[۱۹]......یعنی بے حد بیز اور اُونچے، ظاہر میں بھی اور رُتبہ میں بھی۔

فائدہ:[۲۰]......یعنی حوریں اور دنیا کی عورتیں جو جنت میں ملیں گی وہاں اُن کی پیدائش اور اُٹھان خدا کی قدرت سے ایسا ہوگا کہ ہمیشہ خوب صورت جوان بنی رہیں گی، جن کی باتوں اور طرز و انداز پر بیساختہ پیار آئے اور سب کو آپس میں ہم عمر رکھا جائے گا اور اُن کے ازواج کے ساتھ بھی عمر کا تناسب برابر قائم رہے گا۔

فائدہ:[۲۱]......یعنی اصحابِ یمین پہلوں میں بھی بکثرت ہوئے ہیں اور پچھلوں میں بھی اُن کی بہت کثرت ہوگی۔

فائدہ:[۲۲] دوزخیوں کے برے احوال:......یعنی دوزخ کی آگ سے کالا دُھواں اُٹھے گا، اُس کے سایہ میں رکھے جائیں گے، جس سے کوئی جسمانی یا رُوحانی آرام نہ ملے گا، نہ ٹھنڈک پہنچے گی، نہ وہ عزت کا سایہ ہوگا، ذلیل وخوار اُس کی تپش میں بھنتے رہیں گے۔ یہ اُن کی دنیوی خوشحالی کا جواب ہوا، جس کے غرور میں اللہ اور رسول سے ضد باندھی تھی۔

فائدہ:[۲۳]......وہ بڑا گناہ کفر وشرک ہے اور تکذیب انبیاء یا جھوٹی قسمیں کھا کر یہ کہنا کہ مرنے کے بعد ہرگز کوئی زندگی نہیں، کما قال تعالی: ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ﴾[النحل:۳۸]

فائدہ:[۲۴]......جو ہم سے بھی بہت پہلے مر چکے، یعنی یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے۔

فائدہ:[۲۵]......یعنی قیامت کے دن جس کا وقت اللہ کے علم میں مقرر ہے۔

فائدہ:[۲۶]......یعنی جب بھوک سے مضطر ہوگے تو یہ درخت کھانے کو ملے گا اور اسی سے پیٹ بھرنا پڑے گا۔

فائدہ:[۲۷] دوزخی اونٹ کی طرح پانی پئیں گے:......یعنی گرمی میں تونسا ہوا اُونٹ جیسے پیاس کی شدت سے ایک دم پانی چڑھاتا چلا جاتا ہے، یہی حال دوزخیوں کا ہوگا، لیکن وہ گرم پانی جب منہ کے قریب پہنچائیں گے تو منہ کو بھون ڈالے گا، اور پیٹ میں پہنچے گا تو آنتیں

کٹ کر باہر آ پڑیں گی۔ (العیاذ باللہ)

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾

یہ مہمانی ہے ان کی انصاف کے دن ف۲۸ ہم نے تم کو بنایا پھر کیوں نہیں سچ مانتے ف۲۹ بھلا دیکھو تو جو پانی تم ٹپکاتے ہو

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾

اب تم اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ف۳۰ ہم ٹھہرا چکے تم میں مرنا ف۳۱ اور ہم عاجز نہیں

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى

اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں تمہاری طرح کے لوگ اور اٹھا کھڑا کریں تم کو وہاں جہاں تم نہیں جانتے ف۳۲ اور تم جان چکے ہو پہلا اٹھان

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ

پھر کیوں نہیں یاد کرتے ف۳۳ بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو کیا تم اس کو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے ف۳۴ اگر ہم

نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾

چاہیں تو کر ڈالیں اس کو روندا ہوا گھانس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے ہم تو قرض دار رہ گئے بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے ف۳۵

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ

بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے ف۳۶ اگر ہم

نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ

چاہیں کر دیں اس کو کھارا پھر کیوں نہیں احسان مانتے ف۳۷ بھلا دیکھو تو آگ جس کو تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا

شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

اس کو درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ف۳۸ ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو ف۳۹ اور برتنے کو جنگل والوں کے ف۴۰ سو بول پاک

ع ۲ ۱۵ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ف۴۱

فائدہ: [۲۸] ...... یعنی انصاف کا مقتضا یہی تھا کہ اُن کی مہمانی اس شان سے کی جائے۔

فائدہ: [۲۹] ...... یعنی اس بات کو کیوں نہیں مانتے کہ پہلے بھی اُس نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ پیدا کر دے گا۔

فائدہ: [۳۰] بے جان نطفہ سے انسان کی پیدائش قدرت کی نشانی ہے: ...... یعنی رحم مادر میں نطفہ سے انسان کون بناتا ہے؟ وہاں تو تمہارا کسی کا ظاہری تصرّف بھی نہیں چلتا۔ پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ پر ایسی خوب صورت تصویر کھینچتا اور اُس میں جان ڈالتا ہے۔

فائدۃ:[۳۱]......یعنی جلانا مارنا سب ہمارے قبضے میں ہے۔ جب وجود وعدم کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہوئی تو مرنے کے بعد اُٹھا دینا کیا مشکل ہوگا۔

فائدۃ:[۳۲]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: "یعنی تم کو اور جہان میں لے جائیں، تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسا دیں۔"

فائدۃ:[۳۳] **دوبارہ زندہ ہونا پہلی بار پیدائش سے سمجھ لینا چاہئے:**......یعنی پہلی پیدائش کو یاد کرکے دوسری کو بھی سمجھ لو۔

فائدۃ:[۳۴]......یعنی بظاہر بیج زمین میں تم ڈالتے ہو، لیکن زمین کے اندر اُس کی پرورش کرنا پھر باہر نکال کر ایک لہلہاتی کھیتی بنا دینا کس کا کام ہے؟ اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعویٰ بھی تم نہیں کر سکتے کہ ہماری تیار کی ہوئی ہے۔

فائدۃ:[۳۵] **کھیتی اگانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کمال ہے:**......یعنی کھیتی پیدا کرنے کے بعد اُس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں جس سے ایک دم میں ساری کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے، پھر تم سر پکڑ کر روؤ اور آپس میں بیٹھ کر باتیں بنانے لگو کہ میاں! ہمارا تو بڑا بھاری نقصان ہوگیا، بلکہ سچ پوچھو تو بالکل خالی ہاتھ ہوگئے۔

فائدۃ:[۳۶]......یعنی بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد اور زبردستی کرکے بادل سے چھین لیتے۔

فائدۃ:[۳۷] **میٹھا پانی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے:**......یعنی ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھاری کڑوا بنا دیں جو نہ پی سکو، نہ کھیتی کے کام آئے۔ پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ پانی پی کر فرماتے تھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَاهُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔" (ابن کثیر)

فائدۃ:[۳۸] **آگ پیدا کرنے والے درخت بھی اللہ تعالیٰ کا کمال ہے:**......عرب میں کئی درخت سبز ایسے ہیں جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے، جیسے ہمارے ہاں بانس، پہلے سورۂ "یٰس" (آیت: ۸۰) میں اس کا بیان ہو چکا۔ یعنی ان درختوں میں آگ کس نے رکھی ہے، تم نے یا ہم نے؟

فائدۃ:[۳۹]......یعنی یہ آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ کو یاد کریں کہ یہ بھی اُسی کا ایک حصہ اور ادنیٰ نمونہ ہے اور سوچنے والے کو یہ بات بھی یاد آسکتی ہے کہ جو خدا سبز درخت سے آگ نکالنے پر قادر ہے، وہ یقیناً مردہ کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہوگا۔

فائدۃ:[۴۰]......جنگل والوں اور مسافروں کو آگ سے بہت کام پڑتا ہے، خصوصاً جاڑے کے موسم میں اور یوں تو سب ہی کا کام اُس سے چلتا ہے۔

تنبیہ:......بعض روایات کی بنا پر علماء نے مستحب سمجھا ہے کہ ان آیات میں ہر جملۂ استفہامیہ کو تلاوت کرنے کے بعد کہے۔ "بَلْ اَنْتَ یَارَبِّ۔"

فائدۃ:[۴۱]......جس نے ایسی مختلف اور کارآمد چیزیں پیدا کیں اور خالص اپنے فضل واحسان سے ہم کو منتفع کیا اُس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور منکرین کی گھڑی ہوئی خرافات سے اُس کی اور اُس کے نام مبارک کی پاکی بیان کرنا چاہئے۔ تعجب ہے کہ لوگ ایسی آیاتِ باہرہ دیکھنے کے بعد بھی اُس کی قدرت ووحدانیت کو کماحقہ نہیں سمجھتے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾ فِیْ

سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی ۴۲ اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم بے شک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا ہوا ہے ایک

كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا

پوشیدہ کتاب میں — اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں ف ۴۳ — اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے ف ۴۴ — اب کیا

الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ

اس بات میں تم سستی کرتے ہو — اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اس کو جھٹلاتے ہو ف ۴۵ — پھر کیوں نہیں جس وقت جان پہنچے

الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

حلق کو — اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو — اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے

فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾

پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں ہو کسی کے حکم میں — تو کیوں نہیں پھیر لیتے اس روح کو، اگر ہو تم سچے ف ۴۶

فائدہ: [۴۲] ......اور دوسرے معنی یہیں کہ قسم کھاتا ہوں آیتوں کے اُترنے کی پیغمبروں کے دلوں میں۔ (موضح) یا آیاتِ قرآن کے اُترنے کی آسمان سے زمین پر، آہستہ آہستہ، تھوڑی تھوڑی۔

فائدہ: [۴۳] مس اور مطہرون کی وضاحت: ......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی فرشتے اُس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ وہ کتاب یہی قرآن لکھا ہوا ہے فرشتوں کے ہاتھوں میں یالوحِ محفوظ میں۔" اور بعض نے ﴿لَّا يَمَسُّهٗۤ﴾ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے، یعنی اس قرآن کو نہیں چھوتے مگر پاک لوگ، یعنی جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں وہی اس کے علوم وحقائق تک ٹھیک رسائی پاسکتے ہیں۔ یا اس قرآن کو نہ چھوئیں مگر پاک لوگ، یعنی بدون وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، اس وقت ﴿لَّا يَمَسُّهٗۤ﴾ کی نفی نہی کے لیے ہوگی۔

فائدہ: [۴۴] قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے جو اس کی عظمت کی دلیل ہے: ......یعنی یہ کوئی جادو ٹونا نہیں، نہ کاہنوں کی زٹل [لغوبات] اور بے سروپا باتیں ہیں، نہ شاعرانہ تک بندیاں بلکہ بڑی مقدس ومعزز کتاب ہے جو ربّ العالمین نے عالم کی ہدایت و تربیت کے لیے اتاری۔ جس خدا نے چاند سورج اور تمام ستاروں کا نہایت محکم اور عجیب وغریب نظام قائم کیا، یہ ستارے ایک اٹل قانون کے ماتحت اپنے روزانہ غروب سے اسی کی عظمت ووحدانیت اور قاہرانہ تصرّف واقتدار کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہیں (کما احتج به ابراھیم علی قومه) اور زبان حال سے شہادت دیتے ہیں کہ جس اعلیٰ وبرتر ہستی اور سلطنتِ غیبیہ کے ہاتھ میں ہماری باگ ہے، وہی اکیلا زمین، بادل، پانی، آگ، ہوا، مٹی اور کائنات کے ذرّے ذرّے کا مالک وخالق ہوگا۔ کیا ایسی روشن آسمانی نشانات کو دیکھ کر اُن مضامین کی صداقت میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے جو پہلے رکوع میں بیان ہوئے ہیں؟ اور کیا ایک عاقل اس عظیم الشان نظامِ فلکی پر نظر ڈال کر اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ ایک دوسرا باطنی نظامِ شمسی بھی جو قرآن کریم اور اُس کی آیات یا تمام کتب وصحفِ سماویہ سے عبارت ہے، اُسی پروردگارِ عالم کا قائم کیا ہوا ہے جس نے اپنی قدرت ورحمت کاملہ سے یہ ظاہری نظام قائم فرمایا۔ وہی پاک خدا ہے جس نے روحانی ستاروں کے غروب ہونے کے بعد آفتابِ قرآن کو چمکایا اور اپنی مخلوق کو اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔ آج تک یہ آفتاب برابر چمک رہا ہے۔ کس کی مجال ہے جو اس کو بدل سکے یا غائب کردے؟ اس کے انوار اور شعاعیں اُن ہی دلوں میں پوری طرح منعکس ہوتی ہیں جو مانجھ کر پاک وصاف کرلیے جاتیں۔

فَائِدَہ:[۴۵] قرآن سے منتفع ہونے میں سستی نہیں کرنی چاہئے:......یعنی کیا یہ ایسی دولت ہے جس سے منتفع ہونے میں تم سستی اور کاہلی کرو۔ اور اپنا حصہ اتنا ہی سمجھو کہ اُس کو اور اُس کے بتلائے ہوئے حقائق کو جھٹلاتے رہو، جیسے بارش کو دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہو کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں آ گیا تھا، اُس سے بارش ہو گئی، گویا خدا سے کوئی مطلب ہی نہیں۔ اسی طرح اس بارانِ رحمت کی قدر نہ کرنا جو قرآن کی صورت میں نازل ہوئی ہے اور یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ کی اُتاری ہوئی نہیں، سخت بدبختی اور حرماں نصیبی ہے۔ کیا ایک نعمت کی شکر گزاری یہی ہے کہ اُس کو جھٹلایا جائے؟

فَائِدَہ:[۴۶] جو اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہیں وہ مرنے والوں کو بچاتے کیوں نہیں؟......یعنی ایسی بے فکری اور بے خوفی سے اللہ کی باتوں کو جھٹلاتے ہو، گویا تم کسی دوسرے کے حکم اور اختیار ہی میں نہیں، یا کبھی مرنا اور خدا کے ہاں جانا ہی نہیں۔ اچھا جس وقت تمہارے کسی عزیز و محبوب کی جان نکلنے والی ہو، سانس حلق میں اٹک جائے، موت کی سختیاں گزر رہی ہوں اور تم پاس بیٹھے اُس کی بے بسی اور درماندگی کا تماشا دیکھتے ہو، اور دوسری طرف خدا یا اُس کے فرشتے تم سے زیادہ اُس کے نزدیک ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے۔ اگر تم کسی دوسرے کے قابو میں نہیں تو اُس وقت کیوں اپنے پیارے کی جان کو اپنی طرف نہیں پھیر لیتے، اور کیوں بادل ناخواستہ اپنے سے جدا ہونے دیتے ہو، دنیا کی طرف واپس لا کر اُسے آنے والی سزا سے کیوں بچا نہیں لیتے؟ اگر اپنے دعووں میں سچے ہو تو ایسا کر دکھاؤ۔

فَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ۝٨٨ فَرَوۡحٌ وَّرَيۡحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيۡمٍ ۝٨٩ وَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ

سو جو اگر وہ مردہ ہوا مقرب لوگوں میں تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا اور جو اگر وہ ہوا

اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ۝٩٠ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ۝٩١ وَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ

داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے والوں سے ؂۴۷ اور جو اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں

الضَّآلِّيۡنَ ۝٩٢ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ ۝٩٣ وَّتَصۡلِيَةُ جَحِيۡمٍ ۝٩٤ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِ ۝٩٥ فَسَبِّحۡ

بہکنے والوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی ؂۴۸ اور ڈالنا آگ میں بے شک یہ بات ہے لائق یقین کے ؂۴۹ سو بول

بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ۝٩٦

پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ؂۵۰

ع ۳۲ ۱۶

فَائِدَہ:[۴۷]......یعنی تم ایک منٹ کے لیے نہیں روک سکتے، اُس کو اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ضروری ہے۔ اگر وہ مردہ مقربین میں سے ہوگا تو اعلیٰ درجہ کی روحانی و جسمانی راحت و عیش کے سامانوں میں پہنچ جائے گا، اور "اصحاب یمین" میں سے ہو تب بھی کچھ کھٹکا نہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی خاطر جمع رکھ اُن کی طرف سے۔" یا یہ مطلب ہے کہ اصحاب یمین کی طرف سے اُس کو سلام پہنچے گا، یا اُس کو کہا جائے گا کہ تیرے لیے آئندہ سلامتی ہی سلامتی ہے، اور تو "اصحاب یمین" میں شامل ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ موت سے پہلے ہی مرنے والے کو یہ بشارتیں مل جاتی ہے، اور اسی طرح مجرموں کو اُن کی بدحالی کی اطلاع دے دی جاتی ہے۔

فَائِدَہ:[۴۸]......یعنی اُس کا انجام یہ ہوگا اور مرنے سے پہلے اس کی خبر سنا دی جائے گی۔

فَائِدَہ:[۴۹]......یعنی تمہاری تکذیب سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ اس صورت میں مومنین اور مجرمین کی خبر دی گئی ہے بالکل یقینی ہے، اسی

طرح ہو کر رہے گا۔ خواہ مخواہ شبہے پیدا کر کے اپنے نفس کو دھوکا نہ دو، بلکہ آنے والے وقت کی تیاری کرو۔

فائدۃ: [۵۰] **تسبیح و تحمید کی تلقین اور تاکید:**...... یعنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہو کہ یہی وہاں کی بڑی تیاری ہے، اس نیک مشغلہ میں لگ کر مکذبین کی دل آزار بیہودگیوں سے بھی یکسوئی رہتی ہے اور اُن کے باطل خیالات کا رد بھی ہوتا ہے۔ یہاں سورت کے خاتمہ پر جی چاہتا ہے کہ وہ حدیث نقل کر دی جائے جس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو ختم فرمایا ہے: "عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ، ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ، حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ"۔

تمت سورۃ الواقعۃ وللہ الحمد والمنۃ

ایاتها ۳۰ ﴿ ۵۷ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ ﴾ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف۱ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا اسی کے لیے ہے راج آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ

اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۲ وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا ف۳ اور باہر

وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے ف۴ وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

پھر قائم ہوا تخت پر ف۵ جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اُس سے نکلتا ہے ف۶ اور جو کچھ اترتا ہے

السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ

آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے ف۷ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے ف۸ اسی کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف۹ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو

فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ

رات میں ف۱۰ اور اس کو خبر ہے جیوں کی بات کی ف۱۱ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے

مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦

اپنا نائب کر کر ف۱۲ سو جو لوگ تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے ف۱۳

فائدہ:[١]......یعنی زبانِ حال سے یا قال سے یا دونوں سے۔

فائدہ:[٢] کسی چیز کو نئے سرے سے پیدا کرنا اور فناء کرنا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے:......یعنی آسمان وزمین میں سب جگہ اُسی کا حکم اور اختیار چلتا ہے، ایجاد واعدام کی باگ اُسی کے ہاتھ میں ہے، کوئی طاقت اُس کے تصرف تکوینی کو روک نہیں سکتی۔

فائدہ:[٣]......جب کوئی نہ تھا وہ موجود تھا، اور کوئی نہ رہے وہ موجود رہے گا۔

فائدہ:[٤] اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن ہے:......ہر چیز کا وجود وظہور اُس کے وجود سے ہے، لہٰذا اُس کا وجود اگر ظاہر و باہر نہ ہو تو اور کس کا ہوگا، عرش سے فرش تک اور ذرہ سے آفتاب تک ہر چیز کی ہستی اُس کی ہستی کی روشن دلیل ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس کی کنہ ذات اور حقائق صفات تک عقل وادراک کی رسائی نہیں۔ کسی ایک صفت کا احاطہ بھی کوئی نہیں کرسکتا، نہ اپنے قیاس ورائے سے اُس کی کچھ کیفیت بیان کرسکتا ہے۔ بایں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ اُس سے زیادہ باطن اور پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ بہر حال وہ اندر بھی باہر بھی، ظاہر بھی باطن بھی، کھلے اور چھپے ہر قسم کے احوال کا جاننے والا ہے۔ ظاہر (بمعنی غالب) ایسا کہ اس سے اوپر کوئی قوت نہیں۔ باطن ایسا کہ اُس سے پرے کوئی موقع نہیں، جہاں اس کی آنکھ سے اوجھل ہو کر پناہ مل سکے۔ ففی الحدیث: "وانت الظاهرُ فلیس فوقک شیئ وانت الباطنُ فلیس دُونک شیئ۔"

فائدہ:[٥]......اِس کا بیان سورۂ اعراف (آیت: ٥٤) میں آٹھویں پارے کے ختم سے کچھ پہلے گزر چکا ہے۔

فائدہ:[٦]......مثلاً بارش کا پانی اور بیج زمین کے اندر جاتا ہے اور کھیتی درخت وغیرہ اُس سے باہر نکلتے ہیں۔ اس کا بیان سورۂ "سبا" (آیت: ٢) میں گزر چکا۔

فائدہ:[٧] چڑھنے اور اترنے والے کون ہیں؟......آسمان کی طرف سے اُترتے ہیں فرشتے، احکام، قضاوقدر کے فیصلے اور بارش وغیرہ، اور چڑھتے ہیں بندوں کے اعمال اور ملائکۃ اللہ۔

فائدہ:[٨] اللہ تعالیٰ حاضر وناظر اور ہر وقت ساتھ ہے:......یعنی کسی وقت تم سے غائب نہیں، بلکہ جہاں کہیں تم ہو اور جس حال میں ہو وہ خوب جانتا ہے اور تمام کھلے چھپے اعمال کو دیکھتا ہے۔

فائدہ:[٩]......یعنی اُس کی قلم رو سے نکل کر کہیں نہیں جاسکتے۔ تمام آسمان وزمین میں اُسی اکیلے کی حکومت ہے اور آخر کار سب کاموں کا فیصلہ وہیں سے ہوگا۔

فائدہ:[١٠]......یعنی کبھی دن کو گھٹا کر رات بڑی کردیتا ہے اور کبھی اس کے برعکس رات کو گھٹا کر دن بڑا کردیتا ہے۔

فائدہ:[١١]......یعنی دلوں میں جو نیتیں اور ارادے پیدا ہوں یا خطرات ووساوس آئیں، وہ بھی اُس کے علم سے باہر نہیں۔

فائدہ:[١٢] مال خرچ کرنے کی ترغیب:......یعنی جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے اُس کا مالک اللہ ہے، تم صرف امین اور خزانچی ہو، لہٰذا جہاں وہ مالک بتلائے وہاں اُس کے نائب کی حیثیت سے خرچ کرو، اور یہ بھی ملحوظ رکھو کہ پہلے یہ مال دوسروں کے ہاتھ میں تھا، اُن کے جانشین تم بنے، ظاہر ہے تمہارا جانشین کوئی اور بنایا جائے گا۔ پھر جب معلوم ہے کہ یہ چیز نہ پہلوں کے پاس رہی، نہ تمہارے پاس رہے گی، تو ایسی زائل وفانی چیز سے اسقدر دل لگانا مناسب نہیں کہ ضروری اور مناسب مواقع میں بھی آدمی خرچ کرنے سے کترائے۔

فائدہ:[١٣]......لہٰذا ضروری ہے کہ جن لوگوں میں یہ صفت وخصلت موجود نہیں، اپنے اندر پیدا کریں اور جن میں موجود ہے اُس پر ہمیشہ مستقیم رہیں اور ایمان کے مقتضا پر عمل رکھیں۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ

اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر اور رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد پکا

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

اگر ہو تم ماننے والے ف۱۴ وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو اندھیروں سے

إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

اجالے میں اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان ف۱۵ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی

مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ

کو بچ رہتی ہے ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں ف۱۶ برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے ف۱۷ اور لڑائی کی،

أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللّٰهُ

ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا ف۱۸ اور اللہ کو

ع ۱۷ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ

خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۱۹ کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح، پھر وہ اس کو دونا کر دے اس کے واسطے اور اس کو ملے ثواب

كَرِيمٌ ﴿١١﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ

عزت کا ف۲۰ جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی چلتی ہے ان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے ف۲۱

بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾

خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہو ان میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۲۲

فائدہ: [۱۴] **ایمان لانے سے کوئی چیز مانع ہے:**...... یعنی اللہ پر ایمان لانے یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے رہنے سے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے اور اس معاملہ میں سستی یا تقاعد کیوں ہو جب کہ خدا کا رسول تم کو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں، بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہے، جس کا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں ودیعت کر دیا گیا اور جس کی ربوبیت کا اقرار تم دنیا میں آنے سے پہلے کر چکے ہو۔ چنانچہ آج تک اُس اقرار کا کچھ نہ کچھ اثر بھی قلوب بنی آدم میں پایا جاتا ہے، پھر دلائل و براہین اور ارسال رُسل کے ذریعہ سے اُس ازلی عہد و پیمان کی یاددہانی اور تجدید بھی کی گئی اور انبیائے سابقین نے اپنی اُمتوں سے یہ عہد بھی لیا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کا اتباع کریں گے۔ اور تم میں بہت سے وہ بھی ہیں جو خود نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک پر سمع و طاعت اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ امور ایمانیہ پر کاربند رہنے کا پکا عہد کر چکے ہیں۔ پس ان مبادی کے بعد کہاں گنجائش ہے کہ جو ماننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ مانے اور جو مان چکا ہو وہ اس سے انحراف کرنے لگے۔

فَائِدَہ:[۱۵] قرآن نازل کرنے کا مقصد:...... یعنی قرآن اتارا اور صداقت کے نشان دیئے، تا ان کے ذریعہ سے تم کو کفر و جہل کی اندھیریوں سے نکال کر ایمان و علم کے اُجالے میں لے آئے۔ یہ اللہ کی بہت ہی بڑی شفقت اور مہربانی ہے، اگر سختی کرتا تو اُن ہی اندھیروں میں پڑا چھوڑ کر تم کو ہلاک کر دیتا یا ایمان لانے کے بعد بھی پچھلی خطاؤں کو معاف نہ کرتا۔

فَائِدَہ:[۱۶]...... یعنی مالک فنا ہو جاتا ہے اور ملک اللہ کا بچ رہتا ہے اور ویسے تو ہمیشہ اُسی کا مال تھا، پھر اُس کے مال میں سے اُس کے حکم کے موافق خرچ کرنا بھاری کیوں معلوم ہو؟ خوشی اور اختیار سے نہ دو گے تو بے اختیار اُسی کے پاس پہنچے گا۔ بندگی کا اقتضاء یہ ہے کہ خوش دلی سے پیش کرے اور اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے فقر و افلاس سے نہ ڈرے، کیونکہ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہے۔ کیا اُس کے راستہ میں خوش دلی سے خرچ کرنے والا بھوکا رہے گا؟ "وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالاً۔"

فَائِدَہ:[۱۷] فتح سے مراد:...... اور بعض نے فتح سے مراد صلح حدیبیہ لی ہے، اور بعض روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

فَائِدَہ:[۱۸] فتح مکہ سے قبل خرچ کرنے والوں کا درجہ:...... یعنی یوں تو اللہ کے راستہ میں کسی وقت بھی خرچ کیا جائے اور جہاد کیا جائے وہ اچھا ہے، خدا اُس کا بہترین بدلہ دنیا یا آخرت میں دے گا، لیکن جن مقدور والوں نے "فتح مکہ" یا "حدیبیہ" سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجے لے اُڑے، بعد والے مسلمان اُن کو نہیں پہنچ سکتے، کیونکہ وہ وقت تھا کہ حق کے ماننے والے اور اُس پر لڑنے والے اقل قلیل تھے، اور دنیا کافروں اور باطل پرستوں سے بھری ہوئی تھی۔ اُس وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت زیادہ تھی اور مجاہدین کو بظاہر اسباب اموال و غنائم وغیرہ کی توقعات بہت کم۔ ایسے حالات میں ایمان لانا اور خدا کے راستہ میں جان و مال لٹا دینا بڑے اولوالعزم اور پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم انسانوں کا کام ہے۔ فرضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ورزقنا اللہ اتباعہم وحبہم۔ آمین!

فَائِدَہ:[۱۹]...... یعنی اللہ کو سب خبر ہے کہ کس کا عمل کس درجہ کا ہے اور اس میں اخلاص کا وزن کتنا ہے، اپنے اسی علم کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

فَائِدَہ:[۲۰] اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا مطلب:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قرض کے معنی یہ کہ اس وقت جہاد میں خرچ کرو، پھر تم ہی دولتیں برتو گے (اور آخرت میں بڑے مرتبے پاؤ گے) یہی معنی ہیں دُونے کے۔ ورنہ مالک میں اور غلام میں سود بیاج نہیں، جو دیا سو اُس کا، جو نہ دیا سو اُس کا۔"

فَائِدَہ:[۲۱] پل صراط پر ایمان و عمل صالح کی روشنی کام آئے گی:...... میدانِ حشر سے جس وقت پل صراط پر جائیں گے، سخت اندھیرا ہوگا، تب اپنے ایمان اور عمل صالح کی روشنی ساتھ ہوگی۔ شاید ایمان کی روشنی جس کا محل قلب ہے آگے ہو اور عمل صالح کی داہنے، کیونکہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں۔ جس درجہ کا کسی کا ایمان و عمل ہوگا اسی درجہ کی روشنی ملے گی۔ اور غالباً اس اُمت کی روشنی اپنے نبی کے طفیل دوسری اُمتوں کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔ بعض روایات سے بائیں جانب بھی روشنی کا ہونا معلوم ہوتا ہے، اُس کا مطلب شاید یہ ہوگا کہ روشنی کا اثر ہر طرف پہنچے گا۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۲۲]...... کیونکہ جنت اللہ کی خوشنودی کا مقام ہے، جو وہاں پہنچ گیا سب مرادیں مل گئیں۔

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ

جس دن کہیں گے دغا باز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں تمہارے نور سے کوئی کہے گا

ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ

لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی پھر کھڑی کر دی جائے ان کے بیچ میں ایک دیوار جس میں ہوگا دروازہ اس کے اندر رحمت ہوگی

وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ⑬ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ

اور باہر کی طرف عذاب ف ۲۳ یہ ان کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ ف ۲۴ کہیں گے کیوں نہیں لیکن

فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ

تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آ پہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑭ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ

بہکا دیا اللہ کے نام سے اس دغا باز نے ف ۲۵ سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فدیہ دینا اور نہ منکروں سے تم سب کا گھر دوزخ ہے

هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑮ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

وہی ہے رفیق تمہاری، اور بری جگہ جا پہنچے ف ۲۶ کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے

وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

اور جو اترا ہے سچا دین ف ۲۷ اور نہ ہوں ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گزری ان پر مدت

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑯ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

پھر سخت ہو گئے ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف ۲۸ جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ⑰

ہم نے کھول کر سنا دیئے تم کو پتے اگر تم کو سمجھ ہے ف ۲۹

فائدہ: [۲۳] مومنین و منافقین کے درمیان دیوار بن جائے گی:...... یعنی مومنین اور منافقین کے بیچ میں دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا۔ اس دروازہ سے مومن جنت کی طرف جا کر منافقوں کی نظر سے اوجھل ہو جائیں گے۔ دروازہ کے اندر پہنچ کر جنت کا سماں ہوگا اور اِدھر دروازہ سے باہر عذاب الٰہی کا منظر دکھائی دے گا۔

فائدہ: [۲۴] منافقین قیامت میں مومنین سے مدد طلب کریں گے:...... قصہ یہ ہے کہ کھلے ہوئے کافر پل صراط پر نہیں چلیں گے، بلکہ پہلے ہی دوزخ میں اُس کے دروازوں سے دھکیل دیئے جائیں گے، ہاں جو کسی نبی کی اُمت میں ہیں سچے یا کچے، انہیں پل صراط سے گزرنے کا حکم ہوگا۔ اُس پر چڑھنے سے پہلے ایک سخت اندھیری لوگوں کو گھیر لے گی، اس وقت ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی، منافق بھی اُن کی روشنی میں پیچھے پیچھے چلنا چاہیں گے، لیکن مومن جلد آگے بڑھ جائیں گے، اس لیے اُن کی روشنی منافقین سے دور ہوتی جائے گی، تب وہ پکاریں گے کہ میاں! ذرا ٹھہرو، ہم کو اندھیرے میں پیچھے چھوڑ کر مت جاؤ، تھوڑا انتظار کرو کہ ہم بھی تم سے مل جائیں اور تمہاری روشنی

سے استفادہ کریں۔ آخر ہم دنیا میں تمہارے ساتھ ہی رہتے تھے اور ہمارا شمار بھی بظاہر مسلمانوں میں ہوتا تھا، اب اس مصیبت کے وقت ہم کو اندھیرے میں پڑا چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ کیا رفاقت کا حق یہی ہے؟ جواب ملے گا کہ پیچھے لوٹ کر روشنی تلاش کرو، اگر مل سکے تو وہاں سے لے آؤ۔ یہ سن کر پیچھے ہٹیں گے، اتنے میں دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے، وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے، یا پیچھے سے وہ جگہ مراد ہو جہاں پل صراط پر چڑھنے سے پہلے نور تقسیم کیا گیا تھا۔

فائدہ:[۲۵] مومنین کا منافقین کو جواب:...... یعنی بیشک دنیا میں بظاہر تم ہمارے ساتھ تھے اور زبان سے دعویٰ اسلام کا کرتے تھے لیکن اندرونی حال یہ تھا کہ لذات و شہوات میں پڑ کر تم نے نفاق کا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو دھوکا دے کر ہلاکت میں ڈالا، پھر توبہ نہ کی، بلکہ راہ دیکھتے رہے کہ کب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑتی ہے اور دین کے متعلق شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسے رہے۔ یہی دھوکا رہا کہ آگے ان منافقانہ چالوں کا کچھ خمیازہ بھگتنا نہیں، بلکہ یہ خیالات اور اُمیدیں پکالیں کہ چند روز میں اسلام اور مسلمانوں کا یہ سب قصہ ٹھنڈا ہو جائے گا، آخر ہم ہی غالب ہوں گے۔ رہا آخرت کا قصہ، سو وہاں بھی کسی نہ کسی طرح چھوٹ ہی جائیں گے۔ ان ہی خیالات میں مست تھے کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور موت نے آدبایا اور اُس بڑے دغاباز (شیطان) نے تم کو بہکا کر ایسا کھودیا کہ اب سبیل رستگاری کی نہیں رہی۔

فائدہ:[۲۶]...... یعنی بالفرض اگر آج تم (منافق) اور جو کھلے بندوں کافر تھے، کچھ معاوضہ وغیرہ دے کر سزا سے بچنا چاہو تو اُس کے منظور کیے جانے کی کوئی صورت نہیں۔ بس تم سب کو اب اسی گھر میں رہنا ہے، یہی دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا ہے اور یہی رفیق ہے، کسی دوسرے سے رفاقت کی توقع مت رکھو۔

فائدہ:[۲۷]...... یعنی وقت آگیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اُس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔

فائدہ:[۲۸] اہل کتاب سخت دل ہو گئے:...... یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو، نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ شروع میں اہلِ کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاتے تھے، مدت کے بعد غفلت چھاتی گئی، دل سخت ہو گئے وہ بات نہ رہی، اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی، انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں اور اس مقام بلند پر پہنچیں جہاں کوئی اُمت نہ پہنچی تھی۔

فائدہ:[۲۹]...... یعنی عرب لوگ جاہل اور گمراہ تھے، جیسے مردہ زمین۔ اب اللہ نے اُن کو ایمان اور علم کی روح سے زندہ کیا اور اُن میں سب کمال پیدا کر دیے۔ غرض کسی مردہ سے مردہ انسان کو مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں، سچی توبہ کرلے تو اللہ پھر اُس کے قالب میں رُوحِ حیات پھونک دے گا۔

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَأَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ

تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں، مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح ان کو ملتا ہے دونا اور ان کو ثواب ہے

كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ

عزت کا ف۳۰ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے

رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ

اپنے رب کے پاس ان کے واسطے ہے ان کا ثواب اور ان کی روشنی ف۳۱ اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری باتوں کو وہی ہیں دوزخ

ع ١٨ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي

کے لوگ ف ٣٢ جان رکھو کہ دنیا کہ زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈنی

الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ

مال کی اور اولاد کی جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر

يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ

ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا ف ٣٣ دوڑو اپنے رب کی معافی کی طرف کو اور بہشت کو ف ٣٤ جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

آسمان اور زمین کا ف ٣٥ تیار رکھی ہے واسطے ان کے جو یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، یہ فضل اللہ کا ہے دے اس کو جس

يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف ٣٦ کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ تمہاری جانوں میں

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٢٢﴾

جو لکھی نہ ہو ایک ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں ف ٣٧ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ف ٣٨

فائدہ: [٣٠] اللہ تعالیٰ کو قرض دینے سے مراد:...... یعنی جو اللہ کے راستہ میں خالص نیت سے اُس کی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیر اللہ سے کسی بدلہ یا شکریہ کے طلب گار نہ ہوں، گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ سو اطمینان رکھیں کہ اُن کا دیا ہوا ضائع نہ ہوگا، بلکہ کئی گنا کر کے لوٹایا جائے گا۔

فائدہ: [٣١] صدیقین اور شہداء:...... مترجم محقق رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر ﴿الشُّهَدَآءُ﴾ کا عطف ﴿الصِّدِّيْقُوْنَ﴾ پر مانا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر پوری طرح یقین لائے (اور اس یقین کا اثر ان کے اعمال و احوال میں ظاہر ہونا چاہیے) تو سچے اور پکے ایمان دار یہی ہیں۔ اور اللہ کے ہاں یہی حضرات بطور گواہ کے دوسرے لوگوں کا حال بتلائیں گے کما قال: ﴿مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [البقرہ: ١٤٣] آخرت میں اِن سچے ایمان داروں کو اپنے اپنے عمل اور درجۂ ایمان کے موافق ثواب اور روشنی عطا ہوگی۔ (آیت کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے، مگر رعایت اختصار اُن کے نقل کی اجازت نہیں دیتی)۔

فائدہ: [٣٢]...... یعنی دوزخ اصل میں ان ہی کے لیے بنی ہے۔

فَائِدَۃ:[۳۳] انسانی زندگی کی تمثیل کھیتی کی ہے:...... آدمی کو اوّل عمر میں کھیل چاہیے، پھر تماشا، پھر بناؤ سنگار (اور فیشن) پھر ساکھ بڑھانا، اور نام و نمود حاصل کرنا، پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال و اولاد کی فکر کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے بسر کرے۔ مگر یہ سب ٹھاٹھ سامان فانی اور زائل ہیں، جیسے کھیتی کی رونق و بہار چندروزہ ہوتی ہے، پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اُس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں، اُس شادابی اور خوب صورتی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ یہی حال دنیا کی زندگانی اور اُس کے ساز و سامان کا سمجھو کہ وہ فی الحقیقت ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے۔ آدمی اس کی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے، حالانکہ موت کے بعد یہ چیزیں کام آنے والی نہیں، وہاں کچھ اور ہی کام آئے گا، یعنی ایمان اور عملِ صالح۔ جو شخص دنیا سے یہ چیز کما کر لے گیا، سمجھو بیڑا پار ہے، آخرت میں اس کے لیے مالک کی خوشنودی و رضامندی اور جو دولتِ ایمان سے تہی دست رہا اور کفر و عصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اُس کے لیے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اس کے لیے جلد یا بدیر ڈھکے کھا کر معافی ہے۔ دنیا کا خلاصہ وہ تھا، آخرت کا یہ ہوا۔

فَائِدَۃ:[۳۴]...... یعنی موت سے پہلے وہ سامان کر لو جس سے کوتاہیاں معاف ہوں اور بہشت ملے، اس کام میں سستی اور دیر کرنا مناسب نہیں۔

فَائِدَۃ:[۳۵] جنت کا طول و عرض:...... یعنی آسمان اور زمین دونوں کو اگر ملا کر رکھا جائے تو اس کی برابر جنت کا عرض ہوگا۔ طول کتنا ہوگا؟ یہ اللہ ہی جانے۔

فَائِدَۃ:[۳۶]...... یعنی ایمان و عمل بیشک حصول جنت کے اسباب ہیں، لیکن حقیقت میں ملتی ہے اللہ کے فضل سے۔ اُس کا فضل نہ ہو تو سزا سے چھوٹنا ہی مشکل ہے، جنت ملنے کا تو ذکر کیا۔

فَائِدَۃ:[۳۷] دنیا کی تمام نعمتیں اور تکلیفیں اللہ کے علم میں طے شدہ ہیں:...... ملک میں جو عام آفت آئے مثلاً: قحط، زلزلہ وغیرہ اور خود تم کو جو مصیبت لاحق ہو، مثلاً: مرض وغیرہ وہ سب اللہ کے علم میں قدیم سے طے شدہ ہے اور لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے، اُسی کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہے گا، ایک ذرّہ بھر کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا۔

فَائِدَۃ:[۳۸]...... یعنی اللہ کو ہر چیز کا علم ذاتی ہے، کچھ محنت سے حاصل کرنا نہیں پڑا، پھر اپنے علمِ محیط کے موافق تمام واقعات و حوادث کو قبل از وقوع کتاب (لوحِ محفوظ) میں درج کر دینا اُس کے لیے کیا مشکل ہے؟

لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ﴿۲۳﴾

تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا ۳۹ اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں لوگوں کو بھی نہ دینا ۴۰ اور جو کوئی منہ موڑے اللہ آپ ہے بے پروا سب خوبیوں کے ساتھ موصوف ہے ۴۱

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں

بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ

انصاف پر ف٤٢ اور ہم نے اتارا لوہا ف٤٣ اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں ف٤٤ اور تاکہ معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اس کی

وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ

اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے ف٤٥ بے شک اللہ زور آور ہے زبردست ف٤٦ اور ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی

ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾

دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب ف٤٧ پھر کوئی ان میں راہ پر ہے اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف٤٨

فائدہ: [٣٩] **خوشی وغمی دونوں میں رضا بالقضاء رکھیں:**...... یعنی اس حقیقت پر اس لیے مطلع کر دیا کہ تم خوب سمجھ لو کہ جو بھلائی تمہارے لیے مقدر ہے ضرور پہنچ کر رہے گی اور جو مقدر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آسکتی۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں ٹھہر چکا ہے، ویسا ہی ہو کر رہے گا۔ لہٰذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اُس پر غمگین ومضطرب ہو کر پریشان نہ ہو اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے اُس پر اکڑ واور اتراؤ نہیں، بلکہ مصیبت وناکامی کے وقت صبر وتسلیم اور راحت وکامیابی کے وقت شکر وتحمید سے کام لو۔

تنبیہ:...... پہلے ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ﴾ میں بتلایا تھا کہ دنیا کے سامانِ عیش وطرب میں پڑ کر آدمی کو آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ آیۂ ہٰذا میں متنبہ فرمادیا کہ یہاں کی تکالیف ومصائب میں گھبرا کر چاہیے کہ حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔

فائدہ: [٤٠] **متکبر مالداروں کی عادت:**...... اکثر متکبر مال داروں کی حالت یہی ہوتی ہے کہ بڑائی اور شیخی تو بہت ماریں گے مگر خرچ کرنے کے نام پیسہ جیب سے نہ نکلے گا۔ کسی اچھے کام میں خود دینے کی توفیق نہ ہوگی اور اپنے قول وفعل سے دوسروں کو بھی یہی سبق پڑھائیں گے۔ موقع پر بڑھ کر خرچ کرنا متوکلوں اور ہمت والوں کا کام ہے جو پیسہ سے محبت نہیں کرتے، اور جانتے ہیں کہ سختی اور نرمی سب اُسی مالک علی الاطلاق کی طرف سے ہے۔

فائدہ: [٤١] **مال خرچ کرنے میں خود خرچ کرنے والے کا فائدہ ہے:**...... یعنی تمہارے خرچ کرنے یا نہ کرنے سے اُس کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا، وہ تو بے نیاز اور بے پرواذات ہے، تمام خوبیاں علی وجہ الکمال اُس کی ذات میں جمع ہیں۔ تمہارے کسی فعل سے اُس کی کسی خوبی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ نفع نقصان ہے تمہارا ہے، خرچ کرو گے خود فائدہ اُٹھاؤ گے، نہ کرو گے گھاٹے میں رہو گے۔

فائدہ: [٤٢] **کتاب اور ترازو اتارنا اور ترازو کی مراد کی تعیین:**...... کتاب اور ترازو۔ شاید اسی تولنے کی ترازو کو کہا کہ اُس کے ذریعہ سے بھی حقوق ادا کرنے اور لین دین میں انصاف ہوتا ہے۔ یعنی کتاب اللہ اس لیے اُتاری کہ لوگ عقائد اور اخلاق واعمال میں سیدھے انصاف کی راہ چلیں، افراط وتفریط کے راستہ پر قدم نہ ڈالیں اور ترازو اس لیے پیدا کی کہ بیع وشراء وغیرہ معاملات میں انصاف کا پلہ کسی طرف اُٹھا یا جھکا نہ رہے۔ اور ممکن ہے "ترازو" شریعت کو فرمایا ہو جو تمام اعمال قلبیہ وقالبیہ کے حسن وقبح کو ٹھیک جانچ تول کر بتلاتی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [٤٣]...... یعنی اپنی قدرت سے پیدا کیا اور زمین میں اُس کی کانیں رکھ دیں۔

فائدہ: [٤٤]...... یعنی لوہے سے لڑائی کے سامان (اسلحہ وغیرہ) تیار ہوتے ہیں اور لوگوں کے بہت سے کام چلتے ہیں۔

فائدہ: [٤٥] **جو نرمی سے نہ مانیں ان کے لئے تلوار ہے:**...... یعنی جو آسمانی کتاب سے راہِ راست پر نہ آئیں اور انصاف کی ترازو کو دنیا میں سیدھا نہ رکھیں، ضرورت پڑے گی کہ اُن کی گوشمالی کی جائے اور ظالم وکجرو معاندین پر اللہ ورسول کے احکام کا وقار واقتدار قائم رکھا

جائے، اُس وقت شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنا اور ایک خالص دینی جہاد میں اسی لوہے سے کام لینا ہوگا۔ اُس وقت کھل جائے گا کہ کونسے وفادار بندے ہیں جو بن دیکھے خدا کی محبت میں آخرت کے غائبانہ اجر و ثواب پر یقین کر کے اُس کے دین اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔

فائدہ:[۴۶] جہاد سے اللہ کا کوئی فائدہ نہیں، بندے کی آزمائش مقصود ہے:...... یعنی جہاد کی تعلیم و ترغیب اس لیے نہیں دی گئی کہ اللہ کچھ تمہاری امداد و اعانت کا محتاج ہے۔ بھلا اُس زور آور اور زبردست ہستی کو کمزور مخلوق کی کیا حاجت ہو سکتی تھی؟ ہاں! تمہاری وفاداری کا امتحان مقصود ہے، تاجو بندے اس میں کامیاب ہوں اُن کو اعلیٰ مقامات پر پہنچایا جائے۔

فائدہ:[۴۷]...... یعنی پیغمبری اور کتاب کے لیے ان دونوں کی نسل کو چن لیا کہ ان کے بعد یہ دولت ان کی ذرّیت سے باہر نہ جائے گی۔

فائدہ:[۴۸]...... جن لوگوں کی طرف وہ بھیجے گئے تھے یا یوں کہو کہ ان دونوں کی اولاد میں سے بعضے راہ پر رہے اور اکثر نافرمان ثابت ہوئے۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ

پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول ف۴۹ اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اور اس کو ہم نے دی انجیل ف۵۰

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا

اور رکھ دی اس کے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی ف۵۱ اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا

عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ

تھا یہ ان پر کیا چاہنے کو اللہ کی رضامندی پھر نہ نباہا اس کو جیسا چاہیے تھا نباہنا ف۵۲ پھر دیا ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں ایماندار تھے

اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۲۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ

ان کا بدلہ اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف۵۳ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اس کے رسول پر

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

دے گا تم کو دو حصے اپنی رحمت سے اور رکھ دے گا تم میں روشنی جس کو لیے پھرو اور تم کو معاف کرے گا اور اللہ معاف کرنے والا

رَّحِيْمٌ ۝۲۸ۚ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ

ہے مہربان ف۵۴ تاکہ نہ جانیں کتاب والے کہ پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور یہ کہ بزرگی اللہ کے

بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ۧ ع

ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۵۵

فائدہ:[۴۹]...... یعنی پچھلے رسول ان ہی پہلوں کے نقش قدم پر تھے، اصولی حیثیت سے سب کی تعلیم ایک تھی۔

فائدہ:[۵۰]...... یعنی آخر میں انبیائے بنی اسرائیل کے خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دے کر بھیجا۔

فَائِدَۃ: [۵۱] ......یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھی جو واقعی اُن کے طریقہ پر چلنے والے تھے، اُن کے دلوں میں اللہ نے نرمی رکھی تھی۔ وہ خلقِ خدا کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے۔

فَائِدَۃ: [۵۲] رہبانیت بدعت ہے: ......یعنی آگے چل کر حضرت مسیح علیہ السلام کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی، جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا، مگر نیت اُن کی یہی تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں، پھر اُس کو پوری طرح نباہ نہ سکے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ فقیری اور تارک الدنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی، جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھے، نہ جورو رکھتے نہ بیٹا، نہ کماتے نہ جوڑتے، محض عبادت میں لگے رہتے، خلق سے نہ ملتے، اللہ نے بندوں کو یہ حکم نہیں دیا (کہ اس طرح دنیا چھوڑ کر بیٹھ رہیں) مگر جب اپنے اُوپر ترک دنیا کا نام رکھا، پھر اس پردے میں دنیا چاہنا بڑا وبال ہے۔'' شریعت حقہ اسلامیہ نے اس اعتدال فطری سے متجاوز رہبانیت کی اجازت نہیں دی، ہاں! بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ''اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے'' کیونکہ مجاہد اپنے سب حظوظ و تعلقات سے واقعی الگ ہو کر اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے۔

تنبیہ: ......''بدعت'' کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب و سنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو، اور اُس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔

فَائِدَۃ: [۵۳] اکثر اہل کتاب نافرمان تھے: ......یعنی اُن میں کے اکثر نافرمان ہیں، اسی لیے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر باوجود دل میں یقین رکھنے کے ایمان نہیں لاتے۔

فَائِدَۃ: [۵۴] ......یعنی اس رسول کے تابع رہو کہ یہ نعمتیں پاؤ۔ گذشتہ خطاؤں کی معافی اور ہر عمل کا دونا ثواب اور روشنی لیے پھرو۔ یعنی تمہارا وجود ایمان و تقویٰ سے نورانی ہو جائے، اور آخرت میں یہی نور تمہارے آگے اور داہنی طرف چلے۔

تنبیہ: ......احقر کے خیال میں یہ خطاب ان اہلِ کتاب کو ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکے تھے۔ اِس تقدیر پر ﴿وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ﴾ سے ایمان پر ثابت و مستقیم رہنا مراد ہوگا، باقی اہلِ کتاب کو دُونا ثواب ملنے کا کچھ بیان سورۂ ''قصص'' (آیت: ۵۴) میں گزر چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

فَائِدَۃ: [۵۵] اتباعِ رسول پر ملنے والے انعامات: ......یعنی اہلِ کتاب پہلے پیغمبروں کے احوال سن کر پچھتاتے کہ افسوس! ہم اُن سے دُور پڑ گئے، ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں جو نبیوں کی صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ سو یہ رسول، اللہ نے کھڑا کیا، اس کی صحبت میں پہلے سے دونا کمال اور بزرگی مل سکتی ہے، اور اللہ کا فضل بند نہیں ہوگیا۔

تنبیہ: ......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے، لیکن اکثر سلف سے یہ منقول ہے کہ یہاں ﴿لِّئَلَّا یَعْلَمَ﴾ بمعنی ''لِکَیْ یَعْلَمَ'' کے ہے، یعنی تاکہ جان لیں اہل کتاب (جو ایمان نہیں لائے) کہ وہ دسترس نہیں رکھتے اللہ کے فضل پر اور فضل صرف اللہ کے ہاتھ ہے جس پر چاہے کردے۔ چنانچہ اہلِ کتاب میں سے جو خاتم الانبیاء پر ایمان لائے، اُن پر یہ فضل کردیا کہ اُن کو دُوگنا اَجر ملتا ہے اور گذشتہ خطاؤں کی معافی اور روشنی مرحمت ہوتی ہے۔ اور جو ایمان نہیں لائے وہ ان انعامات سے محروم ہیں۔

تمت سورۃ الحدید فللہ الحمد والمنۃ

......☆☆☆......الحمد اللہ ستائیسواں پارہ ختم ہوا......☆☆☆......

پارہ نمبر ۲۸

آیاتہا ۲۳ | ۵۸ سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۵ | رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ

سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اور جھینکتی تھی اللہ کے آگے ف ۱ اور اللہ سنتا تھا سوال و جواب تم دونوں کا

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۱ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ

بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے ف ۲ جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں، ان کی مائیں

اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲

تو وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹی ف ۳ اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ف ۴

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جس کو کہا ہے تو آزاد کرنا چاہئے ایک بردہ پہلے

يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں ف ۵ اس سے تم کو نصیحت ہوگی ف ۶ اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف ۷ پھر جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں دو مہینے کے

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ

مہینے کے لگاتار ف ۸ پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی یہ نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا ف ۹ یہ حکم

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴ اِنَّ الَّذِيْنَ

اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور اس کے رسول کے ف ۱۰ اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کے واسطے عذاب ہے دردناک جو لوگ کہ

يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ

مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے اتاری ہیں آیتیں بہت صاف

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤

اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا۔[۱]

فائدہ:[۱] جاہلیت کا دستور، واقعہ خولہ بنت ثعلبہ اور حکم ظہار:...... اسلام سے پہلے مرد اگر اپنی عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو سمجھتے تھے کہ ساری عمر کے لیے اُس پر حرام ہوگئی، پھر کوئی صورت اُن کے ملنے کی نہ تھی۔ آنحضرت ﷺ کے وقت میں ایک مسلمان (اوس ابن الصامت رضی اللہ عنہ) اپنی عورت (خولہ بنت ثعلبہ) کو یہی کہہ بیٹھا، عورت حضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچی اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے ابھی تک کوئی خاص حکم نہیں دیا، میں خیال کرتا ہوں کہ تو اُس پر حرام ہوگئی۔ اب تم دونوں کیوں کر مل سکتے ہو؟ وہ شکوہ وزاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے، اولاد پریشان ہوتی ہے۔ کبھی حضور ﷺ سے جھگڑتی کہ یارسول اللہ! اُس نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا، کبھی اللہ کے آگے رونے جھینکنے لگتی کہ اللہ! میں اپنی تنہائی اور مصیبت کی فریاد تجھ سے کرتی ہوں، اِن بچوں کو اگر اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مریں گے، اُس کے پاس چھوڑوں تو یوں ہی (کسمپرسی میں) ضائع ہوجائیں گے۔ اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان سے میری مشکل کو حل کر، اُس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ''ظہار'' کا حکم اُترا۔

تنبیہ: ظہار کی تعریف:...... حنفیہ کے نزدیک ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (ماں بہن وغیرہ) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کی طرف دیکھنا اُس کو منع ہو، مثلاً یوں کہے ''اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' (تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ) ''ظہار'' کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔

فائدہ:[۲] ...... یعنی اللہ تو سب ہی کچھ سنتا دیکھتا ہے، جو گفتگو آپ کے اور اُس عورت کے درمیان ہوئی وہ کیوں نہ سنتا؟ بیشک وہ مصیبت زدہ عورت کی فریاد کو پہنچا اور ہمیشہ کے لیے اس قسم کے حوادث سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ بتلا دیا جو آگے آتا ہے۔

فائدہ:[۳] بیوی کو ماں کہنے سے ماں نہیں بن جاتی:...... یعنی بیوی (جس نے اِس کو جنا نہیں) وہ اس کی واقعی ماں کیوں کر بن سکتی ہے جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لیے حقیقی ماں کی طرح حرام ہوجائے؟ ہاں! آدمی جب اپنی بدتمیزی سے ایک جھوٹی نامعقول اور بیہودہ بات کہہ دے اُس کا بدلہ یہ ہے کہ کفارہ دے، تب اُس کے پاس جائے، ورنہ نہ جائے۔ پر عورت اُسی کی رہی، محض ظہار سے طلاق نہیں پڑ گئی۔

فائدہ:[۴] ...... یعنی جاہلیت میں جو ایسی حرکت کر چکے وہ معاف ہے، اب ہدایت آچکنے کے بعد ایسا مت کرو۔ اگر غلطی سے کر گزرے تو توبہ کرکے اللہ سے معاف کراؤ اور عورت کے پاس جانے سے پہلے کفارہ ادا کرو۔

فائدہ:[۵] ...... یعنی یہ لفظ (اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ) کہا صحبت موقوف کرنے کو۔ پھر صحبت کرنا چاہیں تو پہلے ایک غلام آزاد کرلیں، اُس کے بعد ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

تنبیہ:...... حنفیہ کے ہاں کفارہ دینے سے پہلے جماع اور دواعی جماع، دونوں ممنوع ہیں۔ بعض احادیث میں ہے: ''اَمَرَهٗ اَنْ لَّا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ۔''

فائدہ:[۶] کفارہ کی حکمت:...... یعنی کفارہ کی مشروعیت تمہاری تنبیہ ونصیحت کے لیے ہے کہ پھر ایسی غلطی نہ کرو اور دوسرے بھی باز آئیں۔

فائدہ:[۷] ...... یعنی تمہارے احوال کے مناسب احکام بھیجتا ہے اور خبر رکھتا ہے کہ تم کس حد تک اُن پر عمل کرتے ہو۔

فائدہ:[۸] ...... یعنی بیچ میں دم نہ لے۔

فائدہ:[۹] ظہار کے کفارہ کی ترتیب:...... ''بردہ'' (غلام) آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو، تب روزے رکھ سکتا ہے۔ اور روزے رکھنے

سے مجبور ہو، تب کھانا دے سکتا ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔

فائدہ:[۱۰] ......یعنی جاہلیت کی باتیں چھوڑ کر اللہ و رسول کے احکام پر چلو، جو مومن کامل کی شان ہے۔

فائدہ:[۱۱] مومنین کی شان: ......یعنی مومنین کا کام نہیں کہ اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے تجاوز کریں، باقی رہے کافر جو حدود اللہ کی پروا نہیں کرتے اور خود اپنی رائے وخواہش سے حدیں مقرر کرتے ہیں، اُنہیں چھوڑیئے کہ اُن کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ ایسے لوگ پہلے زمانہ میں بھی ذلیل وخوار ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ کی روشن اور صاف صاف آیتیں سن لینے کے بعد انکار پر جمے رہنا اور خدائی احکام کی عزت واحترام نہ کرنا اپنے کو ذلت کے عذاب میں پھنسانے کا مرادف ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

جس دن کہ اٹھائے گا اللہ ان سب کو پھر جتلائے گا ان کو ان کے کیے کام ۱۲ اللہ نے وہ سب گن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے، اور اللہ کے سامنے

شَهِيْدٌ ۞ ۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

ہے ہر چیز ۱۳ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا

تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ

هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

جہاں وہ نہیں ہوتا ان کے ساتھ جہاں کہیں ہوں ۱۴ پھر جتلا دے گا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کے دن، بے شک اللہ کو معلوم

عَلِيْمٌ ۞ ۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ

ہے ہر چیز تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جن کو منع ہوئی کانا پھوسی پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ

گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی ۱۵ نافرمانی کی اور جب آئیں تیرے پاس تجھ کو وہ دعا دیں جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

اور کہتے ہیں اپنے دل میں کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ اس پر جو ہم کہتے ہیں کافی ہے ان کو دوزخ داخل ہوں گے اس میں

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ۸

سو بری جگہ پہنچے ۱۶

فائدہ:[۱۲] ......یعنی جو کام کیے تھے اُن سب کا نتیجہ سامنے آجائے گا کوئی ایک عمل بھی غائب نہ ہوگا۔

فائدہ: [۱۳] **اللہ تعالیٰ کے پاس سب کا عمل محفوظ ہے:**...... یعنی اُن کو اپنی عمر بھر کے بہت سے کام یاد بھی نہیں رہے، یا اُن کی طرف توجہ نہیں رہی، لیکن اللہ کے ہاں وہ سب ایک ایک کر کے محفوظ ہیں، وہ سارا دفتر اُس دن کھول کر سامنے رکھ دیا جائے گا۔

فائدہ: [۱۴] **اللہ تعالیٰ کا علم چھوٹی بڑی کم یا زیادہ ہر چیز کو محیط ہے:**...... یعنی صرف اُن کے اعمال ہی پر کیا منحصر ہے، اللہ کے علم میں تو آسمان و زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے۔ کوئی مجلس، کوئی سرگوشی اور کوئی خفیہ سے خفیہ مشورہ نہیں ہوتا جہاں اللہ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو، جہاں تین آدمی چھپ کر مشورہ کرتے ہوں، نہ سمجھیں کہ وہاں کوئی چوتھا نہیں سن رہا، اور پانچ کی کمیٹی خیال نہ کرے کہ کوئی چھٹا سننے والا نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تین ہوں یا پانچ یا اُس سے کم زیادہ، کہیں ہوں، کسی حالت میں ہوں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ اپنے علم محیط سے اُن کے ساتھ ہے، کسی وقت اُن سے جدا نہیں۔

تنبیہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھ افراد کو مشورہ سپرد:...... مشورہ میں اگر صرف دو شخص ہوں تو بصورت اختلاف ترجیح دشوار ہوتی ہے، اسی لیے عموماً معاملات مہمہ میں طاق عدد رکھتے ہیں۔ اور ایک کے بعد پہلا طاق عدد تین تھا، پھر پانچ، شاید اس لیے ان دو کو اختیار فرمایا اور آگے ﴿وَلَاۤ اَدۡنٰى مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡثَرَ﴾ سے تعمیم فرمادی۔ باقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شوریٰ خلافت کو چھ بزرگوں میں دائر کرنا (حالانکہ چھ کا عدد طاق نہیں) اس لئے ہوگا کہ اُس وقت یہی چھ خلافت کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق تھے، جن میں سے کسی کو چھوڑا نہیں جا سکتا تھا۔ نیز خلیفہ کا انتخاب اُن ہی چھ میں سے ہو رہا تھا تو ظاہر ہے جس کا نام آتا، اُس کے سوائے رائے دینے والے تو پانچ ہی رہتے ہیں۔ پھر بھی احتیاطاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصورتِ مساوات ایک جانب کی ترجیح کے لیے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فائدہ: [۱۵] **منافقین کی سازشیں اور سرگوشیاں:**...... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے، مجلس والوں کا مذاق اُڑاتے، اُن پر عیب پکڑتے، ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارہ کرتا جس سے مخلص مسلمانوں کو تکلیف ہوتی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر کہتے: ''یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہو سکے گا؟'' پہلے سورۂ ''نساء'' (آیت: ۱۱۴) میں اس طرح کی سرگوشیوں سے منع کیا جا چکا تھا، لیکن یہ موذی بے حیا پھر بھی اپنی حرکتوں اور زیادتیوں سے باز نہ آئے، اُس پر یہ آیتیں اُتریں۔

فائدہ: [۱۶] **یہود اور منافقین کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بددعائیں:**...... یعنی اللہ نے تو آپ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ یہ دعائیں دی ہیں ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ﴾ [الصافات: ۱۸۱] اور ﴿وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى﴾ [النمل: ۵۹] اور مومنین کی زبانوں سے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' مگر بعض یہود جب آپ کے پاس آتے تو بجائے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کے دبی زبان سے ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' کہتے جس کے معنی ہیں ''تجھے موت آئے'' گویا اللہ نے جو سلامتی کی دعا آپ کو دی تھی، اُس کے خلاف بددعا دیتے تھے۔ پھر آپس میں کہتے کہ اگر یہ واقعی رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں آتا؟ اُس کا جواب دیا: ﴿حَسۡبُهُمۡ جَهَنَّمُ﴾ یعنی جلدی نہ کرو، ایسا کافی عذاب آئے گا جس کے سامنے دوسرے عذاب کی ضرورت نہ ہوگی۔

تنبیہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قصہ:...... احادیث میں ''یہود'' کے متعلق آیا ہے کہ ''اَلسَّلَامُ'' کی جگہ ''اَلسَّامُ'' کہتے تھے، ممکن ہے بعض منافقین بھی ایسا کہتے ہوں گے، کیونکہ منافق عموماً یہودی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی یہودی یہ کہتا، آپ جواب میں صرف ''وَعَلَیْکَ'' فرمادیتے، ایک مرتبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ''السام علیک'' کے جواب میں یہودی کو ''علیک السام واللعنة'' کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال خلق سے یہ جواب پسند نہ آیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَنَاجَيۡتُمۡ فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَمَعۡصِيَتِ الرَّسُوۡلِ

اے ایمان والوں جب تم کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑨ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ

اور بات کرو احسان کی اور پرہیز گاری کی ف۱۷ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے ف۱۸ یہ جو ہے کانا پھوسی سو

الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ

شیطان کا کام ہے تاکہ دل گیر کرے ایمان والوں کو اور وہ ان کا کچھ نہ بگاڑے گا بدون اللہ کے حکم کے اور اللہ پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ

چاہئے کہ بھروسہ کریں ایمان والے ف۱۹ اے ایمان والو جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو ف۲۰ مجلسوں میں تو کھل جاؤ

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ

اللہ کشادگی دے تم کو ف۲۱ اور جب کوئی کہے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو ف۲۲ اللہ بلند کرے گا ان کے لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

اور علم اُن کے درجے میں ف۲۳ اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۲۴ اے ایمان والو تم

نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ

کان میں بات کہنا چاہو رسول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستھرا پھر اگر

لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫

نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲۵

فائدة: [۱۷] **مشورے کے معاملہ میں مسلمانوں کی شان:** ......یعنی سچے مسلمانوں کو منافقین کی خو سے بچنا چاہئے۔ اُن کی سرگوشیاں اور مشورے ظلم وعدوان اور اللہ ورسول کی نافرمانی کے لیے نہیں، بلکہ نیکی اور تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کے لیے ہونے چاہئیں، جیسا کہ سورۂ ''نساء'' میں گذرا: ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ﴾ [النساء: ۱۱۴]

فائدة: [۱۸] ......یعنی سب کو اللہ کے سامنے جمع ہو کر ذرّہ ذرّہ کا حساب دینا ہے، اُس سے کسی کا ظاہر وباطن پوشیدہ نہیں، لہٰذا اس سے ڈر کر نیکی اور پرہیز گاری کی بات کرو۔

فائدة: [۱۹] **مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ شیطان اور منافقین مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے:** ......یعنی منافقین کی کانا پھوسی (سرگوشی) اسی غرض سے تھی کہ ذرا مسلمان رنجیدہ اور دلگیر ہوں اور گھبرا جائیں کہ نہ معلوم یہ لوگ ہماری نسبت کیا منصوبے سوچ رہے ہوں گے؟ یہ کام شیطان اُن سے کرا رہا تھا، مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اُس کے قبضہ میں کیا چیز ہے؟ نفع نقصان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کا حکم نہ ہو تو کتنے ہی مشورے کرلیں اور منصوبے گانٹھ لیں، تمہارا بال بیکا نہ ہوگا، لہٰذا تم کو غمگین ودلگیر ہونے کی بجائے اپنے اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

تنبیہ: ...... احادیث میں ممانعت آئی ہے کہ مجلس میں ایک آدمی کو چھوڑ کر دو شخص کانا پھوسی کرنے لگیں، کیونکہ وہ تیسرا غمگین ہوگا، یہ مسئلہ بھی ایک طرح آیۂ ہذا کے تحت میں داخل ہو سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ کر کہتے ہیں۔''

فائدہ: [۲۰] ...... یعنی اس طرح بیٹھو کہ جگہ کھل جائے اور دوسروں کو بھی موقع بیٹھنے کا ملے۔

فائدہ: [۲۱] ...... یعنی اللہ تمہاری تنگیوں کو دور کرے گا اور اپنی رحمت کے دروازے کشادہ کر دے گا۔

فائدہ: [۲۲] آدابِ مجلس: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ آداب ہیں مجلس کے، کوئی آئے اور جگہ نہ پائے تو چاہیے سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تامکان حلقہ کا کشادہ ہو جائے۔ یا (اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوں اور) پرے ہٹ کر حلقہ کر لیں۔ (یا بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں) اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے بیزار۔''

تنبیہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نظم وضبط کا حکم: ...... حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہر شخص آپ کا قرب چاہتا تھا، جس سے کبھی مجلس میں تنگی پیش آتی تھی، حتیٰ کہ بعض مرتبہ اکابر صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جگہ نہ ملتی، اس لیے یہ احکام دیئے گئے، تاہر ایک کو درجہ بہ درجہ استفادہ کا موقع ملے، اور نظم وضبط قائم رہے۔ اب بھی اس قسم کی انتظامی چیزوں میں صدرِ مجلس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہیے۔ اسلام ابتری اور بدنظمی نہیں سکھلاتا، بلکہ انتہائی نظم وشائستگی سکھلاتا ہے۔ اور جب عام مجالس میں یہ حکم ہے تو میدانِ جہاد اور صفوفِ جنگ میں تو اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

فائدہ: [۲۳] علم صحیح کی پہچان اور اس کا اثر: ...... یعنی سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب وتہذیب سکھلاتا اور متواضع بناتا ہے۔ اہلِ علم وایمان جس قدر کمالات ومراتب میں ترقی کرتے ہیں، اُسی قدر جھکتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے جاتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ اُن کے درجے اور زیادہ بلند کرتا ہے: ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔'' یہ متکبر بددین یا جاہل گنوار کا کام ہے کہ اتنی سی بات پر لڑے کہ مجھے یہاں سے کیوں اُٹھا دیا اور وہاں کیوں بٹھا دیا؟ یا مجلس سے اُٹھ جانے کو کیوں کہا؟ افسوس کہ آج بہت سے بزرگ اور عالم کہلانے والے اسی خیالی اعزاز کے سلسلہ میں غیر مختتم جنگ آزمائی اور مورچہ بندی شروع کر دیتے ہیں۔ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔''

فائدہ: [۲۴] ...... یعنی ہر ایک کو اُس کے کام اور لیاقت کے موافق درجے عطا کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کون واقعی ایماندار اور اہلِ علم ہیں۔

فائدہ: [۲۵] بے فائدہ سرگوشیوں سے بچنے کا حکم اور اس کی تدبیر: ...... منافق بے فائدہ باتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتائیں اور بعض مسلمان غیر مبہم باتوں میں سرگوشی کر کے اتنا وقت لے لیتے تھے کہ دوسروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تھا، یا کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت چاہتے تو اس میں بھی تنگی ہوتی تھی، لیکن مروت واخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے۔ اُس وقت یہ حکم ہوا کہ جو مقدرت والا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنا چاہے، وہ اس سے پہلے کچھ خیرات کر کے آیا کرے، اس میں کئی فائدے ہیں: غریبوں کی خدمت، صدقہ کرنے والے کے نفس کا تزکیہ، مخلص ومنافق کی تمیز، سرگوشی کرنے والوں کی تقلیل، وغیر ذٰلک! ہاں! جس کے پاس خیرات کرنے کو کچھ نہ ہو، اُس سے یہ قید معاف ہے۔ جب یہ حکم اُترا، منافقین نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑ دی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا اللہ کو پسند نہیں، اسی لیے یہ قید لگائی گئی ہے۔ آخر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ فرما دیا۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

کیا تم ڈر گئے کہ آگے بھیجا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کر دیا تم کو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬ اَلَمْ ع ۲

تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۲۶ کیا

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى

تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جو دوست ہوئے ہیں اس قوم کے جن پر غصہ ہوا ہے ف۲۷ اللہ نہ وہ تم میں ہیں اور نہ ان میں ہیں ف۲۸ اور قسمیں کھاتے ہیں

الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ⑭ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑮

جھوٹ بات پر اور ان کو خبر ہے ف۲۹ تیار رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب ف۳۰ بے شک وہ برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ف۳۱

اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑯ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے تو ان کو ذلت کا عذاب ہے کام نہ آئیں گے ان کو

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑰ يَوْمَ

ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں دوزخ کے وہ اسی میں پڑے رہیں گے ف۳۲ جس دن

يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ

جمع کرے گا اللہ ان سب کو پھر قسمیں کھائیں گے اس کے آگے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں ف۳۳ سنتا ہے

اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑱ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ

وہی ہیں اصل جھوٹے ف۳۴ قابو کر لیا ہے ان پر شیطان نے پھر بھلا دی ان کو اللہ کی یاد ف۳۵ وہ لوگ ہیں گروہ

الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑲ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ

شیطان کا سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں ف۳۶ جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا، اور اس کے رسول کا،

اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ⑳ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ㉑

وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول بے شک اللہ زور آور ہے زبردست ف۳۷

فائدہ: [۲۶] ...... یعنی صدقہ کا حکم دینے سے جو مقصد تھا، حاصل ہو گیا۔ اب ہم نے یہ وقتی حکم اٹھا لیا ہے، چاہیے کہ ان احکام کی اطاعت میں ہمہ تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں، مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ، اسی سے کافی تزکیۂ نفس ہو جائے گا۔

تنبیہ: ...... ﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر عام طور سے عمل کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حکم پر امت میں سے صرف میں نے عمل کیا۔

فائدہ: [۲۷] ...... یہ لوگ منافق ہیں اور وہ قوم یہود ہے۔

فائدہ:[۲۸] منافقین درمیان میں پھنسے ہوئے ہیں اور نہ مسلمان نہ کافر پورے :...... یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں شامل کیونکہ دل سے کافر ہیں، اور نہ پوری طرح ان میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے: ﴿مُّذَبۡذَبِیۡنَ بَیۡنَ ذٰلِکَ ٭ۖ لَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ وَ لَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ﴾ [النساء:۱۴۳]

فائدہ:[۲۹] ...... یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں، جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں: ﴿اِنَّہُمۡ لَمِنۡکُمۡ﴾ [التوبہ:۵۶] کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ایمان دار ہیں، حالانکہ ایمان سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔

فائدہ:[۳۰] ...... جس کو دوسری جگہ فرمایا: ﴿اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ [النساء:۱۴۵]

فائدہ:[۳۱] ...... یعنی خواہ ابھی اُن کو نظر نہ آئے، لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت برا بیج بو رہے ہیں۔

فائدہ:[۳۲] دنیاوی فوائد کے لئے منافقین جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں:...... یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال کو بچاتے ہیں اور اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے دوستی کے پیرایہ میں دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح کچھ عزت نہیں پا سکتے، سخت ذلت کے عذاب میں گرفتار ہو کر رہیں گے اور جب سزا کا وقت آئے گا، اللہ کے ہاتھ سے کوئی نہ بچا سکے گا، نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، جن کی حفاظت کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں۔

فائدہ:[۳۳] منافقین قیامت میں بھی جھوٹ بولیں گے :...... یعنی یہاں کی عادت پڑی ہوئی، وہاں بھی نہ جائے گی۔ جس طرح تمہارے سامنے جھوٹ بول کر بچ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں اور بڑی اچھی چال چل رہے ہیں، اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھانے کو تیار ہو جائیں گے کہ پروردگار! ہم تو ایسے نہ تھے، ویسے تھے۔ شاید وہاں بھی خیال ہو کہ اتنا کہہ دینے سے رہائی ہو جائے گی۔

فائدہ:[۳۴] ...... بیشک اصل اور ڈبل جھوٹا وہی ہے جو خدا کے سامنے بھی جھوٹ کہنے سے نہ شرمائے۔

فائدہ:[۳۵] ...... شیطان جس پر پوری طرح قابو کر لے اُس کا دل و دماغ اسی طرح مسخ ہو جاتا ہے، اُسے کچھ یاد نہیں رہتا کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ بھلا اللہ کی عظمت اور بزرگی و مرتبہ کو وہ کیا سمجھے؟ شاید محشر میں بھی جھوٹ پر قدرت دے کر اُس کی بے حیائی اور حماقت کا اعلان کرنا ہو کہ اس مسوخ کو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ کے آگے میرا جھوٹ کیا چلے گا؟!

فائدہ:[۳۶] ...... شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہے۔ نہ دنیا میں اُن کے منصوبے آخری کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں، نہ آخرت میں عذاب شدید سے نجات پانے کی کوئی سبیل ہے۔

فائدہ:[۳۷] ...... یعنی اللہ و رسول کا مقابلہ کرنے والے جو حق و صداقت کے خلاف جنگ کرتے ہیں سخت ناکام اور ذلیل ہیں۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ آخر کار حق ہی غالب ہو کر رہے گا اور اس کے پیغمبر ہی مظفر و منصور ہوں گے۔ اس کی تقریر پہلے کئی جگہ گزر چکی ہے۔ (آل عمران: ۱۳۹، نور: ۵۵ وغیرہا)

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا

تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ

اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ

وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان ف ۳۸

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ

اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے ف۳۹ اور داخل کرے گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اللہ

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲ ع۳

ان سے راضی ف۴۰ اور وہ اس سے راضی وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے ف۴۱

فائدۃ:[۳۸]......یعنی ایمان اُن کے دلوں میں جمادیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کردیا۔

فائدۃ:[۳۹] ''روح'' سے مراد: ......یعنی غیبی نور عطا فرمایا جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے یا روح القدس (جبرئیل) سے اُن کی مدد فرمائی۔

فائدۃ:[۴۰]......یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ اُن سے راضی ہوا، پھر جس سے اللہ راضی ہوا اُسے اور کیا چاہئے۔

فائدۃ:[۴۱] **حزب اللہ، مفلحون کی پہچان:**......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے، اگرچہ باپ بیٹے ہوں، وہی سچے ایمان والے ہیں، اُن کو یہ درجے ملتے ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی، اسی سلسلہ میں ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کردیا۔ جنگ ''اُحد'' میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہوگئے، مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی عبید ابن عمیر کو، عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی ابن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مخلص مسلمان تھے، عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں؟ آپ نے منع فرمادیا۔ فرضی اللّٰہ تعالی عنھم ورضوا عنہ ورزقنا اللّٰہ حبھم واتباعھم واماتنا علیہ۔ أمین

تمت سورۃ المجادلۃ فللہ الحمد والمنۃ۔

آیاتہا ۲۰ | ۵۹ سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۱ | رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ

اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۱ وہی ہے جس نے نکال دیا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا

ان کو جو منکر ہیں کتاب والوں میں ان کے گھروں سے ف۲ پہلے ہی اجتماع پر لشکر کے ف۳ تم نہ اٹکل کرتے تھے کہ نکلیں گے

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۚ

اور وہ خیال رکھتے تھے کہ ان کو بچالیں گے ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے، پھر پہنچا ان پر اللہ جہاں سے ان کو خیال نہ تھا

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ فَاعْتَبِرُوْا

اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک ف۴ اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں ف۵ سو عبرت پکڑو

يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ②

اے آنکھ والو ف۶

وقف النبی

فَائِدَة:[۱]...... چنانچہ اُس کے زبردست غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ آگے بیان کیا جاتا ہے۔

فَائِدَة:[۲] یہودی قبیلہ بنونضیر کی بدعہدی اور جلاوطنی:...... مدینہ سے مشرقی جانب چند میل کے فاصلہ پر ایک قوم یہود بستی تھی جس کو "بنی نضیر" کہتے تھے۔ یہ لوگ بڑے جتھے والے اور سرمایہ دار تھے، اپنے مضبوط قلعوں پر ان کو ناز تھا۔ حضور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انہوں نے آپ ﷺ سے صلح کا معاہدہ کر لیا کہ ہم آپ کے مقابلہ پر کسی کی مدد نہ کریں گے۔ پھر مکہ کے کافروں سے نامہ و پیام کرنے لگے، حتیٰ کہ اُن کے ایک بڑے سردار کعب بن اشرف نے چالیس سواروں کے ساتھ مکہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کے سامنے مسلمانوں کے خلاف قریش سے عہد و پیمان باندھا۔ آخر چند روز بعد اللہ و رسول کے حکم سے محمد بن مسلمہ نے اس غدار کا کام تمام کر دیا، پھر بھی بنی نضیر کی طرف سے بدعہدی کا سلسلہ جاری رہا، کبھی دغابازی سے حضور ﷺ کو چند رفیقوں کے ساتھ بلا کر اچانک قتل کرنا چاہا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ جہاں بیٹھے تھے اُوپر سے بھاری چکی کا پاٹ ڈال دیا، اگر لگے تو آدمی مر جائے، مگر عین موقع پر اللہ کے فضل نے

حفاظت فرمائی۔ آخر حضور ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کیا، ارادہ یہ کہ اُن سے لڑیں۔ جب مسلمانوں نے نہایت سرعت و مستعدی سے مکانوں اور قلعوں کا محاصرہ کر لیا، وہ مرعوب و خوفزدہ ہو گئے، عام لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ انہوں نے گھبرا کر صلح کی التجا کی، آخر یہ قرار پایا کہ وہ مدینہ خالی کر دیں، اُن کی جانوں سے تعرض نہ کیا جائے گا اور جو مال اسباب اُٹھا کر لے جا سکتے ہیں، لے جائیں۔ باقی مکان، زمین، باغ وغیرہ پر مسلمان قابض ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وہ زمین مال غنیمت کی طرح تقسیم نہ کرائی، صرف حضرت ﷺ کے اختیار پر رکھی۔ حضرت ﷺ نے اکثر اراضی مہاجرین پر تقسیم کر دیں، اس طرح انصار پر سے اُن کا خرچ ہلکا ہوا اور مہاجرین و انصار دونوں کو فائدہ پہنچا۔ نیز حضرت ﷺ اپنے گھر کا اور وارد و صادر کا سالانہ خرچ بھی اسی سے لیتے تھے اور جو بچ رہتا، اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے۔ اس سورت میں یہی قصہ مذکور ہے۔

فائدہ:[۳] بنو نضیر کی بوکھلاہٹ: ...... یعنی ایک ہی ہلہ میں گھبرا گئے اور پہلی ہی مڈبھیڑ پر مکان اور قلعے چھوڑ کر نکل بھاگنے کو تیار ہو بیٹھے، کچھ بھی ثابت قدمی نہ دکھلائی۔

تنبیہ: ''اول الحشر'' سے مراد: ...... ''اول الحشر'' سے بعض مفسرین کے نزدیک یہ مراد ہے کہ اس قوم کے لیے اس طرح ترک وطن کرنے کا یہ پہلا ہی موقع تھا، قبل ازیں ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ یا ''اول الحشر'' میں اس طرف اشارہ ہو کہ ان یہود کا پہلا حشر یہ ہے کہ مدینہ چھوڑ کر بہت سے خیبر وغیرہ چلے گئے، اور دوسرا حشر وہ ہوگا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آیا، یعنی دوسرے یہود و نصاریٰ کی معیت میں یہ لوگ بھی خیبر سے ملک شام کی طرف نکالے گئے، جہاں آخری حشر بھی ہونا ہے، اسی لیے ''شام'' کو ''ارض المحشر'' بھی کہتے ہیں۔

فائدہ:[۴] بنو نضیر کے غلط گمان اور مرعوب ہو جانا: ...... یعنی اُن کے ساز و سامان، مضبوط قلعے اور جنگجویانہ اطوار دیکھ کر نہ تم کو اندازہ تھا کہ اس قدر جلد اتنی آسانی سے وہ ہتھیار ڈال دیں گے اور نہ اُن کو خیال تھا کہ مٹھی بھر بے سرو سامان لوگ اس طرح قافیہ تنگ کر دیں گے۔ وہ اسی خواب خرگوش میں تھے کہ مسلمان (جن کے سروں پر اللہ کا ہاتھ ہے) ہمارے قلعوں تک پہنچنے کا حوصلہ نہ کر سکیں گے اور اس طرح گویا اللہ کے ہاتھ سے بچ نکلیں گے، مگر انہوں نے دیکھ لیا کہ کوئی طاقت اللہ کے حکم کو نہ روک سکی، اُن کے اوپر اللہ کا حکم وہاں سے پہنچا جہاں سے اُن کو خیال و گمان بھی نہ تھا، یعنی دل کے اندر سے خدا تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور بے سرو سامان مسلمانوں کی دھاک بٹھلا دی۔ ایک تو پہلے ہی اپنے سردار کعب بن اشرف کے ناگہانی قتل سے مرعوب و خوفزدہ ہو رہے تھے، اب مسلمانوں کے اچانک حملہ نے رہے سہے حواس بھی کھو دیئے۔

فائدہ:[۵] بنو نضیر کی حرص اور غصہ: ...... یعنی حرص اور غیظ و غضب کے جوش میں مکانوں کے کڑی، تختے، کواڑ اُکھاڑنے لگے، تا کوئی چیز جو ساتھ لے جا سکتے ہیں رہ نہ جائے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ اس کام میں مسلمانوں نے بھی اُن کا ہاتھ بٹایا، ایک طرف سے وہ خود گراتے تھے، دوسری طرف سے مسلمان۔ اور غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے ہاتھوں جو تباہی و ویرانی عمل میں آئی، وہ بھی ان ہی بدبختوں کی بدعہدیوں اور شرارتوں کا نتیجہ تھی۔

فائدہ:[۶] ...... یعنی اہلِ بصیرت کے لیے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ کفر، ظلم، شرارت اور بدعہدی کا انجام کیسا ہوتا ہے اور یہ کہ محض ظاہری اسباب پر تکیہ کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غافل ہو جانا عقل مند کا کام نہیں۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ

اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دیا تھا اللہ نے ان پر جلا وطن ہونا تو ان کو عذاب دیتا دنیا میں اور آخرت میں ہے ان کے لیے آگ

النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

کا عذاب ۷ے یہ اس لیے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کا عذاب سخت ہے ۸ے

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ

جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ۹ے اور تاکہ رسوا کرے

الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

نافرمانوں کو ۱۰ے اور جو مال کہ لوٹا دیا اللہ نے اپنے رسول پر ان سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑥

لیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۱۱ے

فائدہ:[۷] جلاوطنی نہ ہوتی تو کسی اور سزا میں مبتلا ہونا یقینی تھا:......یعنی ان کی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی، یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دی جاتی، مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے، غرض سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ خدا کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا، لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزا میں ہے، آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں سے ٹل نہیں سکتی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "جب یہ قوم ملک شام سے بھاگ کر یہاں آئی تھی تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر شام میں جانا پڑے گا، چنانچہ اُس وقت اُجڑ کر (بعض شام میں چلے گئے اور بعض) خیبر میں رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں سے اُجڑ کر شام میں گئے۔"

فائدہ:[۸]......یعنی ایسے مخالفوں کو ایسی سخت سزا ملتی ہے۔

فائدہ:[۹] یہود کے درختوں کا کاٹا جانا:......جب وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ اُن کے درخت کاٹے جائیں اور باغ اُجاڑے جائیں، تا اُس کے درد سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں، کیا درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اُس پر یہ آیت اُتری، یعنی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے، کیونکہ وہ گہری حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا ہے، چنانچہ اس حکم کی بعض مصالح اُوپر بیان ہو چکیں۔

فائدہ:[۱۰] بعض درخت کاٹنے اور بعض چھوڑنے دونوں میں حکمت تھی:......یعنی تاکہ مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کرے، چنانچہ جو درخت چھوڑ دیئے گئے، اُس میں مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان اس کو برتیں گے اور نفع اُٹھائیں گے اور جو کاٹے یا جلائے گئے، اُس میں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی ظہور آثار غلبہ اور کفار کو غیظ و غضب میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کر رہے ہیں، لہٰذا دونوں امر جائز اور حکمت پر مشتمل ہیں۔

فائدہ:[۱۱]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہی فرق رکھا ہے "غنیمت" میں اور "فئی" میں۔ جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے، اُس میں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز (جس کی تفصیل دسویں پارہ (الانفال: ۴۱) کے شروع میں گزر چکی) اور چار حصے لشکر کو تقسیم

کئے جاتے ہیں۔ اور جو بغیر جنگ کے ہاتھ آیا، وہ سب کا سب مسلمانوں کے خزانہ میں رہے (اُن کی مصالح عامہ میں) اور جو کام ضروری ہو اس پر خرچ ہو۔"

تنبیہ: مال فیٔ اور اس کا حکم:...... اگر قدرے جنگ ہونے کے بعد کفار مرعوب ہو کر صلح کی طرف مسارعت کریں اور مسلمان قبول کر لیں، اس صورت میں جو اموال صلح سے حاصل ہوں گے وہ بھی حکم "فیٔ" میں داخل ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اموال "فیٔ" خالص حضور ﷺ کے اختیار و تصرف میں ہوتے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ اختیار مالکانہ ہو جو صرف آپ کے لیے مخصوص تھا، جیسا کہ آیاتِ حاضرہ میں ﴿عَلٰی رَسُوْلِهٖ﴾ کے لفظ سے متبادر ہوتا ہے، اور احتمال ہے کہ محض حاکمانہ ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان اموال کے متعلق آپ ﷺ کو اگلی آیت میں ہدایت فرما دی کہ جو بایاند بافلاں فلاں مصارف میں صرف کیے جائیں۔ آپ ﷺ کے بعد یہ اموال امام کے اختیار و تصرف میں چلے جاتے ہیں، لیکن اُس کا تصرف مالکانہ نہیں ہوتا، محض حاکمانہ ہوتا ہے، وہ اُن کو اپنی صوابدید اور مشورہ سے مسلمانوں کی عام ضروریات و مصالح میں خرچ کرے گا۔ باقی اموالِ غنیمت کا حکم اُس سے جداگانہ ہے، وہ خمس نکالے جانے کے بعد خالص لشکر کا حق ہوتا ہے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ﴾ [الانفال: ۴۱] لشکری اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو وہ علیحدہ بات رہی۔ البتہ شیخ ابوبکر رازی حنفی نے "احکام القرآن" میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم اموالِ منقولہ کا ہے، غیر منقولہ میں امام کو اختیار ہے کہ مصلحت سمجھے تو لشکر پر تقسیم کر دے اور مصلحت نہ سمجھے تو مصالح عامہ کے لیے رہنے دے، جیسا کہ سوادِ عراق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعض جلیل القدر صحابہؓ کے مشورہ سے یہی عمل درآمد رکھا۔ اسی مسلک کے موافق شیخ ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ﴾ کو اموالِ منقولہ پر اور سورۂ "حشر" کی آیات کو اموالِ غیر منقولہ پر حمل کیا ہے، اس طرح کہ پہلی آیت ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ﴾ حکم "فیٔ" پر اور دوسری آیت ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی﴾ حکم "غنیمت" پر محمول ہے۔ اور لغۃً "غنیمت" کو لفظ "فیٔ" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی

جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے رسول پر بستیوں والوں سے سو اللہ کے واسطے اور رسول کے ف۱۲ اور قرابت والے کو ف۱۳ اور یتیموں کے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

اور محتاجوں کے اور مسافر کے تا کہ نہ آئے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم میں سے ف۱۴ اور جو دے تم کو

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۟ۘ ⑦

رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو ف۱۵ اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے ف۱۶

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ⑧ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ

اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی، اور اس کے رسول کی، وہ لوگ وہی ہیں سچے ف۱۷ اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں

وقف لازم

وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ

اور ایمان میں ان سے پہلے سے ف۱۸ وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس ف۱۹ اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز

اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۟ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ

سے جو مہاجرین کو دی جائے، اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ ف۲۰ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہی لوگ ہیں

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ

مراد پانے والے ف۲۱ اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے اُن کے بعد ف۲۲ کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو

ع سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۰

کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان ف۲۳

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ

کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دغا باز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جو کہ کافر ہیں اہل کتاب میں سے

اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ

اگر تم کو کوئی نکال دے گا تو ہم بھی نکلیں گے تمہارے ساتھ اور کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے معاملہ میں کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے ف۲۴

وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۱

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف۲۵

فائدہ:[۱۲] اموالِ فیٔ کے متعلق عام ضابطہ:......پہلی آیت میں صرف اموالِ بنی نضیر کا ذکر تھا، اب اموالِ "فیٔ" کے متعلق عام ضابطہ بتلاتے ہیں۔ یعنی "فیٔ" پر قبضہ رسول کا اور رسول کے بعد امام کا کہ اُسی پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ باقی اللہ کا ذکر تبرک کا ہوا، وہ تو سب ہی کا مالک ہے۔ ہاں! کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی جو اللہ کے نامزد ہیں، ممکن ہے اس میں درج ہو۔

فائدہ:[۱۳] حضور ﷺ کے قرابت داروں کا حق:......یعنی حضرت ﷺ کے قرابت والوں کے، چنانچہ حضور ﷺ اپنے زمانہ میں اس مال میں سے اُن کو بھی دیتے تھے اور اُن میں فقیر کی بھی قید نہیں تھی، اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو دولت مند تھے آپ ﷺ نے حصہ عطا فرمایا۔ اب آپ ﷺ کے بعد حنفیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے قرابت دار جو صاحب حاجت ہوں، امام کو چاہئے کہ انہیں دوسرے محتاجوں سے مقدم رکھے۔

فائدہ:[۱۴] مصارف بتلانے کی حکمت:......یعنی یہ مصارف اس لیے بتلائے کہ ہمیشہ یتیموں، محتاجوں، بیکسوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پاسکیں۔ یہ اموال محض دولت مندوں کے اُلٹ پھیر میں پڑ کر اُن کی مخصوص جاگیر بن کر نہ رہ جائیں، جن سے سرمایہ دار مزے لوٹیں اور غریب فاقوں مریں۔

فائدہ:[۱۵] حضور ﷺ کی تقسیم پر راضی رہنا ضروری ہے:...... یعنی مال وجائداد وغیرہ جس طرح پیغمبر اللہ کے حکم سے تقسیم کرے، اُسے بخوشی ورغبت قبول کرو، جو ملے لے لو، جس سے روکا جائے رُک جاؤ اور اسی طرح اس کے تمام احکام اور اوامر ونواہی کی پابندی رکھو۔

فائدہ:[۱۶] حضور ﷺ کی نافرمانی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے:...... یعنی رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، ڈرتے رہو کہیں رسول کی نافرمانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کوئی سخت عذاب مسلط نہ کردے۔

فائدہ:[۱۷] مہاجرین زیادہ حق دار ہیں:...... یعنی یوں تو اس مال سے عام مسلمانوں کی ضروریات وحوائج متعلق ہیں، لیکن خصوصی طور پر ان ایثار پیشہ جاں نثاروں اور سچے مسلمانوں کا حق مقدم ہے، جنہوں نے محض اللہ کی خوشنودی اور رسول کی محبت واطاعت میں اپنے گھر بار اور مال ودولت سب کو خیر باد کہا اور بالکل خالی ہاتھ ہو کر وطن سے نکل آئے تا اللہ ورسول کے کاموں میں آزادانہ مدد کرسکیں۔

فائدہ:[۱۸]...... اس گھر سے مراد ہے مدینہ طیبہ۔ اور یہ لوگ انصارِ مدینہ ہیں جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے، اور ایمان وعرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مستقیم ہو چکے تھے۔

فائدہ:[۱۹]...... یعنی محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں، حتیٰ کہ اپنے اموال وغیرہ میں اُن کو برابر کا شریک بنانے کے لیے تیار ہیں۔

فائدہ:[۲۰] انصار کا بے مثال ایثار وقربانی:...... یعنی مہاجرین کو اللہ تعالیٰ جو فضل وشرف عطا فرمائے یا اموال فی وغیرہ میں سے حضور ﷺ جو کچھ عنایت کریں، اُسے دیکھ کر انصار کے دل تنگ نہیں ہوتے، نہ حسد کرتے ہیں، بلکہ خوش ہوتے ہیں اور ہر اچھی چیز میں اُن کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں، خود سختیاں اور فاقے اُٹھا کر بھی اگر اُن کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بے مثال ایثار آج تک دنیا کی کس قوم نے کس قوم کے لیے دکھلایا۔

فائدہ:[۲۱]...... یعنی بڑے کامیاب اور بامراد ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کی توفیق ودستگیری نے اُن کے دل کے لالچ اور حرص وبخل سے محفوظ رکھا۔ لالچی اور بخیل آدمی اپنے بھائیوں کے لیے کہاں ایثار کرسکتا ہے اور دوسروں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر کب خوش ہوتا ہے؟

فائدہ:[۲۲]...... یعنی ان مہاجرین وانصار کے بعد عالمِ وجود میں آئے، یا اُن کے بعد حلقۂ اسلام میں آئے، یا مہاجرین سابقین کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ والظاھر ھو الاوّل۔

فائدہ:[۲۳] پہلوں سے محبت کرنے والے اور ان سے بغض نہ رکھنے والے مسلمان مالِ فئے کے مستحق ہیں:...... یعنی سابقین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور کسی مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں بیر اور بغض نہیں رکھتے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور اُن سے بیر نہ رکھیں۔" امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہیں سے فرمایا کہ جو شخص صحابہؓ سے بغض رکھے اور اُن کی بدگوئی کرے اُس کے لیے مالِ فی میں کچھ حصہ نہیں۔

فائدہ:[۲۴] منافقین اوپر اوپر سے تسلی دیتے ہیں دل میں کچھ اور ہے:...... عبداللہ بن اُبی وغیرہ منافقین نے یہود بنی النضیر کو خفیہ پیام بھیجا تھا کہ گھبرانا نہیں اور اپنے کو اکیلا مت سمجھنا، اگر مسلمانوں نے تم کو نکالا ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور لڑائی کی نوبت آئی تو تمہاری مدد کریں گے۔ یہ ہمارا بالکل اٹل اور قطعی فیصلہ ہے، اس کے خلاف تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ماننے والے اور پروا کرنے والے نہیں۔

فائدہ:[۲۵]...... یعنی دل سے نہیں کہہ رہے، محض مسلمانوں کے خلاف اُکسانے کے لیے باتیں بنارہے ہیں اور جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ہرگز اس پر عمل نہیں کریں گے۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَیُوَلُّنَّ

اگر وہ نکالے جائیں یہ نہ نکلیں گے ان کے ساتھ، اور اگر ان سے لڑائی ہوئی یہ نہ مدد کریں گے ان کی ف۲۶ اور اگر مدد کریں گے تو بھاگیں گے

الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَانْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

پیٹھ پھیر کر پھر کہیں مدد نہ پائیں گے ف۲۷ البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے اُن کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ اس لیے کہ وہ

قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ

لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۲۸ لڑ نہ سکیں گے تم سے سب مل کر مگر بستیوں کے کوٹ میں یا دیواروں کی اوٹ میں ف۲۹ ان کی لڑائی

بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

آپس میں سخت ہے ف۳۰ تو سمجھے وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل جدا جدا ہو رہے ہیں یہ اس لیے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے ف۳۱

كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ

جیسے قصہ ان لوگوں کا جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے قریب ہی چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے ف۳۲ جیسے قصہ

الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

شیطان کا جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہو گیا کہے میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ ع۲

سارے جہان کا پھر انجام دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں ہمیشہ رہیں اسی میں اور یہی ہے سزا گناہ گاروں کی ف۳۳

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے ف۳۴ اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کو خبر ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

جو تم کرتے ہو۔ ف۳۵

فائدہ: [۲۶] **منافقین کی یہود سے بدعہدی:**...... چنانچہ لڑائی کا سامان ہوا اور بنی نضیر محصور ہو گئے، ایسی نازک صورت حال میں کوئی منافق اُن کی مدد کو نہ پہنچا، اور آخر کار جب وہ نکالے گئے، یہ اُس وقت آرام سے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہے۔

فائدہ: [۲۷]......یعنی اگر بفرض محال منافق اُن کی مدد کو نکلے بھی تو نتیجہ کیا ہوگا، بجز اس کے کہ مسلمانوں کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، پھر اُن کی مدد تو کیا کر سکتے، خود اُن کی مدد کو بھی کوئی نہ پہنچے گا۔

فائدہ: [۲۸]......یعنی اللہ کی عظمت کو سمجھتے اور دل میں اُس کا ڈر ہوتا تو کفر ونفاق کیوں اختیار کرتے، ہاں مسلمانوں کی شجاعت وبسالت

سے ڈرتے ہیں، اسی لیے اُن کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے، نہ میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔

فائدہ:[۲۹] کفار و منافقین کے دل میں مسلمانوں کا رعب ہے اس لئے کھل کر نہیں لڑ سکتے:......یعنی چونکہ ان لوگوں کے دل مسلمانوں سے مرعوب اور خوفزدہ ہیں، اس لیے کھلے میدان میں جنگ نہیں کر سکتے۔ ہاں! گنجان بستیوں میں قلعہ نشین ہو کر یا دیواروں اور درختوں کی آڑ میں چھپ چھپ کر لڑ سکتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ یورپ نے مسلمانوں کی تلوار سے عاجز ہو کر قسم قسم کے آتش بار اسلحہ اور طریقِ جنگ ایجاد کئے ہیں، تاہم اب بھی اگر کسی وقت دست بدست جنگ کی نوبت آجاتی ہے تو چند ہی منٹ میں دنیا ﴿لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ﴾ کا مشاہدہ کر لیتی ہے۔ باقی اُس قوم کا تو کہنا ہی کیا جس کے نزدیک چھتوں پر چڑھ کر اینٹ پتھر پھینکنا اور تیزاب کی پچکاریاں چلانا ہی سب سے بڑی علامت بہادری کی ہے۔

فائدہ:[۳۰]......یعنی آپس کی لڑائی میں بڑے تیز اور سخت ہیں، جیسا کہ اسلام سے پہلے "اوس" و "خزرج" کی جنگ میں تجربہ ہو چکا، مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں اُن کی ساری بہادری اور شیخی کر کری ہو جاتی ہے۔

فائدہ:[۳۱] منافقین بظاہر متحد ہوتے ہیں مگر اندر سے متفرق ہیں:......یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق و اتحاد سے دھوکا مت کھاؤ! اُن کے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں، ہر ایک اپنی غرض و خواہش کا بندہ، اور خیالات میں ایک دوسرے سے جدا ہے، پھر حقیقی یکجہتی کہاں میسر آسکتی ہے؟ اگر عقل ہو تو سمجھیں کہ یہ نمائشی اتحاد کس کام کا؟ اتحاد اُسے کہتے ہیں جو مومنین قانتین میں پایا جاتا ہے کہ تمام اغراض و خواہشات سے یکسو ہو کر سب نے ایک اللہ کی رسی کو تھام رکھا ہے، اور اُن سب کا مرنا جینا اُسی خدائے واحد کے لیے ہے۔

فائدہ:[۳۲]......یعنی ابھی قریب زمانہ میں یہود "بنی قینقاع" اپنی غداری کا مزہ چکھ چکے ہیں، جب انہوں نے بدعہدی کی تو مسلمانوں نے ایک مختصر لڑائی کے بعد نکال باہر کیا اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں لڑنے والے "بدر" کے دن سزا پا چکے ہیں، وہی انجام "بنی نضیر" کا دیکھ لو کہ دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں سزا مل چکی اور آخرت کا دردناک عذاب جوں کا توں رہا۔

فائدہ:[۳۳] منافقین کی مثال شیطان کی طرح ہے:......یعنی شیطان اوّل انسان کو کفر و معصیت پر اُبھارتا ہے، جب انسان دامِ اغواء میں پھنس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں، مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے (یہ کہنا بھی ریا اور مکاری سے ہوگا) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی دوزخ کا کندہ بنا اور اُسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "شیطان آخرت میں یہ بات کہے گا اور "بدر" کے دن بھی ایک کافر کی صورت میں لوگوں کو لڑواتا تھا، جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا، جس کا ذکر سورۂ "انفال" (آیت: ۱۴) میں گزر چکا ہے، یہی مثال منافقوں کی ہے۔" وہ بنی نضیر کو اپنی حمایت و رفاقت کا یقین دِلا دِلا کر بھرے پر چڑھاتے رہے، آخر جب وہ مصیبت میں پھنس گئے، آپ الگ ہو بیٹھے، لیکن کیا وہ اس طرح اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، دونوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

فائدہ:[۳۴] تقویٰ اور نیکی کی ترغیب:......یعنی اللہ سے ڈر کر طاعات اور نیکیوں کا ذخیرہ فراہم کرو اور سوچو کہ کل کے لئے کیا سامان تم نے آگے بھیجا ہے جو مرنے کے بعد وہاں پہنچ کر تمہارے کام آئے؟

فائدہ:[۳۵]......یعنی تمہارا کوئی کام اللہ سے پوشیدہ نہیں، لہٰذا اُس سے ڈر کر تقویٰ کا راستہ اختیار کرو اور معاصی سے پرہیز رکھو۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑲

اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دیئے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان ۳۶

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ⑳ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا

برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے، بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مراد پانے والے ف ۳۷ اگر ہم اتارتے یہ

الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے ف ۳۸ اور یہ مثالیں ہم سناتے ہیں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ㉑ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ

لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں ف ۳۹ وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ㉒ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

وہ ہے بڑا مہربان رحم والا وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم ف ۴۰ امان دینے والا ف ۴۱

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ㉓ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

پناہ میں لینے والا زبردست دباؤ والا صاحب عظمت، پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے ف ۴۲ وہ اللہ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرنے والا ف ۴۳

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ㉔ ع

صورت کھینچنے والا ف ۴۴ اسی کے ہیں سب نام خاصے ف ۴۵ پاکی بول رہا ہے اس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف ۴۶ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا ف ۴۷

فائدہ: [۳۶] ......یعنی جنہوں نے اللہ کے حقوق بھلا دیئے، اُس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی، اللہ نے خود اُن کی جانوں سے اُن کو غافل اور بے خبر کر دیا کہ آنے والی آفات سے اپنے بچاؤ کی کچھ فکر نہ کی اور نافرمانیوں میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ابدی ہلاکت میں پڑ گئے۔

فائدہ: [۳۷] ......یعنی چاہئے کہ آدمی اپنے کو بہشت کا مستحق ثابت کرے، جس کا راستہ قرآن کریم کی ہدایات کے سامنے جھکنے کے سوا کچھ نہیں۔

فائدہ: [۳۸] قرآن کی زبردست تاثیر: ......یعنی مقام حسرت و افسوس ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہو، حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اُس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔ میرے والد مرحوم نے ایک طویل نظم کے ضمن میں یہ تین شعر لکھے تھے ؎

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفل بدعات کو — کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونے کو ہے

آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی — پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے

حیف گر تاثیر اُس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو — کوہ جس سے ﴿خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا﴾ ہونے کو ہے

فائدہ: [۳۹] کفار کے دل پہاڑوں سے بھی سخت ہیں: ......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سن کر بھی ایمان نہیں لاتے، اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جائے۔''

تنبیہ: ...... یہ تو کلام کی عظمت کا ذکر تھا، آگے متکلم کی عظمت و رفعت کا بیان ہے۔

فَائِدَۃ:[۴۰]......یعنی سب نقائص اور کمزوریوں سے پاک، اور سب عیوب و آفات سے سالم، نہ کوئی برائی اُس کی بارگاہ تک پہنچی، نہ پہنچے۔

فَائِدَۃ:[۴۱] ''امن'' کا معنیٰ:...... ''مومن'' کا ترجمہ ''امان دینے والا'' کیا ہے اور بعض مفسرین کے نزدیک ''مصدق'' کے معنی ہیں، یعنی اپنی اور اپنے پیغمبروں کی قولاً وفعلاً تصدیق کرنے والا، یا مومنین کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا۔

فَائِدَۃ:[۴۲]......یعنی اُس کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

فَائِدَۃ:[۴۳]...... ''خالق'' و ''باری'' کے فرق کی طرف ہم نے سورۂ ''بنی اسرائیل'' کی آیت ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾ [آیت:۸۵] کے فوائد میں کچھ اشارہ کیا ہے۔

فَائِدَۃ:[۴۴]......جیسا کہ نطفہ پر انسان کی تصویر کھینچ دی۔

فَائِدَۃ:[۴۵]......یعنی وہ نام جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۴۶]......یعنی زبانِ حال سے یا قال سے بھی جس کو ہم نہیں سمجھتے۔

فَائِدَۃ:[۴۷]......تمام کمالات وصفاتِ الٰہیہ کا مرجع ان دوصفتوں ''عزیز'' اور ''حکیم'' کی طرف ہے، کیونکہ ''عزیز'' کمال قدرت پر، اور ''حکیم'' کمالِ علم پر دلالت کرتا ہے اور جتنے کمالات ہیں علم اور قدرت سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔ روایات میں سورۂ ''حشر'' کی ان تین آیتوں (﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ سے آخر تک) کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مومن کو چاہئے کہ صبح وشام ان آیات کی تلاوت پر مواظبت رکھے۔

تمت سورۃ الحشر وللہ الحمد والمنۃ

آیاتہا ۱۴ — ۶۰ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۱ — رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ

ف۱ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست تم ان کو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے ف۲ اور

كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ

وہ منکر ہوئے ہیں اس سے جو تمہارے پاس آیا سچا دین ف۳ نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا ف۴ اگر

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا

تم نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں اور طلب کرنے کو میری رضامندی ف۵ تم ان کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام اور مجھ کو

اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ

خوب معلوم ہے جو چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے ف۶ اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے تو وہ بھول گیا سیدھی راہ ف۷ اگر

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ

تم ان کے ہاتھ آ جاؤ ہو جائیں تمہارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ کسی طرح

تَكْفُرُوْنَ ۭ ②

تم بھی منکر ہو جاؤ ف۸

فائدہ:[۱] فتح مکہ کا ارادہ اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح مکہ والوں سے ہوئی تھی جس کا ذکر ﴿اِنَّا فَتَحْنَا﴾ [الفتح:۱] میں آچکا۔ دو برس یہ صلح قائم رہی، پھر کافروں کی طرف سے ٹوٹی، تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی کے ساتھ فوج جمع کر کے مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ خبروں کی بندش کر دی گئی، مبادا کفار مکہ آپ کی تیاریوں سے آگاہ ہو کر لڑائی کا سامان شروع کر دیں، اور اس طرح حرم شریف میں جنگ کرنا ناگزیر ہو جائے۔ ایک مسلمان حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جو مہاجرین بدریین میں سے تھے) مکہ والوں کو خط لکھ بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر اندھیری رات اور سیل بے پناہ کی طرح تم پر ٹوٹنے والا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہو گیا، آپ نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ چند صحابہؓ کو حکم دیا کہ ایک عورت مکہ کے راستہ میں سفر کرتی ہوئی فلاں مقام پر ملے گی، اُس کے پاس ایک خط ہے، وہ حاصل کر کے لاؤ۔ یہ لوگ تیزی سے روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اُسی مقام پر پالیا۔ اُس نے بہت لیت ولعل اور رد وکد کے بعد خط اُن کے حوالے کیا۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کفار مکہ کے نام ہے اور مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ بولے یا رسول اللہ! نہ میں نے کفر اختیار کیا ہے، نہ اسلام سے پھرا ہوں، سچی بات یہ ہے کہ میرے اہل وعیال مکہ میں ہیں، وہاں اُن کی حمایت کرنے والا کوئی نہیں، میں نے کافروں پر ایک احسان کر کے یہ چاہا کہ وہ لوگ اس کے معاوضہ میں میرے اہل وعیال کی خبر لیتے رہیں اور اُن سے اچھا سلوک کریں (میں نے سمجھا کہ اس سے میرا کچھ فائدہ ہو جائے گا اور اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا) فتح ونصرت کے جو وعدے اللہ نے آپ سے کئے ہیں، وہ یقیناً پورے ہو کر رہیں گے، کسی کے روکے رُک نہیں سکتے (چنانچہ نفس خط میں بھی یہ مضمون تھا کہ "خدا کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بھی تم پر حملہ آور ہوں تو اللہ اُن کی مدد کرے گا اور جو وعدے اُن سے کئے ہیں پورے کر کے چھوڑے گا۔") بلاشبہ حاطب رضی اللہ عنہ سے یہ بہت بڑی خطا ہوئی، لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاتقولوا له الا خیرا" بھلائی کے سوا اس کو کچھ مت کہو۔ اور فرمایا حاطب رضی اللہ عنہ بدریین میں سے ہے، تمہیں کیا معلوم ہے کہ اللہ نے بدریین کی خطائیں معاف فرما دیں۔ سورۂ ہذا کا بڑا حصہ اسی قصہ میں نازل ہوا۔

فائدہ: [۲] **کفار سے دوستانہ تعلقات سے منع کرنا:** ...... یعنی کفار مکہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی، اُن سے دوستانہ برتاؤ کرنا اور دوستانہ پیغام اُن کی طرف بھیجنا ایمان والوں کو زیبا نہیں۔

فائدہ: [۳] ...... اس لیے اللہ کے دشمن ہوئے۔

فائدہ: [۴] ...... یعنی پیغمبر کو اور تم کو کیسی کیسی ایذائیں دے کر ترکِ وطن پر مجبور کیا، محض اس قصور پر کہ تم ایک اللہ کو جو تمہارا سب کا رب ہے، کیوں مانتے ہو، اس سے بڑی دشمنی اور ظلم کیا ہوگا؟ تعجب ہے کہ ایسوں کی طرف تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو۔

فائدہ: [۵] ...... یعنی تمہارا گھر سے نکلنا اگر میری خوشنودی اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہے اور خالص میری رضا کے واسطے تم نے سب کو دشمن بنایا ہے، تو پھر اُنہی دشمنوں سے دوستی گانٹھنے کا کیا مطلب؟ کیا جنہیں ناراض کر کے اللہ کو راضی کیا تھا، اب اُنہیں راضی کر کے اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو؟ العیاذ باللہ!

فائدہ: [۶] ...... یعنی آدمی ایک کام تمام دنیا سے چھپا کر کرنا چاہے تو کیا اُس کو اللہ سے بھی چھپا لے گا؟ دیکھو! حاطب رضی اللہ عنہ نے کس قدر کوشش کی کہ خط کی اطلاع کسی کو نہ ہو، مگر اللہ نے اپنے رسول کو مطلع فرما دیا اور راز قبل از وقت فاش ہوگیا۔

فائدہ: [۷] ...... یعنی مسلمان ہو کر کوئی ایسا کام کرے اور یہ سمجھے کہ میں اُس کے پوشیدہ رکھنے میں کامیاب ہو جاؤں گا، سخت غلطی اور بہت بڑی بھول ہے۔

فائدہ: [۸] **کفار مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے:** ...... یعنی ان کافروں سے بحالت موجودہ کسی بھلائی کی اُمید مت رکھو، خواہ تم کتنی ہی مدارات اور دوستی کا اظہار کرو گے، وہ کبھی مسلمان کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر اُن کا قابو چڑھ جائے تو کسی قسم کی برائی اور دشمنی سے درگزر نہ کریں، زبان سے ہاتھ سے ہر طرح ایذا پہنچائیں اور یہ چاہیں کہ جیسے خود صداقت سے منکر ہیں، کسی طرح تم کو بھی منکر بنا ڈالیں۔ کیا ایسے شریر بدباطن اس لائق ہیں کہ اُن کو دوستانہ پیغام بھیجا جائے؟

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہارے کنبے والے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کرے گا تم میں اور اللہ جو

معانقۃ ۱۲ السیاۃ العالوقف النبیۃ ۱۲

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا

تم کرتے ہو دیکھتا ہے ف۹ تم کو چال چلنی چاہیے اچھی ابراہیم کی اور جو اس کے ساتھ تھے جب انہوں نے کہا

لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا

اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ف۱۰ ہم منکر ہوئے تم سے ف۱۱ اور کھل پڑی ہم میں

وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر ف۱۲ مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو کہ

لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا

میں مانگوں گا معافی تیرے لیے اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا ف۱۳ اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے

وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۴﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا ف۱۴ اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو ف۱۵ اور ہم کو معاف کر اے رب ہمارے ف۱۶ تو ہی ہے

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۵﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ

زبردست حکمت والا ف۱۷ البتہ تم کو بھلی چال چلنی چاہیے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے

الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶﴾ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ع

دن کی اور جو کوئی منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا ف۱۸ امید ہے کہ کر دے اللہ تم میں

الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾

اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۹

فائدہ:[۹] اللہ تعالیٰ ناراض ہو تو قریبی رشتہ دار کام نہ آئیں گے:...... حاطب رضی اللہ عنہ نے وہ خط اپنے اہل وعیال کی خاطر لکھا تھا، اُس پر تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور رشتہ دار قیامت کے دن کچھ کام نہ آئیں گے، اللہ تعالیٰ سب کا رتی رتی عمل دیکھتا ہے، اُسی کے موافق فیصلہ فرمائے گا، اُس کے فیصلہ کو کوئی بیٹا، پوتا، اور عزیز وقریب ہٹا نہیں سکے گا۔ پھر یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ ایک مسلمان اہل وعیال کی خاطر اللہ کو ناراض کر لے، یاد رکھو ہر چیز سے مقدم اللہ کی رضا مندی ہے، وہ راضی ہو تو اُس کے فضل سے سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں، لیکن وہ ناخوش ہو تو کوئی کچھ کام نہ آئے گا۔

فائدہ:[۱۰] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ:...... یعنی جو لوگ مسلمان ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوتے گئے، اپنے اپنے وقت پر سب نے قولاً یا فعلاً اسی علیحدگی اور بیزاری کا اعلان کیا۔

فائدہ:[۱۱]...... یعنی تم اللہ سے منکر ہو، اور اُس کے احکام کی پروا نہیں کرتے، ہم تمہارے طریقہ سے منکر ہیں اور ذرہ برابر تمہاری پروا

نہیں کرتے۔

فائدہ:[۱۲]......یعنی یہ دشمنی اور بیر اسی وقت ختم ہو سکتا ہے، جب تم شرک چھوڑ کر اسی ایک آقا کے غلام بن جاؤ، جس کے ہم ہیں۔

فائدہ:[۱۳] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور کفار کے لئے دعا کرنے کا حکم:......یعنی صرف دعا ہی کر سکتا ہوں، کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ خدا جو کچھ پہنچانا چاہے، اُسے میں نہیں روک سکتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی، پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہیں کیا، تم بھی وہی کرو۔ ایک ابراہیم علیہ السلام نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے جب تک معلوم نہ تھا، تم کو معلوم ہو چکا، لہٰذا تم کافر کی بخشش نہ مانگو۔''

تنبیہ:...... باپ کے حق میں ابراہیم علیہ السلام کے استغفار کا قصہ سورۂ ''براءۃ'' میں گزر چکا، آیت: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَآ إِيَّاهُ﴾ [آیت: ۱۱۴] کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔

فائدہ:[۱۴]......یعنی سب کو چھوڑ کر تجھ پر بھروسہ کیا اور قوم سے ٹوٹ کر تیری طرف رجوع ہوئے اور خوب جانتے ہیں کہ سب کو پھر کر تیری ہی طرف آنا ہے۔

فائدہ:[۱۵]......یعنی ہم کو کافروں کے واسطے محل آزمائش اور تختۂ مشق نہ بنا اور ایسے حال میں مت رکھ جس کو دیکھ کر کافر خوش ہوں، اسلام اور مسلمانوں پر آوازے کسیں اور ہمارے مقابلہ میں اپنی حقانیت پر استدلال کرنے لگیں۔

فائدہ:[۱۶]......یعنی ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما اور تقصیرات سے درگزر کر۔

فائدہ:[۱۷]......تیری زبردست قوت اور حکمت سے یہی توقع ہے کہ اپنے وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں مغلوب ومقہور نہ ہونے دے گا۔

فائدہ:[۱۸] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرزِ عمل کو اپنانے کا حکم:......یعنی تم مسلمانوں کو یا بالفاظ دیگر اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کے قائم ہونے کے اُمیدوار ہیں، ابراہیم علیہ السلام اور اُس کے رفقاء کی چال اختیار کرنی چاہئے۔ دنیا خواہ تم کو کتنا ہی متعصب اور سنگ دل کہے، تم اس راستہ سے منہ نہ موڑو جو دنیا کے موحد اعظم نے اپنے طرزِ عمل سے قائم کر دیا۔ مستقبل کی ابدی کامیابی اسی راستہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے، اگر اس کے خلاف چلوگے اور خدا کے دشمنوں سے دوستانہ گانٹھوگے تو خود نقصان اُٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی کیا پرواہ ہے؟ وہ تو بذاتِ خود تمام کمالات اور ہر قسم کی خوبیوں کا مالک ہے، اُس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

فائدہ:[۱۹] مکہ والوں کے مقابلہ میں ترک معالات کا حکم عارضی تھا:......یعنی اللہ کی قدرت ورحمت سے کچھ بعید نہیں کہ جو آج بدترین دشمن ہیں، کل اُنہیں مسلمان کر دے اور اس طرح تمہارے اور اُن کے درمیان دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں، چنانچہ فتح مکہ میں ایسا ہی ہوا، تقریباً سب مکہ والے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ ایک دوسرے پر تلوار اُٹھا رہے تھے، اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ اس آیت میں مسلمانوں کی تسلی کر دی کہ مکہ والوں کے مقابلہ میں یہ ترک موالات کا جہاد صرف چند روز کے لیے ہے، پھر اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چاہئے کہ بحالتِ موجودہ تم مضبوطی سے ترکِ موالات پر قائم رہو، اور جس کسی سے کوئی بے اعتدالی ہو گئی ہو، اللہ سے اپنی خطا معاف کرائے، وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ:[۲۰] مکہ کے معتدل کفار اور ان سے تعلقات کی حیثیت:......مکہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ مسلمان نہ ہوئے اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی، نہ دین کے معاملہ میں اُن سے لڑے، نہ اُن کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے، اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری

سے پیش آتے ہیں، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسر پیکار ہے، تو تمام کافروں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیں، ایسا کرنا حکمت و انصاف کے خلاف ہوگا۔ ضروری ہے کہ عورت، مرد، بچے، بوڑھے، جوان اور معاند و مسالم میں اُن کے حالات کے اعتبار سے فرق کیا جائے، جس کی قدرے تفصیل سورۃ "مائدہ" اور "آل عمران" کے فوائد میں گزر چکی۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ

اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان

تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ

سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک بے شک اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو ف ۲۰ اللہ تو منع کرتا ہے تم کو ان سے جو

قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ

لڑے تم سے دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ ان سے کرو دوستی

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ

اور جو کوئی ان سے دوستی کرے، سو وہ لوگ وہی ہیں گناہ گار ف ۲۱ اے ایمان والو! جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں

مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا

وطن چھوڑ کر ان کو جانچ لو اللہ خوب جانتا ہے اُن کے ایمان کو ف ۲۲ پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو مت

تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا

پھیرو ان کو کافروں کی طرف نہ یہ عورتیں حلال ہیں ان کافروں کو اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان عورتوں کو اور دے دو ان کافروں کو جو ان کا خرچ ہوا ہو اور

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

گناہ نہیں تم کو کہ نکاح کر لو ان عورتوں سے جب ان کو دو ان کے مہر ف ۲۳ اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے

وَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اور تم مانگ لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا، یہ اللہ کا فیصلہ ہے تم میں فیصلہ کرتا ہے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف ۲۴ اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف پھر تم ہاتھ مارو تو دے دو ان کو

ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ⑪

جن کی عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو یقین ہے ف۲۵

فائدہ:[۲۱]...... یعنی ایسے ظالموں سے دوستانہ برتاؤ کرنا بیشک سخت ظلم اور گناہ کا کام ہے۔

ربط: ایمان لا کر مکہ سے مسلمانوں کی طرف آنے والی عورتوں کا حکم:...... یہاں تک کفار کے دو فریق (معاند اور مسالم) کے ساتھ معاملہ کرنے کا ذکر تھا، آگے بتلاتے ہیں کہ اُن عورتوں کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہئے جو "دارالحرب" سے "دارالاسلام" میں آئیں یا "دارالحرب" میں مقیم رہیں۔ قصہ یہ ہے کہ "صلح حدیبیہ" میں مکہ والوں نے یہ قرار دیا کہ ہمارا جو آدمی تمہارے پاس جائے اُس کو واپس بھیجنا ہوگا، حضرت ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا تھا، چنانچہ کئی مرد آئے، آپ ﷺ نے اُن کو واپس کر دیا، پھر کئی مسلمان عورتیں آئیں، اُن کو واپس کرتے تو کافر مرد کے گھر مسلمان عورتیں حرام میں پڑتیں۔ اُس پر یہ اگلی آیتیں اُتریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد عورتوں کی واپسی پر کفار نے اصرار نہیں کیا، ورنہ صلح قائم نہ رہتی۔

فائدہ:[۲۲] عورتوں کے ایمان کو جانچنے کا حکم:...... یعنی دل کا حال تو اللہ ہی خوب جانتا ہے، لیکن ظاہری طور سے اُن عورتوں کی جانچ کر لیا کرو، آیا واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ کر آئی ہیں، کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کا امتحان کرتے تھے اور حضور ﷺ کی طرف سے اُن سے بیعت لیتے تھے، اور کبھی حضور ﷺ خود بہ نفسِ نفیس بیعت لیا کرتے تھے، جو آگے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ میں مذکور ہے۔

فائدہ:[۲۳] عورتوں سے نکاح کے بعد پہلے شوہر کا مہر واپس کرنے کا حکم:...... یہ حکم ہوا کہ زوجین میں اگر ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو تو اختلاف دارین کے بعد تعلق نکاح قائم نہیں رہتا، پس اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر "دارالاسلام" میں آجائے تو جو مسلمان اُس سے نکاح کرے، اُن کے ذمہ ہے کہ اُس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا، وہ اُسے واپس کر دے اور اب عورت کا جو مہر قرار پائے وہ جدا اپنے ذمہ رکھے، تب نکاح میں لا سکتا ہے۔

فائدہ:[۲۴]...... پہلے حکم کے مقابل دوسری طرف یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافر رہ گئی ہے، وہ اُس کو چھوڑ دے، پھر جو کافر اس سے نکاح کرے اُس مسلمان کا خرچ کیا ہوا مہر واپس کرے، اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کر لیں۔ جب یہ حکم اُترا تو مسلمان تیار ہوئے دینے کو بھی اور لینے کو بھی، لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا، تب اگلی آیت نازل ہوئی۔

فائدہ:[۲۵]...... یعنی جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اس کا خرچ کیا ہوا نہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت مسلمانوں کے ہاں آئے اُس کا جو خرچ دینا تھا، اس کافر کو نہ دیں، بلکہ اُسی مسلمان کو دیں جس کا حق مارا گیا ہے، ہاں! اس مسلمان کا حق دے کر جو بچ رہے، وہ واپس کر دیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر کا خرچ کیا ہوا واپس نہیں کر سکتا تو بیت المال سے دیا جائے۔ اللہ اکبر! کس قدر عدل و انصاف کی تعلیم ہے، لیکن اس پر کار بند وہی ہوگا جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو اور اُس پر ٹھیک ٹھیک ایمان رکھتا ہو۔

تنبیہ: "فَعَاقَبْتُمْ" کی تشریح:...... ﴿فَعَاقَبْتُمْ﴾ کے دو ترجمے مترجم محقق رحمۃ اللہ علیہ نے کئے: "پھر تم ہاتھ مارو" اور "پھر تمہاری باری آئے"۔ ہم نے دوسرے ترجمے کے لحاظ سے مطلب کی تقریر کی ہے، پہلے ترجمہ کے موافق بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد مال غنیمت کا حاصل ہونا ہے، یعنی مال غنیمت میں سے اُس مسلمان کا خرچ کیا ہوا بنٹا یا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ

اے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ

اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں ف۲۶ اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں ف۲۷

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰٓاَيُّهَا

اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان کو بیعت کر لے ف۲۸ اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲۹ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ

ایمان والو مت دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ ان پر ف۳۰ وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے جیسے آس توڑی

الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ⑬ ع

منکروں نے قبر والوں سے ف۳۱

النصف ع ۸

فائدہ:[۲۶]...... جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا کہ رسمی ننگ و عار کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اوقات فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے۔

فائدہ:[۲۷] طوفان باندھنے کا مطلب:...... طوفان باندھنا ہاتھ پاؤں میں، یہ کہ کسی پر جھوٹا دعویٰ کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں اپنی طرف سے بنا کر جھوٹی قسم کھائیں، اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا ہو کسی اور سے اور منسوب کر دیں خاوند کی طرف۔ یا کسی دوسری عورت کی اولاد لے کر مکر و فریب سے اپنی طرف نسبت کر لیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی ایک کا بیٹا دوسرے کی طرف لگائے جنت اُس پر حرام ہے۔

فائدہ:[۲۸] عورتوں کو مذکورہ احکام کے ذریعہ جانچا جائے:...... پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان عورتوں کی (جو ہجرت کر کے آئیں) جانچ کی جائے۔ یہاں بتلا دیا کہ اُن کا جانچنا یہی ہے کہ جو احکام اس آیت میں ہیں، وہ قبول کر لیں تو اُن کا ایمان ثابت رکھو، یہ "آیت بیعت" کہلاتی ہے۔ حضرت ﷺ کے پاس عورتیں بیعت کرتی تھیں تو یہی اقرار لیتے تھے، لیکن بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو مس [چھونا] نہیں کیا۔

فائدہ:[۲۹]...... یعنی ان اُمور میں جو کوتاہیاں پہلے ہو چکیں یا امتثال احکام میں آئندہ کچھ تقصیر رہ جائے، اُس کے لیے آپ ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ آپ کی برکت سے اُن کی تقصیر معاف فرمائے گا۔

فائدہ:[۳۰]...... شروع سورت میں جو مضمون تھا، خاتمہ پر پھر یاد دلا دیا، یعنی مؤمن کی شان نہیں کہ جس پر خدا ناراض ہو اُس سے دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے، جس پر خدا کا غصہ ہو خدا کے دوستوں کا بھی غصہ ہونا چاہیے۔

فائدہ:[۳۱] منکروں کو قیامت کا یقین نہیں ہے:...... یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اُٹھے گا اور پھر دوسری زندگی میں ایک

دوسرے سے ملیں گے، یہ کافر بھی ویسے ہی نا اُمید ہیں۔

تنبیہ:...... بعض مفسرین کے نزدیک ﴿مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ﴾ کفار کا بیان ہے، یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہنچ چکے وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی اور خوشنودی سے بالکلیہ مایوس ہو چکے ہیں، اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے مایوس ہیں۔

تمت سورۃ الممتحنۃ

ایاتہا ۱۵ | ٦١ سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹ | رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا، اے ایمان والوں کیوں

تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

کہتے ہومنہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی ف۱ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ

اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارے پاس ف۲ پھر جب وہ پھر گئے تو پھیر دیئے اللہ نے

قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ

ان کے دل اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۳ اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ

اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے تورات ف۴ اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی

يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥

جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد ف۵ پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح ف۶

فائدہ: [۱] شیخیاں مارنے سے بچنے کا حکم: ...... بندہ کو لاف زنی [شیخی] اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہئے کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے، لیکن اُس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے جو زبان سے

کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے، کہنے لگے، ہم کو اگر معلوم ہو جائے کونسا کام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو وہی اختیار کریں، اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی دیکھو اسنبھل کر کہو، لو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ اُن لوگوں سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں اُس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور میدانِ جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں، جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑ سکتا۔ اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو، بیشک تم میں بہت ایسے ہیں جو اس معیار پر کامل واکمل اُتر چکے ہیں، مگر بعض مواقع ایسے بھی نکلیں گے جہاں بعضوں کی زبانی دعووں کی اُن کے عمل نے تکذیب کی ہے، آخر جنگِ اُحد میں وہ بنیان مرصوص کہاں قائم رہی اور جس وقت حکم قتال اُترا تو یقیناً بعض نے یہ بھی کہا: ﴿رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا﴾ [النساء: ۷۷] بہرحال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو، بلکہ خدا کی راہ میں قربانی پیش کرو، جس سے اعلیٰ کامیابی نصیب ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے تعلّی و تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے، لیکن عمل کے میدان میں صفر تھے، جہاں کوئی موقع کام کا آیا، فوراً پھسل گئے اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے، نتیجہ جو کچھ ہوا اس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔

فَائِدَہ: [۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنی قوم سے گلے شکوے:...... یعنی روشن دلائل اور کھلے کھلے معجزات دیکھ کر تم دل میں یقین رکھتے ہو کہ میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں، پھر سخت نازیبا اور رنجیدہ حرکتیں کر کے مجھے کیوں ستاتے ہو؟ یہ معاملہ تو کسی معمولی ناصح اور خیر خواہ کے ساتھ بھی نہ ہونا چاہئے چہ جائے کہ ایک اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو۔ کیا میرے دل کو تمہاری اِن گستاخانہ حرکات سے دُکھ نہیں پہنچتا کہ کبھی بے جان بچھڑا بنا کر پوجنے لگے اور اُس کو اپنا اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا بتلانے لگے، کبھی "عمالقہ" پر جہاد کرنے کا حکم ہوا تو کہنے لگے: ہم تو کبھی نہیں جائیں گے، تم اور تمہارا خدا جا کر لڑ لو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ وغیر ذٰلک من الخرافات! چنانچہ اسی سے تنگ ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ [المائدہ: ۲۵]

فَائِدَہ: [۳] گناہ کی زیادتی دے دل سخت اور نیکی کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں:...... بدی کرتے کرتے قاعدہ ہے کہ دل سخت اور سیاہ ہوتا چلا جاتا ہے، حتیٰ کہ نیکی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، یہی حال اُن کا ہوا۔ جب ہر بات میں رسول سے ضد ہی کرتے رہے اور برابر ٹیڑھی چال چلتے رہے، تو آخر مردود ہوئے اور اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا کہ سیدھی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رہی۔ ایسے ضدی نافرمانوں کے ساتھ اللہ کی یہی عادت ہے۔

فَائِدَہ: [۴] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تورات کی تصدیق:...... یعنی اصل تورات کے من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور اُس کے احکام و اخبار پر یقین رکھتا ہوں اور جو کچھ میری تعلیم ہے فی الحقیقت اُن ہی اُصول کے ماتحت ہے جو تورات میں بتلائے گئے تھے۔

تنبیہ:...... ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ کا مطلب یہ لیا ہے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے، کیونکہ میں اُن چیزوں کا مصداق بن کر آیا ہوں جن کی خبر تورات شریف میں دی گئی تھی۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ: [۵] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد کی بشارت:...... یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سناتا ہوں۔ یوں تو دوسرے انبیاء سابقین بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں، لیکن جس صراحت و وضاحت اور اہتمام کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خوش خبری دی، وہ کسی اور سے منقول نہیں۔ شاید قربِ عہد کی بنا پر یہ خصوصیت اُن کے حصہ میں آئی ہوگی، کیونکہ اُن کے بعد نبی آخر الزماں ﷺ کے سوا کوئی دوسرا نبی آنے والا نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مجرمانہ غفلت اور متعمدانہ دستبرد نے آج دنیا کے ہاتھوں میں اصل تورات و انجیل وغیرہ کا کوئی صحیح نسخہ باقی نہیں چھوڑا، جس سے ہم

کو ٹھیک پتہ لگ سکتا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام خصوصاً حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم الانبیاء ﷺ کی نسبت کن الفاظ میں اور کس عنوان سے بشارت دی تھی۔ اور اسی لیے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کریم کے صاف وصریح بیان کو اس تحریف شدہ بائبل میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے جھٹلانے لگے۔ تاہم یہ بھی خاتم الانبیاء ﷺ کا معجزہ سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے محرفین کو اس قدر قدرت نہیں دی کہ وہ اس کے آخری پیغمبر کے متعلق تمام پیشینگوئیوں کو بالکلیہ محو کر دیں کہ اُن کا کچھ نشان باقی نہ رہے۔ موجودہ بائبل میں بھی بیسیوں مواضع ہیں، جہاں آنحضرت ﷺ کا ذکر قریب تصریح کے موجود ہے اور عقل وانصاف والوں کے لیے اُس میں تاویل وانکار کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور انجیل یوحنا میں تو فارقلیط (یا پیرکلوطوس) والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اُس کا بے تکلف مطلب بجز احمد (بمعنی محمود وستودہ) کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا، چنانچہ بعض علماء اہل کتاب کو بھی ناگزیر اس کا اعتراف یا نیم اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس پیشین گوئی کا انطباق پوری طرح نہ روح القدس پر اور نہ بجز سرور عالم ﷺ کسی اور پر ہو سکتا ہے۔ علمائے اسلام نے بحمد اللہ بشارات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور تفسیر حقانی کے مؤلف فاضل نے "فارقلیط" والی بشارت اور تحریف بائبل پر سورۂ "صف" کی تفسیر میں نہایت مشبع بحث کی ہے، اللہ جزائے خیر دے۔

فائدہ: [٦] ...... یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر آئے یا جن کی بشارت دی تھی، حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وہ کھلے نشان لے کر آئے تو لوگ اُسے جادو بتلانے لگے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی

اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو ۷ اور اللہ راہ نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷﴾ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

بے انصاف لوگوں کو ۸ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ

منکر ۹ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے

كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۹﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

برا مانیں شرک کرنے والے ۱۰ اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب

اَلِیْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ

دردناک سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے

ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

فائدہ: [۷] ...... یعنی جب مسلمان ہونے کو کہا جاتا ہے تو حق کو چھپا کر اور جھوٹی باتیں بنا کر حضور ﷺ پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کو بشر یا بشر کو خدا بنانے کا جھوٹ تو ایک طرف رہا، کتب سماویہ میں تحریف کر کے جو چیزیں واقعی موجود تھیں اُن کا انکار کرتے اور

جو نہیں تھیں اُن کو درج کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا؟

فائدہ:[۸]......یعنی ایسے بے انصافوں کو ہدایت کہاں نصیب ہوتی ہے اور ممکن ہے ﴿لَا یَہۡدِی﴾ میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ ظالم کتنا ہی انکار اور تحریف وتاویل کریں، خدا اُن کو کامیابی کی راہ نہ دے گا۔ گویا حضور ﷺ کے متعلق جن خبروں کو وہ چھپانا یا مٹانا چاہتے ہیں، چھپ یا مٹ نہ سکیں گی، چنانچہ باوجود ہزاروں طرح کی قطع وبرید کے آج بھی نبی آخر الزماں ﷺ کی نسبت بشارات کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہے۔

فائدہ:[۹] کفار چیں بچیں ہوں تو ہوں، حق غالب رہے گا:......یعنی منکر پڑے برا مانا کریں، اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ مشیتِ الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نورِ آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہی حال حضرت محمد ﷺ کے مخالفوں کا اور اُن کی کوششوں کا ہے۔

تنبیہ:......شاید ﴿بِاَفۡوَاہِہِمۡ﴾ کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار و اخفا کے لیے جو ہوائی باتیں بناتے ہیں، وہ کامیاب ہونے والی نہیں۔ ہزار کوشش کریں کہ ''فارقلیط'' آپ نہیں ہیں، لیکن اللہ منوا کر چھوڑے گا کہ اُس کا مصداق آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

فائدہ:[۱۰]......اس آیت پر سورۂ ''براءت'' (آیت:۳۳) کے فوائد میں کلام ہو چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَیُدۡخِلۡکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ

بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ۱۱ اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں

عَدۡنٍ ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخۡرٰی تُحِبُّوۡنَہَا ؕ نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتۡحٌ قَرِیۡبٌ ؕ وَبَشِّرِ

کے اندر ۱۲ یہ ہے بڑی مراد ملنی اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی ۱۳ اور خوشی سنا دے

الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡۤا اَنۡصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ

ایمان والوں کو ۱۴ اے ایمان والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے ۱۵ جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے

لِلۡحَوَارِیّٖنَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتۡ طَّآئِفَۃٌ مِّنۡ

اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار ہم ہیں مددگار اللہ کے ۱۶ پھر ایمان لایا ایک فرقہ

بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَکَفَرَتۡ طَّآئِفَۃٌ ۚ فَاَیَّدۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلٰی عَدُوِّہِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰہِرِیۡنَ ﴿۱۴﴾ ع ۱۰

بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب ۱۷

فائدہ:[۱۱] بہترین تجارت:......یعنی اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے، لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اُس کے راستہ میں جان ومال سے جہاد کرو، یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں۔ دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں، محض اس اُمید پر کہ اُس سے منافع حاصل ہوں گے اور اس طرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائے گا۔ پھر وہ بذاتِ خود اور اُس کے اہل وعیال تنگدستی وافلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن

مؤمنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگائیں گے تو صرف چندروزہ افلاس سے نہیں، بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے۔ اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے، جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا، جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے؟

فائدة: [۱۲]......یعنی وہ ستھرے مکانات اُن باغوں کے اندر ہوں گے جن میں مؤمنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی رہی، آگے دنیا کی اعلیٰ اور انتہائی کامیابی کا ذکر ہے۔

فائدة: [۱۳] دنیا میں بھی فتح کی بشارت:......یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہی ہے جو آخرت میں ملے گی، جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں، لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے تم طبعاً محبوب رکھتے ہو، دی جائے گی، وہ کیا ہے؟ ﴿نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ﴾ (اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونے والی فتح وظفر، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکھتی ہے) دنیا نے دیکھ لیا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیسی صفائی سے پورا ہوا اور آج بھی مسلم قوم اگر سچے معنی میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ پر ثابت قدم ہو جائے تو یہی کامیابی اُن کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہے۔

فائدة: [۱۴]...... کیونکہ یہ خوشخبری سنانا ایک مستقل انعام ہے۔

فائدة: [۱۵]......یعنی اُس کے دین اور اس کے پیغمبر کے مددگار بن جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل خدا کے فضل وتوفیق سے مسلمانوں نے ایسی کی کہ ان میں سے ایک جماعت کا تو نام ہی ''انصار'' پڑ گیا۔

فائدة: [۱۶] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی:......''حواریین'' (یارانِ مسیح) تھوڑے سے تو گنے چنے آدمی تھے، جو اپنے نسب وحسب کے اعتبار سے کچھ معزز نہیں سمجھے جاتے تھے، انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قبول کیا اور اُن کی دعوت کو بڑی قربانیاں کر کے دیار و امصار میں پھیلایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کے یاروں نے بڑی محنتیں کی ہیں، تب اُن کا دین نشر ہوا۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی خلفاء رضی اللہ عنہم نے اس سے زیادہ کیا۔'' والحمد للہ علیٰ ذٰلک!

فائدة: [۱۷] بنی اسرائیل کا دو فرقوں میں بٹ جانا:......یعنی ''بنی اسرائیل'' میں دو فرقے ہو گئے: ایک ایمان پر قائم ہوا، دوسرے نے انکار کیا، پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد آپس میں دست وگریبان رہے، آخر اللہ تعالیٰ نے اس بحث ومناظرہ اور خانہ جنگیوں میں مؤمنین کو منکرین پر غالب کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے نام لیوا (نصاریٰ) یہود پر غالب رہے اور نصاریٰ میں سے اُن کی عام گمراہی کے بعد جو بچے کچھ افراد صحیح عقیدہ پر قائم رہ گئے تھے، اُن کو حق تعالیٰ نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دوسروں پر غلبہ عنایت فرمایا، حجت وبرہان کے اعتبار سے بھی اور قوت وسلطنت کی حیثیت سے بھی۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

تمت سورة الصف ولله الحمد والمنة۔

اٰیاتہا ۱۲ | ٦٢ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۰ | رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ① ہُوَ الَّذِیْ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست حکمتوں والا وہی ہے جس نے

بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ

اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سنایا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب

وَالْحِکْمَۃَ ۗ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ② وَّاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ ؕ

اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں ف۱ اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں ف۲

وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ③ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ④

وہی ہے زبردست حکمت والا ف۳ یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۴

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْہَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ

مثال ان لوگوں کی جن پر لادی تورات پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے مثال گدھے کی کہ پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں ف۵ بری مثال ہے

الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ⑤

ان لوگوں کی ف۶ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو ف۷ اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۸

فائدہ: [۱] **''اُمِّیّٖن'' کا مصداق اور نبی اُمّی کی بعثت:**...... ''اُمِّیّٖن'' (اَن پڑھ) عرب کو کہا، جن میں علم و ہنر کچھ نہ تھا، نہ کوئی آسمانی کتاب تھی، معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے، اُن کی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی، خدا کو بالکل بھولے ہوئے تھے، بت پرستی، اوہام پرستی، اور فسق و فجور کا نام ''ملتِ ابراہیمی'' رکھ چھوڑا تھا اور تقریباً ساری قوم صریح گمراہی میں پڑی بھٹک رہی تھی۔ ناگہاں اللہ تعالیٰ نے اسی قوم میں سے ایک رسول اُٹھایا جس کا امتیازی لقب ''نبی اُمّی'' ہے، لیکن باوجود اُمّی ہونے کے اپنی قوم کو اللہ کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب پڑھ کر سناتا اور عجیب و غریب علوم و معارف اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھلا کر ایسا حکیم و شائستہ بناتا ہے کہ دنیا کے

بڑے بڑے حکیم ودانا اور عالم وعارف اُس کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرتے ہیں۔

تنبیہ:......اس طرح کی آیت سورۂ ''بقرہ'' (آیت:۱۲۹) اور ''آل عمران'' (آیت:۱۶۴) میں گزر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لیے جائیں۔

فائدہ:[۲] آخرین کا مصداق اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کی عمومیت:......یعنی یہی رسول دوسرے آنے والے لوگوں کے واسطے بھی ہے، جن کو مبدأ ومعاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے اَن پڑھ ہی کہنا چاہیے مثلاً فارس، روم، چین اور ہندوستان وغیرہ کی قومیں جو بعد کو اُمیین کے دین اور اسلامی برادری میں شامل ہو کر اُن ہی میں سے ہو گئیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حق تعالیٰ نے اوّل عرب پیدا کیے اس دین کے تھامنے والے، پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اُٹھے۔'' حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ سے ﴿وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ﴾ کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو (اس کی قوم فارس کا مرد وہاں سے بھی لے آئے گا) شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفة النعمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

فائدہ:[۳]......جس کی زبردست قوت وحکمت نے اس جلیل القدر پیغمبر کے ذریعہ سے قیامت تک کے لیے عرب وعجم کی تعلیم وتزکیہ کا انتظام فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ:[۴]......یعنی رسول کو یہ بڑائی دی اور اس اُمت کو اتنے بڑے مرتبہ والا رسول دیا، فله الحمد والمنة علی ما انعم۔ چاہیے کہ مسلمان اس انعام واکرام کی قدر پہچانیں اور حضور ﷺ کی شان تعلیم وتزکیہ سے مستفید ومنتفع ہونے میں کوتاہی نہ کریں۔ آگے عبرت کے لیے یہود کی مثال بیان فرماتے ہیں، جنہوں نے اپنی کتاب اور پیغمبر سے استفادہ کرنے میں سخت غفلت اور کوتاہی برتی۔

فائدہ:[۵] کتاب پر عمل نہ کرنے میں یہود کی مثل گدھوں کی سی ہے:......یعنی یہود پر ''تورات'' کا بوجھ رکھا گیا تھا اور وہ اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے، لیکن انہوں نے اُس کی تعلیمات وہدایات کی کچھ پروا نہ کی، نہ اُس کو محفوظ رکھا، نہ دل میں جگہ دی، نہ اُس پر عمل کر کے اللہ کے فضل وانعام سے بہرہ ور ہوئے۔ بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے، حکمت وہدایت کا ایک ربانی خزینہ تھا، مگر جب اُس سے منتفع نہ ہوئے تو وہی مثال ہو گئی۔ ع

نہ محقق شدی نہ دانش مند
چار پائے بر و کتابے چند

ایک گدھے پر علم وحکمت کی پچاسوں کتابیں لاد دو، اُس کو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے، اس بات سے کچھ سروکار نہیں رکھتا کہ پیٹھ پر لعل وجواہر لدے ہوئے ہیں یا خزف وسنگریزے۔ اگر محض اسی پر فخر کرنے لگے کہ دیکھو! میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں، لہٰذا میں بڑا عالم اور معزز ہوں، تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہو گا۔

فائدہ:[۶]......یعنی بری قوم ہے وہ جس کی مثال یہ ہے۔ اللہ ہم کو پناہ میں رکھے۔

فائدہ:[۷]......یعنی اللہ تعالیٰ نے تورات وغیرہ میں جو بشارات نبی آخر الزماں ﷺ کی دی تھیں اور جو دلائل وبراہین آپ ﷺ کی رسالت پر قائم کیں، اُن کو جھٹلانا آیات اللہ کو جھٹلانا ہے۔

فائدہ:[۸]......یعنی ایسے معاند، ہٹ دھرم، بے انصاف لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

تو کہہ اے یہودی ہونے والو اگر تم کو دعویٰ ہے کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگوں کے سوا تو تم مناؤ اپنے مرنے کو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦

اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی نہ منائیں گے اپنا مرنا ان کاموں کی وجہ سے جن کو آگے بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں سب گناہ گار ف۹

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

تو کہہ موت وہ جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور

ع ۸ / ۱۱ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ

کھلے جاننے والے کے پاس پھر جتلا دے گا تم کو جو تم کرتے تھے ف۱۰ اے ایمان والو! جب اذان ہو نماز کی

يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑨

جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت ف۱۱ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے ف۱۲

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ⑩ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَۨا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ

تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۱۳ اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو

ع ۲ / ۱۲ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ⑪

اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشہ سے اور سوداگری سے اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا ف۱۴

فائدہ: [۹] **یہودیوں کی شیخیاں اور ان کو چیلنج**:...... یعنی اس گدھے پن اور جہل وحماقت کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ بلا شرکت غیرے ہم ہی اللہ کے دوست اور ولی، اور تنہا جنت کے حق دار ہیں، بس دنیا سے چلے اور جنت میں پہنچے۔ لیکن اگر واقعی دل میں یہی یقین ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ضرور تھا کہ دنیا کے مکدر عیش سے دل برداشتہ ہو کر محبوب حقیقی کے اشتیاق اور جنت الفردوس کی تمنا میں مرنے کی آرزو کرتے، جس کو یقیناً معلوم ہو جائے کہ میرا اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور کوئی خطرہ نہیں وہ بیشک مرنے سے خوش ہوگا اور موت کو ایک پل سمجھے گا جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے، اُس کی زبان پر تو یہ الفاظ ہوں گے: "غدا نلقی الاحبة، محمدا وحزبه" اور "یا حبذا الجنة واقترابها"، "طیبة وبارد شرابها" اور "حبیب جاء علی ناقة" اور "یابنی لا یبالی ابوک سقط علی الموت ام سقط علیه الموت وغیر ذلک۔" یہ اُن اولیاء اللہ کے کلمات ہیں جو دنیا کی کسی سختی یا مصیبت سے گھبرا کر نہیں، خالص لقاء اللہ اور جنت کے اشتیاق میں موت کی تمنا رکھتے تھے، اور اُن کے افعال وحرکات خود شہادت دیتے تھے کہ موت اُن کو دنیا کی تمام لذائذ سے زیادہ لذیذ ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

لوددت انی اُقتل فی سبیل اللہ ثم اُحیی ثم اُقتل۔ اس کے بالمقابل ان جھوٹے مدعیوں کے افعال وحرکات پر نظر ڈالو کہ ان سے بڑھ کر موت سے ڈرنے والا کوئی نہیں، وہ مرنے کا نام سن کر گھبراتے اور بھاگتے ہیں، اس لیے نہیں کہ زیادہ دن زندہ رہیں تو زیادہ نیکیاں کمائیں گے، محض اس لیے کہ دنیا کی حرص سے اُن کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جو کرتوت کیے ہیں، یہاں سے چھوٹتے ہی اُن کی سزا میں پکڑے جائیں گے۔ غرض اُن کے تمام افعال واطوار سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لیے موت کی آرزو نہیں کرسکتے۔ اور ممکن تھا کہ اُس زمانہ کے یہود قرآن کے اس دعوے کو جھٹلانے کے لیے جھوٹ موٹ زبان سے موت کی تمنا کرنے لگتے، مگر اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت بھی اُن کو نہ دی۔ روایات میں ہے کہ اگر (ان میں سے) کوئی یہودی موت کی تمنا کرگزرتا تو اسی وقت گلے میں اُچھو لگ کر [پھندا لگ کر] ہلاک ہوجاتا۔

تنبیہ: موت کی تمنا کرنے کا دوسرا مطلب: ...... اس مضمون کی آیت سورۂ ''بقرہ'' (آیت: ۹۴، ۹۵) میں گزرچکی ہے، اُس کے فوائد دیکھ لیے جائیں۔ بعض سلف کے نزدیک ''تمنّیٔ موت'' کا مطلب مباہلہ تھا، یعنی معاند یہود سے کہا گیا کہ اگر وہ واقعی اپنے اولیاء ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو باطل پر سمجھتے ہیں تو تمنا کریں کہ فریقین میں جو جھوٹا ہو مرجائے، لیکن وہ کبھی ایسا نہ کریں گے کیونکہ اُن کو اپنے کذب وظلم کا یقین حاصل ہے۔ ابن کثیر اور ابن قیمؒ وغیرہ نے یہی توجیہ اختیار کی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۰] ...... یعنی موت سے ڈر کر کہاں بھاگ سکتے ہو؟ ہزار کوشش کرو، مضبوط قلعوں میں دروازے بند کرکے بیٹھ رہو، وہاں بھی موت چھوڑنے والی نہیں اور موت کے بعد پھر وہی اللہ کی عدالت ہے اور تم ہو۔

ربط: ...... یہود کی بڑی خرابی یہ تھی کہ کتابیں پیٹھ پر لدی ہوئی ہیں، لیکن اُن سے منتفع نہیں ہوتے، دین کی بہت سی باتیں سمجھتے بوجھتے، پر دنیا کے واسطے چھوڑ بیٹھتے، دنیا کے دھندوں میں منہمک ہوکر اللہ کی یاد اور آخرت کے تصور کو فراموش کردیتے، ایسی روش سے ہم کو منع کیا گیا۔ جمعہ کا تقید بھی ایسا ہی ہے کہ اُس وقت دنیا کے کام میں نہ لگو، بلکہ پوری توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنو اور نماز ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ ''جو کوئی خطبہ کے وقت بات کرے، وہ اُس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔'' یعنی اُس کی مثال یہود کی سی ہوئی۔ العیاذ باللہ!

فائدہ: [۱۱] جمعہ کی طرف سعی کا حکم اور اس کا مطلب: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''ہر اذان کا یہ حکم نہیں، کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی۔ اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا۔'' اور اللہ کی یاد سے مراد خطبہ ہے اور نماز بھی اُس کے عموم میں داخل ہے، یعنی ایسے وقت جائے کہ خطبہ سنے، اُس وقت خرید وفروخت حرام ہے۔ اور ''دوڑنے'' سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی کے ساتھ جانا ہے بھاگنا مراد نہیں۔

تنبیہ: نداء سے مراد کونسی اذان ہے؟ ...... ﴿نُوْدِيَ﴾ سے مراد قرآن میں وہ اذان ہے جو نزول آیت کے وقت تھی، یعنی جو امام کے سامنے ہوتی ہے، کیونکہ اُس سے پہلی اذان بعد کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں صحابہؓ کے اجماع سے مقرر ہوئی ہے، لیکن حرمتِ بیع میں اس اذان کا حکم بھی مثل حکم اذان قدیم کے ہے، کیونکہ اشتراک علت سے حکم میں اشتراک ہوتا ہے، البتہ اذان قدیم میں یہ حکم منصوص و قطعی ہوگا اور اذان حادث میں یہ حکم مجتہد فیہ اور ظنی رہے گا، اس تقریر سے تمام علمی اشکالات مرتفع ہوگئے۔ نیز واضح رہے کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ یہاں ''عام مخصوص منہ البعض'' ہے، کیونکہ بالاجماع بعض مسلمانوں (مثلاً مسافر و مریض وغیرہ) پر جمعہ فرض نہیں۔

فائدہ: [۱۲] ...... ظاہر ہے کہ منافع آخرت کے سامنے دنیوی فوائد کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

فائدہ: [۱۳] ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا، سارا دن سودا منع تھا، اس لیے فرمادیا کہ تم نماز کے بعد روزی تلاش کرو، اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو۔''

فائدہ: [۱۴] خطبہ جمعہ چھوڑ کر تجارتی قافلہ کی طرف جانے والوں کو تنبیہ: ایک مرتبہ جمعہ میں حضرت ﷺ خطبہ فرما رہے تھے، اُسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لے کر آپہنچا، اُس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ وغیرہ بجتا تھا۔ پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی، لوگ دوڑے کہ اُس کو ٹھہرائیں (خیال کیا ہوگا کہ خطبہ کا حکم عام وعظوں کی طرح ہے، جس میں سے ضرورت کے لیے اُٹھ سکتے ہیں، نماز پھر آکر پڑھ لیں گے، یا نماز ہو چکی ہوگی، جیسا کہ بعض کا قول ہے کہ اُس وقت نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوتی تھی۔ بہر حال خطبہ کا حکم معلوم نہ تھا) اکثر لوگ چلے گئے، حضرت ﷺ کے ساتھ بارہ آدمی (جن میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی تھے) باقی رہ گئے، اُس پر یہ آیت اُتری۔ یعنی سوداگری اور دنیا کا کھیل تماشا کیا چیز ہے، وہ ابدی دولت حاصل کرو جو اللہ کے پاس ہے اور جو پیغمبر کی صحبت اور مجالس ذکر وعبادت میں ملتی ہے۔ باقی قحط کی وجہ سے روزی کا کھٹکا، جس کی بناء پر تم اُٹھ کر چلے گئے، سو یاد رکھو! روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی بہترین روزی دینے والا ہے اُس مالک کے غلام کو یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس تنبیہ وتادیب کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان وہ تھی جو سورۂ "نور" میں ہے۔ ﴿رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ [آیت: ۳۷]

تنبیہ: ...... ﴿لَهْوًا﴾ کہتے ہیں ہر اُس چیز کو جو اللہ کی یاد سے مشغول (غافل) کر دے، جیسے کھیل تماشا، شاید اُس نقارہ کی آواز کو "لہو" سے تعبیر فرمایا ہو۔

تمت سورۃ الجمعۃ فللہ الحمد والمنۃ

ابیاتہا ۱۲ | ۶۳ سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۴ | رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ وَ اللّٰہُ

جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا ف۱ اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ

یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ جُنَّۃً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہُمۡ

گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں ف۲ انہوں نے رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر ف۳ پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے یہ لوگ

سَآءَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَہُمۡ لَا

برے کام ہیں جو کر رہے ہیں ف۴ یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے، پھر مہر لگ گئی ان کے دل پر سو وہ اب

یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَیۡتَہُمۡ تُعۡجِبُکَ اَجۡسَامُہُمۡ ؕ وَ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِہِمۡ ؕ کَاَنَّہُمۡ

کچھ نہیں سمجھتے ف۵ اور جب تو دیکھے ان کو تو اچھے لگیں تجھ کو ان کے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو ان کی بات ف۶ کیسے ہیں جیسے

خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ؕ یَحۡسَبُوۡنَ کُلَّ صَیۡحَۃٍ عَلَیۡہِمۡ ؕ ہُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡہُمۡ ؕ قٰتَلَہُمُ

کہ لکڑی لگا دی دیوار سے ف۷ جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی ف۸ وہی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ ف۹ گردن مارے ان کی اللہ

اللّٰہُ ۫ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۴﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا یَسۡتَغۡفِرۡ لَکُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ لَوَّوۡا رُءُوۡسَہُمۡ

کہاں سے پھرے جاتے ہیں ف۱۰ اور جب کہیے ان کو آؤ معاف کرا دے تم کو رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر

وَ رَاَیۡتَہُمۡ یَصُدُّوۡنَ وَ ہُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۵﴾

اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور وہ غرور کرتے ہیں ف۱۱

فائدہ: [۱]...... یعنی ہم دل سے اعتقاد رکھتے ہیں آپ کے رسول ہونے پر۔

فائدہ: [۲] منافقین جھوٹے ہیں:...... یعنی جھوٹ کہتے ہیں کہ اُن کو دل سے اعتقاد ہے۔ واقع میں وہ آپ ﷺ کی رسالت کے قائل

نہیں، محض اپنی اغراض کے پیشِ نظر زبان سے باتیں بناتے ہیں اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں، پھر اسی ایک بات پر کیا منحصر ہے، جھوٹ بولنا اُن کی امتیازی خصلت اور شعار بن چکا ہے، بات بات میں کذب و دروغ سے کام لیتے ہیں، چنانچہ اسی سورت میں ایک واقعہ کا ذکر آیا چاہتا ہے، جس میں انہوں نے صریح جھوٹ بولا، اور اللہ نے آسمان سے اُن کی تکذیب کی۔

فَائِدَہ: [۳] منافقین کی جھوٹی قسمیں کھانے کی عادت ہے:...... یعنی جھوٹی قسمیں کھالیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مجاہدین اسلام کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال محفوظ رکھنے کے لیے ان ہی قسموں کی آڑ پکڑتے ہیں، جہاں کوئی بات قابلِ گرفت اُن سے سرزد ہوئی اور مسلمانوں کی طرف سے مواخذہ کا خوف ہوا، فوراً جھوٹی قسمیں کھا کر بری ہو گئے۔

فَائِدَہ: [۴]...... یعنی اسلام اور مسلمانوں کی نسبت طعن و تشنیع اور عیب جوئی کر کے دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور لوگ ان کو بظاہر مسلمان دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں، تو انکی جھوٹی قسموں کا ضرر و فساد ان ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ دوسروں تک متعدی ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر برا کام اور کیا ہوگا؟ (لیکن ایک شخص جب تک بظاہر ضروریاتِ دین کا اقرار کرتا ہے خواہ جھوٹ اور فریب ہی سے کیوں نہ ہو، اسلام اُس کے قتل کی اجازت نہیں دیتا)۔

فَائِدَہ: [۵] منافقین کے دلوں پر مہر لگ گئی:...... یعنی زبان سے ایمان لائے، دل سے منکر رہے اور مدعیٔ ایمان ہو کر کافروں جیسے کام کئے، اس بے ایمانی اور انتہائی فریب و دغا کا اثر یہ ہوا کہ اُن کے دلوں پر مہر لگ گئی، جن میں ایمان و خیر اور حق و صداقت کے سرایت کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہی۔ ظاہر ہے کہ اب اس حالت پر پہنچ کر اُن سے سمجھنے کی کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ جب آدمی کا قلب اُس کی بدکاریوں اور بے ایمانیوں سے بالکل مسخ ہو جائے پھر نیک و بد کے سمجھنے کی صلاحیت کہاں باقی رہے؟

فَائِدَہ: [۶]...... یعنی دل تو مسخ ہو چکے ہیں، لیکن جسم دیکھو تو بہت ڈیل ڈول کے، چکنے چپڑے، بات کریں تو بہت فصاحت اور چرب زبانی سے، نہایت لچھے دار کہ خواہ مخواہ سننے والا اُدھر متوجہ ہو اور کلام کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

از بروں چوں گورِ کافر پر حلل — واندروں قہرِ خدائے عز وجل

از بروں طعنہ زنی بر بایزید — واز درونت ننگ میدارد یزید

فَائِدَہ: [۷] منافقین کی خشک لکڑیوں سے تشبیہ:...... خشک اور بیکار لکڑی جو دیوار سے لگا کر کھڑی کر دی جائے محض بے جان اور لایعقل، دیکھنے میں کتنی موٹی، مگر ایک منٹ بھی بدون سہارے کے کھڑی نہیں رہ سکتی، ہاں! ضرورت پڑے تو جلانے کے کام آسکتی ہے یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ ان کے موٹے فربہ جسم، اور تن و توش سب ظاہری خول ہیں، اندر سے خالی اور بے جان، محض دوزخ کا ایندھن بننے کے لائق۔

فَائِدَہ: [۸] منافقین بزدل ہوتے ہیں:...... یعنی بزدل، نامرد، ڈرپوک، ذرا کہیں شور و غل ہو تو دل دہل جائے، سمجھیں کہ ہم ہی پر کوئی بلا آئی۔ سنگین جرموں اور بے ایمانیوں کی وجہ سے ہر وقت اُن کے دل میں دغدغہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے! کہیں ہماری دغابازیوں کا پردہ تو چاک نہیں ہو گیا، یا ہماری حرکات کی پاداش میں کوئی افتاد تو پڑنے والی نہیں۔

فَائِدَہ: [۹]...... یعنی بڑے خطرناک دشمن یہی ہیں، ان کی چالوں سے ہشیار رہو۔

فَائِدَہ: [۱۰]...... یعنی ایمان کا اظہار کر کے یہ بے ایمانی، اور حق و صداقت کی روشنی آچکنے کے بعد یہ ظلمت پسندی کس قدر عجیب ہے۔

فَائِدَہ: [۱۱] منافقین اپنی خیانت اور جھوٹ ظاہر ہونے کے باوجود اکڑتے تھے:...... بعض دفعہ جب ان منافقوں کی کوئی شرارت صاف طور پر کھل جاتی اور کذب و خیانت کا پردہ فاش ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ (اب بھی وقت نہیں گیا) آؤ! رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے اپنا قصور معاف کرا لو۔ حضور ﷺ کے استغفار کی برکت سے حق تعالیٰ تمہاری خطا معاف فرما دے گا، تو غرور

تکبر سے اس پر آمادہ نہ ہوتے اور بے پروائی سے گردن ہلا کر سر مٹکا کر رہ جاتے، بلکہ بعض بدبخت صاف کہہ دیتے کہ ہم کو رسول اللہ کے استغفار کی ضرورت نہیں۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

برابر ہے ان پر تو معافی چاہے ان کی یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کرے گا ان کو، اللہ بے شک

يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى

راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۱۲ وہی ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ

يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ يَقُوْلُوْنَ

متفرق ہو جائیں ف۱۳ اور اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے لیکن منافق نہیں سمجھتے ف۱۴ کہتے ہیں

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو اور زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا

ع ۱۴ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ

لیکن منافق نہیں جانتے ف۱۵ اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ

اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں ف۱۶ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ

اس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا

ع ۱۴ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

اور ہو جاتا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آ پہنچا اس کا وعدہ ف۱۷ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱۸

فائدہ: [۱۲] منافقین کے حق میں استغفار کے باوجود مغفرت نہیں ہے:...... یعنی ممکن ہے آپ غایت رحمت و شفقت سے ان کے لیے بحالت موجودہ معافی طلب کریں، مگر اللہ کسی صورت سے ان کو معاف کرنے والا نہیں، اور نہ ایسے نافرمانوں کو اُس کے ہاں سے ہدایت کی توفیق ملتی ہے۔ اس طرح کی ایک آیت سورۂ ''براءت'' (آیت: ۸۰) میں آ چکی ہے، وہاں کے فوائد دیکھ لیے جائیں۔

فائدہ: [۱۳] ایک انصاری اور مہاجر کا جھگڑا اور عبداللہ بن ابی کا قصہ:...... ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے، ایک مہاجرین میں کا اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لیے اپنی جماعت کو پکارا، جس پر خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کو پہنچی کہنے لگا: اگر ہم ان (مہاجرین) کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے؟ تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع

رہتے ہیں، خبر گیری چھوڑ دو، ابھی حرج سے تنگ آ کر متفرق ہو جائیں اور سب مجمع بکھر جائے۔ یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور واقتدار ہے، چاہئے ذلیل بے قدروں کو نکال دے۔ (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں، ذلیل مسلمانوں کو نکال دیں گے) ایک صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر حضرت ﷺ کے پاس نقل کر دیں۔ آپ نے عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو بلا کر تحقیق کی تو قسمیں کھا گئے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہہ دیا ہے، لوگ زید رضی اللہ عنہ پر آوازے کسنے لگے، وہ بیچارے سخت محجوب اور نادم تھے، اُس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، حضور ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ نے تجھے سچا کیا۔

فائدہ: [۱۴] سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں:...... یعنی احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ تمام آسمان وزمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے، کیا جو لوگ خالص اُس کی رضا جوئی کے لیے اُس کے پیغمبر کی خدمت میں رہتے ہیں، وہ اُن کو بھوکوں مار دے گا، اور لوگ اگر اُن کی امداد بند کر لیں گے تو وہ بھی اپنی روزی کے سب دروازے بند کر لے گا؟ سچ تو یہ ہے کہ جو بندے اُن اللہ والوں پر خرچ کر رہے ہیں، وہ بھی اللہ ہی کراتا ہے، اُس کی توفیق نہ ہو تو نیک کام میں کوئی ایک پیسہ خرچ نہ کر سکے۔

فائدہ: [۱۵] اصل عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین کی ہے:...... یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزّت والا کون ہے؟ یاد رکھو! اصلی اور ذاتی عزت تو اللہ کی ہے، اُس کے بعد اُسی سے تعلق رکھنے کی بدولت درجہ بہ درجہ رسول کی اور ایمان والوں کی۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے وہ الفاظ (کہ عزّت والا ذلیل کو نکال دے گا) جب اُس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پہنچے (جو مخلص مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے، بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ عزّت والے ہیں اور تو ذلیل ہے، زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا، آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ رضی اللہ عنہ۔ منافقین کی توبیخ وتفضیح کے بعد آگے مؤمنین کو چند ہدایات کی گئی ہیں، یعنی تم دنیا میں پھنس کر اللہ کی طاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا، جس طرح یہ لوگ ہو گئے ہیں۔

فائدہ: [۱۶] اللہ کی یاد سے غافل کرنے والی اولاد و مال خسارہ کی چیز ہے:...... یعنی آدمی کے لیے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات ہے کہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو اور اعلیٰ سے ہٹ کر ادنیٰ میں پھنس جائے، مال واولاد وہی اچھی ہے جو اللہ کی یاد اور اُس کی عبادت سے غافل نہ کرے۔ اگر ان دھندوں میں پڑ کر خدا کی یاد سے غافل ہو گیا تو آخرت بھی کھوئی اور دنیا میں قلبی سکون واطمینان نصیب نہ ہوا: ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝﴾ [طٰہٰ: ۱۲۴]۔

فائدہ: [۱۷] مال خرچ کرنے میں جلدی کی تلقین:...... یہ شاید منافقوں کے قول ﴿لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ﴾ کا جواب ہوا کہ خرچ کرنے میں خود تمہارا بھلا ہے جو کچھ صدقہ خیرات کرنا ہے، جلدی کرو، ورنہ موت سر پر آ پہنچے گی تو پچھتاؤ گے کہ ہم نے کیوں خدا کے راستہ میں خرچ نہ کیا۔ اس وقت (موت کے قریب) بخیل تمنا کرے گا کہ اے پروردگار! چند روز اور میری موت کو ملتوی کر دیتے کہ میں خوب صدقہ خیرات کر کے اور نیک بن کر حاضر ہوتا، لیکن وہاں التواء کیسا؟ جس شخص کی جس قدر عمر لکھ دی اور جو میعاد مقرر کر دی ہے، اُس کے پورا ہو جانے پر ایک لمحہ کی ڈھیل اور تاخیر نہیں ہو سکتی۔

تنبیہ:...... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ اس تمنا کو قیامت کے دن پر حمل کرتے ہیں، یعنی محشر میں یہ آرزو کرے گا کہ کاش! مجھے پھر دنیا کی طرف تھوڑی مدت کے لیے لوٹا دیا جائے تو خوب صدقہ کر کے اور نیک بن کر آؤں۔

فائدہ: [۱۸]...... اُس کو یہ بھی خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دی جائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں، تب تم کیسے عمل کرو گے، وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے، اُسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

تمت سورة المنافقون ولله الحمد والمنة

آیاتہا ۱۹ ‏ ٦٤ سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۸ ‏ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

پاکی بول رہا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اسی کا راج ہے اور اسی کو تعریف ہے ف ۱ اور وہی ہر چیز

قَدِيْرٌ ۝١ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢

کر سکتا ہے وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایمان دار ف ۲ اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣ يَعْلَمُ

بنایا آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت ف ۳ اور اس کی طرف سب کو پھر جانا ہے جانتا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کھول کر کرتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے جیوں

الصُّدُوْرِ ۝٤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ

کی بات کیا پہنچی نہیں تم کو خبر ان لوگوں کی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے، پھر انہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی اور ان کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ

عذاب دردناک ہے ف ۴ یہ اس لیے کہ لاتے تھے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی کو راہ سمجھائیں گے

فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝٦ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ

پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا ف ۶ دعویٰ کرتے ہیں منکر کہ ہرگز ان کو کوئی نہ اٹھائے گا

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تم کو بے شک اٹھانا ہے پھر تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ اللہ پر آسان ہے ف ۸ سو ایمان لاؤ اللہ پر

وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ⑧

اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ۹ اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے ف ۱۰

فائدہ:[۱] ......اور جس کسی کا راج دنیا میں دکھائی دیتا ہے، وہ اُسی کا دیا ہوا، اور جس کسی کی تعریف کی جاتی ہے، وہ حقیقت میں اُسی کی تعریف ہے۔

فائدہ:[۲] پیدائش سب کی فطرت صحیحہ پر ہوئی مگر پھر انسان دو حصوں میں بٹ گئے: ......یعنی اُسی نے سب آدمیوں کو بنایا چاہئے تھا کہ سب اُس پر ایمان لاتے اور اُس منعم حقیقی کی اطاعت کرتے، مگر ہوا یہ کہ بعض منکر بن گئے اور بعض ایماندار۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی میں دونوں طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی تھی، مگر اوّلاً سب کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا تھا، پھر کوئی اس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہو کر اُس کے خلاف راہ اختیار کر لی اور ان دونوں کا علم اللہ کو ہمیشہ سے تھا کہ کون اپنے ارادہ اور اختیار سے کس طرف جائے گا، اور پھر اُسی کے موافق سزا یا انعام و اکرام کا مستحق ہوگا۔ یہی چیز اپنے علم کے موافق اُس کی قسمت میں لکھ دی تھی کہ ایسا ہوگا۔ اللہ کا علم محیط اس کو مستلزم نہیں کہ دنیا میں ارادہ و اختیار کی قوت باقی نہ رہے۔ یہ مسئلہ دقیق ہے اور ہم اس پر ایک مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین

فائدہ:[۳] انسان اشرف المخلوقات ہے: ......سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ دیکھنے میں بھی خوبصورت اور ملکات و قویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز، بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ، اسی لیے صوفیا اسے "عالم صغیر" کہتے ہیں۔

فائدہ:[۴] ......یعنی تم سے پہلے بہت قومیں "عاد" و "ثمود" وغیرہ ہلاک کی گئیں اور آخرت کا عذاب الگ رہا، یہ خطاب اہل مکہ کو ہے۔

فائدہ:[۵] کافر رسالت اور بشریت میں منافات سمجھتے ہیں: ......یعنی کیا ہم ہی جیسے آدمی ہادی بنا کر بھیجے گئے؟ بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتے، گویا اُن کے نزدیک بشریت اور رسالت میں منافات تھی، اسی لیے انہوں نے کفر اختیار کیا اور رسولوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

تنبیہ: ......اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ رسول کو بشر کہنے والا کافر ہے، انتہائی جہل والحاد ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی یہ کہہ دے کہ آیت ان لوگوں کے کفر پر دلالت کر رہی ہے جو رسل بنی آدم کے بشر ہونے کا انکار کریں، تو یہ دعویٰ پہلے دعوے سے زیادہ قوی ہوگا۔

فائدہ:[۶] ......یعنی اللہ کو کیا پروا تھی، انہوں نے منہ موڑ لیا تو اللہ نے اُدھر سے نظرِ رحمت اُٹھالی۔

فائدہ:[۷] ......رسالت کی طرح بعث بعد الموت کا بھی انکار ہے۔

فائدہ:[۸] ......یعنی دوبارہ اٹھانا اور سب کا حساب کر دینا اللہ کو کیا مشکل ہے؟ پوری طرح یقین رکھو کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا؟ کسی کے انکار کرنے سے وہ آنے والی گھڑی ٹل نہیں سکتی، لہٰذا مناسب ہے کہ انکار چھوڑ کر اُس وقت کی فکر کرو۔

فائدہ:[۹] ......یعنی قرآن کریم پر۔

فائدہ:[۱۰] ......یعنی ایمان کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہئے۔

یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ

جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار جیت کا ف ۱۱ اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا اتار دے گا

عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ

اس پر اس کی برائیاں ف۱۲ اور داخل کرے گا اس کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں ندیاں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی

الۡعَظِيۡمُ ۝۹ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَبِئۡسَ

مراد ملنی ف۱۳ اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ ہیں دوزخ والے رہا کریں اسی میں اور بری

الۡمَصِيۡرُ ۝۱۰ مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

جگہ جا پہنچے نہیں پہنچتی کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اس کے دل کو ف۱۴ اور اللہ

بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝۱۱ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا

کو ہر چیز معلوم ہے ف۱۵ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا تو یہی کام

الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝۱۲ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

ہے پہنچا دینا کھول کر ف۱۶ اللہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر چاہیے بھروسہ کریں ایمان والے ف۱۷ اے ایمان والو

اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا

تمہاری بعض جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے ف۱۸ سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور درگزرو اور بخشو

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۴ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝۱۵

تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱۹ تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا ف۲۰

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِيۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ

سو ڈرو اللہ سے جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو ف۲۱ اور خرچ کرو اپنے بھلے کو ف۲۲ اور جس کو بچا دیا

نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۶ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ

اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے ف۲۳ اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کر دے تم کو اور تم کو

لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ۝۱۷ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۱۸

بخشے ف۲۴ اور اللہ قدردان ہے تحمل والا ف۲۵ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا ف۲۶

فائدہ:[۱۱]......یعنی اُس دن دوزخی ہاریں گے اور جنتی جیتیں گے۔ ہارنا یہی کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع خرچ کر کے راُس المال بھی کھو بیٹھے اور جیتنا یہ کہ ایک ایک کے ہزاروں پائے، آگے اسی کی کچھ تفصیل ہے۔

فائدہ:[١٢] نیک کاموں کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں:...... یعنی جو تقصیرات ہوئی ہیں، ایمان اور نیک کاموں کی برکت سے معاف کر دی جائیں گی۔

فائدہ:[١٣]...... جو جنت میں پہنچ گیا، سب مرادیں مل گئیں، اللہ کی رضا اور دیدار کا مقام بھی وہی ہے۔

فائدہ:[١٤]...... دنیا میں کوئی مصیبت اور سختی اللہ کی مشیت و ارادہ کے بدون نہیں پہنچتی۔ مومن کو جب اس بات کا یقین ہے تو اس پر غمگین اور بددل ہونے کی ضرورت نہیں، بلکہ بہر صورت مالک حقیقی کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے اور یوں کہنا چاہئے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اس طرح اللہ تعالیٰ مومن کے دل کو صبر و تسلیم کی راہ بتلا دیتا ہے، جس کے بعد عرفان و ایقان کی عجیب و غریب راہیں کھلتی ہیں اور باطنی ترقیات اور قلبی کیفیات کا دروازہ مفتوح ہوتا ہے۔

فائدہ:[١٥]...... یعنی جو تکلیف و مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ پر چلا، اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔

فائدہ:[١٦]...... یعنی نرمی و سختی اور تکلیف و راحت، غرض ہر حالت میں اللہ و رسول کا حکم مانو، اگر ایسا نہ کرو گے تو خود تمہارا ہی نقصان ہے۔ رسول سب نیک و بد سمجھا کر اپنا فرض ادا کر چکا، اللہ کو تمہاری طاعت و معصیت سے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

فائدہ:[١٧]...... یعنی معبود اور مستعان تنہا اُسی کی ذات ہے، نہ کسی اور کی بندگی، نہ کوئی دوسرا بھروسہ کے لائق۔

فائدہ:[١٨] مال و اولاد موجب فتنہ و آزمائش ہیں:...... بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ کو اور اُس کے احکام کو بھلا دیتا ہے، ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے، بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اُسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی، اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے جو اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں وہ حقیقتاً اُس کے دوست نہیں کہلا سکتے، بلکہ بدترین دشمن ہیں، جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ان دشمنوں سے ہشیار رہو اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو جس کا نتیجہ اُن کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش [قسم] کی ہوتی ہے، بہت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے دین کی حفاظت کرتی اور نیک کاموں میں اُن کا ہاتھ بٹاتی ہیں، اور کتنی ہی سعادت مند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لیے باقیات صالحات بنتی ہے۔ "جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ۔"

فائدہ:[١٩]...... یعنی اگر انہوں نے تمہارے ساتھ دشمنی کی اور تم کو دینی یا دنیوی نقصان پہنچ گیا تو اس کا اثر یہ نہ ہونا چاہئے کہ تم انتقام کے درپے ہو جاؤ اور اُن پر نامناسب سختی شروع کر دو، ایسا کرنے سے دنیا کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ جہاں تک عقلاً و شرعاً گنجائش ہو اُن کی حماقتوں اور کوتاہیوں کو معاف کرو اور عفو و درگزر سے کام لو۔ ان مکارم اخلاق پر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربانی کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔

فائدہ:[٢٠]...... یعنی اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر تم کو جانچتا ہے کہ کون ان فانی و زائل چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے اور وہاں کے اجرِ عظیم کو یہاں کے حظوظ و مالوفات پر ترجیح دی ہے۔

فائدہ:[٢١]...... یعنی اللہ سے ڈر کر جہاں تک ہو سکے، اس جانچ میں ثابت قدم رہو اور اس کی بات سنو اور مانو۔

فَائِدَة:[۲۲]......یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

فَائِدَة:[۲۳]......یعنی مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کے لالچ سے بچادے اور حرص وبخل سے محفوظ رکھے۔

فَائِدَة:[۲۴]......یعنی اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیب مال خرچ کرو تو اللہ اُس سے کہیں زیادہ دے گا اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا۔اس طرح کا مضمون پہلے کئی جگہ گزر چکا ہے، وہیں ہم نے پوری تقریر کی ہے۔

فَائِدَة:[۲۵]......قدردانی کی بات یہ ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت سا ثواب دیتا ہے، اور تحمل یہ کہ گناہ دیکھ کر فوراً عذاب نہیں بھیجتا، بلکہ بہت سے مجرموں کو بالکل معاف اور بہتیروں کی سزا میں تخفیف کرتا ہے۔

فَائِدَة:[۲۶]......یعنی اُسی کو ظاہری اعمال اور باطنی نیتوں کی خبر ہے، اپنی زبردست قوت اور حکمت سے اُس کے مناسب بدلہ دے گا۔

تمت سورة التغابن ولله الحمد والمنة

اٰیاتہا ۱۲ | ۶۵ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ۹۹ | رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو ان کی عدت پر ف۱ اور گنتے رہو عدت کو ف۲ اور ڈرو اللہ سے

رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ

جو رب ہے تمہارا مت نکالو ان کو ان کے گھروں سے ف۳ اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح بے حیائی ف۴ اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ

حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا ف۵ اس کو خبر نہیں ف۶ شاید اللہ پیدا کر دے اس طلاق کے

ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

بعد نئی صورت ف۷ پھر جب پہنچیں اپنے وعدہ کو تو رکھ لو ان کو دستور کے موافق ف۸ یا چھوڑ دو ان کو دستور کے موافق

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے میں کے ف۹ اور سیدھی ادا کرو گواہی اللہ کے واسطے ف۱۰ یہ بات جو ہے اس سے سمجھ جائے گا جو کوئی یقین رکھتا ہوگا

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ②

اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۱۱ اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے وہ کر دے اس کا گزارہ ف۱۲

فائدہ: [۱] **طلاق دینے کا درست طریقہ اور درست وقت:**...... نبی کو مخاطب بنا کر یہ ساری اُمت سے خطاب ہے، یعنی جب کوئی شخص (کسی ضرورت اور مجبوری سے) اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ عدت پر طلاق دے۔ سورۂ ''بقرہ'' (آیت:۲۲۸) میں آچکا کہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں (کما ہو مذہب الحنفیۃ) لہٰذا حیض سے پہلے حالتِ طہر میں طلاق دینا چاہئے تا سارا حیض گنتی میں آئے۔ اگر فرض کیجئے! حالتِ حیض میں طلاق دے گا تو دو حال سے خالی نہیں: جس حیض میں طلاق دی ہے اُس کو عدت میں شمار کریں گے، یا نہ کریں گے، پہلی صورت میں ایقاعِ طلاق سے پہلے جس قدر وقت حیض کا گزر چکا وہ عدت میں سے کم ہو جائے گا اور پورے تین حیض

عدت کے باقی رہیں گے۔ اور دوسری صورت میں جب موجودہ حیض کے علاوہ تین حیض لیں گے تو یہ حیض تین سے زائد ہوگا، اس لیے مشروع طریقہ یہ ہے کہ طہر میں طلاق دی جائے، اور حدیث سے یہ قید بھی ثابت ہے کہ اُس طہر میں صحبت نہ کی ہو۔

فَائِدَہ:[۲]...... یعنی مرد وعورت دونوں کو چاہئے کہ عدت کو یاد رکھیں، کہیں غفلت وسہو کی وجہ سے کوئی بے احتیاطی اور گڑبڑ نہ ہو جائے۔ نیز طلاق ایسی طرح دیں کہ ایام عدت کی گنتی میں کمی بیشی لازم نہ آئے، جیسا کہ اُوپر کے فائدہ میں بتلایا جا چکا ہے۔

فَائِدَہ:[۳]...... یعنی اللہ سے ڈر کر احکام شریعت کی پابندی رکھنی چاہئے جن میں سے ایک حکم یہ ہے کہ حالتِ حیض میں طلاق نہ دی جائے اور تین طلاقیں ایک دم نہ ڈالی جائیں اور مطلقہ عورت کو اُس کے رہنے کے گھر سے نہ نکالا جائے۔ وغیر ذٰلک

فَائِدَہ:[۴] عدت طلاق والے گھر میں ہی گزارے:...... یعنی عورتیں خود بھی اپنی مرضی سے نہ نکلیں، کیونکہ یہ سکنی محض حق العبد نہیں کہ اس کی رضا سے ساقط ہو جائے، بلکہ حق الشرع ہے، ہاں! کوئی کھلی بے حیائی کریں، مثلاً بدکاری یا سرقہ کی مرتکب ہوں یا بقول بعض علماء زبان درازی کریں اور ہر وقت کا رنج وتکرار رکھتی ہوں تو نکالنا جائز ہے اور اگر بے وجہ نکلیں گی تو یہ خود صریح بے حیائی کا کام ہوگا۔

فَائِدَہ:[۵]...... یعنی گناہ گار ہو کر اللہ کے ہاں سزا کا مستوجب ہوا۔

فَائِدَہ:[۶]...... ﴿لَا تَدْرِیْ﴾ کا ترجمہ ''اُس کو خبر نہیں'' بصیغۂ غائب کیا ہے، تا معلوم ہو جائے کہ خطاب اُسی طلاق دینے والے کو ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔

فَائِدَہ:[۷]...... یعنی شاید پھر دونوں میں صلح ہو جائے اور طلاق پر ندامت ہو۔

فَائِدَہ:[۸] عدت ختم ہونے پر دو میں سے ایک کام کرے:...... یعنی طلاق رجعی میں جب عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو دو باتوں میں ایک کا اختیار ہے: (۱) یا عدت ختم ہونے سے پہلے عورت کو دستور کے موافق رجعت کر کے اپنے نکاح میں رہنے دو۔ (۲) یا عدت منقضی ہونے پر معقول طریقہ سے اُس کو جدا کر دو۔ مطلب یہ ہے کہ رکھنا ہو تب اور الگ کرنا ہو تب، ہر حالت میں آدمیت اور شرافت کا برتاؤ کرو، یہ بات مت کرو کہ رکھنا بھی مقصود نہ ہو اور خواہ مخواہ تطویل عدت کے لیے رجعت کر لیا کرو، یا رکھنے کی صورت میں اُسے ایذا پہنچاؤ اور طعن وتشنیع کرو۔

فَائِدَہ:[۹]...... یعنی طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے اگر نکاح میں رکھنا چاہے تو رجعت پر دو گواہ کرے، تا لوگوں میں متہم نہ ہو۔

فَائِدَہ:[۱۰]...... یہ گواہوں کو ہدایت ہے کہ شہادت کے وقت ٹیڑھی ترچھی بات نہ کریں، سچی اور سیدھی بات کہنی چاہئے۔

فَائِدَہ:[۱۱] زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہونے والے مظالم اور قرآن کی طرف سے ان کی روک تھام:...... زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر بہت ظلم ہوتا تھا، اُن کو گائے، بھینس یا نہایت ذلیل ومجبور قیدیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ بعض لوگ عورت کو سو سو مرتبہ طلاق دیتے تھے اور اُس کے بعد بھی اُس کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔ قرآن نے جا بجا ان وحشیانہ مظالم اور بے رحمیوں کے خلاف آواز بلند کی اور نکاح وطلاق کے حقوق وحدود پر نہایت صاف روشنی ڈالی۔ بالخصوص اس سورت میں من جملہ دوسری حکیمانہ ہدایات ونصائح کے ایک نہایت ہی جامع مانع اور ہمہ گیر اُصول ﴿فَأَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ بیان فرمایا، جس کا حاصل یہ ہے کہ اُن کو رکھو تو معقول طریقہ سے رکھو، اور چھوڑو تب بھی معقول طریقہ سے چھوڑو، لیکن ان زرّیں نصیحتوں سے منتفع وہی شخص ہو سکتا ہے جس کو خدا اور یوم آخرت پر یقین ہو، کیونکہ یہی یقین انسان کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کرتا ہے اور اسی ڈر سے آدمی کو یہ خیال ہوتا ہے کہ جس طرح ایک کمزور عورت بخت واتفاق سے ہمارے قبضہ واقتدار میں آ گئی ہے، ہم سب بھی کسی قہار ہستی کے قبضہ واقتدار میں ہیں۔ یہی ایک خیال ہے جو آدمی کو ہر حالت میں ظلم وتعدی سے روک سکتا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر اُبھارتا ہے۔ اسی لیے سورۂ ہٰذا میں خصوصی طور پر اتقا (پرہیزگاری اور خدا کے خوف) پر بہت زور دیا گیا ہے۔

فائدہ: [۱۲]...... یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہرحال تعمیل کرو، خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے، حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور سختیوں میں بھی گزارہ کا سامان کر دے گا۔

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ

اور روزی دے اس کو جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو ۱۳ اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کو کافی ہے تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

اپنا کام اللہ نے رکھا ہے ہر چیز کا اندازہ ۱۴ اور جو عورتیں نا امید ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر تم کو شبہ رہ گیا تو

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ

ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا ۱۵ اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیں پیٹ کا بچہ ۱۶

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کر دے وہ اس کے کام میں آسانی یہ حکم ہے اللہ کا جو اتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا

اتار دے اس پر سے اس کی برائیاں اور بڑھا دے اس کو ثواب ۱۷ ان کو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو اپنے مقدور کے موافق ۱۸

تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ

اور ایذا دینا نہ چاہو ان کو تاکہ تنگ پکڑو ان کو ۱۹ اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ تو ان پر خرچ کرو جب تک جنیں

حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ

پیٹ کا بچہ ۲۰ پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر، تو دو ان کو ان کا بدلہ اور سکھاؤ آپس میں نیکی ۲۱ اور اگر

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝۶

ضد کرو آپس میں تو دودھ پلائے گی اس کی خاطر اور کوئی عورت ۲۲

فائدہ: [۱۳] تقویٰ کی برکات:...... اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے، اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں، جنت ہاتھ آتی ہے، اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے، جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی، اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہو جائے۔

فائدہ: [۱۴] اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کا طریقہ:...... یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو، محض اسباب پر تکیہ مت کرو، اللہ کی قدرت ان اسباب کی

پابند نہیں، جو کام اُسے کرنا ہو، وہ پورا ہو کر رہتا ہے، اسباب بھی اُسی کی مشیت کے تابع ہیں، ہاں! ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے، اُسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے، اس لیے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیے۔

فائدہ: [۱۵] **آئسہ کی عدت:** ...... یعنی مطلقہ کی عدت قرآن نے تین حیض بتلائی (کما فی سورۃ البقرۃ) (آیت:۲۲۸) اگر شبہ رہا ہو کہ جس کو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوا، اُس کی عدت کیا ہوگی تو بتلادیا کہ تین مہینے ہیں۔

فائدہ: [۱۶] **حاملہ کی عدت:** ...... جمہور کے نزدیک حامل کی عدت وضع حمل تک ہے، خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو، اس میں مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کا ایک حکم ہے، کما ھو مصرح فی الاحادیث۔

فائدہ: [۱۷] **عورتوں کے معاملات میں بار بار اللہ سے ڈرنے کا حکم ہے:** ...... جملہ جملہ کے بعد اتقا اور اللہ کے ڈر کا مضمون مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے، تا پڑھنے والا بار بار متنبہ ہو کہ عورتوں کے معاملات میں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

فائدہ: [۱۸] **مطلقہ کے لئے رہائش اور خرچ مرد کے ذمہ ہے:** ...... مرد کے ذمہ ضروری ہے کہ مطلقہ کو عدت تک رہنے کے لیے مکان دے (اس کو سکنی کہتے ہیں) اور جب سکنی واجب ہے تو نفقہ بھی اُس کے ذمہ ہونا چاہیے، کیونکہ عورت اتنے دنوں تک اُسی کی وجہ سے مکان میں مقید محبوس رہے گی۔ قرآن کریم کے الفاظ ﴿مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ﴾ میں بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس کو اپنے مقدور اور حیثیت کے موافق اپنے گھر میں رکھو۔ ظاہر ہے کہ مقدور کے موافق رکھنا اس کو بھی متضمن ہے کہ اُس کے کھانے کپڑے کا مناسب بندوبست کرے، چنانچہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں یہ آیت اس طرح تھی: "اسكنوهن من حيث سكنتم وانفقوا عليهن من وجدكم۔" حنفیہ کے نزدیک یہ حکم سکنی اور نفقہ کا ہر قسم کی مطلقہ کو عام ہے رجعیہ کی قید نہیں، کیونکہ پہلے سے جو بیان چلا آتا ہے مثلاً آئسہ، صغیرہ اور حاملہ کی عدت کا مسئلہ اُس میں کوئی تخصیص نہیں تھی، پھر اس میں بلا وجہ کیوں تخصیص کی جائے، رہی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث جس میں وہ کہتی ہیں کہ میرے زوج نے تین طلاقیں دے دی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکنی اور نفقہ نہیں دلایا، اوّل تو اس حدیث میں فاروق اعظم، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے انکار فرمایا، بلکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے، ہم کو معلوم نہیں کہ وہ عورت بھول گئی یا اُس نے یاد رکھا۔ معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے یہی سمجھے ہوئے تھے کہ مطلقہ ثلاث کے لیے نفقہ و سکنی واجب ہے اور اس کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت بھی اُن کے پاس موجود تھی۔ چنانچہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں، جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصریحاً بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اور دارقطنی میں جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بھی اس بارے میں صریح ہے، گو اُس کے بعض رُوات میں اور رفع و وقف میں کلام کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے لیے سکنی اس لیے تجویز نہ کیا ہو کہ یہ اپنے سسرال والوں سے زبان درازی اور سخت کلامی کرتی تھی، جیسا کہ بعض روایات میں ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ اُن کے گھر سے چلی جائے، پھر جب سکنی نہ رہا تو نفقہ بھی ساقط ہو گیا، جیسے ناشزہ کا (جو شوہر کی نافرمانی کر کے گھر سے نکل جائے) نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، تاوقتیکہ گھر واپس نہ آئے (نبہ علیہ ابو بکر الرازی رحمۃ اللہ علیہ فی احکام القرآن) نیز جامع ترمذی وغیرہ کی بعض روایات میں ہے کہ اُس کو کھانے پینے کے لیے غلہ دیا گیا تھا، اُس نے اُس مقدار سے زائد کا مطالبہ کیا جو منظور نہ ہوا۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زائد نفقہ تجویز نہیں فرمایا جو مرد کی طرف سے دیا جا رہا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب! ہاں! یہ یاد رہے کہ نسائی، طبرانی، اور مسند احمد کی بعض روایات میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد نقل کیا ہے کہ سکنی اور نفقہ صرف اُس مطلقہ کے لیے ہے جس سے رجعت کا امکان ہو۔ ان روایات کی سندیں زیادہ قوی نہیں، زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج ہدایہ میں اس پر بحث کی ہے۔ فلیراجع۔

فائدہ:[۱۹] ......یعنی ستاؤ نہیں کہ وہ تنگ آ کر نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔

فائدہ:[۲۰] ......حمل کی مدت کبھی بہت طویل ہو جاتی ہے، اس کو خصوصیت سے بتلا دیا کہ خواہ کتنی ہی طویل ہو، وضع حمل تک اس کو نفقہ دینا ہوگا، یہ نہیں کہ مثلاً تین مہینے نفقہ دے کر بند کر لو۔

فائدہ:[۲۱] طلاق کے بعد بچہ کو دودھ پلانے پر ماں کو بھی اجرت دی جائے:......یعنی وضع حمل کے بعد اگر عورت تمہاری خاطر بچہ کو دودھ پلائے تو جو اُجرت کسی دوسری انا کو دیتے، وہ اس کو دی جائے۔ اور معقول طریقہ سے دستور کے موافق باہم مشورہ کر کے قرارداد کر لیں، خواہ مخواہ ضد اور کجروی اختیار نہ کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھیں، نہ عورت دودھ پلانے سے انکار کرے، نہ مرد اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے پلوائے۔

فائدہ:[۲۲] ......یعنی اگر آپس کی ضد اور تکرار سے عورت دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو کچھ اُس پر موقوف نہیں، کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی، اس کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر مرد خواہ مخواہ بچہ کو اس کی ماں سے [illegible] نہیں چاہتا تو بہر حال کوئی دوسری عورت دودھ پلانے کو آئے گی، آخر اس کو بھی کچھ دینا پڑے گا، پھر وہ بچہ کی ماں ہی کو کیوں نہ دے؟

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

چاہئے خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق اور جس کو نپی تلی ملتی ہے اس کی روزی تو خرچ کرے جیسا کہ دیا ہے اس کو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف نہیں رکھتا

ع ۱۷ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ

مگر اسی قدر جو اس کو دیا اب کر دے گا اللہ سختی کے پیچھے کچھ آسانی ف۲۳ اور کتنی بستیاں کہ نکل چکیں حکم سے

رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا

٦ اپنے رب کے اور اس کے رسولوں کے پھر ہم نے حساب میں پکڑا ان کو سخت حساب میں اور آفت ڈالی ان پر بن دیکھی آفت ف۲۴ پھر چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی

مع ۱۴ وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۛ

اور آخرت کو ان کے کام میں ٹوٹا گیا ف۲۵ تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے ان کے سخت عذاب ف۲۶ سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ

جن کو یقین ہے ف۲۷ بے شک اللہ نے اتاری ہے تم پر نصیحت ف۲۸ رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانے والی ف۲۹

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ

تاکہ نکالے ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں ف۳۰ اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ

اور کرے کچھ بھلائی اس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے

لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ

نے اس کو روزی ف۳۱ اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی ہی ف۳۲ اترتا ہے اس کا حکم ان کے اندر ف۳۳

لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع

تا کہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز کی ف۳۴

فائدہ: [۲۳] بچہ کا خرچ باپ کے ذمہ ہے: ...... یعنی بچہ کی تربیت کا خرچ باپ پر ہے۔ وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق اور کم حیثیت کو اپنی حیثیت کے مناسب خرچ کرنا چاہیئے۔ اگر کسی شخص کو زیادہ فراخی نصیب نہ ہو، محض نپی تلی روزی اللہ نے دی ہو، وہ اُسی میں سے اپنی گنجائش کے موافق خرچ کیا کرے، اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جب تنگی کی حالت میں اُس کے حکم کے موافق خرچ کرو گے، وہ تنگی اور سختی کو فراخی اور آسانی سے بدل دے گا۔

فائدہ: [۲۴] ...... یعنی احکام شریعت کی (خصوصاً عورتوں کے بارے میں) پوری پابندی رکھو، اگر نافرمانی کرو گے تو یاد رہے کہ کتنی ہی بستیاں اللہ و رسول کی نافرمانی کی پاداش میں تباہ کی جا چکی ہیں۔ جس وقت وہ لوگ تکبر کر کے حد سے نکل گئے، ہم نے اُن کا جائزہ لیا اور سختی سے لیا کہ ایک عمل کو بھی معاف نہیں کیا، پھر اُن کو ایسی نرالی آفت میں پھنسایا جو آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

فائدہ: [۲۵] ...... یعنی عمر بھر جو سودا کیا تھا، آخر اُس میں سخت خسارہ اُٹھایا اور جو پونجی تھی سب کھو کر رہے۔

فائدہ: [۲۶] ...... پہلے دنیوی عذاب کا ذکر تھا، یہ اُخروی عذاب بیان ہوا۔

فائدہ: [۲۷] ...... یعنی یہ عبرتناک واقعات سن کر عقل مند ایمان داروں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہیں ہم سے ایسی بے اعتدالی نہ ہو جائے کہ خدا کی پکڑ میں آ جائیں۔ العیاذ باللہ!

فائدہ: [۲۸] ...... یعنی قرآن یا "ذکر" بمعنی "ذاکر" ہو تو خود رسول مراد ہوں گے۔

فائدہ: [۲۹] ...... یعنی صاف آیتیں، جن میں اللہ کے احکام کھول کھول کر سنائے گئے ہیں۔

فائدہ: [۳۰] ...... یعنی کفر و جہل کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور علم و عمل کے اُجالے میں لے آئے۔

فائدہ: [۳۱] ...... جنت سے زیادہ بہتر روزی کہاں ملے گی؟

فائدہ: [۳۲] سات زمینیں اور ان کی حقیقت: ...... یعنی زمینیں بھی سات پیدا کیں، جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی احادیث میں ہے۔ اُن میں احتمال ہے کہ نظر نہ آتی ہوں، اور احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں، مگر لوگ اُن کو کواکب سمجھتے ہوں، جیسا کہ مریخ وغیرہ کی نسبت آج کل حکمائے یورپ کا گمان ہے کہ اُس میں پہاڑ، دریا اور آبادیاں ہیں۔ باقی حدیث میں جو اُن زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا وارد ہے، وہ شاید باعتبار بعض حالات کے ہو، اور بعض حالات میں وہ زمینیں اس سے فوق ہو جاتی ہوں۔ رہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ اثر جس میں "آدمھم کآدمکم" وغیرہ آیا ہے، اُس کی شرح کا یہ موقع نہیں۔ "روح المعانی" میں اس پر بقدر کفایت کلام کیا ہے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض رسائل میں اُس کے بعض اطراف و جوانب کو بہت خوبی سے صاف کر دیا گیا ہے۔

فائدہ: [۳۳] ...... یعنی عالم کے انتظام و تدبیر کے لیے اللہ کے احکام تکوینیہ و تشریعیہ آسمانوں اور زمینوں کے اندر اُترتے رہتے ہیں۔

فائدہ: [۳۴] ...... یعنی آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور اُن میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات علم و

قدرت کا اظہار ہو۔ (نبه علیه ابن قیم فی بدائع الفوائد) بقیہ صفات ان ہی دو صفتوں سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں جو ایک حدیث نقل کرتے ہیں: "کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ" گو محدثین کے نزدیک صحیح نہیں، مگر اُس کا مضمون شاید اس آیت کے مضمون سے ماخوذ و مستفاد ہو۔ واللہ اعلم!

تمت سورۃ الطلاق وللہ الحمد والمنۃ

آیاتہا ۱۳ ٦٦ سُوْرَۃُ التَّحْرِیْمِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۷ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ①

ف ١ اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی ف ٢ اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف ٣

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ

مقرر کر دیا اللہ نے تمہارے لیے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا ف ٤ اور جب چھپا کر کہی

النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ

نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلا دی

عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③

کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے بتلا دی یہ کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے ف ٥

فائدہ: [۱] ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کا واقعہ:...... سورۂ "احزاب" کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں اور لوگ آسودہ ہو گئے تو ازواج مطہرات کو بھی خیال آیا کہ ہم کیوں آسودہ نہ ہوں، اس سلسلہ میں اُنہوں نے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ شروع کیا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے: "وھن حولی یطلبننی النفقۃ۔" اور بخاری کے ابواب المناقب میں ہے: "وحولہ نسوۃ یکلمنہ ویستکثرنہ۔" اس پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹ بتلائی۔ آخر ازواج نے وعدہ کیا کہ آئندہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں ہے، پھر بھی رفتار واقعات کی ایسی رہی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ماہ کے لیے ازواج سے "ایلاء" کرنا پڑا، تا آنکہ آیۂ تخییر نے جو "احزاب" (آیت: ۲۸، ۲۹) میں ہے، نازل ہو کر اس قصہ کا خاتمہ کر دیا۔ اس درمیان میں کچھ واقعات اور بھی پیش آئے، اُس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک پر گرانی ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اُس نے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کش مکش پیدا کر دی تھی، ہر ایک زوجہ کی تمنا اور کوشش تھی کہ وہ زائد از زائد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کا مرکز بن کر دارین کی برکات وفیوض سے متمتع ہو، مرد کے لیے یہ موقع تحمل وتدبر اور خوش اخلاقی کے امتحان کا نازک ترین موقع ہوتا ہے، مگر اس نازک

موقع پر بھی حضور ﷺ کی ثابت قدمی ویسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع سیّد الانبیاء ﷺ کی پاک سیرت سے ہوسکتی تھی۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد سب ازواج ﷺ کے ہاں تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے جاتے۔ ایک روز حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ دیر لگی، معلوم ہوا کہ انہوں نے شہد پیش کیا تھا، اُس کے نوش فرمانے میں وقفہ ہوا، پھر کئی روز یہ معمول رہا۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے مل کر تدبیر کی کہ آپ ﷺ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں، آپ ﷺ نے چھوڑ دیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا تھا، مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ پھر نہیں پیوں گا۔ نیز یہ خیال فرما کر کہ زینب ؓ کو اس کی اطلاع ہوگی تو خواہ مخواہ دل گیر ہوں گی، حفصہ رضی اللہ عنہا کو منع کر دیا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کرنا۔ اسی طرح کا ایک قصہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق (جو آپ ﷺ کے حرم سے تھی، جن کے بطن سے صاحب زادے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے) پیش آیا، اُس میں آپ ﷺ نے ازواج کی خاطر قسم کھالی کہ ماریہ ؓ کے پاس نہ جاؤں گا۔ یہ بات آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دوسروں کے سامنے اظہار نہ ہو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان واقعات کی اطلاع چپکے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کر دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا، آپ ﷺ نے حفصہ کو جتلایا کہ تم نے فلاں بات کی اطلاع عائشہ ؓ کو کر دی، حالانکہ منع کر دیا تھا، وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں کہ آپ سے کس نے کہا؟ شاید عائشہ ؓ کی طرف خیال گیا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "نبانی العلیم الخبیر۔" یعنی حق تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی۔ ان ہی واقعات کے سلسلہ میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

فائدہ: [۲] **حلال کو حرام کرنے کی ممانعت اور اس کا مطلب:**...... حلال کو اپنے اُوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدتاً حلال و مباح سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اس کو استعمال نہ کروں گا۔ ایسا کرنا اگر کسی مصلحتِ صحیحہ کی بنا پر ہو تو شرعاً جائز ہے، مگر حضور ﷺ کی شانِ رفیع کے مناسب نہ تھا کہ بعض ازواج ؓ کی خوشنودی کے لیے اس طرح کا اُسوہ قائم کریں جو آئندہ اُمت کے حق میں تنگی کا موجب ہو۔ اس لیے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ازواج ؓ کے ساتھ بیشک خوش اخلاقی برتنے کی ضرورت ہے، مگر اس حد تک ضرورت نہیں کہ اُن کی وجہ سے ایک حلال چیز کو اپنے اُوپر حرام کر کے تکلیف اُٹھائیں۔

فائدہ: [۳] ...... کہ گناہ کو معاف کر دیتا ہے، اور آپ ﷺ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا، محض اپنے درجہ میں ایک خلاف اولیٰ بات ہوئی۔

فائدہ: [۴] **قسم پر کفارہ دینا ضروری ہے:**...... یعنی اس مالک نے اپنے علم و حکمت سے تمہارے لیے مناسب احکام و ہدایات بھیجے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نامناسب چیز پر قسم کھالے تو کفارہ دے کر (جس کا ذکر سورۂ "مائدہ" (آیت: ۸۹) میں آچکا) اپنی قسم کھول سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اب جو کوئی اپنے مال کو کہے: یہ مجھ پر حرام ہے تو قسم ہوگئی، کفارہ دے تو اُس کو کام میں لائے، کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی۔" (وهذا ما عليه الحنفية)

فائدہ: [۵] **حضور ﷺ کے راز کا افشاء اور اس کا قصہ:**...... شروع سورت میں ہم شہد کا اور ماریہ قبطیہ کا قصہ لکھ چکے ہیں اس آیت میں بتلا دیا کہ بندے ایک بات کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کریں، اللہ جب ظاہر کرنا چاہے تو ہرگز مخفی نہیں رہ سکتی۔ نیز نبی کریم ﷺ کے حسنِ معاشرت اور وسعتِ اخلاق کا اس سے ثبوت ملتا ہے کہ آپ ﷺ خلاف طبع کارروائیوں پر کس قدر تساہل اور اغماض برتتے اور کس طرح از راہ عفو و کرم بعض باتوں کو ٹلا جاتے تھے، گویا شکایت کے موقع پر بھی پورا الزام نہ دیتے تھے۔ "موضح القرآن" میں ہے کہ بعض کہتے ہیں: "اُس حرم (ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا) کا موقوف کرنا آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور کسی کو خبر کرنے سے منع کیا اور اُس کے ساتھ کچھ اور بات بھی کہی تھی، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب خبر کر دی، کیونکہ دونوں باتوں میں دونوں کا مطلب تھا۔ پھر وحی سے معلوم کر کے حضرت ﷺ نے بی بی حفصہ ؓ کو حرم کی بات کا الزام دیا اور دوسری بات ذکر میں نہ لائے۔ وہ دوسری بات کیا تھی؟ شاید یہ تھی کہ تیرا باپ

عائشہؓ کے باپ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ الغیب عند اللہ۔ جو بات اللہ اور رسول نے ٹلادی، ہم کیا جانیں! اسی واسطے ٹلادی کہ بے ضرورت چرچا نہ ہوتا اور لوگ برا نہ مانیں۔'' یہ مضمون خلافت کا بعض ضعیف روایات میں آیا ہے، جسے بعض علماء شیعہ نے بھی تسلیم کیا۔

إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ

اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے ف ٦ اور اگر تم دونوں چڑھائی کروگی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق اور جبرائیل

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ④ عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ

اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں ف ٧ اور اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو ابھی اس کا رب بدلے میں دے دے اس کو

أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ⑤

عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنے والیاں بندگی بجالانے والیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں اور کنواریاں ف ٨

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا

اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر ف ٩ اس پر

مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ⑥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

مقرر ہیں فرشتے تندخو زبردست ف ١٠ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو ف ١١ اے منکر ہونے

كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ⑦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا ع ١٩

والو مت بہانے بتلاؤ آج کے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے ف ١٢ اے ایمان والو توبہ کرو

إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ ف ١٣ امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ

بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ ف ١٤ ان کی روشنی دوڑتی ہے اُن کے

أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑧

آگے اور ان کے داہنے ف ١٥ کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کردے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے ف ١٦

فائدة: [٦] ...... یہ عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کو خطاب ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو بیشک توبہ کا موقع ہے، کیونکہ تمہارے دل جادۂ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں، لہٰذا آئندہ ایسی بے اعتدالیوں سے پرہیز رکھا جائے۔

فائدة: [٧] حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کو توبہ کی تلقین: ...... زوجین کے خانگی معاملات بعض اوقات ابتداء بہت معمولی اور حقیر نظر

آتے ہیں، لیکن اگر ذرا باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو آخرکار نہایت خطرناک اور تباہ کن صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ خصوصاً عورت اگر کسی اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی ہو تو اُس کو طبعاً اپنے باپ، بھائی اور خاندان پر بھی گھمنڈ ہو سکتا ہے، اس لیے متنبہ فرما دیا کہ دیکھو اگر تم دونوں اسی طرح کی کارروائیاں اور مظاہرے کرتی رہیں تو یاد رکھو ان سے پیغمبر کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا، کیونکہ اللہ اور فرشتے اور نیک بخت ایماندار درجہ بہ درجہ جس کے رفیق و مددگار ہوں، اُس کے سامنے کوئی انسانی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی، ہاں! تم کو نقصان پہنچ جانے کا امکان ہے۔

تنبیہ:...... بعض سلف نے ﴿ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ کی تفسیر میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے، شاید یہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی مناسبت سے ہوگا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۸]...... یعنی یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں؟ اس لیے ناگزیر ہماری سب باتیں سہی جائیں گی۔ یاد رکھو اللہ چاہے تو تم سے بھی بہتر بیبیاں اپنے نبی کے لیے پیدا کر دے، اس کے ہاں کس چیز کی کمی ہے؟

تنبیہ:...... ثیبات (بیواؤں) کا ذکر شاید اس لیے کیا کہ بعض حیثیات سے آدمی اُن کو اَبکار [کنواریوں] پر ترجیح دیتا ہے۔

فائدہ:[۹] ہر آدمی پر اپنے گھر والوں کی نگرانی ضروری ہے:...... ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے، جس طرح ہو سکے دین دار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہِ راست پر نہ آئیں تو اُن کی کمبختی، یہ بے قصور ہے۔ ﴿ وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾ کی تفسیر ''الٓمّٓ'' کے شروع میں [بقرہ: ۲۴] گزر چکی۔

فائدہ:[۱۰]...... یعنی مجرموں کو نہ رحم کھا کر چھوڑیں، نہ اُن کی زبردست گرفت سے کوئی چھوٹ کر بھاگ سکے۔

فائدہ:[۱۱]...... یعنی نہ حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں، نہ اُس کے احکام بجالانے میں سستی اور دیر ہوتی ہے، نہ امتثالِ حکم سے عاجز ہیں۔

فائدہ:[۱۲]...... یعنی قیامت کے دن جب جہنم کا عذاب سامنے ہوگا، اُس وقت منکروں سے کہا جائے گا کہ حیلے بہانے مت بتلاؤ، آج کوئی بہانہ چلنے والا نہیں، بلکہ جو کچھ کرتے تھے اُس کی پوری پوری سزا بھگتنے کا دن ہے۔ ہماری طرف سے کوئی ظلم زیادتی نہیں، تمہارے ہی اعمال ہیں جو عذاب کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔

فائدہ:[۱۳]...... صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر اُس گناہ کا خیال نہ رہے، اگر توبہ کے بعد اُن ہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئی ہے اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی۔ ''رزقنا اللہ منہا حظا وافرا بفضلہ وعونہ وھو علی کل شیئٍ قدیر۔''

فائدہ:[۱۴]...... یعنی نبی کا تو کہنا کیا، اُس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل نہ کرے گا بلکہ نہایت اعزاز و اکرام سے فضل و شرف کے بلند مناصب پر سرفراز فرمائے گا۔

فائدہ:[۱۵]...... اس کا بیان سورۂ ''حدید'' (آیت: ۱۲) میں ہو چکا۔

فائدہ:[۱۶]...... یعنی ہماری روشنی آخر تک قائم رکھیے، بجھنے نہ دیجیے جیسے منافقین کی نسبت سورۂ ''حدید'' (آیت: ۱۳) میں بیان ہو چکا کہ روشنی بجھ جائے گی اور اندھیرے میں کھڑے رہ جائیں گے۔ مفسرین نے عموماً یہی لکھا ہے، لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴿ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا ﴾ کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''روشنی ایمان کی دل میں ہے، دل سے بڑھے تو سارے بدن میں، پھر گوشت پوست میں (سرایت کرے)۔''

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

اے نبی لڑائی کر منکروں سے دغا بازوں سے اور سختی کر ان پر [۱۷] اور ان کا گھر دوزخ ہے اور بری جگہ

الْمَصِيرُ ۝٩ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَّامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ

جا پہنچے ف۱۵ اللہ نے بتلائی ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی، گھر میں تھیں دونوں

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا

دو نیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے ان سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے ان کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ

النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝١٠ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ۘ إِذْ قَالَتْ رَبِّ

وقف لازم

دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں کے لیے عورت فرعون کی ف۱۹ جب بولی اے رب

ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝١١

بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں ف۲۰ اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ف۲۱

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ

اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو ف۲۲ پھر ہم نے پھونک دی اس میں ایک اپنی طرف سے جان ف۲۳ اور سچا جانا اپنے

رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۝١٢

ع ۲

رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو ف۲۴ اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں ف۲۵

فائدہ:[۱۷]...... حضرت کا خلق اور نرم خوئی یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اوروں کو فرماتا ہے تحمل کرو، اور آپ ﷺ کو فرماتا ہے کہ سختی کرو۔

فائدہ:[۱۸]...... پہلے مومنین کا ٹھکانا بتلایا تھا، یہاں اُن کے بالمقابل کفار و منافقین کا گھر بتلا دیا۔

فائدہ:[۱۹]...... یعنی حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کیسے نیک بندے، مگر دونوں کے گھر میں اُن کی بیویاں منافق تھیں۔ بظاہر اُن کے ساتھ تعلق تھا، لیکن دل سے کافروں کے شریکِ حال تھیں۔ پھر کیا ہوا؟ عام دوزخیوں کے ساتھ اُن کو بھی اللہ نے دوزخ میں ڈھکیل دیا، پیغمبروں کا رشتۂ زوجیت ذرا بھی عذابِ الٰہی سے نہ بچاسکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا پکی ایماندار، ولیٔ کامل، اور اس کا شوہر خدا کا سب سے بڑا باغی، وہ نیک بیوی میاں کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی، نہ میاں کی شرارت و بغاوت کے جرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اپنا ایمان درست کرو، نہ خاوند بچا سکے، نہ جورو، یہ (قانون عام طور پر) سب کو سنا دیا ہے۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ (معاذ اللہ) حضرت ﷺ کی بیبیوں پر کہا، اُن کے لیے تو وہ کہا ہے (جو سورۂ ''نور'' (آیت:۲۶) میں ہے) ﴿الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ اور اگر بفرضِ محال ایسا وہم کیا جائے تو امراۃ فرعون کی مثال کس پر چسپاں کرو گے؟'' لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ:[۲۰]...... یعنی اپنا قرب عنایت فرما اور بہشت میں میرے لیے مکان تیار کر۔

فائدہ:[۲۱] حضرت آسیہ علیہا السلام (فرعون کی بیوی):...... یعنی فرعون کے پنجہ سے چھڑا اور اُس کے ظلم سے نجات دے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے پرورش کیا تھا اور اُن کی مددگار تھیں۔ کہتے ہیں کہ فرعون کو جب حال کھلا تو اُن کو چومیخا کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا، اس حالت میں اللہ کی طرف سے جنت کا محل ان کو دکھلایا جاتا، جس سے سب سختیاں آسان ہو جاتی تھیں۔ آخر فرعون نے اُن کو سیاستہً قتل کر دیا اور جامِ شہادت نوش کر کے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ حدیث صحیح میں نبی کریم ﷺ نے اُن کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ اُن کا ذکر کیا ہے۔ ہزاراں ہزار رحمتیں ہوں اُس پاک روح پر۔

فائدہ:[۲۲]......یعنی حلال و حرام سب سے محفوظ رکھا۔

فائدہ:[۲۳] **حضرت مریم علیہا السلام کی پاک دامنی:**......یعنی فرشتہ کے ذریعہ سے ایک روح پھونک دی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے گریبان میں پھونک ماری، جس کا نتیجہ استقرارِ حمل ہوا، اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

تنبیہ:......نفخ کی نسبت اپنی طرف اس لیے کی کہ فاعلِ حقیقی اور موثر علی الاطلاق وہی ہے۔ آخر ہر عورت کے رحم میں جو بچہ بنتا ہے اُس کا بنانے والا اُس کے سوا کون ہے، بعض محققین نے یہاں "فرج" کے معنی چاک گریبان کے لیے ہیں۔ اس وقت ﴿أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا﴾ کے معنی یہ ہوں گے کہ کسی کا ہاتھ اپنے گریبان تک نہیں پہنچنے دیا۔ اور یہ نہایت بلیغ کنایہ ان کی عصمت و عفت سے ہوگا، جیسے ہمارے محاورات میں کہتے ہیں کہ فلاں عورت بہت پاک دامن ہے اور عرب میں کہا جاتا ہے "نقی الجیب طاهر الذیل" اُس سے عفیف النفس ہونا مراد ہوتا ہے، کپڑے کا دامن مراد نہیں ہوتا۔ اس تقدیر پر ﴿فَنَفَخْنَا فِيهِ﴾ میں ضمیر لفظِ "فرج" کی طرف اُس کے لغوی معنی کے اعتبار سے راجع ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب!

فائدہ:[۲۴]......رب کی باتیں وہ ہوں گی جو فرشتوں کی زبانی سورۂ آل عمران میں بیان ہوئی ہیں: ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ﴾ [آل عمران: ۴۲] اور کتابوں سے عام کتبِ سماویہ مراد لی جائیں، تخصیص کی ضرورت نہیں۔

فائدہ:[۲۵]......یعنی کامل مردوں کی طرح بندگی و طاعت پر ثابت قدم تھی، یا یوں کہو کہ قانتین کے خاندان سے تھی۔

تمت سورة التحريم ولله الحمد والمنة

وبه التوفيق والعصمة۔

............☆☆☆......الحمد للہ آٹھائیسواں ۲۸ پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر: ٢٩

اٰیاتھا ٣١ | ٦٧ سُوْرَۃُ الْمُلْكِ مَکِّیَّۃٌ ٧٧ | رکوعاتھا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُۨ ① الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ ٢٩ الجزء

بڑی برکت ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ہے راج اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف ١ جس نے بنایا مرنا اور جینا

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ② الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ

تاکہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام ف ٢ اور وہ زبردست ہے بخشنے والا ف ٣ جس نے بنائے سات آسمان تہ پر تہ ف ٤

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ

کیا دیکھتا ہے تو رحمان کے بنانے میں کچھ فرق ف ٥ پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو دراڑ ف ٦ پھر لوٹا کر

الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا

نگاہ کر دوبارہ لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر ف ٧ اور ہم نے رونق دی سب سے ورلے آسمان کو

بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑤ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

چراغوں سے ف ٨ اور ان سے کر رکھی ہے ہم نے پھینک مار شیطانوں کے واسطے ف ٩ اور رکھا ہے ان کے واسطے عذاب دہکتی آگ کا ف ١٠ اور جو لوگ منکر ہوئے

بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ

اپنے رب سے ان کے واسطے ہے عذاب دوزخ کا اور بری جگہ جا پہنچے ف ١١ جب اس میں ڈالے جائیں گے سنیں گے اس کا دھاڑنا اور وہ

تَفُوْرُ ۙ⑦ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ⑧

اچھل رہی ہو گی ایسا لگتا ہے کہ پھٹ پڑے گی جوش سے ف ١٢ جس وقت پڑے اس میں ایک گروہ پوچھیں ان سے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس کوئی ڈرسنانے والا ف ١٣

فائدہ: [١] ...... یعنی سب ملک اس کا ہے اور تنہا اسی کا اختیار ساری سلطنت میں چلتا ہے۔

فائدہ: [٢] مرنا جینا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے: ...... یعنی مرنے جینے کا سلسلہ اسی نے قائم کیا، ہم پہلے کچھ نہ تھے (اُسے موت ہی سمجھو)

پھر پیدا کیا، اُس کے بعد موت بھیجی، پھر مرے پیچھے زندہ کر دیا کما قال: ﴿وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [البقرۃ: ۲۸] موت وحیات کا یہ سارا سلسلہ اس لیے ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون برے کام کرتا ہے، کون اچھے، اور کون اچھے سے اچھے۔ پہلی زندگی میں یہ امتحان ہوا اور دوسری زندگی میں اُس کا مکمل نتیجہ دکھلا دیا گیا۔ فرض کرو اگر پہلی زندگی نہ ہوتی تو عمل کون کرتا اور موت نہ آتی تو لوگ مبدا و منتہی سے غافل اور بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوبارہ زندہ نہ کیے جاتے تو بھلے برے کا بدلہ کہاں ملتا؟

فائدہ:[۳]...... یعنی زبردست ہے، جس کی پکڑ سے کوئی نہیں نکل سکتا اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے۔

فائدہ:[۴] اوپر نیچے کئی آسمان ہیں:...... حدیث میں آیا کہ ایک آسمان کے اُوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر تیسرا، اسی طرح سات آسمان اُوپر نیچے ہیں، اور ہر ایک آسمان سے دوسرے تک پانسو برس کی مسافت ہے۔ نصوص میں یہ تصریح نہیں کی گئی کہ اُوپر جو نیلگونی چیز ہم کو نظر آتی، ہے وہی آسمان ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ساتوں آسمان اس کے اُوپر ہوں اور یہ نیلگونی چیز آسمان کی چھت گیری کا کام دیتی ہو۔

فائدہ:[۵] قدرت کا منظم نظام:...... یعنی قدرت نے اپنے انتظام اور کاریگری میں کہیں فرق نہیں کیا، ہر چیز میں انسان سے لے کر حیوانات، نباتات، عناصر، اجرام علویہ، سبع سماوات اور نیرات تک یکساں کاریگری دکھلائی ہے۔ یہ نہیں کہ بعض اشیاء کو حکمت وبصیرت سے اور بعض کو یونہی کیف ما اتفق، بے تکا یا بیکار و فضول بنا دیا ہو (العیاذ باللہ) اور جہاں کسی کو ایسا وہم گزرے، سمجھو اُس کی عقل ونظر کا قصور ہے۔

فائدہ:[۶] اللہ تعالیٰ کے مربوط نظام میں کوئی خلل نہیں:...... یعنی ساری کائنات نیچے سے اُوپر تک ایک قانون اور مضبوط نظام میں جکڑی ہوئی ہے اور کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے، کہیں درز یا دراڑ نہیں، نہ کسی صنعت میں کسی طرح کا اختلال پایا جاتا ہے، ہر چیز ویسی ہے جیسا اُسے ہونا چاہیے۔ اور اگر یہ آیتیں صرف آسمان سے متعلق ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اے مخاطب! اُوپر آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ! کہیں اونچ نیچ یا درز اور شگاف نہیں پائے گا، بلکہ ایک صاف، ہموار، متصل، مربوط اور منظم چیز نظر آئے گی، جس میں باوجود مرورِ دہور اور تطاول ازمان کے آج تک کوئی فرق اور تفاوت نہیں آیا۔

فائدہ:[۷] نظام الٰہی میں غور وفکر کی دعوت:...... یعنی ممکن ہے ایک آدھ مرتبہ دیکھنے میں نگاہ خطا کر جائے، اس لیے پوری کوشش سے بار بار دیکھ، کہیں کوئی رخنہ تو دکھائی نہیں دیتا، خوب غور وفکر اور نظر ثانی کر کہ قدرت کے انتظام میں کہیں اُنگلی رکھنے کی جگہ تو نہیں۔ یاد رکھ! تیری نگاہ تھک جائے گی اور ذلیل ودرماندہ ہو کر واپس آجائے گی، لیکن مصنوعات وانتظامات میں کوئی عیب وقصور نہ نکال سکے گی۔

فائدہ:[۸] آسمانوں کی زینت وخوبصورتی:...... یعنی آسمان کی طرف دیکھو! رات کے وقت ستاروں کی جگمگاہٹ سے کیسی رونق و شان معلوم ہوتی ہے، یہ قدرتی چراغ ہیں، جن سے دنیا کے بہت سے منافع وابستہ ہیں۔

فائدہ:[۹]...... یہ مضمون سورۂ ''حجر'' (آیت: ۱۷) وغیرہ میں کئی جگہ بہت تفصیل سے گزر چکا ہے۔

فائدہ:[۱۰]...... یعنی دنیا میں تو شہاب پھینکے جاتے ہیں اور آخرت میں اُن کے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے۔

فائدہ:[۱۱]...... یعنی کافروں کا ٹھکانا بھی شیاطین کے ساتھ اسی دوزخ میں ہے۔

فائدہ:[۱۲] جہنم کی سختی اور شدت:...... یعنی اُس وقت دوزخ کی آواز سخت کریہہ اور خوفناک ہوگی اور بے انتہا جوش واشتعال سے ایسا معلوم ہوگا گویا غصہ میں آکر پھٹی پڑتی ہے۔ (اعاذنا اللہ منھا بلطفہ وکرمہ)

فائدہ:[۱۳] جہنمیوں سے فرشتوں کا سوال:...... یہ پوچھنا اور زیادہ ذلیل ومحجوب کرنے کے لیے ہوگا، یعنی تم جو اس مصیبت میں آکر پھنسے ہو، کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا تھا؟ اور ڈرایا نہ تھا کہ اس راستے سے مت چلو، ورنہ سیدھے دوزخ میں گرو گے، جہاں ایسے ایسے عذاب ہوں گے؟

قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ

اور وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنانے والا پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو بڑے

كَبِيْرٍ ۝٩ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

بہکاوے میں ف۱۴ اور کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں ف۱۵ سو قائل ہو گئے اپنے گناہ کے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١١ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝١٢

اب دفع ہو جائیں دوزخ والے ف۱۶ جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے ف۱۷ ان کے لیے معافی ہے اور ثواب بڑا

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝١٣ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ

اور تم چھپا کر کہو اپنی بات یا کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید ف۱۸ بھلا وہ نہ جانے جس نے بنایا

ع ۱۴ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝١٤ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا

اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار ف۱۹ وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ

مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝١٥ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ

کچھ اس کی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے ف۲۰ کیا تم نڈر ہو گئے اس سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں پھر بھی

تَمُوْرُ ۝١٦ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ

وہ لرزنے لگے ف۲۱ یا نڈر ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسا دے تم پر مینہ پتھروں کا ف۲۲ سو جان لو گے کیسا ہے

نَذِيْرِ ۝١٧ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝١٨ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ

میرا ڈرانا ف۲۳ اور جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار ف۲۴ اور کیا نہیں دیکھتے ہو اڑتے جانوروں کو

وقف لازم فَوْقَهُمْ صٰۗفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝١٩

اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور پر جھپکتے ہوئے ان کو کوئی نہیں تھام رہا رحمان کے سوا اس کی نگاہ میں ہے ہر چیز ف۲۵

فائدہ: [۱۴] **دوزخیوں کا حسرت وندامت سے بھرپور جواب:**...... یعنی کھسیانے ہو کر حسرت و ندامت سے جواب دیں گے کہ بیشک ڈرانے والے آئے تھے، مگر ہم نے اُن کی بات نہ مانی۔ برابر جھٹلایا کیے کہ تم سب غلط کہتے ہو، نہ اللہ نے تم کو بھیجا، نہ تم پر وحی اتاری، بلکہ تم عقل وفہم کے راستہ سے بہک کر بڑی سخت گمراہی میں جا پڑے ہو۔

فائدہ: [۱۵] **اعتراف جرم:**...... یعنی کیا خبر تھی کہ یہ ڈرانے والے ہی سچے نکلیں گے؟ اگر ہم اُس وقت کسی ناصح کی بات سنتے یا عقل سے کام لے کر معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیتے تو آج دوزخیوں کے زمرہ میں کیوں شامل ہوتے؟ اور تم کو یہ طعن دینے کا موقع کیوں ملتا؟

فائدہ:[۱۶] ...... یعنی خود اقرار کرلیا کہ بیشک ہم مجرم ہیں، یوں ہی بے قصور ہم کو دوزخ میں نہیں ڈالا جارہا، لیکن اُس ناوقت کے اقرار و اعتراف سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ارشاد ہوگا: ﴿فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾ (اب دفع ہوجائیں دوزخ والے) ان کے لیے جوارِ رحمت میں کہیں ٹھکانا نہیں۔

فائدہ:[۱۷] مغفرت اور بڑے اجر کے مستحق کون؟ ...... یعنی اللہ کو دیکھا نہیں، مگر اُس پر اور اُس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں، اور اُس کی عظمت وجلال کے تصور سے لرزتے اور اُس کے عذاب کا خیال کرکے تھرتھراتے ہیں۔ یا ﴿بِالْغَیْبِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مجمع سے الگ ہوکر خلوت وعزلت میں اپنے رب کو یاد کرکے لرزاں وترساں رہتے ہیں۔

فائدہ:[۱۸] ...... یعنی گو تم اُس کو نہیں دیکھتے، مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں، سب کو جانتا ہے، بلکہ دلوں میں اور سینوں میں جو خیالات گزرتے ہیں، اُن کی بھی خبر رکھتا ہے، غرض وہ تم سے غائب ہے، پر تم اُس سے غائب نہیں۔

فائدہ:[۱۹] ...... یعنی تمہارا اور تمہارے افعال واقوال ہر چیز کا خالق ومختار وہ ہے، اور خالق ومختار جس چیز کو پیدا کرے، ضروری ہے کہ اس کا پورا علم اُسے حاصل ہو، ورنہ پیدا کرنا ممکن نہیں، پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ جس نے بنایا وہی نہ جانے؟

فائدہ:[۲۰] زمین کی تسخیر: ...... یعنی زمین کو تمہارے سامنے کیسا پست وذلیل اور مسخر ومنقاد کردیا کہ جو چاہو اس میں تصرف کرو، تو چاہیے کہ اُس پر اور اس کے پہاڑوں پر چلو پھرو اور روزی کماؤ، مگر اتنا یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے، اسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔

فائدہ:[۲۱] خوف خدا کی تلقین: ...... پہلے انعامات یاد دلائے تھے، اب شانِ قہر وانتقام یاد دلا کر ڈرانا مقصود ہے، یعنی زمین بیشک تمہارے لیے مسخر کردی گئی، مگر یاد رہے اس پر حکومت اُسی آسمان والے کی، وہ اگر چاہے تو تم کو زمین میں دھنسادے، اُس وقت زمین بھونچال سے لرزنے لگے اور تم اُس کے اندر اُترتے چلے جاؤ، لہٰذا آدمی کو جائز نہیں کہ اُس مالک مختار سے نڈر ہوکر شرارتیں شروع کردے اور اس کے ڈھیل دینے پر مغرور ہوجائے۔

فائدہ:[۲۲] ...... یعنی بیشک زمین پر چلو پھرو اور روزی کماؤ، لیکن خدا کو نہ بھولو، ورنہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر ایک سخت آندھی بھیج دے یا پتھروں کا مینہ برسادے، پھر تم کیا کروگے؟ ساری دَوڑ دھوپ یوں ہی رکھی رہ جائے گی۔

فائدہ:[۲۳] ...... یعنی جس عذاب سے ڈرایا جاتا تھا، وہ کیسا تباہ کن اور ہولناک ہے۔

فائدہ:[۲۴] ...... یعنی "عاد" و "ثمود" وغیرہ کے ساتھ جو معاملہ ہوچکا ہے، اس سے عبرت پکڑو۔ دیکھ لو! اُن کی حرکات پر ہم نے انکار کیا تھا تو وہ انکار کیسے عذاب کی صورت میں ظاہر ہوکر رہا؟

فائدہ:[۲۵] فضاء میں پرندوں کو تھامنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے: ...... پہلے آسمان وزمین کا ذکر ہوا تھا، یہاں درمیانی چیز کا ذکر ہے، یعنی خدا کی قدرت دیکھو! پرندے زمین وآسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اُڑتے رہتے ہیں، اور باوجود جسم ثقیل مائل الی المرکز ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے، نہ زمین کی قوتِ جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ بتلاؤ رحمن کے سوا کس کا ہاتھ ہے، جس نے اُنہیں فضاء میں تھام رکھا ہے؟ بیشک رحمن نے اپنی رحمت وحکمت سے اُن کی ساخت ایسی بنائی اور اس میں وہ قوت رکھی جس سے وہ بے تکلف ہوا میں گھنٹوں ٹھہر سکیں۔ وہی ہر چیز کی استعداد کو جانتا اور تمام مخلوق کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ اللہ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر وشرارت سے اُس کے مستحق بھی ہیں، لیکن جس طرح رحمن کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے، عذاب بھی اُسی کی رحمت سے رُکا ہوا ہے۔

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾

بھلا وہ کون ہے جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری رحمان کے سوا منکر پڑے ہیں بڑے بہکائے میں ۲۶

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا

بھلا وہ کون ہے جو روزی دے تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی ۲۷ کوئی نہیں پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر ۲۸ بھلا ایک جو چلے اوندھا

عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ

اپنے منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر ۲۹ تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو بنا کھڑا کیا

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي

اور بنا دیے تمہارے واسطے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو ۳۰ تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈا دیا تم کو

الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلْ إِنَّمَا

زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے ۳۱ اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ۳۲ تو کہہ خبر تو

الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا

ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر ۳۳ پھر جب دیکھیں گے کہ وہ پاس آلگا تو بگڑ جائیں گے منہ منکروں کے

وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَن مَّعِيَ أَوْ

اور کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے ۳۴ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا

رَحِمَنَا فَمَن يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ

ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو بچائے منکروں کو عذاب دردناک سے ۳۵ تو کہہ وہی رحمان ہے ہم نے اس کو مانا اور اسی پر

تَوَكَّلْنَا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا

بھروسہ کیا ۳۶ سو اب تم جان لو گے کون پڑا ہے صریح بہکائے میں ۳۷ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا خشک

فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ ﴿٣٠﴾ ع ۲

پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی نتھرا ۳۸

فائدہ: [۲۶] اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے:...... یعنی منکر سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے باطل معبودوں اور فرضی دیوتاؤں کی فوج ان کو اللہ کے عذاب اور آنے والی آفت سے بچا لے گی، خوب سمجھ لو رحمٰن سے الگ ہو کر کوئی مدد کو نہ پہنچے گا۔

فائدہ:[۲۷]......یعنی اللہ اگر روزی کے سامان بند کر لے تو کس کی طاقت ہے جو تم پر روزی کا دروازہ کھول دے؟

فائدہ:[۲۸]......یعنی دل میں یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ سے الگ ہو کر نہ کوئی نقصان کو روک سکتا ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے، مگر محض شرارت اور سرکشی ہے کہ توحید و اسلام کی طرف آتے ہوئے بدکتے ہیں۔

فائدہ:[۲۹] موحد اور مشرک کی مثال:......یعنی ظاہری کامیابی کی راہ طے کر کے وہی مقصدِ اصلی تک پہنچے گا جو سیدھے راستہ پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہو کر چلے۔ جو شخص ناہموار راستہ پر اوندھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہوا اُس کے منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ یہ مثال ایک موحد اور ایک مشرک کی ہوئی، محشر میں بھی دونوں کی چال میں ایسا ہی فرق ہوگا۔

فائدہ:[۳۰] اللہ کی نعمتوں کی ناشکری:......یعنی اللہ نے سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں، اور سمجھنے کے لیے دل دیئے تھے کہ اس کا حق مان کر ان قوتوں کو ٹھیک مصرف میں لگاتے، اور اس کی طاعت و فرمانبرداری میں خرچ کرتے، مگر ایسے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔ کافروں کو دیکھو کہ ان نعمتوں کا کیسا حق ادا کیا؟ اس کی دی ہوئی قوتیں اسی کے مقابلہ میں استعمال کیں۔

فائدہ:[۳۱]......یعنی ابتدا بھی اُس سے ہوئی، انتہا بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے۔ چاہیے تھا کہ اُس سے ایک دم غافل نہ ہوتے اور ہمہ وقت اُس کی فکر رکھتے کہ مالک کے سامنے خالی ہاتھ نہ جائیں، مگر ایسے بندے، بہت تھوڑے ہیں۔

فائدہ:[۳۲] منکرین قیامت کی جلد بازی:......یعنی اکٹھے کب کیے جائیں گے؟ اور قیامت کب آئے گی؟ اُسے جلدی بلا لو۔

فائدہ:[۳۳] منکرین قیامت کو جواب:......یعنی وقت کی تعیین میں نہیں کر سکتا، اس کا علم اللہ ہی کو ہے، البتہ جو چیز یقینا آنے والی ہے، اس سے آگاہ کر دینا اور خوفناک مستقبل سے ڈرا دینا میرا فرض تھا، وہ میں ادا کر چکا۔

فائدہ:[۳۴]......یعنی اب تو جلدی مچا رہے ہیں، لیکن جس وقت وہ وعدہ قریب آ لگے گا، بڑے بڑے سرکشوں کے منہ بگڑ جائیں گے اور چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں گی۔

فائدہ:[۳۵] کفار کی خواہش اور اس کا جواب:......کفار تمنا کرتے تھے کہ کہیں جلد مر مرا کر ان کا قصہ ختم ہو جائے (العیاذ باللہ) اُس کا جواب دیا کہ فرض کرو! تمہارے زُعم کے موافق میں اور میرے ساتھی دنیا میں سب ہلاک کر دیئے جائیں، یا ہمارے عقیدے کے موافق مجھ کو اور میرے رفقاء کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کامیاب و بامراد کرے، اِن دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو، مگر تم کو اُس سے کیا فائدہ ہے؟ ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو، بہر حال آخرت میں بہتری ہے کہ اُس کے راستہ میں جدوجہد کر رہے ہیں، لیکن تم اپنی فکر کرو کہ اس کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے، اس سے کون بچائے گا؟ ہمارا اندیشہ چھوڑ دو، اپنی فکر کرو، کیونکہ کافر کسی طرح بھی خدائی عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا۔

فائدہ:[۳۶]......یعنی جب ہمارا ایمان اُس پر ہے تو ایمان کی بدولت نجات یقینی ہے، اور جب ہم صحیح معنی میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں تو مقاصد میں کامیابی یقینی ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ﴾ [الطلاق: ۳] تم میں دونوں چیزیں نہیں، نہ ایمان، نہ توکل، پھر تم کیسے بے فکر ہو؟

فائدہ:[۳۷]......یعنی ہم، جیسا کہ تمہارا گمان ہے یا تم جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے۔

فائدہ:[۳۸] اگر پانی خشک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اسے واپس نہیں لا سکتا:......یعنی زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اُسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ ایک پانی ہی کو لے لو، جس سے ہر چیز کی زندگی ہے، اگر فرض کرو چشموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اُتر جائے، جیسا کہ اکثر موسم گرما میں پیش آ جاتا ہے تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر

مقدار میں مہیا کردے جو تمہاری زندگی اور بقا کے لیے کافی ہو، لہٰذا ایک مؤمن متوکل کو اُسی خالق الکل مالک علی الاطلاق پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے، اُس وقت ہدایت و معرفت کا خشک نہ ہونے والا چشمہ محمد ﷺ کی صورت میں جاری کردینا بھی اُسی رحمن مطلق کا کام ہو سکتا ہے، جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری و باطنی زندگی کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اگر بفرضِ محال یہ چشمہ خشک ہو جائے، جیسا کہ اشقیاء کی تمنا ہے، تو کون ہے جو مخلوق کے لیے ایسا پاک و صاف ستھرا پانی مہیا کر سکے؟

تمت سورۃ الملک وللہ الحمد والمنۃ۔

اٰیاتہا ۵۳ ﴿۶۸ سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ ۲﴾ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ① مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ② وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ ف ۱ اور تیرے واسطے بدلہ ہے

مَمْنُوْنٍ ③ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ④ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ⑤ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ ⑥ اِنَّ

بے انتہا ف ۲ اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ف ۳ سو اب تو بھی دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ کون ہے تم میں جو بچل رہا ہے ف ۴ بے شک

رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ⑦ فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ ⑧

تیرا رب وہی خوب جانے اس کو جو بہکا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو ف ۵ سو تو کہنا مت مان جھٹلانے والوں کا

فَائِدَہ: [۱] مشرکین مکہ کے الزامات وطعنے اور ان کا جواب:...... مشرکین مکہ حضور ﷺ کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے، کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے جو یک بیک تمام قوم سے الگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں جن کو کوئی نہیں مان سکتا۔ حق تعالیٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپ ﷺ کی تسلی فرمادی، یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے فضل وانعام ہوں جن کو ہر آنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہے، مثلاً اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور حکمت ودانائی کی باتیں، مخالف وموافق کے دل میں اس قدر قوی تاثیر، اور اتنے بلند اور پاکیزہ اخلاق، کیا اُسے دیوانہ کہنا خود اپنی دیوانگی کی دلیل نہیں؟ دنیا میں بہت دیوانے ہوئے ہیں اور کتنے عظیم الشان مصلحین گزرے ہیں جن کو ابتداءً قوم نے دیوانہ کہہ کر پکارا ہے، مگر قلم نے تاریخی معلومات کا جو ذخیرہ بطونِ اوراق میں جمع کیا ہے وہ ببانگِ دُہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں، اور ان دیوانے کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین وآسمان کا تفاوت ہے۔ آج آپ کو (العیاذ باللہ) مجنون کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دنیا کے تمام جلیل القدر، اور اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانہ کے شریروں اور بے عقلوں نے یاد کیا ہے۔ لیکن جس طرح تاریخ نے اُن مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاء ودوام کی مہر ثبت کی اور اُن مجنون کہنے والوں کا نام ونشان باقی نہ چھوڑا، قریب ہے کہ قلم اور اُس کے ذریعہ سے لکھی ہوئی تحریریں آپ ﷺ کے ذکرِ خیر اور آپ ﷺ کے بے مثال کارناموں اور علوم ومعارف کو ہمیشہ کے لیے روشن رکھیں گی اور آپ ﷺ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ کر رہے گا۔ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا آپ ﷺ کی حکمت ودانائی کی داد دے گی اور آپ ﷺ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کرے گی۔ بھلا خداوندِ قدوس جس کی فضیلت وبرتری کو ازل الآزال میں اپنے قلم نور سے لوحِ محفوظ کی تختی پر نقش کر چکا، کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون و

مفتون کی پھبتیاں کس کر اُس کے ایک شوشہ کو مٹاسکی؟ جو ایسا خیال رکھتا ہو پرلے درجہ کا مجنون یا جاہل ہے۔

فَائِدَہ: [۲] **مجنوں کہنے سے آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگڑتا:**...... یعنی آپ غمگین نہ ہوں، ان کے دیوانہ کہنے سے آپ کا اجر بڑھتا ہے اور غیر محدود فیضِ ہدایت بنی نوع انسان کو آپ کی ذات سے پہنچنے والا ہے، اُس کا بے انتہا اجر و ثواب آپ کو یقینا ملنے والا ہے۔ کیا دیوانوں اور پاگلوں کا مستقبل ایسا پائیدار اور شاندار کسی نے دیکھا ہے؟ یا کسی مجنون کی اسکیم اس طرح کامیاب ہوتے سنی ہے؟ پھر جس کا رُتبہ اللہ کے ہاں اتنا بڑا ہو اس کو چند احمقوں کے دیوانہ کہنے کی کیا پروا ہونی چاہئے؟

فَائِدَہ: [۳] **آنحضرت ﷺ کے اونچے اور بلند اخلاق:**...... یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق و ملکات پر آپ ﷺ کو پیدا فرمایا، کیا دیوانوں میں اُن اخلاق و ملکات کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعاً نظم و ترتیب نہیں ہوتی، نہ اُس کا کلام اُس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے، برخلاف اس کے آپ ﷺ کی زبان قرآن ہے اور آپ ﷺ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی، جس خوبی، اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ ﷺ میں فطرتاً موجود، اور جس بدی و وحشتی سے روکتا ہے آپ طبعاً اُس سے نفور و بیزار ہیں۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حدِ تناسب و اعتدال سے ایک انچ اِدھر اُدھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپ ﷺ کا حسنِ اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں۔ جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمحِ نظر اتنا بلند ہو، بھلا وہ کسی مجنون کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا؟ آپ ﷺ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے، جس کی بدولت ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ﴾ [الکھف:۶] کا خطاب سننے کی نوبت آتی تھی۔ فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے زیادہ عمیق پہلو یہ ہے کہ آدمی دنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوندِ قدوس کی عظیم ہستی سے غافل و ذاہل نہ ہو۔ جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہے گی، تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اُتریں گے۔ کیا خوب فرمایا شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے: "سمی خلقه عظيما اذ لم تكن له همة سوى الله تعالى عاشر الخلق بخلقه وذاهلهم بقلبه فكان ظاهره مع الخلق وباطنه مع الحق۔" وفی وصیة بعض الحکماء: "عليك بالخلق مع الخَلق وبالصدق مع الحق۔"

فَائِدَہ: [۴] **عنقریب قیامت میں معلوم ہو جائے گا کہ کون سمجھ دار تھا:**...... یعنی دل میں تو پہلے سے سمجھتے ہیں، لیکن عنقریب فریقین کو آنکھوں سے نظر آجائے گا کہ دونوں میں سے کون ہشیار اور عاقبت اندیش تھا، اور کس کی عقل ماری گئی تھی، جس کی وجہ سے پاگلوں کی طرح بہکی بہکی باتیں کرتا تھا۔

فَائِدَہ: [۵]...... یعنی پوری طرح علم تو اللہ ہی کو ہے کہ کون لوگ راہ پر آنے والے ہیں اور کون بھٹکنے والے، لیکن نتائج جب سامنے آئیں گے تو سب کو نظر آجائے گا کہ کون کامیابی کی منزل پر پہنچا اور کون شیطان کی رہزنی کی بدولت ناکام و نامراد رہا۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱

وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں ف۶ اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانے والے بے قدر کا ف۷ طعنے دے چغلی کھاتا پھرے،

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا تُتْلٰى

بھلے کام سے روکے حد سے بڑھے بڑا گنہگار اُجڈ ان سب کے پیچھے بدنام ف۸ اس واسطے کہ رکھتا ہے مال اور بیٹے ف۹ جب سنائے

عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

اس کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی ف۱۰ اب داغ دیں گے ہم اس کو سونڈ پر ف۱۱ ہم نے ان کو جانچا ہے جیسے جانچا تھا

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا

باغ والوں کو ف۱۲ جب ان سب نے قسم کھائی کہ اس کا میوہ توڑیں گے صبح ہوتے اور انشاء اللہ نہ کہا ف۱۳ پھر پھیرا کر گیا اس پر

طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

کوئی پھر جانے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ سوتے ہی رہے پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ چکا ف۱۴ پھر آپس میں بولے صبح ہوتے

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾

کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا

کہ اندر نہ آنے پائے اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج اور سویرے چلے لپکتے ہوئے زور کے ساتھ ف۱۵ پھر جب اس کو دیکھا بولے

اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾

ہم تو راہ بھول آئے نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی ف۱۶

فائدة: [۶] کفار کی حضور ﷺ کو لحاظ و مروت کی پیشکش اور آپ ﷺ کو اس پر تنبیہ:......یعنی راہ پر آنے والے اور نہ آنے والے سب اللہ کے علم محیط میں طے شدہ ہیں، لہٰذا دعوت و تبلیغ کے معاملہ میں کچھ رد و رعایت کی ضرورت نہیں، جس کو راہ پر آنا ہوگا آ رہے گا اور جو محروم ازلی ہے وہ کسی لحاظ و مروت سے ماننے والا نہیں۔ کفار مکہ حضرت ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ بت پرستی کی نسبت اپنا سخت رویہ ترک کر دیں اور ہمارے معبودوں کی تردید نہ کریں، ہم بھی آپ کے خدا کی تعظیم کریں گے اور آپ کے طور و طریق اور مسلک و مشرب سے معترض نہ ہوں گے۔ ممکن تھا کہ ایک مصلح اعظم کے دل میں جو "خلق عظیم" پر پیدا کیا گیا ہے، نیک نیتی سے یہ خیال آ جائے کہ تھوڑی سی نرمی اختیار کرنے اور ڈھیل دینے سے کام بنتا ہے تو برائے چندے نرم روش اختیار کرنے میں کیا مضائقہ ہے؟ اُس پر حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ آپ ان مکذبین کا کہنا نہ مانیے، ان کی غرض محض آپ کو ڈھیلا کرنا ہے، ایمان لانا اور صداقت کو قبول کرنا مقصود نہیں، آپ کی بعثت کی اصلی غرض اس صورت میں حاصل نہیں ہوتی، آپ تو ہر طرف سے قطع نظر کر کے اپنا فرض ادا کرتے رہیے، کسی کو منوا دینے اور راہ پر لے آنے کے آپ ذمہ دار نہیں۔

تنبیہ:......"مداہنت" اور "مدارات" میں بہت باریک فرق ہے۔ اوّل الذکر مذموم ہے اور آخر الذکر محمود۔ فلا تغفل۔

فائدة: [۷] ولید بن مغیرہ کی قبیح صفات:......یعنی جس کے دل میں خدا کے نام کی عظمت نہیں، جھوٹی قسم کھا لینا ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور چونکہ لوگ اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے، اس لیے یقین دلانے کے لیے بار بار قسمیں کھا کر بے قدر اور ذلیل ہوتا ہے۔

فائدة: [۸] بدنامی و رسوائی:......یعنی ان خصلتوں کے ساتھ بدنام اور رسوائے عالم بھی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہ

سب کافر کے وصف ہیں، آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے۔"

تنبیہ: ...... ﴿زَنِیْمٍ﴾ کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرام زادے کے ہیں۔ جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں، وہ ایسا ہی تھا۔

فائدہ:[۹] مال واولاد پر غرور: ...... یعنی ایک شخص اگر دنیا میں طالع منداور خوش قسمت نظر آتا ہے، مثلاً مال واولاد وغیرہ رکھتا ہے تو محض اتنی بات سے اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے۔ اصل چیز انسان کے اخلاق وعادات ہیں، جس شخص میں شرافت اور خوش اخلاقی نہیں، اللہ والوں کا کام نہیں کہ اس کی اہلفریب باتوں کی طرف التفات کریں۔

فائدہ:[۱۰] ...... یعنی اللہ کی باتوں کو یہ کہہ کر جھٹلاتا ہے۔

فائدہ:[۱۱] ولید بن مغیرہ کاداغ رسوائی: ...... کہتے ہیں قریش کا ایک سردار ولید بن مغیرہ تھا، اس میں یہ سب اوصاف جمع تھے اور ناک پر داغ دینے سے مراد اس کی رسوائی اور روسیاہی ہے، شاید دنیا میں حسی طور پر بھی کوئی داغ پڑا ہو، یا آخرت میں پڑے گا۔

فائدہ:[۱۲] ...... یعنی مال واولاد کی کثرت کوئی مقبولیت کی علامت نہیں، نہ اللہ کے ہاں اس کی کچھ قدر وقیمت ہے، لہٰذا کفار مکہ اس چیز پر مغرور نہ ہوں، یہ تو اللہ کی طرف سے اُن کی آزمائش اور جانچ ہے، جیسے پہلے بعض لوگوں کی جانچ کی گئی۔

فائدہ:[۱۳] تین بھائیوں کے بخل کا قصہ: ...... کئی بھائی جن کے باپ نے ترکہ میں میوے کا ایک باغ چھوڑا تھا، اُس میں کھیتی بھی ہوتی ہوگی، سارا گھر اُس کی پیداوار سے آسودہ تھا، باپ کے زمانہ میں عادت تھی کہ جس دن میوہ توڑا جاتا یا کھیتی کٹتی تو شہر کے سب فقیر محتاج جمع ہو جاتے، یہ سب کو تھوڑا بہت دے دیتا، اسی سے برکت تھی۔ اس کے انتقال کے بعد بیٹوں کو خیال ہوا کہ فقیر جو اتنا مال لے جاتے ہیں، وہ اپنے ہی کام آئے تو خوب ہو، کیوں ہم ایسی تدبیر نہ کریں کہ فقیروں کو کچھ دینا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر میں آ جائے، پھر آپس میں مشورہ کر کے یہ رائے قرار پائی کہ صبح سویرے ہی توڑ کر گھر لے آئیں، فقیر جائیں گے تو وہاں کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسا یقین جمایا کہ "ان شاء اللہ" بھی نہ کہا۔

فائدہ:[۱۴] ...... یعنی رات کو بگولا اُٹھا، آگ لگی یا اور کوئی آفت پڑی، سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا۔

فائدہ:[۱۵] ...... یعنی یہ یقین کرتے ہوئے کہ اب جا کر سب پیداوار اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔

فائدہ:[۱۶] بخل کا انجام: ...... وہ زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہو چکی تھی کہ وہاں پہنچ کر پہچان نہ سکے، سمجھے کہ ہم راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے، پھر جب غور کیا تو سمجھے کہ نہیں، جگہ تو وہی ہے، مگر ہماری قسمت پھوٹ گئی اور حق تعالیٰ کی درگاہ سے ہم محروم کئے گئے۔

قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۞۲۸ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۞۲۹

بولا بھلا ان کا میں نے کہا تھا کہ کیوں نہیں پاکی بولتے اللہ کی ف۱۷ بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیر وار تھے

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۞۳۰ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۞۳۱ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ

پھر منہ کر کر ایک دوسرے کی طرف لگے الاہنا (الزام) دینے ف۱۸ بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے شاید ہمارا رب بدل

يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۞۳۲ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ

دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں ف۱۹ یوں آتی ہے آفت اور آخرت کی آفت تو سب سے بڑی ہے اگر

وقف لازم

ع ۲/۳ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٣٤﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ

ان کو سمجھ ہوتی ف ۲۰ — البتہ ڈرنے والوں کو ان کے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے ف ۲۱ — کیا ہم کر دیں گے حکم برداروں کو

كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ ۥ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ لَكُمْ

برابر گناہ گاروں کے — کیا ہو گیا تم کو کیسے ٹھہراتے ہو بات ف ۲۲ — کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو — اس میں ملتا

فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا

ہے تم کو جو تم پسند کر لو — کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں ٹھیک پہنچنے والی قیامت کے دن تک کہ تم کو ملے گا جو کچھ

مع ۱۵ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ

تم ٹھہراؤ گے — پوچھ ان سے کون سا ان میں اس کا ذمہ لیتا ہے ف ۲۳ — کیا ان کے واسطے کوئی شریک ہیں پھر تو چاہیے لے آئیں اپنے اپنے شریکوں کو اگر

كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿٤١﴾

وہ سچے ہیں ف ۲۴

فائدۃ:[۱۷] منجھلے بھائی کی نصیحت:......منجھلا بھائی اُن میں زیادہ ہشیار تھا، اُس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ اللہ کو مت بھولو، یہ سب اُسی کا انعام سمجھو اور فقیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو۔ جب کسی نے اُس کی بات پر کان نہ دھرا، چپ ہو رہا اور اُن ہی کا شریک حال ہو گیا، اب یہ تباہی دیکھ کر اُس نے وہ پہلی بات یاد دلائی۔

فائدۃ:[۱۸] ایک دوسرے کو الزام اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع:......اب اپنی تقصیر کا اعتراف کر کے رب کی طرف رجوع ہوئے اور جیسا کہ عام مصیبت کے وقت قاعدہ ہے، ایک دوسرے کو الزام دینے لگے، ہر ایک دوسرے کو اس مصیبت اور تباہی کا سبب گردانتا تھا۔

فائدۃ:[۱۹] اعتراف قصور:......آخر میں سب مل کر کہنے لگے کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی کہ ہم نے فقیروں محتاجوں کا حق مارنا چاہا اور حرص وطمع میں آ کر اصل بھی کھو بیٹھے۔ یہ جو کچھ خرابی آئی اُس میں ہم ہی قصوروار ہیں، مگر اب بھی ہم اپنے رب سے ناامید نہیں، کیا عجب ہے وہ اپنی رحمت سے پہلے باغ سے بہتر باغ ہم کو عطا کر دے۔

فائدۃ:[۲۰]......یعنی یہ تو دنیا کے عذاب کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا، جسے کوئی ٹال نہ سکا، بھلا آخرت کی اُس بڑی آفت کو تو کون ٹال سکتا ہے؟ سمجھ ہو تو آدمی یہ بات سمجھے۔

فائدۃ:[۲۱]......یعنی دنیا کے باغ و بہار کو کیا لیے پھرتے ہو، جنت کے باغ ان سے کہیں بہتر ہیں، جن میں ہر قسم کی نعمتیں جمع ہیں، وہ خاص متقین کے لیے ہیں۔

فائدۃ:[۲۲] کفار مکہ کے زعم باطل کا جواب:......کفار مکہ نے غرور و تکبر سے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا تھا کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں پر عنایت و بخشش ہو گی تو ہم پر اُن سے بہتر اور بڑھ کر ہو گی اور جس طرح دنیا میں ہم کو اللہ نے عیش و رفاہیت میں رکھا ہے، وہاں بھی یہی معاملہ رہے گا۔ اس کو فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا ہو تو یہ مطلب ہو گا کہ ایک وفادار غلام جو ہمیشہ اپنے آقا کی حکم برداری کے لیے تیار رہتا ہے، اور ایک جرائم پیشہ باغی دونوں کا انجام یکساں ہو جائے؟ بلکہ مجرم اور باغی، وفاداروں سے اچھے رہیں؟ یہ وہ بات ہے جس

کو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ رد کرتی ہے۔

فائدہ: [۲۳] **مجرم و فرمانبردار میں برابری عقل و فطرت کے خلاف ہے:**...... یعنی یہ بات کہ مسلم اور مجرم دونوں برابر کر دیئے جائیں، ظاہر ہے عقل و فطرت کے خلاف ہے۔ پھر کیا کوئی نقلی دلیل اس کی تائید میں تمہارے پاس ہے؟ کیا کسی معتبر کتاب میں یہ مضمون پڑھتے ہو کہ جو تم اپنے لیے پسند کر لو گے وہی ملے گا؟ اور تمہاری من مانی خواہشات پوری کی جائیں گی؟ یا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے کوئی قسم کھالی ہے کہ تم جو کچھ اپنے دل سے ٹھہرالو گے وہی دیا جائے گا؟ اور جس طرح آج عیش و رفاہیت میں ہو، قیامت تک اسی حال میں رکھے جاؤ گے؟ جو شخص ان میں سے ایسا دعویٰ کرے اور اس کے ثابت کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے، لاؤ! اُسے سامنے کرو، ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کہاں سے کہتا ہے؟

فائدہ: [۲۴] **معبودان باطلہ کی مدد حاصل کرنے کا چیلنج:**...... یعنی اگر عقلی و نقلی دلیل کوئی نہیں، محض جھوٹے دیوتاؤں کے بل بوتے پر یہ دعوے کیے جا رہے ہیں کہ وہ ہم کو یوں کر دیں گے اور یوں مرتبے دلا دیں گے، کیونکہ وہ خود خدائی کے شریک اور حصہ دار ہیں تو اس دعوے میں ان کا سچا ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا جب وہ ان شرکاء کو خدا کے مقابلہ پر بلا لائیں اور اپنی من مانی کارروائی کرا دیں۔ لیکن یاد رہے کہ وہ معبود عابدوں سے زیادہ عاجز اور بے بس ہیں، وہ تمہاری کیا مدد کریں گے؟ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ

جس دن کہ کھولی جائے پنڈلی اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنے کو، پھر نہ کر سکیں ف۲۵ ۔ جھکی پڑتی ہوں گی ان کی آنکھیں ف۲۶

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ

چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت اور پہلے ان کو بلاتے رہے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے ف۲۷ ۔ اب چھوڑ دے مجھ کو اور اُن کو جو کہ جھٹلائیں

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَأُمْلِيْ لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِيْ

اس بات کو اب ہم سیڑھی سیڑھی اتاریں گے ان کو جہاں سے ان کو پتہ بھی نہیں ف۲۸ ۔ اور ان کو ڈھیل دیئے جاتا ہوں بے شک میرا داؤ

مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْئَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ

پکا ہے ف۲۹ ۔ کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ حق سو ان پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے ۔ کیا ان کے پاس خبر ہے غیب کی، سو وہ

يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾

لکھ لاتے ہیں ف۳۰ ۔ اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ مچھلی والا ف۳۱ ۔ جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف۳۲

لَوْلَا أَنْ تَدٰرَكَهُ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ

اگر نہ سنبھالتا اس کو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر ف۳۳ ۔ پھر نوازا اس کو اس کے رب نے پھر کر دیا اس کو

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَإِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

نیکوں میں ف۳۴ ۔ اور منکر تو لگے ہی ہیں کہ پھسلا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن

وقف لازم

وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

اور کہتے ہیں وہ تو باؤلا ہے ۳۵ اور یہ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو ۳۶

فائدہ:[۲۵] ساق کا مفہوم، اس کی تجلی اور سجدہ سے محروم رہ جانے والے:......اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدانِ قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا۔ ﴿سَاقٍ﴾ (پنڈلی) کو کہتے ہیں، اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات وحقائق الٰہیہ میں سے، جس کو کسی خاص مناسبت سے ﴿سَاقٍ﴾ فرمایا۔ جیسے قرآن میں ﴿يَدٌ﴾ (ہاتھ) "وجہ" (چہرہ) کا لفظ آیا ہے۔ یہ مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں، اُن پر اسی طرح بلاکیف ایمان رکھنا چاہئے جیسے اللہ کی ذات، وجود، حیات اور سمع وبصر وغیرہ صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین ومؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے، مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا، اُس کی کمر نہیں مڑے گی، تختہ سی ہو کر رہ جائے گی۔ اور جب اہلِ ریا ونفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار کا اُس پر قادر نہ ہونا بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا۔ یہ سب کچھ محشر میں اس لیے کیا جائے گا کہ مومن وکافر اور مخلص ومنافق صاف طور پر کھل جائیں اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسی طور پر مشاہد ہو جائے۔

تنبیہ:......"متشابہات" پر پہلے کلام کیا جا چکا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت "کشف ساق" کی تفسیر میں نہایت عالی اور عجیب تبصرہ متشابہات پر کیا ہے۔ فلیراجع

فائدہ:[۲۶]......یعنی ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اُوپر نہ اُٹھ سکے گی۔

فائدہ:[۲۷] سجدہ کی صلاحیت خود ہی ختم کر دی:......یعنی دنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے اور باختیار خود سجدہ کر سکتے تھے، وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ استعداد ہی باطل ہو گئی، اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کر سکتے۔

فائدہ:[۲۸] کافروں کو عذاب یقینی ہے توقف سے رنجیدہ نہ ہونا چاہئے:......یعنی اُن کو عذاب ہونا تو یقینی ہے، لیکن چندے عذاب کے توقف سے رنج نہ کیجئے اور ان کا معاملہ میرے اُوپر چھوڑ دیجئے، میں خود اُن سے نبٹ لوں گا اور اس طرح بتدریج آہستہ آہستہ دوزخ کی طرف لے جاؤں گا کہ اُن کو پتہ بھی نہیں چلے گا، یہ اپنی حالت پر مگن رہیں گے اور اندر ہی اندر سکھ کی جڑیں کٹتی چلی جائیں گی۔

فائدہ:[۲۹]......یعنی میری لطیف اور خفیہ تدبیر ایسی پکی ہے جس کو یہ لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے، بھلا اُس کا توڑ تو کیا کر سکتے ہیں؟

فائدہ:[۳۰] کفار اپنی تباہی کی طرف خود ہی جا رہے ہیں:......یعنی افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ لوگ اس طرح تباہی کی طرف چلے جا رہے ہیں، لیکن آپ کی بات نہیں مانتے، آخر نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ کیا آپ اُن سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) طلب کرتے ہیں جس کے بوجھ میں وہ دبے جا رہے ہیں؟ یا خود اُن کے پاس غیب کی خبریں اور اللہ کی وحی آتی ہے، جسے وہ حفاظت کے لیے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہیں؟ اس لیے آپ کے اتباع کی ضرورت نہیں سمجھتے، آخر کچھ سبب تو ہونا چاہئے۔ جب اُن پر کچھ بار بھی ڈالا نہیں جاتا اور اس چیز سے استغنا بھی نہیں تو نہ ماننے کا سبب بجز عناد اور ہٹ دھرمی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

فائدہ:[۳۱] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین:......یعنی مچھلی کے پیٹ میں جانے والے پیغمبر (حضرت یونس علیہ السلام) کی طرح مکذبین کے معاملہ میں تنگ دلی اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کیجئے۔ ان کا قصہ پہلے کئی جگہ تھوڑا تھوڑا گزر چکا ہے۔ (الانبیاء: ۸۷ بالتفصیل)

فائدہ:[۳۲]......یعنی قوم کی طرف سے غصہ میں بھرے ہوئے تھے، جھنجھلا کر شتابی [فوری] عذاب کی دُعا، بلکہ پیشین گوئی کر بیٹھے۔

تنبیہ: غمگین ہونے کی وجہ:......﴿مَكْظُومٌ﴾ کے معنی بعض مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے اور یہ غم مجموعہ تھا

کئی غموں کا: ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا، ایک عذاب کے ٹل جانے کا، ایک بلا اذن صریح شہر چھوڑ کر چلے آنے کا، ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس رہنے کا۔ اُس وقت اللہ کو پکارا اور یہ دعا کی ﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الانبیاء: ۸۷] اُس پر اللہ کا فضل ہوا اور مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

فائدہ: [۴۳] **اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے رستگاری ہوئی:**..... یعنی اگر قبول توبہ کے بعد اللہ کا مزید فضل و احسان دستگیری نہ کرتا تو اُسی چٹیل میدان میں جہاں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے، الزام کھائے ہوئے پڑے رہتے اور وہ کمالات و کرامات باقی نہ رہنے دیئے جاتے جو محض خدا کی مہربانی سے اُس ابتلاء کے وقت بھی باقی رہے۔

فائدہ: [۴۴]..... یعنی پھر اُن کا اور زیادہ رُتبہ بڑھایا اور اعلیٰ درجہ کے نیک و شائستہ لوگوں میں داخل رکھا۔ حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

فائدہ: [۴۵] **کفار کا غیظ و غضب اور صبر کی تلقین:**..... یعنی قرآن سن کر غیظ و غضب میں بھر جاتے ہیں اور اس قدر تیز نظروں سے تیری طرف گھورتے ہیں، جانے تجھ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے، زبان سے بھی آوازے کستے ہیں کہ یہ شخص تو مجنون ہو گیا ہے، اس کی کوئی بات قابلِ التفات نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس طرح آپ کو گھبرا کر مقام صبر و استقلال سے ڈگمگا دیں، مگر آپ برابر اپنے مسلک پر جمے رہیے اور تنگ دل ہو کر کسی معاملہ میں گھبراہٹ یا جلدی یا مداہنت اختیار نہ کیجئے۔

تنبیہ:..... بعض نے ﴿لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَٰرِهِمْ﴾ سے یہ مطلب لیا ہے کہ کفار نے بعض لوگوں کو جو نظر لگانے میں مشہور تھے، اس پر آمادہ کیا تھا کہ وہ آپ کو نظر لگائیں۔ چنانچہ جس وقت حضور ﷺ قرآن تلاوت فرما رہے تھے، ان میں سے ایک آیا اور پوری ہمت سے نظر لگانے کی کوشش کی، آپ نے "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" پڑھا اور وہ ناکام و نامراد واپس چلا گیا۔ باقی نظر لگنے یا لگانے کے مسئلہ پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔ اور آج کل جب کہ "مسمریزم" ایک باقاعدہ فن بن چکا ہے، اس میں مزید ردّ و کد کرنا بیکار سا معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ: [۴۶] **قرآن تو نصیحت ہے اس میں جنون کہاں ہے؟:**..... یعنی قرآن میں جنون اور باؤلے پن کی بات کونسی ہے، جس کو تم جنون کہہ رہے ہو؟ وہ تو تمام عالم کے لیے اعلیٰ ترین پند و نصیحت کا ذخیرہ ہے۔ اسی سے بنی نوعِ انسان کی اصلاح اور دنیا کی کایا پلٹ ہو گی اور وہی لوگ دیوانے قرار پائیں گے جو اس کلام کے دیوانے نہیں ہیں۔

تمت سورۃ القلم وللّٰہ الحمد والمنۃ۔

ایاتہا ٥٣ | ٦٩ سورۃ الحاقۃ مکیۃ ٧٨ | رکوعاتہا ٢

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَآقَّۃُ ① مَا الۡحَآقَّۃُ ② وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحَآقَّۃُ ③ کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَعَادٌۢ بِالۡقَارِعَۃِ ④

وہ ثابت ہو چکنے والی، کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی، ف ١ اور تو نے کیا سوچا کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی ف ٢ جھٹلایا ثمود اور عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو ف ٣

فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُہۡلِکُوۡا بِالطَّاغِیَۃِ ⑤ وَاَمَّا عَادٌ فَاُہۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ⑥ سَخَّرَہَا

سو وہ جو ثمود تھے سو غارت کر دیے گئے اچھال کر ف ٤ اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے نکلی جائے ہاتھوں سے ف ٥ مقرر کر دیا اس کو ان پر

عَلَیۡہِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا فَتَرَی الۡقَوۡمَ فِیۡہَا صَرۡعٰی ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ

سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اس میں بچھڑ گئے گویا وہ ڈھنڈ ہیں

نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ ⑦ فَہَلۡ تَرٰی لَہُمۡ مِّنۡۢ بَاقِیَۃٍ ⑧ وَجَآءَ فِرۡعَوۡنُ وَمَنۡ قَبۡلَہٗ وَالۡمُؤۡتَفِکٰتُ

کھجور کے کھوکھلے ف ٦ پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان میں کا بچا ف ٧ اور آیا فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانے والی بستیاں

بِالۡخَاطِئَۃِ ⑨ فَعَصَوۡا رَسُوۡلَ رَبِّہِمۡ فَاَخَذَہُمۡ اَخۡذَۃً رَّابِیَۃً ⑩ اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ حَمَلۡنٰکُمۡ

خطائیں کرتے ہوئے پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو پکڑنا سخت ف ٨ ہم نے جس وقت پانی ابلا لاد لیا تم کو

فِی الۡجَارِیَۃِ ⑪ لِنَجۡعَلَہَا لَکُمۡ تَذۡکِرَۃً وَّتَعِیَہَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ ⑫ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ نَفۡخَۃٌ

چلتی کشتی میں تاکہ رکھیں اس کو تمہاری یادگاری کے واسطے اور سینت کر رکھے اس کو کان سینت کر رکھنے والا ف ٩ پھر جب پھونکا جائے صور میں

وَّاحِدَۃٌ ⑬ وَّحُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً ⑭ فَیَوۡمَئِذٍ وَّقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ⑮

ایک بار پھونکنا اور اٹھائی جائے زمین اور پہاڑ پھر کوٹ دیے جائیں ایک بار پھر اس دن ہو پڑے وہ ہو پڑنے والی ف ١٠

فائدہ: [١] قیامت حق ہے:...... یعنی وہ قیامت کی گھڑی جس کا آنا ازل سے علم الہٰی میں ثابت اور مقرر ہو چکا ہے، جب کہ حق باطل سے بالکل واشگاف طور پر بدون کسی طرح کے اشتباہ والتباس کے جدا ہو جائے گا، اور تمام حقائق اپنے پورے کمال وسبوغ کے ساتھ نمایاں ہوں

گی، اور اس کے وجود میں جھگڑا کرنے والے سب اُس وقت مغلوب و مقہور ہو کر رہیں گے۔ جانتے ہو وہ گھڑی کیا چیز ہے؟ اور کس قسم کے احوال و کیفیات اپنے اندر رکھتی ہے؟

فَائِدَۃ:[۲] دنیا کے چھوٹے حوادث بڑے حادثہ (قیامت) پر دلالت کرتے ہیں:......یعنی کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی کتنا ہی سوچے اور فکر کرے، اُس دن کے زہرہ گداز اور ہولناک مناظر کو پوری طرح ادراک نہیں کر سکتا، ہاں تقریب الی الفہم کے لیے بطور تمثیل و تنظیر چند واقعات آگے بیان کیے جاتے ہیں جو دنیا میں اس قیامت کبریٰ کا نشان دینے میں بالکل ہی حقیر اور ناتمام نمونہ کا کام دے سکتے ہیں، گویا اُن چھوٹے ''حاقوں'' کا ذکر اُس بڑے ''حاقہ'' کے بیان کے لیے توطیہ و تمہید ہے۔

فَائِدَۃ:[۳]......یعنی قوم ''ثمود'' و ''عاد'' نے اُس آنے والی گھڑی کو جھٹلایا تھا جو تمام زمین، آسمان، چاند، سورج، پہاڑوں اور انسانوں کو کوٹ کر رکھ دے گی، اور سخت سے سخت مخلوق کو ریزہ ریزہ کر ڈالے گی، پھر دیکھ لو! دونوں کا انجام کیا ہوا؟

فَائِدَۃ:[۴] قوم ثمود پر بھونچال کا عذاب:......یعنی سخت بھونچال سے جو ایک نہایت ہی سخت آواز کے ساتھ آیا، سب تہ و بالا کر دیے گئے۔

فَائِدَۃ:[۵]......یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا، حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں، ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔

فَائِدَۃ:[۶] قوم عاد پر عذاب اور ہلاکت:......یعنی جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اُتری تھی: ﴿مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً﴾ [حٰم السجدۃ:۱۵] (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟) وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی، اور ایسے گرانڈیل [زبردست] پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے، گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں، جن کا سر اُوپر سے کٹ گیا ہو۔

فَائِدَۃ:[۷]......یعنی ان قوموں کا بیج بھی باقی رہا؟ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں۔

فَائِدَۃ:[۸] دیگر قوموں اور فرعونیوں کی ہلاکت:......یعنی ''عاد'' و ''ثمود'' کے بعد فرعون بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہوا آیا اور اُس سے پہلے اور کئی قومیں گناہ سمیٹتی ہوئی آئیں (مثلاً قوم نوح، قوم شعیب اور قوم لوط جن کی بستیاں اُلٹ دی گئی تھیں) ان سبھوں نے اپنے پیغمبر کی نافرمانی کی، اور خدا سے مقابلے باندھے، آخر سب کو خدا نے بڑی سخت پکڑ سے پکڑا، اُس کے آگے کسی کی کچھ بھی پیش نہ چلی۔

فَائِدَۃ:[۹] طوفان نوح اور صرف اہل کشتی کی حفاظت کا عجیب و غریب قصہ:......یعنی نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب پانی کا طوفان آیا تو بظاہر اسباب تمام انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچ سکتا تھا، یہ ہماری قدرت و حکمت اور انعام و احسان تھا کہ سب منکروں کو غرق کر کے نوح علیہ السلام کو مع اُس کے ساتھیوں کے بچا لیا۔ بھلا ایسے عظیم الشان طوفان میں ایک کشتی کے سلامت رہنے کی کیا توقع ہو سکتی تھی؟ لیکن ہم نے اپنی قدرت و حکمت کا کرشمہ دکھلایا، تا لوگ رہتی دنیا تک اس واقعہ کو یاد رکھیں اور جو کان کوئی معقول بات سن کر سمجھتے اور محفوظ رکھتے ہیں، وہ کبھی نہ بھولیں کہ اللہ کا ہم پر ایک زمانہ میں یہ احسان ہوا ہے اور سمجھیں کہ جس طرح دنیا کے ہنگامۂ دار و گیر میں فرمانبرداروں کو نافرمان مجرموں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے، یہی حال قیامت کے ہولناک حاقہ میں ہوگا۔ آگے اُسی کی طرف کلام منتقل کرتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۱۰]......یعنی صور پھنکنے کے ساتھ زمین اور پہاڑ اپنے حیز کو چھوڑ دیں گے اور سب کو کوٹ پیٹ کر ایک دم ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا، بس وہی وقت ہے قیامت کے ہو پڑنے کا۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

اور پھٹ جائے آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہے | اور فرشتے ہوں گے اس کے کناروں پر [۱۱] | اور اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

اپنے اوپر اس دن آٹھ شخص ف ۱۲ اس دن سامنے کئے جاؤ گے چھپی نہ رہے گی تمہاری کوئی چھپی بات ف ۱۳ سو جس کو ملا

كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ

اس کا لکھا اپنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا لکھا ف ۱۴ میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب ف ۱۵ سو وہ ہے

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ

من مانتے گزران میں اونچے باغ میں جس کے میوے جھکے پڑے ہیں ف ۱۶ کھاؤ اور پیو رچ کر بدلہ اس کا جو آگے بھیج چکے ہو

فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾

تم پہلے دنوں میں ف ۱۷ اور جس کو ملا اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں. وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ

اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال برباد ہوئی مجھ سے

سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا

حکومت میری ف ۱۸ اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو ڈالو پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے

فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾

اس کو جکڑ دو ف ۱۹ وہ تھا کہ یقین نہ لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا تھا فقیر کے کھانے پر ف ۲۰

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿٣٧﴾ ع

سو کوئی نہیں آج اس کا یہاں دوستدار ف ۲۱ اور نہ کچھ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھائے اس کو مگر وہی گناہ گار ف ۲۲

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ

سو قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو چیزیں کہ تم نہیں دیکھتے یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا ف ۲۳ اور نہیں ہے یہ کہا

شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو ف ۲۴ اور نہیں ہے کہا پریوں والے کا تم بہت کم دھیان کرتے ہو ف ۲۵ یہ اتارا ہوا ہے جہان

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾

کے رب کا ف ۲۶ اور اگر یہ بنا لاتا ہم پر کوئی بات

فائدۃ:[۱۱] آسمان جیسی مضبوط چیز قیامت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی:......یعنی آج جو آسمان اس قدر مضبوط و محکم ہے کہ لاکھوں سال گزرنے پر بھی کہیں ذرا سا شگاف نہیں پڑا، اُس روز پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس وقت درمیان سے پھٹنا شروع ہوگا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائیں گے۔

فائدۃ:[۱۲]......اب عرشِ عظیم کو چار فرشتے اُٹھا رہے ہیں، جن کی بزرگی اور کلانی کا علم اللہ ہی کو ہے، اُس دن اُن چار کے ساتھ چار اور لگیں گے۔ تفسیر عزیزی میں اس عدد کی حکمتوں اور اُن فرشتوں کے حقائق پر بہت دقیق و بسیط بحث کی ہے، جس کو شوق ہو وہاں دیکھ لے۔

فائدۃ:[۱۳]......یعنی اس دن اللہ کی عدالت میں حاضر کیے جاؤ گے اور کسی کی کوئی نیکی یا بدی مخفی نہ رہے گی، سب منظرِ عام پر آجائیں گی۔

فائدۃ:[۱۴] کامیاب ہونے والوں کی خوشی:......یعنی اس دن جس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا جو ناجی و مقبول ہونے کی علامت ہے، وہ خوشی کے مارے ہر کسی کو دکھاتا پھرتا ہے کہ لو آؤ! یہ میرا اعمال نامہ پڑھو۔

فائدۃ:[۱۵]......یعنی میں نے دنیا میں خیال رکھا تھا کہ ایک دن ضرور میرا حساب کتاب ہونا ہے، اس خیال سے میں ڈرتا رہا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا، آج اس کا دل خوش کن نتیجہ دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے فضل سے میرا حساب بالکل صاف ہے۔

فائدۃ:[۱۶]......جو کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں نہایت سہولت سے چنے جا سکتے ہیں۔

فائدۃ:[۱۷] آخرت میں دنیاوی مشقتوں کا بہترین بدلہ:......یعنی دنیا میں تم نے اللہ کے واسطے اپنے نفس کی خواہشوں کو روکا تھا اور بھوک پیاس وغیرہ کی تکلیفیں اُٹھائی تھیں، آج کوئی روک ٹوک نہیں، خوب ترچ پچ کر کھاؤ پیو، نہ طبیعت منغص ہوگی، نہ بدہضمی، نہ بیماری، نہ زوال کا کھٹکا۔

فائدۃ:[۱۸] ناکام لوگوں کی حسرت و افسوس:......یعنی پیٹھ کی طرف سے بائیں ہاتھ میں جس کا اعمال نامہ دیا جائے گا سمجھ لے گا کہ کمبختی آئی، اس وقت نہایت حسرت سے تمنا کرے گا کہ کاش! میرے ہاتھ میں اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوتی کہ حساب کتاب کیا چیز ہے، کاش! موت میرا قصہ ہمیشہ کے لیے تمام کر دیتی، مرنے کے بعد پھر اُٹھنا نصیب نہ ہوتا، یا اُٹھا تھا تو اب موت آکر میرا قصہ کر لیتی۔ افسوس! وہ مال و دولت اور جاہ و حکومت کچھ کام نہ آئی، آج اُن میں سے کسی چیز کا پتہ نہیں، نہ میری کوئی حجت اور دلیل چلتی ہے، نہ معذرت کی گنجائش ہے۔

فائدۃ:[۱۹] دوزخیوں کو سخت ترین عذاب:......فرشتوں کو حکم ہوگا اسے پکڑو، طوق گلے میں ڈالو، پھر دوزخ کی آگ میں غوطہ دو اور اُس زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو، تا جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے کہ اِدھر اُدھر حرکت کرنے سے بھی جلنے والا قدرے تخفیف محسوس کیا کرتا ہے۔

تنبیہ:......گز سے وہاں کا گز مراد ہے، جس کی مقدار اللہ ہی جانے۔

فائدۃ:[۲۰]......یعنی اس نے دنیا میں رہ کر نہ اللہ کو جانا، نہ بندوں کے حقوق پہچانے، فقیر محتاج کی خود تو کیا خدمت کرتا دوسروں کو بھی اُدھر ترغیب نہ دی، پھر جب اللہ پر جس طرح چاہیے ایمان نہ لایا تو نجات کہاں؟ اور جب کوئی بھلائی کا چھوٹا بڑا کام بن نہ پڑا تو عذاب میں تخفیف کی بھی کوئی صورت نہیں۔

فائدۃ:[۲۱]......یعنی جب اللہ کو دوست نہ بنایا تو آج اس کا دوست کون بن سکتا ہے، جو حمایت کر کے عذاب سے بچا دے یا مصیبت کے وقت کچھ تسلی کی بات کرے؟

فائدۃ:[۲۲] دوزخیوں کا بے فائدہ کھانا:......کھانے سے بھی انسان کو قوت پہنچتی ہے، مگر دوزخیوں کو کوئی ایسا مرغوب کھانا نہ ملے گا جو راحت و قوت کا سبب ہو۔ ہاں! دوزخیوں کے زخموں کی پیپ دی جائے گی، جسے اُن گناہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا اور وہ بھی بھوک

پیاس کی شدت میں غلطی سے یہ سمجھ کر کھائیں گے کہ اس سے کچھ کام چلے گا، بعد کو ظاہر ہوگا کہ اس کا کھانا بھوک کے عذاب سے بڑا عذاب ہے۔(أعاذنا الله من سائر أنواع العذاب فی الدنیا والاٰخرۃ)

فائدہ:[٢٣] جنت و دوزخ کی بیان کردہ تفصیلات حقیقت پر مبنی ہیں اور قرآن سچ ہے:......یعنی جو کچھ جنت و دوزخ وغیرہ کا بیان ہوا، یہ کوئی شاعری نہیں، نہ کاہنوں کی الکل پچو باتیں ہیں، بلکہ یہ قرآن ہے اللہ کا کلام، جس کو آسمان سے ایک بزرگ فرشتہ لے کر ایک بزرگ ترین پیغمبر پر اترا، جو آسمان سے لایا وہ، اور جس نے زمین والوں کو پہنچایا، دونوں رسول کریم ہیں، ایک کا کریم ہونا تو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو، اور دوسرے کی کرامت و بزرگی پہلے کریم کے بیان سے ثابت ہے۔

تنبیہ: وحی کے ذریعہ دیکھی اور ان دیکھی سب چیزوں کی تصدیق ضروری ہے:...... عالم میں دو قسم کی چیزیں ہیں: ایک جن کو آدمی آنکھوں سے دیکھتا ہے، دوسری جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی، عقل وغیرہ کے ذریعہ سے اُن کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے، مثلاً ہم کتنا ہی آنکھیں پھاڑ کر زمین کو دیکھیں، وہ چلتی ہوئی نظر نہ آئے گی، لیکن حکماء کے دلائل و براہین سے عاجز ہو کر ہم اپنی آنکھ کو غلطی پر سمجھتے ہیں اور اپنی عقل کے یا دوسرے عقلاء کی عقل کے ذریعہ سے جو اس کی ان غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کر لیتے ہیں، لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی عقل بھی غلطیوں اور کوتاہیوں سے محفوظ نہیں۔ آخر اس کی غلطیوں کی اصلاح اور کوتاہیوں کی تلافی کس سے ہو؟ بس تمام عالم میں ایک وحیِ الٰہی کی قوت ہے جو خود غلطی سے محفوظ و معصوم رہتے ہوئے تمام عقلی قوتوں کی اصلاح و تکمیل کر سکتی ہے، جس طرح حواس جہاں پہنچ کر عاجز ہوتے ہیں، وہاں عقل کام دیتی ہے، ایسے ہی جس میدان میں عقل مجرد کام نہیں دیتی یا ٹھوکریں کھاتی ہے، اُس جگہ وحیِ الٰہی اس کی دستگیری کر کے اُن بلند حقائق سے روشناس کرتی ہے۔ شاید اسی لیے یہاں ﴿بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ﴾ کی قسم کھائی، یعنی جو حقائق جنت و دوزخ وغیرہ کی پہلی آیات میں بیان ہوئی ہیں، اگر دائرۂ محسوسات سے بلند تر ہونے کی وجہ سے تمہاری سمجھ میں نہ آئیں تو اشیاء میں مبصرات و غیر مبصرات یا بالفاظ دیگر محسوسات و غیر محسوسات کی تقسیم سے سمجھ لو کہ یہ رسول کریم ﷺ کا کلام ہے، جو بذریعۂ وحیِ الٰہی دائرۂ حس و عقل سے بالاتر حقائق کی خبر دیتا ہے۔ جب ہم بہت سی غیر محسوس، بلکہ مخالف حس چیزوں کو اپنی عقل یا دوسروں کی تقلید سے مان لیتے ہیں تو بعض بہت اونچی چیزوں کو رسول کریم ﷺ کے کہنے سے ماننے میں کیا اشکال ہے؟

فائدہ:[٢٤] قرآن اور اشعار میں فرق:......یعنی قرآن کے کلام اللہ ہونے کی نسبت کبھی کبھی یقین کی کچھ جھلک تمہارے دلوں میں آتی ہے، مگر بہت کم جو نجات کیلئے کافی نہیں، آخر اُس کو شاعری وغیرہ کہہ کر اُڑا دیتے ہو، کیا واقعی انصاف سے کہہ سکتے ہو کہ یہ کسی شاعر کا کلام ہو سکتا ہے اور شعر کی قسم سے ہے؟ شعر میں وزن و بحر وغیرہ ہونا لازم ہے، قرآن میں اُس کا پتہ نہیں۔ شاعروں کا کلام اکثر بے اصل ہوتا ہے اور اُس کے اکثر مضامین محض وہمی اور خیالی ہوتے ہیں، حالانکہ قرآن کریم میں تمام تر حقائق ثابتہ اور اُصول محکمہ کو قطعی دلیلوں اور یقینی حجتوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ:[٢٥] قرآن اور کہانت میں فرق ہے:......یعنی پوری طرح دھیان کرو تو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی کاہن کا کلام بھی نہیں، کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو بھوت پریت، جنوں اور چڑیلوں سے تعلق یا مناسبت رکھتے تھے، وہ ان کو غیب کی بعض جزئی باتیں ایک مقفی و مسجع کلام کے ذریعہ سے بتلاتے تھے لیکن جنوں کا کلام معجز نہیں ہوتا کہ ویسا دوسرا نہ کر سکے، بلکہ ایک جن کسی کاہن کو جو ایک بات سکھلاتا ہے دوسرا جن بھی ویسی بات دوسرے کاہن کو سکھلا سکتا ہے۔ اور یہ کلام یعنی قرآن کریم ایسا معجز ہے کہ سب جن و انس مل کر بھی اُس کے مشابہ کلام نہیں بنا سکتے۔ دوسرے کاہنوں کے کلام میں محض قافیہ اور سجع کی رعایت کے لیے بہت الفاظ بھرتی کے بالکل بیکار اور بے فائدہ ہوتے ہیں، اور اس کلام معجز نظام میں ایک حرف یا ایک شوشہ بھی بیکار و بے فائدہ نہیں۔ پھر کاہنوں کی باتیں چند مبہم جزئی اور معمولی خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں، لیکن علوم و حقائق پر مطلع ہونا اور ادیان و شرائع کے اُصول و قوانین اور معاش و معاد کے دستور و آئین کا معلوم کر لینا اور فرشتوں

کے اور آسمانوں کے چھپے ہوئے بھیدوں پر سے آگاہی پانا اُن سے نہیں ہوسکتا، بخلاف قرآن کریم کے وہ ان ہی مضامین سے پُر ہے۔

فائدہ: [۲۶] ...... اسی لیے جہان کی تربیت کے اعلیٰ اور محکم ترین اُصول اس میں بیان ہوئے ہیں۔

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾

تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچا لے ۲۷

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى

اور یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کو اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع ۲

منکروں پر ۲۸ اور وہ جو ہے یقین کرنے کے قابل ہے اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا ۲۹

فائدہ: [۲۷] **قرآن کی حقانیت کی اعلیٰ وارفع دلیل:** ...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اگر جھوٹ بنا تا اللہ پر، تو اوّل اُس کا دشمن اللہ ہوتا اور ہاتھ پکڑتا۔ یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اُس کا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ رکھتا ہے تا سرک نہ جائے۔'' حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ﴿تَقَوَّلَ﴾ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے، یعنی اگر رسول بالفرض کوئی حرف اللہ کی طرف منسوب کردے یا اس کے کلام میں اپنی طرف سے ملادے، جو اللہ نے نہ کہا ہو تو اُسی وقت اُس پر عذاب کیا جائے۔ (العیاذ باللہ) کیونکہ اُس کی تصدیق اور سچائی آیات بینات اور دلائل و براہین کے ذریعہ سے ظاہر کی جاچکی ہے، اب اگر اس قسم کی بات پر فوراً عذاب اور سزا نہ کی جائے تو وحی الٰہی سے امن اُٹھ جائے گا اور ایسا التباس و اشتباہ پڑ جائے گا جس کی اصلاح ناممکن ہوجائے گی جو حکمت تشریع کے منافی ہے، بخلاف اس شخص کے جس کا رسول ہونا آیات و براہین سے ثابت نہیں ہوا، بلکہ کھلے ہوئے قرائن و دلائل علانیہ اس کی بطالت کی نفی کرچکے ہیں تو اس کی بات بھی بیہودہ اور خرافات ہے، کوئی عاقل اس کو درخورِ اعتناء نہ سمجھے گا اور نہ بحمد اللہ دینِ الٰہی میں کوئی التباس واشتباہ واقع ہوگا۔ ہاں! ایسے شخص کی معجزات وغیرہ سے تصدیق ہونا محال ہے، ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جھوٹا ثابت کرنے اور رسوا کرنے کے لیے ایسے اُمور بر رُوئے کار لائے جو اُس کے دعوائے رسالت کے مخالف ہوں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح بادشاہ ایک شخص کو کسی منصب پر مامور کرکے اور سند و فرمان وغیرہ دے کر کسی طرف روانہ کرتے ہیں، اب اگر اس شخص سے اُس خدمت میں کچھ خیانت ہوئی یا بادشاہ پر کچھ جھوٹ باندھنا اُس سے ثابت ہوا تو اسی وقت بلا توقف اُس کا تدارک کرتے ہیں، لیکن اگر سڑک کوٹنے والا مزدور یا جھاڑو دینے والا بھنگی بکتا پھرے کہ گورنمنٹ کا میرے لیے یہ فرمان ہے، یا میرے ذریعہ سے یہ احکام دیے گئے ہیں تو کون اُس کی بات پر کان دھرتا ہے، اور کون اُس کے دعووں سے تعرض کرتا ہے؟ بہر حال آیت ہذا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال نہیں کیا گیا، بلکہ یہ بتلایا گیا ہے کہ قرآن کریم خالص اللہ کا کلام ہے جس میں ایک حرف یا ایک شوشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کرسکتے۔ اور نہ باوجود پیغمبر ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ کوئی بات اللہ کی طرف منسوب کردیں جو اُس نے نہ کہی ہو۔ تورات سفر استثناء کے اٹھارویں باب میں بیسواں فقرہ یہ ہے: ''لیکن وہ نبی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔'' خلاصہ یہ ہے کہ جو نبی ہوگا، اُس سے ایسا ممکن نہیں۔ فنظیر ھذہ الایۃ قولہ تعالیٰ فی البقرۃ: ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ [بقرہ: ۱۲۰]

فَائِدَۃ:[۲۸] اللہ سے ڈرنے والے ہی قرآن سے نصیحت حاصل کرتے ہیں:...... یعنی خدا سے ڈرنے والے اس کلام کو سن کر نصیحت حاصل کریں گے اور جن کے دل میں ڈر نہیں وہ جھٹلائیں گے، لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ یہی کلام اور اُن کا یہ جھٹلانا سخت حسرت و پشیمانی کا موجب ہوگا۔ اس وقت پچتائیں گے کہ افسوس! کیوں ہم نے اس سچی بات کو جھٹلایا تھا جو آج یہ آفت دیکھنی پڑی۔

فَائِدَۃ:[۲۹]...... یعنی یہ کتاب تو ایسی چیز ہے جس پر یقین سے بھی بڑھ کر یقین رکھا جائے، کیونکہ اس کے مضامین سرتاپا سچ اور ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں۔ لازم ہے کہ آدمی اس پر ایمان لا کر اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو۔

تمت سورۃ الحاقۃ وللہ الحمد۔

آیاتہا ۴۵ | ۷۰ سورۃ المعارج مکیۃ ۷۹ | رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝۱ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۲ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الۡمَعَارِجِ ۝۳

مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا ۱ آئی اللہ کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے ۲

تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ۝۴ فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا

چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور روح ۳ اس دن میں جس کا لنباؤ پچاس ہزار برس ہے ۴ سو تو صبر کر بھلی طرح کا

جَمِيۡلًا ۝۵ اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ بَعِيۡدًا ۝۶ وَّنَرٰٮهُ قَرِيۡبًا ۝۷ يَوۡمَ تَكُوۡنُ السَّمَآءُ كَالۡمُهۡلِ ۝۸ وَتَكُوۡنُ

صبر کرنا ۵ وہ دیکھتے ہیں اس کو دور اور ہم دیکھتے ہیں اس کو نزدیک ۶ جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا ہوا ۷ اور ہوں گے

الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ ۝۹ وَلَا يَسۡـئَلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا ۝۱۰ يُّبَصَّرُوۡنَهُمۡ ؕ يَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ يَفۡتَدِىۡ مِنۡ

پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی ۸ اور نہ پوچھے گا دوست دار دوست دار کو سب نظر آ جائیں گی ان کو ۹ چاہے گا گناہگار کسی طرح چھڑوائی میں دے کر

عَذَابِ يَوۡمِئِذٍۢ بِبَنِيۡهِ ۝۱۱ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيۡهِ ۝۱۲ وَفَصِيۡلَتِهِ الَّتِىۡ تُـئْوِيۡهِ ۝۱۳ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ

اس دن کے عذاب سے اپنے بیٹے کو اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں

جَمِيۡعًا ۙ ثُمَّ يُنۡجِيۡهِ ۝۱۴ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝۱۶

سب کو پھر اپنے آپ کو بچا لے ہرگز نہیں ۱۰ وہ تپتی ہوئی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجہ ۱۱

فائدۃ: [۱] **عذاب کی طلب**: ...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے، وہ کسی سے نہ ہٹایا جائے گا" یا عذاب مانگنے والے کفار ہوں جو کہا کرتے تھے کہ آخر جس عذاب کا وعدہ ہے، وہ جلدی کیوں نہیں آتا، اے اللہ! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کردے۔ یہ باتیں انکار و تمسخر کی راہ سے کہتے تھے، اُس پر فرمایا کہ عذاب مانگنے والے ایک ایسی آفت مانگ رہے ہیں جو بالیقین اُن پر پڑنے والی ہے، کسی کے رد کے رُک نہیں سکتی۔ کفار کی انتہائی حماقت یا شوخ چشمی ہے جو ایسی چیز کا اپنی طرف سے مطالبہ کرتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۲] اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف فرشتوں، مومنین کی روحوں اور اعمال صالحہ وغیرہ کا عروج:...... یعنی فرشتے اور مومنین کی روحیں تمام آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے کر کے اُس کی بارگاہِ قرب تک چڑھتی ہیں، یا اس کے بندے اُس کے حکموں کی تابعداری میں جان و دل سے کوشش کر کے اور اچھی خصلتوں سے آراستہ ہو کر قرب و وصول کے روحانی مرتبوں اور درجوں سے ترقی کرتے ہوئے اس کی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ درجے مسافت کی دُوری اور نزدیکی میں مختلف اور متفاوت ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ ایک پلک مارنے میں اُن کے سبب سے ترقی ہو سکتی ہے، جیسے اسلام کا کلمہ زبان سے کہنا، اور بعض ایسے ہیں کہ ایک ساعت میں اُن سے ترقی حاصل ہوتی ہے، جیسے نماز ادا کرنا، اور بعض سے پورے ایک دن میں، جیسے روزہ، یا ایک مہینہ میں، جیسے پورے رمضان کے روزے، یا ایک سال میں، جیسے حج ادا کرنا، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور اسی طرح فرشتوں اور رُوحوں کا عروج جو کسی کام پر مقرر ہیں، اس کام سے فراغت پانے کے بعد مختلف و متفاوت ہے اور اُس خداوند قدوس کی تدبیر و انتظام کا اتار چڑھاؤ بیشمار درجے رکھتا ہے۔

فَائِدَہ:[۳]...... یعنی فرشتے اور لوگوں کی روحیں پیشی کے لیے حاضر ہوں گی۔

فَائِدَہ:[۴] قیامت کے دن کی لمبائی:...... پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہے، یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر بہشتیوں کے بہشت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس کی مدت ہوگی، اور کل فرشتے اور تمام قسم کی مخلوقات کی روحیں اس تدبیر میں بطور خدمتگار کے شریک ہوں گی، پھر اس بڑے کام کے سرانجام کی مدت گزرنے پر اُن کو عروج ہوگا۔

تنبیہ:...... حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”خدا کی قسم! ایمان دار آدمی کو وہ (اتنا لمبا) دن ایسا چھوٹا معلوم ہوگا، جتنی دیر میں ایک نماز فرض ادا کر لیتا ہے۔“

فَائِدَہ:[۵] آنحضرت ﷺ کو صبر کی تلقین:...... یعنی یہ کافر اگر ازراہِ انکار و تمسخر عذاب کے لیے جلدی مچائیں، تب بھی آپ جلدی نہ کریں، بلکہ صبر و استقلال سے رہیں، نہ تنگ دل ہوں، نہ حرفِ شکایت زبان پر آئے، آپ کا صبر اور اُن کا تمسخر ضرور رنگ لائے گا۔

فَائِدَہ:[۶]...... یعنی اُن کے خیال میں قیامت کا آنا بعید از امکان اور دُور از عقل ہے، اور ہم کو اس قدر قریب نظر آ رہی ہے، گویا آئی رکھی ہے۔

فَائِدَہ:[۷]...... بعض نے ”مہل“ کا ترجمہ تیل کی تلچھٹ سے کیا ہے۔

فَائِدَہ:[۸] قیامت کے دن پہاڑ اون کی طرح اڑتے پھریں گے:...... اُون مختلف رنگ کی ہوتی ہے اور پہاڑوں کی رنگتیں بھی مختلف ہیں، کما قال تعالیٰ: ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ﴾ [الفاطر: ۲۷] دوسری جگہ فرمایا: ﴿كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ﴾ [القارعۃ: ۵] یعنی پہاڑ دُھنکی ہوئی اُون کی طرح اُڑتے پھریں گے۔

فَائِدَہ:[۹]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”سب نظر آ جائیں گے، یعنی دوستی اُن کی نکمی تھی۔“ ایک دوسرے کا حال دیکھے گا، مگر کچھ مدد و حمایت نہ کر سکے گا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔

فَائِدَہ:[۱۰]...... یعنی چاہے گا کہ بس چلے تو سارے کنبہ [خاندان] بلکہ ساری دنیا کو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچا لے، مگر یہ ممکن نہ ہوگا۔

فَائِدَہ:[۱۱]...... یعنی وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑتی ہے؟ وہ تو کھال اُتار کر اندر سے کلیجہ نکال لیتی ہے۔

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

پکارتی ہے اس کو جس نے پیٹھ پھیری اور پھر کر چلا گیا اور جوڑا اور سینت کر رکھا ۱۲ بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا جب پہنچے اس کو برائی تو

جَزُوۡعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الۡخَيۡرُ مَنُوۡعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الۡمُصَلِّيۡنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ

بے صبرا اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو بے توفیقا ف۱۳ مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر

دَآئِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيۡنَ فِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيۡنَ

قائم ہیں ف۱۴ اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا ف۱۵ اور جو

يُصَدِّقُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ مِّنۡ عَذَابِ رَبِّهِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمۡ

یقین کرتے ہیں انصاف کے دن پر ف۱۶ اور جو لوگ کہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ف۱۷ بے شک ان کے رب کے عذاب سے

غَيۡرُ مَاۡمُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ

کسی کو نڈر نہ ہونا چاہئے ف۱۸ اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی جوروؤں سے یا اپنے ہاتھ کے

اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيۡنَ

مال سے سو ان پر نہیں کچھ الاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے ف۱۹ اور جو لوگ کہ

هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِشَهٰدٰتِهِمۡ قَآئِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى

اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں ف۲۰ اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں ف۲۱ اور جو اپنی

صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِىۡ جَنّٰتٍ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قِبَلَكَ ع۱

نماز سے خبردار ہیں ف۲۲ وہی لوگ ہیں باغوں میں عزت سے ف۲۳ پھر کیا ہوا ہے منکروں کو تیری طرف دوڑتے

مُهۡطِعِيۡنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيۡنَ ﴿۳۷﴾

ہوئے آتے ہیں داہنے سے اور بائیں سے غول کے غول۔

فائدہ: [۱۲] **دوزخ کی کشش:**...... یعنی دوزخ کی طرف سے ایک کشش اور پکار ہوگی، بس جتنے لوگ دنیا میں حق کی طرف سے پیٹھ پھیر کر چل دیئے تھے اور عمل صالح کی طرف سے اعراض کرتے اور مال سمیٹنے اور سینت کر رکھنے میں مشغول رہے تھے، وہ سب دوزخ کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ بعض آثار میں ہے کہ دوزخ اوّل زبان قال سے پکارے گی: "اِلَیَّ یَا کَافِر اِلَیَّ یَا منافق اِلَیَّ یا جَامع المال!" (یعنی او کافر! او منافق! او مال سمیٹ کر رکھنے والے! اِدھر آ) لوگ اِدھر اُدھر بھاگیں گے۔ اُس کے بعد ایک بہت لمبی گردن نکلے گی جو کفار کو چن چن کر اس طرح اُٹھالے گی، جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھالیتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ: [۱۳] **انسان غیر مستقل مزاج ہے:**...... یعنی کسی طرف پختگی اور ہمت نہیں دکھلاتا، فقر فاقہ، بیماری اور سختی آئے تو بے صبر ہو کر گھبرا اُٹھے، بلکہ مایوس ہو جائے، گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی اور مال و دولت تندرستی اور فراخی ملے تو نیکی کے لیے ہاتھ نہ اُٹھے، اور مالک کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو، ہاں! وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

فائدۃ:[۱۴] جنتیوں کی آٹھ صفات کا ذکر:......یعنی گنڈے دار نہیں بلکہ مداومت والتزام سے نماز پڑھتے ہیں اور نماز کی حالت میں نہایت سکون کے ساتھ برابر اپنی نماز ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

فائدۃ:[۱۵]......سورۃ المومنون (آیت:۴) میں اس کی تفسیر گزر چکی۔

فائدۃ:[۱۶]......یعنی اس یقین کی بنا پر اچھے کام کرتے ہیں جو اُس دن کام آئیں۔

فائدۃ:[۱۷]......یعنی اس سے ڈر کر برائیوں کو چھوڑتے ہیں۔

فائدۃ:[۱۸]......یعنی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں کہ بندہ اس کی طرف سے مامون اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے۔

فائدۃ:[۱۹]......یعنی بیوی اور باندی کے سوا جو اور کوئی جگہ قضائے شہوت کے لیے ڈھونڈے وہ حدِ اعتدال اور حدِ جواز سے باہر قدم نکالتا ہے۔

فائدۃ:[۲۰]......اس میں اللہ کے اور بندوں کے سب حقوق آ گئے، کیونکہ آدمی کے پاس جس قدر قوتیں ہیں سب اللہ کی امانت ہیں، اُن کو اُسی کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرنا چاہئے اور جو قول وقرار ازل میں باندھ چکا ہے، اس سے پھرنا نہیں چاہئے۔

فائدۃ:[۲۱]......یعنی ضرورت پڑے تو بلا کم وکاست اور بے بدرعایت گواہی دیتے ہیں، حق پوشی نہیں کرتے۔

فائدۃ:[۲۲]......یعنی نمازوں کے اوقات اور شروط وآداب کی خبر رکھتے ہیں اور اُس کی صورت وحقیقت کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔

فائدۃ:[۲۳]......جنتیوں کی یہ آٹھ صفتیں ہوئیں جن کو نماز سے شروع اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے، تا معلوم ہو کہ نماز اللہ کے ہاں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے۔ جس میں یہ صفات ہوں گی وہ ''ہلوع'' (کچے دل کا) نہ ہوگا، بلکہ عزم وہمت والا ہوگا۔

اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ

کیا طمع رکھتا ہے ہر ایک شخص ان میں کہ داخل ہو جائے نعمت کے باغ میں ہرگز نہیں ف۲۴ ہم نے ان کو بنایا ہے جس سے وہ بھی جانتے ہیں ف۲۵ سو میں

اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ

قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی ف۲۶ تحقیق ہم کر سکتے ہیں کہ بدل کر لے آئیں ان سے بہتر اور ہمارے قابو سے

بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ

نکل نہ جائیں گے ف۲۷ سو چھوڑ دے ان کو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ مل جائیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے ف۲۸ جس دن

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے جیسے کسی نشانی پر دوڑتے جاتے ہیں ف۲۹ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں

ع ۸ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت، یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا ف۳۰

فائدۃ:[۲۴] اسقدر انکار واستہزاء کے باوجود کفار کی خام خیالی:......یعنی قرآن کی تلاوت اور جنت کا ذکر سن کر کفار ہر طرف سے ٹولیاں بنا کر تیری طرف اُمڈے چلے آتے ہیں، پھر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں، کیا اس کے باوجود یہ بھی طمع رکھتے ہیں کہ وہ سب جنت کے

باغوں میں داخل کئے جائیں گے؟ جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو لوٹ کر خدا کی طرف جانا ہوا تو وہاں بھی ہمارے لیے بہتری ہی بہتری ہے، ہرگز نہیں۔ اُس خداوند عادل وحکیم کے ہاں ایسا اندھیر نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ:...... ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کا مطلب یہ لیا ہے کہ تیری طرف کے ان منکروں کو کیا ہوا کہ تیزی کے ساتھ دوڑے چلے جاتے ہیں داہنے اور بائیں، غول کے غول، یعنی قرآن سن کر ایسے کیوں بدکتے اور بھاگتے ہیں۔ پھر کیا اس وحشت ونفرت کے باوجود یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ اُن میں ہر شخص بے کھٹکے جنت میں جا گھسے گا؟ ہرگز نہیں۔ وھذا کما قال تعالیٰ: ﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝﴾ [المدثر: ۴۹-۵۱]

فَائِدَہ: [۲۵] نطفہ سے پیدا شدہ حقیر انسان میں ایمان وعمل صالح کی صفات نہ ہوں تو کیا فائدہ؟...... یعنی مٹی جیسی حقیر یا منی جیسی گھناؤنی چیز سے پیدا ہوا وہ کہاں لائق ہے بہشت کے؟ مگر ہاں! جب ایمان کی بدولت پاک وصاف اور معظم ومکرم ہو۔ اور ممکن ہے ﴿إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ﴾ سے اشارہ ہو: ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا﴾ کی طرف جو چند آیات پہلے اسی سورت میں آ چکا ہے، یعنی وہ پیدا تو ہوا ہے ان صفات پر اور ﴿إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ﴾ الآیۃ کے استثناء میں اپنے کو شامل نہ کیا، پھر بہشت کا مستحق کیسے ہو، اس تقدیر پر ﴿مِّمَّا يَعْلَمُونَ﴾ کی ترکیب ﴿خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ [الانبیاء: ۳۷] کے قبیل سے ہوگی۔

فَائِدَہ: [۲۶]...... آفتاب ہر روز ایک نئے نقطہ سے طلوع ہوتا اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے، اُن کو ''مشارق'' و ''مغارب'' کہا۔

فَائِدَہ: [۲۷] اللہ تعالیٰ کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟:...... یعنی جب اُن کی جگہ اُن سے بہتر لا سکتے ہیں تو خود اُن کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟ کیا وہ ہمارے قابو سے نکل کر کہیں جا سکتے ہیں؟ یا ﴿خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ سے مراد اُن ہی کا دوبارہ پیدا کرنا ہو، کیونکہ عذاب ہو یا ثواب دوسری زندگی اس زندگی سے بہر حال اکمل ہوگی۔ یا یہ مطلب ہو کہ ان کفار مکہ کو ہنسی ٹھٹھا کرنے دیجئے، ہم خدمتِ اسلام کے لیے اس سے بہتر قوم لے آئیں گے۔ چنانچہ ''قریش'' کی جگہ اُس نے ''انصارِ مدینہ'' کو کھڑا کر دیا اور مکہ والے پھر بھی اُس کے قابو سے نکل کر کہیں نہ جا سکے، آخر اپنی شرارتوں کے مزے چکھنے پڑے۔

تنبیہ:...... مشارق ومغارب کی قسم شاید اس لیے کھائی کہ خدا ہر روز مشرق ومغرب کو بدلتا رہتا ہے، اُس کو تمہارا تبدیل کرنا کیا مشکل ہے؟

فَائِدَہ: [۲۸]...... یعنی تھوڑے دن کی ڈھیل ہے، پھر سزا ہونی یقینی ہے۔

فَائِدَہ: [۲۹] ''نُصب'' سے مراد:...... یعنی کسی خاص نشان اور علامت کی طرف جیسے تیزی سے دوڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا ﴿نُصُبٍ﴾ سے بت مراد ہوں جو کعبہ کے گرد کھڑے کئے ہوئے تھے، اُن کی طرف بھی بہت عقیدت اور شوق کے ساتھ لپکتے ہوئے جاتے تھے۔

فَائِدَہ: [۳۰]...... یعنی قیامت کا دن۔

تمت سورة المعارج وللہ الحمد والمنة۔

ایاتها ۲۹ | ۷۱ سُورَۃُ نُوحٍ مَکِّیَّۃٌ ۷۱ | رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ① قَالَ

ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ پہنچے ان پر عذاب دردناک ف۱ بولا

یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ ③ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ

اے قوم میری تم کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو ف۲ تاکہ بخشے وہ تم کو

ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ

کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک مقرر وعدہ تک ف۳ وہ جو وعدہ کیا ہے اللہ نے جب آ پہنچے گا اس کو ڈھیل نہ ہوگی ف۴ اگر تم کو

تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥

سمجھ ہے ف۵ بولا اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات اور دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے ف۶

وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخشے ڈالنے لگے انگلیاں اپنے کانوں میں ف۷ اور لپیٹنے لگے اپنے اوپر کپڑا ف۸

وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ

اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور ف۹ پھر میں نے ان کو بلایا برملا ف۱۰ پھر میں نے اُن کو کھول کر کہا

وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⑩ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ

اور چھپ کر کہا چپکے سے ف۱۱ تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بے شک وہ ہے بخشنے والا ف۱۲ چھوڑ دے گا آسمان

عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ⑪

کی تم پر دھاریں۔

فائدہ:[۱]......یعنی اس سے پہلے کہ کفر و شرارت کی بدولت دنیا میں طوفان کے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب کا سامنا ہو۔

فائدہ:[۲]......یعنی اللہ سے ڈر کر کفر و معصیت چھوڑ دو اور طاعت و عبادت کا راستہ اختیار کرو۔

فائدہ:[۳] **ایمان سے گزشتہ گناہ معاف ہوتے ہیں**:......یعنی ایمان لے آؤ گے تو اُس سے پہلے اللہ کے جو حقوق تلف کیے ہیں وہ معاف کر دے گا، اور کفر و شرارت پر جو عذاب آنا مقدر ہے ایمان لانے کی صورت میں وہ نہ آئے گا، بلکہ ڈھیل دی جائے گی کہ عمر طبعی تک زندہ رہو، حتیٰ کہ جانداروں کی موت و حیات کے عام قانون کے موافق اپنے مقرر وقت پر موت آئے، کیونکہ اُس سے تو بہر حال کسی نیک و بد کو چارہ نہیں۔

فائدہ:[۴] **عذاب اور موت جب آتے ہیں تو ٹلتے نہیں ہیں**:......یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب کا جو وعدہ ہے، اگر وہ سر پر آ کھڑا ہوا تو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گا، نہ ایک منٹ کی ڈھیل دی جائے گی۔ یا یہ مطلب ہو کہ موت کا وقت معین پر آنا ضروری ہے، اُس میں تاخیر نہیں ہو سکتی، والظاھر ھو الاول۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تقریر ایک اور طرح کرتے ہیں: ''یعنی بندگی کرو کہ نوع انسان دنیا میں قیامت تک رہے اور قیامت کو تو دیر نہ لگے گی اور جو سب مل کر بندگی چھوڑ دو تو سارے ابھی ہلاک ہو جاؤ۔'' طوفان آیا تھا ایسا ہی کہ ایک آدمی نہ بچے، حضرت نوح علیہ السلام کی بندگی سے اُن کا بچاؤ ہو گیا۔

فائدہ:[۵]......یعنی اگر تم کو سمجھ ہے تو یہ باتیں سمجھنے اور عمل کرنے کی ہیں۔

فائدہ:[۶] **حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو برس دعوت اور قوم سے بیزاری**:......یعنی نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک اُن کو سمجھاتے رہے، جب اُمید کی کوئی جھلک باقی نہ رہی تو مایوس اور تنگ دل ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ بار خدایا! میں نے اپنی طرف سے دعوت و تبلیغ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ رات کی تاریکی میں اور دن کے اُجالے میں برابر اُن کو تیری طرف بلاتا رہا، مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جوں جوں تیری طرف آنے کو کہا گیا، یہ بدبخت اور زیادہ اِدھر سے منہ پھیر کر بھاگے اور جس قدر میری طرف سے شفقت و دلسوزی کا اظہار ہوا، اُن کی جانب سے نفرت اور بیزاری بڑھتی گئی۔

فائدہ:[۷]......کیونکہ میری بات سننا اُن کو گوارا نہیں، چاہتے ہیں کہ یہ آواز کان میں نہ پڑے۔

فائدہ:[۸]......تا وہ میری اور میں اُن کی صورت نہ دیکھوں، نیز انگلیاں اگر کسی وقت کانوں میں ڈھیلی پڑ جائیں تو کچھ کپڑوں کی روک رہے، غرض کوئی بات کسی عنوان سے دل میں اُترنے نہ پائے۔

فائدہ:[۹]......یعنی کسی طرح اپنے طریقہ سے ہٹنا نہیں چاہتے اور اُن کا غرور اجازت نہیں دیتا کہ میری بات کی طرف ذرا بھی کان دھریں۔

فائدہ:[۱۰]......یعنی اُن کے مجمعوں میں خطاب کیا اور مجلسوں میں جا کر سمجھایا۔

فائدہ:[۱۱]......یعنی مجمع کے سوا اُن سے علیحدگی میں بات کی، صاف کھول کر بھی اور اشاروں میں بھی، زور سے بھی اور آہستہ بھی، غرض نصیحت کا کوئی عنوان اور کوئی رنگ نہیں چھوڑا۔

فائدہ:[۱۲] **قوم کو استغفار کی ترغیب**:......یعنی باوجود سینکڑوں برس سمجھانے کے اب بھی اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکو گے اور اُس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے، پچھلے سب قصور یک قلم معاف کر دے گا۔

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ

اور بڑھا دے گا تم کو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغ اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں ف۱۳ کیا ہوا ہے تم کو کیوں نہیں امید

لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝١٤ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥

رکھتے اللہ سے بڑائی کی ف۱۴ اور اس نے بنایا تم کو طرح طرح سے ف۱۵ کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ ف۱۶

وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝١٧

اور رکھا چاند کو ان میں اُجالا اور رکھا سورج کو چراغ جلتا ہوا ف۱۷ اور اللہ نے اگایا تم کو زمین سے جما کر ف۱۸

ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝١٨ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝١٩ لِّتَسْلُكُوْا

پھر مکرر ڈالے گا تم کو اس میں اور نکالے گا تم کو باہر ف۱۹ اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لیے زمین کو بچھونا تا کہ چلو

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝٢٠ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا

اس میں کشادہ راستے ف۲۰ کہا نوح نے اے رب میرے انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو اس کے مال اور اولاد سے اور زیادہ

خَسَارًا ۝٢١ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝٢٢ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا

ہوٹوٹا ف۲۱ اور داؤ کیا ہے بڑا داؤ ف۲۲ اور بولے ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو ف۲۳ اور نہ چھوڑیو ود کو اور

سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝٢٣ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا

نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو ف۲۴ اور بہکا دیا بہتوں کو اور تو نہ زیادہ کرنا بے انصافوں کو مگر

ضَلٰلًا ۝٢٤ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝٢٥

بھٹکنا ف۲۵ کچھ وہ اپنے گناہوں سے ڈبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں ف۲۶ پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ کے سوا کوئی مددگار ف۲۷

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝٢٦ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا

اور کہا نوح نے اے رب نہ چھوڑیو زمین پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا مقرر اگر تو چھوڑ دے گا ان کو بہکائیں گے

عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝٢٧ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو ڈھیٹھ حق کا منکر ف۲۸ اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار

وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝٢٨

اور سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو ف۲۹ اور گناہ گاروں پر بڑھتا رکھ یہی برباد ہونا۔

فائدہ: [۱۴] ...... یعنی ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں وہ برسوں سے مبتلا تھے) دور ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا، جس سے کھیت اور باغ خوب سیراب ہوں گے۔ غلے، پھل، میوہ کی افراط ہوگی، مواشی وغیرہ فربہ

ہو جائیں گے، دودھ گھی بڑھ جائے گا، اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو رہی ہیں، اولاد ذکور جننے لگیں گی۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے بھی وافر حصہ دیا جائے گا۔

تنبیہ: استغفار کی نماز کی اصل حقیقت:...... امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے یہ نکالا ہے کہ استسقا کی اصل حقیقت اور روح استغفار و انابت ہے، اور نماز اس کی کامل ترین صورت ہے، جو سنتِ صحیحہ سے ثابت ہوئی۔

فائدہ: [۱۴]...... یعنی اللہ کی بڑائی سے اُمید رکھنا چاہئے کہ تم اس کی فرمانبرداری کرو گے تو تم کو بزرگی اور عزت و وقار عنایت فرمائے گا، یا یہ مطلب ہے کہ تم اللہ کی بڑائی کا اعتقاد کیوں نہیں رکھتے اور اُس کی عظمت و جلال سے ڈرتے کیوں نہیں؟

فائدہ: [۱۵]...... یعنی ماں کے پیٹ میں تم نے طرح طرح کے رنگ بدلے، اور اصلی مادہ سے لے کر موت تک آدمی کتنی پلٹیاں کھاتا ہے اور کتنے اطوار و ادوار اور اتار و چڑھاؤ ہیں جن میں وہ گزرتا ہے۔

فائدہ: [۱۶]...... یعنی ایک کے اُوپر ایک۔

فائدہ: [۱۷] **سورج، چاند، زمین وغیرہ میں غور و فکر کی دعوت:**...... سورج کا نور تیز اور گرم ہوتا ہے جس کے آتے ہی رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے، شاید اس لیے اُس کو جلتے چراغ سے تشبیہ دی۔ اور چاند کے نور کو اسی چراغ کی روشنی کا پھیلاؤ سمجھنا چاہئے جو جرم قمر کے توسط سے ٹھنڈی اور دھیمی ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۸]...... یعنی زمین سے خوب اچھی طرح جماؤ کے ساتھ پیدا کیا، اوّل ہمارے باپ آدم مٹی سے پیدا ہوئے، پھر نطفہ جس سے بنی آدم پیدا ہوتے ہیں، غذا کا خلاصہ ہے جو مٹی سے نکلتی ہے۔

فائدہ: [۱۹]...... یعنی مرے پیچھے مٹی میں مل جاتے ہیں، پھر قیامت کے دن اُسی سے نکالے جائیں گے۔

فائدہ: [۲۰]...... یعنی اُس پر لیٹو، بیٹھو، چلو، پھرو، ہر طرف کشادہ راستے نکال دیئے ہیں۔ ایک شخص چاہے اور وسائل ہوں تو ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے، راستہ کی کوئی رکاوٹ نہیں۔

فائدہ: [۲۱]...... یعنی اپنے رئیسوں اور مال داروں کا کہا مانا جن کے مال و اولاد میں کچھ خوبی اور بہتری نہیں بلکہ وہ اُن پر لوٹا ہے، اُن ہی کے سبب دین سے محروم رہے اور غایت تمرد و تجبر سے اوروں کو بھی محروم رکھا۔

فائدہ: [۲۲] **قوم نوح کی سرکشی اور ایک دوسرے کو وصیتیں:**...... یعنی سب کو سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو اور طرح طرح کی ایذاء رسانی کے درپے رہے۔

فائدہ: [۲۳]...... یعنی اپنے معبودوں کی حمایت پر جمے رہنا، نوح کے بہکائے میں نہ آنا، کہتے ہیں کہ سینکڑوں برس تک ہر ایک اپنی اولاد اور اولاد در اولاد کو وصیت کر جاتا تھا کہ کوئی اس بڈھے "نوح" کے فریب میں نہ آئے اور اپنے آبائی دین سے قدم نہ ہٹائے۔

فائدہ: [۲۴] **مشرکین کے بت اور ان کے نام:**...... یہ اُن کے بتوں کے نام ہیں۔ ہر مطلب کا ایک الگ بت بنا رکھا تھا، وہی بت پھر عرب میں آئے اور ہندوستان میں بھی۔ اسی قسم کے بت بشنو، برہما، اندر، شیو اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں، اس کی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں کی۔ بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے، اُن کی وفات کے بعد شیطان کے اغواء سے قوم نے اُن کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کر لیں، پھر اُن کی تعظیم ہونے لگی، شدہ شدہ پرستش کرنے لگے۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ: [۲۵] **حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے خلاف بد دعا:**...... حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی (بھٹکتے رہیں) کوئی

تدبیر (سیدھی) بن نہ پڑے۔'' اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''استدراج کے طور پر بھی ان کو اپنی معرفت سے آشنا نہ کر۔'' اور عامۂ مفسرین نے ظاہری معنے لیے ہیں۔ یعنی اے اللہ! ان ظالموں کی گمراہی کو اور بڑھا دیجئے، تاجلد شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر عذاب الٰہی کے مورد بنیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ بددعا ان کی ہدایت سے بکلی مایوس ہو کر کی، خواہ مایوسی ہزار سالہ تجربہ کی بناپر ہو یا حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سن چکے ہوں گے: ﴿ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ﴾ [ہود: ۳۶] بہر حال ایسی مایوسی کی حالت میں تنگ دل اور غضب ناک ہو کر یہ دعا کرنا کچھ مستبعد نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص یا جماعت کے راہ راست پر آنے کی طرف سے قطعاً مایوسی ہو جائے اور نبی اُن کی استعداد کو پوری طرح جانچ کر سمجھ لے کہ خیر کے نفوذ کی اِن میں مطلق گنجائش نہیں، بلکہ ان کا وجود ایک عضوِ فاسد کی طرح ہے، جو یقیناً باقی جسم کو بھی فاسد اور مسموم کر ڈالے گا، تو اُس وقت اُن کے کاٹ ڈالنے اور صفحۂ ہستی سے محو کر دینے کے سوا دوسرا کیا علاج ہے؟ اگر قتال کا حکم ہو تو قتال کے ذریعہ سے اُن کو فنا کیا جائے یا قوت توڑ کر اُن کے اثرِ بد کو متعدی نہ ہونے دیا جائے، ورنہ آخری صورت یہ ہے کہ اللہ سے دعا کی جائے کہ وہ اُن کے وجود سے دنیا کو پاک کر دے اور اُن کے زہریلے جراثیم سے دوسروں کو محفوظ رکھے کما قال: ﴿ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ ﴾ الآیۃ۔ بہر حال نوح علیہ السلام کی دعا اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی دعا جو سورۂ یونس'' (آیت: ۸۸) میں گزری، اسی قبیل سے تھی۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۲۶]...... یعنی طوفان آیا اور بظاہر پانی میں ڈبائے گئے، لیکن فی الحقیقت برزخ کی آگ میں پہنچ گئے۔

فائدہ: [۲۷]...... یعنی وہ بت (وَدّ سواع، یغوث وغیرہ) اس آڑے وقت میں کچھ بھی مدد نہ کر سکے، یونہی کسمپرسی کی حالت میں مرکھپ گئے۔

فائدہ: [۲۸]...... یعنی ایک کافر کو زندہ نہ چھوڑیے، ان میں کوئی اس لائق نہیں کہ باقی رکھا جائے۔ جو کوئی رہے گا میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ اس کے نطفہ سے بھی بے حیا ڈھیٹ منکرِ حق اور ناشکرے پیدا ہوں گے اور جب تک ان میں سے کوئی موجود رہے گا خود تو راہِ راست پر کیا آتا، دوسرے ایمان داروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

فائدہ: [۲۹]...... یعنی میرے مرتبہ کے موافق مجھ سے جو تقصیر ہوئی ہو، اپنے فضل سے معاف کیجئے، اور میرے والدین اور جو میری کشتی یا میرے گھر یا میری مسجد میں مومن ہو کر آئے، اُن سب کی خطاؤں سے درگزر فرمائیے، بلکہ قیامت تک جس قدر مرد اور عورتیں مومن ہوں سب کی مغفرت کیجئے۔ اے اللہ! نوح علیہ السلام کی دعا کی برکت سے اس بندۂ عاصی و خاطی کو بھی اپنی رحمت و کرم سے مغفور کر کے بدون تعذیب دنیوی و اُخروی اپنی رضا و کرامت کے محل میں پہنچائیے۔ ''اِنَّکَ سَمِیعٌ قریب مجیب الدعوات۔''

تمت سورۃ نوح وللہ الحمد والمنۃ۔

ایاتها ۲۹ ۷۲ سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ

تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے ف۱ پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ

فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳

سو ہم اس پر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو ف۲ اور یہ کہ اونچی ہے شان ہمارے رب کی نہیں رکھی اس نے جورو نہ بیٹا ف۳

وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى

اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا ف۴ اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ بولیں گے آدمی اور جن

اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶

اللہ پر جھوٹ ف۵ اور یہ کہ تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کے پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے ف۶

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا

اور یہ کہ ان کو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ اٹھائے گا اللہ کسی کو ف۷ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اس کو

مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ

بھر رہے ہیں اس میں چوکیدار سخت اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے ٹھکانوں میں سننے کے واسطے پھر جو کوئی اب سننا چاہے

الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹

وہ پائے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں ف۸

فائدہ:[۱] جنوں کی حقیقت: ...... جنوں کے وجود اور حقیقت پر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ ہذا کی تفسیر میں نہایت مبسوط و مفصل بحث کی ہے، اور عربی میں "آکام المرجان فی احکام الجان" اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے، جس کو شوق ہو مطالعہ کرے۔

یہاں گنجائش نہیں کہ اس قسم کے مباحث درج کیے جائیں۔

فائدہ:[۲] جنوں کا قصہ جنوں کا قرآن سننا اور ایمان لانا:......سورۂ "احقاف" (آیت:۲۹) میں گزر چکا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے، کئی جن ادھر کو گزرے اور قرآن کی آواز پر فریفتہ ہو کر سچے دل سے ایمان لے آئے، پھر اپنی قوم سے جا کر سب ماجرا بیان کیا کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو (اپنی فصاحت و بلاغت، حسن اسلوب، قوتِ تاثیر، شیریں بیانی، طرز موعظت اور علوم و مضامین کے اعتبار سے) عجیب و غریب ہے۔ معرفت ربانی اور رُشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اور طالب خیر کا ہاتھ پکڑ کر نیکی اور تقویٰ کی منزل پر پہنچا دیتا ہے، اس لیے ہم سنتے ہی بلا توقف اُس پر یقین لائے اور ہم کو کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا۔ اب ہم اُس کی تعلیم و ہدایت کے موافق عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اُن کے اس تمام بیان کی آخر تک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی فرمائی، اس کے بعد بہت مرتبہ جن حضور ﷺ سے آ کر ملے، ایمان لائے اور قرآن سیکھا۔

فائدہ:[۳] جنوں کا اعتراف حق:......یعنی جورو بیٹا رکھنا اُس کی عظمت شان کے منافی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "جو گمراہیاں آدمیوں میں پھیلی ہوئی تھیں، وہ جنوں میں بھی تھیں (عیسائیوں کی طرح) اللہ کے جورو بیٹا بتاتے تھے۔"

فائدہ:[۴] اللہ کا شریک قرار دینا بے وقوفی ہے:......یعنی ہم میں جو بیوقوف ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی لغو باتیں اپنی طرف سے بڑھا کر کہتے تھے، اور اُن میں سب سے بڑا بیوقوف، ابلیس ہے شاید خاص وہی اس جگہ لفظ "سفیہ" سے مراد ہو۔

فائدہ:[۵]......یعنی ہم کو یہ خیال تھا کہ اس قدر کثیر التعداد جن اور آدمی مل کر جن میں بڑے بڑے عاقل اور دانا بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی بات کہنے کی جرأت نہ کریں گے۔ یہی خیال کر کے ہم بھی بہک گئے، اب قرآن سن کر قلعی کھلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔

فائدہ:[۶] عرب کا جنوں سے پناہ مانگنا اور انہیں سر پر چڑھانا:......عرب میں یہ جہالت بہت پھیلی ہوئی تھی جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے، اُن کے نام کی نذر و نیاز کرتے، چڑھاوے چڑھاتے، اور جب کسی قافلہ کا گزر یا پڑاؤ کسی خوفناک وادی میں ہوتا تو کہتے کہ اس حلقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اُس کی پناہ میں آتے ہیں، تا کہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں سے جن اور زیادہ مغرور ہو گئے اور سر چڑھنے لگے۔ دوسری طرف اس طرح کی شرکیات سے آدمیوں کے عصیان و طغیان میں بھی اضافہ ہوا، جب اُنہوں نے خود اپنے اُوپر جنوں کو مسلط کر لیا تو وہ اُن کے اغواء میں کیا کمی کرتے، آخر قرآن نے آ کر ان خرابیوں کی جڑ کاٹی۔

فائدہ:[۷] مسلمان جنوں کی طرف سے بعث بعد الموت کا اثبات:......مسلمان جن یہ سب گفتگو اپنی قوم سے کر رہے ہیں، یعنی جیسا تمہارا خیال ہے، بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو ہرگز قبروں سے نہ اُٹھائے گا، یا آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہ کرے گا، جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے۔ اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اُس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب دینا ہوگا۔

فائدہ:[۸] جنات کے لئے آسمانی پہرے اور سختیاں:......یعنی ہم اُڑ کر آسمان کے قریب تک پہنچے تو دیکھا کہ آج کل بہت سخت جنگی پہرے لگے ہوئے ہیں، جو کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے نہیں دیتے، اور جو شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے اُس پر انگارے برستے ہیں۔ اس سے پیشتر اتنی سختی اور روک ٹوک نہ تھی، جن اور شیاطین آسمان کے قریب گھات میں بیٹھ کر اُدھر کی کچھ خبر سن آیا کرتے تھے، مگر اب اس قدر سخت ناکہ بندی اور انتظام ہے کہ جو سننے کا ارادہ کرے فوراً شہاب ثاقب کے آتشیں گولے سے اُس کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ اس کی بحث پہلے سورۂ "حجر" (آیت:۱۸) وغیرہ میں گزر چکی، وہاں دیکھ لیا جائے۔

وَّاَنَّا لَا نَدۡرِیۡۤ اَشَرٌّ اُرِیۡدَ بِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اَمۡ اَرَادَ بِہِمۡ رَبُّہُمۡ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوۡنَ

اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے والوں پر یا چاہا ان کے حق میں ان کے رب نے راہ پر لانا ف۹ اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہیں

وَمِنَّا دُوۡنَ ذٰلِکَ ؕ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ نُّعۡجِزَ اللّٰہَ فِی الۡاَرۡضِ وَلَنۡ

اور کوئی اس کے سوا ہم تھے کئی راہ پر پھٹے ہوئے ف۱۰ اور یہ کہ ہمارے خیال میں آ گیا کہ ہم چھپ نہ جائیں گے اللہ سے زمین میں اور نہ

نُّعۡجِزَہٗ ہَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا الۡہُدٰۤی اٰمَنَّا بِہٖ ؕ فَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِرَبِّہٖ فَلَا یَخَافُ بَخۡسًا وَّلَا

تھکا دیں گے اس کو بھاگ کر ف۱۱ اور یہ کہ جب ہم نے سن لی راہ کی بات تو ہم نے اس کو مان لیا ف۱۲ پھر جو کوئی یقین لائے گا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ

رَہَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَمِنَّا الۡقٰسِطُوۡنَ ؕ فَمَنۡ اَسۡلَمَ فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوۡا رَشَدًا ﴿۱۴﴾

زبردستی سے ف۱۳ اور یہ کہ کچھ ہم میں حکم بردار ہیں اور کچھ ہیں بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آ گئے سو انہوں نے اٹکل کر لیا نیک راہ کو

وَاَمَّا الۡقٰسِطُوۡنَ فَکَانُوۡا لِجَہَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنۡ لَّوِ اسۡتَقَامُوۡا عَلَی الطَّرِیۡقَۃِ لَاَسۡقَیۡنٰہُمۡ

اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے دوزخ کے ایندھن ف۱۴ اور یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے ان کو

مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفۡتِنَہُمۡ فِیۡہِ ؕ وَمَنۡ یُّعۡرِضۡ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّہٖ یَسۡلُکۡہُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ

ان کو پانی بھر کر تا کہ ان کو جانچیں اس میں ف۱۵ اور جو کوئی منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈال دے گا اس کو چڑھتے عذاب میں ف۱۶ اور یہ کہ

الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو ف۱۷

فائدہ: [۹] **جنات کی ناکہ بندی پر قیاس آرائیاں:** ...... یعنی یہ جدید انتظامات اور سخت ناکہ بندیاں خدا جانے کس غرض سے عمل میں آئی ہیں۔ یہ تو ہم سمجھ چکے کہ قرآنِ کریم کا نزول اور پیغمبر عربی کی بعثت اس کا سبب ہوا، لیکن نتیجہ کیا ہونے والا ہے؟ آیا زمین والے قرآن کو مان کر راہ پر آئیں گے اور اللہ اُن پر الطافِ خصوصی مبذول فرمائے گا؟ یا یہی ارادہ ٹھہر چکا ہے کہ لوگ قرآنی ہدایات سے اعراض کرنے کی پاداش میں تباہ و برباد کیے جائیں؟ اس کا علم اُسی علام الغیوب کو ہے، ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

فائدہ: [۱۰] **جنات میں بھی ہر قسم کے مذاہب اور فرقہ بندیاں ہیں:** ...... یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب جن ایک راہ پر نہ تھے، کچھ نیک اور شائستہ تھے اور بہت سے بدکار و ناہنجار، اُن میں بھی فرقے اور جماعتیں ہوں گی: کوئی مشرک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی وغیر ذلک، اور عملی طور پر ہر ایک کی راہ عمل جدا ہوگی۔ اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے، لیکن لوگ ایسے کہاں ہیں کہ سب کے سب حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں؟ لامحالہ اب بھی اختلاف رہے گا۔

فائدہ: [۱۱] **جنات کا قرآن جھٹلانے کی صورت میں سزا بھگتنے کا اعتراف:** ...... یعنی اگر ہم نے قرآن کو نہ مانا تو اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتے، نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر، نہ اِدھر اُدھر بھاگ کر، یا ہوا میں اُڑ کر۔

فائدہ:[۱۲]......یعنی ہمارے لیے فخر کا موقع ہے کہ جنوں میں سب سے پہلے ہم نے قرآن سن کر بلا توقف قبول کیا اور ایمان لانے میں ایک منٹ کی دیر نہیں کی۔

فائدہ:[۱۳] ایمان داروں کو ظلم و زیادتی کا کوئی ڈر نہیں ہے:......یعنی سچے ایمان دار کو اللہ کے ہاں کوئی کھٹکا نہیں، نہ نقصان کا کہ اُس کی کوئی نیکی اور محنت یونہی رائیگاں چلی جائے، نہ زیادتی کا کہ زبردستی کسی دوسرے کے جرم اس کے سر تھوپ دیئے جائیں، غرض وہ نقصان، تکلیف اور ذلت و رسوائی سب سے مامون و محفوظ ہے۔

فائدہ:[۱۴] نزولِ قرآن کے بعد جنات کے دو گروہ:......یعنی نزولِ قرآن کے بعد ہم میں دو طرح کے لوگ ہیں: ایک وہ جنہوں نے اللہ کا پیغام سن کر قبول کیا اور اُس کے احکام کے سامنے گردن جھکا دی، یہی ہیں جو تلاشِ حق میں کامیاب ہوئے اور اپنی تحقیق و تفحص سے نیکی کے راستہ پر پہنچ گئے۔ دوسرا گروہ بے انصافوں کا ہے جو کجروی و بے انصافی کی راہ سے اپنے پروردگار کے احکام کو جھٹلاتا اور اُس کی فرمانبرداری سے انحراف کرتا ہے، یہ وہی جن کو جہنم کا کندا اور دوزخ کا ایندھن کہنا چاہیے۔

تنبیہ:......یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام نقل فرمایا جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا، آگے حق تعالیٰ اپنی طرف سے چند نصیحت کی باتیں ارشاد فرماتے ہیں، گویا ﴿وَّاَنۡ لَّوِ اسۡتَقَامُوۡا﴾ کا عطف ﴿اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ﴾ پر ہوا۔ مترجم محقق رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور یہ ''حکم آیا'' کے الفاظ بڑھا کر بتلا دیا کہ یہاں سے اخیر تک ﴿قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ﴾ کے تحت میں داخل ہے۔

فائدہ:[۱۵] جنات اگر سیدھی راہ پر چلیں تو ان کے لئے بھی نعمتیں ہیں:......یعنی اگر جن و انس حق کی سیدھی راہ پر چلتے تو ہم اُن کو ایمان و طاعت کی بدولت ظاہری و باطنی برکات سے سیراب کر دیتے، اور اُس میں بھی اُن کی آزمائش ہوتی کہ نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر شکر بجالاتے اور طاعت میں مزید ترقی کرتے ہیں یا کفرانِ نعمت کر کے اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وقت مکہ والوں کے ظلم و شرارت کی سزا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کئی سال کا قحط پڑا تھا، لوگ خشک سالی سے پریشان ہو رہے تھے، اس لیے متنبہ فرمادیا کہ اگر سب لوگ ظلم و شرارت سے باز آ کر اللہ کے راستہ پر چلیں جیسے مسلمان جنوں نے طریقہ اختیار کیا ہے تو قحط دور ہو اور بارانِ رحمت سے ملک سرسبز و شاداب کر دیا جائے۔

فائدہ:[۱۶] اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں بے چینی ہے:......یعنی اللہ کی یاد سے منہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہو سکتا، وہ تو ایسے راستہ پر چل رہا ہے، جہاں پریشانی اور عذاب ہی چڑھتا چلا آتا ہے۔

فائدہ:[۱۷] مساجد میں غیر اللہ کو پکارنا خاص طور پر ممنوع اور بدترین شرک ہے:......یوں تو خدا کی ساری زمین اس اُمت کے لیے مسجد بنادی گئی ہے، لیکن خصوصیت سے وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عباداتِ الٰہی کے لیے بنائے جاتے ہیں، اُن کو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے، وہاں جا کر اللہ کے سوا کسی ہستی کو پکارنا ظلمِ عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خالص خدائے واحد کی طرف آؤ اور اس کا شریک کر کے کسی کو کہیں بھی مت پکارو، خصوصاً مساجد میں جو اللہ کے نام پر تنہا اُسی کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں۔ بعض مفسرین نے ''مساجد'' سے مراد وہ اعضاء لیے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں، اُس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا کے دیئے ہوئے اور اُس کے بنائے ہوئے اعضاء ہیں، جائز نہیں کہ ان کو اُس مالک و خالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکاؤ۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰهِ یَدۡعُوۡهُ کَادُوۡا یَکُوۡنُوۡنَ عَلَیۡهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ وَلَاۤ ع۱۱

اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ و۱۸ کہ اس کو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اس پر ٹھٹھ و۱۹ تو کہہ میں تو پکارتا ہوں بس اپنے رب کو اور

اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ

شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو ف۲۰ تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا ف۲۱ تو کہہ مجھ کو نہ بچائے گا اللہ کے ہاتھ سے

اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ

کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ ف۲۲ مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے پیغام لانے ف۲۳ اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ﴿٢٣﴾ حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ

اور اس کے رسول کا سو اس کے لیے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اس میں ہمیشہ ف۲۴ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو کچھ ان سے وعدہ ہوا اب جان لیں گے

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ

کس کے مددگار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے ف۲۵ تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کر دے اس کو میرا رب

اَمَدًا ﴿٢٥﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ

ایک مدت کے بعد ف۲۶ جاننے والا بھید کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کر لیا کسی رسول کو تو وہ

یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ

چلاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے چوکیدار ف۲۷ تا کہ جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے ف۲۸ اور قابو میں رکھا ہے

بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾ ع ۲ ۱۲

جو ان کے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی ف۲۹

فائدہ: [۱۸] "عبد" سے مراد: ......یعنی بندۂ کامل محمد رسول اللہ ﷺ۔

فائدہ: [۱۹] قرآن پڑھتے وقت آپ ﷺ پر لوگوں کا ہجوم: ......یعنی آپ جب کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں تو لوگ ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ پر ٹوٹے پڑتے ہیں، مؤمنین تو شوق و رغبت سے قرآن سننے کی خاطر، اور کفار عداوت و عناد سے آپ پر ہجوم کرنے کے لیے۔

فائدہ: [۲۰] حضور ﷺ کو طریقہ تبلیغ کی تعلیم: ......یعنی کفار سے کہہ دیجئے کہ تم مخالفت کی راہ سے بھیڑ کیوں کرتے ہو؟ کونسی بات ایسی ہے جس پر تمہاری خفگی ہے؟ میں کوئی بری اور نامعقول بات تو نہیں کہتا، صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اُس کا شریک کسی کو نہیں سمجھتا، تو اس میں لڑنے جھگڑنے کی کونسی بات ہے اور اگر تم سب مل کر مجھ پر ہجوم کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو! میرا بھروسہ اکیلے اُسی خدا پر ہے جو ہر قسم کی شرکت سے پاک اور بے نیاز ہے۔

فائدہ: [۲۱] ......یعنی میرے اختیار میں نہیں کہ تم کو بھی راہ پر لے آؤں، اور نہ آؤ تو کچھ نقصان پہنچا دوں، سب بھلائی برائی اور سود و زیاں اُسی خدائے واحد کے قبضہ میں ہے۔

فائدہ: [۲۲] ......یعنی تم کو نفع نقصان پہنچانا تو کجا، اپنا نفع و ضرر میرے قبضہ میں نہیں۔ اگر بالفرض میں اپنے فرائض میں تقصیر کروں تو کوئی

شخص نہیں جو مجھ کو اللہ کے ہاتھ سے بچالے اور کوئی جگہ نہیں جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کرسکوں۔

فائدہ: [۲۳] **حضور ﷺ کی ذمہ داری اور اختیار:**...... یعنی اللہ کی طرف سے پیغام لانا اور اس کے بندوں کو پہنچا دینا، یہی چیز ہے جو اُس نے میرے اختیار میں دی اور یہی فرض ہے جس کے ادا کرنے سے میں اس کی حمایت اور پناہ میں رہ سکتا ہوں۔

فائدہ: [۲۴]...... یعنی تمہارے نفع نقصان کا مالک میں نہیں، لیکن اللہ کی اور میری نافرمانی کرنے سے نقصان پہنچنا ضروری ہے۔

فائدہ: [۲۵]...... یعنی تم جو جتھے باندھ کر ہم پر ہجوم کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی تھوڑے سے آدمی ہیں، وہ بھی کمزور، تو جب وعدہ کا وقت آئے گا، اس وقت پتہ لگے گا کہ کس کے ساتھی کمزور اور گنتی میں تھوڑے تھے۔

فائدہ: [۲۶] **قیامت کا علم کسی کو نہیں:**...... یعنی اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وعدہ جلد آنے والا ہے، یا ایک مدت کے بعد، کیونکہ قیامت کا وقت معین کرکے اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔ یہ اُن غیوب میں سے ہے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

فائدہ: [۲۷] **اللہ تعالیٰ کا غیب پر مطلع کرنا اور وحی کی حفاظت:**...... یعنی اپنے بھید کی پوری خبر کسی کو نہیں دیتا، ہاں! رسولوں کو جس قدر اُن کی شان ومنصب کے لائق ہو بذریعۂ وحی خبر دیتا ہے۔ اس وحی کے ساتھ فرشتوں کے پہرے اور چوکیاں رکھی جاتی ہیں کہ کسی طرف سے شیطان اُس میں دخل کرنے نہ پائے اور رسول کا اپنا نفس بھی غلط نہ سمجھے۔ یہی معنی ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو (اپنے علوم واخبار میں) عصمت حاصل ہے، اوروں کو نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی معلومات میں شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی، دوسروں کی معلومات میں کئی طرح کے احتمال ہیں۔ اسی لیے محققین صوفیہؒ نے فرمایا ہے کہ ولی اپنے کشف کو قرآن وسنت پر عرض کرکے دیکھے، اگر اُن کے مخالف نہ ہو تو غنیمت سمجھے، ورنہ بے تکلف رَدّ کردے۔

تنبیہ:...... اس آیت کی نظیر آلِ عمران میں ہے: ﴿الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [آل عمران: ۱۷۹، صفحہ: ۱۴۶] اور کئی سورتوں میں علمِ غیب کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے وہیں ہم فوائد میں اس پر مفصل کلام کرچکے ہیں۔ فلیراجع

فائدہ: [۲۸]...... یعنی یہ زبردست انتظامات اس غرض سے کیے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ فرشتوں نے پیغمبروں کو یا پیغمبروں نے دوسرے بندوں کو اُس کے پیغامات ٹھیک ٹھیک بلاکم وکاست پہنچا دیے ہیں۔

فائدہ: [۲۹]...... یعنی ہر چیز اُس کی نگرانی اور قبضہ میں ہے، کسی کی طاقت نہیں کہ وحی الٰہی میں تغیر وتبدل یا قطع وبرید کرسکے اور یہ پہرے چوکیاں بھی شانِ حکومت کے اظہار اور سلسلۂ اسباب کی محافظت کے لیے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں، ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو، اُس کو ان چیزوں کی کوئی احتیاج نہیں۔

تمت سورة الجنّ ولله الحمد والمنة

ایاتہا ۲۱ ۷۳ سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ ۳ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ

اے کپڑے میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات ف۲ آدھی رات یا اس میں سے کم کر دے تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر ف۳ اور کھول

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْـًٔا

کھول کر پڑھ قرآن کو صاف ف۴ ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بات وزن دار ف۵ البتہ اٹھنا رات کو سخت روندتا ہے

وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ﴿۷﴾

اور سیدھی نکلتی ہے بات ف۶ البتہ تجھ کو دن میں شغل رہتا ہے لمبا ف۷

فائدہ: [۱] سورۂ مزمل کا شان نزول اور مزمل کہہ کر خطاب کرنے کی وجہ:...... یہ سورت ابتدائی سورتوں میں سے ہے، جو مکہ میں نازل ہوئیں۔ روایات صحیحہ میں ہے کہ شروع میں جب وحی کی دہشت اور ثقل سے آپ ﷺ کا بدن کانپنے لگا تو آپ ﷺ نے گھر والوں سے فرمایا: ''زملونی زملونی'' (مجھے کپڑا اڑھاؤ، کپڑا اڑھاؤ) چنانچہ کپڑا اُڑھا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اور اس سے اگلی سورت میں آپ ﷺ کو وہی نام لے کر پکارا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ قریش نے ''دار الندوہ'' میں جمع ہو کر آپ ﷺ کے متعلق مشورہ کیا کہ آپ ﷺ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے۔ کسی نے ''کاہن'' کہا، کسی نے ''جادوگر''، کسی نے ''مجنون'' مگر اتفاق رائے کسی چیز پر نہ ہوا، اخیر میں ''ساحر'' کی طرف رُجحان تھا۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے، جیسا کہ اکثر سوچ اور غم میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے۔ اُس پر حق تعالیٰ نے تانیس وملاطفت کے لیے اس عنوان سے خطاب فرمایا، جیسے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ ''قم ابا تراب'' فرمایا تھا، جب کہ وہ گھر سے رنجیدہ ہو کر چلے گئے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اس سورت میں خرقہ پوشی کے لوازم وشروط بیان ہوئی ہیں۔'' گویا یہ سورت اُس شخص کی سورت ہے جو درویشوں کا خرقہ پہنے اور اپنے تئیں اس رنگ میں رنگے۔ لغت عرب میں ''مزمل'' اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کشادہ کپڑے کو اپنے اُوپر لپیٹ لے اور آنحضرت ﷺ کا معمول ایسا تھا کہ جب نماز تہجد اور قرآن شریف کی تلاوت کے لیے رات کو اُٹھتے تھے تو ایک کمبل دراز اوڑھ لیتے تھے، تا سردی سے بدن محفوظ رہے اور وضو ونماز کی حرکات میں کسی طرح کا حرج واقع نہ ہو۔ نیز اس عنوان کے اختیار کرنے میں اُن لوگوں کو ہشیار کرنا ہے جو کپڑوں میں لپٹے ہوئے رات کو آرام کر رہے ہوں کہ رات کا ایک معتد بہ حصہ اللہ کی عبادت میں گزاریں۔

فَائِدَۃ:[۲] ''اِلَّا قَلِیْلًا'' کی وضاحت:......یعنی کسی رات اتفاق سے نہ ہو سکے تو معاف ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک ﴿اِلَّا قَلِیْلًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہو، ہاں! تھوڑا سا حصہ شب کا اگر آرام کرو تو مضائقہ نہیں۔ غالباً تھوڑے سے مراد یہاں نصف ہوگا، کیونکہ رات جو آرام کے لیے تھی جب آدمی عبادت میں گزار دی تو اُس کے اعتبار سے باقی نصف کو ''تھوڑا'' ہی کہنا موزوں تھا۔

فَائِدَۃ:[۳]......یعنی آدھی رات سے کچھ کم جو تہائی تک پہنچ سکتی ہے یا آدھی سے زیادہ جو دو تہائی تک ہو، بقرینہ قولہ تعالیٰ فیما بعد: ﴿اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَہٗ وَثُلُثَہٗ﴾ ۔الآیۃ

فَائِدَۃ:[۴] تہجد میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنے کا حکم:......یعنی تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے، اس طرح پڑھنے سے فہم وتدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق وشوق بڑھتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۵] قول ثقیل اور آپ ﷺ کو ریاضت ومجاہدہ کا حکم:......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو'' اور وہ بوجھ ایسا ہے کہ جس کے سامنے شب بیداری کو سہل سمجھنا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد پے بہ پے قرآن تم پر نازل کریں گے جو اپنی قدر ومنزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزن دار اور اپنی کیفیات ولوازم کے اعتبار سے بہت بھاری اور گراں بار ہے۔ احادیث میں ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت آپ ﷺ پر بہت گرانی اور سختی گزرتی تھی، جاڑے کے موسم میں آپ ﷺ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے، اگر اُس وقت کسی سواری پر سوار ہوتے تو سواری تحمل نہیں کر سکتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی فَخِذ [ران] مبارک زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پر تھی، اُس وقت وحی نازل ہوئی، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا محسوس ہوا کہ اُن کی ران بوجھ سے پھٹ جائے گی۔ اس کے علاوہ اس ماحول میں قرآن کی دعوت وتبلیغ اور اس کے حقوق کا پوری طرح ادا کرنا اور اس راہ میں تمام سختیوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرنا بھی سخت مشکل اور بھاری کام تھا اور جس طرح ایک حیثیت سے یہ کلام آپ ﷺ پر بھاری تھا، دوسری حیثیت سے کافروں اور منکروں پر شاق تھا۔ غرض ان تمام وجوہ کا لحاظ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو حکم ہوا کہ جس قدر قرآن اُتر چکا ہے، اُس کی تلاوت میں رات کو مشغول رہا کریں، اور اس عبادت خاص کے انوار سے اپنے تئیں مشرف کر کے اس فیضِ اعظم کی قبولیت کی استعداد اپنے اندر مستحکم فرمائیں۔

فَائِدَۃ:[۶] رات کو اُٹھنے کے فوائد:......یعنی رات کو اُٹھنا کچھ آسان کام نہیں، بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے، جس سے نفس روندا جاتا ہے اور نیند آرام وغیرہ خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ نیز اُس وقت دعا اور ذکر سیدھا دل سے ادا ہوتا ہے، زبان اور دل موافق ہوتے ہیں، جو بات زبان سے نکلتی ہے، ذہن میں خوب جمتی چلی جاتی ہے، کیونکہ ہر قسم کے شور وغل اور چیخ پکار سے یکسو ہونے اور خداوند قدوس کے سماء دنیا پر نزول فرمانے سے قلب کو ایک عجیب قسم کے سکون وقرار اور لذت واشتیاق کی کیفیت میسر ہوتی ہے۔

فَائِدَۃ:[۷]......یعنی دن میں لوگوں کو سمجھانا اور دوسرے کئی طرح کے مشاغل رہتے ہیں، گو وہ بھی آپ ﷺ کے حق میں بالواسطہ عبادت ہیں، تاہم بلاواسطہ پروردگار کی عبادت اور مناجات کے لیے رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہیے۔ اگر عبادت میں مشغول ہو کر رات کی بعض حوائج چھوٹ جائیں تو کچھ پروا نہیں، دن میں اُن کی تلافی ہو سکتی ہے۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ⑧ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ

اور پڑھے جا نام اپنے رب کا اور چھوٹ کر چلا آ اس کی طرف سب سے الگ ہو کر ۸ مالک مشرق ومغرب کا ۹ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سو پکڑ لے اس کو

وَّكِيلًا ⑨ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ⑩ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي

کام بنانے والا ف۱۰ اور سہتا رہ جو کچھ کہتے رہیں ف۱۱ اور چھوڑ دے ان کو بھلی طرح کا چھوڑنا ف۱۲ اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام

النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ⑪ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَّجَحِيمًا ⑫ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا أَلِيمًا ⑬

میں رہے ہیں اور ڈھیل دے ان کو تھوڑی سی ف۱۳ البتہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک ف۱۴

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ⑭ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ

جس دن کہ کانپے گی زمین اور پہاڑ اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے تودے پھسلتے ف۱۵ ہم نے بھیجا تمہاری طرف

رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا ⑮ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ

رسول بتلانے والا تمہاری باتوں کا ف۱۶ جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول ف۱۷ پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا پھر

فَأَخَذْنٰهُ أَخْذًا وَّبِيلًا ⑯ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ⑰

پکڑی ہم نے اس کو وبال کی پکڑ ف۱۸ پھر کیونکر بچو گے اگر منکر ہو گئے اس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ف۱۹

السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ⑱ إِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهِ

آسمان پھٹ جائے گا اس دن میں اس کا وعدہ ہونے والا ہے ف۲۰ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے بنا لے اپنے رب کی طرف

سَبِيلًا ⑲ ع ۱۹

راہ ف۲۱

فائدہ:[۸] خلوت درانجمن یعنی ہر وقت اللہ کی یاد:...... یعنی علاوہ قیام لیل کے دن میں بھی (گو بظاہر مخلوق سے معاملات وعلائق رکھنے پڑتے ہیں، لیکن) دل سے اسی پروردگار کا علاقہ سب پر غالب رکھیے اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہیے، غیر اللہ کا کوئی تعلق ایک آن کے لیے اُدھر سے توجہ کو ہٹنے نہ دے، بلکہ سب تعلقات کٹ کر باطن میں اُسی ایک کا تعلق باقی رہ جائے، یا یوں کہو کہ سب تعلقات اسی ایک تعلق میں مدغم ہو جائیں، جسے صوفیہ کے ہاں "بے ہمہ وباہمہ" "خلوت در انجمن" سے تعبیر کرتے ہیں۔

فائدہ:[۹]...... مشرق دن کا اور مغرب رات کا نشان ہے، گویا اشارہ کر دیا کہ دن اور رات دونوں کو اُسی مالک مشرق ومغرب کی یاد اور رضا جوئی میں لگانا چاہیے۔

فائدہ:[۱۰]...... یعنی بندگی بھی اُسی کی اور توکل بھی اسی پر ہونا چاہیے۔ جب وہ وکیل وکارساز ہو تو دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہونے کی کیا پرواہ ہے۔

فائدہ:[۱۱]...... یعنی کفار آپ کو ساحر، کاہن اور مجنون ومسحور وغیرہ کہتے ہیں، ان باتوں کو صبر واستقلال سے سہتے رہیے۔

فائدہ:[۱۲] حضور ﷺ کو صبر اور عمدہ رویے کی تلقین:...... بھلی طرح کا چھوڑنا یہ کہ ظاہر میں ان کی محبت ترک کرو اور باطن میں اُن

کے حال سے خبردار ہو کہ کیا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں اور مجھ کو کس طور سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے اُن کی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نہ کرو، نہ انتقام لینے کے درپے ہو، نہ گفتگو یا مقابلہ کے وقت کج خلقی کا اظہار کرو۔ تیسرے یہ کہ باوجود جدائی اور مفارقت کے اُن کی نصیحت میں قصور نہ کیجئے بلکہ جس طرح بن پڑے اُن کی ہدایت ورہنمائی میں سعی کرتے رہیے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی خلق سے کنارہ کر، لیکن لڑ بھڑ کر نہیں، سلوک سے۔" مگر یاد رہے کہ یہ آیت مکی ہے اور آیاتِ قتال کا نزول مدینہ میں ہوا ہے۔

فائدة: [۱۳] **جھٹلانے والوں کو دنیا میں مہلت ہے:**...... یعنی حق وصداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں عیش وآرام کر رہے ہیں، اُن کا معاملہ میرے سپرد کیجئے، میں خود اُن سے نبٹ لوں گا، مگر تھوڑی سی ڈھیل ہے۔

فائدة: [۱۴]...... عذاب دردناک سانپوں اور بچھوؤں کا اور خدا جانے کس کس قسم کا۔ (العیاذ باللہ)

فائدة: [۱۵]...... یعنی اُس عذاب کی تمہید اُس وقت سے شروع ہوگی جب پہاڑوں کی جڑیں ڈھیلی ہو جائیں گی اور وہ کانپ کر گر پڑیں گے اور ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت کے تودے جن پر قدم جم نہ سکے۔

فائدة: [۱۶] **پیغمبر کی گواہی:**...... یعنی یہ پیغمبر اللہ کے ہاں گواہی دے گا کہ کس نے اُس کا کہنا مانا اور کس نے نہیں مانا تھا۔

فائدة: [۱۷] **حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت:**...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تم کو مستقل دین اور عظیم الشان کتاب دے کر بھیجا۔ شاید یہ اُس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو تورات سفر استثناء میں ہے کہ "میں اُن کے لیے اُن کے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔"

فائدة: [۱۸]...... جب موسیٰ علیہ السلام کے منکر کو ایسا سخت پکڑا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو کیوں نہ پکڑے گا؟ جو تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہیں۔

فائدة: [۱۹] **قیامت کے دن کی سختی اور ہولناکی:**...... یعنی دنیا میں اگر بچ گئے تو اس دن کیوں کر بچو گے، جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی؟ خواہ فی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں؟ لیکن اس روز کی سختی اور لمبائی کا اقتضاء یہی ہوگا۔

فائدة: [۲۰]...... یعنی اللہ کا وعدہ اٹل ہے، ضرور ہو کر رہے گا، خواہ تم اُس کو کتنا ہی بعید از امکان سمجھو۔

فائدة: [۲۱]...... یعنی نصیحت کر دی گئی، اب جو اپنا فائدہ چاہے اس نصیحت پر عمل کر کے اپنے رب سے مل جائے، راستہ کھلا پڑا ہے، کوئی روک ٹوک نہیں، نہ خدا کا کچھ فائدہ ہے، تم سو دفعہ اپنا فائدہ سمجھو تو سیدھے چلے آؤ۔

تنبیہ:...... رات کے جاگنے کا حکم جو شروع سورت میں تھا، تقریباً ایک سال تک رہا، پھر اگلی آیت سے منسوخ ہوا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو اٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے اور کتنے لوگ تیرے

مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا

ساتھ کے ف۲۲ اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور دن کو اس نے جانا کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے سو تم پر معافی بھیج دی اب پڑھو جتنا

تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ

تم کو آسان ہو قرآن سے ف۲۳ جانا کہ کتنے ہو تم میں سے بیمار اور کتنے لوگ پھریں گے ملک میں

يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ

ڈھونڈتے اللہ کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہوں گے اللہ کی راہ میں سو پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو اس میں سے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ ۲۴ اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا ۲۵ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے

مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ ع ۱ ۱۴

کوئی نیکی اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ ۲۶ اور معافی مانگو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲۷

فائدہ: [۲۲] رات کی عبادت کے سلسلہ میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تعریف:...... یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اس کے حکم کی پوری تعمیل کی، کبھی آدھی، کبھی تہائی اور کبھی دو تہائی رات کے قریب اللہ کی عبادت میں گزاری، چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سوج جاتے اور پھٹنے لگتے تھے، بلکہ بعض تو اپنے بال رسی سے باندھ لیتے تھے کہ نیند آئے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے آنکھ کھل جائے۔

فائدہ: [۲۳] رات کی عبادت کے سلسلہ میں امت کے لئے آسانی اور چھوٹ:...... یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش تو اللہ کو معلوم ہے، وہی ایک خاص اندازہ سے کبھی رات کو دن سے گھٹاتا، کبھی بڑھاتا اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے۔ بندوں کو اس نیند اور غفلت کے وقت روزانہ آدھی، تہائی، اور دو تہائی رات کی پوری طرح حفاظت کرنا، خصوصاً جب کہ گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ ہو سہل کام نہیں تھا، اس لیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم رات بھر نہ سوتے تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی جاگنا نصیب نہ ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے معافی بھیج دی اور فرما دیا کہ تم اس کو ہمیشہ پوری طرح نباہ نہ سکو گے، اس لیے اب جس کو اُٹھنے کی توفیق ہو، وہ جتنی نماز اور اس میں جتنا قرآن چاہے پڑھ لے۔ اب اُمت کے حق میں نہ نماز تہجد فرض ہے، نہ وقت کی یا مقدار تلاوت کی کوئی قید ہے۔

فائدہ: [۲۴]...... یعنی اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ تم میں بیمار بھی ہوں گے اور مسافر بھی جو ملک میں روزی یا علم وغیرہ کی تلاش کرتے پھریں گے اور وہ مرد مجاہد بھی ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جنگ کریں گے، اُن حالات میں شب بیداری کے احکام پر عمل کرنا سخت دشوار ہوگا، اس لیے تم پر تخفیف کردی کہ نماز میں جس قدر قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھ لیا کرو، اپنی جان کو زیادہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! فرض نمازیں نہایت اہتمام سے باقاعدہ پڑھتے رہو، اور زکوٰۃ دیتے رہو، اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے رہو کہ ان ہی باتوں کی پابندی سے بہت کچھ روحانی فوائد اور ترقیات حاصل ہوسکتی ہیں۔

تنبیہ: صحابہ کرامؓ سے شروع میں ریاضت و مشقت کرانے میں حکمت:...... اوّلین صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک سال تک بہت تاکید و تحتم کے ساتھ یہ ریاضت شاقہ شاید اس لیے کرائی کہ وہ لوگ آئندہ تمام اُمت کے ہادی و معلم بننے والے تھے، ضرورت تھی کہ وہ اس قدر منجھ جائیں اور رُوحانیت کے رنگ میں ایسے رنگے جائیں کہ تمام دنیا اُن کے آئینہ میں کمالات محمدی ﷺ کا نظارہ کر سکے اور یہ نفوس قدسیہ ساری اُمت کی اصلاح کا بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھا سکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فائدہ: [۲۵]...... پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا ہی اُس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔ بندوں کو اگر قرض حسن دیا جائے، وہ بھی اس کے عموم میں داخل سمجھو۔ کما ثبت فضلہ فی الحدیث۔

فائدہ:[۲۶] نیکیاں آخرت میں کام آئیں گی، ضائع نہ ہوں گی:......یعنی جو نیکی یہاں کرو گے، اللہ کے ہاں اس کو نہایت بہتر صورت میں پاؤ گے اور بہت بڑا اجر اُس پر ملے گا تو یہ مت سمجھو کہ جو نیکی ہم کرتے ہیں یہیں ختم ہو جاتی ہے، نہیں! وہ سب سامان تم سے آگے اللہ کے ہاں پہنچ رہا ہے، جو عین حاجت کے وقت تمہارے کام آئے گا۔

فائدہ:[۲۷].....یعنی تمام احکام بجالا کر پھر اللہ سے معافی مانگو، کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو، اُس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا؟ بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو اسی قدر اپنے کو تقصیروار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔ اے غفور و رحیم! تو اپنے فضل سے میری خطاؤں اور کوتاہیوں کو بھی معاف فرما۔

تمت سورۃ المزمل وللہ الحمد والمنۃ

اٰیاتھا ۵۷ | ۷۴ سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ٤ | رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵

اے لحاف میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے ف۲ اور اپنے رب کی بڑائی بول ف۳ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ ف۴

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ

اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ بہت چاہے اور اپنے رب سے اُمید رکھ ف۵ پھر جب بجنے لگے وہ کھوکھری چیز ف۶ پھر وہ اس دن مشکل دن

عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا

ہے ف۷ منکروں پر نہیں آسان ف۸ چھوڑ دے مجھ کو اور اس کو جس کو میں نے بنایا اکیلا ف۹ اور دیا میں نے اس کو مال

مَّمْدُوْدًا ۝۱۲ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝۱۳ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝۱۵ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ

پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے ف۱۰ اور تیاری کر دی اس کے لیے خوب تیاری ف۱۱ پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں ف۱۲ ہرگز نہیں! وہ ہے

لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝۱۶

ہماری آیتوں کا مخالف ف۱۳

فَائِدَة:[۱]......اس کے لیے سورۂ ''مزمل'' کا پہلا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

فَائِدَة:[۲] تبلیغ و انذار کا حکم:......یعنی وحی کے ثقل اور فرشتہ کی ہیبت سے آپ کو گھبرانا اور ڈرنا نہیں چاہیے۔ آپ کا کام تو یہ ہے کہ سب آرام و چین چھوڑ کر دوسروں کو خدا کا خوف دلائیں اور کفر و معصیت کے برے انجام سے ڈرائیں۔

فَائِدَة:[۳] اللہ تعالیٰ کی بڑائی بولنے کا حکم:...... کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے ہی سے اُس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جس کی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیے۔ بہر حال اس کے کمالات و انعامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام ہے۔

فَائِدَة:[۴] لباس اور بدن کی پاکیزگی کا حکم:......اس سورت کے نازل ہونے پر حکم ہوا کہ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں، پھر نماز وغیرہ کا حکم ہوا، نماز کے لیے شرط ہے کہ کپڑے پاک ہوں اور گندگی سے احتراز کیا جائے، اُن چیزوں کو یہاں بیان فرما دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب

کپڑوں کا حسی و معنوی نجاستوں سے پاک رکھنا ضروری ہے تو بدن کی پاکی بطریق اولیٰ ضروری ہوگی، اس لیے اس کے بیان کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعض علماء نے کپڑوں کے پاک رکھنے سے نفس کا برے اخلاق سے پاک رکھنا مراد لیا ہے، اور گندگی سے دُور رہنے کے معنی یہ لیے ہیں کہ بتوں کی گندگی سے دُور رہیے جیسے اب تک دُور رہیں۔ بہر حال آیت ہذا میں طہارت ظاہری و باطنی کی تاکید مقصود ہے، کیونکہ بدون اس کے رب کی بڑائی کماحقہ دلنشین نہیں ہو سکتی۔

فَائِدَة: [۵] **صبر و تحمل کی تلقین:** ...... یہ ہمت اور اولوا العزمی سکھلائی کہ جو کسی کو دے (روپیہ پیسہ یا علم و ہدایت وغیرہ) اس سے بدلہ نہ چاہے محض اپنے رب کے دیئے پر شاکر و صابر رہ، اور جو شدائد دعوت و تبلیغ کے راستہ میں پیش آئیں اُن کو اللہ کے واسطے صبر و تحمل سے برداشت کر، اور اسی کے حکم کی راہ دیکھ کہ یہ عظیم الشان کام بدون اعلیٰ درجہ کی حوصلہ مندی اور صبر و استقلال کے انجام نہیں پائے گا۔ ان آیتوں کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے، لیکن اُحقر کے خیال میں یہی بے تکلف ہے۔

فَائِدَة: [۶] ...... یعنی صور پھونکا جائے۔

فَائِدَة: [۷] **قیامت کے دن کی سختی:** ...... یعنی اُس دن کے واقعات میں سے صور کا پھونکا جانا گویا ایک مستقل دن ہے، جو سر تا پا مشکلات اور سختیوں سے بھرا ہوگا۔

فَائِدَة: [۸] ...... یعنی منکروں پر کسی طرح کی آسانی نہ ہوگی، بلکہ اُس دن کی سختی دم بہ دم اُن پر بڑھتی جائے گی، بخلاف مومنین کے کہ اگر سختی بھی دیکھیں گے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کردی جائے گی۔

فَائِدَة: [۹] **ولید بن مغیرہ کی مذمت:** ...... ہر انسان ماں کے پیٹ سے اکیلا اور جریدہ آتا ہے۔ مال، اولاد، فوج، لشکر، سامان وغیرہ کچھ ساتھ نہیں لاتا۔ یا "وحید" سے مراد خاص ولید بن مغیرہ ہو جس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں، وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور دنیوی ثروت و لیاقت کے اعتبار سے عرب میں فرد اور یکتا سمجھا جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے، نہ اُن کو مہلت ملنے سے تنگ دل ہوں، بلکہ ان کا قصہ میرے سپرد کرو، میں سب کا بھگتان کردوں گا، آپ کو غمگین و پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

فَائِدَة: [۱۰] **مال و اولاد کی زیادتی:** ...... یعنی مال و اولاد کا پھیلاوا بہت ہوا، دسوں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور محفلوں میں باپ کی توقیر بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے، تجارتی کاروبار اور دوسرے کام کاج کیلئے نوکر چاکر بہت تھے، ضرورت نہیں تھی کہ بیٹے باپ کی نظر سے غائب ہوں۔

فَائِدَة: [۱۱] ...... یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی اور مسندِ حکومت و ریاست اچھی طرح تیار کردی، چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اسی کی طرف رجوع کرتے اور اُس کو اپنا حاکم جانتے تھے۔

فَائِدَة: [۱۲] **ولید بن مغیرہ کی آخرت کے بارے میں خوش فہمی:** ...... یعنی باوجود کثرت نعمت و ثروت کے کبھی حرفِ شکر زبان سے نہ نکلا، بلکہ ہمیشہ بت پرستی اور زیادہ مال جمع کرنے کی حرص میں منہمک رہتا، اور اگر رسول کریم ﷺ کبھی اُس کے سامنے بہشت کی نعمتوں کا ذکر فرماتے تو کہتا تھا کہ اگر یہ شخص اپنے بیان میں سچا ہے تو یقین کامل ہے کہ وہاں کی نعمتیں بھی مجھے ہی ملیں گی۔ اُس کو فرماتے ہیں کہ باوجود اس قدر ناشکری اور حق ناشناسی کے یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا و آخرت کی نعمتیں اور زیادہ دے گا۔

فَائِدَة: [۱۳] **ولید بن مغیرہ کا انجام:** ...... یعنی جب وہ منعمِ حقیقی کی آیتوں کا مخالف ہے تو اُسے ہر گز حق نہیں پہنچتا کہ ایسی توقع باندھے اور خیالی پلاؤ پکائے۔ کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد پے بہ پے اُس کے مال و اسباب میں نقصان ہونا شروع ہوا، آخر فقیر ہو کر ذلت کے ساتھ مر گیا۔

سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ

اب اس سے چڑھواؤں گا بڑی چڑھائی ف۱۴ اس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرالیا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا ف۱۵ پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا ف۱۶ پھر

نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا

نگاہ کی پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتایا پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا پھر بولا اور کچھ نہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور کچھ نہیں

إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ

یہ کہا ہوا ہے آدمی کا ف۱۷ اب اس کو ڈالوں گا آگ میں ف۱۸ اور تو کیا سمجھا کیسی ہے آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے ف۱۹ جلا دینے والی ہے

لِلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا

آدمیوں کو اس پر مقرر ہیں انیس فرشتے ف۲۰ اور ہم نے جو رکھے ہیں دوزخ پر داروغہ وہ فرشتے ہی ہیں ف۲۱ اور ان کو جو گنتی رکھی

عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ

ہے سو جانچنے کو منکروں کے ف۲۲ تاکہ یقین کر لیں وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب اور بڑھے

آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

ایمانداروں کا ایمان اور دھوکا نہ کھائیں جن کو ملی ہے کتاب اور مسلمان ف۲۳ اور تاکہ کہیں وہ لوگ جن کے دل میں

مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ

روگ ہے اور منکر ف۲۴ کیا غرض تھی اللہ کو اس مثل سے ف۲۵ یوں بچلاتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دیتا ہے جس کو

يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾

چاہتا ہے ف۲۶ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر کو مگر خود ہی ف۲۷ وہ تو سمجھاتا ہے لوگوں کے واسطے ف۲۸

فائدہ: [۱۴] **ولید بن مغیرہ کو آخرت میں چڑھائی کا عذاب:**...... یعنی ابھی اُس کو بہت بڑی چڑھائی چڑھنا اور سخت ترین مصائب میں گرفتار ہونا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ "صعود" دوزخ میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ہمیشہ چڑھائیں گے اور گرائیں گے، یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے۔

تنبیہ: ولید کا قرآن سے متاثر ہونا اور پھر برادری کو خوش کرنے کے لئے جھٹلانا:...... ولید ایک بار آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے قرآن پڑھ کر سنایا، جس سے کسی قدر متاثر ہوا، مگر ابوجہل نے اُس کو ورغلایا اور قریش میں چرچا ہونے لگا کہ اگر ولید مسلمان ہوگیا تو بڑی خرابی ہوگی۔ غرض سب جمع ہوئے اور آپ ﷺ کے بارے میں گفتگو ہوئی، کسی نے کہا شاعر ہیں، کسی نے کاہن بتلایا، ولید بولا کہ میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سب سنی ہیں، قرآن نہ شعر ہے، نہ کہانت۔ لوگوں نے کہا کہ آخر تیری کیا رائے ہے؟ کہنے لگا ذرا سوچ لوں۔ آخر تیوری بدل کر اور منہ بنا کر کہا: کچھ نہیں، جادو ہے جو بابل والوں سے نقل ہوتا چلا آیا ہے، حالانکہ

پیشتر قرآن سن کر کہہ چکا تھا کہ یہ سحر بھی نہیں، نہ دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے، بلکہ اللہ کا کلام ہے مگر محض برادری کو خوش کرنے کے لیے اب یہ بات بنادی۔ آگے اسی گفتگو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۵] ولید کی مہمل تجویز:...... یعنی بد بخت نے دل میں سوچ کر ایک بات تجویز کی کہ قرآن جادو ہے، خدا غارت کرے کیسی مہمل تجویز کی، پھر خدا غارت کرے کہ اپنی قوم کے جذبات کے لحاظ سے کیسی برمحل تجویز نکالی، جس کو سن کر سب خوش ہو جائیں۔

فَائِدَہ:[۱۶] ولید کی قریش کے مجمع میں ایکٹنگ:...... یعنی مجمع پر نگاہ ڈالی، پھر خوب منہ بنایا، تاد یکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت اور انقباض ہے، پھر پیٹھ پھیرلی، گویا بہت ہی قابل نفرت چیز کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے، حالانکہ اس سے قبل اس کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا، اب برادری کی خوشنودی کے لیے اس سے پھر گیا، آخر نہایت غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا: بس اور کچھ نہیں، یہ جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے اور یقیناً یہ آدمی کا کلام ہے، جو جادو بن کر باپ کو بیٹے سے، میاں کو بیوی سے، اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۷] ولید کے لئے جہنم کی خوش خبری:...... یعنی عن قریب اس کو آگ میں ڈال کر عناد و تکبر کا مزہ چکھاؤں گا۔

فَائِدَہ:[۱۸] ...... یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دے گی جو جلنے سے بچ جائے، پھر جلانے کے بعد اُس حالت پر بھی نہ چھوڑے گی، بلکہ دوبارہ اصلی حالت پر لوٹائے جائیں گے اور جلیں گے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ (العیاذ باللہ)

تنبیہ:...... اکثر سلف سے یہی معنی منقول ہیں بعض مفسرین نے دوسری طرح توجیہ کی ہے۔

فَائِدَہ:[۱۹] ...... یعنی بدن کی کھال جھلس کر حیثیت بگاڑ دے گی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”جیسے دہکتا لوہا سرخ نظر آتا ہے، آدمی کی پنڈلی پر وہ سرخی نظر آئے گی۔“

فَائِدَہ:[۲۰] دوزخ کا انتظام کرنے والے انیس فرشتے:...... یعنی دوزخ کے انتظام پر جو فرشتوں کا لشکر ہوگا، اُس کے افسر اُنیس فرشتے ہوں گے، جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام ”مالک“ ہے۔

تنبیہ: انیس کے عدد کی حکمتیں:...... حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تفصیل سے اُنیس کے عدد کی حکمتیں بیان کی ہیں جو قابل دید ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں مجرموں کو عذاب دینے کے لیے اُنیس قسم کے فرائض ہیں، جن میں سے ہر فرض کی انجام دہی ایک ایک فرشتہ کی سرکردگی میں ہوگی۔ کوئی شبہ نہیں کہ فرشتہ کی طاقت بہت بڑی ہے اور ایک فرشتہ وہ کام کر سکتا ہے جو لاکھوں آدمی مل کر نہیں کر سکتے لیکن یاد رہے کہ ہر فرشتہ کی یہ قوت اُسی دائرہ میں محدود ہے جس میں کام کرنے کے لیے وہ مامور ہوا ہے، مثلاً ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے، مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام چشم زدن میں وحی لا سکتے ہیں، لیکن پانی برسانا اُن کا کام نہیں۔ جس طرح کان دیکھ نہیں سکتا، آنکھ سن نہیں سکتی، اگرچہ اپنی قسم کے کام کتنے ہی سخت ہوں کر سکتے ہیں، مثلاً کان ہو سکتا ہے کہ ہزاروں آوازیں سن لے اور نہ تھکے، آنکھ ہزاروں رنگ دیکھ لے اور عاجز نہ ہو، اسی طرح اگر ایک فرشتہ عذاب کے واسطے دوزخیوں پر مقرر ہوتا، اُس سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا تھا، دوسری قسم کا عذاب جو اُس کے دائرۂ استعداد سے باہر ہے ممکن نہ تھا، اس لیے اُنیس قسم کے عذابوں کے لیے (جن کی تفصیل تفسیر عزیزی میں ہے) اُنیس ذمہ دار فرشتے مقرر ہوئے ہیں۔ علماء نے اس عدد کی حکمتوں پر بہت کچھ کلام کیا ہے، مگر احقر کے نزدیک حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بہت عمیق و لطیف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فَائِدَہ:[۲۱] انیس فرشتوں کا سن کر مشرکین کا استہزاء اور ان کو جواب:...... اُنیس کا عدد سن کر مشرکین ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں اُنیس ہمارا کیا کر لیں گے؟ بہت ہوا ہم میں سے دس دس اُن کے ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے۔ ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو

میں اکیلا کافی ہوں، دو کا تو تم مل کر تیا پانچا کر لینا، اُس پر یہ آیت اُتری۔ یعنی وہ اُنیس تو ہیں، مگر آدمی نہیں، فرشتہ ہیں، جن کی قوت کا یہ حال ہے کہ ایک فرشتہ نے قومِ لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اُٹھا کر پٹک دیا تھا۔

فَائِدَة: [۲۲] **انیس کی تعداد میں حکمت ہے:**......یعنی کافروں کو عذاب دینے کے لیے اُنیس کی گنتی خاص حکمت سے رکھی ہے، جس کی طرف ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ کے فائدہ میں اشارہ کیا جا چکا ہے اور اس گنتی کے بیان کرنے میں منکروں کی جانچ ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کون اس کو سن کر ڈرتا ہے اور کون ہنسی مذاق اُڑاتا ہے۔

فَائِدَة: [۲۳] **اہلِ کتاب کو اس تعداد کا علم تھا:**......اہلِ کتاب کو پہلے سے یہ عدد معلوم ہوگا، جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے، یا کم از کم کتبِ سماویہ کے ذریعہ اتنا تو جانتے تھے کہ فرشتوں میں کس قدر طاقت ہے، اُنیس بھی تھوڑے نہیں۔ اور یہ کہ انواعِ تعذیب کے اعتبار سے مختلف فرشتے دوزخ پر مامور ہونے چاہئیں یہ کام تنہا ایک کا نہیں۔ بہرحال اس بیان سے اہلِ کتاب کے دلوں میں قرآن کی حقیت کا یقین پیدا ہوگا، اور یہ دیکھ کر مومنین کا ایمان بڑھے گا اور ان دونوں جماعتوں کو قرآن کے بیان میں کوئی شک وتردّد نہیں رہے گا، نہ مشرکین کے استہزاء وتمسخر سے وہ کچھ دھوکا کھائیں گے۔

فَائِدَة: [۲۴] **روگ والے کون ہیں؟**......﴿الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ سے منافقین یا ضعیف الایمان مراد ہیں اور ﴿الْكٰفِرُوْنَ﴾ سے کھلے ہوئے منکر۔

فَائِدَة: [۲۵]......یعنی اُنیس کے بیان سے کیا غرض تھی؟ بھلا ایسی بے تکی اور غیر موزوں بات کو کون مان سکتا ہے؟ (العیاذ باللہ)

فَائِدَة: [۲۶]......یعنی ایک ہی چیز سے بد استعداد آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اور سلیم الطبع راہ پا لیتا ہے، جسے ماننا مقصود نہ ہو وہ کام کی بات کو ہنسی مذاق میں اُڑا دیتا ہے اور جس کے دل میں خوفِ خدا اور نورِ توفیق ہو، اس کے ایمان ویقین میں ترقی ہوتی ہے۔

فَائِدَة: [۲۷]......یعنی اللہ کے بے شمار لشکروں کی تعداد اُسی کو معلوم ہے، اُنیس تو صرف کارکنانِ جہنم کے افسر بتلائے ہیں۔

فَائِدَة: [۲۸]......یعنی دوزخ کا ذکر صرف عبرت ونصیحت کے لیے ہے کہ اُس کا حال سن کر لوگ غضبِ الٰہی سے ڈریں اور نافرمانی سے باز آئیں۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾

سچ کہتا ہوں اور قسم ہے چاند کی، اور رات کی جب پیٹھ پھیرے، اور صبح کی جب روشن ہووے وہ ایک ہے بڑی چیزوں میں کی ف ۲۹

نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ

ڈرانے والی ہے لوگوں کو جو کوئی چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف ۳۰ ہر ایک جی اپنے کئے کاموں میں

ع ۱ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ

پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہیں مل کر پوچھتے ہیں گناہ گاروں کا حال ف ۳۱ تم کاہے سے جا پڑے

فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ

دوزخ میں ف ۳۲ وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے کھانا کھلاتے محتاج کو اور ہم تھے باتوں میں دھنسنے

الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

دھسنے والوں کے ساتھ اور ہم تھے جھٹلاتے انصاف کے دن کو یہاں تک کہ آ پہنچی ہم پر وہ یقینی بات ف۳۳ پھر کام نہ آئے گی ان کو سفارش،

الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ

سفارش کرنے والوں کی ف۳۴ پھر کیا ہوا ہے ان کو کہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں ف۳۵ گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے بھاگے ہیں غل

قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

مچانے سے ف۳۶ بلکہ چاہتا ہے ہر ایک مرد ان میں کا کہ ملیں اس کو ورق کھلے ہوئے ف۳۷ ہرگز نہیں ف۳۸ پر وہ ڈرتے نہیں

الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ

آخرت سے ف۳۹ کوئی نہیں یہ تو نصیحت ہے ف۴۰ پھر جو کوئی چاہے اس کو یاد کرے ف۴۱ اور وہ یاد جبھی کریں کہ چاہے اللہ ف۴۲ وہی ہے

التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع ۱۵

جس سے ڈرنا چاہئے اور وہی ہے بخشنے کے لائق ف۴۳

فائدۃ:[۲۹] ......یعنی جو بڑی بڑی ہولناک اور عظیم الشان چیزیں ظاہر ہونے والی ہیں، دوزخ اُن میں کی ایک چیز ہے۔

فائدۃ:[۳۰] **مختلف قسمیں اور ان سے مقصود:** ......آگے بڑھنے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں، پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا۔ بہر حال مقصود یہ ہے کہ دوزخ سب مکلفین کے حق میں بڑے ڈراوے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب ونتائج قیامت میں ظاہر ہوں گے، اس لیے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے، چنانچہ چاند کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے نشو ونما اور اضمحلال وفنا کا، اسی طرح اس عالم دنیا کو عالم آخرت کے ساتھ حقائق کے اختفاء واکتشاف میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ، گویا اس عالم کا ختم ہوجانا رات کے گزر جانے اور اس عالم کا ظہور نور صبح کے پھیل جانے کے مشابہ ہے۔ واللہ اعلم!

فائدۃ:[۳۱] **جنتی دوزخیوں کا حال پوچھیں گے:** ......یعنی جو لوگ میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے داہنی طرف سے نکلے تھے اور دنیا میں بھی سیدھی چال چلتے رہے اور موقف میں بھی عرش کے داہنی طرف جدھر بہشت ہے کھڑے ہوئے اور اُسی طرف روانہ ہوئے اور اُن کے نامۂ اعمال بھی داہنے ہاتھ میں آئے، وہ لوگ البتہ قید میں پھنسے ہوئے نہیں، بلکہ جنت کے باغوں میں آزاد ہیں اور نہایت بےفکر اور فارغ البال ہوکر آپس میں ایک دوسرے سے یا فرشتوں سے گناہ گاروں کا حال پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کہاں گئے جو نظر نہیں پڑتے۔

فائدۃ:[۳۲] ......یعنی جب سنیں گے کہ گناہ گاروں کو دوزخ میں داخل کیا گیا ہے، تب اُن گناہ گاروں کی طرف متوجہ ہوکر یہ سوال کریں گے کہ باوجود عقل ودانائی کے تم اس دوزخ کی آگ میں کیسے آپڑے؟

فائدۃ:[۳۳] **دوزخیوں کا اعتراف جرم:** ......یعنی نہ اللہ کا حق پہچانا، نہ بندوں کی خبر لی، البتہ دوسرے لوگوں کی طرح حق کے خلاف بحثیں کرتے رہے اور بد صحبتوں میں رہ کر شکوک وشبہات کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم کو یقین نہ ہوا کہ انصاف کا دن بھی آنے والا ہے۔ ہمیشہ اس بات کو جھٹلایا کئے، یہاں تک کہ موت کی گھڑی سر پر آن پہنچی اور آنکھوں سے دیکھ کر ان باتوں کا

یقین حاصل ہوا جن کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

فائدہ: [۳۴]...... کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور کرے گا تو قبول نہ ہوگی۔

فائدہ: [۳۵]...... یعنی یہ مصیبتیں سامنے ہیں، مگر نصیحت سن کر ٹس سے مس نہیں ہوتے، بلکہ سننا بھی نہیں چاہتے۔

فائدہ: [۳۶] **نصیحت سے اعراض کرنے والے جنگلی گدھے ہیں:** ...... یعنی حق کا شور وغل اور شیرانِ خدا کی آوازیں سن کر جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے جاتے ہیں۔

فائدہ: [۳۷]...... یعنی پیغمبر کی بات ماننا نہیں چاہتے، بلکہ اُن میں ہر شخص کی آرزو یہ ہے کہ خود اُس پر اللہ کے کھلے ہوئے صحیفے اُتریں اور پیغمبر بنایا جائے: ﴿حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ﴾ [الانعام: ۱۲۴] یا یہ کہ اُن میں سے ہر ایک کے پاس براہِ راست ایک نوشتہ خدا کی طرف سے آئے، جس میں محمد ﷺ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہو: ﴿حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ﴾ [بنی اسرائیل: ۹۳]

فائدہ: [۳۸]...... یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، کیونکہ نہ اُن میں لیاقت، نہ اُس کی ضرورت۔

فائدہ: [۳۹] **کفار کی درخواستیں فضول ہیں عمل کی غرض سے نہیں ہیں:** ...... یعنی یہ بیہودہ درخواستیں بھی کچھ اس لیے نہیں کہ ایسا کر دیا جائے تو واقعی مان جائیں گے، بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے، اس لیے حق کی طلب نہیں، اور یہ درخواستیں محض تعنت سے ہیں۔ اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری کر دی جائیں تب بھی اتباع نہ کریں۔ کما قال تعالیٰ: ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۝﴾ [انعام: ۷]

فائدہ: [۴۰]...... یعنی ہر ایک کو الگ الگ کتاب دی جائے، ایسا نہیں ہوسکتا، یہ ایک کتاب (قرآن کریم) ہی نصیحت کے لیے کافی ہے۔

فائدہ: [۴۱]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”یعنی (یہ کتاب) ایک پر اُتری تو کیا ہوا، کام تو سب کے آتی ہے۔“

فائدہ: [۴۲]...... اور اللہ کا چاہنا نہ چاہنا سب حکمتوں پر مبنی ہے، جن کا احاطہ کوئی بشر نہیں کرسکتا، وہی ہر شخص کی استعداد و لیاقت کو کماحقہ جانتا ہے، اور اُس کے موافق معاملہ کرتا ہے۔

فائدہ: [۴۳] **توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے:** ...... یعنی آدمی کتنا ہی گناہ کرے، لیکن پھر جب تقویٰ کی راہ چلے گا اور اُس سے ڈرے گا وہ اُس کے سب گناہ بخش دے گا اور اُس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر بطور حاشیہ منہیہ کے، ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد نقل فرمائی جسکے الفاظ یہ ہیں۔ ”قال ربکم عزوجل: انا اهل ان اتقی فلا یشرک بی شیئ فاذا اتقانی العبد فانا اهل ان اغفرله۔“ یعنی ”میں اس کے لائق ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ کسی کو کسی کام میں شریک نہ کرے، پھر جب بندہ مجھ سے ڈرا (اور شرک سے پاک ہوا) تو میری شان یہ ہے کہ میں اُس کے گناہوں کو بخش دوں۔“ حق تعالیٰ اپنی فضل و رحمت سے ہم کو توحید و ایمان پر ہمیشہ قائم رکھے اور اپنی مہربانی سے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آمین۔

تمت سورۃ المدثر وللہ الحمد والمنۃ۔

ایاتہا ۴۱ ۷۵ سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۱ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ۝۲ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ف۱ اور قسم کھاتا ہوں جی کی کہ جو ملامت کرے برائی پر ف۲ کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ جمع نہ کریں گے ہم

عِظَامَہٗ ۝۳ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ۝۴ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ ۝۵ یَسْـَٔلُ

اس کی ہڈیاں ف۳ کیوں نہیں ہم ٹھیک کر سکتے ہیں اس کی پوریاں ف۴ بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ ڈھٹائی کرے اس کے سامنے پوچھتا ہے

اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷

کب ہوگا دن قیامت کا ف۵ پھر جب چندھیانے لگے آنکھ ف۶

فائدہ:[۱] اللہ تعالیٰ کی جانب سے مختلف چیزوں کی قسمیں اور ان کے مقاصد:......یعنی قیامت کا دن جس کا ممکن ہونا عقل سے اور متیقن الوقوع ہونا ایسے مخبرِ صادق کی خبر سے ثابت ہو چکا ہے جس کے صدق پر دلائل قطعیہ قائم ہیں، اُس کی قسم کھاتا ہوں کہ تم یقیناً مرے پیچھے اُٹھائے جاؤ گے اور ضرور بھلے برے کا حساب ہوگا۔

تنبیہ:......واضح ہو کہ دنیا میں کئی قسم کی چیزیں ہیں جن کی قسم لوگ کھاتے ہیں، اپنے معبود کی، کسی معظم و محترم ہستی کی، کسی مہتم بالشان چیز کی، کسی محبوب یا نادر شے کی، اُس کی خوبی یا ندرت جتانے کے لیے جیسے کہتے ہیں کہ فلاں کی قسمت کی قسم کھایئے۔ پھر بلغاء یہ بھی رعایت کرتے ہیں کہ مقسم بہ مقسم علیہ کے مناسب ہو، یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ مقسم بہ کو مقسم علیہ کے لیے شاہد ہی گردانا جائے، جیسے ذوق نے کہا ہے ؎

اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندۂ احساں
سر میرا ترے سر کی قسم اُٹھ نہیں سکتا

یہاں اپنے سر کے نہ اُٹھ سکنے پر محبوب کے سر کی قسم کھانا کس قدر موزوں ہے، شریعت حقہ نے غیر اللہ کی قسم کھانا بندوں کے لیے حرام کر دیا، لیکن اللہ تعالیٰ کی شان بندوں سے جداگانہ ہے، وہ اپنے غیر کی قسم کھاتا ہے اور عموماً اُن چیزوں کی جو اُس کے نزدیک محبوب یا نافع یا وقیع و مہتم بالشان ہوں، یا مقسم علیہ کے لیے بطور شاہد و حجت کے کام دے سکیں، یہاں یوم قیامت کی قسم اُس کے نہایت وقیع و مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے ہے اور جس مضمون پر قسم کھائی ہے اس سے مناسبت ظاہر ہے کیونکہ بعث و مجازات کا ظرف ہی یوم قیامت ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۲] انسان کے نفس کی اقسام:......محققین نے لکھا ہے کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے، لیکن اس کی تین حالتوں کے اعتبار سے تین

نام ہو گئے ہیں: اگر نفس عالم علوی کی طرف مائل ہوا اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اس کو خوشی حاصل ہوئی اور شریعت کی پیروی میں سکون اور چین محسوس کیا، اُس نفس کو "مطمئنہ" کہتے ہیں: ﴿يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾ [الفجر: ۲۷، ۲۸] اور اگر عالم سفلی کی طرف جھک پڑا اور دنیا کی لذات و خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کی اور شریعت کی پیروی سے بھاگا اس کو "نفسِ امارہ" کہتے ہیں، کیونکہ وہ آدمی کو برائی کا حکم کرتا ہے: ﴿وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ﴾ [یوسف: ۵۳] اور اگر کبھی عالم سفلی کی طرف جھکتا اور شہوت و غضب میں مبتلا ہوتا ہے اور کبھی عالم علوی کی طرف مائل ہو کر اُن چیزوں کو برا جانتا ہے اور اُن سے دُور بھاگتا ہے اور کوئی برائی یا کوتاہی ہو جانے پر شرمندہ ہو کر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے، اُس کو "نفس لوامہ" کہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "آدمی کا جی اوّل کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے، ہرگز نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتا، ایسے جی کو "امارہ بالسوء" کہتے ہیں۔ پھر ہوش پکڑا، نیک و بد سمجھا تو باز آیا، کبھی (غفلت ہوئی تو) اپنی خو پر دوڑ پڑا، پیچھے کچھ سمجھ آئی تو اپنے کیے پر پچھتانے اور ملامت کرنے لگا۔ ایسا نفس (جی) "لوامہ" کہلاتا ہے۔ پھر جب پورا سنور گیا، دل سے رغبت نیکی ہی پر ہو گئی، بے ہودہ کام سے خود بخود بھاگنے لگا اور بدی کے ارتکاب بلکہ تصور سے تکلیف پہنچنے لگی، وہ نفس "مطمئنہ" ہو گیا" اھ بتغییر یسیر۔ یہاں نفس لوامہ کی قسم کھا کر اشارہ فرما دیا کہ اگر فطرت صحیح ہو تو خود انسان کا نفس دنیا ہی میں برائی اور تقصیر پر ملامت کرتا ہے، یہی چیز ہے جو اپنی اعلیٰ و اکمل ترین صورت میں قیامت کے دن ظاہر ہو گی۔

فائدہ: [۳] **دوبارہ زندہ ہونے پر مشرکین کا اعتراض:** ...... یعنی یہ خیال ہے کہ ہڈیوں تک کا چورا ہو گیا اور اُن کے ریزے مٹی وغیرہ کے ذرات میں جا ملے۔ بھلا اب کس طرح اکٹھے کر کے جوڑ دیے جائیں گے؟ یہ چیز تو محال معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: [۴] **جو ذات انگلیوں کے پورے بنانے پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے:** ...... یعنی ہم تو انگلیوں کی پوریاں بھی درست کر سکتے ہیں اور پوریوں کی تخصیص شاید اس لیے کی کہ یہ اطراف بدن ہیں اور ہر چیز کے بننے کی تکمیل اُس کے اطراف پر ہوتی ہے، چنانچہ ہمارے محاورہ میں ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ میری پور پور میں درد ہے، اس سے مراد تمام بدن ہوتا ہے۔ دوسرے پوریوں میں باوجود چھوٹی ہونے کے صنعت کی رعایت زیادہ اور عادتاً یہ زیادہ دشوار اور باریک کام ہے، لہٰذا جو اس پر قادر ہوگا، وہ آسان پر بطریق اولیٰ قادر ہوگا۔

فائدہ: [۵] **دوبارہ زندگی سے انکار کا مقصد:** ...... یعنی جو لوگ قیامت کا انکار کرتے اور دوبارہ زندہ کیے جانے کو محال جانتے ہیں اُس کا سبب یہ نہیں کہ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے اور اللہ کی قدرت کاملہ کے دلائل و نشانات غیر واضح ہیں، بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے اپنی اگلی عمر میں جو باقی رہ گئی ہے، بالکل بیباک ہو کر فسق و فجور کرتا رہے، اگر کہیں قیامت کا اقرار کر لیا اور اعمال کے حساب کتاب کا خوف دل میں بیٹھ گیا تو فسق و فجور میں اس قدر بیباکی اور ڈھٹائی اس سے نہ ہو سکے گی، اس لیے ایسا خیال دل میں آنے ہی نہیں دیتا، جس سے عیش منغص ہو اور لذت میں خلل پڑے، بلکہ استہزاء و تعنت اور سینہ زوری سے سوال کرتا ہے کہ ہاں صاحب وہ آپ کی قیامت کب آئے گی؟ اگر واقعی آنے والی ہے تو بقید سنہ و ماہ اُس کی تاریخ تو بتلائیے۔

فائدہ: [۶] **قیامت کی سختی:** ...... یعنی حق تعالیٰ کی تجلی قہری سے جب آنکھیں چندھیانے لگیں گی اور مارے حیرت کے نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی اور سورج بھی سر کے قریب آ جائے گا۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا

اور گہ جائے چاند ۷ اور اکٹھے ہوں سورج اور چاند ۸ کہے گا آدمی اس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر، ۹ کوئی نہیں کہیں نہیں

وَزَرَ ⑪ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ⑫ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ⑬ بَلِ

ہے بچاؤ، تیرے رب تک ہے اس دن جا ٹھہرنا ف۹ جتلا دیں گے انسان کو اس دن جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ف۱۰ بلکہ

الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ⑭ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ⑮ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ⑯ اِنَّ

آدمی اپنے واسطے آپ دلیل ہے اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ف۱۱ نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ جلدی اس کو سیکھ لے، وہ تو

عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ⑰ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ⑱ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا

ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے

بَيَانَهٗ ⑲ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ⑳ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ㉑ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ㉒ اِلٰى رَبِّهَا

اس کو کھول کر بتلانا ف۱۲ کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو جو جلد اور چھوڑتے ہو جو دیر میں آئے ف۱۳ کتنے منہ اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف

نَاظِرَةٌ ㉓ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ㉔ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ㉕ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ㉖

دیکھنے والے ف۱۴ اور کتنے منہ اس دن اداس ہیں ف۱۵ خیال کرتے ہیں کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر ف۱۶ ہرگز نہیں جس وقت جان پہنچے ہانس تک ف۱۷

فَائِدَة: [۷]......یعنی بے نور ہو جائے۔ چاند کو شاید الگ اس لیے ذکر کیا کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اُس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا۔

فَائِدَة: [۸]......یعنی بے نور ہونے میں دونوں شریک ہوں گے۔

فَائِدَة: [۹]......یعنی اب تو کہتا ہے کہ وہ دن کہاں ہے؟ اور اُس وقت بدحواس ہو کر کہے گا کہ آج کدھر بھاگوں اور کہاں پناہ لوں؟ ارشاد ہوگا کہ آج نہ بھاگنے کا موقع ہے، نہ سوال کرنے کا، آج کوئی طاقت تیرا بچاؤ نہیں کر سکتی، نہ پناہ دے سکتی ہے، آج کے دن سب کو اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہونا اور اُسی کی پیشی میں ٹھہرنا ہے پھر وہ جس کے حق میں جو کچھ فیصلہ کرے۔

فَائِدَة: [۱۰]......یعنی سب اگلے پچھلے اعمال نیک ہوں یا بد، اُس کو جتلا دیئے جائیں گے۔

فَائِدَة: [۱۱] **انسان خود اپنے اندر غور کرے تو سب سمجھ سکتا ہے:**......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے (اور یہ کہ سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا، یہ سب بہانے ہیں۔'' لیکن اکثر مفسرین نے اس کا تعلق ﴿یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ﴾ الآیۃ سے رکھا ہے، یعنی جتلانے پر بھی موقوف نہیں، انسان اپنی حالت پر خود مطلع ہوگا، گو بااقتضائے طبیعت وہاں بھی بہانے بنائے اور حیلے حوالے پیش لائے، جیسے کفار کہیں گے: ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝﴾ [الانعام: ۲۳] بلکہ یہاں دنیا میں بھی وہ انسان جس کا ضمیر بالکل مسخ نہ ہو گیا ہو، اپنی حالت کو خوب سمجھتا ہے گو دوسروں کے سامنے حیلے بہانے بنا کر اُس کے خلاف ثابت کرنے کی کتنی ہی کوشش کرے۔

فَائِدَة: [۱۲] **حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن یاد کرنے کی فکر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی اور ذمہ داری:**......شروع میں جس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے قرآن لاتے، اُن کے پڑھنے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے، تاکہ جلد اُسے یاد

کر لیں اور سیکھ لیں، مبادا! جبرئیل علیہ السلام چلے جائیں اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے، مگر اس صورت میں آپ ﷺ کو سخت مشقت ہوتی تھی، جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ آتا، اور سمجھنے میں بھی ظاہر ہے دقت پیش آتی ہوگی، اُس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس وقت پڑھنے اور زبان ہلانے کی حاجت نہیں، ہمہ تن متوجہ ہو کر سننا ہی چاہئے، یہ فکر مت کرو کہ یاد نہیں رہے گا، پھر کیسے پڑھوں گا؟ اور لوگوں کو کس طرح سناؤں گا؟ اس کا تمہارے سینے میں حرف بحرف جمع کر دینا اور تمہاری زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔ جبرئیل علیہ السلام جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں، آپ تو خاموشی سے سنتے رہیے، آگے اُس کا یاد کرانا اور اُس کے علوم و معارف کا تمہارے اُوپر کھولنا اور تمہاری زبان سے دوسروں تک پہنچانا، ان سب باتوں کے ہم ذمہ دار ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جبرئیل کے ساتھ ساتھ پڑھنا ترک کر دیا، یہ بھی ایک معجزہ ہوا کہ ساری وحی سنتے رہے، اس وقت زبان سے ایک لفظ نہ دہرایا، لیکن فرشتے کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بہ لفظ کامل ترتیب کے ساتھ بدون ایک زبر زیر کی تبدیلی کے فر فر سنا دی اور سمجھا دی، یہ اس دنیا میں ایک چھوٹا سا نمونہ ہوا: ﴿يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ﴾ کا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنی وحی فرشتے کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بحرف بدون ادنیٰ فروگزاشت کے اپنے پیغمبر کے سینے میں جمع کر دے، کیا اس پر قادر نہیں کہ بندوں کے اگلے اور پچھلے اعمال جن میں سے بعض کو کرنے والا بھی بھول گیا ہوگا، سب جمع کر کے ایک وقت میں سامنے کر دے اور اُن کو خوب طرح یاد دلا دے اور اسی طرح ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کر کے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرما دے، بیشک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے۔

فَائِدَة: [۱۳] **قیامت سے انکار کا سبب عجلت خود پسندی ہے:** ...... یعنی تمہارا قیامت وغیرہ سے انکار کرنا ہرگز کسی دلیل صحیح پر مبنی نہیں، بلکہ دنیا میں انہماک اس کا سبب ہے۔ دنیا چونکہ نقد اور جلد ملنے والی چیز ہے، اُسی کو تم چاہتے ہو، اور آخرت کو اُدھار سمجھ کر چھوڑتے ہو کہ اُس کے ملنے میں ابھی دیر ہے۔ انسان کی طبیعت میں جلد بازی داخل ہے: ﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ [الانبیاء: ۳۷] فرق اتنا ہے کہ نیک لوگ پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں، جس کی ایک مثال ابھی ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ میں گزری اور بدتمیز آدمی اُس چیز کو پسند کرتے ہیں جو جلد ہاتھ آئے، خواہ آخر کار اُس کا نتیجہ ہلاکت ہی کیوں نہ ہو۔

فَائِدَة: [۱۴] **نیک لوگوں کے چہرے قیامت کے دن تروتازہ ہوں گے:** ...... یہ آخرت کا بیان ہوا، یعنی مومنین کے چہرے اُس روز تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے اور اُن کی آنکھیں محبوبِ حقیقی کے دیدار مبارک سے روشن ہوں گی۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے یقینی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، گمراہ لوگ اس کے منکر ہیں، کیونکہ یہ دولت اُن کے نصیب میں نہیں۔

اللّٰھم لا تحرمنا من ھذہ النعمة التی لیس فوقھا نعمة۔

فَائِدَة: [۱۵] ...... یعنی پریشان اور بے رونق ہوں گے۔

فَائِدَة: [۱۶] ...... یعنی یقین رکھتے ہیں کہ اب وہ معاملہ ہونے والا ہے اور وہ عذاب بھگتنا ہے جو بالکل ہی کمر توڑ دے گا۔

فَائِدَة: [۱۷] **آخرت کی پہلی منزل موت ہے لہٰذا قیامت کو دور نہ سمجھا جائے:** ...... یعنی آخرت کو ہرگز دُور مت سمجھو۔ اس سفرِ آخرت کی پہلی منزل تو موت ہے جو بالکل قریب ہے، یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے آخری ٹھکانے پر جا پہنچو گے۔ گویا ہر آدمی کی موت اُس کے حق میں بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے، جہاں مریض کی روح سمٹ کر ہنسلی تک پہنچی اور سانس حلق میں رُکنے لگی، سمجھو کہ سفرِ آخرت شروع ہو گیا۔

وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ

اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا ف۱۸ اور وہ سمجھا کہ اب آیا وقت جدائی کا ف۱۹ اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی ف۲۰ تیرے رب کی طرف ہے اس دن

الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

کھنچ کر چلا جانا ف ۲۱ پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی پھر جھٹلایا اور منہ موڑا، پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا ف ۲۲

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ

خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری ف ۲۳ پھر خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید ف ۲۴ بھلا نہ تھا وہ

نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ

ایک بوند منی کی جو ٹپکی ف ۲۵ پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا، پھر کیا اس میں جوڑا نر

وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

اور مادہ کیا یہ خدا زندہ نہیں کر سکتا مردوں کو ف ۲۶

فائدة: [۱۸] **موت کے وقت کے حیلے بہانے کسی کام کے نہیں:**...... ایسی مایوسی کے وقت طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کچھ نہیں چلتی۔ جب لوگ ظاہری علاج وتدبیر سے عاجز آجاتے ہیں تو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی سوجھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میاں! کوئی ایسا شخص ہے جو جھاڑ پھونک کر کے اس کو مرنے سے بچالے اور بعض سلف نے کہا کہ ﴿مَنْ رَاقٍ﴾ فرشتوں کا کلام ہے جو ملک الموت کے ساتھ روح قبض کرنے کے وقت آتے ہیں وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ کون اس مردے کی روح کو لے جائے گا؟ رحمت کے فرشتے یا عذاب کے؟ اس تقدیر پر ﴿مَنْ رَاقٍ﴾ "رقی" سے مشتق ہوگا، جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں، "رقیہ" سے نہ ہوگا جو افسوں کے معنی میں ہے۔

فائدة: [۱۹]...... یعنی مرنے والا سمجھ چکا کہ تمام عزیز و اقارب اور محبوب و مالوف چیزوں سے اب اس کو جدا ہونا ہے یا یہ مطلب کہ روح بدن سے جدا ہونے والی ہے۔

فائدة: [۲۰] **موت کے وقت ایک پنڈلی دوسری سے ملنے کا مطلب:**...... یعنی بعض اوقات سکرات موت کی سختی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے، نیز نیچے کے بدن سے روح کا تعلق منقطع ہونے کے بعد پنڈلیوں کا ہلانا اور ایک کو دوسرے سے جدا رکھنا اُس کے اختیار میں نہیں رہتا، اس لیے ایک پنڈلی دوسری پر بے اختیار جا گرتی ہے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ عرب کے محاورات میں "ساق" کنایہ ہے سخت مصیبت سے، تو آیت کا ترجمہ یوں کیا جائے گا کہ "ملی ایک سختی دوسری سختی کے ساتھ" کیونکہ مرنے والے کو اُس وقت دو سختیاں پیش آتی ہیں: پہلی سختی تو یہی دنیا سے جانا، مال واسباب، اہل وعیال، جاہ وحشم سب کو چھوڑنا، دشمنوں کی خوشی وطعنہ زنی، اور دوستوں کے رنج وغم کا خیال آنا، اور دوسری اس سے بڑی قبر اور آخرت کے احوال کی ہے، جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی۔

فائدة: [۲۱]...... یعنی سفر آخرت کی ابتدا یہاں سے ہے، گویا اب بندہ اپنے رب کی طرف کھنچنا شروع ہوا، مگر افسوس اپنی غفلت وحماقت سے کوئی سامان سفر کا پہلے سے درست نہ کیا، نہ اتنے بڑے سفر کے لیے کوئی توشہ ساتھ لیا۔

فائدة: [۲۲] **مرنے والے گناہ گار کے دنیا میں کرتوت:**...... یعنی بجائے سچا سمجھنے اور یقین لانے کے پیغمبروں کو جھوٹا بتلاتا رہا، اور بجائے نماز پڑھنے اور مالک کی طرف متوجہ ہونے کے ہمیشہ اُدھر سے منہ موڑ کر چلا۔ نہ صرف یہی، بلکہ اپنی اس سرکشی اور بدبختی پر اتراتا اور اکڑتا ہوا اپنے متعلقین کے پاس جاتا تھا، گویا کوئی بہت بڑی بہادری اور ہنرمندی کا کام کر کے آرہا ہے۔

فائدہ:[۲۳] خرابی پر خرابی:...... یعنی او بدبخت! اب تیری کم بختی آئی، ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ، اب تیرے لیے خرابی پر خرابی اور تباہی پر تباہی ہے، تجھ سے بڑھ کر اللہ کی نئی نئی سزاؤں کا مستحق اور کون ہوگا؟

تنبیہ: پہلی اور دوسری خرابی کی وضاحت:...... شاید اوّل خرابی یقین نہ لانے اور نماز نہ پڑھنے پر، دوسری اُس سے بڑھ کر جھٹلانے اور منہ موڑنے پر، تیسری اور چوتھی ان دونوں امور میں سے ہر ایک کو قابلِ فخر سمجھنے پر ہو، جس کی طرف ﴿ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ﴾ میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۲۴] انسان فضول نہیں ہے اس کا کوئی مقصد ہے:...... یعنی کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اُس کو یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور امر ونہی کی کوئی قید اُس پر نہ ہوگی؟ یا مرے پیچھے اٹھایا نہ جائے گا اور سب نیک و بد کا حساب نہ لیں گے؟

فائدہ:[۲۵]...... یعنی عورت کے رحم میں۔

فائدہ:[۲۶]...... یعنی نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا، پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنا دیا اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں، ایک نطفۂ بے جان سے انسان عاقل بن گیا، پھر اُسی نطفہ سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کیے جن میں سے ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جداگانہ ہیں۔ کیا وہ قادرِ مطلق جس نے اوّلاً سب کو ایسی حکمت و قدرت سے بنایا، اس پر قادر نہیں کہ دوبارہ زندہ کر دے؟ "سبحانک اللّٰھمّ فبلی۔" پاک ہے تیری ذات اے خدا! کیوں نہیں تو بیشک قادر ہے۔

تمت سورۃ القیامۃ وللہ الحمد والمنۃ۔

اٰیاتہا ۳۲ ۷۶ سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ ۹۸ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

کبھی گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ تھا وہ کوئی چیز جو زبان پر آتی ف ۱ ہم نے بنایا آدمی کو

مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا

ایک دورنگی بوند سے ف ۲ ہم پلٹتے رہے اس کو پھر کر دیا اس کو ہم نے سننے والا دیکھنے والا ف ۳ ہم نے اس کو سجھائی راہ یا حق ماننا ہے

وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ

اور یا ناشکری کرتا ہے ف ۴ ہم نے تیار کر رکھی ہیں منکروں کے واسطے زنجیریں اور طوق اور آگ دہکتی ف ۵ البتہ نیک لوگ پیتے ہیں

كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ⑤ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ⑥ يُوْفُوْنَ

پیالہ جس کی ملونی ہے کافور ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے ف ۶ چلاتے ہیں وہ اس کی نالیاں ف ۷ پورا کرتے ہیں

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ⑦ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا

منت کو ف ۸ اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ اس کی برائی پھیل پڑے گی ف ۹ اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر محتاج کو

وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨

اور یتیم کو اور قیدی کو ف ۱۰ ہم جو تم کو کھلاتے ہیں سو خالص اللہ کی خوشی چاہنے کو نہ تم سے ہم چاہیں بدلہ اور نہ چاہیں شکر گزاری ف ۱۱

فائدہ:[۱] انسان پر گزرے کئی ادوار پہلے عدم پھر وجود: ...... بیشک انسان پر ایک وقت گزر چکا ہے، جب اُس کا کچھ نام ونشان نہ تھا۔ پھر کتنے ہی دور طے کر کے نطفہ کی شکل میں آیا، وہ حالت بھی اس کی موجودہ شرافت وکرامت کو دیکھتے ہوئے اس قابل نہیں کہ زبان پر لائی جائے۔

فائدہ:[۲] ......یعنی مرد اور عورت کے دورنگے پانی سے پیدا کیا۔

تنبیہ: "اَمْشَاجٍ" کا معنی: ......﴿اَمْشَاجٍ﴾ کے معنی مخلوط کے ہیں۔ نطفہ جن غذاؤں کا خلاصہ ہے، وہ مختلف چیزوں سے مرکب

ہوتی ہے، اس لیے عورت کے پانی سے قطع نظر کر کے بھی اس کو ﴿اَمْشَاجٍ﴾ کہہ سکتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۳] اللہ تعالیٰ نے بے جان چیز سے دیکھنے سننے والا انسان بنانا:......یعنی نطفہ سے جما ہوا خون، پھر اُس سے گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ اسی طرح کئی طرح کے اُلٹ پھیر کرنے کے بعد اس درجہ میں پہنچا دیا کہ اب وہ کانوں سے سنتا اور آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو کوئی دوسرا حیوان نہیں لے سکتا، گویا اور سب اس کے سامنے بہرے اور اندھے ہیں۔

تنبیہ: "نَّبْتَلِيْهِ" کا معنی:...... ﴿نَّبْتَلِيْهِ﴾ کے معنی اکثر مفسرین نے امتحان و آزمائش کے لیے ہیں، یعنی آدمی کا بنانا اس غرض سے تھا کہ اُس کو احکام کا مکلف اور امر و نہی کا مخاطب بنا کر امتحان لیا جائے اور دیکھا جائے کہ کہاں تک مالک کے احکام کی تعمیل میں وفاداری دکھلاتا ہے؟ اسی لیے اُس کو سننے، دیکھنے، اور سمجھنے کی وہ قوتیں دی گئیں جن پر تکلیفِ شرعی کا مدار ہے۔

فَائِدَۃ:[۴] انسان کی راہ نمائی اور اس کا دو فرقوں میں بٹ جانا:......یعنی اوّلاً اصل فطرت اور پیدائشی عقل و فہم سے، پھر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی، جس کا مقتضی یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلتے لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے، بعض نے اللہ کو مانا اور اُس کا حق پہچانا، اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی، آگے دونوں کا انجام مذکور ہے۔

فَائِدَۃ:[۵] کفار کی سزا:......یعنی جو لوگ رسم و رواج اور اوہام و ظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے اور غیر اللہ کی حکومت و اقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نہ نکال سکے، بلکہ حق و حاملین حق کے خلاف دشمنی اور لڑائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گزار دیں، کبھی بھول کر اللہ کی نعمتوں کو یاد نہ کیا، نہ اُس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے، اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دوزخ کے طوق و سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

فَائِدَۃ:[۶] مومنین کی نعمتیں:......یعنی جامِ شراب پئیں گے، جس میں تھوڑا سا کافور ملایا جائے گا۔ یہ کافور دنیا کا نہیں، بلکہ جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جو خاص طور پر اللہ کے مقرب و مخصوص بندوں کو ملے گا۔ شاید اُس کو ٹھنڈا، خوشبودار، مفرح اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور کہتے ہوں گے۔

فَائِدَۃ:[۷]......یعنی وہ چشمہ اُن بندوں کے اختیار میں ہوگا، جدھر اشارہ کریں گے، اسی طرف کو اُس کی نالی بہنے لگے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُس کا اصل منبع حضور ﷺ پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے قصر میں ہوگا، وہاں سے سب انبیاء و مومنین کے مکانوں تک اُس کی نالیاں پہنچائی جائیں گی، واللہ اعلم! آگے اَبرار کی خصلتیں بیان فرمائی ہیں۔

فَائِدَۃ:[۸] ابرار کی خصلتیں اور ان کے اوصاف:......یعنی جو منت مانی ہو، اُسے پورا کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ جب خود اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کریں گے تو اللہ کی لازم کی ہوئی باتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

فَائِدَۃ:[۹]......یعنی اُس دن کی سختی اور برائی درجہ بدرجہ سب کو عام ہوگی، کوئی شخص بالکلیہ محفوظ نہ رہے گا، اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰہُ۔

فَائِدَۃ:[۱۰] کھانے پینے میں ایثار:......یعنی اللہ کی محبت کے جوش میں اپنا کھانا باوجود خواہش اور احتیاج کے نہایت شوق اور خلوص سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں۔

تنبیہ: قیدی میں عموم:......قیدی عام ہے، مسلم ہو یا کافر۔ حدیث میں ہے کہ "بدر" کے قیدیوں کے متعلق حضور ﷺ نے حکم دیا کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی رہے، اُس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس حکم کی تعمیل میں قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے، حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے، مسلمان بھائی کا حق تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور اگر لفظ "اسیر" میں ذرا توسع کر لیا جائے، تب تو یہ آیت غلام اور مدیون کو بھی شامل ہو سکتی ہے کہ وہ بھی ایک طرح سے قید میں ہیں۔

فَائِدَۃ: [۱۱] ...... یہ کھلانے والے زبانِ حال سے کہتے ہیں اور کہیں مصلحت ہو تو زبانِ قال سے بھی کہہ سکتے ہیں۔

إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ

ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اداسی والے کی سختی سے ف ۱۲ پھر بچا لیا ان کو اللہ نے برائی سے اس دن کی اور ملا دی ان کو

نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا

تازگی اور خوش دلی ف ۱۳ اور بدلہ دیا ان کو ان کے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی ف ۱۴ تکیہ لگائے بیٹھیں اس میں تختوں کے اوپر ف ۱۵ نہیں

يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾

دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھر ف ۱۶ اور جھک رہیں ان پر اس کی چھائیں اور پست کر رکھے ہیں اس کے گچھے لٹکا کر ف ۱۷

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا

اور لوگ لیے پھرتے ہیں ان کے پاس برتن چاندی کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے شیشے ہیں چاندی کے ف ۱۸ ناپ رکھا ہے ان کا

تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾

ناپ ف ۱۹ اور اُن کو وہاں پلاتے ہیں پیالے جس کی ملونی ہے سونٹھ ف ۲۰ ایک چشمہ ہے اس میں اس کا نام کہتے ہیں سلسبیل ف ۲۱

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ

اور پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے ف ۲۲ جب تو ان کو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے ف ۲۳ اور جب تو دیکھے

ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا

وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی ف ۲۴ اوپر کی پوشاک ان کی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے ف ۲۵ اور ان کو پہنائے جائیں گے

أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ

کنگن چاندی کے ف ۲۶ اور پلائے ان کو ان کا رب شراب جو پاک کرے دل کو ف ۲۷ یہ ہے تمہارا بدلہ اور

سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾

کمائی تمہاری ٹھکانے لگی ف ۲۸

فَائِدَۃ: [۱۲] کھلانے والوں کا اخلاص: ...... یعنی کیوں نہ کھلائیں اور کھلانے کے بعد کیونکر بدلہ یا شکریہ کے اُمیدوار رہیں؟ جب کہ ہم کو اپنے پروردگار کا اور اُس دن کا خوف لگا ہوا ہے جو بہت سخت اُداس اور غصہ سے چیں بہ جبیں ہوگا۔ ہم تو اخلاص کے ساتھ کھلانے پلانے کے بعد بھی ڈرتے ہیں کہ دیکھئے ہمارا عمل مقبول ہوا یا نہیں، مبادا اخلاص وغیرہ میں کمی رہ گئی ہو اور اُلٹا منہ پر مارا جائے۔

فَائِدَۃ: [۱۳] اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بدلہ: ...... یعنی جس چیز سے وہ ڈرتے تھے، اللہ نے اس سے محفوظ و مامون رکھا اور اُن کے چہروں

کو تازگی اور دلوں کو سرور عطا کیا۔

فَائِدَہ:[۱۴]......یعنی از بس کہ یہ لوگ دنیا کی تنگیوں اور سختیوں پر صبر کر کے معاصی سے رُکے اور طاعت پر جمے رہے تھے، اس لیے اللہ نے اُن کو عیش کرنے کے لیے جنت کے باغ اور لباسہائے فاخرہ مرحمت فرمائے۔

فَائِدَہ:[۱۵]......بادشاہوں کی طرح۔

فَائِدَہ:[۱٦] جنت کا معتدل موسم:......یعنی جنت کا موسم نہایت معتدل ہوگا، نہ گرمی کی تکلیف، نہ سردی کی۔

فَائِدَہ:[۱۷] جھکے ہوئے پھل اور گھنے سائے:......یعنی درختوں کی شاخیں مع اپنے پھول پھل وغیرہ کے اُن پر جھکی پڑتی ہوں گی، اور پھلوں کے خوشے ایسی طرح لٹکے ہوں گے اور اُن کے قبضہ میں کر دیئے جائیں گے کہ جنتی جس حالت میں چاہے کھڑے بیٹھے، لیٹے بے تکلف چن سکے۔

تنبیہ:......شاید درختوں کی شاخوں کو یہاں ظلال سے تعبیر فرمایا ہے یا واقعی سایہ ہو، کیونکہ آفتاب کی دھوپ نہ سہی، کوئی دوسری قسم کا نور تو وہاں ضرور ہوگا، اُس کے سایہ میں بہشتی تفنن و تفریح کی غرض سے کبھی بیٹھنا چاہیں گے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۱۸]......یعنی آبخورے اصل میں چاندی کے بنے ہوں گے نہایت سفید، بے داغ اور فرحت بخش، لیکن صاف وشفاف اور چمک دار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے، اُن کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی۔

فَائِدَہ:[۱۹]......یعنی جنتی کو جس قدر پینے کی خواہش ہوگی، ٹھیک اُس کے اندازے کے موافق بھرے ہوں گے کہ نہ کمی رہے، نہ بچے، یا بہشتیوں نے اپنے دل سے جیسا اندازہ کرلیا ہوگا بلا کم وکاست اُسی کے موافق آئیں گے۔

فَائِدَہ:[۲۰] سلسبیل اور زنجبیل کی وضاحت:......یعنی ایک جام شراب وہ تھا جس کی ملونی کافور ہے۔ دوسرا وہ ہوگا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی، مگر یہ دنیا کی سونٹھ نہ سمجھئے وہ ایک چشمہ ہے جنت میں جس کو سلسبیل کہتے ہیں۔ سونٹھ کی تاثیر گرم ہے اور وہ حرارت غریزیہ میں انتعاش [چستی] پیدا کرتی ہے، عرب کے لوگ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ بہر حال کسی خاص مناسبت سے اُس چشمہ کو زنجبیل کا چشمہ کہتے ہیں۔ ابرار کے پیالہ میں اُس کی تھوڑی سی آمیزش کی جائے گی، اصل میں وہ چشمہ بڑے عالی مقام مقربین کے لیے ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَہ:[۲۱]......اس نام کے معنی ہیں پانی صاف بہتا ہوا، کذافی الموضح۔

فَائِدَہ:[۲۲]......یعنی ہمیشہ لڑکے رہیں گے یا جنتیوں سے کبھی چھینے نہ جائیں گے۔

فَائِدَہ:[۲۳]......یعنی اپنے حسن وجمال، صفائی اور آب وتاب میں اِدھر اُدھر پھرتے ہوئے ایسے خوش منظر معلوم ہوں گے گویا بہت سے چمک دار خوب صورت موتی زمین پر بکھیر دیئے گئے۔

فَائِدَہ:[۲۴]......یعنی جنت کا حال کیا کہا جائے، کوئی دیکھے تو معلوم ہو کہ کیسی عظیم الشان نعمت اور کتنی بھاری بادشاہت ہے، جو ادنیٰ ترین جنتی کو نصیب ہوگی۔ رزقنا اللہ منہا بمنہ وفضلہ۔

فَائِدَہ:[۲۵] جنتیوں کا لباس:......یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے ریشم کے لباس جنتیوں کو ملیں گے۔

فَائِدَہ:[۲٦] برتنوں کے بارے میں ایک وضاحت:......اس سورت میں تین جگہ چاندی کے برتنوں اور زیور وغیرہ کا ذکر آیا ہے، دوسری جگہ سونے کے بیان کیے گئے ہیں، ممکن ہے یہ بھی ہوں اور وہ بھی، کسی کو یہ ملیں کسی کو وہ، یا کبھی یہ کبھی وہ۔

فَائِدَہ:[۲۷] شراب طہور کا جام:......یعنی سب نعمتوں کے بعد شراب طہور کا ایک جام محبوب حقیقی کی طرف سے ملے گا، جس میں نہ نجاست ہوگی، نہ کدورت، نہ سرگرانی، نہ بدبو، اُس کے پینے سے دل پاک اور پیٹ صاف ہوں گے، پینے کے بعد بدن سے پسینہ نکلے گا، جس کی خوشبو مشک کی طرح مہکنے والی ہوگی۔

فائدہ:[۲۸] اہل جنت کی مزید حوصلہ افزائی اور تسلی:......یعنی مزید اعزاز واکرام اور تطییب قلوب کے لیے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے، تمہاری کوشش مقبول ہوئی اور محنت ٹھکانے لگی۔ اس کو سن کر جنتی اور زیادہ خوش ہوں گے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِيۡلًا ﴿۲۳﴾ فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ

ہم نے اتارا تجھ پر قرآن سہج سہج اتارنا سو تو انتظار کر اپنے رب کے حکم کا ف۲۹ اور کہنا مت مان ان میں سے کسی گناہ گار کا یا

كَفُوۡرًا ﴿۲۴﴾ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا ﴿۲۶﴾

ناشکر کا ف۳۰ اور لیتا رہ نام اپنے رب کا صبح اور شام ف۳۱ اور کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو ف۳۲ اور پاکی بول اس کی بڑی رات تک ف۳۳

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَشَدَدۡنَاۤ

یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو ف۳۴ ہم نے ان کو بنایا اور مضبوط کیا ان

اَسۡرَهُمۡ ۚ وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَاۤ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى

کی جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں ان جیسے لوگ بدل کر ف۳۵ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے

رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۳۰﴾ يُّدۡخِلُ مَنۡ

اپنے رب تک راہ ف۳۶ اور تم نہیں چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بے شک اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ف۳۷ داخل کر لے جس کو

ع۲ يَّشَآءُ فِيۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۳۱﴾

چاہے اپنی رحمت میں ف۳۸ اور جو گناہ گار ہیں تیار ہے ان کے واسطے عذاب دردناک

فائدہ:[۲۹] حضور ﷺ کو صبر اور ثابت قدمی کی تلقین:......تاکہ آپ کا دل مضبوط رہے اور لوگ بھی آہستہ آہستہ اپنے نیک وبد کو سمجھ لیں اور معلوم کرلیں کہ جنت کن اعمال کی بدولت ملتی ہے۔ اگر اس طرح سمجھانے پر بھی نہ مانیں اور اپنی ضد وعناد ہی پر قائم رہیں تو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر برابر جمے رہئے اور آخری فیصلہ کا انتظار کیجئے۔

فائدہ:[۳۰] کفار کی اطاعت سے ممانعت:......عتبہ اور ولید وغیرہ کفار قریش آپ کو دنیوی لالچ دے کر اور چکنی چپڑی باتیں بنا کر چاہتے تھے کہ فرض تبلیغ ودعوت سے باز رکھیں، اللہ نے متنبہ فرمادیا کہ آپ ان میں سے کسی کی بات نہ مانیں، کیونکہ کسی گناہ گار فاسق یا ناشکر کافر کا کہا ماننے سے نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں، ایسے شریروں اور بدبختوں کی بات پر کان دھرنا نہیں چاہئے۔

فائدہ:[۳۱]......یعنی ہمہ وقت اُس کو یاد رکھو خصوصاً ان دو وقتوں میں، سب خرخشوں [پریشانیوں] کا علاج یہی ذکر خدا ہے۔

فائدہ:[۳۲]......یعنی نماز پڑھ، شاید مغرب وعشاء مراد ہو یا تہجد۔

فائدہ:[۳۳]......اگر ﴿وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ﴾ سے تہجد مراد لیا جائے تو یہاں تسبیح سے اُس کے معنی متبادر مراد لیں گے، یعنی شب کو تہجد کے علاوہ بہت زیادہ تسبیح وتہلیل میں مشغول رہئے اور اگر پہلے مغرب وعشاء مراد تھی تو یہاں تسبیح سے تہجد مراد لے سکتے ہیں۔

فائدہ:[۳۴] حب دنیا نصیحت سے اعراض کا سبب ہے:......یعنی یہ لوگ جو آپ کی نصیحت وہدایت قبول نہیں کرتے اُس کا سبب حب دنیا ہے، دنیا چونکہ ہاتھ آنے والی چیز ہے، اُسی کو یہ چاہتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت میں ہیں، اُس کی کچھ فکر نہیں، بلکہ اُس کے آنے کا یقین بھی نہیں، سمجھتے ہیں کہ مرکر جب گل سڑ گئے، پھر کون دوبارہ ہم کو ایسا ہی بنا کر کھڑا کردے گا؟ آگے اس کا جواب دیا ہے۔

فائدہ:[۳۵] دوبارہ زندہ کئے جانے کا اثبات:......یعنی اوّل پیدا ہم نے کیا اور سب جوڑ بند درست کئے، آج ہماری وہ قدرت سلب نہیں ہوگئی، ہم جب چاہیں اُن کی موجودہ ہستی کو ختم کرکے دوبارہ ایسی ہی ہستی بنا کر کھڑی کردیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ نہ مانیں گے تو ہم قادر ہیں کہ جب چاہیں اُن کی جگہ دوسرے ایسے ہی آدمی لے آئیں جو اِن کی طرح سرکش نہ ہوں گے۔

فائدہ:[۳۶]......یعنی جبر وزور سے منوا دینا آپ کا کام نہیں، قرآن کے ذریعہ نصیحت کردیجئے، آگے ہر ایک کو اختیار ہے، جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہنچنے کا راستہ بنا رکھے۔

فائدہ:[۳۷]......یعنی تمہارا چاہنا بھی اللہ کے چاہے بدون نہیں ہوسکتا، کیونکہ بندہ کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے، وہ جانتا ہے کہ کس کی استعداد وقابلیت کس قسم کی ہے، اسی کے موافق اس کی مشیت کام کرتی ہے، پھر وہ جس کو اپنی مشیت سے راہِ راست پر لائے اور جس کو گمراہی میں پڑا چھوڑ دے عین صواب وحکمت ہے۔

فائدہ:[۳۸]......یعنی جن کی استعداد اچھی ہوگی اُن کو نیکی پر چلنے کی توفیق دے گا اور اپنی رحمت وفضل کا مستوجب بنائے گا۔

تمت سورۃ الدھر وللہ الحمد والمنۃ

اٰیاتھا ۵۱ | ۷۷ سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۳۳ | رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝۱ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝۲ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝۳ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝۴

قسم ہے چلتی ہواؤں کی دل کو خوش آتی پھر جھونکا دینے والیوں کی زور سے ف۱ پھر ابھارنے والیوں کی اٹھا کر پھر پھاڑنے والیوں کی بانٹ کر ف۲

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝۵ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝۶ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝۷ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸

پھر فرشتوں کی جو اتار کر لائیں وحی ف۳ الزام اتارنے کو یا ڈر سنانے کو ف۴ مقرر جو تم سے وعدہ ہوا وہ ضرور ہونا ہے ف۵ پھر جب تارے مٹائے جائیں

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝۹ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝۱۰ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝۱۱ لِاَيِّ يَوْمٍ

اور آسمان میں جھروکے پڑ جائیں ف۶ اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں ف۷ اور جب رسولوں کا وقت مقرر ہو جائے ف۸ کس دن کے واسطے

اُجِّلَتْ ۝۱۲ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝۱۳ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝۱۴ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۵

ان چیزوں میں دیر ہے اس فیصلے کے دن کے واسطے ف۹ تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلے کا دن خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۰

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۶ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۷ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۸

کیا ہم نے نہیں مار کھپایا پہلوں کو پھر ان کے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلوں کو ہم ایسا ہی کرتے ہیں گناہ گاروں کے ساتھ ف۱۱

فائدہ:[۱] ہواؤں کی اقسام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ذریعہ قسم کھانا:......یعنی اوّل ہوا نرم اور خوشگوار چلتی ہے، جس سے مخلوق کی بہت سی توقعات اور منافع وابستہ ہوتے ہیں، پھر کچھ دیر بعد وہی ہوا ایک تند آندھی اور طوفانی جھکڑ کی شکل اختیار کر کے وہ خرابی اور غضب ڈھاتی ہے کہ لوگ بلبلا اُٹھتے ہیں۔ یہی مثال دنیا و آخرت کی سمجھو! کتنے ہی کام ہیں، جن کو لوگ فی الحال مفید اور نافع تصور کرتے ہیں اور اُن پر بڑی بڑی امیدیں باندھتے ہیں، لیکن وہی کام جب قیامت کے دن اپنی اصلی اور سخت ترین خوفناک صورت میں ظاہر ہوں گے تو لوگ پناہ مانگنے لگیں گے۔

فائدہ:[۲] ہواؤں کی خاصیات:......یعنی اُن ہواؤں کی قسم جو بخارات وغیرہ کو اُٹھا کر اُوپر لے جاتی ہیں اور اَبر کو اُبھار کر جو میں پھیلا دیتی ہیں، پھر جہاں جہاں پہنچانا ہے، اللہ کے حکم سے اُس کے حصے کر کے بانٹتی ہیں اور بارش کے بعد بادلوں کو پھاڑ کر اِدھر اُدھر متفرق

کرتی ہیں۔ اور کچھ اَبر کے ساتھ مخصوص نہیں، ہوا کی عام خاصیت یہ ہے کہ اشیاء کی کیفیات مثلاً خوشبو، بدبو وغیرہ کو پھیلائے، اُن کے لطیف اجزا کو جدا کر کے لے اُڑے اور ایک چیز کو اٹھا کر دوسری چیز سے جاملائے۔ غرض یہ جمع وتفریق جو ہوا کا خاصہ ہے، ایک نمونہ ہے آخرت کا، جہاں حشر ونشر کے بعد لوگ جدا کیے جائیں گے اور ایک جگہ جمع ہونے کے بعد الگ الگ ٹھکانوں پر پہنچا دیے جائیں گے: ﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ، جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ﴾۔

فائدہ:[۳]...... حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾ سے بھی ہوائیں مراد لی ہیں، کیونکہ وحی کی آواز کا لوگوں کے کانوں تک پہنچانا بھی ہوا کے ذریعہ سے ہے۔

تنبیہ:...... "المرسلت"، "العصفت"، "النشرات"، "الفرقت"، "الملقیت" پانچوں کا مصداق کسی نے ہواؤں کو ٹھہرایا ہے، کسی نے فرشتوں کو، کسی نے پیغمبروں کو، اور بعض مفسرین نے پہلی چار سے ہوائیں مراد لی ہیں اور پانچویں سے فرشتے، جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور بھی اقوال ہیں، جن سب کی تفصیل روح المعانی میں ملے گی۔

فائدہ:[۴] عذر کا مرتفع کرنا یا ڈرسنانا:...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "(وحی سے) کافروں کا الزام اُتارنا منظور ہے کہ (سزا کے وقت) نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈرسنانا تا ایمان لائیں۔" اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو کلام الٰہی امر ونہی اور عقائد واحکام پر مشتمل ہے، وہ عذر کرنے کے واسطے ہے، تا اعمال کی باز پرس کے وقت اس شخص کے لیے عذر اور دستاویز ہو کہ میں نے فلاں کام حق تعالیٰ کے حکم کے بموجب کیا اور فلاں کام اُس کے حکم سے ترک کیا، اور جو کلام الٰہی قصص واخبار وغیرہ پر مشتمل ہو، وہ عموماً منکرین کو ڈرانے اور خوف دلانے کے لیے ہے۔ اور اس سورت میں رُوئے سخن بیشتر مکذبین ومنکرین کی طرف تھا، اس لیے بشارت کا ذکر نہیں کیا گیا۔" واللہ اعلم! بہرحال وحی لانے والے فرشتے اور وحی پہنچانے والی ہوائیں شاہد ہیں کہ ایک وقت ضرور آنا چاہیے جب مجرموں کو اُن کی حرکات پر ملزم کیا جائے اور خدا سے ڈرنے والوں کو بالکلیہ مامون وبےفکر کر دیا جائے۔

فائدہ:[۵]...... یعنی قیامت کا اور آخرت کے حساب وکتاب اور جزا وسزا کا وعدہ۔

فائدہ:[۶] قیامت میں پیش آنے والے حالات:...... یعنی تارے بےنور ہو جائیں، آسمان پھٹ پڑیں اور پھٹنے کی وجہ سے اُن میں دریچیاں اور جھروکے سے نظر آنے لگیں۔

فائدہ:[۷]...... یعنی روئی کی طرح ہوا میں اُڑتے پھریں۔

فائدہ:[۸]...... تا آگے پیچھے وقت مقرر کے موافق اپنی اپنی اُمتوں کے ساتھ رب العزت کی سب سے بڑی پیشی میں حاضر ہوں۔

فائدہ:[۹]...... یعنی جانتے ہو ان اُمور کو کس دن کے لیے اُٹھا رکھا ہے؟ اُس دن کے لیے جس میں ہر بات کا بالکل آخری اور دوٹوک فیصلہ ہوگا، بیشک اللہ چاہتا تو ابھی ہاتھوں ہاتھ ہر چیز کا فیصلہ کر دیتا، لیکن اُس کی حکمت مقتضی نہیں ہوئی کہ ایسا کیا جائے۔

فائدہ:[۱۰] قیامت کی ہولناکی وسختی:...... یعنی کچھ مت پوچھو، فیصلہ کا دن کیا چیز ہے؟ بس یہ سمجھ لو کہ جھٹلانے والوں کو اس روز سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا ہوگا، کیونکہ جس چیز کی انہیں اُمید نہ تھی، جب وہ یکایک اپنی ہولناک صورت میں آن پہنچے گی تو ہوش پرّاں ہو جائینگے [اُڑ جائیں گے]، اور حیرت وندامت سے حواس باختہ [گھبرائے] ہوں گے۔

فائدہ:[۱۱] منکرین قیامت کا قیامت کو بعید وناممکن سمجھنا اور اس کا رد:...... منکرین قیامت سمجھتے تھے کہ اتنی بڑی دنیا کہاں ختم ہوتی ہے؟ بھلا کون باور کرے گا کہ سب آدمی بیک وقت مرجائیں گے اور نسل انسانی بالکل نابود ہو جائے گی؟ یہ دوزخ اور عذاب کے ڈراوے سب فرضی اور بناوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اُس کا جواب دیا کہ پہلے کتنے آدمی مرچکے اور کتنی قومیں اپنے گناہوں کی پاداش میں تباہ کی جاچکی ہیں، پھر

اُن کے پیچھے بھی موت و ہلاکت کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ جب ہماری قدیم عادت مجرموں کی نسبت معلوم ہو چکی تو سمجھ لو کہ دورِ حاضر کے کفار کو بھی ہم ان ہی اگلوں کے پیچھے چلتا کر دیں گے۔ جو ہستی الگ الگ زمانوں میں بڑے بڑے مضبوط آدمیوں کو مار سکتی اور طاقتور مجرموں کو پکڑ کر ہلاک کر سکتی ہے، وہ اس پر کیوں قادر نہ ہو گی کہ سب مخلوق کو ایک دم میں فنا کر دے اور تمام مجرموں کو بیک وقت عذاب کا مزا چکھائے؟

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۲ کیا ہم نے نہیں بنایا تم کو ایک بے قدر پانی سے پھر رکھا اس کو ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں ف۱۳ ایک

قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ

وعدہ مقرر تک ف۱۴ پھر ہم اس کو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں ف۱۵ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۶ کیا ہم نے نہیں بنائی

الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً

زمین سمیٹنے والی زندوں کو اور مردوں کو ف۱۷ اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کے لیے پہاڑ اونچے اور پلایا ہم نے تم کو پانی

فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

میٹھا پیاس بجھانے والا ف۱۸ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۹ چل کر دیکھو جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے ف۲۰ چلو ایک

ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾

چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں ف۲۱ نہ گھری چھاؤں اور نہ کچھ کام آئے تپش میں ف۲۲ وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل ف۲۳

فائدہ: [۱۲] **مکذبین سے مراد:** ...... یعنی جو قیامت کی آمد کو اس لیے جھٹلاتے تھے کہ سب انسان ایک دم کیسے فنا کر دیے جائیں گے اور کس طرح سب مجرموں کو بیک وقت گرفتار کر کے سزا دیں گے؟

فائدہ: [۱۳] ...... یعنی ایک ٹھہراؤ کی جگہ میں محفوظ رکھا، مراد اس سے رحم مادر ہے، جسے ہمارے محاورات میں بچہ دان کہتے ہیں۔

فائدہ: [۱۴] ...... اکثر وہاں ٹھہرنے کی مدت نو مہینے ہوتی ہے۔

فائدہ: [۱۵] ...... یعنی اُس پانی کی بوند کو بتدریج پورا کر کے انسان عاقل بنا دیا، اس سے ہماری قدرت اور سکت کو سمجھ لو، تو اسی انسان کو مرنے کے بعد ہم دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے؟

تنبیہ: "قدرنا" کا معنی: ...... بعض نے "قدرنا" کے معنی اندازہ کرنے کے لیے ہیں۔ "اندازہ کیا ہم نے" اور ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں کہ اتنی مدت میں کوئی ضروری چیز رہ نہیں جاتی اور کوئی زائد و بیکار چیز پیدا نہیں ہوتی۔

فائدہ: [۱۶] ...... جو یوں کہا کرتے تھے کہ مٹی میں مل کر جب ہماری ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، پھر کس طرح زندہ کر دیے جائیں گے؟ اس وقت اپنے ان لچر پوچ شبہات پر شرمائیں گے اور ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے۔

فائدہ: [۱۷] **جب سب کی اصل خاک ہے تو دوبارہ اسی سے زندہ کرنا کیا مشکل ہے؟:** ...... یعنی زندہ مخلوق اسی زمین پر بسر کرتی ہے اور مردے بھی اسی مٹی میں پہنچ جاتے ہیں، انسان کو زندگی بھی اسی خاک سے ملی اور موت کے بعد بھی یہی اُس کا ٹھکانا ہوا، تو دوبارہ اسی

خاک سے اُس کو اُٹھا دینا کیوں مشکل ہوگا؟

فَائِدَہ:[۱۸] پہاڑ اور چشمے پیدا کرنے والی ذات دوبارہ زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہے؟:......یعنی اسی زمین میں پہاڑ جیسی وزنی اور سخت چیز پیدا کر دی جو اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہیں کھاتے اور اسی زمین میں پانی کے چشمے جاری کر دیئے جو نرم و سیال ہونے کی وجہ سے برابر بہتے رہتے ہیں، اور بڑی سہولت سے پینے والے کو سیراب کرتے ہیں۔ پس جو خدا اس حقیر زمین میں اپنی قدرت کے متضاد نمونے دکھلاتا ہے اور موت و حیات اور سختی و نرمی کے مناظر پیش کرتا ہے، کیا وہ میدانِ حشر میں سختی و نرمی اور نجات و ہلاکت کے مختلف مناظر نہیں دکھلا سکتا؟ نیز جس کے قبضہ میں پیدا کرنا، ہلاک کرنا اور حیات و بقاء کے سامان فراہم کرنا یہ سب کام ہوئے، اُس کی قدرت و نعمت کو جھٹلانا کیوں کر جائز ہوگا؟

فَائِدَہ:[۱۹]......جو سمجھتے تھے کہ ایک جگہ اور ایک وقت میں تمام اوّلین و آخرین کی اثابت و تعذیب کے اس قدر مختلف اور متضاد کام کیوں کر سرانجام پائیں گے؟

فَائِدَہ:[۲۰]......یعنی قیامت کے دن یوں کہا جائے گا۔

فَائِدَہ:[۲۱] جہنمیوں کے لئے تین شاخوں والا سایہ:......قتادہؒ وغیرہ سے مروی ہے کہ کافروں کے سایہ کے لیے ایک دھواں دوزخ سے اُٹھے گا، جو پھٹ کر کئی ٹکڑے ہو جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اُن میں سے ہر شخص کو تین طرف سے گھیرے گا: ایک ٹکڑا سر کے اُوپر سائبان کی طرح ٹھہرے گا، دوسرا ٹکڑا داہنے، اور تیسرا بائیں ہو جائے گا۔ حساب سے فارغ ہونے تک وہ لوگ اسی سایہ کے نیچے رہیں گے، اور ایمان دار نیک کردار عرشِ اعظم کے سایہ میں آرام سے کھڑے ہوں گے۔

فَائِدَہ:[۲۲] بے فائدہ برائے نام سایہ:......یعنی محض برائے نام سایہ ہوگا، گہری چھاؤں نہیں ہوگی، جس سے آفتاب کی گرمی یا آگ کی تپش سے نجات ملے یا اندر کی گرمی اور پیاس میں کمی ہو۔

فَائِدَہ:[۲۳] سایہ کے اندر چنگاریاں:......یعنی اُونچی ہوتی ہیں، چنگاریاں بڑے اُونچے محل کی برابر۔ یا اُس کے انگارے کلانی میں محل کے برابر ہوں گے۔

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

گویا وہ اونٹ ہیں زرد ف۲۴ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۲۵ یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے ف۲۶ اور نہ ان کو حکم ہو

فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

کہ توبہ کریں ف۲۷ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۲۸ یہ ہے دن فیصلے کا جمع کیا ہم نے تم کو اور اگلوں کو ف۲۹

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ ع ۲۱

پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجھ پر ف۳۰ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۳۱ البتہ جو ڈرنے والے ہیں وہ سایہ میں ہیں ف۳۲

وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا

اور نہروں میں اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں کھاؤ اور پیو مزے سے بدلہ ان کاموں کا جو تم نے کئے تھے ف۳۳ ہم

كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

یونہی دیتے ہیں بدلہ نیکی والوں کو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۳۴ کھالو اور برت لو تھوڑے دنوں بے شک تم

مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ

گناہ گار ہو ف۳۵ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۳۶ اور جب کہیے ان کو کہ جھک جاؤ نہیں جھکتے ف۳۷ خرابی ہے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

اس دن جھٹلانے والوں کی ف۳۸ اب کس بات پر اس کے بعد یقین لائیں گے ف۳۹

فَائِدَۃ:[۲۴] اونٹ کے ساتھ تشبیہ کس چیز میں ہے؟...... یعنی اگر قصر کے ساتھ تشبیہ بلندی میں تھی تو اُونٹ کے ساتھ کلانی میں ہوگی۔ اور اگر وہ تشبیہ کلانی میں ہو تو ﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾ کا مطلب یہ ہوگا کہ ابتداءً چنگاریاں محل کے برابر ہوں گی، پھر ٹوٹ کر اور چھوٹی ہو کر اُونٹ کے برابر ہو جائیں گی۔ یا اُونٹ کے ساتھ رنگت میں تشبیہ ہو، لیکن اس صورت میں ﴿جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾ کا ترجمہ جنہوں نے ''کالے اونٹوں'' سے کیا ہے، وہ زیادہ چسپاں ہوگا، کیونکہ روایات سے جہنم کی آگ کا سیاہ و تاریک ہونا ثابت ہو چکا ہے اور عرب کالے اُونٹ کو صُفر اس لیے کہتے ہیں کہ عموماً وہ زردی مائل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ:[۲۵]...... جو سمجھتے تھے کہ قیامت آنے والی نہیں اور اگر آئی تو ہم وہاں بھی آرام سے رہیں گے۔

فَائِدَۃ:[۲۶] قیامت کے دن کفار کی بولتی بند ہو جائے گی:...... یعنی محشر کے بعض مواطن میں بالکل بول نہ سکیں گے اور جن مواطن میں بولیں گے وہ نافع نہ ہوگا، اس لحاظ سے بولنا نہ بولنا برابر ہوا۔

فَائِدَۃ:[۲۷]...... کیونکہ معذرت اور توبہ کے قبول ہونے کا وقت گزر گیا۔

فَائِدَۃ:[۲۸]...... یعنی جنہوں نے دنیا کی عدالتوں پر قیاس کر کے سمجھ رکھا ہوگا کہ اگر ایسا موقع پیش آ گیا، وہاں بھی زبان چلا کر اور کچھ عذر معذرت کر کے چھوٹ جائیں گے۔

فَائِدَۃ:[۲۹] قیامت فیصلہ کا دن ہے:...... تا سب کو اکٹھا کر کے پھر الگ الگ کر دیں اور آخری فیصلہ سنائیں۔

فَائِدَۃ:[۳۰]...... لو اب سب کو ہم نے یہاں جمع کر دیا، آپس میں مل کر اور مشورے کر کے جو داؤ تدبیر ہماری گرفت سے نکلنے کی کر سکتے ہو کر دیکھو! دنیا میں حق کو دبانے کی بہت تدبیریں کی تھیں، آج اُن میں سے کوئی یاد کرو۔

فَائِدَۃ:[۳۱]...... جو دوسروں پر بھروسہ کیے ہوئے تھے کہ وہ کسی نہ کسی طرح ہم کو چھڑا لیں گے اور بعض گستاخ تو دوزخ کے فرشتوں کی تعداد اُنیس سن کر یہاں تک کہہ گزرتے تھے کہ اُن میں سے سترہ کو میں اکیلا کافی ہوں۔

فَائِدَۃ:[۳۲] متقین کا حال:...... یعنی اوّل عرش کے پھر جنت کے سایوں میں۔

فَائِدَۃ:[۳۳]...... مکذبین کے مقابل یہ متقین کا حال بیان فرمایا کہ ''الاشیاء تعرف باضدادھا۔''

فَائِدَۃ:[۳۴]...... جو دنیا میں مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے تو وہاں بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے، اب اُن کو عیش میں اور اپنے کو تکلیف میں دیکھ کر اور زیادہ جلیں گے اور ذلیل و رسوا ہوں گے۔

فائدۃ:[۳۵] **جھٹلانے والوں کو عارضی مہلت:**...... یہ خطاب مکذبین کو ہے کہ چند روز اور مزے اُڑا لو، آخر یہ کھایا پیا بہت بری طرح نکلے گا، کیونکہ تم اللہ کے مجرم ہو، جس کی سزا حبس دوام اور عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں۔ گو یا ﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا﴾ فرمانا ایسا ہوا جیسے ایک مجرم کو جس کے لیے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو، پھانسی دینے سے قبل کہہ دیتے ہیں کہ کوئی خواہش ہو تو ظاہر کرو، تا اُس کے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔

فائدۃ:[۳۶]...... جو دنیا کے عیش و بہار اور لذتوں پر ریجھ رہے تھے، یہ خبر نہ تھی کہ جس چیز کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال رہے ہیں، وہ کالا ناگ ہے۔

فائدۃ:[۳۷]...... یعنی نماز میں یا اللہ کے عام احکام کے سامنے۔

فائدۃ:[۳۸] **منکرین کا قیامت کے دن پچھتاوٴ:**...... اُس دن پچھتائیں گے کہ دنیا میں احکامِ الٰہی کے سامنے کیوں نہ جھکے، وہاں سر جھکاتے تو آج یہاں سر بلند ہوتے۔

فائدۃ:[۳۹]...... یعنی قرآن سے بڑھ کر کامل اور موٴثر بیان کس کا ہوگا، اگر یہ مکذبین اس پر یقین نہیں لاتے تو اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟ کیا قرآن کے بعد کسی اور کتاب کے منتظر ہیں جو آسمان سے اُترے گی؟

تمت سورۃ المرسلات

وللہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ۔

............☆☆☆...... الحمد اللہ انتیسواں ۲۹ پارہ ختم ہوا......☆☆☆............

پارہ نمبر: ۳۰

ایاتها ۴۱ | ۷۸ سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ ۸۰ | رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۳۰ الجزء عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ② الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④

کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں ف۱ پوچھتے ہیں اس بڑی خبر سے جس میں وہ مختلف ہیں ف۲ ہرگز نہیں اب جان لیں گے

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ⑦ وَّخَلَقْنٰكُمْ

پھر بھی ہرگز نہیں اب جان لیں گے ف۳ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا ف۴ اور پہاڑوں کو میخیں ف۵ اور تم کو بنایا ہم نے

اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪

جوڑے جوڑے ف۶ اور بنایا نیند کو تمہاری تھکان دفع کرنے کے لیے ف۷ اور بنایا رات کو اوڑھنا ف۸ اور بنایا دن کمائی کرنے کو ف۹

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ⑬ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور چنی ہم نے تم سے اوپر سات چنائی مضبوط ف۱۰ اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا ف۱۱ اور اتارا نچڑنے والی بدلیوں سے پانی

ثَجَّاجًا ⑭ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑯ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ⑰

کا ریلا ف۱۲ تاکہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے ف۱۳ بے شک دن فیصلے کا ہے ایک وقت ٹھہرا ہوا ف۱۴

فائدہ:[۱] عظیم الشان چیز (قیامت) کے بارے لوگوں کا ایک دوسرے سے سوال و جواب:...... یعنی لوگ کس بات کا کھوج لگانے اور کس چیز کی تحقیق و تفتیش میں مشغول ہیں؟ کیا اُن میں ایسی استعداد ہے کہ بہت پوچھ پاچھ کرنے سے وہ چیز اُن کی سمجھ میں آجائے گی؟ ہرگز نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ کفار جو از راہِ انکار واستہزاء آپس میں ایک دوسرے سے نیز پیغمبر اور مومنین سے سوال کرتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ قیامت کب آئے گی؟ اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟ ابھی کیوں نہیں آجاتی؟ جانتے ہو یہ کس چیز کی نسبت سوال کر رہے ہیں؟ وہ بہت عظیم الشان چیز ہے جس کا علم ان کو عنقریب ہو جائے گا، جب اپنی آنکھ سے اُس کے ہولناک مناظر دیکھیں گے۔

فائدہ:[۲] قیامت کے بارے میں مختلف آراء:...... یعنی قیامت کی خبر جس میں لوگوں کا اختلاف ہے، کوئی اس کے آنے پر یقین رکھتا ہے، کوئی منکر ہے، کوئی شک میں پڑا ہے، کوئی کہتا ہے بدن اُٹھے گا، کوئی کہتا ہے کہ سب عذاب وثواب روح پر گزرے گا، بدن سے کچھ تعلق نہیں، الی غیر ذلک من الاختلافات۔

فَائِدَہ:[۳]......یعنی پیغمبروں نے ابتدائے دنیا سے آج تک بہت کچھ سمجھایا، مگر لوگ اپنے اختلافات اور پوچھ پاچھ سے ہرگز ہرگز باز آنے والے نہیں، اب قریب ہے کہ وہ ہولناک منظران کے سامنے آجائے، اُس وقت جان لیں گے کہ قیامت کیا چیز ہے اور اُن کے سوالات واختلافات کی حیثیت کیا تھی؟

فَائِدَہ:[۴]......جس پر سکون واطمینان سے آرام کرتے اور کروٹیں بدلتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۵]......جیسا کسی چیز میں میخ لگادینے سے وہ چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلتی، ایسے ہی ابتدا میں زمین جو کانپتی اور لرزتی تھی، اللہ نے پہاڑ پیدا کر کے اُس کے اضطراب اور کپکپی کو دُور کیا، گویا زمین کو ایک طرح کا سکون پہاڑوں سے حاصل ہوا۔

فَائِدَہ:[۶] ''اَزْوَاجًا'' کی وضاحت:......یعنی مرد کے سکون وراحت کے لیے عورت کو اُس کا جوڑا بنایا: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾ [الروم:۲۱] یا ازواج سے مراد طرح طرح کی اَشکال واَلوان وغیرہ ہوں۔

فَائِدَہ:[۷] رات اور دن کے فوائد:......یعنی دن بھر کی دوڑ دھوپ سے تھک کر جب آدمی نیند لیتا ہے تو سب تعب اور تکان دُور ہوجاتا ہے، گویا نیند تو نام ہی سکون واستراحت کا ہے، آگے نیند کی مناسبت سے رات کا ذکر کرتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۸] رات کا ڈھانپ لینا:......جیسے آدمی کپڑا اوڑھ کر اپنے بدن کو چھپالیتا ہے، اسی طرح رات کی تاریکی مخلوق کی پردہ داری کرتی ہے۔ اور جو کام چھپانے کے لائق ہوں عموماً رات کے اندھیرے میں کیے جاتے ہیں اور حسی طور پر بھی شب کو کپڑا اوڑھنے کی ضرورت دن سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ نسبتاً وہ وقت خنکی اور ٹھنڈک کا ہوتا ہے۔

فَائِدَہ:[۹]......یعنی عموماً کاروبار اور کمائی کے دھندے دن میں کیے جاتے ہیں، جن کا مقصد یہی ہے کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حوائج کی طرف سے دل کو سکون واطمینان نصیب ہو۔ آگے رات دن کی مناسبت سے آسمانوں اور سورج کا ذکر فرماتے ہیں، یا یوں کہو کہ زمین کے مقابل آسمان کا بیان ہے۔

فَائِدَہ:[۱۰] سات مضبوط آسمانوں کی تخلیق:......یعنی سات آسمان بہت مضبوط بنائے جن میں آج تک اِس قدر مدت گذرنے کے باوجود کوئی رخنہ نہیں پڑا۔

فَائِدَہ:[۱۱]......یعنی آفتاب جس میں روشنی اور گرمی دونوں وصف موجود ہیں۔

فَائِدَہ:[۱۲]...... نچڑنے والی بدلیاں یا نچوڑنے والی ہوائیں۔

فَائِدَہ:[۱۳]......یعنی نہایت گنجان اور گھنے باغ، یا یہ مراد ہو کہ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کے درخت اور باغ پیدا کیے۔

تنبیہ: قدرت کی مذکورہ سب نشانیاں بعث بعد الموت پر دلیل ہیں:......قدرت کی عظیم الشان نشانیاں بیان فرما کر بتلادیا کہ جو خدا ایسی قدرت وحکمت والا ہے، کیا اُسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا کردینا اور حساب وکتاب کے لیے اُٹھانا کچھ مشکل ہوگا؟ اور کیا اُس کی حکمت کے یہ بات منافی نہ ہوگی کہ اتنے بڑے کارخانہ کو یوں ہی خلط ملط بے نتیجہ پڑا چھوڑ دیا جائے۔ یقیناً دنیا کے اس طویل سلسلہ کا کوئی صاف نتیجہ اور انجام ہونا چاہئے اُسی کو ہم ''آخرت'' کہتے ہیں۔ جس طرح نیند کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن آتا ہے، ایسے ہی سمجھ لو کہ دنیا کے خاتمہ پر آخرت کا آنا یقینی ہے۔

فَائِدَہ:[۱۴]......فیصلہ کا دن وہ ہوگا جس میں نیک کو بد سے بالکلیہ الگ کردیا جائے کہ کسی قسم کا اشتراک واجتماع باقی نہ رہے، ہر نیکی اپنے معدن میں اور ہر بدی اپنے مرکز پر جا پہنچے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کامل امتیاز وافتراق اس دنیا میں نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہاں رہتے ہوئے زمین آسمان، چاند سورج، رات دن، سونا جاگنا، بارش بادل، باغ کھیت اور بیوی بچے تمام نیکوں اور بدوں میں مشترک ہیں، ہر کافر اور مسلم ان

سامانوں سے یکساں منتفع ہوتا ہے، اس لیے ضرور ہے کہ ﴿يَوْمَ الْفَصْلِ﴾ ایک دن موجودہ نظام عالم کے ختم کئے جانے کے بعد ہو، اس کا تعین اللہ کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ

جس دن پھونکی جائے صور پھر تم چلے آؤ جُٹ کے جُٹ ف۱۵ اور کھولا جائے آسمان تو ہو جائیں اس میں دروازے ف۱۶ اور چلائے جائیں گے

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ

پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ریتا ف۱۷ بے شک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا ٹھکانا ف۱۸ رہا کریں اس میں

اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ

قرنوں ف۱۹ نہ چکھیں وہاں کچھ مزہ ٹھنڈک کا اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ ف۲۰ بدلہ ہے پورا ان کو

كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا

توقع نہ تھی حساب کی اور جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو مکرا کر ف۲۱ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے لکھ کر ف۲۲ اب چکھو کہ

فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾

ہم نہ بڑھاتے جائیں گے تم پر مگر عذاب ف۲۳ بے شک ڈر والوں کو ان کی مراد ملنی ہے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب ف۲۴

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ

اور پیالے چھلکتے ہوئے ف۲۵ نہ سنیں گے وہاں بک بک اور نہ مکرانا ف۲۶ بدلہ ہے تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے ف۲۷ جو رب ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ

آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا ف۲۸ قدرت نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے ف۲۹ جس دن کھڑی ہو روح

وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ

اور فرشتے قطار باندھ کر ف۳۰ کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمان نے اور بولا بات ٹھیک ف۳۱ وہ دن ہے

الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا

برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ف۳۲ ہم نے خبر سنا دی تم کو ایک آفت نزدیک آنے والی کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو

قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے ف۳۳ اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا ف۳۴

فَائِدَۃ:[۱۵] اعمال وعقائد کی بناء لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے:......یعنی کثرت سے الگ الگ جماعتیں اور ٹولیاں بن کر جن کی تقسیم ان کے ممتاز عقائد واعمال کی بنا پر ہوگی۔

فَائِدَۃ:[۱۶] قیامت کے دن آسمان میں دروازے بن جائیں گے:......یعنی آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائے گا گویا دروازے ہی دروازے ہیں، شاید اُس کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا﴾ [الفرقان: ۲۵]

فَائِدَۃ:[۱۷] پہاڑ ریت بن جائیں گے:...... جیسے چمکتی ریت پر دُور سے پانی کا گمان ہو جاتا ہے، ایسے ہی ان پر پہاڑوں کا گمان ہوگا، حالانکہ واقع میں وہ پہاڑ نہیں رہیں گے محض ریت کے تودے رہ جائیں گے۔

فَائِدَۃ:[۱۸]......یعنی دوزخ شریروں کی تاک میں ہے اور اُن ہی کا ٹھکانا ہے۔

فَائِدَۃ:[۱۹] قیامت کی سزا لامتناہی ہوگی:......جن کا کوئی شمار نہیں، قرن پہ قرن گزرتے چلے جائیں گے اور اُن کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوگا۔

فَائِدَۃ:[۲۰]......یعنی نہ ٹھنڈک کی راحت پائیں گے، نہ کوئی خوش گوار چیز پینے کو ملے گی، ہاں! گرم پانی ملے گا، جس کی سوزش سے منہ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ کر پیٹ سے باہر آپڑیں گی، اور دوسری چیز پیپ ملے گی جو دوزخیوں کے زخموں سے نکل کر بہے گی۔ اعاذنا اللّٰہ منہا ومن سائر انواع العذاب فی الدنیا والأخرۃ۔

فَائِدَۃ:[۲۱]......یعنی جس چیز کی اُمید اُن کو نہ تھی، وہی سامنے آئی، اور جس بات کو جھٹلاتے تھے آنکھوں سے دیکھ لی۔ اب دیکھیں! کیسے جھٹلاتے اور مکر تے ہیں؟

فَائِدَۃ:[۲۲]......یعنی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے اور اُسی علم محیط کے موافق دفاتر میں باقاعدہ مندرج ہے، کوئی نیک و بد عمل اُس کے احاطہ سے باہر نہیں، رتی رتی کا بھگتان کیا جائے گا۔

فَائِدَۃ:[۲۳]......یعنی جیسے تم تکذیب وانکار میں برابر بڑھتے چلے گئے اور اگر بے اختیار موت نہ آجاتی تو ہمیشہ بڑھتے ہی چلے جاتے۔ اب پڑے عذاب کا مزہ چکھتے رہو، ہم بھی عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے، جس میں کبھی تخفیف نہ ہوگی۔

فَائِدَۃ:[۲۴] نیک لوگوں کے لئے جنت میں قسم قسم کے انعامات ہوں گے:......یعنی نوخاستہ عورتیں جن کی جوانی پورے اُبھار پر ہوگی، اور سب ایک ہی سن وسال کی ہوں گی۔

فَائِدَۃ:[۲۵]......یعنی شرابِ طہور کے لبریز جام۔

فَائِدَۃ:[۲۶]......یعنی جنت میں بیہودہ بکواس یا جھوٹ فریب کچھ نہ ہوگا، نہ کوئی کسی سے جھگڑے گا کہ جھوٹ بولنے اور مکر نے کی ضرورت پیش آئے۔

فَائِدَۃ:[۲۷]......یعنی رتی رتی کا حساب ہو کر بدلہ ملے گا اور بہت کافی بدلہ ملے گا۔

فَائِدَۃ:[۲۸] اعمال کا بدلہ بھی درحقیقت عطیۂ خداوندی ہے:......یہ بدلہ بھی محض بخشش اور رحمت سے ہے، ورنہ ظاہر ہے اللہ پر کسی کا قرض یا جبر نہیں۔ آدمی اپنے عمل کی بدولت عذاب سے بچ جائے یہی مشکل ہے۔ رہی جنت، وہ تو خالص اُس کے فضل و رحمت سے ملتی ہے ،اُس کو ہمارے عمل کا بدلہ قرار دینا، یہ دوسری ذرہ نوازی اور عزت افزائی ہے۔

فَائِدَۃ:[۲۹]......یعنی باوجود اس قدر لطف و رحمت کے عظمت وجلال ایسا ہے کہ کوئی اُس کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا۔

فَائِدَۃ:[۳۰] ''روح'' سے مراد:......روح فرمایا جانداروں کو یا ''روح القدس'' (جبرئیل علیہ السلام) مراد ہوں اور بعض مفسرین کے نزدیک وہ روحِ اعظم مراد ہے جس سے بیشمار رُوحوں کا انشعاب ہوا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة: [۳۱] سفارش کا مستحق کون ہوگا؟......یعنی اُس کے دربار میں جو بولے گا اُس کے حکم سے بولے گا۔ اور بات بھی وہی کہے گا، جو ٹھیک اور معقول ہو، مثلاً کسی غیر مستحق کی سفارش نہ کرے گا۔ مستحق سفارش کے وہی ہیں جنہوں نے دنیا میں سب باتوں سے زیادہ پکی اور ٹھیک بات کہی تھی یعنی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

فَائِدَة: [۳۲] قیامت کا وقوع یقینی ہے:......یعنی وہ دن آنا تو ضروری ہے، اب جو کوئی اپنی بہتری چاہے، اس وقت کی تیاری کر رکھے۔

فَائِدَة: [۳۳]......یعنی سب اچھے برے، اگلے پچھلے اعمال سامنے ہوں گے۔

فَائِدَة: [۳۴] دوزخی کی قیامت کے دن تمنا:......یعنی مٹی ہی رہتا آدمی نہ بنتا، کہ آدمی بن کر ہی اس حساب و کتاب کی مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا۔

اٰياتها ٤٧ ۷۹ سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ٨١ ركوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾

قسم ہے گھسیٹ لانے والوں کی غوطہ لگا کر ف۱ اور بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر ف۲ اور تیرنے والوں کی تیزی سے پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر ف۳

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ

پھر کام بنانے والوں کی حکم سے ف۴ جس دن کانپے کانپنے والی ف۵ اس کے پیچھے آئے دوسری ف۶ کتنے دل اس دن

وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا

دھڑکتے ہیں ان کی آنکھیں جھک رہی ہیں ف۷ لوگ کہتے ہیں کیا ہم پھر آئیں گے الٹے پاؤں کیا جب ہم ہو چکیں ہڈیاں

نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾

کھوکھری بولے تو یہ پھر آنا ہے ٹوٹے کا ف۸ سو وہ تو صرف ایک جھڑکی ہے ف۹ پھر تبھی وہ آ رہیں میدان میں

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ

کیا پہنچی ہے تجھ کو بات موسیٰ کی ف۱۰ جب پکارا اس کو اس کے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے ف۱۱ جا فرعون کے پاس

اِنَّهٗ طَغٰى ۖ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۙ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ

اس نے سر اٹھایا پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے اور راہ بتلاؤں تجھ کو تیرے رب کی طرف پھر تجھ کو ڈر ہو ف۱۲ پھر دکھلائی اس کو وہ بڑی

الْكُبْرٰى ۖ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۖ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۖ﴿۲۲﴾

نشانی ف۱۳ پھر جھٹلایا اس نے اور نہ مانا پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا ہوا ف۱۴

وقف لازم — وقف لازم — وقف لازم — وقف لازم

فَائِدَة:[۱] اللہ تعالیٰ کی جانب سے مختلف فرشتوں کی قسمیں:...... یعنی اُن فرشتوں کی قسم جو کافر کی رگوں میں گھس کر اُس کی جان سختی سے گھسیٹ کر نکالیں۔

فَائِدَۃ:[۲]......یعنی جو فرشتے مؤمن کے بدن سے جان کی گرہ کھول دیں، پھر وہ اپنی خوشی سے عالمِ پاک کی طرف دوڑے، جیسے کسی کے بند کھول دیئے جائیں تو آزاد ہو کر بھاگتا ہے، مگر یاد رہے یہ ذکر روح کا ہے، بدن کا نہیں۔ نیک خوشی سے عالمِ قدس کی طرف دوڑتا ہے، بد بھاگتا ہے، پھر گھسیٹا جاتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۳]......یعنی جو فرشتے روحوں کو لے کر زمین سے آسمان کی طرف اس سرعت دسہولت سے چلتے ہیں، گویا بے روک ٹوک پانی پر تیر رہے ہیں۔ پھر اُن ارواح کے باب میں جو خدا کا حکم ہوتا ہے، اس کے امتثال کے لیے تیزی کے ساتھ دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۴]......یعنی اُس کے بعد اُن ارواح کے متعلق ثواب کا حکم ہو یا عقاب کا، دونوں امروں میں سے ہر امر کی تدبیر وانتظام کرتے ہیں یا مطلقاً وہ فرشتے مراد ہوں جو عالمِ تکوین کی تدبیر وانتظام پر مسلط ہیں والظاہر ھو الاول۔ ''﴿وَالنّٰزِعٰتِ﴾''، ''﴿وَّالنّٰشِطٰتِ﴾'' وغیرہ کی تعیین میں بہت اقوال ہیں، ہم نے مترجم رحمۃ اللہ علیہ کے مذاق پر تقریر کردی۔

فَائِدَۃ:[۵]......یعنی زمین میں بھونچال آئے پہلی دفعہ صور پھونکنے سے۔

فَائِدَۃ:[۶]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی لگاتار (یکے بعد دیگرے) بھونچال چلے آئیں۔'' اور اکثر مفسرین نے ''رادفۃ'' سے صور کا دوسرا نفخہ مراد لیا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ:[۷] قیامت کے دن دلوں کا دھڑکنا اور آنکھوں کا جھکنا:......یعنی اضطراب اور گھبراہٹ سے دل دھڑکتے ہوں گے اور ذلت وندامت کے مارے آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔

فَائِدَۃ:[۸] مشرکین کی جانب سے دوبارہ زندگی کے عقیدہ کا مذاق:......یعنی ''قبر کے گڑھے میں پہنچ کر کیا پھر ہم اُلٹے پاؤں زندگی کی طرف واپس کیے جائیں گے؟ ہم تو نہیں سمجھ سکتے کہ کھوکھری ہڈیوں میں دوبارہ جان پڑ جائے گی، ایسا ہوا تو یہ صورت ہمارے لیے بڑے ٹوٹے اور خسارہ کی ہوگی، کیونکہ ہم نے اُس زندگی کے لیے کوئی سامان نہیں کیا۔'' یہ تمسخر سے کہتے تھے، یعنی مسلمان ہماری نسبت ایسا سمجھتے ہیں، حالانکہ وہاں مرنے کے بعد سرے سے دوسری زندگی ہی نہیں، نقصان اور خسارہ کا کیا ذکر۔

فَائِدَۃ:[۹] مشرکین کو جواب:......یعنی یہ لوگ اسے بہت مشکل کام سمجھ رہے ہیں، حالانکہ اللہ کے ہاں یہ سب کام دم بھر میں ہو جائیں گے، جہاں ایک ڈانٹ پلائی، یعنی صور پھونکا، اسی وقت بلاتوقف سب اگلے پچھلے میدانِ حشر میں کھڑے دکھائی دیں گے۔ آگے اُس کی ایک مختصر سی جھڑکی اور معمولی سی ڈانٹ کا ذکر کیا جاتا ہے جو دنیا میں ایک بڑے متکبر کو دی گئی تھی، یا یوں کہیے کہ ان منکرین کو سنایا جارہا ہے کہ تم سے پہلے بڑے زبردست منکروں کا کیا حشر ہوا۔

فَائِدَۃ:[۱۰]......یہ قصہ کئی جگہ مفصل گزر چکا۔

فَائِدَۃ:[۱۱]......یعنی کوہِ طور کے پاس۔

فَائِدَۃ:[۱۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فرعون کو اصلاح کی پیش کش:......یعنی اگر تجھے سنورنے کی خواہش ہو تو میں اللہ کے حکم سے سنوار سکتا ہوں اور ایسی راہ بتا سکتا ہوں جس پر چلنے سے تیرے دل میں اللہ کا خوف اور اُس کی کامل معرفت جم جائے؛ کیونکہ خوف کا ہونا بدون کمالِ معرفت کے متصور نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد فرعون کی اصلاح بھی تھی، محض بنی اسرائیل کو قید سے چھڑانا ہی نہ تھا۔

فَائِدَۃ:[۱۳] عصا (لاٹھی) کا معجزہ:......یعنی وہاں پہنچ کر اللہ کا پیغام پہنچایا اور اُس پر حجت تمام کرنے کے لیے وہ سب سے بڑا معجزہ عصا کے اژدہا بننے کا دکھلایا۔

فَائِدَة:[۱۴] فرعون کا نہ ماننا اور جادوگروں کو بلانا:......یعنی وہ ملعون ماننے والا کہاں تھا؟ اس فکر میں چلا کہ لوگوں کو جمع کرے اور جادوگروں کو تلاش کر کے بلوائے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مقابلہ کریں۔

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ

پھر سب کو جمع کیا، پھر پکارا تو کہا میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر ف۱۵ پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں آخرت کی اور دنیا کی ف۱۶ بے شک اس

ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا ع ۱

میں سوچنے کی جگہ ہے جس کے دل میں ڈر ہے ف۱۷ کیا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا ف۱۸ اس نے اس کو بنا لیا اونچا کیا اس کا ابھار

فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا

پھر اس کو برابر کیا اور اندھیری کی رات اس کی اور کھول نکالی اس کی دھوپ ف۱۹ اور زمین کو اس کے پیچھے صاف بچھا دیا ف۲۰ باہر نکالا زمین سے

مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

اس کا پانی اور چارا ف۲۱ اور پہاڑوں کو قائم کر دیا ف۲۲ کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کو ف۲۳ پھر جب آئے

الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا

وہ بڑا ہنگامہ جس دن کہ یاد کرے گا آدمی جو اس نے کمایا اور نکال ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے ف۲۴ سو

مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ

جس نے کی ہو شرارت اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا ف۲۵ سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے

رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے جی کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا ف۲۶ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ گھڑی کب ہو گی ف۲۷

مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ

قیام اس کا تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اس کی ف۲۸ تو تو ڈر سنانے کے واسطے ہے اس کو جو

يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ ع ۲

اس سے ڈرتا ہے ف۲۹ ایسا لگے گا جس دن دیکھیں گے اس کو کہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر ایک شام یا صبح اس کی ف۳۰

فَائِدَة:[۱۵] فرعون کا دعوائے خدائی:......یعنی سب سے بڑا رب تو میں ہوں، یہ موسیٰ علیہ السلام کس کا بھیجا ہوا آیا ہے؟

فَائِدَة:[۱۶] فرعون کا انجام:......یعنی یہاں پانی میں ڈوبا، وہاں آگ میں جلے گا۔

فَائِدَة:[۱۷]......یعنی اس قصہ میں بہت سی باتیں سوچنے اور عبرت پکڑنے کی ہیں، بشرطیکہ آدمی کے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو۔

ربط:......موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ درمیان میں استطراداً آ گیا تھا، آگے پھر اسی مضمون قیامت کی طرف عود کرتے ہیں۔

فَائِدَة:[۱۸] **آسمان وزمین کا خالق دوبارہ پیدا کرلے سے کیوں عاجز ہے؟:**......یعنی تمہارا پیدا کرنا (اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد) آسمان وزمین اور پہاڑوں کے پیدا کرنے سے زیادہ مشکل تو نہیں، جب اتنی بڑی بڑی چیزوں کا خالق اُس کو مانتے ہو، پھر اپنی دوبارہ پیدائش میں کیوں تردّد ہے؟

فَائِدَة:[۱۹] **آسمان کی تخلیق اور اس کی مضبوطی:**......یعنی آسمان کو خیال کرو، کس قدر اُونچا، کتنا مضبوط، کیسا صاف، ہموار، اور کس درجہ مرتب ومنظم ہے، کس قدر زبردست انتظام اور باقاعدگی کے ساتھ اُس کے سورج کی رفتار سے رات اور دن کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ رات کی اندھیری میں اُس کا سماں کچھ اور ہے اور دن کے اُجالے میں ایک دوسری ہی شان نظر آتی ہے۔

فَائِدَة:[۲۰]......آسمان اور زمین میں پہلے کون پیدا کیا گیا؟ اس کے متعلق ہم پیشتر کسی جگہ کلام کر چکے ہیں، غالباً سورۂ ''فصلت'' (آیت:۹-۱۲) میں۔

تنبیہ: وحی کا معنی:......''وحی'' کے معنی راغب نے کسی چیز کو اس کے مقر (جائے قرار) سے ہٹا دینے کے لکھے ہیں، تو شاید اس لفظ میں اُدھر اشارہ ہو، جو آج کل کی تحقیق ہے کہ زمین اصل میں کسی بڑے جرم سماوی کا ایک حصہ ہے جو اُس سے الگ ہو گیا۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة:[۲۱]......یعنی دریا اور چشمے جاری کیے پھر پانی سے سبزہ پیدا کیا۔

فَائِدَة:[۲۲] **پہاڑوں کے فائدے:**......جو اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے اور زمین کو بھی بعض خاص قسم کے اضطرابات سے محفوظ رکھنے والے ہیں۔

فَائِدَة:[۲۳] **اللہ تعالیٰ کی مذکورہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے:**......یعنی یہ انتظام نہ ہو تو تمہارا اور تمہارے جانوروں کا کام کیسے چلے؟ ان تمام اشیاء کا پیدا کرنا تمہاری حاجت روائی اور راحت رسانی کے لیے ہے، چاہیے کہ اُس منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرتے رہو اور سمجھو کہ جس قادرِ مطلق اور حکیم برحق نے ایسے زبردست انتظامات کیے ہیں کیا وہ تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح نہیں پھونک سکتا؟ لازم ہے کہ آدمی اُس کی قدرت کا اقرار کرے اور اس کی نعمتوں کی شکر گزاری میں لگے، ورنہ جب وہ بڑا ہنگامہ قیامت کا آئے گا اور سب کیا کرایا سامنے ہوگا، سخت پچھتانا پڑے گا۔

فَائِدَة:[۲۴]......یعنی دوزخ کو اس طرح منظرِ عام پر لائیں گے کہ ہر دیکھنے والا دیکھ سکے گا، کوئی آڑ پہاڑ درمیان میں حائل نہ رہے گا۔

فَائِدَة:[۲۵]......یعنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی، اسے بہتر سمجھ کر اختیار کیا اور اُسے بھلا دیا۔

فَائِدَة:[۲۶] **متقین کا ٹھکانہ بہشت ہے:**......یعنی جو اس بات کا خیال کر کے ڈرا کہ مجھے ایک روز اللہ کے سامنے حساب کے لیے کھڑا ہونا ہے اور اسی ڈر سے اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا، بلکہ اُسے روک کر اپنے قابو میں رکھا اور احکامِ الٰہی کے تابع بنایا تو اُس کا ٹھکانا بہشت کے سوا کہیں نہیں۔

فَائِدَة:[۲۷]......یعنی آخر وہ گھڑی کب آئے گی اور قیامت کب قائم ہوگی؟

فَائِدَة:[۲۸] **قیامت کی تعیین ضروری نہیں ہے:**......یعنی اُس کا وقت ٹھیک متعین کر کے بتلانا آپ کا کام نہیں، کتنے ہی سوال جواب کرو، آخرکار اُس کا علم خدا ہی پر حوالہ کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''پوچھتے پوچھتے اُسی تک پہنچنا ہے، پیچھے سب

بے خبر ہیں۔"

فَائِدَہ:[۲۹] قیامت کے ذکر سے مقصود اللہ تعالیٰ کا خوف ہے:......یعنی آپ کا کام قیامت کی خبر سنا کر لوگوں کو ڈرا دینا ہے، اب جس کے دل میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ خوف ہوگا یا خوف آخرت کی استعداد ہوگی وہ سن کر ڈرے گا اور ڈر کر تیاری کرے گا۔ گویا آپ کا ڈرانا نتیجہ کے اعتبار سے صرف اُن ہی لوگوں کے حق میں ہوا جو اس سے منتفع ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں، ورنہ نااہل لوگ تو انجام سے غافل ہو کر ان ہی فضول بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ قیامت کس تاریخ، کس دن، کس سن میں آئے گی۔

فَائِدَہ:[۳۰]......یعنی اب تو شور مچا رہے ہیں کہ قیامت کے آنے میں دیر کیوں ہے، جلد کیوں نہیں آجاتی؟ مگر اُس وقت معلوم ہوگا کہ بہت جلد آئی، بیچ میں دیر کچھ نہیں لگی۔

اٰیاتها ۴۲ ۸۰ سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ۲۴ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ① اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ② وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ③ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ

ف۱ تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ آیا اس کے پاس اندھا ف۲ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنورتا ف۳ یا سوچتا تو کام آتا اس کے

الذِّكْرٰى ④ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ⑤ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ⑥ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْ

سمجھانا وہ جو پروا نہیں کرتا سو تو اس کی فکر میں ہے اور تجھ پر کچھ الزام نہیں کہ وہ نہیں درست ہوتا ف۴ اور وہ جو

جَآءَكَ يَسْعٰى ⑧ وَهُوَ يَخْشٰى ⑨ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ⑩ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ⑪ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ⑫

آیا تیرے پاس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے ف۵ سو تو اس سے تغافل کرتا ہے ف۶ یوں نہیں یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اس کو پڑھے ف۷

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ⑬ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ⑭ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ⑮ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ⑯

لکھا ہے عزت کے ورقوں میں اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے ف۸ ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو بڑے درجہ والے نیک کار ہیں ف۹

وقف لازم

فَائِدَة: [۱] سورۂ عبس کا شانِ نزول اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض سردارانِ قریش کو مذہب اسلام کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے، اتنے میں ایک نابینا مسلمان (جن کو ابن اُمّ مکتوم کہتے ہیں) حاضر خدمت ہوئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ فلاں آیت کیوں کر ہے یا رسول اللہ! مجھے اُس میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کا بے وقت کا پوچھنا گراں گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے مہم کام میں مشغول ہوں، قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہونے کی توقع ہے۔ ابن اُمّ مکتوم بہرحال مسلمان ہے، اُس کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے ہزار مواقع حاصل ہیں، اُس کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس ایسے بااثر اور بارسوخ لوگ بیٹھے ہیں، جن کو اگر ہدایت ہو جائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آ سکتے ہیں، میں اُن کو سمجھا رہا ہوں، یہ اپنی کہتا چلا جاتا ہے، اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اگر اُن لوگوں کی طرف سے ہٹ کر گوشۂ التفات اس کی طرف کروں گا تو ان لوگوں پر کس قدر شاق ہوگا، شاید پھر وہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم منقبض ہوئے اور انقباض کے آثار چہرے پر ظاہر ہونے لگے، اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ روایات میں ہے کہ اس کے بعد جب وہ نابینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور فرماتے: "مَرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِيْ فِيْهِ رَبِّيْ۔"

فَائدَۃ: [۲] عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نابینا) سے اعراض پر حضور ﷺ کو تنبیہ: ...... یعنی پیغمبر نے ایک اندھے کے آنے پر چیں بجبیں ہو کر منہ پھیر لیا، حالانکہ اُس کو اندھے کی معذوری، شکستہ حالی اور طلب صادق کا لحاظ زیادہ کرنا چاہئے تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ کلام گویا اوروں کے سامنے گلہ ہے رسول کا (اسی لیے بصیغۂ غائب ذکر کیا) آگے خود رسول کو خطاب فرمایا ہے۔'' اور محققین کہتے ہیں کہ یہ غایت تکرم واستحیاء متکلم کا، اور غایت کرامت مخاطب کی ہے کہ عتاب کے وقت بھی رُودررُو اس امر کی نسبت آپ ﷺ کی طرف نہیں فرمائی۔ اور آگے خطاب کا صیغہ بطور التفات کے اس لیے اختیار کیا کہ شبہ اعراض کا نہ ہو، نیز وہ مضمون پہلے مضمون سے ہلکا ہے۔ واللہ اعلم!

فَائدَۃ: [۳] نابینا کی طلب صادق تھی لہٰذا فائدہ کی امید زیادہ تھی: ...... یعنی وہ اندھا طالب صادق تھا، تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے فیضِ توجہ سے اُس کا حال سنور جاتا اور اُس کا نفس مزکی ہو جاتا، یا تمہاری کوئی بات کان میں پڑتی، اُس کو اخلاص سے سوچتا سمجھتا اور آخر وہ بات کسی وقت اُس کے کام آجاتی۔

فَائدَۃ: [۴] قریش سرداروں کی ہدایت کے لئے انہماک کی ضرورت نہ تھی آپ ﷺ کا مقصد صرف تبلیغ ہونی چاہئے: ...... یعنی جو لوگ اپنے غرور اور شیخی سے حق کی پروا نہیں کرتے اور اُن کا تکبر اجازت نہیں دیتا کہ اللہ و رسول کے سامنے جھکیں، آپ اُن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ کسی طرح مسلمان ہو جائیں، تا ان کے اسلام کا اثر دوسروں پر پڑے، حالانکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کوئی الزام نہیں کہ یہ مغرور اور شیخی باز آپ کی ہدایت سے درست کیوں نہ ہوئے؟ آپ کا فرض دعوت و تبلیغ کا تھا، وہ ادا کر چکے اور کر رہے ہیں؟ آگے ان لاپروا متکبروں کی فکر میں اس قدر انہماک کی ضرورت نہیں کہ سچے طالب اور مخلص ایماندار توجہ سے محروم ہونے لگیں، یا معاملہ کی ظاہری سطح دیکھ کر بے سوچے سمجھے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ پیغمبر صاحب کی توجہ امیروں اور تونگروں کی طرف زیادہ ہے، شکستہ حال غریبوں کی طرف نہیں۔ اس مہمل خیال کے پھیلنے سے جو ضرر دعوتِ اسلام کے کام کو پہنچ سکتا ہے، وہ اس نفع سے کہیں بڑھ کر ہے جس کی ان چند متکبرین کے مسلمان ہونے سے توقع کی جاسکتی ہے۔

فَائدَۃ: [۵] ...... یعنی اللہ سے ڈرتا ہے یا ڈر لگا ہے کہ آپ کی ملاقات میسر ہو یا نہ ہو، پھر اندھا ہے کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں، اندیشہ ہے کہیں راستہ میں ٹھوکر لگے یا کسی چیز سے ٹکرا جائے، یا یہ سمجھ کر کہ آپ کے پاس جا رہا ہے، دشمن ستانے لگیں۔

فَائدَۃ: [۶] ...... حالانکہ ایسے ہی لوگوں سے اُمید ہو سکتی ہے کہ ہدایت سے منتفع ہوں گے اور اسلام کے کام آئیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہی نابینا بزرگ زرہ پہنے اور جھنڈا ہاتھ میں لیے جنگ قادسیہ میں شریک تھے، آخر اُسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فَائدَۃ: [۷] قرآن نصیحت ہے: ...... یعنی متکبر اغنیاء اگر قرآن کو نہ پڑھیں اور اس نصیحت پر کان نہ دھریں تو اپنا ہی برا کریں گے، قرآن کو اُن کی کچھ پروا نہیں، نہ آپ کو اس درجہ اُن کے درپے ہونے کی ضرورت ہے۔ ایک عام نصیحت تھی، سو کر دی گئی، جو اپنا فائدہ چاہئے اس کو پڑھے اور سمجھے۔

فَائدَۃ: [۸] قرآن کتاب معزز ہے کسی کے ماننے نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا: ...... یعنی کیا ان مغرور سر پھروں کے ماننے سے قرآن کی عزت و وقعت ہوگی؟ قرآن تو وہ ہے جس کی آیتیں آسمان کے اُوپر نہایت معزز، بلند مرتبہ اور صاف ستھرے ورقوں میں لکھی ہوئی ہیں اور زمین پر مخلص ایماندار بھی اُس کے اوراق نہایت عزت و احترام اور تقدیس و تطہیر کے ساتھ اُونچی جگہ رکھتے ہیں۔

فَائدَۃ: [۹] معزز فرشتے قرآن لکھنے والے ہیں: ...... یعنی وہاں فرشتے اُس کو لکھتے ہیں، اسی کے موافق وحی اُترتی ہے۔ اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنے والے دنیا کے بزرگ ترین پاکباز نیکوکار اور فرشتہ خصلت بندے ہیں، جنہوں نے ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف

وتبدیل سے اُس کو پاک رکھا ہے۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿١٧﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿١٨﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿١٩﴾ ثُمَّ

مارا جائیو آدمی کیسا ناشکرا ہے ف۱۰ کس چیز سے بنایا اس کو ایک بوند سے ف۱۱ بنایا اس کو پھر اندازہ پر رکھا اس کو ف۱۲ پھر

السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿٢١﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾

راہ آسان کردی اس کی پھر اس کو ف۱۳ مردہ کیا پھر قبر میں رکھوا دیا اس کو ف۱۴ پھر جب چاہا اٹھا نکالا اس کو ف۱۵ ہرگز نہیں پورا نہ کیا جو اس کو فرمایا ف۱۶

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾

اب دیکھ لے آدمی اپنے کھانے کو ف۱۷ کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر ف۱۸

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً

پھر اگایا اس میں اناج اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھن کے باغ اور میوہ

وَّاَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿٣٤﴾

اور گھاس کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے ف۱۹ پھر جب آئے وہ کان پھوڑنے والی ف۲۰ جس دن کہ بھاگے مرد اپنے بھائی سے

وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾

اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کے لیے کافی ہے ف۲۱

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا

کتنے منہ اس دن روشن ہیں ہنستے خوشیاں کرتے ف۲۲ اور کتنے منہ اس دن ان پر گرد پڑی ہے چڑھی آتی ہے

ع ۲ قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

ان پر سیاہی ف۲۳ یہ لوگ وہی ہیں جو منکر ہیں ڈھیٹھ ف۲۴

فائدہ: [۱۰] ...... یعنی قرآن جیسی نعمتِ عظمیٰ کی کچھ قدر نہ کی اور اللہ کا حق کچھ نہ پہچانا۔

فائدہ: [۱۱] **انسان کی اصلیت اور اس انعامات:** ...... یعنی ذرا اپنی اصل پر تو غور کیا ہوتا کہ وہ پیدا کس چیز سے ہوا ہے؟ ایک ناچیز اور بے قدر قطرۂ آب سے جس میں حس وشعور، حسن وجمال اور عقل وادراک کچھ نہ تھا، سب کچھ اللہ نے اپنی مہربانی سے عطا فرمایا۔ جس کی حقیقت کل اتنی ہو کیا اسے یہ طمطراق [غرور وتکبر] زیبا ہے کہ خالق ومنعمِ حقیقی ایسی عظیم الشان نصیحت اتارے اور یہ بے شرم اپنی اصل حقیقت اور مالک کی سب نعمتوں کو فراموش کر کے اُس کی کچھ پروا نہ کرے؟ او احسان فراموش! کچھ تو شرمایا ہوتا۔

فائدہ: [۱۲] **انسان میں تناسب اعضاء:** ...... یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء وقویٰ ایک خاص اسلوب اور اندازے سے رکھے، کوئی

چیزیں یوں ہی بے تکی اور بے ڈھنگی خلاف حکمت نہیں رکھ دی۔

فائدہ: [۱۳]......یعنی ایمان و کفر اور بھلے برے کی سمجھ دی یا ماں کے پیٹ میں سے نکالا آسانی سے۔

فائدہ: [۱۴]......یعنی مرنے کے بعد اُس کی لاش کو قبر میں رکھنے کی ہدایت کردی، تا زندوں کے سامنے یوں ہی بے حرمت نہ ہو۔

فائدہ: [۱۵] **پیدا کرنا، مارنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو دوبارہ زندہ کرنا بھی آسان ہے:**......یعنی جس نے ایک مرتبہ جلایا اور مارا، اُسی کو اختیار ہے کہ جب چاہے دوبارہ زندہ کر کے قبر سے نکالے، کیونکہ اُس کی قدرت اب کسی نے سلب نہیں کرلی۔ (العیاذ باللہ) بہر حال پیدا کر کے دنیا میں لانا، پھر مار کر برزخ میں لے جانا، پھر زندہ کر کے میدانِ حشر میں کھڑا کر دینا، یہ اُمور جس کے قبضہ میں ہوئے کیا اُس کی نصیحت سے اعراض و انکار اور اُس کی نعمتوں کا استحقار کسی آدمی کے لیے زیبا ہے؟

فائدہ: [۱۶]......یعنی انسان نے ہرگز اپنے مالک کا حق نہیں پہچانا اور جو کچھ حکم ہوا تھا، ابھی تک اُس کو بجا نہیں لایا۔

تنبیہ:......ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ﴾ کو ﴿ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ﴾ سے متعلق رکھا ہے، یعنی جب چاہے گا زندہ کر کے اُٹھائے گا، ابھی ایسا نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ دنیا کی آبادی کے متعلق اُس کا جو حکم کونی وقدری ہے، وہ ابھی تک اُس نے ختم نہیں کیا۔

فائدہ: [۱۷]...... پہلے انسان کے پیدا کرنے اور مارنے کا ذکر تھا، اب اُس کی زندگی اور بقا کے سامان یاد دلاتے ہیں۔

فائدہ: [۱۸]......یعنی ایک گھاس کے تنکے کی کیا طاقت تھی کہ زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا، یہ قدرت کا ہاتھ ہے جو زمین کو پھاڑ کر اُس سے طرح طرح کے غلے، پھل اور سبزے، ترکاریاں وغیرہ باہر نکالتا ہے۔

فائدہ: [۱۹]......یعنی بعض چیزیں تمہارے کام آتی ہیں اور بعض تمہارے جانوروں کے۔

فائدہ: [۲۰]......یعنی ایسی سخت آواز جس سے کان بہرے ہو جائیں، اس سے مراد نفخۂ صور کی آواز ہے۔

فائدہ: [۲۱]......یعنی اس وقت ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی، احباب و اقارب ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے، بلکہ اس خیال سے کہ کوئی میری نیکیوں میں سے نہ مانگنے لگے یا اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے، ایک دوسرے سے بھاگے گا۔

فائدہ: [۲۲]......یعنی مؤمنین کے چہرے نورِ ایمان سے روشن اور غایتِ مسرت سے خنداں و فرحاں ہوں گے۔

فائدہ: [۲۳]......یعنی کافروں کے چہروں پر کفر کی کدورت چھائی ہوگی اور اوپر سے فسق و فجور کی ظلمت اور زیادہ تیرہ و تاریک کردے گی۔

فائدہ: [۲۴]......یعنی کافر بے حیا کو کتنا ہی سمجھاؤ، ذرا نہ پسیجیں، نہ خدا سے ڈریں، نہ مخلوق سے شرمائیں۔

آیاتها ۳۰ ۸۱ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۷ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْعِشَارُ

جب سورج کی دھوپ تہہ ہو جائے ف ۱ اور جب تارے میلے ہو جائیں ف ۲ اور جب پہاڑ چلائے جائیں ف ۳ اور جب بیاتی اونٹنیاں

عُطِّلَتْ ۝٤ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝٧

چھٹی پھریں ف ۴ اور جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے ف ۵ اور جب دریا جھونکے جائیں ف ۶ اور جب جیون کے جوڑے باندھے جائیں ف ۷

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا السَّمَاءُ

اور جب بیٹی جیتی گاڑ دی گئی کو پوچھیں کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی ف ۸ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں اور جب آسمان کا

كُشِطَتْ ۝١١ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝١٤

پوست اتار لیں ف ۹ اور جب دوزخ دہکائی جائے اور جب بہشت پاس لائی جائے ف ۱۰ جان لے گا ہر ایک جی جو لے کر آیا ف ۱۱

فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝١٧

سو قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والوں سیدھے چلنے والوں دبک جانے والوں کی ف ۱۲ اور رات کی جب پھیل جائے ف ۱۳

فائدہ: [۱] دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا: ...... گویا اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے، لپیٹ کر رکھ دی جائیں اور آفتاب بے نور ہو کر پنیر کی ٹکی کی مانند رہ جائے یا بالکل نہ رہے۔

فائدہ: [۲] ......یعنی تارے ٹوٹ کر گر پڑیں اور اُن کا نور زائل ہو جائے۔

فائدہ: [۳] ......یعنی ہوا میں اُڑتے پھریں۔

فائدہ: [۴] اونٹ جو بہترین اور قیمتی مال ہے قیامت میں بے حیثیت ہوگا: ...... اُونٹ عرب کا بہترین مال ہے اور دس مہینے کی گابھن اونٹنی جو بیانے کے قریب ہو دودھ اور بچہ کی توقع پر بہت زیادہ عزیز ہوتی ہے، لیکن قیامت کے ہولناک زلازل کے وقت ایسے نفیس وعزیز مال کو کوئی نہ پوچھے گا، نہ مالک کو اتنا ہوش ہوگا کہ ایسے بڑھیا مال کی خبر گیری کرے۔ باقی یہ کہنا کہ ریل نکل جانے کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی، محض ظرافت ہے۔

فَائِدَۃ: [۵] قیامت کی پریشانی میں وحشی جانور بھی رل مل جائیں گے:...... یعنی جنگل کے وحشی جانور جو آدمی کے سایہ سے بھاگتے ہیں، مضطرب ہو کر شہر میں آگھسیں اور پالتو جانوروں میں مل جائیں، جیسا کہ اکثر خوف کے وقت دیکھا گیا ہے۔ ابھی چند سال ہوئے گنگا جمنا میں سیلاب آیا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک چھپر بہتا جا رہا ہے، اُس پر آدمی بھی ہیں اور سانپ وغیرہ بھی لپٹ رہے ہیں، ایک دوسرے سے کچھ تعرض نہیں کرتا، نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے، بلکہ زیادہ سردی کے زمانہ میں بعض درندے جنگل سے شہر میں گھس آتے ہیں۔

تنبیہ:...... بعض مفسرین نے ﴿حُشِرَتْ﴾ کے معنی مارنے کے اور بعض نے مار کر اُٹھانے کے لیے ہیں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَۃ: [۶] قیامت میں سمندر کا پانی اُبلنے لگے گا:...... یعنی سمندروں کا پانی گرم ہو کر دُھواں اور آگ بن جائے جو نہایت گرم ہو کر محشر میں کافروں کو دُکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جھو نکنے سے اُبلے۔

فَائِدَۃ: [۷]...... یعنی کافر کافر کے اور مسلم مسلم کے ساتھ، پھر ہر قسم کا نیک یا بدعمل کرنے والا اپنے جیسے عمل کرنے والوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے اور عقائد، اعمال، اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے الگ جماعتیں بنادی جائیں، یا یہ مطلب ہے کہ رُوحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔

فَائِدَۃ: [۸] بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی صفت اور اس کی بابت سوال:...... عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگ دلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا، بعض تو تنگدستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے، وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔ قرآن نے آگاہ کیا کہ اُن مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر اُن کو قتل کیا تھا، یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے، اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں، بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔

فَائِدَۃ: [۹] قیامت کے دن آسمان کھل جائیں گے:...... جیسے جانور کا بعد ذبح کے پوست اُتار لیتے ہیں، اُس سے تمام اعضاء اور رگ و ریشہ ظاہر ہو جاتے ہیں، اسی طرح آسمان کے کھل جانے سے اُس کے اوپر کی چیزیں نظر آئیں گی اور غمام کا نزول ہوگا جس کا ذکر اُنیسویں پارہ (الفرقان: ۲۵) میں آیت ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ﴾ الآیۃ سے ہوا ہے۔

فَائِدَۃ: [۱۰]...... یعنی دوزخ بڑے زور شور کے ساتھ دہکائی جائے اور بہشت متقیوں کے نزدیک کر دی جائے، جس کی رونق و بہار دیکھنے سے عجیب مسرت و فرحت حاصل ہو۔

فَائِدَۃ: [۱۱]...... یعنی ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا کہ نیکی یا بدی کا کیا سرمایہ لے کر حاضر ہوا ہے۔

فَائِدَۃ: [۱۲] اللہ تعالیٰ کی جانب سے سیاروں کی قسم:...... کئی سیاروں (مثلاً زحل، مشتری، مریخ، زہرہ، عطارد) کی چال اس ڈھب سے ہے کہ کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں، یہ سیدھی راہ ہوئی، کبھی ٹھٹک کر اُلٹے پھریں اور کبھی سورج کے پاس آکر کتنے دنوں تک غائب رہیں۔

فَائِدَۃ: [۱۳]...... یا جب جانے لگے، اس لفظ کے دونوں معنی آتے ہیں۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾

اور صبح کی جب دم بھرے ف۱۴ مقرر یہ کہا ہے ایک بھیجے ہوئے عزت والے کا قوت والا عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى

سب کا مانا ہوا وہاں کا معتبر ہے ف۱۵ اور یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں ف۱۶ اور اس نے دیکھا ہے اس فرشتہ کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس ف۱۷ اور یہ غیب

الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

کی بات بتانے میں بخیل نہیں ف۱۸ اور یہ کہا ہوا نہیں کسی شیطان مردود کا ف۱۹ پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو ف۲۰ یہ تو ایک نصیحت ہے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ

جہان بھر کے واسطے ف۲۱ جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے ف۲۲ اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾

جہان کا مالک ف۲۳

فائدہ: [۱۴] **آفتاب کی مچھلی سے تشبیہ:**...... حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: گویا آفتاب کو دریا میں تیرنے والی مچھلی سے تشبیہ دی اور طلوع سے پہلے اُس کے نور کے منتشر ہونے کو دمِ ماہی سے نسبت کی، جیسے مچھلی دریا میں آنکھوں سے پوشیدہ گزرتی ہے اور اُس کے سانس لینے سے پانی اُڑتا اور منتشر ہوتا ہے، اسی طرح آفتاب کی حالت قبل طلوع اور قبل روشنی پھیلنے کے ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ دمِ صبح کنایہ ہے نسیم سے، جو طلوع صبح کے قریب موسم بہار میں چلتی ہے۔

تنبیہ: قسم اور مقسم علیہ کے درمیان مناسبت:...... ان قسموں کی مناسبت آئندہ مضمون سے یہ ہے کہ ان ستاروں کا چلنا، ٹھہرنا، لوٹنا، اور چھپ جانا ایک نمونہ ہے اگلے انبیاء پر بار بار وحی آنے اور ایک مدت دراز تک اُس کے نشان باقی رہنے پھر منقطع ہو کر چھپ جانے اور غائب ہو جانے کا۔ اور رات کا آنا نمونہ ہے اُس تاریک دَور کا جو خاتم المرسلین ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے دنیا پر گزرا کہ کسی شخص کو حق و باطل کی تمیز نہ رہی تھی اور وحی کے آثار بالکل مٹ چکے تھے۔ اُس کے بعد صبح صادق کا دم بھرنا حضور ﷺ کا اس جہان میں تشریف لانا اور قرآن کا اُترنا ہے کہ ہر چیز کو ہدایت کے نور سے دن کی مانند روشن کر دیا۔ گویا اگلے انبیاء کا نور ستاروں کی طرح تھا اور اس نورِ اعظم کو آفتابِ درخشاں کہنا چاہئے۔ ولنعم ما قیل:

فانه شمس فضلٍ هم كواكبها
يظهرن انوارها للناس في الظلم
حتى اذا طلعت في الكون عم هدا
ها العالمين وأحيت سائر الامم

اور بعض علماء نے فرمایا کہ ستاروں کا سیدھا چلنا اور لوٹنا اور چھپ جانا، فرشتے کے آنے اور واپس جانے اور عالمِ ملکوت میں جا چھپنے کے مشابہ ہے۔ اور رات کا گزرنا اور صبح کا آنا، قرآن کے سبب ظلمتِ کفر دور ہو جانے اور نورِ ہدایت کے پوری طرح ظاہر ہو جانے کے مشابہ ہے۔ اس تقریر کے موافق مقسم بہ کی مناسبت مقسم علیہ سے زیادہ واضح ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۵] **حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صفات اور قرآن کی حقانیت پر استدلال:**...... یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صفات بیان ہوئیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم جو اللہ کے پاس سے ہم تک پہنچا، اُس میں دو واسطے ہیں: ایک وحی لانے والا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) اور دوسرا پیغمبر عربی ﷺ۔ دونوں کی صفات وہ ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد کسی طرح کا شک و شبہ قرآن کے صادق اور منزل من اللہ ہونے میں نہیں رہتا۔ کسی روایت کی صحت تسلیم کرنے کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ راوی وہ ہوتا ہے جو اعلیٰ درجہ کا ثقہ، عادل، ضابط، حافظ اور امانت دار ہو، جس سے روایت کرے اُس کے پاس عزت و حرمت کے ساتھ رہتا ہو، بڑے بڑے معتبر ثقات اُس کی امانت وغیرہ پر اعتماد کلی رکھتے

ہوں اور اسی لیے اس کی بات بے چون و چرا مانتے ہوں۔ یہ تمام صفات حضرت جبرئیل علیہ السلام میں موجود ہیں، وہ کریم (عزت والے) ہیں جن کے لیے اعلیٰ، نہایت متقی اور پاکباز ہونا لازم ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳] وفی الحدیث: "الكرم التقوى۔" "بڑی قوت والے ہیں، جس میں اشارہ ہے کہ حفظ وضبط اور بیان کی قوت بھی کامل ہے، اللہ کے ہاں ان کا بڑا درجہ ہے، سب فرشتوں سے زیادہ بارگاہِ ربوبیت میں قرب اور رسائی حاصل ہے، آسمانوں کے فرشتے اُن کی بات مانتے اور اُن کا حکم تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ اُن کے امین اور معتبر ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ یہ تو رسولِ مَلکی کا حال تھا، آگے رسولِ بشری کا حال سن لیجیے۔

فَائِدَة:[۱۶] مشرکین حضور ﷺ کی امانت و دیانت کے معترف ہو کر کیسے جھٹلاتے ہیں؟:......یعنی بعثت سے پہلے چالیس سال تک وہ تمہارے اور تم اس کے ساتھ رہے۔ اتنی طویل مدت تک اُس کے تمام کھلے چھپے احوال کا تجربہ کیا، کبھی ایک مرتبہ اُس کا جھوٹ فریب یا دیوانہ پن کی بات نہ دیکھی، ہمیشہ اُس کے صدق وامانت اور عقل ودانائی کے معترف رہے، اب بلاوجہ اُسے جھوٹا یا دیوانہ کیوں کر کہہ سکتے ہو؟ کیا یہ وہی تمہارا رفیق نہیں ہے، جس کے رتی رتی احوال کا تم پہلے سے تجربہ رکھتے ہو؟ اب اُس کو دیوانہ کہنا بجز دیوانگی کے کچھ نہیں۔

فَائِدَة:[۱۷]......یعنی مشرقی کنارہ کے پاس اُس کی اصلی صورت میں صاف صاف دیکھا، اس لیے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ شاید دیکھنے یا پہچاننے میں کچھ اشتباہ والتباس ہو گیا ہوگا، جس کو فرشتہ سمجھ لیا وہ واقع میں فرشتہ نہ ہوگا۔ سورۂ "نجم" میں پہلے آچکا: ﴿فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝﴾۔ [آیت: ۶،۷]

فَائِدَة:[۱۸] بغیر بخل اور لالچ کے حضور ﷺ کا غیب کی خبریں دینا کہانت کے منافی ہے:......یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے، یا اللہ کے اسماء وصفات سے، یا احکام شرعیہ سے، یا مذاہب کی حقیت وبطلان سے، یا جنت ودوزخ کے احوال سے، یا واقعات بعد الموت سے۔ اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا، نہ اُجرت مانگتا ہے، نہ نذرانہ، نہ بخشش، پھر کاہن کا لقب اُس پر کیسے چسپاں ہو سکتا ہے؟ کاہن محض ایک جزئی اور نامکمل بات غیب کی سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے اور اُس کے بتلانے میں بھی اس قدر بخیل ہے کہ بدون مٹھائی یا نذرانہ وغیرہ وصول کئے ایک حرف زبان سے نہیں نکالتا۔ پیغمبروں کی سیرت سے کاہنوں کی پوزیشن کو کیا نسبت؟

فَائِدَة:[۱۹]......بھلا شیطان ایسی نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کیوں سکھلانے لگا جس میں سراسر بنی آدم کا فائدہ اور خود اُس ملعون کی تقبیح و مذمت ہو؟

فَائِدَة:[۲۰]......یعنی جب جھوٹ، دیوانگی، تخیل وتوہم اور کہانت وغیرہ کے سب احتمالات مرفوع ہوئے تو بجز صدق وحق کے اور کیا باقی رہا۔ پھر اس روشن اور صاف راستہ کو چھوڑ کر کدھر بہکے چلے جا رہے ہو؟

فَائِدَة:[۲۱]......قرآن کی نسبت جو احتمالات تم پیدا کرتے ہو، سب غلط ہیں۔ اگر اس کے مضامین وہدایات میں غور کرو تو اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ یہ سارے جہان کے لیے ایک سچا نصیحت نامہ اور مکمل دستور العمل ہے، جس سے اُن کی دارین کی فلاح وابستہ ہے۔

فَائِدَة:[۲۲]......یعنی بالخصوص اُن کے لئے نصیحت ہے جو سیدھا چلنا چاہیں، عناد اور کجروی اختیار نہ کریں، کیونکہ ایسے ہی لوگ اس نصیحت سے منتفع ہوں گے۔

فَائِدَة:[۲۳]......یعنی فی نفسہٖ قرآن نصیحت ہے، لیکن اُس کی تاثیر مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے جو بعض لوگوں کے لیے متعلق ہوتی ہے اور بعض کے لیے کسی حکمت سے اُن کے سوءِ استعداد کی بنا پر متعلق نہیں ہوتی۔

اٰیاتھا ۲۰ | ۸۲ سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ ۸۲ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ﴿۱﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ﴿۲﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ وَإِذَا الْقُبُوْرُ

جب آسمان چر جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا ابل نکلیں ف۱ اور جب قبریں

بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۗ﴿۵﴾ يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ

زیروزبر کردی جائیں ف۲ جان لے کر ہر ایک جی جو کچھ کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ف۳ اے آدمی کس چیز سے بہکا تو اپنے رب

الْكَرِيْمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِيْٓ أَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۗ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ

کریم پر ف۴ جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا پھر تجھ کو برابر کیا ف۵ جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا ف۶ ہرگز نہیں پر

تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

تم جھوٹ جانتے ہو انصاف کا ہونا ف۷ اور تم پر نگہبان مقرر ہیں عزت والے عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو ف۸

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۚ﴿۱۳﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۚ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ

بے شک نیک لوگ بہشت میں ہیں ف۹ اور بے شک گناہگار دوزخ میں ہیں ڈالے جائیں گے اس میں انصاف کے دن اور نہ ہوں گے

عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۗ﴿۱۶﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۗ﴿۱۸﴾ يَوْمَ

اس سے جدا ہونے والے ف۱۰ اور تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا جس دن کہ

ع ۱۹ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

بھلا نہ کر سکے کوئی جی کسی جی کا کچھ بھی ف۱۱ اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے ف۱۲

فائدہ:[۱] **قیامت کی سختیاں اور تباہ کاریاں:**......یعنی سمندر کا پانی زمین پر زور کرے، آخر میٹھے اور کھاری سب پانی مل جائیں۔

فائدہ:[۲]......یعنی جو چیز زمین کی تہ میں تھی اُوپر آجائے اور مردے قبروں سے نکالے جائیں۔

فَائِدَة:[۳] قیامت کے دن سب کئے کرائے عمل سامنے آجائیں گے:...... یعنی جو بھلے برے کام کئے یا نہیں کئے، شروع عمر میں کئے یا اخیر میں، اُن کا اثر اپنے پیچھے چھوڑا یا نہیں چھوڑا، سب اُس وقت سامنے آجائیں گے۔

فَائِدَة:[۴] رب کریم ﷻ کی ناشکری اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ:...... یعنی وہ رب کریم کیا اس کا حق دار تھا کہ تو اپنے جہل وحماقت سے اُس کے حلم پر مغرور ہو کر نافرمانیاں کرتا رہے؟ اور اُس کے لطف وکرم کا جواب کفران وطغیان سے دے؟ اُس کا کرم دیکھ کر تو اور زیادہ شرمانا اور حلیم کے غصہ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہئے تھا۔ بیشک وہ کریم ہے لیکن منتقم اور حکیم بھی ہے، پھر یہ غرور اور دھوکا نہیں تو اور کیا ہوگا کہ اُس کی ایک صفت کو لے کر دوسری صفات سے آنکھیں بند کرلی جائیں۔

فَائِدَة:[۵] انسان کی تخلیق میں اعتدال:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ٹھیک کیا بدن میں، برابر کیا خصلت میں۔'' یا یہ مطلب ہے کہ تیرے اعضاء کے جوڑ بند درست کئے اور حکمت کے موافق اُن میں تناسب رکھا، پھر مزاج واخلاط میں اعتدال پیدا کیا۔

فَائِدَة:[۶] انسانی صورتوں میں تفاوت واختلاف بھی نعمت ہے:...... یعنی سب کی صورتوں میں تھوڑا بہت تفاوت رکھا، ہر ایک کو الگ صورت شکل اور رنگ وروپ عنایت کیا اور بحیثیت مجموعی انسان کی صورت کو تمام جانداروں کی صورت سے بہتر بنایا۔ بعض سلف اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ وہ چاہتا تو تجھے گدھے، کتے، خنزیر کی شکل وصورت میں ڈال دیتا، باوجود اس قدرت کے محض اپنے فضل اور مشیت سے انسانی صورت میں رکھا۔ بہر حال جس خدا کی یہ قدرت ہو اور ایسے انعامات ہوں، کیا اُس کے ساتھ آدمی کو یہی معاملہ کرنا چاہئے؟

فَائِدَة:[۷] دراصل قیامت پر یقین نہیں ہے:...... یعنی بہکنے اور دھوکا کھانے کی اور کوئی وجہ نہیں، بات یہ ہے کہ تم انصاف کے دن پر یقین نہیں رکھتے ہو کہ جو چاہیں کرتے رہیں آگے کوئی حساب اور باز پرس نہیں۔ یہاں جو کچھ عمل ہم کرتے ہیں، کون اُن کو لکھتا اور محفوظ کرتا ہوگا، بس مر گئے، سب قصہ ختم ہوا۔

فَائِدَة:[۸] کراماً کاتبین کی صفات:...... جو نہ خیانت کرتے ہیں، نہ کوئی عمل لکھے بغیر چھوڑتے ہیں، نہ اُن سے تمہارے اعمال پوشیدہ ہیں۔ جب سب عمل ایک ایک کر کے اس اہتمام سے لکھے جارہے ہیں تو کیا یہ سب دفتریوں ہی بیکار چھوڑ دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً ہر شخص کے اعمال اُس کے آگے آئیں گے اور اُس کا اچھا یا برا پھل چکھنا پڑے گا، جس کی تفصیل آگے بیان کی۔

فَائِدَة:[۹]...... جہاں ہمیشہ کے لیے ہر قسم کی نعمتوں اور راحتوں میں رہنا ہوگا، اگر نکلنے کا کھٹکا رہتا تو راحت ہی کیا ہوتی؟

فَائِدَة:[۱۰] جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے گا:...... یعنی نہ بھاگ کر اُس سے الگ رہ سکتے ہیں، نہ داخل ہونے کے بعد کبھی نکل کر جاسکتے ہیں، ہمیشہ وہیں رہنا ہے۔

فَائِدَة:[۱۱] قیامت کی ہولناکی سمجھ سے بالاتر ہے:...... یعنی کتنا ہی سوچو اور غور کرو، پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ بس مختصراً اتنا سمجھ لو کہ اُس دن جتنے رشتے ناطے خویشی [قریبی] اور آشنائی کے ہیں، سب نیست ونابود ہو جائیں گے، سب نفسی نفسی پکارتے ہوں گے۔ کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی سفارش نہ کرسکے گا۔ عاجزی، چاپلوسی اور صبر واستقلال کچھ کام نہ دے گا۔ الامن رحم اللہ۔

فَائِدَة:[۱۲] قیامت کے دن صرف اللہ تعالیٰ کا حکم چلے گا:...... یعنی دنیا میں جس طرح بادشاہ کا حکم رعیت پر، ماں باپ کا اولاد پر، اور آقا کا نوکر پر جاری ہوتا ہے، اُس دن یہ سب حکم ختم ہو جائیں گے اور اس شہنشاہِ مطلق کے سوا کسی کو دم مارنے کی قدرت نہ ہوگی۔ تنہا بلاشرکت غیرے ظاہراً وباطناً اُسی کا حکم چلے گا، اور سارے کام حساً ومعناً اکیلے اُسی کے قبضہ میں ہوں گے۔

آیاتها ۳۷ | ۸۳ سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ ۸۶ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَإِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ
خرابی ہے گھٹانے والوں کی ف ۱ وہ لوگ کہ جب ناپ کر لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب ناپ کر دیں ان کو یا

وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ
تول کر تو گھٹا کر دیں کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اٹھنا ہے اس بڑے دن کے واسطے ف ۲ جس دن کھڑے رہیں

النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾
لوگ راہ دیکھتے جہان کے مالک کی ف ۳ ہرگز نہیں ف ۴ بے شک اعمال نامہ گناہ گاروں کا سجین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے سجین

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا
ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف ۵ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی جو جھوٹ جانتے ہیں انصاف کے دن کو اور اس

يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا
کو جھٹلاتا ہے وہی جو بڑھ نکلنے والا گناہ گار ہے ف ۶ جب سنائے اس کو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں پہلوں کی ف ۷ کوئی نہیں

بَلْ ٜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾
پر زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے تھے ف ۸ کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے ف ۹

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾
پھر مقرر وہ گرنے والے ہیں دوزخ میں پھر کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے

فائدہ: [۱] ناپ تول میں کمی بیشی کرنے سے ممانعت:...... گو لوگوں سے اپنا حق پورا لینا مذموم نہیں، مگر یہاں اُس کے لانے سے مقصود خود اس بات پر مذمت کرنا نہیں، بلکہ کم دینے کی مذمت کو مؤکد کرنا ہے، یعنی کم دینا اگرچہ فی نفسہ مذموم ہے، لیکن اُس کے ساتھ اگر

لیتے وقت دوسروں کی بالکل رعایت نہ کی جائے تو اور زیادہ مذموم ہے۔ بخلاف رعایت کرنے والے کے کہ اگر اس میں ایک عیب ہے، تو ایک ہنر بھی ہے فَتِلْکَ بِتِلْکَ۔ لہٰذا پہلے شخص کا عیب زیادہ شدید ہوا اور چونکہ اصل مقصود مذمت ہے کم دینے کی، اس لئے اس میں ناپ اور تول دونوں کا ذکر کیا جائے، تا خوب تصریح ہو جائے کہ ناپنے میں بھی کم ناپتے ہیں اور تولنے میں بھی کم تولتے ہیں، اور چونکہ پورا لینا فی نفسہ مذموم نہیں اس لئے وہاں صرف ایک کے ذکر پر اکتفاء کیا، پھر تخصیص ناپ کی شاید اس لئے ہو کہ عرب میں اور خصوصاً مدینہ میں زیادہ رواج کیل کا تھا۔ اس کے سوا اور بھی وجوہ تخصیص کی ہو سکتی ہیں۔

فَائِدَۃ:[۲] ...... یعنی اگر انہیں خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اُٹھنا اور اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے، تو ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے۔

فَائِدَۃ:[۳] ...... کہ کب تجلی فرماتا اور کب حساب کتاب کر کے ہمارے حق میں کوئی فیصلہ سناتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۴] قیامت یقینی ہے: ...... یعنی ہرگز گمان نہ کیا جائے کہ ایسا دن نہیں آئے گا، وہ ضرور آنا ہے اور اس کے لیے سب نیکوں اور بدوں کے اعمال نامے اپنے اپنے دفتر میں مرتب کئے رکھے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۵] سجین نامی دفتر اور ان میں فجار کے اعمال نامے: ...... یعنی سجین ایک دفتر ہے جس میں نام ہر ایک دوزخی کا درج ہے۔ اور ''بندوں کے عمل لکھنے والے فرشتے'' جن کا ذکر اس سے پہلی سورت میں آچکا، ان بدکاروں کے مرنے اور عمل منقطع ہونے کے بعد ہر شخص کے عمل علیحدہ علیحدہ فردوں میں لکھ کر اُس دفتر میں داخل کرتے ہیں، اور اُس فرد پر یا ہر ایک دوزخی کے نام پر ایک علامت بنا دیتے ہیں، جس کے دیکھتے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی اسی مقام میں رکھی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی اُن کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مر کر وہیں، پہنچیں گے۔'' بعض سلف نے کہا ہے کہ یہ مقام ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

فَائِدَۃ:[۶] قیامت کا منکر اللہ تعالیٰ کا اور اس کی صفات کا منکر ہے: ...... جو شخص روزِ جزا کا منکر ہے، فی الحقیقت اللہ کی ربوبیت، اُس کی قدرت اور اُس کے عدل و حکمت سب کا منکر ہے، اور جو اُن چیزوں کا منکر ہو وہ جس قدر گناہوں پر دلیر ہو تھوڑا ہے۔

فَائِدَۃ:[۷] ...... یعنی قرآن اور نصیحت کی باتیں سن کر کہتا ہے کہ ایسی باتیں لوگ پہلے بھی کرتے آئے ہیں، وہی پرانی کہانیاں اور فرسودہ افسانے انہوں نے نقل کر دیئے۔ بھلا ہم ان نقلوں اور کہانیوں سے ڈرنے والے کہاں ہیں؟

فَائِدَۃ:[۸] قرآن میں کوئی شک نہیں گناہ تکذیب کا سبب ہیں: ...... یعنی ہماری آیتوں میں کچھ شک و شبہ کا موقع نہیں، اصل یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت و مزاولت سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گئے ہیں، اس لیے حقائق صحیحہ کا انعکاس ان میں نہیں ہوتا۔ حدیث میں فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے، ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے، اگر توبہ کر لی تو مٹ گیا، ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائے گا، وہ نقطہ بڑھتا اور پھیلتا رہے گا، تا آنکہ قلب بالکل کالا سیاہ ہو جائے کہ حق و باطل کی تمیز باقی نہ رہے۔ یہی حال ان مکذبین کا سمجھو کہ شرارتیں کرتے کرتے، ان کے دل بالکل مسخ ہو چکے ہیں، اسی لیے آیات اللہ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۹] کافر انجام سے بے فکر نہ ہوں: ...... یعنی اس انکار و تکذیب کے انجام سے بے فکر نہ ہوں، وہ وقت ضرور آنے والا ہے، جب مؤمنین حق سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار کی دولت سے مشرف ہوں گے اور یہ بدبخت محروم رکھے جائیں گے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ

ہرگز نہیں ف۱۰ بے شک اعمال نامہ نیکوں کا علیین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے علیین ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف۱۱ اس کو دیکھتے ہیں

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

نزدیک والے یعنی فرشتے ف۱۲ بے شک نیک لوگ ہیں آرام میں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے ف۱۳ پہچان لے تو ان کے منہ پر

نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

تازگی آرام کی ف۱۴ ان کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی ف۱۵ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر ف۱۶ اور اس پر چاہیے کہ ڈھکیں

الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ڈھکنے والے ف۱۷ اور اس کی ملونی ہے تسنیم سے وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں نزدیک والے ف۱۸ وہ لوگ جو

اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا

گناہ گار تھے ایمان والوں سے ہنسا کرتے ف۱۹ اور جب ہو کر نکلتے ان کے پاس کو تو آپس میں آنکھ مارتے ف۲۰ اور جب

انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَضَاۗلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ

پھر کر جاتے اپنے گھر پھر جاتے باتیں بناتے ف۲۱ اور جب ان کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ بہک رہے ہیں ف۲۲ اور ان کو

اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾

بھیجا نہیں ان پر نگہبان بنا کر ف۲۳ سو آج ایمان والے منکروں سے ہنستے ہیں ف۲۴

عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع ٦ / ٨

تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ف۲۵ اب بدلہ پایا ہے منکروں نے جیسا کچھ یہ کرتے تھے ف۲۶

فَائِدَة:[۱۰]......یعنی ان بدمعاشوں کا اور نیکوں کا ایک انجام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فَائِدَة:[۱۱] جنتیوں کے اعمال نامے علیین نامی دفتر میں ہوں گے:......یعنی جنتیوں کے نام درج ہیں اور اُن کے اعمال کی مسلیں [مقدمہ کی رُودادیں] مرتب کر کے رکھی جاتی ہیں، اور اُن کی ارواح کو اوّل وہاں لے جا کر پھر اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچایا جاتا ہے، اور قبر سے بھی اُن ارواح کا ایک گونہ تعلق قائم رکھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مقام ساتویں آسمان کے اُوپر ہے اور مقربین کی ارواح اُسی جگہ مقیم رہتی ہیں۔ واللہ اعلم!

فَائِدَة:[۱۲]......مقرب فرشتے یا اللہ کے مقرب بندے خوش ہو کر مؤمنین کے اعمال نامے دیکھتے ہیں اور اُس مقام پر حاضر رہتے ہیں۔

فَائِدَة:[۱۳] جنتیوں کے حالات اور نعمتیں:......یعنی مسہریوں میں بیٹھے جنت کی سیر کرتے ہوں گے اور دیدارِ الٰہی سے آنکھیں شاد کریں گے۔

فَائِدَة: [۱۴]...... یعنی جنت کے عیش و آرام سے اُن کے چہرے ایسے پُررونق اور تروتازہ ہوں گے کہ ہر ایک دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان جائے کہ یہ لوگ نہایت عیش و تنعّم میں ہیں۔

فَائِدَة: [۱۵]...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں، لیکن یہ شراب نادر ہے جو سربمہر رہتی ہے۔"

فَائِدَة: [۱۶]...... جیسے دنیا میں مہر لاکھ یا مٹی پر جمائی جاتی، وہاں کی مٹی مشک ہے، اُسی پر جمائی جائے گی، شیشہ ہاتھ میں لیتے ہی دماغ معطر ہو جائے گا اور اخیر تک خوشبو مہکتی رہے گی۔

فَائِدَة: [۱۷]...... یعنی دنیا کی ناپاک شراب اس لائق نہیں کہ بھلے آدمی اُس کی طرف رغبت کریں۔ ہاں! یہ شرابِ طہور ہے، جس کے لیے لوگوں کو ٹوٹ پڑنا چاہیے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہونی چاہیے۔

فَائِدَة: [۱۸]...... یعنی مقرب لوگ اس چشمہ کی شراب کو خالص پیتے ہیں اور اَبرار کو اس شراب کی ملونی دی جاتی ہے جو بطور گلاب وغیرہ کے اُن کی شراب میں ملاتے ہیں۔

فَائِدَة: [۱۹]...... کہ ان بیوقوفوں کو کیا خیال فاسد دامن گیر ہوا ہے کہ محسوس و موجود لذتوں کو جنت کی خیالی لذتوں کی توقع پر چھوڑتے ہیں۔

فَائِدَة: [۲۰] کافر مومنین کا مذاق اڑاتے تھے:...... کہ دیکھو! یہی بے عقل اور احمق لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو جنت کے اُدھار پر دنیا کے نقد سے محروم کر رکھا ہے۔

فَائِدَة: [۲۱]...... یعنی خوش طبعی کرتے اور مسلمانوں پر پھبتیاں کستے تھے اور اپنے عیش و آرام پر مفتون و مغرور ہو کر سمجھتے کہ ہمارے ہی عقیدے اور خیالات درست ہیں، ورنہ یہ نعمتیں ہم کو کیوں ملتیں؟

فَائِدَة: [۲۲]...... کہ خواہ مخواہ زہد و ریاضت کر کے اپنی جانیں کھپاتے اور موہوم لذتوں کو موجودہ لذتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور لاحاصل مشقتوں کا کمالاتِ حقیقی نام رکھا ہے۔ کیا کھلی ہوئی گمراہی نہیں کہ سب گھر بار اور عیش و آرام چھوڑ کر ایک شخص کے پیچھے ہو لیے اور اپنے آبائی دین کو بھی ترک کر بیٹھے؟

فَائِدَة: [۲۳]...... یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کافروں کو اُن مسلمانوں پر کچھ نگہبان نہیں بنایا گیا کہ احمق اپنی تباہ کاریوں سے آنکھیں بند کر کے ان کی حرکات کی نگرانی کیا کریں۔ اپنی اصلاح کی فکر نہ ہو اور سیدھی راہ چلنے والوں کو گمراہ اور احمق بنائیں۔

فَائِدَة: [۲۴] قیامت میں کفار کے استہزاء و تمسخر کا انجام:...... یعنی قیامت کے دن مسلمان ان کافروں پر ہنستے ہیں کہ یہ لوگ کیسے کوتاہ اندیش اور احمق تھے جو خسیس اور فانی چیز کو نفیس اور باقی نعمتوں پر ترجیح دی۔ آخر آج دوزخ میں کس طرح عذابِ دائم کا مزہ چکھ رہے ہیں۔

فَائِدَة: [۲۵]...... یعنی اپنی خوش حالی اور کافروں کی بدحالی کا نظارہ کر رہے ہیں۔

فَائِدَة: [۲۶]...... یعنی جو دنیا میں مسلمانوں کی ہنسی اُڑاتے تھے، آج اُن کا حال قابلِ مضحکہ ہو رہا ہے اور مسلمان اُن کی گزشتہ حماقتوں کا خیال کر کے ہنستے ہیں۔

ایاتها ۲۶ | ۸۴ سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۸۳ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَاَلْقَتْ

جب آسمان پھٹ جائے اور سن لے حکم اپنے رب کا، اور وہ آسمان اسی لائق ہے ف۱ اور جب زمین پھیلا دی جائے ف۲ اور نکال ڈالے

مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى

جو کچھ اس میں ہے اور خالی ہو جائے ف۳ اور سن لے حکم اپنے رب کا اور وہ زمین اسی لائق ہے ف۴ اے آدمی تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے

رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝٧ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝٨

اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر، پھر اس سے ملنا ہے ف۵ سو جس کو ملا اعمال نامہ اس کا داہنے ہاتھ میں تو اس سے حساب لیں گے آسان حساب ف۶

وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝٩ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝١٠ فَسَوْفَ يَدْعُوْا

اور پھر کر آئے گا اپنے لوگوں کے پاس خوش ہو کر ف۷ اور جس کو ملا اس کا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے ف۸ سو وہ پکارے گا

ثُبُوْرًا ۝١١ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝١٢ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝١٣ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝١٤ بَلٰٓى اِنَّ

موت موت ف۹ اور پڑے گا آگ میں وہ رہا تھا اپنے گھر میں بے غم ف۱۰ اس نے خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ جائے گا ف۱۱ کیوں نہیں

رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝١٥

اس کا رب اس کو دیکھتا تھا ف۱۲

معانقة ۱۷

فائدہ: [۱] قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا:...... یعنی اللہ کی طرف سے جب پھٹنے کا حکم تکوینی ہوگا، آسمان اُس کی تعمیل کرے گا اور وہ مقدور و مقہور ہونے کے لحاظ سے اسی لائق ہے کہ باایں عظمت و رفعت اپنے مالک و خالق کے سامنے گردن ڈال دے اور اُس کی فرمانبرداری میں ذرا چون و چرا نہ کرے۔

فائدہ: [۲] قیامت کے دن زمین پھیلا دی جائے گی:...... محشر کے دن یہ زمین ربڑ کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائے گی اور عمارتیں پہاڑ وغیرہ سب برابر کر دیئے جائیں گے، تا ایک سطح مستوی پر سب اولین و آخرین بیک وقت کھڑے ہو سکیں اور کوئی حجاب وحائل باقی نہ رہے۔

فَائِدَہ: [۳]......زمین اُس دن اپنے خزانے اور مردوں کے اجزاء اُگل ڈالے گی اور اُن تمام چیزوں سے خالی ہو جائے گی، جن کا تعلق اعمالِ عباد کے مجازات سے ہے۔

فَائِدَہ: [۴]......زمین وآسمان جس کے حکم تکوینی کے تابع ومنقاد ہوں، آدمی کو کیا حق ہے کہ اُس کے حکم تشریعی سے سرتابی کرے۔

فَائِدَہ: [۵] **دنیا میں انسان اچھے برے کاموں میں مشقت اٹھاتا ہے، پھر آخرت میں نتیجہ نکلے گا:**......یعنی رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جد وجہد کرتا ہے، کوئی اُس کی طاعت میں محنت ومشقت اُٹھاتا ہے، کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے، پھر خیر کی جانب میں ہو یا شر کی، طرح طرح کی تکلیفیں سہہ کر آخر پروردگار سے ملتا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دو چار ہوتا ہے۔

فَائِدَہ: [۶] **آسان حساب کا مطلب:**......آسان حساب یہی کہ بات بات پر گرفت نہ ہوگی، محض کاغذات پیش ہو جائیں گے اور بدون بحث ومناقشہ کے سستے چھوڑ دیئے جائیں گے۔

فَائِدَہ: [۷]......نہ سزا کا خوف رہے گا، نہ غصہ کا ڈر، نہایت امن واطمینان سے اپنے احباب واقارب اور مسلمان بھائیوں کے پاس خوشیاں مناتا ہوا آئے گا۔

فَائِدَہ: [۸] **بدکار کو اعمال نامہ پیچھے کی جانب سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا:**......یعنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا، فرشتے سامنے سے اُس کی صورت دیکھنا پسند نہیں کریں گے، گویا غایتِ کراہیت کا اظہار کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے پیچھے کو مشکیں بندھی ہوں، اس لیے اعمال نامہ پشت کی طرف سے دینے کی نوبت آئے۔

فَائِدَہ: [۹]......یعنی عذاب کے ڈر سے موت مانگے گا۔

فَائِدَہ: [۱۰] **دنیا کی بے فکری آخرت میں غم کا سبب ہے:**......یعنی دنیا میں آخرت سے بے فکر تھا، اُس کا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے، اُن کو آج بالکل بے فکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا، مؤمن وہاں مسرور ہے۔

فَائِدَہ: [۱۱]......اسے کہاں خیال تھا کہ ایک روز خدا کی طرف واپس ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے، اسی لیے گناہوں اور شرارتوں پر خوب دلیر رہا۔

فَائِدَہ: [۱۲] **اللہ تعالیٰ انسان کے جزئی وکلی تمام حالات سے واقف ہے:**......یعنی پیدائش سے موت تک برابر دیکھتا تھا کہ اُس کی روح کہاں سے آئی، بدن کس کس چیز سے بنا، پھر کیا اعتقاد رکھا، کیا عمل کیا، دل میں کیا بات تھی، زبان سے کیا نکلا، ہاتھ پاؤں سے کیا کمایا، اور موت کے بعد اُس کی روح کہاں گئی اور بدن کے اجزاء بکھر کر کہاں کہاں پہنچے؟ وغیر ذٰلک۔ جو خدا آدمی کے احوال سے اس قدر واقف ہو اور ہر جزئی وکلی حالت کو نگاہ میں رکھتا ہو، کیا گمان کر سکتے ہو کہ وہ اُس کو یوں ہی مہمل اور معطل چھوڑ دے گا؟ ضرور ہے کہ اُس کے اعمال پر ثمرات ونتائج مرتب کرے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا

سو قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی اور رات کی اور جو چیزیں اس میں سمٹ آتی ہیں ۱۳ اور چاند کی جب پورا بھر جائے ۱۴ کہ تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر

عَنْ طَبَقٍ ⑲ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑳ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ㉑ بَلِ الَّذِيْنَ

سیڑھی پر ۱۵ پھر کیا ہوا ہے ان کو جو یقین نہیں لاتے ۱۶ اور جب پڑھیے ان کے پاس قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے ۱۷ اوپر سے

كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ㉒ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ㉓ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ㉔ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور یہ کہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اندر بھر رکھتے ہیں ۱۸ سو خوشی سنا دے ان کو عذاب دردناک کی ۱۹ مگر جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ㉕

کہ یقین لائے اور کام کیے بھلے ان کے لیے ثواب ہے بے انتہا ۲۰

فائدہ: [۱۳] شفق اور رات وغیرہ کی قسم:...... یعنی آدمی اور جانور جو دن میں تلاش معاش کے لیے مکانوں سے نکل کر ادھر اُدھر منتشر ہوتے ہیں، رات کے وقت سب طرف سے سمٹ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جمع ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: [۱۴] ...... یعنی چودھویں رات کا چاند جو اپنی حدِ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ: [۱۵] دنیا کی زندگی کے مختلف ادوار:...... یعنی دنیا کی زندگی میں مختلف دَور سے بتدریج گزر کر آخیر میں موت کی سیڑھی ہے، پھر عالم برزخ کی، پھر قیامت میں خدا جانے کتنے احوال و مراتب درجہ بدرجہ طے کرنے ہیں، جیسے رات کے شروع میں شفق کے باقی رہنے تک ایک قسم کی روشنی رہتی ہے، جو فی الحقیقت بقیہ ہے آفتاب کے اثرات کا، پھر شفق غائب ہونے پر دوسرا دور تاریکی کا شروع ہوتا ہے، جو سب چیزوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔ اس میں چاند بھی نکلتا ہے اور درجہ بدرجہ اُس کی روشنی بڑھتی ہے، آخر چودھویں شب کو ماہِ کامل کا نور اُس تاریک فضا میں ساری رات اُجالا رکھتا ہے، گویا انسانی احوال کے طبقات رات کی مختلف کیفیات سے مشابہ ہوئے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۱۶] ...... کہ ہم کو موت کے بعد بھی کسی طرف رجوع ہونا ہے اور ایک بڑا بھاری سفر درپیش ہے، جس کے لیے کافی توشہ ساتھ ہونا چاہیے۔

فائدہ: [۱۷] ...... یعنی اگر اُن کی عقل خود بخود ان حالات کو دریافت نہیں کرسکتی تھی تو لازم تھا کہ قرآن کے بیان سے فائدہ اُٹھاتے، لیکن اُس کے برخلاف اُن کا حال یہ ہے کہ قرآن معجز بیان کو سن کر بھی ذرا عاجزی اور تذلل کا اظہار نہیں کرتے، حتیٰ کہ جب مسلمان خدا کی آیات سن کر سجدہ کرتے ہیں، اُن کو سجدہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

فائدہ: [۱۸] ...... یعنی فقط اتنا ہی نہیں کہ اللہ کی آیات سن کر انقیاد و تذلل کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُن کو زبان سے جھٹلاتے ہیں اور دلوں میں جو تکذیب و انکار، بغض و عناد اور حق کی دشمنی بھری ہوئی ہے، اُس کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

فائدہ: [۱۹] کفار کو سخت عذاب کی خوشخبری:...... یعنی خوش خبری سنا دیجیے کہ جو کچھ وہ کما رہے ہیں، اُس کا پھل ضرور ملے گا، اُن کی یہ کوششیں ہرگز خالی نہیں جائیں گی۔

فائدہ: [۲۰] ...... جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

ایاتہا ۲۳ ﴿۸۵ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۲۷﴾ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ۝۳

قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں ف۱ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ف۲ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ف۳

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا

مارے گئے کھائیاں کھودنے والے آگ ہے بہت ایندھن والی ف۴ جب وہ اس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ

يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸

کرتے مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ف۵ اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا

فائدہ: [۱] ''بروج'' سے مراد: ...... برجوں سے مراد یا تو وہ بارہ برج ہیں جن کو آفتاب ایک سال کی مدت میں تمام کرتا ہے، یا آسمانی قلعہ کے وہ حصے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں، یا بڑے بڑے ستارے جو دیکھنے میں آسمان پر معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۲] ...... یعنی قیامت کا دن۔

فائدہ: [۳] ''شاہد'' اور ''شہود'' سے مراد: ...... سب شہروں میں حاضر ہوتا ہے جمعہ کا دن، اور سب ایک جگہ حاضر ہوتے ہیں عرفہ کے دن حج کے لیے، اسی لیے روایات میں آیا کہ ﴿شَاهِدٍ﴾ جمعہ کا دن ہے اور ﴿مَشْهُوْدٍ﴾ عرفہ کا دن۔ اس کے علاوہ ﴿شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ﴾ کی تفسیر میں اقوال بہت ہیں، لیکن اوفق بالروایات یہی قول ہے۔ واللہ اعلم!

تنبیہ: ...... قرآنی قسموں کے متعلق ہم سورۂ ''قیامہ'' (آیت:۱) کے شروع میں جو لکھ چکے ہیں، اُس کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے اور اُن قسموں کو جواب قسم سے مناسبت یہ ہے کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ کا مالک امکنہ وازمنہ ہونا ظاہر ہوتا ہے اور ایسے مالک الکل کی مخالفت کرنے والے کا مستحق لعن وعقوبت ہونا ظاہر ہے۔

فائدہ: [۴] اصحاب اخدود اور غلام کا واقعہ: ...... یعنی ملعون ومغضوب ہوئے، وہ لوگ جنہوں نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر آگ سے بھریں اور بہت سا ایندھن ڈال کر اُن کو دھونکایا۔ ان ﴿اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ﴾ سے کون مراد ہیں؟ مفسرین نے کئی واقعات نقل کئے ہیں لیکن صحیح مسلم، جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں جو قصہ مذکور ہے، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں کوئی کافر بادشاہ تھا، اُس کے ہاں ایک ساحر (جادوگر) رہتا تھا۔ جب ساحر کی موت کا وقت قریب ہوا، اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک ہشیار اور ہونہار لڑکا مجھے دیا

جائے تو میں اُس کو اپنا علم سکھادوں، تا میرے بعد یہ علم مٹ نہ جائے، چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا جو روزانہ ساحر کے پاس جا کر اُس کا علم سیکھتا تھا۔ راستہ میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جو اُس وقت کے اعتبار سے دین حق پر تھا، لڑکا اُس کے پاس بھی آنے جانے لگا اور خفیہ طور سے راہب کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، اور اُس کے فیضِ صحبت سے ولایت و کرامت کے درجہ کو پہنچا۔ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر وغیرہ) نے راستہ روک رکھا ہے، جس کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے، اُس نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر دعا کی کہ اے اللہ! اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جائے، یہ کہہ کر پتھر پھینکا جس سے اُس جانور کا کام تمام ہو گیا، لوگوں میں شور ہوا کہ اس لڑکے کو عجیب علم آتا ہے، کسی اندھے نے سن کر درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی کر دو، لڑکے نے کہا کہ اچھی کرنے والا میں نہیں، وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے، اگر تو اُس پر ایمان لائے تو میں دعا کروں، اُمید ہے وہ تجھ کو بینا کر دے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شدہ شدہ یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں، اُس نے برہم ہو کر لڑکے کو مع راہب اور اندھے کے طلب کر لیا اور کچھ بحث و گفتگو کے بعد راہب اور اندھے کو قتل کر دیا اور لڑکے کی نسبت حکم دیا کہ اُونچے پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے، مگر خدا کی قدرت، جو لوگ اُس کو لے گئے تھے سب پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح و سالم چلا آیا۔ پھر بادشاہ نے دریا میں غرق کرنے کا حکم دیا، وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور جو لے گئے تھے، وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتلاتا ہوں۔ آپ سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں، اُن کے سامنے مجھ کو سولی پر لٹکائیں اور یہ لفظ کہہ کر میرے تیر ماریں: "بسم اللّٰہ رب الغلام" (اُس اللہ کے نام پر جو رب ہے اس لڑکے کا) چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر یک لخت لوگوں کی زبان سے ایک نعرہ بلند ہوا کہ "اٰمنا برب الغلام" (ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے) لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ لیجئے! جس چیز کی روک تھام کر رہے تھے، وہی پیش آئی، پہلے تو کوئی اکا دُکا مسلمان ہوتا تھا، اب خلق کثیر نے اسلام قبول کر لیا۔ بادشاہ نے غصہ میں آکر بڑی بڑی خندقیں کھدوائیں اور اُن کو خوب آگ سے بھروا کر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا، اُس کو ان خندقوں میں جھونک دیا جائے گا، آخر لوگ آگ میں ڈالے جا رہے تھے، لیکن اسلام سے نہیں ہٹتے تھے۔ ایک مسلمان عورت لائی گئی جس کے پاس دودھ پیتا بچہ تھا، شاید بچہ کی وجہ سے آگ میں گرنے سے گھبرائی، مگر بچہ نے خدا کے حکم سے آواز دی: "اماہ اصبری فانکِ علی الحق" (اماں جان اصبر کر کہ تو حق پر ہے)۔

فائدہ: [۵]......یعنی بادشاہ اور اُس کے وزیر و مشیر خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے نہایت سنگدلی سے مسلمانوں کے جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے، بدبختوں کو ذرا رحم نہ آتا تھا۔

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا

جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز [۶] تحقیق جو دین سے بچلائے

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۝۱۰

ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کے لیے عذاب ہے آگ لگنے کا [۷]

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

بے شک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے

الربع

الْكَبِيرُ ﴿۱۱﴾ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿۱۲﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿۱۴﴾

بڑی مراد ملنی ف۸ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے ف۹ بے شک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری ف۱۰ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا ف۱۱

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿۱۸﴾

مالک عرش کا بڑی شان والا کر ڈالنے والا جو چاہے ف۱۲ کیا پہنچی تجھ کو بات ان لشکروں کی فرعون اور ثمود کے ف۱۳

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿۱۹﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿۲۱﴾

کوئی نہیں بلکہ منکر جھٹلاتے ہیں ف۱۴ اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ف۱۵ کوئی نہیں یہ قرآن ہے بڑی شان کا ف۱۶

فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿۲۲﴾

لکھا ہوا لوح محفوظ میں ف۱۷

ع

فائدہ:[۶] مسلمانوں کا قصور صرف ایمان تھا جس کی سزا دی گئی پھر اصحاب الأخدود کا انجام برا ہوا:......یعنی ان مسلمانوں کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ کفر کی ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لائے، جس کی بادشاہت سے زمین و آسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں، اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے۔ جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اُسی اکیلے کو پوجتے ہیں، آگ میں جلایا جائے تو کیا یہ گمان ہوسکتا ہے کہ ایسا ظلم وستم یوں ہی خالی چلا جائے گا اور وہ خداوند قہار ظالموں کو سخت ترین سزا نہ دے گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جب اللہ کا غضب آیا وہی آگ پھیل پڑی، بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے" مگر روایات صحیحہ میں اس کا ذکر نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

فائدہ:[۷] اصحاب اخدود کے نقش قدم پر چلنے والے بھی عذاب میں مبتلا ہوں گے:......یعنی کچھ اصحاب الاخدود پر منحصر نہیں، جو لوگ ایمانداروں کو دین حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں گے (جیسے کفار مکہ کر رہے تھے) پھر اپنی ان نالائق حرکات سے تائب نہ ہوں گے، اُن سب کے لیے دوزخ کا عذاب تیار ہے، جس میں بیشمار قسم کی تکلیفیں ہوں گی اور بڑی تکلیف آگ لگنے کی ہوگی، جس میں دوزخی کا تن من سب گرفتار ہوگا۔

فائدہ:[۸]......یعنی یہاں کی تکلیفوں اور ایذاؤں سے نہ گھبرائیں، بڑی اور آخری کامیابی اُن ہی کے لیے ہے، جس کے مقابلہ میں یہاں کا عیش یا تکلیف سب ہیچ ہے۔

فائدہ:[۹]......اسی لیے ظالموں اور مجرموں کو پکڑ کر سخت ترین سزا دیتا ہے۔

فائدہ:[۱۰]......یعنی پہلی مرتبہ دنیا کا عذاب اور دوسری مرتبہ آخرت کا (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ اوّل مرتبہ آدمی کو وہی پیدا کرتا ہے، اور دوسری مرتبہ موت کے بعد بھی وہی پیدا کرے گا، پس مجرم اس دھوکا میں نہ رہے کہ موت جب ہمارا نام ونشان مٹا دے گی، پھر ہم کس طرح ہاتھ آئیں گے۔

فائدہ:[۱۱]......یعنی باوجود اس صفت قہاری وسخت گیری کے اُس کی بخشش اور محبت کی بھی کوئی حد نہیں، وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی خطائیں معاف کرتا، اُن کے عیب چھپاتا اور طرح طرح کے لطف وکرم اور عنایت وشفقت سے نوازتا ہے۔

فَائِدَة:[۱۲]......یعنی اپنے علم وحکمت کے موافق جو کرنا چاہے کچھ دیر نہیں لگتی، نہ کوئی روکنے ٹوکنے کا حق رکھتا ہے۔ بہر حال نہ اُس کے انعام پر بندہ کو مغرور ہونا چاہئے، نہ انتقام سے بے خوف، بلکہ ہمیشہ اُس کی صفات جلال وجمال دونوں پر نظر رکھے، اور خوف کے ساتھ رجا اور رجا کے ساتھ خوف کو دل سے زائل نہ ہونے دے۔

فَائِدَة:[۱۳]......کہ ایک مدت تک انعام کا دروازہ اُن پر کھلا رکھا تھا اور ہر طرف سے طرح طرح کی نعمتیں اُن کو پہنچتی تھیں، پھر اُن کے کفر وطغیان کی بدولت کیسا سخت انتقام لیا گیا۔

فَائِدَة:[۱۴]......یعنی کفار ان قصوں سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے اور عذاب الٰہی سے ذرا نہیں ڈرتے، بلکہ ان قصوں کے اور قرآن کے جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

فَائِدَة:[۱۵]......یعنی جھٹلانے سے کوئی فائدہ نہیں، ہاں اس تکذیب کی سزا بھگتنا ضروری ہے۔ اللہ کے قبضۂ قدرت سے وہ نکل نہیں سکتے، نہ سزا سے بچ سکتے ہیں۔

فَائِدَة:[۱۶]......یعنی ان کا قرآن کو جھٹلانا محض حماقت ہے۔ قرآن ایسی چیز نہیں جو جھٹلانے کے قابل ہو، یا چند احمقوں کے جھٹلانے سے اُس کی شان اور بزرگی کم ہو جائے۔

فَائِدَة:[۱۷] لوح محفوظ میں قرآن کی حفاظت:...... جہاں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا، پھر وہاں سے نہایت حفاظت واہتمام کے ساتھ صاحبِ وحی کے پاس پہنچایا جاتا ہے: ﴿فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾ [الجن: ۲۷] اور یہاں بھی قدرت کی طرف سے اُس کی حفاظت کا ایسا سامان ہے، جس میں کوئی طاقت رخنہ نہیں ڈال سکتی۔

اٰیاتہا ۱۸ ۸۶ سُورَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ ۳۶ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝٣ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں آنے والے کی اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے اندھیرے میں آنے والا وہ تارا چمکتا ہوا کوئی جی نہیں جس

عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ

پر نہیں ایک نگہبان ف۱ اب دیکھ لے آدمی کہ کا ہے سے بنا ہے بنا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے ف۲ جو نکلتا ہے پیٹھ

الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا

کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے ف۳ بے شک وہ اس کو پھیر لا سکتا ہے ف۴ جس دن جانچے جائیں بھید ف۵ تو کچھ نہ ہوگا اس کو زور اور نہ

نَاصِرٍ ۝١٠ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝١٢ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝١٣ وَّمَا هُوَ

کوئی مدد کرنے والا ف۶ قسم ہے آسمان چکر مارنے والے کی ف۷ اور زمین پھوٹ نکلنے والی کی ف۸ بے شک یہ بات ہے دو ٹوک اور نہیں یہ بات

بِالْهَزْلِ ۝١٤ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝١٥ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝١٦ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝١٧

ہنسی کی ف۹ البتہ وہ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں اور میں لگا ہوا ہوں ایک داؤ کرنے میں سو ڈھیل دے منکروں کو ڈھیل دے ان کو تھوڑے دنوں ف۱۰

فائدہ:[۱] ''حافظ'' سے مراد اور معیت کا مطلب: ......یعنی فرشتے رہتے ہیں آدمی کے ساتھ، بلاؤں سے بچاتے ہیں یا اُس کے عمل لکھتے ہیں۔ (موضح القرآن) اور قسم میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ جس نے آسمان پر ستاروں کی حفاظت کے ایسے سامان کئے ہیں، اُس کو زمین پر تمہاری یا تمہارے اعمال کی حفاظت کرنا کیا دشوار ہے، نیز جس طرح آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں، مگر اُن کا ظہور خاص شب میں ہوتا ہے، ایسے ہی سب اعمال نامۂ اعمال میں اِس وقت بھی محفوظ ہیں، مگر ظہور اُن کا خاص قیامت میں ہوگا۔ جب یہ بات ہے تو انسان کو قیامت کی فکر چاہئے، اور اگر اُس کو مستبعد سمجھتا ہے تو اُس کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

فائدہ:[۲] انسان کا اصل مادۂ تخلیق: ......یعنی منی سے جو اچھل کر نکلتی ہے۔

فائدہ:[۳] ......کہتے ہیں کہ مرد کی منی کا اِنصباب [گزرنا] پیٹھ سے ہوتا ہے اور عورت کا سینہ سے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ پیٹھ اور سینہ

تمام بدن سے کنایہ ہے، یعنی منی مرد کی ہو یا عورت کی، تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر جدا ہوتی ہے۔ اور اس کنایہ میں تخصیص صلب و ترائب کی شاید اس لیے ہو کہ حصول مادۂ منویہ میں اعضاء رئیسہ (قلب، دماغ، کبد) کو خاص دخل ہے، جن میں سے قلب و کبد کا تعلق و تلبس ترائب سے اور دماغ کا تعلق بواسطۂ نخاع (حرام مغز) کے صلب سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۴] جو ذات نطفہ سے انسان بنا سکتی ہے، وہ دوبارہ بھی زندہ کر سکتی ہے:...... یعنی اللہ پھر لائے گا مرنے کے بعد۔ (موضح القرآن) حاصل یہ کہ نطفہ سے انسان بنا دینا بہ نسبت دوبارہ بنانے کے زیادہ عجیب ہے، جب یہ امر عجیب اس کی قدرت سے واقع ہو رہا ہے تو جائز نہیں کہ اس سے کم عجیب چیز کے وقوع کا خواہ مخواہ انکار کیا جائے۔

فائدہ:[۵]...... یعنی سب کی قلعی کھل جائے گی اور کل باتیں جو دلوں میں پوشیدہ رکھی ہوں یا چھپ کر کی ہوں، ظاہر ہو جائیں گی اور کسی جرم کا اخفا ممکن نہ ہوگا۔

فائدہ:[۶]...... اُس وقت مجرم نہ اپنے زور و قوت سے مدافعت کر سکے گا، نہ کوئی حمایتی ملے گا جو مدد کر کے سزا سے بچا لے۔

فائدہ:[۷]...... یا بارش لانے والے کی۔

فائدہ:[۸]...... یعنی اُس میں سے پھوٹ نکلتے ہیں کھیتی اور درخت۔

فائدہ:[۹] قرآن دوٹوک فیصلہ کرنے والا ہے:...... یعنی قرآن اور جو کچھ وہ معاد کے متعلق بیان کرتا ہے، کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں، بلکہ حق و باطل اور صدق و کذب کا دوٹوک فیصلہ ہے، بلا ریب وہ سچا کلام اور ایک طے شدہ معاملہ کی خبر دینے والا ہے جو یقیناً پیش آ کر رہے گا۔

تنبیہ:...... قسم کو اس مضمون سے یہ مناسبت ہوئی کہ قرآن آسمان سے آتا ہے اور جس میں قابلیت ہو مالا مال کر دیتا ہے، جیسے بارش آسمان کی طرف سے آتی ہے اور عمدہ زمین کو فیضیاب کرتی ہے۔ نیز قیامت میں ایک غیبی بارش ہوگی جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے، جس طرح یہاں بارش کا پانی گرنے سے مردہ اور بے جان زمین سرسبز ہو کر لہلہانے لگتی ہے۔

فائدہ:[۱۰] منکرین کے حیلے اور سازشیں اور اللہ تعالیٰ کی تدبیریں:...... یعنی منکرین داؤ پیچ کرتے رہتے ہیں کہ شکوک و شبہات ڈال کر یا اور کسی تدبیر سے حق کو اُبھرنے اور پھیلنے نہ دیں۔ اور میری تدبیر لطیف بھی (جس کا انہیں احساس نہیں) اندر اندر کام کر رہی ہے کہ اُن کے تمامی مکر و کید کا جال توڑ پھوڑ کر رکھ دیا جائے اور اُن کے سب داؤ پیچ اُن ہی کی طرف واپس کیے جائیں۔ اب خود سوچ لو کہ اللہ کی تدبیر کے مقابلہ میں کسی کی چالاکی اور مکاری کیا کام دے سکتی ہے؟ لامحالہ یہ لوگ ناکام اور خائب و خاسر ہو کر رہیں گے، اس لیے مناسب ہے کہ آپ ان کی سزا دہی میں جلدی نہ کریں اور اُن کی حرکاتِ شنیعہ سے گھبرا کر بددعا نہ فرمائیں، بلکہ تھوڑے دن ڈھیل دیں، پھر دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

ایاتها ۲۰ | ۸۷ سُورَةُ الْاَعْلٰی مَكِّيَّةٌ ۸ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ① الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ② وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ③ وَالَّذِيْۤ اَخْرَجَ

پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ہے ف۱ جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا ف۲ اور جس نے ٹھہرا دیا، پھر راہ بتلائی ف۳ اور جس نے نکالا

الْمَرْعٰى ④ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ⑤ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ⑥ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ

چارا پھر کر ڈالا اُس کو کوڑا سیاہ ف۴ البتہ ہم پڑھائیں گے تجھ کو، پھر تو نہ بھولے گا مگر جو چاہے اللہ ف۵ وہ جانتا ہے

الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ⑦ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ⑧ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ⑨ سَيَذَّكَّرُ مَنْ

پکارنے کو اور جو چھپا ہوا ہے ف۶ اور سہج سہج پہنچائیں گے ہم تجھ کو آسانی تک ف۷ سو تو سمجھا دے اگر فائدہ کرے سمجھانا ف۸ سمجھ جائے گا جس کو

يَّخْشٰى ⑩ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ⑪ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ⑫ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا

ڈر ہوگا ف۹ اور یکسو رہے گا اس سے بڑا بدقسمت وہ جو داخل ہوگا بڑی آگ میں ف۱۰ پھر نہ مرے گا اس میں اور نہ

يَحْيٰى ⑬ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ⑭ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ⑮ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ⑯

جئے گا ف۱۱ بے شک بھلا ہوا اس کا جو سنورا ف۱۲ اور لیا اس نے نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی ف۱۳ کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ⑰ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ⑱ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ⑲ ع

اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا ف۱۴ یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں ابراہیم علیہ السلام کے اور موسیٰ علیہ السلام کے ف۱۵

فائدہ:[۱]......حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا: اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ" (اس کو اپنے سجود میں رکھو) اسی لیے سجدہ کی حالت میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کہا جاتا ہے۔

فائدہ:[۲] ہر چیز کی تخلیق حکمت کے عین موافق ہے:......یعنی جو چیز بنائی عین حکمت کے موافق بہت ٹھیک بنائی، اور باعتبار خواص و صفات اور اُن فائدوں کے جو اُس چیز سے مقصود ہیں اُس کی پیدائش کو درجۂ کمال تک پہنچایا، اور ایسا معتدل مزاج عطا کیا جس سے وہ منافع وفوائد اُس پر مرتب ہو سکیں۔

فائدہ:[۳]...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی اوّل تقدیر لکھی، پھر اُسی کے موافق دنیا میں لایا" گویا دنیا میں آنے کی راہ بتادی۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے لیے ایک کمال کا اندازہ ٹھہرایا، پھر اُس کو وہ کمال حاصل کرنے کی راہ بتلادی۔" وفیہ اقوال اخر لانطول بذکرھا۔

فائدہ:[۴] سبزہ کی پیداوار بھی قدرت کی نشانی ہے:...... یعنی اوّل نہایت سبز وخوش نما گھاس چارہ زمین سے پیدا کیا، پھر آہستہ آہستہ اُس کو خشک وسیاہ کرڈالا، تاخشک ہوکر ایک مدت تک جانوروں کے لیے ذخیرہ کیا جاسکے اور خشک کھیتی کٹ کر کام میں آئے۔

فائدہ:[۵] قرآن کی تعلیم کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی:...... یعنی جس طرح ہم نے اپنی تربیت سے ہر چیز کو بتدریج اُس کے کمال مطلوب تک پہنچایا ہے، تم کو بھی آہستہ آہستہ کامل قرآن پڑھا دیں گے، اور ایسا یاد کرادیں گے کہ اُس کا کوئی حصہ بھولنے نہ پاؤ گے، بجز اُن آیتوں کے جن کا بالکل بھلا دینا ہی مقصود ہوگا کہ وہ بھی ایک قسم نسخ کی ہے۔

فائدہ:[۶] اللہ تعالیٰ اپنی حکمت وعلم کے موافق آیات برقرار یا منسوخ کرے گا:...... یعنی وہ تمہاری مخفی استعداد اور ظاہری اعمال و احوال کو جانتا ہے، اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ نیز یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جو آیات ایک مرتبہ نازل کردی گئیں، پھر اُن کو منسوخ کرنے اور بھلا دینے کے کیا معنی؟ اس کی حکمتوں کا احاطہ کرنا اُسی کی شان ہے جو تمام کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے، اُسی کو معلوم ہے کہ کونسی چیز ہمیشہ باقی رہنی چاہیے، اور کس کو ایک مخصوص مدت کے بعد اٹھالینا چاہیے، کیونکہ اب اس کا باقی رکھنا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ:[۷]...... یعنی وحی کو یاد رکھنا آسان ہوجائے گا، اور اللہ کی معرفت وعبادت اور ملک وملت کی سیاست کے طریقے سب سہل کردیے جائیں گے اور کامیابی کے راستہ سے تمام مشکلات ہٹادی جائیں گی۔

فائدہ:[۸] تزکیہ اور نصیحت کی تلقین:...... یعنی اللہ نے جب آپ پر ایسے انعام فرمائے، آپ دوسروں کو فیض پہنچائیے اور اپنے کمال سے دوسروں کی تکمیل کیجیے۔

تنبیہ:...... ﴿اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى﴾ کی شرط اس لیے لگائی کہ تذکیر ووعظ اُس وقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اُس کا قبول کرنا مظنون ہو۔ اور منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا، وعظ وتذکیر ہر شخص کے لیے نہیں، ہاں! تبلیغ وانذار (یعنی حکمِ الٰہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا) تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو اور عذر جہل ونادانی کا نہ رہے، اتنا باعتبار ہر شخص کے ضرور ہے، اس کو عرف میں تذکیر ووعظ نہیں کہتے، دعوت وتبلیغ کہتے ہیں۔ شاید اسی لیے بعض مفسرین نے زیادہ واضح الفاظ میں آیت کے معنی یوں کیے ہیں کہ بار بار نصیحت کر (اگر ایک بار کی نصیحت نے نفع نہ کیا ہو) اور ہوسکتا ہے کہ ﴿اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى﴾ کی شرط محض تذکیر کی تاکید کے لیے ہو، یعنی اگر کسی کو تذکیر نفع دے تو تجھ کو تذکیر کرنا چاہیے اور یقینی بات ہے کہ تذکیر عالم میں کسی نہ کسی کو ضرور نفع دے گی، گو ہر کسی کو نہ دے کما قال تعالیٰ: ﴿وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ [الذاریات:۵۵] پس ایک امر کا ایسی چیز پر معلق کرنا جس کا وقوع ضروری ہے اُس امر کی تاکید کا موجب ہوا۔

فائدہ:[۹]...... سمجھانے سے وہی سمجھتا ہے اور نصیحت سے وہی فائدہ اُٹھاتا ہے جس کے دل میں تھوڑا بہت خدا کا ڈر اور اپنے انجام کی فکر ہو۔

فائدہ:[۱۰] بدقسمت آدمی کا انجام:...... یعنی جس بدقسمت کے نصیب میں دوزخ کی آگ لکھی ہے، وہ کہاں سمجھتا ہے؟ اُسے خدا کا اور اپنے انجام کا ڈر ہی نہیں جو نصیحت کی طرف متوجہ ہو اور ٹھیک بات سمجھنے کی کوشش کرے۔

فائدہ:[۱۱] دوزخ میں نہ موت ہوگی اور نہ آرام وچین کی زندگی ہوگی:...... یعنی نہ موت ہی آئے گی کہ تکلیفوں کا خاتمہ کردے اور نہ آرام کی زندگی ہی نصیب ہوگی۔ ہاں! ایسی زندگی ہوگی جس کے مقابلہ میں موت کی تمنا کرے گا۔ العیاذ باللہ!

فائدہ:[۱۲]...... یعنی ظاہری وباطنی، حسی ومعنوی نجاستوں سے پاک ہوا اور اپنے قلب وقالب کو عقائدِ صحیحہ، اخلاقِ فاضلہ اور اعمالِ صالحہ

سے آراستہ کیا۔

فائدہ:[۱۳] کامیابی کے اصول:......یعنی پاک وصاف ہوکر تکبیر تحریمہ میں اپنے رب کا نام لیا، پھر نماز پڑھی۔ اور بعض سلف نے کہا کہ ﴿تَزَكّٰى﴾ زکوٰۃ سے ہے، جس سے مراد یہاں "صدقۃ الفطر" ہے، اور ﴿ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ﴾ سے تکبیراتِ عید مراد ہیں، اور ﴿فَصَلّٰى﴾ میں نمازِ عید کا ذکر ہے، یعنی عید کے دن اوّل صدقۃ الفطر، پھر تکبیریں، پھر نماز والظاہر ھو الاول۔

تنبیہ: آیت مذکورہ سے حنفیہ کے دو استدلال:......حنفیہ نے پہلی تفسیر کے موافق اس آیت سے دو مسئلے نکالے ہیں: اوّل یہ کہ تحریمہ میں خاص لفظ "اللہ اکبر" کہنا فرض نہیں، مطلق ذکر اسم رب کافی ہے جو مشعرِ تعظیم ہو اور اپنی غرض وحاجت پر مشتمل نہ ہو۔ ہاں "اللہ اکبر" کہنا احادیثِ صحیحہ کی بنا پر سنت یا واجب قرار پائے گا۔ دوسرے تکبیر تحریمہ نماز کے لئے شرط ہے، رکن نہیں، کیونکہ ﴿فَصَلّٰى﴾ کا ﴿ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ﴾ پر عطف کرنا معطوف ومعطوف علیہ کی مغایرت پر دال ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۱۴]......یعنی یہ بھلائی تم کو کیسے حاصل ہو، جب کہ آخرت کی فکر ہی نہیں، بلکہ دنیا کی زندگی اور یہاں کے عیش وآرام کو اعتقادًا یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتے ہو، حالانکہ دنیا حقیر وفانی اور آخرت اُس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ پھر تعجب ہے کہ جو چیز کمًا وکیفًا ہر طرح افضل ہو، اُسے چھوڑ کر مفضول کو اختیار کیا جائے۔

فائدہ:[۱۵] کتب سابقہ اور قرآن مجید کا مشترکہ غیر منسوخ مضمون:......یعنی یہ مضمون (﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ سے یہاں تک) اگلی کتابوں میں بھی مذکور ہے جو کسی وقت منسوخ نہیں ہوا، نہ بدلا گیا، اس اعتبار سے اور زیادہ مؤکد ہوگیا۔

تنبیہ: صحف ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کی تعداد:......بعض روایاتِ ضعیفہ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے اور موسیٰ علیہ السلام پر تورات کے علاوہ دس صحیفے نازل ہوئے تھے، خدا جانے کہاں تک صحیح ہے۔

اٰیاتہا ۲۷ ۸۸ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا

کچھ پہنچی تجھ کو بات اس چھپا لینے والی کی ف۱ کتنے منہ اس دن ذلیل ہونے والے ہیں محنت کرنے والے تھکے ہوئے ف۲ گریں گے دہکتی

حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ

ہوئی آگ میں پانی ملے گا ایک چشمے کھولتے ہوئے کا ف۳ نہیں ان کے پاس کھانا مگر جھاڑ کانٹوں والا ف۴ نہ موٹا کرے اور نہ کام آئے

مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

بھوک میں ف۵ کتنے منہ اس دن تروتازہ ہیں اپنی کمائی سے راضی ف۶ اونچے باغ میں نہیں سنتے اس میں

لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ

بکواس ف۷ اس میں ایک چشمہ ہے بہتا ف۸ اس میں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے ف۹ اور غالیچے

مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ

برابر بچھے ہوئے ف۱۰ اور مخمل کے نہالچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے ف۱۱ بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں ف۱۲ اور آسمان پر کہ

وقف لازم

كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ

کیسا اس کو بلند کیا ہے ف۱۳ اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیئے ہیں ف۱۴ اور زمین پر کہ کیسی صاف بچھائی ہے ف۱۵ سو تو سمجھائے جا

اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ

تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے تو نہیں ان پر داروغہ ف۱۶ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا تو عذاب کرے گا اس پر اللہ

الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

ع ۱۴ النصف

وہ بڑا عذاب بے شک ہمارے پاس ہے ان کو پھر آنا پھر بے شک ہمارا ذمہ ہے ان سے حساب لینا ف۱۷

فَائِدَة:[۱]......یعنی وہ بات سننے کے لائق ہے۔

تنبیہ:......"غاشیہ" (چھپالینے والی) سے مراد قیامت ہے جو تمام مخلوق پر چھا جائے گی اور جس کا اثر سارے عالم پر محیط ہوگا۔

فَائِدَة:[۲] کفار کی دنیا کی ساری محنتیں ضائع ہوگئیں:......یعنی آخرت میں مصیبتیں جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے کی وجہ سے خستہ و درماندہ، اور بعض نے کہا کہ ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾ سے دنیا کا حال مراد ہے، یعنی کتنے لوگ ہیں جو دنیا میں محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں، مگر اُن کی سب محنتیں طریقِ حق پر نہ ہونے کی وجہ سے سب اکارت ہیں، یہاں بھی تکلیفیں اُٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں رہے: ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ﴾ [الحج:۱۱] اسی کو کہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "(کافر لوگ) جو دنیا میں (بڑی بڑی) ریاضت کرتے ہیں (اللہ کے ہاں) کچھ قبول نہیں ہوتی۔"

فَائِدَة:[۳] دوزخیوں کو گرم پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں جل جائیں گی:......یعنی جب دوزخ کی گرمی اُن کے باطن میں سخت تشنگی پیدا کرے گی، بے اختیار پیاس پیاس پکاریں گے کہ شاید پانی پینے سے یہ تشنگی دور ہو، اُس وقت ایک گرم کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی دیا جائے گا، جس کے پیتے ہی ہونٹ کباب ہو جائیں گے اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں گی، پھر فوراً درست کی جائیں گی اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَة:[۴] جہنمیوں کا بدبودار کڑوا کھانا:......﴿ضَرِيْعٍ﴾ ایک خاردار درخت ہے دوزخ میں جو تلخی میں ایلوے سے زیادہ اور بدبو میں مردار سے بدتر اور گرمی میں آگ سے بڑھ کر ہے۔ جب دوزخی بھوک کے عذاب سے چلائیں گے تو یہ چیز کھانے کو دی جائے گی۔

فَائِدَة:[۵]......کھانے سے مقصود یا محض لذت حاصل کرنا ہوتا ہے یا بدن کو فربہ کرنا یا بھوک کو دفع کرنا۔ ﴿ضَرِيْعٍ﴾ کے کھانے سے کوئی بات حاصل نہ ہوگی۔ لذت ومزہ کی نفی تو اس کے نام سے ظاہر ہے، باقی دو فائدے اُن کی نفی اس آیت میں تصریحاً کر دی۔ غرض کوئی لذیذ و مرغوب کھانا اُن کو میسر نہ ہوگا۔ یہاں تک دوزخیوں کا حال تھا، آگے ان کے بالمقابل جنتیوں کا ذکر ہے۔

فَائِدَة:[۶] اہل جنت کی نعمتیں اور مزے:......یعنی خوش ہوں گے کہ اپنی کوشش ٹھکانے لگی اور محنت کا پھل بہت خوب ملا۔

فَائِدَة:[۷]......یعنی کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے، چہ جائیکہ گالی گفتار اور ذلت کی بات ہو۔

فَائِدَة:[۸]......یعنی ایک عجیب طرح کا چشمہ، اور بعض نے اُس کو جنس پر حمل کیا ہے، یعنی بہت سے چشمے بہہ رہے ہیں۔

فَائِدَة:[۹]......کہ جب پینے کو جی چاہے، دیر نہ لگے۔

فَائِدَة:[۱۰]......یعنی نہایت قرینے اور ترتیب سے بچھے ہوئے، اور گاؤ تکیے لگے ہوئے۔

فَائِدَة:[۱۱]......تاکہ جس وقت جہاں چاہیں آرام کریں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی کلفت نہ اُٹھائیں۔

فَائِدَة:[۱۲] اونٹ کی عجیب خلقت:......کہ ہیئت اور خاصیت دونوں اور جانوروں کی نسبت اس میں عجیب ہیں، جن کی تفصیل تفسیر عزیزی میں دیکھنے کے قابل ہے۔

فَائِدَة:[۱۳]......بدون ظاہری ستون اور کھمبے کے۔

فَائِدَة:[۱۴]......کہ ذرا اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے۔

فَائِدَة:[۱۵] زمین کی عجیب بناوٹ اور بچھاوٹ:......کہ اپنی کلانی [وسعت] کے سبب باوجود کروی الشکل [گول شکل] ہونے کے مسطح معلوم ہوتی ہے، اسی لیے اس پر رہنا سہنا آسان ہوگیا۔ یہ سب دلائلِ قدرت بیان ہوئے، یعنی تعجب ہے ان چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ

کی قدرت اور حکیمانہ انتظامات کو نہیں سمجھتے جس سے بعث بعد الموت پر اس کا قادر ہونا اور عالمِ آخرت کے عجیب وغریب انتظامات کا ممکن ہونا سمجھ میں آجاتا۔ اور تخصیص ان چیزوں کی بقول ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس لیے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے تھے، اُس وقت اُن کے سامنے بیشتر یہی چار چیزیں ہوتی تھیں: سواری میں اونٹ، اُوپر آسمان، نیچے زمین، اردگرد پہاڑ، اس لیے ان ہی علامات میں غور کرنے کے لیے ارشاد ہوا۔

فَائِدَة:[١٦] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف تبلیغ ہے:......یعنی جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل واضحہ غور نہیں کرتے تو آپ بھی ان کی فکر میں زیادہ نہ پڑیئے بلکہ صرف نصیحت کر دیا کیجئے، کیونکہ آپ نصیحت کرنے اور سمجھانے ہی کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اگر یہ نہیں سمجھتے تو کوئی آپ ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کئے گئے کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں، اور اُن کے دلوں کو بدل ڈالیں، یہ کام مُقلّبُ القلوب ہی کا ہے۔

فَائِدَة:[١٧] روگردانی کرنے والوں کو آخرت کے عذاب کے لئے تیار رہنا چاہیئے:......یعنی جس نے اللہ کی طاعت سے رُوگردانی کی اور اُس کی آیتوں کا انکار کیا، وہ آخرت کے بڑے عذاب اور اللہ کی سخت ترین سزا سے بچ نہیں سکتا۔ یقیناً اُن کو ایک روز ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم کو اُن سے رتی رتی کا حساب لینا ہے۔ غرض آپ اپنا فرض ادا کئے جایئے اور اُن کا مستقبل ہمارے سپرد کیجئے۔

اٰیاتها ۳۱ | ۸۹ سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور اس رات کی جب رات کو چلے وا ہے ان چیزوں کی قسم پوری

لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

عقل مندوں کے واسطے و۲ تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ وہ جو ارم میں تھے و۳ بڑے ستونوں والے و۴ کہ بنی نہیں

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾

ویسی سارے شہروں میں و۵ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں و٦ اور فرعون کے ساتھ وہ میخوں والا و۷

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾

یہ سب تھے جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں پھر بہت ڈالی ان میں خرابی پھر پھینکا ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا و۸

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾

بے شک تیرا رب لگا ہے گھات میں و۹

فائدۃ: [۱] متبرک اور خاص اوقات سے مراد جن کی قسم کھائی گئی:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''عید قرباں کی فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اُس سے پہلے۔ اور جفت اور طاق رمضان کی آخری (عشرہ) دہائی میں ہے۔ اور جب رات کو چلے یعنی پیغمبر معراج کو۔'' یہ سب اوقات متبرک تھے، اس لیے ان کی قسم کھائی۔

تنبیہ:...... ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ﴾ کے معنی عموماً مفسرین نے رات کے گزرنے یا اُس کی تاریکی پھیلنے کے لیے ہیں، گویا صبح کی قسم کے مقابلہ میں رات کے جانے یا آنے کی قسم کھائی، جیسا کہ جفت کے مقابل طاق کی قسم کھائی گئی ہے۔ اور ﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ سے بھی ممکن ہے مطلق دس راتیں مراد ہوں، کیونکہ اُس کے افراد و مصادیق میں بھی تقابل پایا جاتا ہے۔ مہینہ کے شروع کی دس راتیں اوّل روشن ہوتی ہیں، پھر تاریک، اور اخیر کی دس راتیں ابتدا میں تاریک رہتی ہیں پھر روشن ہوتی ہیں، اور درمیانی دس راتوں کا حال ان دونوں سے جداگانہ

ہے۔ گویا اس اختلاف وتقابل سے اشارہ فرمادیا کہ آدمی کو عیش وآرام یا مصیبت اور تنگی یا فراخی کی جو حالت پیش آئے مطمئن نہ ہوجائے اور یوں نہ سمجھے کہ اب اس کے خلاف دوسری حالت پیش نہ آئے گی، اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ خالقِ اضداد ہے، جس طرح وہ آفاق میں ایک ضد کے مقابل دوسری ضد کو لاتا ہے، ایسے ہی تمہارے حالات وکوائف کو بھی اپنی حکمت ومصلحت کے موافق اَدل بدل کرتا رہتا ہے، چنانچہ آگے جو واقعات ومضامین مذکور ہیں، اُن میں اسی اُصول پر متنبہ فرمایا ہے۔

تنبیہ دوم: ...... اس آیت کی تفسیر میں دو حدیثیں مرفوع آئی ہیں، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ پہلی کی نسبت لکھتے ہیں: "وھذا اسناد رجالہ لاباس بھم وعندی ان المتن فی رفعہ نکارۃ۔" اور دوسری کی نسبت فرماتے ہیں: "وعندی ان وقفہ علی عمران بن حصین اشبہ۔ واللہ اعلم۔"

فائدہ: [٢] یہ قسمیں بڑی اونچی ہیں: ...... یعنی یہ قسمیں معمولی نہیں، نہایت معتبر اور مہتم بالشان ہیں اور عقل مند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ تاکید کلام کے لیے اِن میں ایک خاص عظمت ووقعت پائی جاتی ہے۔

فائدہ: [٣] عاد اور ارم کی تحقیق: ...... "عاد" ایک شخص کا نام ہے جس کی طرف یہ قوم منسوب ہوئی، اُس کے اَجداد میں سے ایک شخص "ارم" نامی تھا اُس کی طرف نسبت کرنے سے شاید اشارہ ہو کہ یہاں "عاد" سے "عاد اولیٰ" مراد ہے "عاد ثانیہ" نہیں، اور بعض نے کہا کہ "قوم عاد" میں جو شاہی خاندان تھا، اُسے "ارم" کہتے تھے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [٤] ستونوں سے مراد: ...... یعنی ستون کھڑے کرکے بڑی بڑی اُونچی عمارتیں بناتے یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیر وسیاحت میں رہتے اور اُونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھے۔ اور بعض کے نزدیک ﴿ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ کہہ کر اُن کے اُونچے قدوقامت اور ڈیل ڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [٥] ...... یعنی اُس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی قوم مضبوط وطاقتور نہ تھی، یا اُن کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔

فائدہ: [٦] ...... "وادی القریٰ" اُن کے مقام کا نام ہے، جہاں پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر نہایت محفوظ ومضبوط مکان بناتے تھے۔

فائدہ: [٧] ...... یعنی بڑے لاؤلشکر والا جس کو فوجی ضروریات کے لیے بہت کثیر مقدار میں میخیں رکھنا پڑتی تھیں، یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو چومیخا کرکے سزا دیتا تھا۔

فائدہ: [٨] قوموں کی بڑھتی ہوئی سرکشی پر عذاب اور ہلاکت کا نزول: ...... یعنی ان قوموں نے عیش ودولت اور زور وقوت کے نشہ میں مست ہوکر ملکوں میں خوب اُودھم مچایا، بڑی بڑی شرارتیں کیں اور ایسا سر اُٹھایا گویا اُن کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں، ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے! کبھی اس ظلم وشرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب اُن کے کفر وتکبر اور جور وستم کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور مہلت ودرگزر کا کوئی موقع باقی نہ رہا، دفعۃً خداوند قہار نے اُن پر اپنے عذاب کا کوڑا برسادیا، اُن کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور وہ ساز وسامان کچھ کام نہ آیا۔

فائدہ: [٩] گھات لگانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی نگرانی ہے: ...... یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیوں کر گزرا اور کیا کرتا ہوا گیا، اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا؟ پھر وقت آنے پر اپنی اُن معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال واعمال دیکھتا ہے، کوئی حرکت وسکون اُس سے مخفی نہیں۔ ہاں! سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں، جو چاہو بے دھڑک کیے جاؤ، حالانکہ وقت آنے پر اُن کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے، اور ہر ایک سے اُنہی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے جو شروع سے اُس کے زیرِ نظر تھے۔ اُس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ

کرتے ہیں اور ایک عارضی حالت پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا
سو آدمی جو ہے جب جانچے اس کو رب اس کا پھر اس کو عزت دے اور اس کو نعمت دے تو کہے میرے رب نے مجھ کو عزت دی ف۱۰ اور وہ جس وقت

ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿١٧﴾ وَلَا
اس کو جانچے پھر کھینچ کرے اس پر روزی کی تو کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ف۱۱ کوئی نہیں پر تم عزت سے نہیں رکھتے یتیم کو ف۱۲ اور تاکید نہیں

تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿١٨﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا
کرتے آپس میں محتاج کے کھلانے کی ف۱۳ اور کھا جاتے ہو مردے کا مال سمیٹ کر سارا ف۱۴ اور پیار کرتے ہو مال کو جی

جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِايْٓءَ
بھر کر ف۱۵ کوئی نہیں جب پست کر دی جائے زمین کوٹ کوٹ کر ف۱۶ اور آئے تیرا رب ف۱۷ اور فرشتے آئیں قطار قطار ف۱۸ اور لائی جائے

يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ
اس دن دوزخ ف۱۹ اس دن سوچے گا آدمی اور کہاں ملے اس کو سوچنا ف۲۰ کہے کیا اچھا ہوتا جو میں کچھ آگے بھیج دیتا

لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ
اپنی زندگی میں ف۲۱ پھر اس دن عذاب نہ دے اس کا سا کوئی اور نہ باندھ کر رکھے اس کا سا باندھنا کوئی ف۲۲ اے وہ جی جس نے

الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ ع
چین پکڑ لیا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں ف۲۳

فَائِدَہ: [۱۰] شکوہ و شکایت: ...... یعنی میں اسی لائق تھا، اس لیے عزت دی۔

فَائِدَہ: [۱۱] دنیا کی سختی و آرام مقبول یا مردود ہونے کی علامت نہیں ہے دونوں آزمائش ہیں: ...... یعنی میری قدر نہ کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی نظر صرف دنیا کی زندگی اور حالت حاضرہ پر ہے، بس دنیا کی موجودہ راحت و تکلیف ہی کو عزت و ذلت کا معیار سمجھتا ہے، نہیں جانتا کہ دونوں حالتوں میں اُس کی آزمائش ہے۔ نعمت دے کر اُس کی شکر گزاری اور سختی بھیج کر اُس کے صبر و رضا کو جانچا جا رہا ہے، نہ یہاں کا عارضی عیش و آرام اللہ کے ہاں مقبول و معزز ہونے کی دلیل ہے، نہ محض تنگی اور سختی مردود ہونے کی علامت ہے، مگر انسان اپنے افعال و اعمال پر نظر نہیں کرتا، اپنی بے عقلی یا بے حیائی سے رب پر الزام رکھتا ہے۔

فَائِدَہ: [۱۲] کفار مال کے دلدادہ میں حرام و حلال کی کوئی فکر نہیں: ...... یعنی خدا کے ہاں تمہاری عزت کیوں ہو، جب تم بیکس یتیموں کی عزت اور خاطر مدارات نہیں کرتے۔

فَائِدَہ: [۱۳] ...... یعنی خود اپنے مال سے مسکینوں کی خبر گیری کرتا تو کجا دوسروں کو بھی اس طرف نہیں اُبھارتے کہ بھوکے محتاجوں کی خبر لے لیا کریں۔

فَائِدَۃ:[۱۴]......یعنی مردے کی میراث لینے میں حلال حرام اور حق ناحق کی کچھ تمیز نہیں، جو قابو چڑھا ہضم کیا، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق تلف ہوں، ہونے دو۔

فَائِدَۃ:[۱۵] اصل نکتہ کی بات:......یعنی جڑ کی بات یہ ہے کہ تمہارا دل مال کی حرص اور محبت سے بھرا ہوا ہے، بس کسی طرح مال ہاتھ آئے اور ایک پیسہ کسی نیک کام میں ہاتھ سے نہ نکلے، خواہ آگے چل کر نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مال کی اس قدر محبت اور پرستش کہ آدمی اُسی کو کعبۂ مقصود ٹھہرا لے، صرف کافر کا شیوہ ہو سکتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۱۶]......یعنی سب ٹیلے اور پہاڑ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں اور زمین صاف چٹیل میدان ہو جائے۔

فَائِدَۃ:[۱۷]......یعنی اپنی قہری تجلی کے ساتھ جیسا اُس کی شان کے لائق ہے۔

فَائِدَۃ:[۱۸]......یعنی میدانِ محشر میں آئیں گے، وہاں انتظامات کے لیے۔

فَائِدَۃ:[۱۹]......یعنی لاکھوں فرشتے اُس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے۔

فَائِدَۃ:[۲۰] آخرت میں آنکھ کھلے گی مگر کیا فائدہ؟......یعنی اُس وقت سمجھے گا کہ میں سخت غلطی اور غفلت میں تھا، مگر اُس وقت کا سمجھنا کس کام کا؟ سوچنے سمجھنے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ دار العمل میں جو کام کرنا چاہیے تھا، وہ دار الجزاء میں نہیں ہو سکتا۔

فَائِدَۃ:[۲۱]......یعنی افسوس! دنیا کی زندگی میں کچھ نیکی کر کے آگے نہ بھیجی، جو آج اس زندگی میں کام آتی، یونہی خالی ہاتھ چلا آیا۔ کاش! حسنات کا کوئی ذخیرہ آگے روانہ کر دیتا جو یہاں کے لیے توشہ بنتا۔

فَائِدَۃ:[۲۲] اللہ کی طرف سے سخت سزا ہوگی:......یعنی اللہ تعالیٰ اُس دن مجرموں کو ایسی سخت سزا دے گا اور ایسی سخت قید میں رکھے گا کہ کسی دوسرے کی طرف سے اس طرح کی سختی کسی مجرم کے حق میں متصور نہیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اُس روز نہ مارے گا اُس کا سا مارنا کوئی، نہ آگ، نہ دوزخ کے موکل، نہ سانپ بچھو جو دوزخ میں ہوں گے، کیونکہ اُن کا مارنا اور دُکھ دینا عذاب جسمانی ہے، اور حق تعالیٰ کا عذاب اس طور سے ہوگا کہ مجرم کی روح کو حسرت اور ندامت میں گرفتار کر دے گا جو عذاب رُوحانی ہے اور ظاہر ہے عذاب رُوحانی کو عذابِ جسمانی سے کیا نسبت؟ نیز نہ باندھے گا اُس کا سا باندھنا کوئی، کیونکہ دوزخ کے پیادے ہر چند کہ دوزخیوں کے گلے میں طوق ڈالیں گے اور زنجیروں سے جکڑیں گے اور دوزخ کے دروازے بند کر کے اُوپر سے سرپوش رکھ دیں گے، لیکن اُن کی عقل اور خیال کو بند نہ کر سکیں گے اور عقل و خیال کی عادت ہے کہ بہت سی باتوں کی طرف التفات کرتا ہے اور اُن میں سے بعض باتیں دوسری باتوں کے لیے حجاب ہو جاتی ہیں؟ اسی لیے عین قید کی تنگی میں انسان کو عقلی اور خیالی وسعت حاصل ہوتی ہے۔ برخلاف اس شخص کے کہ اللہ تعالیٰ عقل و خیال کو اِدھر اُدھر جانے سے روک دے اور بالکل ہمہ تن دکھ درد ہی کی طرف متوجہ رکھے تو ایسی قید بدنی قید سے ہزاروں درجے سخت ہے، اسی لیے مجنون سودائیوں کو عین باغوں اور جنگلوں کی سیر کے وقت تنگی اور گھبراہٹ وہم و خیال کے سبب سے پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ باغ اور وسیع جنگل اُس کی نظر میں تنگ معلوم ہوتے ہیں۔

فَائِدَۃ:[۲۳]...... پہلے مجرموں اور ظالموں کا حال بیان ہوا تھا اب اُس کے مقابل اُن لوگوں کا انجام بتلاتے ہیں جن کے دلوں کو اللہ کے ذکر اور اُس کی طاعت سے چین اور آرام ملتا ہے۔ اُن سے محشر میں کہا جائے گا کہ اے نفس آرمیدہ بحق! جس محبوبِ حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے تھا، اب ہر قسم کے جھگڑوں اور خرخشوں سے یکسو ہو کر راضی خوشی اُس کے مقام قرب کی طرف چل، اور اُس کے مخصوص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو، اُس کی عالیشان جنت میں قیام کر۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کو موت کے وقت بھی یہ بشارت سنائی جاتی ہے، بلکہ عارفین کا تجربہ بتلاتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ایسے نفوس مطمئنہ اس طرح کی بشارات کا فی الجملہ حظ اُٹھاتے ہیں۔ "اَللّٰھُمَّ انی اسالک نفسا بک مطمئنۃ تؤمن بلقائک و ترضی بقضائک و تقنع بعطائک۔"

تنبیہ: نفوس کی تین قسمیں:...... نفس مطمئنہ، نفس امارہ اور نفس لوّامہ کی تحقیق سورۂ "قیامہ" (آیت:۲) کے شروع میں دیکھ لی جائے۔

ایاتها ۲۱ ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ① وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ② وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا

قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی ف۱ اور تجھ پر قید نہیں رہے گا اس شہر میں ف۲ اور قسم ہے جنتے کی اور جو اس نے جنا ف۳ تحقیق ہم نے بنایا

الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ④ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ⑤ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ⑥

آدمی کو محنت میں ف۴ کیا خیال رکھتا ہے وہ کہ اس پر بس نہ چلے گا کسی کا ف۵ کہتا ہے میں نے خرچ کر ڈالا مال ڈھیروں ف۶

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ⑦ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ⑧ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ⑨ وَهَدَيْنٰهُ

کیا خیال رکھتا ہے کہ دیکھا نہیں اس کو کسی نے ف۷ بھلا ہم نے نہیں دیں اس کو دو آنکھیں ف۸ اور زبان اور دو ہونٹ ف۹ اور دکھلا دیں اس کو

النَّجْدَيْنِ ⑩

دو گھاٹیاں ف۱۰

فائدہ:[۱] مکہ کی قسم:......یعنی مکہ معظمہ کی۔

فائدہ:[۲] فتح مکہ کی پیشین گوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلت:......مکہ میں ہر شخص کو لڑائی کی ممانعت ہے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف فتح مکہ کے دن یہ ممانعت نہیں رہی تھی، جو کوئی آپ سے لڑا اُس کو مارا اور بعض سنگین مجرموں کو خاص کعبہ کی دیوار کے پاس قتل کیا گیا، پھر اُس دن کے بعد سے وہی ممانعت قیامت تک کے لیے قائم ہوگئی، چونکہ اس آیت میں مکہ کی قسم کھا کر اُن شدائد اور سختیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور اُس وقت دنیا کا بزرگ ترین انسان اسی شہر مکہ میں دشمنوں کی طرف سے زہرہ گداز سختیاں جھیل رہا تھا، اس لیے درمیان میں بطور جملہ معترضہ ﴿وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ فرما کر تسلی کر دی کہ اگرچہ آج آپ کا احترام اس شہر کے جاہلوں میں نہیں ہے، لیکن ایک وقت آیا چاہتا ہے، جب آپ کا اسی شہر میں فاتحانہ داخلہ ہوگا اور اس مقدس مقام کی ابدی تطہیر و تقدیس کے لیے مجرموں کو سزا دینے کی بھی آپ کو اجازت ہوگی۔ یہ پیشین گوئی ۸ھ میں خدا کے فضل سے پوری ہوئی۔

تنبیہ:......بعض نے ﴿وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ کے معنی "وانت نازل" کے لیے ہیں، یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں بحال یہ کہ آپ اس شہر میں پیدا کیے گئے اور قیام پذیر ہوئے۔

فائدہ:[۳]......یعنی آدم علیہ السلام اور بنی آدم، وقیل غیر ذٰلک۔

فائدہ:[۴] انسان ابتداء ست انتہاء تک مشکلات میں گھرا ہوا ہے:......یعنی آدمی ابتداء سے انتہاء تک مشقت اور رنج میں گرفتار ہے اور طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہتا ہے، کبھی مرض میں مبتلا ہے، کبھی رنج میں، کبھی فکر میں، شاید عمر بھر میں کوئی لمحہ ایسا آتا ہو جب کوئی انسان تمام قسم کے خرخشوں اور محنت وتکلیف سے آزاد ہو کر بالکل بے فکری کی زندگی بسر کرے۔ حقیقت میں انسان کی پیدائشی ساخت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان سختیوں اور بکھیڑوں سے نجات نہیں پاسکتا۔ آدم اور اولاد آدم کے احوال کا مشاہدہ خود اس کی واضح دلیل ہے اور مکہ جیسے سنگلاخ ملک کی زندگی خصوصاً اُس وقت جب کہ وہاں افضل الخلائق محمد رسول اللہ ﷺ سخت ترین جور وجفا اور ظلم وستم کے ہدف بنے ہوئے تھے ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ﴾ کی نمایاں شہادت ہے۔

فائدہ:[۵] متقیوں کا اقتضاء:......یعنی انسان جن سختیوں اور محنت ومشقت کی راہوں سے گزرتا ہے، اُس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اُس میں عجز ودرماندگی پیدا ہوتی اور اپنے کو دستِ حکم وقضا سمجھ کر مطیع امر وتابع رضا ہوتا اور ہر وقت اپنی احتیاج وافتقار کو پیش نظر رکھتا، لیکن انسان کی حالت یہ ہے کہ بالکل بھول میں پڑا ہے۔ تو کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی ہستی ایسی نہیں جو اس پر قابو پاسکے اور اُس کی سرکشی کی سزا دے سکے۔

فائدہ:[۶] عداوت اسلام میں خرچ کر کے اکڑنے والا احمق:......یعنی رسول کی عداوت، اسلام کی مخالفت اور معصیت کے مواقع میں یونہی بے تکے پن سے مال خرچ کرنے کو ہنر سمجھتا ہے، پھر اُسے بڑھا چڑھا کر فخر سے کہتا ہے کہ میں اتنا کثیر مال خرچ کر چکا ہوں، کیا اس کے بعد بھی کوئی میرے مقابلہ میں کامیاب ہوسکتا ہے؟ لیکن آگے چل کر پتہ لگے گا کہ یہ سب خرچ کیا ہوا مال یونہی برباد گیا، بلکہ اُلٹا وبالِ جان ہوا۔

فائدہ:[۷]......یعنی اللہ سب دیکھ رہا ہے جتنا مال جس جگہ جس نیت سے خرچ کیا ہے، جھوٹی شیخی بگھارنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

فائدہ:[۸]......یعنی جس نے دیکھنے کو آنکھیں دیں، کیا وہ خود دیکھتا نہ ہوگا؟ یقیناً جو سب کو بینائی دے وہ سب سے بڑھ کر بینا ہونا چاہیے۔

فائدہ:[۹]......جن سے بات کرنے اور کھانے پینے میں مدد لیتا ہے۔

فائدہ:[۱۰] نجدین سے مراد:......یعنی خیر اور شر دونوں کی راہیں بتلادیں، تاکہ برے راستہ سے بچے اور اچھے راستہ پر چلے۔ اور یہ بتلانا اجمالی طور پر عقل وفطرت سے ہوا، اور تفصیلی طور پر انبیاء ورُسل کی زبان سے۔

تنبیہ:......بعض نے ''نجدین'' سے مراد عورت کی پستان لیے ہیں، یعنی بچے کو دودھ پینے اور غذا حاصل کرنے کا راستہ بتلادیا۔

فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ

سو نہ دھمک سکا گھاٹی پر ف۱۱ اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ گھاٹی چھڑانا گردن کا ف۱۲ یا کھلانا بھوک کے

مَسۡغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

دن میں ف۱۳ یتیم کو جو قرابت والا ہے ف۱۴ یا محتاج کو جو خاک میں رل رہا ہے ف۱۵ پھر ہووے ایمان والوں میں ف۱۶

وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓٮِٕكَ اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی ف۱۷ وہ لوگ ہیں بڑے نصیب والے ف۱۸ اور جو منکر ہوئے

بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰

ہماری آیتوں سے وہیں کم بختی والے ف۱۹ انہی کو آگ میں موند دیا ہے ف۲۰

فَائِدَہ:[۱۱] ......یعنی اس قدر انعامات کی بارش اور اسباب ہدایت کی موجودگی میں بھی اُسے توفیق نہ ہوئی کہ دین کی گھاٹی پر آدھمکتا اور مکارمِ اخلاق کے راستوں کو طے کرتا ہوا فوز وفلاح کے بلند مقامات پر پہنچ جاتا۔

تنبیہ: ......دین کے کاموں کو گھاٹی اس لیے کہا کہ مخالفت ہوا کی وجہ سے اُن کا انجام دینا نفس پر شاق اور گراں ہوتا ہے۔

فَائِدَہ:[۱۲] گھاٹی کا مصداق مختلف اعمال صالحہ ہیں جو آگے مذکور ہیں: ......یعنی غلام آزاد کرنا یا قرض دار کی گردن قرض سے چھڑوانا۔

فَائِدَہ:[۱۳] ......یعنی قحط کے دنوں میں بھوکوں کی خبر لینا۔

فَائِدَہ:[۱۴] ......یتیم کی خدمت کرنا ثواب اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنا بھی ثواب، جہاں دونوں جمع ہو جائیں تو دوہرا ثواب ہوگا۔

فَائِدَہ:[۱۵] ......یعنی فقر وفاقہ اور تنگدستی سے خاک میں مل رہا ہو، یہ مواقع ہیں مال خرچ کرنے کے، نہ یہ کہ شادی غمی کی فضول رسموں اور خدا کی نافرمانیوں میں روپیہ برباد کر کے دنیا کی رسوائی اور آخرت کا وبال سر لیا جائے۔

فَائِدَہ:[۱۶] ......یعنی پھر ان سب اعمال کے مقبول ہونے کی سب سے بڑی شرط ایمان ہے، اگر یہ چیز نہیں تو سب کیا کرایا اکارت ہے۔

فَائِدَہ:[۱۷] ......یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ حقوق وفرائض کے ادا کرنے میں ہر قسم کی سختیوں کا تحمل کرو اور خدا کی مخلوق پر رحم کھاؤ تا آسمان والا تم پر رحم کھائے۔

فَائِدَہ:[۱۸] داہنے ہاتھ والے نیک لوگ: ......یعنی یہ لوگ بڑے خوش نصیب اور میمون ومبارک ہیں، جن کو عرش عظیم کے داہنے جانب جگہ ملے گی اور اُن کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

فَائِدَہ:[۱۹] بائیں ہاتھ والے منحوس: ......یعنی بدنصیب، منحوس، شامت زدہ جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور عرش کے بائیں طرف کھڑے کئے جائیں گے۔

فَائِدَہ:[۲۰] ......یعنی دوزخ میں ڈال کر سب دروازے نکلنے کے بند کر دیئے جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہا!

اٰیاتھا ۱۶ ۹۱ سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَکِّیَّةٌ ۲۶ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ① وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ② وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ③ وَالَّيْلِ اِذَا

قسم سورج کی اور اسکے دھوپ چڑھنے کی، اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے ؎۱ اور دن کی جب اسکو روشن کر لے ؎۲ اور رات کی جب

يَغْشٰىهَا ④ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ⑤ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ⑥ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ⑦

اس کو ڈھانک لیوے ؎۳ اور آسمان کی اور جیسا کہ اس کو بنایا ؎۴ اور زمین کی اور جیسا کہ اس کو پھیلایا ؎۵ اور جی کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک بنایا ؎۶

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ⑧ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ⑩

پھر سمجھ دی اس کو ڈھٹائی کی اور بچ کر چلنے کی ؎۷ تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوار لیا ؎۸ اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا چھوڑا ؎۹

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ⑪ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ⑫ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ

جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے ؎۱۰ جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں کا بڑا بدبخت ؎۱۱ پھر کہا ان کو اللہ کے رسول نے خبردار رہو اللہ کی اونٹنی سے

وَسُقْيٰهَا ⑬ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ۬ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

اور اس کی پانی پینے کی باری سے ؎۱۲ پھر انہوں نے جھٹلایا اس کو پھر پاؤں کاٹ ڈالے اس کے پھر الٹ مارا ان پر ان کے رب نے بسبب ان کے ہوں کے

ع ۱۵ / ۱۶

فَسَوّٰىهَا ⑭ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ⑮

پھر برابر کر دیا سب کو ؎۱۳ اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے ؎۱۴

فَائِدَہ:[۱] اللہ تعالیٰ کی جانب سے بڑی بڑی مخلوقات کی قسم:......یعنی سورج غروب ہونے کے بعد جب اُس کی چاندنی پھیلے۔

فَائِدَہ:[۲]......یعنی جب دن میں سورج پوری روشنی اور صفائی کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

فَائِدَہ:[۳]......یعنی جب رات کی تاریکی خوب چھا جائے اور سورج کی روشنی کا کچھ نشان دکھائی نہ دے۔

فَائِدَہ:[۴]......یعنی جس شان وعظمت کا اُس کو بنایا۔ اور بعض کے نزدیک ﴿مَا بَنٰهَا﴾ سے مراد اُس کا بنانے والا ہے۔

فَائِدَہ:[۵]......یعنی جس حکمت سے اُس کو پھیلا کر مخلوق کی بود و باش کے قابل کیا۔ یہاں بھی بعض نے ﴿وَمَا طَحٰهَا﴾ سے اُس کا

پھیلانے والا مراد لیا ہے۔

فائدہ:[۶] ......کہ اعتدال مزاج کا اور حواس ظاہری و باطنی اور قوائے طبیعیہ حیوانیہ ونفسانیہ سب اُس کو دیئے اور نیکی بدی کے راستوں پر چلنے کی استعداد رکھی۔

فائدہ:[۷] اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہ نمائی فطرت صحیحہ عقل سلیم ورسل کے ذریعہ کی: ......یعنی اوّل تو اجمالی طور پر عقل سلیم اور فطرتِ صحیحہ کے ذریعہ سے بھلائی برائی میں فرق کرنے کی سمجھ دی، پھر تفصیلی طور پر انبیاء ورُسل کی زبانی خوب کھول کھول کر بتلادیا کہ یہ راستہ بدی کا اور یہ پرہیز گاری کا ہے۔ اس کے بعد قلب میں جو نیکی کا رجحان یا بدی کی طرف میلان ہو، اُن دونوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے، گو القاءِ اوّل میں فرشتہ واسطہ ہوتا ہے اور ثانی میں شیطان۔ پھر وہ رجحان ومیلان کبھی بندہ کے قصد واختیار سے مرتبۂ عزم تک پہنچ کر صدورِ فعل کا ذریعہ بن جاتا ہے جس کا خالق اللہ اور کاسب بندہ ہے۔ اسی کسب خیر وشر پر مجازات کا سلسلہ بطریق تسبیب قائم ہے۔ وھذہ المسئلۃ من معضلات المسائل۔ وتفصیلھا یطلب من مظانھا۔ ونرید ان نفرد لھا جزأ ان ساعدنا التوفیق واللہ الموفق والمعین۔

فائدہ:[۸] ......نفس کا سنوارنا اور پاک کرنا یہ ہے کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کے تابع کرے اور عقل کو شریعتِ الٰہیہ کا تابع دار بنائے تا کہ روح اور قلب دونوں تجلیٔ الٰہی کی روشنی سے منور ہو جائیں۔

فائدہ:[۹] ......خاک میں ملا چھوڑنے سے یہ مراد ہے کہ نفس کی باگ یکسر شہوت وغضب کے ہاتھ میں دیدے، عقل وشرع سے کچھ سروکار نہ رکھے، گویا خواہش اور ہوٰی کا بندہ بن جائے، ایسا آدمی جانوروں سے بدتر اور ذلیل ہے۔

تنبیہ: شروع سورت سے لے کر اب تک سب قسموں کا جواب: ......﴿قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۝﴾ جواب قسم ہے اور اس کو مناسبت قسموں سے یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی، دن کا اُجالا اور رات کا اندھیرا، آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی کو ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا اور نفس انسانی میں خیر وشر کی متقابل قوتیں رکھیں اور دونوں کو سمجھنے اور اُن پر چلنے کی قدرت دی، اسی طرح متضاد ومختلف اعمال پر مختلف ثمرات ونتائج مرتب کرنا بھی اُسی حکیم مطلق کا کام ہے۔ خیر وشر اور ان دونوں کے مختلف آثار ونتائج کا عالم میں پایا جانا بھی حکمتِ تخلیق کے اعتبار سے ایسا ہی موزوں ومناسب ہے، جیسے اندھیرے اور اُجالے کا وجود۔

فائدہ:[۱۰] قوم ثمود نے جھٹلایا: ......یعنی حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ یہ ﴿وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۝﴾ کی ایک مثال عبرت کے لیے بیان فرمادی۔ سورۂ اعراف (آیت: ۷۳-۷۵) وغیرہ میں یہ قصہ مفصل گزر چکا ہے۔

فائدہ:[۱۱] اَشۡقٰی سے مراد: ......یہ بدبخت قذار بن سالف تھا۔

فائدہ:[۱۲] قوم ثمود کو حضرت صالح علیہ السلام کی نصیحت: ......یعنی خبردار! اس کو قتل نہ کرنا اور نہ اس کا پانی بند کرنا۔ پانی کا ذکر اس لیے فرمایا کہ بظاہر اسی سبب سے وہ اس کے قتل پر آمادہ ہوئے تھے۔ اور ''اللہ کی اونٹنی'' اس اعتبار سے کہا کہ اللہ نے اُس کو حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کا ایک نشان بنایا تھا اور اُس کا احترام واجب کیا تھا۔ یہ قصہ پہلے ''اعراف'' (آیت: ۷۳) وغیرہ میں گزر چکا۔

فائدہ:[۱۳] قوم ثمود نے اونٹنی کو قتل کر دیا: ......حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝﴾ [الاعراف: ۷۳] (اس اونٹنی کو برائی سے ہاتھ نہ لگانا، ورنہ سخت دردناک عذاب میں پھنس جاؤ گے) اُن لوگوں نے اس بات کو جھوٹ سمجھا، پیغمبر کی تکذیب کی اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ آخر وہی ہوا جو حضرت صالح علیہ السلام نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے سب کو مٹا کر برابر کر دیا۔

فائدہ:[۱۴] ......یعنی جیسے بادشاہانِ دنیا کو کسی بڑی قوم یا جماعت کی سزا دہی کے بعد احتمال ہوتا ہے کہ کہیں ملک میں شورش برپا نہ ہو جائے، یا انتظام ملکی میں خلل نہ پڑے، اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کا کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ ایسی کونسی طاقت ہے جو سزا یافتہ مجرموں کا انتقام لینے کے لئے اُس کا پیچھا کرے گی؟! العیاذ باللہ!

ایاتها ۲۲ ۹۲ سورۃ اللیل مکیۃ ۹ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ① وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ② وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ③ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ

قسم رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب روشن ہو اور اس کی جو اس نے پیدا کیے نر اور مادہ تمہاری کمائی

لَشَتّٰی ④ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ⑤ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ⑥ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ⑦ وَاَمَّا مَنۡ

طرح طرح پر ہے وا سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اس کو ہم سہج سہج پہنچا دیں گے آسانی میں و۲ اور جس نے

بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ⑧ وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ⑨ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ⑩ وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ

نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اس کو ہم سہج سہج پہنچا دیں گے سختی میں و۳ اور کام نہ آئے گا اس کے مال اس کا

اِذَا تَرَدّٰی ⑪ اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡہُدٰی ⑫ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَۃَ وَالۡاُوۡلٰی ⑬ فَاَنۡذَرۡتُکُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ⑭

جب گڑھے میں گرے گا و۴ ہمارا ذمہ ہے راہ سجھا دینا اور ہمارے ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا و۵ سو میں نے سنا دی تم کو خبر ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی و۶

لَا یَصۡلٰىہَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ⑮ الَّذِیۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ⑯ وَسَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی ⑰ الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ

اس میں وہی گرے گا جو بڑا بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا و۷ اور بچا دیں گے اس سے بڑے ڈرنے والے کو و۸ جو دیتا ہے

مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ⑱ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی ⑲ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِ الۡاَعۡلٰی ⑳

اپنا مال دل پاک کرنے کو و۹ اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ دے مگر واسطے چاہنے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے

وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی ㉑

اور آگے وہ راضی ہوگا و۱۰

ع ۱۷

فائدۃ: [۱] انسان کے محنت و کوشش کے مختلف طریقے ہوتے ہیں:...... یعنی جس طرح دنیا میں رات اور دن، نر اور مادہ، مختلف و متضاد چیزیں پیدا کی گئی ہیں، تمہارے اعمال اور کوششیں بھی مختلف و متضاد ہیں، پھر ان مختلف اعمال و مساعی پر ظاہر ہے ثمرات و نتائج بھی

مختلف ہی مرتب ہوں گے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

فَائِدَۃ:[۲] آسان رستے والے:......یعنی جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا اور دل میں خدا سے ڈرتا ہے اور اسلام کی بھلی باتوں کو سچ جانتا، اور بشارات ربانی کو صحیح سمجھتا ہے، اُس کے لیے ہم اپنی عادت کے موافق نیکی کا راستہ آسان کردیں گے، اور انجام کار انتہائی آسانی اور راحت کے مقام پر پہنچادیں گے جس کا نام جنت ہے۔

فَائِدَۃ:[۳] مشکل اور دشوار راستے والے:......یعنی جس نے خدا کی راہ میں خرچ نہ کیا، اُس کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی پروانہ کی اور اسلام کی باتوں اور اللہ کے وعدوں کو جھوٹ جانا، اُس کا دل روز بہ روز تنگ اور سخت ہوتا چلا جائے گا، نیکی کی توفیق سلب ہوتی جائے گی اور آخر کار آہستہ آہستہ عذاب الٰہی کی انتہائی سختی میں پہنچ جائے گا۔ یہی اللہ کی عادت ہے کہ سعداء جب نیک عمل اختیار کرتے ہیں اور اشقیاء جب بدعمل کی طرف چلتے ہیں تو دونوں کے لیے وہی راستہ آسان کردیا جاتا ہے جو انہوں نے تقدیر الٰہی کے موافق اپنے ارادہ اور اختیار سے پسند کرلیا ہے: ﴿كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل:۲۰]

فَائِدَۃ:[۴] آخرت میں مال کام نہ آئے گا:......یعنی جس مال و دولت پر گھمنڈ کرکے یہ آخرت کی طرف سے بے پروا ہورہا تھا، وہ ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے گا۔

فَائِدَۃ:[۵] حکمت کا تقاضہ:......یعنی ہماری حکمت اس کو مقتضی نہیں کہ کسی آدمی کو زبردستی نیک یا بد بننے پر مجبور کردیں۔ ہاں! یہ ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ سب کو نیکی بدی کی راہ سجھادیں اور بھلائی برائی کو خوب کھول کر بیان کردیں، پھر جو شخص جو راہ اختیار کرلے، دنیا اور آخرت میں اُسی کے موافق اُس سے برتاؤ کریں گے۔

فَائِدَۃ:[۶] بھڑکتی آگ کی سزا:......اس ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے شاید دوزخ کا وہ طبقہ مراد ہوگا جو بڑے بھاری مجرموں اور بدبختوں کے لیے مخصوص ہے۔

فَائِدَۃ:[۷]......یعنی ہمیشہ کے لیے وہی گرے گا کہ پھر کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا، کما تدل علیه النصوص۔

فَائِدَۃ:[۸]......یعنی ایسے لوگوں کو اُس کی ہوا تک بھی نہیں لگے گی، صاف بچادیئے جائیں گے۔

فَائِدَۃ:[۹]......یعنی نفس کو رذیلۂ بخل و طمع وغیرہ سے پاک کرنا مقصود ہے، کسی طرح کا ریا اور نمود و نمائش یا دنیوی اغراض پیش نظر نہیں۔

فَائِدَۃ:[۱۰] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بشارت:......یعنی خرچ کرنے سے کسی مخلوق کے احسان کا بدلہ اُتارنا مقصود نہیں، بلکہ خالص رضائے مولیٰ کی طلب اور دیدار الٰہی کی تمنا میں گھر بار لٹا رہا ہے، تو وہ اطمینان رکھے کہ اُسے ضرور خوش کردیا جائے گا، اور اس کی یہ تمنا ضرور پوری ہوکر رہے گی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [التوبہ:۱۲۰]

تنبیہ:......اگرچہ مضمون آیات کا عام ہے، لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ ان آخری آیات کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہوا۔ اور یہ بہت بڑی دلیل اُن کی فضیلت و برتری کی ہے، زہے نصیب اُس بندے کے جس کے اتقی ہونے کی تصدیق آسمان سے ہو: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ [الحجرات:۱۳] اور خود حضرت حق سے اُس کو ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ کی بشارت سنائی جائے۔ فی الحقیقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ کی بشارت ایک انعکاس ہے اُس بشارت عظمیٰ کا جو آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آرہی ہے: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾۔ [الضحیٰ:۵]

آیاتها ۱۲ | ۹۳ سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ ۱۱ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ۝۱ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

قسم دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے نہ رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا[۱] اور البتہ پچھلی بہتر ہے

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝۶

تجھ کو پہلی سے[۲] اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا[۳] بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی[۴]

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَاَمَّا

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی[۵] اور پایا تجھ کو مفلس پھر بے پروا کر دیا[۶] سو جو یتیم ہو اس کو مت دبا[۷] اور جو

السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

مانگتا ہو اس کو مت جھڑک[۸] اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر[۹]

فائدہ: [۱] سورۂ ضحیٰ کا شانِ نزول، انقطاعِ وحی اور کفار کا اعتراض اور اس کا جواب:...... روایاتِ صحیحہ میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام دیر تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آئے (یعنی وحی قرآنی بند رہی) مشرکین کہنے لگے کہ (لیجئے) محمد کو اُس کے رب نے رخصت کر دیا۔ اُس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں، میرا گمان یہ ہے۔ (واللہ اعلم!) کہ یہ زمانہ فترۃ الوحی کا ہے جب سورۂ "اقرأ" کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے بعد ایک طویل مدت تک وحی رُکی رہی تھی اور حضور ﷺ خود اس فترت کے زمانہ میں سخت مغموم و مضطرب رہتے تھے، تاآنکہ فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱﴾ [المدثر:۱] کا خطاب سنایا۔ اغلب ہے کہ اس وقت مخالفوں نے اس طرح کی چہ میگوئیاں کی ہوں، چنانچہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے جو الفاظ نقل کئے ہیں، وہ اسی احتمال کی تائید کرتے ہیں۔ ممکن ہے اسی دوران میں وہ قصہ بھی پیش آیا ہو جو بعض احادیثِ صحیحہ میں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ بیماری کی وجہ سے دو تین رات نہ اُٹھ سکے، تو ایک (خبیث) عورت کہنے لگی: اے محمد! معلوم ہوتا ہے تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے (العیاذ باللہ) غرض ان سب خرافات کا جواب سورۂ ﴿وَالضُّحٰى﴾ میں دیا گیا ہے۔ پہلے قسم کھائی دھوپ چڑھتے وقت کی اور اندھیری رات کی، پھر فرمایا کہ (دشمنوں کے سب خیالات غلط ہیں) نہ تیرا رب تجھ سے ناراض اور بیزار ہوا، نہ تجھ کو رخصت کیا، بلکہ جس طرح ظاہر میں وہ اپنی قدرت و حکمت کے مختلف نشان ظاہر کرتا، اور دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن کو لاتا ہے، یہی کیفیت باطنی حالات کی سمجھو۔ اگر سورج کی دھوپ کے بعد

رات کی تاریکی کا آنا اللہ کی خفگی اور ناراضی کی دلیل نہیں، اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد دن کا اُجالا کبھی نہ ہوگا تو چند روز نورِ وحی کے رُکے رہنے سے یہ کیوں کر سمجھ لیا جائے کہ آج کل خدا اپنے منتخب کئے ہوئے پیغمبر سے خفا اور ناراض ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ ایسا کہنا تو خدا کے علم محیط اور حکمت بالغہ پر اعتراض کرنا ہے، گویا اُسے خبر نہ تھی کہ جس کو میں نبی بنا رہا ہوں وہ آئندہ چل کر اس کا اہل ثابت نہ ہوگا۔ العیاذ باللہ!

فَائِدَة:[۲] دن بدن آپ ﷺ کے درجات و مراتب میں ترقی ہو رہی ہے:...... یعنی آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ وحی کی یہ چند روزہ رکاوٹ آپ کے نزول و انحطاط کا سبب نہیں، بلکہ بیش از بیش عروج و ارتقا کا ذریعہ ہے اور اگر پچھلی سے بھی پچھلی حالت کا تصور کیا جائے، یعنی آخرت کی شان و شکوہ کا، جب کہ آدم اور آدم کی ساری اولاد آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوگی تو وہاں کی بزرگی اور فضیلت تو یہاں کے اعزاز و اکرام سے بے شمار درجہ بڑھ کر ہے۔

فَائِدَة:[۳] ناراضگی تو دور کی بات ہے، اب تو خود اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو راضی کر دے گا:...... یعنی ناراض اور بیزار ہو کر چھوڑ دینا کیسا، ابھی تو تیرا رب تجھ کو (دنیا و آخرت میں) اس قدر دولتیں اور نعمتیں عطا فرمائے گا کہ تو پوری طرح مطمئن اور راضی ہو جائے۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ محمد راضی نہیں ہوگا جب تک اُس کی اُمت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فَائِدَة:[۴] ایواء (پناہ دینے) کی وضاحت:...... حضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی آپ کے والد وفات پا چکے تھے، چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ نے رحلت کی، پھر آٹھ سال کی عمر تک اپنے دادا (عبد المطلب) کی کفالت میں رہے۔ آخر اس دُرِّ یتیم اور نادرۂ روزگار کی ظاہری تربیت و پرورش کی سعادت آپ ﷺ کے بے حد شفیق چچا ابو طالب کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے زندگی بھر آپ ﷺ کی نصرت و حمایت اور تکریم و تبجیل میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ ہجرت سے کچھ پہلے وہ بھی دنیا سے رخصت ہوئے، چند روز بعد یہ امانتِ الٰہی اللہ کے حکم سے انصارِ مدینہ کے گھر پہنچ گئی۔ ''اوس'' اور ''خزرج'' کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا اور انہوں نے اس کی حفاظت اس طرح کی، جس کی نظیر چشمِ فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ایواء [پناہ دینے] کے تحت میں داخل ہیں، کما اشار الیہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔

فَائِدَة:[۵] حضور ﷺ کی ہدایت کی طرف راہنمائی:...... جب حضرت ﷺ جوان ہوئے، قوم کے مشرکانہ اطوار اور بیہودہ رسم و راہ سے سخت بیزار تھے اور قلب میں خدائے واحد کی عبادت کا جذبہ پورے زور کے ساتھ موجزن تھا، عشقِ الٰہی کی آگ سینۂ مبارک میں بڑی تیزی سے بھڑک رہی تھی۔ وصول الی اللہ اور ہدایتِ خلق کی اُس اکمل ترین استعداد کا چشمہ جو تمام عالم سے بڑھ کر نفسِ قدسی میں ودیعت کیا گیا تھا، اندر ہی اندر جوش مارتا تھا، لیکن کوئی صاف کھلا ہوا راستہ اور مفصل راستہ اور مفصل دستور العمل بظاہر دکھائی نہ دیتا تھا، جس سے اُس عرش و کرسی سے زیادہ وسیع قلب کو تسکین ہوتی۔ اسی جوشِ طلب اور فرطِ محبت میں آپ ﷺ بے قرار اور سرگرداں پھرتے اور غاروں اور پہاڑوں میں جا کر مالک کو یاد کرتے اور محبوبِ حقیقی کو پکارتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ''غارِ حرا'' میں فرشتہ کو وحی دے کر بھیجا اور وصول الی اللہ اور اصلاحِ خلق کی تفصیلی راہیں آپ ﷺ پر کھول دیں، یعنی دینِ حق نازل فرمایا: ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا﴾ الآیۃ [الشوریٰ:۵۲]

تنبیہ:...... یہاں ﴿ضَآلًّا﴾ کے معنی کرتے وقت سورۂ یوسف کی آیت ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝﴾ [یوسف:۹۵] کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

فَائِدَة:[۶] غناء عطا فرمانا:...... اس طرح کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت میں آپ ﷺ مضارب ہو گئے، اُس میں نفع ملا، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نکاح کر لیا اور اپنا تمام مال حاضر کر دیا، یہ تو ظاہری غنا تھا۔ باقی آپ ﷺ کے قلبی اور باطنی غنا کا

درجہ تو وہ غنی عن العالمین ہی جانتا ہے، کوئی بشر اس کا کیا اندازہ کر سکے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ابتدا سے مورد انعامات رہے ہیں، آئندہ بھی رہیں گے۔ جس پروردگار نے اس شان سے آپ کی تربیت فرمائی کیا وہ خفا ہو کر آپ کو یونہی درمیان میں چھوڑ دے گا؟ استغفر اللہ!

فَائِدَة:[۷] یتیموں سے حسن سلوک کی تاکید:...... بلکہ اس کی خبر گیری اور دلجوئی کر، جس طرح تم کو یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ٹھکانا دیا تم دوسرے یتیموں کو ٹھکانا دو۔ اسی طرح کے مکارم اخلاق اختیار کرنے سے بندہ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ [البقرہ:۱۳۸] حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''انا و كافل اليتيم كهاتين واشار الى السبابة والوسطى۔''

فَائِدَة:[۸] اللہ تعالیٰ نے غناء عطا فرمایا:...... یعنی تم نادار تھے، اللہ تعالیٰ نے غنا عطا فرمایا۔ اب شکر گزار بندے کا حوصلہ یہی ہونا چاہئے کہ مانگنے والوں سے تنگ دل نہ ہو اور حاجت مندوں کے سوال سے گھبرا کر جھڑکنے ڈانٹنے کا شیوہ اختیار نہ کرے، بلکہ فراخ دلی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ احادیث میں سائلین کے مقابلہ پر آپ ﷺ کی وسعتِ اخلاق کے جو قصے منقول ہیں، وہ بڑے سے بڑے مخالف کو آپ ﷺ کے اخلاق کا گرویدہ بنا دیتے ہیں۔

تنبیہ:...... صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ سائل کے زجر کی ممانعت اُس صورت میں ہے جب وہ نرمی سے مان جائے، ورنہ اگر اڑی لگا کر کھڑا ہو جائے اور کسی طرح نہ مانے اُس وقت زجر جائز ہے۔

فَائِدَة:[۹] اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا:...... محسن کے احسانات کا بہ نیت شکر گزاری (نہ بہ قصد فخر و مباہات) چرچا کرنا شرعاً محمود ہے۔ لہٰذا جو انعامات اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائے، ان کو بیان کیجئے، خصوصاً وہ نعمتِ ہدایت جس کا ذکر ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ میں ہوا۔ اس کا لوگوں میں پھیلانا، اور کھول کھول کر بیان کرنا تو آپ کا فرض منصبی ہے۔ شاید آپ ﷺ کے ارشادات وغیرہ کو جو حدیث کہا جاتا ہے، وہ اسی لفظ ﴿فَحَدِّثْ﴾ سے لیا گیا ہو۔ واللہ اعلم!

ایاتها ۹ ۹۴ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ ۱۲ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ② الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③ وَرَفَعْنَا لَكَ

کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ ف۱ اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا جس نے جھکا دی تھی پیٹھ تیری ف۲ اور بلند کیا ہم نے

ذِكْرَكَ ④ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑤ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑥ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ⑦

مذکور تیرا ف۳ سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے ف۴ پھر جب تو فارغ ہو تو محنت کر

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ⑧ ع ۱۹

اور اپنے رب کی طرف دل لگا ف۵

فائدہ:[۱] آپ ﷺ کا شرح صدر:...... کہ اُس میں علوم و معارف کے سمندر اُتار دیئے اور لوازمِ نبوت اور فرائضِ رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا کہ بیشمار دشمنوں کی عداوت اور مخالفوں کی مزاحمت سے گھبرانے نہ پائیں۔

تنبیہ:...... احادیث وسیر سے ثابت ہے کہ ظاہری طور پر بھی فرشتوں نے متعدد مرتبہ آپ کا سینہ چاک کیا، لیکن مدلول آیت کا بظاہر وہ معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۲] آپ ﷺ کے بوجھ میں تخفیف:...... وحی کا اُترنا اول سخت مشکل تھا، پھر آسان ہو گیا، یا منصبِ رسالت کی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے خاطر شریف پر گرانی گزرتی ہوگی، وہ رفع کر دی گئی۔ یا "وزر" سے وہ اُمور مباحہ مراد ہوں جو گاہ بہ گاہ آپ ﷺ قرینِ حکمت وصواب سمجھ کر کر لیتے تھے اور بعد میں اُن کا خلافِ حکمت یا خلافِ اولیٰ ہونا ظاہر ہوتا تھا۔ اور آپ ﷺ بوجہ علوشان اور غایت قرب کے اُس سے ایسے ہی مغموم ہوتے تھے، جس طرح کوئی گناہ سے مغموم ہوتا ہے تو اس آیت میں اُن پر مواخذہ نہ ہونے کی بشارت ہوئی کذا روی عن بعض السلف اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی تھی، قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے اُن پر فائز ہونا دشوار معلوم ہوتا ہوگا، اللہ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا وہ دشواریاں جاتی رہیں اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔

فائدہ:[۳] آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی:...... یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ ﷺ کا نام بلند ہے۔ دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ اذان، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ کے نام کے بعد آپ ﷺ

کا نام لیا جاتا ہے، اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے، وہیں ساتھ کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔

فَائِدَہ:[۴] تنگی کے بعد آسانی ہے:......یعنی اللہ کی رضا جوئی میں جو سختیاں آپ ﷺ نے برداشت کیں اور رنج وتعب کھینچے، اُن میں سے ہر ایک سختی کے ساتھ کئی کئی آسانیاں ہیں، مثلاً حوصلہ فراخ کر دینا جس سے اُن مشکلات کا اُٹھانا سہل ہو گیا، اور ذکر کا بلند کرنا، جس کا تصور بڑی بڑی مصیبتوں کے تحمل کو آسان کر دیتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب ہم نے آپ ﷺ کو روحانی راحت دی اور روحانی کلفت رفع کر دی، جیسا کہ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ﴾ الآیۃ سے معلوم ہوا، تو اس سے دنیوی راحت ومحنت میں بھی ہمارے فضل وکرم کا امیدوار رہنا چاہیے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ بیشک موجودہ مشکلات کے بعد آسانی ہونے والی ہے، اور تاکید مزید کے لیے پھر کہتے ہیں کہ ضرور موجودہ سختی کے بعد آسانی ہو کر رہے گی، چنانچہ احادیث وسیر سے معلوم ہو چکا کہ وہ سب مشکلات ایک ایک کر کے دور کر دی گئیں اور ہر ایک سختی اپنے بعد کئی کئی آسانیاں لے کر آئی۔ اب بھی عادۃ اللہ یہی ہے کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ پر اعتماد رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اُسی سے لو لگائے، اُسی کے فضل ورحمت کا اُمیدوار رہے، امتداد زمانہ سے گھبرا کر آس نہ توڑ بیٹھے، ضرور اللہ اُس کے حق میں آسانی کرے گا، ایک طرح کی نہیں، کئی طرح کی، وفی الحدیث: "لن یغلب عسر یسرین۔" وفیہ ایضا "لو جاء العسر فدخل ھذا الحجر لجاء الیسر حتی یدخل علیہ فیخرجہ۔"

فَائِدَہ:[۵] آپ ﷺ کو مزید محنت اور توجہ إلی اللہ کا حکم:......یعنی جب خلق کے سمجھانے سے فراغت پائے تو خلوت میں بیٹھ کر محنت کر، تا مزید یسر کا سبب بنے اور اپنے رب کی طرف (بلا واسطہ) متوجہ ہو۔

تنبیہ:......خلق کو سمجھانا اور نصیحت کرنا آپ ﷺ کی اعلیٰ ترین عبادت تھی، لیکن اُس میں فی الجملہ مخلوق کا توسط ہوتا تھا۔ مطلوب یہ ہے کہ اِدھر سے ہٹ کر بلا واسطہ بھی متوجہ ہونا چاہیے۔ اس کی تفسیر اور کئی طرح کی گئی ہے، مگر اقرب یہی معلوم ہوتی ہے۔

ایاتھا ۹ ۹۵ سُورَۃُ التِّیۡنِ مَکِّیَّۃٌ ۲۸ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ① وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ② وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ③ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ

قسم انجیر کی اور زیتون کی ف۱ اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی ف۲ ہم نے بنایا آدمی

اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ④ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ⑤ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

خوب سے انداز ے پر ف۳ پھر پھینک دیا اس کو نیچوں سے نیچے ف۴ مگر جو یقین لائے اور عمل کئے اچھے سو

فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ⑥ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ⑦ اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ⑧ ع

ان کے لیے ثواب ہے بے انتہا ف۵ پھر تو اس کے پیچھے کیوں جھٹلائے بدلہ ملنے کو ف۶ کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ف۷

فَائِدَة:[۱] انجیر اور زیتون کی قسم:...... انجیر اور زیتون دونوں چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کی حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی مشابہت رکھتے ہیں، اسی لیے ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ﴾ کے مضمون کو ان دونوں کی قسم سے شروع کیا۔ اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں ﴿التِّیۡنِ﴾ اور ﴿الزَّیۡتُوۡنِ﴾ سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے قریب ''بیت المقدس'' واقع ہے۔ گویا ان درختوں کی قسم مقصود نہیں، بلکہ اُس مقام مقدس کی قسم کھائی ہے، جہاں یہ درخت بکثرت پائے جاتے ہیں اور وہی مولد و مبعث حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔

فَائِدَة:[۲] طور سینین اور مکہ معظمہ کی قسم:...... ''طورِ سینین'' یا ''طورِ سیناء'' وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف ہم کلامی بخشا۔ اور ''امن والا شہر'' مکہ معظمہ ہے، جہاں سارے عالم کے سردار حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اللہ کی سب سے بڑی اور آخری امانت (قرآن کریم) اوّل اسی شہر میں اُتاری گئی۔ تورات کے آخر میں ہے: ''اللہ طورِ سیناء سے آیا اور ساعیر سے چمکا (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) اور فاران سے بلند ہو کر پھیلا۔'' (فاران مکہ کے پہاڑ ہیں)

فَائِدَة:[۳] بہترین سانچہ میں انسان کی تخلیق:...... یعنی یہ سب مقاماتِ متبرکہ جہاں سے ایسے ایسے اولوالعزم پیغمبر اُٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا، اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری و باطنی خوبیاں اُس کے وجود میں جمع کی ہیں، اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے گوئے سبقت لے جائے، بلکہ مسجودِ ملائکہ بنے۔

فَائِدَة:[۴] یہی اشرف المخلوقات انسان کبھی اسفل السافلین میں ہو جاتا ہے:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اُس کو

لائق بنایا فرشتوں کے مقام کا، پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے۔''

فَائِدَة:[۵]......جو کبھی کم یا ختم نہ ہوگا۔

فَائِدَة:[۶] انسان سے اللہ تعالیٰ کا سوال کہ تکذیب کیوں کرتا ہے؟:......یعنی او آدمی ان دلائل کے بعد کیا سبب ہے، جس کی بنا پر سلسلۂ جزاء وسزا کا انکار کیا جاسکتا ہے؟ یا یہ خطاب نبی کریم ﷺ کو ہوگا، یعنی ایسے صاف بیانات کے بعد کیا چیز ہے جو منکرین کو جزا کے معاملہ میں تمہاری تکذیب پر آمادہ کرتی ہے، خیال کرو انسان کو اللہ نے پیدا کیا اور بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا، اس کا قوام ایسی ترکیب سے بنایا کہ اگر چاہے تو نیکی اور بھلائی میں ترقی کر کے فرشتوں سے آگے نکل جائے، کوئی مخلوق اس کی ہمسری نہ کر سکے، چنانچہ اس کے کامل نمونے دنیا نے شام، بیت المقدس، کوہ طور اور مکہ معظمہ میں اپنے اپنے وقت پر دیکھ لیے جن کے نقش قدم پر اگر آدمی چلیں تو انسانی کمالات اور دارین کی کامیابی کے اعلیٰ ترین مقامات پر پہنچ جائیں، لیکن انسان خود اپنی بدتمیزی اور بدعملی سے ذلت وہلاکت کے گڑھے میں گرتا اور اپنی پیدائشی بزرگی کو گنوا دیتا ہے، کسی ایماندار اور نیکوکار انسان کو اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ نیچے نہیں گراتا، بلکہ اُس کے تھوڑے عمل کا بے اندازہ صلہ مرحمت فرماتا ہے۔ کیا ان حالات کے سننے کے بعد بھی کسی کا منہ ہے جو دین فطرت کے اصول اور جزاء وسزا کے ایسے معقول قاعدوں کو جھٹلا سکے؟ ہاں! ایک ہی صورت تکذیب وانکار کی ہوسکتی ہے کہ دنیا کو یونہی ایک بے سرا کارخانہ فرض کرلیا جائے، جس پر نہ کسی کی حکومت ہو، نہ یہاں کوئی آئین وقانون جاری ہو، نہ کسی بھلے برے پر کوئی گرفت کر سکے، اُس کا جواب آگے دیتے ہیں: ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ﴾۔

فَائِدَة:[۷]......یعنی اُس کی شہنشاہی کے سامنے دنیا کی سب حکومتیں ہیچ ہیں، جب یہاں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنے وفاداروں کو انعام اور مجرموں کو سزا دیتی ہیں تو اس احکم الحاکمین کی سرکار سے یہ توقع کیوں نہ رکھی جائے؟

ایاتہا ۲۰ ۹۶ سُوْرَۃُ العَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۱ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ

پڑھ اپنے رب کے نام سے ف۱ جو سب کا بنانے والا ف۲ بنایا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے ف۳ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے ف۴ جس نے

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ

علم سکھایا قلم سے ف۵ سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا ف۶ کوئی نہیں آدمی سر چڑھتا ہے اس سے کہ دیکھے اپنے آپ

اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ اَرَءَيْتَ

کو بے پروا ف۷ بے شک تیرے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۸ تو نے دیکھا اس کو جو منع کرتا ہے ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھے ف۹ بھلا دیکھ

اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ

تو اگر ہوتا نیک راہ پر یا سکھلاتا ڈر کے کام بھلا دیکھ تو اگر جھٹلایا اور منہ موڑا ف۱۰ یہ نہ جانا کہ اللہ

يَرٰى ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ

دیکھتا ہے ف۱۱ کوئی نہیں اگر باز نہ آئے گا ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر ف۱۲ کیسی چوٹی جھوٹی گناہ گار ف۱۳ اب بلا لیوے

نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

اپنی مجلس والوں کو ہم بھی بلاتے ہیں پیادے سیاست کرنے کو ف۱۴ کوئی نہیں مت مان اس کا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو ف۱۵

فائدہ: [۱] پہلی وحی: ...... یہ پانچ آیتیں (﴿اِقْرَاْ﴾ سے ﴿مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾ تک) قرآن کی سب آیتوں اور سورتوں سے پہلے اتریں۔ آپ "غارِ حراء" میں خدائے واحد کی عبادت کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ کو کہا ﴿اِقْرَاْ﴾ (پڑھئے) آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ" (میں پڑھا ہوا نہیں) جبرئیل علیہ السلام نے کئی بار آپ ﷺ کو زور زور سے دبایا، اور بار بار وہی لفظ ﴿اِقْرَاْ﴾ کہا، آپ ﷺ وہی "مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ" جواب دیتے رہے۔ تیسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے زور سے دبا کر کہا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ الآیہ یعنی اپنے رب کے نام کی برکت اور مدد سے پڑھئے۔ مطلب یہ ہے کہ جس رب نے ولادت سے اس وقت تک آپ کی ایک

عجیب اور نرالی شان سے تربیت فرمائی جو پتہ دیتی ہے کہ آپ سے کوئی بہت بڑا کام لیا جانے والا ہے، کیا وہ آپ کو اُدھر [بے سہارا] میں چھوڑ دے گا؟ ہرگز نہیں۔ اُسی کے نام پر آپ کی تعلیم ہوگی، جس کی مہربانی سے تربیت ہوئی ہے۔

فائدہ:[۲] ......یعنی جس نے سب چیزوں کو پیدا کیا، کیا وہ تم میں صفت قرأت پیدا نہیں کر سکتا؟

فائدہ:[۳] انسان کی تخلیق جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے: ...... جمے ہوئے خون میں نہ حس ہے، نہ شعور، نہ علم، نہ ادراک، محض جماد لا یعقل ہے، پھر جو خدا جماد لا یعقل کو انسان عاقل بنا تا ہے، وہ ایک عاقل کو کامل اور ایک اُمی کو قاری و عالم نہیں بنا سکتا۔ یہاں تک قرأت کا امکان ثابت کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں کہ تم کو باوجود اُمی ہونے کے قاری بنادے، آگے اُس کی فعلیت اور وقوع پر متنبہ فرماتے ہیں۔

فائدہ:[۴] آپ ﷺ کی تربیت: ......یعنی آپ کی تربیت جس شان سے کی گئی، اُس سے آپ کی کامل استعداد اور لیاقت نمایاں ہے۔ جب اِدھر سے استعداد میں قصور نہیں اور اُدھر سے مبدأ فیاض میں بخل نہیں، بلکہ وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے، پھر وصول فیض میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ ضرور ہے کہ یونہی ہو کر رہے۔

فائدہ:[۵] قلم سے تعلیم دینے والا بغیر قلم کے بھی دے سکتا ہے: ......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''حضرت ﷺ نے کبھی لکھا پڑھا نہ تھا، فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے، یوں بھی وہی دے گا۔'' اور ممکن ہے اِدھر بھی اشارہ ہو کہ جس طرح مفیض و مستفیض کے درمیان قلم واسطہ ہوتا ہے، اللہ اور محمد ﷺ کے درمیان جبرئیل علیہ السلام محض ایک واسطہ ہیں۔ جس طرح قلم کا توسط اُس کو مستلزم نہیں کہ وہ مستفیض سے افضل ہو جائے، ایسے ہی یہاں حقیقتِ جبرئیلیہ کا حقیقتِ محمدیہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

فائدہ:[۶] ......یعنی انسان کا بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو کچھ نہیں جانتا، آخر اسے رفتہ رفتہ کون سکھاتا ہے؟ بس وہی رب قدیر جو انسان کو جاہل سے عالم بناتا ہے، اپنے ایک اُمی کو عارفِ کامل بلکہ تمام عارفوں کا سردار بنادے گا۔

فائدہ:[۷] احسان فراموش انسان: ......یعنی آدمی کی اصل تو اتنی ہے کہ جمے ہوئے خون سے بنا اور جاہل محض تھا، خدا نے علم دیا، مگر وہ اپنی اصل حقیقت کو ذرا یاد نہیں رکھتا۔ دنیا کے مال و دولت پر مغرور ہو کر سرکشی اختیار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔

فائدہ:[۸] ......یعنی اوّل بھی اُس نے پیدا کیا اور آخر بھی اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اُس وقت اس تکبر اور خود فراموشی کی حقیقت کھلے گی۔

فائدہ:[۹] ابو جہل معلون کی سرکشی اور حق سے روکنا: ......یعنی اس کی سرکشی اور تمرد کو دیکھو کہ خود کو تو اپنے رب کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں، دوسرا بندہ اگر خدا کے سامنے سربسجود ہوتا ہے، اُسے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ان آیات میں اشارہ ابو جہل ملعون کی طرف ہے، جب وہ حضرت ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھتا تو چڑاتا اور دھمکاتا تھا اور طرح طرح سے ایذائیں پہنچانے کی سعی کرتا تھا۔

فائدہ:[۱۰] ......یعنی نیک راہ پر ہوتا، بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا اب جو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا؟ کذا فی موضح القرآن۔ وللمفسرین اقوال فی تفسیرھا، من شاء الاطلاع علیھا فلیراجع روح المعانی۔

فائدہ:[۱۱] ......یعنی اُس ملعون کی شرارتوں کو اور اُس نیک بندے کے خشوع و خضوع کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

فائدہ:[۱۲] ......یعنی رہنے دو ایہ سب کچھ جانتا ہے، پر اپنی شرارت سے باز نہیں آتا۔ اچھا اب کان کھول کر سن لے کہ اگر اپنی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم اُس کو جانوروں اور ذلیل قیدیوں کی طرح سر کے بال پکڑ کھسیٹیں گے۔

فائدہ:[۱۳] ......یعنی جس سر پر یہ چوٹی ہے، وہ جھوٹ اور گناہوں سے بھرا ہوا ہے، گویا اُس کا دروغ اور گناہ بال بال میں سرایت کر گیا ہے۔

فائدہ:[۱۴] ابوجہل کی مجلس کو چیلنج :...... ابوجہل نے ایک مرتبہ حضرت ﷺ کو نماز سے روکنا چاہا، آپ ﷺ نے سختی سے جواب دیا۔ کہنے لگا: کیا جانتے نہیں کہ مکہ میں سب سے بڑی مجلس میری ہے؟ اُس پر فرماتے ہیں کہ اب وہ مجلس والے ساتھیوں کو بلالے، ہم بھی اُس کی گوشمالی۔

تنبیہ:...... کے لیے اپنے سپاہی بلاتے ہیں۔ دیکھیں اکون غالب رہتا ہے۔ چند روز بعد ''بدر'' کے میدان میں دیکھ لیا کہ اسلام کے سپاہیوں نے اُسے کس طرح گھسیٹ کر'' قلیب بدر'' میں پھینک دیا۔ باقی اصل وقت گھسیٹے جانے کا آخرت ہے، جب دوزخ کے فرشتے اُس کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم رسید کریں گے۔ روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل حضرت ﷺ کو نماز میں دیکھ کر چلا کہ بے ادبی کرے، وہاں پہنچا نہ تھا کہ گھبرا کر پیچھے ہٹا اور لوگوں کے دریافت کرنے پر کہا کہ مجھے اپنے اور محمد کے درمیان ایک آگ کی خندق نظر آئی، جس میں کچھ پر رکھنے والی مخلوق تھی، میں گھبرا کر واپس آگیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ (ملعون) ذرا آگے بڑھتا، فرشتے اُس کی بوٹی بوٹی جدا کر دیتے، گویا آخرت سے پہلے ہی دنیا میں اُس کو ﴿سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ کا ایک چھوٹا سا نمونہ دکھلا دیا۔

تنبیہ:...... اکثر مفسرین نے ''زبانیة'' سے دوزخ کے فرشتے مراد لیے ہیں۔

فائدہ:[۱۵] سجدہ قرب کی انتہائی حالت ہے:...... یعنی آپ اُس کی ہرگز پروانہ کیجیے اور اُس کی کسی بات پر کان نہ دھریے، جہاں چاہو شوق سے اللہ کی عبادت کرو اور اُس کی بارگاہ میں سجدے کر کے بیش از بیش قرب حاصل کرتے رہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ ''بندہ سب حالتوں سے زیادہ سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتا ہے۔''

آیاتها ۵ ﴿۹۷ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۲۵﴾ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ

ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں ف۱ اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر شب قدر بہتر ہے ہزار

شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى

مہینے سے ف۲ اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ف۳ ہر کام پر ف۴ امان ہے ف۵ وہ رات

مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

صبح کے نکلنے تک ف۶

فائدہ:[۱] لیلۃ القدر میں انزال سے مراد:...... یعنی قرآن مجید "لوح محفوظ" سے سماء دنیا پر "شب قدر" میں اُتارا گیا، اور شاید اسی شب سمائے دنیا سے پیغمبر علیہ السلام پر اُترنا شروع ہوا۔ اس کے متعلق کچھ مضمون سورۂ "دخان" (آیت: ۳ تا ۵) میں گزر چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

فائدہ:[۲]...... یعنی اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے، گویا ہزار مہینے تک نیکی کرتا رہا، بلکہ اس سے بھی زائد۔

فائدہ:[۳] حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کا برکت کے لئے نزول:...... یعنی اللہ کے حکم سے روح القدس (حضرت جبرئیل) بیشمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اُترتے ہیں، تاکہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں۔ اور ممکن ہے "روح" سے مراد فرشتوں کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہو۔ بہرحال اس مبارک شب میں باطنی حیات اور روحانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔

فائدہ:[۴] "من کل امر" سے مراد:...... یعنی انتظام عالم کے متعلق جو کام اس سال میں مقدر ہیں، اُن کے نفاذ کی تعیین کے لیے فرشتے آتے ہیں، کما مرّ فی سورۃ الدخان۔ یا ﴿مِنْ كُلِّ اَمْرٍ﴾ سے امرِ خیر مراد ہو، یعنی ہر قسم کے امور خیر لے کر آسمان سے اُترتے ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ:[۵] لیلۃ القدر سلامتی والی رات ہے:...... یعنی وہ رات امن و چین اور دلجمعی کی رات ہے۔ اُس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ اثر ہوتا ہے نزولِ رحمت و برکت کا جو روح و ملائکہ کے توسط سے ظہور میں آتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس رات جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے عابدین و ذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں، یعنی اُن کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

فائدة:[٦] صبح تک پوری لیلۃ القدر مبارک ہے:......یعنی شام سے صبح تک ساری رات یہی سلسلہ رہتا ہے، اس طرح وہ پوری رات مبارک ہے۔

تنبیہ: لیلۃ القدر رمضان میں ہے، مگر تاریخ متعین نہیں ہے:......قرآن سے معلوم ہوا کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ [البقرہ:۱۸۵] اور حدیث صحیح میں بتلایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں خصوصاً عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنا چاہیے، پھر طاق راتوں میں بھی ستائیسویں شب پر گمان غالب ہوا ہے۔ واللہ اعلم! بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ "شب قدر" ہمیشہ کے لیے کسی ایک رات میں متعین نہیں، ممکن ہے ایک رمضان میں کوئی رات ہو، دوسرے میں دوسری۔

آیاتھا ۹ | ۹۸ سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۰ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١

نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہیں اہل کتاب اور مشرک ف۱ باز آنے والے یہاں تک کہ پہنچے ان کے پاس کھلی بات

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

ایک رسول اللہ کا پڑھتا ہوا ورق پاک ف۲ اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط ف۳ اور وہ جو پھوٹ پڑی اہل

الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

کتاب میں سو جب کہ آچکی ان کے پاس کھلی بات ف۴ اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی خالص کر کے اس کے واسطے

الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ اِنَّ الَّذِيْنَ

بندگی ابراہیم علیہ السلام کی راہ پر ف۵ اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی ف۶ اور جو

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ

منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرک ہوں گے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اس میں ف۷ وہ لوگ ہیں سب خلق

الْبَرِيَّةِ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ

سے بدتر ف۸ وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے بھلے کام وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر ف۹ بدلہ ان کا ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

رب کے یہاں باغ ہیں ہمیشہ رہنے کو نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے

عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۸

راضی ف۸ یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرا اپنے رب سے ف۹

ع۸/۲۴

فائدہ:[۱] کافر اہل کتاب اور مشرکین کی ضد بازی:...... اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ ہوئے، اور مشرکین وہ قومیں جو بت پرستی یا آتش پرستی وغیرہ میں مبتلا تھیں اور کوئی کتاب سماوی اُن کے ہاتھ میں نہ تھی۔

فائدہ:[۲] آنحضرت ﷺ کا صحیفوں کی تلاوت کرنا:...... آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے سب دین والے بگڑ چکے تھے اور ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور تھا، اب چاہیے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھانے سے راہ پر آجائیں تو یہ ممکن نہ تھا، جب تک ایک ایسا عظیم القدر رسول نہ آئے جس کے ساتھ اللہ کی پاک کتاب اس کی قوی مدد ہو کہ چند سال میں ایک ایک ملک کو ایمان کی روشنی سے بھر دے اور اپنی زبردست تعلیم اور ہمت و عزیمت سے دنیا کی کایا پلٹ کر دے، چنانچہ وہ رسول، اللہ کی کتاب پڑھتا ہوا آیا جو پاک ورقوں میں لکھی ہوئی ہے۔

فائدہ:[۳] قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے:...... یعنی قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے، یا یہ مطلب ہو کہ جو عمدہ کتابیں پہلے آچکی ہیں، اُن سب کے ضروری خلاصے اس کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں، یا ﴿کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ﴾ سے علوم و مضامین مراد ہیں، یعنی اس کے علوم بالکل صحیح و راست اور مضامین نہایت مضبوط و معتدل ہیں۔

فائدہ:[۴] حضور ﷺ کی آمد کے بعد بجائے اتفاق کے اہل کتاب اختلاف میں پڑ گئے:...... یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آئے پیچھے شبہ نہیں رہا، پھر اب اہلِ کتاب ضد سے مخالف ہیں، شبہ سے نہیں، اسی لیے اُن میں دو فریق ہو گئے: جس نے ضد کی، منکر رہا۔ جس نے انصاف کیا، ایمان لے آیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جس پیغمبر آخر الزماں کا انتظار کر رہے تھے، اُس کے آنے پر اپنے تمام اختلافات کو ختم کر کے سب ایک راستہ پر پڑ لیتے، مگر انہوں نے اپنی بدبختی اور عناد سے سبب وحدت و اجتماع کو خلاف و شقاق کا ذریعہ بنا لیا، جب اہلِ کتاب کا یہ حال ہے تو جاہل مشرکوں کا تو پوچھنا کیا۔

تنبیہ: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک البینۃ کا مصداق:...... حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ﴿الْبَیِّنَۃُ﴾ کا مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کو ٹھہرایا ہے، یعنی جب حضرت مسیح کھلے کھلے نشان لے کر آئے، یہود دشمن ہو گئے۔ اور نصاریٰ نے بھی دنیوی اغراض میں پھنس کر اپنی جماعتیں اور پارٹیاں بنالیں۔ مدعا یہ ہے کہ پیغمبر کا آنا اور کتاب کا نازل ہونا بھی بغیر حضرتِ حق کی توفیق کے کفایت نہیں کرتا۔ کتنے ہی سامانِ ہدایت جمع ہو جائیں، جن کو توفیق نہیں ملتی، وہ اُسی طرح خسارے میں پڑے رہتے ہیں۔

فائدہ:[۵] اخلاص و توحید کا حکم:...... یعنی ہر قسم کے باطل اور جھوٹ سے علیحدہ ہو کر خالص خدائے واحد کی بندگی کریں اور ابراہیم حنیف کی طرح سب طرف سے ٹوٹ کر اسی ایک مالک کے غلام بن جائیں، تشریع و تکوین کے کسی شعبہ میں کسی دوسرے کو خود مختار نہ سمجھیں۔

فائدہ:[۶] پاکیزہ تعلیم سے انحراف کیوں؟...... یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسندیدہ رہی ہیں، انہی کی تفصیل یہ پیغمبر کرتا ہے، پھر خدا جانے ایسی پاکیزہ تعلیم سے کیوں وحشت کھاتے ہیں؟

فائدہ:[۷]...... یعنی علم کا دعویٰ رکھنے والے اہل کتاب ہوں، یا جاہل مشرک، حق کا انکار کرنے پر سب کا انجام ایک ہے، وہی دوزخ جس

سے کبھی چھٹکارا نہیں۔

فَائِدَہ:[۸] تمام مخلوقات میں بدترین:...... یعنی بہائم سے بھی زیادہ ذلیل اور بدتر، کما قال فی سورۃ الفرقان: ﴿اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ [آیت: ۴۴]

فَائِدَہ:[۹] بہترین مخلوق کی علامات:...... یعنی جو لوگ سب رسولوں اور کتابوں پر یقین لائے اور بھلے کاموں میں لگے رہے، وہی بہترین خلائق ہیں، حتیٰ کہ اُن میں کے بعض افراد بعض فرشتوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔

فَائِدَہ:[۱۰] بہترین مخلوق کے لئے جنت کی نعمتیں:...... یعنی جنت کے باغوں اور نہروں سے بڑھ کر رضائے مولیٰ کی دولت ہے، بلکہ جنت کی تمام نعمتوں کی اصلی روح یہی ہے۔

فَائِدَہ:[۱۱]...... یعنی یہ مقام بلند ہر ایک کو نہیں ملتا، صرف اُن بندوں کا حصہ ہے جو اپنے رب کی ناراضی سے ڈرتے ہیں اور اُس کی نافرمانی کے پاس نہیں جاتے۔

آیاتہا ۹ | ۹۹ سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ ۹۳ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾

جب ہلا ڈالے زمین کو اس کے بھونچال سے ف۱ اور نکال باہر کرے زمین اپنے اندر سے بوجھ ف۲ اور کہے آدمی اس کو کیا ہو گیا ف۳

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا

اس دن کہہ ڈالے گی وہ اپنی باتیں اس واسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اس کو ف۴ اس دن ہو پڑیں گے لوگ طرح طرح پر ف۵ کہ ان کو دکھا دیئے جائیں

اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ ع

ان کے عمل ف۶ سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا اسے ف۷

فَائِدَہ:[۱] قیامت کا زلزلہ:...... یعنی حق تعالیٰ ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلہ سے ہلا ڈالے گا۔ جس کے صدمہ سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہ رہے گا، سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے، تا کہ میدانِ حشر بالکل ہموار اور صاف ہو جائے اور یہ معاملہ قیامت میں نفخِ ثانی کے وقت ہوگا۔

فَائِدَہ:[۲] اس وقت مال و دولت کی بے وقعتی:...... یعنی اُس وقت زمین جو کچھ اُس کے پیٹ میں ہے مثلاً مردے یا سونا چاندی وغیرہ، سب باہر اُگل ڈالے گی، لیکن مال کا کوئی لینے والا نہ ہوگا، سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس پر ہمیشہ لڑا کرتے تھے، کس قدر بے کار ہے۔

فائدۃ:[۳] زلزلہ زمین کو دیکھ کر انسان حیران ہو جائیں گے:.......یعنی آدمی زندہ ہونے اور اس زلزلہ کے آ. ر دیکھنے کے بعد، یا اُن کی روحیں عین زلزلہ کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہو گیا جو اس قدر زور سے ہلنے لگی اور اپنے اندر کی تمام چیزیں ایک دم باہر نکال پھینکیں۔

فائدۃ:[۴] زمین سب کے اعمال ظاہر کر دے گی:.......یعنی بنی آدم نے جو برے بھلے کام اُس کے اُوپر کیے تھے، سب ظاہر کر دے گی، مثلاً کہے گی: فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی، فلاں نے چوری کی تھی، فلاں نے خونِ ناحق کیا تھا، وغیرہ ذٰلک۔ گویا آج کل کی زبان میں یوں سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کیے جاتے ہیں، زمین میں اُن سب کے ریکارڈ موجود رہتے ہیں، قیامت میں وہ پروردگار کے حکم سے کھول دیئے جائیں گے۔

فائدۃ:[۵] لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے:.......یعنی اُس روز آدمی اپنی قبروں سے میدانِ حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے: ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا، ایک زانیوں کا، ایک ظالموں کا، ایک چوروں کا، وعلیٰ ہذا القیاس۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی۔

فائدۃ:[۶] ہر ایک کو اس کا نیک یا بد عمل دکھا دیا جائے گا:.......یعنی میدانِ حشر میں اُن کے عمل دکھلا دیئے جائیں گے، تا بدکاروں کو ایک طرح کی رسوائی اور نیکوکاروں کو ایک قسم کی سرخروئی حاصل ہو، یا ممکن ہے اعمال کے دکھلانے سے ان کے ثمرات ونتائج کا دکھلانا مراد ہو۔

فائدۃ:[۷].......یعنی ہر ایک کا ذرہ ذرہ عمل بھلا ہو یا برا، اُس کے سامنے ہوگا اور حق تعالیٰ جو کچھ معاملہ ہر ایک عمل کے متعلق فرمائیں گے، وہ بھی آنکھوں سے نظر آ جائے گا۔

ایاتھا ۱۱ | ۱۰۰ سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۱۴ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالۡعٰدِيٰتِ ضَبۡحًا ۙ۝۱ فَالۡمُوۡرِيٰتِ قَدۡحًا ۙ۝۲ فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ۝۳ فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۙ۝۴

قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپ کر پھر آگ سلگانے والے جھاڑ کر وا پھر غارت ڈالنے والے صبح کو و۲ پھر اٹھانے والے اس میں گرد و۳

فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۙ۝۵ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ۚ۝۶ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ ۚ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ

پھر گھس جانے والے اس وقت فوج میں و۴ بے شک آدمی اپنے رب کا ناشکرا ہے و۵ اور وہ آدمی اس کام کو سامنے دیکھتا ہے و۶ اور آدمی محبت پر

الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ ؕ۝۸ اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ۙ۝۹ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ۙ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمۡ

مال کی بہت پکا ہے و۷ کیا نہیں جانتا وہ وقت کہ کریدا جائے جو کچھ قبروں میں ہے اور تحقیق ہووے جو کچھ کہ جیوں میں ہے و۸ بے شک ان کے رب کو

بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿١١﴾

ان کی اس دن سب خبر ہے ﴿۹﴾

فائدۃ:[۱] اللہ تعالیٰ کی جانب سے گھوڑوں کی قسم:......یعنی جو پتھریا پتھریلی زمین پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۔

فائدۃ:[۲] عرب میں حملہ کا وقت صبح ہوتا تھا:......عرب میں اکثر عادت صبح کے وقت تاخت [حملہ] کرنے کی تھی، تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو، صبح کو دفعۃً جا پڑیں، اور رات کو حملہ نہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے۔

فائدۃ:[۳]......یعنی ایسی تیزی اور قوت سے دوڑنے والے کہ صبح کے وقت جب کہ رات کی سردی اور شبنم کی رطوبت سے عموماً غبار دبا رہتا ہے، اُن کی ٹاپوں سے اُس وقت بھی بہت گرد و غبار اُٹھتا ہے۔

فائدۃ:[۴]......یعنی اُس وقت بے خوف وخطر دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں۔

تنبیہ: قسم گھوڑوں کی بھی ہوسکتی ہے اور مجاہدین کی بھی:......ممکن ہے کہ قسم کھانا گھوڑوں کی مقصود ہو، جیسا کہ ظاہر ہے، اور ممکن ہے مجاہدین کے رسالہ [فوج کے دستہ] کی قسم ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے، اس سے بڑا کون عمل ہوگا کہ اللہ کے کام پر اپنی جان دینے کو حاضر ہے۔''

فائدۃ:[۵] انسان کو گھوڑوں کی وفاداری اور شکر گزاری سے سیکھنا چاہیے:......یعنی جہاد کرنے والے سواروں کی اللہ کی راہ میں سرفروشی و جانبازی بتلاتی ہے کہ وفادار و شکر گزار بندے ایسے ہوتے ہیں۔ جو آدمی اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو اُس کے راستہ میں خرچ نہیں کرتا، وہ پرلے درجہ کا ناشکرا اور نالائق ہے، بلکہ غور کرو تو خود گھوڑا ازبانِ حال سے شہادت دے رہا ہے کہ جو لوگ مالک حقیقی کی دی ہوئی روزی کھاتے اور اُس کی بیشمار نعمتوں سے شب و روز تمتع کرتے ہیں، پھر اُس کے باوجود اُس کی فرمانبرداری نہیں کرتے، وہ جانوروں سے زیادہ ذلیل وحقیر ہیں۔ ایک شائستہ گھوڑے کو مالک گھاس کے تنکے اور تھوڑا سا دانہ کھلاتا ہے، وہ اتنی سی تربیت پر اپنے مالک کی وفاداری میں جان لڑا دیتا ہے، جدھر سوار اشارہ کرتا ہے اُدھر چلتا ہے، دوڑتا اور ہانپتا ہوا ٹاپیں مارتا اور غبار اُٹھاتا ہوا گھمسان کے معرکوں میں بے تکلف گھس جاتا ہے۔ گولیوں کی بارش میں، تلواروں اور سنگینوں کے سامنے پڑ کر سینہ نہیں پھیرتا، بلکہ بسا اوقات وفادار گھوڑا سوار کو بچانے کے لیے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ کیا انسان نے ایسے گھوڑوں سے کچھ سبق سیکھا کہ اس کا بھی کوئی پالنے والا مالک ہے، جس کی وفاداری میں اُسے جان و مال خرچ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے؟ بیشک انسان بڑا ناشکرا اور نالائق ہے کہ ایک گھوڑے، بلکہ کتّے کی برابر بھی وفاداری نہیں دکھلا سکتا۔

فائدۃ:[۶]......یعنی سرفروش مجاہدین کی اور اُن کے گھوڑوں کی وفاشعاری اور شکر گزاری اُس کی آنکھوں کے سامنے ہے، پھر بھی بے حیا ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

تنبیہ: دیگر تفسیری احتمالات:......ترجمہ کی رعایت سے ہم نے یہ مطلب لکھا ہے ورنہ اکثر مفسرین اس جملہ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان خود اپنی ناشکری پر زبانِ حال سے گواہ ہے۔ ذرا اپنے ضمیر کی آواز کی طرف متوجہ ہو تو سن لے کہ اندر سے خود اُس کا دل کہہ رہا ہے کہ تو بڑا ناشکرا ہے۔ بعض سلف نے ﴿اِنَّهٗ﴾ کی ضمیر رب کی طرف لوٹائی ہے، یعنی اُس کا رب اُس کی ناسپاسی اور کفرانِ نعمت کو دیکھ رہا ہے۔

فائدۃ:[۷] انسان کی حرص:......یعنی حرص وطمع اور بخل و امساک نے اُس کو اندھا بنا رکھا ہے۔ دنیا کے زر و مال کی محبت میں اس قدر غرق ہے کہ منعمِ حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا، نہیں سمجھتا کہ آگے چل کر اس کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

فائدہ:[۸] قبر و حشر کو یاد کرتے تو مال کی محبت میں غافل نہ ہوتے:...... یعنی وہ وقت بھی آنے والا ہے، جب مردہ جسم قبروں سے نکال کر زندہ کیے جائیں گے اور دلوں میں جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں سب کھول کر رکھ دی جائیں گی، اُس وقت دیکھیں یہ مال کہاں تک کام دے گا اور نالائق ناشکرے لوگ کہاں چھوٹ کر جائیں گے، اگر یہ بے حیا اس بات کو بھی سمجھ لیتے تو ہرگز مال کی محبت میں غرق ہو کر ایسی حرکتیں نہ کرتے۔

فائدہ:[۹]...... یعنی ہر چند کہ اللہ کا علم ہر وقت بندے کے ظاہر و باطن پر محیط ہے، لیکن اُس روز اُس کا علم ہر شخص پر ظاہر ہو جائے گا اور کسی کو گنجائش انکار کی نہ رہے گی۔

آیاتہا ۱۲ ۱۰۱ سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۰ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ

وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی ف۱ جس دن ہوں لوگ جیسے پتنگے

الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑥ فَهُوَ فِيْ

بکھرے ہوئے ف۲ اور ہوویں پہاڑ جیسے رنگی ہوئی اون دھنی ہوئی ف۳ سو جس کی بھاری ہوئیں تولیں تو وہ رہے گا

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩

من مانتے گزران میں ف۴ اور جس کی ہلکی ہوئیں تولیں تو اس کا ٹھکانا گڑھا ہے اور تو کیا سمجھا وہ کیا ہے

نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

آگ ہے دہکتی ہوئی ف۵

فائدہ:[۱] کھڑکھڑانے والی سے مراد قیامت ہے:...... مراد قیامت ہے جو قلوب کو سخت فزع اور گھبراہٹ سے اور کانوں کو صوت شدید سے کھڑکھڑا ڈالے گی۔ مطلب یہ ہے کہ حادثۂ قیامت کے اُس ہولناک منظر کا کیا بیان ہو: بس اُس کے بعض آثار آگے بیان کر دیئے جاتے ہیں، جن سے اُس کی سختی اور شدت کا قدرے اندازہ ہو سکتا ہے۔

فائدہ:[۲] قیامت میں افراتفری:...... کہ ہر ایک ایک طرف کو بے تابانہ چلا جاتا ہے، گویا پروانوں کے ساتھ تشبیہ ضعف، کثرت، بیتابی اور حرکت کی بے انتظامی میں ہوئی۔

فَائِدَہ:[۳] قیامت کے دن پہاڑوں کی کمزوری اور تہس نہس ہونا:......یعنی جیسے دُھنیا اُون یا روئی کو دُھنک کر ایک ایک پھاہا [گول کترا ہوا کپڑا] کر کے اُڑا دیتا ہے، اسی طرح پہاڑ متفرق ہو کر اُڑ جائیں گے۔ اور رنگین اُون سے شاید اس لیے تشبیہ دی کہ بہت کمزور اور ہلکی ہوتی ہے، نیز قرآن میں دوسری جگہ پہاڑوں کے رنگ بھی کئی قسم کے بیان فرمائے ہیں: ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ﴾۔ [الفاطر: ۲۷]

فَائِدَہ:[۴] قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا:......یعنی جس کے اعمال وزنی ہوں گے، وہ اُس روز خاطر خواہ عیش و آرام میں رہے گا اور اعمال کا وزن اخلاص و ایمان کی نسبت سے ہوگا۔ دیکھنے میں کتنا ہی بڑا عمل ہو، مگر اخلاص کی روح نہ ہو، وہ اللہ کے ہاں کچھ وزن نہیں رکھتا: ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ [الکھف: ۱۰۵]

فَائِدَہ:[۵] جہنم کی آگ کی سختی:......یعنی جو عذاب اُس طبقہ میں ہے، کچھ آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتا، بس اتنا سمجھ لو کہ ایک آگ ہے، نہایت گرم دہکتی ہوئی جس کے مقابلہ میں گویا دوسری آگ کو گرم کہنا نہ چاہیے۔ اعاذنا اللہ منھا و من سائر وجوہ العذاب بفضلہ ومنہ۔

آیاتہا ۹ — ۱۰۲ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ② كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ③ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ

غفلت میں رکھا تم کو بہتات کی حرص نے — یہاں تک کہ جا دیکھیں قبریں ف۱ — کوئی نہیں آگے جان لو گے — پھر بھی کوئی نہیں آگے

تَعْلَمُوْنَ ۭ④ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۭ⑤ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ⑥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

جان لو گے ف۲ — کوئی نہیں اگر جانو تم یقین کر کے ف۳ — بے شک تم کو دیکھنا ہے دوزخ — پھر دیکھنا ہے اس کو یقین کی

الْيَقِيْنِ ۙ⑦ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ⑧ ع ۸/۲۶

آنکھ سے ف۴ — پھر پوچھیں گے تم سے اس دن آرام کی حقیقت ف۵

فَائِدَہ:[۱] انسان کی مال و دولت کی فراوانی کی حرص اور غفلت یہاں تک کہ موت آجاتی ہے:......یعنی مال و اولاد کی کثرت اور دنیا کے ساز و سامان کی حرص آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے، نہ مالک کا دھیان آنے دیتی ہے، نہ آخرت کی فکر، بس شب و روز یہی دُھن لگی رہتی ہے کہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کی بہتات ہو، اور میرا کنبہ اور جتھا سب کنبوں اور جتھوں سے غالب رہے۔ یہ پردہ غفلت کا نہیں اُٹھتا، یہاں تک کہ موت آجاتی ہے، تب قبر میں پہنچ کر پتہ لگتا ہے کہ سخت غفلت اور بھول میں پڑے ہوئے تھے، محض چند روز کی چہل پہل تھی، موت کے بعد وہ سب سامان ہیچ، بلکہ وبال جان ہیں۔

تنبیہ:......بعض روایات میں آیا ہے (اللہ اعلم بصحتہا) کہ ایک مرتبہ دو قبیلے اپنے اپنے جتھے کی کثرت پر فخر کر رہے تھے۔ جب مقابلہ کے وقت ایک کے آدمی دوسرے سے کم رہے تو اُس نے کہا کہ ہمارے اتنے آدمی لڑائی میں مارے جا چکے ہیں، چل کر قبریں شمار کر لو، وہاں پتہ لگے گا کہ ہمارا جتھا تم سے کتنا زیادہ ہے، اور ہم میں کیسے کیسے نامور گزر چکے ہیں۔ یہ کہہ کر قبریں شمار کرنے لگے، اس جہالت وغفلت پر متنبہ کرنے کے لیے یہ سورت نازل ہوئی۔ ترجمہ میں دونوں مطلبوں کی گنجائش ہے۔

فائدہ:[۲] مال و دولت فانی چیز ہے، اصل کام آنے والی چیز اعمال ہیں:......یعنی دیکھو بار بار تاکید کہا جاتا ہے کہ تمہارا خیال صحیح نہیں کہ مال و اولاد وغیرہ کی بہتات ہی کام آنے والی چیز ہے۔ عنقریب تم معلوم کر لو گے کہ یہ زائل و فانی چیز ہرگز فخر و مباہات کے لائق نہ تھی۔ پھر سمجھ لو کہ آخرت ایسی چیز نہیں جس سے انکار کیا جائے یا غفلت برتی جائے۔ آگے چل کر تم کو بہت جلد کھل جائے گا کہ اصل زندگی اور عیش آخرت کا ہے اور دنیا اُس زندگی کے مقابلہ میں ایک خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی، یہ حقیقت بعض لوگوں کو دنیا میں تھوڑی بہت کھل جاتی ہے، لیکن قبر میں پہنچ کر اور اُس کے بعد محشر میں سب کو پوری طرح کھل جائے گی۔

فائدہ:[۳]......یعنی تمہارا خیال ہرگز صحیح نہیں، اگر تم یقینی طور پر دلائلِ صحیحہ سے اس بات کو جان لیتے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کے سب سامان ہیچ ہیں تو ہرگز اس غفلت میں پڑے نہ رہتے۔

فائدہ:[۴]......یعنی اس غفلت و انکار کا نتیجہ دوزخ ہے، وہ تم کو دیکھنا پڑے گا۔ اوّل تو اُس کا کچھ اثر برزخ میں نظر آجائے گا، پھر آخرت میں پوری طرح دیکھ کر عین الیقین حاصل ہو جائے گا۔

فائدہ:[۵] قیامت میں نعمتوں کے بارے میں سوال:......یعنی اُس وقت کہیں گے اب بتلاؤ! دنیا کے عیش و آرام کی کیا حقیقت تھی؟ یا اُس وقت سوال کیا جائے گا کہ جو نعمتیں (ظاہری و باطنی، آفاقی و انفسی، جسمانی و روحانی) دنیا میں عطا کی گئی تھیں، اُن کا حق تم نے کیا ادا کیا، اور منعمِ حقیقی کو کہاں تک خوش رکھنے کی سعی کی؟

آیاتها ٤	١٠٣ سُورَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ١٣	ركوعها ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالۡعَصۡرِ ۝١ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ۝٢ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا

قسم ہے عصر کی ف۱ مقرر انسان ٹوٹے میں ہے ف۲ مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کیے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے

بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝٣

سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی ف۳

ع ۲۸

فائدہ: [۱] عصر کی قسم اور عصر سے مراد: ......"عصر" زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قسم ہے زمانہ کی! جس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے جسے تحصیل کمالات و سعادات کے لئے ایک متاع گرانمایہ سمجھنا چاہیے۔ یا قسم ہے نماز عصر کے وقت کی جو کاروباری دنیا میں خاص مشغولیت اور شرعی نقطۂ نظر سے نہایت فضیلت کا وقت ہے (حتیٰ کہ حضور ﷺ نے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی، گویا اُس کا سب گھر بار لٹ گیا) یا قسم ہے ہمارے پیغمبر کے زمانہ مبارک کی! جس میں رسالتِ عظمٰی اور خلافتِ کبریٰ کا نور اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا۔

فائدہ: [۲] سب انسان خسارے میں ہیں: ......اس سے بڑھ کر ٹوٹا کیا ہوگا کہ برف بیچنے والے دوکاندار کی طرح اس کی تجارت کا رأس المال جسے عمر عزیز کہتے ہیں، دم بہ دم کم ہوتا جارہا ہے۔ اگر اس رواداری میں کوئی ایسا کام نہ کرلیا جس سے یہ عمر رفتہ ٹھکانے لگ جائے، بلکہ ایک ابدی اور غیر فانی متاع بن کر ہمیشہ کے لیے کارآمد بن جائے، تو پھر خسارہ کی کوئی انتہا نہیں۔ زمانہ کی تاریخ پڑھ جاؤ اور خود اپنی زندگی کے واقعات پر غور کرو تو ادنیٰ غور و فکر سے ثابت ہو جائے گا کہ جن لوگوں نے انجام بینی سے کام نہ لیا اور مستقبل سے بے پروا ہو کر محض خالی لذتوں میں وقت گزار دیا، وہ آخر کار کس طرح ناکام و نامراد بلکہ تباہ و برباد ہو کر رہے۔ آدمی کو چاہیے کہ وقت کی قدر پہچانے اور عمرِ عزیز کے لمحات کو یونہی غفلت و شرارت یا لہو ولعب میں نہ گنوائے۔ جو اوقات تحصیل شرف و مجد اور اکتساب فضل و کمال کی گرم بازاری کے ہیں، خصوصاً وہ گراں مایہ اوقات جن میں آفتاب رسالت اپنی انتہائی نور افشانی سے دنیا کو روشن کررہا ہے، اگر غفلت و نسیان میں گزار دیئے گئے تو سمجھو کہ اس سے بڑھ کر آدمی کے لیے کوئی خسارہ نہیں ہوسکتا۔ بس خوش نصیب اور اقبال مند انسان وہی ہیں جو اس عمر فانی کو باقی اور ناکارہ زندگی کو کارآمد بنانے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور بہترین اوقات اور عمدہ مواقع کو غنیمت سمجھ کر کسب سعادت اور تحصیل کمال کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر آگے ﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ میں کیا گیا ہے۔

فائدہ: [۳] خسارے سے بچانے والی چار چیزیں ہیں: ......یعنی انسان کو خسارہ سے بچنے کے لیے چار باتوں کی ضرورت ہے: اوّل خدا اور رسول پر ایمان لائے اور اُن کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے۔ دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے، بلکہ جوارح میں ظاہر ہو، اور اس کی عملی زندگی اُس کے ایمانِ قلبی کا آئینہ ہو۔ تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے، بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے۔ جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں۔ چوتھے ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت و وصیت رہے کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی و قومی اصلاح کے راستہ میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلافِ طبع اُمور کا تحمل کرنا پڑے، پورے صبر و استقامت سے تحمل کریں، ہرگز قدم نیکی کے راستہ سے ڈگمگانے نہ پائے۔ جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کریں گے، اُن کا نام صفحاتِ دہر پر زندۂ جاوید رہے گا۔ اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے، وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ اُن کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے۔ فی الحقیقت یہ چھوٹی سی سورت سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی ایک سورت نازل کردی جاتی تو (سمجھ دار بندوں کی) ہدایت کے لیے کافی تھی۔ بزرگانِ سلف میں جب دو مسلمان آپس میں ملتے تھے، جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے۔

ایاتها ۱۰ ۱۰۴ سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۲ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝١ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝٣

خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی [۱] جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا [۲] خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا کو رہے گا اسکے ساتھ [۳]

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى

کوئی نہیں وہ پھینکا جائے اس روندنے والی میں [۴] اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے

الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

دل کو [۵] ان کو اس میں موند دیا [۶] لمبے لمبے ستونوں میں [۷]

ع ۲۹

فائدہ: [۱] طعنہ دینے والوں اور عیب تلاش کرنے والوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے: ......یعنی اپنی خبر نہیں لیتا، دوسروں کو حقیر سمجھ کر طعنے دیتا ہے اور اُن کے واقعی یا غیر واقعی عیب چنتا رہتا ہے۔

فائدہ: [۲] طعنہ زنی اور عیب جوئی کا اصل سبب مال ہے: ......یعنی طعنہ زنی اور عیب جوئی کا منشا تکبر، اور تکبر کا سبب مال ہے، جس کو مارے حرص کے ہر طرف سے سمیٹا اور مارے بخل کے گن گنکر رکھتا ہے کہ کوئی پیسہ کہیں خرچ نہ ہو جائے یا نکل کر بھاگ نہ جائے۔ اکثر بخیل مال داروں کو دیکھا ہوگا کہ وہ بار بار روپیہ شمار کرتے اور حساب لگاتے رہتے ہیں، اسی میں اُن کو مزہ آتا ہے۔

فائدہ: [۳] ......یعنی اُس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مال کبھی اُس سے جدا نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ اُس کو آفاتِ ارضی وسماوی سے بچاتا رہے گا۔

فائدہ: [۴] مال بے وفا ہے: ......یعنی یہ خیال محض غلط ہے، مال تو قبر تک بھی ساتھ نہ جائے گا، آگے تو کیا کام آتا۔ سب دولت یونہی پڑی رہ جائے گی اور اس بدبخت کو اُٹھا کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔

فائدہ: [۵] اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی سخت ترین آگ: ......یعنی یاد رہے یہ آگ بندوں کی نہیں، اللہ کی سلگائی ہوئی ہے۔ اُس کی کیفیت کچھ نہ پوچھو، بڑی سمجھدار ہے، دلوں کو جھانک لیتی ہے، جس دل میں ایمان ہو نہ جلائے، جس میں کفر ہو جلا ڈالے۔ اُس کی سوزش بدن کو لگتے ہی فوراً دلوں تک نفوذ کر جائے گی، بلکہ ایک طرح دل سے شروع ہو کر جسموں میں سرایت کرے گی اور باوجودیکہ قلوب وارواح جسموں کی طرح جلیں گے، اس پر بھی مجرم مرنے نہ پائیں گے۔ دوزخی تمنا کرے گا کہ کاش! موت آ کر اس عذاب کا خاتمہ کر دے، لیکن یہ

آرزو پوری نہ ہوگی۔ اعاذنا اللّٰہ منہا ومن سائر وجوہ العذاب۔

فائدہ:[۶] عذاب میں سختی کے لئے دوزخ کے دروازوں کی بندش: ...... یعنی کفار کو دوزخ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے، کوئی راستہ نکلنے کا نہ رہے گا، ہمیشہ اُس میں پڑے جلتے رہیں گے۔

فائدہ:[۷] ستونوں کے بارے میں اقوال مفسرین: ...... یعنی آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی مانند بلند ہوں گے۔ یا یہ کہ دوزخیوں کو لمبے ستونوں سے باندھ کر خوب جکڑ دیا جائے گا کہ جلتے وقت ذرا حرکت نہ کر سکیں، کیونکہ اِدھر اُدھر حرکت کرنے سے بھی عذاب میں کچھ برائے نام تخفیف ہو سکتی تھی۔ اور بعض نے کہا کہ دوزخ کے منہ کو لمبے لمبے ستون ڈال کر اُوپر سے پاٹ [ڈھانپ] دیا جائے گا۔ واللّٰہ اعلم!

آیاتہا ۶ | ۱۰۵ سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ ۱۹ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ① اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَہُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ② وَّاَرْسَلَ

کیا تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ ف۱ | کیا نہیں کر دیا ان کا داؤ غلط ف۲ | اور بھیجے

عَلَیْہِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ③ تَرْمِیْہِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ④ فَجَعَلَہُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ⑤ ع

ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں | پھینکتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی ف۳ | پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس کھایا ہوا ف۴

فائدہ:[۱] اصحاب فیل کا واقعہ اور اسکی شہرت: ...... یعنی ہاتھی والوں کے ساتھ تیرے رب نے جو معاملہ کیا، وہ تم کو ضرور معلوم ہوگا، کیونکہ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند روز پیشتر ہوا تھا اور غایت شہرت سے بچہ بچہ کی زبان پر تھا۔ اسی قرب عہد اور تواتر کی بنا پر اُس کے علم کو رؤیت سے تعبیر فرما دیا۔

فائدہ:[۲] ...... یعنی وہ لوگ چاہتے تھے کہ اللہ کا کعبہ اُجاڑ کر اپنا مصنوعی کعبہ آباد کریں، یہ نہ ہو سکا۔ اللہ نے اُن کے سب داؤ پیچ غلط اور کل تدبیریں بے اثر کر دیں، کعبہ کی تباہی کی فکر میں وہ خود ہی تباہ و برباد ہو گئے۔

فائدہ:[۳] اصحاب فیل کا قصہ: ...... ''اصحاب فیل'' کا قصہ مختصر یہ ہے کہ بادشاہ ''حبشہ'' کی طرف سے ''یمن'' میں ایک حاکم ''ابرہہ'' نامی تھا۔ اُس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرنے جاتے ہیں، چاہا کہ ہمارے پاس جمع ہوا کریں۔ اُس کی تدبیر یہ سوچی کہ اپنے مذہب عیسائی کے نام پر ایک عالیشان گرجا بنایا جائے، جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت و دلکشی کے سامان ہوں۔ اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلف و مرصع کعبہ کی طرف آنے لگیں گے اور مکہ کا حج چھوٹ جائے گا۔ چنانچہ ''صنعاء'' میں (جو یمن کا بڑا شہر

ہے) اپنے مصنوعی کعبہ کی بنیاد رکھی اور خوب دل کھول کر روپیہ خرچ کیا، اس پر بھی لوگ اُدھر متوجہ نہ ہوئے۔ عرب کو خصوصاً قریش کو جب اس کی اطلاع ہوئی، سخت خشمگین [غضبناک] ہوئے، کسی نے غصہ میں آ کر وہاں پاخانہ پھر دیا، اور بعض کہتے ہیں کہ بعض عرب نے آگ جلائی تھی، ہوا سے اُڑ کر اُس عمارت میں لگ گئی۔ ابرہہ نے جھنجھلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کر دی، بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادہ سے چلا کہ کعبہ کو منہدم کر دے درمیان میں عرب کے جس قبیلہ نے مزاحمت کی، اُسے مارا اور مغلوب کیا۔ حضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب اُس وقت قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے اُن کو خبر ہوئی تو فرمایا لوگو! اپنا بچاؤ کر لو، کعبہ جس کا گھر ہے، وہ خود اُس کو بچا لے گا۔ ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کر لیا کہ اب کعبہ کا منہدم کر دینا کوئی مشکل کام نہیں، کیونکہ اُدھر سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔ جب وادیٔ محسر (جو مکہ قریب جگہ ہے) پہنچا تو سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں نظر آئیں، ہر ایک کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔ اُن عجیب و غریب پرندوں کے غول کے غول کنکریاں لشکر پر برسانے لگے۔ خدا کی قدرت سے وہ کنکر کی پتھریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں۔ جس کے لگتی، ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف سے نکل جاتی اور ایک عجیب طرح کا سمی مادہ چھوڑ جاتی تھی۔ بہت سے وہیں ہلاک ہو گئے، جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھا کر مرے۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی ولادتِ شریف سے پچاس روز پہلے ہوا، (بلکہ بعض کہتے ہیں کہ خاص اُسی روز آپ ﷺ کی ولادت با کرامت ہوئی، گویا یہ ایک آسمانی نشان آپ کی آمد آمد کا تھا۔ اور ایک غیبی اشارہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی فوق العادۃ حفاظت فرمائی ہے، اس گھر کے سب سے مقدس متولی اور سب سے بزرگ پیغمبر کی حفاظت بھی اسی طرح کرے گا اور عیسائی یا کسی دوسرے مذہب کو یہ موقع نہ دے گا کہ وہ کعبہ اور کعبہ کے سچے خادموں کا استیصال کر سکیں۔

فَائِدَة: [۴]...... جو بَیل، گائے وغیرہ کھا کر آخور چھوڑ دیتے ہیں، یعنی ایسا پراگندہ منتشر، مبتذل، بدصورت، نکما اور چورا چورا۔

آیاتھا ۵ | ۱۰۶ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَّكِّيَّةٌ ۲۹ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ② فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ③

اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو | مانوس رکھنا ان کو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے | تو چاہیے کہ بندگی کریں اس گھر کے رب کی

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④

جس نے ان کو کھانا دیا بھوک میں اور امن دیا ڈر میں وا۔

ع ۲۱

فائدہ:[۱] قریش پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور ان کی شکر گزاری کی ترغیب:......مکہ میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا، اس لیے قریش کی عادت تھی کہ سال بھر میں تجارت کی غرض سے دو سفر کرتے تھے: جاڑوں میں یمن کی طرف کہ وہ ملک گرم ہے، اور گرمیوں میں شام کی طرف جو سرد اور شاداب ملک ہے۔ لوگ ان کو اہلِ حرم اور خادمِ بیت اللہ سمجھ کر نہایت عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے، اُن کی خدمت کرتے اور اُن کے جان و مال سے کچھ تعرض نہ کرتے۔ اس طرح اُن کو خاطر خواہ نفع ہوتا، پھر امن وچین سے گھر بیٹھ کر کھاتے اور کھلاتے تھے۔ حرم کے چاروں طرف لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیتی کا بازار گرم رہتا تھا، لیکن کعبہ کے ادب سے کوئی چور، ڈاکو قریش پر ہاتھ صاف نہ کرتا تھا۔ اسی انعام کو یہاں یاد دلایا ہے کہ اس گھر کے طفیل تم کو روزی دی، اور امن چین دیا۔ "اصحابِ فیل" کی زد سے محفوظ رکھا، پھر اس گھر والے کی بندگی کیوں نہیں کرتے اور اُس کے رسول کو کیوں ستاتے ہو؟ کیا یہ انتہائی ناشکری اور احسان فراموشی نہیں؟ اگر دوسری باتیں نہیں سمجھ سکتے تو ایسی کھلی ہوئی حقیقت کا سمجھنا کیا مشکل ہے؟

اٰیاتها ۸ | ۱۰۷ سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ② وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

تو نے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو ف۱ سو یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو ف۲ اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے

الْمِسْكِيْنِ ③ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ④ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِيْنَ هُمْ

کھانے پر ف۳ پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں ف۴ وہ جو

يُرَآءُوْنَ ⑥ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ⑦ ع ۷ / ۲۲

دکھلاوا کرتے ہیں ف۵ اور مانگی نہ دیویں برتنے کی چیز ف۶

فائدہ:[۱] دین کی تکذیب:......یعنی سمجھتا ہے کہ انصاف نہ ہوگا اور اللہ کی طرف سے نیک و بد کا کبھی بدلہ نہ ملے گا۔ اور بعض نے دین کے معنی "ملت" کے لیے ہیں یعنی ملتِ اسلام اور مذہب حق کو جھٹلاتا ہے، گویا مذہب وملت اُس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔

فائدہ:[۲] تکذیب کرنے والے کی ایک اور بری خصلت یتیم کو جھڑکنا:......یعنی یتیم کی ہمدردی اور غم خواری تو در کنار، اُس کے ساتھ نہایت سنگدلی اور بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔

فائدہ:[۳]......یعنی غریب محتاج کی نہ خود خبر لے، نہ دوسروں کو ترغیب دے۔ ظاہر ہے کہ یتیموں اور محتاجوں کی خبر لینا اور ان کے حال پر

رحم کھانا دنیا کے ہر مذہب و ملت کی تعلیم میں شامل ہے اور ان مکارم اخلاق میں سے ہے، جن کی خوبی پر تمام عقلاء اتفاق رکھتے ہیں۔ پھر جو شخص ان ابتدائی اخلاق سے بھی عاری ہو، سمجھو کہ آدمی نہیں جانور ہے، بھلا ایسے کو دین سے کیا واسطہ، اور اللہ سے کیا لگاؤ ہوگا؟

فائدہ: [۴] **نماز کے معاملہ میں بے پرواہی اور غفلت:** ......یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے، اور مقصود اُس سے کیا ہے، اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے۔ یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی، کبھی نہ پڑھی، وقت بے وقت کھڑے ہو گئے، باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا، پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگالیں، کچھ خبر نہیں کس کے رُو بہ رُو کھڑے ہیں، اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں۔ کیا خدا صرف ہمارے اُٹھنے بیٹھنے، جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا کہ اُن میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے؟ یاد رکھو! یہ سب صورتیں ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ میں درجہ بہ درجہ داخل ہیں کما صرح بہ بعض السلف۔

فائدہ: [۵] ......یعنی ایک نماز کیا، اُن کے دوسرے اعمال بھی ریاکاری اور نمود و نمائش سے خالی نہیں گویا اُن کا مقصد خالق سے قطع نظر کر کے صرف مخلوق کو خوش کرنا ہے۔

فائدہ: [۶] **چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بخل:** ......یعنی زکوٰۃ و صدقات وغیرہ تو کیا ادا کرتے، معمولی برتنے کی چیزیں بھی، مثلاً (ڈول، رسّی، ہنڈیا، دیگچی، کلہاڑی، سوئی دھاگا وغیرہ) کسی کو مانگی نہیں دیتے، جن کے دے دینے کا دنیا میں عام رواج ہے۔ بخل اور فسق کا جب یہ حال ہو تو ریاکاری کی نماز سے ہی کیا فائدہ ہوگا، اگر ایک آدمی اپنے کو مسلمان نمازی کہتا اور کہلاتا ہے، مگر اللہ کے ساتھ اخلاص اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا، اُس کا اسلام لفظ بے معنی، اور اُس کی نماز حقیقت سے بہت دُور ہے۔ یہ ریاکاری اور بداخلاقی تو اُن بدبختوں کا شیوہ ہونا چاہئے جو اللہ کے دین اور روزِ جزا پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے۔

آیاتها ٤ | ١٠٨ سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ ١٥ | رکوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣ ع ۲۲

بے شک ہم نے دی تجھ کو کوثر ۱ سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر ۲ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا ۳

فائدہ: [۱] **کوثر اور حوضِ کوثر کی تحقیق:** ......"کوثر" کے معنی "خیرِ کثیر" کے ہیں، یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور آخر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ ﷺ کو، یا آپ ﷺ کے طفیل میں اُمتِ مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت وہ "حوضِ کوثر" بھی ہے جو اسی نام سے مسلمانوں میں مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ ﷺ اپنی اُمت کو محشر میں

سیراب فرمائیں گے۔ (اے ارحم الراحمین! تو اس خطا کار رُو سیاہ کو بھی اس سے سیراب کیجئے)

تنبیہ: ...... ''حوضِ کوثر'' کا ثبوت بعض محدثین کے نزدیک حدِ تواتر تک پہنچ چکا ہے ﷺ ہر مسلمان کو اُس پر اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ احادیث میں اُس کی عجیب و غریب خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔ بعض روایات سے اُس کا محشر میں ہونا اور اکثر سے جنت میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اکثر علماء نے تطبیق یوں دی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہوگی اور اُسی کا پانی میدانِ حشر میں لاکر کسی حوض میں جمع کر دیا جائے گا، دونوں کو ''کوثر'' ہی کہتے ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب!

فائدہ: [۲] نماز اور قربانی کی ترغیب: ...... یعنی اتنے بڑے انعام و احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہیے، تو چاہیے کہ آپ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں، بدنی و روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے۔ اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اُس کے قائم مقام کر دیا گیا، جیسا کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام کے قصہ سے ظاہر ہے، اسی لیے قرآن میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ [الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳]

تنبیہ: ''نحر'' کا معنی: ...... بعض روایات میں ﴿وَانْحَرْ﴾ کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے آئے ہیں، مگر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُن روایات میں کلام کیا ہے اور ترجیح اس قول کو دی ہے کہ ''نحر'' کے معنی قربان کرنے کے ہیں۔ گویا اس میں مشرکین پر تعریض ہوئی کہ وہ نماز اور قربانی بتوں کے لیے کرتے تھے، مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لیے کرنے چاہئیں۔

فائدہ: [۳] ...... بعض کفار حضور ﷺ کی شان میں کہتے تھے کہ اس شخص کے کوئی بیٹا نہیں، بس زندگی تک اس کا نام ہے، پیچھے کون نام لے گا، ایسے شخص کو اُن کے محاورات میں ''ابتر'' کہتے تھے۔ ''ابتر'' اصل میں دُم کٹے جانور کو کہتے ہیں، جس کے پیچھے کوئی نام لینے والا نہ رہے، گویا اُس کی دُم کٹ گئی۔ قرآن نے بتلایا کہ جس شخص کو اللہ خیر کثیر عنایت فرمائے اور ابدالآباد تک نام روشن کرے، اُسے ''ابتر'' کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ حقیقت میں ''ابتر'' وہ ہے جو ایسی مقدس و مقبول ہستی سے بغض و عناد اور عداوت رکھے اور اپنے پیچھے کوئی ذکرِ خیر اور اثرِ نیک نہ چھوڑے۔ آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد ماشاء اللہ حضور ﷺ کی روحانی اولاد سے دنیا پٹی پڑی ہے اور جسمانی دختری اولاد بھی بکثرت ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کا دین، آپ ﷺ کے آثارِ صالحہ عالم میں چمک رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی یادِ نیک نامی اور محبت و عقیدت کے ساتھ کروڑوں انسانوں کے دلوں کو گرما رہی ہے، دوست دشمن سب آپ ﷺ کے اصلاحی کارناموں کا صدقِ دل سے اعتراف کر رہے ہیں۔ پھر دنیا سے گزر کر آخرت میں جس مقامِ محمود پر آپ ﷺ کھڑے ہوں گے اور جو مقبولیت و متبوعیت عامہ آپ کو علیٰ رؤس الاشہاد حاصل ہوگی، وہ الگ رہی۔ کیا ایسی دائم البرکۃ ہستی کو (العیاذ باللہ) ''ابتر'' کہا جا سکتا ہے؟ اس کے مقابل اس گستاخ کو خیال کرو، جس نے یہ کلمہ زبان سے نکالا تھا، اُس کا نام و نشان کہیں باقی نہیں، نہ آج بھلائی کے ساتھ اُسے کوئی یاد کرنے والا ہے۔ یہی حال اُن تمام گستاخوں کا ہوا، جنہوں نے کسی زمانہ میں آپ ﷺ کے بغض و عداوت پر کمر باندھی اور آپ ﷺ کی شانِ مبارک میں گستاخی کی اور اسی طرح آئندہ ہوتا رہے گا۔

ایاتها ۷ | ۱۰۹ سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۱۸ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ① لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ② وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ③ وَلَآ اَنَا

تو کہہ اے منکرو! ۱ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجو جسکو میں پوجوں ۲ اور نہ مجھ

عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ④ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ⑤ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ⑥

کو پوجنا ہے اس کا جس کو تم نے پوجا اور نہ تم کو پوجنا ہے اس کا جس کو میں پوجوں ۳ تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ ۴

ع ۲۲

فائدہ: [۱] **قریشی سرداروں کا مطالبہ اور اس کا جواب:**...... چند روسائے قریش نے کہا کہ: اے محمد! (ﷺ) آؤ! ہم تم صلح کر لیں کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں، پھر دوسرے سال ہم آپ کے معبود کو پوجیں۔ اس طرح دونوں فریق کو ہر ایک کے دین سے کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا۔ آپ نے فرمایا: خدا کی پناہ کہ میں اُس کے ساتھ (ایک لحہ کے لیے بھی) کسی کو شریک ٹھہراؤں، کہنے لگے: اچھا تم ہمارے بعض معبودوں کو مان لو (اُن کی مذمت نہ کرو) ہم تمہاری تصدیق کریں گے اور تمہارے معبود کو پوجیں گے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی، اور آپ ﷺ نے اُن کے مجمع میں پڑھ کر سنائی، جس کا خلاصہ مشرکین کے طور و طریق سے بہ کلی بیزاری کا اظہار اور انقطاع تعلقات کا اعلان کرنا ہے۔ بھلا انبیاء علیہم السلام جن کا پہلا کام شرک کی جڑیں کاٹنا ہے، ایسی ناپاک اور گندی صلح پر کب راضی ہو سکتے ہیں۔ فی الحقیقت اللہ کے معبود ہونے میں تو کسی مذہب والے کو اختلاف ہی نہیں، خود مشرکین اس کا اقرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بتوں کی پرستش بھی اسی لیے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے نزدیک کر دیں گے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ [الزمر: ۳] اختلاف جو کچھ ہے غیر اللہ کی پرستش میں ہے، لہٰذا صلح کی جو صورت قریش نے پیش کی تھی، اُس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہ تو برابر اپنی روش پر قائم رہیں، یعنی اللہ اور غیر اللہ دونوں کی پرستش کیا کریں اور آپ اپنے مسلک توحید سے دستبردار ہو جائیں۔ اس گفتگوئے مصالحت کو ختم کرنے کے لیے یہ سورت اُتاری گئی ہے۔

فائدہ: [۲]...... یعنی خدا کے سوا جو معبود تم نے بنا رکھے ہیں میں فی الحال اُن کو نہیں پوج رہا اور نہ تم اُس احد و صمد خدا کو بلا شرکت غیرے پوجتے ہو، جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

فائدہ: [۳]...... یعنی آئندہ بھی میں تمہارے معبودوں کو کبھی پوجنے والا نہیں اور نہ تم میرے معبودِ واحد کی بلا شرکت غیرے پرستش کرنے والے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ میں موحد ہو کر شرک نہیں کر سکتا، نہ اب، نہ آئندہ۔ اور تم مشرک رہ کر موحد نہیں قرار دیئے جا سکتے، نہ اب، نہ آئندہ، اس تقریر کے موافق آیتوں میں تکرار نہیں رہی۔

تنبیہ:......بعض علماء نے یہاں تکرار کو تاکید پر حمل کیا ہے اور بعض نے پہلے دو جملوں میں حال واستقبال کی نفی، اور اخیر کے دو جملوں میں ماضی کی نفی مراد لی ہے، کما صرح بہ الزمخشری اور بعض نے پہلے جملوں میں حال کا اور اخیر کے جملوں میں استقبال کا ارادہ کیا ہے کما یظھر من الترجمۃ۔ لیکن بعض محققین نے پہلے دو جملوں میں "﴿مَا﴾" کو موصولہ اور دوسرے دونوں جملوں میں "﴿مَا﴾" کو مصدریہ لے کر یوں تقریر کی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان نہ معبود میں اشتراک ہے، نہ طریق عبادت میں۔ تم بتوں کو پوجتے ہو، وہ میرے معبود نہیں۔ میں اُس خدا کو پوجتا ہوں جس کی شان وصفت میں کوئی شریک نہ ہو سکے، ایسا خدا تمہارا معبود نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس تم جس طرح عبادت کرتے ہو، مثلاً ننگے ہو کر کعبہ کے گرد ناچنے لگے یا ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجانے لگے، میں اس طرح کی عبادت کرنے والا نہیں۔ اور میں جس شان سے اللہ کی عبادت بجالاتا ہوں تم کو اُس کی توفیق نہیں، لہٰذا میرا اور تمہارا راستہ بالکل الگ الگ ہے۔ اور احقر کے خیال میں یوں آتا ہے کہ پہلے جملے کو حال واستقبال کی نفی کے لیے رکھا جائے، یعنی میں اب یا آئندہ تمہارے معبودوں کی پرستش نہیں کر سکتا، جیسا کہ تم مجھ سے چاہتے ہو۔ اور ﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ کا مطلب (بقول حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) یہ لیا جائے کہ (جب میں خدا کا رسول ہوں تو) میری شان یہ نہیں اور نہ کسی وقت مجھ سے ممکن ہے (بامکان شرعی) کہ شرک کا ارتکاب کروں، حتیٰ کہ گزشتہ زمانہ میں نزولِ وحی سے پہلے بھی جب تم سب پتھروں اور درختوں کو پوج رہے تھے، میں نے کسی غیر اللہ کی پرستش نہیں کی۔ پھر اب اللہ کی طرف سے نورِ وحی وبینات وہدیٰ وغیرہ آنے کے بعد کہاں ممکن ہے کہ شرکیات میں تمہارا ہمنوا ہو جاؤں؟ شاید اسی لیے یہاں ﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ﴾ میں جملہ اسمیہ اور ﴿مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ میں صیغۂ ماضی کا عنوان اختیار فرمایا۔ رہا کفار کا حال، اُس کا بیان دونوں مرتبہ ایک ہی عنوان سے فرمایا: ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ یعنی تم لوگ تو اپنی سوءِ استعداد اور انتہائی بدبختی سے اس لائق نہیں کہ کسی وقت اور کسی حال میں خدائے واحد کی بلاشرکت غیرے پرستش کرنے والے بنو، حتیٰ کہ عین گفتگوئے صلح کے وقت بھی شرک کا دُم چھلا ساتھ لگائے رکھتے ہو۔ اور ایک جگہ ﴿مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ بصیغۂ مضارع اور دوسری جگہ ﴿مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ ماضی لانے میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ اُن کے معبود ہر روز بدلتے رہتے ہیں، جو چیز عجیب سی نظر آئی یا کوئی خوبصورت سا پتھر نظر پڑا اُس کو اُٹھا کر معبود بنا لیا اور پہلے کو رخصت کیا۔ پھر ہر موسم کا اور ہر کام کا جدا معبود ہے، ایک سفر کا، ایک حضر کا، کوئی روٹی دینے والا، کوئی اولاد دینے والا، وقس علیٰ ہذا۔ حافظ شمس الدین ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الفوائد میں اس سورت کے لطائف ومزایا پر بہت نفیس کلام کیا ہے، جس کو معارفِ قرآنی کا شوق ہو، اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

فائدہ: [۴]......حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یعنی تم نے جو ضد باندھی اب سمجھانا کیا فائدہ کرے گا، جب تک اللہ فیصلہ کرے۔" اب ہم تم سے بہ کلی بیزار ہو کر اُسی فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اور جو دینِ قویم اللہ نے ہم کو مرحمت فرمایا ہے، اُس پر نہایت خوش ہیں، تم نے اپنے لیے بدبختی سے جو روش پسند کی وہ تمہیں مبارک رہے۔ ہر ایک فریق کو اُس کی راہ وروش [برتاؤ] کا نتیجہ مل رہے گا۔

ایاتها ٤ ۱۱۰ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ١١٤ رکوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا جَاۗءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

جب پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ ف۱ اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے دین میں غول کے غول تو پاکی بول اپنے رب کی

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ③

خوبیاں ف۲ اور گناہ بخشوا اس سے بے شک وہ معاف کرنے والا ہے ف۳

فائدہ:[۱] فتح مکہ اور اس کی برکت سے اشاعت اسلام:...... بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ (جو گویا زمین پر اللہ کا دار السلطنت ہے) فتح ہو جائے، اسی پر اکثر قبائل عرب کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اُس سے پہلے ایک ایک دو دو آدمی اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق داخل ہونے لگے، حتیٰ کہ سارا جزیرۂ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا اور جو مقصد نبی کریم ﷺ کی بعثت سے تھا، پورا ہوا۔

فائدہ:[۲] ......یعنی سمجھ لیجیے کہ مقصود بعثت کا اور دنیا میں رہنے کا (جو تکمیلِ دین و تمہید خلافتِ کبریٰ ہے) پورا ہوا، اب سفرِ آخرت قریب ہے، لہٰذا اِدھر سے فارغ ہو کر ہمہ تن اُدھر ہی لگ جائیے اور پہلے سے بھی زیادہ کثرت سے اللہ کی تسبیح و تحمید اور ان فتوحات اور کامیابیوں پر اُس کا شکر ادا کیجیے۔

فائدہ:[۳] ......یعنی اپنے لیے اور اُمت کے لیے استغفار کیجیے۔

تنبیہ: ......نبی کریم ﷺ کا اپنے لیے استغفار کرنا پہلے کئی جگہ بیان ہو چکا ہے (الفتح:۲، صفحہ:۱۰۸۹۔ المؤمن:۵۵، صفحہ:۱۰۱۷) وہیں دیکھ لیا جائے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلہ کا، اور کافر شتابی [جلدی] کرتے تھے۔ حضرت ﷺ کی آخر عمر میں مکہ فتح ہو چکا تھا، قبائلِ عرب دل کے دل مسلمان ہونے لگے۔ وعدہ سچا ہوا، اب اُمت کے گناہ بخشوایا کر کہ درجہ شفاعت کا بھی ملے۔ یہ سورت اُتری آخر عمر میں، حضرت ﷺ نے جانا کہ میرا جو کام تھا، دنیا میں کر چکا، اب سفر ہے آخرت کا۔''

ایاتھا ۶ ۱۱۱ سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ ٦ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣

ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ ہی ۱ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا ۲ اب پڑے گا ڈیگ مارتی آگ میں ۳

وَّامْرَاَتُهٗ ۚ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

اور اس کی جورو جو سر پر لیے پھرتی ہے ایندھن ۴ اس کی گردن میں رسی ہے مونجھ کی ۵

فائدہ: [۱] **ابولہب کی ہلاکت:**...... "ابولہب" (جس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے) آنحضرت ﷺ کا حقیقی چچا تھا، لیکن اپنے کفر وشقاوت کی وجہ سے حضور ﷺ کا شدید ترین دشمن تھا۔ جب آپ ﷺ کسی مجمع میں پیغامِ حق سناتے، یہ بدبخت پتھر پھینکتا، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور زبان سے کہتا کہ لوگو! اس کی بات مت سنو، یہ شخص (معاذ اللہ) جھوٹا بے دین ہے۔ کبھی کہتا کہ محمد ہم سے اُن چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی، ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ پھر دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہتا: "تبا لکما ما اریٰ فیکما شیئا مما یقول محمد" (ﷺ) (تم دونوں ٹوٹ جاؤ کہ میں تمہارے اندر اس میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد بیان کرتا ہے) ایک مرتبہ حضور ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر سب کو پکارا۔ آپ ﷺ کی آواز پر تمام لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے نہایت مؤثر پیرایہ میں اسلام کی دعوت دی۔ ابولہب بھی موجود تھا (بعض روایات میں ہے کہ ہاتھ جھٹک کر) کہنے لگا: "تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا؟" (یعنی تو برباد ہو جائے، کیا ہم کو اسی بات کے لیے جمع کیا تھا؟) اور روح المعانی میں بعض سے نقل کیا ہے کہ اُس نے ہاتھوں میں پتھر اُٹھایا کہ آپ کی طرف پھینکے۔ غرض اُس کی شقاوت اور حق سے عداوت انتہا کو پہنچ چکی تھی، اس پر جب اللہ کے عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر سچ مچ یہ بات ہونے والی ہے تو میرے پاس مال و اولاد بہت ہے، اُن سب کو فدیہ میں دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا۔ اس کی بیوی اُمِّ جمیل کو بھی پیغمبر علیہ السلام سے بہت ضد تھی، جو دشمنی کی آگ ابولہب بھڑکاتا تھا، یہ عورت گویا لکڑیاں ڈال کر اُس کو اور زیادہ تیز کرتی تھی۔ سورۂ ہذا میں دونوں کا انجام بتلا کر متنبہ کیا ہے کہ مرد ہو یا عورت، اپنا ہو یا بیگانہ، بڑا ہو یا چھوٹا، جو حق کی عداوت پر کمر باندھے گا، وہ آخرکار ذلیل اور تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔ پیغمبر ﷺ کی قرابتِ قریبہ بھی اُس کو تباہی سے نہ بچا سکے گی۔ یہ ابولہب کیا ہاتھ جھٹک کر باتیں بناتا اور اپنی قوتِ بازو پر مغرور ہو کر خدا کے مقدس و معصوم رسول کی طرف دست درازی کرتا ہے، سمجھ لے کہ اب اُس کے ہاتھ ٹوٹ چکے، اُس کی سب کوششیں حق کے دبانے کی برباد ہو چکیں، اُس کی سرداری ہمیشہ کے لیے مٹ گئی، اُس کے اعمال اِکارت ہوئے، اُس کا زور ٹوٹ گیا، اور وہ خود تباہی کے گڑھے میں پہنچ چکا۔ یہ سورت مکی ہے، کہتے ہیں کہ غزوۂ "بدر" سے سات روز بعد اُس کے زہریلی قسم

کا ایک دانہ نکلا اور مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں نے الگ ڈال دیا، وہیں مر گیا اور تین روز تک لاش یوں ہی پڑی رہی، کسی نے نہ اُٹھائی، جب سڑنے لگی اُس وقت حبشی مزدوروں سے اُٹھوا کر دبوائی۔ انہوں نے ایک گڑھا کھود کر اُس کو ایک لکڑی سے اندر ڈھلکا دیا، اُوپر سے پتھر بھر دیئے۔ یہ تو دنیا کی رسوائی اور بربادی تھی: ﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الزمر:۲٦]

فَائِدَة: [۲]......یعنی مال، اولاد، عزت، وجاہت کوئی چیز اُس کو ہلاکت سے نہ بچا سکی۔

فَائِدَة: [۳] **ابولہب کی کنیت:**......یعنی مرنے کے بعد سخت شعلہ زن آگ میں پہنچنے والا ہے، شاید اسی مناسبت سے قرآن نے اُس کی کنیت ''ابولہب'' قائم رکھی۔ دنیا تو اُس کو ''ابولہب'' اس لیے کہتی تھی کہ اُس کے رخسارے آگ کے شعلے کی طرح چمکتے تھے، مگر قرآن نے بتلا دیا کہ وہ اپنے آخری انجام کے اعتبار سے بھی ''ابولہب'' کہلانے کا مستحق ہے۔

فَائِدَة: [۴] **ابولہب کی بیوی:**......ابولہب کی عورت اُمّ جمیل باوجود مالدار ہونے کے سخت بخل اور خست [کنجوسی] کی بنا پر خود جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی، اور کانٹے حضرت ﷺ کی راہ میں ڈال دیتی، تا حضور ﷺ کو اور آنے جانے والوں کو تکلیف پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ وہ جس طرح یہاں حق کی دشمنی اور پیغمبرِ خدا کی ایذاء رسانی میں اپنے شوہر کی مددگار ہے، دوزخ میں بھی اسی ہیئت سے اُس کے ہمراہ رہے گی۔ شاید وہاں زقوم اور ضریع کی (جو جہنم کے خاردار درخت ہیں) لکڑیاں اُٹھائے پھرے اور اُن کے ذریعہ سے اپنے شوہر پر عذابِ الٰہی کی آگ کو تیز کرتی رہے کما قال ابن اثیر۔

تنبیہ:......بعض نے ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ کے معنی چغل خور کے لیے ہیں۔ اور محاوراتِ عرب میں یہ لفظ اس معنی میں مستعمل ہوتا ہے، جیسے فارسی میں بھی ایسے شخص کو ''ہیزم کش'' کہتے ہیں۔

فَائِدَة: [۵] **ابولہب کی بیوی کا برا انجام:**......یعنی بہت مضبوط بٹی ہوئی چھبنے والی۔ اس سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دوزخ کے طوق و سلاسل ہیں اور یہ تشبیہ ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ کی مناسبت سے دی گئی ہے، کیونکہ لکڑیوں کا بوجھ اُٹھانے میں رسّی کی ضرورت پڑتی ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس عورت کے گلے میں ایک ہار بہت قیمتی تھا، کہا کرتی تھی کہ لات و عزّیٰ کی قسم! اس کو محمد (ﷺ) کی عداوت پر خرچ کر ڈالوں گی۔ ضرور تھا کہ دوزخ میں بھی اُس کی گردن ہار سے خالی نہ رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس بدبخت کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی، لکڑیوں کے گٹھے کی رسّی گلے میں آ پڑی، جس سے گلا گھٹ کر دم نکل گیا۔

رکوعھا ۱	۱۱۲ سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ ۲۲	ایاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ ع

تو کہہ وہ اللہ ایک ہے ف۱ اللہ بے نیاز ہے ف۲ نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا ف۳ اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی ف۴

فائدہ:[۱] توحید کی دعوت کا حکم:...... یعنی جو لوگ اللہ کی نسبت پوچھتے ہیں کہ وہ کیسا ہے؟ اُن سے کہہ دیجئے کہ وہ ایک ہے جس کی ذات میں کسی قسم کے تعدد، وتکثر اور دوئی کی گنجائش نہیں، نہ اُس کا کوئی مقابل، نہ مشابہ۔ اس میں مجوس کے عقیدہ کا رَدّ ہو گیا جو کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں: خیر کا خالق "یزداں" اور شر کا "اہرمن"، نیز ہنود کی تردید ہوئی جو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی خدائی میں حصہ دار ٹھہراتے ہیں۔ تنبیہ

فائدہ:[۲] "صمد" کی تفسیر:...... "صمد" کی تفسیر کئی طرح کی گئی ہے۔ طبرانی اُن سب کو نقل کر کے فرماتے ہیں: "وکل ھذہ صحیحۃ وھی صفات ربنا عزوجل ھو الذی یصمد الیه فی الحوائج وھو الذی قد انتھی سؤددہ وھو الصمد الذی لا جوف له ولا یأکل ولا یشرب وھو الباقی بعد خلقه۔" (ابن کثیر) (یہ سب معانی صحیح ہیں اور یہ سب ہمارے رب کی صفات ہیں، وہی ہے جس کی طرف تمام حاجات میں رجوع کیا جاتا ہے یعنی سب اُس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور وہی ہے جس کی بزرگی اور فوقیت تمام کمالات اور خوبیوں میں انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اور وہی ہے جو کھانے پینے کی خواہشات سے پاک ہے۔ اور وہی ہے جو خلقت کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے) اللہ تعالیٰ کی صفتِ صمدیت سے اُن جاہلوں پر رَدّ ہوا، جو کسی غیر اللہ کو کسی درجہ میں مستقل اختیار رکھنے والا سمجھتے ہوں، نیز آریوں کے عقیدۂ مادہ وروح کی تردید بھی ہوئی، کیونکہ اُن کے اُصول کے موافق اللہ تو عالم کے بنانے میں ان دونوں کا محتاج ہے اور یہ دونوں اپنے وجود میں اللہ کے محتاج نہیں۔ (العیاذ باللہ)

فائدہ:[۳] ابنیت اور اولاد کا عقیدہ اور اس کا رَدّ:...... یعنی نہ کوئی اُس کی اولاد، نہ وہ کسی کی اولاد، اس میں اُن لوگوں کا رَدّ ہوا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو یا حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ نیز جو لوگ مسیح کو یا کسی بشر کو خدا مانتے ہیں، اُن کی تردید ﴿وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ میں کر دی گئی، یعنی خدا کی شان یہ ہے کہ اُس کو کسی نے جنا نہ ہو اور ظاہر ہے حضرت مسیح علیہ السلام ایک پاکباز عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے، پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتے ہیں؟

فائدہ:[۴] اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری کا عقیدہ اور اس کا رَدّ:...... جب اُس کے جوڑ کا کوئی نہیں تو جورو یا بیٹا کہاں سے ہو؟ اس جملہ میں اُن اقوام کا رَدّ ہو گیا جو اللہ کی کسی صفت میں کسی مخلوق کو اُس کا ہمسر ٹھہراتے ہیں، حتیٰ کہ بعض گستاخ تو اس سے بڑھ کر صفات دوسروں میں ثابت کر دیتے ہیں۔ یہود کی کتابیں اُٹھا کر دیکھو، ایک دنگل میں خدا کی کشتی یعقوب علیہ السلام سے ہو رہی ہے، اور یعقوب خدا کو پچھاڑ دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۗ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۝﴾ [الکھف: ۵] انی اسألک یا اللہ الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد ان تغفر لی ذنوبی انک انت الغفور الرحیم۔

اٰیاتہا ۶ ﴿۱۱۳ سُورَۃُ الفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۲۰﴾ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ① مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنۡ شَرِّ

تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ول۔ ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی ۲ اور بدی سے اندھیرے کی جب سمٹ آئے ۳ اور بدی سے

ع ۱ ۳۸ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ④ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤

عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک ماریں ۴ اور بدی سے برا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے ۵

فائدہ: [۱] اللہ تعالیٰ (صبح کے رب) کی پناہ مانگنے کا حکم:...... یعنی جو رات کی ظلمت پھاڑ کر صبح کی روشنی نمودار کرتا ہے۔

فائدہ: [۲]...... یعنی ہر ایسی مخلوق جس میں کوئی بدی ہو، اُس کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آگے بمناسبت مقام چند مخصوص چیزوں کا نام لیا ہے۔

فائدہ: [۳] رات کے اندھیرے سے پناہ مانگنے کا حکم:...... یعنی رات کا اندھیرا کہ اُس میں اکثر شرور خصوصاً سحر وغیرہ بکثرت واقع ہوتے ہیں، یا چاند کا گہن یا آفتاب کا غروب مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اس میں آ گئیں سب تاریکیاں ظاہر اور باطن کی، اور تنگدستی، پریشانی، گمراہی۔''

فائدہ: [۴] گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں سے پناہ مانگنے کا حکم:...... ﴿النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ﴾ سے وہ عورتیں یا وہ جماعتیں یا وہ نفوس مراد ہیں، جو ساحرانہ عمل کرنے کے وقت کسی تانت یا رسی یا بال وغیرہ میں کچھ پڑھ کر اور پھونک مار کر گرہ لگایا کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سحر لبید بن اعصم نے کیا تھا، لکھا ہے کہ بعض لڑکیاں بھی اُس میں شریک تھیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ: [۵] حاسدین کے حسد سے پناہ مانگنے کا حکم اور حسد کی تعریف:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''اُس وقت اُس کی ٹوک لگ جاتی ہے، بیشک ٹوک یا نظر لگ جانا ایک امر واقع ہے۔'' لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک ﴿وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ حاسد جب اپنی قلبی کیفیت کو ضبط نہ کر سکے اور عملی طور پر حسد کا اظہار کرنے لگے، اس کی بدی سے پناہ مانگنا چاہئے۔ اگر ایک شخص کے دل میں بے اختیار حسد پیدا ہو، مگر وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر محسود کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کرے، وہ اس سے خارج ہے۔ نیز یاد رکھنا چاہئے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے سے اللہ کی دی ہوئی نعمت کے زوال کا متمنی ہو، باقی یہ آرزو کرنا کہ مجھے بھی ایسی نعمت یا اس سے زائد عطا ہو جو فلاں کو عطا ہوئی ہے، حسد میں داخل نہیں، اس کو ''غبطہ'' کہتے ہیں۔ بخاری کی حدیث ''لا حسد الا فی اثنتین'' الحدیث میں لفظ ''حسد'' سے یہی غبطہ مراد ہے۔

آیاتہا ۷ ۱۱۴ سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ ۲۱ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ

تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے معبود کی ف۱ بدی سے اس کی جو پھسلائے

الۡخَنَّاسِ ④ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥ ع

اور چھپ جائے ف۲ وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور آدمیوں میں ف۳

فائدہ: [۱] **شیاطین کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم:**...... اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت اور بادشاہت وغیرہ تمام مخلوقات کو شامل ہے، لیکن ان صفات کا جیسا کامل ظہور انسانوں میں ہوا کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہوا، اس لیے "رب" اور "ملک" وغیرہ کی اضافت اُن ہی کی طرف کی گئی۔ نیز وسواس میں مبتلا ہونا بجز انسان کے دوسری مخلوق کی شان بھی نہیں۔

فائدہ: [۲] **شیطان کا بہکاوا:**...... شیطان نظروں سے غائب رہ کر آدمی کو بہکاتا پھسلاتا ہے، جب تک آدمی غفلت میں رہا، اس کا تسلط بڑھتا رہا، جہاں بیدار ہو کر اللہ کو یاد کیا، یہ فوراً پیچھے کو کھسکا۔

فائدہ: [۳] ...... شیطان جنوں میں بھی ہیں اور آدمیوں میں بھی: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا﴾ [الانعام: ۱۱۲] اللہ تعالیٰ دونوں سے پناہ میں رکھے۔

تکملہ: معوذتین کی تفسیر میں علماء کرام کے نکتے:...... اِن دونوں سورتوں کی تفسیر میں علماء و حکماء نے بہت کچھ نکتہ آفرینیاں کی ہیں۔ حافظ ابن قیم، امام رازی، ابن سینا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات درج کرنے کی یہاں گنجائش نہیں، صرف استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (قدس اللہ سرہ) کی تقریر کا خلاصہ درج کرتا ہوں، تا فوائد قرآن کے حسن خاتمہ کے لیے ایک فالِ نیک ثابت ہو: "یہ ایک فطری اور عام دستور ہے کہ باغ میں جب کوئی نیا پودا زمین کو شق کرتا [پھاڑتا] ہوا تخم سے باہر نکل آتا ہے تو باغبان (یامالی) اُس کے تحفظ میں پوری کوشش اور ہمت صرف کر دیتا ہے۔ اور جب تک وہ جملہ آفات ارضی وسماوی سے محفوظ ہو کر اپنے حدِ کمال کو نہیں پہنچ جاتا، اُس وقت تک بہت زیادہ تردّد اور عرق ریزی کرنا پڑتی ہے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ پودے کی زندگی کو فنا کر دینے والی یا اس کے ثمرات کے تمتع سے مالک کو محروم بنا دینے والی وہ کون کون سی آفات ہیں جن کے شر اور مضرت سے بچا لینے میں باغبان کو اپنی مساعی کے کامیاب بنانے کی ہر وقت دُھن لگی رہتی ہے؟ ادنیٰ تأمل سے معلوم ہو جائے گا کہ ایسی آفات اکثر چار طرح سے ظہور پذیر ہوتی ہیں، جن کے انسداد کے لیے باغبان کو چار اُمور کی اَشد ضرورت ہے:

اوّل: ...... ایسے سبزہ خور جانوروں کے دندان و دہن کو اُس پودے تک پہنچنے سے روکا جائے جن کی جبلت اور خلقت میں سبزہ و گیاہ [ہری گھاس] کا کھانا داخل ہے۔

دوسرے: ...... کنویں یا نہر یا بارش کا پانی اور ہوا اور حرارتِ آفتاب (غرضیکہ تمام اسباب زندگی و ترقی) کے پہنچنے کا پورا انتظام ہو۔

تیسرے: ...... اُوپر سے برف، اولہ وغیرہ جو اُس کی حرارتِ غریزیہ [بدن کی طبعی گرمی] کے احتقان [پیدا کرنے] کا باعث ہو، اُس پر گرنے نہ پائے، کیونکہ یہ چیز اُس کی ترقی اور نشوونما کو روکنے والی ہے۔

چوتھے: ...... مالک باغ کا دشمن یا اور کوئی حاسد اُس پودے کی شاخ و برگ وغیرہ کو نہ کاٹ ڈالے، یا اُس کو جڑ سے اُکھاڑ کر نہ پھینک دے۔ اگر ان چار باتوں کا خاطر خواہ بندوبست باغبان نے کر لیا تو خدا سے اُمید رکھنا چاہئے کہ وہ پودا بڑا ہوگا، پھولے پھلے گا، اور مخلوق اُس کی پرمیوہ شاخوں سے استفادہ کرے گی۔ ٹھیک اسی طرح ہم کو خالقِ ارض و سماء سے (جو رب الفلق اور فالق الحب والنویٰ اور چمنستانِ عالم کا حقیقی مالک و مربی ہے) اپنے شجرِ وجود اور شجرِ ایمان کے متعلق ان ہی چار قسم کی آفات سے پناہ مانگنا چاہئے جو اُوپر مذکور ہوئیں۔ پس معلوم کرنا چاہئے کہ جس طرح اوّل قسم میں سبزہ خور جانوروں کی ضرر رسانی محض اُن کی طبیعت کے مقتضیات میں سے تھی، اسی طرح ﴿شَرِّ﴾ کی اضافت ﴿مَا خَلَقَ﴾ کی طرف بھی اسی جانب مشیر ہے کہ یہ شر اُس مخلوق میں من حیث ہو مخلوق کے واسطے ثابت ہے اور اُس کے صدور میں بجز اُن کی طبیعت اور پیدائشی دواعی کے اور کسی سبب کو دخل نہیں، جیسا کہ سانپ، بچھو اور تمام سباع و بہائم وغیرہ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

اس کے بعد دوسرے درجہ میں ﴿غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ [الفلق: ۳] سے تعوذ کی تعلیم دی گئی ہے، جس سے مفسرین کے نزدیک مراد یا تو رات ہے جب خوب اندھیری ہو، یا آفتاب ہے جب غروب ہو جائے، یا چاند ہے جب اُس کو گہن لگ جائے۔ ان میں سے کوئی معنی لو اتنی بات یقینی ہے کہ غاسق میں سے شر کا پیدا ہونا اس کے وقوب (کسی چیز کے نیچے چھپ جانے) پر مبنی ہے اور ظاہر ہے وقوب (چھپ جانے میں) اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ ایک چیز کا علاقہ ہم سے منقطع ہو جائے اور جو فوائد اُس کے ظہور کے وقت ہم کو حاصل ہوتے تھے، وہ اب ہاتھ نہ آئیں، لیکن جب یہ ہے تو یہ تمثیل اسباب و مسببات سے زیادہ اور کسی چیز پر چسپاں نہیں ہوتی، کیونکہ مسبب کا وجود اسباب و معدات کے وجود پر موقوف ہوتا ہے اور جب تک اسباب کا علاقہ مسببات کے ساتھ قائم نہ ہو، ہرگز کوئی مسبب اپنی ہستی میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وہ بات ہے جس کو ہم نے آفت کی دوسری قسم میں یہ کہہ کر بیان کیا تھا کہ پانی، ہوا اور حرارتِ آفتاب (غرض کل اسبابِ زندگی و ترقی) کا اگر خاطر خواہ انتظام نہ ہوا تو وہ پودا کملا کر [مرجھا کر] خشک ہو جائے گا۔ اب اس کے بعد تیسرا تعوذ ﴿النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ﴾ سے کیا گیا جس سے میں کہہ چکا ہوں کہ ساحرانہ اعمال مراد ہیں۔ جو لوگ سحر کا وجود تسلیم کرتے ہیں، وہ یہ مانتے ہیں کہ سحر کے اثر سے مسحور کو ایسے اُمور عارض ہو جاتے ہیں، جن سے طبیعت کے اصلی آثار مغلوب ہو کر دب جائیں، تو سحر کی یہ آفت اُس آفت سے بہت ہی مشابہ ہوئی جو پودے پر برف وغیرہ گرنے اور حرارتِ غریزیہ کے محتقن (بند) ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی تھی، جس سے اُس کا نشوونما رک جاتا تھا۔ لبید بن اعصم کے قصہ میں جو الفاظ آئے ہیں: "فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ۔" ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز نے مستولی ہو کر آپ کے مقتضیات طبیعت کو چھپا لیا تھا جو جبرئیل علیہ السلام کے تعوذ سے باذن اللہ دفع ہو گئی۔ اب اُن آفات میں سے جن سے تحرز کرنا [بچنا] ضروری قرار دیا گیا تھا، صرف ایک آخری درجہ باقی ہے، یعنی کوئی مالک باغ کا دشمن بربناء عداوت و حسد پودے کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکے یا اُس کی شاخ و برگ کاٹ ڈالے۔ ﴿شَرِّ﴾ کے اس مرتبہ کو ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ نے بہت ہی وضاحت کے ساتھ ادا کر دیا۔

ہاں اس تقریر میں اگر کچھ کمی ہے تو صرف اتنی کہ کبھی کبھی تخم کو ان چاروں آفات میں سے کسی کا سامنا کرنا نہیں پڑتا، بلکہ روئیدگی سے پہلے ہی یا تو بعض چیونٹیاں اُس تخم کے باطن میں سے وہ خاص جوہر چوس لیتی ہیں، جس سے تخم کی روئیدگی [افزائش] ہوتی ہے اور جس کو ہم "قلب الحبوب" یا "سویدائے تخم" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یا اندر ہی اندر گھن لگ کر کھوکھلا ہو جاتا ہے اور قابل نشو ونما نہیں رہتا۔ شاید اسی سرسری کمی کی تلافی کے لیے دوسری سورت میں ﴿الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ﴾ کے شر سے استعاذہ کی تعلیم فرمائی گئی، کیونکہ "وسواس" اُن ہی فاسد خطرات کا نام ہے جو ظاہر ہو کر نہیں، بلکہ اندرونی طور پر ایمان کی قوت میں رخنہ ڈالتے ہیں اور جن کا علاج عالم الخفیات والسرائر کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں، لیکن جب وساوس کا مقابلہ ایمان سے ٹھہرا تو دفع وسواس کے واسطے انہی صفات سے تمسک کرنے کی ضرورت ہوئی جو ایمان کے اصلی مبادی ومناشی گنے جاتے ہیں اور جن سے ایمان کو مدد پہنچتی ہے۔ اب تجربہ سے معلوم ہوا کہ سب سے اوّل ایمان (انقیاد و تسلیم) کا نشو ونما حق تعالیٰ کی تربیت ہائے بے پایاں اور انعامات بے غایت ہی کو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے، پھر جب ہم اُس کی ربوبیت مطلقہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارا ذہن اِدھر منتقل ہوتا ہے کہ وہ ربّ العزت مالک الملک اور شہنشاہِ مطلق بھی ہے، کیونکہ تربیت مطلقہ کے معنی ہر قسم کی جسمانی ورُوحانی ضروریات بہم پہنچانے کے ہیں اور یہ کام بجز ایسی ذات منبع الکمالات کے اور کسی سے بن نہیں پڑسکتا جو ہر قسم کی ضروریات کی مالک ہو اور دنیا کی کوئی ایک چیز بھی اُس کے قبضۂ اقتدار سے خارج نہ ہوسکے۔ ایسی ہی ذات کو ہم "مالک الملک" اور "شہنشاہِ مطلق" کہہ سکتے ہیں اور لاریب اُسی کی یہ شان ہونی چاہیے۔ ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ [المؤمن: ۱۶] گویا "مالکیت" یا "ملکیت" ایک ایسی قوت کا نام ہے، جس کی فعلیت کا مرتبہ "ربوبیت" سے موسوم ہوتا ہے، کیونکہ ربوبیت کا کل خلاصہ اعطاء منفعت اور دفع مضرت ہے اور ان دونوں چیزوں پر قادر ہونا یہ ملک علی الاطلاق کا منصب ہے۔ پھر ذرا اور آگے بڑھتے ہیں تو ملک علی الاطلاق ہونے ہی سے ہم کو اس کی معبودیت (الٰہیت) کا سراغ ملتا ہے، کیونکہ معبود اس کو کہتے ہیں جس کے حکم کے سامنے گردن ڈال دی جائے اور اس کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے حکم کی اصلاً پروانہ کی جائے تو ظاہر ہے کہ یہ انقیاد وبندگی بجز محبت کاملہ اور حکومت مطلقہ کے اور کسی کے سامنے سزاوار نہیں اور ان دونوں چیزوں کا اصلی مستحق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا، اس لیے معبودیت والٰہیت کی صفت بھی تنہا اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے ثابت ہوگئی۔ پڑھو: ﴿اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا﴾ [المائدہ: ۷۶] غرض سب سے اوّل جو صفتِ ایمان کا مبدأ بنتی ہے وہ ربوبیت ہے، اُس کے بعد صفتِ ملکیت اور سب کے بعد الوہیت کا مرتبہ ہے، پس جو شخص اپنے ایمان کو وسواسِ شیطانی کی مضرت سے بچانے کے لیے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں چارہ جوئی کرے گا، اُس کو اسی طرح درجہ بدرجہ نیچے کی عدالت سے اوپر کی عدالت میں جانا مناسب ہوگا، جس طرح خود اُس نے بالترتیب اپنی صفات ﴿رَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝﴾ کو سورۃ "الناس" میں بیان فرما دیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جس طرح مستعاذ بہ کی جانب میں یہاں تین صفتیں بغیر واوِ عطف اور بغیر اعادۂ باء جارہ کے مذکور ہیں، اسی طرح مستعاذ منہ کی جانب بھی تین چیزیں نظر آتی ہیں جو صفت در صفت کر کے بیان کی گئی ہیں۔ اس کو یوں سمجھ سکتے ہو کہ لفظ وسواس کو صفت الوہیت کے مقابلہ میں رکھو، کیونکہ جس طرح مستعاذ بہ حقیقی ﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾ ہے اور ﴿مَلِكِ وَرَبِّ﴾ اُسی تک رسائی حاصل کرانے کے عنوان قرار دیئے گئے ہیں، اسی طرح مستعاذ منہ کی حقیقت یہی وسواس ہے، جس کی صفت آگے "خناس" بیان فرمائی ہے۔ "خناس" سے مراد یہ ہے کہ شیطان بحالتِ غفلت آدمی کے دل میں وسواس ڈالتا رہتا ہے، اور جب کوئی بیدار ہو جائے تو چوروں کی طرح پیچھے کو کھسک آتا ہے۔ ایسے چوروں اور بدمعاشوں کا بندوبست اور اُن کے دستِ تعدی سے رعایا کو مصئون ومامون بنانا بادشاہانِ وقت کا خاص فریضہ ہوتا ہے اس لیے مناسب ہوگا کہ اس صفت کے مقابل ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ کو رکھا جائے۔ اور ﴿الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ جو "خناس" کی فعلیت کا درجہ ہے اور جس کو ہم چور کے نقب لگانے سے تشبیہ دے سکتے ہیں، اس کو ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ کے مقابلہ میں (جو حسب تحریر سابق ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ کی فعلیت کا مرتبہ ہے) شمار کیا جائے، پھر دیکھئے کہ مستعاذ منہ اور

مستعاذ بہ میں کس قدر تام اور کامل تقابل ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم باسرار کلامہ۔

تنبیہ: ...... کئی صحابہؓ (مثلاً عائشہ صدیقہؓ، ابن عباسؓ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر بعض یہود نے سحر کیا، جس کے اثر سے ایک طرح کا مرض سا بدن مبارک کو لاحق ہو گیا۔ اس دوران میں کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ایک دنیوی کام کر چکے ہیں، مگر خیال گزرتا تھا کہ نہیں کیا، یا ایک کام نہیں کیا اور خیال ہوتا تھا کہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاج کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں اور ان کی تاثیر سے وہ اثر باذن اللہ زائل ہو گیا۔ واضح رہے کہ یہ واقعہ صحیحین میں موجود ہے، جس پر آج تک کسی محدث نے جرح نہیں کی اور اس طرح کی کیفیت منصب رسالت کے قطعاً منافی نہیں، جیسے آپ کبھی کبھی بیمار ہوئے، بعض اوقات غشی طاری ہو گئی یا کئی مرتبہ نماز میں سہو ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ۔" (میں بھی ایک بشر ہی ہوں، جیسے تم بھولتے ہو، میں بھی بھولتا ہوں، میں بھول جاؤں تو یاد دلا دیا کرو) کیا اس غشی کی کیفیت اور سہو ونسیان کو پڑھ کر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اب وحی پر اور آپ ﷺ کی دوسری باتوں پر کیسے یقین کریں؟ ممکن ہے اُن میں بھی سہو ونسیان اور بھول چوک ہو گئی ہو۔ اگر وہاں سہو ونسیان کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وحی الٰہی اور فرائضِ تبلیغ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے لگیں، تو اتنی بات سے کہ احیاناً آپ ﷺ ایک کام کر چکے ہوں اور خیال گزرے کہ نہیں کیا، کس طرح لازم آیا کہ آپ کی تمام تعلیمات اور فرائضِ بعثت سے اعتبار اُٹھ جائے؟ یاد رکھئے! سہو نسیان، مرض اور غشی وغیرہ عوارض خواص بشریت سے ہیں، اگر انبیاء بشر ہیں تو ان خواص کا پایا جانا اُن کے رُتبہ کو کم نہیں کرتا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ جب ایک شخص کی نسبت دلائل قطعیہ اور براہین نیرہ سے ثابت ہو جائے وہ یقیناً اللہ کا سچا رسول ہے، تو ماننا پڑے گا کہ اللہ نے اُس کی عصمت کا تکفل کیا ہے اور وہی اُس کو اپنی وحی کے یاد کرانے، سمجھانے اور پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔ ناممکن ہے کہ اُس کے فرائض دعوت و تبلیغ کی انجام دہی میں کوئی طاقت خلل ڈال سکے۔ نفس ہو یا شیطان، مرض ہو یا جادو، کوئی چیز ان اُمور میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی جو مقصد بعثت کے متعلق ہیں۔ کفار جو انبیاء کو "مسحور" کہتے تھے، چونکہ اُن کا مطلب نبوت کا ابطال اور یہ ظاہر کرنا تھا کہ جادو کے اثر سے ان کی عقل ٹھکانے نہیں رہی، گویا "مسحور" کے معنی "مجنون" کے لیتے تھے اور وحیٔ الٰہی کو جوشِ جنون قرار دیتے تھے (العیاذ باللہ) اس لیے قرآن میں ان کی تکذیب و تردید ضروری ہوئی۔ یہ دعویٰ کہیں نہیں کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام لوازم بشریت سے مستثنیٰ ہیں اور کسی وقت ایک آن کے لیے کسی نبی پر سحر کا معمولی اثر جو فرائض بعثت میں اصلاً خلل انداز نہ ہو، نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ دوم: ...... معوذتین کے قرآن ہونے پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہے اور اُن کے عہد سے آج تک بتواتر ثابت ہے، صرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ان دو سورتوں کو اپنے مصحف میں نہیں لکھتے تھے۔ لیکن واضح رہے کہ اُن کو بھی ان سورتوں کے کلام اللہ ہونے میں شبہ نہ تھا، وہ مانتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور لاریب آسمان سے اُترا ہے، مگر اُنکے نازل کرنے کا مقصد رُقیہ اور علاج تھا۔ معلوم نہیں کہ تلاوت کی غرض سے اُتاری گئی یا نہیں، اس لیے ان کو مصحف میں درج کرنا اور اُس قرآن میں شامل کرنا جس کی تلاوت نماز وغیرہ میں مطلوب ہے، خلافِ احتیاط ہے۔ روح البیان میں ہے: "اِنَّہٗ کَانَ لَا یعد المعوذتین مِنَ القُرآن وَکان لا یکتبھما فی مصحفہ، یقول انھما منزلتان مِنَ السَّماء وھما من کلام رب العالمین ولکنّ النبیّ ﷺ کان یرقی ویعوذبھما، فاشتبہ علیہ انھما مِنَ القُرآن اولیستا منہ فلم یکتبھما فی المصحف۔" (صفحہ: ۲۳ ۷، جلد ۴) قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لم ینکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کونھما من القرآن وانما انکر اثباتھما فی المصحف فانہ کان یری ان لا یکتب فی المصحف شیئًا اِلَّا ان کانَ النبی ﷺ اذن فی کتابتہ فیہ و کانہ لم یبلغہ الاذن۔" (فتح الباری: جلد ۸، صفحہ: ۵۷۱) حافظ نے ایک اور عالم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: لم یکن اختلاف ابن

مسعود رضی اللہ عنہ مع غیرہ فی قرانیتھما وانما کان فی صفۃ من صفاتھما۔" (فتح الباری: جلد ۵، صفحہ: ۵۷۱) بہرحال اُن کی یہ رائے بھی شخصی اور انفرادی تھی اور جیسا کہ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اُن سے اتفاق نہیں کیا، اور بہت ممکن ہے کہ جب تواتر سے اُن کو ثابت ہو گیا ہو کہ یہ بھی قرآن متلو ہے تو اپنی رائے پر قائم نہ رہے ہوں۔ اس کے علاوہ ان کی یہ انفرادی رائے بھی محض خبر واحد سے معلوم ہوئی ہے جو تواتر قرآنی کے مقابلہ میں قابل سماعت نہیں ہو سکتی۔ شرح مواقف میں ہے: ان اختلاف الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی بعض سور القرآن مروی بالاحاد المفیدۃ للظن، و مجموع القرآن منقول بالتواتر المفید للیقین الذی یضمحل الظن فی مقابلتہ۔ فتلک الاحاد مما لا یلتفت الیہ، ثم ان سلمنا اختلافھم فیما ذکر، قلنا: انھم لم یختلفوا فی نزولہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی بلوغہ فی البلاغۃ حد الاعجاز بل فی مجرد کونہ من القرآن وذلک لا یضر فیما نحن بصددہ۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واجیب باحتمال انہ کان متواترا فی عصر ابن مسعود لکن لم یتواتر عند ابن مسعود فانحلت العقدۃ بعون اللہ تعالیٰ۔ اور صاحب المعانی کہتے ہیں: ولعل ابن مسعود رضی اللہ عنہ رجع عن ذلک۔

اُس رب کریم کا شکر کس زبان سے کروں؟ جس کی خالص توفیق و تیسیر سے آج یہ مہتم بالشان کام انجام کو پہنچا۔ الٰہی! آج عرفہ کے مبارک دن اور وقوف بعرفات کے وقت تیرے کلام پاک کی ایک مختصری خدمت جو محض تیرے فضل و اعانت سے اختتام پذیر ہوئی، تیری بارگاہ قدس میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں، تو اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرما اور مقبول بنا۔ الٰہی! میں معترف ہوں کہ اس خدمت کی انجام دہی میں حق اخلاص ادا نہیں ہو سکا، لیکن تیری رحمت و رافت جب سیئات کو حسنات سے بدل ڈالتی ہے، اُس کے لیے ایک صورت حسنہ کو حقیقت حسنہ بنا دینا کیا بڑی بات ہے۔ میرا گمان تیرے ساتھ یہی ہے کہ تو اپنی نکتہ نوازی سے اس ناچیز عمل کو زندۂ جاوید بنائے گا، اور اس کے نیک ثمرات سے دارین میں مجھ کو متمتع فرمائے گا۔ اے اللہ! تو اپنے قرآن پاک کی برکت سے میری، میرے والدین کی، میرے شیوخ و اساتذہ کی، میرے اقارب و احباب کی، اور اُن کی جو اس کار خیر کے محرک و داعی بنے، یا جنہوں نے اس عظیم الشان کام میں رفاقت و اعانت کی، سب کی مغفرت فرمائیے اور سب کو دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مامون و مصئون رکھیے اور حضرت مترجم (قدس اللہ سرہ) کے ساتھ جنت الفردوس میں جمع کیجیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً۔ اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ۔ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ۔ وَاجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ونعم ماقیل:

اوّل و آخر قرآن زچہ با آمد و سین
یعنی اندر دو جہاں رہبر ما قرآن بس

۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ - دیوبند
العبد الفقیر
بفضل اللہ الصمد عبدہ شبیر احمد ابن مولانا فضل الرحمن العثمانی
قد کان ابی رحمۃ اللہ علیہ عثمانیا بفضل اللہ وکان ینشد:

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
ولو کرہ الاعداء من کل حاسد

..........☆☆☆......الحمد للہ تیسواں ۳۰ پارہ ختم ہوا......☆☆☆..........